اعادۂ جاں گزارشات

عشناء کوثر سردار

پیش لفظ

السلام علیکم،

جب آپ چل رہے ہوتے ہیں تو سفر کے تسلسل میں کتنے پڑاؤ آتے ہیں یا درحقیقت کتنے سنگ میل آتے ہیں اس کا دھیان نہیں رہتا۔ اور کچھ خواب کے بعد تقریبا دو سال کی مدت پوری ہونے کو ہے تو اعادہ جاں گزارشات کا ذکر ہو رہا ہے۔

ہونے والی بے معنی باتوں میں، تذکروں میں، حیلے بہانوں سے، کہی سنی باتوں میں، کہیں نہ کہیں اس ناول کا ذکر ہوتا رہا۔ اور میرا وعدہ تھا میرے پڑھنے والوں سے جو ایک طویل مدت سے میرے کسی ناول کا انتظار کر رہے تھے۔ میں انہیں کوئی ناول دینے کی بھرپور کوشش کروں گی، اور یہ ناول ان پہلے ناولوں سے یقیناً زیادہ پاورفل اور پاپولر ہوگا۔ جسے پڑھنے والے مدتوں یاد رکھیں گے۔ قارئین کے بے حد اصرار اور بے تابی کے پیش نظر، اس ناول کو http://kitaabghar.com کی ویب سائٹ پر ہفتہ وار پیش کیا جا رہا ہے۔ میں کتاب گھر ویب سائٹ http://kitaabghar.com کے روح رواں حسن بھائی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی، جنہوں نے اپنی ویب سائٹ کیلئے مجھ سے ایک ناول لکھوانے کا نہ صرف اصرار جاری رکھا، بلکہ دو سال انتظار بھی کیا۔ حسن بھائی سے کیا وعدہ میں ضرور پورا کروں گی اور اعادہ جاں گزارشات کے بعد میرا نیا ناول جیسے بھی انکی ویب سائٹ پر جلد آئے گا۔

اعادہ جاں گزارشات کوئی نئی بات نہیں، محبت کی ایک خاص بات ہے، جتنی بار بھی مسلسل اس کا تذکرہ کیا جائے یا تواتر سے کہی جائے، معنی بدلتے نہیں نا بات پرانی لگتی ہے۔ محبت جیسے مسلسل کہا یا دوہرایا جانے والا قصہ ہے مگر لفظ بدل کر کتنی بار بھی کہا جائے یا پھر انہی لفظوں کے ساتھ دوہرایا جائے، مگر انتہائی اثر پذیر لگتا ہے۔ ہر بار دل پر پہلے سے کہیں زیادہ اثر کرتا ہے یہ قصہ! محبت پرانی نہیں ہوتی، وقت کے ساتھ ہم پرانے ہوتے ہیں، ہماری سوچ کے زاویے بدلتے ہیں، دیکھنے کا ڈھنگ بدلتا ہے، مگر محبت جو کی تو رہتی ہے۔ اپنے ایک خاص بہاؤ کے ساتھ چلتی ہوئی کبھی یہ ہماری پرانی سوچ کو پہلے سے کہیں زیادہ بدل کر نیا کر دیتی ہے۔ اعادہ جاں گزارشات محبت کا ایک تسلسل ہے اور یہ تسلسل ہر اُس دل سے جڑنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے جو محبت پر اعتقاد رکھتا ہے۔

جیسے کہ آپ سب پڑھنے والے جانتے ہیں میں محبت کے بنا لکھ نہیں سکتی۔ محبت جیسے میرا کوئی مضبوط ہتھیار ہے جس کے بنا میری ذات ادھوری ہے، جس کے بنا میری ہر بات ادھوری ہے۔ میں محبت کے ذکر کے بنا لکھ نہیں سکتی، بات نہیں کر سکتی، محبت میرے ہر ناول کا جزو بھی ہے اور کُل بھی۔ اس جزو اور کل کے درمیان محبت سانس لیتی ہے، سرگوشیاں کرتی ہے، میں اپنے اردگرد جتنے انہماک سے یہ سرگوشیاں سنتی ہوں، آپ تک منتقل کر دیتی ہوں۔ محبت چپ میں بولتی ہے، خاموشی میں اپنا تذکرہ آپ کرتی ہے۔ اور میں اسی تذکرہ کی بات آپ سے ایک بار پھر کرنے جا رہی ہوں۔

بہت سے پڑھنے والوں نے مطلب پوچھا تھا اعادہ جان گزارشات کیا ہے؟ یہ جان کا ایک قصہ ہے جو خاموشی میں تسلسل سے عرضیاں لکھ کر اپنی گزارشات کو دوہرا رہا ہے اور اس عمل میں تھکن وجود پر غالب نہیں آتی، جو جان کو تھکنے نہیں دیتی اور روح کو متحرک رکھتی ہے۔ محبت ایسا ہی ایک جنون ہے، یقین نہ آئے تو اعادہ جاں گزارشات پڑھ کر دیکھ لیں، آپ خود جان جائیں گے۔

اس سفر میں جو میرے پڑھنے والے میرے ساتھ رہے، مجھے فیس پر میسجز کر کے سپورٹ کرتے رہے یا لکھنے کی تحریک دیتے رہے، آپ سب میری مضبوط ڈھال ہیں اور میرا بہت قیمتی اثاثہ ہیں۔ آپ پڑھنے والوں کے بنا آپکی سپورٹ کے بنا میں کچھ نہیں ہوں۔

میرا گزشتہ ناول اور کچھ خواب جو بہت مقبول رہا، اسکی بے پناہ کامیابی کیلیے میں آنچل اور طاہر قریشی بھائی کی مشکور ہوں۔

اور کچھ خواب جو کہ ایک بیسٹ سیلر ناول بھی رہا، اسے انتہائی خوبصورت انداز اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ کتابی شکل میں پبلش کرنے پر میں علم و عرفان پبلشرز کے گلفراز بھائی کی بھی بہت مشکور ہوں۔

القریش پبلی کیشنز کے علی بھائی کا بھی ذکر ضرور کرنا چاہوں گی، جنہوں نے میری پہلی پانچ کتابیں بہت محنت اور لگن سے شائع کیں۔ اور وہ تمام بیسٹ سیلر رہیں۔ علی بھائی اتنی مقبول کتب کی اشاعت آپ کے بنا ممکن نہ تھی، بہت شکریہ۔

Saima Quraishi (Oxford), Sidra Afaq, Sonia Ahmed, Esha Khan, Ruhma Cheema (USA), Ammara Khan, Sidra Murtaza, Aleezay Ahmed, Ansa Jafey, Tamoor Hassan, Meerab Abbasi, Nosheen Iqbaal Noshi, Sumaira Ghafoor, Anabiya Ali, Shabana Ishfaq, Kanwal Khan, Sharmeen Sadaf (From India), Ashmeera Sabah (from India) Saima Sam Iftikhaar, Lubna Khalid, Uzma Irfan, Fam Anjum, Nazia Saeed, Sharmeen Khan (India) Wajeeha Alraaf Choudry, Waniya Mustafa, Aima Noor Choudry, Shehla Majeed, Unique Pearl, Honain Malick, Spring Love Rose, Sarah Khan, Zerrin Gul, Dilkash Mariyam, Amna Noor, Merab Fatima, Baba ki Ladli, Anam Sayed, Ume Hani, Hina Mahir, Masooma Raza, Maisra Mehmood, Aashi Irf from india.

You are all great and your support mean a lot to me.

بہت شکریہ، اس سفر میں میرے ساتھ رہنے کے لیے اور ہر لمحہ مجھے لکھنے پر مائل کرنے کے لیے۔ میرے پاس الفاظ کم پڑ رہے ہیں۔ پھر کسی اگلے سنگ میل تک اجازت دیجئے۔ اپنا بہت خیال رکھیے اور اپنا فیڈ بیک دیتے رہیے۔

والسلام

عشناء کوثر سردار

ابان ذوالفقار شگری اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔تیس سے زیادہ منٹ اسے یہاں کھڑے گزر چکے تھے سو انداز میں جھنجھلاہٹ تھی۔ چہرے پر اکتائی ہوئی سی کیفیت تھی۔یحییٰ نے اسے باہر رک کر انتظار کرنے کو کہا تھا۔وہ انتظار کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ اوراسی تھکے ہوئے انداز میں اس نے تاریکی میں اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں اس جانب نگاہ کی تھی جس طرف یحییٰ گیا تھا پھر پلٹ کرگاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی کے اندر بیٹھنے کاارادہ کیا تھااور تبھی عین اس وقت تیزی سے بھاگتی ہوئی اتباع منصور اس اسٹریٹ پر آئی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری اپنے دھیان میں تھا۔اس نے اس پر نگاہ نہیں کی تھی۔

سرخ لہنگے میں سرپٹ دوڑتی وہ اس کی کار کے قریب آئی تھی۔کار کے شیشے پر جھک کر مدد کے لئے پکارنا چاہا تھا مگر گاڑی کے شیشے اوپر تھے اور ڈور لاکڈ تھا۔اتباع منصور نے شیشے کو بجایا تھا۔

''ہیلو......ہیلپ......!''

مگر ابان ذوالفقار شگری نے سننا گوارہ نہیں کیا تھا۔اندر شاید گاڑی میں میوزک لاؤڈ بج رہا تھا تبھی اتباع منصور کے دونوں ہاتھوں سے شیشہ بجانے کے باوجود وہ متوجہ نہیں ہوسکا تھا۔

اتباع منصور نے ایک بار پر زور انداز میں کھڑکی کے شیشے کو بجایا تھا۔اس کی برداشت ختم ہوچکی تھی۔عجلت سے ایک بار پلٹ کر پیچھے دیکھا تھا۔چہرے پر خوف تھا،ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

''اوپن دا ڈور ڈیم اٹ!'' وہ چیخی تھی اور پلٹ کر دیکھا تھا۔اسے خوف تھا وہ پکڑی نہ جائے تبھی سر سے بال پن نکا کرگاڑی کے لاک کو کھولنے کی کوشش کی تھی اور وہ اس میں کامیاب ہوگئی تھی۔گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھااور فوراً گاڑی میں بیٹھی تھی اور دروازہ بند کیا تھا۔انداز میں عجلت تھی۔وہ کسی سے بھاگی تھی،پناہ چاہتی تھی مگر گاڑی کا دروازے کالاک کھلنے اور دروازہ بند ہونے سے جو شور ہوا تھا اس سے ابان ذوالفقار شگری نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

''کون ہیں آپ؟ اوراس طرح گاڑی میں کیوں بیٹھی ہیں؟'' وہ حیرت سے اس سجی سجائی لڑکی کو دیکھ کر بولا تھا۔وہ اس وقت سرخ لہنگے میں تھی۔ابان کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔وہ دلہن بنی ہوئی تھی۔اس پر اس طرح بنا اس کی اجازت کے کار کالاک کھول کر اندر بیٹھنا۔وہ اس کے اس اقدام پر یقیناً حیران تھا مگر اتباع منصور اس پوچھ گچھ کے لئے فی الحال تیار نہیں تھی تبھی اس شخص کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے اس نے گردن موڑ کر بیک اسکرین سے پیچھے دیکھنا چاہا تھا اور سماجت والے انداز میں بولی تھی۔

''پلیز موو دا کار...... کچھ مت پوچھئے۔آئی نیڈ ہیلپ! آپ پلیز گاڑی آگے بڑھائیے۔میں سب بتاتی ہوں آپ کو!'' وہ گردن موڑ کر پیچھے دیکھتے ہوئی پریشان کن صورتحال سے دوچار نظر آئی تھی۔

''ایکسیوزمی؟ کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟'' ابان ذوالفقار شگری نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں۔آپ نہیں جانتے۔میں بھی نہیں جانتی آپ کو مگر آپ کو میری مدد کرنا ہوگی۔Because I need help!۔ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔سو پلیز کچھ مت پوچھو آپ کی مدد کی اشد ضرورت ہے...... پلیز سمجھنے کی کوشش کریں آپ!"اتباع منصور کے پاس جیسے وقت کم تھا۔وہ بہت خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔سرخ لہنگے میں سجی سنوری وہ لڑکی اسے کوئی پراسرار لگی تھی۔جس طرح وہ اس کی لاکڈ گاڑی کا لاک کھول کر اندر بیٹھی تھی وہ اس پر محتاط دکھائی دے رہا تھا۔جس طرح وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا وہ اس پر ٹرسٹ نہیں کر رہا تھا۔

اگرچہ اتباع منصور کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھی اور وہ بہت خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی مگر وہ اسے جانچتی نظروں سے مسلسل گھور رہا تھا جیسے اس روئے زمین پر اس لڑکی سے بڑا کوئی کرمنل نہ ہو۔

"یو ان لاکڈ مائے کار۔دیٹس آ کرائم۔آپ کوئی بھی ہوسکتی ہیں، کچھ بھی ہوسکتی ہیں،سوری آئی کانٹ ٹرسٹ یو۔میں اس طرح کسی پر بھی اعتبار نہیں کرسکتا۔کیا آپ میری گاڑی سے اتریں گی؟"وہ مہذب انداز میں درخواست کرتا ہوا بولا تھا اور اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔وہ یقینا بہت سفاک دکھائی دیا تھا۔

لڑکی نے بہت حیرت سے اسے دیکھا تھا۔پھر پلٹ کر بیک میں دیکھا تھا اور تبھی کچھ لوگوں کو وہاں سے ہتھیاروں سے لیس اس کے تعاقب میں آتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ گاڑیوں میں سوار تھے۔اتباع منصور اسے قائل کرنا چاہتی تھی کہ وہ مشکل میں ہے مگر وہ سمجھنے کو تیار نہیں تھا تبھی وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سرعت سے نیچے جھک گئی تھی کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔گاڑیاں زن سے ان کی کار کے برابر سے گزری تھیں۔اتباع منصور نے سانسیں روک لی تھیں اور خوف سے آنکھیں زور سے بھینچ لی تھیں۔وہ بہت خوفزدہ دکھائی دی تھی۔ابان شگری نے اسے ناچاہتے ہوئے بھی بغور دیکھا تھا۔وہ کسی حد تک صورتحال کو سمجھ گیا تھا کہ کوئی اس کے تعاقب میں تھا اور وہ یقینا چھپ رہی تھی اور تبھی اس کی گاڑی میں فوری طور پر پناہ لی تھی مگر وہ اس صورتحال پر باقی چیزیں نظرانداز کرکے اسے کوئی رعایت نہیں دے سکتا تھا۔وہ کوئی بھی ہو سکتی تھی اور وہ کسی بھی معاملے میں الجھنا نہیں چاہتا تھا تبھی دوٹوک انداز میں بنا کوئی مروت رکھے بولا تھا۔

"میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔آپ جو کوئی بھی ہیں پلیز لیو مائے کار۔آپ باہر نکلئے۔اگر کوئی آپ کے تعاقب میں تھا تو وہ اب جا چکا ہے۔"پرسکون لہجے میں وہ بولا تھا۔

اتباع منصور نے بہت حیرت سے اسے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔وہ انسان بہت سفاک دکھائی دے دیا تھا۔اس کے چہرے پر کوئی مروت یا کرٹسی نہیں تھی۔

"آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں جیسے اس دنیا کی سب سے بڑی کرمنل میں ہی ہوں؟ ایکسکیوز می؟ میں ایک اچھی فیملی سے ہوں،اس وقت مشکل میں ہوں اور مجھے انسان ہونے کے ناطے مدد درکار ہے اور ایک انسان ہوتے ہوئے آپ کا فرض بنتا ہے کہ میری

مدد کریں اور پلیز مجھے اس طرح جانچتی نظروں سے دیکھنا بند کریں۔" وہ مشکل میں ہونے کے باوجود پر اعتماد دکھائی دی تھی۔

"گاڑی آگے بڑھائیے۔ وہ لوگ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں اور کسی بھی وقت واپس آسکتے ہیں۔ مجھے کسی محفوظ مقام پر پہنچنا ہوگا۔" وہ قائل کرنا چاہتی تھی مگر ابان ذوالفقار شگری جیسے کوئی مروت نہیں رکھتا تھا۔

"وٹس رونگ؟ میں آپ کی کوئی مدد کیوں کرونگا؟ دیکھئے میڈم مجھے کسی مشکل میں گرفتار ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی کرائم کرکے بھاگی ہوں تو میں تو آپ کا ساتھ دینے کے چکر میں مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ میں آپ کی مدد کروں اور الٹا پھنس جاؤں، یہی چاہتی ہیں آپ؟ ۔آپ نے میری گاڑی میں بنا اجازت انٹری ماری اور اب دھڑلے سے میری کار میں بیٹھی ہیں۔ میری طرف سے اتنی مروت کافی ہے شاید؟"۔ ابان شگری سپاٹ لہجے میں بولا تھا جیسے اتباع منصور کی سات نسلوں پر عظیم احسان کر دیا ہو۔

"وہاٹ؟ پاگل ہیں آپ؟ میں کرائم کرکے بھاگی ہوں؟ کرمنل دکھائی دیتی ہوں آپ کو؟ یہ پچاس کلو کا بھاری لہنگا پہن کر کوئی لڑکی کرائم کرسکتی ہے؟ آپ کو پتہ ہے اتنا وزنی ڈریس میں نے لائف میں اس سے پہلے کبھی نہیں پہنا مگر میں یہ بات بتا کر آپ کو قائل نہیں کرنا چاہتی۔ آپ بہت Blunt انسان ہیں، لحاظ مروت بالکل نہیں ہے آپ میں مگر میری مجبوری ہے۔ مدد کی ضرورت ہے مجھے یہاں سے نکلنے کے لئے اور اس وقت صرف آپ ہی ہیں جس پر مجھے انحصار کرنا پڑ رہا ہے اور......!"

"میڈم، پلیز آپ گاڑی سے باہر نکلئے!" ابان شگری سفاکی سے کھردرے لہجے میں بولا تھا اور اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ تبھی وہ گہری سانس خارج کرتے ہوئے بہت سکون سے بولی تھی۔

"آپ گاڑی آگے بڑھائیں گے یا میں پستول نکالوں؟" خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ اعتماد بحال کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بہت کمزور لگی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خوف واضح تھا۔ اپنی دانست میں اس نے ابان ذوالفقار شگری کو دھمکی دی تھی مگر وہ اس سے کچھ خاص متاثر نہیں ہوا تھا۔

"آپ اتریئے میری گاڑی سے!" تحکم بھرے انداز میں وہ بولا تھا اور ایک لمحہ کو گردن گھما کر اس نے دیکھا تھا۔ سامنے سے وہ گاڑیاں اس لڑکی کی تلاش میں آتی پھر سے دکھائی دی تھیں۔ اتباع منصور یہ دیکھ چکی تھی تبھی وہ نیچے جھک کر خود کو چھپانے میں کامیاب ہوئی تھی۔ چہرے پر شدید خوف تھا۔ آنکھیں سختی سے میچے وہ بس یہی کہہ پائی تھی۔

"پلیز، آئی نیڈ ہیلپ، پلیز۔ میرا اعتبار کریں، میں مشکل میں ہوں۔" وہ دبے دبے لہجے میں خوف سے آنکھیں زور سے میچے بولی تھی اور تب جانے کیا ہوا تھا۔ ابان ذوالفقار شگری نے گردن موڑ کر سامنے دیکھا تھا اور گاڑی فوراً اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی تھی۔ اس نے بیک مرر میں دیکھا تھا۔ اس لڑکی نے سکون کی ایک گہری سانس لی تھی۔ گاڑی میں نیم تاریکی والے ماحول میں وہ اس کے چہرے کو اسی قدر دیکھ پایا تھا۔

گاڑی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی وہاں سے کافی دور نکل گئی تھی۔ اتباع منصور نے اطمینان سے نڈھال انداز میں سر سیٹ کی پشت

سے لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں جیسے وہ کسی بہت بڑے طوفان سے نبرد آزما ہوئی ہو۔ وہ تھکی ہوئی نڈھال لگ رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی اس اجنبی لڑکی کو بغور دیکھا تھا۔

"آپ جانتی ہیں میں نے آپ کی مدد کی حالانکہ آپ کوئی بھی ہو سکتی ہیں اور آپ کا تعلق کسی خطرناک گروہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اب سچ سچ بتائیے کون ہیں آپ ورنہ میں آپ کو یہیں اس ویران علاقے میں گاڑی سے اتاردوں گا اور تب تک میں یہیں موجود رہوں گا مگر میری گاڑی لاکڈ رہے گی مگر اس بار میں آپ کو آپ کی بال پن سے گاڑی کے لاک کو کھول کر گاڑی کے اندر بیٹھنے کی اجازت نہیں دوں گا" پرسکون انداز میں وہ بولا تھا۔

اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"آپ اپنے پچھلے جنم میں جلاد تھے؟ آپ کو دکھائی دیتا ہے کہ میں مشکل میں ہوں۔ آپ کو بہت پراسرار لگ رہی ہوں میں اس سچویشن میں گھری ہوئی۔ آپ مجھ سے اس طرح انویسٹی گیشن کرنے کا حق نہیں رکھتے، میں کوئی کرمنل نہیں ہوں نا ہی کسی گروہ سے میرا تعلق ہے۔ کوئی واردات کر کے نہیں بھاگی ہیں۔ میری شادی ہو رہی تھی وہ بھی میری مرضی کے بنا۔ وہ انتہائی فضول شخص زبردستی شادی کر رہا تھا مجھ سے۔ اپنی بیوی بنانے کے لئے نہیں، مگر بس ایک سمجھوتے کے تحت۔ میرے پاس کوئی اور راہ نہیں تھی، میں یہ شادی نہیں کر سکتی تھی۔ اس قید سے...... زبردستی کی قید سے...... جبر سے اور ایک ناپسندیدہ رشتے سے بھاگی ہوں میں۔ آپ کی نظروں میں یہ گناہ ہے تو میں نے گناہ کیا ہے لیکن آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے مجھے سزا یا جزا دینے کا، آپ کوئی نہیں ہوتے۔" وہ لاتعلقی سے بولی تھی۔ انداز میں بلا کا اعتماد تھا۔ ایک خاص ایٹی ٹیوڈ تھا جو ظاہر کر رہا تھا وہ ڈرنے یا متاثر ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ لڑکی بہت پراسرار سہی مگر بہت دلیر بھی دکھائی دی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے بہت سکون کے ساتھ بیک مرر میں اسے دیکھا تھا۔

"آپ جانتی ہیں اس سنسان ویران علاقے میں خونخوار جنگلی جانوروں کی تعداد کتنی ہو سکتی ہے؟" وہ یقیناً اسے دھمکانے کی، ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وہ سچ اگل دے۔ اسے سنائی گئی وہ کہانی کچھ فرضی لگی تھی۔ وہ یقین کرنے پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا اور اتباع منصور اسے حیرت اور غصے سے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو یقین نہیں کرنا، مت کیجئے۔ آئی ڈونٹ کیئر اف یو ڈونٹ بلیو۔ مجھے یہاں سے نکلنا ہے سو میں درخواست کرنا چاہوں گی بنا پوچھ گچھ کئے ڈرائیو کیجئے آپ۔ جانوروں سے زیادہ سفاک انسان ہیں۔" وہ بھنائے ہوئے بولی تھی۔

وہ مرر میں اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"آئی وانٹ ٹو نو دا ٹروتھ، سچ سننا ہے مجھے کوئی فرضی کہانی نہیں۔ اگر آپ نے سچ بتانے سے گریز کیا تو بنا کوئی مروت رکھے اسی علاقے میں اتار دونگا۔ آپ کی مدد کر کے کوئی نئی مصیبت سر نہیں لینا مجھے۔ آپ کی مدد کر رہا ہوں، ایک مروت آپ بھی کریں۔ ایٹ لیسٹ شیئر دا ٹروتھ۔" وہ لہجے میں کوئی کرٹسی نہیں رکھتا تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"لگ۔ مجھ پر شک کرنا بند کریں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں نے خود کو بچایا ہے۔ اپنی شادی اس انتہائی فضول بندے سے ہونے سے بچائی ہے۔ کرمنل میں نہیں وہ ہے۔ اتنے دن تک حبس بے جا میں رکھا اس نے مجھے۔ میرا اغوا کیا۔ مجھے اس زبردستی کی شادی پر مجبور کیا۔ آپ اتنے سوال جا کر اس سے کیوں نہیں کرتے؟" وہ ڈرے سہمے بنا اعتماد سے بولی تھی۔ بیک مرر سے ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ دھیان کول تار کی سڑک سے زیادہ اس پراسرار چہرے پر تھا۔ رات کی تاریکی میں اگرچہ اسے اس ہائی وے پر بہت محتاط انداز میں کار ڈرائیو کرنے کی ضرورت تھی مگر وہ اجنبی لڑکی کو نظر انداز نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ کچھ بھی ہو سکتی تھی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا اگر اس نے اس کی مدد کر کے کوئی رسک تو نہیں لیا۔

"پلیز سامنے دیکھ کر گاڑی دھیان سے چلائیں۔ آپ کی توجہ ونڈ اسکرین پر اور سامنے سڑک پر ہونا زیادہ ضروری ہے ورنہ کوئی خوفناک حادثہ پیش آ سکتا ہے۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"فکر مت کریں، گاڑی پہلی بار نہیں چلا رہا۔ آپ کو اپنی سلامتی کی فکر زیادہ ہے مگر مجھے آپ کسی پراسرار کردار لگ رہی ہیں اور میں یہ نظر انداز نہیں کر سکتا کہ آپ مجھے سچ بتانے سے مسلسل انکاری ہیں۔ مجھے مشکل میں ڈال کر نکل گئیں تو یقیناً برا ہوگا۔ یہی سوچ رہا ہوں کہیں یہ اعتبار کرنا، مدد دینا گلے نہ پڑ جائے۔" وہ جتا رہا تھا۔

اتباع منصور نے تھک کر اکتائے ہوئے انداز میں گہری سانس خارج کی تھی۔

"اتفاق سے میرے پاس کوئی اور متبادل سچ نہیں ہے۔ جو ہے اسی موجودہ سچ پر یقین کرنا ہوگا آپ کو اور مجھے آپ کی سلامتی کی بھی فکر ہے، سلامت ہوں گے تو ڈرائیو کر پائیں گے نا۔ اس شہر...... اس ملک میں نئی ہوں، مجھے راستوں کی پہچان نہیں سو ڈرائیو نہیں کر پاؤں گی سو کائنڈلی فوکس آن ڈرائیو۔" اطمینان سے کہہ کر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ ایک نئی دنیا تھی اس کے سامنے اور یہ کسی حیرت کدے سے کم نہیں تھی۔ وہ بہت بڑی مشکل میں پھنس گئی تھی یہاں آ کر۔ اس کا فیصلہ یقیناً غلط تھا۔ وہ خود کو اطمینان میں رکھنے کی سعی کر رہی تھی مگر مزید الجھی دکھائی دے رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے ایک نظر بغور اسے دیکھا تھا۔

☆　☆　☆

اشعر ملک نے غصے سے اپنے آدمیوں کو دیکھا تھا۔

"تم لوگوں میں اتنی اہلیت نہیں؟ ایک چھٹانک بھر کی لڑکی کو ڈھونڈ نہیں پائے؟ کہاں گئی وہ؟ اتنی چٹکی بھر لڑکی ہے وہ۔ وہ نہیں سنبھالی گئی تم لوگوں سے۔" وہ غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔

سامنے کھڑے ملازم اسے شرمندہ دکھائی دیئے تھے۔

"ملک صاحب ہم نے بہت کوشش کی اسے ڈھونڈنے کی، دور تک گئے اس کے پیچھے مگر پھر اچانک جانے کہاں غائب

ہوگئی وہ۔اب آسمان کھا گیا اسے یا زمین نگل گئی، یہ نہیں جانتے ہم مگر وہ لڑکی بہت شاطر دماغ ہے ملک صاحب۔" ملازم نے اپنی ہار کے لئے نئی ڈھال بنائی تھی۔

"شاطر ہے؟" ملک اشعر نے سامنے پڑے ٹیبل پر اپنا غصہ نکالا تھا،ایک زوردار لات مار کر ٹیبل کا شیشہ چکنا چور کر دیا تھا۔

اپنے کمزور ہونے کی دلیلیں ڈھونڈنے والے۔بہت زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔وہ لڑکی تم لوگوں سے زیادہ شاطر نہیں ہو سکتی۔"

"سنبھال کر چھوٹے ملک صاحب،چوٹ نہ لگ جائے کہیں،اتنا غصہ ٹھیک نہیں۔" ملازم نے فکرمندی سے کہا تھا۔

اشعر ملک نے اسے گھورا تھا۔

"اوئے تمہارے کہنے سے ازالہ نہیں ہو جائے گا۔شادی ہو رہی تھی میری، دولہا بنا تھا میں،شہر کی اہم ہستیاں جمع تھیں۔ بینڈ باجے بج رہے تھے اور پھر میری بینڈ بج گئی۔it was the most memorable event کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اشعر ملک کی شادی ہو رہی تھی، پر نہ جی۔تم نااہلوں کی وجہ سے ہوتے ہوئے رہ گئی۔ارے کم بختو کتنے پاپڑ بیلے تھے میں نے اور تم نااہلوں نے اسے اتنی آسانی سے بھاگنے دیا۔" اشعر ملک کا غصہ شدید تھا۔شیروانی کلاہ پہنے وہ خاصا مایوس دکھائی دیا تھا۔غصے سے ایک پنچ دیوار پر مارا تھا۔

"ملک جی،ایسا نہ کریں!" ایک وفادار نوکر نے روکا تھا،ہم کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لائیں گے اسے،آپ فکر نہ کریں۔"

"کہیں سے بھی ڈھونڈ لائیں گے۔آہ۔چھٹانک بھر وزن ہوگا اس لڑکی کا مگر تم لوگوں کی آنکھوں میں نمک ڈال کر فرار ہوگئی۔ اوئے میری شادی ٹوٹ گئی۔قبیلے والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا میں؟ وہ ولایت والی لڑکی منہ پر کالک مل گئی ہمارے۔" اشعر ملک کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

"چھوٹے ملک جی، ڈی ایس پی کا نمبر لگا دوں آپ کو؟ ان سے بات کرلیں۔" ایک ملازم نے مشورہ دیا تھا۔

"اوئے کیا بات کروں میں ڈی ایس پی سے؟ تم لوگوں کے خلاف رپورٹ نہ لکھوا دوں کہ تم لوگوں کو رتی بھر ذمے داری کا کام دیا تھا وہ تک ڈھنگ سے نہ ہوا، نکمے ہو سارے، مفت کی روٹیاں توڑ رہے ہو۔نا وہ ڈی ایس پی کیا کرلے گا اب؟ وہ ڈی ایس پی میرے لئے نیا رشتہ ڈھونڈے گا؟" اشعر ملک آگ بگولہ دکھائی دے رہا تھا۔

"ملک صاحب آپ بات تو کر کے دیکھیں۔ابھی اسی علاقے میں ہوگی وہ لڑکی۔پولیس ناکہ بندی کر کے ڈھونڈ نکالے گی اسے۔ آپ ڈی ایس پی سے بات تو کریں۔" ملازم خیر خواہ تھا۔

"اوئے تو اپنی چونچ بند کر اب، ڈی ایس پی نے ڈھونڈ لیا اسے پورا۔سدا کی ہڈ حرام ہے یہاں کی پولیس، ڈی ایس پی اپنی جیب بھرے گا اور نکما کرے گا کچھ نہیں۔تم لوگوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے وہ۔اشعر ملک نے مفت میں روٹیاں توڑنے والے کتے پال رکھے ہیں سارے جو وقت پڑنے پر پڑنے پر شکار کرنے کی رتی بھر اہلیت نہیں رکھتے۔اوئے ڈوب مرو سارے۔اب یہاں کھڑے کھڑے میری شکل کیا دیکھ رہے ہو جاؤ ڈھونڈ و اسے۔" ملازمین کو گھورتے ہوئے دھاڑتا ہے۔

"مجھے تو لگتا ہے کوئی جنگلی جانور نے نگل لے اسے۔آگے کا پورا علاقہ تو ویران ہے۔" ملازم نے خدشہ بیان کیا تھا۔
"اور مجھے ڈر ہے کہیں پولیس کے پاس نہ پہنچ جائے وہ۔" ایک ملازم نے خدشہ بیان کیا تھا۔
"ملک صاحب جتنا ممکن ہو اس معاملے کو اتنا ہی جلدی دبا دیں۔الیکشن کا دور ہے، وہ لڑکی خطرناک ہو سکتی ہے۔اگر اس نے منہ کھول دیا تو آپ کو اپنے علاقے میں بھی ووٹ نہیں ملیں گے۔" ملازم نے ڈرایا تھا۔
اشعر ملک نے اسے گھورا تھا، منہ پر ایک بھرپور طمانچہ مارا تھا اور پھر پلٹ کر چلتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

گاڑی ایک بڑے گھر کے کھلے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ابان ذوالفقار شگری نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے بیک مرر سے بغور دیکھا تھا۔وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔وہ چہرہ ایک گہرا اسرار اپنے اندر رکھتا تھا۔آنکھوں میں حد درجہ خوف کی کیفیت تھی اور کہیں دبی دبی لاتعداد فکریں۔
ابان ذوالفقار شگری جو ایک نگاہ ڈال کر اپنی نظروں کو ہٹا لینا چاہتا تھا جانے کیوں اس چہرے کو دیکھتا گیا تھا۔کیا وہ اس پر اعتبار کرنے کی سوچ رہا تھا؟ اگر وہ چہرہ شناس تھا تو اس چہرے، ان آنکھوں کو جانچ چکا تھا مگر جیسے وہ اعتبار کرنے کا ارادہ باندھنا نہیں چاہتا تھا۔جیسے اسے ان کاموں میں الجھ کر اپنا وقت نہیں گنوانا تھا یا پھر وہ اپنی ہی طبیعت رکھتا تھا کسی کے کام آنا اسے پسند نہ تھا۔اتباع منصور اپنے ہی خیالوں میں گم بیٹھی تھی۔گاڑی کھڑی کر کے کھلے گیٹ سے اندر داخل ہونے اور رکنے کا اس نے کچا نوٹس نہیں لیا تھا۔شاید وہ کسی بڑے خوف کے حصار میں تھی مگر ابان ذوالفقار شگری کو جیسے اس بات کا کوئی اندازہ نہ تھا۔بہت روکھے انداز میں گویا ہوا تھا وہ۔
"میڈم۔میرا گھر آ گیا ہے سو آئی ہو ٹو گو۔آپ کو کہاں جانا ہے یہ آپ ڈیسائیڈ کر سکتی ہیں مگر پلیز ڈونٹ آسک فرد امور ہیلپ بی کوز آئی کانٹ! اس سے زیادہ ہیلپ نہیں کر سکتا۔آپ راستے میں سو گئی تھیں غالباً تبھی آپ کو ڈسٹرب کرنا ضروری خیال نہیں کیا۔اگر آپ ایڈریس بتا دیتیں کہ آپ کو کہاں جانا ہے تو میں آپ کو پہنچا دیتا مگر......!"
وہ بول رہا تھا جب اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا اور مدھم آواز میں بولی تھی۔
"میں سو نہیں رہی تھی۔شاید ان لوگوں نے مجھے کافی میں کچھ ملا کر پلا دیا تھا۔میں نے اپنی آنکھیں کھول کر رکھنا چاہیں تھیں مگر......!"

وہ اب بھی غنودگی میں دکھائی دے رہی تھی۔اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوجے ہوئے تھے جیسے وہ کئی راتوں سے نہیں سوئی ہو یا پھر کسی ڈرگز کے باعث وہ آنکھیں کھول کر اپنا رابطہ دنیا سے بنا نہیں پا رہی تھی مگر ابان نے اسے۔بہت اکتائے ہوئے انداز میں دیکھا تھا۔
"مس ڈرامہ کری ایٹ کرنے کے لئے بہت غلط بندہ اور جگہ چنی ہے آپ نے۔یہ فضول کے قصے کہیں اور سنائیے گا۔بتائیے مجھے کیا کرنا ہے اب؟ لُک آئی ایم ریئلی ٹائرڈ۔آپ اب بھی سچ بتا سکتی ہیں۔" وہ سفاکی سے کہہ رہا تھا۔اتباع کو بہت غصہ آیا تھا اس شخص پر۔

تبھی تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔"پلیز ڈونٹ اسٹارٹ اٹ اگین،I don't,I have told you everything
care whether ou believe it or not but it was the whole truthکوئی جھوٹی کہانی نہیں سنائی آپ کو۔میں مشکل میں ہوں۔سچ بتا چکی ہوں میں،یہ بات کسی جھوٹ پر مبنی نہیں ہے ناہی کوئی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔آپ سمجھ کیوں نہیں رہے؟" وہ زچ دکھائی دی تھی۔

"آہ۔اسٹاپ اٹ پلیز۔آپ بتائیں گی اب کہ کون ہیں آپ؟ لک آئی ایم ناٹ آفول۔مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہیں کرسکتیں آپ۔کم آن ٹیل می ٹروتھ ناؤ۔رات بہت ہو چکی ہے اور میں اتنی لمبی ڈرائیو کے بعد تھک چکا ہوں۔مجھے گھر کے اندر جا کر آرام کرنا ہے۔میں آپ کے لئے ساری رات یہاں اس گاڑی میں بسر نہیں کرسکتا۔" وہ کھردرے اور دو ٹوک لہجے میں کہہ رہا تھا،بنا کوئی مروت یا لحاظ رکھے ہوئے۔

اتباع منصور بہت تھکی ہوئی اور نڈھال لگ رہی تھی۔بہت تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"آپ کو یقین کیسے آئے گا،نہی جانتی۔آپ یقین نہ بھی کریں تو کوئی فرق نہں پڑے گا۔مجھے نہیں پتہ آپ کو کیسے یقین دلاؤں۔ٹرسٹ می،آئی ڈونٹ لائے۔کوئی جھوٹ نہیں کہا آپ سے۔پتہ نہیں کیا کیا سوچ رہے ہیں آپ۔مگر میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔" وہ مدھم لہجے میں قائل کرنے والے انداز میں بولی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور مڑ کر دیکھا تھا۔

"ڈرگ کی ڈوز زیادہ لے لی تھی آپ نے آج؟"

"وہاٹ؟" وہ بھاری ہوتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اسے گھورے بغیر نہیں رہی تھی۔انداز بے بسی لیے ہوئے تھا۔

"اس شہر......اس شہر کے لوگوں کے بارے کچھ زیادہ نہیں جانتی میں،نئی ہوں یہاں۔آپ مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ آئی ایم Trapped ہیئر۔وہ اپنی بے بسی کا سوچ کر کمزور پڑنے لگی تھی۔شاید وہ پری ٹینڈ کر رہی تھی کہ وہ بہادر ہے،مضبوط یا دلیر ہے مگر کوششیں زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکی تھی اور اس کی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگی تھی۔

"ٹرسٹ می۔آئی ریئلی نیڈ ہیلپ! آئی ایم ناٹ کرمنل ......نہ ہی میں ڈرگ Addicted ہوں۔بے یارومددگار ہوں میں یہاں۔بہت اکیلی ہوں۔" وہ بنا اس کی طرف دیکھے اگلی سیٹ کی پشت پر سر ٹکائے رونے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا لمحہ بھر کو پھر بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔

"اور مجھ پر اتنا ٹرسٹ کیوں؟" انداز کسی قدر نرم ہوا تھا۔

اتباع نے سر سیٹ کی پشت سے ہٹا کر اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔جیسے کہہ رہی ہو میرے پاس کوئی آپشن نہں ہے۔

ابان شگری نے ان بھیگی آنکھوں کو لمحہ بھر کو خاموشی سے دیکھا تھا جس طرح کا جل پھیل رہا تھا شاید آنکھوں کا فسوں دوگنا ہو کر ابان

شگری کی بولتی بند کر گیا تھا۔ابان شگری کو لمحہ بھر کے لئے ان آنکھوں سے توجہ ہٹانا محال لگا تھا۔ایک پل میں کسی شے نے جیسے باندھنے کی ٹھانی تھی اسے۔

وہ یقیناً جھوٹ نہیں کہہ رہی تھی۔وہ آنسو جھوٹ کے غماز نہیں لگ رہے تھے لیکن وہ یقین کرنا نہیں چاہتا تھا شاید۔

''غلط سنا ہے آپ نے۔عورت کے آنسو ہر ناممکن کو ممکن کر سکتے ہیں۔آپ اپنے یہ ہتھیار اپنے میان میں واپس رکھ لیجئے کیونکہ ایسا کچھ یہاں ہونے والا نہیں ہے۔آئی کانٹ ٹرسٹ یو۔آپ کوئی بھی ہو سکتی ہیں۔بائے دا وے کس نے بھیجا ہے آپ کو؟'' وہ کھردرے پن سے بولا تھا۔

''کسی نے نہیں بھیجا مجھے۔کوئی مفاد نہیں نکلتا میرا۔'' وہ اتنا کر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی...... جانے کیا ہوا تھا کہ تبھی ابان شگری بھی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلا تھا اور اتباع منصور کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔وہ بھاری پلکوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔اس خیال سے شاید کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ابان ذوالفقار شگری نے اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا تھا۔

''میں نے تو مفاد کا ذکر بھی نہیں کیا پھر آپ نے کیسے کہا یہ سب؟ کون ہیں آپ؟ کس نے بھیجا ہے آپ کو؟ آہ...... ناؤ آئی کین انڈرسٹینڈ...... آپ نے سوچی سمجھی سازش کے تحت میری گاڑی میں پناہ لی۔ابان ذوالفقار شگری کی گاڑی میں...... شہر کا مشہور بزنس ٹائیکون...... کون نہیں جانتا اسے، ہزار دشمن...... چند دوست...... اور دوستوں کی عادت ایسی سازش بننے کی ہو نہیں سکتی کیوں کہ میں چند پر اعتبار کرتا ہوں تو بہت چھان بین کے بعد۔ہاں دشمن کئی ہیں اور تم انہی کا مہرہ ہو...... ٹیل می...... کیا مقصد ہے اس کا؟'' وہ اس کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔اتباع منصور کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

''پاگل ہیں آپ؟ خود کو پرنس ہیری سمجھتے ہیں؟ آپ پرنس ہیری بھی ہوتے تو میں آپ کے خلاف سازش نہیں کرتی۔آپ جو کوئی بھی ہیں بہت عجیب ہیں۔کوئی دل نہیں ہے آپ کے پاس...... جذبات احساسات کی کوئی ویلیو نہیں ہے آپ کی نظر میں۔کوئی مشکل میں ہے، دکھائی نہیں دیتا آپ کو۔دکھائی دیتا ہے تو صرف اپنا آپ اور مجھے خود سے محبت کرنے والے سیلف obsessed لوگ بالکل پسند نہیں۔مدد چاہتی تھی آپ سے اور کچھ نہیں۔خود کو پتہ نہیں کیا توپ چیز سمجھ رہے ہیں آپ۔'' اس نے جانے کی راہ لینا چاہی تھی مگر وہ اس کے سامنے جیسے راستہ روکے کھڑا تھا۔

اتباع منصور کو اپنی کلائی پر اس کی گرفت سے الجھن ہونے لگی تھی۔اس کی انگلیاں جیسے گوشت میں کھب رہی تھیں۔وہ تکلیف کے احساس سے اپنی کلائی کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی سعی کرتے ہوئے اسے بے بسی سے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے بے تاثر نظروں سے دیکھا تھا۔

''جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔کیا مقصد ہے اس سب کے کرنے کا؟'' وہ سفاک انداز میں پوچھ رہا تھا۔اتباع منصور نے گھورا تھا اور اپنی کلائی کو چھڑاتے ہوئے بولی تھی۔

"قتل کرنا تھا آپ کو مگر بندوق لانا بھول گئی میں۔ بندوق کیا توپ لانا چاہئے تھی آپ جیسے نکی بندے کے لیے۔ پتہ ہوتا تو بنا سامنے آئے ڈرون اٹیک کرتی آپ پر"۔ وہ سلگ کر بولی تھی "خود کو سمجھتے کیا ہیں آپ؟ کہاں کے پرنس ہیں آپ؟ یہ خوش فہمی یا غلط فہمی کیوں ہے آپ کو کہ ساری دنیا جانتی ہوگی آپ کو؟ اور کوئی کیوں سازش کرے گا آپ کے خلاف؟ ایسے ہی کوئی نواب ہیں نا آپ۔ کیا سمجھتے ہیں دنیا کا کل اختیار آپ کے پاس ہے؟ دنیا کا نظام آپ کے دم سے چل رہا ہے؟ آپ اشارہ کریں گے تو دنیا تھم جائے گی؟ آپ جو کوئی بھی ہیں مسٹر ایکس وائے زی، کسی کے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے آپ کے لئے۔ کوئی اتنا فارغ نہیں کہ آپ جیسے بندے کو اتنی امپورٹنس دے۔" وہ ڈرے بنا، خوفزدہ ہوئے بنا بولی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری خاموشی سے پرسکون انداز میں اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور نے اسے پوری قوت سے دونوں ہاتھوں سے دھکا دینا چاہا تھا مگر ابان ذوالفقار شگری نے اسے شانوں سے تھام لیا تھا۔ انداز اطمینان سے بھرپور تھا جیسے وہ اس سے مرعوب ہونا نہیں چاہتا تھا مگر اتباع منصور جیسے قطعی متاثر دکھائی نہیں دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک بے خوف کیفیت تھی اور شاید اس شخص کے لئے بے زاری تھی۔ وہ اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ایک جھٹکے سے ہٹاتی ہوئی اسے بغور دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"نہیں جانتی آپ کو، جاننا بھی نہیں چاہتی۔ سنبھال کر رکھئے اپنی پہچان اپنی پاکٹ میں۔ اگر مجھے خبر ہوتی آج آپ جیسے بے حس، انسانیت سے عاری انسان سے ٹکرانے والی ہوں تو شاید میں آپ کی گاڑی میں بیٹھنے کی غلطی کبھی نہیں کرتی۔" وہ بہت غصے میں کہہ کر مڑی تھی۔ تبھی ابان ذوالفقار شگری نے اسکی کلائی کو سرعت سے تھام کر ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ سنبھل نہیں پائی تھی اور اس سے آن ٹکرائی تھی۔ سنبھل کر بامشکل اس شخص کو دیکھا تھا جو خشمگیں نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ اتباع بولنے کا قصد کرتی وہ شاید جان گیا تھا کہ وہ بولنا چاہتی ہے تبھی اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

اتباع منصور اس کے اس اقدام پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ سرد نظروں سے اسے گھورتا ہوا بولا تھا۔

"میرا نام نہیں جانتیں، مجھے نہیں جانتیں، پھر مجھ پر ٹرسٹ کیسے کرسکتی ہیں آپ؟؟ میں برا آدمی بھی ہوسکتا ہوں، اس برے آدمی سے بھی زیادہ برا جس سے آپ بھاگ کر آئی ہیں۔ فرشتہ ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا میں۔ اتنا سچا پکا مومن بھی نہیں ہوں میں۔ آپ کا اس طرح اعتبار کرنا مجھے آپ پر شک کرنے پر مجبور کررہا ہے۔ آئی ڈونٹ نو ویدر یو کین ٹرسٹ می اور ناٹ بٹ آئی کانٹ ٹرسٹ یو۔" ابان ذوالفقار شگری نے مکمل سکون کے ساتھ کہتے ہوئے اپنا بھاری ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹایا تھا۔

اتباع منصور اسے تھکے ہوئے انداز میں دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے بھاری ہورہے تھے۔ وہ یقیناً اس وقت ایک مشکل صورتحال سے دوچار تھی تبھی تھکے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"لک، مجھے نہیں پتہ آپ کوئی اچھے انسان ہیں یا برے۔ آپ چاہے ابلیس بھی ہوں مگر اس وقت مجھے آپ پر اعتبار کرنا ہوگا۔ میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ آئی کانٹ گو ہوم۔ مجھے ڈھونڈتے ہوئے وہ لوگ سب سے پہلے وہیں جائیں گے، میں واپس نہیں

جاسکتی۔میرے سارے ٹریول ڈاکیومنٹس ان لوگوں کے پاس ہیں۔مجھے پیپرزری ڈو کرنے میں وقت لگے گا۔آئی ڈونٹ نو تب تک میں کیا کروں گی۔"اس کی پلکیں بھاری ہو رہی تھی، پپوٹے بھاری تھے، آنکھیں جیسے زبردستی کھولنے کی کوشش کررہی تھی۔اس کی تھکی ماندی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے بے تاثر نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"مجھے کمزور لوگ اچھے نہیں لگتے۔یہ آنسو مجھے متاثر نہیں کرسکتے مگر ایک بات باور کرانا چاہتا ہوں، آپ جو کوئی بھی ہیں، آپ صرف ایک دن کے لئے اس گھر میں قیام کرسکتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔صبح ہوتے ہی آپ کو جانا ہوگا۔میں کسی طرح کا کوئی رسک نہیں لے سکتا۔میرے لئے آپ پر اعتبار کرنا مشکل ہے اور......!"وہ مزید کچھ بولنا چاہتا تھا مگر وہ تبھی لڑکھڑائی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ گرتی ابان شگری نے اسے تھام لیا تھا مگر وہ اس پل اس کے بازوؤں میں ڈھیر ہوگئی تھی۔ابان شگری نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔انداز میں اکتاہٹ تھی جیسے اسے اب سنبھالنا اس کی مجبوری تھی سو ایک مجبوری کے تحت اس نے اتباع منصور کو بازوؤں میں اٹھالیا تھا اور اندر کی جانب بڑھنے لگا تھا۔اتباع منصور کو خبر نہیں تھی کہ اس کا وجود اس گھڑی ایک آہنی گرفت میں تھا۔ابان ذوالفقار شگری کے مضبوط قدم تیزی سے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

ذوالفقار شگری نے نیم تاریکی میں بیٹھی نمرہ کو دیکھا تھا۔وہ بہت کھوئی ہوئی لگ رہی تھی۔کافی کا کپ اس کے ہاتھ میں تھا مگر نمرہ کی توجہ اس طرف بالکل نہیں تھی۔ذوالفقار اس کے قریب آن رکا تھا۔پھر اس کے سامنے بیٹھ کر اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھاما تھا۔

"وہاٹ ہیپنڈ؟اتنی اداس کیوں ہو؟"نمرہ کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا۔نمرہ نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔

"نہیں اداس نہیں ہوں!"نمرہ نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

"سب کچھ بہت اچھا تھا آج......ان فیکٹ مسز ہاشمی تو کہہ رہی تھی ہم اس طرح سیلی بریٹ کررہے ہیں جیسے ہماری پہلی ویڈنگ انیورسری ہو۔ایوری تھنگ واز سو پرفیکٹ۔تمام ارینج منٹس بہت اچھے تھے۔"وہ مسکرانے کی کوشش کررہی تھی۔تبھی اس کے ہاتھ تھام کر اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"نمرہ، میرا اتنا کچھ کرنا بے سود رہا کیونکہ تمہارے چہرے کی یہ مسکراہٹ اس بات کی چغلی کھارہی ہے کہ میں ناکام رہا ہوں۔تم خوش نہیں ہو۔تم کوشش کررہی ہو مگر تم بھی ناکام ہو۔"ذوالفقار شگری بولا تھا۔

نمرہ نے خاموشی سے ذوالفقار شگری کی طرف دیکھا تھا اور بے بسی سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

ذوالفقار شگری مایوس دکھائی دیا تھا۔اس پر آنکھوں میں ایک یاسیت تھی۔

''میں جانتا ہوں نمرہ، ہم اس اسٹیج پر ہیں جہاں خوشیوں کی سمتیں اور مفہوم بدلنے لگتے ہیں۔جو خوشی تمہیں درکار تھی میں وہ نہیں دے سکا۔ سب نے کہا کہ آج کی تقریب بہت اچھی رہی مگر میں جانتا ہوں تم اپنے بیٹے کو دیکھا چاہتی تھیں مگر آج کے اس دن کو اس نے فراموش کر دیا۔''

''نہیں اس نے اس دن کو فراموش نہیں کیا ذوالفقار۔وہ نہیں آیا اس تقریب میں کیونکہ آپ نے اسے انوائیٹ نہیں کیا۔یہ الزام اس پر لگانے کی بجائے خود کا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔'' ذوالفقار اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔نمرہ ذوالفقار سے نگاہ ہٹا کر تاریکی میں دیکھنے لگی تھی۔ذوالفقار شگری خاموش ہو کر نمرہ کی سمت سے دھیان پھیر گیا تھا۔پھر آہستگی سے بولا تھا۔

''نمرہ تمہیں ایک بات سمجھ لینا چاہئے۔تم جس سے اتنا Expect کرتی ہو اس کی نظروں میں ان رشتوں کی اور باتوں کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔تمہاری فیلنگز اپنی جگہ، سمجھتا ہوں میں تم ماں ہو۔اسے مس کرتی ہوں مگر اس کی دنیا میں ہم اس کی ترجیح نہیں ہیں۔وہ اس سب کی پرواہ نہیں کرتا۔وہ شاید باور کرانا چاہتا تھا مگر نمرہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

''اسے فکر ہے ذوالفقار، وہ ہمارا بیٹا ہے، خون ہے ہمارا۔سچ تو یہ ہے کہ وہ کبھی آپ کی ترجیحات میں شمار نہیں رہا۔اگنور وہ ہمیں نہیں کر رہا، اگنور آپ نے کیا ہے اسے......اور......!'' وہ بولنا چاہتی تھی مگر پھر جانے کیا سوچ کر چپ ہو کر بے بسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ذوالفقار شگری نے نمرہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

نمرہ نے خاموشی سے شگری کی طرف دیکھا تھا۔

''ذوالفقار میں اس معاملے کو فی الحال ڈسکس کرنا نہیں چاہتی۔'' آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی۔

''نمرہ اگر وہ نہیں آیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تم اس کے لئے مجھے بلیم کیونکر کر سکتی ہو؟ نمرہ میں نے تمام بچوں کو برابر کی توجہ اور پیار دیا ہے۔ہم والدین بس یہی کر سکتے ہیں۔ہمارے نگاہ میں تمام بچے برابر ہوتے ہیں اور اب ان میں سے کون کیا سیکھتا ہے یا کس طرح کا انسان بنتا ہے، کون کتنا کامیاب ہے اور کون کتنا ناکام، اس کا الزام والدین پر عائد نہیں ہوتا۔باقی بچوں کو بھی وہی پیار اور توجہ ملی پھر ......!''ذوالفقار نے قائل کرنا چاہا تھا۔

''پلیز ذوالفقار، وی ول ٹاک لیٹر۔مجھے آرام کرنا ہے۔آئی ایم ٹائرڈ!'' نمرہ تھکی دکھائی دی تھی۔بہت آہستگی سے اس نے اپنا ہاتھ ذوالفقار شگری کے ہاتھ سے نکالا تھا اور چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

ذوالفقار شگری خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

''اتنی بڑی تقریب رکھ لی تھی۔شہر کے بڑے بڑے امراء اور روساء کو بھی بلا لیا تھا۔جتنے سیاستدان میری شادی کی تقریب میں مدعو تھے اتنے تو آجکل اسمبلی میں بھی دکھائی نہیں دیتے مگر اس لڑکی نے ایک پل میں سارا قصہ تمام کر دیا۔کتنی بڑی مین پیج کی ہیڈ لائن بننا تھی

اس شادی کی تقریب کی نیوز! کتنے چینلز کے رپورٹرز تھے۔کیمروں کی لائٹس سے نظریں چکا چوند ہورہی تھیں۔شہر کی سب سے بڑی شادی کی تقریب تھی یہ! ملک اشعر نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی انتظامات کرنے میں اور کرتا بھی کیوں نہ،شادی کوئی روز روز تھوڑا نہ ہوتی ہے!" لہجے میں افسوس لئے اشعر ملک نے ڈرنک کا ایک گھونٹ لیا تھا۔ہاشم نے بھی افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بھرپور ساتھ دیا تھا۔دوست کے غم میں وہ جیسے برابر کا شریک تھا۔

"اشعر ملک اب جانے بھی دیں اس قصے کو۔کیا رکھا ہے۔اپنے یار کو لڑکیوں کی کمی ہے کیا؟ یہ گھبرو جوان،اونچا لمبا،جس لڑکی پر ہاتھ رکھو وہی تمہاری ہو جائے گی۔اس لڑکی کو لے کر افسوس کیوں۔"

"اوہ نا...... جانے نہیں دینا۔ملک اشعر کا دل ہے کوئی سرائے نہیں۔کچھ محبت سی ہوگئی ہے اس سے اور ضد بھی۔اب تو بس وہی چاہئے! بھیجا ہے بندوں کو اسے ڈھونڈنے،کہاں جائے گی۔آنا تو اسے یہیں ہے،کون ہے جو اسے پناہ دے گا۔اشعر ملک سے زیادہ نہ کوئی طاقتور ہے نا اختیار والا۔بھاگ کر تو کہیں نہیں جا سکتی وہ! واپس تو اسے آنا ہی ہوگا۔وہ آئے گی ضرور اتنا جانتا ہوں میں اور تب میں اسے بتاؤں گا ملک اشعر کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔اسے یہ جتانا بہت ضروری ہے۔" وہ ٹھوس لہجے میں بولا تھا۔ہاشم کو اس کے لہجے سے خطرات کی بو آرہی تھی۔تبھی اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

"ملک اشعر کی دنیا اتنی سمٹ کیسے گئی؟ چھوڑ نا یار۔بھول جا۔اتنا کچھ ہوتا ہے روز یہاں۔کون کس کو یاد رکھتا ہے۔کل کون یاد رکھے گا کہ کیا ہوا۔وہ لڑکی اب اتنی خاص بھی نہیں تھی کہ میرا یار اس پر اپنی دنیا ہار دے۔میں تو کہتا ہوں جانے دے۔الیکشن کا دور ہے،چیئرمین بننا ہے تمہیں۔ایسے موقع نہیں ملتے۔" ہاشم نے سمجھایا تھا۔

اشعر ملک نے سر انکار میں ہلایا تھا۔پھر ایک گھونٹ بھرا تھا اور اچانک گلاس پر اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہوگئی تھی۔کانچ کا گلاس اس کے ہاتھوں میں چکنا چور ہوگیا تھا۔

ہاشم نے اس کے ہاتھ سے کانچ کے ٹکڑے ایک طرف رکھے تھے اور خون رستے زخموں پر اپنا رومال رکھ دیا تھا اور اسے سرزنش کرتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"اشعر ملک کیا پاگل پن ہے یہ؟ ایک لڑکی کے لئے اتنا درد؟ یہ تو ہے جو کہتا تھا لڑکی کی اہمیت دو کوڑی کی نہیں؟" ہاشم اس کے ہاتھ پر رومال باندھتے ہوئے اسے گھور رہا تھا۔

اشعر ملک نے سر افسوس سے انکار میں ہلایا تھا۔انداز کھویا کھویا سا تھا۔

"اشعر ملک سب کچھ بھول سکتا ہے مگر یہ بے عزتی نہیں۔سبق تو میں اسے دوں گا ایسا کہ ساری زندگی یاد رکھے گی۔" اشعر ملک کا جنوں اس کی آنکھوں سے عیاں تھا۔ہاشم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان ذوالفقار شگری اسے بیڈ پر لٹا کر باہر آ گیا تھا مگر جانے کیا ہوا تھا کہ وہ اچانک ہی رکا تھا اور پھر پلٹ کر چلتے ہوئے کمرے میں دوبارہ آیا تھا۔ اس لڑکی کو جھک کر بغور دیکھا تھا۔
اس کی ناک کے قریب ہاتھ کر اس کی سانسوں کو محسوس کرنا چاہا تھا۔ اسے چونک جانا پڑا تھا۔ فوراً ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی تھامی تھی اور اس کی نبض چھو کر دیکھی تھی۔
"اوہ گاڈ......! سو یہ ڈرامہ نہیں کر رہی۔ کیا عجیب لڑکی ہے یہ ڈرامہ کوئین۔ اب اسے سنبھالنا بھی ہوگا!" وہ جیسے تھکن کے باعث اسے مدد دینے سے قاصر تھا۔ سرخ لہنگے میں موجود وہ لڑکی اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا رہی تھی۔ پہلی بار اسے دونوں آنکھوں سے بغور دیکھا تھا۔ وہ بے سدھ پڑی اس لمحہ بہت بے ضرر اور معصوم دکھائی دی تھی مگر وہ شاید اب بھی اس پر اعتبار کرنے کے موڈ میں نہیں تھا مگر اس کی ڈوبتی نبض نے اسے تھوڑی بہت انسانیت دکھانے پر مجبور کر دیا تھا۔
ابان ذوالفقار شگری نے جیب سے سیل فون نکالا تھا اور ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔
"ڈاکٹر ہاشمی، معذرت چاہتا ہوں مگر اس وقت آپکی ضرورت آن پڑی ہے۔ ایمرجنسی ہے یہاں۔ پلیز آپ جلدی سے آجائیں۔ نو......آئی کانٹ ٹیل آن فون......بس آپ آجائیں۔ کسی کی جان کا معاملہ ہے، باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔" کہہ کر اس نے سلسلہ منقطع کیا تھا۔ ڈاکٹر ہاشمی نے یقیناً بہت سے سوالات کی بوچھاڑ کرنا تھی مگر وہ فی الحال کوئی وضاحت دینے کے موڈ میں نہیں تھا مگر اس زندگی کو مرنے سے، بچانا بھی ضروری تھا۔
فون جیب میں رکھتے ہوئے اس سامنے پڑے بے سدھ وجود کو دیکھا تھا۔
"شی سیڈ اسے بے ہوشی کی دوا دی گئی ہے! سو مائیٹ شی واز رائٹ!" وہ شاید اس پر یقین کرنے کا سوچ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

ذوالفقار شگری ٹیرس پر کھڑا تھا۔ عالیہ ذوالفقار چلتی ہوئی ڈیڈ کے پاس آن رکی تھی۔ ذوالفقار نے چونک کر بیٹی کو دیکھا تھا۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کافی کا کپ ڈیڈ کی طرف بڑھایا تھا۔ ذوالفقار نے کپ خاموشی سے تھاما تھا اور عالیہ سے دھیان ہٹا کر کافی کا ایک سپ لیتے ہوئے اندھیرے میں دیکھا تھا۔ عالیہ نے ڈیڈ کو بغور دیکھا تھا کسی حد تک ڈسٹرب لگ رہے تھے وہ۔ عالیہ مسکرائی تھی۔
"ڈیڈ......آج کی تقریب بہت اچھی رہی......مگر اس تقریب کے بیسٹ کپل کے درمیان یہ لڑائی جھگڑا ٹھیک نہیں۔ کہتے ہیں وائف کو ہمیشہ گرل فرینڈ کی طرح ٹریٹ کرنا چاہئے۔ شادی کو بے شک ایک سال ہوا ہو یا پچیس برس، آپ کو اس بات کو گرہ میں باندھ لینا چاہئے۔" وہ مسکرائی تھی اور ذوالفقار بھی مسکرا دیئے تھے۔
"تمہاری مم کو شکایتیں اس لئے نہیں کہ میں اس کا خیال نہیں رکھتا۔ بٹ......شی تھنکس دیٹ آئی ایم ناٹ آ گڈ ڈیڈ......!" ذوالفقار شگری کے لہجے میں پچھتاوا تھا۔ عالیہ کو ماں باپ کے درمیان یہ دوریاں اچھی نہیں لگی تھیں۔

"ڈیڈ ایسا نہیں ہے، اب وائف ہزبینڈ سے شکایتیں نہیں کرے گی تو اور کس سے کرے گی؟" عالیہ مسکرائی تھی۔"ویسے شادی کے پچیس چھبیس سال بعد اگر وائف ایسی شکایتیں کرے تو ہزبینڈ کو اسے ایک اچھے سے ہنی مون ٹرپ پر لے جانا چاہئے۔" وہ مسکرائی تھی۔
ذوالفقار شگری کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ بازو پھیلا کر عالیہ کو ساتھ لگا لیا تھا اور اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔
"میں نے اپنے بچوں کو کبھی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔ میں نے ہمیشہ فریڈم دیا۔ میں خود کو غلطی پر نہیں پاتا...... مگر ایسے موقع آتے ہیں جب میں گلٹی فیل کرتا ہوں۔" ذوالفقار شگری کا لہجہ رنج سے بھرا تھا۔
عالیہ نے ڈیڈ کی طرف دیکھا تھا اور کر مسکرا دی تھی۔
"ڈیڈ...... جب شکایتیں ہوتی ہیں تو ان کے اسباب ڈھونڈنے سے زیادہ ان کے سدباب کیسے جانے پر غور کرنا ضروری ہے۔ ضرورت مباحثہ کرنے یا الزام دینے کی نہیں بلکہ اقدامات کرنے کی ہے تا کہ یہ فاصلے مزید نہ بڑھ سکیں۔" ذوالفقار شگری بیٹی کو دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر ہاشمی نے بیڈ پر بے سدھ پڑی اس لڑکی کو بغور دیکھا تھا جو دلہن کے لباس میں نک سک سے تیار تھی۔ اس کا ہونا یقیناً انہیں چونکا گیا تھا۔ مگر اس حیرت کو وہ ابان شگری کے سامنے ظاہر نہیں کر پائے تھے اور پیپر پر دوائیوں کی Prescription لکھتے ہوئے بولے تھے۔
"میں نے ان کا Stomach واش کر دیا ہے۔ انہیں بے ہوشی کی دوا بڑی مقدار میں دی گئی تھی۔ اگر تھوڑی دیر ہو جاتی تو پیشنٹ کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا"۔
ابان شگری نے پرسکون انداز میں اس دلہن کے لباس میں لیٹی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ یقیناً وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی مگر وہ اس طرح کسی پر بھی ٹرسٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بارے میں ابان شگری کی سوچ اب بھی ویسی ہی اور وہی تھی کہ وہ اس کے خلاف استعمال کیا گیا کوئی مہرہ ہو سکتی تھی۔
"آل رائیٹ۔ سو پریشانی کی تو کوئی بات نہیں؟ آئی مین ناؤ شی از او کے؟" وہ اپنی سی تسلی کر رہا تھا، بہت رسمی انداز تھا۔
ڈاکٹر ہاشمی نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور دوائیوں کا پرچہ ابان شگری کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولے تھے۔
"یس، شی از آؤٹ آف ڈینجر ناؤ بٹ اسٹل یو ہیو ٹو بی کیئرفل۔"
ڈاکٹر ہاشمی کے کہنے پر ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔ انداز میں کوئی ذرا سی بھی مروت کا احساس نہیں تھا۔ ڈاکٹر ہاشمی کو شاید تبھی حیرت ہوئی تھی۔ وہ لڑکی دلہن کے لباس میں تھی۔ پھر اس پر اس نے شاید خودکشی کی کوشش کی تھی یا......
"ہائے داوے مبارک ہو شادی کر لی آپ نے اور بتایا بھی نہیں۔ اتنے بڑے بزنس ٹائیکون کی شادی اتنی رازداری اور خاموشی سے؟ کیا بات ہے؟" ڈاکٹر ہاشمی مسکرائے تھے اور ابان شگری حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"وہاٹ؟ نا......آئی مین نو......آئی ایم ناٹ میرڈ یٹ!" وہ وضاحت دیتے ہوئے بھرپور نفی کر رہا تھا۔ یہ نقطہ تو وہ بھول گیا تھا کہ مدد گلے بھی پڑ سکتی ہے۔

"آہ مجھے لگا شادی اکثر لڑکیوں کو نروس کرتی ہے تو شاید نکاح سے پہلے انہوں نے کوئی میڈیسن لے لی ہو گی جس کا ری ایکشن ہوا۔" ڈاکٹر ہاشمی مسکراتے ہوئے جیسے ٹال رہے تھے اسے۔ ان کا انداز جانچتا ہوا تھا اور ابان شگری نے بھرپور انداز میں سر انکار میں ہلایا تھا۔

"آئی ڈونٹ نو ہر۔ میں نہیں جانتا انہیں۔ انہوں نے مجھ سے ہیلپ مانگی تھی اور میں نے بس......!" وضاحت دیتے ہوئے وہ رک گیا تھا اور ڈاکٹر ہاشمی کو بغور دیکھا تھا۔ انداز جتانے والا تھا۔

"ڈاکٹر ہاشمی۔ یہ جو کوئی بھی ہیں۔ یہاں سے بات باہر نہیں جانی چاہئے۔ ہمارا کوئی رشتہ نہیں نہ ہی کوئی شادی کبھی پلان ہوئی ہے۔" اس کا بھاری لہجہ اور جذبات سے عاری چہرہ بہت کچھ جتانے کو کافی تھا۔ ڈاکٹر ہاشمی نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"آل رائیٹ، اینی وے میں نے انجکشن دے دیا ہے۔ ناؤ شی از فائن مگر احتیاط کریں۔ میں کل دوبارہ چیک کروں گا۔" ڈاکٹر ہاشمی اس کے مزاج سے واقف تھے۔

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ یہ یہاں نہیں ہونگی کل انہیں جانا ہے یہاں سے۔"

وہ جیسے کوئی مزید قصہ نہیں چاہتا تھا تبھی فرید کو بلایا تھا۔ فرید ایک لمحے میں بوتل کے جن کی طرح آن موجود ہوا تھا۔

"ڈاکٹر ہاشمی کو باہر گاڑی تک چھوڑ آؤ۔" فرید نے ڈاکٹر ہاشمی کا بیگ اٹھایا تھا اور ڈاکٹر ہاشمی کو آگے بڑھ جانا پڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر ہاشمی نے اشعر ملک کے ہاتھ پر پٹی باندھی تھی اور بولے تھے۔

"زخم کچھ گہرا ہے۔ آپ کو احتیاط کی ضرورت ہے۔ میں نے میڈیسن لکھ دی ہیں، وقت پر لیجئے گا!" ڈاکٹر اپنے طور پر کیئرنگ انداز میں مشورہ دے رہے تھے۔

"اوئے ڈاکٹر۔ یہ معمولی زخم اشعر ملک کے حوصلوں کو پسپا نہیں کر سکتے۔ اوئے شیر ہے اشعر ملک۔ شیر زخمی بھی تو شیر ہوتا ہے۔ ایسے مشورے دے کر مجھے کمزور مت کرو۔" انداز میں ایک غرور بول رہا تھا۔

ہاشم نے اسے مطمئن کرنے کو ہاتھ اس کے شولڈر پر رکھ کر جیسے سمجھانا چاہا تھا۔

"اشعر ملک شیر ہے یہ بات تو سبھی جانتے ہیں مگر زخمی شیر کو بھی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور میرا خیال ہے ڈاکٹر کی بات سننے میں کوئی عار محسوس کرنا نہیں چاہئے۔"

تابعدار نوکر ڈاکٹر کو لے کر چھوڑنے کے لئے باہر نکل گیا تھا۔

"ایک بار پتہ چل جائے نا وہ بھاگی کیسے ہے تو......!" اشعر ملک پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ ہاشم اس کی طرف سے دھیان ہٹا گیا تھا۔

"دیکھو اشعر ملک، اس لڑکی کو بھاگنا تھا سو بھاگ گئی۔ سوچ اگر وہ شادی کے بعد بھاگ جاتی تو؟ رشتے دل میں بنتے ہیں، زبردستی سے نہیں۔ وہ سیانے کہتے ہیں جس سے محبت کرو اسے آزاد چھوڑ دو۔ سو اگر لوٹ آئے تو وہ تمہارا ہے ورنہ بھول جاؤ!" ہاشم نے آرام سے سمجھایا تھا۔

"واپس تو اسے لوٹنا ہوگا ہاشم...... میں اس کے سامنے سارے راستے اپنی مرضی کے بچھا دوں گا۔ اس کے لئے واپسی ناگزیر ہو جائے گی۔" اشعر ملک کا لہجہ مدلل تھا۔ وہ جیسے ٹھان چکا تھا۔ ہاشم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری چلتا ہوا اس بے سدھ پڑے وجود کے پاس آیا تھا۔ اسے بغور دیکھا تھا، اس کے ناک کے قریب ہاتھ کر کے تسلی کی تھی۔ وہ سانس لے رہی تھی۔ کیا اسے اس لڑکی کی فکر ہو رہی تھی؟

چہرہ کسی بھی جذبات سے عاری تھا۔ ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے وہ اس کے قریب بیٹھا تھا۔

"تم جو کوئی بھی تمہارا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اگر تم کسی سازش کا حصہ بھی ہو تو آئی وانٹ ٹو نو۔ مجھے جاننا ہے کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو۔ اور تمہیں ٹکرانے کے لئے بھی میں ہی کیوں ملا؟ میں اس کی چھان بین کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے تمہارا زندہ بچ جانا ضروری ہے۔" وہ اپنے نظریہ فکر سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وہ ماننا نہیں چاہتا تھا کہ وہ کوئی مشکل میں گھری لڑکی ہے جسے مدد کی ضرورت ہے۔ کیا اس کا دل اتنا سخت تھا؟ جذبات سے اس قدر عاری تھا وہ؟ یا اس کے سوچنے کی سمتیں کسی اور سمت نکلتی تھیں، ان راہوں کی طرف جس کے سامنے شکوک کے مدسے لگے تھے اور جس کی سمتوں میں صرف بے اعتباری تھی۔

سیاہ سوٹ میں فکروں سے گھرا وہ صرف یہ سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی کا استعمال کس نے اس کے خلاف کیا۔ وہ یہ دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ حقیقت کے دائرے اس کی سوچوں سے ہٹ کر بھی ہو سکتے تھے۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا جب فرید مؤدب انداز میں اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

"آپ فکر مند نہ ہو سر۔ میں نے کریمہ سے کہا ہے وہ آ کر ان کی دیکھ بھال کر لیں گی۔ رات گہری ہو گئی ہے، اب آپ کو سونا چاہئے!" فرید کے کہنے پر وہ چونکا تھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پلٹ کر شاید وہ باہر نکل جاتا مگر پھر جانے کیا سوچ کر یکدم رکا تھا اور فرید کی طرف دیکھا تھا۔

"اس لڑکی کا پتہ کراؤ اور تمام حقائق سے آگاہ کرو۔ آئی وانٹ ٹو نو ایوری تھنگ اباؤٹ ہر۔ کل تک سب پتہ چل جانا چاہیے!" حکم بھرے انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ فرید نے مؤدب انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا اور لڑکی کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

ذوالفقار کتاب پڑھ رہا تھا۔ نمرہ بالوں میں برش کر کے بال لپیٹتے ہوئے بیڈ کی طرف آئی تھی تبھی فون بجا تھا۔ نمرہ نے دیکھا تھا اور مسکرائی تھی۔

"حمزہ کی کال ہے۔ Skype پر ہے۔" نمرہ کا چہرہ جیسے ایک دم کھل اٹھا تھا۔ ذوالفقار شگری نے نمرہ کی طرف دیکھا تھا جو کہ بیٹے سے Skype کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔

"یاد آ گئی تمہیں ماں باپ کی؟ وقت مل گیا؟" شکوہ کیا تھا۔

"سوری مم۔ میں کچھ بزی رہا۔ آپ جانتی ہیں کتنا بزی ہے یہاں سب ڈیڈ کے کاندھوں کا سارا بوجھ یکدم سے میرے کاندھوں پر آ گیا ہے اور!"

"ہاں ہاں، جانتی ہوں۔ ماں کو وضاحتیں دینے کیلئے بہانے پہلے سے لائنڈ اپ ہوتے ہیں۔" بات کاٹتے ہوئے نمرہ مسکرائی تھی۔

"ہیپی ویڈنگ اینورسری مم......ویئر از ڈیڈ؟ آپ کا گفٹ ڈیو رہا۔ نیکسٹ ویک آ رہا ہوں میں، ایک سرپرائز کے ساتھ۔" حمزہ مسکرا رہا تھا۔

"اچھا چلو دیکھتے ہیں تمہیں اور تمہارے سرپرائز کو۔ بس کوئی گوری مت لے آنا۔ یو نو مجھے پیور دیسی پوتے پوتیاں چاہئیں جو پیار سے مجھے دادی اماں بلائیں گرینی نہیں۔" نمرہ مسکرا رہی تھی۔ حمزہ ہنس دیا تھا۔

"آپ کے لیے آپکی مرضی کی بہو آرڈر کر دی ہے مم، ڈونٹ وری۔ مگر تھوڑی سی گنجائش رکھیں۔ زمانہ کچھ ماڈرن ہو گیا ہے۔ ٹوئنٹی فرسٹ سینچری چل رہی ہے کچھ تو ایڈجسٹ کرنا پڑے گا آپ کو اب۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"اچھا۔ اپنے ڈیڈ سے بات کرو۔ تمہاری کال کا بہت ویٹ کر رہے تھے۔ نمرہ نے یہ کہتے ہوئے فون ذوالفقار کی طرف کر دیا تھا۔ ذوالفقار نے کتاب رکھ کر فون تھام لیا تھا اور نرمی سے مسکرا رہا تھا۔

"ہیپی ویڈنگ اینورسری ڈیڈ۔ یہ مم اتنی اداس کیوں لگ رہی ہیں؟ آپ نے انہیں ان کی پسند کا گفٹ نہیں دلایا کیا؟" حمزہ نے چھیڑا تھا۔

ذوالفقار شگری مسکرا دیا تھا۔

"بیٹا اس بات کا احساس تمہیں جلد ہو گا جب تم اس سرپرائز پیکج کو اپنی زندگی میں لو گے۔ یو ول نو دیٹ کہ وائف کو خوش کرنا دنیا کی کسی بلند ترین چوٹی کو سر کرنے سے بڑا ٹاسک ہے۔ میں ماؤنٹ ایورسٹ سر کر سکتا ہوں مگر تمہاری ماں کو خوش رکھنا اس سے کہیں مشکل ہے۔"

حمزہ باپ کے دکھڑا سنانے پر ہنسنے لگا تھا۔

"ڈرائیں مت ڈیڈ۔ میں شادی سے توبہ کر لوں گا۔ اینی وے کیسا رہا سب؟ آکیان سے بات ہوئی تھی تھوڑی دیر پہلے، بتا رہا تھا کہ بہت بڑی تقریب تھی؟" حمزہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں ٹھیک سنا تم نے۔ کچھ ایسا ہی تھا۔"

"ابان نہیں آیا کیا؟" حمزہ نے پوچھا تھا۔ پھر یکدم لب بھینچ لئے تھے۔

ذوالفقار شگری کا چہرہ بے تاثر دکھائی دیا تھا۔

"تم کب آ رہے ہو؟" نمرہ نے پوچھ کر گویا موضوع بدلا تھا۔

"نیکسٹ ویک مم۔ کیا لاؤں آپ کے لئے؟" حمزہ مسکرا رہا تھا۔ "گوری بہو کی فرمائش تو نوٹ ڈاون ہو چکی ہے آل ریڈی۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم آجاؤ، ایک ماں کے لئے اس سے بڑا گفٹ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھے!" نمرہ جذباتی دکھائی دی تھی۔

"تو پھر فارنر بہو قبول ہے نا؟" وہ ماں کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کرتے ہوئے چھیڑنے لگا تھا۔ نمرہ نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"گریٹ۔ ماں ہو تو آپ جیسی۔ کل شاپنگ کے لئے جاؤں گا تو سب سے پہلے آپ کی فرمائش پوری کروں گا۔ دیٹس مائی پرائیورٹی ناؤ!" وہ چھیڑ رہا تھا۔ نمرہ مسکرا دی تھی۔

☆ ☆ ☆

سورج کی سنہری کرنیں ابان شگری کے چہرے پر پڑی تھیں۔ آنکھیں کھول کر ادھ کھلی کھڑکیوں کو دیکھ رہا تھا جہاں بھاری پردے سرکے ہوئے تھے۔ یہ فرید کی روٹین تھی۔ صبح کی روشنی کے ساتھ وہ کمرے میں آ کر کھڑکیوں کے پردے سرکا کر بلیک کافی کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ جاتا تھا۔

ابان کی صبح کا معمول تھا یہ۔ وہ اس سے واقف تھا کہ مالک کیا چاہتے ہیں۔ سو اپنی ڈیوٹی برابر پوری کرتا تھا۔

ابان شگری کو اگرچہ سنہری کرنوں کے چہرے پر پڑنے سے الجھن ہوتی تھی مگر وہ روشنی کا سامنا کرنا چاہتا تھا۔ تاریکی پسند ہونے کے باوجود وہ تاریکی سے ناطہ جوڑے رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ جیسے کوئی ایک ضد ہوتی ہے مخالف سمت چلنے کی۔

ابان شگری خود اپنے مخالف چلنے کا قائل تھا۔

"تاریکی کمزوری ہے فرید اور میں کمزور نہیں ہوں۔ میں اختیار رکھتا ہوں ہر اس شے پر جو ناممکن ہے اور میں ہر ناممکن کو ممکن کرنے کا گر رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک کامیابی ارادوں سے ملتی ہے اور ارادوں کی مضبوطی اندر سے ملتی ہے۔" اس کا انداز مدلل ہوتا تھا جب وہ بولتا تھا جیسے اس کے پاس ہر بات کا solution تھا یا پھر وہ سب تالوں کی چابیاں اپنی مٹھی میں رکھنا چاہتا تھا۔

"یہ ہتھیلی دیکھو فرید، خالی ہے نا یہ؟۔ اسے بند کرو، یہ طاقت سے بھر جائے گی۔ دیکھو اس طرح......!" اپنی مٹھی بند کرتے ہوئے وہ

فرید کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یہ طاقت ہے فرید۔اس بند مٹھی میں تم نہیں جانتے کیا ہے مگر میں جانتا ہوں اس بند مٹھی میں کل جہان کا اختیار ہے اور میری سب سے بڑی طاقت!تمہیں دکھائی نہیں دیتی مگر اس بند مٹھی میں تمام تالوں کی چابیاں ہیں۔میں ہر مشکل آسان کرسکتا ہوں۔اختیار سے سب بدل جاتا ہے فرید۔''وہ اپنا Perception رکھتا تھا چیزوں کے لئے اور اس کا Perception اسے اس کا زاویہ نظر دیتا تھا۔وہ زاویہ نظر جو دوسروں سے مختلف تھا۔اس شخص کا زاویہ نظر ہی نہیں وہ خود بھی اوروں سے مختلف تھا۔جہاں کھڑے ہو کر وہ دیکھتا تھا وہاں سے سب ''ان کنٹرول'' دکھائی دیتا تھا۔

''کچھ بھی ناممکن نہیں ہے فرید،تم ٹھان لو بس۔سارے ناممکنات ممکنات سے بدلنے لگیں گے۔یقین نہ ہو تو آزمالو۔''اس کی دھیمی مسکراہٹ سے جیسے اسرار اور کئی بھید رکھتی تھی۔فرید اپنے مالک کا بھرپور وفادار تھا،اس کا ایک حکم اسے متحرک کردیا تھا۔

ایان شگری نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بلیک کافی کے مگ کو دیکھا تھا۔اس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ہاتھ بڑھا کر کافی کا مگ تھاما تھا اور ایک سپ لیا تھا اور پھر ساتھ ہی نیوز پیپر اٹھا کر دیکھا تھا۔

''فرید۔ناشتہ مت بنانا مجھے......!''وہ بولنے لگا تھا جب یکدم چونکا تھا۔کل شام میں رونما ہونے والے واقعے نے جسے ایک پل میں بیدار کیا تھا۔وہ اٹھا تھا اور تیزی سے چلتے ہوئے اس روم کی طرف آیا تھا جہاں اسے اس نے کل رات چھوڑا تھا مگر خالی کمرے کو دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو وہیں ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔وہ وہاں نہیں تھی۔سو وہ جو کوئی بھی تھی ایک رات میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی تھی۔

''فرید!''خالی کمرے کو دیکھتے ہوئے ایان شگری نے فرید کو پکارا تھا۔

فرید دوسرے ہی پل بوتل کے کسی جن کی طرح آن موجود ہوا تھا۔

''یس سر!''

''کہاں گئی وہ؟''سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔''تمہیں کہا تھا اس پر نظر رکھو۔کہاں تھے تم؟ایک اتنا معمولی کام نہیں کرسکتے تم؟ وہ جس مقصد سے آئی تھی وہ کام کرکے نکل گئی ہے۔اس بات کا مطلب سمجھتے ہو تم؟''

''سر......!''بولنے کے لئے منہ کھولا تھا فرید نے۔

''شٹ اپ فرید۔نو ایکسکیوزز،کچھ نہیں سننا مجھے۔''وہ غصے میں تھا اور چلتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تھا۔مگر دوسرے ہی پل رکا تھا اور مڑ کر فرید کو دیکھا تھا۔

''چیک کرو کچھ لے کر فرار تو نہیں ہوئی وہ؟ایک کام دیا تھا تمہیں اور تم سے وہ تک نہ ہوا فرید۔آئی کانٹ بلیو اٹس یو!''وہ ڈس اپوائنٹڈ دکھائی دیا تھا۔فرید نے کچھ کہنے کو پھر منہ کھولا تھا۔

"لیکن سر......!"

"کیپ کوائٹ۔آئی ڈونٹ وانٹ ٹولسن Lame Excuses۔"تحکم بھرے انداز میں کہہ کر وہ پلٹا تھا اور آگے بڑھ گیا تھا۔

فرید نے جاتے ہوئے باس کو دیکھا تھا اور پیشانی پر آئے پسینے کے قطروں کو رومال سے پونچھا تھا۔

"ہاؤ آئی کین بی دیٹ فول؟ ابان ذوالفقار شگری ایسا حماقت بھی کرسکتا ہے؟ وہ یہاں وہاں اس کی تلاش اپنے طور پر کرتے ہوئے اپنی حماقت پر خود کو سرزنش کررہا تھا۔

"An Idiot Girl۔اور میں نے اعتبار کیسے کیا اس پر؟ اس کے معصوم چہرے پر ایمان لے آیا میں۔" ایک دروازہ کھول کر اندر جھانکا تھا پھر پلٹ کر سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔فرید بھاگتا ہوا پہنچا تھا۔

"فرید، دیکھو کیا کیا مسنگ ہے۔آئی ہیو ٹو انفام ٹو پولیس۔" کہتے ہوئے وہ ہال کمرے کی طرف بڑھا تھا تبھی اسے چونک کر رک جانا پڑا تھا۔

اسی دلہن کے لباس میں وہ سامنے چلتی ہوئی آتی دکھائی دی تھی۔ ہاتھوں میں دو کپ کافی کے تھے۔غالباً اس نے ایک کپ اس کے لئے بنایا تھا۔

ابان شگری اس لڑکی کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جب وہ چلتی ہوئی قریب آن رکی تھی اور نرمی سے مسکرائی تھی۔انداز طمانیت سے بھرپور تھا جیسے وہ اس سے خوفزدہ نہیں تھی، وہ اس پر اعتبار کرتی تھی۔

کسی اجنبی پر اتنا بھروسہ؟

وہ حیران تھا کہ ایک یکسر اجنبی شخص پر وہ لڑکی اتنا بھروسہ کیونکر اور کیسے کررہی تھی؟ یا پھر وہ کسی سازش کا مہرہ تھی؟

یہی بات اسے اس لڑکی پر شک کرنے پر مجبور کررہی تھی۔

اس لڑکی نے ابان ذوالفقار شگری کا انتخاب یونہی نہیں کیا تھا، اس کے پیچھے یقیناً کوئی گہری سازش تھی۔وہ جانچتے ہوئے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور ملائمت اور نرمی سے مسکرائی تھی۔اس شخص کو دیکھتے ہوئے کافی کا ایک کپ اس کی طرف بڑھایا تھا۔

ابان شگری نے بجائے کافی تھامنے کے قدرے فاصلے پر کھڑے فرید کو دیکھا تھا۔تب سمجھ آیا تھا کہ فرید بار بار بولنے کا قصد کیوں کررہا تھا مگر وہ ہر بار اسے چپ کروا رہا تھا۔

فرید جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ابان شگری نے اسے نظروں سے جانے کے لئے کہا تھا اور اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

اس کا ہاتھ کافی کا کپ لئے بدستور اس کی طرف بڑھا ہوا تھا۔

"میں زیادہ دیر تک سو نہیں سکتی۔ جلد جاگنے کی عادت ہے مجھے۔ آنکھ کھلی تو پہلے تو حیرت ہوئی۔ ہر ہر شے کو حیرت سے دیکھا۔ کچھ ہی نہیں آیا کہاں ہوں۔ تب ذرا سوچنے پر سب یاد آ گیا۔ آپ کی وہ ملازمہ بہت زوروں سے خراٹے لیتی ہے۔ کل پلیز اسے میرے کمرے میں مت سلائیے گا۔ مجھے کمفرٹیبل فیل نہیں ہوتا۔ مہمانوں کا کچھ تو خیال رکھا جاتا ہے۔ آپ مہمان نوازی سے واقف نہیں؟" وہ یوں روانی سے بول رہی تھی جیسے ہمیشہ سے یہیں رہتی ہو اسی گھر میں۔

ابان شگری کو کافی تھام لینا پڑی تھی۔

"اسے جانچتے ہوئے کافی کو کیا دیکھ رکھے ہیں؟ آپ کو شک ہے میں اس میں کچھ ملایا تو نہیں؟" وہ غالباً ذہین واقع ہوئی تھی تبھی اس کی سوچ اس کی نظروں سے پڑھتے ہوئے بولی تھی۔ وہ چونکا تھا۔

وہ سپ لیتے لیتے رکی تھی پھر ہاتھ بڑھا کر ابان شگری کے ہاتھ سے وہ کافی کا کپ تھاما تھا اور اس کے ہاتھ میں اپنا سپ لیا ہوا کپ تھما دیا تھا۔

"اب تسلی سے پی سکتے ہیں آپ، سی آئی ایم الائیو۔ میں سے سپ لیا ہے اس کافی کا اینڈ آئی ایم الائیو، زندہ ہوں میں۔" وہ مسکراتے ہوئے طنز کرتی ہوئی جتا رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے حیرت سے دیکھا تھا مگر وہ مکمل اطمینان سے کافی کا سپ لینے لگی تھی۔

"کیا بتا رہی تھی میں؟ ہاں میری آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔ آپ کی اس ملازمہ کے خراٹوں کی آواز دوسری جنگ عظیم میں استعمال ہونے والی کسی توپ سے کم نہیں ہے۔ میرا سر بھاری ہو رہا تھا۔ شاید میں آرام کرنا چاہتی مگر مجھے اٹھ جانا پڑا۔ تبھی دھیان آیا کہ کیوں نہ کافی بناؤں۔ اتنی دقت ہوئی آپ کے گھر کے کچن کو ڈھونڈنے میں...... مائے مائے...... اتنا بڑا گھر ہے آپ کا، میں نے اس سے بڑا گھر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ٹو بی اونیسٹ ٹو سے۔ آپ کا گھر اس Buckingham Palace سے بھی شاید بڑا ہی ہوگا۔ I've been there ! whether you believe me or not but that palace looks so amazing' Ah,once

ڈیڈ انوائٹڈ تھے کسی بزنس کانفرنس میں۔ تب میں نے وہ پیلس پہلی بار دیکھا تھا۔" وہ بولنے کی بہت عادی لگتی تھی۔

کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اب تک اس نے ایک سپ بھی نہیں لیا تھا۔

"اتنا بڑا گھر بنوانے کی ضرورت کیا تھی جب آپ کو تنہا ہی رہنا تھا یہاں؟" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ آہ...... کہیں آپ میرڈ تو نہیں؟ وائف کہاں ہے آپکی؟ کہیں باہر گئی ہے؟" وہ یہاں وہاں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"لسن......!" ابان شگری کے صبر کا پیمانہ ختم ہو رہا تھا جیسے۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اتنا شرمانے کی کیا ضرورت ہے؟ میرڈ ہیں تو ہیں...... اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ شرارت سے مسکرائی تھی۔ "اچھا......! ایک خوبصورت لڑکی پر امپریشن جمانے کا شوق ہوگا خود کو میرڈ بتانا نہیں چاہتے! اوہ......!" وہ اپنے طور پر کہانیاں اخذ کر رہی تھی۔

''ویسے دیکھنے میں ٹھیک ٹھاک ہیں ☆ تھورے بہت ہینڈسم بھی ہیں آپ مگر یہ جو آنکھیں ہیں نا آپکی، کچھ Weird (ویرڈ) لگتی ہیں۔ایک سرد پن کی کیفیت ہے ان میں جیسے کوئی الاؤ جلتے جلتے اچانک فروزن ہوگیا ہو۔ جیسے کوئی گہرا راز منجمد ہوا ان آنکھوں میں۔کوئی بہت بڑا اسرار یا بھید۔ ہیں تو کچھ عجیب سے آپ! کچھ نہیں کافی زیادہ عجیب لگتے ہیں!'' وہ مکمل تجزیہ کرتی ہوئے مسکرائی تھی۔

ابان نے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے باز رکھا تھا اور پھر اس کی کافی کا کپ اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا اور بغور جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

''کون ہو تم؟ Who are you,I asked? ''

اس کے پوچھنے پر وہ چونکی تھی، پھر مسکرائی تھی۔

''آہ۔ آئی فوگوٹ ٹو ٹیل یو۔ میں اتباع منصور ہوں!'' شاید وہ ابان شگری کے گھر میں خود کو بہت کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی تبھی بہت اطمینان بھرے انداز میں جواب دے رہی تھی۔

مگر اس کا اطمینان اور سکون ابان شگری کے لئے جیسے اضطراب کا باعث بن رہا تھا۔ مضبوط ہاتھ بڑھا کر اس کے شانوں پر رکھے تھے۔ ہاتھوں کی مضبوطی جیسے کسی آہنی اوزار کی سی تھی۔ اس کے ہاتھ اسے اپنے شانوں کی ہڈیوں میں پیوست ہوتے لگے تھے۔ وہ اس شخص کی طرف حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ آنکھوں سے تکلیف کا احساس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اس کی سختی پر اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ تبھی وہ پوچھنے لگا تھا۔

''کون ہو تم؟ کس نے بھیجا ہے تمہیں؟'' وہ اپنی بات پر اسی طور قائم تھا۔ وہ اب بھی اس کے شک کے دائرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

''ہاتھ ہٹائیے اپنے پلیز...... مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔'' وہ ریکوئیسٹ کرتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شگری کو جیسے احساس ہوا تھا اور اس نے اپنے ہاتھ اس کے شانوں سے ہٹا دیئے تھے۔ مگر وہ بدستور اسے اس طرح جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا تھا جیسے دنیا کی سب سے بڑی مجرم وہی ہو۔

''آپ اس طرح کیوں کر رہے ہیں؟ یہ کیا انداز ہے؟ شکل سے شریف آدمی لگتے ہیں آپ، انداز بھی مہذب ہے، لگتے ہیں کچھ عجیب سے بھی مگر وہ شاید آپ کی پرسنلٹی کا حصہ ہے مگر یہ اتنی نیگیٹوٹی کیوں ہے آپ میں؟'' وہ سکون سے پوچھ رہی تھی۔

ابان شگری سے یکدم بازو سے تھامتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ اس کے ساتھ چلنا جیسے اس کا معمول تھا۔ وہ اس اپنی نوعیت کے عجیب ترین انسان کو بغور دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے صوفے پر لا کر بٹھایا تھا۔ اس کے ہاتھ سے کافی کے دونوں کپ ٹیبل کی سطح پر رکھے تھے اور اسے اطمینان سے دیکھا تھا۔

''ناؤ ٹیل میں۔ ہو آر یو؟ اینڈ وہاٹ یو وانٹ؟ کس نے بھیجا تمہیں یہاں؟ مسٹر ذوالفقار شگری نے؟'' وہ جانچتی نظروں سے دیکھتا

ہوا پوچھ رہا تھا۔

”آپ سی آئی ڈی میں جاب کرتے ہیں؟ آپ کی یہ چھ انچ لمبی ناک ہر وقت کچھ سونگھتی کیوں رہتی ہے؟ اپنے طور پر قیاس آرائیاں کرنے کے ماہر ہیں آپ؟ میں کسی ذوالفقار شگری کو نہیں جانتی! کون ہیں؟ ہونگے آپ کے بہت سے حریف؟ مگر آپ اس کی انوسٹی گیشن مجھ سے کیوں کر رہے ہیں؟“ وہ الجھی دکھائی دی تھی۔

”لک......!“ ابان شگری نے اسے ہاتھ اٹھا کر بولنے سے باز رکھا تھا اور تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔

”آپ یہاں سے فی الحال کہیں نہیں جائیں گی جب تک میں اس معاملے کی چھان بین نہ کرلوں۔ آئی ہیوٹو نو۔ آپ کون ہیں اور آپ کو یہاں بھیجنے کے پیچھے مقاصد کیا ہیں۔ جب تک ساری حقیقت سامنے نہ آجائے آپ کہیں نہیں جاسکتیں۔ کل تک آپ یہاں رہنے کی ریکوئیسٹ کر رہی تھی آپ، آج میں نے آپ کے لئے اس گھر کے دروازے باہر جانے کے لئے خود بند کر دیئے ہیں“۔ بہت اطمینان سے کہہ رہا تھا وہ۔

وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”آپ کو نہیں لگتا آپ میں یہ ایٹی ٹیوڈ بہت زیادہ ہے؟ آپ مجھے اس گھر میں بند کرنے کی بات کر رہے ہیں وہ بھی صرف اس لئے کہ میں نے آپ سے مدد چاہی؟ آپ کو پتہ نہیں کہ کس کی ایجنٹ دکھائی دے رہی ہوں، جانتے ہی نہیں کون ہوں میں“۔ وہ تپ کر بولی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا جیسے محظوظ ہو کر سر نفی میں ہلانے لگا تھا۔

”نو آئی ڈونٹ نو یو Nor I want to know۔ مجھے جاننے کا کوئی اشتیاق نہیں“۔ وہ پر اطمینان لہجے میں کہہ رہا تھا۔

”آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ مجھے میری مرضی کے خلاف اس گھر میں بند نہیں کر سکتے۔ اٹس آ کرائم! کسی کو کسی کی مرضی کے بنا بند کر کے کہیں رکھنا اٹس آ کرائم“۔ وہ جیسے اسے وارن کر رہی تھی۔ وہ اطمینان سے مسکرا دیا تھا۔

وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی اٹھی تھی۔ اس کا ارادہ شاید یہاں سے بھاگ جانے کا تھا۔ ایک کھائی سے بھاگ کر آئی تھی وہ اور اب سامنے ایک کنواں اس کے وجود کو اندھیروں میں دفن کر دینے کو تیار تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ بڑی مشکل میں پھنس چکی تھی۔ اسے اس کا اندازہ ہو گیا تھا۔

اس سامنے بیٹھے شخص کی نظروں میں کوئی مروت یا لحاظ نہیں تھا۔ وہ اپنے اندر جیسے کوئی منجمد منظر نامے قید کئے ہوئے تھا جس میں سب کچھ بہت سرد تھا۔ وہ پلٹی تھی تبھی اندازہ ہوا تھا اس کا ہاتھ ابان ذوالفقار شگری کے آہنی ہاتھ کی گرفت میں تھا۔

اتباع منصور نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ اس کے سامنے کھڑا بہت اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”لک۔ آئی ایم ناٹ آ Spy“۔ وہ پرسکون دکھائی دینے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔ وہ اسے قائل کرنا چاہتی تھی۔ منہ کھولنا چاہا تا مگر ابان شگری نے اس کے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اسے سفاک نظروں سے دیکھا تھا اور تحکم بھرے انداز میں گویا ہوا تھا۔

”ہو ایور یو آر، آئی ڈونٹ کیئر۔آپ Spy بھی ہیں تو مجھے فرق نہیں پڑتا مگر آپ یہاں سے تب تک باہر نہیں جا سکتی جب تک میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔“ فیصلہ کن انداز میں کہہ کر وہ خاموش ہو کر اتباع منصور کو دیکھنے لگا تھا۔

وہ حیرت سے بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ بےپرواہ کرتا ہوا اس کی کلائی ایک جھٹکے سے چھوڑ کر چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

اتباع منصور حیران سی کھڑی دیکھتی رہ گئی تھی۔اسے یقین کر لینا پڑا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بڑی پرابلم میں پھنس چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

سیاہ کول تار کی سڑک پر گاڑی ٹریفک کے درمیان اپنا راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔آکیان خان نے خاموشی سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے خاموش بیٹھی عالیہ کو دیکھ رہا تھا۔اس کا انداز کھویا کھویا سا تھا جیسے وہ اس منظر کا حصہ نہیں تھی۔آکیان خان نے اسے خاموشی سے ایک نظر بغور دیکھا تھا اور پھر ونڈ سکرین پر طرف نظریں مرکوز کر دی تھیں۔

”کیا ہوا؟ اس طرح خاموش کیوں ہو تم؟“ ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ اس پر توجہ مرکوز کئے بنا بولا تھا۔

عالیہ نے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گئی تھی۔

”مجھے اچھا نہیں لگ رہا جس طرح گھر میں خاموشیاں بڑھنے لگی ہیں۔مم ڈیڈ کے درمیان فاصلے بڑھ رہے ہیں۔کل ان کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کا دن تھا مگر مم خوش نہیں تھیں۔“ وہ فکر مند دکھائی دے رہی تھی۔

”حمزہ سے بات ہوئی تھی میری، میں نے کہا ہے اسے وہ کوئی حل نکالے۔تم پریشان نہیں ہو۔“ آکیان نے سمجھایا تھا تبھی عالیہ نے کچھ سوچتے ہوئے ایلیان کی طرف دیکھا تھا پھر بولی تھی۔

”کیا تم مجھے شگری پیلس تک چھوڑ سکتے ہو؟“ عالیہ کے کہنے پر آکیان نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

”تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو عالیہ؟“

”کیوں کیا ہوا ہے؟ کیا عجب کہہ رہی ہوں؟ کیا میں شگری پیلس نہیں جا سکتی؟“ وہ حیرت سے پوچھنے لگی تھی۔

آکیان نے ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر لمحہ بھر کو عالیہ کو دیکھا تھا۔

”میں نہیں جانتا تم جا سکتی ہو کہ نہیں مگر ذوالفقار انکل سے مخالفت مول نہیں لے سکتا میں۔جو کچھ ہو رہا ہے میں اس سب کے درمیان نہیں آنا چاہتا عالیہ۔ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ!“۔ایلیان خان محتاط دکھائی دیا تھا۔عالیہ بےبسی سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ایک بےبسی سی تھی انداز میں۔

”ایلیان، کیا ایک بہن اپنے بھائی سے بھی نہیں مل سکتی؟ کیا ایسا کرنا گناہ ہے؟“ ایلیان کی طرف دیکھے بنا وہ بولی تھی۔

”میں نہیں جانتا عالیہ مگر یہ تمہاری فیملی کا انٹرنل معاملہ ہے میں مداخلت نہیں کر سکتا۔“ وہ مدد دینے سے عاری دکھائی دیا تھا۔

”کیوں نہیں مل سکتی میں؟ تم ڈرتے ہو نا؟ اپنے انکل سے مخالفت نہیں مول لے سکتے سو مت لو مگر مجھے یہیں چھوڑ دو، اسٹاپ دا

کار۔" وہ حکم دیتی ہوئی بولی تھی اور سیٹ کا بیلٹ کھولا تھا۔
ایلیان کو اس کے ارادے بھانپتے ہوئے کار کو ایک طرف روک دینا پڑا تھا۔عالیہ نے فرنٹ ڈور کو کھولنا چاہا تھا۔تبھی ایلیان نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور رسانیت سے بولا تھا۔
"تمہاری ساری فیملی کی ٹون ایک جیسی کیوں ہے؟ اتنی ضدی اور ہٹ دھرم؟ تمہیں شگری پیلس جانا ہے تو جاؤ مگر میں اتنا بزدل بھی نہیں ہوں۔میں صرف مصلحت کے لئے چپ تھا۔تمہیں شگری پیلس جانا ہے نا؟ تمہیں خود چھوڑ کر آؤں گا میں، بیٹھی رہو آرام سے۔" کہہ کر عالیہ کے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت سے آزاد کیے بنا اس نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی اور آگے بڑھا دی تھی۔
عالیہ نے خاموشی سے دیکھا تھا اسے مگر دوسرے ہی پل وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی تبھی ایلیان نے اس کی طرف ایک نگاہ کی تھی۔
"ایک بات ہے پوری کی پوری فیملی **Hard Task** ہے۔امپریڈ کرنا ممکن نہیں۔سب کی منطق نرالی ہے۔" مسکراتے ہوئے وہ بولا تھا۔
عالیہ نے ہاتھ کا ایک مکا بنا کر اس کے شولڈر پر مارا تھا تبھی وہ مسکراتا ہوا بولا تھا "چھوڑ تو رہا ہوں تمہیں شگری پیلس مگر پلیز انکل کو پتہ نہیں چلنا چاہئے تمہیں ڈراپ میں نے کیا تھا۔"
"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ بزدل نہیں؟" وہ مسکرائی تھی۔
"ہاں تو نہیں ہوں مگر محتاط ضرور ہوں۔جب تک تمہارا ہاتھ نہیں مانگ لیتا انکل سے تب تک آئی ہیو ٹو بی کیئرفل۔مجھے انکل ذوالفقار کی گڈ لسٹ میں رہنا ہے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔
"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں کسی ایسے **Coward** سے شادی کرنا چاہوں گی؟" وہ مسکرائی تھی۔
"نہیں کرو گی؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔
وہ بنا جواب دیئے دھیان کھڑکی کی طرف پھیر گئی تھی۔
"نہیں کرو گی تو بھگا کر، اٹھا کر لے جاؤں گا۔" وہ مسکرا رہا تھا۔
"اتنی ہمت کہاں سے لاؤ گے؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔
وہ ہنس دیا تھا۔
"ہمت بہت ہے، بس مصلحت کا قائل ہوں۔"
"اور مجھے مصلحت پسند لوگ بالکل پسند نہیں۔" وہ اطمینان سے کہہ کر مسکراتی ہوئی نظر پھیر گئی تھی۔ایلیان خان اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"ملک صاحب بہت ڈھونڈا مگر وہ لڑکی دکھائی نہیں دی، شاید وہ شہر سے کہیں اور نکل گئی ہے۔" ملازم نے آ کر مطلع کیا تھا اور

ملک اشعر نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا مگر چہرے کے اعصاب تن گئے تھے۔

"کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ۔ سب مفت کی روٹیاں توڑ رہے ہو۔ وہ چھٹانک بھر لڑکی کو پر لگ گئے رات کی رات میں؟ راستوں سے واقف نہیں ہے وہ، جا کہاں سکتی ہے۔" وہ متفکر دکھائی دیا تھا۔

"ملک صاحب میری مانیں تو پولیس سے مدد لے لیں۔ اگر آس پاس کے علاقے تک بھاگی ہوگی تو ہاتھ لگ جائے گی۔" ایک ملازم نے مشورہ دیا تھا۔

"تو اپنی بکواس بند کر اور جا یہ ایسے فضول کے مشورے نہیں مانگے تم سے۔"

اشعر ملک نے ڈانٹا تھا۔ ملازم خاموش ہو کر باہر نکل گیا تھا۔

اشعر ملک سوچنے لگا تھا جیسے۔ ہاشم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"پریشان مت ہو، مل جائے گی۔ تم نے ہی تو کہا وہ یہاں نئی ہے، مقامات سے ناواقف ہے تو زیادہ دور تو جا نہیں سکتی۔ میں اے سی صاحب سے بات کرتا ہوں۔" ہاشم کے کہنے پر وہ سر نفی میں ہلانے لگا تھا۔

"الیکشن کا دور ہے ہاشم۔ بات بگاڑنا نہیں چاہتا میں۔ مگر اپنے بندوں کو اپنے طور پر ڈھونڈنے کی ہدایت کر دو۔ مجھے یقین ہے مل تو جائے گی وہ چیونٹی کے پر زیادہ تو نہیں نکلے ہونگے کہ اونچی اڑان بھر سکے۔ مل جائے بس ※ سارے پر کاٹ دوں گا۔"

"تم بتا رہے تھے اس کے پاس ڈوئیل نیشنلٹی ہے۔ پاکستان کی حکومت کو تو شاید فرق نہیں پڑتا اس کے شہریوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے یا وہ کہاں پھنس گئے ہیں مگر وہ انگلینڈ کی باسی ہے بھائی۔ انگریز نہیں چھوڑتے ایسے۔ اسے کوئی ڈھونڈتا ہوا آ گیا تو الٹا پھنس جائیں گے۔ انگلش گورنمنٹ اپنے کتوں کو بھی شمار کرتی ہے یار۔" ہاشم نے سمجھایا تھا۔

اشعر ملک نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا پھر ہنس دیا تھا۔

"اوئے اس کا ہے کون؟ ایک باپ تھا بس، بے وقوف۔ اعتبار کر کے مارا گیا۔ اب کون آئے گا اس کی خیریت دریافت کرنے؟" وہ محظوظ ہوا تھا۔ ہاشم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ایسے نہیں ہوتا اشعر۔"

"اوئے ہم ایک ہی سکول میں پڑھے ہیں، ایک ہی کالج، یونیورسٹی گئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے تو اگلی سیٹ پر بیٹھ کر پڑھتا تھا اور میں سیاسی سرگرمیوں کے باعث کلاس سے باہر بزی رہتا تھا۔ اب یہ مت بتا کہ تجھے کلاس کے اندر بیٹھ کر پڑھ کر تجھے مجھ سے زیادہ عقل آ گئی ہے۔" ہاشم کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

"نہیں۔ مگر میں وہ کہہ رہا ہوں جس کے ہونے کے امکان ہیں۔"

"اوئے تیرے امکان لینے گئے چائے پانی، مجھ سے نا یہ عقل مندوں والی باتیں مت کیا کر، انگلینڈ میرے لئے بھی نیا نہیں ہے،

جانتاں ہوں میں بھی۔ پیسہ ہونا پاس تو اسکاٹ لینڈ یارڈ کو بھی خریدا جاسکتا ہے۔اب بتا، بکتا کون نہیں ہے؟" وہ مسکرا رہا تھا۔

"اوئے میرے پڑھا کو دوست قیمت سب کی ہوتی ہے، کسی کی کم کسی کی زیادہ۔اب بھلا کرپشن کہاں نہیں ہے؟ ایویں اپنے معصوم حکمرانوں پر انگلی اٹھاتے ہو۔ یہاں کی ایماندار پولیس کو برا بھلا کہتے ہو۔اگر بھلا کرپشن لفظ ہم نے ایجاد کیا ہوتا تو وہ اردو یا کسی علاقائی زبان میں نہ ہوتا؟ وہ بھلا انگریزی میں ہی کیوں ہوتا؟ اوئے اکبر سمجھا اس پڑھا کو طوطے کو۔" وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔تمام پاس کھڑے وفادار ملازموں کا ٹولہ بھی ہاشم پر ہنسنے لگا تھا۔ہاشم خاموشی سے اپنے دوست کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری اپنے لیپ ٹاپ سر کوئی ضروری کام کر رہا تھا جب فرید چلتا ہوا اندر آیا تھا۔

"ہاں فرید آؤ...... بولو...... کیا خبر ہے؟" ابان شگری نے اس کی جانب دیکھے بنا پوچھا تھا۔فرید مؤدب انداز میں کھڑا ہو کر اسے دیکھتا ہوا کچھ لمحے خاموش رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"کچھ زیادہ پتہ نہیں چلا۔میں کوشش کر رہا ہوں سر۔آپ فکر مند نہ ہوں۔" وہ مؤدب انداز میں بولا تھا۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہاری ری سورسز کو کیا ہوا فرید؟" اطمینان سے پوچھتے ہوئے وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کی اسکرین کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر گیا تھا۔

"اس کا نام اتباع منصور ہے سر۔وہ انگلینڈ سے آئی ہے یہاں، زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔" فرید نے منہ کھولا تھا۔ابان خاموشی سے فرید کی طرف دیکھنے لگا تھا۔پھر مسکرا دیا تھا۔

"انٹرسٹنگ، سو سازش کچھ بڑی ہے۔"

"ابھی کنفرمڈ نہیں سر۔مگر مجھے وہ لڑکی بے ضرر لگتی ہے۔" فرید نے اپنا تجزیہ بتایا تھا۔ابان اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔فرید کو اپنے طور پر کچھ اخذ کرنا جیسے کوئی گستاخی لگا تھا تبھی بولا تھا۔

"آئی ایم سوری سر مگر یہ Assumption بھی ہو سکتی ہے۔ہم اس پر اندھا اعتبار نہیں کر سکتے۔میں نے نظر رکھی ہوئی ہے۔تمام ملازموں کو چوکنا کر دیا ہے کہ اسے پیلس سے باہر نہ جانے دیا جائے۔میں کوشش کر رہا ہوں مزید انفارمیشن اکٹھا کرنے کی۔ڈونٹ وری۔" فرید نے باس کو مطمئن کرنا چاہا تھا۔ابان شگری نے خاموشی سے فرید کو دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

بڑے سے محل نما گھر میں وہ بولائی بولائی سی پھر رہی تھی۔اس کے سامنے راستے اجنبی تھے۔اور مشکلات جیسے بڑھ رہی تھیں۔وہ سدباب کرنے کی کوشش میں اور الجھ گئی تھی۔اس نے خود کو مزید پھنسا لیا تھا۔

فرید پاس سے گزر رہا تھا، تبھی اس نے روک لیا تھا۔
''سنو، کیا تم کچھ میری مدد کر سکتے ہو؟'' اتباع منصور نے نرم لہجے میں کہا۔ وہ ابھی تک دلہن کے لباس میں تھی۔ بھاری بھرک لہنگا اور ساڑھے تین گز کا بڑا سا بھاری کامدار دوپٹہ جو ابھی آدھے سے زیادہ زمین پر جھول رہا تھا۔ فرید اپنے روکے جانے پر کچھ فکر مند دکھائی دیا تھا۔ تبھی بنا کچھ سوچے سمجھے نفی میں سر ہلانے لگا تھا۔
''سوری، میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔'' وہ جیسے بے بس دکھائی دیا تھا۔
''کیوں؟ وہ تمہارے باس پاگل ہیں، کیا تم بھی ہو؟ تمہیں دکھائی دیتا ہے؟ کیا میں مشکوک لگتی ہوں؟'' وہ اسے قائل کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔
''میم میں زیادہ بات نہیں کر سکتا، مجھے جانا ہے!'' وہ محتاط دکھائی دیا تھا۔
''تو چلے جانا، میں نے کب روکا ہے تمہیں۔ میں تو پوچھ رہی ہوں مجھے میری مرضی کے خلاف بند کر کے رکھنے کا مطلب جانتے ہو تم؟ یہ جرم ہے۔'' وہ جتا رہی تھی۔
''سوری میم، آئی ڈونٹ نو، میں کوئی مدد نہیں کر سکتا۔'' فرید کی سوئی ایک ہی جگہ اٹک گئی تھی۔ وہ فوراً وہاں سے ہٹ جانا چاہتا تھا۔ شاید اسے اپنے باس کا آرڈر تھا مگر اتباع منصور نے فوراً ہاتھ میں موجود ڈائمنڈ کی رنگ اتار کر اس کی طرف بڑھائی تھی۔
''یہ رکھو اور مجھے ایک فون کال کرنے دو، تمہارے باس کو خبر نہیں ہوگی۔ ڈونٹ وری!'' وہ اسے قائل کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔
وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔
''میم، میں یہ نہیں رکھ سکتا۔ آپ پلیز اسے واپس رکھ لیں۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر پاؤں گا، آئی ایم سوری۔'' وہ کہنے کے ساتھ ہی فوراً آگے بڑھ گیا تھا۔ اتباع منصور رنگ ہاتھ میں پکڑے دیکھتی رہ گئی تھی۔
''یا اللہ! کیا کروں میں! کوئی سننے کو تیار نہیں یہاں میری۔ اس جگہ کے سارے لوگ اتنے عجیب کیوں ہیں؟ مجھے کیوں لگتا ہے میں کسی حیرت کدے میں آ گئی ہوں۔ جیسے یہ لوگ میری زبان نہیں سمجھتے، مجھے سننے کو تیار نہیں۔ اسے کہتے ہیں آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا!'' وہ انگلی میں رنگ دوبارہ پہنتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھی۔
''کیسے نکلوں میں یہاں سے؟ یہ انسان تو اشعر ملک سے بھی زیادہ خبطی ہے۔ اشعر ملک تو پھر بھی کچھ سمجھتا تھا، یہ تو سنتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ یہ سارے پاگلوں سے میں ہی کیوں ٹکرا رہی ہوں؟ اب اس کے محاصرے سے کیسے باہر نکلوں گی؟ اور اگر یہاں سے نکل کر دوبارہ اشعر ملک کے ہاتھ لگ گئی تو؟ یا اللہ!''
ایک خدشے نے اسے ایک لمحے میں ایک نقطہ پر منجمد کر دیا تھا۔ وہ ستون سے ٹکرائی تھی پھر خود ہی اپنا سر سہلانے لگی تھی۔

''یااللہ میری مدد فرما! مجھے اس گھر سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھا!'' وہ دل ہی دل میں دعا مانگتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی تبھی عالیہ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔عالیہ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

دلہن کے لباس میں موجود وہ لڑکی عالیہ کی نظروں کو حیرت سے کھلا چھوڑ گئی تھی۔اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''کون ہیں آپ!''اس سے پہلے کہ اتباع کچھ کہتی عالیہ نے پوچھ لیا تھا۔

''آپ کون ہیں؟ ضروری اس خبطی انسان کی رشتے دار ہوں گی آپ۔وہ شخص آدھا پاگل ہے......نہیں بلکہ پورا پاگل ہے، یہاں بند کر کے رکھا ہوا ہے انہوں نے مجھے اور......!''

عالیہ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

''کیا کہہ رہی ہیں آپ! مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا! فرید......'' عالیہ نے فرید کو آواز دی تھی۔

''وہ جو شخص اس پاگل خانے میں رہتا ہے نا اس کی بات کر رہی ہوں میں'' اتباع جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔آپ کون ہیں اور اس طرح دلہن کے لباس میں؟ ابان بھائی نے شادی کر لی ہے کیا؟'' عالیہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے بولی تھی۔

''وہاٹ؟'' اتباع منصور چونکی تھی۔مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی وہی خبطی شخص وہاں آگیا تھا۔ساتھ میں اس کا مؤدب خادم فرید بھی تھا۔

''کیا ہو رہا ہے؟'' ابان شگری نے بھاری آواز میں پوچھا تھا۔

عالیہ نے بھائی کی طرف دیکھا تھا اور فوراً اس کی طرف بڑھی تھی۔

''ابان بھائی وہاٹس دیٹ؟ آپ نے شادی کر لی؟ اور ہمیں بتایا تک نہیں؟'' وہ بھائی کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

ابان چونکا تھا، پھر اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا جو اس سے بھی دوگنی حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''تم اندر آؤ، بتاتا ہوں تمہیں!'' وہ پرسکون لہجے میں بہن سے کہہ رہا تھا۔

''بھائی وہاٹس گوئنگ آن؟ ہو کیا رہا ہے یہ سب؟ کچھ بتائیں گے آپ؟ کسی کو کچھ بتائے بنا آپ نے شادی کر لی؟ آپ نے یہ بھی نہیں سوچا مام ڈیڈ کیا سوچیں گے؟'' عالیہ حیرت سے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔

''ایکسکیوزمی۔آپ جو بھی ہیں غلط سمجھ رہی ہیں اس گھر کے سارے لوگ پاگل خانے سے بھاگ کر آئے ہیں کیا؟'' اتباع منصور نے وضاحت دینا چاہی تھی مگر ابان شگری نے اسے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے باز رکھ دیا تھا اور عالیہ کا ہاتھ تھاما تھا۔

''میرے ساتھ آؤ تم......!'' عالیہ حیرت سے اتباع کی طرف دیکھ رہی تھی۔ابان شگری بہن کو وہاں سے لے کر اندر کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

اتباع منصور تھک کر وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گئی تھی۔

”یا اللہ...... کہاں پھنس گئی میں!“ وہ جیسے تھک گئی تھی۔ آنکھیں نمی سے بھرنے لگی تھیں۔

”پاپا! آئی ایم مسنگ یو۔ کیوں اتنا عجیب ہو رہا ہے میری دنیا میں! میں نے تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہا...... پھر اتنی ڈھیر ساری پرابلمز اچانک سے کہاں سے آ گئیں! پاپا آپ کو میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا! آپ کی اتباع بہت اکیلی پڑ گئی ہے!“ وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر اندر کا غبار دھونے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

دانیال مرزا نے کار پارکنگ ایریا میں کھڑی کی تھی اور چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ بوا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تھا۔

”کچھ پتہ چلا اتباع کا؟ کوئی رابطہ ہوا؟“

دانیال مرزا نے سرنفی میں ہلاتے ہوئے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بوا کو دیکھا تھا۔

”نہیں ابھی پاکستان ہائی کمیشن سے بات کرنا ہوگی، شاید اس سے کوئی مدد مل سکے!“

بوا کا دل ہول گیا تھا۔

”یا اللہ خیر، مجھے تو فکر ہو رہی ہے، خدا کرے میری بچی صحیح سلامت ہو۔ ایک دم سے سانحہ ہو گیا۔ منصور کی موت اچانک ہوئی۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آتا، ایک گھنٹہ قبل فون آیا تھا تو وہ ٹھیک ٹھاک اور آواز سے چاک و چوبند لگ رہا تھا پھر اچانک موت کی خبر آ گئی اور پھر موت کے اگلے دن اتباع گمشدہ ہو گئی۔ پتہ نہیں کس حال میں ہوگی میری بچی۔“ بوا بہت پریشان لگ رہی تھیں۔

دانیال مرزا نے ان کی طرف دیکھا تھا۔

”آپ پریشان نہ ہوں۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔“ وہ تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ بوا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

”تم قیاس آرائیوں میں وقت ضائع نہ کرتے تو اب تک اتباع کا کچھ پتہ چکا ہوتا۔“ بوا کے رونے پر دانیال مرزا چلتا ہوا ان کے پاس آیا تھا اور پھر ان کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر ان کے آنسو پونچھے تھے اور بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

”میں قیاس آرائیاں نہیں کر رہا تھا بوا۔ مجھے لگا تھا شاید وہ بزی ہوگی تبھی فون سوئچڈ آف مل رہا ہے۔ مجھے نہیں معلوم تھا ایسی کوئی صورتحال ہو سکتی تھی۔ اب کس کو خبر تھی کہ وہ پاکستان جائے گی اور اس طرح Trapped ہو جائے گی۔ ہمیں خبر ہوتی تو ہم اسے اس طرح جانے دیتے؟ وہاں انکل منصور تھے، اس کا خیال رکھنے کو، ہمیں کہاں خبر تھی انکل منصور کی اچانک سے ڈیتھ ہو جائے گی اور یہ سب ہو جائے گا؟“ وہ بوا کو تسلی دیتا ہوا کہہ رہا تھا۔

کچھ بھی کرو دانیال مجھے اتباع اپنی آنکھوں کے سامنے چاہئے۔ میری آنکھوں کے سامنے اس کا مسکراتا ہوا چہرہ آ جاتا ہے۔ جانے کس حال میں ہوگی میری بچی۔ جانے کس مشکل دور سے گزر رہی ہوگی۔ تمہیں یہاں تھانے میں جا کر رپورٹ درج کرانے چاہئے۔

اسکاٹ لینڈ یارڈ اسے کراچی میں ڈھونڈنے کے لئے ضرور کوئی مدد کرے گی۔" بوا بولی تھیں تو دانیال مرزا نے سر ہلا دیا تھا۔

"میں کرتا ہوں کچھ۔ پلیز آپ پریشان نہ ہوں۔"

"تم تو بہت اچھے دوست ہونا اس کے؟ کیا تم اسے اس طرح بے یارو مددگار چھوڑ دو گے؟ جانے کس حال میں ہوگی میری بچی! تمہاری بات وہ بہت مانتی ہے، تمہاری دوست ہے وہ اگر تب جب وہ پاکستان جانے کے پلانز بنا رہی تھی اگر تب تم اسے منع کرتے تو آج وہ اتنی بڑی پرابلم میں نہ پھنستی۔"

بوا شکوے کر رہی تھیں اور دانیا مرزا بس خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"دانیال مرزا تمہیں تو خبر بھی نہیں ہوگی میں اس حال میں ہوں۔ تم تو سب سے اچھے دوست ہونا میرے؟ کیا تمہیں بھی احساس نہیں ہو پا رہا کہ میں کتنی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو چکی ہوں؟ پتہ نہیں تم مجھے ڈھونڈنے کی کوئی کوشش بھی کر رہے ہوگے یا نہیں، میں نہیں جانتی مگر مجھے لگتا ہے میں کہیں کھو گئی ہوں۔ خود سے بچھڑ گئی ہوں اور پتہ نہیں اس قید سے کبھی نکل بھی پاؤں گا یا نہیں۔" برستی بوندوں کو خالی ہتھیلی پر لئے سوچ رہی تھی۔

"تم کہتے تھے دوستی اور محبت میں وقت قید ہو جاتا ہے، کوئی وجود کھو نہیں سکتا، چاہے بھی تو بھی نہیں، ایک وجود...... دوسرے وجود کو اپنے ساتھ اس طرح باندھ لیتا ہے کہ پھر...... دوری یا تفاوت کا احتمال بھی نہیں رہتا۔ تمہیں یقین تھا اور یہاں میں گمان بن گئی!" وہ چلتی ہوئی کھلے آسمان کے نیچے آن رکی تھی۔ برستے بادلوں نے اس کے گرد گھیرا پھیلا دیا تھا اور وہ بادلوں سے برستے اس مینہ میں بھیگنے لگی تھی۔

"آج مجھے خود خبر نہیں کہ میں کہاں ہوں۔ کاش میں نے تمہیں سنا ہوتا جب تم مجھے یہاں آنے سے باز رکھ رہے تھے۔ کاش تم نے وہ ایک لمحہ روک لیا ہوتا۔ میں انکاری تھی تم تو ہاتھ تھام لیتے، روک لیتے تو شاید آج صورتحال مختلف ہوتی۔ کہاں ہو تم دانیال مرزا؟ میرے دوست! بہت مددگار تھے نا تم...... میرے سب سے اچھے دوست! مجھے آج تمہاری مدد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو کیا تم آج میری مدد نہیں کرو گے؟" آنکھوں کی نمی، بارش کے پانیوں میں مل کر اپنی قدر گنوا رہی تھی۔

"کاش میں تم سے بات کر سکتی، تمہیں بتا سکتی کہ میں کتنی مشکل میں ہوں مگر میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ میں کہاں ہوں۔ اتنی غنودگی تھی اس لمحے کہ میں راستوں پر نظر رکھنے کے باوجود جان نہیں پائی تھی۔ اس محل تک آتے میرے اعصاب جیسے منجمد ہو چکے تھے۔ یہ شخص کون ہے، یہاں سارے لوگ اتنے عجیب سے کیوں ہیں؟ وہ اشعر ملک...... اور پھر یہ...... یہاں لوگ اتنے سفاک کیوں ہیں؟" اس نے تھک کر سوچا تھا اور بڑبڑائی تھی۔

"یااللہ! میری مدد کر! کوئی راہ دکھا!"

وہ بولی تھی تبھی اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ اتباع منصور نے یکدم سے آنکھیں کھولی تھیں۔ وہاں کوئی نہیں

تھا۔اس نے یہاں وہاں دیکھا تھا مگر وہ کسی کو دیکھ نہیں سکی تھی...... سبز گھاس پر چلتے ہوئے اس نے اس محل کی دیواروں کو دیکھا تھا، وہ بلندیوں تک دیکھتی رہ گئی تھی۔

"یہ کونسا حیرت کدہ ہے......کون سا قلعہ! مجھے یوں لگتا ہے کہ ہر شے عجیب ہے یہاں!" وہ پلٹی تھی تبھی ابان شگری سے ٹکرائی تھی۔ ابان شگری نے اسے تھاما نہیں تھا نہ سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔

اتباع منصور نے اپنے طور پر سنبھلنے کے لئے اس کے مضبوط کندھے پر ہاتھ رکھا تھا مگر سنبھلتے سنبھلتے بھی اس کا سر اس کے فراخ سینے سے ٹکرا گیا تھا۔ایک لمحے میں وہ سنبھلی تھی اور سنبھل کر کھڑے ہوئے ہوئے ابان شگری کو دیکھا تھا۔بھیگتی بارش میں اس کے سامنے کھڑا وہ شخص اپنے اندر کوئی جذبات نہیں رکھتا تھا جیسے اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا اور اس کی آنکھیں سرد تھیں۔سیاہ لباس میں وہ اسے بہت سرد سا وجود لگا تھا۔

وہ اونچا لمبا تھا۔سوٹڈ بوٹڈ شخص، جیسے اپنے اندر بہت سے اسرار اور بھید رکھتا تھا۔

"کون ہیں آپ؟ کیا میرے ڈیڈ کو جانتے ہیں؟" وہ مدھم لہجے میں بغور اس کی طرف دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔اس کا نازک ہاتھ بدستور اس کے مضبوط شانے پر تھا مگر وہ بہت اعتماد سے اس شخص کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس سے بالکل خوفزدہ نہیں تھی۔وہ بے تاثر دکھائی دینے والا شخص اس لمحے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ جو کوئی بھی ہیں میں نہیں ڈرتی آپ سے۔مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا! آپ نے اپنے ارد گرد یہ جو ایک مضبوط قلعہ بنایا ہوا ہے نا یہ آپ کی کمزوری کو بھرپور طور پر ظاہر کرتا ہے۔قلعی صاف کھل جاتی ہے اور بتاتی ہے کہ آپ بہت مضبوط دکھائی دینے کی صرف کوشش کر رہے ہیں۔" وہ غصے سے مگر پرسکون لہجے میں کہہ رہی تھی۔مگر ابان شگری اسے بہت سکون سے سن رہا تھا۔ایک ٹک اسے دیکھتے ہوئے جیسے وہ اس کے کہے کی نا کوئی نفی کرنا چاہتا تھا نا کوئی وضاحت دینا چاہتا تھا۔جیسے اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا مگر اسے فرق پڑتا یا نہیں پڑتا تھا اس سے اتباع منصور کو کوئی سروکار نہیں تھا۔وہ نہیں جانتی تھی وہ سنے گا یا کوئی ری ایکشن دے گا یا کہ نہیں مگر وہ دل کا غبار ضرور نکالنا چاہتی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو آپ؟ یقین نہیں ہو رہا کہ کوئی آپ کو سچ سے آگاہ کر سکتا ہے؟ نہیں کیا ہو گا نا کبھی کسی نے؟ نہیں جتایا ہو گا کہ آپ کتنے کمزور دکھائی دیتے ہیں۔اتنے بڑے محل میں چھپ کر بیٹھے ہیں، اتنی بڑی اونچی دیواریں اٹھا رکھی ہیں اور پھر بھی ایک لڑکی سے خوفزدہ ہیں آپ؟ ایک لڑکی کے وجود سے خوف آتا ہے آپ کو کہ وہ کوئی نقصان پہنچانے آئی ہے آپ کو؟ اتنے مضبوط ہیں آپ کہ کسی بے قصور کو جسے ایکچوئیلی مدد کی ضرورت ہے اسے آپ نے اس جگہ قید کر دیا ہے! ایک لڑکی کو قید کرنے والے کو کتنا مضبوط تصور کرنا چاہئے؟ کتنا بہادر؟ کتنا عظیم؟ اور کتنا طاقتور؟"

وہ خاموشی سے کھڑا تھا جب اتباع منصور نے اپنی شہادت کی انگلی اسکے دل پر رکھی تھی۔

''طاقتور یہاں سے ہوتا ہے کوئی انسان اور مجھے نہیں لگتا آپ اتنے طاقتور ہیں کیونکہ مجھے اس سرد وجود سے کوئی زندگی کی رمق دکھائی نہیں دیتی...... یہاں...... اس جگہ سے مجھے کوئی دھڑکن سنائی نہیں دیتی۔طویل خاموشی ہے بس اور خاموشی خالی پن کو ظاہر کرتی ہے...... اس کمزوری کو ظاہر کرتی ہے جو آپ کے اندر ہے۔میں نہیں جانتی آپ کو...... آپ کے نام سے بھی واقف نہیں، مجھے نہیں پتہ آپ کیا ہیں، کیا کرتے ہیں یا کیسے انسان ہیں...... مگر مجھے آپ کو دیکھ کر بہت حیرت ہوئی ہے...... بہت عجیب لگتے ہیں آپ مجھے...... بہت ان سیکور لگتے ہیں آپ...... بہت ڈرے ہوئے، خوفزدہ انداز رکھتے ہیں آپ...... میں نہیں جانتی مجھے یہاں اس قید میں رکھ کر کیا ملے گا آپ کو یا آپ کا مقصد کیا ہے مگر یہ غیر قانونی ہے اور غیر انسانی بھی...... آپ کا ڈر خود آپ کا اپنا ہے، میں اس ڈر سے آپ کو نکال نہیں سکتی...... مگر آپ اس ڈر میں دوسروں کو انوالو کر کے اپنے اس ڈر کو بڑھا رہے ہیں۔خود کو اور پاورلیس کر رہے ہیں۔'' وہ بولتی چلی گئی تھی۔

وہ پرسکو انداز سے بارش میں بھیگتا ہوا اس کے سامنے کھڑا اسے بہت توجہ سے دیکھتا اور سنتا رہا تھا۔ پھر بہت آہستگی سے اپنے شانے پر بدستور رکھا اس کا ہاتھ ہٹا کر اپنی گرفت میں لیا تھا اور اسے لے کر چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

اتباع منصور بارش میں بھیگتی ہوئی اس کے ساتھ کھنچتی چلی گئی تھی۔اس کی نظریں حیرت سے اس سے کچھ قد آگے...... لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس شخص پر تھیں جو اسے برستی برسات سے نکال کر اندر کی طرف لے جا رہا تھا۔

تیز بارش میں اس کی نظروں کا منظر دھندلا رہا تھا۔اس کا سرد پڑتا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت میں تھا اور وہ اسے لے کر اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کے اتنا کچھ کہہ جانے کا اس پر جیسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

اتباع منصور کی نظروں میں شدید حیرت تھی۔

وہ شخص، بہت عجیب ترین تھا۔

☆　☆　☆

''انکل آپ کے وزیر ہونے کا کیا فائدہ اگر آپ کوئی مدد نہیں کر سکتے؟'' وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔انداز سے بہت پریشان دکھائی دیا تھا۔

''مگر اس سب سے تو بہت دیر ہو جائے گی انکل۔ایسے میں اگر اتباع منصور کو کوئی نقصان پہنچا تو کون ذمے دار ہوگا؟

تو پھر اس سے بہتر تو یہی ہوگا کہ میں خود پاکستان چلا جاؤں اور اپنے طور پر اسے ڈھونڈنے کی کوشش کروں!

انکل وہ انگلش ہے مگر اس سے پہلے اس کی روٹس اسے پاکستانی بھی بتاتی ہیں۔کیا پاکستانی کے کھو جانے پر آپ ایسے بے تاثر دکھائی دیتے ہیں؟

میں برٹش ہائی کمیشن سے ضرور رابطہ قائم کروں گا۔وہ اس سلسلے میں ضرور معاون بھی ہونگے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اتباع پاکستان میں لاپتہ ہوئی ہے اور پاکستانی ہائی کمیشن فوری مدد دینے سے تعرض برت رہی ہے۔

نہیں انکل، میں تنقید نہیں کر رہا مگر یہ ایک انسانی جان کا مسئلہ ہے۔ اتباع کی سالمیت بہت عزیز ہے مجھے اور وہ جہاں کہیں بھی ہے میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ شکریہ!" اس نے کہہ کر فون کا سلسلہ منقطع کیا تھا۔ چائے لے کر اندر آتی بوا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ بہت پریشان دکھائی دیا تھا۔ بوا آگے بڑھ آئی تھیں اور چائے ٹیبل پر رکھ کر اس کے سامنے آن کھڑے ہوئی تھیں۔ وہ نظریں چرا گیا تھا۔

"میں کمزور پڑ رہا ہوں بوا...... یہاں بیٹھ کر اسے ڈھونڈنا بہت دشوار لگ رہا ہے۔ مجھے برٹش ہائی کمیشن سے بات کرنا ہوگی۔ اس کے بعد ہی میں ڈیسائیڈ کر سکتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

بوا نے اسے ہاتھ سے تھام کر بٹھایا تھا۔

"آئی ایم سوری میں تمہیں بہت ناحق سنائی۔ مجھے سمجھنا چاہئے کہ تم مجھ سے زیادہ پریشان ہو اس لمحے۔" بوا نے اسے انڈراسٹینڈ کرتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

"نہیں بوا، یو آر ناٹ رونگ۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ میں لمحے ضائع کر رہا ہوں اور اس میں اتباع منصور سے اور دور ہو رہا ہوں۔"

وہ متفکر دکھائی دیا تھا۔

بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

بادل بہت تیزی سے گرجے تھے۔ اتنی روشنی تھی کہ کھڑکیوں سے چھن کر اندر آتی محسوس ہوئی تھی۔ ابان شگری نے ہال کمرے کے درمیان رک کر اسے پلٹ کر دیکھا تھا۔

اس کا سرد پڑتا ہاتھ بدستور اس کے آہنی ہاتھ میں تھا۔ وہ سر اٹھائے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی...... وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"یہ قلعہ تمہیں جو بھی لگتا ہو، میرا گھر ہے اور تم یہاں قید نہیں ہو۔ خود کو قیدی سمجھ کر دراصل تم خود کو کمزور ثابت کر رہی ہو۔ میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میری طاقت کا اندازہ تمہیں نہیں ہے۔ میرے اختیارات کے متعلق کوئی قیاس آرائی کرو گی بھی تو تمہیں خود کو رد کرنا پڑے گا۔ میرے بارے میں تمہاری سوچوں کو الٹے قدم واپس چل کر پھر اس جگہ لوٹ جانا ہوگا کیونکہ جس زاویئے سے تم دیکھ رہی ہو وہ نظر محدود ہے اور زاویہ کالعدم کئے جانے کے قابل۔ مجھے تم سے کوئی خوف نہیں ہے مگر میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہتا ہوں۔ چلتا ہوں تو دھیان رکھتا ہوں کہ میرا سایہ بھی مجھ سے دو قدم کے فاصلے پر چلے۔ میں اکیلا چلنے کا عادی ہوں اور یہ عادت بدل نہیں سکتی۔ تمہیں میرے سینے سے دل کے دھڑکنے کی آواز آئے یا نہیں، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اپنے دل کی آواز میں نے خود بھی کبھی نہیں سنی اور نہ ہی میں سننا چاہتا ہوں۔ خوف زدہ لوگ دل کو آلہ کار بناتے ہیں، دل کو سنتے ہیں۔ مضبوط لوگ دماغ کی سنتے ہیں۔ میں نے عقل کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر ہمیشہ مجبور کیا ہے اور میں اس پر مطمئن ہوں۔ میری عقل مجھے دھوکہ نہیں دیتی۔ میری سب سے بڑی طاقت میرا خود پر یقین ہے۔ میرے یقین کے دائرے سے باہر جو بھی ہے وہ میرے لئے شکوک وشبہات کا باعث ہے۔ تمہیں یہاں روکنے کا مقصد کچھ اور نہیں دراصل یہ جاننا اور

تسلی کرنا ہے کہ تم میرے لئے نقصان کا باعث نہیں۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا تب آپ کے لئے یہاں سے باہر جانے کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ مجھے حیرت ہے ابھی کل تک آپ یہاں میرے گھر رہنے کے لئے درخواست کر رہی تھیں اور آج مجھ پر الزام لگا رہی ہیں۔ دیکھا جائے تو آپ کے لئے تو یہ سودمند ہی ہے کہ آپ یہاں پناہ گزین ہیں۔ آپ خود بھی جانتی ہیں کہ یہاں سے باہر جانے کا مطلب کیا ہے۔ بقول آپ کے آپ اجنبی ہیں اس جگہ اور کسی مصیبت سے فرار ہو کر یہاں آئی ہیں۔" وہ جتا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ یہاں محفوظ ہیں، اس کی گارنٹی ہے۔ آپ کو یہاں روکنے کا کوئی غلط مقصد نہیں ہے، سو کچھ غلط سوچنا بھی غلط ہوگا۔" اس نے اتباع سے نگاہ ہٹائے بنا لمحہ بھر کو خاموش ہو کر اسے دیکھا تھا۔

"خدیجہ اماں...... اس لڑکی کو اندر لے جائیے اور چینج کرا دیجئے۔ ان کے کمرے کے وارڈ روب میں ان کی ضرورت کا ہر سامان موجود ہے۔ ان کا پورا خیال رکھیں، مہمان ہیں ہماری۔ بارش میں بھیگ گئی ہیں، دیکھئے کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے۔" وہ قریب کھڑی خدیجہ اماں کو دیکھے بنا بولا تھا۔ نظریں اتباع منصور کے چہرے پر ساکت تھیں۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ جب خدیجہ اماں اسے لے کر آگے بڑھی تھی، وہ جیسے ایک معمول میں آگے بڑھنے لگ گئی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا اور انداز پرسکون۔ جیسے اسے سارے موسموں پر اختیار تھا اور وہ ہر طرح سے اپنا دفاع کرنا جانتا تھا اور اپنی بقا کو یقینی بنا سکتا تھا۔ وہ مضبوطی سے تنا کھڑا دیکھتا رہا تھا جب تک اتباع منصور راہداری سے اندر نہیں مڑ گئی تھی۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر خود کو بہت اجنبی نظروں سے دیکھا تھا۔سرخ دلہن کے لباس میں، جیولری کے ساتھ وہ جوں کی توں سجی سنوری تھی۔دماغ اتنا ماؤف تھا کہ نا تو کل رات سے اس نے جیولری اتارنے کا سوچا تھا نا اس بھاری لہنگے کو۔بارش کے اندر بھیگنے سے بھاری لہنگا کچھ اور وزنی ہو گیا تھا۔اسے اپنے وجود پر جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔وہ اپنے بھیگے وجود کو آئینے میں بہت خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

خدیجہ اماں کچھ فاصلے پر کھڑی اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھیں۔اسے کھوئے کھوئے بیٹھے دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھ آئی تھیں۔

"لاؤ میں مدد کرتے ہوں جیولری اتارنے میں۔" خدیجہ اماں نے کہا تھا مگر اتباع منصور ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی۔

اس تسلسل سے خود کو آئینے میں دیکھتی ہوئی بہت آہستگی سے ہاتھ اپنی کلائی کی طرف بڑھا تھا اور بھاری کنگن اور چوڑیاں اتارنے لگی تھی۔اشعر ملک وسیع القلب واقع ہوا تھا۔اپنی ہونے والی دلہن کے لئے خرچ کرتے ہوئے اس نے ہاتھ روکا نہیں تھا۔جیولری بھاری اور ان کی مالیت یقیناً لاکھوں میں تھی۔سونے کے بھاری کنگن ہیروں سے مزین تھے اور چوڑیوں کی بناوٹ دیدہ زیب تھی۔وہ باری باری دونوں ہاتھوں کی چوڑیاں اتارنے لگی تھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے اوپر رکھنے لگی تھی۔

خدیجہ اماں نے اس کے سامنے جیولری باکس رکھا تھا۔

"جیولری اس میں رکھو بیٹا، بہت قیمتی ہے کہیں کھو گئی تو!" وہ متفکری بولی تھیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر اسکی پیشانی کا ٹیکا اتارنے لگی تھیں۔

اتباع منصور آئینے میں خدیجہ اماں کو دیکھنے لگی تھی۔

"چیزوں کی وقت نہیں ہوتی۔کھو جائیں تو نئی چیزیں ڈھونڈی اور خریدی جاسکتی ہیں مگر انسان کھو جائے تو......!" وہ بولتے بولتے رکی تھی۔

اس کی ناک سے بھاری Nose Ring اتارتے ہوئے اسے آئینے میں بغور دیکھا تھا۔

"بیٹا مٹریلسٹک چیزوں کی وقعت اپنی جگہ ہے اور انسان کی اپنی۔ساری بات وقت پر ڈیپنڈ کرتی ہے۔" خدیجہ اماں نے اس کے کان کے جھمکے اتارتے ہوئے نرمی سے کہا تھا وہ خاموشی سے آئینے میں خدیجہ اماں کو دیکھنے لگی تھی۔

خدیجہ اماں نے اس کے شانے پر بھاری کام والا سرخ دوپٹہ اٹھا کر ایک طرف رکھا تھا اور اسے جیسے ایک بوجھ سے رہائی کا احساس ہوا تھا۔

"جو چیزیں بوجھ لگیں ان کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔" اتباع منصور کا لہجہ دھیما تھا۔

"تم شاور لے لو۔میں تمہارا ڈریس نکال دیتی ہوں۔" خدیجہ اماں نے اس کے بالوں کو تمام ترپنوں سے رہائی دی تھی۔اسے یہ بہت غنیمت لگا تھا۔

''بہت تھک گئی ہوں میں۔''اس کا وجود اے سی کی کولنگ کے باعث اور بارش میں بھیگنے کے باعث کانپنے لگا تھا۔خدیجہ اماں نے ریموٹ اٹھا کر فوراً اے سی کی کولنگ کم کی تھی اور فکرمندی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی تھیں۔

''آپ کو شاور کے لئے جانا چاہیے اور اس بھیگے ہوئے لباس سے خود کو آزاد کرنا چاہئے ورنہ آپ بیمار پڑ جائیں گی۔''

خدیجہ اماں کے بہت کیئرنگ انداز میں بولنے پر وہ ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''کون ہیں آپ؟ آپ اس شخص سے مختلف کیسے ہو سکتی ہیں؟''اس کا لہجہ حیرت لئے ہوئے تھا۔''

یقین نہیں ہوتا کہ آپ اس بندے سے بی لونگ کرتی ہیں۔''اس کا انداز حیرت لئے ہوئے تھا جیسے وہ اس شخص سے بہت خائف تھی۔

خدیجہ اماں نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

اتباع منصور اسے کچھ دیر تک خاموشی سے آئینے میں خود کو دیکھتی رہی تھی، پھر اٹھی تھی،تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

خدیجہ اماں نے فوراً آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔

سامنے ابان شگری کھڑا تھا۔

''خدیجہ اماں ایک لمحے کو بات کرنا چاہتا ہوں،آپ انہیں مطلع کر دیں۔''ابان ذوالفقار شگری نرم لہجے میں درخواست کر رہا تھا۔

شاید کوئی ضروری بات تھی۔خدیدہ اماں نے اس کی طرف دیکھا تھا۔اتباع خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔یقیناً وہ سن چکی تھی،اس کی خاموشی کو خدیجہ اماں نے اس کی ہاں جانا تھا۔شاید تبھی دروازہ ابان شگری کے لئے کھول دیا تھا اور خود اس کھلے دروازے سے باہر نکل گئی تھی۔

اتباع منصور اس شخص کی طرف خاموشی سے دیکھ رہی تھی جب وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

ابان شگری کے ہاتھ میں ایک سفید لفافہ تھا۔اس میں شاید کچھ تھا۔

''اپنا نام کیا بتایا تھا آپ نے؟''وہ اس کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

وہ اکتائے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگی تھی۔

''مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنا۔کیا آپ یہاں سے جاسکتے ہیں؟''وہ جیسے اوب کر پراعتمادی سے بولی تھی۔

ابان شگری نے لمحہ بھر کو لب بھینچ کر اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''آپ سے جو پوچھا جا رہا ہے کیا آپ صرف اس کا جواب دے سکتی ہیں؟''وہ پرسکون لہجے میں بولا تھا۔اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر پلٹ کر آگے بڑھنے لگی تھی جب ابان شگری نے یکدم ہی اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وہ سنبھل نہیں سکی تھی اور اس کے ساتھ آن ٹکرائی تھی۔اس کے لمبے بالوں نے پھیل کر ابان شگری کے شانوں اور چہرے کو ڈھانک دیا تھا۔وہ ایسا کچھ ایکسپکٹ نہیں کرتی تبھی اوسان ایک پل میں خطا ہوئے تھے۔اس کی مخصوص خوشبو اتباع منصور کے ناک کے نتھنوں میں گھسی تھی۔اتباع منصور نے فوراً سنبھلنے کی کوشش کی تھی اور ایک قدم پیچھے کی طرف لیا تھا مگر فاصلہ تب بھی محدود تھا۔وہ بے تاثر

انداز سے اسے دیکھ رہا تھا۔اتباع منصور کے ایک قدم واپس لے لینے سے اس کے گیلے بال ابان شگری کے چہرے سے ہٹ گئے تھے مگر شانوں پر بدستور پڑے تھے۔ابان شگری نے جیسے اس بات کا مطلق نوٹس بھی نہیں لیا تھا۔مگر اس کا احساس اتباع منصور کو فوراً ہوا تھا۔
تبھی ہاتھ بڑھا کر اپنے پھیلے ہوئے بالوں کو اس لمبے چوڑے شخص کے شانوں پر سے سمیٹا تھا اور احتیاطاً ایک قدم اور پیچھے ہٹ گئی تھی۔

جانے کیا ہوا تھا ابان ※ شگری اتباع منصور کی طرف بغور دیکھتا ہوا پلٹا تھا اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔
اتباع منصور نے بند ہوتے دروازے کو دیکھا تھا اور پھر ایک رکی ہوئی گہری سانس خارج کی تھی اور پلٹ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

دانیال مرزا اس کی تصویر ہاتھ میں پکڑے دیکھ رہا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی بہت بھلی لگ رہی تھی۔شفاف آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی جو دیکھنے والے کو اپنی گرفت میں لے سکتی تھی۔
''یہ تم کیا ہر جگہ میرے پیچھے چلے آتے ہو،تمہیں سکون نہیں؟'' وہ مسکرائی تھی۔
''اوہ، پھر تو مجھے تم سے دور چلے جانا چاہیے۔ویسے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے تمہیں اپنے اس دوست کا کوئی خیال نہیں۔ایک تو تمہاری اتنی کیئر کرتا ہوں، آفس کے بزی شیڈول سے ٹائم نکال کر آتا ہوں اور ایون یو ڈونٹ ویلیو اٹ''۔وہ شکوہ کرتا ہوا بولا تھا۔وہ مسکرائی تھی۔
''ہاں نہیں ہے!''۔وہ مسکرائی تھی۔
''بٹ ڈونٹ وری تمہارے لئے اچھی سی لڑکی میں ہی ڈھونڈوں گی نا''۔وہ مسکرائی تھی اور دھیان پھیر کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔دانیال مرزا نے اسے بغور دیکھا تھا۔
''اوہ......تو پھر تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر میں دور چلا جاؤں یا پاس رہوں؟'' وہ ونڈ اسکرین سے ایک لمحہ کو نگاہ ہٹا کر بولا تھا۔
''ہاں نہیں پڑتا کوئی فرق!'' وہ بنے دیکھے مسکرائی تھی۔
''اور سوچو، چلو فرض کرو، اگر تمہیں محبت ہو جاتی ہے تو؟'' وہ مسکرایا تھا۔
اور وہ حیرت سے کھلی آنکھیں لئے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔
''وہ اس کی طرف بنا وہ خاموش ہو گیا تھا تبھی وہ اس کی طرف دیکھنے لگی تھی اور پھر یکدم مسکرا دی تھی۔
''میں نہیں جانتی دانیا مرزا محبت کیا ہے۔میں محبت کو فرض نہیں کر سکتی،شاید محبت فرض ہوتی بھی نہیں۔مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔کبھی وہ فطری سی محبت یاد ھواں دھار سا عشق کس سے ہوگا،کب ہوگا یا پھر ہوگا بھی یا نہیں، میں نہیں جانتی مگر تم بہت اچھے دوست ہو میرے، یو آر داون آئی کین بنک آن۔آئی نو اگر پرابلم میں ہوں تو تم میری مدد کو آنے والے پہلے شخص ہو گے۔آئی وانٹ ٹو سی یو اراؤنڈ آلویز۔ایک

ہم سفر کا پتہ نہیں ۔شاید میں تمہارے بارے میں کبھی کسی دن اس زاویئے سے سوچنے لگوں جس طرح تم سوچتے ہو۔مجھے احساس نیں ایسا ہوا تو سب کیسے ہوگا یا کیا محسوس ہوگا۔میں ایسی باتوں کے ہونے پر یقین نہیں رکھتی۔مجھے محبت کتابوں میں لکھی کہانیوں جیسی لگتی ہے۔زندگی ساتھ گزارنے کے لئے ایک دوسرے پر اعتبار، اعتماد اور بھروسہ ہونا ضروری ہے اور تم جانتے ہو دانیال مرزا میں تم پر کس قدر اور کتنا بھروسہ کرتی ہوں۔"وہ مسکرائی تھی۔

وہ مسکرا دیا تھا۔

"مجھے تمہارا یہ انداز اچھا لگتا ہے اتباع منصور۔تم وہ بولتی ہو جو تمہاری آنکھیں بولتی ہیں اور جو تمہارا دل بولتا ہے۔تم رواداری میں خود کو باندھ نہیں سکتیں اور یہ صحیح بھی ہے۔ایسا کرنا یقینا تمہارے لئے مشکل ہوگا کیونکہ جو تم نہیں ہو وہ تم پری ٹینڈ نہیں کر پاؤ گی۔تم جیسی ہو، اس طرح اچھی ہو۔تمہاری انفرادیت تم میں ہے اور یہی بات مجھے تم سے باندھتی ہے۔"وہ مسکرایا تھا۔وہ مسکرا دی تھی۔

دانیال مرزا کی نظریں تصویر کو بغور دیکھ رہی تھیں جب اس نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"کہاں ہو تم اتباع منصور......اچانک سے کہاں کھو گئی ہو!"وہ اس کی تصویر دیکھتا ہوا بہت آہستگی سے بولا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا؟ آر یو شیور تم جو کہہ رہی ہو وہی سچائی ہے؟" آلیان خان نے چونکتے ہوئے عالیہ ذوالفقار کو دیکھا تھا۔عالیہ نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر سر انکاری میں ہلا دیا تھا اور شانے اچکاتے ہوئے بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی اگر یہ سچ ہے کہ نہیں مگر میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔یہ لڑکی دلہن کے لباس میں "شگری پیلس" میں تھی۔وہاں کوئی کیوں بلا وجہ کوئی لڑکی اس طرح سجی سنوری موجود ہوگی؟اس کا دلہن کا لباس، اس کی جیولری......بناؤ سنگھار صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ نئی نویلی دلہن ہے۔اب اس گھر میں اور تو کوئی ہے نہیں کہ وہ ابان بھائی کی جگہ کسی اور کی دلہن تصور کی جائے۔"وہ اپنے طور پر عقل کے گھوڑے دوڑا رہی تھی۔وہ مسکرا دیا تھا۔

"تمہارا بھائی اتنی سیدھی کھیر تو ہے نہیں۔آسان کام کہاں پسند ہیں ان کو؟ابان ذوالفقار شگری ہیں۔مشکلوں سے نبرد آزما ہونا پسند ہے انہیں۔ویسے ہو سکتا ہے وہ فرید کی دلہن ہو۔فرید بھی تو جوان ہے نا اور کسی قدر فضول بھی۔"وہ مسکرا رہا تھا مگر وہ سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا، وہ لڑکی معمولی نہیں لگ رہی تھی۔اس کا انداز......طور طریقے بتا رہے تھے شی از سم تھنگ۔کسی بڑے گھر کی لگ رہی تھی اور ہاں اس کا انداز بہت شاہانہ تھا جیسے وہ بہت رئیس طور طریقے سے زندگی بسر کرنے کی عادی رہی ہو اور اس کا ایکسنٹ بھی برٹش تھا۔" وہ روانی سے بولی تھی۔

"اوہ......!تمہارا مطلب ہے ابان ذوالفقار شگری کسی معمولی لڑکی سے رشتہ نہیں جوڑ سکتا؟"وہ چونکتے ہوئے بولا تھا۔

"ایسا نہیں مگر ابان بھائی کو امپریسڈ کرنا آسان نہیں!وہ ہر چہرے سے متاثر نہیں ہوتے۔وہ اس معاملے میں بہت ہارڈ ٹاسک

ہیں۔"وہ بھائی کے مزاج سے مکمل واقف تھی۔

"تم نے ابان سے پوچھا تھا اس بارے میں؟ یہ بھی تو ہوسکتا ہے وہ لڑکی کوئی ماڈل ہو۔ابان کے کسی دن کی دلہن ہو۔اوہ یہ تو ممکن ہے کہ وہ کوئی ماڈل ہو۔ماڈلز تو اکثر شادی کے لباس اور جیولری پہنتی ہیں۔ہوسکتا ہے وہ وہاں کسی شوٹ کے لئے آئی ہو۔تم نے بتایا تھا نا ایک بار پہلے بھی تمہارے بھائی کے گھر کوئی ایڈ شوٹ ہوا تھا۔"وہ مسکرا رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہے۔ماڈل نہیں ہے وہ۔ابان بھائی انکاری تھے کہ وہ ان سے بی لونگ کرتی ہے۔شادی کی بات پر تو سرے سے انکاری ہو گئے۔بولے شادی ہوئی ہی نہیں۔لیکن وہ کون ہے اس بارے میں انہوں کوئی وضاحت دینا ضروری خیال نہیں کیا۔"عالیہ نے مایوس کن لہجے میں کہا تھا۔

"اوہ، یہ تو ٹھیک نہیں ہوا مگر اس میں پریشانی کیا ہے؟ تمہیں اچھا نہیں لگا تمہارے بھائی کی شادی ہو گئی تو؟"وہ مسکرایا تھا۔"اور بقول تمہارے ترکی خاندانی ہے، انداز شاہانہ ہے اور ایکسنٹ برٹش ہے تو اور کیا چاہئے۔بیٹھے بٹھائے تمہارے نک چڑے خرانٹ بھائی کو اتنی بہترین لڑکی مل گئی اور کیا چاہئے؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔"وہ مسکرا رہا تھا تبھی وہ گھورتے ہوئے بولی تھی۔

"آکیان، مذاق نہیں ہو رہا یہاں، آئی ایم سیریس۔ابان بھائی کی شادی ہو گئی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آرہا گھر میں مم ڈیڈ کو یہ نیوز کیسے دوں۔مم تو شاکڈ رہ جائیں گی۔جس طرح ابان بھائی نے خود کو فیملی سے الگ کر کے رکھا ہوا ہے وہ تو اسی پر خائف ہیں۔"

"فیملی سے الگ کر کے رکھنے کا مقصد یہ بھی تو ہوسکتا ہے تاکہ ابان شگری اپنی زندگی اپنے طرز سے گزارنا چاہتے ہوں؟"وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔عالیہ نے اسے گھورا تھا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو آکیان؟ جب کہ وجہ تم جانتے ہو۔"وہ خائف سی دکھائی دی تھی۔مگر اگلے ہی پل فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔

"اینی وے کچھ بھی ہو، مجھے گھر میں بتانا ہوگا۔"

"تم واقعی بتانے جا رہی ہو یہ سب؟"آکیان نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"گھر میں ابان کو لے کر پہلے ہی بہت ٹینشن ہے۔تم اس معاملے کو ڈسکس کر کے اس شدت کو بڑھانا چاہتی ہے؟"وہ سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"نہیں مگر اس طرح خامش رہ کر ان سب سے چھپایا بھی تو نہیں جاسکتا۔"وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"آر یو شیور کہ واقعی شادی ہوئی ہے؟"وہ پھر پوچھ رہا تھا اور عالیہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی جیسے اس سوال کا جواب خود اس کے پاس بھی نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

شاور لینے کے بعد وہ اپنے بال سنوار رہی تھی جب خدیجہ اماں نے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تھا۔ان کے ہاتھ میں شاید

چائے اور کچھ اسنیکس تھے۔

"شاور لے لیا تم نے؟ چلو جلدی سے اب کچھ کھالو اور یہ کافی لے لو۔ خدیجہ اماں نے مسکراتے ہوئے ٹیبل پر اس کے سامنے کھانے کے لوازمات رکھے تھے۔ اسے بارش میں بھیگنے کے باعث ٹھنڈ کا احساس ہو رہا تھا۔ پورا وجود جیسے سرد فیل ہو رہا تھا۔ تبھی اس نے کافی کا کپ اٹھالیا تھا۔ خدیجہ اماں نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تمہیں کچھ کھانا چاہئے، صبح سے تم نے کچھ نہیں کھایا۔" وہ اس کے سامنے اسنیکس کی پلیٹ کرتی ہوئی بولی تھیں مگر اتباع منصور نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے، ویسے آپ کون ہیں؟ اس سنکی شخص کی والدہ تو ہو نہیں سکتیں؟ کیونکہ وہ آپ جیسا بالکل نہیں ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ان کے جیسا تو کوئی بھی نہیں ہے۔

He is a cruel person" وہ کافی کا سپ لیتی ہوئی خائف دکھائی دی تھی۔

"خدیجہ اماں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کے لئے ساری چیزیں تھوڑی تھوڑی پلیٹ میں نکالی تھیں اور پلیٹ اس کی طرف بڑھائی تھی۔ اسے مجبوراً وہ پلیٹ تھامنا پڑی تھی۔

"اس شخص کا راز کیا ہے؟ اتنا مشکل کیوں ہے وہ؟ اور اتنا الجھا ہوا کیوں؟ وہ شروع سے ایسا یا کسی حادثے یا دماغ کی چوٹ سے یہ حال ہوا ہے؟" اس کے کہنے پر خدیجہ اماں مسکرا دی تھیں۔ وہ جانے کے لئے پلٹنے لگی تھیں، تبھی اتباع منصور بولی تھی۔

"کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ کرائم ہے؟"

اس کے بولنے پر خدیجہ اماں اسے پلٹ کر حیرت سے دیکھنے لگی تھیں۔ وہ لمحہ بھر کو جتانے والی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ خدیجہ اماں کے پاس جیسے اس کے کسی سوال کا جواب نہیں تھا مگر اتباع بولنا چاہتی تھی جیسے اس کے اندر بہت کچھ تھا جسے وہ اپنے اندر سے باہر نکالنا چاہتی تھی۔

"اِٹس آ کرائم۔ کسی کو اسی طرح بند رکھنا، اس کی مرضی کے برخلاف قید رکھنا ایک جرم ہے۔ آپ اس شخص کو بتائیے یہ جرم ہے اور اس کے لئے سزا بھی ہو سکتی ہے۔ میں نہیں جانتی، نا متجس ہوں جاننے کے لئے کہ وہ کون ہیں مگر وہ چیزوں کو اپنی منطق سے چلانے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ غلط ہے۔ کوئی مشکل میں ہے تو اس کی مدد کرتے ہیں، اسے مزید پریشان نہیں کرتے۔" وہ چاہتے ہوئے بھی کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کر سکی تھی۔ شاید یہ اس کی فطرت تھی۔

خدیجہ اماں چلتی ہوئی اس کی طرف آئی تھیں پھر پیار سے اس کے چہرے کو تھاما تھا اور شفقت آمیز لہجے میں بولی تھیں۔

"اس گھر کے کسی انسان یا اس گھر کے ماحول سے تمہیں کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا اس بات کی میں تمہیں ضمانت دیتی ہوں۔ میں نہیں جانتی ابان ایسا کیوں کر رہا ہے مگر وہ اپنے طور پر محتاط ہے اور یہ اس کی نیچر میں ہے۔ وہ کسی پر اعتبار کرنے کے لئے وقت لیتا ہے۔

ایک بار اس کی تسلی ہوگئی تو وہ تمہیں پابندیوں سے آزاد کردے گا۔ مگر یہ پابندیاں تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں ہیں۔ میں جانتی ہوں تم غلط ارادے سے اس گھر میں نہیں آئیں نا تمہارا مقصد غلط ہے مگر یہ بات ابان شگری کو ماننے کے لئے ثبوت درکار ہوں گے۔ وہ جس مقام پر کھڑا ہے وہ اپنے سائے پر بھی اعتبار کرتے ہوئے دس بار سوچتا ہے۔ یہ بلندی، اس بلندی پر مضبوطی سے پاؤں جما کر کھڑے رہنا...... اور یہ مقام اپنے قدموں تلے بنائے رکھنا اس کی پہلی ترجیح ہے۔ میں تم پر اعتبار کرتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کل وہ بھی تم پر اعتبار کرے گا۔ یہ اگر قید ہے تو بہت دنوں کے لئے نہیں ہے۔" خدیجہ اماں شاید اسے ڈی فنڈ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں اور اتباع منصور خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان ذوالفقار شگری گاڑی کا دروازہ کھول کر نکلا تھا۔ مؤدب کھڑے ڈرائیور نے فوراً اس کا بیگ سنبھالا تھا۔ سامنے سے آتے مسٹر عاصم نے اسے دیکھتے ہوئے سلام کیا تھا۔ وہ سر ہلاتا ہوا فون پر بات کرتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھا تھا۔ مسٹر عاصم اس کی تقلید کرتے ہوئے اس سے دو قدم پیچھے چل رہا تھا اور دوسری دانست میں مسٹر شگری کے فون پر بات ختم کرنے اور اسے توجہ دینے کا منتظر تھا۔

"سو ناؤ یو آر گوئنگ ٹو Teach می؟ مجھے مت بتائیے مسٹر زبیری کہ ہاؤ آل اٹ گوز۔ بورڈ میٹنگ میں وہی ڈسکس ہوگا جو میں چاہوں گا۔ آئی ڈیم کیئر شیئر ہولڈرز کیا کہتے یا کرتے ہیں۔ بزنس کے اصول کمپنی لیڈر طے کرتا ہے، یہ شیئر ہولڈرز کا کام نہیں۔ شیئر ہولڈرز اپنے معاملات صرف اپنے شیئرز کا Profit اٹھانے میں رکھتے ہیں۔ میں اپنے شیئر ہولڈرز کو اپنے فیصلوں یا کمپنی میٹرز کو افیکٹ کرنے کی اجازت نہیں دیتا، دیٹس کلیئر۔" اس نے کہہ کر فون بند کیا تھا اور عاصم کی طرف دیکھا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"مسٹر عاصم، آپ کو کمپنی میٹرز کو sort out کرنا کب آئے گا؟ یہ بورڈ میٹنگ میں کیا ڈسکس ہونا چاہئے یا کیا فیصلے ہونا ہے اس بات کی خبر شیئر ہولڈرز تک کیسے پہنچی؟" وہ سپاٹ لہجے چہرے کے ساتھ کہتا ہوا مسٹر عاصم کو دیکھ رہا تھا۔

"ایکچوئیلی وہ...... میں...... سر......!" مسٹر عاصم نے کہنے کی کوشش کی تھی مگر بات بنا نہیں سکا تھا...... مطلوبہ فلور آنے پر فوراً لفٹ کا بٹن پش کیا تھا۔ لفٹ کا دروازہ کھلا تھا اور مسٹر شگری نے قدم باہر رکھے تھے اور تیزی کے ساتھ اپنے روم کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ مسٹر عاصم اس کی تقلید کرتے ہوئے اس کو فالو کر رہا تھا۔ آفس کی ٹیم مؤدب انداز سے اسے سلام کر رہی تھی اور وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

"سر...... ڈونٹ وری، میں مینج کرلوں گا سب۔" وہ ساتھ چلتے ہوئے یقین دہانی کرا رہا تھا۔ مسٹر شگری نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"سر صحیح اور غلط کے معاملات سب کی عقل میں نہیں آتے۔ مسٹر زبیری اکسا رہے ہیں، کس کی شہہ پر شاید آپ بھی جانتے ہوں۔ مسٹر زبیری مسٹر ذوالفقار شگری کے اچھے دوستوں میں سے ہیں۔" عاصم کے مطلع کرنے پر وہ ایک لمحہ کو رکا تھا اور اسے دیکھا تھا۔ عاصم شرمندہ دکھائی دیا تھا۔

"سوری سر! وہ میں ایکچوئیلی کہنا چاہتا تھا کہ......" عاصم نے وضاحت دینا چاہی تھی۔

مسٹر شگری نے دروازے کی طرف پیش قدمی کی تھی اور آفس کے اندر قدم رکھے تھے۔ عاصم نے اسے فالو کیا تھا۔ شگری نے سیٹ

سنبھالتے ہوئے اسے پرسکون انداز سے دیکھا تھا پھر سکون سے بولا تھا۔

''مسٹر زبیری پولیٹکس میں بڑا نام ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ پرانا کام ہے ان کا۔ ان کا کوئی بیان دینا کسی چیز کا حلیہ بدل سکتا ہے، سو نیور انگور ہم۔ مگر کوشش کرو ان کو کمپنی کے میٹرز سے دور رکھو۔ اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔''

''مگر سر......!'' عاصم نے کچھ بولنا چاہا تھا۔ ابان شگری نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے جیسے باز رکھتے ہوئے پرسکوان انداز سے دیکھا تھا۔

''مجھے نہیں پتہ یہ صحیح یا غلط کیا ہوتا ہے یا صحیح یا غلط راہ کیا ہوتی ہے۔ میرے لئے صحیح وہ ہے جو مجھے ٹھیک لگے، جسے کرنے سے مجھے میری طاقت میں صرف نہ کرنا پڑے اور مجھے جس سے نتیجے منفی نہ ملیں۔ It's better to be productive rather !than just believing an illusion being obtuse

انداز جتانے والا تھا اور ڈسکشن برخاست کرنے والا تھا۔ مسٹر عاصم سر ہلاتے ہوئے روم سے باہر نکل گئے تھے اور ابان شگری ایک فائل کھول کر دیکھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

''یہ لڑکا ہمیشہ میری مخالفت مول لے کر چلنا اپنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے نمرہ۔ تمہیں اسے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ کسی غلط راہ کا انتخاب کر کے وہ کسی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے جو ساکھ بنائی ہے وہ کسی بھربھری دیوار جیسی ثابت ہونے والی ہے۔ کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ جو میں نے عمر بھر کی محنت سے حاصل کیا ہے وہ اسے ایک رات میں حاصل نہیں کر سکتا۔'' غصے سے کہتے ہوئے ذوالفقار شگری نے خود کو صوفے پر گرایا تھا۔

نمرہ نے نہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

''تم ہمیشہ مجھے اس کا دشمن کیوں سمجھتی ہو؟'' وہ اس کے خاموشی سے دیکھنے پر بولے تھے۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ذوالفقار۔ آپ کو عادت ہے اس کی مخالفت کرنے کی چاہے وہ اس گھر میں رہے یا اس گھر سے باہر۔ بہت محبت کرتے ہیں نا آپ اس سے؟ ہمیشہ اس کا ذکر کرتے رہنا چاہتے ہیں۔'' نمرہ طنز سے بولی تھیں۔ ذوالفقار شگری دیکھ کر رہ گئے تھے۔

''ماں ہوں میں، کس قدر کٹھن ہے اپنے بچوں سے دور رہنا اس کا اندازہ صرف میں ہی لگا سکتی ہوں۔ آپ کو اس کا اندازہ کبھی نہیں ہو گا ذوالفقار نہ کبھی آپ خود کو میری جگہ رکھ کر دیکھ سکیں گے۔'' نمرہ پہلی بار کھل کر شکوہ کر رہی تھیں۔

''اب میں نے کیا کہا؟ تمہارے اس لاڈلے سپوت کو تو کچھ نہیں کہا۔ میری بلا سے کچھ بھی کرے۔ اگر کچھ ہوا تو میں بچانے نہیں جاؤں گا۔'' صاف گوئی سے بولے تھے۔

''وہ کبھی آپ کی طرف مدد والی نظروں سے نہیں دیکھے گا ذوالفقار شگری۔ وہ بھی آپ کا بیٹا ہے...... جو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ آپ

نے ہمیشہ اسے نظرانداز کیا ہے۔سب اولاد ایک جیسی ہوتی ہے ماں باپ کے لئے مگر آپ نے ابان شگری کو ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنایا۔وہ جو بھی ہے آج اس کا سبب آپ بھی ہیں۔"

نمرہ نے شوہر کو لتاڑا تھا۔وہ دیکھ کر رہ گئے تھے۔

"مگر میں جانتی ہوں اسے۔وہ ناکام بھی ہوگا تو کبھی پلٹ کر آپ کی طرف نہیں دیکھے گا۔چیلنج کیا تھا نا آپ نے اسے؟ کچھ بن کر دکھا دیا ہے اس نے آپ کو بلکہ پوری دنیا کو۔آج ایک بزنس ایمپائر کھڑا کیا ہے اس نے اور اس کے سامنے آپ کی کمپنی کسی چھوٹے سے بچے کی طرح بن گئی ہے جو رینگ رینگ کر چل رہی ہے۔"

"اس نے جو بھی کیا ہے وہ بائے ہک اینڈ بائے کروک ہے، یو نو نمرہ...... یہ ٹھیک نہیں کیا اس نے...... اس کی کامیابی کھوکھلی ہے۔کھوکھلی سیڑھیوں پر چلتے ہوئے وہ جس بلندی کے محل پر بسیرہ کرنے گیا ہے،ایک دن وہ محل زمین بوس ہوگا اور وہ زمین پر پڑا اوندھے منہ اپنی غلطیوں کا شمار کر رہا ہوگا۔تم اس کی غلطیوں کو دیکھنا نہیں چاہتی ہو نمرہ۔آنکھیں کھولو اپنی۔" ذوالفقار شگری بولے تھے۔نمرہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

ذوالفقار شگری دیکھتے رہ گئے۔نمرہ ماں کا دل رکھتی تھی۔وہ شوہر کو غلط قرار دے رہی تھی۔ذوالفقار شگری کی مخالفت کو بیٹے سے حسد قرار دیتی ہے۔اپنی جگہ وہ ٹھیک تھی مگر ابان شگری کا ذکر بھی ذوالفقار شگری کے حلق میں اندر تک کڑواہٹ بھر دیتا تھا۔وہ اس سے آگے کچھ سوچ پاتا تھا نہ دیکھ پاتا تھا۔اگر یہ مخالفت تھی تو رشتوں میں دراڑ کا اہم سبب تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ نیم تاریکی میں پول کے پانی کے اندر پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی جب وہ چلتا ہوا سامنے سے آتا دکھائی دیتا تھا۔اتباع منصور نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا مگر اپنے اگنور کیے جانے کے باوجود وہ چلتا ہوا اس کی سمت آگیا تھا۔

تب بھی اتباع منصور اس کی جانب متوجہ نہیں ہوئی تھی۔وہ کھڑا ہو کر اتباع کے عکس کو پانی پر تیرتا خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔جانے وہ کب تک اس محویت سے تکتا رہتا کہ وہ یکدم چونک پڑی تھی اور پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔

وہ چلتا ہوا قریب آگیا تھا۔اتباع منصور اس کی طرف سے رخ پھیر کر پھر پانی کی سطح کو دیکھنے لگی تھی۔اس بار وہ توجہ سے دیکھ رہی تھی۔برقی قمقموں کی روشنی پانی پر تھی اور پانی کی سطح پر دو عکس بن رہے تھے۔وہ یکدم چونک کر ابان ذوالفقار شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔وہ سوٹڈ بوٹڈ بندہ پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔اتباع کے دیکھنے پر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کر سیل فون نکالا تھا اور اتباع کی طرف بڑھایا تھا۔وہ اس اقدام پر اور بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

مگر وہ مکمل اطمینان سے بولا تھا۔

"تم اپنے گھر کال کر سکتی ہو،انہیں بتا سکتی ہو کہ تم محفوظ اور خیریت سے ہو۔" یہ مہربانی تھی کوئی یا وہ شخص بدل رہا تھا۔وہ کسی درجہ

حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"کم آن......ٹیک دس۔" وہ یوں بولا تھا جیسے یہ محدود آفر دوبارہ نہیں ملے گی۔تبھی اتباع نے اٹھ کر اس کے مقابل کھڑی ہوئی تھی اور آہستگی سے فون اسکے ہاتھ سے تھام لیا تھا مگر اس نے اتباع کا ہاتھ تھام لیا تھا۔گرفت مضبوط تھی اور کھردری بھی۔اتباع منصور حیرت سے دیکھنے لگی تھی تبھی وہ بولا تھا۔
"تم انہیں یہ بتاؤ گی کہ تم ایک دوست کے گھر ہو اور تمہاری سالمیت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔" وہ اسے کوئی فیور نہیں دے رہا تھا۔دوسرے لفظوں میں وہ خود کو محفوظ کر رہا تھا۔شاید باہر کی دنیا میں کچھ ہو رہا تھا۔اس کی فیملی میں سے کوئی اسے تلاش کر رہا تھا اور بات برٹش ہائی کمیشن تک آن پہنچی تھی۔وہ چونکی تھی۔
"اوہ......تو تبھی آپ مجھ پر یہ کرم کرنے چلے تھے؟ آپ کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟ کوئی ڈھونڈ رہا ہے نا مجھے میری فیملی میں سے؟ اور آپ چاہتے ہیں میں اپنی فیملی سے بات کر کے آپ کو محفوظ قرار دے دوں؟ آپ مجھے فیور دے رہے ہیں یا مجھ سے فیور چاہ رہے ہیں؟" وہ پر اعتماد انداز سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔اس کا ہاتھ بدستور ابان شگری کے ہاتھ میں تھا۔اس کی گرفت اتنی مضبوط تھی جیسے وہ ہاتھ چھڑا کر ابھی بھاگ جائے گی اور جیسے وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ بھاگے۔
"اگر تم یہ فیور نہیں چاہتی ہو تو میں یہ آفر واپس لے سکتا ہوں۔مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ کسی بھی ایشو میں سے متاثر ہوئے بغیر باہر نکل سکتا ہوں۔لیکن تمہارا نقصان ہوگا۔تم اپنے گھر والوں کو مزید پریشان کرو گی۔"
"اوہ تو آپ نے طے کر لیا ہے کہ مجھے یہاں سے جانے نہیں دیں گے؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔وہ خاموشی سے اس کی طرف بغور دیکھتا رہا تھا بنا کچھ کہے۔
"اگر آپ کو خبر ہو گئی ہے کہ میں کوئی Spy نہیں ہوں تو پھر آپ مجھے جانے کیوں نہیں دے رہے؟" وہ کمزور پڑے بنا پوچھ رہی تھی۔
وہ شخص مسکرا دیا تھا اور وہ مسکراہٹ کتنی عجیب سی تھی جیسے بہت سے بھید تھے اس مسکراہٹ کے پیچھے، جیسے وہ کوئی نیا جال بن رہا تھا......کوئی سازش......وہ یقیناً بری جگہ پھنسی تھی۔
وہ شخص بظاہر دیکھنے میں بے ضرر دکھائی دیتا تھا مگر بولتا تھا تو جیسے چاہتا تھا پوری کائنات اس کے سامنے جھک جائے۔اس کا لہجہ......اس کی آواز......اس کی بردباری جیسے اس کے مدلل انداز کو......اس کے اختیارات کا نقشہ کھینچتی تھی۔وہ یقیناً بااختیار تھا مگر وہ اتباع منصور کو کس لئے اس چار دیواری میں چھپا کر رکھنا چاہتا تھا، یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔
وہ خود کو یہاں سے جلد از جلد باہر نکالنا چاہتی تھی مگر اس کے باوجود وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی تھی کہ وہ یہاں محفوظ تھی۔
اس قید میں رہتے ہوئے وہ اری ٹیٹڈ ضرور تھی، وہ اس قید سے باہر جانا چاہتی تھی مگر اس قید میں کچھ بھی ایسا نہیں تھا جو اسے غیر محفوظ فیل کرواتا۔وہ اونچا لمبا شخص اپنے رویوں میں بہت انوکھا اور عجیب وغریب ضرور تھا مگر اس کے قریب آنے سے اسے کوئی خطرہ محسوس نہیں

ہوتا تھا۔وہ یقیناً یہاں اس گھر میں محفوظ تو تھی مگر قید تو قید ہوتی ہے چاہے سونے کے پنجرے میں ہو سو وہ بھی اس قید سے رہائی چاہتی تھی۔

''مجھے یہاں سے رہائی چاہئے تبھی میں آپ کو یہ فیور دے سکتی ہوں۔'' وہ جیسے سودے بازی پر اتر آئی تھی۔ابان ذوالفقار شگری اسے دیکھتے ہوئے جیسے محفوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا اور اطمینان سے بولا تھا۔

''بتا چکا ہوں مجھے فیور کی ضرورت نہیں ہے، فیور آپ کو درکار ہے اور آئی ایم گوئنگ ٹو فیور یو۔'' ابان ذوالفقار شگری کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر اس کا بدستور موجود تھا گویا اس کے پاس اور کوئی راہ نہیں تھی۔وہ شخص اس کے مقابل کھڑا کسی چٹان سا تھا اور وہ اپنا سر اس کے ساتھ پٹخنا نہیں چاہتی تھی تبھی سر ہلا دیا تھا۔وقتی طور پر جو ہو رہا تھا، وہی بہت تھا۔ایٹ لیسٹ وہ گھر بات کر سکتی تھی، انہیں بتا سکتی تھی وہ اس کے اچانک غائب ہونے پر یقیناً پریشان ہوں گے اسے اندازہ تھا تبھی وہ بولی تھی۔

''او کے ٹھیک ہے۔اگر یہ فیور آپ مجھے میرے فائدے کے لئے دینا چاہتے ہیں تو میں اسے اویل کرنا چاہوں گی۔'' وہ بولی تھی اور ابان ذوالفقار شگری نے اس کے سامنے اپنے ہاتھ کی گرفت اس کے ہاتھ پر سے ہٹاتے ہوئے اسے آزاد کر دیا تھا۔

اتباع نے تھوڑا چلتے ہوئے دور جاتے ہوئے ابان ذوالفقار شگری کے سیل فون پر گھر کا نمبر ملایا تھا۔کال بوا نے ریسیو کی تھی۔

''ہیلو......بوا......!'' وہ جذباتی انداز میں بولی تھی۔آواز جانے کیوں بھرا گئی تھی۔ابان ذوالفقار شگری اسے فاصلے پر کھڑے بغور دیکھ رہا تھا۔اس کی سمت پشت تھی اتباع منصور کی مگر اس کی بھرائی ہوئی آواز وہ صاف سن رہا تھا۔

''بوا......کیسی ہیں آپ؟......میں اتباع!'' وہ جذباتی انداز میں آنسوؤں کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

''اتباع......بیٹی......میری بچی......کہاں ہو تم؟'' کتنا رابطہ کیا تم سے......مگر تمہارا فون سوئچڈ آف تھا اور کوئی خبر نہیں تھی۔'' بوا جذباتی انداز میں کہہ رہی تھی۔

''جانتی ہوں بوا......میں ٹھیک ہوں۔ایکچوئیلی میں ایک دوست کے ساتھ تھی ※ ایک فارم ہاؤس پر۔فون گم ہو گیا ہے اور میرے سارے ڈاکیومنٹس بھی۔میں کوشش کر رہی ہوں سب Fix کر سکوں۔آپ پریشان نہ ہوں۔'' وہ انہیں مطمئن کر رہی تھی۔

''دانیال پاکستان آ رہا تھا تمہیں ڈھونڈنے۔'' بوا نے بتایا تھا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے بوا۔دانیال کو بتا دیں میں خیریت سے ہوں۔'' وہ پرسکون دکھائی دینا چاہتی تھی مگر آنکھوں سے آنسو خود بخود بہہ رہے تھے۔اسے اندازہ بھی نہیں تھا اس کا چہرہ بھیگ رہا تھا۔

''ہم تو ابھی منصور کی وفات کے صدمے سے ہی نہیں نکلے تھے کہ پھر پتہ چلا کہ تم بھی لاپتہ ہو گئی ہو۔'' بوا بول رہی تھیں۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں بوا، پریشان نہ ہوں۔بابا کی پراپرٹی کے پیپرز کے لئے رکی ہوئی ہوں اور میرے ڈاکیومنٹس کے لئے جیسے ہی یہ سب فکس ہو گا میں وہاں آپ کے ساتھ ہوں گی۔تب تک آپ بالکل پریشان مت ہوں۔میں آپ کو کال کرتی رہوں گی۔'' اس نے کہنے کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کیا تھا اور پلٹ کر ابان کی طرف دیکھا تھا۔وہ اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔اس نے اپنا بھیگا ہوا چہرہ

صاف کیا تھا، آنکھیں رگڑی تھیں اور چلتے ہوئے ابان شگری کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی اور اس کا سیل فون اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔

ابان ذوالفقار شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنا سیل فون لے لیا تھا۔

''یہ سب کرنے کے پیچھے کیا عزائم ہیں، جان سکتی ہوں میں؟'' وہ اس کی سمت اعتماد سے تکتی ہوئی پوچھنے لگی تھی۔ وہ خاموشی سے بنا جواب دیئے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

''اتنے Clever تو آپ یقیناً ہیں کہ کسی کی بھی اصلیت جان سکتے ہیں، جتنے اختیارات کی بات آپ کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے ممکن ہی نہیں کہ آپ کو خبر نہ ہو۔ آپکی انٹیلی جنس ایف بی آئی سے تو زیادہ ہی مستعد ہو گی نا۔'' وہ طنز کر رہی تھی مگر ابان ذوالفقار شگری پر جیسے اس کا رتی برابر اثر نہ ہوا تھا۔

وہ خاموشی سے پلٹ کر آگے بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور کو بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔

''سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو؟ ایسی کیا توپ چیز ہیں؟ کیا سمجھتے ہیں اتنے اختیارات رکھنے سے خدا ہو گئے آپ؟'' وہ اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔ وہ رک گیا تھا اور پلٹ کر اتباع منصور کو دیکھنے لگا تھا۔ پھر مضبوط قدم اس کی سمت بڑھاتے ہوئے درمیان حائل وہ فاصلہ کم کیا تھا اور اس کے مدمقابل آن رکا تھا لمحہ بھر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا پھر شہادت کی انگلی کو اس کے دل پر رکھ دیا تھا۔

وہ حیرت سے خیرہ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''یہاں سے سوچو گی تو الجھاوؤں میں اور گرتی جاؤ گی۔ بے وقوف ہوتے ہیں جو دل سے سوچتے ہیں!'' وہ اپنی دانست میں اسے صلاح دے رہا تھا۔ انداز ناصحانہ تھا۔ اس کا دل یکدم ہی بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ اسباب نہیں جانتی تھی وہ مگر اس نے دوسرے ہی پل اس کا مضبوط ہاتھ جھٹک کر اپنے دل سے ہٹا دیا تھا۔

''بے وقوف سمجھتے ہیں آپ مجھے؟ چھوٹی بچی ہوں جو آپ کی سازشیں نہیں سمجھ سکوں گی؟'' وہ اپنی دانست میں جتا رہی تھی مگر وہ پرسکون انداز سے اس کی جانب تک مسکرا دیا تھا۔

''محبت ہو گئی ہے آپ کو؟ نوازشوں کی طالب ہیں آپ؟ یہ اتنی بحث کس لئے ہے؟ تاکہ کچھ لمحے سمیٹ سکیں؟'' وہ شاید مذاق کر رہا تھا...... یا واقعی سیریس تھا۔ وہ نہیں سمجھ سکی تھی مگر اس مسکراہٹ کا کوئی اسرار تھا اور وہ اس کے انکشاف کرنے پر دنگ رہ گئی تھی۔ بوکھلاہٹ چہرے سے واضح تھی۔ وہ کیا سوچ رہا تھا۔ یقیناً غلط روش تھی اس کی تبھی وہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

''ایکسکیوز می...... کوئی غلط فہمی ہونے لگی ہے آپ کو......!'' وہ پر اعتماد انداز میں کہنا چاہتی تھی مگر اسے اپنا لہجہ اور آواز خود کانپتے لگے تھے۔

ان لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ آنکھوں کی چمک دوچند تھی۔

''اس کو محبت کہتے ہیں شاید! جب آپ کا لہجہ اور آواز آپکی نفی کرنے لگیں...... خود آپ کا اپنا آپ کے مقابل آن کھڑا ہو اور آپ کے

خلاف گواہی دینے لگے۔"

وہ شخص ایسے مذاق کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا یقیناً۔اس کو دیکھ کر اس کا مزاج نہیں لگتا تھا تو پھر یہ کیا تھا؟ کیا وہ اس کی توجہ ظاہر سے ہٹا کر کسی اور سمت موڑنا چاہ رہا تھا؟ یہ فضول کی باتوں کے اور کیا معنی ہو سکتے تھے۔

اتباع منصور کو وہ بہت گھاگ شخص لگا تھا جس کے قول اور فعل میں یقیناً بہت تضاد تھا۔جو وہ کہہ رہا تھا اس سے اس کے ایکچوئیل معنی کہیں جڑتے دکھائی نہیں دیتے تھے۔تو کیا یہ کوئی نیا جال بننے کی تیاری تھی؟ وہ کسی نئی سمت کی طرف اسے بھٹکانے کی پیش قدمی کر رہا تھا؟

"تمہیں جب بھی دیکھتی ہوں پہلے سے زیادہ دلچسپ لگتے ہو۔اتنے عجیب وہ غریب شخص سے محبت کیسے ہو سکتی ہے!" وہ مکمل اعتماد سے بولی تھی۔مگر اس کی گہری ہوتی مسکراہٹ اس کا سارا اعتماد پل میں متزلزل کر گئی تھی۔مضبوط آہنی ہاتھوں سے اس نے اتباع منصور کے شانوں کو تھاما تھا اور اتباع منصور کو لگا تھا کسی نے اس کے گوشت میں برچھیاں گھسا دی ہیں۔وہ کراہ کر اس کی طرف دیکھنے لگی تھی مگر ابان ذوالفقار شگری پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔

"انکار کی دلیلیں مضبوط نہیں ہوتیں اور اقرار کے معنی ہزار بھید رکھنے والے ہوتے ہیں۔خاموشیوں میں بند دروازے کھلنے کی آواز دور تک جاتی ہے۔کبھی سننی ہو تو غور سے سنو۔بنا دستکوں کے بھی دروازے کھلتے دیکھے ہیں۔ضروری نہیں کہ ہاتھ بڑھے، دستک دے اور تبھی در کھلے، کچھ قفل بنا چابی کے بھی کھل جاتے ہیں۔علم نہ ہو تو بحث و تکرار میں مت الجھو کیونکہ الجھنا انکار کی دلیل نہیں اور دلیلیں دینا صحیح ثابت کرے ضروری نہیں۔" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔اتباع منصور اسے حیرتوں سے دیکھ رہی تھی۔بھرپور طاقت لگا کر اس کے مضبوط ہاتھوں کو اپنے کاندھوں سے جھٹکا تھا۔

"پاگل ہیں آپ......میں جان گئی ہوں، اچھا لگتا ہے آپکو دوسروں کو تکلیف دینا۔عجیب سی تسکین ملتی ہے آپ کو مگر میں آپ کے اختیارات رکھنے کے باوجود بالکل بھی متاثر نہیں ہوں آپ سے۔" وہ جتاتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

وہ مسکرا دیا تھا۔ان آنکھوں کی چمک نگاہ خیرہ کرنے والی تھی۔کوئی اسرار تھا، بھید تھا مگر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔وہ مزید حیرتوں میں گر رہی تھی۔وہ سامنے کھڑا شخص اس کی سمت پوری توجہ سے دیکھ رہا تھا اور وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اس کی سمجھ سے بالاتر ہے تبھی مزید بحث کرنے کی بجائے پلٹ کر جانے لگی تھی جب اس کا ہاتھ ابان ذوالفقار شگری کے ہاتھ میں آ گیا تھا اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔ابان ذوالفقار شگری نے اسے کلائی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔یہ سب اتنا آناً فاناً ہوا تھا کہ وہ سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں کر سکی تھی۔اس کا ابان شگری کے چوڑے سینے سے آن ٹکرایا تھا۔

اس کے وجود کی خاص مہک اس کی ناک کے نتھنوں میں گھسی تھی۔دھڑکنوں کا کچھ شور بھی سنائی دیا تھا۔دل کی دھڑکنوں کی آواز معمول سے کہیں زیادہ تھی۔اتباع منصور نے بغور توجہ اور کان لگا کر سننا چاہا تھا مگر ادراک ہوا تھا کہ وہ آواز ابان شگری کے دل کی دھڑکنوں کی نہیں تھی، خود اس کے اپنے دل کی تھی۔ادراک ہونے پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولی تھیں اور سر اٹھا کر اسے دیکھنا چاہا تھا۔ابان

ذوالفقار شگری اس کی سمت بغور دیکھ رہا تھا۔اس کے حواس بیدار ہونے لگے تھے تبھی وہ سنبھل کر اس سے فاصلہ برقرار رکھنے کے جتن کرنے لگی تھی مگر ابان ذوالفقار شگری نے کلائی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

''آپ......'' وہ اس کی طرف غصے سے دیکھتی سرزنش کرنا چاہتی تھی۔کوئی سخت سست سنانا چاہتی تھی مگر جانے کیوں کچھ بول نہیں سکی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹوں کو پیچھے ہٹایا تھا۔

''بہت سے بھید ہوتے ہیں...... بات نہیں کرتے......بس چپ چاپ آنکھوں سے جھانکتے ہیں۔آنکھیں زور سے میچ بھی لو تب بھی وہ بھید اپنی روشنی گنواتے ہیں اور شدت سے چمکنے لگتے ہیں۔ان آنکھوں سے روشنی کی جو شعائیں نکلتی ہیں وہ اپنے رابطے خود بناتی ہیں۔ان رابطوں کو فصیلیں نہیں باندھ سکتیں نہ فاصلے جدا کر سکتے ہیں۔ان جڑتے رابطوں کو واسطوں کی ضرورت نہیں۔کبھی خودرو گھاس اگتے دیکھی ہے تم نے؟غور سے دیکھو،چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی پتیاں کہانیاں لکھتی ہیں اوس کے قطروں پر......خاموشی میں......بہت کچھ کہتی ہیں۔جاننا چاہو تو عقل وخرد درکار ہیں......'' وہ مدھم سرگوشی کر رہا تھا۔

اتباع کے لئے یہ لہجہ نیا تھا......یہ اسلوب نہ سمجھ میں آنے والا......اور یہ لب ولہجہ بھید بھرا......وہ کوشش کر کے بھی اس کی سمت دیکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔بامشکل اپنی کلائی اس مضبوط آہنی گرفت سے چھڑائی تھی اور بھاگتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔ابان ذوالفقار شگری مضبوطی سے اپنے قدموں پر تنا کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ حیران تھی۔جو ہو رہا تھا اس کی حقیقت کیا تھی اور تھی بھی کہ نہیں۔وہ شخص کیا چاہ رہا تھا،کیا کر رہا تھا،وہ سمجھنے سے قطعاً قاصر رہی تھی۔اس کی سمجھ،عقل جیسے محدود ہو گئی تھی......وہ اپنی سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں جیسے کھو رہی تھیں۔

وہ مزید حیران تب ہوئی تھی جب عالیہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔

''بھائی سے آپکی شادی کب ہوئی؟اس کے علاوہ بھی کئی سوال ہیں میرے ذہن میں لیکن مجھے اس سوال کا جواب سب سے پہلے چاہیئے۔'' وہ دوٹوک انداز میں اس کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھی۔وہ انداز،وہ لہجہ اس شخص سے یکسر مختلف نہیں تھا۔دونوں بہن بھائی ہٹ دھرم تھے۔اپنے طور پر اخذ کر کے کہانیاں بنانے والے مگر اس کے سامنے کھڑی اتباع منصور اس ڈرامے سے جیسے سے خود کو الگ رکھنا چاہتی تھی تبھی خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اسے پورے اعتماد سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

''میں اس بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتی ہوں۔آپ جا کر اپنے بھائی صاحب سے بات کریں۔'' وہ لاتعلق دکھائی دینے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی مگر وہ بھی اپنے بھائی کی طرح ایک کائیاں تھی،اس کے سامنے ڈٹی کھڑی رہی تھی۔

''آئی ایم سوری۔ابان بھائی کی دلہن ہونے کے ناطے مجھے آپ کو عزت دینا چاہیئے۔جانتی ہوں میں مگر میں یہ بات ڈائجسٹ ہی

نہیں کر پا رہی کہ آ...... آئی مین...... ابان بھائی اتنی جلدی شادی کیسے کر سکتے ہیں......آئی مین...... آئی ڈونٹ نو...... ہاؤ ٹو Explainاٹ......مگر یہ کافی حیران کن ہے۔آئی ایم شاکڈ......'' وہ وضاحت دیتی ہوئی بولی تھی۔اتباع منصور کا دل چاہا تھا دونوں بہن بھائی کو اٹھائے اور سمندر میں پھینک آئے مگر وہ بہت زیادہ برداشت رکھتی تھی تبھی اسے چپ چاپ سن رہی تھی۔

''آئی ایم ناٹ یور بھابی......کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے میرا آپکے بھائی صاحب سے۔کائنڈلی ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ۔'' وہ سمجھانے کی حتی الامکان کوشش کرتی ہوئی بولی تھی مگر وہ جیسے سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔

''بھائی سے کوئی conflict ہے آپ کا؟ دیکھیں مجھے گھر میں یہ بات سب کو بتانا ہے مگر جب تک کچھ کنفرمڈ نہ ہوں میں بات نہیں کر سکوں گی۔فی الحال تو میں ہی اس رشتے کو لے کر اتنی شاکڈ ہوں......اگر مم ڈیڈ کو پتہ چل گیا تو......!'' وہ جیسے سچ میں پریشان تھی۔

''مم کی تو چلو خیر ہے۔گھر میں ابان بھائی کی سب سے بڑی حمایتی ہیں مگر ڈیڈ......ان کا غصہ آپ نہیں جھیل سکیں گی۔'' وہ جیسے اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔

وہ ایک گہری سانس لیتی ہوئی خود کو معمول پر ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

''آئی ڈونٹ بی لونگ ٹو یور بھائی صاحب۔میں تذکرہ سنتے سنتے تھک گئی ہوں۔تمہیں جو بھی پوچھنا ہے پلیز جا کر اپنے بھائی سے پوچھو۔''اتباع منصور اکتائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

''یہ جاننا بہت ضروری ہے،آپ کو سمجھنا چاہئے۔آپ ہمارے خاندان کا حصہ بن چکی ہیں اب......اس گھر میں اگر کوئی ایشو بنتا ہے تو اس سے آپ بھی افیکٹ ہوں گی۔'' عالیہ نے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

اتباع منصور نے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔

''میں تمہاری بھابی نہیں ہوں۔ہماری کوئی شادی نہیں ہوئی۔میں تمہارے بھائی صاحب کو جانتی بھی نہیں......کون ہیں وہ؟......کیا کرتے ہیں،مجھے کچھ خبر نہیں اور مجھے کچھ سروکار بھی نہیں یہ سب جاننے سے......فورگاڈ سیک مجھے پریشان مت کرو۔'' وہ روانی سے بولی تھی۔انداز جتانے والا اور باور کرانے والا تھا۔

مگر عالیہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

''ناؤ وہاٹ؟'' اتباع منصور اسے گھورنے لگی تھی۔

''سوچ رہی ہوں جب آپ دونوں کے درمیان اتنے ایشوز ہیں تو اس رشتے سے بننے والے ایشوز کیسے ری زولو کرو گے آپ دونوں؟'' عالیہ کے لہجے میں خدشے بول رہے تھے۔

''نہیں ہے کوئی رشتہ......! ہے ہی نہیں سرے سے تو اسے resolve کرنے کی ضرورت کہاں سے بنتی ہے؟ میں جانتی تک نہیں اس شخص کو۔اس گھر میں سب کے سب پاگل ہیں کیا؟ وہاں تمہارے بھائی کو یہ واہمہ ہو گیا ہے کہ مجھے ان سے عشق ہو گیا ہے اور یہاں

تمہیں یہ غلط فہمی ہے کہ شادی ہوگئی ہے۔کیا ہے یہ سب؟ایسی بے تکی باتیں پھیلا کون رہا ہے؟اس کی ضرورت کہاں سے نکلی ہے؟'' وہ غصے سے بولی تھی۔

''آپ غصہ مت کریں بھابھی۔میں آپ دونوں کے درمیان ایشوز بڑھانے نہیں آئی۔میرا مقصد اس رشتے کو وہی عزت و احترام دینا ہے اینڈ آئی ایم داا ونلی ون جسے اس رشتے کی خبر سب سے پہلے ہوئی۔ناؤ ہاؤ ٹوٹیل فیملی بی کوز بھائی نے تو کسی کو انفام کیا نہیں اور ......!'' عالیہ بول رہی تھی جب وہ چلتی ہوئی آگے نکل گئی تھی مگر سامنے سے آتے ابان ذوالفقار شگری سے ٹکرا گئی تھی۔

راہداری میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔نیم تاریکی میں وہ اس کے مدمقابل کھڑا اسے بغور دیکھے جا رہا تھا۔اتباع کو وہ خاندان کھسکا ہوا لگا تھا۔

وہ حفظ ماتقدم کے طور پر دو قدم پیچھے ہٹی تھی اور ارادہ پلٹ کر وہاں سے نکل جانے کا تھا جب وہ شخص عین اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا اور فرار کی ساری راہیں جیسے پل میں مسدود کر دی تھیں۔

اتباع منصور سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔اگر کوئی فقط نظروں سے بھی قتل کر سکتا تو شاید آج وہ ابان ذوالفقار شگری کو قتل کر چکی ہوتی۔اس کے چہرے سے،آنکھوں سے وہ غصہ واضح جھلک رہا تھا مگر وہ شخص جیسے اس کی مطلق پرواہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

''اتنی حواس باختہ کیوں لگ رہی ہیں آپ؟محبت کو پانی پر چلتے دیکھ لیا کیا؟یا ستاروں کو زمین پر رینگتے؟'' وہ اپنی طرز کا انوکھا انداز رکھتا تھا۔اسے یہ بات مان لینا پڑی تھی مگر اس لمحے وہ الجھنا یا بحث کرنا نہیں چاہتی تھی،تبھی بولی تھی۔

''راستہ دیجئے......پیچھے ہٹئے......'' اس کا غصہ اس کے لہجے سے ہویدا تھا مگر ابان ذوالفقار شگری کو پرواہ نہیں تھی۔ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا تھا۔

''محبت کا ایک انچ،بے اعتباری کے گہرے سائے میں گھرا دکھائی دیتا ہے۔اس آدھے سائے کو ہٹنے کا راستہ دو تو منظر واضح ہوگا اور پتہ چلے گا کہ محبت کیا اطوار رکھتی ہے اور اس کے اسرار و رموز کیا ہیں۔سایوں میں ڈوبے منظر نہیں بولتے۔'' اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے اتباع منصور کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ ہٹائی تھی۔

اتباع منصور نے اسے ناگواری سے دیکھتے ہوئے ایک قدم پیچھے لینا چاہا تھا مگر وہ اس کوشش میں دیوار سے جا لگی تھی اور ابان ذوالفقار شگری کو جیسے موقع مل گیا تھا راستہ مسدود کرنے کا۔ایک ہاتھ دیوار پر ٹکاتے ہوئے وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

اتباع نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھتے ہوئے اس کے بازو کے حصار کو اپنے گرد سے توڑنا چاہا تھا مگر وہ ناکام رہی تھی۔سب اس نے دونوں ہاتھوں سے مکے بنا کر اس کے سینے پر برسائے تھے مگر وہ جیسے فولادی تھا۔رتی بھر اثر نہیں ہوتا تھا۔اتباع منصور نے تھک کر ہاتھوں کو اس کے فراخ سینے پر رکھ کر پوری قوت سے پرے دھکیلنا چاہا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ میں نہیں سرکا تھا۔تب وہ تھک کر جیسے بے بسی سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ابان شگری اس طور پر مطمئن کھڑا دکھائی دیا تھا جیسے وہ ناقابل شکست تھا جس نے کبھی ہار

دیکھنا سیکھی ہی نہیں تھی......اونچا لمبا...... مضبوطی سے اس کے سامنے کھڑا وہ سوٹڈ بوٹڈ شخص اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔
''کیا ہے یہ سب؟ کیا کر رہے ہیں آپ اور کیوں؟'' وہ تھک کر اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ کر رخساروں پر آگئے تھے اگرچہ وہ کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی اور اس شخص کے سامنے تو بالکل نہیں۔
ابان ذوالفقار شگری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ ہنوز وہ اطمینان برقرار تھا۔ وہ آنکھیں پرسکون کیفیت میں تھیں اور اتباع منصور کو بغور دیکھ رہی تھیں۔ اتباع منصور آنکھوں کو رگڑتی ہوئی چہرہ پھیر گئی تھی، جیسے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس شخص کو خبر ہو کہ وہ کمزور ہے۔
ابان ذوالفقار شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں سے ان نمکین پانیوں کو چن لینا چاہتا تھا مگر عین اسی لمحے اتباع منصور نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اور اسے گھورنے لگی تھی۔
''اگر مجھے خبر ہوتی کہ میں اتنی بڑی مشکل میں گھرنے والی ہوں تو میں وہاں مرجانا پسند کرتی، آپ کی گاڑی میں کبھی پناہ نہ لیتی...... نہیں جانتی کہ کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب......کون ہیں...... کیوں پریشان کر رہے ہیں مجھے؟ جانے کیوں نہیں دیتے یہاں سے؟'' وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئی چیخ کر بولی تھی۔
ابان ذوالفقار شگری کیا دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر جو نظریں اس کیفیت سے بندھ کر رہ گئی تھیں؟ وہ شدت پر قابو پانے کو چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔ ابان ذوالفقار شگری کا دل قطرہ قطرہ پگھلنے لگا تھا یا اور کچھ...... اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اور اس کی آنکھوں سے ٹوٹتے آنسو کو اپنی پوروں پر لے لیا تھا۔
''ساری باتیں کھول کر ایک لمحے میں بتائی نہیں جا سکتیں۔ اسباب ڈھونڈنے ہوں تو خود کی عقل کو زحمت دینا بھی کارگر ہو سکتا ہے ورنہ خاموشی کو بہتر خیال کرنا چاہئے کیونکہ بہت سے مسئلوں کے حل خاموشی میں چھپے ہوتے ہیں''۔ اس کے آنسو کو اپنی پوروں پر بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا وہ۔ اتباع اس نا سمجھ میں آنے والے شخص کو حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ کیا سمجھانا چاہ رہا تھا وہ؟ ایسا کیا سمجھنے لائق؟ کیا نہیں سمجھ رہی تھی وہ؟
''آپ الجھاوؤں کو اور بڑھا رہی ہیں۔ چیزوں کو دقیق کر رہی ہیں اور شکوے بھی خود ہی کرتی ہیں، میرے پاس چراغ کا جن تو ہے نہیں جو ہر بات کا آسان حل تلاش کر کے آپ کے سامنے رکھ دے۔'' وہ لہجہ نرم تھا، تحفظ دیتا۔ اس کے قریب آنے پر بھی وہ اس سے خوف محسوس نہیں کرتی تھی۔
اسے ڈر نہیں لگتا تھا اس شخص سے۔ وہ بے شک عجیب...... لایعنی باتیں کرتا تھا جو اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں مگر وہ جب اسے اپنے آس پاس محسوس کرتی تھی یا دیکھتی تھی تو اسے ڈر نہیں لگتا تھا۔ وہ مہذب تھا، ویل مینرڈ تھا، ویل بی ہیوڈ تھا، گفتگو کا قرینہ رکھتا تھا۔ سارے اسلوب ازبر تھے اسے مگر پھر یہ سب کیا تھا؟ وہ حیرت سے اس کی سمت تکتی کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی اور وہ لباس کی پرواہ کیے کہ وہ کیا سوچتی ہے سوچ رہا تھا۔
''محبت کو تاریکیوں سے باہر آنے دو۔ تاریکی میں گھٹن ہوتی ہے اور سارے رنگ بجھنے لگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں میں روشنی سے

روشناس کراؤں تمہیں...... وہ روشنی جو منظر کو رنگوں سے بھر دے اور پھر تمہیں اندھیرے کبھی پریشان نہ کریں۔ میں رہنمائی کرنے کو تیار ہوں۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھو اور ایک قدم میری طرف بڑھاؤ۔" اس نے اتباع منصور کے سامنے ہاتھ پھیلایا تھا...... وہ حیرت سے تکنے لگی تھی...... تبھی آہٹ ہوئی تھی۔

"ابان بھائی......!" راہداری کے اختتام پر عالیہ کھڑی تھی۔ ابان ذوالفقار شگری نے پلٹ کر بہن کو دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے یہ موقع غنیمت جانا تھا۔ فوراً پیش قدمی کرتی ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی...... اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کہ ابان بہن سے کیا بات کر رہا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر ڈور لاک کر کے وہ کتنی ہی دیر گہرے گہرے سانس لیتی رہی تھی۔

دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

اگر سازش تھی تو بھیانک ترین ہو سکتی تھی۔ کوئی جال تھا تو بہت مہارت سے بنا جا رہا تھا۔ اسے اپنے گرد حلقہ تنگ ہوتا لگا تھا...... مگر وہ آگے کا کوئی لائحہ عمل تیار نہیں کر پائی تھی۔ وہ سوچ نہیں پا رہی تھی...... نہ سمجھ......

☆ ☆ ☆

شیشہ پیتے ہوئے اشعر ملک کے نتھنوں سے دھواں باہر نکلا تھا اور سرور لیتے ہوئے ہاشم کو دیکھا تھا۔

"دیکھ لے زندگی کے کش...... اشعر ملک کے لئے ناممکن کیا ہے؟ اس لڑکی کو لگتا ہے کہ وہ کہیں چھپ کر بیٹھ گئی ہے، چالاک بلی...... مگر میں بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو بیٹھنے والا نہیں۔ ڈھونڈ تو اسے نکالوں گا ہی...... میری منگیتر ہے۔" وہ ایک کش لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

ہاشم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"او تو ایسے کیا دیکھ رہا ہے مجھے؟ تجھے تو کبھی ہوا نہیں، عشق ہے بیٹا...... آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو۔" وہ مسکرایا تھا۔ تجھے کیا خبر عشقت تو ایسے ہی سر چڑھ کر بولتا ہے" وہ جیسے خود ہی محظوظ ہو کر ہنسا تھا۔" رشتے ایسے نہیں ٹوٹتے...... ایسے ہی تھوڑے نا بھول سکتا ہوں اسے۔" وہ کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

"میری انگریزی میم ہے، دو چار نخرے بھی دکھائے تو اٹھا لوں گا۔ مگر خیر ہے پیار تو اسے مجھ سے ہی کرنا ہے۔ آخر کو اس کا مجازی خدا ہوں۔ شادی ہو جاتی تو آج ہم ساتھ ہوتے۔ یورپ کی خوبصورت وادیوں میں ہنی مون منا رہے ہوتے مگر اس نے پلان کو تھوڑا ٹریک سے ہٹا دیا۔ اب کیا کریں، حسن یار کی مرضی ہے فنا کر دے یا بنا دے۔ حسن کے تیور بھی تو نرالے ہوتے ہیں نا۔" وہ ہنسنے لگا تھا۔

ے یار کو ہم نے جا بجا دیکھا

ہاشم کو اس لڑکی سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی مگر وہ اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آپ کو کس نمبر سے فون آیا تھا؟ آپ کو یقین ہے کہ آپ نے اتباع منصور سے ہی بات کی تھی؟" دانیا مرزا حیرت سے بولا تھا۔

"بیٹا میں نے پالا ہے اسے..... کیا میں اس کی آواز بھی نہیں پہچان سکتی؟ وہ اتباع منصوری تھی۔ خیریت سے ہے۔ اس کی آواز سن کر میری تو جان میں جان آئی۔ وہ کہہ رہی تھی دوبارہ کال کرے گی۔" بوا نے دانیا مرزا کو اطمینان دلانا چاہا تھا۔

وہ کال آنے والے نمبر پر دوبارہ کال ملانے لگا تھا۔ نمبر سوئچڈ آف آرہا تھا۔ وہ جانے کیوں یقین کرنے سے قاصر تھا..... یا وہ اتباع منصوری کی آواز خود سننا چاہتا تھا۔

"بوا یہ نمبر تو سوئچڈ آف آرہا ہے۔ آپ کو یقین ہے اس نمبر سے کال آئی تھی؟" وہ اتباع کے معاملے میں جیسے کسی پر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا۔

بوا نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"دانیال کیا ہوگیا ہے بیٹا۔ اتباع ٹھیک ہے۔ میں بھی اسی طرح پریشان تھی جیسے تم ہو مگر اس کی آواز سن کر مجھے ڈھارس بندھی ہے۔ اب وہ کال کرے گی تو میں اس سے کہہ دوں گی تم سے بات کرے۔ تم پریشان مت ہو۔" بوا نے اسے مطمئن کرنا چاہتا تھا۔

"آئی کانٹ بلیو بوا، کہیں کچھ رونگ ہے۔ کراچی جیسی بڑی سٹی میں ہے وہ۔ ایک سم کارڈ لینا کیا مشکل ہے؟ وہ ایسے رابطے نہیں توڑ سکتی۔" اس کو کہیں نہ کہیں کچھ بہت عجیب لگ رہا تھا..... بوا نے اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"دیکھو بیٹا..... ایسے پریشان مت ہو۔ مجھے تسلی ہے وہ محفوظ ہے۔ ایک ماں کا دل ہے میرا۔ میرا دل اگر مطمئن ہے تو اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔" بوا کے سمجھانے پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آئی ڈونٹ نو..... سب کیا ہے مگر سب یقیناً بہت عجیب ہے آکیان۔ وہ ماننے کو تیار ہی نہیں کہ شادی ہوئی ہے اور میں نے ایان بھائی کو ان کے آگے پیچھے پھرتے دیکھا ہے۔ ابان بھائی..... کڈ یو بلیو؟ ان جیسا بندہ کسی لڑکی کے آگے پیچھے پھر سکتا ہے؟" عالیہ کی نظریں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ آکیان بجائے اس کی بات کا نوٹس لینے کے مزے سے پزا کھا رہا تھا۔

"آئی ایم ٹاکنگ ٹو یو آکیان..... تم کوئی توجہ کیسے نہیں دے رہے۔ تم نے سنا میں نے کیا کہا؟" عالیہ نے اس کے سامنے سے پزا اٹھا لیا تھا جسے اس نے اٹھا کر اطمینان سے پھر اپنے سامنے رکھ لیا تھا اور پوری تندہی سے کھاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"تمہارے ابان بھائی یہ..... تمہارے ابان بھائی وہ..... یار یہ کیا ہیرو بنایا ہوا ہے تم نے اپنے بھائی کو؟ ایک نارمل انسان ہے وہ..... نارمل انسان والی فیلنگز تو آئیں گی نا..... اب اگر یہ فیلنگز نہ آئیں تب ان پر شک ہو سکتا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ عالیہ نے اسے گھورنے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ کا مکا بنا کر اس کے شانے پر جڑ دیا تھا۔

"ابان بھائی سب جیسے نہیں ہیں آکیان..... بھائی کو تم جیسے نہیں جانتے۔ وہ سب سے بہت مختلف ہیں۔ ان کا کسی لڑکی کے آگے پیچھے ہونا معمولی بات نہیں ہے اور رہی بات ہیرو بنانے کی تو وہ ہیرو ہیں۔ اتنے کم عرصے میں جو ترقی کی منزلیں انہوں نے طے کی ہیں اس

نے سب کو حیران کر دیا ہے اور تو اور انہوں نے ڈیڈ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ڈیڈ کی ان سے مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔لوگ پاؤں پاؤں چلنا سیکھتے ہیں، گرتے ہیں پڑتے ہیں، پھر اٹھتے ہیں، سیکھتے ہیں، پھر چلتے ہیں۔ابان بھائی نے ڈائریکٹ بھاگنا سیکھا ہے۔" عالیہ کو تو جیسے موقع چاہئے تھا ابان کی تعریف کرنے کا۔ایلیان نے اطمینان سے کھاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"تم ابان بھائی پر ریسرچ کرنا بند کر سکتی ہو؟ اگر تمہیں لگتا ہے وہ ایسی ہی کوئی توپ چیز ہیں تو انہیں ان کی زندگی جینے دو۔اگر وہ خوش ہیں تو تمہیں اس بات پر اتنی حیرت کیوں ہے۔" ایلیان بولا تھا۔

"مجھے حیرت نہیں ہے آلیان۔مگر ان کی شادی ہوئی ہے تو انہیں یہ بات ایٹ لیسٹ مم سے تو ضرور شیئر کرنا چاہیے تھی نا۔گھر میں سب سے بڑی حمایتی ہیں وہ ان کی۔ابان بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ اور پھر وہ لڑکی...... آئی مین بھابھی بھی کیوں مان نہیں رہی، مسلسل انکاری ہیں کہ وہ کسی رشتے میں وابستہ ہیں۔آئی ہوپ ان کے درمیان سب ٹھیک ہو" عالیہ کو فکر ہو رہی تھی۔آلیان نے پزا ختم کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"ان کے درمیان یقیناً سب ٹھیک ہوگا پاگل لڑکی تبھی تو شادی ہوئی۔کوئی یونہی تھوڑا اتنا بڑا فیصلہ لے سکتا ہے۔" آلیان نے اسے باور کرانے کی کوشش کی تھی۔

عالیہ کچھ سوچتی ہوئی شانے اچکانے لگی تھی۔

"نہیں جانتی مگر مجھے لگتا ہے کہیں کچھ ضرور ہے بٹ مجھے اچھا لگا جس طرح ابان بھائی ان کے ساتھ کھڑے تھے۔وہ دونوں ساتھ بہت اچھے لگ رہے تھے۔" وہ مسکرائی تھی۔"جیسے وہ ایک دوسرے کے لئے بنے ہوں" عالیہ مسکرائی تھی۔آلیان اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تم فی الحال گھر میں کسی کو مت بتانا۔اگر ابان بھائی نہیں بتانا چاہتے تو تمہیں مداخلت نہیں کرنا چاہئے۔" آلیان نے سمجھایا تھا۔وہ خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

فرید اس کے سامنے چائے کے ساتھ لوازمات رکھ کر مؤدب سا کھڑا تھا جیسے وہ مزید کسی حکم کا انتظار کر رہا ہو۔گھر میں کئی ملازم ہونے کے باوجود اس کے آواز دینے پر صرف فرید ہی حاضر ہوتا تھا جیسے باقی ملازموں کو جان بوجھ کر اس کے سامنے آنے نہیں دیا جاتا تھا۔

"میم کچھ اور......؟" اس کے خاموش رہنے پر وہ بولا تھا۔اس نے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔فرید پلٹ کر جانے لگا تھا تبھی اس نے روکا تھا۔

"سنو......!" فرید پلٹ کر اسے مؤدب سا دیکھنے لگا تھا۔

"جی میم......!" فرید کے کہنے پر چند ثانیوں تک اس نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر بولی تھی۔

"تمہارے صاحب کہاں ہیں؟" وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے سبھی حقوق محفوظ رکھتی ہو۔فرید اسے چاہتے ہوئے بھی حیرت سے دیکھ نہیں پایا تھا کیونکہ شاید اس کے پروگرام میں یہ فیڈ نہیں کیا گیا تھا۔اتباع کو خود جیسے احساس ہو گیا تھا تبھی بولی تھی۔

"مجھے ان سے ضروری بات کرنا تھی۔"
"نہیں میم...... سر تو کسی اہم کانفرنس کو اٹینڈ کرنے شہر سے باہر گئے ہیں۔"
"آہ......! کیا تم میری مدد کر سکتے ہو؟" وہ یکدم پر امید ہوئی تھی۔
"جی کہئے......" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھے لگا تھا جیسے اسے خبر تھی کہ وہ کیا مانگے گی۔
"مجھے باہر جانا ہے...... یہاں سے باہر......" اس کے کہنے پر فرید کے چہرے پر کوئی حیرت نہیں تھی جیسے وہ جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ تبھی وہ افسوس سے سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔
"نو میم...... ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" وہ جیسے کچھ بھی کرنے سے قاصر دکھائی دیا تھا۔
"دیکھو مجھے تھوڑی دیر کے لئے باہر جانا ہے۔ پر امس میں جلد واپس آجاؤں گی۔ تمہارے صاحب کو خبر نہیں ہوگی۔ ڈرو مت۔ اگر تم میری مدد کرو گے تو میں تمہاری نوکری ہر گز خطرے میں نہیں ڈالونگی۔ صرف کچھ دیر کے لئے، تم کسی کو کچھ مت بتانا۔" وہ اسے اکسا رہی تھی، قائل کر رہی تھی تا کہ وہ کسی طور باہر جا سکے۔
"تمہارے صاحب بہت خبطی آدمی ہیں۔ انسانیت بالکل نہیں ہے ان میں مگر تم بہت بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ بات کرنے سے پتہ چل جاتا ہے۔ دل کے نیک لگتے ہو تم۔" وہ بہلا پھسلا کر اپنا کام نکالنا چاہتی تھی مگر وہ سامنے کھڑے نے وفاداری کا نمک کچھ زیادہ ہی کھا لیا تھا تبھی اس کا سر صرف انکار میں ہلا تھا۔
"نو میم...... آئی ایم سوری...... آئی کانٹ ہیلپ یو، سوری۔" وہ شرمندہ تھا۔
تبھی اتباع کو جانے کیا سوجھی تھی اس نے گرم گرم چائے اٹھا کر فرید پر اچھالی تھی اور اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بنا فوراً باہر کی سمت دوڑ لگائی تھی۔

فرید چیخا تھا۔
"کوئی پکڑے میم کو...... ورنہ سب کی چھٹی ہو جائے گی......"
ملازموں کی فوج اس کے پیچھے تھی مگر وہ بلا خوف و خطر بھاگتی جا رہی تھی۔
راستے میں خدیجہ اماں سے ٹکرائی تھی، وہ لحہ بھر کو رکی تھی۔ نظروں ہی نظروں میں خدیجہ اماں سے درخواست کی تھی۔ وہ کچھ نہیں بولی تھیں۔ وہ ڈھارس پا کر فوراً بھاگی تھی اور لان کی باڑ تیزی سے پھلانگ گئی تھی۔ طویل روش پر بھاگتے ہوئے اسے جیسے امید ہوئی تھی کہ وہ وہاں سے رہائی پا سکتی ہے جبکہ اسے سامنے کا بھاری دروازہ کھلا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ قدم روکنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ سرپٹ بھاگی تھی مگر تبھی اس روش پر کسی سے بہت زور سے ٹکرائی تھی جیسے کوئی ستون سامنے آگیا تھا۔ آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے تھے۔ اس نے سنبھل کر دیکھا تھا۔ اس کے سامنے ابان ذوالفقار شگری کھڑا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ فرید نے کہا تھا وہ شہر سے باہر ہے پھر وہ یہاں

موجود کیسے تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ حواس باختہ سی وہ الٹے قدم چلتی وہ اس شخص سے تفاوت پر کھڑی ہوئی تھی۔ ابان ذوالفقار شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ ملازمین اپنے صاحب کو دیکھ کر وہیں ایک فاصلے پر رک گئے تھے۔ ابان کو صورتحال کو دیکھتے ہوئے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ ماجرا کیا تھا۔ وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ مجرم بنی کھڑی تھی جیسے ناقابل تلافی نقصان ہوگیا ہو، جیسے وہ اس سے خوفزدہ تھی۔ وہ اتباع کی طرف قدم بڑھانے لگا تھا۔ اتباع منصور کے چہرے کا رنگ فق تھا۔ وہ ایک ایک قدم پیچھے لے رہی تھی مگر ابان ذوالفقار شگری اس کی سمت بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی نظروں میں کچھ واضح نہ تھا...... نہ غصہ نہ طیش...... نہ غضب نہ کوئی اور جذبہ...... وہ برہم تھا نا خفا...... بہت پرسکون دکھائی دے رہا تھا وہ۔

اتباع منصور کچھ اخذ نہ کر پائی تھی کہ کیا ہوگا۔ وہ اس شخص کے چہرے کو پڑھنے سے قاصد تھی۔ تبھی وہ اس کے مدمقابل آن رکا تھا اور اسے کلائی سے تھام کر خود سے ایک قدم دور جانے سے جیسے پابند کر دیا تھا۔

اتباع منصور خوف سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی کلائی پر اس کی گرفت آہنی تھی...... مگر آج اس کی آنکھوں میں اتنا کچھ ہونے کے بعد کوئی ناگواری یا برہمی کی کوئی کیفیت نہیں تھی...... اتباع اس کے سامنے جھکنا نہیں چاہتی تھی...... کوئی دلیل دینا نہیں چاہتی تھی...... نہ کوئی وضاحت...... وہ اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی تھی...... وہ خاموشی سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔ پھر یکدم وہ اس کی کلائی تھام کر لے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا تھا۔ وہ بالکل نہیں سمجھ پائی تھی کہ یہ کیا ہو رہا تھا۔ وہ نہیں جان پائی تھی وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔ اگر کوشش کرتی تو شاید اخذ بھی نہیں کر پاتی۔ وہ برابر ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی اس کی سمت کھنچتی چلی جا رہی تھی جیسے وہ اسے اپنا پابند کر رہا تھا، معمول بنا رہا تھا۔ بنا کچھ کہے وہ اسے اپنے ساتھ باندھ رہا تھا۔ وہ اسے کہاں لے کر جا رہا تھا، وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر جب اس کے قدم پورچ میں کھڑی گاڑی کے قریب رکے تھے تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ مگر ابان ذوالفقار شگری نے بنا اس کے دیکھنے سوچنے کی پرواہ کرتے ہوئے فرنٹ ڈور کھول کر اسے اندر بٹھایا تھا اور خود تیزی سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی اور گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

اتباع منصور نے اسے گاڑی گھر کے مین دروازے سے باہر نکالتے دیکھا تھا۔ چہرہ کسی بھی طرح کے تاثر سے عاری تھا۔ وہ جان نہیں پائی تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا تھا یا اس کے دماغ میں کیا تھا۔ گاڑی کی اسپیڈ نارمل سے زیادہ تھی۔

''کہاں لے جا رہے ہیں آپ مجھے؟ کیا ہو رہا ہے یہ؟'' اتباع منصور برہمی سے پوچھ رہی تھی مگر وہ اس کی سمت متوجہ نہیں ہوا تھا۔

''سیٹ بیلٹ باندھو......'' اس کی جانب دیکھے بنا حکم دیا تھا۔ اتباع نے جیسے سنی ان سنی کر دی تھی اور اسے گھورنے لگی تھی۔

''گاڑی روکو...... مجھے اترنا ہے...... نہیں جانا کہیں بھی...... تمہارے ساتھ تو قطعاً بھی نہیں۔''

''فاسٹن یور سیٹ بیلٹ...... کم آن...... Fasten your seat belt'' وہ دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور نے کچھ کہے بنا سیٹ بیلٹ باندھا تھا اور اس شخص کی جانب دیکھا تھا جو اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

''کہاں لے جا رہے ہیں آپ مجھے؟ کیا ڈرامہ ہے؟ آپ سے مل کر پچھتا رہی ہوں میں۔ جب سے ملے ہیں تب سے زندگی کو ایک سوالیہ نشان بنا دیا ہے۔ چاہتے کیا ہیں آپ؟ کیا ہے یہ؟ جانتی تک نہیں میں آپ کو...... کس جنم کا بدلہ لے رہے ہیں آپ؟ جرم کیا ہے؟ یہ قید کیوں میری زندگی کا حصہ بنا دی ہے؟ اپنی مرضی سے جی نہیں سکتی...... سانس نہیں لے سکتی...... اس سے تو بہتر ہے مار دیں آپ مجھے......''
اتباع منصور چیخی تھی مگر وہ مطلق پرواہ کیے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا تھا جیسے اس نے اپنے کان اتباع منصور کی طرف سے بند کر لئے تھے۔

''کون ہیں آپ؟ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ کیا ہے یہ سب؟ کیا کھیل ہے؟ اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سب کوئی سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ میں ایک جال میں پھنسی ہوں۔ آئی ایم ٹریپڈ...... مجھے لگتا ہے آپ اسی فرد کا حصہ ہیں جہاں سے میں بھاگ کر آئی تھی۔ یہ یقیناً کوئی سازش تھی اور میں اس کا حصہ نا چاہتے ہوئے بھی بنتی چلی گئی۔'' وہ اسے انتہائی جلے ہوئے میں انداز میں سختی سے سنا رہی تھی۔ مگر وہ جیسے اس کی طرف متوجہ بھی نہیں تھا۔ اس کی کسی بات کے لئے کوئی ری ایکشن نہیں تھا۔ یا تو اس کا اسٹیمنا کمال کا تھا، برداشت بہت زیادہ تھی یا وہ اسے کوئی رعایت دے رہا تھا۔

اتباع منصور نے ایک لمحے میں چپ ہو کر کچھ سوچا تھا پھر اپنی طرف کی کھڑکی کا شیشہ دیکھتے ہوئے نگاہ دروازے کے لاک پر ڈالی تھی۔ لمحے کے ایک ہزارویں حصے میں اس نے جو سوچنے اور کرنے کی ٹھانی تھی اس کی بھنک جیسے اس شخص کو پہلے سے ہو گئی تھی تبھی جیسے ہی اس کا ہاتھ دروازے کے لاک پر پڑا تھا وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولا تھا۔

''یہ غلطی ہرگز مت کیجئے گا۔ ایک مصروف شاہراہ ہے یہ، اگر یہاں دروازہ کھول کر کود یں گی تو زندہ نہیں بچیں گی۔ ایک نظر ٹریفک کے بہاؤ پر ڈال کر غور کر لیں۔ خودکشی کے لئے یہ جگہ یقیناً مناسب نہیں ہے۔ دائیں بائیں ساری ہیوی ٹریفک ہے۔'' وہ بنا اس کی طرف دیکھے جتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس شخص کی طرف دیکھا تھا۔ وہ کمال کا چونکا تھا۔ اس کی نگاہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو کر بھی جیسے اسی پر تھی۔ وہ بلا کا شاطر تھا جیسے۔ اتباع منصور کو بہت شدید غصہ آ رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا اس شخص کو اس کار سے دھکا دے دے اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر یہاں سے کار چلاتے ہوئے فرار ہو جائے۔

''آپ جو منصوبے بنا رہی ہیں ان پر عملدرآمد ہونا فی الحال ممکن نہیں ہے سو آپ کو یہ خیال فی الحال ملتوی کرنا پڑے گا۔'' وہ جیسے اس کا دماغ پڑھ سکنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ تنگ آ کر اس پر سے دھیان ہٹا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ بے بسی سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ خود کو بہت بے بسی محسوس کر رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے ایک نگاہ اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر ٹشو پیپر نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے تھے اور نگاہ ونڈ اسکرین پر جمائے اس کے تاثرات نہ جاننے کی پرواہ کیے وہ اس سے غافل ہو گیا تھا۔

اتباع منصور نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھا تھا اور پھر اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اور اسے خونخوار انداز میں دیکھتے ہوئے بولی تھی۔
''کل میں ڈیم اٹ...... مار دو مجھے...... اس طرح دم گھٹ رہا ہے میرا۔ گھٹن ہو رہی ہے۔ بہت۔ مارنا ہے تو ایک بار مار دو۔ ایسے سزا

کیوں دے رہے ہو؟" وہ بہت غصے میں تھی مگر ابان ذوالفقار شگری نے کوئی ری ایکشن دینا مناسب نہیں جانا تھا۔ بت بنا ڈرائیو کرتا رہا تھا۔
وہ اسے گھورتی ہوئی نگاہ پھیر گئی تھی۔ جبھی تب ہی جب ابان شگری نے گاڑی سمندر کے کنارے روکی تھی۔
نیم تاریکی میں موجوں کا تسلسل ساحل پر آ کر ٹوٹتا بکھرتا جیسے ستاروں کی کوئی کہکشاں لگا تھا۔ ریت پر موجیں چمکدار موتیوں جیسی تھیں۔ وہ ساکت نظروں سے جیسے کسی حیرت کدے میں منجمد بیٹھی ان موجوں کو دیکھ رہی تھی۔ جب ابان شگری نے اس کی سمت نگاہ کی تھی۔
"ان حیرتوں سے باہر آ جاؤ تو گاڑی سے باہر آ جانا۔ ہائے داوے تم غصے میں بہت بھیانک لگتی ہو۔ بہت سے وصف آزماتی ہو۔ تیور بدلتی ہو، حاشیے لگاتی ہو۔ اسی تگ و دو میں کہیں خود سے کھو گئیں تو شکایت مت کرنا۔ محبت پینترا نہیں ہے، کوئی منصوبہ بندی بھی نہیں ہے، سو مجھے خود سے باندھنے کے تیور آزمانا چھوڑ دو۔ تمہیں جنوں ہے سب ایک پل میں مٹھی میں ہو اور میں اسے وصف جانتا ہی نہیں، سرے سے بے خبر ہوں۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ دوسرے ہی پل لاتعلق بنا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ اتباع منصور کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔
اس کی کوئی بھی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ذہن جیسے ماؤف تھا۔ وہ چلتا ہوا ساحل پر جا رکا تھا۔ موجیں اس کے پیروں پر آ کر ختم ہو رہی تھیں۔
وہ اونچا لمبا سوٹڈ بوٹڈ شخص جیسے ناقابل شکست لگا تھا اسے کوئی اسرار تھا اس میں، کچھ بھید تھا جو اسے دوسروں سے منفرد کرتا تھا۔ وہ شخص جیسے اپنے اندر ایک کائنات تھا مگر اس کی دنیا اسے اپنی دنیا سے بہت مختلف لگی تھی۔ وہ جیسے مضبوط قلعہ تھا اور اپنے اندر ایک الگ دنیا بسائے ہوئے تھا۔ وہ اس کی دنیا کو جاننے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر اس تمام ہونے کے بیچ کہیں کوئی مقناطیس فیلڈ بن رہی تھی۔ ایک جادو جیسے اطراف میں تھا۔ کوئی شے تھی جو کھینچتی تھی، باندھتی تھی اور بے بس کرتی تھی۔ وہ کشش کیا معنی رکھتی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر جس دائرے میں وہ اس کے مقابل یا آس پاس کھڑی ہوتی تھی اس احاطے میں ایک کشش جگہ بنانے لگتی تھی...... وہ اس بے نام کشش کو کوئی نام نہیں دے سکی تھی نہ وجہ جان پائی تھی مگر وہ شخص یقیناً بہت عجیب تھا۔" وہ پہلی بار ملی تھی اس سے اور وہ ایسے رعب جماتا تھا جیسے وہ اس کے اختیار میں ہو، اس کا معمول ہو۔
وہ چپ چاپ بیٹھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب ابان شگری نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چپ چاپ اس کی طرف دیکھتی رہی تھی پھر آہستگی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا، باہر نکلی تھی اور چلتی ہوئی اس کے قریب آن رکی تھی۔
لہروں کا شور بھلا معلوم ہو رہا تھا اس خاموشی میں۔ لہریں پیروں سے ٹکراتی بہت طمانیت دے رہی تھیں۔ تیز ہوا جسم سے ٹکراتی ہوئی گزر رہی تھی۔ خالی ذہن کے ساتھ اتباع منصور نے کھل کر سانس لی تھی۔ آنکھیں بند کیے کھڑی وہ جیسے خود کی موجودگی کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ابان شگری نے اس کی طرف دیکھا تھا۔
آنکھیں بند کیے وہ کھڑی اس کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔
لہروں کے شور کے ساتھ وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا جیسے اپنا معمول سمجھ رہا تھا جب یکدم وہ آنکھیں کھول کر اس کی طرف

دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری اس کی سمت سے یکدم نگاہ پھیر گیا تھا۔اتباع خاموشی سے دیکھنے لگی تھی، پھر آہستگی سے بولی تھی۔

''میں فرار بھی تو ہو سکتی تھی نا...... آپ وہاں مجھے گاڑی میں چھوڑ کر یہاں آن رکے تھے۔قیدی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں تو اتنا غافل کیوں ہو رہے ہیں؟ آزما رہے تھے کیا؟'' ابان کی طرف دیکھتی ہوئی وہ بولی تھی۔

وہ بنا چونکے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا جیسے اسے معلوم تھا وہ اسی بابت بات کرے گی۔

''کبھی کبھی جو معنی عقل اخذ کرتی ہے وہ غلط بھی ہو سکتے ہیں۔میں آزمانے پر یقین نہیں رکھتا۔انسان کی پرکھ رکھتا ہوں۔جن ادوار سے گزرا ہوں اس سے اتنا تو سیکھا ہے۔مجھے یقین ہے تمہیں کہیں نہیں جاؤ گی۔'' وہ اسے حیرتوں میں دھکیل رہا تھا۔اس کا انداز پرسکون تھا جیسے وہ مکمل اختیار رکھتا تھا ہر چیز پر۔اتباع منصور کی اس کو سمجھنے کی کوششیں ناکام ہو رہی تھیں۔وہ سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

''کیسے؟ ہاؤ؟ کیسے معلوم تھا میں نہیں بھاگنا چاہوں گی؟'' وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی اور اپنا لہجہ اسے خود اجنبی لگ رہا تھا مگر ابان شگری کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ شاید ایک خاص کشش لئے ہوئے تھا یا پھر کوئی اور وجہ تھی کہ وہ اس کی سمت سے اپنی نگاہ ہٹا نہیں پایا تھا۔

''تھینکس...... یہاں لانے کے لئے۔اتنے دنوں قید میں رہنے کے بعد یہ ماحول بہت بھلا سا لگ رہا ہے۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں اپنی آزادی کبھی اس طرح کھو دوں گی۔اس زمین سے میرا لگاؤ بہت گہرا تھا۔میری روٹس یہاں سے تھیں۔بابا کو اس زمین سے عشق تھا مگر جن سے محبت زیادہ ہوتی ہے بعض اوقات وہی چیزیں تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔جب یو کے سے یہاں بابا سے ملنے آئی تھی تو مجھے اندازہ نہیں تھا میں ایسے مسائل یا سچویشن میں گھر جاؤں گی۔'' وہ اس کی جانب دیکھے بنا بولی تھی۔

اس کی آنکھوں میں کچھ تھا...... شاید نمی تھی...... اور وہ خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔تبھی اس نمی کو اپنے اندر مدغم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ پانی ان آنکھوں میں چمک رہا تھا۔

ابان ذوالفقار شگری نے اس کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا اور بہت آہستگی سے نمی کے ان قطروں کو اپنی پوروں پر لیا تھا۔اتباع منصور چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی مگر وہ پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''کبھی کبھی کمزوری کو طاقت بنا لینا بہت کارآمد ہوتا ہے۔جو باتیں تکلیف دیں ان کا نہ سوچنا بہتر ہے۔میں نہیں جانتا آپ کے ساتھ کیا ہوا مگر یہ آنسو کسی مسئلے کا حل نہیں ہو سکتے۔'' وہ آج پہلی بار نرمی سے بات کرتا اسے بہت مختلف لگا تھا۔کیا یہ تبدیلی اس کے آنسو دیکھ کر تھی یا اسے اس سے ہمدردی ہو رہی تھی؟ مگر اس کا لہجہ دوستانہ تھا۔اتباع کے لئے یہ چونکا دینے والی حقیقت تھی۔اتنے دنوں میں وہ اس شخص کا کھردرا انداز دیکھ رہی تھی اور آج وہ بہت مختلف لگا تھا۔کیا وہ اس کا ہمدرد بن رہا تھا؟ اتباع نے اس کی سمت دیکھا تھا۔

اس کی آنکھوں میں وہی گہری چپ تھی۔اس کے دیکھنے پر وہ نگاہ پھیر کر سمندر کی شوریدہ لہروں کو دیکھنے لگا تھا۔

"میں جان سکتی ہوں ہم میں ایسا کیا ہے جسے میں سمجھ نہیں پا رہی؟" وہ کہے بنا رہی تھی۔ وہ اس کی سمت دلچسپی سے دیکھنے لگا تھا۔ ایک خفیف سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر تھی۔ شاید وہ محظوظ ہوا تھا۔

"ہمارے درمیان کیا ہے؟" اس کی بات کو زیر لب دہرایا تھا اس نے۔ اسے مسکراتے دیکھ کر وہ خجل ہو کر رہ گئی تھی۔ تبھی ابان ذوالفقار شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ آہنگی سے تھاما تھا اور اس کی سمت بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"آپ کو فاصلوں سے شکایت ہے کہ یہ درمیان کیوں ہیں؟" اس کا ہاتھ تھام کر بغور دیکھتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت جانے کیوں دیکھ نہیں پائی تھی۔ ایک لمحے میں ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچ لیا تھا۔

"میرا مطلب تھا جس طرح آپ مجھے اپنے گھر لے آئے اور پھر قید کر دیا۔ شاید آپ مجھے پہلے سے جانتے ہوں اور کوئی رشتہ ہم میں پہلے سے موجود ہو...... دوستی یا دشمنی کا...... کوئی کسی کو یونہی تو اپنا پابند نہیں بناتا، کچھ تو ہو گا نا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی مگر وہ اس کی سمت سے نگاہ بدل چکا تھا جیسے اس نے اس کے اس سوال کا جواب دینا ضروری خیال نہیں کیا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں بہت کمزور ہوں؟ آپ کی پابند بنی رہ سکتی ہوں؟" وہ تلخ لہجے میں بولی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ کمزور ہیں؟" وہ الٹا اس سے سوال پوچھنے لگا تھا۔

وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتی جیسے اس کے دماغ میں چلنے والے مدعے کا اندازہ کر لینا چاہتی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"مجھے کمزور لوگ نہیں پسند۔ بے جا طاقت کا اقتدار اپنے ہاتھ رکھنا اور تمام چیزوں کے ہونے نہ ہونے پر اختیار رکھنا بھی کے لئے ممکن نہیں مگر جس محاذ پر ہیں وہاں پر ڈٹے رہنا اور ہار نہ ماننے والے کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔"

وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا جب وہ یکدم سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

"میں کمزور نہیں ہوں گا کسی کو اپنا پابند بنا لینے سے اس فرد کی طاقت یا کمزوری کا اندازہ لگانا ناممکنات میں سے ہے اسے دیوانے بڑیا خواب بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو قیاس آرائیاں آپ کر رہے ہیں شاید میں اس سب کی نفی کرتی ہوں۔ میری خاموشی کو آپ میری کمزوری یا شکست تصور کر کے غلطی کر سکتے ہیں۔"

وہ اس کے مضبوط لہجے پر مسکرا رہا تھا جیسے محظوظ ہوا تھا۔

"آپ آزاد ہیں اس لمحے، کسی قید میں نہیں۔ اگر آپ بھاگ نہیں رہیں تو یا اس قید سے چھٹکارا نہیں پا رہیں تو اس کے معنی کیا ہو سکتے ہیں؟" وہ اسے لاجواب کر گیا تھا۔ اس کے لبوں کے کنارے پر ایک خفیف سی مسکراہٹ تھی۔

وہ حیرت سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔ ایک بڑی لہر آئی تھی، اس کا توازن بگڑا تھا...... وہ لڑکھڑائی تھی تبھی یکدم اس کا بازو تھاما تھا اور اس سے بھی قبل لمحے کے ہزارویں حصے میں اسے سنبھال چکا تھا۔ وہ اس کے بازوؤں میں تھی۔ وہ جیسے مضبوطی سے اپنے قدموں پر تنا کھڑا اسے سنبھالے ہوئے تھا۔

اتباع منصور نے بھیگی ہوئی آنکھیں کھولی تھیں اور اس شخص کی دھڑکنوں کے شور کو ایک لمحے میں اگنور کرتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور جو اس سے پل میں الگ ہو جانا چاہتی تھی جانے کیوں اس سے دور نہیں ہٹ سکی تھی۔ اسے بغور دیکھتے ہوئے ابان ذوالفقار شگری نے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ ہٹائی تھی، پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"ہزار تاویلیں دینے کے اور جھٹلانے کے باوجود ایک حقیقت خود کو بارہا منوانے کے جتن کرتی ہے کہ کہیں کچھ ہے جو آپ کو باندھ رہا ہے...... یہ لگاؤ...... یہ لگن...... سمجھ میں نہ بھی آئے مگر کچھ تو کہتی ہے محبت ہو رہی ہے کہیں۔ خاموشی کے کسی پہر میں دبے پاؤں ہی سہی مگر دل کے کسی علاقے میں محبت کا گزر ہو رہا ہے۔ چاہے اب آپ انکار کریں یا اقرار اسے کوئی فرق نہیں پڑتا" وہ مدھم لہجے میں اس کی سمت تکتا رہا تھا۔

اور وہ حیرت سے خیرہ آنکھیں لئے چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون کتنا کس قدر گرفتار ہے، مؤقف یہ ہے کہ اس قید سے رہائی کے لئے کہیں کوئی تحریک دکھائی نہیں دیتی اور اس سے یہ معنی اخذ کر لینا حقائق پر مبنی ہوگا کہ محبت واقع ہو گئی ہے۔ ان آنکھوں میں جو دکھائی دیتا ہے وہ جتانے کو کافی ہے کہ یہ جنوں مسلسل ہے اور اس جنون سے رہائی عبث ہوگی۔ اس حقیقت سے میں ہی نہیں، آپ بھی واقف ہیں...... ہیں کہ نہیں؟" وہ یقین سے کہہ رہا تھا۔

لہروں کے شور کی آواز نے اس کے حواسوں کو یکدم جیسے جھنجھوڑا تھا۔ ایک بڑی لہر کے چھینٹے اس کے چہرے پر پڑے تھے۔ وہ یکدم جیسے کسی خواب سے جاگی تھی اور ابان ذوالفقار شگری سے دور ہوئی تھی...... اور بنا اس کی سمت دیکھے چلتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے اسے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پرسکون انداز میں دیکھا تھا پھر اس کے پیچھے چلتا ہوا گاڑی کی طرف آ گیا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے اس نے اس لڑکی کو بغور دیکھا تھا۔

وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ ابان شگری نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی تبھی وہ پراعتماد لہجے میں بولی تھی۔

"میرے پاس ٹریول ڈاکیومنٹس نہیں ہیں۔ یہاں سے بھاگ کر کسی اور جگہ ٹریپڈ نہیں ہونا چاہتی...... آپ کی قید کسی اور قید سے یقیناً بہتر ہوگی۔ آپ عجیب ہیں، نا سمجھ میں آنے والی کوئی مخلوق ہیں مگر پھر بھی ایٹ لیسٹ مجھے تھوڑے سینس ایبل لگے ہیں۔ میں نے بتایا تھا میں یہاں کسی کو نہیں جانتی۔ یہ شہر، یہاں کے لوگ، سب اجنبی ہیں۔ یہاں سے فرار یقیناً کسی نئے خطرے سے ٹکرانا ہوگا اور میں کسی نئے خطرے کو آواز نہیں دے سکتی...... فی الحال میں نڈھال ہوں، حواس باختہ ہوں، تھکی ہوئی ہوں مگر ایسا ہمیشہ نہیں رہے گا۔ کسی کو کمزور سمجھنے کی غلطی کبھی کبھی بہت سنگین ہو سکتی ہے۔ میں تھک گئی ہوں اور وقتی طور پر نڈھال ہوں سب...... کم حوصلہ یا کمزور نہیں ہوں۔" وہ جتاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری نے اسے ایک نگاہ بغور دیکھا تھا پھر گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔ واپسی کے سفر میں وہ بہت خاموش تھی۔ وہ

شاید واقعی تھک گئی تھی۔اس نے سر سیٹ کی پشت سے لگا کر آنکھیں میچ لی تھیں۔

ابان شگری نے اس کی سمت ایک نظر دیکھا تھا پھر نگاہ ونڈ اسکرین پر جما دی تھی اور پوری توجہ سے ڈرائیو کرنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

اور اتباع منصور کو ماننا پڑا تھا کہ کچھ لوگ پیاز کی لیئر کی طرح ہوتے ہیں۔پرت در پرت بھی کھولو تو نہیں کھلتے۔وہ شخص ایسا ہی تھا مگر یہ سوچنے کے بعد اس نے دوسرے ہی لمحے شانے اچکائے تھے اور لاتعلقی دکھائی دینے کی کوشش کرنے لگی تھی۔وہ متجسس نہیں تھی جاننے کی وہ کچھ بھی ہوتا مگر وہ اس کے رویوں سے اس لئے پریشان تھی کہ وہ اس کی قید میں تھی۔اس کا ارادہ اس شخص یا اس کے رویوں پر ریسرچ کرنے کا نہیں تھا مگر وہ جانے کیوں اس کے بارے میں تا دیر سوچتی رہی تھی۔

خدیجہ اماں چلتی ہوئی اس کے پاس آئی تھیں۔ان کے ہاتھ میں کافی تھی اور وہ لمحہ اسے غنیمت لگا تھا۔خدیجہ اماں مسکرائی تھیں اور کافی کا مگ اور اسنیکس کی پلیٹ اس کے سامنے رکھی تھی۔وہ خاموشی کے ساتھ کپ اٹھا کر کافی کے سپ لینے لگی تھی۔خدیجہ اماں اسی طرح کھڑی تھیں۔

اتباع نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تھا۔وہ اپنی سوچوں میں اس بری طرح جکڑی ہوئی تھی کہ اسے اندازہ نہیں ہو پایا تھا، جو بھی تھا خدیجہ اماں اس کے ساتھ نائس تھی اور عمر میں اس سے بہت بڑی تھیں سو وہ ان کے بارے میں کچھ غلط نہیں سوچ سکتی تھی نا بری طرح پیش آ سکتی تھی۔

"خدیجہ اماں آپ بیٹھ سکتی ہیں۔"

خدیجہ اماں تیل کی بوتل اٹھا کر اس کی طرف آئی تھیں اور اس کے قریب زمین پر بیٹھ کر اس کے پاؤں کو شاید مساج کی غرض سے تھامنا چاہا تھا جب اتباع نے پاؤں فوراً کھینچ لیا تھا۔

"خدیجہ اماں یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟ آپ بڑی ہیں۔میں آپ سے یہ نہیں کروا سکتی۔" اس کے تعرض برتنے پر وہ مسکرائی تھیں۔

"ماں بچوں کے پاؤں چھوئے یا مساج کرے تو بری بات نہیں ہے۔جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو بھی یہی ماں اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتی ہے۔جب یہ بات تب بری نہیں مانی جاتی تو پھر بعد میں کیوں؟" ان کے ملائمت سے کہنے پر وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

"آئی ڈونٹ نو تب برا کیوں نہیں سمجھا جاتا مگر جس ماحول میں میں پلی بڑھی ہوں اس میں بڑوں کی عزت کرنا سکھایا جاتا ہے اور آپ کی جگہ اگر میری مم یا بوا بھی ہوتیں تو میں منع کر دیتی۔بچوں پر بڑوں کی عزت کرنا فرض ہے، خدمت کروانا واجب نہیں۔خصوصاً سب جب بچے بڑے اور سمجھدار ہوں۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔خدیدہ اماں مسکرا دی تھیں۔تبھی اس نے کافی کا کپ ٹیبل کی سائیڈ پر رکھتے ہوئے ان کا ہاتھ تھاما تھا اور ان کو ساتھ بٹھا لیا تھا۔

"میں نہیں جانتی یہاں کس کی intention کیا ہے یا کون کیا کر رہا ہے۔ I don't realise anyone's

intent مگر میں اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ آپ اچھی ہیں اور جو بھی اس گھر یا گھر کے لوگوں کے لئے کر رہی ہیں اس کا Purpose کچھ نہیں ہے۔نا آپ ایسا کچھ کسی ریوارڈ یا صلے کی غرض سے کر رہی تھیں۔" وہ بولی تھی۔خدیجہ اماں خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھیں۔تبھی وہ بولی تھی۔

"آپ کو یہاں گھٹن نہیں ہوتی خدیجہ اماں؟"

"کیسی گھٹن؟" وہ چونکی تھیں۔"ٹھہریں میں اے سی کی کولنگ بڑھا دیتی ہوں۔" وہ اٹھنے کا قصد کرنے لگی تھی جب اتباع منصور نے ان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"خدیجہ اماں آپ اچھے سے جانتی ہیں۔یہ گھٹن وہ گھٹن نہیں ہے۔یہ کثافت اس گھر کے ماحول میں ہے اور کثافتیں دلوں کے اندر ہوں تو اس طور نہیں جاتیں۔آپ کو نہیں لگتا اس گھر کو بدلنے کی ضرورت ہے؟ میں یہ سب کرنے پر اختیار نہیں رکھتی نہ ایسا کرنے کا کوئی میرا کنسرن نکلتا ہے مگر میں اگر آپ کی جگہ ہوتی تو اس گھر کو یکدم بدل کر رکھ دیتی اور خصوصاً اس بندے کی عقل ٹھکانے لگا دیتی۔سب سے زیادہ مرمت کی ضرورت انہیں ہی ہے اس گھر میں۔" وہ بولی تھی اور اماں خدیجہ اپنی مسکراہٹ چھپائے بنا نہیں رہ سکی تھیں۔

"ابان دل کا بہت اچھا ہے مگر فی الحال میں اسے سے کوئی سوال نہیں کر سکتی۔میں نہیں جانتی اس نے تمہیں یہاں کس پرپز سے رکھا ہوا ہے یا اس کے پیچھے کیا معاملہ ہے مگر میرا دل کہتا ہے ابان غلط نہیں ہے۔" وہ اس کی حمایت میں بولی تھیں اور وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"وہ غلط نہیں ہے؟ اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو اس کے معنی کیا ہوئے؟ غلط میں ہوں؟ میرا تعلق کسی گروہ سے ہے اور میں یہاں کوئی سازش کرنے آئی ہوں؟ پھر تو ان کے سارے الزامات صحیح ثابت ہو جاتے ہیں نا؟"

وہ اپنے دفاع میں بولی تھی تبھی خدیجہ اماں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور ملائم لہجے میں شفقت سے بولی تھیں۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔میرا دل ایک ماں کا دل ہے۔میں جانتی ہوں تم ایسی نہیں ہو۔یہاں کسی غلط مقصد سے نہیں آئی ہو مگر بعض اوقات حالات ایسے الجھ جاتے ہیں کہ سچائی کہیں چھپ کر رہ جاتی ہے۔مگر ابان کی نگاہ بہت تیز ہے۔حقائق بہت دیر تک اس سے چھپے نہیں رہیں گے اور جلد وہ معاملات کی تہہ تک پہنچ جائے گا اور اسے یقیناً اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔وہ سمجھدار لڑکا ہے، دور بین ہے، دور اندیش ہے اس کی نگاہ۔مجھے امید ہے وہ کوئی بے وقوفی نہیں کرے گا۔" خدیجہ اماں اس کے دفاع میں بول رہی تھیں اور وہ انہیں خاموشی سے دیکھتی ہوئی کافی کے سپ لینے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

دانیال ٹیرس پر کھڑا خاموشی سے کافی کے سپ لے رہا تھا جب بوا وہاں آئی تھیں۔

"کیا ہوا تم پریشان لگ رہے ہو؟"

دانیال نے پلٹ کر بوا کو دیکھا تھا۔

"نہیں بوا، ایسی بات نہیں، میں اتباع کے بارے میں سوچ رہا تھا۔وہ کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہی؟ قصداً؟ ہو سکتا ہے کوئی ایسا

کہلوا رہا ہو صرف اس کے اپنوں کو مطمئن رکھنے کے لئے تا کہ کوئی اس طرف نگاہ نہ کرے...... یہ بھی تو ہوسکتا ہے نا وہ کسی قید میں ہو؟ کسی کے بس میں ہو؟ میں نہیں جانتا بوا مگر میں ان چیزوں پر اتنی آرام سے یقین نہیں کر سکتا۔ وہ شہر میں ہے، کراچی جیسا بڑا شہر...... کیا وہاں وہ ایک سم کارڈ اور فون ارینج نہیں کر سکی اتنے دنوں میں؟" وہ جواز ڈھونڈتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

بوا نے لمحہ بھر کو اسے فکر سے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولی تھیں۔

"مگر اتباع کا لہجہ خوفزدہ نہیں تھا، وہ بتا رہی تھی کہ وہ دوست کے فارم ہاؤس پر ہے تو ہوسکتا ہے اس لئے وہ سم کارڈ یا فون ارینج نہ کر سکی ہو۔"

"بوا اسے دوبارہ فون کرنا چاہیے تھا۔ اس نے دوبارہ فون کیوں نہیں کیا؟ آئی نو ہر، وہ اس طرح کبھی نہیں کر سکتی۔ وہ اتنی غافل نہیں رہ سکتی۔ اسے سب کی پرواہ ہوتی ہے۔ یہ طویل خاموشی بہت کچھ کہہ رہی ہے بوا اور مجھے خوف ہے کہیں وہ کسی بڑی مشکل میں نہ پھنس جائے۔" دانیال کو فکر ہو رہی تھی۔

بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔ لمحہ بھر کو اس کی آواز سن کر وہ مطمئن ہوگئی تھیں مگر دانیال کی باتوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان خدشوں میں کوئی تو سچائی تھی جس کا سامنے آنا ضروری تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان ذوالفقار شگری چلتا ہوا اس کے سامنے آن رکا تھا۔ اتباع کا انداز ہنوز پرسکون رہا تھا جیسے وہ اس کی موجودگی کو کوئی اہمیت دینا نہیں چاہتی تھی۔ شاید وہ توجہ کا متلاشی تھا یا پھر اسے اپنا اگنور کیا جانا برا لگتا تھا تبھی وہ دو قدم اس کی طرف بڑھ آیا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر سیل فون اس کی ہتھیلی پر رکھا تھا۔

وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی جیسے وہ اس کے معنی اخذ کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"تم اپنے گھر بات کر سکتی ہو۔" حکم نامہ جاری ہوا تھا مگر وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی تبھی اس کا سیل فون اٹھا کر اس کے ہاتھ میں واپس رکھتے ہوئے بولی تھی۔

"آپ واقعی اتنے اسمارٹ ہیں یا صرف اسمارٹ دکھائی دینے یا بننے کے جتن کرتے ہیں؟" وہ چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میری فیملی انگلینڈ میں ہے، کسی دیہات میں نہیں۔ وہ ان نف سمارٹ ہیں یہ اخذ کرنے کے لئے کہ میں فون کیوں نہیں کر رہی۔ ان کا دماغ شاید آپ کے دماغ سے دس گنا زیادہ چلتا ہو سو آپ جو احسان کرنے جا رہے ہیں، بہتر ہے نہ کریں کیونکہ اس کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔" وہ پرسکون انداز میں بولی تھی۔

مگر وہ اسے اسی سکون سے دیکھتا رہا تھا۔ اتباع منصور کے بولنے پر اس کے سکون میں رتی بھر بھی فرق نہیں آیا تھا۔ فون اس

کے ہاتھ میں دوبارہ رکھتے ہوئے اسی درجہ اطمینان سے دوبارہ بولا تھا۔

"اپنے گھر بات کرو۔"

"ایسا کرنا کیوں ضروری ہے؟ صرف اس لئے کہ آپ آرام سے چھوٹ جائیں؟ کوئی الزام نہ آئے آپ پر؟" وہ بغور اس کی سمت تکتی ہوئی انکاری تھی۔ ابان شگری نے اسے الجھن سے دیکھا تھا۔ پھر پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے کسی بات کا کوئی ڈر نہیں ہے نا مجھے خود کی کوئی فکر ہے۔ اگر میں کسی پرابلم میں پھنستا بھی ہوں تو میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ باہر نکلنے کی راہ جانتا ہوں۔ مجھے ڈر نہیں ہے۔ ابان شگری ڈر میں سانس لینے کا عادی نہیں ہے۔ تم فضول کی بحث کرنا اپنا حق سمجھتی ہو مگر یہ اتنی متاثر کن ہیں کہ تمہاری ذہانت کی داد دی جا سکے۔ سو یہ بحث کرنا عبث ہے۔ خود کی انرجی ویسٹ مت کریں۔ اگر آپ کی موت بھی یہاں واقع ہو جائے اور آپ کی باقیات بھی اسی گھر سے مل جائیں تب بھی میں کسی پوچھ گچھ میں بری الذمہ ہوں گا۔ آپ یا تو بے وقوف ہیں یا سمجھنا نہیں چاہتیں۔" وہ بہت پرسکون لگ رہا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا انداز سفاک تھا یا وہ خود بھی ایسا ہی سفاک تھا، وہ سمجھ نہیں سکی تھی۔

شاید ابان شگری کو اس لمحے وہ بہت خوفزدہ لگی تھی تبھی وہ نرمی سے مسکرا دیا تھا۔

"ڈونٹ وری۔ فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ان نگاہوں میں یہ خوف اچھا نہیں لگ رہا۔ میں نے آپ کو مسکراتے نہیں دیکھا مگر آئی ایم شیور آپ مسکراتے ہوئے اتنی خوفناک نہیں لگتی ہونگی۔" شاید وہ اس کو اس خوف سے باہر لانا چاہ رہا تھا۔

مگر وہ فوری طور پر اس خوف سے باہر نہیں آسکی تھی۔

"میں نہیں جانتی میں آپ سے کیوں ٹکرائی مگر جانے مجھے کیوں یقین ہے کہ اس کا کوئی سبب ضرور رہا ہوگا۔ میں پازیٹو مائنڈ رکھتی ہوں۔ ہونے والے واقعات چاہے وہ اچھے ہوں یا برے ان میں اسباب ڈھونڈ لیتی ہوں۔" وہ اطمینان سے کہتی ہوئی بہت مضبوط لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا اور جانے کیوں مسکرا رہا تھا۔ شاید اسے وہ سچویشن محظوظ کر رہی تھی۔ وہ پورا حظ اٹھا رہا تھا یا پھر وہ اس سے کسی درجہ متاثر ہو رہا تھا۔

اتباع نے وہاں کھڑے رہنے سے بہتر وہاں سے جانا ضروری خیال کیا تھا۔ یہی سوچ کر وہ پلٹی تھی اور آگے بڑھ جانا چاہا تھا مگر تبھی ابان شگری کی گرفت میں اس کا ہاتھ آگیا تھا۔ وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

وہ ہنوز اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جب کسی خاموش لمحے میں محبت واقع ہو جائے تو اس ہونے والے واقع کی نفی نہیں کرتے۔ حیرت ہے جب آپ اس مرحلے سے گزر رہی ہیں تو پھر اتنی الجھن میں کیوں ہیں؟"

وہ عجب کمال رکھتا تھا موڈ بدلنے میں۔ بہت سے تیور از بر تھے اسے...... وہ زمانوں کو اپنی مٹھی میں لے کر دھڑکنا سکھا سکتا تھا...... بہت سے گر آتے تھے جیسے اسے...... کوئی شعبدہ باز تھا وہ جیسے...... مگر وہ اس کی کسی بات سے کوئی مطلب نہیں رکھتی تھی تبھی سکون سے بولی تھی۔

''آپ حیران کن ہیں مگر اس قدر عجیب اور آپ کی باتیں اس سے بھی عجیب اور دقیق ہیں مگر میں اپنی انرجی کسی بات کو سمجھنے میں یا سمجھانے میں ویسٹ کرنا نہیں چاہتی۔ آپ جانتے ہیں میں یہاں سے فی الحال نہیں بھاگنا چاہتی سو اس طرح کی فضول کی فصیلیں ارد گرد لگانا بند کریں۔ جب تک میں یہاں ہوں اور جب تک آپ کی چھان بین پوری نہیں ہو جاتی، مجھے ایٹ لیسٹ سانس لینے دیں۔ ویسے کن اختیارات کی باتیں کرتے ہیں آپ؟ آپ تو دنیا زیروزبر کر سکتے ہیں نا تو پھر اتنے دنوں میں آپ کی انوسٹی گیشن پوری کیوں نہیں ہوئی؟ کسی نتیجے پر کیوں نہیں پہنچے آپ؟ یہ آپ کی نااہلی ہے یا کچھ اور؟ معلوم کرنے والے تو پل میں معلوم کر لیتے ہیں۔ حیرت ہے آپ کو اتنے دن گزرنے کے بعد بھی کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ آپ کی تحقیقاتی ٹیم کافی ناکارہ ہے۔ ابھی تک کوئی ثبوت ڈھونڈ پائی نا کسی نتیجے پر پہنچ سکی۔'' وہ غصے میں کہہ رہی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔ انداز سے صاف لگ رہا تھا وہ محظوظ ہو رہا ہے۔

''آپ پل میں چیزوں کو اختیار میں لینا چاہتی ہیں مگر یہ ممکن نہیں ہے۔ محبت کوئی شرط نہیں، انتظار لازم ہے۔ اس فسوں کو کھلنے میں دیر لگتی ہے، معاملات وقت لیتے ہیں۔ عجلت پسندی ٹھیک نہیں!'' وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف سے دھیان ہٹاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا تھا مگر وہ اس پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا۔

''ہاتھ چھوڑیئے...... مجھے آپ کی کسی فضول بات کو سننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ آپ سمجھتے ہیں باتوں میں الجھا کر آپ حقائق سے نگاہ ہٹا سکتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔'' وہ باور کرواتے ہوئے بولی تھی جب وہ پوری توجہ سے اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

''ویسے دلچسپ ہیں آپ۔ باتوں میں چاشنی کم ہے مگر پھر بھی ایک دلچسپی ہے جو باقی ہے۔ ایک لطف ہے ان کڑوی باتوں میں، کافی کے سپ جیسی ہیں آپ مگر جانے کیوں ایک جنوں سا ہونے لگا ہے اس کڑواہٹ میں چاشنی ڈھونڈنے کا۔ میں جاننے کو متجسس ہوں، اس چاشنی کی حد کیا ہوگی؟'' اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو بہت آہستگی سے پیچھے ہٹایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے گھورتے ہوئے اس کا ہاتھ ایک لمحے میں جھٹکا تھا مگر وہ بدستور اسی طرح کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

''ایک انتہائے شوق ہے، ایک جنوں بھی ہے اور اس دبے دبے جنوں میں کوئی سرگوشی بھی ہے۔ فی الحال سننے کا وقت نہیں۔ اگر پہیلی بھی ہے تو سلجھانے پر فی الحال دل مائل نہیں۔ چلو سب وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جنوں کو کچھ اور بڑھنے دیتے ہیں، آخری حد تک۔''

اس مدھم لہجے میں کیا تھا وہ اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔ ان نگاہوں میں کیسی چمک تھی، کیسی روشنی سی پھوٹ رہی تھی مگر وہ نگاہ کا زاویہ بدل کر بھی اس کی طرف سے مکمل طور پر غافل نہیں ہو پائی تھی۔ اسے ابان شگری کی نگاہیں چہرے پر مسلسل محسوس ہو رہی تھیں۔ کیا کر رہا تھا وہ شخص؟ کیا چاہ رہا تھا؟ یہ توجہ کسی منصوبے کا حصہ تھی؟ کسی سازش میں اسے الجھانے کی ایک اور کوشش تھی؟ مگر وہ یہ حال کیوں بنا رہا تھا؟ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ ایک جھٹکے سے ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی دور نکلنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے خاموشی سے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

''آلیان آئی کانٹ کیپ اٹ سیکرٹ اینی مور۔ مجھے لگتا ہے مجھے مم کو سب بتا دینا چاہیے۔ پھر وہ چاہے جیسے بھی اسے ڈیل کریں۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور مجھے نہیں لگتا اسے چھپا کر رکھنا مناسب ہے۔'' عالیہ نے Smoothie کے سپ لیتے ہوئے کہا تھا۔

آلیان نے اسے دیکھتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

''آئی رئیلی ڈونٹ نو عالیہ۔ مگر یہ بات کسی دھماکے سے کم نہیں ہوگی۔ تم اگر بم پھوڑنا چاہتی ہو تو شوق سے کرو مگر یہ بات گھر میں کسی سے شیئر کرنے سے پہلے اپنے بھیا سے ایک بار کنفرم کرلو۔ ان کی عادت تو تم جانتی ہوں۔''

آلیان نے جتاتے ہوئے کہا تھا، وہ گھورنے لگی تھی۔

''تم ابان بھائی سے اتنے خائف کیوں ہو؟ تم سے تو ہمیشہ بہت اچھے سے ملتے ہیں وہ، پھر تم ان کی حد درجہ مخالفت کرتے کیوں دکھائی دیتے ہو؟''

''میں خائف نہیں ہوں نہ ہی کوئی مخالفت ہے ان سے۔ تم غلط سمجھ رہی ہو عالیہ۔ میں کنسرن شو کر رہا ہوں۔ ابان بھائی کو یہ بات اپنی زندگی میں دخل اندازی لگ سکتی ہے۔ تم چھوٹی ہو۔ اگر انہوں نے کسی کو آگاہ نہیں کیا تو اس میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی۔ ہوسکتا ہے وہ رائٹ ٹائم کا ویٹ کر رہے ہوں۔ کوئی اپنی شادی کی خبر کو بھلا کیوں چھپانا چاہے گا؟ شادی کی ہے کوئی چوری تو نہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ابان بھائی ہمیشہ چیزوں کو ڈنکے کی چوٹ پر کرنے کے عادی رہے ہیں پھر اس معاملے میں اتنی خاموشی کیوں؟ ان میں اتنی کریج تو ہے کہ وہ اپنے مؤقف کے لئے ڈٹے رہنا جانتے ہیں۔'' وہ وضاحت کرتے ہوئے بولا تھا۔ عالیہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر الجھ کر بولی تھی۔

''مگر میں ابان بھائی سے مزید کوئی وضاحت نہیں مانگ سکتی۔ میں نے ایک بار پوچھا ہے مگر مجھے کوئی واضح جواب نہیں ملا ہے۔ مگر میں نے اس لڑکی کو اس گھر میں دیکھا ہے، وہ بھی دلہن کے لباس میں اور دوسری بار بھی۔ جب ابان بھائی اسکے قریب کھڑے تھے، ان دونوں میں ایک کیمسٹری صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کوئی نظر کا دھوکا نہیں تھا نہ کوئی وہم۔ کوئی کسی کے اتنے پاس کیوں ہوتا ہے؟ اٹ میکس سینس آلیان......شی از ہز وائف......وہ بھابھی ہے۔'' وہ باور کروانے والے انداز میں بولی تھی۔ آلیان نے اسے دیکھ کر ایک تھکی ہوئی سانس لی تھی پھر میکرونی کھاتے ہوئے بولا تھا۔

''تم اس طرح قیاس آرائیاں کیسے کرسکتی ہو؟ کوئی پاس کھڑنے ہونے سے قریبی رشتہ نہیں بن جاتا۔ کچھ عقل استعمال کرو عالیہ شگری۔ تم تو میری توقع سے زیادہ احمق ثابت کر رہی ہو خود کو۔'' وہ بولا تھا تو وہ برا سا منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''کچھ بھی ہو مگر میں نے سوچ لیا ہے ممی کو سب بتا دونگی۔ پھر ممی جیسے چاہیں اس معاملے کو ہینڈل کریں۔ بہت بڑی بات ہے آلیان۔ میں اس طرح چھپا کر نہیں رکھ سکتی۔ اگر ممی کو پتہ چلا کہ میں اتنا بڑا سچ جانتی تھی اور میں نے کس سے شیئر نہیں کیا تو بھی کوئی بڑی پرابلم ہوسکتی ہو۔ تم ڈیڈ کو جانتے ہو۔ جتنی مخالفت کا سامنا ابان بھائی کو کرنا پڑا، اس سے زیادہ کا سامنا مجھے کرنا پڑ سکتا ہے۔'' وہ بہت فکرمند دکھائی دے رہی تھی۔

''آل رائٹ۔ تمہیں جو کرنا ہے کرو۔ میں نہیں نہیں کروں گا اب۔ بٹ گو ونس اینڈ ٹاک ٹو یور برادر......'' وہ بری الذمہ دکھائی دیا تھا

اور عالیہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک نے شیر کو گوشت کھلاتے ہوئے سامنے کھڑے ملازم کو دیکھا تھا۔

"ہاں بتاؤ۔ کیا خبر لائے ہو؟ کچھ پتہ چلا؟"

"نہیں ملک صاحب۔ فی الحال تو کچھ پتہ نہیں چلا مگر میں نے اپنے بندوں کو مستعد کر دیا ہے۔ وہ چوکنا ہو گئے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ لڑکی جہاں بھی ہوگی ضرور مل جائے گی۔" ملازم نے تسلی دی تھی۔ اشعر ملک اپنے پیچھے کھڑے دوسرے ملازم کو گوشت تھما کر ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا ہوا آگے بڑھا تھا اور خبر لانے والے ملازم کے پاس آن رکا تھا۔ اسے بغور دیکھا تھا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔

"میں پریشان یا فکر مند نہیں ہوں کا کے۔ اشعر ملک کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے مگر اب بات عزت پر آگئی ہے اور اس سے بھی زیادہ ضد پر۔ اور اشعر ملک جو ٹھان لے، اسے کر کے رہتا ہے۔ لہجہ مضبوط تھا۔ ملازم نے سر ہلایا تھا۔ اشعر ملک اسے لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

"وہ اکمل بتا رہا تھا وہ لڑکی جب بھاگی تھی تم کہیں آس پاس تھے اس کے؟ تمہارے ہوتے ہوئے کیسے بھاگی؟" وہ مشکوک نظروں سے اسے جانچتے ہوئے بولا تھا۔

"کہیں تم نے اسے بھاگنے میں تو مدد نہیں کی؟ وہ ہوتا ہے نا...... گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے۔ ہوسکتا ہے میں نے بھی آستین میں سانپ پال رکھے ہوں مگر مجھے اس کی خبر نہ ہو۔" اشعر ملک کا لہجہ نرم تھا مگر ملازم کے چہرے پر پسینہ آگیا تھا۔ فوراً رک کر ہاتھ جوڑتے ہوئے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔

"ملک صاحب آپ کے اتنے احسان ہیں ہم پر۔ میں تو نظر اٹھا کے دیکھنے کی گستاخی بھی نہیں کر سکتا، کمر سیدھی کر کے آپ کے مقابل کھڑے ہونے کی بات تو دور کی بات ہے۔ میں آپ کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ کے کہنے پر اس لڑکی کو کافی میں وہ نشہ آور دوا میں نے ملا کر دی تھی اور پھر میں وہیں دروازے پر رک کر پہرہ دینے لگا تھا۔ کیونکہ وہ دوا اثر کرنے لگی تھی۔ وہ اتنی ہیوی ڈوز تھی کہ وہ لڑکی چاہتے ہوئے بھی جاگتا ہوا نہیں رہ سکتی تھی۔ میں پہرے پر تھا مگر اس کے بعد میں نہیں جانتا، قسم لے لیں ملک صاحب۔ آپ کا نمک کھایا ہے میں ایسی غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" وہ گڑگڑایا تھا۔

اشعر ملک نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی تھی پھر پُرسوچ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"جانتا ہوں، میرے وفادار ہو تم۔ شک نہیں کر رہا۔ صرف پوچھ گچھ کر رہا ہوں۔ اسے کسی نے تو مدد کی ہوگی ورنہ اتنی ہیوی ڈوز دینے کے بعد وہ اپنے قدموں پر چلتی ہوئی اس حویلی سے کہیں دور جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ چل تو پریشان نہ ہو۔ میں تو بس پوچھ رہا تھا۔ اشعر ملک کی نگاہ عقاب کی ہے۔ دوستوں اور دشمنوں کو دور سے دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔ پتہ تو ضرور چل جائے گا۔ یہ شکست یوں ہی نہیں

ہوئی۔ ہار صرف تب ہوتی ہے جب اندر سے کوئی اپنا آپ کو پسپا کرے۔" اشعر ملک نے اسکے شانے کو تھپتھپاتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا اور پلٹ کر اپنے محافظ کو دیکھنے لگا تھا۔

"پتہ کرو اس لڑکی کے آس پاس یا اس رات پہرے پر کون کون تھا۔ اپنی شکست کو ماننے سے پہلے میں یہ یقین کر لینا چاہتا ہوں کہ یہ شکست ہوئی کیسے؟ اسباب جاننا بہت ضروری ہیں۔" اشعر ملک کا لہجہ مدلل تھا۔ محافظ نے سر ہلایا تھا اور اشعر ملک پلٹ کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

ایان شگری نے دور سے دیکھا تھا۔ وہ خدیجہ اماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ شاید دل گرفتہ تھی، اداس تھی۔ خدیجہ اماں یقیناً اسے تسلی کے حرف کہہ رہی تھیں۔ وہ خدیجہ اماں کے شانے پر سر رکھ کر غالباً اپنے دل کا درد ہلکا کرنے لگی تھی۔ وہ چپ چاپ دیکھتا رہا تھا۔

کسی انسان کو انتشار سے گزرتے دیکھنا، پُر فشار دکھائی دینا، کوئی نئی بات نہیں تھی مگر ایسا کیا تھا، اس لمحے میں وہ دیکھتا چلا گیا تھا۔ وہ لڑکی شکست خوردہ لگ رہی تھی اور جانے کیوں اس لمحے اس کا دل چاہا تھا وہ اسے تسلی کے وہ سارے لفظ کہے جو آج تک کسی نے نہیں کہے۔ ایک لمحے میں جانے کیا ہوا تھا کہ وہ چلتا ہوا اس کی سمت بڑھنے لگا تھا۔

خدیجہ اماں نے اسے دور سے آتا دیکھ لیا تھا۔ اتباع منصور کو تسلی دے کر وہ مصلحتاً وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔

اتباع کی اس طرف پشت تھی تبھی وہ اسے دیکھ نہیں پائی تھی۔ مگر ایان شگری کے قدم اٹھانے پر اور چل کر آگے آنے پر قدموں کی آہٹ سے وہ جان گئی تھی کہ اس کی پشت پر کون ہے۔ وہ اس کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی۔ یہی سوچ کر وہ وہاں سے ہٹنے لگی تھی مگر تبھی وہ سرعت سے چلتا ہوا اس کے سامنے آن رکا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنا نہیں چاہا تھا۔ وہ گریز کر رہی تھی اور یہ گریز کسی خفگی کو ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ شاید وہ نہیں جانتی تھی اسے خبر ہو کہ وہ انتشار کے کسی لمحے سے گزر رہی ہے۔

مگر ایان شگری اس کی بھیگی پلکوں کو بدستور دیکھ رہا تھا۔ ان بھیگی پلکوں میں کیا تھا ایسا کہ وہ اس کی سمت سے نگاہ نہیں ہٹا سکا تھا۔ اتباع جانتی تھی وہ کوئی فضول بات کرے گا تبھی اس کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔

"میں اس لمحے آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی سو پلیز میری راہ سے ہٹ جائیے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ بدستور اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ سنا نہیں آپ نے؟" وہ اس کی سمت دیکھے بنا بولی تھی مگر ایان شگری نے جیسے سنی ان سنی کر دی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف پھیرا تھا۔

وہ بھیگی پلکیں اس کی سمت اٹھی تھیں۔ ان آنکھوں میں شکایتیں تھیں، غصہ تھا اور ساتھ بہت سے شکوے بھی تھے اور وہ ان آنکھوں کو، اس چہرے کو پوری توجہ سے دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور سلگتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ نے سنا نہیں میں نے کہا مجھے یہاں سے جانا ہے۔" وہ بہت تنتے ہوئے لہجے میں بولی تھی مگر اس شخص پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ ہاتھ بڑھا کر ان پلکوں تک لے گیا تھا۔ آنکھوں کے کنارے پانیوں سے بھرے تھے۔ پلکوں پر ٹکے ایک موتی کو اس نے بہت آہستگی سے اپنی پوروں پر لیا تھا اور بغور دیکھنے لگا تھا۔

"آپ نے سنا نہیں؟ آئی سیڈ لیو می، لٹ می گو، سٹے اوے!" وہ چیخی تھی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ ان آنکھوں سے آنسو ایک تواتر سے بہہ رہے تھے۔

اتباع منصور اس کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی اور اب اس کے سامنے رو رہی تھی اور وہ اسے تسلی دینے کے لئے اس کے پاس آیا تھا۔ ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ چپ چاپ اسے کھڑا دیکھتا رہا تھا۔

وہ تھک کر چپ ہوئی تھی جب وہ اسے دیکھتا ہوا مضبوط لہجے میں بولا تھا۔

"کہاں جانا چاہتی ہیں آپ؟" شاید اس لمحے اس کا سوال عجیب تھا تبھی وہ نا سمجھتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آئی آسکڈ ویئر یو وانٹ ٹو گو...... کہاں جانا چاہتی ہیں آپ؟" وہ اپنا سوال دہراتا ہوا دوبارہ بولا تھا۔ وہ نا سمجھتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"میں خود چھوڑ کر آؤں یا آپ چلی جائیں گی؟" وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا اور وہ حیرتوں سے بھری آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ جا سکتی ہیں۔ فرید سے کہئے آپ کو چھوڑ آئے۔" وہ مہربان ہو رہا تھا یا یہ کوئی نیا پینترا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ حیرت سے پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھنے لگی تھی جیسے اسے یقین نہ ہو کہ وہ کیا سن رہی ہے۔

"آپ اس قید سے آزاد ہیں، جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔ ایک گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کریں۔ اگر یہ برا خواب تھا تو آپ اس خواب سے آزاد کر دی گئی ہیں، وہ پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا مگر وہ دوگنا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ یہ کیا ہوا تھا یا کیا ہو رہا تھا۔ یقین نہیں ہو رہا تھا۔ وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے ساکت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور کے پاؤں جیسے زمین نے پوری قوت سے جکڑ لئے تھے۔ وہ ایک لمحہ کو بھی کوئی حرکت نہیں کر پائی تھی۔ بس ساکت سی کھڑی ابان ذوالفقار شگری کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں تھا کہ اس نے جو سنا ہے وہ واقعی سچ تھا۔ وہ شخص جو کل تک اسے اپنا پابند بنا کر رکھ رہا تھا آج اچانک سے رہائی کیسے دے رہا تھا۔

ابان شگری جیسے اس کی سوچ پڑھ رہا تھا تبھی اپنی بات دہراتا ہوا بولا تھا۔

"تم آزاد ہو......کوئی یہاں تمہیں اپنا پابند نہیں کر رہا...... یو کین گو......!" کہہ کر وہ پلٹا تھا اور پھر چلتے ہوئے وہاں سے نکلنے لگا تھا۔

اتباع منصور اس شخص کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ زمین کے اوپر تن کر چلتا وہ تناور شخص......اس کی چال سے اس کی مضبوطی کا پتہ چلتا تھا جیسے وہ صرف فاتح ہو اور فتح کرنے کے لئے اس زمین پر موجود ہو۔ مضبوط چوڑے شانے اس کی مضبوطی کا پتہ دیتے تھے۔ مضبوط قدم شاید صرف آگے بڑھنے کے لئے ہی بنے تھے۔ وہ اپنے اندر جیسے ایک جہاں لئے پھر رہا تھا۔

اتباع منصور کی نظریں اس سے ہٹ ہی نہیں پائی تھیں۔ وہ تھک کر وہیں ننگی بینچ پر بیٹھی تھی۔ کیسی عجیب فیلنگز تھیں اس کے اندر۔ وہ خود سمجھ نہیں پائی تھی کیا ہو رہا تھا۔ وہ جاننے سے قاصر تھی۔ وہ اس کی سمت دیکھتے رہنا نہیں چاہتی تھی۔ نظر ہٹا کر اجنبی بن جانا چاہتی تھی مگر نگاہ جیسے اس شخص کے ساتھ بندھ گئی تھی۔ وہ اسے اپنے تسلسل میں باندھ گیا تھا۔ قید سے رہائی دے کر بھی وہ اسے مقید کئے ہوئے تھا۔

اس کے دور جانے پر اتباع منصور جیسے کچھ کھونے لگی تھی۔ یکدم بہت سے اندیشوں نے گھیر لیا تھا۔ لا یعنی باتوں کے بیچ کیا معنی تھی، وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

یہ کیا ہو رہا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

وہ اس شخص کو ڈھنگ سے جانتی تک نہیں تھی۔ اس کے نام سے بھی کچھ دنوں سے واقف تھی بس......اور اس کا حوالہ کچھ ایسا خوش کن بھی نہ تھا کہ ہونے والی باتوں میں ایسا کچھ وقوع پذیر ہوتا۔

اتنی کم کی جان پہچان ہوتی تو بھی وہ حیران نہیں ہوتی۔

وہ تو سرے سے اس شخص کو جانتی ہی نہیں تھی۔ جانتی تو صرف اس توسط سے کہ وہ اسے اس گھر میں پناہ دینے والا شخص تھا اور پھر اس کے دماغ میں جانے کیا سمایا تھا کہ اس نے اسے اس گھر میں محصور کر دیا تھا۔ اسباب نہ سمجھ میں آنے والے تھے اور معنی بہت دقیق تھے۔ کوئی خاص بات وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی ان دنوں میں۔ یہ بات حد درجہ حیران کن تھی۔ پھر کیا تھی وہ بات جو کہیں دل میں نہیں تھی نا دماغ سے گزر ہونے کے باوجود کہیں اندر گھر کر رہی تھی۔ ان فیلنگز کو وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر وہ احساس بہت دقیق تھا۔ وہ محسوس تو کر رہی تھی مگر جان نہیں پا رہی تھی۔

وہ اس قید سے رہائی پانے پر خوش تھی یا فکرمند؟ وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

اس گھر میں اسے پناہ ملی تھی۔اشعر ملک کو وہ زیادہ نہیں جانتی تھی مگر ڈیڈ کی وفات کے بعد اس نے جس طرح اسے زبردستی شادی کے لئے منوایا تھا اور جس طرح حبس بے جا میں رکھ کر اس کی تمام پراپرٹی پر سائن لینا چاہے تھے وہ اس کے استحقاق سے واقف ہوئی گئی تھی۔وہ اسے یقیناً ڈھونڈ نکالتا۔وہ پاگل تھا۔اس کا پاگل پن وہ دیکھ چکی تھی۔وہ اس سے خوفزدہ تھی۔اس کے خوف سے بھاگی تھی اور ایک اور خوف میں گرفتار ہوگئی تھی۔

☆ ☆ ☆

برستی بارش میں اشعر ملک چبوترے کے نیچے آن کر رکا تھا۔اسے فالو کرنے کو اس کے وفادار کارندے اس کے ساتھ تھے۔

''بول رافع کیا خبر ہے؟ کوئی پرانی خبر ہو تو دہرانا مت ورنہ جانتا ہے تو میرا دماغ پہلے ہی کتنا کھسکا ہوا ہے۔''اس نے پاس آ کر رکنے والے رافع کو دیکھا تھا۔

''نہیں ملک صاحب، خبر تو نئی ہے......بالکل نئی......کسی نے اس لڑکی کو بھاگتے، اس سڑک پر جاتے اور پھر ایک بڑی گاڑی میں پناہ لیتے دیکھا تھا۔اس سڑک پر یہاں ہم تھوڑی دیر بعد گزرے تھے تب وہ قیمتی گاڑی وہیں تھی مگر ہمیں خبر نہیں تھی وہ لڑکی اس گاڑی میں ہے۔''رافع نے خبر دی تھی۔

اشعر ملک خاموشی سے رافع کو چند لمحوں تک دیکھتا رہا تھا۔پھر مسکرایا تھا وہ مگر وہ مسکراہٹ بہت شکست خوردہ تھی، بہت ہی پھیکی۔

''ہاشم، یہ ہار اتنی عجیب سی کیوں ہوتی ہے یارا؟''ہاشم کی طرف دیکھتے ہوئے سامنے ٹیبل پر پاؤں پر پھیلا کر بیٹھتے ہوئے وہ جیسے اپنی ہار پر خود محظوظ ہوا تھا۔

ہاشم خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔اشعر ملک دوبارہ رافع کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

''کیا نمبر تھا گاڑی کا؟''

''یہ تو نہیں پتہ ملک صاحب۔گاڑی کا نمبر تو کسی نے نوٹ نہیں کیا، نہ کسی نے گاڑی والے کو دیکھا۔جو کوئی بھی گاڑی کے اندر بیٹھا تھا کسی نے نہیں دیکھا اسے۔''

رافع نے انفارمیشن دینے کے بعد اجازت طلب نظروں سے دیکھا تھا۔اشعر ملک نے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا کر رافع کو دیکھا تھا مسکراتے ہوئے پھر اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔رافع چلا گیا تھا۔اشعر ملک خاموشی میں جیسے کچھ سوچنے لگا تھا۔پھر مسکراتے ہوئے ہاشم کی طرف دیکھا تھا۔

''ہاشم یارا، پتہ کرو، یہ گاڑی والے کا کیا معاملہ ہے، کونسی گاڑی تھی وہ، وہاں کیا کر رہی تھی۔ان سب باتوں کی جانچ پڑتال کرنا بہت ضروری ہے''۔

''ملک صاحب یہ تو کوئی سوچی سمجھی سازش لگ رہی ہے۔وہاں گاڑی کا پہلے سے موجود ہونا......اور پھر لڑکی کا نشے کی بھاری مقدار

لینے کے باوجود وہاں سے نکل جانا...... مانیں یا نہ مانیں...... کوئی ہے تو گھر کا بھیدی۔"ایک ملازم نے وفاداری دکھانے کی کوشش کی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اکمل ایسے نہیں کہتے۔ سارے دوست ہیں آس پاس، وفاداری نبھانے کے عادی رہے ہیں، سنیں گے تو دل کو ایک دھچکا سا لگے گا* نا؟"وہ عجیب انداز میں اپنے اندر کے غصے کو دبا رہا تھا۔ انداز دھیما اور سادہ تھا مگر اس میں کیسی کاٹ تھی اس کی خبر سبھی کو ہوگئی تھی۔

"آپ فکر مت کریں ملک صاحب جہاں اتنا پتہ چلا ہے وہاں آگے کی بھی خبر ہو جائے گی۔ وہ لڑکی کسی اڑن کھٹولے میں تو بیٹھ کر اڑی نہیں ہوگی۔"ایک ملازم نے کہا تھا اور اشعر ملک اسے پرسوچ انداز میں دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور بہت نڈھال سی ویسے ہی وہاں اس سنگی بینچ پر بیٹھی تھی۔ وجود پر ایسی تھکن تھی جیسے وہ برسوں کی مسافت کر کے آئی ہو اور اب اٹھ کر دو قدم چلنے کی بھی سکت نہ ہو۔ وہ خود نہیں سمجھ پائی تھی کہ اس کی یہ کیفیت کیوں تھی۔ اس نے بہت ہمت کر کے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ اپنے ہاتھ مضبوطی سے سنگی بینچ پر رکھتے ہوئے اس نے تمام قوت لگائی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ اٹھتی کسی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ ہاتھ بہت پرشفقت تھا۔ وہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔ اس کے سامنے بہت گریس فل پرسنالٹی والے بزرگ کھڑے تھے۔ کالی سفید داڑھی، پرنور چہرہ۔ نظروں سے نرمی اور شفقت کا احساس ہویدا تھا۔ ان کے ہاتھ میں بھی وہی شفقت کا احساس تھا۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا بیٹا؟ اس طرح حیرت سے کیا دیکھ رہی ہو؟ میں دادا ابا ہوں۔ مجھے بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ کس بات نے اتنی الجھن میں ڈال دیا ہے؟"وہ نرمی سے پوچھ رہے تھے۔ اتباع منصور نے اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر چہرے کی طرف لے جاتے ہوئے ہاتھ کی پوروں سے اپنی بھیگی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا تھا اور حیرت سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"آپ......!"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہہ نہیں پائی تھی۔

دادا ابا اس کے قریب سنگی بینچ پر اس کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔

"بیٹا، تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ہوں نا۔ اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تمہیں اس گھر میں کوئی بھی پریشانی ہو تو مجھے بتاؤ۔ جو بھی الجھن ہے اس کا سدباب میں کروں گا۔ تم اس گھر کی بیٹی ہو اور اس معاملے میں تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہوگی، ہم اپنے گھر کی بیٹیوں کے ساتھ کسی طرح کی کوئی تفریق یا تمیز نہیں کرتے۔ جو بھی تکلیف ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا۔"وہ پرشفقت لہجے میں بولے تھے اور وہ انہیں حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ جانتے ہیں مجھے؟ مگر میں تو آپ سے پہلے کبھی نہیں ملی پھر آپ کا انداز، یہ لہجہ اتنا پرشفقت کیوں ہے؟"وہ حیرت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

دادا ابا دھیمے سے مسکرا دیئے تھے۔

"تم پہلے اندر جاؤ اور فریش ہو کر آؤ۔ میں اپنی بچی کا یہ آنسوؤں سے تر چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ تم منہ دھو کر آؤ، پھر ہم بیٹھ کر بہت سی باتیں سکون سے کریں گے۔ میں فرید سے کہہ کر تب تک چائے بنواتا ہوں پھر تفصیل سے بات کریں گے۔" انہوں نے ملائمت سے پر لہجے میں کہا تھا...... اتباع کو سمجھ نہیں آیا تھا فوری طور پر کیسے ری ایکٹ کرے یا کیا کہے۔ تبھی انہیں متواتر دیکھتی گئی تھی۔

"لیکن......!"

دادا ابا جیسے اس کے تمام سوالوں کو پل میں سمجھ گئے تھے تبھی مسکراتے ہوئے شفقت سے بولے تھے۔

"ذہن میں جو بھی سوال الجھن ہیں ان سب کو آرام سے بیٹھ کر ڈسکس کریں گے بیٹا۔ گھر کی بیٹیاں اس طرح اداس چہرہ لئے اچھی نہیں لگتیں۔ شاباش تم اٹھو اب اور جا کر جلدی سے واپس آؤ۔ میں اندر فرید کو دیکھوں ذرا۔" وہ بولے تھے اور اسے مجبوراً اٹھنا پڑا تھا۔ وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی تھی۔ دادا ابا اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

"تم نے نانا ابا کو سب بتا دیا؟" آلیان اس کی نااہلی پر حیرت سے چیخا تھا۔

"آئی کانٹ بلیو تم اتنی بڑی بے وقوفی کیسے کر سکتی ہو؟" وہ شدید حیرت میں تھا۔ عالیہ نے اسے دیکھتے ہوئے بہت سکون سے شانے اچکا دیئے تھے۔

"میں کیا کرتی؟ آئی ڈونٹ ہیو اینی ادر آپشن...... میں ممی کو یہ سب نہیں بتا سکتی تھی اور ڈیڈ سے کہنے کی ہمت تو قطعی نہیں تھی۔ ڈیڈ بھی انڈرسٹینڈ نہیں کرتے۔ اور ایسے میں صرف ایک راستہ تھا کہ میں دادا ابا کو انفارم کر دیتی۔" وہ سکون سے کہہ رہی تھی اور آلیان نے سر پکڑ لیا تھا۔

"ہاؤ کڈ یو ڈو دس عالیہ۔ آئی کانٹ بلیو تم نے دادا ابا کو اس معاملے میں انوالو کر لیا اور اگر وہ شادی ہوئی ہی نہ ہوئی تو؟ تم اتنی ڈفر کیسے ہو سکتی ہو؟" آلیان واقعی شدید حیرت میں تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آیا تھا آلیان...... اگر ڈیڈ کو پتہ چل جاتا تو تم جانتے ہو وہ کتنی بڑی ٹینشن کری ایٹ کر دیتے اور اگر ممی کو پتہ چل جاتا تو وہ بھی اکیلے اس معاملے کو خود تک رکھ کر کوئی سولوشن نہ نکال پاتیں۔ اس شام جب میں تم سے پوچھ رہی تھی کہ کیا کروں تب تو تم نے کچھ نہیں بتایا تھا پھر اب کیوں؟" وہ الٹا اسے سنانے لگی تھی۔

"مجھے کیا علم تھا تم ایسا کرو گی عالیہ۔ تم نے آدھے سچ کو جانا، باقی آدھے کو جاننے کی کوشش بھی نہیں کی اور اس آدھے سچ کو ہر طرف پھیلا دیا۔" وہ افسوس کر رہا تھا۔ عالیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا شاید تبھی ایک الجھن کے ساتھ اس نے اسے دیکھا تھا۔

"مگر میں کیا کرتی؟ تم مجھے بتا نہیں رہے تھے اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ میں پریشان تھا اور اس شام دادا ابا کا فون آ گیا تھا۔ میں نے ان سے بات کی تھی اور سب کہہ دیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم میں نے صحیح کیا یا غلط...... مگر مجھے یہی مناسب لگا۔" وہ معصوم سا منہ بنا کر بولی تھی۔

"اور اگر یہ شادی نہیں ہوئی ہوگی تو؟ سوچو ان میں اگر ایسا کوئی رشتہ ہوا ہی نہ تو کیا ہوگا؟ کسی کے اس گھر میں موجود ہونے کا مطلب یہ نہیں بن جاتا کہ وہ اس گھر کا حصہ ہے یا گھر میں رہنے والے فرد سے اس کا کوئی رشتہ ہے۔ وہ ابان شگری کی کوئی دوست بھی ہو سکتی ہے۔ ویسے تم نے اپنے دادا ابا سے کیا کہا تھا؟" آیان کے اس تخاطب پر وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"شرم کرو وہ تمہارے بھی نانا ہیں۔"

"میں نے انکار نہیں کیا مگر مجھے اس بات پر بہت غصہ آرہا ہے عالی۔ تم نے معاملے کو الجھا دیا ہے۔ نانا ابا کو اس سب کے بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"میں نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ ان کی شادی ہوئی ہے مگر میں نے یہ کہا ہے کہ مجھے لگتا ہے ایسا کچھ ہے۔ اب دادا ابا سمجھ دار ہیں وہ خود وہاں جا کر صورتحال کا جائزہ لے کر جان سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔" عالیہ بری الذمہ دکھائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اپنی غلطی پر شرمندہ ہو کر وہ کچھ کھسیانی سی تھی۔ آیان نے اسے مزید مورد الزام نہیں ٹھہرایا تھا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا اس نے غلط کیا تھا اور عالیہ خود بھی جانتی تھی کہ اس نے غلط کیا تھا سو وہ خاموشی سے چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان ذوالفقار شگری اپنے سامنے کھڑے دادا ابا کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ دادا ابا نے اسے مسکراتے ہوئے گلے لگایا تھا۔

"دادا ابا آپ نے آنے سے پہلے بتایا بھی نہیں۔ بتا دیتے تو میں آپ کو ایئر پورٹ لینے آجاتا۔" اس نے حیرت کو دبا کر دادا ابا کو دیکھا تھا۔ دادا ابا اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ملائمت سے مسکرائے تھے۔

"صرف بچے ہی سرپرائز نہیں دیتے کبھی کبھی بڑے بھی سرپرائز دے سکتے ہیں اور یوں بھی نیویارک کا موسم بدل رہا تھا اور مجھ سے وہ سردی کچھ ہضم نہیں ہوتی سو سوچا اپنے بچوں کے پاس ایک چکر لگا لوں۔ کچھ تم لوگوں کی یاد بھی آرہی تھی۔"

"کمال کرتے ہیں دادا ابا۔ یاد آرہی تھی تو بتا دیتے، میں آپ کے پاس نیویارک آجاتا۔ آپ نے اتنی زحمت کیوں کی۔ بہرحال۔ آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے دادا ابا۔ ان فیکٹ آپ نہیں آتے تو میں خود آپ کے پاس چکر لگانے والا تھا۔ آپ کی اور دادی اماں کی بہت یاد آرہی تھی۔ آپ دادی اماں کے بغیر آئے ہیں؟" ابان شگری نے حیرت سے دادا ابا کو دیکھا تھا۔

"تمہیں تو پتہ ہے تمہاری دادی کو اماں شادیوں کو نمٹانا کتنا اچھا لگتا ہے اور آجکل تو نیویارک میں شادیوں کا سیزن ہے۔ تمہاری پھپھو کے سسرال میں کوئی شادی تھی اور وہ اس کے انتظام سنبھالنے میں پیش پیش تھیں سو مجبوراً مجھے اکیلے ہی آنے کی ٹھاننا پڑی۔ ویسے بھی اب کون انہیں سنبھالے۔ تم جانتے ہو تمہاری دادی اماں کو فیس کرنا کتنا بڑا محاذ ہے۔ اس نے JFK Airport پر شاپنگ اسٹارٹ کرنا تھی تو وہ اگلے چوبیس گھنٹے اسی میں نکل جانا تھے۔" وہ مسکرائے تھے۔ ابان شگری دادا ابا کے حس مزاح سے واقف تھا تبھی مسکرا دیا تھا۔

"آپ بیٹھیں دادا ابا۔ ممی کو پتہ ہے آپ کے ٹرپ کے بارے میں یا ان کو بھی سرپرائز دینا ہے؟" دادا ابا کے سامنے بیٹھتے ہوئے

وہ مسکرایا تھا۔

"آئی بین مسنگ یو دادا ابا۔ دادی اماں کے ہاتھ کے میٹھی کے پراٹھے بہت مس کر رہا تھا۔ آپ دادی اماں کو لے آتو تو ہم دونوں مل کر دہی کے ساتھ مکھن سے بنے میٹھی کے پراٹھے کھاتے۔" اس نے دادا کی سمت مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"پراٹھے تو کسی کے ہاتھ کے بنے بھی کھائے جا سکتے ہیں۔ یہ تمہیں میری آزادی اچھی نہیں لگ رہی؟ یار کبھی تو ہمیں بھی کھل کر سانس لینے کا حق ہے۔" وہ مسکرائے تھے۔ وہ مسکرایا تھا۔ پھر پلٹ کر فرید کو آواز دی تھی۔ دادا ابا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا تھا۔

"فرید کو رہنے دو۔ میں نے آل ریڈی اسے چائے کے ساتھ کچھ لوازمات بنانے کا کہہ دیا ہے۔ تم بیٹھو میرے پاس۔ بات کرنی ہے ضروری۔" دادا ابا کے کہنے پر اس نے بیٹھتے ہوئے ان کی طرف دیکھا تھا۔ ان کا اچانک یہاں آنا یقیناً بے معنی نہ تھا۔ اسے کچھ محسوس ہوا تھا۔ وہ بنا مقصد کوئی بات نہیں کرتے تھے نہ بنا جواز اچانک ٹرپ لگاتے تھے۔ اور دادی اماں کے بنا تو بالکل بھی نہیں۔ سو اس کا ماتھا ٹھنکا تھا۔ اسے پتہ چل گیا تھا وہ آمد بنا جواز نہیں ہے مگر یہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ دادا ابا کو خبر کیسے ہوئی تھی۔ فرید تو ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ خدیجہ اماں تو بالکل بھی ایسا کوئی اقدام نہیں کر سکتی تھیں اور کسی ملازم کی تو ہمت بھی نہیں تھی پھر کیسے؟

فرید ملازم کی مدد سے ٹرالی لے کر وہاں آیا تھا۔ جب دادا ابا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"فرید تم یہ چھوڑو یہاں سے جاؤ ہماری بیٹی کو بلا کر لاؤ۔" دادا ابا کے فرید سے کہنے پر وہ چونکا تھا اور دادا ابا کی طرف دیکھا تھا۔ دادا ابا نے مطلق اس کے چونکنے پر دھیان نہیں دیا تھا۔ ان کا انداز سرسری تھا اور ابان شگری دماغی طور پر ان کے سوالوں کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ سو وہ صحیح سوچ رہا تھا۔ ان کا آنا بلا جواز نہیں تھا۔

فرید سر ہلا کر واپس پلٹ گیا تھا۔ دوسرا ملازم چائے بنا کر دادا ابا کو دینے لگا تھا۔ دادا ابا خاموشی سے اسنیکس کھانے لگے تھے۔ ابان شگری خاموشی سے دادا ابا کو دیکھنے لگا تھا۔ وہ جیسے منتظر تھا ان کی طرف سے سوالوں کا اور اپنی وضاحتیں دینے لگا۔ وہ خود کو کلیئر کرنے کے بارے میں اپنا موقف بنا رہا تھا۔ جب اتباع منصور وہاں آئی تھی۔ دادا اسے دیکھتے ہوئے ملائمت سے مسکرائے تھے۔

"آؤ بیٹا...... ادھر بیٹھو...... ابان، میری بیٹی کے لئے چائے بناؤ۔" دادا ابا نے شاید دانستہ اسے اتباع کے لئے چائے بنانے کا حکم دیا تھا۔ وہ چونکا نہیں تھا جیسے کہ وہ مینٹلی پری پیرڈ تھا۔

اتباع منصور دادا ابا کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے ایک نظر دیکھ کر اس کے لئے چائے بنانے لگا تھا۔ دادا ابا کا حکم تھا، ماننا فرض تھا۔ وہ جو اپنے لئے اپنے آگے ملازمین کی فوج رکھتا تھا وہ اس لمحے اتباع منصور کے لئے چائے بنا رہا تھا۔ اس کا چہرہ کسی بھی جذبات سے عاری تھی۔ دادا ابا کی موجودگی اور ان کا اتباع منصور کے بارے میں پہلے سے پتہ ہونا، اسے انڈی کیٹ کر رہا تھا کہ معاملہ سنگین ہے۔ مگر انہیں خبر کیسے ہوئی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔ مگر وہ انہیں جتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ حیران ہے۔ چائے بنا کر اتباع کی طرف بڑھائی تھی۔ اتباع نے میکانکی انداز میں ایک نگاہ اسے دیکھ کر کپ اس کے ہاتھ سے لیا تھا اور دوسرے ہی لمحے نگاہ بے خبر تھی۔

اتباع منصور تو یقیناً انہیں اپنے بارے میں مطلع نہیں کر سکتی تھی۔ وہ یقیناً اس گھر کے لوگوں کو نہیں جانتی تھی لیکن اس لمحہ دادا ابا کے ساتھ اتباع منصور کا بیٹھے ہونا ایک معمہ تھا مگر ابان شگری اس معاملے میں پرسکون رہنا چاہتا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے چائے کے سپ لے رہی تھی۔ دادا ابا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ابان تم چائے نہیں پیو گے؟"

"نہیں دادا ابا۔ آپ کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں؟ وہ کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے مخاطب ہوا تھا۔

"تمہیں کہیں جانا ہے کیا؟" دادا ابا نے دریافت کیا تھا۔

"جی دادا ابا۔ ایک ضروری میٹنگ ہے۔" وہ فون پر آنے والے کسی میسج کو رسپانڈ کرتے ہوئے بولا تھا۔ دادا ابا نے اسے خاموشی سے ایک نظر بغور دیکھا تھا۔

"یہ کباب کی پلیٹ دو۔" حکم دیا تھا۔ ابان نے خاموشی سے پلیٹ ان کی سمت بڑھائی تھی۔ دادا ابا نے وہ پلیٹ اتباع کی طرف بڑھائی تھی جو چائے کے سپ خاموشی سے لے رہی تھی۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں۔" اتباع نے منع کر دیا تھا۔

ابان شگری منتظر نظروں سے دادا ابا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ ایک بھٹکتی ہوئی نگاہ اتباع پر پڑی تھی۔ اس نے اتباع کو یہاں سے جانے کا حکم نامہ دیا تھا۔ اگر وہ یہاں موجود تھی تو اس کا مطلب کیا بنتا تھا؟ اس کا یہاں سے نہ جانا اور دادا ابا کا اچانک وہاں آجانا...... ان میں مشترک کیا تھا؟ کڑی ملتی تھی تو کہاں اور دادا ابا جس طرح اتباع کی کیئر کر رہے تھے اس سے صاف لگتا تھا وہ اسے جانتے تھے۔ اس کی موجودگی سے پہلے سے واقف تھے۔ ابان شگری خاموشی میں ان الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا جیسے۔ وہ ظاہری طور پر کام دکھائی دے رہا تھا مگر اس کا ذہن مسلسل متحرک تھا۔ وہ بہت سے سوالوں کے لئے تیار تھا مگر دادا ابا خاموش تھے۔ کمرے میں مسلسل خاموشی تھی اور اس خاموشی میں کوئی اسرار تو تھا۔ دادا ابا نے نوٹس کیا تھا۔ وہ عجلت میں دکھائی دیا تھا تبھی وہ بولے تھے۔

"تمہیں جانا ہے تو جاؤ، ہم شام میں بات کرلیں گے۔" اور اسے جیسے یہ سننا غنیمت لگا تھا۔ فوراً اٹھا تھا اور چلتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ دادا ابا نے اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔

"اب بتاؤ۔ معاملہ کیا ہے بیٹا تم اس طرح رو کیوں رہی تھیں؟" دادا ابا نے قصداً ابان کے جانے کے بعد اس سے پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ وہ خاموشی سے دادا ابا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ بہت دنوں بعد کسی بہت حلاوت سے پرلہجہ کو سن کر اس کی آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہونے لگا تھا۔

دادا ابا نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"تم ایک ایسے گھر میں ہو جہاں بیٹیوں کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ تمہیں کوئی بھی پرابلم ہے تو تم دل کھل کر کہہ سکتی ہو۔ ہم اس کا

سدباب کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے!" دادا ابا نے کہا تھا اور وہ خاموشی سے ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"اور ہر بات کا سدباب کیا جانا ضروری نہیں۔ بہت سے طوفانوں کو آنے کی دعوت اس لئے بھی دیتے ہیں کہ وہ انہیں جھیلنے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور ملک اشعر انہی بہادروں میں سے ایک ہے۔" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا تھا اور ملازموں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"آہستہ آہستہ خبریں آرہی تھیں اور مجھے امید ہے جلد پورا سراغ بھی مل جائے گا" وہ بہت مطمئن انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"بتا انور...... کیا بتا رہا تھا تو......" وہ کسی فاتح کی طرف مسکرایا تھا۔

"ملک صاحب، اس نوجوان بندے کی عمر یہی کوئی پچیس چھبیس کے اس پاس ہوگی۔ گورا تھا، اونچا لمبا تھا، جسم کسرتی تھا اور مضبوط...... دیکھنے والے نے اسے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھا تھا۔ شاید وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس لڑکی کے وہاں آنے اور گاڑی میں بیٹھنے سے قبل۔" انور نے طویل خاکہ کھینچتے ہوئے تفصیل بتائی تھی اور اشعر ملک مسکرانے لگا تھا۔

"بہت خوب...... گورا چٹا...... اونچا لمبا...... کسرتی جسم...... مضبوط بھی...... کیا بتا رہا تھا تو فیصل...... دوبارہ بول ذرا......" وہ محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"ملک صاحب...... دیکھنے والے نے گاڑی پراڈو بتائی ہے۔ وہ معمولی حیثیت کا مالک یقیناً نہیں تھا۔ جو بھی تھا مکمل پلان اور سازش کے ساتھ آیا تھا۔" فیصل نے گاڑی کی تفصیل بتائی تھی اور اشعر ملک کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"اس بندے کو پکڑ کر لاؤ جس نے اس خوبرو نوجوان بندے کو دیکھا تھا۔ میں بھی تو دیکھوں کتنا مضبوط تھا وہ۔ جس نے اشعر ملک کی سلطنت میں گھس کر اسی کے گھر پر نقب لگائی۔ انور ذرا خاکہ تو بنوانا اس کا۔" وہ مسکرایا تھا۔

"ہاشم یارا، سنا تو نے؟ یہ خاکہ تو کسی فلم کے ہیرو جیسا ہے نا؟ خوبرو نوجوان؟ کمال ہے یارا، میں تو ایویں کہتا رہتا تھا، آئی ایم دا بیسٹ تو بس جیلس ہو، پتہ چلا یہاں تو کوئی اور بھی ہے۔" مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا وہ محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔ ہاشم خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"اونچا لمبا...... گورا چٹا...... اوپر سے کسرتی جسم...... کسی نے گاڑی کا نمبر بھی تو ضرور دیکھا ہوگا نا؟ دیکھنے والے نے اتنے غور سے اس نوجوان کو دیکھا تھا تو اس کی گاڑی کا نمبر بھی دیکھا ہوگا۔"

"نہیں ملک صاحب۔ وہاں اسٹریٹ بلب کام نہیں کرتا۔ نمبر تو نہیں دیکھا کسی نے مگر خاکہ بن جائے تو اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کون تھا۔" فیصل نے مشورہ دیا تھا۔

وہ ہنسا تھا۔

"یہ اشعر ملک کی زمین پر، اشعر ملک کو ٹکر دینے والا کہاں سے آگیا یارا؟ اشعر ملک سے بھی بیسٹ بھلا کوئی ہے دنیا میں؟"۔

اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

''بندے تم کام کے ہو فیصل۔ چل ذرا خاکہ بنوا۔ میں بھی تو دیکھوں وہ کون گھبرو جوان تھا۔ ایسا تیس مار خان کون پیدا ہوا؟ شیر تو ایک ہی ہوتا ہے جنگل میں راج کرنے کو پھر یہ دوسرا کا غذی شیر کون ہے اور کہاں سے آیا؟'' اشعر ملک متجسس تھا جاننے کو۔

''فکرمت کریں ملک صاحب، اب اس کا جلد پتہ لگ جانا ہے۔ آپ خاکہ بنوالیں پھر دیکھیں کیسے ہم اسے ڈھونڈ نکالتے ہیں۔'' انور نے کہا تھا۔

اشعر ملک نے ہاتھ اٹھا کر فیصل اور انور کو وہاں سے باہر جانے کو کہا تھا اور پلٹ کر ہاشم کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''مجھے تو لگتا تھا سب ناکارہ ہیں مگر بندے تو کام کے ہیں ہاشم۔ دیکھ کیسے خبریں نکال کر لا رہے ہیں۔''

''ملک اشعر کے لئے کچھ ناممکن نہیں ہے جانتا ہوں مگر آپ کو نہیں لگتا اس معاملے کو خواہ مخواہ پھیلایا جارہا ہے۔ آپ جیسے قابل بندے کو لڑکیوں کی کیا کمی ہے اور وہ تو آپ کے لائق بھی نہیں تھی۔ اب انگریزی میں گٹر پٹر کرتی تھی۔ اتنے دن تک قید میں رہنے کے بعد بھی اس کا مزاج اور غصہ نیچے نہیں آیا تھا۔ ملک صاحب ایسی لڑکیاں اچھی جیون ساتھی نہیں بن پاتیں۔'' وہ اپنے طور پر سمجھانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

''عشق ہے، عشق...... عشق کی تفریق نہ پوچھ...... یارا
عشق ہو جائے گا تجھے، جب عشق لگا دے گا آتش۔

''تجھے سمجھ نہیں آئے گی کہانی ہاشم...... تیرا پڑھا لکھا دماغ کتابی باتیں کرتا ہے۔ تو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ ملک اشعر از دا بیسٹ۔ تو بس جیلس ہو......!'' وہ مسکرایا تھا۔ مسکراہٹ گہری تھی۔ اسرار لئے ہوئے۔

ہاشم صرف دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

''مجھے نہیں معلوم دادا ابا آپ یقین کریں گے کہ نہیں مگر اس گھر میں میں میری مرضی کے خلاف قیدی ہوں۔ میں نے صرف پناہ چاہی تھی، وقتی طور پر مدد مانگی تھی...... اور......!'' وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی۔ دادا ابا اسے پرُسوچ انداز میں بغور دیکھ رہے تھے۔

''کیا نام بتایا تم نے اپنے بابا کا؟''

''منصور شیخ۔'' اتباع نے دہرایا تھا۔ دادا ابا نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

''منصور شیخ، شیخ گروپ آف کمپنیز والے؟ وہ تو ہمارے بہت قریبی جاننے والوں میں سے تھے۔ میرے بیٹے ذوالفقار کا بہت اچھا دوست تھا وہ۔ اکثر ملنا ملانا ہوتا تھا۔ آئی کانٹ بلیو وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون''۔ دادا ابا نے افسوس کیا تھا۔ اتباع کی آنکھوں سے آنسو خاموشی سے بہنے لگے تھے۔

دادا ابا نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"تم پریشان مت ہو کسی غیر یا اجنبی جگہ پر نہیں ہو تم...... تمہارے بابا کی جان پہچان کے گھر میں ہو تم۔ یہاں تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہو سکتا۔" دادا ابا نے اسے تسلی دے تھی۔ پھر پوچھنے لگے تھے۔

"تم ابان کو کب سے جانتی ہو؟ تم نے بتایا تم انگلینڈ سے آئی ہو۔ ابان بھی تو وہیں پڑھتا رہا ہے۔" دادا ابا کے کچھ قیاس کرنے سے پہلے اس نے فوراً سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں میں انہیں نہیں جانتی......!"

"نہیں جانتی؟" دادا ابا نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔ شاید وہ کسی اور نہج پر سوچ رہے تھے۔ اتباع کے انکاری ہونے پر چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگے تھے۔

"میں نہیں جانتی انہیں۔ ہم پہلے کبھی نہیں ملے۔" وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ وہ کچھ سوچنے لگے تھے۔ پھر جانے کیوں مسکرا دیئے تھے۔ وہ حیران ہوئی تھی۔

"آپ کو یقین نہیں دادا ابا؟" وہ کوئی مزید وضاحت دینا چاہتی تھی مگر دادا ابا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا تھا۔

"بات میری سمجھ میں آ گئی ہے بیٹا...... کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابان آتا ہے تو میں اس سے بات کرتا ہوں۔" ان کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔ اتباع کو کچھ عجیب سا لگا تھا جیسے وہ اس کی بات کا یقین نہیں کر رہے تھے یا کوئی اور بات تھی؟

"آپ کیا بات کریں گے ان سے؟ میرا نہیں خیال کچھ بات کرنے کی ضرورت ہے اب۔ انہوں نے آل ریڈی مجھے یہاں سے جانے کا کہہ دیا ہے اور میرے یہاں رکنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے۔ میری زندگی کا یہ بھیانک ترین تجربہ ہے۔ یہاں پاکستان آ کر جو کچھ ہوا۔ اگر ایک بار میں جاتی ہوں تو واپس کبھی لوٹ کر آنا نہیں چاہوں گی۔ میرے ٹریول ڈاکیومنٹس ریڈی ہو جائیں اب۔" وہ ٹھان کر بولتے ہوئے۔ بہت مختلف اور کمزور لگی تھی۔

"تمہارے ٹریول ڈاکیومنٹس کو کیا ہوا؟" دادا ابا چونکتے ہوئے دیکھنے لگے تھے۔

"آپ کو بتایا تو تھا کہ وہ وہیں لوسٹ ہو گئے تھے جہاں کڈنیپ کر کے مجھے رکھا گیا تھا۔" وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی تھی۔

"آں...... اوکے...... رائیٹ۔ سو ابھی تمہارے پاس وہ ڈاکیومنٹس نہیں ہیں اور ان ٹریول ڈاکیومنٹس کے بنا تم انگلینڈ واپس نہیں جا سکتیں۔ سو تمہیں یہاں رہ کر اس کے لئے ویٹ کرنا چاہئے۔ میں کوشش کرتا ہوں تمہارے سارے ضروری پیپر ڈن کروا دوں"۔ دادا ابا نے کہا تھا اور وہ انہیں خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کیا ہوا؟ کچھ پریشان لگ رہے ہو؟ آج کی بورڈ میٹنگ میں بھی تم بہت چپ چاپ تھے۔ آر یو اوکے؟" یحییٰ نے اسے بغور

دیکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوا تھا ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک تناؤ دکھائی دیا تھا مگر یحییٰ زیادہ کرید کر پوچھ نہیں سکتا تھا۔

''تم نے نئی کمپنی رجسٹرڈ کرانے کے لئے پیپرز Submit کروادیئے تھے؟ وہ بولا تھا تو موضوع یکسر مختلف تھا۔یحییٰ کا ماننا پڑا تھا وہ شخص اپنے ایموشن پر بلا کا کنٹرول رکھتا تھا۔اس کے چہرے سے کچھ بھی اخذ کرنا بہت مشکل تھا۔

''یس آل از ڈن۔میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مطلع کر دیا ہے۔بزنس پلان پہلے سے ڈن ہونا چاہئے۔سو وی کڈ واک آن دا رائیٹ پاتھ۔ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔'' یحییٰ کے بولنے پر ابان ذوالفقار شگری نے سر اثبات میں ہلایا تھا تبھی یحییٰ اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''وہاٹ ہیپنڈ؟ کوئی پرابلم ہے؟'' یحییٰ اس کا پرانا دوست تھا سو وہ بلا خوف وخطر پوچھنے کا حق رکھتا تھا۔

''نتھنگ۔تمہارا ٹرپ کیسا رہا؟''

''اٹ واز گڈ۔تم سے فنانس کے ایشو پر ضروری بات کرنا ہے بٹ آئی ول ٹاک اباؤٹ اٹ لیٹر......'' یحییٰ نے کہا تھا۔

''وائے ناٹ ناؤ؟ تم ابھی بات کر سکتے ہو۔'' ابان نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا تھا۔

''نہیں ابھی فی الحال تم تھکے لگ رہے ہو۔تم بتا رہے تھے دادا ابا آئے ہیں؟'' یحییٰ نے پوچھا تھا۔

''ہاں اچانک آئے ہیں بتائے بنا۔''

''خیریت؟''

''آئی رئیلی ڈونٹ نو۔ملاقات ہوئی تھی ان سے مگر زیادہ بات نہیں ہوئی۔اب گھر جاؤں گا تو پتہ چلے گا آنے کا مقصد کیا تھا۔'' وہ سرسری سے انداز میں بولا تھا۔یحییٰ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔اس نے کچھ محسوس کیا تھا کہ وہ ڈسٹرب ہے مگر فوری طور پر اسے پوچھنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔وہ قریبی دوست تھا اور وہ اسے موقع دینا چاہتا تھا جب وہ خود اس سے ان باتوں کے بارے میں ڈسکس کرے۔اگر اہم بات ہوتی تو وہ ضرور ڈسکس کرتا۔یہ وہ جانتا تھا تبھی کریدا نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

''اچھا تو مدعا کیا ہے؟'' دادا ابا نے اس کے ساتھ لان میں واک کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔وہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

''دادا ابا آئی وانٹ ٹو گو بیک ہوم۔'' اس کے کہنے پر دادا ابا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا جیسے قیاس کر رہے ہوں جو وہ کہہ رہی ہے وہ بیانات میں سو فیصدی سچ ہے یا وہ مصلحت میں کچھ مبالغہ آرائی کر رہی ہے۔دادا ابا کے اس طرح دیکھنے پر وہ چونکی تھی۔

''آپ دوبارہ کیوں پوچھ رہے ہیں دادا ابا؟ ان کی شفقت دیکھ کر وہ انہیں بہت اپنا محسوس کر رہی تھی۔طرز تخاطب ایسا تھا جیسے وہ واقعی اس کے دادا ہوں۔ان کی پرسنالٹی بہت پروقار تھی۔

"نہیں، یونہی۔ دراصل مجھے لگا تم دونوں میں کوئی بات ایسی ہے جو ایسا سب کرنے کا ریزن بن رہی ہے۔ بعض اوقات رشتے جڑ تو جاتے ہیں مگر بننے میں وقت لیتے ہیں اور وہی وقت درکار ہے تم دونوں کو......!" ان کے بولنے پر وہ حیرت سے دادا ابا کو دیکھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب دادا ابا؟ کونسا رشتہ؟" اس کا انداز چونکنے والا تھا۔ وہ جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی کہ وہ کس بابت بات کر رہے ہیں۔

دادا ابا نے رک کر اسے دیکھا تھا پر بولے تھے۔

بیٹا، تم دونوں کے درمیان کے جو بھی اختلافات ہیں میں چاہتا ہوں تم دور کرلو۔ رشتوں میں دراڑیں آجائیں تو رشتے اپنی وقعت کھونے لگتے ہیں۔" وہ پرشفقت انداز میں سمجھاتے ہوئے بولے تھے۔ اتباع منصور حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"دادا ابا کیسا رشتہ؟ آپ کسی غلط فہمی میں ہیں دادا ابا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ متواتر انکاری تھی۔

دادا ابا نے مزید کوئی بحث نہیں کی تھی۔

☆ ☆ ☆

"مجھے بہت الجھن ہو رہی ہے آکیان۔ میں سوچ رہی ہوں وہاں کیا ہو رہا ہوگا۔" عالیہ چلتے ہوئے تھک کر بیٹھی تھی۔ یہاں سے وہاں چکر لگا کر وہ تھک گئی تھی۔ اس کے بے تحاشا تجسس پر وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں وہاں جانا ہے تو چلی جاؤ۔ اس curiosity کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔" وہ تپ کر بولا تھا۔ عالیہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں نے دادا ابا کو یہاں بلا کر کچھ غلط کیا ہے؟ تم تو سارا الزام مجھے ہی دو گے نا؟ تمہیں تو بس موقع چاہیئے۔" وہ خود کو موردِ الزام ٹھہرائے جانے پر تلملائی تھی۔ آکیان اسے دیکھ کر رہ گیا تھا تبھی وہ برا سا منہ بنا کر بولی تھی۔

"آکیان مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ میں سوچ رہی تھی اگر واقعی ان میں کوئی رشتہ نہ ہوا تو......؟ لیکن میں نے جو دیکھا میں وہ بھی تو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی نا! میں نے خود اپنی آنکھوں سے انہیں قریب دیکھا تھا۔ ان کے رشتے میں ایک خاص کیمسٹری تھی...... ایک اٹریکشن تھی...... جیسے کوئی شے انہیں باندھ رہی تھی۔ وہ دونوں بہت جڑے ہوئے لگ رہے تھے۔ میں کیسے اگنور کر سکتی ہوں۔ تم یقین نہ کرو مگر میں نے ابان بھائی کو پہلی بار ایک خاص فیلنگ کے زیر دیکھا ہے اور مجھے یقین تھا یہی محبت ہی تھی۔" وہ اپنے قیاس پر کچھ شرمندہ دکھائی دی تھی۔

"ویسے تمہیں کیا لگتا ہے ایسا کچھ ہے کہ نہیں؟" عالیہ نے آکیان کو دیکھا تھا مگر اس نے شانے اچکا دیئے تھے۔

"عالیہ ذوالفقار شگری میں تمہاری طرح قیاس آرائیاں نہیں کرتا۔ یوں بھی میں کسی کی زندگی میں تانک جھانک نہیں کرتا۔ یہ بالکل بھی اچھے مینرز میں نہیں آتا اگر میں کسی کی زندگی میں مداخلت کروں۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا مطلب؟ وہ میرے بھائی ہیں، کوئی غیر یا دوسرے انسان نہیں ہیں۔ اپنے بھائی کی زندگی کی خبر رکھنا کوئی تانک جھانک نہیں کہلاتا، یہ کنسرن ہے۔ کنسرن صرف اپنے ہی لوگوں سے شو کیا جاتا ہے جن سے کوئی ناطہ ہو۔ میں راہ چلتے انسان سے کنسرن شو نہیں کرونگی۔ ابان بھائی میرے بھائی ہیں۔"

وہ جواباً وضاحت دیتے ہوئے بولی تھی۔

آلیان شانے اچکا کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"اباجی آپ نے بتایا بھی نہیں اور اس طرف آئے بھی نہیں؟" ذوالفقار شکوہ کرتے ہوئے فون کی دوسری طرف سے بولے تھے۔

"مجھے حیرت ہوئی تھی جب خدیجہ اماں کا فون آیا تھا اور انہوں نے بتایا تھا کہ آپ شگری پیلس میں ہیں۔" وہ حیرت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ دادا ابا مسکرا دیئے تھے اور نرمی سے بولے تھے۔

"کچھ ضروری کام تھا اور پھر تمہاری ماں کی تلقین تھی اس کے پوتے سے ضرور مل کر آؤں۔ تم جانتے ہو وہ اپنے بچوں کے لئے کتنی جذباتی ہے۔ خواب میں کچھ عجیب دیکھا تھا اس لئے سو خاص تلقین کی تھی کراچی جاؤں تو ابان کی طرف ضرور جاؤں۔" دادا ابا نے بات بنا دی تھی۔

"آپ یہاں آ رہے ہیں گھر یا میں لینے آؤں؟" ذوالفقار اپنے گھر نہ آنے اور مطلع نہ کرنے پر کچھ ناراض دکھائی دیئے تھے۔ دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"برخوردار، مول سے سود پیارا ہوتا ہے۔ تم میرے بیٹے ہو اور ابان تمہارا بیٹا۔ پوتے سے زیادہ لگاؤ ہونا فطری ہے۔ پوتا ہے وہ میرا۔ میرے لئے تمہارا گھر یا اس کا گھر الگ نہیں ہے۔ میں چکر لگا تا ہوں، تم پریشان مت ہو۔ نمرہ کو اپنی اماں اور میرا پیار دینا۔ تم لوگوں سے زیادہ دور نہیں ہوں نا کسی پرائی جگہ ہوں۔ میرے لئے میرے سارے بچے برابر ہیں۔"

"ٹھیک ہے ابا جیسے آپ مناسب سمجھیں!" ذوالفقار نے زیادہ بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ دادا ابا نے اپنے سامنے بیٹھے ابان کو دیکھا تھا۔ وہ کال پر تھا۔ دادا ابا کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تھا تو فوراً کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ انداز میں خاص ریسپیکٹ تھی۔

"ہاں تو کیا بات کر رہے تھے ہم؟"

دادا ابا آپ دادی اماں کے بارے میں بتا رہے تھے۔"

دادا ابا نے لمحہ بھر کو خاموش ہو کر دیکھا تھا پھر ملائمت سے مسکرائے تھے۔

"رشتوں کو سنبھال کر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ان کے پورے خواص، اہمیت اور جزئیات کے ساتھ۔ تھوڑی سی بھی گرفت ڈھیلی ہو تو بکھرنے لگتے ہیں اور ذرا سی بھی گرفت سخت ہو تو مرنے لگتے ہیں۔" دادا ابا بے معنی باتیں نہیں کرتے تھے۔ وہ جانتا تھا تبھی بغور سنتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"جی دادا ابا۔ بجا فرمایا آپ نے۔" اس کا ایگری ہونا جیسے ضروری تھا۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنا تھی۔" دادا ابا نے قصداً پہلے مطلع کرنا ضروری سمجھا تھا۔ ابان شگری نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں سن رہا ہوں دادا ابا...... آپ کہیئے۔" دادا کچھ دیر خاموش رہے تھے پھر بولے تھے۔

"میں اتباع منصور کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ چونکا تھا مگر فوری طور پر ظاہر نہیں کیا تھا۔

"بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔ میں نہیں جانتا تمہارے درمیان معاملات کس نہج پر ہیں اور کیسے ہیں مگر ان کی نوعیت پر بات کرنے سے پہلے اس رشتے کی امپورٹنس کو سمجھنا ضروری ہے۔"

"میں سمجھ نہیں پایا دادا ابا...... ؟ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟" وہ چونکتے ہوئے بولا تھا۔ دادا ابا جیسے لمحہ بھر کو ٹھہر کر مناسب انداز میں بات کہنے اور سمجھانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ پھر نرمی سے بولے تھے۔

"اتباع سے ایسا رویہ رکھنا روا نہیں۔ تمہیں اس کی مرضی کو بھی اہمیت دینا ضروری ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بات کرو، سلجھاؤ تمام الجھے معاملات کو۔"

"دادا ابا، آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟ کون سے رشتے کی بات؟" وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اتباع منصور یہاں، اس گھر میں کس حیثیت سے موجود ہے؟" دادا ابا نے پوچھا تھا۔

"آہ......!" وہ چونکا تھا۔ "دادا ابا آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ ویٹ لیٹ می ایکسپلین"۔ جو آپ سوچ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ وضاحت دینے کی کوشش کرتا ہوا الجھا ہوا دکھائی دیا تھا۔ دادا ابا اسے پرسکون انداز میں دیکھ رہے تھے۔ وہ اسی الجھے ہوئے انداز میں سر نفی میں ہلانے لگا تھا۔

"دادا ابا۔ ہم میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ویسا کوئی رشتہ نہیں جو آپ سوچ رہے ہیں۔ یہ محض ایک غلط فہمی ہے اور کچھ نہیں۔" وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا تھا۔

"تم میں اور اتباع میں کوئی رشتہ نہیں؟" دادا ابا جیسے اس کے کہے پر یقین نہیں کر پائے تھے۔

"نہیں دادا ابا، میں اسے جانتا بھی نہیں۔ وہ محض کچھ دنوں سے اس گھر میں ہے۔"

"اگر وہ کسی رشتے کی پابند نہیں تو یہاں کیوں ہے؟ اور تم اسے اس گھر میں رکھنے کا کیا جواز رکھتے ہو؟" دادا ابا نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"دادا ابا...... صرف انسانیت، نتھنگ ایلز...... اسے مدد کی ضرورت تھی، میں نے کی اور......!" وہ بول رہا تھا جب دادا ابا نے اس کی بات کاٹی تھی۔

"اور تمہیں اس پر شک تھا وہ کوئی سازش کر رہی ہے یا سازش کا مہرہ ہے؟"

”ایسا نہیں تھا دادا ابا۔“

”تو پھر کیا تھا؟“ دادا ابا نے وضاحت طلب کی تھی۔

ابان نے ایک پرسکون سانس خارج کی تھی اور بولا تھا۔

”میں محتاط تھا مگر جیسے ہی مجھے خبر ہوئی وہ کسی سازش کا حصہ نہیں ہے میرا مقصد صرف اسے پروٹیکٹ کرنا تھا۔ میں جان گیا تھا وہ ڈیڈ کے دوست کی بیٹی ہیں۔ مسٹر منصور شیخ کے ساتھ ہماری کمپنیز بھی کئی بزنس ڈیلز کر چکی ہیں۔ مجھے جیسے ہی اس سچ کا علم ہوا تھا میں نے اسے صرف حفظ ماتقدم کے طور پر اس گھر میں رکھنا چاہا تھا۔ اس کے علاوہ میری ان ٹینشن کچھ اور نہیں تھی۔“ وہ روانی سے بولا تھا۔ دادا ابا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر قدرے توقف سے بولے تھے۔

”سو تم دونوں کا نکاح نہیں ہوا؟“ انہیں معاملات کو کھول کر ڈسکس کرنا مناسب لگا تھا۔

”وہاٹ نکاح؟“ وہ جیسے اچھلا تھا۔ ”نیور...... میں اتنا بڑا فیصلہ ایسے کیسے کر سکتا ہوں دادا ابا؟ وہ بھی اکیلے؟ آپ کو لگتا ہے میں شادی یا نکاح جیسا کوئی بڑا فیصلہ لے لوں گا اور وہ بھی آپ لوگوں کو انفارم کئے بنا؟ آئی ایم کلیئر ابسلوٹلی ”I'm clear about that“...... اتباع کے اور میرے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے جسے مخفی رکھنا پڑے۔ ان فیکٹ کوئی رشتہ سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال ہے کہ وہ اس گھر میں کیوں ہے تو اس کا جواب ہے، اس کے ٹریول ڈاکیومنٹس نہیں ہیں اور وہ اس سے قبل واپسی کا سفر نہیں طے کر سکتی۔ وہ جن لوگوں کے پاس اس سے قبل رہی ہے وہ معمولی نہیں ہیں۔ آپ کو خبر ہوئی ہوگی مسٹر منصور شیخ کی موت اچانک واقع ہوئی ہے اور یقیناً یہ طبعی موت نہیں ہے۔ آخری بار ان کی ڈیل جس شخص سے چل رہی تھی وہ اس سازش کا حصہ ہے۔ مجھے خدشہ تھا اگر فوری طور پر یہاں سے کہیں جانے دیتا ہوں تو وہ کسی معاملے میں پھر بری طرح ٹریپڈ ہو جائے گی۔ اسی باعث میں نے اسے یہاں سے جانے نہیں دیا۔“ وہ تمام سچائی دادا ابا کے سامنے رکھتا ہوا بولا تھا۔ دادا ابا اسے خاموشی سے دیکھنے لگے تھے۔ وہ چونکا تھا مگر مکمل پرسکون انداز میں دادا ابا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

”آپ کو کیسے ان تمام معاملات کی خبر ہوئی؟ کیا فرید نے بتایا یا خدیجہ اماں نے؟“ وہ اگرچہ جانتا تھا وہ دونوں اس کے متعلق کسی بات کو ہوا دینے کے قابل نہیں تھے مگر وہ پوچھ کر اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا۔ دادا ابا نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

”ایسا کچھ نہیں ہے، مجھے گھر سے کسی فرد نے نہیں بتایا۔“ دادا ابا نے دانستہ عالیہ کا نام نہیں لیا تھا اور ابان دادا ابا کی طرف خاموشی سے دیکھنے لگا تھا جیسے وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ رہا تھا اور دوسری طرف دادا ابا جانے اور کیا اخذ کئے بیٹھے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا دادا ابا نے اس کے کہے کا یقین کیا کہ نہیں مگر اپنی دانست میں وہ تمام معاملات کہہ کر اس قصے سے بری الذمہ ہو گیا تھا۔ اب اچانک دادا ابا کچھ بھی سوچتے مگر وہ جانتا تھا وہ سچ کہہ چکا ہے اور دادا ابا اگرچہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا نا غلط بیانی کرنے کا قائل ہے مگر وہ مکمل طور پر اس پر یقین کرنے سے قاصر لگے تھے۔

ابان شگری کو خبر ہو رہی تھی کہ دادا ابا اس پر یقین یا اعتماد ظاہر کرنے میں ناکام رہے ہیں مگر وہ مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک تو دادا ابا کی ریسپیکٹ پھر ان کی اس معاملے پر نظر۔ وہ اپنے طور پر محتاط رہنا چاہتا تھا۔

"دادا ابا...... میری فیملی سے میرے کتنے بھی اختلافات سہی...... مگر میں کسی بھی فیصلے کی خبر سب سے پہلے امی کو دینا چاہوں گا...... یہ شاید میری سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہو سکتا ہے۔ رہی بات اس لڑکی کی تو اس کی ذمہ داری اگرچہ مجھ پر عائد نہیں ہوتی مگر میں یہ سب اس لئے کر رہا تھا کیونکہ وہ بے یار و مددگار تھی اور اس نے مجھ سے ہیلپ مانگی تھی۔ شگری خاندان کی روایت رہی ہے جو پناہ مانگے یا مدد چاہے اسے انکار نہیں کیا جاتا۔ وہ ذوالفقار شگری کے دوست کی بیٹی بعد میں ہے، میرے لئے اس کی عزت اس طور پر اہم ہے کہ وہ ایک لڑکی ہے، تنہا ہے اور فی الحال کمزور ہے۔ میں کسی کمزور نا تواں کا فائدہ اٹھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی وضاحت نہیں دینا۔"

وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

دادا ابا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سر ہلایا تھا۔

ابان شگری نے خاموشی سے دادا ابا کی طرف دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

اسکیچ بنانے والے نے امیج بنا کر اشعر ملک کے ہاتھ میں تھمایا تھا جسے دیکھ کر وہ کچھ دیر خاموش رہا تھا پھر مسکرایا تھا اور اس کا اگلا تسلسل ایک زوردار قہقہہ تھا۔ وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ ملازمین اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا ملک صاحب؟ ایسا کیا دیکھ لیا خاکے میں آپ نے؟" ہاشم نے دریافت کیا تھا۔

اس نے ہنستے ہوئے ہاشم کی طرف دیکھا تھا۔

"یار! یہ تو کہانی ہی عجیب ہے۔ تو یہ تھا وہ گورا چٹا، لمبا چوڑا، کسرتی جسم والا مضبوط جوان...... اب تو کھیلنے کا اور مزا آئے گا۔ کھیل برابری کا ہو تو لطف اور بڑھ جاتا ہے نا انور......؟" انور کی طرف دیکھتے ہوئے اشعر ملک نے خاکہ ہاشم کی طرف بڑھایا تھا۔ ہاشم نے خاکے میں موجود نوجوان کی حیرت سے دیکھا تھا۔

"آئی کانٹ بلیواٹ......!" ہاشم کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا اور اشعر ملک پھر ہنسنے لگا تھا۔

"مجھے پہلے شک کیوں نہیں ہوا انور...... پہلا دشمن تو کاروباری حریف ہوتا ہے نا پھر مجھے کیوں سمجھنے میں دیر لگی کہ میری کمزوریوں پر کون سب سے زیادہ نگاہ رکھے ہوئے ہوگا اور کون ان کمزوریوں کا شمار کر کے مجھے Maximum نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ ایک ہی وار میں کوئی اگر مجھے چاروں شانے چت کر سکتا ہے تو وہ صرف ابان ذوالفقار شگری جیسا کوئی جانباز ہی ہو سکتا ہے۔ چلو دل کو تسلی ہوئی کہ دشمن کوئی معمولی نہیں اور نقصان پہنچانے والا برابری کا ہے ورنہ میں تو سوچ کر ہلکان ہوا جا رہا تھا آخر کس کی اتنی ہمت ہو گئی اچانک......"

وہ مسرور سا مسکرا رہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا ابان شگری ایسے معاملے میں براہ راست انوالو ہونے کی کوشش دانستہ کرے گا۔ وہ ایسا شخص نہیں ہے۔ وہ ایسے محاذوں پر لڑنے اور اپنی انرجی ویسٹ کرنے کا قائل نہیں ہے۔" جہاں تک ہاشم اسے جانتا تھا اس نے اپنی رائے دی تھی۔ اشعر ملک نے دو قدم کا فاصلہ چلتے ہوئے عبور کرتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا پھر اس کے ہاتھ سے وہ تصویری خاکہ لے لیا تھا اور بغور دیکھنے لگا تھا۔

"جانتا ہوں وہ ایسے محاذوں پر لڑنے کا قائل نہیں ہے مگر معاملات کچھ اور بھی تو ہو سکتے ہیں نا۔ مسٹر منصور شیخ کی کمپنی ان کے ساتھ بزنس کرتی رہی ہے اور پھر مسٹر ذوالفقار شگری کے بہت قریبی دوستوں میں سے تھے مسٹر منصور شیخ۔"

"ہاں مگر ان کے درمیانی اختلافات کو آپ نظرانداز نہیں کر سکتے۔ ابان شگری اپنے دشمن کے دوست کی مدد کرنے کے لئے قدم نہیں بڑھائے گا۔" ہاشم نے قیاس کیا تھا۔

"ہاں یہ بھی ہے مگر...... اگر...... دشمن حسین اور دلفریب ہو تو؟" وہ مسکرایا تھا۔

ہاشم خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

وہ محظوظ ہو کر ہنسا تھا۔

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
ایک نظر تم میرا محبوب نظر تو دیکھو

وہ باکمال ہے، حسین ہے، دو آتش ہے اور اتنا مومن تو ابان ذوالفقار شگری بھی نہیں۔ اس کی دلفریبی پر کون ایمان نہیں ہارے گا؟ وہ معمولی لڑکی نہیں ہے ہاشم۔ وہ خاموش رہے کچھ بھی نہ کہے تو بھی قیامت ہوتی ہے۔ سوچو اگر وہ دونوں آنکھوں سے کسی کو دیکھے گی تو کیا ہوگا؟ عالم حشر ہوگا یقین ہے مجھے!" وہ مسکرایا تھا۔

تم میرے پاس رہو
میرے قاتل، میرے دلدار، میرے پاس رہو!
جب نہ کوئی بات چلے
جس گھڑی رات چلے......!
پاس رہو......!
میرے قاتل، میرے دلدار میرے پاس رہو!

ملک اشعر کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"وہ ہاتھ میں تلوار لے کر بھی کھڑی ہوگی تو قدم اس کی طرف بڑھنے سے نہیں چوکیں گے۔ کوئی مسلسل اس کی طرف سفر کرنا چاہے گا۔ وہ اتنی دلفریب ہے، مان لو۔ ابان شگری ہار گیا ہوگا دل...... دل ہی کیا...... سب کچھ ہار جائے گا...... اور یہی میں چاہتا ہوں۔ چلو نئی بساط تو

بچھی کھیل کھیلنے کا بہت لطف آئے گا اب۔ابان ذوالفقار شگری کی سلطنت، اس کا غرور چند روزہ ہے اب بس......" وہ ہنسنے لگا تھا۔
ہاشم اور باقی ملازمین خاموشی سے دیکھ رہے تھے اسے۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری کانفرنس روم سے نکل رہا تھا۔اس کے ماتحت اسے فالو کر رہے تھے جب اس کا سیل فون بجا تھا۔ابان شگری نے اسکرین پر دکھائی دینے والا نمبر دیکھ کر چونکے بنا کال ریسو کر کے، قدموں کو روکے بنا آگے بڑھنے کا سفر مسلسل جاری رکھتے ہوئے بولا تھا۔
"ہیلو......!"
"تمہاری یاد بہت آرہی تھی ابان ذوالفقار شگری......تم تو بھول گئے، مگر ہم کہاں بھولتے ہیں۔" دوسری طرف سے اشعر ملک مسکرایا تھا۔
ابان شگری کال کرنے کا مدعا جانتا تھا۔اسے اس بات کا احتمال تھا اور وہی ہوا تھا اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔کوئی بھی سراغ ہاتھ لگنے سے پہلے وہ اتباع منصور کو یہاں سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔مگر اب جب وہ جان گیا تھا کہ اشعر ملک کو اس کی انوالمنٹ کی خبر ہوگئی تھی تو وہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔آفس کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھتے ہوئے اس نے ہاتھ اٹھا کر باقی ماتحتوں کو وہیں روک دیا تھا۔
"ہم بعد میں بات کرتے ہیں......!" کہنے کے ساتھ ہی وہ اپنی چیئر کی طرف بڑھا تھا اور پرسکون انداز میں بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی توجہ اشعر ملک کی طرف لگائی تھی۔
"میں نہیں جانتا تھا تم ایسے معاملات میں انوالو ہو سکتے ہو ابان شگری۔تم نے تو میری بجادی اور مجھے خبر بھی نہیں ہوئی۔اتنا چپ چاپ کب سے کھیلنے لگے تم؟" وہ اپنی شکست پر مسرور سا مسکرا رہا تھا۔
"تمہاری ایک بات ہمیشہ کھٹکتی ہے مجھے اشعر ملک۔تم بہادری سے وار کرنے کے لائق نہیں ہو۔گھات لگا کر ہمیشہ پیچھے سے وار کرتے ہو جب کوئی کمزور ہو اور پسپا بھی۔" ابان شگری مکمل سکون سے پرمطمئن انداز میں بولا تھا۔
اور دوسری طرف اشعر ملک ہنسا تھا۔
"کھیل تو کھیل ہے ابان ذوالفقار شگری اور تم تو مجھ سے بہتر جانتے ہو کیسے جیتنا ہے۔تم ہار کے قائل نہیں ہو نا۔اس کے لئے چاہے پھر تمہیں کوئی بھی راستہ چلنا پڑے تم جیتتے ہو۔تم نے جو بزنس ایمپائر کھڑا کیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ اگر ایمانداری سے چلتے تو کیا ممکن تھا؟ تم نے تو اپنے والد صاحب کو بھی چاروں شانے چت کر دیا پھر سارے الزام میرے حصے میں ہی کیوں؟" وہ مطمئن سا مسکرایا تھا۔
"اشعر ملک، تمہاری بکواس سننے کے لئے وقت نہیں ہے میرے پاس۔جو کہنا ہے جلدی کہو۔میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور میں اسے تم جیسے شخص پر ویسٹ کرنا اپنا عظیم نقصان سمجھتا ہوں۔" ابان شگری پرسکون انداز میں بولا تھا۔
"آہ......فرشتے نہیں ہو مگر فرشتوں جیسی باتیں، یہ ہمراہی کا اثر لگتا ہے۔رنگ اتنا گہرا چڑھنے لگا ابھی سے ابان شگری۔تم نے میری بے

خبری میں مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی شکست دی ہے، میری شادی رکوائی ہے، میری ہونے والی بیوی کو اٹھا کر چلتے بنے ہو...... اور تم چاہتے ہو میں تم پر الزام لگانے کے لئے تمہارے دو لمحے بھی نہ چراؤں؟ یار عجیب آدمی ہو۔ میری زندگی چرا کر لے گئے تم۔ آنکھ کے کاجل کو چرانے کا تو سنا تھا مگر تم تو اس سے بھی بڑے چور نکلے۔ میری ہونے والی بیوی کو اٹھا کر چلتے بنے؟ یار اب اس پر شکوہ بنتا ہے نا!" وہ مسکرایا تھا۔

اگر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل باہم ہونگے
یہ رات بھری جدائی تو کوئی بات نہیں......!
اگر آج اوج پر ہے تعالیٰ رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

"ابان شگری، اندھیروں میں رہنے والے روشنی سے دوستی نہیں کرتے۔ تم اپنی راہ لو، بہتر ہوگا میری راہ چھوڑ دو۔ یوں بھی تو لمبی ریس کا گھوڑا ہے، بزنس مین ہے تجھے نقصان سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہئے کہ جو صرف جیتنے کے لئے قدم آگے بڑھاتا ہے۔" وہ مسرور سا اسے ہدایت جاری کر رہا تھا۔

"کھیل کے کچھ اصول ہوتے ہیں اشعر ملک، تمہارے منہ سے یہ ہار جیت کی باتیں اچھی نہیں لگتیں...... تم اپنے فائدے کے لئے کمزور کا استعمال کرنا باخوبی جانتے ہو۔ تمہیں جانتا ہوں* میری راہ کونسی ہے اور تمہاری کونسی...... مجھے تمہارے معاملات میں انٹرفیئر کرنے کا کوئی شوق نہیں۔ مجھ سے کسی نے مدد مانگی ہے اور میں اسے وہی مدد دے رہا ہوں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں کہ یہ معاملہ کس سے جا کر کہاں ملتا ہے۔ تم جانتے ہو میں اپنی راہ کی رکاوٹوں سے کیسے نبرد آزما ہوتا ہوں۔ یہ معاملہ اگرچہ میرا نہیں ہے مگر ایک کمزور لڑکی ہے وہ...... تمہیں بھی صلاح دوں گا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ لیو ہر * گو آوے...... اسے پریشان مت کرو۔" وہ بردبار لہجے میں بولا تھا مگر اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

جو ہم پر گزری ہے سو گزری مگر شبِ ہجراں
ہمارے اشک تیری عاقبت سنوار چلے
مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو کوئے دار چلے

"یار ابان شگری بڑی میٹھی باتیں کرنے لگا ہے تُو تو...... دیکھ کتنا بڑا انقلاب دیکھ رہا ہوں آج تجھ میں اور میں سوچ رہا ہوں اس تبدیلی کی وجہ کون ہے؟ تمہیں کہاں آتے تھے ایسے قرینے؟ یہ وصف تو نرالے لگتے ہیں۔ مانا یار کلاس میں اول آتا تھا تو ہمیشہ...... ہم دوئم،

سوئم بھی نہیں آتے تھے مگر ہم اگر تجھے جیتنے نہ دیتے تو تم کہاں جیت سکتے تھے؟ ہماری ہار میں تمہاری جیت تھی نا؟ دانستہ ہارتے تھے ہم...... اتنے نالائق تو نہیں تھے۔اشعر ملک کے پاس اتنا دماغ تو ہے کہ دو اور دو چار کا حساب کر سکے۔تُو لندن کی ڈگریاں لے کر آگیا ہے تو اب اتنا انڈر اسٹی میٹ تو نہ کرنا اپنے پرانے کلاس میٹ کو!" وہ محظوظ ہو کر مسکرا رہا تھا۔

ابان شگری نے پرسکون انداز میں گہری سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی تھی۔

"اشعر ملک بات تمہاری سمجھ میں آجانی چاہئے۔ایک بار بہت کلیئر لی کہہ دیا ہے،اور کیا سننا چاہتے ہو؟"

"اتنا غرور نہ کر یار...... جانتا ہوں تیرا پلڑا بھاری ہے مگر آرام سے بات کرنا کسی کی ہار کب کسی کی جیت بن جائے تو یہ کوئی نہیں جانتا نا۔" اشعر ملک نے جتایا تھا۔

"اشعر ملک میں تیری طرح بچوں والے کھیل نہیں کھیلتا۔ بہتر ہوگا تم ان فضول باتوں میں میرا اور اپنا وقت برباد مت کرو۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا تھا۔

"تم سے ملنا ہے ابان شگری۔ایک بار مل لے۔دیکھ میری عزت تیرے گھر ہے۔تو جانتا ہے ہم عزت کے لئے کس حد تک جا سکتے ہیں۔" اشعر ملک سنجیدہ ہوا تھا۔

"اشعر ملک،وہ لڑکی کمزور ہے،میں جانتا ہوں تم کس لئے اسے حاصل کرنا چاہتے ہو۔تم نے اس سے مسٹر منصور شیخ کی تمام جائیداد ہتھیانی ہے اور اسی بات کا قلق ہے تمہیں کہ وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔رشتوں کو کچھ تو عزت دینا سیکھو اشعر ملک۔جو رشتوں کو داؤ پر لگاتے ہیں وہ خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا اور دوسری طرف اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"مل لے یار ایک بار...... ون ٹو ون بات کرتے ہیں،ایسے مزا نہیں آتا۔یوں بھی تم سے ملے بہت دن ہوگئے۔مانا بہت بڑے بزنس ٹائیکون ہو۔عزت،دولت،طاقت،سب تمہارے جوتے کی نوک پر ہے مگر ایک دوست کے لئے تو وقت نکال سکتا ہے نا۔تیرا نالائق،پرانا کلاس میٹ،حساب میں کمزور...... انگریزی میں فیل...... ہمیشہ مات کھانے والا مگر پھر بھی پہلی نشست پر بیٹھنے والا بندہ آج تجھ سے درخواست کر رہا ہے۔دیکھ اب اترا نہ...... یو نو آئی ڈا بیسٹ اب تو جیلس نہ ہو......" وہ فطری انداز میں اپنا مخصوص فقرہ کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔

جواب میں ابان شگری خاموش رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ راہداری میں چلتی ہوئی آرہی تھی جب اسے سامنے دیکھ کر قدم روک لینا پڑے تھے۔وہ بھی رک کر اسے دیکھنے لگا تھا پھر بولا تھا۔

"تم نے دادا ابا سے کیا کہا تھا؟"

"میں نے وہی کہا جو مجھے کہنا چاہئے تھا...... میں نے ان سے سب سچ کہہ دیا ہے۔" وہ پرسکون انداز میں بولی تھی۔

"تم نے ان سے کہا کہ ہمارا نکاح ہوا ہے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔

وہ بے طرح چونکی تھی اور اسے دیکھنے لگی تھی۔

”میرا دماغ ڈسٹرب ہے ان دنوں مگر ابھی اتنی پاگل نہیں ہوئی کہ یہ کہہ دوں۔ ایسا کچھ کہنے سے پہلے میں دس بار سوچنا چاہونگی اور ایسا کرنے سے پہلے میں دنیا سے رخصت ہونا چاہوں گی۔ آخری شرط بھی باقی بچے جینے کی تو بھی کبھی نہیں لینا چاہوں گی۔“ وہ اس سے حد درجہ خائف تھی جیسے۔

ایان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

اس کے چہرے پر تناؤ تھا جیسے اس پوچھ گچھ نے ڈسٹرب کیا تھا۔ اگرچہ اسے اندازہ تھا مگر وہ جتانا نہیں چاہتا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لی تھی۔ اتباع منصور حیران رہ گئی تھی۔

وہ اسے لے کر چلتے ہوئے لان میں آیا تھا۔ نیم تاریکی میں لیمپ کی مدھم روشنی میں چلتے ہوئے اس نے اسے رک کر بینچ پر بٹھایا تھا اور پھر اس کے برابر بیٹھ گیا تھا مگر اس کی کلائی سے اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت نہیں ہٹائی تھی۔

اتباع اسے اس کے اس اقدام پر حیرت اور غصے سے دیکھ رہی تھی۔

”یہ کیا بدتمیزی ہے؟“ وہ سرزنش کرنا چاہتی تھی مگر ایان شگری نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی اور کچھ بھی کہنے سے باز کر دیا تھا۔ اتباع منصور اسے دوگنا حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

”میری بات غور سے سنو۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ سننا ضروری ہے۔ تم میری اجازت کے بنا اس گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں جاؤ گی۔ کوئی بھی کہے چاہے دادا ابا ہوں، میری اجازت کے بنا تم کہیں نہیں جاؤ گی۔“ وہ جیسے استحقاق رکھتا تھا۔ اس کا انداز، لب و لہجہ اسے حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔ وہ شدید حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”آپ مجھ سے اس طرح...... لہجے میں بات کیسے کر سکتے ہیں؟ اب تو دادا ابا بھی ہیں یہاں اور......“ وہ اس کی شہادت کی انگلی اپنے لبوں سے ہٹاتے ہوئے بولی تھی۔

”دادا ابا کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہوگا نا ان کی دھمکی کام آئے گی۔“ وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ انداز نڈر تھا اور وہ اس کی ہمت پر حیران تھی۔

”آپ ہمیشہ اتنا رعب کیوں جماتے ہیں؟ کہہ دیا نا کہ نہیں کہا تھا دادا ابا سے کہ ہمارا کوئی رشتہ ہے یا نکاح ہوا ہے۔ میں ایسا کیوں کہوں گی؟ کہیں آپ نے یہ جھوٹ نہ بولا ہو؟ اپنے فائدے کے لئے آپ دوسروں کو کیوں استعمال کرتے ہیں؟“ اس کا انداز اسے طیش دلا گیا تھا مگر وہ اس غصے کو اپنے اندر کہیں دباتے ہوئے اسے پرسکون انداز سے دیکھنے لگا تھا۔

”اتباع منصور، تمہیں اپنے پسند کے دائروں میں گول گول گھومنا اچھا لگتا ہے۔ تمہاری سوچ کہیں میری سوچ سے تال میل کھائے ایسا ضروری نہیں۔ میں تمہیں قائل کرنے نہیں آیا نا میرا مقصد تمہیں تم سے تمہیں جیتنا یا فتح کرنا ہے نہ تم میرے لئے کوئی ناقابل تسخیر قلعہ ہو۔

مجھے کھیلنے پر مت اکساؤ۔تمہارا انداز چیلنج دیتا ہوا ہے اور میں اس موڈ میں فی الحال نہیں ہوں کہ بچکانہ باتوں کو کوئی امپورٹنس دوں۔" وہ اسے مطلق توجہ اور اہمیت نہ دیتے ہوئے بولا تھا۔وہ چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

"وہاٹ؟ آپ اتنے روڈ ہیں؟ خود کو کیا سمجھتے ہیں؟ میں پپ کی کوئی رعایا نہیں ہوں۔ہوں گے کہیں کے پرنس مگر میں مرعوب ہونے والوں میں سے نہیں ہوں سو آپ مجھے امپریس کرنے کی کوشش مت کریں۔" وہ سچ میں جیسے مرعوب ہونا نہیں جانتی تھی اور ابان شگری کا دل اپنا سر پیٹ لینے کو چاہا تھا۔وہ اس کی بات کسی طور سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔الٹا بحث کر رہی تھی، الجھ رہی تھی۔

"آپ مجھ سے قیدیوں کی طرح کیوں رویہ اپنائے ہوئے ہیں؟ آپ نے مزید کوئی ناروا سلوک رکھنا چاہا تو آپ کے ان دادا ابا سے شکایت کروں گی آپ کی۔اس نے دھمکی دی تھی۔ابان اسے ایک گہری سانس لیتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"میں نہیں جانتا آپ مجھ سے کیوں ٹکرائیں مگر یہ میری زندگی کا بھیانک ترین تجربہ ہے۔میں ایک سیریس بات کرنا چاہتا تھا مگر دیوار سے سر پھوڑنا بے کار ہے۔" وہ اکتا کر بولا تھا۔نادانستہ اس کی کلائی پر اس کی گرفت سخت ہوئی تھی۔وہ کراہی تھی، آنکھیں نمی سے بھر گئی تھیں۔ابان سرسری انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے شکایتی نظروں سے اس کی سمت نگاہ کی تھی جیسے وہ آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔وہ جانے کیوں نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا۔گرفت اس کی کلائی پر خود بخود ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

"تمہاری یہ آنکھیں معجزوں کو ہونے پر اکساتی ہیں۔وہ بھی ممکن کرنے کے جتن کرتی ہیں جو ناممکنات میں سے مگر ابان شگری کی دنیا ان ممکنات اور ناممکنات کے اعداد و شمار پر نہیں چلتی۔نہ آنے والے کسی خدشے کی پرواہ ہے نا سود و زیاں کا ڈر......تم اپنی دنیا تک محدود رہنے کی سعی کرو......میری دنیا میں قدم رکھا تو سب زیر و زبر ہو جائے گا...... پھر شکایت مت کرنا......" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔لہجہ مدھم تھا۔وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں کناروں سے نمکین پانی کے قطروں کو گرنے سے کہیں پہلے ہاتھ بڑھا کر اپنی پوروں پر لیا تھا۔جیسے وہ ان تمام کو کرنے کا کوئی اختیار رکھتا تھا۔

اس کا انداز بلا کا استحقاق رکھتا تھا جیسے وہ اس سے وابستہ ہو اور خود اسے اس کی خبر نہ ہو۔اتباع کو ہی ایسا لگتا تھا یا ایسا کچھ تھا بھی، وہ نہیں جانتی تھی مگر جب وہ بولتا تھا تو وہ ایک لفظ بھی نہیں کہہ پاتی تھی، گنگ سی حیرت سے اسے تکتی جاتی تھی بس جیسے وہ اس کے زمانوں کو ساکت کرنے کی پوری اہلیت اور صلاحیت رکھتا تھا۔

"اتباع منصور، تم بلاشبہ طوفانوں کو قابو کر سکتی ہو اور ہواؤں کو الٹی سمت رخ بدل کرنے چلنے پر مجبور کر سکتی ہو مگر کبھی کبھی بہت سی باتوں کا اثر اتنا دل پذیر نہیں ہوتا۔تمہارے وار ہزار کڑے سہی مگر اتنے اثر پذیر نہیں کہ اس دنیا کو زیر و زبر کر دیں۔ہو نگے کئی مفتوح مگر یہاں معاملہ اور ہے۔طالب اور مطلوب والا کوئی کھیل اس زمین پر کھلینا اتنا کارگر نہیں رہے گا۔تمہیں آزمانا ہو تو کوئی اور زمین تختہ مشق بننے کو یقینا تیار ہو گی۔" وہ انداز جیسے کسی طنز سے بھرا تھا۔وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"شاید تم پلٹ کر دیکھو اور یہ بات تم کو بہت تسکین دے کہ کئی علاقے تمہارے زیر ہیں، کئی مفتوح زمین بوس ہیں، سرنگوں رہے ہیں مگر کسی ایک جگہ فاتح بننا آسان ہے اور کسی دوسری جگہ اتنا آسان نہیں۔ اس کا ادراک تمہیں ہو سکتا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ ہم دو الگ دنیاؤں کے لوگ ہیں اور ہماری دنیا کہیں ایک نقطے پر رک کر ایک لمحہ کو ایک دوسرے کی طرف دیکھے بھی تو وہ لمحہ ان دو دنیاؤں کو باندھنے میں ناکام ہوگا۔"

وہ الجھن سے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کیا سمجھ رہا تھا وہ؟

وہ اس سے کوئی رشتہ بنا رہی تھی؟

دادا ابا کو جھوٹ کہا تھا کہ ان کا نکاح ہوا ہے جبکہ اس نے تو سرے سے ایسا کچھ کہا ہی نہیں تھا۔ وہ کیا سمجھ رہا تھا، کیا جتا رہا تھا اور کیوں؟ کیا وہ اسے اتنا ارزاں سمجھ رہا تھا؟ اسے سوچ کر ہی بہت برا لگا تھا۔ نگاہ جھکا کر اس نے اپنی کلائی پر نگاہ کی تھی جہاں اس کی گرفت کے نشان ثبت ہو گئے تھے۔ وہ اسے اس کے سامنے بیٹھا اتنا ارزاں کر رہا تھا اور وہ گنگ سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔ وہ شخص واقعی اتنا رعب رکھتا تھا یا وہ اس کے سامنے اتنی زیر تھی؟

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسے آسمان کی طرح سر اٹھا کر کیوں دیکھتی تھی اور اس کی اونچائی تا حد نظر بلند ہوتی پھیلتی کیوں جاتی تھی؟

یہ کیا احساس تھا کہ زبان پر اس کے سامنے تالے پڑے جاتے تھے۔

اگر وہ دو دنیاؤں کے لوگ تھے جو ایک دوسرے سے کوئی تال میل نہیں رکھتے تھے تو وہ اسے رک کر تادیر دیکھنا کیوں چاہتا تھا؟

وہ کچھ کہہ رہا تھا...... اس کے ہلتے لب اسے دکھائی دے رہے تھے۔

مگر اس کی سماعتوں میں کوئی لفظ اپنا رس نہیں گھول رہا تھا۔ شاید وہ تھکنے لگی تھی تبھی اس نے ہاتھ اٹھایا تھا اور ابان شگری کے لبوں پر رکھ کر اسے ساکت کر دیا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔ شاید اس خاموشی میں کوئی اسرار تھا، کوئی بھید تھا...... اور وہ بھید اپنے پیچھے بہت سے زمانوں کو ساکت، چپ چاپ حیرت میں مبتلا جامد چھوڑ رہا تھا۔

"اگر ہم دو الگ دنیائیں رکھتے ہیں تو تم ہر طور پر میرے ارد گرد چکر کاٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہو؟" وہ چیخ کر کہنا چاہتی تھی مگر اس کے لب خاموش تھے مگر اسے کیوں لگ رہا تھا ابان شگری کی سماعتیں صاف ان لفظوں کو سن رہی ہوں؟ ابان شگری نے بہت آہستگی سے اپنے مضبوط ہاتھ سے اس کے نازک سے ہاتھ کو اپنے لبوں سے ہٹا کر اسے بغور دیکھا تھا۔

"میری دنیا کا تمہاری دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے، نہ ہی میں تمہاری دنیا کے چکر کاٹنا ضروری سمجھتا ہوں۔" وہ جیسے اس کے ان کہے سوال کا جواب دے رہا تھا۔ تو کیا وہ واقعی اس کی خاموشی کو سننے پر قادر تھا؟ وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"تم مفروضوں پر یقین رکھتی ہو، کلیوں کو اپنے انداز سے مفروضوں سے جوڑتی ہو اور اپنی پسند کے نتائج ڈھونڈتی ہو مگر یہ طریقہ ہر بار کارگر نہیں ہو سکتا۔" نگاہ جھکا کر اس کی کلائی کو بغور دیکھا تھا جس پر اس کے ہاتھ کے نشان جیسے چھپ گئے تھے۔ اس کے درد کا اندازہ ایک

لمحے میں ہوا تھا مگر وہ شرمندہ دکھائی نہیں دیا تھا۔اس لمحے اٹھا تھا اور چلتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔اتباع منصور اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

کیا مشترک تھا ان دونوں میں؟ وقت نے کیوں انہیں ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے کیوں لگتا تھا کہ کہیں کوئی بھید ہے ان کے درمیان......کوئی گہری چپ ہے جو کچھ کہنے کے ہزار ہا جتن کرتی ہے......اور وہ دونوں اس چپ کو ایک لمحے میں نظر انداز کر دیتے ہیں۔اس کی آنکھیں بھیگ رہی ہیں اور وہ اسباب جاننے سے قاصر کیوں تھی۔

☆ ☆ ☆

''آہ دادا ابا آپ نے ڈائریکٹ بات کر دی؟'' عالیہ حیرت سے تقریباً چیخی تھی پھر اندازہ ہوتے ہی ادھر ادھر دیکھ کر اٹھی تھی اور کمرے کا دروازہ بند کیا تھا پھر وہیں دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھتے ہوئے راز داری سے بولی تھی۔

''دادا ابا یہ کیا، آپ نے دیکھتے ہی بم پھوڑ دیا، اچانک پوچھنے پر بھائی کا ری ایکشن کیا تھا؟''

''وہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ ان کا نکاح ہوا ہے اور نہ ہی اتباع اس بات کی حامی بھرنے کو تیار ہے۔مجھے لگتا ہے وہ دونوں دانستہ اس بات کو راز رکھنا چاہتے ہیں۔'' دادا ابا نے کہا تھا۔

''یہ کیسے دادا ابا؟ وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، وہ بھی آپ کے سامنے۔'' وہ حیران ہوئی تھی۔

''بیٹا جھوٹ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔بہت سے جھوٹ مصلحتاً بولے جاتے ہیں۔'' دادا ابا نے اپنے طور پر قیاس کیا تھا۔

''مگر دادا ابا دونوں اتنے مجبور ہیں اور پھر فیملی کی طرف سے بھی کوئی پرابلم نہیں ہے تو یہ جھوٹ کس مصلحت کے تحت بولا گیا ہوگا؟'' وہ سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔

''عالیہ بیٹا، مصلحتوں کے دائرے لامحدود ہوتے ہیں۔رشتے اپنی مرضیات نہیں رکھتے، رشتوں کو مصلحتوں کے دائروں کو پابند ہونا پڑتا ہے چاہے رضا سے، خوشی سے یا پھر مرضی کے برخلاف مگر پابند ہونا پڑتا ہے۔اب دائروں میں منقسم رشتے اپنے وجود کو کیسے برقرار رکھتے ہیں، دائروں کو اس سے سروکار نہیں ہوتا۔مگر رشتے اپنی بقا کی جنگ لڑتے ہیں اور ان دائروں کو توڑتے ہیں اور اپنی اصل حالت میں واپس آ کر اپنی باقیات کے ساتھ خواص برقرار رکھتے ہیں۔ان مصلحتوں کو دیر یا بدیر ختم ہونا ہوتا ہے۔یہ پابندیاں وقتی ہیں۔'' دادا ابا موثر انداز میں بولے تھے۔عالیہ کی سمجھ میں وقتی طور پر ان کی بات نہیں آئی تھی تبھی الجھ کر بولی تھی۔

''آپ کو لگتا ہے ان کا نکاح ہوا ہے؟''

''دیکھو بیٹا چیزوں کو دیکھنے کی ہماری پرسیپشن ہماری اپنی ہوتی ہے۔جس زاویئے سے تم دیکھ رہی ہو وہ زاویہ تمہیں تمہارا منتخب وژن دے رہا ہے۔ایسا ہی میرے ساتھ ہے مگر مجھے اپنے Perception سے چیزوں کو دیکھنے کی سعی نہیں کرنا۔مجھے اس Perception کو ان دونوں کی پرسیپشن سے ملانا ہے اور پھر کوئی نتیجہ اخذ کرنا ہے۔فوری طور پر میں کوئی قیاس نہیں کر سکتا مگر دونوں

کے درمیان بقول تمہارے کچھ کیمسٹری تو دکھائی دیتی ہے۔ابان کے لہجے میں اس کے لئے جو فکرمندی ہے، کیئر ہے، وہ معمولی نہیں ہے۔ اسی طرح اتباع جو گریز ظاہر کرنا چاہتی ہے اس میں وہ مکمل کامیاب دکھائی دینے میں ناکام ہے۔ دونوں عجیب الجھنوں میں گھرے ہیں۔ رشتہ دونوں کو کس طور باندھے ہوئے ہے اس کا اندازہ نہیں ہو پایا مگر کچھ ہے۔" دادا ابا کا مشاہدہ دوربینی اور چیزوں کو سمجھنے کی صلاحیت اور تجربہ عالیہ سے بہت زیادہ تھا سو اسے خوشی ہوئی تھی۔ دادا ابا بھی اس بات کا قیاس کر رہے تھے یعنی وہ غلط نہیں تھی۔

"دادا ابا اگر آپ کو بھی یہ لگتا ہے تو پھر کوئی سچ ضرور ہے جس کا سامنے آنا ضروری ہے۔ مصلحتاً ہی نہیں ابان بھائی اور اتباع بھابھی کچھ چھپا ضرور رہے ہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔

"شاید..... مگر فی الحال اس کا تعین کرنا مشکل ہے سو قیاس آرائیں نہیں ہو سکتیں۔" دادا ابا حتمی انداز میں بولے تھے اور وہ سر ہلانے لگی تھی۔

"جی دادا ابا..... ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔"

"اچھا سنو بیٹا، گھر میں فی الحال کوئی بات مت کرنا نمرہ کو بتانا۔ تم ذوالفقار کے مزاج سے واقف ہو، رائی کا پہاڑ کھڑا کرنا خوب آتا ہے اسے، تمہاری دادی پر گیا ہے۔" وہ مسکرائے تھے۔ عالیہ بھی مسکرا دی تھی۔

"دادا ابا، آپ اس کی فکر نہ کریں۔ یہ بات آپ کے اور میرے درمیان رہے گی۔" وہ دادا کو تسلی دے رہی تھی۔

دادا ابا مسکرا دیے تھے اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور چلتی ہوئی اس کے پاس آن رکی تھی۔

وہ پورے انہماک سے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جمائے شاید کوئی ضروری کام کر رہا تھا۔ اتباع کے قریب آ کر کھڑے ہونے پر بھی، اس کی موجودگی کو محسوس کرنے کے باوجود نہ تو سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا نہ ہی مطلق توجہ دی تھی۔

اتباع خاموش کھڑی اسے چند ثانیوں تک دیکھتی رہی تھی پھر بولی تھی۔

"آپ حیران ہونگے، آپ کے کہنے کے باوجود میں یہاں سے کیوں گئی۔" کہہ اس کی توجہ پانے کو دیکھا تھا۔

مگر ابان شگری کی طرف سے کوئی فوری رسپانس نہیں آیا تھا۔

"آپ میری بات توجہ سے سن سکتے ہیں؟" وہ توجہ نا کر برہم ہوئی تھی۔

"آپ کو توجہ اپنی طرف باندھنے کا جنوں کیوں ہے یا آپ چاہتی ہیں میں اس چہرے کے علاوہ کوئی منظر نہیں دیکھوں؟" وہ اسکرین سے نظریں ہٹائے بنا بولا تھا۔

"سنا کانوں سے جاتا ہے، آنکھوں سے نہیں یا پھر ایسا کچھ ہے جو آپ چاہتی ہیں میں آنکھوں سے سنوں؟" وہ لہجہ بغاوت والا

تھا، دھیما مگر پر اثر، اپنے اندر اپنے معنی لئے۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ چیزوں کو اپنے معنی دینے کے عادی ہیں۔" وہ تنک کر کہتی ہوئی یکدم پلٹی تھی مگر اچانک رک جانا پڑا تھا۔ اس کے دوپٹے کا کونا کہیں الجھ گیا تھا یا کسی نے تھام لیا تھا۔ وہ پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔ اس کا دوپٹہ لیپ ٹاپ کی سکرین کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھا اور کناروں کی لیس کہیں کسی اسکرین کے کنارے سے الجھ کر رہ گئی تھی۔

ابان شگری الجھ کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ نگاہ میں برہمی تھی۔

اتباع نا چاہتے ہوئے اس بن بلائی مصیبت کا باعث بنی تھی۔ وہ اس کی سخت سست سننا نہیں چاہتی تھی یا دانستہ طور پر اس کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ فوراً جھک کر اسکرین سے اپنا دوپٹہ نکالنا چاہا تھا۔ جھکاؤ کے باعث اس کے دراز سلجھے ہوئے بال ابان شگری کے چہرے سے الجھنے لگ گئے تھے۔

ابان شگری کوئی احساس فوری طور پر ظاہر کئے آنکھیں میچ گیا تھا۔ اگر غصہ تھا تو وہ دبا رہا تھا یقیناً اور اگر کوئی اور احساس تھا وہ دکھائی دینے سے عاری تھا۔ اس کا چہرہ نہ سمجھ میں آنے والی کتاب تھا اس لمحے اور اتباع منصور کو سرے سے اس کا اندازہ ہی نہیں تھا وہ دوپٹے کے کنارے کی لیس کو لیپ ٹاپ کی اسکرین کے کنارے سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی جب یکدم اس کا ہاتھ ابان شگری کی مضبوط گرفت میں آیا تھا۔ شاید اس کے پاس اسے احساس دلانے کا بہترین حل یہی تھا۔

اتباع نے الجھے دوپٹے سے ہاتھ روک اس کی طرف نگاہ کی تھی تبھی اندازہ ہوا تھا کہ اس کے گھنے بال کس طرح ابان شگری کے چہرے سے ٹکرا رہے تھے اور وہ اس شخص کے کتنے قریب تھی، اس ایک سوچ نے تمام وجود میں طلاطم مچا دیا تھا۔ اتباع نے فوراً بوکھلاہٹ میں بالوں کو پیچھے ہٹایا تھا تبھی اس قربت کا اندازہ ہوا تھا جو اس لمحے نے ان کے درمیان کری ایٹ کر دی تھی۔

ابان شگری اسے آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا، پوری توجہ اس پر تھی۔ وہ خجل سی ہو کر نگاہ ہٹاتے ہوئے سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی تھی مگر دوپٹہ جوں کا توں اسکرن کے کنارے سے اٹکا رہا تھا اور ابان شگری کی نگاہیں اس کے چہرے سے الجھی رہی تھیں۔ ان تمام کے ہونے کے ساتھ اس کا ہاتھ بھی بدستور اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ فوری طور پر وہاں سے بھاگ نہیں سکی تھی۔

ابان شگری نے اس کے چہرے کو بغور تکتے ہوئے، بنا ایک لمحہ کو وہ توجہ ہٹائے ہاتھ بڑھا کر لیپ ٹاپ کی اسکرین کے کنارے سے اس کا الجھا ہوا دوپٹہ نکال کر آزاد کیا تھا مگر فوری طور پر دونوں اس لمحے کی قید سے پھر بھی آزاد نہیں ہوئے تھے۔

"یہی توجہ چاہتی تھیں آپ؟" وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور اس کی طرف دیکھ نہیں سکی تھی۔

"ہنر آتا ہے آپ کو تمام کی تمام توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کا۔ طریقے جانتی ہیں آپ پوری توجہ اپنی طرف کھینچنے کے۔ سارے کمال آتے ہیں مگر ان سارے کمالات میں ایک عنصر جو نایاب ہے، کچھ موجود ہے مگر کچھ ناموجود ہے اور اس نایاب ہونے والے واقعے کو

محبت کہتے ہیں۔اسی کی ناموجودگی کھٹکتی ہے نا آپ کو؟'' وہ بغور دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔اتباع نے اس کی سمت دیکھا تھا۔انداز سرسری تھا، کچھ الجھن لئے۔وہ اس کی گرفت سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتی ہوئی نگاہ پھیر گئی تھی۔

''میری سمجھ میں آپ نہیں آتے نا آپ کی باتیں آتی ہیں۔خوش فہمیوں کی حد ہوتی ہے۔کچھ بھی سوچنے سے کچھ بھی نہیں ہو جاتا۔ واقعات کے تسلسل کو ایک دوسرے سے جوڑ کر کسی ناوقوع پذیر ہونے والی حقیقت کے شواہد ڈھونڈنا بے وقوفی ہو سکتی ہے اور یقیناً آپ اتنے بے وقوف نہیں ہونگے؟'' وہ ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی سعی کرتی ہوئی بولی تھی مگر ابان شگری نے اس کے ہاتھ کو اس مضبوط گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔

''کوئی نگاہ توجہ کی مطلوب ہے، سارے اسلوب آزماتی ہے اور پھر توجہ پا کر یکدم اجنبی بن جاتی ہے۔اس کے معنی کیا نکلتے ہیں؟'' وہ اس کے چہرے کو بغور تکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

وہ اس کی سمت حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ابان شگری نے اسی لمحے اسے اپنے قریب رکھے صوفے پر بٹھایا تھا۔ذرا سی جنبش سے وہ اس صوفے پر ڈھیر تھی۔سنبھل کر بر ہمی سے دیکھا تھا اس شخص کو مگر اس چہرے پر اطمینان ہنوز برقرار تھا جیسے اسے کچھ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

''آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ہاتھ چھوڑیئے میرا۔'' وہ غصے سے بولی تھی۔

''توجہ آپ کو درکار تھی، قریب آپ آئی تھیں۔اب یہ تیوریاں؟'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔اس کی نگاہیں اتباع منصور کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھیں۔اتباع نے پر اعتمادی سے اسے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا اور الجھ کر بولی تھی۔

''آپ سمجھ میں آنے والی چیز نہیں ہیں۔میری توقع کے برخلاف جاتے ہیں آپ۔علاج کروائیے اپنا۔'' وہ تنک کر بولی تھی۔وہ جیسے محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔ان لبوں کے کناروں پر ایک تبسم پھیلا تھا اور پھر غائب ہوا تھا۔

''عجیب تو آپ بھی ہیں اتباع منصور۔پہلے ساری جان لگا کر توجہ ڈھونڈنے کے طریقے ڈھونڈتی ہیں اور جب وہ طریقے ہاتھ لگ جاتے ہیں اور توجہ مل جاتی ہے تو آپ ایک الجھن میں گھر جاتی ہیں۔اب کہیئے اس ناپید محبت کو ڈھونڈنے کے جتن کون کرتا ہے؟ اس غیر موجود محبت کو ڈھونڈنے کا قلق کسے ہے؟ اسے تلاش کرنے کے راستے کون بناتا ہے؟ لاحاصل بحث کون کرتا ہے؟ لفظوں کے معنی جانے بنا انہیں سچ ہونے کی کوششیں کون کرتا ہے؟ اس غیر موجود محبت کو اس مٹھی میں لینے کی خواہشیں کس کی ہیں؟ اور یہ کون ہے جو اتنا کچھ کرنے کی خواہش کرتے ہوئے جب سب ناممکن دیکھتا ہے تو سر پٹختے ہوئے الجھنوں میں گھر جاتا ہے؟ کون ہے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہانیاں سناتا ہے اور پھر ایک لمحے میں اجنبی بن جاتا ہے؟'' پوری توجہ سے اسے دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

لہجہ دھیما تھا۔

وہ سمجھ نہیں پائی تھی...... مگر کچھ تھا اس لمحے میں...... وہ ساکت بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔وہ کوئی فسوں تھا یا جادو...... یا کوئی نا سمجھ میں

آنے والا احساس......فوری طور پر وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اس نگاہ میں بغور جھانک رہی تھی اور وہ نگاہ جیسے اسے اپنے ساتھ باندھ چکی تھی۔

"اس نگاہ کو شکایت ہے اتباع منصور...... التفات کی چاہ ہے۔تمہیں بس اتنا کہنا تھا جب پاس آؤ...... یہاں والے کے تذکروں کے بہانے ڈھونڈو تو یہ مت بھول جایا کرو کہ تمہاری آنکھیں پوری بات کہے بنا بھی آدھا سچ چپ چاپ کہہ جاتے ہیں اور اس آدھے سچ کو سننا اور خاموشی میں بھید جاننے کے جتن کوئی اور کرے، یہ ضروری نہیں۔تمہیں کہنا ہے تو باقی کا آدھا سچ بھی کہو یا پھر ان آنکھوں سے کہہ دو خاموشی میں اس آدھے سچ کہ کہنے کا طریق ترک کر دیں۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔

اتباع منصور اس کی سمت نہیں دیکھ سکی تھی۔نگاہ پھیر گئی تھی۔

"آپ ہاتھ چھوڑیئے...... مجھے کوئی بات نہیں کرنا آپ سے!" لہجہ دھیما تھا۔اسے اپنی آواز خود اجنبی لگ رہی تھی۔

ابان شگری کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیلی تھی اور معدوم ہوئی تھی۔اس نے وہ ہاتھ اپنی گرفت سے ہولے سے آزاد کر دیا تھا۔

"اگر چہ آپ کی وضاحتیں اور دلیلیں ہزار ہیں مگر اس بیانی اور لا بیانی میں جو تضاد ہے اس کی حقیقت آپ بھی جانتی ہیں اتباع منصور۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔

اس کا سیل فون بجا تھا۔اتباع نے صد شکر کیا تھا کہ اب وہ توجہ اس پر اس طور نہیں رہے گی مگر ابان شگری نے بجتے ہوئے فون کی طرف مطلق توجہ نہیں دی تھی۔اتباع کو الجھن ہو رہی تھی۔وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ جانا چاہتی تھی تبھی اس کی توجہ فون کی طرف مبذول کروائی تھی۔

"آپ کا فون......بج رہا ہے!" اس کی طرف دیکھتی ہوئی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔ابان شگری نے سنی ان سنی کر دی تھی جیسے سنا ہی نہ ہو۔

جس تواتر سے وہ اتباع منصور کی طرف دیکھ رہا تھا وہ انداز اسے حیرت میں مبتلا کر رہا تھا۔اگر وہ اسے صرف زچ کرنا چاہ رہا تھا تو وہ اس میں کامیاب رہا تھا۔اتباع منصور کو اپنا چہرہ اس کی نظروں کی تپش سے جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔اس کی پلکیں لرز رہی تھیں، جھپکنے کا تسلسل نہ ختم ہونے والا تھا۔

فون بج بج کر بند ہوا تھا...... اتباع منصور کی الجھنیں بڑھ رہی تھیں جیسے۔وہ یکدم اٹھی تھی۔ہاتھ بدستور ابان کی گرفت میں تھا۔

"پلیز......!" اس کا لہجہ ملتجی تھا۔وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھی۔آنکھیں اس کی سمت دیکھنے کی جیسے سکت نہیں رکھتی تھیں۔ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ایک لمحے میں جیسے ترس آ گیا تھا اسے۔بہت آہستگی سے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔

وہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کبھی کبھی رہائی اتنی مطلوب نہیں ہوتی، جتنا پری ٹینڈ کرنا ضروری ہوتا ہے!" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔وہ اٹھ کر اس کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔

اتباع نے اس کی طرف سے چہرہ پھیر لیا تھا۔وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔وہ وہاں سے فوری طور پر کیوں ہٹ نہیں پائی تھی اگر چہ وہ اس لمحے کے لئے تگ و دو کر رہی تھی جب وہ اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرے اور وہ فوراً اپنی راہ لے مگر اب جیسے قدم زمین سے بندھ گئے تھے۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا،نظریں پر اشتیاق تھیں،نگاہ میں شوق تھا۔
اتباع منصور اس کی طرف دیکھ نہیں پائی تھی۔

”جب کہا جاتا ہے آپ آزاد ہیں تو آپ خوش کیوں نہیں ہوتیں؟ جب قید اتنی ناگوار گزرتی ہے تو رہائی پر تو خوشی دیدنی ہونی چاہئے؟“ وہ شکوہ کر رہا تھا۔وہ کچھ نہیں بولی تھی تبھی وہ ملامت سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

”اچھا کیا کہنے آئی تھیں آپ؟ کہئے میں سن رہا ہوں!“ وہ پوری جان سے متوجہ ہوا تھا۔انداز میں نرمی تھی،انداز دوستانہ تھا جیسے وہ اسے مزید زچ کرنا نہ چاہتا ہو مگر جانے کیا ہوا تھا اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا اور دوسرے ہی پل مڑ کر چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

”یہ تم کس خوشی میں اتنا خوش دکھائی دے رہی ہو؟ آپ کے بھائی صاحب کی شادی کا معمہ کنفرڈ ہو گیا کیا؟“ آلیان نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا۔

وہ مسکرائی تھی۔

”دادا ابا کو بھی یہی لگتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی رشتہ ہے سو آئی واز ناٹ رونگ!“ کافی کے سپ لیتی وہ مسرور دکھائی دی تھی۔

”بہت بری بات ہے تم نے نانا کو بھی انوالو کر لیا۔اب سوچو اگر یہ سچ نہیں ہوا تو کتنا برا ہو گا نا!اتنے بڑے رشتے کو بچوں والے کھیل میں انوالو کرنے کی کوئی تک نہیں بنتی تھی۔“ آلیان افسوس کر رہا تھا۔وہ منہ تک لے جاتے کافی کا کپ روک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

”مجھے ایسے برا فیل مت کرواؤ آلیان......وہ بھائی ہیں میرے۔ابان بھائی کی زندگی سے ہم کٹ کر نہیں رہ سکتے۔جو بھی ہو مجھے اپنے بھائی سے پیار ہے اور یہ فطری ہے،ہم اپنے بلڈ ون سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔حالات پھر چاہے کیسے بھی ہوں۔“ وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

”میں کٹ کر رہنے کی بات نہیں کر رہا عالیہ مگر کوئی اگر اپنی زندگی کے کسی حصے کو مخفی رکھنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی حق نہیں بنتا ہم اسے کھینچ کر دنیا کے سامنے لائیں اور پھر جتائیں کہ خون کا رشتہ ہے یا کوئی کنسرن ہے۔“ آلیان اپنے پوائنٹ آف ویو سے سمجھا رہا تھا۔وہ گلٹی فیل کرتی ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

”اوہ پلیز آلیان۔مجھے ایسے گلٹی فیل تو مت کرواؤ جیسے میں نے کسی کا قتل کر دیا ہو۔ابان بھائی اس گھر سے چلے گئے ہیں مگر اب اتنے اجنبی یا غیر نہیں ہوئے کہ ہم ان سے سارے ناطے توڑ لیں۔“ وہ اپنا پرسپشن رکھتی ہے جیسے۔

وہ ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

”آل رائٹ۔ٹھیک ہے۔اب تو یوں بھی نانا ابا آگئے ہیں،وہ سنبھال لیں گے معاملات کو۔تیر کمان سے نکل چکا ہے،اب کچھ ہو نہیں سکتا۔مگر سوچ لو جو بھی ہوا الزام تم پر آئے گا۔ابان کا غصہ تم جانتی ہو۔وہ دیکھنے میں پرسکون سمندر ہے مگر یہ سمندر کب پرشور بدھ لہروں سے

گھر جائے اور کب وہ لہریں طوفان اٹھا دیں تم نہیں اخذ کر سکتیں۔" آلیان مسکرایا تھا۔

"وہ میرے بھائی ہیں، ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ مجھ پر غصہ نہیں آسکتا انہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔ آلیان اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ لان کے بینچ پر اکیلی بیٹھی تھی۔ جب کوئی چلتا ہوا آ کر اس کے پاس رکا تھا۔ اتباع منصور نے چونک کر سر اٹھا کر اس آنے والے کو دیکھا تھا۔ وہ حیرت سے ششدر نظر لئے دیکھتی رہ گئی تھی۔

اس کے سامنے ابان ذوالفقار شگری کھڑا تھا۔ ہاتھوں میں دو کپ کافی تھامے اسے بغور دیکھتا ہوا۔

وہ شخص جو نوکروں کی ایک فوج رکھتا تھا اور خود شہزادوں جیسی آن بان والی لائف گزارنے کا عادی تھا وہ اس لمحے اس کے سامنے کافی کے دو کپ لئے کھڑا تھا۔ وہ حیران نہ ہوتی تو یہ عجیب ہوتا۔ یہ ٹھیک تھا وہ زیادہ نہیں جانتی تھی اسے مگر جتنا بھی ان دنوں میں جان پائی تھی وہ یہ بتانے کو کافی تھا کہ اس کا لائف سٹائل کیا ہے یا وہ کیسا مزاج رکھتا ہے۔ وہ ایک خاص تمکنت رکھتا تھا۔ ایک چارم تھا اس کی شخصیت میں اور اس کی پرسنالٹی کے ساتھ نہیں اخذ کیا جاسکتا تھا کہ وہ کبھی کسی کے سامنے دو کپ کافی لے کر اس طرح کھڑا ہوگا۔

اتباع منصور کو فی الحال سمجھ نہیں آیا تھا کیا کرے، کیسے ری ایکٹ کرے۔ آیا ہاتھ بڑھا کر وہ کافی کا کپ تھامے یا ہاتھ روکے بیٹھی رہے۔

ابان شگری نے کافی کا کپ اس کی بڑھایا تھا۔ اتباع کے لئے کافی تھامنا ناگزیر ہوگیا تھا۔ وہ کافی تھما کر لمحہ بھر کو کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا پھر اس کے برابر بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ اتباع خاموشی سے دھیان اس کی طرف سے پھیر گئی تھی۔ کافی کا کپ اس کے ہاتھ میں جوں کا توں موجود تھا۔ شاید وہ اتنے التفات اور کرم پر حیرت سے گنگ تھی۔

وہ سمجھ نہیں پائی تھی یا کیا تھا۔ کیا وہ کوئی ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا یا کچھ اور...... یا پھر اس کے دماغ میں اب کوئی نیا جال بنا جا رہا تھا...... یا کوئی نئی سازش...... وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ اس کی طرف سے مدعا بیان کئے جانے کا ویٹ کر رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"یو ہیو ٹو ٹیسٹ کافی...... مجھے بتاؤ کیسی بنی ہے؟ بہت عرصے بعد بنائی ہے۔ انگلینڈ میں تھا جب بناتا تھا۔" وہ اپنے پرانے دنوں کا ذکر کر رہا تھا، انداز سرسری تھا، لگ نہیں رہا تھا وہ اس سے کوئی سیریس میٹر ڈسکس کرنا آیا ہے مگر اس کا قیاس بھی ہو سکتا تھا۔ وہ شخص Unpredictable تھا۔ وہ اس کے بارے میں کوئی قیاس کر کے اوندھے منہ گرنا نہیں چاہتی تھی تبھی سر جھکا کر چپ چاپ کافی کا سپ لیا تھا۔ وہ منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایسی کوئی دوستی نہیں تھی درمیان...... نہ کوئی دوستانہ ماحول تھا۔ اس نے دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔ ابان شگری کو یہی غنیمت لگا تھا جیسے۔ وہ مطمئن دکھائی دیا تھا کہ اس نے کافی اچھی بنائی ہے۔

"یو وانٹ ٹو ٹاک اباؤٹ سم تھنگ؟" وہ اس کی سمت پوری توجہ سے دیکھتا ہوا پوچھنے لگا تھا اور وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ اتنے چھوٹے معاملات اس کی توجہ اتنی کیوں کھینچ رہے تھے اور معاملات بھی وہ جو اتباع منصور سے وابستہ تھے۔

"سے.....کہو.....کیا کہنا تھا!" اسے خاموش دیکھ کر وہ بولا تھا مگر اتباع منصور اس کی سمت خاموشی سے دیکھتی ہوئی سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"میں ایکچوئیلی بھول گئی کہ کیا بات کرنا تھی۔ جب یاد آئے گا تو کہہ دوں گی۔" وہ آہستگی سے بولی تھی اور کافی کا سپ لینے لگی تھی۔

کافی اتنی بری نہیں تھی، کچھ اسٹرونگ تھی مگر وہ اتنی اسٹریسڈ تھی وہ اسٹرونگ کافی کچھ بھلی لگ رہی تھی۔ وہ ابان کی طرف بالکل متوجہ نہیں تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"اتنی کمزور یاداشت لگتی نہیں آپ کی، ضرور تھوڑا بہت...... کچھ تو یاد ہوگا۔" وہ جیسے یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"آپ کو ہمیشہ میرے ساتھ اختلاف کیوں ہوتا ہے؟" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔ وہ خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا تھا پھر آہستگی سے بولا تھا۔

"نہیں، مجھے آپ سے کوئی اختلافات نہیں ہیں، میں جن لوگوں کو جانتا نہیں ہوں انکے بارے میں نا تو کوئی رائے اخذ کرتا ہوں نا ہی قیاس۔"

"آپ غلط کہہ رہے ہیں، آپ نے میرے بارے میں رائے بنائی ہے۔ آپ مجھے کوئی سازش کرنے والا سمجھتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک تھا؟ ایسا روا رکھنا؟" وہ اعتماد سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی پوچھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا پھر اچانک خاموش ہو کر کافی کا سپ لینے لگا تھا۔

"میں نے ریسرچ کی تھی......اور......!"

"کیا آپ کی انوسٹی گیشن یہ بتاتی ہے کہ میں مجرم ہوں؟" وہ جیسے آج سارے حساب بے باق کر دینے کو تیار بیٹھی تھی۔ وہ مسلسل اسے لاجواب کر رہی تھی۔ وہ ابان شگری جو باتوں میں کسی کو سننے کا عادی نہ تھا جو اپنے آگے کسی کو چلنے نہیں دیتا تھا، وہ اس کی سن رہا تھا...... چپ چاپ......خاموشی سے اتباع کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں مجرم نہیں تھی......آئی نو...... آپ کی انوسٹی گیشن یہ پروو نہیں کر پائی تھی مگر آپ مجھ پر مسلسل الزام لگاتے آئے تھے۔ مجھے یہ کھیل سمجھ نہیں آرہا تھا، کہیں کچھ تھا جو چھپا ہوا تھا جسے تاحال میں جان نہیں پائی ہوں۔ آپ مجھ پر شک کرتے رہے اور پھر اتنی آسانی سے جانے کا کہہ دیا۔ یہ سب کیا ہے؟ اس کی وضاحت آپ شاید نہیں دینا چاہتے مگر میں جاننا چاہتی تھی...... آپ نے مجھے یہاں رکھ کر...... الزام لگا کر ایک ذہنی عذاب میں مبتلا رکھا ہے اور اس کیفیت سے گزرتے ہوئے مجھ پر کیا گزری ہے آپ کو اس کو جاننے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں آپ سے کوئی امید نہیں رکھتی نا کوئی اچھائی ایکسپیکٹ کرتی ہوں مگر ایٹ لیسٹ یو شڈ سے۔ ایک اخلاقی فرض بنتا ہے آپ کا۔" وہ تھک کر رکی تھی مگر ابان شگری نے اس کی بات میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی نا کچھ بولا تھا۔ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ اتباع منصور گہرے درد سے گزرتی دکھائی دی تھی۔ ان دنوں کا تمام کرب اس کے چہرے اور ان آنکھوں میں دکھائی دیا تھا۔

ان آنکھوں میں نمکین سمندر آن رکے تھے۔ وہ انہیں خاموشی سے اپنے اندر مدغم کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ شاید اسے کمزور

پڑنا اچھا نہیں لگتا تھا یا پھر وہ اس شخص کے سامنے تو قطعی کمزور پڑنا یا دکھائی دینا نہیں چاہتی تھی۔وہ اس کے آگے بولنے کا منتظر تھا اور اسی لئے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" کتنے دن میں اس قید میں رہی تھی...... وہ ذہنی کرب...... بابا کی موت۔پھر اس وحشی شخص کا مجھ پر شادی کا دباؤ...... میں نہیں جانتی تھی پراپرٹی، روپیہ پیسہ ایسے عذاب بن سکتا ہے جان کا! میرے بابا کو جان سے مار دیا گیا۔وہ اپنی طبعی موت نہیں مرے، اس نے ایک جال بچھایا تھا۔بزنس پارٹنر بن کر ملا تھا بابا کو اور بابا نے اس پر اعتبار کرلیا۔بس یہی غلط کیا بابا نے...... انہیں اشعر ملک پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے تھا۔اس شخص پر اعتبار کرنا ان کی موت کی وجہ بنا اور پھر جب اشعر ملک کو پتہ چلا کہ تمام جائیداد کی وارث میں ہوں تو وہ میرے پیچھے پڑ گیا۔ اس نے زبردستی منگنی کی انگوٹھی میری انگلی میں پہنائی اور پھر جب میں نے بابا کے lawyer کو تمام سچائی بتا کر ان سے مدد چاہی تو اس نے اٹھا کر مجھے قید کر دیا اور پھر زبردستی شادی کی تیاری شروع کر دی۔اس قید نے میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی تھی۔آئی نو آپ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا نا آپ اس پر اعتبار کریں گے اور مجھے آپ کو قائل کرنا بھی نہیں۔" وہ رکی تھی۔اس کی آنکھوں سے رکے ہوئے آنسو جیسے باڑ پھلانگ کر باہر نکلے تھے۔وہ اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

وہ چپ چاپ اسے دیکھ رہا تھا۔

" آپ نے کیا جانا، کیا نہیں، مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔کوئی سچائی آپ کے سامنے آئی بھی ہے کہ نہیں، میں اس کو جاننے میں بھی کوئی انٹرسٹ نہیں رکھتی، مجھے کچھ نہیں جاننا...... آپ نے اس ذہنی کرب اور اذیت کو اور بڑھا دیا ہے۔میں ایک قید سے نکلی تھی بچ کر...... اور آپ نے مجھے ایک اور قید کا اسیر کرلیا۔آپ ایسا کرنے میں واجب نہیں تھے۔میں ذہنی سکون کو ترس گئی تھی اور آپ کے اقدام نے مجھے مزید اذیت میں مبتلا کیا...... اگر چہ یہ قید اس قید سے بری نہیں تھی...... آپ بہت اچھے نہ سہی مگر اس گھر میں بہت محفوظ رہی میں...... آپ کا شکریہ ادا کرنا حق بنتا ہے اس کے لئے۔آپ کو دیکھ کر جانے کیوں لگتا تھا آپ سیاہی میں چھپا کوئی عکس ہیں، بہت عجیب اور انوکھے مگر میں آپ سے اتنی اچھائی کی امید قطعاً نہیں رکھی تھی جو آپ نے کی۔مجرم بنا کر ہی سہی، آپ نے مجھے اس گھر کی محفوظ پناہ میں رکھا۔اس چار دیواری نے مجھے کچھ اذیت دی مگر احساس تحفظ بھی دیا۔لیکن میں اس قید میں ڈر گئی تھی۔مجھے یقین نہیں تھا آپ اتنی جلدی رہا کر دیں گے اور اسی بات نے مجھے حیرت میں مبتلا کیا...... میں جاننا چاہتی تھی یہ کیونکر ہوا۔" ابان شگری کی سمت تکتے ہوئے وہ بولی تھی۔وہ خاموشی سے دیکھتا رہا تھا پھر نگاہ بدل گیا تھا اور گہری سانس خارج کرتا ہوا بولا تھا۔

" کچھ عشق ہو گیا آپ کو...... خلل تھا دماغ کا...... دیوانگی بڑھنے لگی تھی آپ کی سو مجھے ترس آ گیا...... نہیں چاہتا تھا آپ اس طرح مزید قید میں رہیں سو رہائی دینے کی ٹھان لی۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا اور وہ اسے چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

" آپ کی فضول بولنے کی عادت ہے؟" وہ بے یقینی سے کہہ رہی تھی۔انداز میں کہیں زیادہ حیرت تھی۔وہ بغور دیکھ رہا تھا اسے۔

" مان لو شیرنی...... یہی سچ تھا...... اور یہی سچ ہے!" ایک نام اسے دیتے ہوئے وہ آہستگی سے بولا تھا اور وہ حیرت سے دو چند آنکھیں لئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ فضول کی کہانیاں گھڑنے سے پرہیز کریں۔ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔آپ سے عشق ؟ آپ سمجھتے ہیں اتنا دماغ خراب ہے میرا؟ خوش فہمیوں میں رہنے کی عادت ہے آپ کی۔"وہ پُر اعتمادی سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ اثبات میں ہلانے لگا تھا۔

"سچ یہی ہے شیرنی......آپ کو دکھائی نہ دے،سنائی نہ دے تو اس میں غلطی کسی اور کی نہیں......آپ کو خود نہیں پتہ آپ کی آنکھیں کیا کہتی ہیں؟"وہ پُر سکون انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ یکدم پلٹ کر پیچھے لگے گلاس وِنڈو میں خود کو دیکھنے لگی تھی۔یہ کچھ حماقت تھی......مگر بہت سے ساختہ سرزد ہونے والی حماقتوں میں سے ایک تھی۔وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ اپنے عکس کو آئینے میں دیکھ جیسے یقین کرنے کے جتن کر رہی تھی تبھی ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے اتباع منصور کے چہرے کا رخ آہستگی سے اپنی طرف پھیرا تھا۔وہ حیرت سے پُر آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آئینہ وہاں نہیں،یہاں ہے شیرنی......اگر دیکھنا ہے تو اس آئینے میں اپنا عکس دیکھو۔"وہ اپنی آنکھوں کی طرف اس کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے بولا تھا۔اتباع منصور کی حیرت کچھ دو چند ہو گئی تھی۔

یہ تخاطب......یہ توجہ کا عالم......اس کے لئے پھر ایک چونکا دینے والی کیفیت تھی۔

وہ ابان شگری تھا ازلی ہٹ دھرم،نہ سننے والا،نہ سمجھنے والا،بس خود کی سننے والا،عجیب ڈھنگ سے بولنے والا اور خود کی گھڑی کہانیاں سنانے والا۔

اتباع منصور کو اس کی طرف سے نگاہ پھیر لینا پڑی تھی۔

"فضول باتیں کرتے ہیں آپ......بے تکے انسان ہیں آپ،وہ الزام صادر کرتی ہوئی بولی تھی۔وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"مان لیا،then؟ پھر کیا؟ وہاٹ ایلز؟"وہ جیسے سر تسلیم خم کر رہا تھا بنا اختلاف کئے۔اور وہ جانتی تھی وہ عجیب قسم کی حرکتیں کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تبھی اٹھنے لگی تھی مگر ابان شگری نے اس کے ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ دیا تھا۔وہ چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی،انداز میں غصہ تھا مگر وہ سکون سے بولا تھا۔

"اور بھی کہئے جو دل میں ہے! آج آپ کو اجازت ہے جو دل میں ہے کہہ لیجئے۔"

نوازشوں کی انتہا تھی۔وہ اسے حیرتوں میں مائل کر رہا تھا۔

وہ خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔بنا کچھ کہے۔

☆ ☆ ☆

شعر ملک شیر کو شکار پر جھپٹتے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"شکار سامنے نظر آجائے تو انتظار کرنا دشوار ہو جاتا ہے نا انور......!"وہ جیسے اس سچویشن سے محظوظ ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔انور نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"حکم کریں ملک صاحب، جا کر ابھی اس لڑکی کو اٹھا کر لے آئیں یا آپ ک قدموں میں ابان ذوالفقار شگری کا سر قلم کر کے رکھ دیں؟" انور جیسے بہت وفادار تھا مالک کا مگر وہ ہنسنے لگا تھا۔

تم آئے ہو نا شب انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سو بار بار گزری ہے

وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"کریں گے حساب کتاب بھی انور، کچھ وقت تو گزرنے دے۔ فی الحال تو لطف آنے لگا ہے، کھیل اصل میں شروع ہی اب ہوا ہے، چلنے دے کچھ اور...... پھر تو سب ختم ہونا ہے ہے آخر...... تم جانتے ہو نا جہاں اشعر ملک ک قدم پڑتے ہیں وہ زمین کانپ جاتی ہے کیونکہ زمین کو خبر ہوتی ہے اب وہ ہماری میراث بن گئی ہے۔ اشعر ملک فاتح ہے...... ہارنا سیکھا نہیں...... انجام تو ہونا ہے اس کہانی کا...... تھوڑا لطف تو اور لینے دو......" وہ مسکراتا ہوا شیر کو شکار کھاتے دیکھ رہا تھا۔ شیر پنجرے کے اس طرف چیر پھاڑ کر رہا تھا معصوم جانور کا گوشت کھا رہا تھا۔

"دشمن کو وقت دینا مناسب نہیں ہوتا ملک صاحب، دشمن چوکنا ہو جاتا ہے۔" ایک ملازم نے مشورہ دیا تھا۔ اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

آشنا ہیں تیرے قدموں سے وہ راہیں جن پر
اس کی مدہوش جوانی نے عنایت کی ہے
کارواں گزرے ہیں جن سے رعنائی کے
جس کی آنکھوں نے بے سود عبادت کی ہے

"حسن اور دو آتشہ ہو جاتا ہے جب وہ خوف میں مبتلا ہو...... میں ملوں تو اس چہرے پر کچھ اور خوف دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں ابان شگری اسے مجھ سے چھپا کر اور دن نہیں رکھ سکتا، وہ شخص بھی اتنی سیدھی شے نہیں ہے۔ اگر اس نے اتباع منصور کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے تو اس کی بھی ضرور کوئی وجہ رہی ہوگی۔ بنا وجہ کے وہ کچھ نہیں کرتا۔ اس کا اٹھنے والا ہر قدم کسی مقصد سے اٹھتا ہے۔" وہ پر سوچ انداز میں کہتا ہوا پلٹ کر گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس کے ماتحت اس کی تقلید کرنے لگے تھے۔

"ابان شگری شاطر ہے ملک صاحب، اسے مزید وقت دینا حماقت ہو سکتی ہے۔" انور قائل کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اشعر ملک نے رک کر، پلٹ کر اس کو گریبان سے تھاما تھا، انداز جنونی تھا۔ انور خود حیران رہ گیا تھا۔ وہ اپنی وفاداری ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کوشش آڑے آگئی تھی۔ اس کا برا وقت چل رہا تھا شاید۔ اشعر ملک نے ایک جھٹکا دے کر اسے چھوڑا تھا۔

"معافی ملک صاحب، کچھ غلط کہہ دیا تو...... نمک کھایا ہے آپ کا ملک صاحب...... وفادار مروں گا۔" وہ سر جھکا کر بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

یہ بازی عش کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا ہارے بھی تو بازی مات نہیں

"بات تیری سمجھ میں نہیں آئے گی انور...... ایک بار کہتا ہوں تو غور سے سنا کر...... بات کو بنا بات بڑھایا مت کر...... کہا نا ابھی کھیل چلنے دے۔ کیا لگتا ہے تجھے؟ میرے لئے کیا ناممکن ہے؟ اگر چاہوں تو ابھی جا کر ابان شگری کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہوں مگر نہیں...... ابھی وقت نہیں آیا...... اوئے موقع کی نزاکت دیکھ کر چلنا چاہئے۔ بزنس مین ہوں، لندن میں چھبیس کمپنیاں ایویں نہیں چلا رہا۔ کیمرون یوں جھک کر سلام کرتا ہے۔ طاقت کا حصول کسے پسند نہیں؟ اور طاقت اور سلامیں...... لوگ جھکیں تو بڑا مزا آتا ہے۔ ابان شگری اور مجھ میں ایک بات کامن ہے، وہ بھی بزنس ٹائیکون ہے اور میں بھی...... اسے بھی جیت کا جنون ہے اور مجھے بھی...... اسے بھی لوگوں کو جھکانا اچھا لگتا ہے اور مجھے بھی...... اسے بھی طاقت کا جنون ہے اور مجھے بھی...... طاقت کے حصول کے لئے وہ بھی ہر راہ اپناتا ہے اور میں بھی...... مگر آخر میں ہم دونوں میں سے کسی ایک کو جیتنا ہے اور کسی ایک کو ہارنا...... ابھی کھیل چلنے دے کاکے...... بڑے حساب نکلتے ہیں اس شگری کی طرف...... بہت سے مقامات پر منہ کی کھائی ہے اور وہ فاتح دکھائی دیا ہے۔ یہ کوئی بزنس کنٹریکٹ نہیں ہے جو اسے مل جائے اور میں منہ دیکھتا رہ جاؤں۔ ایک ایک کر کے کئی حساب اب بے باک کر دیں گے...... وقت آنے دے۔ رہی بات اس لڑکی کو تو اسے تو ابھی حاصل کر سکتا ہوں مگر تو جانتا ہے چڑیا جتنی پنجرے میں پھڑپھڑاتی ہے ہمیں اور مزا آتا ہے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

درد اتنا ہے ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکون ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

انور اور باقی ملازمین اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔ وہ پلٹ کر چلتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی تھی۔

☆　☆　☆

"ابا کی اچانک آمد میری سمجھ میں نہیں آ رہی اور پھر یہاں آنے...... یا قیام کرنے کی بجائے شگری پیلس جانا...... کہیں کچھ رونگ ہے۔" ذوالفقار لیپ ٹاپ پر کوئی ضروری کام کرتے ہوئے یکدم بولے تھے اور نمرہ چونکی تھی۔

"میں نے دنیا میں کسی باپ کو بیٹے کی اتنی مخالفت کرتے نہیں دیکھا۔ آپ کو ابان سے کیا پرابلم ہے؟ ہمیشہ اسے ہی ٹارگٹ کیوں کرتے ہیں؟" وہ فطری ممتا سے بولی تھیں، انداز جذباتی تھا۔

"میں اس پر کوئی الزام نہیں لگا رہا مگر وہاں کوئی کھچڑی ضرور پک رہی ہے اور ابا اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔" ذوالفقار شگری اسکرین سے نگاہ ہٹائے بنا بولا تھا۔

"تھینک گاڈ، آپ کے ابا آپ جیسے نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ابان کو وہ ایک سپورٹ سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے جواب اس کے پاس موجود ہے۔" وہ تپ کر کہہ رہی تھیں۔

"تمہیں موقع چاہئے نمرہ بیٹے کی بے جا حمایت میں بولنے کا۔ بے جا پیار ٹھیک نہیں۔ تمہاری یہی ممتا تمہارے بیٹے کے گلے کا پھندا بن جائے گی۔" وہ غصے سے بولے تھے۔

''خدانہ کرے۔کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ اسے گھر سے نکال دیا،کوئی واسطہ نہیں جب اس کا آپ سے تو یہ اتنا غصہ کس بات پر؟ اس کی کامیابی دیکھی نہیں جاتی آپ سے..... محنت کر کے کما رہا ہے،کیا غلط ہے؟''

ذوالفقار شگری دیکھ کر رہ گئے تھے۔

''میں ابھی فون کر کے پوچھتی ہوں ابا سے،وہاں کیوں ہیں،یہاں آجائیں۔''وہ سیل فون اٹھا کر کال کرنے لگی تھی۔ذوالفقار شگری نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے فون لے لیا تھا۔

''ابا کو ان معاملات میں انوالومت کرو نمرہ......!''فون لے کر ایک طرف رکھا تھا۔

''وہی بات میں کر رہی ہوں۔ابا کو ان معاملات میں انوالومت کریں۔وہ سیدھے وہاں کیوں آئے ہیں اور بجائے یہاں رکنے کے وہاں کیوں قیام کیا ہے،اس سے آپ کو کوئی پرابلم نہیں ہونا چاہئے۔دادا ہیں وہ۔آپ نے تو تنہا چھوڑ دیا ابان کو۔وہ جب آپ کی اتنی غلطیاں معاف کر سکتے ہیں تو ابان تو آپ کی اولاد ہے۔اگر وہ آپ سے اس طور شفقت سے پیش آتے ہیں تو پھر ابان تو ان کی اولاد کی اولاد ہے۔''وہ شدید غصے میں جتا رہی تھیں۔

ذوالفقار شگری نے اٹھ کر جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا تھا اور نمرہ کی طرف بڑھایا تھا۔

نمرہ نے ہاتھ سے گلاس ہٹا دیا تھا۔ذوالفقار نے اسے کاندھے سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا تھا پھر پانی کا گلاس اس کی سمت بڑھایا تھا۔

''غصہ مت کرو نمرہ......اٹس ناٹ گڈ فار یور ہیلتھ۔''نمرہ نے اسکی جانب بنا دیکھے اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا تھا اور پانی پینے لگی تھی۔

ذوالفقار شگری خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

''اور پھر کہانی کہاں ختم ہوتی ہے؟ مدعا کیا ہے؟ یہ خاموشی تو یقیناوہ نہیں کہہ سکتی جو باتیں کہہ سکتی ہیں۔''ابان شگری نے شام کے اس پرسکون ماحول میں ایک ارتعاش کیا تھا۔اتباع منصور خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

''آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔بہت مشکل انسان ہیں آپ مگر مجھے ایک ضروری بات کہنا تھی......''وہ کہہ کر رکی تھی۔

ابان شگری اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ منتظر تھا سننے کو۔

اتباع کچھ لمحوں کو خاموش رہی تھی پھر قدرے توقف سے بولی تھی۔

''مجھے آپ کی مدد چاہئے۔اس مدد کے بنا میں یہاں سے نہیں جا سکتی۔میں نہیں جانتی آپ میری مدد کرنا چاہیں گے کہ نہیں لیکن اگر آپ اتنی اچھائی دکھا رہے ہیں تو آپ پر فرض ہو جاتا ہے میری مدد کرنا۔''وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''آپ کو نہیں لگتا میں اچھا ہوں؟ یا اتنا اچھا ہوں؟''وہ محظوظ ہوا تھا۔اتباع فوری طور پر کچھ نہیں بولی تھی وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''میں جو بھی کرتا ہوں کسی ستائش کے لئے نہیں کرتا نا مجھے اس سے سروکار ہے کہ کوئی مجھے اچھا یا برا سمجھتا ہے۔آپ مجھے نہیں

جاتیں...... جو بھی بیان دیں گی وہ غلط یا صحیح ہو سکتی ہے مگر مجھے اس سے فرق نہیں پڑے گا" وہ بے فکر انداز میں بولا تھا۔

"میں اپنی روش خود بناتا ہوں۔ دوسروں کی رائے کچھ معنی نہیں رکھتی میرے لئے لیکن سوچو شیرنی...... اگر میں اتنا برا ہوتا تو آپ کو مجھ سے محبت ہوتی؟" وہ اسے زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا جیسے۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔

"آپ سے محبت ایک سانحہ ہوگی یقیناً اور ابھی سانحے کا وقت نہیں آیا" وہ جتاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہ جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔ شاید اتباع منصور کی بات سے حد درجہ متاثر ہوا تھا یا محظوظ۔ اس کے مسکرانے پر اتباع حیران ہوئی تھی۔

"وہاٹس ناؤ؟" اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ پوچھنے لگا تھا۔ وہ سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

"آگاہ کر دیجئے گا جب ہوش کھونے لگیں" وہ مدھم لہجے میں بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا "محبت حد سے بڑھنے لگے تو جنون بن جاتی ہے اور رہا ہے جنوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا...... تعین کرنا بھی چاہیں گی تو ممکن نہیں ہوگا شیرنی...... حدود مقرر کرنا جنون میں ناممکن ہوتا ہے" وہ پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

"آپ مدد کریں گے؟" وہ بہت تھک کر مدعا بیان کرنے لگی تھی۔

"کیا مدد چاہئے آپ کو؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔

"وہاٹ یو وانٹ؟ شادی کرلوں آپ سے؟ دی وہاٹ یو وانٹ؟" وہ یہ سب کہتا ہوا اسے حیرتوں میں دھکیل گیا تھا۔

وہ ششدر سی اسے دیکھنے لگی تھی۔

"دماغ ٹھیک ہے آپ کا؟"

"شادی؟ بس یہی یا کچھ اور......؟" انداز فیصلہ کن تھا۔ وہ جیسے اس کی سنی ان سنی کر رہا تھا۔ اتباع منصور شاکڈ سی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ شخص سچ میں نا سمجھ میں آنے والا تھا...... اتباع منصور کو وہ بہت زیادہ کھسکا ہوا لگا تھا۔ ایک شادی سے بھاگ کر آئی تھی اور یہاں دوسری کی تیاری تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ بھیانک جال میں پھنسی تھی۔

۞

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ شخص مذاق کر رہا تھا یا واقعی سنجیدہ تھا۔ وہ بات کر کے اس کے چہرے کو دیکھ کر جائزہ لینا چاہتی تھی لیکن اگر وہ مذاق بھی کر رہا تھا تو یہ بھیانک تھا اور اگر یہ صرف ایک مشورہ یا آپشن بھی تھا تو سنگین ترین تھا۔ اس شخص کو وہ ایک لمحہ برداشت نہیں کر سکتی تھی بجا اسے تمام عمر کو جھیلنا! وہ اتنی پاگل یقیناً ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔

اس مسلسل سچوایشن سے دماغ قدرے تھکا ضرور تھا۔ وہ سستانا چاہتی تھی، تھکن تھی مگر یقیناً یہ فیصلہ بھیانک ہو سکتا تھا تبھی ابان شگری کی طرف دیکھ کر اس نے سر انکار میں ہلایا تھا اور بینچ پر قدرے دور کھسک گئی تھی۔ وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر اس کا ہاتھ ابان شگری کے بھاری ہاتھ کے نیچے دبا ہوا تھا اور وہ اس وزن کو فوری طور پر ہٹانے کی طاقت خود میں محسوس نہیں کرتی تھی۔

"ایک انتہائے شوق ہے، ایک جنون بھی ہے اور اس دبے دبے جنون میں کوئی مدھم سرگوشی بھی ہے۔ فی الحال سننے کا وقت نہیں اگر پہیلی بھی ہے تو سلجھانے پر فی الحال دل مائل نہیں۔

چلو سب وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جنوں کو کچھ اور بڑھنے دیتے ہیں۔ آخری حد تک......!" ابان شگری کا مدھم لہجہ جمے ہوئے برفیلے سمندر میں جیسے الاؤ دہکانے کو کافی تھا۔

اتباع منصور ساکت سی رہ گئی تھی۔

وہ نظریں اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔ ان نظروں کے مفہوم کیا تھے وہ جان نہیں پا رہی تھی مگر ایک تپش تھی جو ان آنکھوں سے نکل رہی تھی اور اس تپش کا دائرہ اسے اپنے اردگرد بنتا دکھائی دیا تھا۔

اور وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"میں دیکھنا چاہتا ہوں اس ایک آخری حد سے آگے کی دنیا کیا ہے۔ جنوں کی حدود کیا ہیں اور ان حدود سے آگے کی سرحد کہاں جا کر رکتی ہے۔ میں یہ جاننے کو متجسس ہوں دراصل۔" وہ مدھم لہجہ اس کے گرد حصار بنانے لگا تھا۔

"میں نے جنوں کو نہیں دیکھا۔ سرے سے نابلد ہوں ان اسرار و رموز سے۔ مجھے نہیں خبر اگر جنوں خرد کو مات کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں اس دور جنوں سے گزرنا چاہوں گا، آخری حد تک......!" وہ لہجہ الاؤ دہکا رہا تھا جیسے، وہ اس کی سمت دیکھ نہیں پائی تھی، چہرہ پھیر لیا تھا۔ وہ شخص......اس کی باتیں اس کی سمجھ سے باہر کی چیزیں تھیں۔ وہ سمجھنے کی کوشش کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

ابان شگری نے اس چہرے کو شوق سے دیکھا تھا۔

"میں رہنمائی چاہتا ہوں۔ میرا ہاتھ تھامیں اور مجھے راستوں کے تعین میں مدد دیں۔ عالم شوق میں عقل کام نہیں کرتی۔ مجھے ڈر ہے بھٹک نہ جاؤں۔ راستے نئے ہوں، انجان ہوں تو ایک ڈر سا رہتا ہے۔ مجھے اس ڈر سے نبرد آزما ہونے میں مدد دیں، میرے لئے یہ سب نیا ہے مگر میں اس تمام انوکھے زاویوں کو آپ کی نظر سے دیکھنا اور سمجھنا چاہتا ہوں۔" وہ جیسے اسے زچ کر رہا تھا۔

وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔
ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ میں رہ گیا تھا۔فرار ممکن نہیں تھا۔وہ ساکت سی اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔
"سود وزیاں کے معاملات سمجھ نہیں آتے مجھے۔ہار اور جیت کے کھیل سے یکسر ناواقف ہوں۔مان لیں مجھے کچھ خبر نہیں زندگی کس طور بسر ہوتی ہے۔زمان ومکان کے گوشوارے بنانے کا کوئی تجربہ نہیں۔کھونے اور پانے کے اعداد وشمار سے کبھی سروکار نہیں رہا۔نگاہِ شوق کیسے اُٹھتی ہے اور پل میں زندگی بدلتی ہے، کچھ پتہ نہیں اس کا۔ان تمام ادوار سے گزرنا چاہتا ہوں جنوں کی آخری حد تک۔ساتھ چلیں, راہنمائی کریں مجھے جنوں کو جاننے کا جنوں ہو چکا ہے۔"وہ لہجہ مدھم تھا۔اظہار کے معنی سمجھ سے بالاتر تھے۔
اتباع منصور نے کوشش کر کے اس ہاتھ سے ہاتھ چھڑانے کی سعی کی تھی۔
جانے اس کی بات پوری ہوگئی تھی یا اسے اس پر ترس آگیا تھا,بہت آہستگی سے ابان شگری نے وہ ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔
اتباع منصور نے اس مہربانی پر اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔
وہ خاموشی سے بغور دیکھ رہا تھا۔
ان آنکھوں میں کچھ تھا,کوئی نا سمجھ میں آنے والی بات,کوئی بہت الجھی ہوئی دقیق سوچ......اور وہ سمجھنے کی سعی نہیں کرنا چاہتی تھی۔
ابان شگری کی سمت تکتی ہوئ وہ اٹھی تھی.
اس کی سمت دیکھتی ہوئی......پیچھے کی طرف چلتی ہوئی اس سے دور ہوئی تھی پھر پلٹ کر بھاگتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔
ابان شگری پرسکون انداز میں بیٹھا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

دانیال چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔بوا نے اسے پریشانی سے دیکھا تھا۔
"کیا ہوا؟ تم پریشان لگ رہے ہو؟"
دانیال بوا کو شانوں سے پکڑ کر بٹھایا تھا اور پھر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔
"میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا بوا......مگر میں نے انکل منصور کے لائر سے بات کی ہے۔اتباع نے ان سے بات کی تھی انکل کی وصیت اسے منتقل کرنے کے لئے۔وہ کچھ ڈسٹرب لگ رہی تھی۔جیسے اسے ہراساں کیا گیا ہو۔وہ اصرار کر رہی تھی وہ وصیت اسے جلد سونپی جائے مگر وصیت کے مطابق اتباع کا اکیس برس کا ہونا ضروری ہے۔وہ اس بات کو جانتی ہے کہ جب اکیس برس مکمل ہوئے بنا اسے وہ وصیت منتقل نہیں ہوسکتی تو وہ ضد کیوں کرے گی۔وقت سے پہلے اس وصیت کو لے کر اس نے کیا کرنا ہے؟ یہ سب سوال نکلتے ہیں کہ ایسی کیا صورتحال ہے جس کے باعث اتباع کو وقت سے پہلے وہ وصیت لینے کی نوبت آگئی ہے۔کہیں کسی نے اسے اس بات کے لئے دباؤ تو نہیں ڈالا؟"

بوا نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

''تمہیں پہلے منصور کے لاڑ سے بات کرنے کا خیال کیوں نہیں آیا؟ اور...... یا اللہ...... میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ اتباع نے وہاں جا کر کوئی بہت بڑی غلطی کی ہے جیسے لیکن میں نے جب اس کی آواز سنی تھی تو وہ مطمئن لگ رہی تھی۔'' بوا کو کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

''یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی بوا...... وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے؟ دنیا کا کونسا ایسا فارم ہاؤس ہے جہاں وہ اس دنیا سے کٹ گئی ہے۔ ایک بار اس کا فون آگیا تو ہم مطمئن نہیں ہو سکتے۔ یہی بات میں آپ سے کہہ رہا تھا بوا۔ آئی فیل دیٹ شی از ان سم ٹربل۔ کوئی ایسی سچویشن ہے جس کا ذکر وہ ہم سے نہیں کر سکتی۔ اور ایک کڑی یہ بھی ملتی ہے کہ یہ سب انکل منصور کی اچانک ڈیتھ کے بعد ہوا ہے۔ مجھے تو انکل منصور کی موت بھی کوئی سازش لگتی ہے۔'' دانیال نے اپنے خدشات بیان کیے تھے۔ بوا نے پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

''آئی جسٹ کانٹ انڈرسٹینڈ اینی تھنگ۔ اتباع سچ میں کسی مشکل میں ہے تو ہمیں اس کی مدد کی ضرورت ہے۔ تم پاکستانی ہائی کمیشن میں بات کرو۔ تمہارے اتنے اختیارات کب کام آئیں گے؟ وہ سفارت کار تو منصور کا اچھا دوست ہے نا؟ مجھے خود حیرت ہو رہی ہے ہم اس بات کو اتنا لائٹ کیوں لے رہے تھے؟'' بوا خود بھی بہت زیادہ پریشان ہو گئی تھیں۔

''آپ پریشان مت ہوں بوا، میں یہ سب آپ سے ڈسکس کرنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ ضروری تھا۔ مجھے پاکستان جانا ہوگا۔ شی نیڈز مائے ہیلپ۔'' دانیال مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''میں پریشان ہو گئی ہوں مگر اس مسئلے کا حل نکلنا ضروری ہے۔ اتباع کا ان ٹچ ہونا ہی ان سارے سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔'' بوا فکرمندی سے بولی تھیں۔

دانیال نے سر ہلایا تھا۔ وہ گہری سوچ میں دکھائی دے رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

خدیجہ اماں نے اس کے بالوں میں تیل ڈالتے ہوئے شیشے میں اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔ وہ کسی سوچ میں غلطاں دکھائی دی تھی۔ پریشان تو وہ ہمیشہ دکھائی دی تھی مگر اس لمحے وہ بہت کھوئی کھوئی سی تھی۔

''کیا ہوا؟ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟'' خدیجہ اماں نے پوچھا تھا۔ اتباع نے آئینے میں اپنے پیچھے کھڑی خدیجہ اماں کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر یکدم پوچھنے لگی تھی۔

''آپ اس گھر میں کب سے ہیں؟''

سوال اچانک تھا اور پوچھنے کا یقیناً ریزن تھا۔ وہ تمام انفارمیشن نہ دینے کی پابند تھیں اس لئے خاموش رہیں۔ اتباع نے آئینے میں ان کا چہرہ بغور دیکھا تھا پھر ان کے ہاتھ تھام کر انہیں خود کے سامنے بٹھایا تھا اور بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں جانتی ہوں آپ بہت سی باتیں نہیں بتا سکتیں۔ میں بہت کچھ جاننا نہیں چاہتی ہوں۔ مجھے صرف یہ پوچھنا تھا یہ شخص کب سے

ایسا ہے؟ کیا کوئی سانحہ ہوا تھا؟ وہ نارمل لوگوں کی طرح نہیں لگتے۔ بہت شدید ری ایکشن ہوتا ہے ان کا جیسے وہ بہت خفا ہوں ہر کسی سے۔"

"ابان، بہت اچھا انسان ہے۔ جو لوگ اسے جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کو اس سے شکایتیں نہیں ہوتیں۔ وہ بے خوف ہے، نڈر ہے۔ جو اسے صحیح لگتا ہے وہ وہی کرتا ہے، اسے نتائج کی پرواہ نہیں ہوتی۔" خدیجہ اماں اس کی شاید سب سے بڑی حمایتی تھیں، ہمیشہ اس کی حمایت میں بات کرتی تھیں۔

اتباع شاید مزید بھی کچھ پوچھتی مگر تبھی سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

اتباع کو حیرت ہوئی تھی اسے سامنے دیکھ کر۔

کیا جس کا ذکر ہو رہا ہو اسے خبر ہو جاتی ہے کہ اس کا ذکر ہو رہا ہے؟ پتہ نہیں یہ قیاس درست تھا کہ نہیں مگر اتباع منصور نہیں چاہتی تھی اس شخص کو خبر ہو کہ وہ اسے ڈسکس کر رہی تھی۔

خدیجہ اماں، ابان کو دیکھ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔ وہ آگے بڑھ آیا تھا۔ ابان شگری آگے بڑھ آیا تھا۔ اس کے سامنے رک کر چند ثانیوں تک خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

اتباع سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ مدعا کیا تھا۔ جب اس نے اس کی طرف ایک پیکٹ بڑھا دیا تھا۔ اتباع حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہے یہ؟" حیرت سے پوچھا تھا۔

"آپ سوال بہت کرتی ہیں اور آپ کے ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔" وہ قطعی انداز میں بولا تھا۔

اتباع نے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا پھر پیکٹ اس کے ہاتھ سے تھام لیا تھا۔

"بہت سے سوالوں کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ میں آپ کو جانتی نہیں ہوں۔ ہم اجنبی ہیں۔" وہ جانے کیا جتانا چاہتی تھی۔

"اجنبی لوگوں سے جب مدد مانگی جاتی ہے تو ان پر اعتبار کرنا شرط ہوتا ہے۔" وہ روانی سے بولا تھا۔

انداز جتانے والا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے دیکھا تھا پھر پیکٹ کھول کر دیکھا تھا۔ اندر فون دیکھ کر وہ کسی قدر حیران ہوئی تھی اور ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ انداز سوالیہ تھا۔ ساتھ ہی جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"اعتبار کرنا ناگزیر تھا، کوئی حل نہ ہو، کوئی متبادل راستہ نہ ہو تو ایک راہ لینا پڑتی ہے پھر چاہے وہ راہ آپ کی خود کی منتخب ہو یا نہ ہو۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"یا ئے داوے یہ کس لئے؟" اس نے موبائل فون کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اتنے کرم؟" وہ نوازشوں پر حیران ہوئی تھی۔

"کیا آپ کی انکوائری پوری ہوگئی؟" ثابت ہوگئی کہ میں کوئی آلۂ کار نہیں ہوں؟" وہ جیسے طنز کر رہی تھی۔

''آپ کو نہیں چاہئے؟'' وہ الٹا سوال کرنے لگا تھا۔

''میں بے قصور پروو ہوگئی ہوں؟ میرے لئے یہ جاننا ضروری ہے یا پھر یہ فون لا کر دینا آپ کی کوئی نئی چال ہے؟ آپ اعتبار کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ آپ سیدھی سیدھی چیزوں کو بھی اپنے زاویہ سے رکھ کر دیتے ہیں اور پھر معنی اخذ کرتے ہیں۔ میرا بتایا گیا سچ آپ کے لئے ناکافی تھا۔ اگر آپ تب اعتبار کرتے تو میں اتنی ذہنی اذیت میں مبتلا نہ رہتی۔'' وہ پُراعتماد لہجے میں کہہ رہی تھی۔

تبھی وہ بولا تھا۔

''میں ازالہ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ نہ یہ کہا ہے کہ انکوائری مکمل ہوگئی ہے۔ مجھے لگا آپ کو اس کی ضرورت ہے اب جب کہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ میں آپ کو اس قید میں نہیں رکھنا چاہتا تو یہ تمام سوالات اور الزامات بے معنی ہو جاتے ہیں۔'' وہ سوالات پوچھنے پر خائف دکھائی دیا تھا۔

اتباع منصور شیخ خاموشی سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''آپ کی طرح میں الزامات لگانے کی عادی نہیں ہوں۔''

وہ مسکرایا تھا۔ خفیف سی مسکراہٹ پل میں معدوم ہوئی تھی۔

''شیرنی دماغ خوب کام کرنے لگا ہے آپ کا پس ثابت ہوگیا اتنے دن کی قید کا کوئی اثر دماغ پر نہیں ہوا۔ لہجہ اور تیور بتا رہے ہیں آپ کا اسٹیمنا مضبوط ہے، اعصاب مضبوط ہیں آپ کے۔'' وہ جیسے طنز کر رہا تھا یا پھر سراہ رہا تھا۔ اتباع نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

''ویسے میں پوچھنے آیا تھا اگر آپ کو counseling کی ضرورت ہو تو میں کسی اچھے Psychiatrist سے بات کر سکتا ہوں۔'' وہ کنسرن شو کرتا ہوا بولا تھا۔ اتباع اسے گھورنے لگی تھی۔

''اتنا خیال ظاہر کرنے یا کنسرن شو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

''مقصد یہ جتانا تھا شیرنی، اب جبکہ آپ میری قید میں بھی نہیں ہیں تو اس عنایت کے لئے آپ مجھ پر شک کرنے کی روادار نہیں ہونا چاہیئے نہ آپ ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں۔'' وہ حقیقت واضح کرتے ہوئے بولا تھا۔

''ایسا آپ دادا ابا کی وجہ سے کر رہے ہیں؟'' وہ پوچھنے لگی تھی۔

وہ فوری طور پر کچھ نہیں بولا تھا۔

''اگرچہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے وہ قید ختم کیوں کی۔ آپ کا ایسا کرنے میرے ذہن میں کئی سوال اٹھا رہا تھا مگر میں کچھ پوچھنا نہیں چاہوں گی مگر میں چاہتی ہوں ایک مدد اور کر دیں۔''

وہ سرسری لہجے میں بولی تھی۔ وہ منتظر نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا جیسے نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہو اور پھر مسکرا دیا تھا۔

''آہ......مدد......شادی کرنا چاہتی ہیں نا آپ؟'' وہ اپنی اسی روش پر واپس لوٹا تھا جیسے...... بے معنی باتیں...... نا سمجھ میں آنے والے قصے۔

اتباع منصور چونکی تھی

''ایسی کوئی بات میں نے نہیں کی!'' وہ واضح طور پر انکاری دکھائی دی تھی۔اس کی موجودگی، اتنا قریب کھڑے ہونا، سامنے آنا اس کے اعتماد کو متزلزل کیوں کرتا تھا، وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا، نگاہ جانچتی ہوئی تھی۔

''مجھے یاد پڑتا ہے ایسی کوئی درخواست آپ کر تو رہی تھیں!'' وہ جیسے اپنے طور پر قیاس کرنے کا عادی تھا۔اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

''تھینکس فور دس!'' وہ فون گفٹ کرنے کے لئے شکریہ ادا کرنے لگی تھی۔وہ کچھ نہیں بولا تھا۔

''خواتین کی عادت ہوتی ہے چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھانے کی، پھیلانے کی۔'' جانے کس بات پر وہ بولا تھا۔

وہ چونکی تھی۔

''ایکس کیوز می! آئی ایم ناٹ خواتین۔'' اسے اعتراض ہوا تھا۔

''آل رائٹ...... بہتر......!'' ابان شگری نے جیسے اختلاف کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور پلٹ گیا تھا۔اتباع فون کی طرف دیکھنے لگی تھی۔وہ اس شخص سے نیکی کی امید نہیں کر رہی تھی مگر وہ شاید واقعی وہ کرتا تھا جو کوئی قیاس نہیں کرتا تھا۔اس کے ہزار کہنے پر بھی وہ ماننے کو تیار نہیں تھا اور پھر خود بخود اعتبار کر لیا تھا یا پھر اعتبار نہیں بھی کیا تھا تو کسی قدر مہربان ضرور ہو گیا تھا یا پھر یہ مہربانی بھی نہیں تھی؟ صرف دادا ابا کے آجانے کا کوئی خوف تھا کہ وہ خود کو نائس پری ٹینڈ کر رہا تھا۔وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر وہ اس سب کو جاننے کے لئے محنت صرف کرنا نہیں چاہتی تھی تبھی فون کو بغور دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک اپنی مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

شام فراق اب مت پوچھ آئی اور آ کے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی
بزم خیال میں تیرے حسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا، ہجر کی رات ڈھل گئی

''اوئے ہاشم چاند کی خبر جب ہو جائے کہ سامنے ہے اور نظر کو دکھائی بھی دے رہا ہو صاف...... اور پھر بھی نگاہ کو پابند کر دیں کہ چاند کی طرف نگاہ نہ ہو اور دل مانے نا تو حل کیا نکلنا چاہئے!''

ہاشم نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

اور اشعر ملک مسکرادیا تھا۔

"کتابی کیڑا ہے تو ہاشم...... کتابی باتیں جانتا ہے، تیری کتابیں محبت کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟ سوچ کر بتا...... کچھ تو لکھا ہوگا نا کہ صبر کیسے روا رکھا جائے؟" وہ مسرور ہو رہا تھا۔

ہاشم اس کی عادتوں سے واقف تھا۔ وہ موجودہ سچوئیشن سے صرف حظ اٹھا رہا تھا۔ اسے جیسے سچوئیشن اور مزا دے رہی تھی۔

"دل چاہتا ہے ابھی فون لگاؤں ابان ذوالفقار شگری کے گھر کا اور تیری بھابھی کی آواز سنوں۔ آخری بار جب اسے دیکھا تھا تو شکوے تھے اس کی نگاہ میں، خفا تھی وہ مجھ سے۔ اتنے دنوں تک اسے ایک کمرے میں بند جو رکھا تھا۔ دل چاہ رہا ہے کان پکڑ کر معافی مانگوں۔" وہ مسکراتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا۔

"اشعر، تمہارے لئے ہزار نظریں راستہ بچھائیں گی۔ تجھے یہ ضد ختم کر دینی چاہئے۔ ابان شگری سے مخالفت مول لینا فی الحال ٹھیک نہیں۔ ایک وقت میں ایک محاذ کی جنگ لڑنا عقلمندی ہوتی ہے۔" ہاشم سمجھداری کی صلاح دے رہا تھا مگر وہ ہنس دیا تھا۔

"دل نہیں سمجھ رہا یار ہاشم۔ ویسے تو جانتا ہے میں نے تجھ جیسے پڑھے لکھے کو ساتھ کیوں رکھا ہے؟ یار بڑی عقل کی باتیں کرتا ہے۔ بڑی مزیدار ہیں آپ کی باتیں۔ بڑی دل میں گھر کرتی ہیں لیکن اب یہ بھی تو بتا کہ اس دل کا کیا کروں؟" وہ مسکرا رہا تھا۔

"یار مذاق نہیں کر رہا اشعر...... خدا نے بہت نوازا ہے تجھے۔ بے فائدہ معاملات میں خود کو الجھانے کی تجھے ضرورت نہیں ہے۔"

ہاشم کی نصیحت اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی تبھی ہنسنے لگا تھا۔

"یار وہ کیا کہا ہے فیض نے...... ہاں یاد آیا......

تم آئے ہو نہ شب انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سو بار بار گزری ہے
جنوں میں جتنی بھی گزری بیکار گزری ہے
اگرچہ دل پہ خرابی ہزار گزری ہے

"اوئے تو نہیں سمجھے گا ہاشم۔ تو نے تو اسے دو آنکھوں سے، پورے غور سے دیکھا بھی نہیں۔ اس میں ایک سرور ہے۔ اس کی ایک نگاہ بے خبر بھی پاگل کرتی ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ "تو بس جیلس ہو۔ یو نو آئی ایم دا بیسٹ۔" وہ اپنا مخصوص فقرہ دہراتے ہوئے ہنسا تھا۔

"یہی تو کہہ رہا ہوں اشعر ملک تم بیسٹ ہو۔ بہت سی لڑکیاں آئیں گی، گزر جائیں گی۔ اتباع منصور شیخ پر وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہوگا۔" اتباع کی طرفداری کرنے اشعر ملک نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"جس طرح تو اس کی طرفداری کرتا ہے۔ مجھے شک ہوتا ہے ہاشم کہیں تو نے اسے دونوں آنکھوں سے دیکھ تو نہیں لیا؟" اشعر ملک

مسکرایا تھا۔ ہاشم نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ اشعر ملک چلتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا اور ہاشم کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔
"کہیں یہ الفت تو نہیں؟" ہاشم دلچسپی سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔
ہاشم خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔ اشعر ملک نے اس کے دل پر ہاتھ کا مکا بنا کر آہستگی سے مارا تھا۔
"محبت بڑی جان لیوا ہوتی ہے ہاشم...... محبت مت کرنا۔" وہ سنجیدگی سے بولا تھا پھر ہنسنے لگا تھا۔
"اشعر ملک کو بزدلوں والے مشورے نہ دے یار...... تو جانتا ہے نا سر پر جنوں آجائے تو دنیا ہلا سکتا ہوں۔ قدم واپس لینا نہیں سیکھا اشعر ملک نے۔ یو نو آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!" وہ اپنا مخصوص جملہ بولتے ہوئے بھرپور محظوظ ہوا تھا۔
ہاشم کچھ نہیں بولا تھا۔ اشعر ملک نے اس کے سینے پر ہلکا سا ہاتھ کا مکا ایک بار پھر مارا تھا اور ایک آنکھ دبا کر اسے شرارت سے دیکھا تھا۔
"مت سمجھا یار...... اور مت سمجھا۔" وہ سر نفی میں ہلانے لگا تھا۔
ہاشم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع نے دانیال کا نمبر ملایا تھا۔ دوسری طرف رنگ ہوئی تھی اور دوسرے ہی لمحے اس کی آواز سنائی دی تھی۔
"ہیلو...... کون......؟"
"ہیلو دانیال......!" وہ بولی تھی مگر آواز جانے کیوں بھرا گئی تھی۔
"اتباع......! کہاں ہو تم اتباع؟ کیا ہوا ہے؟ ٹیل می...... یو او کے؟" اس نے بہت سے سوال ایک ساتھ داغے تھے۔
اتباع منصور کو خود پر قابو پانے میں ایک لمحہ لگا تھا۔ وہ اسے یا بوا کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی نارمل لہجے میں بولی تھی۔
"میں ٹھیک ہوں دانیال۔ اتنا پریشان کیوں لگ رہے ہو؟ تم سے کہا تو تھا کہ رابطے میں رہونگی۔" وہ آواز کو معمول پر رکھنے کی حتی الامکان کوشش کر رہی تھی۔
"ایسا تم نے کب کہا تھا اتباع منصور؟ کتنے دن پہلے کی بات کر رہی ہو؟ کچھ یاد ہے کتنے دن تک تم رابطے میں نہیں رہی ہو؟ ٹیل می ویئر یو آر؟ کہاں ہو Exactly تم؟ اور کہاں تھیں اتنے دنوں سے؟ کیا چل رہا ہے وہاں؟ مجھے بتاؤ سب......!" وہ مکمل انکوائری کر لینا چاہتا تھا۔
مگر وہ پرسکون لہجے میں بولی تھی۔
"سب ٹھیک ہے دانیال مرزا۔ فضول میں پریشان ہو رہے ہو۔ تم ہی تو کہتے تھے میں اکیلی بھی لڑوں تو محاذ فتح کر کے لوٹونگی۔" وہ مسکرائی تھی۔ کسی کو یہ یقین دلانا شاید آسان نہیں ہوتا کہ سب معمول پر ہے۔ وہ ایسا کرتے ہوئے تھکنے لگی تھی۔ آنکھوں سے خاموشی میں آنسو بہہ

رہے تھے مگر وہ اسے یقینا دلانا چاہتی تھی کہ سب ٹھیک ہے۔ مگر کسی اپنے کی آواز سننا...... اتنے دن بعد...... جب وہ اس کی ایک آس بھی کھو چکی تھی۔ یقیناً بہت مختلف ایکسپرئنس تھا جسے صرف وہ محسوس کر سکتی تھی کہہ نہیں سکتی تھی۔ اور دانیال مرزا سے اس بات کا اظہار تو بالکل نہیں کر سکتی تھی...... وہ جانتی تھی وہ اسکے لئے پریشان ہوگا اور اس کا اندازہ ٹھیک تھا۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو اتباع منصور شیخ۔ تمہیں معلوم ہے تم جھوٹ نہیں بول سکتی ہو...... سو مت کوشش کرو۔ ٹیل می وہاٹ ہیپنڈ...... کیا ہوا ہے؟ آئی وانٹ ٹو نو......" وہ فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا ہے دانیال...... سب ٹھیک ہے۔ میں فارم ہاؤس پر تھی اور رابطہ ممکن نہیں رہا تھا۔ میرا فون اور تمام ٹریولنگ ڈاکیومنٹس کھو گئے تھے...... اور میں رابطہ نہیں کر پا رہی تھی...... اور......!" وہ کچھ اور بھی بول کر وضاحت دینا چاہتی تھی مگر دانیال نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"اتباع منصور، اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں پہلی فلائٹ پکڑ کر آ رہا ہوں۔" دانیال نے کہا تھا۔

"نہیں...... تم مت آنا...... یہاں سب ٹھیک ہے۔ تم کیوں نہیں سن رہے مجھے؟ دانیال مرزا یہاں سب ٹھیک ہے یقین کرو۔" وہ یقین دلانے کی حتی الامکان کوشش کر رہی تھی۔

"تم کس دوست کے یہاں ہو؟ اور کس کے فارم ہاؤس پر تھیں؟ تمہارا وہاں کوئی دوست نہیں ہے اتباع منصور۔ تم وہاں کسی کو نہیں جانتی ہو۔ فضول کے بہانے بنانا بند کرو۔" وہ اسے حیران کر گیا تھا۔ "میں تمہارے سبھی دوستوں کو جانتا ہوں۔"

"تم نہیں جانتے دانیال مرزا...... میرے دو تین فرینڈز ہیں یہاں جو میرے ساتھ کیمپس میں تھے اور جو اسٹڈی کے بعد یہاں لوٹ آئے تھے۔ میں ان سے ملنے گئی تھی۔ ہر بات کی ڈیٹیلز نہیں دے سکتی تمہیں۔" وہ اکتا کر بولی تھی۔

تبھی دانیال مرزا بولا تھا۔

"تمہارے لائر سے بات ہوئی تھی اتباع منصور۔"

"میرے لائر سے؟" وہ چونکی تھی.

"منصور انکل کے لائر سے۔ تم ان سے وقت سے پہلے وصیت لینے پر بضد کیوں تھیں؟ ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی؟" دانیال مرزا سے نپٹنا آسان نہیں تھا۔ وہ جیسے تمام ایوی ڈینس اکٹھے کئے بیٹھا تھا۔

"اف...... دانیال مرزا تم کیا سوچ کر بیٹھے ہو؟ میں نے وصیت اس لئے مانگی تھی کیونکہ میں بار بار پاکستان نہیں آنا چاہتی تھی۔ سوچا تھا وصیت مل جائے گی تو تمام پراپرٹیز کے معاملات سلجھا کر آؤں گی۔ بابا جس زمین پر ہاسپٹل بنوانا چاہتے تھے ان کا یہ خواب میں پورا کرنا چاہتی تھی اور یہاں کسی کو یہ ذمے داریاں سونپ کر جانا چاہتی تھی۔" وہ اسے مطمئن کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی اور یہ آسان نہیں تھا۔ دانیال مرزا دماغ رکھتا تھا وہ جانتی تھی اس سے جھوٹ بولنا آسان نہیں تھا مگر وہ کوشش کرنا چاہتی تھی۔

"اگر مان لوں یہ سب ٹھیک ہے، حقیقت بھی ہے تو اتباع منصور میں وہاں آنا چاہوں گا۔تم نے وہاں جانے کی ضد کر کے اچھا نہیں کیا۔مجھے نہیں لگتا تم وہاں سیکیور ہو....." وہ اپنے خدشات بیان کرتا ہوا بولا تھا۔

اتباع نے گہری سانس لی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں دانیال مرزا۔ٹرسٹ می۔میں محفوظ ہوں۔یہاں سب ٹھیک ہے۔تمہارے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔جب ضرورت ہوگی تب میں تمہیں بتادوں گی تم آجانا مگر فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اتباع نے اسے پھر مطمئن کرنا چاہا تھا۔

"اتباع آئی فیل دیٹ یو آر ہائیڈنگ سم تھنگ۔دیئر از سم تھنگ فشی۔" وہ یقین نہیں کر پایا تھا جیسے۔

"ابھی کہاں ہو تم؟ میں بوا کو بھجوا دیتا ہوں۔ایک اجنبی شہر میں تمہارا اکیلا رہنا مناسب نہیں۔" دانیال مرزا ایک کائیاں تھا۔

"دانیال آئی سیڈ، اس کی ضرورت نہیں ہے۔میں کوشش کر رہی ہوں ٹو پٹ ایوری تھنگ آن ٹریک۔یو نو اگر میں نہیں کر سکتی تو نہیں کہتی۔تم اچھے دوست ہو میرے۔میں ہمیشہ تم سے کہتی ہوں، کہتی ہوں نا؟" وہ نرمی سے بولی تھی۔

"ٹھیک ہے مگر جب کچھ ہو، یو ہیو ٹو ٹیل می فرسٹ۔یہ تمہارا اپنا نمبر ہے جس سے تم نے کال کی ہے ابھی؟" وہ گہری سانس لیتا ہوا بولا تھا۔

"ہاں تم سیو کر لو سیل فون میں۔" اتباع نے شکر کیا تھا کہ وہ اسے مطمئن کر پائی۔"

"اوکے اپنا خیال رکھو۔اینڈ کائنڈلی کوئی کہانی بنانے کی اب کوشش مت کرنا۔یو نو تمہاری سیفٹی میرے لئے اہم ہے۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔اتباع نے سر ہلا دیا تھا۔

"جانتی ہوں اپنا خیال رکھونگی۔" وہ آہستگی سے بولی تھی اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

"تھینک گاڈ، یہ شخص تو پیچھے پڑ جاتا ہے تو پھر ہزار وضاحتوں سے بھی قائل نہیں ہوتا۔" وہ کہتے ہوئے پلٹی تھی جب ابان شگری کو اپنے سامنے کھڑا پایا تھا۔وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

جانے کب سے تھا وہ وہاں، وہ نہیں جانتی تھی۔شاید وہ اس کی باتیں سن رہا تھا یا محض اتفاق تھا کہ وہ وہاں تھا، وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔وہ اگنور کر کے آگے بڑھ جانا چاہتی تھی مگر وہ مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔اتباع اپنا راستہ روکے جانے پر اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"سو وہاٹ یو ڈیسائیڈڈ؟" وہ نرم دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔اتباع اسے چونکتے ہوئے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"وہاٹ یو ٹاکنگ اباؤٹ؟ میں جان سکتی ہوں ہم کس بارے بات کر رہے ہیں؟" دادا ابا کے آجانے سے اور گھر میں بات کر لینے سے اس کا اعتماد بحال ہوا تھا جیسے۔وہ ایک نئی انرجی سے بھر گئی تھی اور اب ابان ذوالفقار شگری سے اس قدر خوفزدہ نہیں تھی۔اعتماد سے اس کے مقابل کھڑی اسے سر اٹھائے دیکھ رہی تھی۔وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"اسباب معلوم ہوں تو بلاوجہ کی طویل بحث میں نہیں الجھتے۔تمام حقائق کو سمجھتے ہوئے اصل مدعے کی بات کرتے ہیں۔الجھنا اور الجھانا مناسب نہیں۔الجھاوے ※الجھا دیتے ہیں۔" وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

اتباع نے حیرت سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔پھر سرنفی میں ہلاتے ہوئے اسے اگنور کر کے آگے بڑھ جانا چاہا تھا جب اس کی کلائی اس کی مضبوط گرفت میں آ گئی تھی۔وہ وہیں تھم گئی تھی۔پلٹ کر دیکھا تھا ابان شگری اسی انہماک سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا انداز نرمی لیے ہوئے تھا۔وہ کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ یقیناً نہیں جان پائی تھی پر اعتمادی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔مجھ میں بات سمجھنے کی اہلیت ہے، مجھے مگر پہیلیاں بوجھنے کا فن نہیں آتا۔ کیا بہتر نہ ہوگا ہم ان معاملات کو نرمی سے سلجھا لیں؟ اگر غلط فہمی بھی ہے تو اس کا ختم ہونا ضروری ہے۔" وہ اعتماد سے کہہ رہی تھی۔وہ اسے بغور دیکھتا ہوا جانے کیوں مسکرایا تھا۔ایک خفیف سی مسکراہٹ لبوں کے کناروں پر آ کر معدوم ہوئی تھی۔اتباع سمجھ نہیں پائی تھی اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا یا وہ کیا سوچ رہا تھا۔

ابان شگری نے اپنے ہاتھ میں تھمے اس کے ہاتھ کو ہلکے سے جھٹکا دیا تھا اسے قریب کرنے کے لئے۔وہ بمشکل توازن سنبھالنے میں کامیاب ہوئی تھی۔قریباً دو قدم کا فاصلہ درمیان تھا۔وہ قریب تھا اور خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جو لوگ دماغ کم استعمال کرتے ہیں ان پر ایک دن یہ عقدہ کھلتا ہے کہ سمجھنے کی صلاحیتوں کو زنگ لگ چکا ہے۔تمہیں دماغ کا کچھ استعمال کرنا چاہئے شیرنی...... بہادر ہو، دلیر ہو، خود اعتمادی بھی ہے مگر کوئی ایک شے بھی مسنگ ہو تو کچھ ادھورا لگتا ہے۔بات ادھورے اور پورے کی نہیں مگر جب اصلاح ممکن ہے تو کیوں حیلوں بہانوں سے کام لیا جائے؟" وہ نرمی سے بولا تھا۔لہجہ نرم تھا۔وہ سمجھے بنا اسے دیکھ رہی تھی۔

"آدھا ادھورا آسمان مکمل نہیں ہوتا۔آسمان کو مکمل ہونے کے لئے پورا ہونا پڑتا ہے اور یہ تکمیل وقت لیتی ہے۔میں نے اس سفر سے گزرتے کا،غیب کو جاننے کا قصد کبھی نہیں کیا※نہ متجسس ہوں مگر میں دیکھنا چاہتا ہوں فاصلے ذرا کم ہوں تو یہ آسمان کتنا مکمل لگتا ہے۔" وہ بہت مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"فاصلوں کو کم ہونے دو، میں دیکھنا چاہتا ہوں مکمل آسمان کیسا لگتا ہے۔جب سب ممکن ہو تو ناممکنات کا ذکر کرنا حماقت ہو سکتی ہے اور جنوں کے سفر میں حماقتوں کا شمار کرنا بے وقوفی ہو سکتی ہے۔آنکھیں کھول کر جزئیات پر نگاہ کرنا بہت ضروری ہے ورنہ حماقتیں بڑھتی جاتی ہیں اور خرد حیران کھڑی دیکھتی رہ جاتی ہے۔" وہ جانے کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا جو اتباع منصور کی سمجھ سے باہر تھا۔اس کی نظروں کی تپش سے پہلی بار اسے اپنا چہرہ جلتا ہوا سا محسوس ہوا تھا مگر وہ نگاہ ہٹا نہیں پائی تھی جیسے وہ نظر اتباع منصور کی نظروں کو خود سے باندھ رہی تھی...... اتباع منصور ان اسرار و رموز کے معاملے کو نہیں جانتی تھی مگر اس ایک لمحے میں اسے اپنا دل اپنے سینے میں بہت تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

"نہ چاہو تو یہ مانو...... مگر دھڑکنوں میں جو شور ہے اس کے معنی کچھ تو ہیں۔ نگاہ کہتی ہے کہ پرشوق ہے، دیکھنے کی متلاشی ہے۔ دھڑکنیں حیلوں بہانوں سے جتارہی ہیں مگر وہ ایک انکار ہے کہ جواز ڈھونڈنے کی سعی کرتا رہتا ہے۔ انکار سے کہو الجھنیں نہ بڑھائے۔ جنوں کو خبر ہوگی تو معاملات اختیار سے باہر ہونگے!" وہ دھیما لہجہ اسے اپنے حصار میں لے رہا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی جب وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"آپ نے مکمل آسمان دیکھا ہے؟ آسمان کی تکمیل دیکھی ہے؟ جنوں کو گلہ ہے پورا آسمان دکھائی نہیں دیتا۔ نظر شکایتیں کرتی ہے۔ معاملات پیچیدہ ہوں تو رعایتیں دینا سود مند ہوسکتا ہے۔ آنکھیں بند کرکے کارگر ہوسکتا ہے کیونکہ کبھی جو کھلی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا وہ بند آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ آپ سمجھنے پر مائل دکھائی دیں تو معجزات کی زمین پر ممکنات کی قطاریں لگ سکتی ہیں۔" وہ کن ممکنات کا شمار کررہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اپنی دھڑکنوں میں اسے ایک ارتعاش محسوس ہوا تھا اور وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"آپ کو واہمے ستاتے ہیں ورنہ کل کو آج کے اختیار میں دینا اتنا مشکل نہیں۔ سمجھنے کو تیار ہوں تو زمانوں کو گرفت میں لینا ناممکن نہیں۔ عجیب یہ ہے کہ آپ کھلی آنکھوں سے دیکھی جانے والی حقیقتوں کو بھی نظرانداز کرنا چاہتی ہیں ورنہ کیا عجب ہے کہ آپ ہاتھ بڑھائیں اور کسی کے آج اور کل دونوں کو مٹھی میں بھرلیں اور دھڑکنوں کو ساکن کردیں۔ یہ وصف بھی ہے آپ میں مگر آپ ہاتھ بڑھانے کو مائل نہیں۔" وہ جیسے اس کی عقل پر ماتم کررہا تھا۔

اتباع نے اس پر سے اپنی آنکھیں ہٹائی تھیں مگر نگاہ پھیر کر بھی وہ جیسے ان لمحوں کی گرفت میں رہی تھی اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ہاتھ چھوڑیئے، مجھے جانا ہے!" ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ آہستگی سے اپنی گرفت سے آزاد کردیا تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ وہ اس شخص کو سمجھنے کی تھوڑی سی بھی کوشش کرتی تھی تو اور الجھتی تھی۔ اسی حیرت سے وہ اسے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری نے اسے جتانے کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے جتایا تھا کہ اس کی قید سے اس کی کلائی آزاد ہے مگر وہ وہیں بدستور کھڑی ہے۔

اتباع حیرت سے ساکت کھڑی تھی۔ وہ مسکرایا تھا اور ہاتھ نیچے گرالئے تھے پھر اسی اطمینان سے ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتا ہوا اسے اسی توجہ سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"یہ معاملات عجیب ہیں اور دقیق بھی۔ رنگوں کو قید میں لینا کمال حیرانی میں مبتلا کرسکتا ہے اور اس سے بڑی حیرت تب ہوتی ہے جب رنگوں و آزاد کیا جائے تو وہ ہاتھ پر نقش ہوجائیں۔ جیسے رنگوں کو اس رہائی سے کوئی سروکار نہیں۔ اس میں شکایتیں کرنا عجیب لگتا ہے نا؟" وہ جتا رہا تھا۔ اس خفیف مسکراہٹ میں کچھ تھا جو اس کی شکست کو واضح کررہا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی* جیسے زمیں نے اس کے قدم جکڑ لئے تھے، وہ سمجھ نہیں پائی تھی وہ کون سی قوت تھی جو

اس کو باندھ رہی

رہی تھی۔وہ حیراں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی،وجود جیسے بندھ گیا تھا۔وہ اس کے اختیار میں نہ ہوتے ہوئے بھی جیسے اس کے اختیار میں تھی۔

وہ حیرتوں کے جہاں میں سر اٹھائے کھڑی تھی،جب ابان ذوالقعار شگری بولا تھا۔

"مان لیں* کہانی یہاں مکمل ہوتی ہے،صاف گرفتار ہیں آپ* مکمل ہیں* مکمل کہانی کے ساتھ،مگر ماننا نہیں چاہتیں، جھٹلاتے رہنا چاہتی ہیں،جتاتے رہنا چاہتی ہیں کہ سب ادھورا ہے،دیکھنا ہی نہیں چاہتیں کہ کہاں کیا کتنا پورا ہے۔درحقیقت* مکمل گرفتار ہیں آپ۔محبت واقع ہوگئی ہے اور اپنا سفر کرتی ہوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے،جنوں سے ملنے......ایک اور نیا سفر کرنے......جنوں کی آخری حد تک......راستوں کو بدل کر بھی اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔نہ عقل کو مات دینے سے معاملات کا اختیار ہاتھ میں آسکتا ہے۔جب ایسی صورتحال ہو تو سدِ باب کرنا عبث ہے اور نفی کرنا بے وقوفی......"وہ محظوظ ہو رہا تھا مگر وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے پورے اعتماد سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے الٹے قدم چلتی ہوئی اس سے دور ہوئی تھی۔

"میں آپ کو نہیں جانتی......نہ نفرت نہ محبت......ایسا کوئی کھیل ہمارے درمیان کھیلا نہیں جاسکتا۔فضول کی وضاحتوں سے قائل کرنا بند کریں۔ایسا کچھ ممکن نہیں ہے۔"وہ انکاری ہو رہی تھی اور وہ مسکرا دیا تھا۔

اتباع منصور شیخ جھٹلاتے ہوئے،سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"نہیں جانتی آپ کو،سمجھتے کیوں نہیں آپ...... مجھے جاننے کا کوئی شوق نہیں* نا ایسا کچھ ممکن نہیں ہے۔"وہ باور کرا رہی تھی......
ابان شگری اطمینان سے کھڑا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

وہ آہستگی سے نفی میں سر ہلا رہی تھی جب ابان شگری نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے دل پر رکھی تھی اور پھر انکار میں آہستگی سے سر ہلاتے ہوئے وہی شہادت کی انگلی سر پر رکھی تھی اور مسکراتے ہوئے جتایا تھا کہ اتباع منصور کو عقل پر اور دل پر اختیار نہیں۔وہ الٹے قدموں واپس چلتے ہوئے یکدم رکی تھی۔

"مجھے عقل کو ثابت کرنا ضروری نہیں لگتا۔نہ میں ایسی بے وقوفی کرنے پر یقین رکھتی ہوں۔آپ جو کہیں اسے مان لینا ضروری نہیں۔میں آپ کی عقل سے نہیں دیکھ سکتی۔میرے پاس خود کی عقل ہے اور نظر بھی۔"وہ جتاتے ہوئے بولی تھی اور وہ بہت فطری انداز میں مسکرایا تھا۔

اور اتباع منصور شیخ سر انکار میں ہلاتے اور کسی قدر جتاتے ہوئے بولی تھی

"دل اور دماغ پورے اختیار میں ہے اور میں پر یقین ہوں ایسا کو معاملہ ہے ہی نہیں جس کا ذکر آپ تندہی سے اکثر کرتے ہیں۔آپ کی لاحاصل خواہشات کی قطار لامحدود ہے مگر آپ خود جانتے ہیں،ہر ایک خواہش تکمیل کے لئے نہیں ہے۔لاحاصل اور حاصل کی

بحث میں الجھنا نہیں چاہتی میں مگر مجھے واضح کرنا ہے، محبت کہیں نہیں ہے۔" وہ جتاتے ہوئے پریقین انداز میں بولی تھی۔ ابان شگری کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہ جیسے اس صورتحال سے محظوظ ہو رہا تھا اور اتباع منصور کی الجھنیں جیسے اور بڑھ رہی تھیں۔ بہت غصے سے اسے دیکھا تھا۔ نگاہ قتل کرنے پر مائل تھی مگر ابان شگری پرسکون انداز میں اس کے سامنے کچھ فاصلے پر رکا کھڑا تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ حیرت تھی اس کی چپ میں۔ اتباع منصور شیخ کو جیسے طیش دلا رہی تھی اور اس کا اطمینان اسے اور کھل رہا تھا۔

"پاگل ہیں آپ...... علاج کرائیں۔" وہ جلے ہوئے انداز میں بولی تھی اور ابان شگری کا قہقہہ فطری تھا۔ اتباع منصور نے سلگ کر اسے دیکھا تھا اور پلٹ کر چلتے ہوئے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری کی نگاہ نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆　☆　☆

"تمہاری اتباع سے بات ہوئی ہے؟ اوہ شکر اللہ وہ خیریت سے ہے ورنہ تمہاری باتوں سے میں تو پریشان ہو گئی تھی۔" بوا نے جذباتی انداز سے کہہ کر اپنی آنکھوں کو پونچھا تھا۔

دانیال نے تسلی کے لئے ان کا ہاتھ تھاما تھا۔

"آپ فکر مت کریں بوا، وہ خیریت سے ہے۔ اس کا نمبر ہے میرے پاس، آپ کی بات کرا دوں گا...... میں فکر مند ہو گیا تھا۔ جس طرح کی صورتحال دکھائی دے رہی تھی وہ یقیناً پریشان کن تھی۔ اس سے یہی اخذ ہو رہا تھا اتباع وہاں جا کر ٹریپڈ ہو گئی ہے۔ مجھے خدشہ تھا وہ کسی بڑی مشکل میں نہ پھنس جائے تبھی حفظِ ماتقدم کے طور پر میں قانونی طور پر ایکشن لینے کا سوچ رہا تھا مگر اچھا ہوا اس کا فون آ گیا اور صورتحال واضح ہو گئی ہے۔ اگرچہ مطمئن تو اب بھی نہیں، وہ وہاں اکیلی ہے، کسی کو جانتی نہیں۔ انکل منصور کے بعد اس کے وہاں تنہا رہنے کی وجہ دکھائی نہیں دیتی اور نا ہی وہ سیکیور لگتی ہے مگر میں اسے اور الجھانا نہیں چاہتا تھا تبھی زیادہ کچھ کہا نہیں۔ مگر اب کسی حد تک مطمئن ضرور ہوں، میں اس سے بات کر سکتا ہوں اور جان سکتا ہوں کہ وہ کس صورتحال میں ہے۔" دانیال مرزا نے بوا کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی۔

"مجھے لگتا ہے مجھے وہاں جانا چاہیے دانیال...... اتباع کے ساتھ وہاں اجنبی شہر میں کسی کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ مجھے اب بھی اس کی فکر ہو رہی ہے۔ اگرچہ منصور شیخ کی موت کو طبعی قرار دیا گیا ہے مگر ایسا سب اچانک ہوا اور میرے شکوک وشبہات اور بڑھ گئے جب اتباع کا رابطہ ہم سے ڈس کنکٹ ہوا۔ اتنی بڑی جائیداد اور بزنس کی اکلوتی وارث ہے وہ۔ انگلینڈ اور پاکستان میں اس کے بے شمار ورثے ہیں اور کئی بینک اکاؤنٹس...... ہمیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر اتباع اپنی وصیت نکلوانا چاہتی تھی تو اس کے پیچھے ضرور کوئی سبب ہو سکتا ہے۔ منصور شیخ کی وصیت کے مطابق اکیس برس سے پہلے وہ کسی شے پر اختیار ثابت کرنے کی اہل نہیں اور مجھے ڈر ہے کوئی زبردستی ان اثاثوں کو اس سے ہتھیانے کی کوشش نہ کرے۔ منصور شیخ کے بعد اتباع کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اور ہم اس سے غافل نہیں رہ سکتے۔" بوا نے اپنے خدشات بیان کیے تھے۔

''آپ فکر نہ کریں بوا...... میں منصور انکل کے لائرز سے یہاں بات کرتا ہوں۔ جو بھی اثاثے ہیں یا بینک اکاؤنٹس ہیں انہیں سکیور کیا جاسکتا ہے۔ ضرور اس کے لئے کوئی قانونی راہ ہوگی۔ مگر پاکستان میں جو اثاثے ہیں ان کے ذمے داری اتباع کے کاندھوں پر ہے۔ وہ اس معاملے میں کیا کرتی ہے وہ بہتر ڈیسائیڈ کرسکتی ہے۔ ہم اس کے خیر خواہ ہیں مگر اس کے فیصلوں کو ان فلوئینس نہیں کرسکتے۔'' دانیال مرزا نے نرمی سے کہا تھا۔

''وہ بچی ہے دانیال...... ابھی ایسے معاملات کو نہیں سمجھ سکتی۔ ہم اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔'' بوا پریشان دکھائی دی تھیں۔

''ہم اتباع کو تنہا نہیں چھوڑ رہے بوا...... مگر اسے اتنا ان فلوئینس کرنا بھی مناسب نہیں۔ وہ کہیں اری ٹیٹ نہ ہوجائے۔ وی ہیو ٹو ٹرسٹ ہر اینڈ گِو ہر ٹائم۔'' وہ اپنی دانست میں بولا تھا اور بوا نے سر ہلایا تھا۔

☆ ☆ ☆

ریسٹورنٹ میں دادا ابا کے سامنے بیٹھی عالیہ کچھ الجھی دکھائی دی تھی۔

''دادا ابا گھر میں ایک الجھن ہے کہ آپ کی آمد بے سبب نہیں ہوئی۔ ڈیڈ کو لگتا ہے اگر آپ ابان بھائی کے پاس آئے اور رکے ہیں تو معاملات سنگین ہیں۔'' عالیہ نے دادا ابا کو نئی صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔

''تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ڈیڈ سے بات کرلونگا۔ میں نے سوچا کہ آیا ہوں تو کچھ پراپرٹی کے اہم معاملات نمٹادوں۔ اسی کی وجہ سے بزی رہا اور چکر نہیں لگا پایا۔'' دادا ابا نے لنچ کرتے ہوئے سرسری انداز میں کہا تھا۔

''دادا ابا آپ کچھ دنوں میں چلے جائیں گے واپس؟ اور ابان بھائی کا معاملہ؟'' عالیہ نے خدشہ بیان کیا تھا۔

''ابان شیر ہے ہمارا، وہ اپنے معاملات خود نمٹانا جانتا ہے۔'' دادا ابا مسکرائے تھے۔ عالیہ حیرت سے منہ کھول کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔

''دادا ابا، ایسے کیسے؟ ان کا مسئلہ پیچیدہ لگ رہا ہے۔ اس کا سلوشن ضروری ہے ورنہ وہ تو دونوں ایسے ہی نارتھ پول ساؤتھ پول بنے اپنی جگہ پر کھڑے ڈٹے رہیں گے۔'' عالیہ نے دادا ابا کی توجہ اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائی تھی گویا۔ دادا ابا مسکرادیئے تھے۔

''بالکل اپنی دادی اماں کی طرح بولتی ہو تم۔ اس کی عقل اور زبان بھی ایسے ہی چلتی ہے۔'' دادا ابا یقیناً مذاق کررہے تھے۔ عالیہ پاستہ کھاتے ہوئے ہاتھ روک کر دادا ابا کو دیکھنے لگی تھی۔

''دادا ابا، دادی اب اتنا فضول بھی نہیں بولتیں۔ ان کے بات کرنے میں لاجک ہوتی ہے۔'' اس نے طرفداری کرتے ہوئے کہا تھا۔ دادا ابا مسکرادیئے تھے۔

''ہاں پہلے پہلے مجھے بھی ایسا لگتا تھا مگر پھر جلد یہ غلط فہمی دور ہوگئی۔'' وہ مسکرائے تھے۔ عالیہ نے گھورا تھا۔

''دادا ابا آپ دادی کے اتنا خلاف بولتے ہیں، انہیں بتاؤں گی میں۔ وہ تو یہی سمجھتی ہیں آپ انکی سب سے زیادہ حمایت اور محبت کرتے ہیں۔ دادی اماں کتنی معصوم ہیں نا!'' اس نے فاتحانہ طور پر دادی اماں کا ساتھ دیا تھا۔ دادا ابا مسکرادیئے تھے۔

"تمہاری دادی ایک بات اچھی ہے، سنی سنائی پر یقین نہیں رکھتی، تبھی زندگی اچھی گزر گئی ہماری۔ ویسے ابان کا معاملہ پیچیدہ ہے۔ اسے کچھ وقت دینا ضروری ہے۔ ایسے معاملات خود کو خود آپ سلجھاتے ہیں مگر اس کے لئے وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔" دادا ابا بردباری سے بولے تھے۔

"لیکن دادا ابا...... اگر آپ ان دونوں کی باقاعدہ، باضابطہ شادی کرادیں تو؟" عالیہ نے مشورہ دیا تھا۔ "دادا ابا ہوسکتا ہے ان رسموں میں کچھ سوئی ہوئی محبت ان کے درمیان پھر سر اٹھانے لگے۔" عالیہ دور کی کوڑی لائی تھی۔

دادا ابا شفقت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرائے تھے۔

"عالیہ بیٹا...... ایسے معاملات میں جلدی کرنا مناسب نہیں۔ اٹ ٹیکس ٹائم اینڈ آلدو یو آر رائٹ، ایسا ہوسکتا ہے۔ مگر فی الحال جب دونوں اتنے شدید اختلافات رکھتے ہیں تو انہیں زبردستی کسی فیصلے کے لئے اکسانا ناساز گار سچویشن سے دوچار کرسکتا ہے۔ وقت کے ساتھ انہیں خود کو پہچاننے کا، سمجھنے کا موقع ملے گا۔ یہ موقع اور ٹائم نہیں ملنا ضروری ہے۔" دادا ابا عالیہ کو سہولت سے سمجھاتے ہوئے بولے تھے۔

عالیہ سر ہلانے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ دانیال سے بات کررہی تھی۔ جب وہ اس کے سامنے آن رکا تھا۔ ے وہ بات کرتے کرتے رک کر ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔

"دانیال میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔

ہاں تمام معاملات پر بات کریں گے۔

آئی انڈرسٹینڈ...... یو آر رائٹ...... آل رائٹ آئی ول سپیک ٹو یو لیٹر......" وہ کہہ کر فون بند کرتے ہوئے اٹھنے لگی تھی۔ ابان شگری اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔ وہ جانے کیوں اٹھ کر آگے نہیں بڑھ سکی تھی۔ شاید اسے ضروری بات بھی کرنی تھی تبھی اس کے سامنے بیٹھنے پر مدعا بیان کرتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے اپنے ٹریول ڈاکیومنٹس دوبارہ بنوانے ہیں سو مجھے یہاں سے باہر جانا ضروری ہے۔ مجھے کسی بحث میں الجھنا کوئی طویل ڈی بیٹ کرنا ہے۔ اگر آپ مجھے لے جاسکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں خود جانا چاہونگی۔" اتباع نے کہہ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ خاموشی کا ایک **Pause** آیا تھا۔

اتباع نے اسے دیکھتے ہوئے گویا جتایا تھا کہ اس نے اہم بات کی ہے۔

"یہاں سے جانا چاہتی ہیں آپ؟" وہ الٹا سوال کرنے لگا تھا۔

"یہ کیا سوال ہے؟ مجھے یہاں سے جانا ہی تھا۔ یہاں ٹھہرنا مزید خطرات کو دعوت دینا ہے اور میں ایسا کچھ فی الحال افورڈ نہیں کر سکتی۔" وہ قطعی انداز میں بولی تھی۔ انداز فیصلہ کن تھا جیسے وہ ڈھان چکی تھی۔

"یہاں سب ادھورا چھوڑ کر جانا چاہتی ہیں آپ؟" وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

اتباع چونکی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ جیسے سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔"یہاں ایسا کیا ہے مکمل کرنے کو؟ کس بارے میں بات کر رہے ہیں آپ؟"

"شیرنی، باتیں جلد بھول جاتی ہیں آپ!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اوہ..... آپ کو لگتا ہے میں کوئی آلہ کار ہوں؟ آپ ابھی تک انہی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں؟" وہ حیرت سے بولی تھی۔

"ایسا مجھے نہیں لگتا* ایسی پیچیدگیوں میں الجھنے کے لئے وقت نہیں ہے میرے پاس شیرنی مگر حقائق بتاتے ہیں۔ یہ کسی قدر درست ہے۔اصل بات یہ ہے کہ آپ آلہ کار تو ہیں۔" وہ مطمئن..... پرسکون انداز میں اس کے سر پر بم پھوڑ گیا تھا۔

"وہاٹ.....؟" وہ بے طرح چونکی تھی۔"وہاٹ یو ٹاکنگ اباؤٹ؟ کیا ہے یہ؟ مذاق کر رہے ہیں آپ؟" وہ احتجاج کرتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شگری نے مطمئن انداز میں سر انکار میں ہلایا تھا۔

"میں حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتا جب کہ اس کے شواہد اور ثبوت بھی سامنے ہوں۔ بات کھل چکی ہے۔آپ اشعر ملک کی آلہ کار ہیں۔اشعر ملک میرا حریف ہے۔ وہ کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔اینڈ ناؤ آئی نو کیا ہوا ہوگا۔اس نے آپ کو استعمال کیا۔آپ کا مجھ سے ٹکرانا کوئی اتفاق نہیں ہے۔ یہ سب ایک منصوبہ سازی کے طور پر ہوا۔" وہ اس کے ہوش اڑا گیا تھا۔

اتباع منصور کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔یعنی وہ نئے سرے سے اس قید کا حصہ تھی۔ پھر سے وہیں پھنسی ہوئی تھی۔فرار کے تمام راستے مسدود تھے۔

"یہ..... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ اشعر ملک سے کوئی واسطہ نہیں میرا۔میں نہیں جانتی اسے۔صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ بابا کے بزنس پارٹنر تھے۔اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی۔" وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں کے ساتھ سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔وہ مسکرا دیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ کی ان فضول وضاحتوں پر اعتبار کروں گا میں؟" مسکراتے ہوئے جیسے اس کی بے وقوفی پر ماتم کر رہا تھا۔

"اشعر ملک کا فون آگیا تھا۔اس نے تمام سچ اگل دیا۔آپ کونسا سچ بتائیں گی اب؟" وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھتا ہوا بولا تھا اور اس کا دل چاہا تھا ابھی یہاں سے اٹھے اور بھاگتی ہوئی اس گھر اور اس چار دیواری سے نکل جائے۔ پھر چاہے کوئی بھی مصیبت آئے وہ یقینا اس مصیبت سے کچھ کم ہوگی جس سے وہ نبرد آزما ہو سکے گی۔

"جھوٹ کہہ رہا ہے۔اشعر ملک کا کوئی سچ نہیں ہے۔مجھے یقین ہے اس کا ہاتھ میرے بابا کی موت میں ہے اور وہ میری تمام جائیداد ہتھیانا چاہتا ہے۔اگر آپ کو میرے سچ پر یقین نہیں تو میں بھی آپ کے کسی سچ پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

ابان شگری اس کی سمت بغور دیکھتے ہوئے پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا شیرنی..... آپ میرے کسی سچ پر یقین کریں یا نہ کریں۔اس سے کسی شے کی ہیئت پر کوئی اثرات مرتب ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ سچ کو چھپا سکتا ہے یا دبا سکتا ہے۔ بات ساری یہ ہے شیرنی کہ اس چار دیواری کی دنیا آپ کے سچ سے نہیں چل

سکتی۔ کیوں یہ میرے سچ کے گرد گھومتی ہے۔'' وہ مضبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور کو لگا تھا تمام کھلے دروازے ایک لمحے میں بند ہو گئے ہوں۔ ایک شدید گھٹن کا احساس ہوا تھا اسے۔ اس کے لئے سانس لینا بھی محال لگا تھا۔

وہ اٹھی تھی۔ وہ مطمئن انداز میں سر اٹھا کر دیکھنے لگا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''بیٹھ جائیے آپ...... اس گھر سے باہر نہیں جا سکتیں آپ۔ جب تک تمام معاملات کی گتھی سلجھا نہ لی جائے، سچ اور جھوٹ کا پتہ نہ چل جائے۔ آپ یہاں سے کہیں نہیں جا سکتیں...... جہاں آپ بے گناہ ثابت ہوتی ہیں وہاں آپ کی مدد میری ذمہ داری ہو گی۔ میں خود کو آپ کے ٹریول ڈاکیومنٹس ری ڈو کروانے میں مدد دوں گا۔'' وہ پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

وہ انکار میں سر ہلانے لگی تھی۔

''میں اس پابندی کو نہیں مانتی...... میں اس گھر میں مزید قید نہیں رہ سکتی۔ آپ کو کوئی حق نہیں مجھے یہاں قید رکھنے کا۔'' وہ اس قید میں رہنے کو تیار نہیں تھی۔

''آپ سے کہا تھا یہاں سے چلی جائیں۔ آپ نے خود نہ جانے کا فیصلہ کیا۔'' وہ الزام اس کے سر دھر رہا تھا۔

''جھوٹے ہیں آپ۔'' وہ چیخی تھی۔ ''آپ کے ایسے کسی سچ پر میں یقین نہیں کرتی۔ رد کرتی ہوں۔ آپ مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کیجئے گا۔ میں کمزور نہیں ہوں۔'' وہ خود کو بہت مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ابان شگری نے اس کے ہاتھ میں موجود سیل فون کو دیکھا تھا۔ اتباع نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اپنے ہاتھ پر نگاہ کی تھی اور پھر اس سیل فون والے ہاتھ کو چھپا لیا تھا۔ بہت معصوم سی حرکت تھی یہ۔ ابان شگری کو اگر محظوظ ہونا تھا تو وہ بے حد محظوظ ہوا ہو گا۔ تبھی جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''یہ بچکانہ حرکتیں بند کریں شیرنی۔ اگر فون کی سم بلاکڈ ہو جائے تو آپ کے لئے یہ فون...... اس کو چھپانا کس کام کا رہے گا؟'' وہ ہر جواب رکھتا تھا اور ہر بات لاجک رکھتی تھی۔ اتباع منصور کا دماغ گھومنے لگا تھا۔

اس کا سر بری طرح چکرانے لگا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا۔ پورا کا پورا منظر اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا تھا اور وہ لڑکھڑائی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ زمین پر گرتی ابان شگری نے سرعت سے اٹھ کر اسے تھام لیا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ اس کے بازوؤں میں ڈھیر تھی۔

ابان شگری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا پھر اسے اٹھا کر اس کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ خدیجہ اماں اس تمام واقعے کو خاموشی سے قدرے فاصلے پر کھڑے دیکھ رہی تھیں کیونکہ ابان نے انہیں اتباع کے ساتھ رہنے کی تلقین کی تھی سو وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتی تھیں۔ اب بھی وہ قدرے فاصلے پر ابان شگری کے پیچھے چل رہی تھیں۔ اتباع کی دیکھ بھال انہیں ہی کرنا تھی۔

''یا اللہ اس بچی کی مدد فرما!'' خدیجہ اماں نے دل ہی دل میں دعا مانگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"آصف، کیا خبر لایا ہے؟" اشعر ملک نے آنے والے ملازم کو دیکھا تھا۔

"خبر یہ ہے ملک صاحب کہ وہ لڑکی ملک چھوڑ کر جا رہی ہے اور اس کے تمام اثاثے بھی سیکیور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جا رہے ہیں۔ کوئی ہے جو اس کی مدد کر رہا ہے اور نہیں چاہتا آپ فتح یاب ہوں۔" آصف نے بڑی خبر دی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے آصف کو جانے کا اشارہ کیا تھا۔

آصف مڑ کر باہر نکل گیا تھا۔

اشعر ملک مونچھوں کو بل دینے لگا تھا۔

ہے وہی عارضِ لیلیٰ، وہی شیریں کا دہن
نگاہِ شوق گھڑی بھر کو جہاں ٹھہری تھی
وصل کی شب تھی تو کس درجہ سب گزری تھی
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری تھی

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ہاشم سنا تو نے؟ بہت کہنے کو دل کر رہا ہے یار۔" وہ مسکرایا تھا۔

"آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو......!" وہ کہہ کر ہنسا تھا۔ انداز جنوں لئے ہوئے تھا۔ ہاشم اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دو قدم چلتے ہوئے آکر ہاشم کے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بڑا مزا آتا ہے یار ہاشم ٭ لوگوں کو چالیں چلتے دیکھ کر۔ کھیل کا حصہ ہوتے ہوئے بھی چپ چاپ دور کہیں کونے میں بیٹھ کر پوری گیم کو چلتے ہوئے دیکھنا اور کھیلنے والے کو پتہ نہیں کہ ہم بھی اسی کھیل پر نظر رکھے ہوئے ہیں یا اس کا کھیل حصہ بھی ہیں۔ ہے نا پر لطف بات؟ بتا یار اب میں کیوں نہ کہوں کہ آئی ایم دا بیسٹ؟ میں ہوں نا بیسٹ۔ ثابت کر کے دکھاتا ہوں ہر بار......" وہ مسکرایا تھا۔

ہاشم نے سر اثبات میں ہلا کر گویا اس کے کہے پر ایک مہر ثبت کی تھی اور اشعر ملک محظوظ ہو کر ہنسنے لگا تھا۔ پھر خاموش ہو کر مونچھوں کو بل دیتا ہوا پلٹا تھا۔

"اشعر ملک کے دماغ کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ ابان ذوالفقار شگری بہت کچا کھلاڑی ثابت ہونے والا ہے اور مجھے بہت مزا آئے گا جب اس کے منہ پر اسے شکست دوں گا۔ چلنے دو اسے چالیں۔ مارنے دو اور ہاتھ پاؤں۔ اشعر ملک ایک ہی بار میں بازی پلٹ سکنے کی اہلیت رکھتا ہے۔" وہ مسرور دکھائی دیا تھا۔

ہے خب رگرم پھرتا ہے گریزاں ناصح
گفتگو آج سر کوئے بتاں ٹھہری ہے

بکھری ایک بار تو ہاتھ آئے کب موج شمیم
دل سے نکلی ہے کب لب پہ فغاں ٹھہری ہے

اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتا مسرور سا مسکرایا تھا۔

"چل بچوں کو دل خوش کرنے دو اور کھیلنے دو۔ میرے وار تک تو کھیل اور بھی پرلطف ہو جائے گا۔" اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا نے کافی کا سپ لیتے ہوئے سامنے بیٹھی اتباع منصور کو دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے بیٹا؟ اتنی پریشان کس لئے ہے؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟" انہوں نے کافی کا کپ ٹیبل کی سطح پر رکھتے ہوئے پرشفقت انداز میں پوچھا تھا۔

اتباع نے کھوئے کھوئے سے انداز میں سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"بیٹا، اگر کوئی بات ہے تو تم کہہ سکتی ہو! ابان نے کچھ کہا ہے؟ اس سے کوئی شکایت ہے؟" دادا ابا نے دستِ شفقت اس کے سر پر رکھا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ دل چاہا تھا انہیں سب بتا دے۔ صاف صاف کہہ دے مگر جانے کیوں وہ کچھ کہہ ہی نہیں سکی تھی اور بولی تھی تو صرف اتنا۔

"دادا ابا...... کیا آپ مجھے یہاں سے جانے میں مدد کر سکتے ہیں؟" وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

دادا ابا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا جیسے وہ معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی سعی کر رہے ہوں۔ ان دونوں کے درمیان کی صورتحال کا جائزہ لے رہے ہوں۔

"دادا ابا...... میں آپ کی شکرگزار رہوں گی۔ پلیز ہیلپ می ٹو گیٹ آؤٹ آف دس پلیس؟" وہ درخواست کرتی ہوئی بولی تھی۔

"معاملہ کیا ہے؟ کہاں جانا ہے؟" دادا ابا نے کریدا تھا۔

"آپ کو بتایا تھا دادا ابا...... مجھے انگلینڈ واپس جانا ہے۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ پلیز دادا ابا......" اس کے نا چاہتے ہوئے بھی آنکھوں کے کناروں سے آنسو ٹوٹ کر بہنے لگے تھے۔ دادا ابا کو بہت تکلیف ہوئی تھی۔

"بیٹا پہلے رونا بند کرو۔ یہ آنسو کمزوری کی نشانی ہیں اور کمزور ہونے کا مطلب ہے آپ دوسروں کو موقع دیتے ہیں خود کو تکلیف پہنچانے کا۔" دادا ابا نے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیا تھا۔

وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی تھی۔ آنسو خاموشی سے بہہ رہے تھے اور وہ جیسے انہیں روکنے میں بے بس تھی۔

"میں کمزور نہیں ہوں دادا ابا...... مگر مجھے یہاں سے جانا ہے! مجھے یہاں نہیں رہنا۔قید ہے یہ!" وہ سر جھکائے ہوئے بولی تھی۔
دادا ابا نے اسے تسلی دینے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

"اوکے میں ابان سے بات کرتا ہوں!"

"نہیں، آپ ابان شگری سے کوئی بات نہیں کریں گے۔"اس نے فوراً انہیں منع کر دیا تھا۔
"لیکن بیٹا، ابان کے علم میں یہ بات آنا ضروری ہے۔ وہ اس گھر کا سربراہ ہے۔" دادا ابا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔
اتباع منصور ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتی ہوئی ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔
"دادا ابا...... مجھے اس شخص سے کوئی سروکار نہیں ہے۔اس سے برا شخص میں نے پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔وہ اپنے سچ اور اپنے جھوٹ خود بنانے کا عادی ہے۔کسی پر اعتبار کرنا نہیں آتا اسے۔اسے خبط ہے دوسروں پر اپنی بات امپوز کرنے کا۔سننا جیسے اس نے سیکھا ہی نہیں ہے۔نفرت کرتی ہوں میں ایسے شخص سے جس کے قول و فعل میں تضاد ہے۔جو خود اپنے کہے کی نفی کرتا ہے۔" وہ صاف کہتی ہوئی دادا ابا کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی جب دھیان دادا ابا کی آنکھوں کی سمت ہوا تھا۔وہ اس کی پشت میں کھڑے کسی انسان کو دیکھ رہے تھے۔
اتباع منصور نے گردن ذرا پھیر کر دادا ابا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔وہاں ابان شگری کھڑا تھا۔وہ سوٹڈ بوٹڈ شخص، دیکھنے میں باوقار لگتا تھا مگر وہ اس کا ایک مسخ روپ دادا ابا کے سامنے پیش کر رہی تھی۔یہ بات اس sophisticated بندے نے بھی سن لی تھی اور بے شک اس کی پیشانی پر کوئی شکن دکھائی نہیں دی تھی مگر اس کے پرسکون چہرے سے صاف دکھائی دے رہا تھا وہ ان الزامات سے قطعاً خوش نہیں تھا۔

اتباع منصور سے نظریں ملتے ہی وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔شاید یہ وارم سمائل دادا ابا کے لئے تھی یا پھر وہ یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ کتنا وسیع القلب تھا کہ اتباع کے اتنے سارے الزامات سن کر بھی مسکرا رہا تھا۔دوسرے معنوں میں وہ اتباع منصور شیخ کے کہنے کی نفی کر رہا تھا۔
"آؤ ابان...... بیٹھو یہاں!" دادا ابا نے اسے دیکھ کر کہا تھا۔دادا ابا کی بات وہ جیسے ٹال نہیں سکتا تھا۔ہاتھ پر بندھی رسٹ واچ میں ٹائم دیکھا تھا اس نے پھر آہستگی سے چلتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے اس کی طرف سے دھیان پھیر گئی تھی۔

"بیٹھو برخوردار!" وہ پاس آن کھڑا ہوا تھا جب دادا ابا نے اسے بیٹھنے کو کہا تھا۔
"بیٹھو۔تمہارا وقت قیمتی ہے ہر کوئی جانتا ہے۔کچھ وقت رشتوں کو دے لینے میں کوئی حرج نہیں۔" دادا ابا بولے تھے تو وہ اتباع منصو کے برابر بیٹھ گیا تھا۔

اتباع منصور اس کی طرف سے کچھ اور پرے کھسک گئی تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے اس کے اس فعل کو دیکھا تھا مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔دادا ابا ملائمت سے مسکرائے تھے۔

"رشتے کمانا آسان ہے مگر دنیا کی ترجیحات اور ٹرینڈز اتنے بدل چکے ہیں کہ لوگوں کو پیسے کمانا زیادہ ضروری لگتا ہے بجائے رشتے کمانے کے۔" دادا ابا نے ترجیحات کی بات کی تھی۔ ابان شگری نے فوری طور پر کوئی ایکشن نہیں دیا تھا۔

"مذاق کر رہا ہوں برخوردار، اگر تمہیں جانا ہے تو تم بخوشی جا سکتے ہو۔" دادا ابا نرمی سے بولے تھے۔ ابان شگری نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ایسی بات نہیں دادا ابا...... آپ سے زیادہ اہم کچھ نہیں ہے، حکم کریں۔ آپ کے لئے وقت ہی وقت ہے!" وہ مؤدب لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے رشتوں کی اہمیت معلوم ہے۔ رشتے بنانا دقیق امر ہو سکتا ہے مگر موجودہ رشتوں کو نبھانا میں بخوبی جانتا ہوں دادا ابا...... آپ کے قدموں پر چلنا میری پہلی اور ترجیحات میں شمار ہوتا ہے!" وہ باادب لہجے میں کہہ رہا تھا۔

دادا ابا اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے مسکرائے تھے۔

"مجھے فخر ہے میرا پوتا میرے قدموں پر چل رہا ہے۔ خوب سر اونچا کر دیا ہے تو نے اپنے دادا کا۔" دادا ابا خوش دکھائی دیئے تھے۔

اتباع چہرے کا رخ پھیرے چپ چاپ بیٹھی تھی۔ ان دونوں کی گفتگو میں یقیناً وہ بہت مس فٹ محسوس کر رہی تھی تبھی آہستگی سے اٹھ کر جانے لگی تھی۔ ابان شگری اگرچہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا مگر اس نے اس کی چوری کو پکڑ لیا تھا تبھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اتباع منصور چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی مگر وہ اتباع کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ مکمل احترام سے دادا ابا کی بات سن رہا تھا اور وہ بنا کچھ کہے اسے بھی جتانا چاہتا تھا کہ وہ رشتہ جو سامنے موجود ہے کس قدر احترام کے قابل ہے۔ اس سے قطع نظر اتباع اسے گھور رہی تھی جیسے اسے اس کا اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا ناگوار گزرا تھا اور اس سے قطع نظر دادا ابا کہہ رہے تھے۔

"رشتوں کی اہمیت بڑھتی تب ہے جب انہیں وہ احترام اور ریسپیکٹ دی جائے جو رشتہ ڈیزرو کرتا ہے۔ یہ ڈوری اپنے ساتھ بہت سی توقعات باندھے ہوتی ہے اور توقعات کے پورا نا ہونے سے اس ڈوری میں گویا شگاف پڑنے لگتے ہیں، دھاگہ کمزور پڑتا ہے، دلوں میں دوریاں بنتی ہیں اور یہ دوریاں فاصلوں کو بڑھا دیتی ہیں۔ فاصلہ ہو تو نفرت اپنی جگہ بناتی ہے اور پھر وہ ڈور ٹوٹنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔" دادا ابا ان ڈائریکٹ بہت کچھ سمجھا رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ دونوں کچھ سمجھ رہے تھے کہ نہیں مگر ابان شگری بغور احترام سے سنتے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اپنی دانست میں وہ پوری توجہ دادا ابا کو دے رہا تھا اور اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جس کے ہاتھ کے نیچے اس کا ہاتھ تھا اور اسے اندازہ تک نہ تھا یا پھر وہ جان بوجھ کر اس کو وہاں موجود رکھنا چاہتا تھا۔

"میں آپ کی بات سمجھتا ہوں دادا ابا۔ رشتوں کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جا سکتا۔ آپ کی سکھائی گئی ویلیوز میری زندگی میں رشتوں کو سمجھنے کے لئے بہت معاون رہی ہیں ہمیشہ۔" وہ باادب انداز میں کہہ رہا تھا۔ دادا ابا نے رسٹ واچ پر وقت دیکھا تھا۔

"اوہ مجھے ضروری بات کرنا تھی مگر انشاء اللہ نماز کے بعد بات کریں گے۔ تم دونوں بیٹھو، میں نماز پڑھ لوں۔" وہ اٹھے تھے اور چلتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

دادا ابا کے جاتے ہی ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے اسے گھور رہی تھی۔

''مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنا...... ہاتھ چھوڑیے۔'' وہ دوٹوک انداز میں بولی تھی۔

''کس نے کہا کہ مجھے آپ سے بات کرنا ہے؟'' وہ الٹا اسے دیکھتا ہوا سوال کرنے لگا تھا۔ اتباع کا ہاتھ بدستور اپنے ہاتھ کے نیچے دبائے وہ مگن بیٹھا تھا اور انکاری تھا کہ وہ اس سے بات کرنے کا خواہاں ہے۔

''آپ کے بولنے میں اور کرنے میں تضاد ہے جو کہہ رہے ہیں اس کے اپوزٹ کر رہے ہیں۔ ہاتھ چھوڑیے!'' وہ بولی تھی مگر ابان اس کی سنی ان سنی کرتے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

اتباع اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ابان نے سرعت سے کلائی سے پکڑ کر دوبارہ بٹھالیا تھا۔ وہ اس دیدہ دلیری پر حیرت سے پر نظروں سے اسے غصے سے دیکھنے لگی تھی۔

''یہ کیا حرکت ہے ابان ذوالفقار شگری؟ آئی سیڈ مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔ نہیں جانتی میں آپ کو......'' وہ سلگتے انداز میں بولی تھی مگر وہ اطمینان سے دیکھتا رہا تھا۔ اتباع کو اس کی سمت سے اپنی نگاہیں ہٹانا پڑی تھیں۔

''میں آپ کی رعایا نہیں ہوں، آپ میرے ساتھ ایسا سلوک روا نہیں رکھ سکتے۔ نا ہی میں مجرم ہوں۔ آپ کو جو بھی پروو کرنا ہے، جب تک وہ پروو نہیں ہوتا، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میں کوئی آلہ کار ہوں یا یہاں آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کی غرض سے آئی ہوں۔'' وہ اس کی سمت دیکھے بنا جتاتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری کا اطمینان اسی طور برقرار تھا۔

''یہاں رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ مجرم ہوں نا؟ سزا دلوانی ہے نا؟ تو پولیس میں کمپلین کریں۔ قانون کو اپنا کام کرنے دیں۔ آپ کو کوئی حق نہیں بنتا مجھے یہاں اس طرح زبردستی بند کر کے رکھنے کا۔ یہ غیر قانونی ہے۔ میں یہ سب سہہ لوں گی کیسے سوچا آپ نے؟ میں کمزور نہیں ہوں۔'' وہ باور کرا رہی تھی مگر وہ طمینان سے اس کی طرف دیکھتا ہوا مسکرا دیا تھا۔

''تضاد تو تمہاری باتوں میں بھی ہے شیرنی۔ تم بھی جو کہتی ہو وہ کرتی نہیں، نا ہونے دیتی ہو۔'' وہ پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔ وہ چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

''کیا کیا میں نے؟'' وہ حیران ہوئی تھی۔

''شادی...... شادی کا کہا تھا تم نے! نہیں کی، جھوٹ بولا...... جھوٹی کہانیاں سنائیں...... خود کو مظلوم ثابت کیا اور جتایا کہ تم صحیح ہو اور باقی سب غلط! میں آخر میں کیا کھلا شیرنی؟ جو تم نے کہا وہ جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ سچ کو ملمع کاری کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سچ وہ تھا جو کہ اشعر ملک نے بتایا۔'' وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''آپ کے اور میرے سچ میں فرق ہے ابان شگری، آپ کو سچ وہ لگتا ہے جسے آپ سچ سمجھنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کا سچ کیا ہے یا آپ کسے اپنا سچ سمجھتے ہیں۔ ڈونٹ ٹرائے ٹو بی اوور سمارٹ...... ! قانون مجھے بھی پتہ ہے اور قانونی چارہ جوئی

کرواناً مجھے بھی آتی ہے۔" وہ ڈرے سہمے بنا بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر متاثر ہوتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"شیرنی...... مجھے لگتا ہے شاید زیادہ استعمال نہیں کر پاتیں آپ عقل کا مگر آپ کی باتوں سے پتہ لگتا ہے دماغ یوز کرنے کا شوق ہو چلا ہے تمہیں۔" وہ طنز کر رہا تھا یا واقعی متاثر ہو رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"مجھے کچھ پرووُ نہیں کرنا ہے۔ دماغ دنیا میں صرف آپ کے پاس نہیں ہے۔ مجھے سزا دلوانا چاہتے ہیں، شک ہے آپ کو مجھ پر تو بلوائیے پولیس کو۔" وہ ڈرے سہمے بنا بولی تھی۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو آہستگی سے ہٹایا تھا اور انہماک سے اسے دیکھتے ہوئے خاموشی سے اسے لمحہ بھر کو دیکھا تھا پھر آہستگی سے گویا ہوا تھا۔

"تمہاری باتیں دلیلیں رکھتی ہیں شیرنی مگر ضروری نہیں تمام دلیلوں میں اتنا دم بھی ہو کہ وہ خود کو منوا سکیں۔ ان آنکھوں کو دیکھوں تو ہر بات پر اعتبار کرنے کو دل کرتا ہے۔ ہر جملہ اپنے اندر صداقت رکھتا ہے مگر یہ صداقت صرف اس چہرے میں ہے، ان آنکھوں میں ہے، تمہاری باتوں میں نہیں۔ اگر لہجے میں بھی صداقت ہوتی تو میں تمہیں دیکھ نہیں پاتا، صرف سنتا مگر ایسا نہیں ہے۔ میں سنتا ہوں تمہیں اور زیادہ دیر دیکھ نہیں پاتا۔ تمہاری نگاہ باندھتی ہے مگر گرفت ڈھیلی پڑتی جاتی ہے جب سچ پر نگاہ پڑتی ہے تو سارے رنگ اتر جاتے ہیں۔" وہ پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور کو الجھن ہونے لگی تھی۔

"میں نے کبھی شادی کے لئے نہیں کہا...... سب جھوٹ ہے اور......!" وہ بولنے والی تھی جب ابان شگری نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی۔ وہ ساکت سی اسے تکنے لگی تھی۔

"بولنا اتنا ضروری نہیں ہے، صرف بولنے سے ساری صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ یہ نگاہ چپ بھی رہے تو بتا سکتی ہے کہ یہ اسیر کر سکتی ہے۔ نگاہ بے خبری میں بھی اٹھے تو جتاتی ہے کہ اثر پذیر ہے۔ آپ کو تاویلیں دینے کا شوق ہو چلا ہے مگر تاویلیں بیانات کی بھرپور نفی کرتی ہیں جب آپ دور جانے کی بات کرتی ہیں۔ آپ کی نظریں بے چین دکھائی دیتی ہیں جب تفاوتوں کی بات ہوتی ہے اور چاہے میں یقین کروں یا نہ کروں مگر یہ نگاہ کچھ کہتی ہے اس بولتی چپ میں جو سوچنے پر اکساتی ہے کہ کہیں کچھ ہے، کوئی آدھا سچ جو آدھے آسمان سے جڑتا ہے اور خود کو مکمل کرنے کی درخواست کرتا ہے۔" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"آپ نا مانیں مگر آپ کی نگاہیں بہت سی عرضیاں لکھ کر چپ چاپ نامعلوم مقام پر بھیجتی ہیں جنہیں خاموشی سے صاف سنا جا سکتا ہے چاہے ان درخواستوں کا واسطہ مجھ سے یا میرے دل سے جڑنے کا نا ہو مگر وہ آدھی چپ جو پوری بات کہتی ہے تو سب خاموشی میں ساکت ہو جاتا ہے۔ یہ تجربات حیران کن ہیں۔ مجھے گمان ہے یہی رہا تو محبت جنوں کے راستے پر چل پڑے گی پھر اسے نا آپ روک پائیں گی نا میں۔"

وہ بہت مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کی نگاہ ساکت تھی۔ حیرت سے صرف اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہا تھا

مگر لگتا تھا جیسے ابان شگری کو تمام لمحوں پر اختیار تھا۔ وہ وقت کو مٹھی میں لے کر تمام لمحے ساکت کر سکتا تھا۔ وہ جو بولتا تھا وہ لایعنی باتیں نا سمجھ میں آنے والے قصے تھے۔ اس کی سمجھ میں اس کی باتیں نہیں آتی تھیں مگر وہ سمجھ نہیں پاتی تھی۔ اس کا وجود ان باتوں کے ساتھ کیسے بندھ جاتا تھا۔ وہ کیوں ساکت سی رہ جاتی تھی...... کہیں دھڑکنیں شور کیوں کرنے لگتی تھیں...... اور ان دھڑکنوں کا کیا واسطہ تھا اس سے یا اس کی بے معنی باتوں سے؟...... وہ کچھ نہیں سمجھ پاتی تھی۔ میں اس چپ میں وہ اسے سننے اور سمجھنے کی کوشش کرتی تھی مگر جواب میں اپنی دھڑکنوں کی آواز آتی تھی اور یہ بات اسے زیادہ حیران کن لگتی تھی۔

''اپنی دھڑکنوں کے شور کو سن کر حیران کیوں ہیں آپ؟ آپ کو لگتا ہے سب بے معنی ہے...... میں...... میرا وجود...... میری باتیں لایعنی ہیں تو پھر اس چپ سے الجھتی کیوں ہیں آپ؟ اس چپ سے الجھنے کے معاملات کہیں دھڑکنوں سے جڑتے ہیں اور صاف سنائی دیتا ہے کہ آپ جس سچ کی نفی کرنا چاہتی ہیں اس سچ کی حقیقت اٹل ہے۔ آپ جواز ڈھونڈتی ہیں، تاویلیں ڈھونڈتی ہیں اور جتانے کی کوشش کرتی ہیں کہ سب قیاس آرائیاں ہیں مگر اس بولتی چپ میں محبت بولتی ہے کہ یہ شور بے معنی نہیں ہے۔'' وہ مدھم لہجے میں اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتا کہہ رہا تھا۔

اتباع نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی کلائی سے چھڑانا چاہا تھا۔ وہ اسی اطمینان سے ہنوز اسے دیکھ رہا تھا۔

''چپ میں بولتی عرضیاں لکھ کر میری طرف بھیجنا بند نہیں کر سکتیں تو پھر یہ پر تضاد بیانات کا سلسلہ بھی بند کر دیں۔ آپ جتنے پر زور انداز میں، انہماک سے اس محبت کی نفی کرتی ہیں، آپ کی دھڑکنیں اس کا بھرپور اظہار کرتی ہیں۔ خود کو مشکل میں ڈالنا اچھا لگتا ہے آپ کو؟ محبت واقع ہو گئی ہے تو اس جنوں خیزی سے منکر ہونے کی وجہ؟ شواہد ڈھونڈنے والی نظر نہیں تو خاموشی میں تعاقب کرنا متروک کیوں نہیں کر دیتیں آپ؟'' وہ اس خاموشی میں بہت آہستگی سے بول رہا تھا۔ اتباع ساکت سی بیٹھی سر جھکا گئی تھی پھر سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

''insane!''۔ اتباع بے یقین لہجے میں بولی تھی جیسے اس کے دماغ کے خراب ہونے کا مکمل یقین نہ ہو مگر وہ یقین کرنا چاہتی ہو کہ وہ حواس میں نہیں ہے۔

''میرے دماغ میں خلل واقع نہیں ہوا شیرنی...... یہ آپ کا دل ہے جو یقین اور بے یقینی کے درمیان کھڑا کہیں جاننے کا متلاشی ہے کہ اس طرف بھی شوق کا وہی عالم ہے یا طلب کچھ کم ہے؟ آپ نہ بھی مانیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس نگاہ میں کتنے سوال ہیں جو خاموشی میں جواب چاہتے ہیں مگر ہزار کوشش کرنے کے بعد بھی کوئی سرا نہیں پاتے تو تھک کر سر پٹخنے لگتے ہیں۔ یہ جنوں میرا نہیں، آپ کا ہے شیرنی۔'' وہ جتا رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑایا تھا اور اٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔ کمرے میں آ کر وہ کئی لمحوں تک ان دھڑکنوں سے نبرد آزما ہونے کی کوشش کرتی رہی تھی جو بے سبب شور مچا رہی تھیں۔ وہ شخص پاگل تھا۔ اسے یقین ہو چلا تھا۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا ذوالفقار شگری کی طرف آئے ہوئے تھے۔ وہ وہی شکوک دہرا رہے تھے۔

''اباجی، آپ آئے اور سیدھا وہیں چلے گئے۔ ایک تو آپ نے آنے کی خبر نہیں دی اور پھر......!'' ذوالفقار شگری خفگی سے بولے تھے۔

دادا ابا نے ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا تھا۔

''خفا مت ہو ذوالفقار، تم جانتے ہو ہمیشہ اسی گھر میں آتا ہوں مگر اس بار کچھ ضروری کام نمٹانا تھے تو ابان کی طرف جانا پڑا......اسے کچھ مدد بھی درکار تھی۔'' دادا ابا مسکراتے ہوئے بولے تھے۔ ذوالفقار چونکے تھے۔

''کیسی مدد؟''

''ارے یار دادے پوتے کی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اب ضروری ہے ہر بات کا چرچہ کریں؟'' دادا ابا مسکرائے تھے۔ ذوالفقار دیکھ کر رہ گئے تھے۔

نمرہ نے چائے بنا کر سامنے رکھی تھی۔

''ان کی چھوڑیں آپ......انہیں عادت ہے ابان سے جڑی ہر بات میں مداخلت کرنے کی۔ آپ بتائیے اماں کیسی ہیں؟ اماں کو بھی لے آتے تو ان سے بھی ملاقات ہو جاتی۔''

''تمہاری اماں کو کئی اہم کام تھے وہاں۔ گرمیوں میں شاید چکر لگائیں گی۔ تم لوگ تو فیس ٹائم اور Skype کر لیتے ہو۔ جانتا ہوں دل ہلکا ہو جاتا ہے یہاں وہاں کی کہہ کر۔'' دادا ابا مسکرائے تھے۔ ''تمہاری اماں کا فیورٹ ٹاپک میں ہوتا ہوں۔ انہیں ہزار شکوے رہتے ہیں۔'' وہ مذاق کر رہے تھے۔ نمرہ مسکرا دی تھی۔

''ایسا نہیں ہے ابا۔ اماں نے کبھی آپ کے خلاف بات نہیں کی۔ وہ تو اتنے اچھے دل کی ہیں۔''

''اس میں تو کوئی شک نہیں ہے نمرہ بیٹا، اچھی تو وہ ہیں تبھی تو گزارہ ہو گا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولے تھے۔ نمرہ مسکرا دی تھی۔

''ابا ہمسفر اچھا ہو تو اتنی طویل مدت گزرنے پر بھی خبر نہیں ہوتی۔ پیچھے پلٹ کر دیکھوں تو کل کی بات لگتی ہے۔ آپ دونوں کا جوڑ بے مثال ہے۔'' وہ سراہ رہی تھی۔ دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

''ذوالفقار تم ہمیشہ اسی طرح بزی رہتے ہو؟ ہماری بہو کا کوئی خیال بھی رکھتے ہو یا نہیں؟'' لیپ ٹاپ پر مصروف ذوالفقار کی کلاس دادا ابا نے لی تھی۔

ذوالفقار دیکھ کر رہ گئے تھے۔ نمرہ مکمل بے خبر بن کر چائے کے سپ لینے لگی تھی تبھی دادا ابا بولے تھے۔

''ذوالفقار، وقت کے ساتھ بہت سی عادتوں اور چیزوں کو بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے بیٹا......اگر پرانی سوچ اور چیزوں کو نہ بدلا جائے تو بظاہر فرق تو کوئی نہیں پڑتا مگر جب ٹٹولا جائے تو بہت کچھ ہو چکا ہوتا ہے۔ اندر کہیں کچھ خالی رہ جاتا ہے اور اس خلا کو نہ تو وقت بھر پاتا ہے نا کوئی ازالہ۔'' وہ سمجھانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

ذوالفقار نے سر اٹھا کر دادا ابا کو دیکھا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ ابا مگر یہاں ضرورت سوچ بدلنے کی نہیں ہے۔سوچ کا مکمل انداز بدلنے کی ہے۔جو بھی اس سب میں صحیح کچھ نہیں ہے۔ہر طرف، ہر شے بے سمت جاتی لگ رہی ہے اور اس میں قصوروار جو لوگ ہیں وہ اپنی غلطیوں کا شمار کرنے کو تیار نہیں ہیں مگر دوسروں پر الزام لگاتے دکھائی دیتے ہیں۔"وہ الٹا الزام دے رہے تھے۔دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

انداز میں نرمی تھی۔نمرہ کو اندازہ ہوا تھا ذوالفقار کا انداز کس قدر کھردرا تھا تبھی کباب کی پلیٹ اٹھا کر دادا کی سمت بڑھاتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"آپ یہ کباب لیں ابا، آپ کو چکن کے کباب پسند ہیں نا؟ اماں سے بنانا سیکھے تھے۔آپ کو یاد ہے نا جب اس گھر میں آئی تھی تو مجھے کوکنگ کرنا بھی نہیں آتی تھی اور تب آپ تھے جو میری رہنمائی کرتے تھے اماں کی ڈانٹ سے بچانے کے لئے اور اماں کوئی برے ارادے سے نہیں ڈانٹتی تھیں مجھے، ان کا مقصد تھا میں اچھا کھانا بنانا سیکھ لوں اور انہی کی ڈانٹ کا اثر تھا کہ میں نے اچھا کھانا بنا سیکھ لیا تھا۔" نمرہ مسکرائی تھی۔دادا ابا چائے کا سپ لیتے ہوئے مسکرا دیئے تھے۔

"یاد ہے، اور تمہیں تو کم ڈانٹ پڑتی تھی تمہاری اماں سے، مجھے زیادہ پڑتی تھی۔انہیں گلہ رہتا تھا ان کا کچن تلپٹ ہو جاتا ہے میرے کچن میں قدم رکھنے سے۔"وہ مسکراتے ہوئے بولے تھے اور کباب اٹھا کر کھانے لگے تھے۔

نمرہ مسکرا دی تھی۔

"اماں ٹھیک ہی تو کہتی تھیں۔میری مدد کرنے کے چکر میں آپ اماں کے کچن کی حالت بگاڑ دیتے تھے۔کتنے اچھے دن تھے ابا۔ مجھے اتنا اچھا گھر ملا، اتنے محبت کرنے والے رشتے ملے، سوچتی ہوں ابان یا حمزہ کی دلہنوں کو ویسا سب ملے گا کہ نہیں۔"وہ افسردہ دکھائی دی تھیں۔

"ایسا نہیں سوچتے بیٹا۔ابان اور حمزہ کی دلہنوں کو اتنی اچھی ساس ملے گی اور مجھ جیسا دادا ابا بھی اور پھر تمہاری دادی بھی تو ہیں۔ ذوالفقار اور تمہاری اماں جیسے ہیڈ ماسٹر ٹائپ لوگ بھی ہونے چاہئیں گھر میں، ذرا رونق رہتی ہے۔"ابا کے سامنے ذوالفقار کی مجال نہیں تھی بولنے کی مگر وہ چپ چاپ سن رہے تھے مگر اسے اچھا لگ رہا تھا ایٹ لیسٹ نمرہ بہت دنوں بعد مسکراتی دکھائی دی تھی تبھی وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بولے تھے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر آپ کا کہنا ہے کہ میں ہیڈ ماسٹر ٹائپ سسر بنوں گا۔اتنا چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہئے۔"نمرہ اور اور دادا ابا ذوالفقار کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"ذوالفقار شگری، رشتوں پر گرفت ڈھیلی رکھنی چاہئے بیٹا ورنہ رشتے دم گھٹنے کے باعث اپنے خواص کھو سکتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو الزام رشتوں کو دینا نہیں بنتا۔"دادا ابا مسکراتے ہوئے نرمی سے جتا رہے تھے۔ذوالفقار شگری دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

لائر کچھ ضروری قانونی پیپرز سائن کروانے آیا تھا۔ پیپر سائن کرتے ہوئے اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے بغور دلچسپی سے لائر کو دیکھا تھا۔

"ہاں بھئی امتیاز صاحب...... کیا خبر ہے؟ آپ تو اس چیمبر میں بیٹھتے ہیں نا جس میں ابان ذوالفقار شگری کے لائر کا آفس بھی ہے۔ کوئی خبر ہے کہ نہیں؟ کیا چل رہا ہے؟ وہ کوئی نیا راز اگلوانا چاہتا تھا مگر امتیاز صاحب نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"میں نہیں جانتا ملک صاحب، شگری صاحب کوئی معمولی انسان نہیں ہیں جن کی خبر گیری سب رکھ سکیں۔ ان کے معاملات کھلے عام ڈسکس نہیں ہوتے۔ وہ اپنی باتوں اور معاملات کو کونفیڈنشل رکھنا جانتے ہیں۔ اپنی کم عمری میں جو مقام انہوں نے بنایا ہے وہ اسے قائم رکھنا بھی اچھے سے جانتے ہیں۔ وہ بہت کامیاب بزنس ٹائیکون ہی نہیں بہت شاطر دماغ انسان بھی ہیں۔ ایسا تو ان کے بارے میں سبھی جانتے ہیں۔" مسٹر امتیاز مسکرائے تھے۔ اشعر ملک مونچھ کو بل دیتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"میرے رقیب کا ذکر جب کوئی کرتا ہے وہ بھی اتنے پیار سے تو رقیب پر تو پیار آتا ہے، اس کا ذکر کرنے والے پر بھی دوگنا اور زیادہ آتا ہے۔ اب سمجھ میں نہیں آتا رقیب سے پیار کروں یا اس کے ذکر کرنے والے پر۔" اشعر ملک محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔ لائر نے مسکراتے ہوئے فائل بند کر کے بیگ میں رکھی تھی۔

"ملک صاحب، خوش نصیب ہے وہ انسان جسے آپ کی نظر کرم ملے۔ محبت تو اضافی Bonus تصور کیا جا سکتا ہے۔" وہ خود کو نمک حلال ظاہر کرنے کی مکمل کوشش کر رہا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا اور مونچھ کو بل دیتے ہوئے مسٹر امتیاز کو دیکھا تھا۔

"ناممکن کچھ نہیں ہے آپ کے لئے مسٹر امتیاز، کوشش کریں کوئی اندر کی بات باہر لانے کی۔ دشمن کو کمزور کرنے کے لئے اشعر ملک اپنے دوستوں کو اور بھی مضبوط کر سکتا ہے۔ سوچ لیں، اتنا ملے گا جس کا تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ امتیاز نے سر ہلا دیا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات......!" اشعر ملک سرور سے مسکرایا تھا۔

"وعدہ نہیں ملک صاحب مگر کوشش کروں گا۔ ابان شگری کے ارد گرد کے لوگ بہت وفادار ہیں۔ وہ غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔" مسٹر امتیاز بولا تھا۔

"تو کس نے کہا انہیں غدار بناؤ...... تم وفاداری ثابت کر دو نا وکیل صاحب۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہر شے کی قیمت ہوتی ہے مسٹر امتیاز...... پتہ کرو اور مجھے آگاہ کرو۔" اشعر ملک ابان شگری کی شکست کو یقینی بنانا چاہتا تھا۔

"دشمن بہت چالاک ہو تو اسے رسمی طریقے سے مات دینے کا نہیں سوچتے کیونکہ دشمن کتنا بھی شاطر کیوں نہ ہو اس کے دماغ میں کہیں کوئی ایک خانہ بند رہ ہی جاتا ہے۔ میں اس کمزوری کو اپنی طاقت بنانا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بند خانے پر وار کرنا ہے اور اپنی کامیابی کو یقینی بنانا ہے۔" وہ پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔ مسٹر امتیاز نے سر ہلا دیا تھا اور اٹھ کر چلتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

میں یہ سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
ترا غم ہے تو غم دہر کا جھگڑا کیا ہے
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے
تو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یوں نہ تھا، میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے

"آہ...اوے انور......فیضؔ چاچا کتنے مزے کی باتیں کہہ گئے نا؟ عقل کام کرتی تھی ان کی۔" وہ مسکرایا تھا "عقل تو میری بھی بہت کام کرتی ہے تبھی تو میں کہتا ہوں، آئی ایم دا بیسٹ......تو بس جیلس ہو......!" وہ مسرور سا مسکرایا تھا۔ ملازم چپ چاپ اسے دیکھ رہے تھے۔

"ٹھیک کہتے ہیں آپ ملک صاحب!" انور نے بھرپور تائید کی تھی۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔ پھر دو قدم چلتے ہوئے انور کے پاس کھڑا ہوا تھا اور اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔ انور مسکرا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا نے ابان شگری کو اپنے روم میں بلایا تھا۔ وہ انہماک سے کتاب پڑھ رہے تھے جب وہ اندر داخل ہوا تھا مگر وہ شاید اسی کے منتظر تھے تبھی اس کو دیکھتے ہی کتاب بند کر دی تھی اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگے تھے۔

ابان شگری نے دادا ابا کو منتظر دیکھ کر ان کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے اور چلتا ہوا پاس جا رکا تھا۔ دادا ابا نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ خاموشی سے دادا ابا کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ دادا ابا نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی تھی۔ وہ منتظر تھا وہ مدعا کہیں گے مگر تبھی فرید آیا تھا کافی کے ساتھ کچھ لوازمات لے کر۔ جب تک وہ کافی سرو کر کے گیا تھا وہ دونوں خاموش رہے تھے۔ فرید کے جانے کے بعد دادا ابا نے اپنی کافی کا کپ اٹھایا تھا اور سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"تم کافی نہیں لے رہے؟"

"نہیں دادا ابا...... مجھے فی الحال طلب نہیں ہے۔ ایک ضروری میٹنگ کے لئے نکل رہا تھا۔ خدیجہ اماں نے بتایا آپ نے بلایا ہے تو میں آپ کی طرف آ گیا۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اوہ اگر تمہیں ضروری میٹنگ کے لئے جانا ہے تو تم جاؤ ہم پھر بات کر لیں گے۔" دادا ابا نے نرمی سے کہا تھا۔

"نہیں دادا ابا، آپ کی بات ہر شے سے زیادہ ضروری ہے۔ میں نے بزنس اور رشتوں میں امتیاز رکھنا آپ سے سیکھا ہے، آپ حکم کریں۔" وہ مؤدب انداز میں کہہ رہا تھا۔ دادا ابا نے کپ ایک طرف رکھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہولے سے تھپتھپایا تھا اور نرمی سے مسکرائے تھے۔

"مجھے تم اتباع منصور شیخ کے بارے میں بات کرنا تھی۔ابان چونکا تھا۔

"اتباع کے بارے میں کیا؟"

"تم نے کہا تم اس کی مدد کرنا چاہتے ہو،وہ مشکل میں ہے۔میں نے صورتحال کا جائزہ لیا ہے۔میں جان پایا ہوں یہ صورتحال کس قدر پیچیدہ ہے۔اتباع کو یہاں سے جانے کی جلدی ہے مگر مجھے نہیں لگتا یہ بہترین حل ہوگا۔تم کیا کہتے ہو؟" دادا ابا نے دانستہ بات کو ادھورا بیان کیا تھا۔وہ اتباع کے لئے اس کے احساسات اور کنسرن دیکھنا چاہتے تھے شاید......اور ابان شگری کے چہرے پر ایسا کوئی شائبہ نہیں تھا۔وہ پوچھ رہا تھا۔

"ہم اس معاملے میں کیا کر سکتے ہیں دادا ابا؟ میں اپنے طور پر کوشش کر رہا ہوں اتباع منصور کو تحفظ دوں مگر اگر وہ جانے پر بضد ہے تو پھر کچھ نہیں ہوسکتا۔" دادا ابا کسی پوشیدہ رشتے کی بونڈنگ اس کی آنکھوں میں ڈھونڈ رہے تھے اور وہ قطعاً بے تاثر دکھائی دیا تھا۔

دادا ابا کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔وہ اپنی فیلنگز کو آسانی سے ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا جیسے اسے خود پر مکمل اختیار تھا۔

"اشعر ملک کو مطلوب ہے وہ؟ تو کیا خیال ہے اسے اشعر ملک کو سونپ دینا چاہئے؟ دادا ابا نے جیسے اس کے دل کو کریدا تھا اور وہ چونکے نہیں تھے جب وہ حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"ہم اسے اشعر ملک کو کیسے سونپ سکتے ہیں دادا ابا؟ آپ جانتے ہیں نا اس شخص کو؟ وہ کس ٹائپ کا بندہ ہے؟ اس لڑکی نے ہم سے مدد مانگی ہے اور ہم اسے اپنے ہاتھوں سے سانپ کے منہ میں نہیں ڈال سکتے۔اشعر ملک سے برا شخص کوئی اور نہیں ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔جذبات سے قطعاً عاری تھا لہجہ۔

دادا ابا مسکرائے تھے۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو مگر ایسی صورتحال میں کیا ہوسکتا ہے جبکہ تم جانتے ہو کہ اشعر ملک سے بڑا حریف تمہارا کوئی اور نہیں۔مجھے ڈر ہے کہیں وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔" دادا ابا نے اپنے خدشات بیان کئے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا دادا ابا......اشعر ملک کی ہمت اتنی نہیں ہے کہ مجھ سے الجھنے کی کوشش کر سکے۔مگر وہ شخص ایسے ہتھکنڈے ضرور کر سکتا ہے۔جس سے وہ توجہ کسی معاملے سے ہٹا کر کسی اور معاملے پر لگا سکے۔" ابان شگری نے دادا ابا کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی۔

"دیکھو بیٹا۔میں جانتا ہوں تم اشعر ملک سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہو مگر کسی غیر لڑکی کے لئے جسے تم جانتے بھی نہیں کوئی رسک لینا مناسب نہیں۔" دادا ابا کچھ اگلوانے کے چکر میں یہ سب کہہ رہے تھے اور ابان شگری دادا ابا کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"دادا ابا، آپ ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں؟ وہ کمزور لڑکی ہے،اس نے ہم سے مدد مانگی ہے اور ہم اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیں؟"

وہ بے چینی سے بولا تھا۔

دادا ابا نے شانے اچکا دیئے تھے۔

''بیٹا، میری سمجھ میں کوئی اور راستہ تو نہیں آتا۔ اتباع خود بھی یہاں سے جانا چاہتی ہے۔ وہ پریشان ہے۔''

''وہ بے وقوف ہے دادا ابا...... اور بے وقوف لوگ اکثر بے وجہ کی باتوں کی ٹینشن لے کر پریشان ہوتے ہیں۔ اگر اس لڑکی کے پاس عقل ہے بھی تو فی الحال وہ اس کا استعمال کرنے پر تیار دکھائی نہیں دیتی۔ دادا ابا وہ اشعر ملک ہے۔ آپ جانتے ہیں وہ اس لڑکی کے ساتھ کیا کرے گا؟ وہ اس کی قید سے بھاگی ہے اور وہ کتنا برہم نہیں ہوگا۔ آپ کو لگتا ہے ہم اس کی مدد کر کے غلط کر رہے ہیں؟''

دادا ابا اس سے سچ سننے کے طالب تھے۔ انہیں امید تھی وہ ایک رشتہ جسے وہ دونوں قبول نہیں کر رہے تھے یقیناً اس بحث میں کھل جائے گا مگر ابان شگری ادھر ادھر کی باتوں، حیلے بہانوں میں کنی کترا رہا تھا اور اصل مدعا وہیں کا وہیں دبا ہوا تھا۔

''پھر کیا حل ہے؟ ابان شگری میں جانتا ہوں میرا پوتا شیر ہے مگر بہت سی باتیں مجھے پریشان کرتی ہیں۔ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نہ کرے تم پر کوئی آنچ بھی آئے مگر تمہارا محتاط رہنا ضروری ہے۔ اشعر ملک مختلف مزاج کا بندہ ہے، وہ اپنے ہتھکنڈوں کو آزمائے گا۔ دیکھا جائے تو کسی کی دشمنی کے قابل بھی نہیں ہے۔ وہ کمزور گوشہ دیکھ کر وار کرنے کا عادی ہے۔ اس میں جنون ہے آگے بڑھنے کا مگر بہت جذباتی ہے وہ۔ تم سے میں یہ ایکس پیکٹ نہیں کرتا کہ اس سے الجھو۔ تم اس مقام سے بہت اونچے ہو۔ اشعر ملک کو تمہیں دیکھنے کے لئے اب بھی سر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس بلندی کو قائم رکھو۔ میں چاہتا ہوں تم اس معاملے کو اتنا سرسری مت لو۔'' دادا ابا کے مشورے پر اس نے سر ہلاتے ہوئے رسٹ واچ کو دیکھا تھا۔

''ڈونٹ وری دادا ابا...... میں دھیان رکھوں گا۔ مجھے دیر ہو رہی ہے دادا ابا۔ کیا مناسب ہوگا اگر ہم بعد میں اس مسئلے پر بات کریں؟'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ دادا ابا نے سر ہلا دیا تھا۔

ابان شگری اٹھ کر چلتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

دادا ابا سوچ میں غلطاں دکھائی دیئے تھے۔

☆ ☆ ☆

''یہ اشعر ملک کا کیا معاملہ ہے؟'' یحییٰ نے اس کے ساتھ آفس میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ چونکا نہیں تھا۔ اسی بے تاثر چہرے سے چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

''اشعر ملک ایک ایسا چوہا ہے جو اپنی بل میں دبک کر بیٹھ کر ساری دنیا کو اپنی مٹھی میں لینے کے خواب دیکھتا ہے۔ تم سمجھتے ہو۔ اس کی کسی بات میں کوئی دم ہو سکتا ہے؟'' سرسری انداز میں کہتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر اپنے روم میں داخل ہوا تھا اور اپنی چیئر سنبھالی تھی۔ یحییٰ اس کو خاموشی سے دیکھتے ہوئے چیئر کھینچ کر بیٹھا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔

''وہاٹ ہیپنڈ؟'' ابان شگری نے فائل کھول کر دیکھتے ہوئے سرسری انداز میں پوچھا تھا۔ یحییٰ نے گہری سانس لی تھی۔

''آئی رئیلی ڈونٹ نو۔ تم اس بارے میں جانتے ہو کہ نہیں مگر اس کا لائر امتیاز کچھ اندر کی انفارمیشن جاننے کے لئے بے تاب ہے

اوراس کے لئے اس نے تمہارے لائر کوایک بڑی رقم کی آفر کی ہے۔'' یحییٰ کے بتانے پر وہ چونک کر دیکھنے لگا تھا۔

''یہ کب ہوا؟'' وہ اطمینان سے مسکرایا تھا۔

''تم مسکرا رہے ہوابان شگری؟ تم جانتے ہو یہ کتنا خطرناک ہوسکتا ہے۔وہ تو اچھا ہوا تمہارے لائر نے مجھے فون کر کے سب بتادیا ورنہ کیا نہیں ہوسکتا تھا۔'' یحییٰ پریشان دکھائی دیا تھا۔ابان شگری پرسکون انداز میں مسکرادیا تھا۔

''اشعر ملک خواب دیکھنے والا چوہا ہے،خواب دیکھنے دو اسے۔خواب سے جگاؤ گے تو اس کی نیند ٹوٹ جائے گی۔'' ابان شگری سرسری انداز میں کہہ کر دوبارہ فائل دیکھنے لگا تھا۔

''ابان ذوالفقار شگری۔وہ اشعر ملک ہے،کھسکا ہوا ہے۔تم جانتے ہو وہ کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے۔اسے اس طرح اگنور کرنا ٹھیک نہیں۔'' یحییٰ فکرمند دکھائی دیا تھا۔ابان نے فائل رکھ کر اسے دیکھا تھا اور نرمی سے مسکرایا تھا۔

''میرے اردگرد جو لوگ ہیں انہیں اشعر ملک نہیں خرید سکتا۔جس راستے پر وہ چلتا ہے اس کے اسی راستے پر اس سے سو قدم آگے میں چلتا ہوں۔وہ بچگانہ کھیلتا ہے، دماغ کی عمر نہیں بڑھی اس کی۔کچھ شاکس کی ضرورت ہے۔اسے اگر یہ کھیل کھیلنے میں کوئی لطف ملتا ہے تو اسے کھیلنے دو۔وہ پاگل ہے اور میں اپنا دفاع استعمال کرنا جانتا ہوں۔میں بے وجہ الجھ کر اپنی انرجی ویسٹ کرنا نہیں چاہتا۔ابان شگری نے پرسکون انداز میں کہہ کر فائل کھولی تھی۔

''اور ایسا تم اس لڑکی کی وجہ سے کر رہے ہو؟'' یحییٰ نے پوچھا تھا تو وہ چونک کر دیکھنے لگا تھا مگر یحییٰ کے سوال کا جواب ایک طویل چپ تھی۔ابان شگری پوری توجہ سے فائل پر جھک گیا تھا اور یحییٰ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

''یہ کیا ہے اتباع؟ تم اتنی بڑی باتیں ہم سے کیسے چھپا سکتی ہو؟'' دانیال مرزا نے غصے سے کہا تھا۔وہ فون کان سے لگائے حیران رہ گئی تھی۔

''کیا چھپایا میں نے؟ کس بارے میں بات کر رہے ہو تم؟'' وہ بے طرح چونکی تھی۔اسے اندیشہ ہوا تھا کہیں وہ سب کچھ جان تو نہیں گیا تھا۔

''تم مشکل میں ہو نا؟ ڈونٹ لائے۔اب مت کہنا کہ تم سیکیور ہو اور کوئی ایسی بات نہیں۔میں نے تمہارے لائر سے بات کی ہے۔اس نے بتایا کہ وہاں کوئی بزنس پارٹنر تھا انکل منصور کا،اس نے تم سے نکاح کرنا چاہا تھا اور اسی کے کہنے پر تم منصور انکل کی ول بھی وقت سے پہلے نکلوانا چاہتی تھیں۔''

وہ ساکت سن رہی تھی جب دانیال پر یقین لہجے میں بولا تھا۔

''اتباع تم صورتحال کو چھپا کر خود کو مشکل میں ڈال رہی ہو اور وہاں رکے رہنے کا کیا رزن ہے؟ تم جانتی ہو کس جگہ بیٹھی ہو۔اتنے

خطرے کے اندر ہوتے ہوئے بھی تم یہ سب کچھ چھپانا چاہتی تھیں اور تم مجھے اپنا دوست کہتی ہو۔ اتباع منصور انکل نہیں رہے تو سارے رشتے بھی ختم ہو گئے کیا؟"

وہ ساکت سن رہی تھی جب دانیال نے پکارا تھا۔

"اتباع...... تم سن رہی ہو نا مجھے؟ ہیلو......؟"

"میں سن رہی ہوں!" وہ آہستگی سے بولی تھی۔

"تم جو سمجھ رہے ہو وہ غلط ہے دانیال!"

"شٹ اپ اتباع۔ مزید جھوٹ بول کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟" وہ غصے سے بولا تھا۔ وہ خاموشی سے آنکھوں کو رگڑتے ہوئے آئی نمی کو صاف کرنے لگی تھی۔

"ہاں ہوں مشکل میں...... اور تم کیا کر لو گے؟ میں تم کو بھی اپنے ساتھ مشکل میں نہیں ڈال سکتی۔ تم بوا کا واحد سہارا ہو۔ ان کے اکلوتے بیٹے کی آخری نشانی ہو۔ تمہارے مم ڈیڈ کی ڈیتھ کے بعد وہ تم سے کس طرح اٹیچڈ ہیں، ہم دونوں جانتے ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"تم دنیا کی سب سے بے وقوف لڑکی ہو اتباع۔ ایڈیٹ، تمہیں میری پرواہ ہے اور تمہارا کیا؟ تم بھی تو انکل منصور کے بعد تنہا ہو نا۔ تو کیا میں سمجھوں کہ انکل منصور کے بعد تم نے ہر رشتہ توڑ لیا؟ ناؤ ٹیل می تم کہاں ہوں؟" وہ برہمی سے پوچھ رہا تھا۔

"تم یہاں نہیں آؤ گے دانیال مرزا۔" وہ سختی سے بولی تھی۔

"ٹیل می ڈیم اٹ کہاں ہو تم؟" وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔ "میں تمہیں مشکل میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا"۔

"میں مشکل میں نہیں ہوں۔ آئی ایم سیف۔ تم یہاں نہیں آؤ گے۔" وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔

"او کے...... آل رائٹ!" دانیال نے فون کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔

اتباع خاموشی سے فون کو دیکھ رہی تھی جب ابان شگری چلتا ہوا اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ وہ چونکی نہیں تھی نا متجس تھی کہ وہ اس کی باتیں سن چکا ہے۔ اگر وہ سن چکا تھا تو اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ اچانک سے اپنی کمزوری سے طاقت پا رہی تھی۔ بہت نڈر اور بہادر ہو رہی تھی۔

ابان شگری اس کے سامنے کھڑا اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی سمت دیکھنے بنا چہرہ پھیر گئی تھی اور آہستگی سے بولی تھی۔

"تمہیں جاننے کا جنون ہو چلا ہے نا کہ تمہارے اختیارات کے آگے دنیا کتنی چھوٹی اور بے بس لگتی ہے۔ یہ بات خوش کرتی ہے تمہیں کہ تم سارے اختیارات رکھتے ہو اور طاقت میں کوئی ثانی نہیں ہے تمہارا؟ بے شک تم اپنی دنیا کے کوئی کنگ ہو گے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا تمہاری رعایا بن گئی۔ میں کمزور نہیں ہوں ابان ذوالفقار شگری۔" وہ ابان کے مقابل کھڑی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر واضح نہیں تھا نہ کوئی ری ایکشن واضح تھا۔ اتباع کے سخت سست کہنے کا کوئی اثر نہیں تھا۔ وہ کسی سمندر کی طرح پر سکون دکھائی دے رہا تھا۔

''بہت کھوکھلے لگتے ہو بڑی بڑی باتیں کرتے۔ بہت چھوٹے لگتے ہو اپنے خوف کو کسی کمزور و بے بس کے گرد پھیلاتے ہوئے۔ درحقیقت تم خود ڈرے ہوئے انسان ہو۔ تم اندر سے خود بہت خوفزدہ ہو اور اس خوف پر قابو پانے کے لئے تم دوسروں کو اپنے خوف میں مبتلا کرتے ہو۔ جس کو تم اپنی طاقت سمجھتے ہو نا وہ تمہاری سب سے بڑی کمزوری ہے ابان شگری۔ خود کو دھوکہ دے رہے ہو تم۔ خود کو اسمارٹ سمجھتے ہو، بہت شاطر سمجھتے ہو مگر درحقیقت اتنے ہی بے وقوف ہو۔ تمہیں لگتا ہے میں تم سے خوفزدہ ہوں تو یہ غلط ہے۔ میں نے مدد مانگی تھی تم سے اور تم نے اپنی دھاک بٹھانے کے لئے مجھ پر اپنا خوف جما دیا۔ کہاں کے تیس مار خان ہو تم؟ کمزور لڑکی کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتے الٹا رعب جماتے ہو، کہاں کی مردانگی ہے یہ؟ بہت طاقت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہو، اختیارات کی بات کرتے ہو۔ ایک لڑکی پر ثابت کر رہے ہو اپنے اختیارات؟'' وہ غصے سے زہر خند لہجے میں کھری کھری سنا رہی تھی۔ مگر ابان شگری خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا بہت پرسکون انداز میں اسے سن رہا تھا۔ جیسے وہ دنیا کی کوئی اہم ترین بات کر رہی ہو اور وہ اس کی طرف سے نہ تو اپنی سماعتیں بند کرنا چاہتا ہو نہ آنکھیں۔

اتباع اسی طور تنی ہوئی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

''مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کیا سوچتے ہو...... کیوں سوچتے ہو۔ میں تمہاری اس دقیانوسی سوچ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ تمہیں میں مجرم لگتی ہوں۔ ایک لڑکی سے خوفزدہ ہو تم، کمال بات ہے ابان ذوالفقار شگری۔ ہزاروں گز کے بنے اس محل پر راج کرنے والا شخص ایک لڑکی سے خوفزدہ ہے جس کے ہاتھ خالی ہیں۔ کیا نقصان پہنچا سکتی ہے یہ لڑکی تمہیں؟ سینکڑوں ملازم ہیں تمہارے اردگرد تمہارے پہرے کو چاک و چوبند، ہر گھڑی مستعد اور چوکنے۔ مجھے یہاں قید کر کے تم کہاں کی بہادری دکھا رہے ہو؟ دراصل تم اس اشعر ملک سے زیادہ گئے گزرے ہو ابان شگری۔ اگر تمہاری کوئی دشمنی اشعر ملک سے نکلتی ہے تو وہ سیدھے سے وار کرنے کی ہمت تو رکھتا ہے۔ تم تو اپنی دشمنی اور ڈر نکالنے کے لئے ایک لڑکی کا استعمال کر رہے ہو اور لڑکی بھی کون......؟ ایک کمزور، ڈری سہمی لڑکی...... جس نے تم سے مدد کی درخواست کی ......تمہارا یہ سلوک روا رکھنا جائز ہے کیا؟'' بہت سخت لہجے میں وہ بولی تھی مگر ابان شگری کی سمت سے کوئی ری ایکشن نہیں آیا تھا۔ اس کا اطمینان ہنوز برقرار تھا۔ وہ اسی طرح پرسکون انداز سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

''تمہیں کمزور لوگ اچھے لگتے ہیں نا؟ آج سن لو، میں کمزور نہیں ہوں۔ میں آنسو نہیں بہاؤں گی نا کوئی درخواست کروں گی۔ تمہیں لگتا ہے تم اپنے خوف سے مجھے فنا کر دو گے تو ایسا کبھی نہیں ہوگا۔'' وہ کہہ کر جانے لگی تھی جب اس نے روک لیا تھا۔

''بس یہی؟'' وہ پرسکون انداز میں بولا تھا۔ وہ چونکتے ہوئے پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔

''تم دنیا کے سب سے ظالم شخص ہو ابان شگری۔ خود پسند ہو تم۔ انتہا کے خود غرض ہو۔ تمہاری زندگی تمہاری میں سے شروع ہوتی ہے اور تمہاری میں پر ختم ہو جاتی ہے۔ تم نے دنیا کو اپنے زاویے سے دیکھا ہے جو کہ بہت محدود ہے۔'' وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری اسی پرسکون انداز سے دیکھ رہا تھا۔

''اور کچھ؟''

اتباع حیران ہوئی تھی پھر چلتی ہوئی قریب آ گئی تھی۔ اسے لحہ بھر کو خاموشی سے دیکھتی رہی تھی پھر سکون بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"تمہیں یقین ہے نا محبت واقع ہو گئی ہے؟ دبے پاؤں خاموشی میں کہیں، جنوں کی آخری حد کو دیکھنے کی چاہ ہے تمہیں؟ بہت خوش فہمیاں ہیں تمہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ تم میری نفرت کے قابل بھی نہیں ہو۔ میں نے زندگی میں کبھی کسی سے نفرت نہیں کی۔ مگر تم وہ انسان ہو جو میرے ناپسندیدہ لوگوں کی فہرست میں سب سے پہلے آتے ہو۔ محبت کسی ایسے انسان سے نہیں ہو سکتی جو اپنی دھاک بٹھانے کے لئے دوسروں کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتا ہو...... اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے......!" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ابان شگری نے اسے ہاتھ سے اچانک پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ وہ درمیان کا فاصلہ ختم ہو گیا تھا۔

وہ اس قدر قریب تھی۔ ماحول اتنا ساکن تھا کہ وہ خود کی اور ابان شگری کی دھڑکنوں کو سن سکتی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے رحم و کرم پر تھی۔ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ وہ اس سے ایسی ہی امید رکھتی تھی۔ اس کے جارحانہ انداز پر وہ حیران نہیں تھی۔ اس کے ہاتھ پر ابان شگری کی گرفت مضبوط تھی مگر اس میں سختی نہیں تھی کہ وہ درد محسوس کرتی۔ ان آنکھوں میں غصہ یا سختی نہیں تھی۔ اس نے جتنی سخت سست سنائی تھیں اس پر اس کا ری ایکشن بہت اسٹرونگ بھی ہو سکتا تھا مگر وہ اس کی برداشت پر حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ یقیناً اپنے احساسات پر مکمل اختیار رکھتا تھا۔ وہ اسی حیرت سے دیکھ رہی تھی جب وہ پوچھنے لگا تھا۔

"شادی کریں گی مجھ سے؟" اتباع کے لئے یہ سوال غیر متوقع تھا۔ وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"وہاٹ......؟" مگر وہ بہت پر سکون دکھائی دے رہا تھا۔ اس خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور حیران تھی۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

"Will you? will you marry me,I asked?" جنوں کو بڑھانا چاہتی تھیں نا آپ؟ آخری حد تک لے جانا چاہتی تھیں نا؟ پھر اب یہ خاموشی کیوں؟ محبت کو پروں کی طرح پھیلنے کیوں نہیں دیتیں؟ یہ تعرض کس بات پر ہے؟ یہ نگاہ میں خوف کیسے ہیں؟ آپ خود کو اس بہاؤ میں بہنے سے روک کیوں رہی ہیں؟ بے وجہ کی قدغن...... بے وجہ کے خدشے...... بے وجہ کی بندشیں اور نا سمجھ میں آنے والی اختتامی حدود؟ جنوں کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی ہیں بس آپ اور یہ ممکن نہیں۔

Think of love as wings

Not a ball and chain

And your fear of things

UNNECESSARY

I only want to share your NAME

"Will you MARRY me?

ابان شگری کا مدھم لہجہ اس کی سماعتوں میں تھا۔ گرم گرم سانسیں اس کے چہرے کو جیسے جھلسانے لگی تھیں۔ وہ متواتر اس کی طرف دیکھ نہیں پائی تھی۔ کچھ دیر پہلے والے اعتماد جانے کہاں گیا تھا۔ وہ خود آپ حیران رہ گئی تھی۔ اچانک وہ شخص سارے ماحول کو اپنی گرفت میں کیسے لے لیتا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی...... اور جب قریب ہوتا تھا تو اس کی دھڑکن میں کیسا ارتعاش ہوتا تھا، اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

ان آنکھوں کی تپش وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ بہت ہولے سے اس نے اس کی گرفت ہاتھ چھڑانے کی سعی کی تھی۔

"ہاتھ چھوڑیں!" وہ نگاہ پھیر کر بہت مدھم لہجے میں بولی تھی

مگر ابان شگری سنی ان سنی کر رہا تھا جیسے۔

"اب خاموشی کیوں ہیں۔؟ جب لفظوں کو بولنا چاہئے تب آپ اچانک سے انہیں خاموش کر دیتی ہیں اور جب بہت شور ہوتا ہے تو آپ بات منوانے کی سعی کرتی ہیں۔ مدعا یہ ہے کہ شور میں آواز سنائی نہیں دیتی مگر آپ کو بھی ضد ہے ساری توجہ اپنی طرف مبذول کروانے کی۔ ساری توجہ درکار ہوتی ہے آپ کو اور جب ساری توجہ مل جاتی ہے تو آپ کنی کترانے لگتی ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟" وہ بغور اس کی سمت دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا......!" اتباع نے اسے دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیلنا چاہا تھا مگر وہ اس اس کوشش میں رتی بھر کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ وہ کسی پہاڑ کی طرح مضبوطی سے تنا اس کے سامنے کھڑا تھا۔

جتنی سخت سست اتباع منصور نے اسے سنائیں تھیں اس کاری ایکشن کچھ بھی ہو سکتا تھا مگر اس شخص کا چہرہ پرسکون تھا۔ اتنا کچھ

سننے اور سہنے کا اسٹیمنا یقیناً اسٹرونگ لگتا تھا اس کا یا وہ محسوسات پر مکمل کنٹرول رکھتا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی اور وہ اسے بغور دیکھتا ہوا مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

”محبت رعایتوں پر مائل ہو سکتی ہے۔ نوازنے پر آئے تو بے دریغ نواز سکتی ہے۔ نوازشوں کا شمار ناممکن بھی ہو سکتا ہے۔ کرم کی عطائیں بے شمار، ان گنت ہو سکتی ہیں مگر صرف تب جس محبت چاہے، محبت کب نامہربان ہو گی اور کب مہربان، یہ صرف محبت جانتی ہے اور محبت کے یہ سارے اسلوب اس ایک نگاہ سے ملتے ہیں۔ یہ نگاہ بتاتی ہے کہ محبت کی راہ کس موڑ پر جا کر رکتی ہے اور کہاں انتہا ہوتی ہے، اس آخری حد کا تعین صرف یہ ایک نگاہ کرتی ہے!“ بہت آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر وہ اس کو توجہ سے دیکھتا ہوا اس کے چہرے پر آئی باتوں کی لٹ ہٹاتا ہوا بہت مدھم لہجے میں بولا تھا۔

”حکایتوں کو سمجھنے کے لئے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بند آنکھوں سے بھی کئی منظر دکھائی دیتے ہیں۔ آسمان کی وسعت کو دیکھنے کے لئے نگاہ اٹھا کر آسمان کو دیکھنا نہیں پڑتا۔ بند آنکھوں پر بھی کبھی آسمان جھک آتے ہیں، یقین نہ ہو تو آزمالو، محبت کو یہ اطوار بھی آتے ہیں۔ سمجھ نہ پاؤ مگر غور کرو تو کئی اسرار و رموز حیرتوں سے تکتے دکھائی دیتے ہیں۔ نامانو مگر معجزوں کی قطاریں بھی لگ سکتے ہیں محبت کو ایسے وصف بھی آتے ہیں۔“ وہ مدھم سرگوشیاں سماعتوں کے بہت قریب تھی۔ گرم سانسیں اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ وہ آنکھیں میچ گئی تھی۔

”آپ کو اچھا لگتا ہے پہرے لگا لینا، نگاہ پھیر لینا یا آنکھیں زور سے میچ لینا اور تمام سوال چھپا لینا۔ مگر آپ نہیں جانتیں بند آنکھوں سے بھی روشنی جھانک سکتی ہے۔ اس مسلسل جنوں میں سب ممکن ہے۔“ وہ کان کے پاس مدھر سرگوشی کر رہا تھا۔ اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا پھر پوری طاقت لگا کر اسے پرے دھکیل دیا تھا۔ اب پتہ نہیں یہ اس کے باعث ممکن ہوا تھا یا ابان شگری کو اس پر ترس آگیا تھا مگر فاصلہ درمیان آگیا تھا۔ کچھ دوری بن آئی تھی۔

مگر اتباع منصور کے کانوں میں حد درجہ دھڑکنوں کی آواز اب بھی اسی طور تھی۔ مسلسل اس کے کانوں میں وہ دھڑکنیں اودھم مچا رہی تھیں۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ شور اس کی دھڑکنوں کا تھا یا ابان شگری کا دل بھی اسی طور دھڑک رہا تھا۔ وہ الٹے قدم چلتی ہوئی فاصلوں کو بڑھانے لگی تھی۔ نگاہ اس شخص کو بغور دیکھ رہی تھی اور وہ سامنے کھڑا پوری توجہ سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بہت مضبوطی سے تنا کھڑا...... جیسے اسے تمام اختیار ہو اور وہ جانتا ہو وہ کیا کر سکتا ہے۔

”تم نہیں ہو...... کہیں نہیں ہو...... میرے پاس پاس...... کہیں بھی نہیں۔ نہ ہو سکتے ہو۔ کبھی نہیں......“ وہ چیخنا چاہتی تھی مگر حلق سے آواز اتنی ہی برآمد ہوتی تھی کہ وہ خود سن سکے۔ پتہ نہیں ابان شگری نے بھی ان لفظوں کو سنا تھا یا نہیں۔ وہ انکار اس تک پہنچا تھا کہ نہیں مگر وہ بہت مضبوطی سے تنا کھڑا تھا۔ اپنی ساری توجہ اس پر لگائے۔ اسے بغور دیکھتا۔

”لو کانٹ لی دی ون......!“ اتباع منصور کے لب ہلے تھے۔ قدم قدم پیچھے ہٹتے ہوئے۔ ابان شگری کے لبوں کو خفیف سی

مسکراہٹ چھوگئی تھی۔

اس کے مسلسل انکار پر وہ جیسے اسے جھٹلاتا ہوا مسکرایا تھا۔

"نہیں ہوسکتے تم...... وہ ایک...... کبھی نہیں !وہ ہمت کر کے بہت زور سے بولنے کی سعی کر رہی تھی مگر آواز نکل ہی نہیں رہی تھی۔

"یو وڈ نیور بی داون......! وہ ایک تم کبھی نہیں ہو گے!" وہ ضدی بچے کی طرف جتانے کو مسلسل بول رہی تھی مگر ابان شگری کا اطمینان ہنوز برقرار تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"شیرنی، یہی بات نہیں جانتیں آپ، آپ کا تفاوتوں کو بڑھانا کارگر نہیں ہوسکتا۔ آپ فاصلوں کو جتنا بڑھاتی ہیں، فاصلے اتنے سمٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ فاصلہ قدموں کے دور جانے یا پاس آنے کا نہیں۔ یہ فاصلہ دو دلوں کے درمیان کا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ دلوں کے درمیان کوئی فاصلہ ہے ہی نہیں۔" وہ جتاتے ہوئے وہیں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اتباع منصور کے قدم یکدم تھمے تھے۔ وہ ساکت نظروں سے ابان شگری کو دیکھ رہی تھی اور ابان شگری کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔ وہ نظروں ہی نظروں میں جیسے جتانے لگا تھا کہ اسے اختیار ہے اور اتباع منصور ساکت سی سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"یہ تفاوتیں مسلسل برقرار رہیں گی۔ روابط کبھی استوار نہیں ہو پائیں گے کیونکہ جو آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ ہے ہی نہیں۔ جو آپ سوچتے ہیں وہ آپ کی اپنی گھڑی کہانیاں ہیں۔ فرضی قصے ہیں اور فرضی قصے کبھی حقیقت نہیں بنتے۔ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے، کبھی نہیں تھی...... کبھی نہیں ہوگی......" وہ چیخی تھی۔ صرف اسے جتانے کو یا خود کو باور کرانے کو۔ اس کے بولنے پر وہ مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلانے لگا تھا اور یہی اسرار اتباع منصور کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ دوری پر کھڑا تھا۔ خاموش تھا۔ پھر اتباع کو کیوں لگ رہا تھا وہ اس پر سارا اختیار رکھتا ہو۔ اور وہ اسے جتانے کو مسلسل وضاحتیں کیوں دے رہی تھی۔ وہ خود کو سمجھ نہیں پائی تھی۔

"ان وضاحتوں کی کہانیاں جھوٹی ہیں شیرنی...... مان لو۔ تفاوتوں

کو سمیٹنا، بڑھانا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ تمہارا چلنا، تمہارا رکنا، کچھ بھی تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ ایسا ہے تو کیوں ہے؟ چلو اپنی دھڑکنوں کو بھی سن لو اور کچھ نہیں تو اس شور میں دبی کوئی ایک آواز ہی سن لو۔ تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ مدعا کیا ہے۔" وہ پرسکون انداز میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ کیا جتانے والا انداز تھا۔ وہ کیسے باور کرا رہا تھا اسے۔

وہ بے بسی سے دس قدم کے فاصلے پر کھڑی اسے چپ چاپ دیکھ رہی تھی۔ یہ دس قدم جیسے درمیان حائل ہی نہیں تھے۔ وہ جو کہہ رہا تھا وہ ان دس قدموں کی بھرپور نفی کر رہا تھا۔ اتباع اپنی دھڑکنوں پر کان دھرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس حکم نامے کو رد کرنا چاہتی تھی مگر اندر باہر مسلسل ایک شور تھا اور وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"محبت کے لئے سب ممکن ہے شیرنی...... وہ بھی بہت ناممکن ہے اور وہ بھی جو ہو بھی نہیں ہوسکتا۔ محبت ہر ناممکن کی نفی کرتی ہے۔ تم تفاوتوں کو بڑھاتی جاؤ گی مگر یہ اندر کا شور بڑھتا جائے گا۔ آزما لو۔" وہ بہت سکون سے دس قدم دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔

اتباع منصور نے سلگتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ جیسے نگاہوں سے ہی قتل کر دینا چاہتی تھی اسے۔ بہت زیادہ غصہ تھا ان نگاہوں میں۔ ناپسندیدگی تھی۔ پھر ابان ذوالفقار شگری کا اطمینان ہنوز برقرار کیوں تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"جلادو...... مٹادو...... خاکستر کردو۔ سبھی تیور آزمالو۔ سبھی تیر چلادو...... چلو...... دیکھ لو آج کیا ممکن ہے اور کیا ناممکن......!" وہ مکمل پرسکون انداز سے مسکرا رہا تھا۔

"ساری کہانی یہ ہے کہ تمہارے قدم دور جانا چاہتے ہی نہیں۔ مگر یہ قدم اچانک سے رک گئے ہیں تو وجوہات تلاشنا عبث ہے۔ یہاں ضرورت وجوہات ڈھونڈنے کی نہیں، سدِ باب کرنے کی ہے شیرنی! مگر مزے کی بات یہ ہے کہ محبت میں سدِ باب ممکن ہی نہیں، ناممکن ہے۔" وہ دس قدموں کی دوری پر کھڑا جیسے ان تمام دھڑکنوں پر اختیار رکھتا تھا۔

"محبت نہیں ہے۔ نفرت ہے ابان ذوالفقار شگری!" وہ اپنے اندر باہر کے شور کو جیسے دبانے اور اسے چپ کروانے کو چیخی تھی اور پلٹ کر بھاگتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔

ابان شگری اسی اطمینان سے کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا ہوا تم پریشان لگ رہے ہو؟ سب خیریت ہے نا؟" بوا نے کھانے کی میز پر دانیال مرزا کو کھوئے ہوئے دیکھا تھا تو پوچھا تھا۔ دانیال مرزا بوا کو چونکہ پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی سرنفی میں ہلاتے ہوئے بولا تھا۔

"سب ٹھیک ہے بوا۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے!"

"کچھ چھپا رہے ہو تم؟" بوا نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"اتباع ٹھیک ہے نا؟" وہ چونکتے ہوئے بولی تھی۔ دانیال مرزا ہاتھ روک کر انہیں دیکھنے لگا تھا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے بوا۔ اتباع ٹھیک ہے!" وہ دانستہ انہیں کچھ بتانا نہیں چاہتا تھا جو وہ جان گیا تھا۔

"تم کیا چھپا رہے ہو مجھ سے دانیال؟ بات کراؤ ابھی میری اتباع سے!" بوا کو فکر ہوئی تھی۔

"بوا سردیوں میں ٹائم ڈفرنس پانچ گھنٹوں کا ہے وہ سو رہی ہوگی۔ وہاں آدھی رات ہے۔ ابھی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ سکون سے ڈنر کریں۔ میں صبح آپ کی بات اتباع سے کرادونگا۔" وہ اطمینان دلاتے ہوئے بولا تھا اور بوا اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی تھیں۔ پھر بولیں تھیں۔

"مجھے لگ رہا ہے دانیال کوئی بات ضرور ہے۔ تم اتنا خاموش تبھی ہوتے ہو جب کوئی بات ہو۔ یہ خاموشی بلاوجہ نہیں ہے۔ تمہیں کیا پتہ چلا ہے؟ کوئی نئی بات؟"

دانیال بریانی کا چمچ منہ تک لے جاتا ہاتھ روک کر دیکھنے لگا تھا۔

''آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں بوا۔ وہ بچی نہیں ہے۔ اپنا خیال رکھ سکتی ہے۔ اتنی سمجھ دار ہے۔ جو کوئی اسے کمزور سمجھنے کی غلطی کرے گا اسے پچھتانا پڑے گا کیونکہ وہ لڑکی کمزور نہیں ہے نا اسے ہرانا ممکن ہے۔ وہ بہت مضبوط لڑکی ہے۔ بہت مضبوط اعصاب کی مالک ہے۔ وہ کسی کا سکون بڑے آرام سے متزلزل کر سکتی ہے۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

بوا خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر کافی کا سپ لیتے ہوئے بولی تھیں۔

''دانیال، ہمیں پاکستان جانا چاہئے۔ مجھے لگتا ہے پراپرٹی کے معاملات اتباع کو مشکل میں ڈال سکتے ہیں۔ کوئی ایک دوست ہوتا ہے تو ہزار دشمن ہوتے ہیں۔ وہاں اس کا اکیلے رہنا ٹھیک نہیں۔ ہم اتباع کو کسی مشکلات میں نہیں ڈال سکتے۔ مجھے لگتا ہے اس کا وہاں جانے کا فیصلہ ہی غلط تھا۔ منصور شیخ کو اسے وہاں بلانا نہیں چاہیے تھا۔ مجھے کچھ اچھا نہیں فیل ہو رہا کہیں کچھ غلط ہے۔'' بوا فکرمندی سے بولی تھیں۔

''اتباع منصور شیخ، شیرنی ہے بوا...... اسے اتنا کمزور مت جانیں۔ وہ جہاں بھی ہوگی دفاع کرنا بخوبی جاتی ہے۔ وہ کسی کی جان عذاب میں مبتلا کر سکتی ہے۔ یہ اوصاف بھی ہیں اس میں۔'' وہ بوا کو مطمئن کرنے کو مسکرایا تھا مگر بوا مسکرا نہیں سکی تھیں۔

تب اس نے بوا کا ہاتھ تھاما تھا اور نرمی سے بولا تھا۔

''جب تک میں ہوں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بوا۔ اتباع کو کچھ نہیں ہوگا۔'' وہ یقین دلاتے ہوئے بولا تھا۔ بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

صبح کے ناشتے پر ابان شگری کا موجود ہونا جیسے ضروری تھا۔ دادا ابا صبح کا نیوز پیپر دیکھنے کے ساتھ کافی کے سپ لے رہے تھے۔ فریدان کا بریک فاسٹ لے کر آیا تھا اور سرو کرنے لگا تھا۔ ابان شگری کافی کے سپ لیتا اطمینان سے اپنے سیل فون میں اسٹاک کی جانچ پڑتال کر رہا تھا تبھی دادا ابا نے پوچھا تھا۔

''اتباع کہاں ہے؟ وہ ہمارے ساتھ ناشتہ نہیں کرے گی؟'' دادا ابا کے پوچھنے پر ابان شگری دادا ابا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ شاید وہ ذہنی طور پر اس سوال کے لئے تیار نہیں تھا۔ تبھی فرید بولا تھا۔

''میم اپنے روم میں بریک فاسٹ کرتی ہیں دادا ابا......'' فرید وفادار ملازم تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور دوبارہ اپنے سیل فون کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

''گھر میں کل دو افراد ہیں وہ بھی ایک ساتھ ناشتہ نہیں کرتے؟'' دادا ابا اخبار سامنے سے ہٹا کر ابان شگری کو دیکھنے لگے تھے۔ ابان شگری نے ان کی طرف دیکھا تھا اور شانے اچکا دیئے تھے۔

''آپ اس کی فکر مت کریں دادا ابا...... فریدان کے کمرے میں ان کا ناشتہ پہنچا دے گا اور پھر خدیجہ اماں بھی موجود ہیں وہ ان کے کھانے پینے کا دھیان مکمل طور پر رکھ رہی ہیں۔ جب تک وہ یہاں ہیں وہ ان کے ساتھ رہیں گی۔'' وہ بے دھیانی میں، روانی میں کہہ گیا تھا

اور ساری توجہ اسٹاک مارکیٹ پر لگا دی تھی۔

''جب تک؟'' دادا ابا کی بات دہراتے ہوئے چونکتے ہوئے بولے تھے۔

ابان شگری موبائل فون ایک طرف رکھتے ہوئے سکون سے کافی کے سپ لیتا ہوا فرید کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''آپ میم کو بلا کر لائیں گے؟'' بہت ٹھہراؤ والے لہجے میں فرید کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔ فرید روبوٹک انداز میں مڑ کر چلتا ہوا اندر کی طرف مڑ گیا تھا۔ وہ مؤدب انداز میں دادا ابا کی طرف دیکھنے لگا تھا جیسے ان کے اگلے آرڈر کا منتظر ہو۔

''تم اس طرح ہاتھ روکے کیوں بیٹھے ہو؟ ناشتہ نہیں کرنا۔'' دادا ابا نے کہا تھا۔

''نہیں دادا ابا...... موڈ نہیں۔ میں آپ کو کمپنی دینے کی غرض سے بیٹھا تھا۔'' وہ مسکرایا تھا۔ دادا ابا پوتے کو دیکھ کر مسکرائے تھے پھر ناشتہ کرتے ہوئے بولے تھے۔

''میں نے سوچا تم اتباع کا انتظار کر رہے ہو۔'' وہ ایک چھوٹی سی بات اسے بہت چونکا گئی تھی۔ وہ فوری طور پر کوئی جواب نہیں دے سکا تھا۔ نہ تردید...... نہ تصدیق۔

دادا ابا کو شاید اس میں تردید یا تصدیق کی وضاحت درکار بھی نہیں تھی۔ وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔

''اتباع بہت سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔ تمہارے اس گھر کا انتظام اس کے ہاتھ ہو تو گھر کو گھر بنا سکتی ہے۔ تم کیا سوچتے ہوئے۔ تم دونوں کی اپنی مرضی ہے مگر مجھے وہ لڑکی بہت بہادر لگتی ہے۔ نڈر ہے، سمارٹ ہے، ذہین ہے۔ ایسی لڑکی بہت اچھی ہمسفر ثابت ہو سکتی ہے!'' وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔

ابان شگری بنا کوئی ری ایکشن دیئے چپ چاپ سن رہا تھا۔

''کیا سوچا ہے تم نے؟'' دادا ابا پوچھنے لگے تھے۔

''کیا مطلب دادا ابا؟'' وہ اتنا نا سمجھ نہیں تھا مگر دادا ابا کے سامنے وہ زیادہ بولنا نہیں چاہتا تھا شاید۔

دادا ابا مسکرائے تھے۔

''بچے اپنی راہیں خود چننے کے اہل ہوں تو بڑوں کو مداخلت نہیں کرنا پڑتی۔ نہ ان کی رائے کو دبایا جا سکتا ہے۔ ان کی مرضیات ان کی راہیں بناتی ہیں مگر جہاں وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہے ہوں وہاں بڑوں کو ثالثی کروانا فرض بن جاتا ہے۔ وہ جتانے والے انداز میں بولے تھے۔

''میں سمجھا نہیں دادا ابا؟'' وہ چونکتے ہوئے بولا تھا۔

''اتباع منصور شیخ اس گھر کی مہمان ہے۔ مہمان کا خیال کرنا شگری فیملی کی روایت ہے۔ جب تک وہ یہاں ہے ہماری ذمہ داری ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں سوچ رہا دادا ابا...... مجھے گمان نہیں اگر اتباع منصور بھی ایسا کچھ سوچ رہی ہو۔'' وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا تھا۔

تبھی وہ سامنے سے چلتی ہوئی آتی دکھائی دی تھی۔

ابان شگری کی بھٹکتی ہوئی نگاہ اس پر جا ٹھہری تھی۔ وہ بنا اس کی طرف دیکھے دادا ابا کے پاس آن رکی تھی۔ دادا ابا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"گڈ مارننگ دادا ابا......!" وہ نرمی سے بولی تھی۔

"گڈ مارننگ بیٹا......بیٹھو!" دادا ابا کے کہنے پر وہ چیئر کھینچ کر بیٹھی تھی۔

"آپ نے بلایا تھا دادا ابا؟" وہ بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شگری کی طرف ایک نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔

ابان شگری کافی کے سپ لیتا ہوا اس سے بے خبر دکھائی دیتا ہوا اپنا سیل فون چیک کرنے لگا تھا۔

"ہم دو تین افراد ہیں گھر میں۔ اچھا نہ ہوگا اگر ہم مل کر بریک فاسٹ یا ڈنر کرلیا کریں؟ شاید تم دونوں کو اس کی عادت نہ ہو مگر میں تو اکیلے اس طرح بیٹھ کر کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ تمہاری دادی اماں اور بچوں کے ساتھ کھانے کی میز پر ہمیشہ بیٹھ کر کھانے کا عادی رہا ہوں اور تمہاری دادی کی باتیں...... چاہے کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزریں، انہیں توجہ سے سنتے ہوئے کھانا میرا مشغول مشغلہ رہا ہے۔" وہ مسکرائے تھے۔ اتباع مسکرا دی تھی۔

اس ایک لمحے کو ابان شگری کی نگاہ نے بغور دیکھا تھا۔

وہ چہرہ مسکراتے ہوئے کچھ ایسا عجیب بھی نہیں لگتا تھا۔ دادا ابا نے چائے انڈیل کر کپ اتباع کے سامنے رکھا تھا۔

"آپ اور دادی اماں بہت اچھے ہمسفر معلوم ہوتے ہیں۔ میرے بابا اور اماں کی یادیں بہت دھندلی ہیں مگر اکثر بچپن میں نے اماں کو بابا سے اسی طور بات کرتے اور ابا کو مسکراتے دیکھا ہے" وہ کپ اٹھا کر چائے کا سپ لیتی ہوئی مدھم لہجے میں بولی تھی۔ دادا ابا مسکرائے تھے۔

"بیویوں کی ایک بات اچھی ہوتی۔ کڑوے کسیلے لہجے میں بات کریں تو تاثیر بھرپور مٹھاس والی ہوتی ہے۔ نگاہ میں غصہ بھی ہو تو وہ آتش جھلساتا نہیں۔ مردوں کو برداشت کرنے کی بہت طاقت عطا ہوتی ہے انہیں۔" وہ مسکرائے تھے۔

اتباع منصور شایداں کا دل رکھنے کو مسکرائی تھی۔ وہ چہرہ بہت بھلا لگا تھا۔ ابان شگری نے کافی کا کپ رکھتے ہوئے بغور دیکھا تھا اسے۔

"تمہیں کھانا بنانا آتا ہے؟" دادا ابا نے اتباع سے پوچھا تھا۔

اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔ دادا ابا مسکراتے ہوئے ابان شگری کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"ابان شگری سے سیکھ لو۔ اسے بہت اچھا کھانا بنانا آتا ہے۔ ابان تم اتباع کو اتنی مدد تو کر سکتے ہو نا؟" وہ ابان شگری کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

"دادا ابا میں؟" وہ چونکا تھا۔

"تو کیا حرج ہے؟ اگر تمہیں کچھ آتا ہے تو اس سے کوئی اور مستفید نہیں ہو سکتا ہے؟" دادا ابا جتاتے ہوئے بولے تھے۔

"دادا ابا، آپ جانتے ہیں فی الحال وقت نہیں ہے۔ اگر مستقبل میں ارادہ بنا تو مطلع کر دونگا۔" وہ نرمی سے بولا تھا۔

"مجھے نہیں سیکھنا دادا ابا۔" اتباع منصور نے فوراً انکار کیا تھا۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا مگر وہ ابان شگری کی طرف متوجہ دکھائی نہیں دی تھی۔

"میں سیکھ لوں گی دادا ابا۔ آپ کو اگر میرے ہاتھ کا بنا کھانا ہے تو میں خدیجہ اماں سے مدد لے لوگی!" وہ دادا ابا کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے بولی تھی۔ دادا ابا نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا۔

"ماشاء اللہ۔ ہماری بچی بہت سعادت مند ہے۔ اللہ نصیب اچھے کرے۔ خوش رکھے۔" دادا ابا نے دل سے دعا دی تھی۔ ابان شگری ایک نگاہ اس بے خبر چہرے کو دیکھتا ہوا رسٹ واچ دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے جانا ہوگا دادا ابا۔ شام میں ملاقات ہوتی ہے۔ میں کوشش کروں گا جلد لوٹ آؤں اور ہم کہیں باہر جا کر ساتھ ڈنر کریں۔ میں فیملی ڈنر کو بہت عرصے سے مس کر تا رہا ہوں۔" وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔ دادا ابا نے سر ہلا دیا تھا۔

ابان شگری نے اتباع منصور کی طرف نگاہ کی تھی جو بے خبر بیٹھی چائے کے سپ لے رہی تھی۔ وہ پلٹ کر چلتے ہوئے باہر نکلنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی طرف نگاہ نہیں کی تھی۔

دادا ابا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے تمہارے ٹریول ڈاکیومنٹس کے لیے کہہ دیا ہے۔ جلد تمہارے ہاتھ میں ہو نگے۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا دادا ابا ہے یہاں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے۔" دادا ابا پر شفقت انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

اتباع منصور خاموشی سے ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہوا؟ تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟" دادا ابا نے غالباً اس کی سوچ پڑھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں دادا ابا۔ جتنی جلد ممکن ہو مجھے جانا ہے یہاں سے۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

دادا ابا نے اسے دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"تم بے فکر ہو کر ناشتہ کرو۔ جب بڑے موجود ہوں تو بچوں کو فکروں میں خود کو الجھانا نہیں چاہئے۔ بچوں کی فکریں کرنے کو ان کے بڑے کافی ہوتے ہیں۔" دادا ابا نے پر شفقت لہجے میں کہا تھا۔ اتباع منصور شیخ دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

گالف کی بال کو ہٹ کرتے ہوئے اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے قریب کھڑے ہاشم کو دیکھا تھا۔

"تجھے کیا لگتا ہے ہاشم، ابان شگری کا دماغ کیا سوچ رہا ہوگا؟ کیا کھچڑی پک رہی ہوگی؟" وہ اس تمام صورتحال سے حد درجہ محظوظ

ہو رہا تھا جیسے۔

"نہیں جانتا ملک صاحب۔ابان شگری کے دماغ کا راز آج تک کوئی نہیں جان پایا۔ایسا سننے میں آیا ہے تبھی اس کی مخالفت اس کے اپنوں سے ہے۔اسے اس کے گھر والے بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔" ہاشم نے نئی بال اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے دو قدم آگے بڑھا تھا اور نئی بال کو ہٹ کیا تھا۔

"جنونی ہے وہ بھی۔اتنے راز دل میں لیے پھرتا ہے۔اگر میرے ہاتھوں مر گیا تو سوچو کتنے راز ساتھ دفن ہو جائیں گے؟" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"جنوں والوں سے الجھنے میں بڑا مزا آتا ہے جیسے۔" وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"جنوں والوں کو خبر دیر سے ہوتی ہے، بے خبر رہتے ہیں اور اسی بے خبری کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں میں۔اس کا جنوں میرے کام آئے گا۔بلندی سے گرا کر ماروں گا اسے۔بلندی پر کھڑے ہونے کا بہت شوق ہے نا اسے!" وہ ہنسا تھا۔ہاشم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"اوئے ہاشم تو ایسے چپ کیوں ہے؟ اتنا ذہین دوست ہے تیرا مسکرا یار۔جہاں ساری دنیا کی سوچ جا کر ختم ہوتی ہے وہاں سے اشعر ملک کی سوچ شروع ہوتی ہے۔

ایویں تو نہیں کہتا نا میں۔آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو۔" وہ مسکرایا تھا۔

"دشمن کو ناتواں، نادان اور بے خبر سمجھنے کی غلطی مات کر سکتی ہے اشعر ملک۔تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔" ہاشم نے صلاح دی تھی۔اشعر ملک چلتا ہوا اس کے پاس آن رکا تھا اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک جب سوتا ہے تو نیند میں بھی جاگ رہا ہوتا ہے۔کسی اور کو اسے چوکنا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

I know you are my.Don't put your nose into my personal matters"

"friend

نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔" ہاشم مسکرا دیا تھا۔

"جانتا ہوں اشعر ملک تمہیں اپنے فیصلوں میں مداخلت پسند نہیں۔مگر میں خیر خواہ ہوں۔" وہ جتا رہا تھا۔اشعر ملک اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"تو بڑا مزیدار بندہ ہے ہاشم۔جانتا ہوں تو میرا وفادار ہے۔تجھے بتانے یا جتانے کی ضرورت نہیں۔تو نہ بھی کہے تو مجھے خبر ہے۔اعتبار کرتا ہوں تم پر۔ایویں تیرے ہاتھ بزنس کی بھاگ دوڑ نہیں دی ہوئی نا۔اشعر ملک کو خبر ہوتی ہے کون دوست ہے اور کون دشمن اور دوستوں کا خیال رکھنا بہت اچھے سے جانتا ہوں میں اور دشمنوں کی خبر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ویسے ان ساری باتوں میں میں ایک بات بھول گیا۔" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"تیری بھابھی کی یاد آرہی ہے یار۔
ے ساتوں رنگ
بالے کالے، سفید سے گال
چاند سا جسم، کوٹ بادل کا
لہریا آستین، سرخ بٹن
کچھ بھلا سا تھا رنگ آنچل کا
اب کے آئے تو یہ ارادہ ہے
دونوں کی آنکھوں سے اس کو دیکھوں گا
چاچا ناصر کاظمی نے کیسے میرے دل کی بات کہی ہے۔ سیدھا دل میں کھبتی ہے ٹھاہ کرکے۔ اس کا چہرہ بھولتا نہیں۔ اس کی آنکھیں...... ہائے...... تیر تھیں یا کمان...... کچھ یاد نہیں یار۔ غور سے دیکھ ہی نہیں پایا۔ جیسے دو جام تھے۔ اور دونوں ہی دو آتشہ......! اف...... کتنا غصہ تھا ان آنکھوں میں...... اور وہ غصہ ان آنکھوں کی خوبصورتی کو دو آتشہ کرتا تھا۔ کچھ یاد نہیں آنکھوں کا رنگ کیا تھا۔ دیکھ ہی نہیں پایا اسے دونوں آنکھوں سے...... اف وہ آنکھیں!
نازکی اس کے لب کی کیا کہیئے!
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے!
میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے
"ایک بار...... صرف ایک بار دیکھنے کی حسرت ہے ان آنکھوں کو۔ پھر چاہے تو قیامت آئے۔ سب زیروزبر ہو جائے۔ اس کی آنکھیں دیکھنے کے بعد یوں بھی قیامت ہی تو ہوگی...... میرے اندر...... باہر ہر طرف...... ہر جگہ...... وہ ہی وہ ہے۔ آئی ایم مسنگ ہر یار۔ جی چاہتا ہے وہ چلتی ہوئی ابھی سامنے آجائے۔ میں دیکھوں اسے...... دیکھتا رہوں۔
چاچا فیض کیا کہا ہے اوئے ہاشم!" وہ مسکرایا تھا لمحہ بھر کو چپ رہ کر مونچھوں کو تاؤ دیا تھا پھر مسکراتے ہوئے زیرلب بولا تھا۔
رازِ الفت چھپا کر دیکھ لیا
دل بہت کچھ جلا کر دیکھ لیا
اور کیا دیکھنے کو باقی ہے!
آپ سے دل لگا کر دیکھ لیا

وہ میرے ہو کے بھی میرے نہ ہوئے
ان کو اپنا بنا کے دیکھ لیا

''محبت مت کرنا ہاشم...... یار بڑی جان لیوا شے ہے۔ اودھم سا مچا جیتی ہے دل میں۔ دیکھ یار کتنا تیز تیز دھڑک رہا ہے یہ میرا دل۔'' ہاشم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا تھا۔

''کمبخت...... مجھے تو خبر ہی نہیں تھی یہاں کوئی دل ہے بھی کہ نہیں۔ اس کی آنکھوں نے کیا دیکھ لیا۔ دل نے طوفان اٹھا دیا۔'' وہ مسکرایا تھا۔

''حکم کریں ملک صاحب...... ابھی اٹھا لائیں بھابھی کو؟'' انور نے وفاداری کی حد کی۔ اشعر ملک مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''نا کر یار...... سہنے دے اس دل کو یہ قیامت بھی۔ یار مزا آ رہا ہے۔ دل کو بھی تو پتہ چلے کہ محبت کرنا کیا ہوتا ہے۔ ایویں پڑا تھا گم صم عرصے سے سینے میں، چلوں اب کسی کام تو لگا۔ کام کرنے دے اس دل کو۔ مصروف ہے تو اچھا لگتا ہے۔ قرار آ گیا تو پھر سے حالتِ سکوت میں آجائے گا۔ دھڑکنے دے اسے۔ بے چین ہے تو اسے تحریک مل رہی ہے۔ اس کے لئے یہ تحریک ضروری ہے۔'' وہ مسرور سا مسکرا دیا تھا۔

''فکر نہ کر یار انور...... تیری بھابھی کہیں نہیں جائے گی۔ آنا اسے میرے ہی پاس ہے۔ ابان ذوالفقار شگری اسے زیادہ دیر چھپا کر نہیں رکھ پائے گا۔ ایسا تو میں اسے کرنے بھی نہیں دوں گا۔ چاہے خون بہانا پڑے۔ ندیاں بہا دوں گا مگر تیری بھابھی سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ ابان شگری بھی جانتا ہے مجھے۔ وہ اسے مجھ سے چھیننے کی غلطی نہیں کرے گا۔ اسے معلوم ہے اپنی چیزوں کے لیے کتنا Possessive ہوں۔ جو میرا ہے بس میرا ہے۔''

اشعر ملک مسکرایا تھا۔ انور اور دیگر ملازم اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔ اشعر ملک چلتے ہوئے انور کے پاس رکا تھا۔ ایک لمحہ خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر ہاتھ کا مکا بنا کر بہت ہلکے سے انور کے دل پر ٹھونکا تھا اور مسکرایا تھا۔

''آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو......!''

انور مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''ملک صاحب، آپ تو آپ ہو...... آپ کا کوئی ثانی کیسے ہو سکتا ہے۔'' انور کی تائید پر وہ مسکرا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ ٹیرس پر تھی جب فرید نے آ کر بتایا تھا۔ ابان شگری نے اسے یاد کیا ہے۔ اس نے فرید کو جانے کا کہا تھا۔ وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کا سامنا نہیں کر سکتی تھی مگر موضوع اس نے چھیڑا تھا اس پر کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ قدم مضبوطی سے زمین پر جمائے وہیں کھڑا رہنا چاہتی تھی جب اپنے پیچھے اس کی آواز سنائی دی تھی۔

"فرید نے پیغام نہیں دیا تھا آپ کو......؟" اس کے پیچھے کھڑا وہ پوچھ رہا تھا۔

اتباع منصور نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا اور دوسرے ہی پل کو بے خبر ہو کر اس سے نگاہیں ہٹا کر وہ پلٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔اس کے بے خبر انداز پر ابان شگری چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا۔

"اگر آپ ناراضگی جتانا چاہتی ہیں یا نخرے اٹھوانا چاہتی ہیں تو یہ انداز بالکل ٹھیک نہیں ہے۔" وہ مدھم لہجے میں بولتا ہوا اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لے گیا تھا۔اتباع منصور اسے گھورتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو عجیب وغریب باتیں کرنے کا خبط ہوگا مگر میں آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گی۔ہم میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ آپ مجھ سے ایسی باتیں کریں۔" وہ جلے لہجے میں بولی تھی مگر وہ بجائے غصہ کرنے کے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"آپ کو قلق ہے کہ کوئی رشتہ کیوں نہیں؟ رشتہ بنانے کی بات ہوتی ہے تو آپ شرما جاتی ہیں۔الجھن ہونے لگتی ہے آپ کو۔اگر یہی صورتحال رہی تو مراسم کیسے بنیں گے؟" وہ جیسے اس صورتحال سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔چہرے سے اس کے تاثرات اگرچہ بہت واضح نہیں تھے مگر اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اتباع کے اس سرد کھردرے رویے کے باوجود اس پر برہم نہیں ہے نا اسے یہ تیور دکھانا ناگوار گزر رہا ہے۔ وہ اتباع کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"ان تجربات سے گزرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔مجھے علم نہیں ایسی صورتحال ہو تو نبرد آزما کیسے ہوتے ہیں۔ناتواں نہیں ہوں، کم ہمت بھی نہیں۔نہ قدم پیچھے لے رہا ہوں مگر فی الحال دل مائل نہیں ہے شیرنی...... اکساؤ مت۔طوفان آتے دیر نہیں لگتی...... فی الحال سدِ باب نہیں کیے جاسکتے۔سوان طوفانوں کو بلانا دانشمندی نہیں ہوسکتی۔" وہ اس کے مقابل کھڑا بہت پرسکون انداز میں بولا تھا اور اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس پر سے نگاہ ہٹا گئی تھی۔

"آپ خیالوں، خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں مسٹر ابان ذوالفقار شگری اور خیالوں کی دنیا صرف خیالوں میں آباد ہوتی ہے۔میرا جواب کل بھی نا تھا اور آج بھی وہی نہیں ہے۔میں آپ سے شادی کبھی کرنا نہیں چاہوں گی۔آپ دنیا کے آخری انسان بھی بچیں، تب بھی نہیں۔مجھے آپ سے کوئی رشتہ بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ایسا کبھی ممکن نہیں ہوسکے گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔ابان شگری بہت پرسکون انداز سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا۔اتباع منصور دبک کر ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔مگر وہ بدستور اس چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔

"ان آنکھوں کو بولنے دو، انہیں خاموش مت کراؤ۔یہ بولتی ہیں تو احساس ہوتا ہے ان کا رابطہ کہیں دل سے جڑا ہے۔یہ چپ ہو جائیں گی تو بہت خاموشی ہو جائے گی پھر شکوے مت کرنا کہ رنگوں کو بجھا دیا۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنا ہے۔سنا نہیں آپ نے؟" وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔گھٹن ہوتی ہے جب آپ پاس ہوتے ہیں۔ میرے آس پاس مت رہا کریں۔میں اس گھٹن میں سانس نہیں لے پاتی۔کھل کر سانس لینے دیں مجھے!" وہ جیسے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتی

تھی مگر ابان شگری بہت اطمینان سے کھڑا ہنوز اسے دیکھ رہا تھا۔

"دل سے بھی پوچھ لیں۔وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ یہ صرف آپ چاہتی ہیں؟" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا اور جیسے سارے وجود میں وہ لحہ طلاطم کرنے کو کافی تھا۔ان آنکھوں میں کیا تھا کہ دھڑکنوں کو خود پر اختیار ہی نہیں رہا تھا۔وہ ایک لمحے میں ان دھڑکنوں کو خود کو کیسے باندھ سکتا تھا؟ تمام مخالفت منظروں کو اپنے بس میں کیسے کر سکتا تھا؟

اتباع منصور حیران تھی۔

"حیران مت ہوں، دل کو خبر ہے یہ نگاہ کیا چاہتی ہے۔اس نگاہ کو ضد ہے مخالفت کرنے کی مگر دل حمایت میں کھڑا صاف دکھائی دیتا ہے۔کہا تھا نا دل سے پوچھ لو۔آس پاس کے شور سے کان بچا کر اس دل میں ہونے والے شور کو بھی سن لیں۔کوئی آواز ہے جو سرپنخ رہی ہے۔وہ آواز نہیں ہے دراصل خواہش ہے۔آپ خواہش کو نظر انداز کرنے کے جتن کر رہی ہیں بس اور یہیں غلط ہیں آپ۔" وہ مدھم لہجے میں کہتا ہوا جتا رہا تھا۔

ان نگاہوں میں جیسے الاؤ دہک رہا تھا۔اتباع منصور کو اپنا چہرہ جھلسا ہوا محسوس ہوا تھا۔وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر تبھی ابان نے ہاتھ تھام لیا تھا۔ابان شگری مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"I want to move the planets and the stars to be with you every moment of the rest of my life"

انداز جنونی تھا۔اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ابان شگری اپنے لبوں کو اس کی سماعتوں کے بہت قریب لایا تھا اور بہت آہستگی سے بولا تھا۔

"Will you mary me"?

بہت مدھم سرگوشی تھی۔اتباع منصور کو اپنی سماعتیں سلگتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔اس لہجے کا جنوں اس کی دھڑکنوں کو اپنے سنگ باندھنے لگا تھا۔وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔اس کی کلائی پر اس کی گرفت مجنونانہ تھی جیسے وہ جانتا ہو کہ ابھی وہ گرفت ڈھیلی کرے گا اور وہ بھاگتی ہوئی یہاں سے نکلتی چلی جائے گی۔

"تمہارے لئے ناممکنات کی حقیقتوں کو بدل سکتا ہوں۔دریاؤں کو کوزے میں بند کر سکتا ہوں۔تمہیں تمام اختیار سونپ سکتا ہوں۔اور کیا؟" بہت مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں میں تھی...... اتباع کے لیے یہ جنونی انداز...... یہ مجنونانہ انداز جھیلنا آسان نہیں تھا......وہ آنکھیں کھول کر اسے دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیل دینا چاہتی تھی مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔ان آنکھوں کی تپش کو وہ اپنے چہرے پر صاف محسوس کر رہی تھی۔اس کی آنکھیں سختی سے میچی ہوئی تھیں۔مگر بند آنکھوں کے پپوٹے جیسے جھلستے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔وہ کس جہاں میں تھی......کن ادوار سے گزری رہی تھی...... وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔مگر یہ زمانے اس کے زمانوں سے مختلف تھے۔یہ دنیائیں اس کی دنیاؤں

سے میل نہیں کھاتی تھیں اور یہ جہاں اس کے لئے نہیں بنے تھے۔وہ یہ بات ابان شگری کو جتانا چاہتی تھی...... بہت چیخ کر بتانا چاہتی تھی مگر وہ نہیں بتا پائی تھی۔اس میں چیخنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔وہ بول سکنے تک کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ابان شگری اس کے گرد الاؤ کے ایسے دائرے بنا رہا تھا کہ وہ ساکت سی کھڑی جھلس رہی تھی۔

''تمہاری دیوانگی میں اتنا پاگل نہیں ہوں پھر بھی چاہو تو جو کہو ممکن کر سکتا ہوں۔کہو تو سیاروں،ستاروں کو ان کی جگہ سے ہٹا سکتا ہوں۔ محبت میں یہ جنوں بھی ہے۔نہ مانو مگر محبت کو یہ وصف بھی آتے ہیں۔تمہاری دھڑکنیں جب خاموشی سے مجھ سے گزارشات کرتی ہیں تو میں اپنے کان بند نہیں کر پاتا...... میں ان گزارشوں کو سنتا ہوں اور کان بند نہیں کر پاتا۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اتباع نے خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش کی تھی مگر ابان شگری کی گرفت مضبوط تھی کہ وہ ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑا نہیں سکی تھی۔

اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا جیسے وہ ایک پتے کی مانند تھی اور اس کا وجود طوفان کی زد پر تھا۔وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔اور اس کے لب ہوئے سے ہلے تھے۔

''کوئی واسطہ نہیں ہے میرا آپ سے نہ مجھے کوئی رشتہ بنانا ہے۔میری دنیا کا تعلق اپنی دنیا سے جوڑنا بند کر دیں۔مجھے آپ کی ان ناسمجھ میں آنے والی باتوں کے جال میں نہیں الجھنا۔الجھانا بند کر دیں۔'' وہ مدھم لہجے میں گزارش کر رہی تھی۔

ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

I want to move the planets and stars to be with you every moment"

"? will you marry me,of the rest of my life

بہت مدھم لہجہ تھا۔سرگوشی تھی مگر اتباع منصور کے اندر اس کی سرگوشی نے یکدم ہی طلاطم برپا کر دیا تھا۔وہ اس کی سمت آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی تھی۔

''جو پوچھا ہے اس کا جواب دینا آسان ہے شیرنی...... تمہارے لبوں پر خاموشی اچھی نہیں لگتی۔میں اس خاموشی کے پیچھے چھپے لفظوں کو سننا چاہتا ہوں۔ان آنکھوں سے نہیں،اس لہجے سے...... اس آواز سے...... جو شے آسان ہے اسے اتنا مشکل مت بناؤ شیرنی......!''

وہ جیسے درخواست کر رہا تھا۔مدھم لہجے میں جیسے کوئی مدھم گزارش تھی مگر وہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

پتہ نہیں ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس کی کلائی پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی تھی اور اتباع کے لئے یہی لمحہ غنیمت تھا۔اس نے فوراً اس کی کلائی کو اس کی گرفت سے آزاد کیا تھا اور سرعت سے پلٹ کر چلتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔

ابان شگری نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا اور تا دیر دیکھتا رہا تھا جب تک کہ وہ نگاہ سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

حمزہ دادا ابا سے فیس ٹائم پر بات کر رہا تھا۔

''دادا ابا، سنا تھا آپ ان دنوں پاکستان میں ہو وہ بھی دادی کے بغیر؟ یار کیا چکر ہے؟ خیریت تو ہے؟ دادی اماں سے جھگڑا کر کے تو نہیں آگئے؟ یا پھر کوئی اور چکر تو نہیں؟'' وہ مسکرایا تھا۔ دادا ابا کھل کر مسکرائے تھے۔

''تمہاری دادی سے جان چھڑا کر آیا ہوں۔ ان کو ساتھ لے آتا تو پھر دور آنکلنے کا کیا سبب بچتا ہے؟ تم نہیں سمجھو گے۔ ہماری عمر کو پہنچو گے تو تب سمجھ آئے گی۔'' دادا نے نرم لہجے میں کہا تھا اور حمزہ مسکرایا تھا۔

''سمجھتا ہوں دادا ابا..... تبھی تو فکر ہوئی۔'' وہ ایسا ہی انداز رکھتا تھا دادا ابا سے بات کرتے ہوئے۔ وہ قدرے بے تکلف تھا ابا ان کی با نسبت۔

''کہیں تم اپنی دادی کے کوئی جیمز بانڈ ٹائپ خفیہ ایجنٹ تو نہیں؟ اندر کی خبریں نکالنے چاہتے ہو اور سیدھا رپورٹنگ اپنی دادی کو کرو گے؟''

دادا ابا کے خدشے پر وہ کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

''ایسی بات نہیں ہے یار دادا ابا۔ جتنا آپ سے قریب ہوں، دادی سے نہیں ہوں۔ آپ کی سالمیت زیادہ عزیز ہے تبھی تو آپ سے بات کر رہا ہوں۔ ہاں دادی اماں کا فون آیا تھا۔ بتایا تھا کہ انہوں نے کہ خبر لو تمہارے دادا وہاں کیا کر رہے ہیں مگر میں بھی کہاں بتانے والا ہوں دادا ابا.....'' وہ ایک آنکھ دبا کر بولا تھا۔

دادا کھل کر مسکرائے تھے۔

''تمہاری دادی اماں محبت زیادہ کرتی ہیں۔ عورتوں کی محبت نا سمجھ میں آنے والا حاشیہ ہے، کسی بھی کھینچو۔ عورت کے دیکھنے کا Perception بدلتا نہیں۔'' دادا ابا کی حس مزاح عروج پر تھی۔ حمزہ ہنسا تھا۔

''تمہاری دادی اماں نے تمہیں مخبر بنا دیا۔ اب تم سے محتاط رہنا پڑے گا۔'' دادا ابا کے کہنے پر حمزہ مسکرایا تھا۔

''میں تو آپ کا خیر خواہ ہوں دادا ابا..... تبھی تو آپ سے بات کر رہا ہوں۔ آپ فکر مت کریں کوئی اندر کی بات دادی تک نہیں پہنچے گی۔ ویسے Purpose ہے کیا اس آمد کا؟'' حمزہ شرارت سے مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

دادا ابا نرمی سے مسکرا دیئے تھے۔

''شرم کرو یار۔ یہ عمر نظر رکھنے کی نہیں ہوتی۔ تمہاری دادی کا جواب نہیں۔''

حمزہ ہنسا تھا۔

''دادی کا حکم تھا آپ کی خبر لوں، حکم ٹال نہیں سکتا تھا۔ ویسے وہاں کیا ہو رہا ہے؟'' حمزہ نے شرارت سے دادا ابا کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

دادا ابا نرمی سے مسکرائے تھے اور بولے تھے۔

”مرد حضرات جتنے سیاستدان اور سیاسی خبروں اور باتوں میں involved دکھائی دیتے یا دلچسپی لیتے دکھائی دیتے ہیں درحقیقت اتنے سیاسی ہوتے ہیں۔اصل سیاست دان گھریلو خواتین ہوتی ہیں۔پولیٹکل سائنس میں ماسٹرز کیے بغیر۔ملکی سیاست پر ہلکی سی بھی نظر رکھے بغیر۔کوئی بھی سیاسی ٹی وی چینلز دیکھے بغیر اتنی پائے کی سیاست گھروں کے اندر کرتی دکھائی دیتی ہیں کہ ایک پل کو گماں گزرتا ہے، درحقیقت خواتین ہی سیاست کرنے کے لئے بنی ہیں۔گویا خواتین کے پاس خداداد صلاحیت موجود ہے اور وہ سیاست میں اچھی خاصی ”خود کفیل“ ہیں مگر خاصیت یہ ہے کہ غرور نہیں کرتیں، کسر نفسی سے کام لیتی ہیں۔اس کے لئے مردوں کو ان کا احسان منداور شکر گزار ہونا چاہئے۔“ دادا ابا نرمی سے بولے تھے۔ان کی حس مزاح کمال کی تھی اور حمزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

”سوچو یار دادا ابا...... یہاں اگر دادی اماں عین سامنے بیٹھی سن رہی ہوتیں تو آپ بول سکتے تھے؟“

”تمہاری دادی کی بات نہیں یہ حسن ہے جو چاروں شانے چت کرتا ہے۔کون جیت پایا ہے یہ بازی؟ خیر تم میری چھوڑو۔میں تو جہاں بھی رہوں گا تمہاری دادی کی زیر نظر ہی رہوں گا۔تم سناؤ کیا کر رہے ہو آجکل؟“

”کچھ زیادہ نہیں دادا ابا۔بس ابان بھائی کا بزنس یہاں سنبھال رہا ہوں اور ساتھ ہی اسٹڈی بھی چل رہی ہے۔آپ سے روبرو بیٹھ کر بات کرنے اور ملنے کا بہت دل تھا۔وہ تو ممکن نہیں تھا سو آپ کے فیس ٹائم پر کال کرلی۔ویسے دادی اتنی پریشان نہیں تھیں۔زیادہ نظر رکھنے کا نہیں کہا انہوں نے۔آپ اس نرمی کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ایٹ لیسٹ کسی پرانی یونیورسٹی فیلو سے ایک کپ چائے پر تو ملاقات کر ہی سکتے ہیں آپ۔میں تو کسی کو کچھ بتانے والا نہیں ہوں۔“حمزہ شرارت سے چھیڑ رہا تھا۔دادا ابا مسکرائے تھے۔

”تمہاری دادی اماں کا کوئی ایک جاسوس نہیں ہے۔تم تو نہیں بتاؤ گے مگر وہ یونیورسٹی فیلو خود فون کر کے تمہاری دادی کو بتا دے گی!“

حمزہ کھل کر ہنسا تھا۔

”یار دادا ابا یہ عورتیں ایسی کیوں ہوتی ہیں؟ اعتبار کرتی ہی نہیں۔“

”بس یہی حال ہے۔کیا ہو سکتا ہے۔ہماری تو گزر گئی۔تم دھیان رکھو۔“دادا ابا نے نرمی سے مسکراتے ہوئے صلاح دی تھی۔

”آپ ابان بھائی کی طرف کیسے؟ خیریت؟ ابان بھائی سے بات ہوئی تھی۔انہوں نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا تھا کہ آپ وہاں ہو۔“

حمزہ سنجیدہ ہوا تھا۔

”ابان بزی رہتا ہے۔شاید بھول گیا ہوگا۔تمہارے والد صاحب بھی شکوے کر رہے تھے۔مگر میں ابان کی طرف خوش ہوں۔کچھ ضروری کام تھا تبھی اس کی طرف رہنا ضروری خیال کیا۔تمہاری دادی سے بات ہو تو مطمئن کر دینا۔عورتوں کی عادت ہوتی ہے دس سوال اٹھانے کی۔“دادا نے نرمی سے کہا تھا۔حمزہ نے سر ہلا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری آفس سے نکل رہا تھا جب اشعر ملک کا فون آیا تھا۔وہ اس کا نمبر اسکرین پر دیکھ کر حیران نہیں ہوا تھا۔اس نے اس

کال کو ریسیو کیا تھا۔ دوسری طرف اشعر ملک جیسے اسی بات کا منتظر تھا۔ کال ریسیو ہوتے ہی مسکرایا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری، بڑی یاد آ رہی تھی یار تمہاری۔ اتنا یاد کیوں آتے ہو یار؟ ملنے تو آتے نہیں...... بس یاد ہی آتے ہو۔" وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"سیدھی بات کرو اشعر ملک۔ کیوں فون کیا ہے؟ میرے پاس تمہارے جتنا فضول وقت نہیں ہے۔" وہ گاڑی کی سمت بڑھتا ہوا بولا تھا۔ اس سے دو قدم پر اس کے گارڈز اور وفادار اسے فالو کر رہے تھے۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اوہ یار اتنا ایٹی ٹیوڈ...... مانا مصروف ہے تو مگر اتنے فارغ تو ہم بھی نہیں یار۔ دل دکھانے والی باتیں نہ کیا کر یار...... پرانا کلاس میٹ ہوں تیرا۔ اتنا انڈراسٹی میٹ تو مت کیا کر......" وہ مسکرایا تھا۔ ابان شگری گاڑی کے پاس رکھا تھا۔ ملازم نے دروازہ کھولا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

"اشعر ملک، تمہیں فضول باتیں کرنے کی عادت ہے۔ کام کی بات کرو۔ کس لئے فون کیا ہے؟ اب کیا کھچڑی پک رہی ہے تمہارے دماغ میں؟" وہ دوٹوک بات کرنا چاہتا تھا مگر اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"او یارا...... بات تو ایک ہے جو خاص ہے۔ تیری بھابھی کو مس کر رہا ہوں۔ تو نے اسے حفاظت سے تو رکھا ہوا ہے نا؟ تیرے بڑے بھائی کی بیوی ہے۔ عزت ہے اشعر ملک کی۔ اپنی بھابھی کو پوری عزت اور احترام سے رکھ وہاں۔ تیرے پاس امانت ہے میری۔ اسے لینے جلد آؤں گا۔ وہ بھی ڈھول باجے کے ساتھ۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ابان شگری مسکرایا تھا۔

"خواب جاگتے میں بھی دیکھنے لگے ہو اشعر ملک؟ فضول کی بولنے کی عادت گئی نہیں تمہاری۔ مگر بھول رہے ہو جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔" وہ اطمینان سے بولا تھا۔ انداز پرسکون تھا۔ مگر اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

"بڑا مزا آتا ہے تیری باتیں سن کر ابان شگری۔ فولاد کا دل ہے تیرا۔ خیال رکھ کہیں پگھل نہ جائے۔ فولاد پگھلتے دیر نہیں لگتی۔ وہ بھی تب جب الاؤ زیادہ دہکانے والا ہو......" اشعر ملک محظوظ ہوتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"اشعر ملک، خواب دیکھنا بند کرو۔ اس لڑکی کو بھول جاؤ۔ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا اور اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

"ابان شگری کیسی باتیں کر رہا ہے تو یارا؟ تیرا بڑا بھائی۔ خود تجھے بتا رہا ہے نا اپنی بھابھی کا خیال رکھ؟ اچھے بچے بڑوں کا حکم مانتے ہیں۔ تو بس وہ کر جو میں کہتا ہوں۔ وہ

فیض چاچا کیا خوب کہتے ہیں۔

؎ آئے تو یوں کہ جیسے ہمیشہ تھے مہربان
بھولے تو یوں کہ گویا کبھی آشنا نہ تھے

نہ کر یار۔ دل نہ دکھا۔ یہ بتا کب آؤں تیری بھابھی کو لینے؟ بینڈ باجے لے کر آؤں یا......؟" اشعر ملک جیسے مسکراتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا۔ اس پہلے کہ اشعر ملک اپنی بات مکمل کرتا ابان شگری نے اسے چپ کرا دیا تھا۔

"شٹ اپ اشعر ملک۔ میں نے کہا اپنی خیریت مطلوب چاہتے ہو نا تو آئندہ اس لڑکی کے بارے میں سوچنا بھی مت۔ تم اچھے سے جانتے ہو میں کیا کر سکتا ہوں؟" وہ جتا رہا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ابان شگری یارا......تو نہیں سمجھ رہا......تو نہیں سمجھے گا۔ عشق ہے یار...... اندر سانس لیتا ہے میرے۔ تو تو جانتا ہے نا جنونی ہوں۔ بس اس کا جنوں پاگل کر رہا ہے۔"

"تمہارے سر پر عشق کا جو بھوت سوار ہے اسے اترتے دیر نہیں لگے گی اشعر ملک۔ یو نو ویری ویل۔" وہ جتا رہا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"جانتا ہوں یار...... دونوں بھائی ہیں ہم...... دونوں جنونی ہیں۔ میں بڑا......تو چھوٹا۔ اس ناطے تیرا جنوں بھی میرے جنوں سے تھوڑا کم ہوا نا...... یار ہو گیا تو ہو گیا نا...... عشق ہے کوئی بخار تو نہیں جو اتر جائے۔ اب کیا کروں؟ دل کو نکال پھینکوں سینے سے؟ بتا کیا چاہتا ہے تُو؟ جو کہے وہی کروں؟ اپنے اشاروں پر چلانا چاہتا ہے؟" وہ محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"یہی تھا سب جو تم کہنا چاہتے تھے؟" وہ بہت پر سکون لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا.

؎ بہت ملا نہ ملا زندگی سے غم کیا ہے
متاعِ دردِ بہم ہے تو بیش و کم کیا ہے
ہم ایک عمر سے واقف ہیں اب نہ سمجھاؤ
کہ لطف کیا ہے میرے مہربان، ستم کیا ہے

"نا کر یار۔ اتنا ستم نہ کر ابان ذوالفقار شگری۔ دل ناتوان ہے کچھ خیال کر۔ ایک بار تو آنے دے اپنے گھر۔ دیکھ اتنے ظلم نہ کر۔ دل بہت بے چین ہے۔ سکون ملنے دے۔" وہ صورتحال سے پورا پورا حظ اٹھا رہا تھا۔

"بہت شوق ہے تمہیں میرے گھر آنے کا اشعر ملک؟ بہت جلد بلاؤں گا آنا بھولنا مت۔ تم جانتے ہو میں تمہیں کبھی نہیں بھولتا۔ ابان شگری دوستوں اور دشمنوں دونوں کی فہرست یاد رکھتا ہے۔ فکر مت کرو۔ تمہارا نام کبھی میری فہرست سے باہر نہیں نکلے گا۔" ابان شگری نے پر سکون انداز میں کہا تھا۔

اشعر ملک مسکرا رہا تھا۔

''خفا نہ ہو یار...... اشعر ملک تجھے رعایت دیتا ہے۔ بہت نہیں تو ایک بار مل لے۔ دیکھ تو جانتا ہے پھر میرا موڈ خراب ہو گیا تو میں بھی بھول جاؤں گا سب۔ اتنا امتحان نہ لے ضبط کا۔'' وہ چڑا رہا تھا ابان شگری کو اور اسے اس میں یقیناً لطف آ رہا تھا۔

اے ناداں تو نہ تھے جاں سے گزرنے والے

ناصحوں رہبر و راہ گزار تو دیکھو......؟

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے

ایک نظر تم میرا محبوب نظر تو دیکھو

''اوہ یار! مجھے گماں ہے کہیں تجھے بھی یہ آتش نہ لگ جائے۔ بہت جان لیوا ہے یہ عشق اور تُو تو سرے سے اس لفظ سے بھی واقف نہیں۔ تجھے تو دو اور دو چار کرنا اچھا لگتا ہے نا بس۔ سوچ اگر تجھے شہرِ عشق کی ہوا لگ گئی تو کیا کرے گا تُو؟ سنا ہے عشق ہو جائے تو بندہ نکما ہو جاتا ہے۔ تیرا خیال کر رہا ہوں یار۔ تیرا خیال رکھنا فرض ہے نا میرا؟ تیرا پرانا کلاس میٹ ہونا؟ بھائی جیسا؟ بھول تو نہیں گیا تُو؟ دیکھ یار! عشق مت کرنا۔ عشق کرنا ٹھیک نہیں ہے تیری صحت کے لئے۔ بس نہ کر تُو۔ تو جانتا ہے نا۔ آئی ایم دا بیسٹ، تو جیلس نہ ہو۔'' وہ چڑا رہا تھا ابان شگری کو اور ابان شگری اس سے زیادہ اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

''اشعر ملک تم جانتے ہو نا میری برداشت جواب دے جائے تو کیا ہوتا ہے؟ سو اس لمحے کو آواز مت دو۔ تمہاری سلامتی اسی میں ہے۔ مزید کوئی بکواس کئے بنا فون کا سلسلہ منقطع کر دو۔'' وہ جیسے پرسکون انداز میں بھی دھاڑا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''اچھا یار...... ٹھیک ہے۔ تیری یاد آ رہی تھی تو فون کر لیا۔ غصہ نہ کر تو۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔ خیال رکھ تو اپنا...... زیادہ مت سوچ۔ بھائی ہے تو میرا۔ خیال کرتا ہوں تیرا۔'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کیا تھا۔

ابان شگری نے تناؤ سے بھرے چہرے کے ساتھ فون ایک طرف رکھا تھا۔ اسے اشعر ملک سے نمٹنا آتا تھا۔ وہ اس کو بہت اچھی طرح سے جانتا تھا مگر اتباع منصور نہیں جانتی تھی۔

اس کے چہرے پر ایک تناؤ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور کچن میں تھی۔ دادا ابا اس کے ساتھ کھانا بنا رہے تھے۔

''آج تم سب میرے ہاتھ کا بنا کھانا کھاؤ گے اور تمہیں پتہ چلے گا کہ میں کتنا اچھا کُک ہوں۔ تمہاری دادی اماں کو ہمیشہ شکوہ رہتا تھا کہ میں کچن کو تلپٹ کر دیتا ہوں۔ اسے اپنے کچن سے بہت پیار تھا۔ ایک شے کو اس کی جگہ پر دیکھنا چاہتی تھی۔ ابان کی ماں کو بھی کھانا بنانا میں نے سکھایا تھا۔ آج تم نے اسی وقت کی یاد دلا دی۔'' دادا ابا مہارت سے چکن کو بھونتے ہوئے بولے تھے۔ اس نے گرین مرچیں کاٹ کر رکھی

تھیں۔وہ دادا ابا کا دل رکھنے کو ان کے ساتھ تھی۔ورنہ دل بالکل نہیں تھا۔دادا ابا بہت اچھی طبیعت کے مالک تھے۔جب سے آئے تھے ایٹ لیسٹ اسے کوئی کہنے سننے والا میسر آ گیا تھا۔وہ ایٹ لیسٹ اب سانس لے سکتی تھی ورنہ ابان شگری کی قید میں اس کا دم جیسے گھٹنے لگا تھا۔

"تم نے ٹماٹر نہیں کاٹے؟" دادا ابا نے اسے دیکھا تھا۔وہ جو کھوئی کھوئی سی کھڑی تھی چونکی تھی۔دادا ابا نے چولہے کی آنچ کم کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔وہ ٹماٹر کو پکڑ کر عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی جب دادا ابا نے ہاتھ بڑھا کر ٹماٹر اس کے ہاتھ سے لیا تھا اور خود اسے چاپ کرنے لگے تھے۔

"کیا ہوا؟ یو او کے؟" اتباع منصور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

اتباع منصور نے سر ہلا دیا تھا۔پھر ان کا دل رکھنے کو بولی تھی۔

"مجھے کھانا بنانا نہیں آتا دادا ابا...... میں نے کبھی کھانا نہیں بنایا مگر مجھے اچھا لگ رہا ہے آپ کے ساتھ اس طرح کھانا بنانا۔" وہ زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

دادا ابا سر ہلاتے ہوئے مسکرائے تھے۔

"دیٹس آل رائٹ بیٹا۔کوئی پرابلم نہیں۔کھانا بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ایکچوئیلی اِٹس این آرٹ۔جب تک میں یہاں ہوں تم میرے ساتھ کچن میں آ کر میرا ساتھ دے سکتی ہو۔دراصل مجھے ملازموں کے بنائے کھانے کھانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔مجھے تو تمہاری دادی اماں کے ہاتھ کا کھانے کی عادت رہی ہے اور تمہاری دادی اماں بھی جانتی تھی میں اس کے ہاتھ کا کھانا کھاؤں گا سو اس نے کبھی نوکروں کو میرے لئے کھانا بنانے نہیں دیا۔بیٹا گھر وہ ہوتا ہے جس میں گھر کی خواتین خود کھانا بنا کر ٹیبل پر لگائیں۔ابان جانے کیسے یہ ملازموں کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتا ہے۔" وہ ٹماٹر چکن میں ڈالتے ہوئے مسکرائے تھے۔اتباع منصور کے لیے مسکرانا جیسے لازم ہو گیا تھا۔

"شاید ان کے لئے کھانا خدیجہ اماں بناتی ہیں۔" وہ غالباً صرف دادا ابا کا دھیان بٹانے کو بولنا چاہتی تھی۔یوں ہی بات بنائی تھی۔

دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"خدیجہ اماں ہماری پرانی ملازمہ ہیں۔ان کی عزت ہم گھر کے ایک فرد کی طرح کرتے ہیں مگر خدیجہ اماں کو اور بھی ذمے داریاں سنبھالنا ہوتی ہیں۔کچن کے کاموں کے لئے ان پر مکمل انحصار نہیں کیا جا سکتا۔تم کیوں نہیں کھانا بنانا سیکھ لیتیں؟" وہ مسکرائے تھے۔وہ چونکی تھی۔

"میں؟ مگر مجھے تو کھانا بنانا نہیں آتا دادا ابا......!" وہ کھوئے سے انداز میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"جانتا ہوں بیٹا مگر جب تک چیزوں کو سیکھا نہیں جائے وہ آتیں نہیں۔سیکھنے کے لئے کوشش کرنا پڑتی ہے۔مجھے یقین ہے تم کوشش کرو گی تو تم بہت اچھا کھانا بنانے لگو گی۔" وہ مسکرائے تھے۔انداز شفقت سے بھرپور تھا۔وہ انکار نہیں کر پائی تھی۔ان کا رکھنے کو ہی۔

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ابان شگری نے وہاں سے گزرتے ہوئے رک کر اسے دیکھا تھا۔وہ بہت تندہی سے دھنیا کے پتے چن

رہی تھی۔ دادا ابا دیگچی کے اندر چمچ چلاتے ہوئے باتیں کرتے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

ابان شگری تفاوت پر تھا۔ وہ باتیں سن نہیں پایا تھا مگر وہ مسکراتی ہوئی اس طرح کچن کے کاموں میں مصروف بہت بھلی لگی تھی۔

وہ جانے کیوں لمحہ بھر کو رک کر اسے دیکھنے گیا تھا۔

تبھی اتباع منصور چونکی تھی۔ نگاہ اس کی سمت اٹھی تھی۔ اس کے مسکراتے لب یکدم ساکت ہوئے تھے اور دوسرے ہی لمحے وہ ابان شگری کی سمت سے نگاہ پھیر کر اجنبی بن چکی تھی۔ ابان شگری نے اس کی سمت بغور دیکھا تھا اور پھر قدم آگے بڑھا دیئے تھے۔

دادا ابا نے ابان شگری کو جاتے دیکھا تھا اور پھر اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔

"تم جانتی ہو ابان کتنا اچھا کھانا بناتا ہے؟" وہ مسکرائے تھے۔ اتباع منصور نے خاموشی سے دادا ابا کو دیکھا تھا۔ وہ ابان شگری کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جیسے۔ اور دادا ابا زبردستی ذکر کرنا نہیں چاہتے تھے تبھی مزید کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔

"دادا ابا...... مجھے تھکن ہو رہی ہے، میں جاؤں؟" وہ تھکے ہوئے سے لہجے میں بولی تھی۔ دادا ابا نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ وہ چلتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی تھی۔ وجود پر بہت تھکن تھی۔ وہ واقعی تھک گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"میں پاکستان آ رہا ہوں اتباع منصور......" دانیال نے کہا تھا اور وہ اس طرف ساکت رہ گئی تھی۔

"میں تمہیں وہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ آئی نو وہاں کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ تم مکمل بات نہیں بتا رہیں مجھے، مصلحتاً یا کچھ بھی۔ مگر تم وہ نہیں کہہ رہیں جو تمہیں کہنا چاہئے۔" دانیال مرزا نے کہا تھا۔

"نہیں دانیال...... میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔ مجھے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ جھلاتی ہوئی بولی تھی۔ میں محفوظ ہوں۔ میں نہیں چاہتی تو یہاں آؤ۔ اگر یہاں کچھ بھی ہے تو تم اسے ٹھیک نہیں کر پاؤ گے۔"

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں کوئی ہیلپ نہیں کر سکتا؟" وہ چونکتے ہوئے بولا تھا۔

"میں نے ایسا نہیں کہا دانیال مرزا...... میں جانتی ہوں تم میرے خیر خواہ ہو مگر یہاں آنا مسائل کو بڑھا سکتا ہے۔ وہ نرمی سے بولی تھی۔

"اور وہاں چاہے تم سے کوئی زبردستی شادی کر لے؟ اتباع منصور یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ اس طرح خطرات سے تنہا نبرد آزما ہونے کا کیا شوق چرایا ہے تمہیں؟ کیسے نمٹو گی اس سب سے؟ تمہاری جائیداد اور اثاثے اہم نہیں ہیں اتباع، تم اہم ہو۔ اثاثوں کے لئے خود کو خطرے میں مت ڈالو۔ جسے جو چاہئے، اسے دے دو۔" دانیال سمجھا رہا تھا۔ تبھی وہ فون کے اس طرف مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"یہ اثاثوں کو محفوظ کرنے کی جنگ نہیں ہے دانیال مرزا...... یہ میرے آباؤ اجداد کی نشانیاں ہیں۔ میں انہیں گنوانا نہیں چاہتی...... اثاثے اہم نہیں ہوتے۔ ان سے جڑی یادیں اہم ہوتی ہیں۔ جانتی ہوں ان باقیات کا کوئی وجود نہیں مگر میں ان سے دستبردار اس لئے ہونا نہیں چاہتی کیونکہ ان سے میرے اپنوں کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔" اتباع منصور کی آواز بھرانے لگی تھی۔

"بے وقوف ہو تم اتباع...... بہت بے وقوف ہو۔ اگر میرے سامنے ہوتیں تو تمہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک آتا......!" وہ الجھ کر بولا تھا۔ وہ مسکرا دی تھی۔

"مجھے سومنگ آتی ہے دانیال مرزا...... مجھے یقین ہے میں واپس آجاتی۔"

"اور میں تمہیں ڈوبنے بھی نہیں دیتا اتباع منصور شیخ!" وہ مدھم لہجے میں جیسے کچھ جتاتا ہوا بولا تھا۔

"میری ترجیحات میں پہلی ترجیح تمہیں محفوظ کرنا ہے۔ میں تمہیں مشکل میں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ بے بسی آواز سے صاف ظاہر تھی۔

"تم ہر بار منع کر رہی ہو مجھے۔ وہاں آنے نہیں دے رہیں اور مجھے جانے کیوں اندیشہ ہے کہ کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے۔"

"بے فکر رہو دانیال مرزا۔ تم ہی تو کہتے ہو میں بہادر اور دلیر ہوں۔ مجھے اس صورتحال کو سلجھانے دو۔ مجھے امید ہے میں سب ٹھیک کرلوں گی۔"

"وہ کون ہے جو تم سے زبردستی شادی کرنا چاہتا تھا؟" دانیال مرزا نے پوچھا تھا۔

"کوئی نہیں ہے۔" وہ ٹالنا چاہتی تھی۔

"تم اتنا سب کچھ کیسے چھپانے لگی ہو اتباع منصور؟ آئی کانٹ بلیو یہ تم ہو۔ تم تو چھوٹی چھوٹی باتیں مجھ سے شیئر کرتیں تھیں نا؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"میں کچھ نہیں چھپا رہی دانیال مرزا۔ بات ساری یہ ہے کہ میں تمہیں ان معاملات میں انوالو کرنا نہیں چاہتی۔ اس لئے نہیں کہ تم میرے کوئی نہیں ہو۔ اس لئے کہ تم میرے سب سے اچھے دوست ہو۔ دوستوں کو اپنی مشکلات سے دور رکھتے ہیں۔" وہ چلتے ہوئے ستون سے لگ کر کھڑی ہوئی تھی۔

"دوستوں کو مشکلات سے آگاہ کرتے ہیں اتباع منصور تاکہ وہ مددگار بن کر انہیں ان مشکلات سے باہر نکال سکیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"اشعر ملک؟ یہی نام ہے اس کا؟" دانیال مرزا جیسے اپنی طرف سے چھان بین کر چکا تھا۔ وہ حیران ہوئی تھی۔

"دانیال تم نے کیسے؟" وہ بات بھی مکمل نہیں کر سکی تھی جب وہ بولا تھا۔

"اشعر ملک کا بزنس یہاں بھی ہے اتباع منصور۔ ہی از دا موسٹ کرپٹ پرسن۔ اس آدمی سے الجھنا ٹھیک نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہ معاملات ختم کرو۔"

"میں اشعر ملک سے خوفزدہ نہیں ہوں۔" وہ جتانا چاہتی تھی۔

"میں خوفزدہ ہوں کیونکہ میرے لئے تم اہم ہو اتباع منصور......" وہ جتا رہا تھا۔

"پھر بھی تم یہاں نہیں آؤ گے۔ میں اپنے ٹریول ڈاکیومنٹس کا ویٹ کر رہی ہوں۔ جیسے ہی ڈاکیومنٹس میرے ہاتھ آئیں گے میں یہ زمین چھوڑ دوں گی۔" وہ مدھم مگر ڈٹے ہوئے لہجے میں بولی تھی اور پھر فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ اندر جانے کے لئے پلٹی تھی جب ابان ذوالفقار شگری کو اپنے قریب کھڑے پایا تھا۔

وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے فارغ ہوتے ہی وہ اس کے قریب آن رکا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"تم سے ضروری بات کرنا ہے۔ آؤ۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

وہ انکار کرتی یا اقرار...... یہ ہوا بھی نہیں تھا جب وہ کہنے کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھام کر چلتے ہوئے آؤٹ پلیس کی طرف آ گیا تھا۔ بہت خوبصورت جگہ تھی جو گھر کے احاطے میں وڈ سے بنائی گئی تھی۔ ایک عالیشان ذوق سے سجا کوئی اوپن لیونگ روم تھا جو وڈ سے بنا تھا۔ اتباع چپ چاپ چلتی ہوئی اس احاطے میں اس کے ساتھ داخل ہوئی تھی۔ وہ گرفت آج بہت نرم تھی۔ وہ سختی پر مائل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا وہ نہیں سمجھ پائی تھی مگر شاید اب وہ اسے سمجھنے لگی تھی۔ اس کے متعلق قیاس آرائیاں کیئے بنا اسے جاننے لگی تھی۔

بہت باتوں کے نا ہونے کے باوجود وہ اس کی خاموشی سے معنی اخذ کرنے لگی تھی۔ اس آؤٹ پلیس پر جا کر وہ رکا تھا اور نرمی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ اس طرف پہلے نہیں آئی تھی۔ گھر کا یہ حصہ بہت خوشنما تھا۔ بہت سی گرینری اطراف میں تھی۔ موسم سرما کی وہ شام وہاں کھڑے ہو کر اطراف کو دیکھنے سے کچھ اتنی بری بھی نہیں لگی تھی۔ پہلی بار وہ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے کچھ سکون محسوس کر رہی تھی۔ ورنہ جب بھی وہ پاس آتا تھا اپنے ساتھ طوفان اٹھا لاتا تھا۔

وہ شخص اس کے مقابل کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ آہستگی سے بیٹھی تھی، وہ اس کے قریب بیٹھا تھا۔

فرید کافی سرو آیا تھا۔ ابان شگری نے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا اور اتباع منصور کی طرف بذات خود کافی کا کپ بڑھایا تھا۔ اتباع اس نوازش پر چونکی نہیں تھی۔ خاموشی سے کافی کا کپ تھام لیا تھا۔

ابان شگری بہت اطمینان کے ساتھ کافی کے سپ لینے لگا تھا۔

اتباع اس کے بولنے کی منتظر تھی جب وہ اس کی طرف خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"ہم یہاں کس لئے آئے ہیں؟" وہ کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے اس ملاقات کا مدعا جاننے کی منتظر تھی۔

ابان ذوالفقار شگری اس سے نگاہ اٹھا کر موسم کو دیکھنے لگا تھا۔ بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔ بارش کی بوندیں ہوا میں لہراتے ہوئے پتوں اور پھولوں پر صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ہوا سرد تھی۔

"آپ کو بارش پسند ہے؟" عجیب سوال ہوا تھا۔ وہ حیران ہو کر دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری ایسی باتوں کے لئے

Programmed تھا وہ نہیں جانتی تھی۔وہ عجیب روبوٹک سالگتا تھا اسے۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔اتباع نے سر جھٹکتے ہوئے نفی میں ہلایا تھا۔مگر وہ اسی طور اسے دیکھتا رہا تھا۔

"آپ حیران کیوں ہو رہی ہیں؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔مجھے اندازہ نہیں تھا آپ موسم کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"تو پھر؟ کیا توقع کر رہی تھیں آپ؟ کس بارے میں بات کریں گے ہم؟" وہ الٹا سوال کرنے لگا تھا۔اتباع نے سرانکار میں ہلایا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

I never knew if you are programmed for such talk or if you're"

".programmed to recognize such symbols

وہ طنز کر رہی تھی یا یہ صرف اس کی حیرت تھی؟ وہ چونکا تھا۔

I find this conjectures.Your expectations are unrealistic""

You need some. Someone can be beyond you reckoning.implausible

."acuity of vision and mind

ابان شگری بہت ملائمت سے مسکراتے ہوئے اسے جھٹلا گیا تھا۔

"بہت سی توقعات فرضی کہانیاں ہو سکتی ہیں۔اور فرضی کہانیاں حقیقت نہیں ہوتیں۔آپ میرے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے میں کافی دلچسپی رکھتی دکھائی دیتی ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

اتباع نے خاموشی سے کافی کا سپ لیا تھا اور فوری طور پر کوئی رائے نہیں دی تھی نا جواب۔

"بہت سی حقیقتیں، قیاس آرائیوں کی نفی کرتی ہیں۔جو دماغ سوچتا ہے، عقل دیکھتی ہے، ضروری نہیں وہی اصل حقیقت بھی ہو۔" ابان شگری اسے بہت سکون سے سمجھا رہا تھا جیسے۔اتباع منصور نے کافی کا سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"میں آپ کے بارے میں جاننے میں دلچسپی نہیں رکھتی نہ میں اندازے لگانا چاہتی ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بنا کوئی لگی لپٹی رکھے بولی تھی۔ابان شگری بجائے برا ماننے کے مسکرا دیا تھا۔

"کڑی کافی کے ساتھ آپ کی شیریں باتوں کا لطف دوبالا ہو رہا ہے۔مجھے اندازہ نہیں تھا کسی کے لہجے کی شیرینی سیاہ کافی کی کڑواہٹ کو اس حد تک مٹھاس میں بدل سکتی ہے۔یہ تجربہ نیا ہے۔" وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔اتباع منصور فوری طور پر کچھ نہیں بولی تھی۔ابان شگری خاموشی سے دیکھ رہا تھا جب وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

''اور مجھے اندازہ نہیں تھا۔کافی کی ساری مٹھاس کڑواہٹ میں بدل سکتی ہے جب صورتحال آپ کے خلاف کھڑی ہو۔اس شیرینی میں زہر سے بھی زیادہ کڑواہٹ گھلتی ہے۔''وہ اس کے بہت خلاف تھی یا اس کا دل اسے قبول نہیں کر پا رہا تھا۔ابان شگری لمحے بھر کو سوچنے لگا تھا پھر مسکرا دیا تھا۔

''چلو کوئی ایک بات تو کھلی،شیرینی اور کڑواہٹ دونوں اپنا لطف رکھتے ہیں۔موسم کو ہی دیکھ لیں۔آج نوازشوں پر مائل ہے۔غور کریں تو موسم کا لہجہ بھی آج شیرینی میں گھلا ہوا ہے۔اب یہ کمال آپ کا ہے یا راز کوئی اور ہے،معاملہ کھلا نہیں۔''ابان شگری اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک کافی کے سپ لیتا ہوا مسکرایا تھا۔

''یار ایہ بارش پہلے اتنی خوبصورت کیوں نہیں لگی کبھی؟ آج تو ان بارش کے قطروں میں کوئی نیا ہی آہنگ سنائی دے رہا ہے۔یہ موسم نئے ہیں یا مجھے ہی نئے لگ رہے ہیں؟''وہ انور کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔

انور مسکرایا تھا۔فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

''کافی کا یہ کپ تیری بھابھی کے ساتھ ہوتا تو آج اس موسم کا لطف اور دوبالا ہو سکتا تھا مگر ہائے یہ ہجر......اسے بھی درمیان آنا تھا۔ہجر نہ آتا تو محبت کا پتہ کیسے چلتا یارا؟''وہ مسکرایا تھا۔

''بہت سے ادراک وقت کے ساتھ ہوتے ہیں اشعر ملک۔''ہاشم مسکرا دیا تھا۔

''یقین نہیں آتا اشعر ملک کو محبت ہوگئی۔''وہ بولا تھا اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

؎ تم آئے ہو نا شبِ انتظار گزری ہے

تلاش میں سحر بار بار گزری ہے

جنوں میں جتنی بھی بیکار گزری ہے

اگرچہ دل پہ خرابی ہزار گزری ہے

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا

وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

''ہائے یہ عشق......ہائے یہ ہجر......یارا ہاشم۔یہ چین کیوں نہیں پڑ رہا؟ نگاہ اسے ایک بار دیکھنے کو اتنی بے قرار کیوں ہے؟ یار مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا عشق بھی کچھ ہوتا ہے۔میں تو جانتا بھی نہ تھا یہ عشق کس چڑیا کا نام ہے۔دیکھ یارا آج یہ چڑیا میرے گھر کی منڈیر پر آ کر بیٹھ گئی اور

چھک چھک کر احساس دلا رہی ہے کہ عشق بھی ہوتا ہے۔" وہ کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ملک صاحب، عشق کا دستور بدل دیتے ہیں ہجر کو خارج کر کے۔" انور مسکرایا تھا۔ اشعر ملک اسے دیکھتا ہوا مسکرایا تھا جیسے اس کی بات نے اسے بہت محظوظ کیا تھا۔ وہ چلتا ہوا اس کے پاس جا رکا تھا۔

"عشق کا دستور بدل سکتے ہیں مگر بدلنا نہیں چاہتے انور...... ہجر کو خارج کیا جا سکتا ہے یار مگر ابھی موڈ نہیں ہے۔ یہ کھیل آسان ہے تھوڑا مزہ آنے دو۔ جتنا مشکل اور complicated یہ کھیل بنے گا، لطف بھی اور بڑھے گا نا۔"

"آپ کے دماغ کی تو پھر کیا بات ہے ملک صاحب!" انور مسکرایا تھا۔

اشعر ملک خاموشی سے انور کو دیکھنے لگا تھا۔ انداز پرسوچ تھا۔ پھر وہ مسکرایا تھا تو مسکراہٹ بہت گہری تھی۔

"ابان ذوالفقار شگری کی بربادی چاہتا ہوں میں۔ اس ہجر کو پرلطف کرنا چاہتا ہوں میں۔ قربت کو اتباع منصور اور میرے درمیان رکھنا ناممکن نہیں ہے مگر میں اس ہجر سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے دوری پر ہوگی تو تبھی ایک آتش پھیلے گا۔ میں اس الاؤ میں ابان شگری کو جلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ انداز پرعزم تھا۔

"سنا ہے، عشق نکما کر دیتا ہے۔ کیا کہتا ہے تو ہاشم؟" وہ مسکرایا تھا۔ ہاشم کچھ نہیں بولا تھا۔ تبھی اشعر ملک کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"میں دیکھنا چاہتا ہوں یہ عشق ابان شگری کو کیسے نکما کرتا ہے۔ سنا ہے عشق برباد کر دیتا ہے اور میں ابان شگری کی بربادی دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اسے جل کر خاکستر دیکھنا چاہتا ہوں۔ تباہ و برباد...... مجھے ابان شگری کی بربادی دیکھنے کا جنوں ہو چلا ہے ہاشم۔ اسے وہ عشق کا آتش لگنا بہت ضروری ہے۔ اس کی ہار میری جیت ہوگی۔" اشعر ملک مسرور سا مسکرایا تھا۔

انور بھی مسکرایا تھا اور تائید میں بولا تھا۔

"ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ جو ہمارے ملک صاحب چاہیں وہ نہ ہو...... ہو گیا تو ایسا ضرور......" انور کے بولنے پر وہ محظوظ ہو کر ہنسا تھا۔

"انور یارا...... آتش کو سمندر میں بھی پھینک دو وہ بھڑکتا ضرور ہے۔ جب آتش تجرباتی طور پر پانی میں آگ لگا سکتا ہے تو سوچو ابان ذوالفقار شگری تو پھر انسان ہے جو خیر سے ایک دل بھی رکھتا ہے۔" وہ محظوظ ہوئے مسکرایا تھا۔

"وہ فیضؔ چاچا نے کیا خوب کہا ہے یارا......

عشق منت کشِ قرار نہیں
حسن مجبورِ انتظار نہیں
تیری رنجش کی انتہا معلوم

حسرتوں کا میری شمار نہیں
اپنی تکمیل کر رہا ہوں میں
ورنہ تجھ سے تو مجھ کو پیار نہیں

"آہ کتنی مزے دار باتیں کرتا ہے یہ فیض چاچا بھی۔ میں اس لطف کو اور بھی دو بالا ہوتے دیکھنے کا خواہاں ہوں بس۔ ہو گا یہ سب۔ پانی میں بھی الاؤ دہکے گا۔ سمندر خاکستر ہو گا ایک دن...... دیکھ لینا۔ اور مجھے اسی دن کا انتظار ہے۔ جب ابان ذوالفقار شگری کی عقل کام کرنا بند کر دے گی۔ وہ خود گھٹنے ٹیکے گا۔ وہی دن اس کی ہار کا ہو گا۔ وہ کیا کہتے ہیں، عشق میں بندہ گوڈے گوڈے ڈوب جاتا ہے تو عقل کام نہیں کرتی۔ اس کی عقل کے تمام خانوں کو مکمل بند ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں میں۔ وہی میری تکمیل کا دن ہو گا۔" وہ ایک عزم سے مسکرایا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں ملک صاحب۔ جیسا سوچا ہے آپ نے سب ویسا ویسا ہو گا۔ جیتنا تو آخر میں آپ کو ہی ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی دشمن کیسے جیت سکتا ہے؟ ایسا تو آج تک ہوا نہیں۔" انور مسکراتے ہوئے تائید کر رہا تھا۔

اشعر ملک کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ وہ بہت مطمئن لگ رہا تھا اور مسرور بھی۔ جیسے اسے مکمل یقین تھا جیسا اس نے سوچا ہے سب ویسا ویسا ہو گا۔ وہ مکمل پر یقین تھا اور مسکرا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور نے گرتی ہوئی بوندوں کو دیکھا تھا۔ اچانک بارش کے باعث موسم میں خنکی بڑھ رہی تھی۔ سرد ہوا جسم کے آر پار ہو رہی تھی۔ کافی کا کپ اس کے ہاتھ میں کپکپا رہا تھا۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر کافی کا کپ ٹیبل کی سطح پر رکھ کر اپنا کوٹ اتارا تھا اور اتباع منصور کے شولڈرز پر رکھ دیا تھا۔

اتباع اس کی نیکی اور نوازش پر حیران ہوئی تھی۔ نظروں میں حیرت لئے اسے دیکھا تھا مگر وہ حالت سکون میں بیٹھا کافی کا سپ لیتا ہوا اپنا سیل فون چیک کرتا دکھائی دیا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات جان نہیں پائی تھی۔

یہ مہربانی کیونکہ ہوئی تھی اور وہ کیا واقعی اتنا generous تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"جب میں آپ کی دشمن ہوں اور آپ کے لئے آلہ کار بنا کر کسی سازش کے تحت بھیجی گئی ہوں تو آپ میرے ساتھ اتنے نائس کیسے ہیں؟ اور سوال یہ بھی ہے کہ آپ دشمن کے آلہ کار سے شادی کرنا کیوں چاہتے ہیں؟ دشمنوں سے مراسم نہیں بڑھائے جاتے۔ کوئی سازش کرنے آیا ہو تو اس کے ہاتھ گھر کا انتظام نہیں سونپ دیا جاتا...... اور آپ اپنی زندگی سونپ دینا چاہ رہے ہیں؟ بات کچھ عجیب ہے۔ سمجھ میں نہیں آرہی۔" ابان شگری پرسکون انداز سے بولی تھی۔ وہ اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

خاموشی میں بوندوں کے گرنے کی آواز بہت بھلی تھی۔ اس شور میں عجیب اک ساز تھا۔ کافی کے سپ بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ اگرچہ ہوا یخ بستگی لئے ہوئے تھی مگر ابان شگری کے کوٹ نے ان سرد ہواؤں کا رخ جیسے موڑ دیا تھا۔ اس کے مخصوص کلون کی خوشبو اس کے

کوٹ سے اٹھ کراس کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔وہ بہت قریب محسوس ہوا تھا۔اپنی مخصوص خوشبو کے ساتھ۔اگر چہ ابان شگری تفاوت پر بیٹھا تھا مگر کوٹ سے اٹھنے والی مہم اس کے وجود کا بھرپور احساس دلا رہی تھی۔وہ سپ لیتے ہوئے سر جھکا گئی تھی جب ابان شگری مسکرایا تھا۔

"آپ نے کہا تھا،آپ کے حواس یہاں رہنے کے باعث متاثر ہوتے ہیں۔درحقیقت آپ کے حواس پورے خواص کے ساتھ بہت اچھے سے کام کرنے لگے ہیں۔عقل کام کرنے لگی ہے آپ کی۔"ابان شگری اس کے سوال پر گویا اسے سراہ رہا تھا۔اتباع خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"یہ شام میرے لئے یادگار ہے!"ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع نے چونکتے ہوئے دیکھا تھا اسے۔

کیا وہ اس کی سنگت کی بات کر رہا تھا؟یہ شام اس لئے خاص تھی کہ وہ اس کے ساتھ تھی؟کیا کہنا چاہ رہا تھا وہ؟اسے کیوں تجسس نہیں تھا مگر پھر بھی وہ جاننا چاہتی تھی۔

"آپ کی نگاہ ہر راز کھلتے دیکھنا چاہتی ہے اتباع منصور مگر

ہر بات مکمل نہیں ہے۔آپ کیا پوچھ رہی تھیں؟میرے پاس آپ کے۔میں سارے سوالوں کے جواب ہیں۔وہ بھی جو آپ لفظوں میں پوچھتی ہیں اور وہ بھی جو آپ کی آنکھیں خاموشی سے پوچھتی ہیں۔"ابان شگری اس کی کیفیت سے محظوظ ہوا تھا۔

اتباع منصور حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی اور وہ پرسکون مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"شادی میں آپ کیلئے کرنا چاہ رہا ہوں۔آپ کی نگاہیں گزارش کرتی ہیں اور میں ان گزارشات کو رد نہیں کر سکتا۔محبت ہوگئی ہے آپ کو۔چاہے آپ انکاری رہیں۔سازش کرنے آئی تھیں اور محبت کر بیٹھیں۔آپ کا اپنا جال آپ کے اردگرد پھیل گیا ہے۔"وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور حیران سی سرنفی میں ہلانے لگی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"وہ بھرپور نفی کرتی ہوئی اسے جھلانے لگی تھی۔

"محبت کہیں نہیں ہے،نا آس پاس......نہ دور......نہ میرے اندر......کہیں بھی نہیں ہے اس محبت کا وجود...... یہ آپ کی توقعات ہیں۔خواہشیں ہیں۔آپ ایسا چاہتے ہیں در پردہ......"وہ اسے صاف انکار سونپ رہی تھی مگر ابان شگری مسکراتے ہوئے اس کی بھر نفی کر گیا تھا۔

"آپ کو یہ خبر نہیں ہے۔آپ کی آنکھیں،آپ کی دھڑکنیں،آپ کے خیال بغاوتیں کرتی ہیں۔آپ کو بتائے بنا آپ کے دل کی ساری باتیں مجھ سے کہہ جاتی ہیں آپ کو خبر نہیں ہوتی۔یہی مدعا ہے جو آپ کی سمجھ میں نہیں آرہا۔"وہ بہت مدلل لہجے میں اسے جھٹلا رہا تھا۔

"اور اشعر ملک؟میں اس کا مہرہ ہوں؟پھر بھی؟"وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ابان شگری خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا تھا۔پھر سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"پھر بھی......!"انداز بہت مضبوطی لئے ہوئے تھے۔جیسے وہ ٹھان چکی تھا اور اس کے لہجے کی یہی مضبوطی اتباع کو حیران کر رہی تھی۔اس کے وجود میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی اور وہ ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"چاہے میں اشعر ملک کا مہرہ ہی کیوں نہ ہوں مگر میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہوں گی......!" وہ فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔
ابان شگری مسکرانے لگا تھا۔ اتباع منصور کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

"یہی ہر بار غلطی کرتی ہیں آپ اتباع منصور شیخ......اقرار کو کہیں اندر دبا کر انکار کرتی ہیں اور وہ اقرار جب سر اٹھاتا ہے تو حیرتوں سے مجھے دیکھتی ہیں اور جب میں آپ کی راہنمائی کرتا ہوں تو آپ کو قلق ستانے لگتا ہے کہ میں غلط کر رہا ہوں۔" وہ اسے اس کے سامنے جھٹلا رہا تھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنا۔ کسی اجنبی سے شادی نہیں ہو سکتی......میں آپ کو نہیں جانتی...... چاہے میں آپ کی دشمن ہی کیوں نہ ہوں، آپ کو اس صورتحال کا فائدہ اٹھانے نہیں دوں گی۔" وہ پراعتماد لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"دشمن کو کمزور کرنے کے لئے دشمن سے رشتہ استوار کرنا پڑتا ہے۔" ابان شگری باور کرا رہا تھا۔

"اشعر ملک کو کمزور کرنا چاہتا ہوں میں۔ آپ اس کا آلۂ کار ہیں تو میں آپ کو اس کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ بس یہی کہانی ہے۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا تھا۔

"شادی تو آپ کو کرنا ہوگی۔ آپ اس گھر میں، میرے ساتھ بنا کسی رشتے کے بنا نہیں رہ سکتیں۔ اخلاقی ویلیوز مجھے اس کی اجازت نہیں دیتیں۔ جب تک آپ ثابت نہیں ہو جاتیں کہ وہ سازش دراصل کیا تھی، آپ کو یہیں رہنا پڑے گا اور یہاں رہنے کے لئے کوئی رشتہ بننا ضروری ہے۔" ابان شگری فیصلہ کن انداز میں کہتا ہوا اسے ساکت کر گیا تھا۔

اس خنک شام میں اس کا وجود جیسے جمنے لگا تھا مگر وہ لہجہ کس قدر سفاک تھا۔ کوئی حدت نہیں تھی اس میں نا کوئی مروّت۔ وہ کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے آپ سے نکاح قبول نہیں ہے۔ کوئی رشتہ رکھنا نہیں چاہتی آپ سے۔ آپ مجھے یہاں سے جانے دیں۔ اشعر ملک سے آپ کے جو معاملات نکلتے ہیں آپ انہیں بیٹھ کر حل کریں۔ میں اشعر ملک کی آلۂ کار نہیں ہوں نہ مجھے اس دشمنی سے کچھ لینا دینا ہے۔" وہ مضبوط لہجے بولی تھی۔ ابان شگری جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔

"شیرنی......محبت کا کیا؟ چلو مان لیا آپ اشعر ملک کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہیں مگر آپ کو جو محبت ہوگئی ہے اس کا کیا؟" وہ جیسے اسے چڑا رہا تھا، زچ کر رہا تھا۔ اتباع منصور سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔ تبھی ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر بہت آہستگی سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور اسے لگا تھا اس خنک موسم میں جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہو۔ اس لمس میں کیسی حدت تھی۔ اس کا ہاتھ اس کی گرفت میں جیسے جلنے لگا تھا۔

"محبت سے انکار مت کریں شیرنی......محبت کو اچھا نہیں لگتا جب اس کا انکار ہوتا ہے۔ آپ کو محبت کے وصف معلوم نہیں۔ نہیں جانتی آپ۔ محبت بغاوت پر اتر آتی ہے۔" وہ باور کروا رہا تھا۔

"ابان شگری یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ ایسے بات کرنا بند کریں۔" اس نے ابان شگری کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا تھا مگر وہ اس پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا۔ اتباع منصور کے ہاتھ کو کسی قدر مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ وہ بے بسی سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"ہم میں دوستی نہیں ہوسکتی ابان ذوالفقار شگری۔"

"مجھے دشمن سے دوستی کرنا اچھا لگتا ہے۔ مجھے دوستی نباہنے کے وصف آتے ہیں۔" ابان شگری باور کراتے ہوئے بول رہا تھا۔

"یہ کوئی طریقہ نہیں!" وہ الجھ کر دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"ابان شگری کے اپنے طریقے ہیں۔ وہ دوسروں کے بنائے ہوئے قاعدوں کو نہیں مانتا۔" ابان شگری مضبوط لہجے میں بول رہا تھا۔

"مجھے یہ نکاح نہیں کرنا...... مجھے آپ قبول نہیں ہیں!" وہ اسے اس کے سامنے رد کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اور یہ انکار میرا جنون بڑھا رہا ہے۔ آپ کو یہاں، اس گھر کی چار دیواری میں رہنا ہے...... اور یہ نکاح ضروری ہے۔ چاہے آپ اپنی مرضی سے نکاح کے پیپر سائن کریں یا اس کے لئے زبردستی کرنا پڑے۔ مگر یہ ضرور واقع ہوگا۔" وہ ٹھوس لہجے میں بولا تھا اور اتباع منصور ساکت سی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔ وہ خاموشی سے دیکھ رہا تھا اسے۔ پھر یکدم اتباع منصور نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ سرعت سے اٹھی تھی اور بھاگتی ہوئی اس آوٹ پلیس سے نکلی تھی۔ بارش میں بھیگتی ہوئی وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے اطمینان سے گیٹ کی طرف بھاگتے دیکھا تھا اور پھر سکون سے چلتے ہوئے اس کی سمت بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور بے خوف وخطر بھاگ رہی تھی بنا برستی بارش اور گرجتے بادلوں کی پرواہ کئے، بنا سرد خنک ہواؤں کی پرواہ کئے جیسے اس نے ٹھان لیا تھا وہ یہاں نہیں رہے گی اب۔ مزید نہیں۔

ابان شگری لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی سمت بڑھ رہا تھا۔

وہ گیٹ کے پاس پہنچ کر بند گیٹ کو دیکھنے لگی تھی پھر زور زور سے اسے پیٹنے لگی تھی جیسے وہ گیٹ توڑ دینا چاہتی ہو۔

ابان شگری چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا۔ بہت پرسکون انداز میں اس نے اس کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔

اتباع منصور اسے پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔ پھر اس نے ہاتھ چھڑانے کی سعی کی تھی۔

"لیومی ڈیم اٹ، آئی ہیٹ ٹو گو۔ جانے دو مجھے۔ نہیں رہنا اس قید میں، نہیں جینا آپ کی شرطوں کے ساتھ!" وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

دونوں بارش میں بری طرح بھیگ رہے تھے مگر دونوں کو احساس نہیں تھا۔ جانے کیا ہوا تھا۔ اتباع منصور نے ہاتھوں کے مکے بنا کر ابان شگری کے سینے پر مارنا شروع کر دیئے تھے اور پھر تھک کر نڈھال سی اس کے سینے پر سر رکھ کر زور زور سے سانس لینے لگی تھی۔ ابان نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ جب اس نے اس کے سر کو دیکھا تھا وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

"آئی ڈونٹ لو یو ڈیم اٹ، لیومی، لٹ می گو......!" وہ چیخی تھی اور اسے پرے دھکیلنا چاہا تھا مگر ابان شگری کا مضبوط وجود جوں کا توں وہیں کھڑا رہا تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"خدا خیر کرے، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے دانیال...... اتباع کو فون کرو۔" بوا نے فکرمندی سے کہا۔ دانیال مرزا نے کافی انہیں تھماتے ہوئے دیکھا تھا۔

"اتباع سے بات ہوئی تھی میری۔ کافی لمبی بات کی تھی ہم نے۔ وہ خیریت سے ہے۔ اپنے دوست کے گھر ہے۔ محفوظ ہے۔ میں نے اسے کہا تھا کہ میں کراچی آجاتا ہوں مگر وہ منع کر رہی تھی۔" دانیال نے بوا کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی۔

"مگر مجھے بہت فکر ہو رہی ہے اس کی۔ تم میری بات اس سے کروا دو۔"

"بوا اس وقت یہاں شام ہے۔ وہ شاید مصروف ہو۔ میں بعد میں آپ کی بات کراتا ہوں۔ ڈونٹ وری، آئی ٹاکڈ ٹو ہر۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔" وہ اطمینان دلانے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا۔

"تم بات کراؤ۔" بوا نے ڈانٹا تھا تبھی اس نے اتباع کا نمبر ملایا تھا۔

کال جا رہی تھی مگر اتباع نے پک نہیں کیا تھا۔

"آپ سے کہا تھا بوا، وہ شاید مصروف ہو۔ She didn't pick the call."

دانیال مرزا نے کہا تھا۔ بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری نے اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھا تھا۔ بھاگتے ہوئے ابان کا کوٹ کہیں وہیں گر گیا تھا۔ وہ بنا کسی گرم کپڑے کے کھڑی تھی۔ رونے کے باعث اس کا وجود اور بھی کپکپا رہا تھا۔

"کوئی مصیبت کا طوفان نہیں توڑ رہا آپ پر...... آپ کو نہیں لگتا یہ احتجاج کچھ زیادہ ہے؟" وہ اطمینان سے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

اتباع منصور بھیگتی بارش میں بھیگتی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر چیخی تھی۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا ہے۔ اس قید میں نہیں رہنا چاہتی میں۔ جانے دیں مجھے۔"

"ایسا ممکن نہیں ہے بتا چکا ہوں آپ کو۔" وہ فیصلہ کن انداز میں کہہ رہا تھا۔

اتباع نے آنکھیں رگڑتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"کیا شرائط ہیں یہاں سے جانے کیلئے؟" وہ مدعا پر آتے ہوئے بولی تھی۔ انداز مضبوط تھا جیسے وہ اسکے سامنے جھکنا نہیں چاہتی تھی۔

"یہاں سے جانے کی شرائط پر بات اندر بیٹھ کر اطمینان سے ہو سکتی ہے۔ آپ اندر چلیں۔ بارش تیز ہے۔ یہاں کھڑے رہنا مناسب نہیں۔" وہ احساس کرتے ہوئے بولا تھا۔

"میرا ہمدرد بننے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ دھاڑی تھی۔ "اچھا ہونے کا ڈرامہ مت کرو۔ بالکل اچھے نہیں ہو تم۔ اگر تمہیں کوئی خیال ہوتا تو اس طرح قید میں بند کر کے نہیں رکھتے مجھے۔ پناہ مانگی تھی تم سے۔ مدد چاہی تھی۔ تم نے الٹا اپنا پابند کر لیا۔ ایک قید سے نکل کر دوسری قید

میں آگئی۔میری زندگی کا سب سے برا دن تھا جب میں پاکستان آئی تھی اور اس سے بھی برا دن وہ تھا جب میں تم سے ٹکرائی تھی۔کاش میں نے تمہاری گاڑی میں پناہ نہ ڈھونڈی ہوتی۔کاش اس وقت وہاں تم اپنی گاڑی کے ساتھ موجود نہیں ہوتے۔'' وہ جیسے پچھتا رہی تھی۔

ابان ذوالفقار شگری اسے سخت رویئے پر بہت اطمینان سے اسے کھڑا دیکھ رہا تھا جیسے اس کی برداشت بے مثال تھی یا پھر یہ رعایت صرف اتباع منصور کے لئے ہی تھی۔

''میں تم سے کوئی رشتہ نہیں بناؤں گی ابان شگری!'' وہ ہاتھ اٹھا کر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''آپ اندر چلیں گی؟'' وہ پرسکون انداز میں پوچھ رہا تھا۔

''مجھے یہاں سے جانا ہے، گیٹ کھلوائیں!'' وہ چیخی تھی۔

''کہاں جائیں گی آپ؟'' وہ پوچھنے لگا تھا۔

''آپ کی بلا سے......کہیں بھی جاؤں، آپ کو کیا؟'' وہ عجیب خفا انداز میں بولی تھی۔

''باہر کی دنیا میں فرشتے نہیں بستے۔یہ دنیا جنت ہوتی تو کوئی فردوس ڈھونڈنے کا جنوں نہ رکھتا۔'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''آپ کو کیا...... چاہے میں جہنم میں جاؤں۔آپ کی قید سے بہت بہتر ہوگی وہ دنیا۔آزادی سے سانس لے سکوں گی۔'' وہ اپنے حواس میں نہیں تھی۔

''اس آزاد دنیا میں اپنی بقا کی جنگ لڑنا آسان نہیں ہے شیرنی۔اس گھر سے محفوظ پناہ گاہ کہیں اور نہیں ہے۔آپ جانتی ہیں۔اتنی نا سمجھ نہیں ہیں۔باہر کی دنیا اتنی محفوظ ہوتی تو آپ میری پناہ میں نہیں آتی۔ساری باتیں سمجھ میں آتی ہیں آپ کی۔پھر یہ تعرض سمجھ میں نہیں آتا۔'' ابان شگری پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''جب آپ سے کہا تھا آزاد ہیں آپ، تب یہاں سے کیوں نہیں گئی تھیں؟ اور اگر ابھی آپ سے کہہ دوں...... جائیں چلی جائیں تو کیا کریں گی آپ؟ اگر آپ کے لئے یہ گیٹ کھلوا دوں تو سارا سکون غارت ہو جائے گا آپ کا۔یہ جو اتنا چیخ کر بول رہی ہیں نا...... یہ آواز اسی چار دیواری کے اندر ہے۔اس گھر کی چار دیواری سے ابھی باہر کھڑی ہونگی آپ تو اس حلق سے ایک آواز بھی نہیں نکلے گی۔یہاں دم گھٹ رہا ہے آپ کا۔یہاں سے باہر کی دنیا میں کھل کر سانس لینے کے خواب کتنے کھوکھلے ہیں، یہ بات آپ بھی جانتی ہیں۔ان لفظوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔معلوم ہے آپ کو۔مگر صرف مخالفت کرنا چاہتی ہیں...... جائیے...... باہر کی دنیا میں کھل کر سانس لے کر دکھائیے۔'' وہ بولا تھا۔انداز دو ٹوک تھا۔اتباع حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور کا دل چاہا تھا وہ اس کا منہ نوچ لے یا اسے اٹھا کر کہیں دور پٹخ دے یا پھر خود وہاں سے غائب ہو جائے مگر وہ ان سے کوئی ایک بھی فعل کر سکنے میں ناکام دکھائی دی تھی۔ اس کا وجود کپکپا رہا تھا۔ خنک ہوا اس کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی اور تیز برستی بارش میں اس کا وجود کسی پتے کی مانند بھیگ رہا تھا۔

وہ حیرت سے کھلی آنکھوں سے ابان شگری کو دیکھتی رہی تھی پھر ہار نہ مانتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"آپ کمزور سمجھتے ہیں مجھے؟ آپ کو لگتا ہے میں ڈر جاؤں گی یا آپ کے ڈر سے جھک جاؤں گی؟ آپ کی فضول باتوں کو مان لوں گی؟ ایسا کچھ نہیں ہوگا ابان ذوالفقار شگری۔" وہ اس کے سامنے کسی کمزور شاخ کی طرح تنی کھڑی تھی اگرچہ اس کا وجود کپکپا رہا تھا اور لہجے کو حتی الامکان مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور کو جانے کیوں لگا تھا وہ جانتا ہے وہ کتنی کمزور ہے اور Pretend کر رہی ہے۔

"میرے لئے کیا مشکل ہے اتباع منصور؟ آپ میرے گھر میں ہیں۔ میرے اختیار میں ہیں۔ کیا ہو سکتا ہے؟ آپ خود بھی جان رہی ہیں؟" وہ پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور نے گھورتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"میں آپ کے گھر ہوں تو کیا کمزور ہو گئی؟ یا پھر آپ کی جائیداد کا حصہ بن گئی؟" وہ بہت غصے میں دکھائی دی تھی۔ ابان شگری نے لحہ بھر کو اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولا تھا۔

"وی کین ٹاک اباؤٹ اٹ لیٹر۔ موسم ٹھیک نہیں ہے ہمیں اندر جانا چاہئے۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے اتباع منصور کا ہاتھ تھامنے کو اپنا مضبوط ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر اس نے بے طرح اس بڑھے ہوئے ہاتھ کو جھٹک دیا تھا۔

"مجھے نہیں جانا اندر۔ کوئی بات نہیں کرنا مزید آپ سے۔" وہ غصے سے بولی تھی۔ وہ خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"جو لوگ صرف باتیں کرتے ہیں وہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کے لئے کچھ اور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ آپ کی باتوں کی قلعی صاف کھلتی ہے مگر فی الحال ان باتوں کو ایک طرف رکھتے ہیں۔ آپ کو Pretend کرنا ہے تو آپ شوق سے خود کو سکندر اعظم کی نواسی ثابت کرتی رہیں مگر فی الحال ہمیں اندر چلنا چاہئے۔" ابان شگری نے کہنے کے ساتھ اس کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا جیسے وہ اسے اس کی مرضی سے اپنا ہاتھ تھامنے کی اجازت چاہ رہا تھا مگر اتباع منصور اس بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کر رہی تھی۔

بارش مزید تیز ہو رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ موسم یقیناً ٹھیک نہیں تھا۔ ٹھنڈ میں برستی بارش اور جسم کے آر پار ہوتی خنک ہوا کسی حد تک خطرناک ہو سکتی تھی مگر وہ لڑکی ضد پر مائل دکھائی دی تھی۔ ابان شگری کا ہاتھ جوں کا توں اس کی سمت پھیلا ہوا تھا مگر اتباع منصور کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس بڑھے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھنے کا۔ تبھی اتباع منصور کا ہاتھ تھام کر ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ اس کی سمت

کھنچی چلی آئی تھی۔سنبھلتے سنبھلتے بھی اس کا سرابان شگری کے مضبوط سینے سے ٹکرا چکا تھا۔اس بارش کے شور میں بھی اس شخص کی دھڑکنوں کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی اور سنبھل کر سر اٹھا کر اس کی سمت تکنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔وہ اسکے وجود سے پیچھے سرکنا چاہتی تھی مگر تبھی وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسے لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

اتباع منصور حیرت سے اس کی پشت کو تکتی ہوئی اس کے پیچھے چلتی چلی جا رہی تھی۔وہ ساکت بھی تھی...... ششدر بھی......

وہ شخص ہمیشہ وہی کیوں روا رکھتا تھا جو اسے روا رکھنا تھا؟وہی کیوں کرتا تھا جو وہ کرنا چاہتا تھا؟وہ کیوں اپنی نہیں منوا سکتی تھی؟اس کی چوڑی پشت دیکھتی ہوئی سوچ کر رہ گئی تھی اور تیز بارش میں،گرجتے بادلوں کے ساتھ ابان شگری اسے لے کر اندر کی جانت بڑھتا چلا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک برستی بارش کو دیکھتے ہوئے کافی کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اوہ ہاشم...... ایک کام کر...... انگلینڈ میں کتنی کمپنیاں ہیں ابان ذوالفقار شگری کی،اس کی تعداد تو نکال ذرا۔''وہ مسکراتے ہوئے ہاشم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ہاشم اسے کسی قدر حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہو تم؟''ہاشم نے پوچھا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''پتہ تو کر یار۔اگر میری چھبیس کمپنیاں ہیں وہاں تو ابان شگری کی کمپنیوں کی تعداد بھی تو معلوم ہونا چاہئے نا۔''وہ کافی کا سپ لیتا ہوا بہت محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔یقیناً اس کے دماغ میں کچھ نیا جال بنا جا رہا تھا اور اس جال کو ابان شگری کے گرد تنے جانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

ہاشم نے خاموشی سے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔

''اشعر دشمن کو کمزور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بزنس کے داؤ پیچ میں اسے شکست دی جائے۔''وہ جیسے نہیں چاہتا تھا کہ اشعر ملک الجھے۔

مگر اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔ایک سپ تلخ کافی کا لیا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے ہاشم کو دیکھا تھا۔

''وہ مسٹر ایلکس ہیں نا ہمارے بزنس مینجر،ان سے بات کراؤ ذرا۔''

جس انداز سے وہ مسکرایا تھا ہاشم کو اس کی نئی سازش کی روداد مل رہی تھی۔وہ بولا تھا۔

''اشعر ملک بے سبب الجھنا ٹھیک نہیں۔آج اگر تم ابان شگری کی ایک کمپنی کو نقصان پہنچاؤ گے تو ابان شگری بھی Maximum نقصان پہنچانے کا سوچے گا۔''ہاشم نے اشعر ملک کو سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

''مزہ آتا ہے یار ہاشم۔کسی کے سکون میں آگ لگانے کو دل چاہتا تھا۔ابان شگری کو بھی تو پتہ چلنا چاہئے اشعر ملک سے ٹکرانے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔''اشعر ملک مسکرایا تھا۔

کب تک دل کی خیر منائیں ، کب تک راہ دکھاؤ گے
کب تک چین کی مہلت دو گے کب تک یاد نہ آؤ گے
عہدِ وفا یا ترکِ محبت، جو چاہو سو آپ کرو
اپنے بس کی بات ہی کیا ہے، ہم سے کیا منواؤ گے
فیض دلوں کے بھاگ میں ہے، گھر بھرنا بھی لٹ جانا ہے
تم اس حسن کے لطف و کرم پر کتنے دن اتراؤ گے

"وہ بات یہ ہے کاکے، تو نہیں جانتا۔ کتنا دل جلتا ہے تو جانتا ہی نہیں۔ سوچتا ہوں تو چین نہیں پڑتا۔ ابان شگری میری آنکھوں کے نیچے سے اس لڑکی کو نکال لے گیا۔ کتنا کمزور سمجھتا ہو گا نا وہ مجھے؟" وہ اندر ہی اندر اس شکست پر بہت پر ملال تھا مگر ہاشم نہیں چاہتا تھا وہ الجھے، تبھی بولا تھا۔

"شکست کو ہار میں بدلنے کی کئی طریقے ہیں اشعر ملک۔ ضروری نہیں تم ان فیئر رستہ تلاشو۔ میں چاہتا ہوں تم سکون سے اس مسئلے پر غور وخوص کرو۔ اگر تمہیں محبت ہے بھی تو کھیل فیئر ہونا چاہیے۔" ہاشم نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا جیسے مگر اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ہائے محبت! یار ہاشم کیا یاد کرا رہا ہے تو۔ دل کے اندر ایک ٹیس سی اٹھتی ہے یار! محبت میرے اندر کئی خانوں میں بٹ گئی ہے یار مگر جنوں کے دائرے اب بھی بے شمار ہیں۔ تیری بھابھی کو بھول نہیں سکتا۔ دل چاہتا ہے ※ اس کو ابھی، اسی وقت یہاں دیکھوں۔ اپنی نظروں کے سامنے۔ میرے اندر جو الاؤ دل کے کونوں کھدروں میں جل رہے ہیں نا، وہ تو نہیں دیکھ سکتا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"دل کا کونا کونا جلتا ہے یار! تو نہیں سمجھے گا۔ محبت کے کھیل سمجھ نہیں آتے۔ ابان شگری کو بھی اسی آگ میں جلا کر خاکستر کرنا چاہتا ہوں۔ تو مجھے کمبخت رقیب کو جلانے بھی نہیں دیتا۔" وہ محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"ویسے مزہ بڑے آگا جب ابان شگری اس آگ میں جل کر خاکستر ہو گا۔ میں وہ لطف جی بھر کے لینا چاہتا ہوں۔ اس کا دل جب بھی مبتلا ہو گا تو کیا کیا حماقتیں نہیں کرے گا؟ کہتے ہیں آنکھیں کچھ دیکھتی ہی نہیں جو عشق دکھاتا ہے بس وہی سب دکھاتا ہے پھر؟" اشعر ملک کافی کا سپ لیتا ہوا محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے
پیمانِ جنوں ہاتھوں کا شرمائے گا کب تک
دل والو گریباں کا پتہ کیوں نہیں دیتے

بربادی دل جبر نہیں فیضؔ کسی کا
وہ دشمن جاں ہے تو بھلا کیوں نہیں دیتے

"ہائے چاچا فیضؔ! دل کا درد بتایا بس۔ کوئی حل نہیں بتایا۔ بتادیتا تو جو الاؤ دہک رہا تھا دل کے کونوں کھدروں میں ان کا سدِ باب ہاتھ لگ جاتا۔" وہ محظوظ ہوا تھا۔

"ہجر میں بھی لطف ہے اشعر ملک۔ چاہو تو بھلا دو اسے یا چاہو تو اس لطف سے گزرنے کا ہنر سیکھ لو۔" ہاشم مسکرایا دیا تھا اور اشعر ملک ہنسنے لگا تھا

"ہائے یہ عشق...... دل چاہتا ہے ابان شگری کو گولی مار دوں۔ چھوڑوں گا تو اسے خیر نہیں۔ تباہ و برباد کردوں گا۔ مجھے اس سے محبت ہو رہی ہے۔ سنا ہے رقیب سے محبت ہو جائے تو پھر نفرت کی گنجائش بچتی نہیں۔ ابان شگری کا حصہ بھی اس محبت میں بڑھتا جا رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے یہ حصہ سوگنا نہ ہو جائے۔ سوگنا ہو گیا تو میرا جنوں اسے خاکستر کردے گا۔ اور اس کھیل کو سب سے زیادہ میں ہی انجوائے کروں گا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ہاشم خاموشی سے دیکھنے لگا تھا تبھی اشعر ملک بولا تھا۔

"مسٹر ایلکس کو فون لگاؤ۔ اسے بولو ابان شگری کی دو کمپنیوں کے شیئر خریدے۔ پہلے دس فیصد پھر آہستہ آہستہ یہ شیئرز بڑھاتے جاؤ۔ اسے کہو خود یہ کام مت کرے۔ میں نہیں چاہتا ابان شگری کو اس کی بھنک پڑے۔ رقیب کو محبت سے مارنا چاہئے۔ اس کی کمپنیز کو فائدہ دینا چاہتا ہوں میں۔" وہ مسکرایا تھا۔ ہاشم نے اس کے دماغ کو پڑھتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے اشعر ملک۔ اس کی دو کمپنیوں کو تباہ کر کے تم اس کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ وہ تمہاری چھبیس کمپنیوں کو خرید سکنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ سو ایسا ویسا کچھ مت سوچو۔" ہاشم نے اسے سمجھایا تھا مگر اشعر ملک حظ اٹھاتے ہوئے مسکرایا تھا

"یہی نہیں جانتا تو یارا۔ آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو۔" وہ اپنا مخصوص جملہ بولتا ہوا مسکرایا تھا۔

لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجے
اب بھی دلکش ہے تیرا حسن مگر کیا کیجے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

"چاچا فیضؔ ہوتے تو سمجھاتے تجھے۔ میری بات تو تیری عقل میں آتی نہیں یار۔" اشعر ملک مسکرا رہا تھا۔

"کرنا کیا ہے؟ بس ان دو کمپنیوں کے شیئر خریدنا ہیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر بن کر، پھر ان شیئرز کو بڑھانا ہے اور جب ہمارا کارندہ 61٪ سے زیادہ کا شیئر ہولڈر ہو جائے گا تو ہم وہ کمپنیاں بورڈ آف ڈائریکٹرز کی باہمی مرضی سے ٹیک اوور کر کے کمپنیاں سنبھال لیں گے۔"
اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ہاشم اس کے سازشی دماغ پر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔
مگر اشعر ملک بہت پر سکون انداز میں مسکرا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری کو جیسے اس کا مکمل خیال تھا یا کچھ اور۔ اتباع منصور چائے کے ساتھ باقی لوازمات کو دیکھتے ہوئے فرید کو دیکھنے لگی تھی۔
"میرا ایک کام کر سکتے ہو؟" وہ فرید کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔
فرید نے سعادت مندی سے مؤدب انداز سے اسے دیکھا تھا۔
"یس میم!"
"کیا یہ چائے اٹھا کر تم اپنے باس کے چہرے پر پھینک کر آ سکتے ہو؟" وہ پر سکون انداز میں بولی تھی۔ فرید اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔
"گیٹ لاسٹ!" وہ چیخنا چاہتی تھی مگر چیخ نہیں پائی تھی۔ فرید مؤدب سا جانے کے لئے پلٹا تھا۔ اس کے پیچھے ابان شگری کھڑا دکھائی دیا تھا۔ شاید وہ اتباع کی بات سن چکا تھا مگر جیسے اسے فوری طور پر ری ایکشن دینا نہیں آیا تھا۔ وہ مکمل پر سکون دکھائی دیا تھا۔
اتباع اسے گھورتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔
"آپ کو چین نہیں؟ کوئی لمحہ تو سکون کا سانس لینے دیا کریں۔" ابان شگری پر سکون انداز سے قدم اٹھاتا اس کے قریب آن رکا تھا۔ اتباع جانے کیوں اس کی طرف سے اپنا چہرہ پھیر گئی تھی۔
"سکون سے بیٹھ جائیں شیرنی۔ جانتا ہوں آپ کو غصہ زیادہ آتا ہے مگر غصہ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔" ابان شگری پر سکون انداز سے کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔
"مجھے نہیں لگتا بات آپ کی سمجھ میں آتی۔ اگر آتی ہوتی تو آپ مجھے یہاں سے جانے دیتے۔ بقول آپ کے ٭ کسی کا آلہ کار ہوں۔ آپ کے خلاف یوز ہو رہی ہوں تو سوچو میں کتنی خطرناک ہو سکتی ہوں نا۔" وہ اسی غصے سے بولی تھی مگر ابان شگری اس لہجے کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے جھک کر اس کے لئے چائے کا کپ بنانے لگا تھا۔ شکر قصداً دو چمچ ڈال کر چائے میں چلاتے ہوئے کپ اس کی سمت بڑھایا تھا۔ وہ اس کے سکون پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔
ابان شگری نے آنکھوں کے اشارے سے پہلے اسے اور پھر چائے کے کپ کو دیکھا تھا اور جتایا تھا کہ کافی لے لو۔ یہ ضروری ہے۔
اتباع منصور نے فوری طور پر ہاتھ نہیں بڑھایا تھا تبھی ابان شگری پر سکون انداز میں بولا تھا۔

"میں نے قصداً دو چمچ شکر کے ملا دیئے ہیں۔آپ کے اندر کڑواہٹ زیادہ ہو رہی ہے آج۔آئی ہوپ یہ شکر اس کڑواہٹ کو کسی قدر دبا دے گی۔" وہ مذاق کر رہا تھا یا سنجیدہ تھا۔اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی۔

"شاباش چائے پیو ورنہ ٹھنڈ لگ جائے گی۔" وہ پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔اتباع کو معلوم تھا وہ کسی خطرے کی تلوار کی طرح ہے جو سر پر سے نہیں ٹلے گا تبھی ہاتھ بڑھا کر کپ اس کے ہاتھ سے لیا تھا اور اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ابان شگری اس کے سعادت مندانہ انداز پر سکون سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"مجھے یقین ہے تمہیں یہ کیئر اچھی لگتی ہوگی اتباع منصور مگر تمہیں جان کر اچھا لگے گا کہ یہ آفر ان لیمیٹڈ ہے۔اس سے زیادہ بھی۔" وہ جیسے اسے چڑا رہا تھا۔اتباع کو بارش میں بھیگنے کے بعد ٹھنڈ لگ رہی تھی تبھی وہ اس کی سنی ان سنی کرتی ہوئی چائے کے سپ لینے لگی تھی۔

ابان شگری اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا پھر تسلی سے بولا تھا۔

"دوست بنیں گی آپ؟" اس کے پوچھنے پر وہ حیرت سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔یقیناً یہ سوال عجیب تھا۔

"میں نے ایسا عجب کیا پوچھ لیا؟ انسانوں کے درمیان نفرت ہوتی ہے،محبت بھی ہوتی ہے۔چلو محبت تو ہے مگر کیا دوستی نہیں ہو سکتی؟" وہ جیسے اسے چڑا رہا تھا۔اتباع منصور نے اس کی طرف سے چہرے کا رخ پھیر لیا تھا۔وہ بغور دیکھنے لگا تھا جیسے اتباع منصور کا چہرہ پڑھنا اس کے لئے دلچسپ مشغلہ ہو۔

"حالات کو اپنے بس میں کرنے کے طریقے اتنی جلد از بر نہیں ہوتے شیرنی۔اس میں کچھ دن لگتے ہیں۔" وہ جیسے جتاتا ہوا بولا تھا۔

"محبت کے ساتھ سکون ضروری ہے ورنہ محبت کو طوفان اٹھا لانے میں کوئی کسر نہیں رکھتی اور آپ کے تیور تو ان طوفانوں کو سوگنا کرنے میں بہت معاون بنتے ہیں۔بہتر ہوگا ان طوفانوں کو آسانیوں کے ہاتھ سونپ دیں۔زیادہ فکریں جلد تھکا دیتی ہیں۔فکروں کو نمٹنے کا حل یہ ہے کہ انہیں کم کر لیں یا بانٹ دیں۔" وہ بہت رسانیت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔اتباع اس کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہتی تھی مگر وہ اس کے قریب ہونے پر اسے غافل بھی نہیں کر پائی تھی۔اور ابان شگری کہہ رہا تھا۔

"میں ان فکروں کو بانٹنے کو تیار ہوں۔آپ کو ناگوار نہ گزرے تو دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتا ہوں۔مجھے اندازہ ہے طوفانوں کی شدت بڑھ رہی ہے اور یہ شدت سوگنا سے سوا ہو سکتی ہے۔مجھے ڈر ہے پھر تدبیر کام نہیں آئے گی اور صورتحال حل ڈھونڈتی رہ جائے گی۔" وہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔اتباع منصور کا دماغ اس وقت اتنا کام نہیں کر رہا تھا مگر چائے کا کپ غنیمت لگا تھا مگر ابان شگری کی باتیں اسے کچھ خاص متاثر نہیں کر رہی تھیں۔وہ ہزار چاہنے کے باوجود اس گھر اور اس کی چار دیواری سے باہر نہیں جا پائی تھی اور اگر چلی بھی جاتی تو کیا ہونا تھا؟

وہ جانتی تھی باہر کی دنیا اتنی محفوظ نہیں تھی۔وہ جانتی تھی مگر وہ یہاں سے فرار چاہتی تھی پھر باہر چاہے کچھ بھی ہوتا۔مگر ایک نقطہ وہ بھی بغور سے دیکھ سکتی تھی کہ وہ بہت غیر محفوظ ہو سکتی تھی۔

ابان شگری...... دادا ابا...... بہت الگ تھے پرسنالٹی میں۔دادا ابا بہت اپنا پن ظاہر کرتے تھے اور ابان شگری تحفظ۔جیسے وہ اس

کی ذمہ داری تھی مگر جانے کیوں اسے اس تحفظ سے الجھن ہوتی تھی۔

یہ ٹھیک تھا جب سے وہ یہاں تھی وہ بہت محفوظ تھی۔ ابان شگری اسے بھرپور توجہ دیتا تھا۔ اس توجہ میں عزت بھی شامل تھی اور تحفظ بھی۔ وہ جانتی تھی اس گھر کی چار دیواری سے باہر اس کی کوئی دنیا نہیں تھی مگر اسے یہ شادی نہیں کرنا تھی۔

یہ الجھن یہاں رہنے کی نہیں تھی۔ اس ایک رشتے کی تھی جو ابان شگری رشتے جوڑنے کی سوچ رہا تھا۔ اگر ابان شگری شادی کی بات نہ کرتا تو وہ وہاں آرام سے رہ سکتی تھی۔ اسے کوئی پرابلم نہیں تھی۔ مگر وہ زبردستی کا یہ رشتہ نہیں بنا سکتی تھی۔ یہ رشتہ بہت بڑا تھا اور کسی اجنبی سے اس طرح یقیناً اس رشتے کو جوڑا نہیں جا سکتا تھا۔

ابان شگری سے دور بھاگنے کا سبب یہ رشتہ تھا۔ جو اس کی مرضی کے خلاف جاتا تھا۔ ابان شگری کہتا تھا اس کے دل میں ابان شگری کے لئے محبت تھی۔ وہ محبت کہیں تھی بھی کہ نہیں وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ اپنے دل کو ابان شگری کے خلاف نہیں پاتی تھی۔

وہ بہت Rational تھا۔ اسے اسلوب نبھانا آتے تھے۔ اطوار سے پتہ چلتا تھا اس کی تربیت بہت اچھی ہوئی تھی۔ وہ ضابطے نبھاتا تھا پھر وہ اتنا برا کیوں لگتا تھا؟

ابان شگری اسے خاموش بیٹھا بہت پرسکون انداز سے اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے بہت فرصت کے لمحات میسر ہوں۔

اتباع منصور ※ ابان شگری کے چہرے کو خالی خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی جب ابان شگری اس کی سمت دیکھتا ہوا بولا تھا۔

''جانتا ہوں آپ کا دل میرے خلاف کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جب بھی آپ سوچیں گی اپنے دل کو میری حمایت میں کھڑا پائیں گی۔ یہ حمایت محبت کی علامت ہے۔ آپ سمجھ نہیں پا رہی ہیں یا سمجھنا نہیں چاہتیں۔ یہ ایک پیچیدہ عمل ہے۔'' وہ اس کی سوچوں تک جیسے دسترس رکھتا تھا اور اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کو ایسے کیسے جان سکتا تھا۔ کیا تھا اس کے پاس؟ کیوں ایسا ہو رہا تھا؟ کوئی رابطہ تھا جو کہیں باہم جڑا تھا یا یہ صرف قیاس تھا؟

''کوئی رابطہ ڈھونڈنے کی سعی کرنا حماقت ہوتی ہے جبکہ یہ پہلے سے معلوم ہے کہ رابطہ درمیان ہے اور چاروں طرف پھیل رہا ہے۔ اس چہار سمت پھیلتے رابطوں کو بہت سی سمتوں میں منقسم ہوتے دیکھنا اور آنکھیں بند کر لینا بے وقوفی ہو سکتی ہے۔'' ابان شگری جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اتباع اس کی سمت خاموشی سے دیکھ رہی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''کسی محبت کو میں نہیں جانتی نہ میں اسے چاروں سمت پھیلتے ہوئے دیکھتی ہوں۔ مجھے آنکھیں بند کرنے کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ بات ساری یہ ہے کہ جو محبت آپ کو دکھائی دیتی ہے اسے میری عقل نہیں دیکھتی اور جسے میری آنکھ نہیں دیکھتی اسے میں مان نہیں سکتی، جسے میری عقل تسلیم نہیں کرتی، اسے میں رد کرتی ہوں۔'' اتباع منصور پراعتماد انداز سے بولی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا جیسے وہ محظوظ ہوا تھا۔

”محبت کی بات فی الحال اٹھار کھتے ہیں، چلو بات دوستی کی کرتے ہیں شیرنی۔ دوست بن کر سوچا جاسکتا ہے اس سے کہیں گنا گنجائش نکل سکتی ہے۔ دل میں بھی اور زندگی میں بھی۔ فی الحال محبت کو متروک کر دیتے ہیں۔“ وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی مگر یقیناً ابان شگری کے دل میں یا دماغ میں کوئی منصوبہ سازی ہو رہی تھی اور ابان شگری کہہ رہا تھا۔

”محبت کے بارے میں سوچتے ہوئے آپ کو شاید آنکھیں میچنے کی ضرورت پڑتی ہو مگر دوستی کھلی آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ چلو ایک نئی رسم شروع کرتے ہیں۔ ایک دوستی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ آج سے، ابھی سے، اسی لمحے سے۔“ ابان شگری نے کہتے ہوئے اس کے سامنے اپنا مضبوط ہاتھ پھیلایا تھا۔ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے دیکھنے لگی تھی پھر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

”آپ کی دشمن ہوں۔ دشمن سے دوستی جائز نہیں ہوتی۔ آپ اتنے ناسمجھ نہیں ہوسکتے۔ ضرور اس کے درپردہ کوئی اور کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔ اتباع منصور نے جتادیا تھا۔ ابان شگری نے اس کی سمت بغور دیکھا تھا۔ اس کی نگاہیں پرسکون تھیں جیسے وہ کسی نہج پر پہنچ رہا تھا، کوئی خیال راستہ بنا رہا تھا۔

”اس دوستی کو شک کی نظروں سے مت دیکھیں شیرنی۔ اس دوستی میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ایسی کوئی شرائط بھی نہیں ہیں۔ دوستی سمجھوتہ سازی نہیں ہوتی۔ محبت کی دوسری قسم ہے یہ۔ جیسے محبت میں شرائط کا اطلاق نہیں ہوتا، دوستی بھی ان سے مبرا ہے۔“ وہ اپنی پوری عقل سے بول رہا تھا اور اتباع منصور نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

”میں ایسی دوستی کو نہیں مانتی۔ ضرور کوئی شرائط ہونگی اس دوستی کے نفاذ میں اور آپ ان نقاط کو بہت ضروری خیال کریں گے۔ مجھے لگتا ہے آپ کوئی اہم سلسلہ جوڑ رہے ہیں۔“ وہ کسی نقطے پر پہنچتی ہوئی بولی تھی۔

”میں شرائط کا قائل نہیں ہوں شیرنی...... مگر دوستی میں گنجائش نکالنا جانتا ہوں۔“ وہ بہت سکون سے کہہ رہا تھا۔

”اس دوستی کو نکاح کے سمجھوتے پر ختم ہونا ہے؟“ وہ جیسے اس کا دماغ پڑھتے ہوئے بولی تھی...... اور ابان شگری بہت پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

”نکاح مشروط نہیں مگر ایک بات سوچنے کی ہے۔ ایک چھوٹا سا سمجھوتہ ہوسکتا ہے۔“ ابان شگری کا ہاتھ مسلسل اس کی سمت بڑھا ہوا تھا۔ اتباع منصور نے اب تک اس ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔

ابان شگری کی آنکھیں جیسے یقین دلا رہی تھیں۔

اتباع منصور ان آنکھوں کو خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ یہ عمل حیران کن تھا۔ قصداً ایک نگاہ کی تھی اور وہ ایک نگاہ جیسے بندھنے لگی تھی۔

ابان شگری کی آنکھیں جیسے اعتماد دلا رہی تھیں اور اتباع منصور نے جانے کیوں ابان شگری کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

ابان شگری اسے چپ چاپ دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین تھا وہ اتباع منصور کا اعتماد جیت لے گا۔

”اتباع منصور، دوستی اور دشمنی کے آداب از بر ہیں مجھے۔ ان میں شکوک کی گنجائش نہیں نکل سکتی۔ اگر آپ میرے خلاف بھی کھڑی

ہوں تب بھی میں اتنا وصف رکھتا ہوں کہ آپ کو قائل کرسکوں۔" ابان شگری مکمل اعتماد سے کہہ رہا تھا۔

"میں رشتوں کو عزت دینا جانتا ہوں لیکن اضافی رشتے بنانے کا قائل نہیں ہوں مگر جو رشتہ جوڑتا ہوں اس کے خواص برقرار رکھنا بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ وہ جانے کیا باور کرا رہا تھا۔ اتباع منصورا سے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

عالیہ دادا ابا کے ساتھ کافی کے سپ لیتی ہوئی دادا ابا کو الجھن سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"دادا ابا میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی۔ ابان بھائی اور بھابھی ایسے پری ٹینڈ کیوں کر رہے ہیں جیسے ان میں کوئی رشتہ نہیں ہو۔ مجھے یقین ہے اور آپ کو بھی کہ کوئی رشتہ ان کے درمیان موجود ہے۔" عالیہ کا بس چلتا تو ابان شگری اور اتباع کے درمیان ایک لمحے میں سب ٹھیک کر دیتی۔

"بیٹا ٹھیک سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا مگر بات کوئی بڑی ہے۔ کوئی ناراضگی ہوسکتی ہے یا پھر کوئی اختلاف....." دادا ابا نے قیاس کیا تھا۔

"اوہ۔ کوئی اختلاف اتنا بڑا ہوسکتا ہے؟ دادا ابا کیا آپ میں اور دادی اماں میں بھی ایسے اختلافات ہوتے تھے؟" وہ حیرت سے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تھی۔

دادا ابا مسکراتے ہوئے بسکٹ کھاتے ہوئے اسے شفقت سے دیکھنے لگے تھے۔

"فی الحال تمہاری دادی کی کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ تمہاری دادی اماں کا دماغ بہت رفتار سے چلتا ہے۔ اس کے انٹینا سات سمندر پار تک اپنی رینج رکھتے ہیں۔ نام بھی مت لو ان کے کان فوری طور پر ہنگامی بنیاد پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا دماغ وہاں بیٹھ کر بھی یہاں تک کی خبر رکھ سکتا ہے۔"

عالیہ الجھن سے دیکھنے لگی تھی۔

"مذاق نہیں کریں دادا ابا۔ آئی ایم سیریس۔ دادی اماں اتنی نائس اور سویٹ ہیں۔ آئی نو آپ میں اور ان میں کوئی جھگڑا ہوتا ہی نہیں ہوگا۔" عالیہ نے یقین سے کہا تھا۔ دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"تمہاری دادی سے عمر بھر جھگڑا نہیں ہوا۔ دراصل شادی شدہ زندگی میں اللہ تعالیٰ بہت صبر عطا فرما دیتے ہیں۔ خود بخود ایک صبر آ ہی جاتا ہے۔" دادا ابا مسکرا رہے تھے۔ عالیہ مسکرا دی تھی۔

"دادا ابا، دادی اماں جھگڑالو تو بالکل نہیں ہیں۔ اتنی پولائیٹ سی ہیں۔ مجھے نہیں لگتا آپ دونوں میں کبھی کوئی چھوٹا سا اختلاف بھی رہا ہوگا۔ مگر مجھے یقین ہے آپ کا یہاں آنا ابان بھائی اور اتباع بھابھی کے رشتے میں کوئی بہتری ضرور لائے گا۔" عالیہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ دادا ابا نے سر ہلایا تھا پھر بولے تھے۔

"بیٹا ایسا ممکن نہیں کہ شادی شدہ زندگی میں اختلافات نہ ہوں۔ ایک بار تمہاری دادی اماں بھی خفا ہوگئیں تھیں بہت چھوٹی سی بات تھی۔ انہوں نے کچھ کہا تھا اور میں مصروفیت کے باعث بھول گیا تھا۔ پورے تین دن بات نہیں کی تھی تمہاری دادی اماں نے اور میں مناتا رہا پھر زبردستی ان کا ہاتھ تھام، گاڑی میں بٹھایا اور کینڈل لائٹ ڈنر کرانے باہر لے گیا۔ سکون سے سمجھایا کہ بات ہوجاتی ہے تو دل میں مت رکھا کریں، کہہ دیا کریں۔ غلطی ہو جاتی ہے تو اسے سنوارا جاسکتا ہے سب کہیں جا کر ان کو سمجھ آیا اور ان کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ آئی۔" دادا ابا نے مسکراتے ہوئے واقعہ سنایا تھا۔

"ہاؤ سوئیٹ دادا ابا..... تو یہ ٹپ اتباع بھابھی کے کام بھی آسکتی ہے نا" وہ کسی نتیجے پر پہنچتی ہوئی بولی تھی۔

دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"اتباع بہت سمجھدار لڑکی ہے۔ وہ فیملی کی قدریں جانتی ہے۔ مجھے نہیں لگتا غلطی اتباع کی طرف سے ہوتی ہے۔ شاید ابان کی طرف سے ہوتی ہو" دادا ابا نے اندازہ لگایا تھا۔

"دادا ابا غلطی کسی سے بھی ہوتی ہو مگر ان دونوں کا اس کو ماننا ضروری ہے ورنہ تو وہ کبھی بھی بات نہیں کرسکیں گے۔ اتباع بھابھی بہت قطعی انداز میں اس رشتے کی انکاری تھیں۔ ان کے دل کو شاید بہت ٹھیس پہنچی ہے۔" عالیہ کی مکمل ہمدردی اتباع کی طرف تھی۔

دادا ابا نے سر ہلایا تھا۔

"بیٹا اب میں آگیا ہوں تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

"دادا ابا..... کیا ان دونوں کا نکاح دوبارہ نہیں ہوسکتا؟ اگر شادی دوبارہ ہو جائے، تمام رسموں کے دوران شاید وہ اس بات کو ریلائز کریں اور وہ کھوئی ہوئی محبت پھر سے ان کے درمیان جگہ بنالے۔" عالیہ نے اپنے طور پر بڑا مشورہ دیا تھا۔

دادا ابا نے پرخیال انداز میں عالیہ کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"بیٹا رشتوں کو وقت دینا ضروری ہے۔ وقت دینے سے رشتے اپنی جگہ خود بناتے ہیں۔ یہ گنجائش تبھی اپنی جگہ بناتی ہے جب وقت خود احساس دلائے۔" دادا ابا پرشفقت انداز سے بولے تھے۔ عالیہ نے دادا ابا کو دیکھتے ہوئے کافی کا سپ لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

بوا نے Skype پر کال کی تھی۔ اتباع منصور کے لئے کال اٹھانا ناگزیر ہوگیا تھا۔

"السلام وعلیکم! کیسی ہیں آپ بوا؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" بوا کی حالت دیکھ کر وہ پریشانی سے بولی تھی۔

"وعلیکم السلام بیٹا تم میری فکر مت کرو۔ تم بتاؤ کیسی ہو؟ میرا تو برا حال تھا سوچ سوچ کر۔ کب سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔ دانیال کبھی کہتا تھا تم بزی ہوگی، کبھی تم سو رہی ہوگی۔"

"اوہ بوا۔ اور آپ نے اپنا کیا حال کرلیا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے بوا۔ میں ٹھیک ہوں۔ محفوظ ہوں۔ آپ بلاوجہ پریشان مت ہوں۔"

اتباع منصور نے بوا کو سمجھایا تھا۔

"لیکن دانیال سے جو سنا وہ پریشان کن ہے اتباع۔تم اکیلی وہاں کیا کر رہی ہو؟ جب سے میں نے سنا ہے میرا دل ہول رہا ہے۔ اتنے خطرناک ماحول میں تم اس طرح کیسے رہ سکتی ہو؟ تمہاری جان وہاں محفوظ نہیں ہے بیٹا۔"بوا پریشانی سے بولی تھیں۔اس سے قبل کہ اتباع جواب دیتی اس کے پیچھے ابان شگری آن رکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر بہت رسانیت سے فون اتباع منصور کے ہاتھ سے لیا تھا۔اتباع منصور چونکی تھی۔ابان شگری بوا کو دیکھ رہا تھا۔

اتباع کو یقین تھا وہ کوئی عجیب بات کہہ دے گا یا پھر اس کی پول کھول دے گا کہ وہ کسی کی آلہ کار ہے اور اس کے خلاف سازش کرنے آئی ہے اور وہ بات بوا کو اور پریشان کر دے گی اور......!

"السلام علیکم بوا......میں ابان ذوالفقار شگری ہوں۔"ابان شگری نے اپنا تعارف کروایا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا......کیسے ہو تم؟"بوا مسکرائی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں بوا......آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"اتباع کو ابان شگری کا انداز اور لہجہ دونوں حیران کن لگے تھے۔جانے وہ آگے کیا کہتا......اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ابان شگری سے فون چھین کر کال بند کر دے۔

جب ابان شگری کی آواز اس سماعتوں میں پڑی تھی۔

"اپنا خیال رکھا کریں بوا۔اتباع کی پرواہ مت کریں۔یہاں دادا ابا ہیں، میں ہوں۔میری پوری فیملی ہے اتباع کا خیال رکھنے کو۔یہ یہاں محفوظ ہے۔آپ اتباع کی طرف سے پریشان نہ ہوں۔یہ ہماری دوست ہیں اور ہماری روایت ہے اپنے دوستوں کا خیال رکھنا۔"ابان شگری مسکراتے ہوئے بوا کو یقین دلا رہا تھا۔اس کے پیچھے کیا راز تھا؟ کیا یہ کوئی نئی سازش تھی؟

اتباع منصور سانس روکے ابان شگری کی سمت دیکھ رہی تھی۔اس کا دل چاہ رہا تھا کسی طرح ابان شگری کو تنبیہ کرے۔اسے سمجھائے نظروں ہی نظروں میں کہے کہ پلیز کوئی ایسی ویسی بات مت کہنا جو بوا کی طبیعت کو مزید خراب کر دے مگر ابان شگری اس کے خیالات کی نفی کر رہا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے بوا کی بات سنتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔اس کی ویلیوز اسے بہت **rational** اور **generous** ثابت کر رہی تھیں مگر اتباع منصور دم روکے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا تم سے بات کر کے مجھے ڈھارس ہوئی ہے ورنہ میرا دل تو ہولے جا رہا تھا۔تم پلیز اتباع کو باہر جانے مت دینا۔اکیلے تو بالکل نہیں اور بیٹا اس کے ٹریولنگ ڈاکیومنٹس جلد تیار کروا کر دو اسے۔میں جلد اتباع کو یہاں دیکھنا چاہتی ہوں۔"بوا نے درخواست کرتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔ابان شگری نرمی سے مسکرایا تھا۔

"آپ فکر مت کریں بوا......میں جلد اتباع منصور کے ڈاکیومنٹس ریڈی کروا دوں گا۔آپ یقین رکھیں اتباع منصور محفوظ پناہ میں ہے۔"ابان شگری یقین دلا رہا تھا۔

وہ حیران کھڑی تھی جب ابان شگری نے بوا کی طرف دیکھتے ہوئے اتباع کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اتباع اکثر آپ کا ذکر کرتی رہتی ہے۔ بہت مس کرتی ہے آپ سب کو۔ کچھ ضروری کام کے باعث اسے یہاں رکنا پڑا۔ آپ اتباع سے بات کریں۔" ابان نے مسکراتے ہوئے ملائمت سے کہہ کر اتباع کی طرف دیکھتے ہوئے فون اس کی طرف بڑھایا تھا۔

اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے اسکرین کی طرف دیکھا تھا جہاں بوا قدرے مطمئن سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ اتباع نے زبردستی حیرت کدے سے نکلتے ہوئے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بوا کو دیکھا تھا۔

"سنا آپ نے بوا؟ یہاں بالکل ٹھیک ہوں میں۔"

"ہاں بیٹا اندازہ ہوگیا ہے مجھے۔ یہ لوگ بہت نائس ہیں یقیناً مگر بیٹا فکر تو ہوتی ہے۔" بوا نے شفقت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"جانتی ہوں بوا...... دانیال کہاں ہے؟" اتباع نے موضوع بدلتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹا دانیال تو گھر نہیں ہے۔ میرا نماز کا وقت ہو رہا ہے میں تم سے بعد میں بات کروں گی۔ اب میرے دل کو تسلی ہوگئی ہے۔ تم اپنا خیال رکھو اور اپنے اس دوست اور اس کی فیملی کو میرا شکریہ ادا کرو۔" بوا نے سہولت سے کہا تھا۔ اتباع نے سر ہلایا تھا۔

"اور ہاں اچھے سے کھاؤ پیو۔ دیکھو کیسے چہرہ اترا ہوا لگ رہا ہے۔" بوا نے کہا تھا اور اتباع نے سر ہلا دیا تھا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھیں بوا۔ پھر بات کرتے ہیں۔" اتباع نے سکون کی سانس خارج کرتے ہوئے کال بند کی تھی اور قریب کھڑے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔

تباع کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ ابان شگری سے تھینکس کہے یا پھر اسے مداخلت کرنے پر سرزنش کرے یا پھر سخت سنائے۔ وہ ابھی کچھ بولی نہیں تھی جب وہ بولا تھا۔

"اتباع منصور آئی واز ٹرائنگ ٹو ہیلپ یو ایز آئی کالڈ یو مائے فرینڈ۔ جب دوست کہتے ہیں تو پھر اس کی مدد بھرپور کرتے ہیں۔" وہ جتا رہا تھا اور اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولی تھی۔

"تھینکس!"

ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟ آپ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟ مجھے لگا تھا آپ وہی کہانی بوا کو بھی سنائیں گے۔ آئی ریئلی ڈونٹ نو اف یو ہیو یور سم پوزیٹو سائیڈ مگر میں کوئی پوزیٹوٹی ایکسپکٹ نہیں کر رہی تھی۔ یہ تھینکس جو کہا آپ سے اس کا مقصد صرف اسی دانست میں جاتا تھا۔ آپ چاہتے تو وہی کہانی بوا کے سامنے بھی دہرا سکتے تھے مگر آپ نے وہ نہیں کیا۔ اگرچہ جس طرح آپ کال کے درمیان کود کے وہ کوئی اچھی بات نہیں تھی۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

ابان شگری اسے دیکھتے ہوئے جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔

"آپ کی بوا کو ئی مطمئن کرنے کے لئے وہ سب کرنا ضروری تھا۔اگر غور سے دیکھیں تو آپ کے حق میں اچھا ہوا۔اس مدد کو شک کی نظروں سے دیکھنا چاہتی ہیں تو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔"وہ شانے اچکا تا ہوا اس معاملے میں الگ دکھائی دیا تھا۔

اتباع منصور نے اس نا سمجھ میں آنے والے شخص کو بغور دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا خبر ہے ہاشم؟ مسٹر ایلکس سے بات ہوئی تھی؟"اشعر ملک نے شکار کرتے ہوئے گن تانتے ہوئے کہا تھا۔ ہاشم جیسے ان کھیلوں سے الگ رہنا چاہتا تھا مگر جیسے اس کے معاملات اسے اس سے الگ رہنے دینا نہیں چاہتے تھے تبھی وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میں نے ایلکس سے بات کرلی ہے اشعر ملک۔ایسے کام یکدم نہیں ہوجاتے۔پھر ابان شگری بھی آنکھیں بند کر کے نہیں سو رہا۔وہ ان معاملات کی خبر ضرور رکھے گا تبھی میں تمہیں اس بات کا مشورہ نہیں دینا چاہتا تھا۔"ہاشم نے مدعا بیان کیا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا اور گن نیچے کرتے ہوئے ہاشم کی طرف دیکھا تھا۔

"یار ہاشم،تیرے مشورے میری سمجھ میں بھی آتے ہیں۔بندہ تو ذہین ہے۔میں بھی جانتا ہوں ابان شگری آنکھیں بند کر کے نہیں سوتا مگر میں ابتدا کرنا چاہتا ہوں۔کچھ ہلچل ہونا ضروری ہے یار۔اتنا سکون اچھا نہیں لگتا۔"اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یار وہ اقبال چاچا نے کیا کہا ہے؟ ہاں یاد آیا......

بھٹک کر باغ جنت سے چلا آیا تھا دنیا میں
سنا ہے بعد محشر پھر اسی جنت میں جانا ہے
چلا تو جاؤں جنت میں مگر یہ سوچ کر چپ ہوں
میں آدم ذات ہوں مجھ کو بھٹک جانے کی عادت ہے

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یار ہاشم شکار کرو تو شکار کو پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ کوئی شکار ہوگیا۔اتنی چپ چاپ ہونا چاہئے یہ عمل۔"مسکراتے ہوئے نشانہ داغا تھا اور پرندے کو نشانہ داغ کر مار ڈالا تھا۔

قاسم نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر بولا تھا۔

"تھرٹی پرسنٹ کے شیئرز ایک کمپنی میں لے لئے گئے ہیں۔ابتدا ہوگئی ہے اشعر ملک۔"

اشعر ملک ہنسا تھا۔

"یار ہاشم یہ کھیل تو پرانا ہے۔شروع تو کب سے ہے۔اب بھی رسم نبھائی جارہی ہے اور یہ مراسم تو بڑھنے والے ہیں اب۔سلسلہ رکے گا نہیں۔وہ فیض چاچا کیا خوب کہتے ہیں سنو ذرا......"

؎ جو تمہاری مان لیں ناصحا، تو رہے گا دامن دل میں کیا
نہ کسی عدو کی عداوتیں، نہ کسی صنم کی مروتیں
مری جان، آج کا غم نہ کر کے نہ جانے کا تب وقت نے
کسی اپنے کل میں بھی بھول کر کیسی لکھ رکھی ہو مسرتیں

"جب جیتنا ہو تو مات کا ذکر تنہائی میں بھی نہیں کرتے۔ ہار کے کان نہیں ہوتے مگر ہار اپنا ذکر سنتی ہے تو دبے قدموں چلی آتی ہے۔ تم بس جیت کا ذکر کرو۔ برملا......" وہ ہنسا تھا

"تو جانتا ہے نا ہاشم۔ آئی ایم دا بیسٹ۔ تو بس جیلس ہو۔" وہ صورتحال سے حظ اٹھاتا ہوا مسکرایا تھا۔

ہاشم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"یحییٰ وہاٹ ہیپنڈ؟ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو؟" ابان شگری نے فائل پر سے سر اٹھا کر اسے ایک نگاہ دیکھا تھا۔

"ایک خبر ہے، آئی رئیلی ڈونٹ نو ہاؤ ڈیوری ایکٹ آن اٹ۔ انگلینڈ میں تمہاری ایک کمپنی کے تھرٹی پرسنٹ شیئرز خریدے گئے ہیں اور علم ہوا ہے وہ شیئرز درپردہ مسٹر ایلکس کی معاونت پر خریدے گئے ہیں۔ تمہیں اندازہ ہے یہ کھیل کیا ہے؟" یحییٰ نے فکرمندی سے کہتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

اور ابان شگری نے اس کی سمت دیکھا تھا پھر پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"تم مسکرا رہے ہو ابان شگری؟ تم جانتے ہوئے مسٹر ایلکس کون ہیں؟" یحییٰ حیران ہو کر بولا تھا۔

"تم بیٹھو......!ابان شگری پرسکوان انداز میں فائل بند کرتے ہوئے یحییٰ کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ یحییٰ اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"دیکھو یحییٰ، اشعر ملک خود کو اوور سمارٹ سمجھتا ہے اور اوور سمارٹ انسان غلطی کب کرتا ہے، جب وہ خود کو بہت زیادہ عقلمند سمجھنے لگتا ہے۔ یہ اس کا زوال ہو سکتا ہے۔ میری کمپنیز کو نقصان پہنچانا اس کے لئے ایک دیوانے کا خواب ثابت ہوگا، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

یحییٰ اسے نہ سمجھتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"ریلیکس یحییٰ......اشعر ملک اتنا عقلمند ہوتا تو آج یہاں بیٹھ کر بے تکی باتیں نہیں کر رہا ہوتا۔ وہ اپنی بے تکی باتوں سے زیادہ بے تکا انسان ہے اور یہی سچ وہ قبول کرنے سے ڈرتا ہے۔" ابان شگری پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

"فکرمندی کی بات نہیں ہے۔ وہاں حمزہ ہے تمام کام دیکھنے کو اور مجھے حمزہ پر مکمل بھروسہ ہے۔" وہ کہہ کر لیپ ٹاپ پر کوئی اہم

ڈاکیومنٹس ٹائپ کرنے لگا تھا۔یحییٰ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

بوا نے صبح کے ناشتے پر دانیال مرزا کے لئے چائے بناتے ہوئے کہا تھا۔

"میں فضول میں پریشان ہو رہی تھی مگر اتباع سے بات کر کے بہت ڈھارس بندھی ہے دل کو۔" بوا کا انداز پرسکون تھا جیسے وہ واقعی پریشان نہیں تھی۔

"اچھا ایسا ہوا ہے؟" دانیال توس پر چیز سلائس رکھ کر کھاتے ہوئے اطمینان سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نے اتباع کے دوست کو Skype پر دیکھا تھا، اس سے بات بھی کی تھی۔بہت نائس لڑکا ہے۔بہت سمجھداری کی باتیں کر رہا تھا۔میری تو فکر آدھی رہ گئی۔اس کی پوری فیملی ہے وہاں اتباع کا خیال رکھنے کو۔میں نے اس سے کہا ہے وہ اتباع کو اکیلے باہر جانے نہ دے۔"

دانیال مرزا سلائس کھاتے ہوئے یکدم چونکا تھا۔

"کس سے بات کی آپ نے؟ اشعر ملک سے؟"

"اشعر ملک؟ یہ اشعر ملک کون ہے؟ وہ سلجھا ہوا لڑکا تھا اپنا نام ابان ذوالفقار شگری بتا رہا تھا۔وہی اتباع کا دوست ہے اور وہ اتباع کی مدد کرنے کا بھی کہہ رہا تھا۔بوا چائے کا کپ اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی تھیں۔دانیال مرزا شدید حیرت سے بوا کو دیکھنے لگا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری؟"

"تم جانتے ہو اسے؟" بوا نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"آپ ناشتہ کریں۔میں ایک ضروری کال کر لوں۔وہ فوراً اٹھ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"ابان شگری...... برا مت ماننا یار۔تیری یاد اتنی شدت سے آتی ہے کہ رہا نہیں جاتا۔" فون پر ابان شگری سے بات کرتے ہوئے اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ایک بار مل لے یار۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔دیکھ کتنے بڑے بڑے مسئلے ایک بیٹھ کر بات چیت سے حل ہو جاتے ہیں۔تجھے مجھ پر اعتبار نہیں؟ تو چل ایک ثالثی کا بندوبست بھی کر لیتے ہیں۔" وہ درمیانی راہ دیتا ہوا اطمینان سے مسکرایا تھا۔

فون کے دوسری طرف ابان شگری اس کی تمام بکواس بہت سکون سے سن رہا تھا۔

"بول یار...... تیری آواز سننے کے لئے ترس رہا ہوں۔تو بولتا ہے تو تیری آواز مجھے ہمت دیتی ہے۔کیا ہوا اگر چھوٹا ہے تو...... ہے تو عقلمند نا...... تیری کامیابیوں سے سبق سیکھتا ہوں میں یار......" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔دوسری طرف ابان شگری اسے سکون سے سن رہا تھا۔

''اچھا چھوڑ ان فضول باتوں کو۔اپنی بھابھی کا بتا۔ٹھیک سے تو رکھا ہوا ہے نا تو نے اسے؟اشعر ملک مسکراتے ہوئے حد درجہ محظوظ ہوا تھا۔

وہ نظر بہم نہ پہنچی کہ محیط حسن کرتے
تیری دید کے وسیلے خد و خال تک نہ پہنچے
وہی چشمۂ بقا تھا جسے سب سراب سمجھے
وہی خواب معتبر تھے جو خیال تک نہ پہنچے
ترا لطیف وجہ تسکیں، نہ قرار شرح غم ہے
کہ میں دل میں وہ گلے بھی ملال تک نہ پہنچے
چلو فیضؔ دل جلا نہیں، کریں پھر سے عرض جاناں
وہ سخن جو لب تک آئے پہ سوال تک نہ پہنچے

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''ہائے ابان شگری، تیری خاموشی مارتی ہے یارا۔اس خاموشی میں بھی ہار سنائی دیتی ہے وہ بھی صاف صاف۔مان گیا تو ہار گیا ہے......چل مان لے یار......ختم کر یہ کھیل......اشعر ملک کو چوہے بلی کا کھیل کھیلتے اچھا نہیں لگتا۔''

ابان شگری اسی سکون سے اسے سن رہا تھا پھر گویا ہوا تھا۔

''اشعر ملک عقل اگر بازار میں ملتی تو میں تیرے لئے بہت سے ٹن آرڈر کر دیتا مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔افسوس تم اپنے خیال میں سانس لیتے ہو۔وہیں جیت سے لطف اندوز ہوتے ہو اور وہیں اپنا پرچم لہراتے ہو۔تم نے باہر کی دنیا دیکھی ہی نہیں۔تمہیں اس بند عقل سے باہر دیکھنے کی عادت بھی نہیں ہے۔افسوس ہے مجھے تم ان حالوں کو پہنچ چکے ہو جب عقل کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔یہ جو کھل کر سانس لے رہے ہو نا......ایک دن نہیں لے پاؤ گے۔سانس اٹکے گی تمہاری۔گھٹنوں کے بل گرو گے اور رینگ رینگ کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پھر سے گر پڑو گے کیوں کہ ابان شگری تمہیں تمہارا اصل مقام یاد دلائے گا۔تم جانتے ہو میرے لئے ہار اور جیت کا مفہوم کیا ہے۔ابان شگری نے خود کو بہت بلند کھڑا کیا ہے اور اس بلندی کو اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔''ابان شگری مضبوط لہجے میں بولا تھا۔

''یار ابان شگری بڑا ایموشنل ہے یار تو تو......تیرا بڑا بھائی ہوں کا کے۔بڑے بھائی کو ایسے تیور نہیں دکھاتے یارا......اگر تو بلندی پر کھڑا ہے تو تیرے بڑے بھائی کو بھی پتہ ہے تیری بنیادوں کو کھوکھلا کیسے کرنا ہے کیونکہ یارا کوئی کتنی بھی بلندی پر کھڑا ہو اس کی بنیادیں تو زمین پر ہوتی ہیں نا۔''اشعر ملک محظوظ ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔

''تیرا بڑا بھائی عقل میں دو قدم آگے ہے تجھ سے۔اگر تجھے لگتا ہے اشعر ملک زمین پر کھڑا ہے اور تو بلندی پر تو پھر تیرے بھائی کو

یہ کھیل بھی آتا ہے کہ تیری بقا کو خطرہ لاحق کیسے ہوسکتا ہے۔ایک ہلکی سی ضرب بھی میرے بلندی پر کھڑے چھوٹے بھائی کی دنیا میں کیسی ہلچل مچا سکتی ہے۔جانتا ہوں میں۔تیری بنیاد کو تہس نہس کرسکتا ہوں میں کیونکہ تیری بلندی کا سفر اسی زمین کی بنیاد سے ہے۔"اشعر ملک اتنا بے وقوف یقیناً نہیں تھا جتنا دکھائی دیتا تھا۔

مگر ابان شگری نرمی اور سکون سے مسکرایا تھا۔

"بہت طمانیت اور سکون ہے تمہارے لہجے میں اشعر ملک۔یہ مت بھولو کہ بلندی پر کھڑے ہونے والے کے لئے نیچے دیکھنا اور کچلنا زیادہ آسان ہے۔تم پستی پر کھڑے ہو اور ہمیشہ وہیں گھومتے رہو گے۔اس سے آگے تمہاری نگاہ نہیں دیکھ سکتی سو بچوں والے کھیل کھیلنا بند کرو۔"وہ بہت اطمینان سے اسے جتا رہا تھا۔

اشعر ملک ہنسا تھا۔

"ڈر لگتا ہے یار...... ایسے لہجے میں بات مت کیا کر۔ایک تو میرا محبوب تیرے پاس ہے اور ایک تو مجھے ڈراتا بھی ہے۔ایسے نہ کر یار...... ظلم ہے یہ...... ایک تو دل میں طوفان مچا ہوا ہے، تجھے خبر نہیں...... بڑے بھائی کی حالت پر کچھ تو رحم کر۔"وہ جیسے محظوظ ہو رہا تھا۔

"مجھے تم سے کچھ زیادہ کی توقع نہیں ہے اشعر ملک۔یہ فضول کی باتیں کر کے میرا وقت ضائع کرنا بند کرو۔ابان شگری کو تمام راستے ازبر ہیں۔کون سا رستہ کہاں جاتا ہے اور کہاں جا کر رکتا ہے، سب علم میں ہیں۔اپنے حالات پر غور کرو۔بد سے بدترین نہیں کرنا چاہتے تو مجھے میرے راستے پر چلنے دو اور خود اپنے راستوں پر چلو۔اپنے راستوں کی رکاوٹیں ہٹانا ابان ذوالفقار شگری کو بھی معلوم ہے۔"وہ ایک عزم سے بولا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"صبر نہیں ہوتا یار...... مانتا ہوں عاشقی صبر طلب ہے مگر جو تمنا بے قرار ہے اس کا کیا کروں یار؟"وہ اس کیفیت سے، اس صورتحال سے مکمل حظ اٹھا رہا تھا۔

کیوں تم یاد آتے ہو اتنا
کیوں ہم کو تم تڑپاتے ہو اتنا
گم صم ہیں شہرت سے ہم
کیوں اتنا ہمیں ستاتے ہو
تمہیں خیالوں سے اگر نکال بھی دیں
تو خواب میں آجاتے ہو

"یار ابان شگری، اتنی حدت ہے دل میں کہ اس پوری دنیا میں آگ لگا سکتا ہوں۔ خاموش ہوں تو اتنا مت ستاؤ۔" وہ مسکرایا تھا۔

"تمہیں کونسی زبان سب سے اچھی طرح سمجھ آتی ہے اشعر ملک؟ تم سے اس زبان میں بات کرنا چاہوں گا تاکہ میرا وقت نہ ضائع ہو۔ سنو میرے دوست...... یہ ہوا میں محل کھڑے کرنا بند کرو۔ فی الحال بچگانہ کھیل کھیلنے کا کوئی موڈ نہیں میرا۔ جاؤ جا کر گلی میں بچوں کے ساتھ کھیلو۔ ناؤ ڈونٹ ڈسٹرب می۔"

ابان شگری نے کہنے کے ساتھ ہی کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اشعر ملک سیل فون کو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"لہجے سے لگتا ہے آتش اس کے دل کو بھی پکڑ رہا ہے۔ میرے رقیب پر مجھے سوگنا پیار آنے لگا ہے۔ یوں ہی تو نہیں کہتا نا میں...... آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو۔" وہ مونچھوں کو بل دیتا ہوا مسکرایا تھا۔

☆　☆　☆

دادا ابا پودوں کو پانی دے رہے تھے جب وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی تھی۔

"آپ پودوں کو خود پانی دے رہے ہیں دادا ابا...... گھر میں اتنے ملازم کس لئے ہیں؟" اتباع نے ان کے ہاتھ سے پانی کا پائپ لیا تھا اور خود کو پانی دینے لگی تھی۔

دادا ابا اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگے تھے۔

"بیٹا، اپنے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے کام کرنا اچھا لگتا ہے۔ میں اکثر پودوں کو پانی دیتا تھا جب بھی وقت ملتا تھا اور کبھی کبھی تو پودوں کی دیکھ بھال بھی خود کرنے لگتا تھا۔ تمہاری دادی اماں کو سخت کوفت ہوتی تھی۔" وہ مسکرائے تھے۔

"کوفت تو ہونا تھی نا دادا ابا...... آپ دادی اماں کا وقت پودوں کو جو دیتے تھے۔" پیچھے سے ابان شگری کی آواز آئی تھی۔ اتباع منصور نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کی سمت نگاہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس کی بہت سی اچھائیوں کے معنی وہ نہیں جانتی تھی۔ وہ درحقیقت اچھا تھا یا کوئی نقاب پہن رہا تھا۔ وہ اس کا فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔

"بھئی ان خواتین کو کوئی خوش نہیں رکھ سکتا۔ ان کی خوشی دائمی نہیں ہو سکتی۔" دادا ابا مسکرائے تھے۔

"انہیں خوش کرنے کے جتن جتنے بھی کیے جائیں، لکھتا یہ ہے کہ کوشش ناکام رہی ہیں۔"

"دادی اماں کی اتنی برائی آج کے لئے کافی ہے دادا ابا...... پر اس آپ کی شکایت نہیں ہوگی ورنہ دادی اماں نے پہلی فلائٹ پکڑ کر یہاں آنے میں لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں کریں گی۔" وہ خوشگوار لہجے میں تھا جیسے۔ بہت مختلف لہجے میں دادا ابا سے ہلکے پھلکے مذاق کر رہا تھا۔

اس میں یہ حس بھی تھی؟ اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی مگر وہ شاید اتباع منصور کا اس طور نوٹس ہی نہیں لے رہا تھا۔

"دادا ابا چلئے اندر بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔"

"ارے اتباع اکیلی پودوں کو پانی دے رہی ہے بیٹا۔ مجھے اس کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔" دادا ابا بولے تھے تب جیسے ابان شگری نے چونک کر اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔

"آہ، آپ نے یہ کام ڈھونڈ لیا؟ چلیں اچھا کیا۔ کسی کام لگنا چاہئے تھا۔ فارغ بیٹھنا یوں بھی اچھا نہیں ہوتا۔" وہ جیسے جتا رہا تھا۔

اتباع نے اس کی طرف کڑے تیور سے دیکھا تھا تبھی وہ دادا ابا کی طرف پلٹا تھا۔

"دادا ابا...... آپ اندر چلیں۔ میں اتباع منصور کا ہاتھ بٹاتا ہوں۔ نیک کام میں کچھ حصہ ہمارا بھی ہونا چاہئے۔" ابان ذوالفقار شگری نے دانستہ رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔ دادا ابا نے دونوں کو شفقت سے مسکرا کر دیکھا تھا۔

"چلو تم دونوں کام نمٹا کر اندر آؤ، میں کشمیری چائے کے ساتھ کچھ لوازمات تیار کرواتا ہوں۔" دادا ابا جیسے دانستہ انہیں وقت دینا چاہتے تھے تبھی پلٹ گئے تھے۔

اتباع منصور اسی انہماک سے پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ وہ اس کی سمت نگاہ نہیں کرنا چاہتی تھی اور ابان شگری جیسے جانتا تھا کسی کی توجہ کس طرح لینا ہے تبھی اس کے ہاتھ سے بہت نرمی سے ہاتھ بڑھا کر پانی کا پائپ لیا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے اس کا ہاتھ اتباع منصور کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا اور اتباع منصور نے بوکھلا کر یکدم پائپ چھوڑ دیا تھا۔ پانی کی کچھ بوندیں اس پر آن پڑی تھیں۔

اتباع منصور، ابان شگری کو گھورنے لگی تھی اور ابان شگری بدستور اسے اسی سکون سے دیکھ رہا تھا۔ اتباع کو اس چہرے کا سکون اچھا نہیں لگتا تھا۔ اب جبکہ وہ اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا چکا تھا مگر اس کے باوجود اس دوستی کو نہیں چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی ان لفظوں کی وقت کچھ نہیں تھی۔ وہ لفظ کتنے بے معنی تھے۔ وہ وہاں سے چھوڑ کر جانے لگی تھی جب ابان شگری کے ہاتھ میں اس کی کلائی آ گئی تھی۔

اتباع چونکی تھی پھر پلٹ کر اس کی سمت دیکھا تھا۔ ابان شگری ایک ہاتھ سے پائپ کیاری میں ڈالتے ہوئے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"یہ گریز اچھا نہیں شیرنی...... گریز پائی اکساتی ہے۔ ساری دیواروں کو پل میں گرانے کو دل چاہتا ہے اور پھر آپ کے ہاتھ شکوے کرنے کا موقع لگ جاتا ہے۔" ابان شگری مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"آپ سوچ رہی ہونگی سب دوستی کی شرائط کو اپنے ہاتھ سے کالعدم قرار کیوں دے رہا ہوں۔ مجھے اندازہ ہے دوستی ضروری ہے مگر اس ایک جنوں کا کیا؟" وہ اس کی سمت سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ تبھی وہ گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ہاتھ نکالتے ہوئے بولی تھی۔

"میں جانتی تھی ابان شگری میں آپ پر زیادہ دیر یقین نہیں کر پاؤں گی۔ یہ تماشہ جلد اپنے اختتام کو پہنچنا تھا تبھی میں نے اعتبار کے راستوں پر کوئی پیش قدمی نہیں کی تھی۔ وہ سکون سے کہہ رہی تھی۔ وہ اسی رسانیت سے مسکرایا تھا۔

"آپ سفر کا آغاز کرتیں تو کیا عجب تھا معجزے نہ ہوتے۔ آپ کو یقین نہیں ہے مگر مجھے یہ گمان بھی ہے، آپ ناممکنات کو چھو لیں تو

کہیں کچھ ناممکن نہیں رہے گا۔" وہ جیسے بہت پر یقین تھا۔

"سو وہ دوستی ختم ہوئی؟ ڈرامہ اختتام پذیر؟" وہ مدھم لہجے میں پوچھتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری کے لبوں کے کناروں کو ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا اور پھر وہ مسکراہٹ معدوم ہو گئی تھی۔

"آپ کو قلق ہے اتباع منصور محبت اپنے وصف اس کمال سے کیوں نہیں دکھاتی! آپ کی نگاہ دیکھنا چاہتی ہے ناممکنات سے آگے کی دنیا کیسی ہوتی ہے مگر جب آپ خود محبت کی رسموں کو متروک کرتے ہیں تو محبت بات نہیں کرتی۔" وہ کیسے راز کی باتیں بتا رہا تھا، اتباع منصور سننے میں انٹرسٹڈ دکھائی نہیں دیتی تھی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"محبت کو بات کرتے دیکھنے کی خواہاں ہیں تو گریز سے کہہ دیں اپنے پروں کو سمیٹ لے۔ محبت گریز کے موسموں میں پھلتی پھولتی نہیں اور آپ اپنی شرائط کا نفاذ چاہتی ہیں پھر بات کیسے ہو؟" اس کی آنکھوں میں بغور تکتا ہوا وہ بولا تھا۔ اتباع اسے دیکھتی ہوئی یکدم پلٹی تھی جب ابان شگری نے اس کی کلائی کو تھام لیا تھا۔

"شیرنی، شرائط کڑی مت کریں۔ آپ بے شک نہ جانیں مگر میں سن رہا ہوں۔ آپ کی خود کی دھڑکنیں شکایت پر مائل دکھائی دیتی ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی پھر آہستگی سے بولی تھی۔

"آپ اپنی مرضی کے رشتے اپنی شرائط کے ساتھ بنانے کے قائل ہیں۔ کبھی دوستی...... کبھی دشمنی اور کبھی محبت......" اتباع منصور نے بات مکمل نہیں کی تھی جب وہ محظوظ ہو کر مسکراتا دکھائی دیا تھا۔

"آپ محبت کو ملامت مت کریں۔ یہ شور میرے دل کا نہیں شیرنی...... دھڑکنوں کی آواز آپ کی طرف سے آ رہی ہے۔ غور کریں...... کان لگا کر سنیں...... آپ کو اندازہ ہو جائے گا شدت کیا ہے۔ میں جتاتا ہوں تو آپ مانتیں نہیں۔ آگاہ کرتا ہوں تو آپ سد باب نہیں کرتیں اور پھر تمام الزامات میری طرف اچھال دیتی ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ الجھنوں سے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" لہجہ بہت سے الاؤ رکھتا تھا جیسے وہ اسے جلا کر خاکستر کر دینا چاہتی تھی۔

"میں آپ کی شرائط پر بسر نہیں کر سکتی، چل نہیں سکتی۔ ایسا کریں قتل کر دیں مجھے...... مار دیں...... کھیل ہی ختم......" وہ زہر خند لہجے میں بولی تھی مگر وہ بہت اطمینان سے مسکرا دیا تھا۔

"شیرنی...... ششش......!" ہاتھ آہستگی سے اس کی طرف بڑھا کر شہادت کی انگلی اس کے لبوں پر رکھی تھی۔ اتباع حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی مگر وہ اس قدر پرسکون دکھائی دیا تھا۔

"لایعنی باتوں میں الجھنا سود مند نہیں۔ بے معنی باتوں کو ایک طرف اٹھا رکھتے ہیں۔ کوئی بات کرتے ہیں جس کے تانے بانے بننا آسان ہو۔ مشکل باتوں کے سرے ہاتھ نہیں آتے اور کوئی خاص بات، عام بات کے نیچے دب جاتی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور نے اس کا ہاتھ ایک طرف جھٹکا تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں...... میرے یہاں رکنے کو میری کمزوری تصور مت کریں۔ مجھے کوئی بات نہیں کرنا آپ سے۔ لیو مائے wrist......!" وہ پر اعتمادی سے بولی تھی۔ ایان شگری اسے بغور دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"بتا چکا ہوں۔ ساری بات جانتی ہیں آپ۔ اب تو دوستی بھی درمیان ہے۔ ساری بات سمجھ میں آجانا چاہیئے۔ مدعا یہ ہے کہ مدعا بھی وہی ہے جو آپ کی سمجھ میں مکمل طور پر آ رہا ہے اور آپ سمجھنے کے حیلے بہانے کرنا ضروری خیال کر رہی ہیں۔ وہ رسانیت سے بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ سرا انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"جیسا آپ چاہتے ہیں ایان شگری، ویسا ممکن نہیں ہے۔" وہ پر اعتماد دکھائی دی تھی۔ وہ بغور دیکھنے لگا تھا۔

"دوستی کی شرائط پر بھی نہیں؟" ایان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ وہ چونکی تھی۔

"آپ دوست نہیں ہیں سکتے، جانتی تھی میں......" وہ جیسے اور بھی متفکر دکھائی دی تھی۔

"آپ دوستی سے منکر ہو رہی ہیں؟" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا۔

"یہاں ورج ہے کہ ایک رشتے کی موجودگی میں دوسرا رشتہ نہیں بن سکتا؟ اگر دوستی ہے تو وہ ناپائیدار ہو جائے گی اگر محبت واقع ہوگی؟ یہ شکوک وشبہات بے معنی ہیں شیرنی......! وہ اپنی منطق رکھتا تھا۔ اتباع کے وجود میں سنسنی سی دوڑی تھی۔ اس کے ارادے اس کے لہجے کی تپش سے ہویدا تھے اور وہ اس بات سے مزید خوفزدہ دکھائی دی تھی۔

"ان آنکھوں میں یہ ڈر کیسے ہیں شیرنی؟ کھونے سے ڈرتی ہیں نا آپ؟ محبت کے ہونے کا ڈر سونے نہیں دیتا نا؟ یہ تمام ڈر ختم ہو سکتے ہیں اگر آپ اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ میں دے دیں تو۔ میں تمام تسلسل کو ایک لمحے میں بدل سکتا ہوں۔" وہ لہجہ بہت مدھم تھا جیسے کوئی مدھم سرگوشی۔ اتباع منصور حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"محبت ہو گئی ہے تو حیلوں بہانوں کو متروک کر دینا عقل مندی تصور کیا جا سکتا ہے۔ آپ بہاؤ کے ساتھ بہنے پر مائل نہیں ہیں اور سارے اختلاف اسی ایک نا سے شروع ہوتے ہیں۔" وہ جیسے بہت مناسب حل پیش کر رہا تھا۔ اتباع منصور نے سامنے کھڑے ایان شگری کو بہت ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"آپ میرے بہت ناپسندیدہ ہیں اور مجھے ڈر ہے یہ نفرت اس طور مزید بڑھ سکتی ہے۔" وہ خدشات میں گھری تھی مگر ایان شگری بہت سکون سے مسکرا رہا تھا۔

"محبت کے مراسم خدشات سے وابستہ نہیں ہوتے۔ محبت سر پھری ہے۔ محبت دیگر غیر ضروری باتوں پر دھیان نہیں رکھتی۔ اس کے طور طریقے اپنے ہیں سو غیر ضروری باتوں کی کوئی بات یہاں نہیں ہو سکتی۔" وہ تمام حقائق سے آگاہ کرتا ہوا پرسکون انداز میں گویا تھا۔

اور اتباع منصور کو ماننا پڑا تھا کہ صورتحال کس قدر پیچیدہ ہو چکی ہے۔ اس کے لئے سد باب کرنا ضروری تھا مگر وہ خالی ذہن

اور خالی نظروں سے ابان شگری کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

قاسم چلتا ہوا اندر آیا تھا اور اشعر ملک کے سامنے آن رکا تھا۔

"کیا ہوا؟ کیا خبر ہے؟" اشعر ملک نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے جیسے جانچنے کی کوشش کی تھی۔

"خبر یہ ہے کہ مسٹر ایلکس نے جو شیئرز کسی سے کہہ کر خریدے تھے اس کی خبر ابان شگری کو ہو گئی ہے۔ میں نے تمہیں آگاہ کیا تھا اشعر ملک، ابان شگری نیند میں بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا قائل ہے۔ اس کی سورسز کہیں زیادہ ہیں۔ تم اس کی کمپنیز کا دیوالیہ نکالنا چاہتے تھے اور یہ اتنا آسان یقیناً نہیں تھا۔" قاسم نے واضح طور پر اسے قصوروار ٹھہرایا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"قاسم یار...... راستہ ایک نہیں ہوتا، کئی ہوتے ہیں۔ جب راستے کئی ہوں تو پھر بے وجہ پریشان نہیں ہوتے۔ تو سلتا نہیں غور سے۔ میں یونہی تو نہیں کہتا نا، آئی ایم داہسٹ...... تو بس چلیس ہو۔" وہ اطمینان سے مسکرا رہا تھا۔ قاسم نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔

"ڈیٹس ناٹ ڈن اشعر ملک۔ ڈیر ڈونٹ بی اپنی ایکسپیکٹیشنز ٹو ریٹ۔ تم خود کو مشکل صورتحال سے دوچار کرلو گے۔ ابان شگری سے الجھنا آسان نہیں ہے۔" قاسم اسے حقائق بتا رہا تھا اور وہ ہنسنے لگا تھا۔

"جانتا ہوں یار...... ابان شگری کہتا نہیں ہے...... کر کے دکھاتا ہے مگر میں اسے اس طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ اجباع منصور کو بھگا کر اس نے میری کمر پر وار کیا ہے۔ جو بھی مخالفت تھی در پردہ تھی۔ مگر اب ابان شگری نے اگر سامنے آکر وار کر ہی دیا ہے تو میں بھی قدم پیچھے نہیں موڑ سکتا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"اشعر ملک کمزور نہیں ہے قاسم...... مجھے ڈرانے کی کوشش مت کرو۔ ابان شگری چوکتا ہے، دماغ چلتا ہے اس کا، عقل میں دس نہیں یقیناً سو قدم آگے ہے مگر غلطیاں تو سب کرتے ہیں یار...... اور ابان شگری بھی غلطی کرے گا۔" وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے سکون سے مسکرا رہا تھا۔

"تو نہیں جانتا عشق بری بلا ہے یار...... عشق میں مبتلا ہونے دے اس ابان شگری کو...... پھر دیکھنا کیا کیا حماقتیں نہیں کرتا...... اس کی عقل سر پہ پاؤں رکھ کر کیسے فرار ہوتی ہے تو بھی دیکھے گا اور میں بھی۔" اشعر ملک پر وثوق لہجے میں کہتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

قاسم زیادہ سوچ نہیں پایا تھا جب وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آن رکا تھا اور اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔

"عشق بہت کچھ کرواتا ہے یار۔ آتش لگ جائے تو پھر چین نہیں لینے دیتا۔ تجھے خبر نہیں ہے۔ دل پہ گری نہیں تیرے۔ جس

دل پر گزرتی ہے، وہ دل جانتا ہے۔کہا تھا نا سمندر میں بھی آگ لگتی ہے۔یہ آتش اتنا برا ہے۔جب پانی کو آگ لگا سکتا ہے تو پھر سوچ اور کیا کیا نہیں کر سکتا؟" اشعر ملک بہت رسانیت سے مسکرایا تھا۔

"فیض چاچا کی بات سن، سن ذرا کیا کہتا ہے!" وہ صورتحال سے جیسے حظ اٹھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

آمد صبح کے، مہتاب کے، سیاروں کے گیت
تجھ سے میں حسن و محبت کی حکایات کہوں
کیسے مغرور حسیناؤں کے برفاب جسم
گرم ہاتھوں کی حرارت میں پگھل جاتے ہیں
کیسے ایک چہرے کے ٹھہرے ہوئے مانوس نقوش
دیکھتے دیکھتے یک لخت بدل جاتے ہیں
تیرے آزار کا چارہ نہیں، نشتر کے سوا
اور یہ سفاک مسیحا مرے قبضے میں نہیں
اس جہاں کے کسی ذی روح کے قبضے میں نہیں
ہاں مگر تیرے سوا، تیرے سوا، تیرے سوا

"قاسم یارا...... آگئیں میری سمجھ میں یہ حکایتیں۔مجھے یقین ہے تیری سمجھ میں بھی ضرور آجائیں گی۔تیری بھابھی کی آنکھیں دیکھ...... کیا کیا قیامتیں نہیں لاتیں۔تو نے اس درجہ غور سے دیکھا کب ہے۔تجھے خبر نہیں اتباع منصور شیخ کیا کیا کر سکتی ہے مگر وہ جو بھی کرے گی اس کا فائدہ ہم اٹھائیں گے۔آتش کہیں بھی لگے......کوئی بھی جلے، فائدہ ہمارے حصے میں ہی آنا ہے۔اشعر ملک خسارے والے سودے نہیں کرتا۔ بازی کسی بھی وقت پلٹ سکتی ہے تو بس نظر رکھ......اور کھیل دیکھ......ویسے مزہ بڑا آنا ہے!" وہ سوچ کر حظ اٹھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"ہائے فیض چاچا!"

کب تک دل کی خیر منائیں، کب تک راہ دکھاؤ گے
کب تک چین کی مہلت دو گے، کب تک یاد نہ آؤ گے
عہد وفا یا ترک محبت، جو چاہو سب آپ کرو
اپنے بس کی بات ہی کیا ہے، ہم سے کیا منواؤ گے

کس نے وصل کا سورج دیکھا، کس پہ ہجر کی رات ڈھلی
گیسوؤں والے کون تھے، ان کو کیا جتلاؤ گے
فیض دلوں کے بھاگ میں ہے، گھر بھرنا بھی لٹ جانا بھی
تم اس حسن کے لطف و کرم پہ کتنے دن اتراؤ گے

"یار قاسم کیا گزری ہوگی فیض چاچا کے دل پہ یارا...... دیکھ ہاتھ رکھ میرے دل پہ...... دیکھو کیسے اچھل اچھل کر باہر آنے کو مچل رہا ہے یہ کمبخت دل...... ایک اس گیسوؤں والے کا آدھا ادھورا ذکر ہو رہا ہے ابھی بس اور یہ حال ہے یار...... اگر وہ گیسوؤں والے ایک دن خود سامنے آگئے تو کیا حال ہوگا اس دل کا؟" وہ کھل کر مسکرایا تھا اور قاسم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا تھا۔

قاسم اس کے ڈرامائی انداز پر مسکرایا تھا۔

"ایسے نہیں نہیں۔ ساری تدبیر میں جانتا ہوں۔ یہ اشعر ملک معمولی بندہ نہیں ہے۔ جو میں کہتا ہوں نا، آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو...... تو اسی بات کے لئے ہے۔ پتا تو بس جیلس ہو" وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آئی کانٹ بلیو اجیاع منصور ابان ذوالفقار شگری کے گھر میں رہ رہی ہو؟ تم نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا؟" دانیال مرزا نے انتہائی بے یقینی لہجے میں پوچھا تھا اور وہ کچھ نہیں بول سکی تھی۔

"ہیلو اجیاع...... کین یو ہیئر می؟ ڈو یو ہیئر وہاٹ آئی آسکڈ؟ تم نے سنا میں نے کیا پوچھا ہے؟" دانیال مرزا کو فون کے دوسری طرف سے گمان گزرا تھا جیسے اجیاع منصور سن نہیں سکتی ہو۔ اجیاع منصور جو دانستہ چپ تھی فورا بولی تھی۔

"مجھے سنائی دے رہا ہے دانیال مرزا۔ تم بولو۔"

"تم ویڈیو کال کرو۔ آئی وانٹ ٹو سی یو۔" دانیال نے کہا تھا اور وہ اکتائے ہوئے انداز میں کہنے لگی تھی۔

"یہ ممکن نہیں ہے ابھی دانیال مرزا۔ آئی ایم ٹائرڈ...... کیا ہم پھر بات کر سکتے ہیں؟" وہ مکمل طور پر فیڈ اپ دکھائی دی تھی۔ یقیناً یہ دانیال مرزا کی وجہ سے نہیں تھا۔ اس کا سبب ابان شگری تھا مگر دانیال مرزا کو نہیں بتا سکتی تھی کہ سبب کون تھا۔

"یو او کے اجیاع؟ تم ٹھیک ہو؟" دانیال فکرمندی سے بولا تھا۔

"آئی ایم او کے دانیال۔ ڈونٹ وری۔ آئی ایم جسٹ ٹل ٹائرڈ...... ہم فی الحال بات نہیں کر سکتے۔"

"تم کچھ چھپا رہی ہو اجیاع؟" دانیال کو گمان ہوا تھا وہ دانستہ اس موضوع کو ٹال رہی ہے۔

"نہیں دانیال، میں کچھ نہیں چھپا رہی۔ ان فیکٹ میرے پاس ایسی کوئی بات نہیں ہے جسے چھپایا جائے۔ تم ابان شگری کے

بارے میں پوچھ رہے تھے نا؟ ہاں میں اسے جانتی ہوں۔وہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔لندن سکول آف بزنس میں وہ میرے ساتھ پڑھتا تھا۔ان فیکٹ مجھ سے دو سال سینئر تھا مگر ہماری اچھی دوستی ہو گئی تھی۔تمہیں اس سے یا اس کی فیملی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ ٹرسٹ ورتھی ہے۔" وہ اسے اطمینان دلانے کو بولی تھی۔

اس کی پشت پر کھڑے ابان ذوالفقار شگری نے اسے بغور سنا تھا اور اس کی پشت کو دیکھا تھا۔وہ یقیناً ابان شگری کی موجودگی سے واقف نہیں تھی۔ابان شگری اس کے خدشات کو سمجھ سکتا تھا۔

وہ اس کے اور اپنے معاملے میں جھوٹ کیوں کہہ رہی تھی۔وہ یہ جھوٹ بولنے پر مجبور تھی اور اپنی فیملی کو جھوٹی کہانیاں سنا رہی تھی۔

ابان شگری بے تاثر چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کوئی اور سوال ہے تمہارے ذہن میں؟" وہ دانیال مرزا سے خفگی سے پوچھ رہی تھی۔جو بھی غصہ اس کے اندر تھا وہ دانیال مرزا پر نکال رہی تھی۔

"نہیں مزید سوال نہیں اتباع منصور مگر مجھے تمہاری بہت فکر ہے۔آئی ایم concerned۔میں تمہیں کسی مشکل میں نہیں دیکھ پاؤں گا اور شاید تم ایک بات نہیں جانتی ہو۔ابان شگری بہت کامیاب بزنس ٹائیکون ہے مگر اس کے بہت سے دشمن بھی ہیں اور اشعر ملک ان میں سے ایک ہے۔" دانیال مرزا نے اتباع کو حیران کر دیا تھا۔

سو ابان شگری اسے اس گھر میں رکھنے پر حق بجانب تھا۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا اشعر ملک اس کا rival تھا اور شاید وہ تبھی اتباع منصور پر بھی ٹرسٹ نہیں کر پا رہا تھا۔

کہانی کچھ کچھ اتباع منصور کی عقل میں آنے لگی تھی۔

"ایک بات اور جو تم نہیں جانتیں ہو۔" وہ سوچ رہی تھی جب دانیال مرزا بولا تھا۔

"وہ کیا ہے؟" اتباع منصور چونکی تھی۔دانیال مرزا لمحہ بھر کو خاموش ہوا تھا پھر نرمی سے بولا تھا۔

"ابان شگری کے بارے میں کوئی شواہد نہیں ہیں مگر اس نے اتنے کم وقت میں جو بھی کامیابیاں سمیٹی ہیں وہ حیران کن ہیں۔یو کے کے ٹاپ business tycoons میں شمار ہوتا ہے وہ۔کچھ لوگوں نے اس کی کامیابیوں کو شکوک کی نظر سے دیکھا ہے۔کچھ لوگ اسے کرپٹ سمجھتے ہیں مگر وہ ہے یا نہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ Even his dad is against him it doesn't make logic though but Abaan Shigri may be illogical as he himself, he acts weird but he speaks his mind "

"اوہ......!" دانیال کے بتانے پر وہ چونکی تھی۔

"جو بات مجھے ڈرا رہی ہے وہ یہ ہے کہ تم دو دشمنوں کے درمیان کسی بہت بڑی مشکل میں نہ پھنس جاؤ۔تمہیں کسی بھی طرح اس جگہ

سے نکلنا ہے۔ایسا تم جتنی جلد ممکن ہو کر گزرو ورنہ میں پاکستان آنے میں کوئی تاخیر نہیں کروں گا پھر چاہے میرا سامنا اشعر ملک سے ہو یا ابان شگری سے۔میں تمہیں وہاں سے لے کر آؤں گا یا خود کہیں کھو جاؤں گا۔"دانیال مرزا نے اس کے تحفظ کو یقینی قرار دیتے ہوئے کہا تھا۔

اتباع منصور کا دل لرز گیا تھا۔

"ایسی باتیں مت کرو دانیال مرزا......تم میرے دوست ہو، میں تمہیں کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتی۔"

"Exactly......تم میری دوست ہو اور میں تمہیں مشکل میں نہیں دیکھ سکتا۔"دانیال مرزا نے جتایا تھا۔اتباع کو اپنا آپ بہت بے بس دکھائی دیا تھا۔تبھی وہ جھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"یہ مشکلیں میری ہیں، میری زندگی کا حصہ ہیں دانیال مرزا......تم اس آگ میں مت کودو......لٹ می بی پاؤ لو گیٹ آؤٹ آف اٹ۔"وہ تھکے ماندے لہجے میں بولی تھی اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔وہ اٹھ کر اندر جانے کے لئے پلٹی تھی جب اپنے قریب ابان شگری کھڑا دکھائی دیا تھا۔

اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔وہ بہت نڈھال سی لگ رہی تھی جیسے کسی بڑے محاذ پر لڑتے لڑتے تھک گئی ہو۔ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔اتباع منصور پاس سے گزرتے ہوئے وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی جب وہ سامنے حائل نظر آیا تھا۔وہ رکنا نہیں چاہتی تھی......کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی......کچھ سننا نہیں چاہتی تھی......تبھی اس نے ایک بار پھر آگے کا راستہ چاہا تھا۔ابان شگری نے مضبوط ہاتھ بڑھا کر اس کا نازک سا ہاتھ تھام لیا تھا۔

اتباع منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔سمجھ نہیں آیا تھا کیا کہے۔عجیب خالی خالی نظروں سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔

ابان شگری نے اس چہرے......ان آنکھوں کو بغور دیکھا تھا تبھی وہ بولی تھی۔

"میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتی ابان شگری......آج فضول کا کوئی ذکر نہیں ہونا چاہئے۔"وہ تنبیہ کرتی ہوئی بولی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے بغور دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟"وہ جانے کیا جاننے پر رضامند دکھائی دیا تھا۔ابان شگری کا لہجہ کس بات کی ترجمانی کر رہا تھا، اتباع سمجھ نہیں پائی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے میں آپ کے بارے میں کچھ سوچتی بھی ہوں گی؟"وہ الٹا اکتائے ہوئے لہجے میں سوال پوچھنے لگی تھی۔ابان شگری کے لبوں کو ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا جیسے وہ اس کے کہے کی بھرپور نفی کر رہا ہو۔اتباع منصور کو الجھن ہوئی تھی تبھی وہ اسے جھٹلاتے ہوئے بولی تھی۔

"میں نے آپ کے بارے میں کبھی نہیں سوچا ابان شگری۔میری سوچوں کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔نہ مجھے آپ سے کوئی سروکار ہے۔"وہ رد کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

ابان شکری نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو آہستگی سے ہٹایا تھا اور اسے بغور دیکھا تھا۔

"منکر ہونا اچھی عادتوں میں شمار نہیں ہوتا شیرنی۔ رد کرنے کے طریقے اور بھی ہوتے ہیں مگر جب آنکھیں بول رہی ہوں تو خاموش رہنا چاہئے۔ چپ ہونے سے خاموشی سنائی دیتی ہے اور ہر وہ بات سنائی دیتی ہے جو گفتگو میں سنائی نہیں دیتی۔" وہ اس کے کہے کی بھرپور نفی کر رہا تھا۔

اتباع منصور کو اس کی موجودگی سے الجھن ہونے لگی تھی۔ تبھی ایک قدم پیچھے لیا تھا۔ قدم پھسلا تھا اور وہ لڑکھڑائی تھی۔ قریب تھا کہ گر جاتی، ابان شکری کے مضبوط بازوؤں نے اسے سنبھال لیا تھا۔

اتباع منصور جو اس سے دور جانے کے جتن کر رہی تھی وہ اس کے اور قریب آ گئی تھی۔ اس کا سر ابان شکری کے فراخ سینے سے آن ٹکرایا تھا۔ ابان شکری کی مخصوص خوشبو اس کے ناک کے نتھنوں میں گھسی تھی۔ اس کی دھڑکنوں کا شور بہت واضح سنائی دیا تھا۔ وہ حیران رہ گئی تھی۔ وقت اسے اس طرح کیوں الجھا رہا تھا؟ وہ سنبھل کر قدرے دور ہو گئی تھی۔ ابان شکری اسے بغور اسی طور دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی جانب نگاہ نہیں کر سکتی تھی۔ تبھی ابان شکری کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔

"راز عیاں ہے کہ کون کس طور جلتا ہے۔ آپکی آنکھیں دیکھ نہیں رہیں مگر پھر بھی دیکھ رہی ہیں۔ یہ گریز بہت معنی رکھتا ہے۔ منکر ہونا مسائل کو بڑھاتا ہے۔ الجھنوں میں حیرتوں کی انگلی تھام کر چلنا دانشمندی نہیں۔ اسباب پر نگاہ کرنا اور سد باب کرنا کسی مقام کی طرف پیش رفت ہو سکتی ہے۔" وہ جانے کس طرف نشاندہی کر رہا تھا۔

اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ ابان شکری کی آنکھوں میں کیا تھا...... وہ زیادہ دیر دیکھ نہیں پائی تھی۔

وہ آنکھیں کیسے اسرار رکھتی تھیں۔ اسے دیکھتی تھیں تو کیسے الجھانے لگتی تھیں۔ وہ ہر بار پہلے سے زیادہ حیران ہوتی تھی۔

اس شخص سے ملنا کیا بھید رکھتا تھا اور وہ اسے در پردہ ڈی فینڈ کیوں کرتی تھی جبکہ اس کے سامنے اس کی بھرپور مخالفت کرتی تھی۔

اور ابان شکری جب مسلسل اس کی بھرپور حمایت کرتا رہا تھا تو وہ اسے ہر بار پہلے سے زیادہ الزام کیوں دیتی تھی؟

صرف اس لئے کہ وہ اسے چڑاتا تھا؟

کیا اسے محبت ہو رہی تھی یا پھر یہ ابان شکری کی گھڑی کہانیوں میں سے ایک یہ بھی تھی؟ اور یہ کہانیاں بیان کر کے ابان شکری کو کیا ملتا تھا؟

وہ کامیاب تھا۔ دیکھنے میں بہت معقول تھا۔ وہ جو چاہتا حاصل کر سکتا تھا پھر وہ اتباع منصور کے ارد گرد ہی کیوں گھومتا دکھائی دیتا تھا؟ اتباع منصور کو کبھی باتیں پہلے سے زیادہ حیران کر رہی تھیں اور ابان شکری بنا کوئی لگی لپٹی رکھے صاف لفظوں میں کہہ رہا تھا۔

"محبت سے کہو، میرے ارد گرد اپنے دائرے نہ بنائے۔ کہہ دو ابھی آنکھ خواب دیکھنا نہیں چاہتی۔ ابھی اس سحر سے نمٹنے کو جان تیار نہیں ہے۔ ابھی کان میں سرگوشیاں مت کرو۔ میں کبھی محاذوں پر ڈٹا ہوا ہوں۔ ابھی عقل کو فرصت نہیں ہے۔ ابھی وقت نہیں ہے اور اگر

وقت ہوتا بھی تو ابھی طبیعت مائل نہیں ہے اور سنتا ہے تو سنو...... ابھی دل نہیں ہے۔" ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا۔
کیا کیا اسرار تھے وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر الٹے قدموں اس سے دور ہونے لگی تھی۔ ابان شگری اسے بغور دیکھتا ہوا قدم قدم اس کی سمت بڑھنے لگا تھا۔
ان آنکھوں میں نہ سمجھ میں آنے والا کوئی اسرار تھا اور لہجہ جیسے کئی طوفانوں سے نبرد آزما ہو رہا تھا۔

"مجھے محبت کے موسموں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں ان موسموں سے آنکھ ملانا نہیں چاہتا۔ نہ ان رنگوں سے بات کرنے کا وقت ہے میرے پاس۔ تم اپنی طرف سے آنے والی تمام ہواؤں کو خبردار کردو، میرا تعاقب نہ کریں۔ ان ان کہی سرگوشیوں کو میری سمت بھیجنا ترک کردو۔ محبت تخریب کار شئے ہے مجھے اور تمہاری نظر معرکہ ساز۔ مجھے بے وجہ کی الجھنوں میں مت الجھاؤ، میری روح ناتواں ہے نہ میں خوفزدہ ہوں مگر...... بس اس راستے کا تعین نہیں کرنا...... ابھی وقت نہیں ہے۔" اتباع منصور کو اس سے پہلی بار خوف محسوس ہوا تھا۔
جس طور وہ اس کی سمت پیش قدمی کرتا جا رہا تھا وہ اسے عجیب لگ رہا تھا۔ وہ الٹے قدم لیتے ہوئے اس سے دور ہٹتی جا رہی تھی اور ابان شگری ایک ایک قدم اس کی سمت بڑھاتا جا رہا تھا۔
کیا فاصلوں کو سمیٹنے کی سعی تھی یہ؟ ابان شگری فاصلوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا؟ کیا جنوں بول رہا تھا اس کے مدھم لہجے میں...... خاموشی میں وہ آواز سبھی سمتوں سے اتباع منصور کو جیسے گھیر رہی تھی...... اور ابان شگری کی آنکھیں...... اتباع منصور کا دل چاہا تھا وہ اس کی سمت سے نگاہ ہٹالے...... یا پھر آنکھیں میچ لے...... یا پھر پلٹے اور بھاگتے ہوئے یہاں سے نکل جائے مگر جس طور ابان شگری اس کی سمت قدم بڑھاتا جا رہا تھا، کچھ بھی کرنا ناممکن نظر آیا تھا یا پھر وہ صرف سوچ سکی تھی مگر کسی ایک سوچ پر بھی عمل نہیں کر پائی تھی۔
ابان شگری کی آنکھیں مسلسل اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس چہرے پر ٹکی تھیں اور اس کے قدم اتباع منصور کی سمت پیش قدمی کر رہے تھے۔
"محبت فضول شے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ جائیے اپنی اس محبت کو اٹھا کر کسی اسٹور روم میں رکھ آئیے۔ چھوڑ دیجئے اسے گلنے اور سڑنے کے لئے اس کباڑ میں۔ محبت اس کاٹھ کباڑ میں رکھنے لائق ہی ہے۔ محبت کو ان آنکھوں میں سجا کر میری سمت دیکھنا بند کردیں۔ محبت کے معنی ازبر نہیں مجھے...... نہیں جانتا محبت کیا ہے...... آپ جملوں بہانوں سے اس کے معنی سمجھانا بند کردیں...... محبت بیکار کی شے ہے بس۔

So. nothing more than this, useless object,it's just inefficacious .throw it out

مجھے فضول کی چیزوں کو نہ کمرے میں رکھنے کا شوق ہے، نہ گھر میں رکھنے کی عادت......" اتباع منصور کی سمت بغور تکتے وہ پرجنوں لہجے میں گویا تھا۔
اور اتباع منصور دوری بڑھانے کی کوشش میں ستون سے جا ٹکرائی تھی۔ اس کی پشت بری طرح ہرٹ ہوئی تھی مگر ابان شگری کو

جیسے مطلق پروا نہیں تھی۔ ابان شکری آگے بڑھا تھا اور اپنا ہاتھ ستون پر ٹکاتے ہوئے اجیاع منصور کے فرار کے تمام راستے مسدود کر دیے تھے۔

اجیاع منصور اسے الجھی ہوئی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ابان شکری جنوں سا آنکھوں میں لئے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

اجیاع منصور کو مدعے پر بات کرنا ضروری لگا تھا۔

"یہ کیا ہے؟ پاگل ہو گئے ہیں آپ؟ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" دھڑکنوں کی رفتار پر قابو پاتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ابان شکری......اور......!" وہ بولنے جا رہی تھی جب ابان شکری نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے اسے کچھ بھی بولنے سے باز کر دیا تھا۔

اور اسے بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"کئی مدعے اس سے بھی زیادہ ضروری ہیں اجیاع منصور......فضول باتوں کے لئے فی الحال وقت نہیں ہے۔ اصل مدعا یہ ہے کہ ہماری شادی ہونا ضروری ہے۔ تمہارا انکار تمہیں بہت دور لے جائے گا اور اگرچہ مجھے تمہارے پاس آنے کا کوئی شوق نہیں ہے مگر میں تمہیں کہیں جانے نہیں دے سکتا!" وہ اصل مدعا ڈسکس کر رہا تھا۔

اس کے قریب آنے کا سبب بتا رہا تھا۔

"کیوں ضروری ہے یہ شادی؟ کس لئے؟" وہ الجھ کر پوچھ رہی تھی۔ اس کی دھڑکنوں میں ارتعاش کیوں بڑھ رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ شاید یہ ابان شکری کی قربت کا اثر تھا۔ اجیاع منصور کی دھڑکنیں جیسے اس کے خلاف تھیں۔

ابان شکری اس کی سمت بغور تکتا رہا تھا پھر آہستگی سے بولا تھا۔

"تمہارے لئے......" اس مدھم لہجے میں جیسے کئی بھید تھے۔

"میرے لئے؟" اجیاع منصور چونکی تھی۔

"تمہارے لئے......" ابان شکری نے جیسے یقین کی مہر ثبت کی تھی۔

"میرے لئے کیوں؟" وہ حیرت سے اس کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔

ابان شکری کی خاموشی پراسرار تھی۔ اس کی گرم سانسوں کو وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ اس کی بے حد نظریں جیسے اسے جھلسانے کے درپے تھیں۔ وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"کیونکہ محبت ہو گئی ہے آپ کو......میرے ارد گرد چکر کاٹتی ہیں آپ، میرے مدار سے باہر جانا نہیں چاہتیں۔ فرار کے جتنے راستے دیکھتی ہیں وہ صرف مجھ کو جتانے کو ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کسی خلاف راستے پر چلنا ہی نہیں چاہتیں۔" وہ پر یقین لہجے میں بولا تھا۔

اجیاع منصور حیرتوں میں بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر ابان شکری کے کہے کی بھرپور نفی کرتے ہوئے بولی تھی۔

"جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ......بکواس ہے یہ......مجھے کبھی محبت نہیں ہوئی!"

"ہو بھی......!" ابان شگری بغور تکتا ہوا مدھم لہجے میں جیسے اسے جتلا رہا تھا۔

وہ مدھم لہجہ اتباع منصور کے لہجے کی بھرپور نفی کر رہا تھا۔ اتباع منصور کی حیرت اور دو چند ہو گئی تھی۔ وہ اسی حیرت سے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری بولا تھا۔

"جال بننے آئی تھیں...... بن دیا جال...... محبت ساتھ لائیں تھیں ہتھیار بنا کر...... یہی آلہ کار تھا آپ کا...... یہاں آنے کا مقصد یہی تھا نا؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا اس الزام کی تصدیق چاہ رہا تھا۔

"میں بھی یقین نہیں دلا سکوں گی آپ کو۔ آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ایسے ہی سہی۔" اتباع منصور کو لاپرواہی سے بولتا دیکھ کر ابان شگری مسکرایا تھا۔

"بے پرواہ ہیں آپ...... مگر اس بے پرواہی میں بھی وار بھرپور کرتی ہیں۔ کھیل کچھ بھی رہا ہو۔ لائحہ عمل کچھ بھی بنایا گیا ہو مگر نتائج وہی نکلیں گے جو میں چاہوں گا۔ ہمارا نکاح ضرور ہو گا۔ یہ طے ہے چاہے آپ کی مرضی شامل ہو یا نہیں!" وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور شاکڈ رہ گئی تھی۔

"میں یہ شادی نہیں کروں گی۔" وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوا تھا۔

"بہت کمزور ہے یہ انکار شیرنی۔ اس کی حدود گھوم پھر کر اس جگہ آ کر دوبارہ سمٹ جاتی ہیں۔ انکار کو اقرار سے ملنے دو۔ یہ سفر دلچسپ ہو گا۔" وہ مدھم سرگوشی میں بولا تھا اور اس کے ہاتھ کو تھاما تھا گرفت مضبوط تھی۔

اس کی نظروں کی حدت جلانے والی تھی۔ اتباع کو چہرہ پھیر لینا پڑا تھا۔

"انکار بھی...... اقرار بھی...... اور اس پر یہ بے وجہ کی الجھنیں۔ یہ سفر کچھ عجیب ہے مگر کہیں زیادہ دلچسپ بھی۔" وہ اسے بغور دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔ پھر اتباع منصور کی کلائی کو گرفت سے آزاد کر دیا تھا...... اور اسے اس طور تکتا ایک قدم...... پھر دو...... پھر تین قدم پیچھے ہٹ کر اسے جانے کا راستہ دیا تھا۔ سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ اسے دور کھڑا دیکھ رہا تھا۔

وہ یونہی بھی کھڑی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ بت بن گئی تھی۔

ابان شگری کو اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہنا پڑا تھا گویا وہ اسے احساس دلا رہا تھا، جتا رہا تھا کہ وہ آزاد ہے تو جا کیوں نہیں رہی۔

اتباع نے اسے حیرت سے دیکھنا متروک نہیں کیا تھا اور جانے کیوں ابان شگری کے لبوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اتباع منصور خجل سی ہوئی تھی۔ ابان شگری کی طرف سے توجہ ہٹائی تھی اور پھر یکدم قدم اٹھاتی ہوئی تیزی سے اندر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

ابان شکری اس طور پر اسے دیر تک دور جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک نے فائل پر سائن کرتے ہوئے انور کو دیکھا تھا۔

"انور...... کچھ مزہ نہیں آ رہا یار...... کچھ ہونا چاہیے۔کوئی ہلچل...... کوئی پھڈا...... پتہ تو چلے اشعر ملک کی طرف سے کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے انور کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"انور کو صرف ایک رستہ معلوم ہے اشعر ملک۔ یہ جائے گا اور راجا ج منصور کو اٹھا لائے گا۔" قاسم نے کہا تھا اور جہاں انور مسکرایا تھا وہیں اشعر ملک کا بھرپور قہقہہ سنائی دیا تھا۔

"ویسے ہونا تو یہی چاہیے۔وفادار ہے انور میرا...... مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے۔ یہ میرے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے...... کیوں انور کر سکتا ہے نا؟" اشعر ملک نے انور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"جی ملک صاحب...... یہ جان بھی آپ کی ہے، چاہیں تو ابھی لے لیں۔"

"نہیں، جان نہیں چاہیے تمہاری۔ اشعر ملک وفاداروں کی جان نہیں لیتا۔ وفاداروں کو سلامت رکھنا چاہیے۔ اشعر ملک کو یہ طور طریقے معلوم ہیں!" اشعر ملک بردباری سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا کروں ملک صاحب؟ ختم کریں۔ ابان شکری کا سر لا کر قدموں میں ڈال دوں آپ کے؟" انور مسکرایا تھا۔"رقیب ختم اور اس کا کھیل بھی۔" اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"دل تو چاہتا ہے رقیب کا کھیل ہی تمام کر دوں مگر وقت آنے پر۔ ابھی نہیں انور...... کچھ سانس اور لینے دے اسے...... وہ زندہ رہے گا تو اور مزہ آئے گا۔ مارنا آسان ہے اسے مگر میں اسے ٹوٹتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسے مات دینا چاہتا ہوں۔ وہ شکست دیکھنے کے لئے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا اور ہنسنے کے کش لئے تھے۔

"جو آپ کا حکم ملک صاحب!" انور مسکرایا تھا۔

"وہ کون سی ہار تھی نپولین کی قاسم؟" اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"واٹرلو Waterloo۔" قاسم نے یاد دلایا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یادداشت کمال ہے تیری قاسم۔ تجھے یاد ہوگا کیسی ہار تھی وہ؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"تاریخی رو سے وہ بہت بڑی ہار نہیں تھی، اس سے بڑی شکست کی کہانیاں موجود ہیں ہسٹری میں مگر نپولین اس ہار سے ٹوٹ گیا تھا۔ اگرچہ جنگی اعتبار سے وہ نہ بڑی ہار تھی نہ زیادہ جانی نقصان ہوا تھا مگر اس ہار نے نپولین کو اتنا شکست خوردہ کیا تھا کہ وہ Battle آف واٹرلو کے بعد کبھی کوئی Battle لڑ نہیں پایا اور اس کے کچھ عرصے بعد اس کی موت واقع ہو گئی۔" قاسم نے معلومات فراہم کی تھیں۔ اشعر

ملک نے بغور سنا تھا اور دلچسپی سے مسکرایا تھا۔

marked the final defeat of the French,So the battle of Waterloo"
leader and emperor Napoleon Bonaparte who conquered most of
"continental Erope in the early 19th century

اشعر ملک کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی جیسے وہ آل ریڈی فاتح ہو گیا ہو۔ قاسم نے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔
"یہ کھیل اتنا تنگ مت لے کر جاؤ اشعر ملک۔ یہ ایکسٹریم لیول ٹھیک نہیں ہے۔ ابان شکری کاروباری حریف ہے۔ اسے عقل سے کاروبار میں شکست دو" وہ اپنی دانست میں عقل کا مشورہ دے رہا تھا اور اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔
"تو پریشان نہ ہو قاسم۔ جان سے فی الحال نہیں مار دیا ابان شکری کو۔ رقیب ہے میرا اس کی زندگی کی تمنا کروں گا" وہ معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابتاج جیسے الجھن میں دکھائی دی تھی، جیسے کسی فیصلے پر پہنچ پا رہی تھی، مگر الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سختی سے آنکھیں میچ کر اس نے لمحہ بھر کو سوچا تھا اور پھر اپنے سیل فون پر ایک نمبر ملا ڈالا تھا۔ دوسری طرف رنگ ہوا تھا اور فون اٹھا لیا گیا تھا۔
"اشعر ملک سپیکنگ......" اشعر ملک کا مخصوص لہجہ سنائی دیا تھا مگر ابتاج منصور کو بولنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے فوراً ہی کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"اشعر ملک نے حیرت سے اپنے موبائل فون کی اسکرین پر آنے والا نمبر دیکھا تھا۔
"دیکھو قاسم۔ یہ نمبر کس کا ہے؟ میری پہچان میں تو نہیں آ رہا کوئی بزنس contact تو نہیں؟" اشعر ملک نے اپنا سیل فون اس کی طرف بڑھایا تھا۔ قاسم نے نمبر کو بغور جانچا تھا۔
"لوکل نمبر ہے، کراچی کا سم کارڈ ہے۔ آپ کال بیک کریں پتہ چل جائے گا" قاسم نے مشورہ دیا تھا۔
اشعر ملک نے سیل فون تھاما تھا اور وہی نمبر دبا دیا تھا۔ کال جانے لگی تھی۔
دوسری طرف ابتاج نے لمحہ بھر کو فون بجنے دیا تھا پھر کال پک کر لی تھی۔ اشعر ملک بہت مہذب لہجے میں بولا تھا۔
"ایکسکیوزمی...... معذرت چاہتا ہوں۔ میں اشعر ملک بات کر رہا ہوں۔ آپ کا نمبر شناخت نہیں کر پایا۔ آپ بتائیں گے کون صاحب بات کر رہے ہیں؟ ابھی تک آپ کی طرف سے کال موصول ہوئی تھی، پوچھنا تھا اگر آپ نے کال کیا تھا تو Purpose کیا تھا؟"
دوسری طرف ابتاج نے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی۔ حلق تک خشک تھا۔

"ہیلو سر......!" اشعر ملک بولا تھا۔ تبھی ایتاج مت کر کے بولی تھی۔

"ہیلو......میں ایتاج منصور بات کر رہی ہوں۔"

ایتاج کی آواز سن کر جہاں بے پناہ حیران ہوا تھا وہیں مسکرایا بھی تھا۔ قریب کھڑے قاسم اور انور کو بھی حیرت ہوئی تھی آخر کون تھا دوسری طرف۔

"ایتاج منصور؟" اشعر ملک نے زیرِ لب دہرایا تھا اور مسکراتے ہوئے قاسم کو دیکھا تھا اور قاسم کی حیرت دوچند ہو گئی تھی جیسے وہ یہ توقع نہیں کر رہا تھا۔ اگر اس لڑکی نے کال کی تھی تو اس کا پریز کیا تھا؟ انور ملک صاحب کی جیت پر کھل کر مسکرا رہا تھا اور اشعر ملک گویا کوئی Battle ہی فتح کر چکا تھا۔

"ایتاج منصور......زہے نصیب......کیسے یاد آ گئی؟"

دوسری طرف ایتاج جیسے بہت کچھ ٹھان چکی تھی تبھی صاف گوئی سے بولی تھی۔

"زیادہ خوش مت ہو اشعر ملک۔ میں نے تمہیں مقصد سے فون کیا ہے۔ میں جانتی ہوں جو ہوا اس کے بعد مجھے تم سے رابطہ رکھنا نہیں چاہیے تھا مگر میں اس خوف کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔ مجھے تمہارے ڈر کو بھی ختم کرنا تھا۔" وہ روانی سے بولی تھی۔ انداز مضبوط تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ہائے یہ لب و لہجہ......تیر تلواریں آپ قسم سے۔ ایتاج منصور رس کیا تھا یہ آواز......یہ لہجہ سننے کے لئے۔" وہ مسکراتے ہوئے بھرپور لطف لے رہا تھا۔ اگر ایتاج نے اسے رنگ کیا تھا تو یقیناً اس کے پیچھے کوئی مقصد ضرور تھا۔ اتنا کودھ مغز تو وہ نہیں تھا کہ اس رابطے کا سبب نہ جان پاتا۔

"مجھے معلوم تھا ایسا کچھ ضرور ہوگا ایتاج منصور شیخ۔ میں یوں ہی تو نہیں کہتا نا......آئی ایم دا بیسٹ......تو بس جیلس ہو۔" وہ مسکرایا تھا۔

یقیناً ایتاج کے کال کرنے کو اپنی فتح سمجھ رہا تھا۔

"چلو جی کوئی ایک سرا تو ہاتھ آیا۔ ہماری نئی نویلی دلہن کو خدا خدا کر کے ہماری یاد تو آئی۔" وہ صورتحال سے بھرپور لطف اندوز ہو رہا تھا۔ دوسری طرف ایتاج اپنے مقصد میں کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی تبھی بولی تھی۔

"خاموش ہو کر میری بات سنو اشعر ملک۔ میں کام کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری کوئی فضول بکواس سننا نہیں چاہتی۔ ایک ڈیل ہے۔ میں تمہیں اپنی تمام پراپرٹی کے پیپرز سونپ سکتی ہوں مگر اس کے ریٹرن میں آئی وانٹ سم فریڈم بیک۔" اس نے ایک ہی سانس میں مدعا سنایا تھا۔ اشعر ملک دل کھول کر ہنسا تھا۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

قتل کرتے ہو اور ہاتھ میں کوئی تلوار بھی نہیں

اجاع منصور..... اپنے گھر کی بات ہے۔ آپ واپس آجاؤ..... آپ کی اور میری جائیداد کوئی دو تھوڑی ہیں۔" وہ فائدہ ڈبل کرنے والے لوگوں میں سے تھا۔ اجاع اسے جانتی تھی تبھی بولی تھی۔

"تم بہت زیادہ بولتے ہو اشعر ملک اور میں فضول سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میں تمہیں پاکستان کی تمام جائیداد سونپ سکتی ہوں..... بابا کا کراچی والا بزنس بھی..... اس کے عوض میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ سوچ لو سودا کم نہیں ہے۔ ابھی تمہارے ہاتھ کچھ نہیں اور تم بابا کی جائیداد کے بارے میں جانتے ہو۔ تمہاری سات پشتوں تک کے لئے کافی ہوگی۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے..... سوچتے ہیں..... ویسے اس بزنس ٹائیکون کے ساتھ رہتے رہتے تم بھی ٹاپ کی business woman بن گئی ہو اجاع منصور۔" وہ مسکرایا تھا۔

"کوئی غیر وابستہ بات نہیں ہوگی اشعر ملک۔ جو بات کر رہی ہوں اس کے متعلق بات کرو۔" وہ ٹھان کر آئی تھی جیسے کہ جھکے گی نہیں نہ خوفزدہ ہوگی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"سوچتا تھا کبھی آپ سے دوبارہ بات ہوگی بھی کہ نہیں۔ خوش نصیب ہوں دوبارہ آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ دل کا عالم مت پوچھو۔ بہت دھڑک رہا ہے اجاع منصور یہ بات غیر وابستہ نہیں ہے کیونکہ ہم تو آپ سے ہی وابستگی رکھتے ہیں مگر آپ کی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم سوچ سکتے ہیں مگر ایک مدد آپ کو بھی کرنا ہوگی ہماری۔" اشعر ملک بہت گھاگ تھا۔ وہ فائدے سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے تھا۔ اس کے دماغ میں یقیناً کچھ زیادہ چل رہا تھا۔

"بولو..... کیا کہہ رہے ہو تم؟" اجاع منصور نے پوچھا تھا۔ مگر فون کے دوسری طرف اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ایسی بھی کیا جلدی ہے اجاع منصور شیخ؟ بتاؤں گے مگر موقع آنے پر۔ آپ بنا خوف کے..... ڈر کے آرام کریں اب۔ جلد بات کریں گے آپ سے۔ اپنا خیال رکھیں۔" وہ شیرینی بھرے لہجے میں بولا تھا اور دوسری طرف اجاع نے فون بند کر دیا تھا اور آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی تھی۔

"یا اللہ!" جیسے وہ ایک بہت کٹھن مرحلے سے گزری تھی۔ اسے یقین نہیں ہوا تھا وہ اشعر ملک سے بات کر چکی تھی۔ پیشانی پر ہاتھ رکھ کر وہ گہرے سانس لیتی رہی تھی۔

اس مرحلے سے گزرنا ضروری تھا۔ وہ ان لمحات میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ اسے کوئی حل ڈھونڈنا تھا اور بہت سوچ کر اس نے یہ حل ڈھونڈ لیا تھا۔

"میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اہان شگری۔ مجھے شرائط پر زندگی نہیں جینا۔ میرے لئے ایک کرنا تاگزیر تھا۔" وہ جیسے خود سے سرگوشی کرتی ہوئی بولی تھی۔

"یا اللہ! میری مدد فرما! مجھے یہاں سے رہائی دے! میں یہاں سے جلد جانا چاہتی ہوں۔" اس نے آنکھیں زور سے میچ کر شدت سے دعا مانگی تھی۔

☆ ☆ ☆

کمال ہو گیا یار......!" اشعر ملک مسلسل حیرت میں تھا جیسے۔ مسکراتے ہوئے یقین نہیں کر پایا تھا اتباع منصور نے اس سے رابطہ کرنے کی ٹھانی تھی۔

"تو کہتا تھا نا ہاشم ابان شگری کو شکست دینا مشکل ہے۔ دیکھ تو سرا یا تو لگ گیا۔ اتباع منصور نے خود رابطہ کر لیا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یار اتنا خوش ہوں۔ اتنی خوشی میں آج فیض چاچا کا کوئی شعر بھی یاد نہیں آرہا۔" اشعر ملک دیوانگی کے آخری سرے پر تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"مجھے حیرت ہے اشعر ملک۔ یہ میری توقع میں نہیں تھا مگر دھیان سے۔ یہ کوئی چال بھی ہو سکتی ہے۔" وہ دانستہ روکنا چاہتا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"وہ لڑکی اتنی عقلمند نہیں قاسم۔ وہ ایسی چالیں نہیں چل سکتی۔ اتنی چھوٹی سی ہے وہ...... موم کی گڑیا جیسی۔ اس کا دل اتنا سا ہے۔ وہ کیا کھیل کھیلے گی۔ اس کا تو خوف سے دم نکلا جا رہا ہو گا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"دشمن کو کمزور سمجھنا بہت بڑی غلطی ہو سکتی ہے اشعر ملک۔"

قاسم نے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"ٹھیک ہے یار!...... میں محتاط رہوں گا۔ بس خوش؟ مگر ایک بات ماننے والی ہے نا؟ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ ہنسا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری کافی کے دو کپ لے کر آیا تھا جب وہ آؤٹ ہاؤس میں چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ آہٹ پر تاریکی میں اس نے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ وہ قریب آگیا تھا۔ پھر اس کی سمت تکتے ہوئے مسکرایا تھا۔ انداز دوستانہ تھا۔ اتباع کی سمت کافی بڑھائی تھی۔ اتباع نے خاموشی سے دیکھتے ہوئے چپ چاپ کافی تھام لی تھی۔ ابان شگری اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا اور اسے بغور دیکھتے ہوئے کافی کے سپ لینے لگا تھا۔ اتباع منصور کھوئی کھوئی سی لگی تھی۔

"کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟" ابان شگری نے اتباع کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ اتباع جو کافی کے سپ چپ چاپ لے رہی تھی، اس کے پوچھنے پر چونکی تھی۔

"نہیں......!" باقاعدہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے وہ بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور جانچا تھا۔

"کچھ چھپا رہی ہو؟" جیسے اتنے عرصے میں وہ اسے جاننے لگا تھا۔ اتباع کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ اسے کیسے اتنا جاننے لگا تھا یا پھر یہ کوئی قیاس آرائی تھی؟

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو شیرنی؟ جیسے میں نے چوری کرتے پکڑ لیا آپ کو؟" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔ اتباع نے بوکھلاہٹ میں کپ میز کی سطح پر رکھ دیا تھا اور فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ابان شگری نے اس کے رویئے کو دیکھتے ہوئے اسے روک لیا تھا۔

"اتباع منصور...... رکیے!" اس نے بغور جانچتے ہوئے پکارا تھا۔

اتباع رک گئی تھی۔ وہ کافی کا کپ میز کی سطح پر رکھ کر اٹھ کر چلتا ہوا اس کے مقابل آن رکا تھا۔ وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"کیا چھپا رہی ہو؟" وہ بغور جانچتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا ہے ان آنکھوں میں! لٹ می لک ان ٹو یور آئیز۔" وہ جیسے اس کی آنکھوں کے راز جاننے کا خواہاں تھا۔

"کچھ نہیں چھپا رہی میں......!" وہ اس کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔

"جھوٹ مت بولو اتباع منصور شیخ...... آئی کین فیل سم تھنگ۔ تم کچھ چھپا رہی ہو!" ابان شگری نے پورے وثوق سے کہا تھا اور اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ وہ کیسے اسے جاننے لگا تھا؟

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری اسے بغور دیکھ رہا تھا جیسے اس کے چہرے کو سطر سطر پڑھ رہا ہو.......... سطر سطر جان رہا ہو۔ وہ آنکھ جیسے گہری تھی.......... سوچ میں ڈوبی.......... اور اس نگاہ کی دسترس جیسے تمام زمانوں پر تھی جو اجیاع منصور کے اندر گزر رہے تھے۔ ابان شگری ان تمام زمانوں پر اپنا اختیار بنا رہا تھا۔

اور اجیاع منصور اسے ساکت سی کھڑی بس حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اس خاموشی میں لفظ نہیں تھے۔ خاموشی کو کبھی کبھی لفظوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور باتیں اکثر خاموشی میں اپنا رستہ بھول جاتی ہیں۔

وہ دونوں ایسی ہی خاموشیوں میں گھرے کھڑے تھے جہاں لفظ اپنا پہرہ دینا بھول گئے تھے۔

اجیاع منصور کو لگا تھا وہ نگاہ گہری ہے اور تمام راز جان سکتی ہے۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔

"کیا بتانا چاہتی ہیں آپ اجیاع منصور؟ کوئی لفظ ہیں جو یہاں تک نہیں آرہے؟" وہ لہجہ مدھم تھا اور ان لفظوں میں ہزار معنی پنہاں تھے۔

مگر اجیاع منصور نگاہ چرا گئی تھی۔ ان نگاہوں میں جیسے چور تھا اور ابان شگری اسے بغور تکتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"میں تعاقب میں ہوں ان لفظوں کے جو تمہاری آنکھوں میں بھاگ دوڑ کرتے چھپنے کی سعی کر رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے لفظوں کی کہانیاں، تمہاری آنکھوں میں چھپی کہیں دبک جاتی ہیں جیسے میں کسی شے کا سراغ نہیں لگا سکوں گا۔"

وہ بہت مدھم لہجے میں اس کے سامنے کھڑا یوں بول رہا تھا فضا میں جیسے کوئی مدھم سرگوشی تھی جو خنک ہواؤں کے ساتھ پھیل رہی تھی۔ پورا ماحول جیسے اس افسوں سے بھر رہا تھا۔

ٹھٹھرے موسم میں، ایک یقین ڈوب رہا تھا ابھر رہا تھا۔ سرد ہوا کچھ کہہ رہی تھی مگر اجیاع منصور کی آنکھوں میں بہت خاموشی تھی۔

"تم کہنا نہیں چاہتیں اجیاع منصور؟" وہ مدھم سرگوشی ان فضاؤں کے ساتھ اس کا طواف کرنے لگی تھی اور اجیاع منصور کا دل چاہا تھا اس ماحول کو چھوڑ کر کہیں دور نکل جائے۔

مگر وہ جانتی تھی یہ فرار ناممکن تھا۔ وہ ابان شگری کی نظروں سے بھاگ نہیں سکی تھی۔ اس کے پاؤں زمین نے جیسے تمام لئے تھے اور بن گئی تھی۔

"کہانی تم سناؤ گی اجیاع منصور یا میں سناؤں؟" وہ کسی نتیجے پر پہنچتا ہوا بولا تھا۔ تو کیا وہ حقیقت جان گیا تھا؟

اجیاع منصور کا وجود جیسے سرد پڑ گیا تھا۔ ٹھٹھری نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"اشعر ملک.......... تعلق کہاں ملتا ہے؟ رابطہ کیسے ہے اور نوعیت کیا ہے؟" ابان شگری نے پوچھا تھا اور وہ دنگ رہ گئی تھی.......... سو وہ کہانی جان گیا تھا۔ تمام حقیقت اسے معلوم ہو گئی تھی۔

"اف اللہ.......... اب کیا ہونا تھا؟ اجیاع منصور کو اس شخص سے یکدم خوف محسوس ہوا تھا.......... اس نے جو رابطہ اشعر ملک سے

کیا تھا اس کی خبر ایان شکری کو ہو گئی تھی سو اس کی ہر بات پر نظر رکھی جا رہی تھی۔
ہر بات کی خبر تھی اسے.......... جیسے اسے انڈر آبزرویشن رکھا گیا تھا۔ اس کے ہر اقدام پر نگاہ تھی اس کی۔
"یا اللہ..........!" اجاج منصور نے آنکھیں میچ لی تھیں۔ وہ جیسے ان نظروں سے بچنے کی سعی کر رہی تھی مگر ایسا کچھ ناممکن تھا جیسے۔
"لک ایٹ می اجاج منصور..........!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ "میری طرف دیکھو!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا مگر اجاج منصور میں جیسے آنکھیں کھول کر اس کی سمت دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔
"آئی سیڈ..........لک ایٹ می..........!" وہ قدرے ڈپٹنے والے انداز میں بولا تھا اور اجاج آنکھیں کھول کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی.......... جیسے وہ خوفزدہ تھی.......... ان آنکھوں میں بہت سا خوف بھرا ہوا تھا مگر وہ خوفزدہ نہ ہونے کے جتن کر رہی تھی۔ وہ اپنا دفاع کرنا چاہتی تھی اس صورتحال میں جب تمام ثبوت اس کے خلاف کھڑے تھے۔
"تمہیں اشعر ملک سے فون پر بات کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اجاج منصور؟" وہ واضح لفظوں میں پوچھ رہا تھا۔ اجاج منصور کے پاس جیسے کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ خاموش کھڑی تھی جیسے وہ اپنے مجرم ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔
"اجاج منصور تم نے ثابت کر دیا تمہارے روابط کہاں ملتے ہیں۔ اشعر ملک نے بھیجا ہے تمہیں اور تم نے اسی اشعر ملک سے مدد مانگی ہے یہاں سے نکلنے کے لئے؟" وہ واضح ثبوت رکھتا تھا جیسے تبھی بہت کھل کر بات کر رہا تھا کہ اجاج منصور اسے رد بھی نہیں کر پائی تھی۔
"تم نے ایسی سازشیں بنیں؟ آخر کیوں؟ کیا درکار تھا تمہیں؟" وہ سوال کی بوچھاڑ کر رہا تھا اور اجاج منصور ٹکٹکی سی اسے کھڑی دیکھ رہی تھی۔
"اچھا یہ سب رہنے دو.......... یہ بتاؤ ڈیل کیا طے پائی؟"
"میں نے کوئی ڈیل نہیں کی۔" اس نے واضح انکار کیا تھا۔ اور وہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔ اس مسکراہٹ میں عجیب سا اسرار تھا جسے اجاج منصور نہیں جان پائی تھی۔ وہ کھل کر انکار کرنا چاہتی تھی مگر وہ اپنے خلاف جمع کئے گئے ثبوتوں کا کیا کرتی؟
"تم نے طے کر لیا ہے کہ کہانیاں گھڑنا ہے؟ یہ ٹھیک نہیں ہے اجاج منصور..........! تمہیں یہ کھیل اس طرح شروع نہیں کرنا چاہئے تھا۔" وہ جیسے واضح طور پر اسے تنبیہ کر رہا تھا۔ اجاج منصور کو اپنا دفاع کرنا ضروری لگا تھا۔ تبھی بولی تھی۔
"میں نکاح کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے میں نے اشعر ملک سے رابطہ کیا مگر میرے اس سے کوئی روابط نہیں ہیں۔ نہ ہی میں کسی سازش کا حصہ ہوں۔ ٹرسٹ می۔ میں جھوٹ نہیں بولتی۔" وہ جیسے کسی کٹہرے میں کھڑی تھی اور اسے اپنا آپ بے گناہ پروف کرنا تھا۔ وہ بھی ایان شکری کے سامنے جس کے سامنے تمام ثبوت رکھنا اور شواہدوں کی بات کرنا کوئی ضروری نہیں تھا۔
ایان شکری اس کی وضاحت پر خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا تھا کہ وہ اس پر ایمان لے آیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اس پر یقین نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کا اپنا دماغ تھا جس میں اس نے کہانی گھڑ لی تھی کہ وہ کوئی Spy ہے جو سازش کا حصہ ہے۔ وہ اگر اسے آلۂ کار سمجھ رہا تھا تو وہ اس کا دماغ نہیں بدل سکتی تھی مگر اسے اپنے لئے کھڑے ہونا تھا تاکہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس نے کچھ

غلط نہیں کیا۔ وہ اپنے لئے فیصلہ لینے کا اختیار رکھتی ہے۔

"جو رشتہ آپ بنانا چاہتے تھے وہ مجھے قبول نہیں تھا ابان شگری۔ میں زبردستی کے رشتوں میں بندھنے کو تیار نہیں تھی۔ رشتے ایسے نہیں بنتے۔ میں ایسے رشتے نہیں بنا سکتی۔ شادی یقیناً بہت بڑا فیصلہ ہے اور اس طرح افراتفری میں اس کے بارے میں ڈیسائیڈ نہیں کیا جا سکتا۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"اور تمہیں لگا اشعر ملک تمہاری مدد کو آئے گا؟" وہ جیسے مسکراتے ہوئے بہت محظوظ ہوا تھا۔ اتباع کو اپنا آپ یقیناً بہت بے وقوف لگا تھا۔

"مجھے اشعر ملک سے کوئی امید نہیں تھی مگر میں ایک ٹرائی کرنا چاہتی تھی۔ مجھے لگا تھا وہ لاج میں کچھ کرنا چاہے گا۔" وہ صاف گوئی سے کہہ رہی تھی۔

"اور اس نے کر دیا؟" وہ مسکرایا تھا۔

"نہیں، میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں کہ وہ میرے لئے جادو کی چھڑی گھمائے اور پل میں سب ٹھیک کر دے!" وہ بنا خوف زدہ ہوئے بولی تھی۔

"اور اگر اس کے پاس واقعی کوئی جادو کی چھوڑی ہوتی تو کیا وہ ایسا ممکن کر سکتا؟" وہ جیسے بہت محظوظ ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

وہ خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ پھر تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی اگر اشعر ملک کے پاس کوئی جادو کی چھڑی ہے بھی کہ نہیں مگر یہ بات رشتوں کی ہوتی ہے۔ رشتوں کی اہمیت باتوں کے معنی بدلتی ہے۔" وہ جتا رہی تھی۔

"اور پھر آپ اس رشتے سے بھاگ کر کیوں آئیں تھیں؟" وہ پر خیال انداز میں سوچتا ہوا پوچھنے لگا تھا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کس رشتے کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"وہی رشتہ جو آپ کے بقول اشعر ملک آپ سے بنا رہا تھا۔" وہ جتا رہا تھا۔

وہ لحہ بھر کو چپ ہوئی تھی پھر بولی تھی۔

"مجھے وہ رشتہ قبول نہیں تھا۔ اس رشتے سے اس لئے بھاگی تھی۔"

"اس رشتے سے بھی بھاگی تھیں اور اب اس رشتے سے بھاگ رہی ہیں۔ آپ نے طے کر لیا ہے کہ تمام زندگی ہر رشتے سے بھاگتی رہیں گی؟ اس طرح تو کوئی رشتہ کبھی بن نہیں پائے گا اتباع منصور!" وہ جیسے فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔ جیسے وہ اتباع منصور کا سب سے بڑا خیر خواہ ہو اور اسے اتباع منصور کی بہت زیادہ پرواہ ہو۔ اتباع منصور اسے گھورنے لگی تھی۔

"میں رشتوں سے نہیں بھاگ رہی۔ زبردستی بنائے گئے رشتوں سے بھاگ رہی ہوں ابان ذوالفقار شگری۔ میں زبردستی کے رشتوں میں بندھنا نہیں چاہتی!" وہ جتاتی ہوئی صاف گوئی سے بولی تھی۔

"وقتی طور پر بھی نہیں؟" وہ جیسے اس کے سامنے ایک آپشن رکھتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور کو حیرت سے اسے دیکھنا پڑا تھا۔

"آپ کے دماغ میں ہر وقت ایک منصوبہ سازی کیوں چلتی رہتی ہے؟" وہ اسے شک کی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"یہ منصوبہ سازی نہیں ہے شیرنی.......... منصوبہ سازی کی ہوتی تو آپ اس چار دیواری کے اندر رہ کر باہر روابطہ نہ رکھ سکتیں۔ اشعر ملک سے آپ بات کر پائیں کیونکہ آپ کے لئے روابطہ کی راہ کھلی رکھی گئی تھی۔"

"او تو وہ راہ کھلی رکھی گئی تھی؟ دانستہ طور پر؟ یہ آپ کی منصوبہ سازی تھی؟" وہ چونکتے ہوئے پوچھنے لگی تھی مگر ابان شگری نے فوری طور پر اس کی کوئی وضاحت نہیں دی تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں؟" وہ اپنے جواب کے لئے جیسے منتظر تھا۔

"کیا..........؟" وہ تپ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس کا ازلی اعتماد واپس آنے لگا تھا۔ یہ شاید ابان شگری کی بے جا رعایت یا نرمی کا اثر تھا۔ ورنہ اسے لگا تھا جانے وہ کس طرح ری ایکٹ کرے گا مگر جس طرح وہ اسے نرمی سے ٹریٹ کر رہا تھا اسے خبر ہو گئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ بے جا سختی کرنے کا قائل نہیں ہے نہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھانا چاہتا ہے۔

"آپ وقتی شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں؟" وہ اس کی سمت اسی ازلی اعتماد سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔

"شادی نہیں.......... صرف چند روزہ وقتی نکاح، A contract marriage..........! شادی زندگی ساتھ گزارنے کے لئے ہوتی ہے۔" وہ جتا رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا تھا پھر نہ جانے کیوں نرمی سے مسکرایا تھا۔

"شیرنی.......... آپ تمام باتوں کے رازوں میں جان لینا چاہتی ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے۔ زندگی میں ہر شے ممکن نہیں ہوتی اور آپ کو ہر شے کو زمانے کی قید سے ہٹ کر دیکھنے کی خواہش ہے۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔ اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی مگر وہ چاہتی تھی وہ اس کا دماغ کھول کر پورا پورا پڑھ کر زبانی ازبر کر لے۔ اور وہ جیسے اس کی سوچ پڑھنے پر مکمل اختیار رکھتا تھا تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"آپ میرا ذہن مکمل طور پر پڑھ کر ازبر کرنے کے درپے ہیں مگر ایسا ممکن نہیں ہے شیرنی۔ آپ لاکھ کوشش کے بعد بھی مجھے زبانی یاد کرنے میں ناکام رہیں گی۔ ابان شگری کو ازبر کرنا آسان نہیں ہے!" وہ مسکراتے ہوئے جتا رہا تھا۔ اتباع ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی پھر سر جھٹکتے ہوئے بولی تھی۔

"میرے اندر ایسی کوئی خواہش نہیں ہے!" وہ واضح طور پر انکاری تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"آپ جانتی ہیں میں آپ کو رعایتیں دے رہا ہوں اگرچہ یہ میرا اصول نہیں ہے۔"

"میرے لئے آپ اپنے اصولوں کو کیوں توڑ رہے ہیں؟" اتباع منصور پوچھے بنا نہیں رہ سکی تھی اور جواب میں ابان ذوالفقار شکری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا تبھی اتباع منصور پوچھنے لگی تھی۔

"اس وقتی نکاح کی کیا کہانی ہے؟ اگرچہ میں نہیں جانتی آپ مجھے رعایتیں کیوں دے رہے ہیں مگر مجھے قید میں یہ رعایتیں کچھ زیادہ متاثر نہیں کر رہی ہیں۔ شاید آپ نے ایسی زندگی گزاری نہیں۔ یہ قید بہت برا تجربہ ہے۔ میں اس تجربے کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"یہاں لفظوں کی ضرورت نہیں ہے اتباع منصور!" وہ جانے کس ضمن میں جتا رہا تھا۔

"اور نکاح..........؟" وہ پھر وہیں چلی تھی..........اسی موضوع پر۔

"ہاں نکاح..........!" وہ جیسے جتا رہا تھا۔

"اور اس کی حقیقت..........؟" وہ جان لینا چاہتی تھی کہ اس کے پیچھے کیا مدعا ہے مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا پھر بولا تھا۔

"تیار ہیں آپ؟" وہ اسے رضامند پاتا ہوا بولا تھا۔ وہ حیرت سے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی.......... پھر سر نفی میں ہلاتے یوں بولی تھی۔

"یہ نکاح کیوں ابان شکری؟ اگر زندگی ساتھ نہیں گزارنا چاہتے آپ؟" وہ اپنی دانست میں جو معنی رکھتی تھی اس کی بنا پر پوچھا تھا مگر اگلے ہی لمحے جس طرح ایک گہری مسکراہٹ ابان شکری کے لبوں پر پھیلی تھی اس پر اتباع منصور کو اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا تبھی وہ خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہیں؟ یہ خواب کب سے دیکھنا شروع کیے اتباع منصور؟ کافی Unpredictable ہیں آپ۔ جو سوچتی ہیں۔ کبھی کبھی اسے تالے لگا کر الماریوں میں رکھ آتی ہیں اور آپ کو گمان ہوتا ہے میں ان الماریوں پر لگے بند تالے کھولنے کی سعی ضرور کروں گا؟" وہ جیسے اس کی صورتحال سے لطف اندوز ہوا تھا۔

"آپ کے ساتھ زندگی گزارنا میری خواہش نہیں ہے!" وہ اس کے مسکرانے پر جیسے جل کر گویا ہوئی تھی۔ ابان شکری نے بے فکری سے شانے اچکا دیئے تھے پھر اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"لیکن مجھے آپ کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا۔ ایسا میری خواہشوں یا ضرورتوں میں کہیں شمار نہیں ہوتا شیرنی.......... اگرچہ میں جانتا ہوں آپ ایسی خواہشیں رکھتی ہیں۔ عشق کی انتہا پر ہیں مگر میں یہ ابتدا کرنا نہیں چاہتا۔ میرا ایک بھی قدم اس ابتدا کی طرف گامزن نہیں ہے۔ شاید آپ کو سن کر افسوس ہوا؟" وہ اس کی معصومیت پر مسکرا رہا تھا۔ اتباع منصور اس کی کہانی سے جیسے اکتا گئی تھی تبھی پلٹ کر جانے لگی تھی مگر اس نے کلائی تھام کر اسے جانے سے روک دیا تھا۔ اتباع منصور پلٹ کر دیکھنے لگی تھی تبھی وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"بات ابھی ختم نہیں ہوئی اتباع منصور..........! تمہیں شاید میرے فیصلے سے زیادہ اشعر ملک کے فیصلے کی زیادہ بے صبری ہے"

ابان شکری کے لہجے میں عجیب سی کاٹ تھی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں نہیں جانتی آپ کیا سوچ رہے ہیں ابان ذوالفقار شکری مگر میں زندگی شرائط پر گزارنے کی قائل نہیں ہوں۔ مجھے تم سے محبت نہیں ہے اور شاید کبھی ہو بھی نہ سکے۔ اور شادی میں نہیں کر سکتی۔ میں ایک خاص رشتہ چاہتی ہوں زندگی میں .... صرف ایک بار......... اور ہمیشہ کے لئے .... اور وہ رشتہ ایسے نہیں بنے گا۔" وہ پُر اعتمادی سے اسے دیکھتی ہوئی جتا رہی تھی .... وہ پل بھر کو خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا پھر جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"اور میں بھی یہی چاہتا ہوں......... محبت کے وجود کے بنا شادی کا کوئی مفہوم نہیں .... فی الحال میں مہم جوئی پر مائل نہیں .... نہ ہی دل کو ایسی خواہشوں سے سروکار ہے ورنہ محبت کا سراغ ڈھونڈنا کچھ ایسا عجیب بھی نہیں تھا۔" ابان شکری کے لہجے میں ایک خاص رنگ تھا۔ وہ آنکھیں کس منصوبہ سازی پر مائل تھیں وہ نہیں جان پائی تھی مگر وہ دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی تھی۔

"یہ نکاح اتنا ضروری کیوں ہے؟ اگر اسے صرف وقتی رکھنا ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا!" وہ بہت نادانی کی بات کر رہی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

"دانائی کی باتوں میں محبت نہیں آتی شیرنی .... آپ کو قلق ہے۔ محبت ضروری ہے اور ہر رشتہ محبت کے ساتھ ضروری ہے اور میرے لئے جیسے کوئی رشتہ ضروری ہی نہیں۔" وہ اس کی عقل پر جیسے افسوس کر رہا تھا۔ اسے بے وقوف گردان رہا تھا۔ ابتاج کو اس سے نہیں الجھنا تھا تبھی وہ خاموش رہی تھی اور ابان شکری کہہ رہا تھا۔

"اس نکاح کا وقتی ہونا ضروری ہے۔ حقیقت آپ کی سمجھ میں آ جائے گی، کچھ وقت دیں۔ اگر ابان شکری کو خود پر اختیار ہوتا تو اس محبت کو وقوع پذیر ہونے دیتا۔ مگر فی الحال عقل اس بات کی اجازت نہیں دیتی شیرنی .... محبت ابھی کسی لائحہ عمل کا حصہ نہیں بن سکتی .... مجھے افسوس ہے!" وہ جیسے اسے جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ابتاج منصور نے ایک گہری سانس خارج کی تھی۔ پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا تھا۔

"اگر میں کہوں مجھے یہاں سے جانے دو؟ شرط کیا ہوگی؟ میں آپ کو وہی آفر کرتی ہوں جو میں نے اشعر ملک کو دی .... میری پاکستان میں موجود تمام جائیداد اور اثاثے ٪ تمام بزنس آپ کا ہو جائے گا اگر آپ مجھے یہاں سے جانے دیں تو!" وہ بہت اعتماد سے تن کر کھڑی اسے آفر دے رہی تھی اور وہ بہت سکون سے اسے دیکھ رہا تھا پھر بہت محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"آپ اشعر ملک اور ابان شکری کو ایک ہی پلڑے میں رکھ کر تول رہی ہیں شیرنی .... اور یہ ٹھیک نہیں ہے .... مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے یہ ڈیل نہیں ہو سکتی۔ اور آج کی ملاقات بھی یہیں برخاست ہوتی ہے مگر آپ کو جتانا ضروری ہے کہ ہمارا نکاح ہونا شرط ہے۔" وہ کہتے ہوئے فوراً ہی پلٹ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا اور ابتاج منصور اسے حیرت سے کھڑی دیکھتی رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک اپنی ہی کسی سوچ میں مسکرایا تھا پھر ہاتھ سے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے قاسم کی طرف دیکھنے لگا تھا۔
"سن قاسم.........فیض بابا کیا کہتا ہے

اب کہ یوں دل کو سزا دی ہم نے
اس کی ہر بات بھلا دی ہم نے
شہر جہاں راکھ سے آباد ہوا!
کوئی تو بات ہے اس میں فیض
ہر خوشی جس پہ لٹا دی ہم نے

قاسم مسکرایا تھا۔
"اشعر ملک، یو آر دا بیسٹ ان ڈیڈ (indeed)۔ اب تمہارا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔" قاسم نے اسے جیسے چنے کے جھاڑ پر چڑھایا تھا۔ وہ ہنسنے لگا تھا۔
"اشعر ملک، وہ ہے جو ہاری ہوئی بازی کو بھی جیت میں بدل سکتا ہے۔ دیکھ یار! کل تک وہی اتباع منصور شیخ مجھے کوئی لفٹ کرانے کو تیار نہ تھی اور دیکھ کیسے خود مجھ سے رابطہ کر لیا۔ کیسے خواب سا تھا جب میں اس کی میٹھی آواز سن رہا تھا۔ جو بھی ہے کمال ہے یار۔ تیری بھابی کا جواب نہیں۔ اس کے تیور تیکھے ہیں بالکل لیموں والی مسالے دار چاٹ کی طرح۔" اس کی تعریف پر قاسم مسکرایا تھا۔
"تمہیں چٹخی چاٹ پسند ہے اشعر ملک سو تمہیں لڑکی بھی ایسی ملی مگر سوچ لینا کہیں یہ ابا شکری کی کوئی چال نہ ہو۔ ابان شکری کا دماغ دو سو قدم آگے چلتا ہے نا، بقول تمہارے!" قاسم اس کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا مگر اشعر ملک پر کسی شے کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ جیسے اسی خواب میں الجھا ہوا تھا۔
"کچھ مت یاد دلا یار!......... ابھی کچھ سوچنے کے موڈ میں نہیں ہے دل......... کچھ دیر اور یہ موسم رہنے دے نا......... ہجر، وصال سے ابھی ابھی ملا ہے تو خواب توڑنے کی بات کر رہا ہے؟ دل کو صبر تو آنے دے کچھ۔ اتنے دنوں کا کرب تھا۔ دل کا بھی حق بنتا ہے محبت کے موسموں پر۔ مجھے تو لگتا تھا یہ ہجر ختم نہیں ہوگا! ہائے محبت......... کیسے کیسے امتحان لیتی ہے یار!......... اور اس امتحان کی دقتیں تو اسکول، کالج، یونیورسٹی کے امتحانوں سے بھی کہیں زیادہ ہیں یار......... وہ امتحان تو پھر بھی عقل سے نقل مار کر بندہ کسی طرح پر چہ کر لے مگر یہ امتحان تو سیدھے سیدھے جان لیتا ہے یار......... کسی سوال کا جواب نہ بن پڑے تو بندہ کھٹاک سے صاف فیل......... یار محبت تو پاس ہونے کے لئے کوئی رعایتی نمبر بھی نہیں دیتی۔" وہ فکرمندی سے قاسم کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔
"چلو اشعر ملک، بالآخر تم پاس ہو گئے۔ محبت کے امتحان میں بہت تھوڑے پاس ہوتے ہیں۔ تم ان چند خوش نصیبوں میں سے

ایک ہوئے۔اب کیا خیال ہے؟ اتباع کی شرائط کا کیا کرنا ہے؟" وہ مدعے پر آیا تھا۔اشعر ملک نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔کھوئے کھوئے سے انداز میں مسکرایا تھا۔

"تیری بھابھی کی آواز بہت میٹھی ہے یار.......... جیسے کسی نے کلو کے حساب سے میٹھا میٹھا شہد پی لیا ہو۔ایک ایک قطرہ آواز کے اندر جذب ہو گیا ہو..........اف.....

ایک بار اور میحائے دل دل زدگان
کوئی وعدہ کوئی اقرا ر میحائی کا
دیدہ دل کو سنبھالو کہ سرِ شام فراق
ساز و سامان بہم پہنچاتا ہے رسوائی کا

"ایک بار سے دل کو سکون نہیں مل رہا ہاشم.......... بار بار سننا چاہتا ہوں، یار ایک بار کال تو ملا اپنی بھابھی کو..........!" اشعر ملک مسرور تھا۔اس کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"اس سے بات کرنے سے پہلے اس مدعے کو جانچنا ہوگا اشعر ملک!" قاسم جتا رہا تھا۔اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"یار مدعے پر پہنچنے والی بات کیا ہے؟ تیری بھابھی نے ابان شگری کو گھاس نہیں ڈالی بات صاف دکھائی دے رہی ہے۔اگر وہ اس کی طرف مائل ہوتی تو اس کی پناہ سے نکلنے کے بارے میں مجھ سے مدد کیوں مانگی؟ اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور یہیں ابان شگری کی ہار صاف دکھائی دیتی ہے۔" وہ مسرور تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ کوئی چال ہے؟" قاسم کو خدشہ ہوا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تیری سوئی عقل کی باتوں پر ٹکی ہے قاسم، اور میری عقل فی الحال کام ہی نہیں کر رہی۔ یار تیری بھابھی سے بات کیا ہوئی ہر طرف چھوٹے چھوٹے جگنو اڑنے لگے جیسے۔دماغ کی بتی گل ہو گئی تو کیا۔عقل کام نہیں کر رہی تو کیا ہوا، دل تو دھڑک رہا ہے نا؟" وہ مسرور سا مسکرا رہا تھا۔

"مت پوچھ یار دل میں کتنا سکون ہے آج۔کچھ دیر تو دل کو اس حالت میں سکون میں رہنے دے۔خدشوں کی بات بھی کر لیں گے۔ایسی جلدی کیا ہے یار..........!" وہ کوئی بات کرنے اور سننے کو تیار نہ تھا جیسے۔

"سن قاسم چاچا فیض کیا کہتا ہے یار"

ترا لطف وجہ تسکیں، یہ قرار شرح غم سے
کہ ہیں دل میں وہ گلے بھی جو ملال تک نہ پہنچے
چلو فیضؔ دل جلائیں، کریں پھر سے عرضِ جاناں
وہ سخن جو لب تک آئے پر سوال تک نہ پہنچے

"دل کو سود وزیاں کی کوئی فکر نہیں ہے یار۔ رہی بات ابان شگری کی تو اسے تو شکست دینا شرط ہے۔ اس نے ہمیشہ ہرایا ہے مجھے ....اس کی طرف تو کبھی حساب نکلتے ہیں۔ میری خوشی کا مقام نہیں کیونکہ ایک بڑا مہرہ میرے ہاتھ لگا ہے قاسم۔ تو نہیں سمجھے گا۔ اب مجھے پتہ چل گیا ہے آگے بھی چال کیسے چلنا ہے یار۔ ایویں تو نہیں کہتا نا میں، آئی ایم دا بیسٹ............ تو بس جیلس ہو۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا پھر بولا تھا۔

"اتباع کی مدد کرو گے تم؟"

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

کرلیں گے اس کی مدد بھی............ اتنی آس سے اس نے اشعر ملک کی طرف دیکھا ہے۔ اشعر ملک اسے تنہا تو نہیں چھوڑے گا نا............ اشعر ملک کے دل میں تو یوں بھی بہت گنجائش ہے اس کے لئے۔ محبت میں اتنی گنجائش بھی تو بنتی ہے کہ محبوب کو اس کی خواہشوں کے ساتھ مکمل خوش رکھو۔ اس کی جو بھی خواہشیں ہوں گی اسے اشعر ملک یقیناً پورا کرے گا۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"اوہ............ تم اسے جانے دو گے؟" قاسم حیران ہوا تھا۔

اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"محبت کی بھی شرائط ہوتی ہیں قاسم............ شرائط کا نفاذ تو ہر کھیل میں ہوتا ہے نا! ہم بھی اپنی شرائط کا اطلاق کریں گے۔ تیری بھابھی کو کچھ وقت تو دے۔ پھر سے خفا ہو گئی تو دل پھر سے دھڑکنا بھول جائے گا یار! اور اشعر ملک دل کا نا دھڑکنا فی الحال افورڈ نہیں کر سکتا یار............"

قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"میں سمجھ نہیں پایا۔ تمہارے ذہن میں کیا چل رہا ہے اشعر ملک؟" وہ جانچتی ہوئی نظروں سے اشعر ملک کو دیکھ رہا تھا۔ اشعر ملک اٹھ کر چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا اسے مسکراتے دیکھا تھا اور پرسکون انداز میں مسکراتے ہوئے قاسم کو دیکھتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

"ابان شگری کی آدھی جائیداد کا تخمینہ لگاؤ تو کتنا حصہ بنے گا؟" مسکراتے ہوئے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

قاسم چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں اشعر ملک؟"

اشعر ملک کے لبوں پر بہت گہری مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں میں کئی چال بنے تھے اور وہ کہہ رہا تھا۔ "ابان شگری کی آدھی جائیداد چاہیے مجھے!"

"اوہ.......... مگر اشعر ملک ابان شگری تمہیں اپنی آدھی جائیداد کیوں دے گا؟ رابطہ تم سے اتباع نے کیا ہے، اور اتباع منصور تمہیں آل ریڈی ایک آفر دے رہی ہے جو کہ انتہائی معقول بھی ہے۔ کیا تم اس آفر کو ٹھکرا دو گے؟" قاسم کو حیرت ہوئی تھی۔ اشعر ملک اس کی سمت بغور تکتا ہوا مسکرایا تھا۔

"نہیں.......... میں اتباع منصور شیخ کو منع نہیں کروں گا۔ مجھے وہ ڈیل کرنا ہے مگر اس ڈیل کے ساتھ مجھے ابان شگری سے بھی اس کی آدھی جائیداد لینا ہے۔"

"ناممکن.......... اشعر ملک یہ نہیں ہو پائے گا۔ تم بہت زیادہ کی امید رکھ رہے ہو۔ ابان شگری اتنا احمق نہیں ہے۔ وہ تمہیں ایک پرسنٹ کا حصہ بھی نہیں دے گا اور تم ففٹی پرسنٹ کا خواب دیکھ رہے ہو؟" قاسم حیرت میں مبتلا تھا۔

"یہی بات تو تم نہیں جانتے ہو قاسم۔ تم دیکھنا یہ دونوں باتیں ہو گی۔ تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ اتباع نے رابطہ کیا۔ اس کا مطلب کیا نکلتا ہے؟" وہ گہرائی تک جھانک رہا تھا اور قاسم کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی۔

"کیوں.......... ؟ وہ مدد چاہتی ہے؟ کیا ابان شگری اسے وہ مدد نہیں دے سکتا تھا؟" قاسم کے سوال پر اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔ پھر اس کا شوڈراہنگی سے تھپتھپاتے ہوئے بولا تھا۔

"سوال یہی ہے اور جواب بھی یہی ہے۔ تیری عقل سمجھ نہیں رہی؟" اشعر نے پوچھا تھا اور قاسم نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔ تبھی اشعر ملک بولا تھا۔

"تیری بھابھی ابان شگری سے خوش نہیں ہے۔ اس کے ناخوش ہونے کا مطلب؟ وہ شگری کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔ فرار چاہتی ہے اور اس فرار کے معنی کیا نکلتے ہیں؟ وہ اس قید سے رہائی چاہتی ہے اور تو سمجھا نہیں.......... اس قید سے آزادی کی وہ کوئی بھی رقم دینے کو تیار ہے۔ سوچ.......... اگر وہ اتنی بڑی قیمت دے سکتی ہے تو اور کیا نہیں کر سکتی؟" اشعر ملک الجھی باتوں کے معنی بہت آہستہ سمجھا رہا تھا۔ قاسم بہت حیران ہوا تھا۔

"میں نے باتوں کو اس نہج پر رکھ کر نہیں سوچا تھا اشعر ملک۔ تم واقعی کمال ہو۔ مگر اتباع کے فرار کی قیمت تو اتباع منصور شیخ دے گی پھر ابان شگری اس کی قیمت کیوں دے گا؟" قاسم نے پوچھا تھا اور اشعر ملک کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔

"آئی ایم وائیسٹ.......... تو بس جیلس ہو۔" اشعر ملک کی اس مسکراہٹ میں کئی اسرار تھے۔

☆ ☆ ☆

اتباع کا دماغ ماؤف تھا اور کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اسے کسی اپنے سے بات کرنے کی ضرورت تھی جس سے بات کر کے اس کا دل ہلکا ہو سکتا تھا اور جانے کیا سوچ کر اس نے دانیال کا نمبر ملا دیا تھا۔

دانیال نے کال اٹھاتے ہی ایک بات پوچھی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اور وہ مزید کچھ بول نہیں سکی تھی۔ اتباع کی موجودگی وہ دوسری طرف محسوس کر رہا تھا تبھی بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"جانتا ہوں تم تھک گئی ہو اتباع منصور مگر تمہیں تھکنا نہیں ہے۔ تمہیں مشکلوں سے لڑنا ہے اور اپنی واپسی کا راستہ بنانا ہے۔ مجھے یقین ہے تم ایسا کر سکتی ہو!" دانیال مرزا اس پر اپنا اعتماد ظاہر کر رہا تھا مگر وہ خود میں اتنی ہمت بھی نہیں پا رہی تھی کہ اسے جواب دیتی۔

"میں جانتا ہوں تم جب تھک جاتی ہو تو خاموشی سادھ لیتی ہو اتباع منصور.......... پھر تمہارا کوئی بات کرنے کا دل نہیں چاہتا.......... مجھے اس تھکن کا اندازہ ہے مگر میں بہت دور ہوں اور تم مجھے وہاں تمہاری مدد کے لئے آنے دینا نہیں چاہتی ہو۔ میں جانتا ہوں تم حوصلہ مند ہو اور ہار نہیں مانتیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے تم ضرور ان حالات سے نبرد آزما ہو لو گی۔" وہ مکمل یقین سے کہہ رہا تھا جب وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اور میں نے تمہاری تمام امید پہ پانی پھیر دیا ہے۔"

"کیا؟ کیا کیا تم نے؟" وہ چونکا تھا۔

اتباع منصور چند ثانیوں تک خاموش رہی تھی پھر بولی تھی۔

"میں نے اشعر ملک سے بات کی ہے!"

"وہاٹ؟" وہ جیسے شاکڈ رہ گیا تھا اور وہ دوسری طرف خاموش تھی۔

"یہ کیا کیا تم نے اتباع منصور؟ تم نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا ارادہ کیوں کیا؟ اور ایسا کچھ کرنا تھا تو تمہیں مجھ سے بات کرنا چاہیے تھی۔ میں کوئی بہتر طریقہ ڈھونڈ سکتا تھا تمہاری خودکشی کا۔" وہ برہم ہوا تھا۔ مگر وہ سکون سے بولی تھی۔

"مجھے اس کے سوا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیا تھا دانیال مرزا۔"

"کیا مطلب؟ ایسی کونسی صورتحال ہے جس سے گزرنے کے لئے تمہیں ایسی انتہائی راہ اختیار کرنا پڑی؟ اگر تمہارے پاس کوئی آخری آپشن بھی ہوتا تو تمہیں اشعر ملک سے مدد مانگنے کا فیصلہ نہیں لینا چاہیے تھا اتباع منصور.......... اشعر ملک بہت برا ہے۔ وہ فائدہ اٹھانے والوں میں سے ہے۔" دانیال بھڑک رہا تھا۔

"ہاں جانتی ہوں وہ ایسا ہے اور میں نے اسے آفر کی ہے۔ میں اسے اپنی پاکستان میں موجود تمام اثاثے اور بزنس دے سکتی ہوں۔ تم نے ہی تو کہا تھا کہ یہ اثاثے ضروری نہیں ہیں، تم نے کہا تھا نا میں اور میری بقا ضروری ہے؟" وہ جتاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

دانیال مرزا کو افسوس ہوا تھا۔

"میں نے ایسا کہا تھا اجاع منصور............ مگر اس ضمن میں نہیں۔" دانیال مرزا انتہائی پریشانی میں بولا تھا۔

"سنو اجاع منصور شیخ۔ اشعر ملک بہت لالچی ہے۔ وہ تمہیں مدد نہیں دے گا۔ ایسا مجھے لگتا ہے۔ وہ تمہارے سامنے مزید نئی شرائط رکھے گا اور تم ہر شرط پوری نہیں کر سکو گی۔ اشعر ملک ایک فائدے سے دوسرا فائدہ حاصل کرتا ہے۔ وہ تمہارے لئے صورتحال اور مشکل کر دے گا۔" وہ بہت الجھن سے کہہ رہا تھا تبھی اجاع منصور دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی کیا صحیح ہے اور کیا غلط............ مگر کوئی ایک راہ تو چننا ہے۔ وہ لالچی ہے اسے یہ آفر بہت اٹریکٹو لگے گی۔ اتنا تو میں جانتی ہوں۔" وہ پر یقین لہجے میں بولی تھی تبھی وہ چونکتے ہوئے بولا تھا۔

"اور تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اجاع منصور؟ ایسا کیا ہوا؟ تم نے تو کہا تھا ابان ذوالفقار شگری تمہارا دوست ہے؟ ایک دوست ایک دوست کی مدد کیوں نہیں کر پایا؟ اور ایک دوست کے ہوتے ہوئے اجاع منصور کو ایک دشمن کی طرف مدد کے لئے کیوں ہاتھ نہیں بڑھانا پڑا؟"

اس کے سوالات اجاع کو خاموش کر گئے تھے۔ لمحہ بھر کو وہ کچھ بول نہیں سکی تھی۔

"اجاع ٹیل می............ وہاٹس رونگ!" وہ دوسری طرف فکرمند ہوا تھا مگر وہ جیسے کچھ بولنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پا تی تھی۔

"اجاع میں نے کہا مجھے بتاؤ!" وہ بضد ہوا تھا۔ تبھی وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"میں آرام کرنا چاہتی ہوں دانیال مرزا............ مجھے تھوڑا آرام کرنے دو پھر میں تم سے بات کروں گی۔" وہ اسے ٹال رہی تھی۔

"ہیلو............ اجاع............ سنو............!" دانیال نے دوسری سمت سے پکارا تھا تبھی وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے دانیال مرزا۔ میں ٹھیک ہوں۔ ابان شگری دوست ہے مگر دوست ہمیشہ مددگار نہیں ہوتے۔ شاید وہ ہمیں مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اپنی بقا کی جنگ خود آپ لڑتے دیکھنا چاہتے ہیں۔" وہ دانستہ ابان شگری کو ڈی فینڈ کر رہی تھی۔ ایسا کرنا اس کی مجبوری تھی کیونکہ وہ دانیال مرزا کو نہیں بتا سکتی تھی جسے اس نے اس کا دوست بتایا ہے، درحاصل وہ دوست نہیں ہے۔

یہ حقیقت تھی جو دانیال مرزا کو نہیں بتا سکتی تھی۔

ابان شگری سے اس کا رشتہ عجیب سا تھا۔ نہ وہ دوست تھا، نہ دشمن تھا۔ اجاع منصور کو وہ ضرور اپنا دشمن سمجھتا تھا اور وہ اسے دشمن بھی نہیں کہہ سکتی تھی نہ دوست۔

"جیسے تم میرے دوست ہو نا، تم بھی تو مجھے مضبوط دیکھنا چاہتے ہو نا؟" وہ اس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں نہیں جانتا اجاع منصور، تم کیا کہہ رہی ہو اور کیوں کہہ رہی ہو۔ میری سمجھ میں فی الحال کچھ نہیں آ رہا مگر میں تمہیں کسی خطرے میں نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تم کسی مشکل میں ہو تیں تو میں پہلا انسان ہوتا جو تمہارے لئے وہاں موجود ہونا چاہوں گا!" وہ عزم سے بولا تھا اور وہ سر ہلاتی ہوئی بولی تھی۔

"جانتی ہو مگر آئی ہوپ میں تمام چیزیں اس سے قبل ہی fix کروں گی۔" اس کے لہجے میں یقین سے زیادہ خدشات تھے۔
دانیال مرزا ان خدشات کو صاف محسوس کر رہا تھا مگر وہ اسے مزید پریشان کرنا یا الجھانا نہیں چاہتا تھا تبھی کچھ نہیں بولا تھا۔
"میں تم سے دوبارہ بات کروں گی دانیال!" وہ دوسری طرف دھیمے لہجے میں بولی تھی۔
"اپنا خیال رکھو اتباع منصور...........!" دانیال طرف طرف فکرمندی سے بولا تھا۔
اتباع منصور نے کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔
وہ واقعی بہت تھک گئی تھی۔ چلتی ہوئی دادا ابا کی تلاش میں نکلی تھی۔ وہ چاہتی تھی تمام صورتحال ان کے ساتھ شیئر کرے۔ ایک ہی راستہ تھا جس پر چل کر وہ اس پریشانی سے نجات پا سکتی تھی۔
سامنے سے فرید آتا دکھائی دیا تھا۔ اتباع نے اسے مخاطب کیا تھا۔
"دادا ابا کہاں ہیں؟"
"وہ تو اسٹڈی میں ہیں مگر فی الحال آپ ان سے نہیں مل سکتیں۔" فرید اپنے نام کا ایک روبوٹ تھا۔ اپنے مالک کا وفادار چمچہ..........جتنا ابان شگری چاہتا تھا وہ صرف اتنا چلتا تھا..........جتنا ابان شگری چاہتا تھا، فرید صرف اتنا ہی بولتا تھا۔ اسے فرید پر کبھی کبھی بہت ترس آتا تھا۔
"تم نے سوچ رکھا ہے ہمیشہ ایسے ہی روبوٹ رہو گے؟ تمہیں اپنے باس سے بغاوت کرنا چاہیے مگر میں جانتی ہوں وہ تمہارے پروگرام میں فیڈ نہیں ہے۔ تم صرف وہی کرتے ہو، بولتے ہو جو تمہارا باس کہتا ہے۔ اگر میں تمہیں پروگرامڈ کر سکتی تو میں تمہارے سسٹم میں ایسی چپ لگاتی جس سے تم اپنے باس کے خلاف جا سکتے۔ اس کے تمام آرڈرز رد کر سکتے اور اسے قتل کر سکتے۔ یا پھر اسے اٹھا کر زور زور سے گھما کر ایک طرف اچھال سکتے۔ کتنا سکون ملتا تمہیں ایسا کرتے دیکھ کر۔" اس نے اپنے اندر کی بھڑاس فرید پر دل کھول کر نکالی تھی اور فرید اسے حیرت سے ساکت سا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔
"اب بتاؤ گے دادا ابا کے ساتھ کون ہیں اسٹڈی میں؟" وہ اپنا غصہ فرید پر نکالتے ہوئے قدرے ریلیف محسوس کر رہی تھی۔ کیا ہوتا اگر یہ غصہ ابان شگری پر نکال سکتی تو کس قدر سکون ملتا اسے۔ اتباع منصور صرف سوچ کر رہ گئی تھی کیونکہ ایسا ہونا ناممکن تھا اور فرید کہہ رہا تھا۔
"ابان سر دادا ابا کے ساتھ کوئی اہم میٹنگ کر رہے ہیں..........سوری میم..........بٹ یو کانٹ گو دیئر۔" فرید مکمل ادب اور تمیز کے ساتھ مؤدب انداز میں اسے بتا رہا تھا اور اس نے سر ہلا دیا تھا اور پلٹ کر چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی تھی تبھی اس کا فون بجا تھا۔
اسکرین پر اشعر ملک کا نام دیکھ کر وہ حیران نہیں ہوئی تھی مگر اس لمحہ وہ اشعر ملک سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی تبھی اس کا فون یونہی بجنے دیا تھا اور سکون سے اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک فون کو دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"یار انور تیری بھابھی فون نہیں اٹھا رہی۔ فکر ہو گئی ہے یار کہیں وہ ناراض تو نہیں ہو گئی؟" فون کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرایا تھا جیسے وہ فون نہیں اتباع منصور کا چہرہ ہو۔

انور مسکرایا تھا۔

"مان جائے گی ملک صاحب۔ بھابھی کو بھی آپ سے محبت ہے اور محبت میں روٹھنا منانا تو چلتا رہتا ہے نا۔" انور کے کہنے پر اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں یار......... میرے دل کو قرار نہیں آتا نا اگر تیری بھابھی ذرا سا بھی روٹھ جائے تو جان پر بن آتی ہے۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے فائل کے صفحات پلٹے تھے۔

"تو جاؤ ذرا قاسم کو بلا لاؤ۔ یہ فائل پڑھ کے آ کر یہاں سائن کرنے ہیں۔" اس نے حکم دیا اور انور فوراً پلٹ گیا تھا۔

وہ فائل کے صفحات اٹھا رہا تھا جب قاسم اندر داخل ہوا تھا۔

"آ بھئی قاسم......... لے یہ فائل دیکھ۔ سب سیٹ ہے نا؟ تجھے تو پتہ ہے مجھے یہ فنانس کے کام کچھ نہیں آتے۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم بیٹھ کر فائل دیکھنے لگا تھا۔

اشعر ملک فون کی لاک اسکرین پر اتباع کی تصویر دیکھنے لگا تھا۔

"ماشاءاللہ......... خدا نے کیا کیا دنیا بنائی ہے......... یار قاسم حسن نہ ہوتا تو کیا ہوتا اس دنیا کا؟ تجھے نہیں لگتا یار کوئی کمی رہ جاتی؟ اور کچھ ہوتا نہیں مگر عقل سر پہ پاؤں رکھ کر تو ضرور بھاگ جاتی نا؟ ہائے یار، عقل نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ میں سب الٹ بول رہا ہوں جانتا ہوں۔ اتباع منصور شیخ کا چہرہ کچھ بولنے کے لائق چھوڑتا ہی نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"میں تمہیں پہلی بار اتنا پاگل دیکھ رہا ہوں اشعر ملک۔ کہیں سچ میں عشق تو نہیں ہو گیا؟" اور اشعر ملک کا قہقہہ ابھرا تھا۔

"ہائے محبت......... محبت بھی سب سے بیسٹ چیز ہے۔ دنیا میں محبت نہ ہوتی تو زندگی میں حسن بھی نہ ہوتا۔ اور حسن نہ ہوتا تو کہیں بھی دلکشی نہ ہوتی......... اور دلکشی نہ ہوتی تو ساری دنیا ایک دم پھیکی لگتی......... جیسے کھانے میں نمک نہ ہو تو کھانے کو دل نہیں کرتا......... عشق نمک ہے قاسم اور تیری بھابھی اس دنیا کی دلکشی ہے۔ پھر عشق تو ہونا ہی تھا نا!" وہ اتباع منصور شیخ کے چہرے کو دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"سوچتا ہوں کتنی فرصت سے بناتا ہے اللہ ایسے حسین چہرے، قدرت کے کمالات ہیں بھئی۔ اتباع منصور ایک معجزہ لگتی ہے۔ محبت تو ہے تبھی تو اسے کہیں جانے نہیں دینا چاہتا۔ تبھی تو اس رقیب سے بھی محبت کرتا ہوں۔ دیکھ مجھے اس ایمان شگری سے کیسی جان لیوا محبت ہو گئی ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرادیا تھا پھر فائل اس کے سامنے کردی تھی۔

اشعر ملک سائن کرنے لگا تھا۔

"اشعر ملک، میں محبت کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔اس لئے کوئی مشورہ نہیں دے سکتا مگر مجھے لگتا ہے محبت ہے تو تمہیں اس لڑکی کی مدد ضرور کرنا چاہیے۔بے چاری اکیلی ہے یہاں۔بے سہارا ہے، معصوم ہے۔تم دل کے بہت اچھے ہو۔مجھے جو معلوم ہے ایک حساس دل ہے تمہارے پاس۔" اشعر ملک نے سائن کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر مسکرایا تھا۔پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

فیضؔ تھی راہ سر بسر منزل

ہم جہاں پہنچے کامیاب آئے

"محبت سے زیادہ ضروری کام ہیں قاسم یارا.......... محبت بھی ضروری ہے مگر کامیابی اس سے زیادہ ضروری ہے۔یہیں تو سمجھنے والے دھوکہ کھاجاتے ہیں۔اشعر ملک کو سمجھنا اتنا آسان نہیں ہے یارا۔میں جانتا ہوں میں کامیابی کو اہمیت دینے والوں میں سے ہوں۔ محبت کا شمار آخر میں ہوتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

"پھر یہ دیوانگی کیوں؟ قاسم نے چھیڑا تھا۔اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"کامیابی.......... اور کامیابی.......... اور کامیابی.......... اور بس کامیابی اور غور سے دیکھ تو اتباع منصور کا ہاتھ تھامنا بھی کامیابی ہے۔وہ لڑکی نہیں ہے، کامیابی کی سیڑھی ہے۔میں نے سوچا نہیں تھا وہ میری طرف لوٹے گی مگر وہ لوٹ آئی ہے تو اسے جانے نہیں دوں گا۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"وہ بہت خوبصورت ہے۔اتنی خوبصورت کہ اس کے لئے میں اپنے رقیب سے محبت بھی کرسکتا ہوں۔اتنی محبت کہ ابان شگری کی بربادی دیکھنا چاہتا ہوں۔اور اتباع منصور شیخ اس خواہش کو پر لگائے گی۔" وہ گہری سوچ کو لفظ دے رہا تھا۔اس کے لبوں کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ اس کے ذہن میں کتنے جل بلتے جارہے ہیں۔قاسم کو حیرت نہیں تھی اور وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"سن یارا.......... فیضؔ چاچا کیا خوب کہتا ہے۔

اک اک کر کے ہوئے جاتے ہیں تارے روشن

میری منزل کی طرف تیرے قدم آتے ہیں

اور کچھ دیر نہ گزرے شب فرقت سے کہو

دل بھی دکھتا ہے، وہ جب یاد بھی کم آتے ہیں

یاد تو تیری بھابھی کی بھی آتی ہے مگر اس سے کوئی دس گنا زیادہ یاد ابان شگری کی آتی ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔
قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ وہ جنون میں ثانی نہیں رکھتا تھا۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا نے ابان شگری کی سمت ایک خاکی لفافہ بڑھایا تھا۔
"میں چاہتا ہوں تم یہ اتباع منصور کو دے دو..........!" ابان شگری چونکا تھا۔
"یہ کیا ہے دادا ابا..........؟"
"اتباع منصور کے ٹریول ڈاکیومنٹس ہیں۔ اگر وہ جانا چاہتی ہے تو ہمیں اسے جانے دینا چاہئے۔" دادا ابا شاید اس سے اس کے دل کی بات اگلوانا چاہتے تھے تبھی ایک نیا قصہ چھیڑتے ہوئے بولے تھے۔ مگر ابان شگری کا چہرہ بہت پرسکون تھا۔ اس میں کسی طرح کا کوئی رنگ نہ تھا۔ دادا ابا اسے بغور جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے مگر ابان شگری کو جیسے اپنے جذبات پر بہت کنٹرول تھا۔
"کھول کر نہیں دیکھو گے؟" اسے خاموش دیکھ کر دادا ابا نے پوچھا تھا۔
"نہیں دادا ابا..........آپ نے بنوائے ہیں تو میرے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔"
دادا ابا مسکرائے تھے۔
"اتباع کی مدد کرنا فرض ہے ہمارا۔ اس کے والد محترم کے ساتھ بہت اچھے مراسم رہے ہیں۔ ذوالفقار کے بہت اچھے دوستوں میں سے تھا منصور شیخ۔ مجھے اندازہ نہیں تھا ایک دن اس کی بیٹی کو اتنا بے یارومددگار دیکھوں گا۔ ایمبیسی والے یہ پیپرز بنوانے کے لئے پرانا ریکارڈ نکلوانا پڑا..........تعلقات تھے، کام آگئے۔ اتباع کا پہنچ جانا ضروری تھا مگر میں نے بات بنا دی۔ تم تو جانتے ہو تعلقات سے کام کیسے نکل جاتا ہے۔" دادا ابا مسکرائے تھے۔ وہ نرمی سے مسکرا دیا تھا۔
"کیا ہوا تم کچھ پریشان ہو گئے؟" دادا ابا نے اسے بغور جانچا تھا۔
"نہیں..........میں سوچ رہا تھا آپ نے ٹھیک کیا۔ اتباع کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے جو رسم چلی آ رہی ہے ہمارے خاندان کی اس کو ایک بار پھر نبھایا گیا ہے۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ دادا ابا اسے دیکھ کر مسکرا دیے تھے۔
مجھے ایک دو دن کے لئے کسی کام سے اسلام آباد جانا ہو گا۔ تم اتباع کا مکمل خیال رکھنا اور اسے گھر سے نکلنے مت دینا۔ اشعر ملک جیسے بندے کا بھروسہ نہیں ہے۔ تم سمجھ رہے ہو نا میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟" دادا ابا نے دانستہ جتاتے ہوئے کہا تھا۔ ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔
"آپ فکر مت کریں۔ میں اس بات کا مکمل دھیان رکھوں گا۔ ویسے خیریت؟ آپ اسلام آباد جا رہے ہیں؟"
"ہاں بیٹا ایک ضروری کام ہے۔ پراپرٹی کے کچھ پیپرز کلیئر کرانا ہیں۔ زندگی موت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں اپنی زندگی میں ہی تمام اثاثے بچوں کو سونپ دوں۔" دادا ابا نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ایسا مت کہیں دادا ابا۔آپ کی اہمیت ان چیزوں سے کہیں زیادہ ہے۔"
"وہ تو ہے بیٹا مگر آباؤاجداد کے اثاثوں پر تم دونوں بھائیوں کا ہی حق ہے اور جتنی جلدی تمہیں یہ حق سونپ دیا جائے بہتر ہوگا۔" وہ مسکرائے تھے۔
"ویسے اجاج کہاں ہے؟ صبح سے دیکھا نہیں میں نے اسے۔اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" دادا ابا نے کسی قدر فکرمندی سے پوچھا تھا۔
"جی دادا ابا.......... خدیجہ اماں اس کے ساتھ ہے۔اس کا مکمل خیال رکھ رہی ہیں۔فکرمندی کی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔دادا ابا نے سر ہلا دیا تھا۔
"ٹھیک ہے۔پھر میں چلتا ہوں۔تھوڑا سستا لوں۔عمر ہوگئی ہے۔تھکن ہو جاتی ہے۔" وہ مسکرا دیے تھے۔
"بس تو چاہتا ہوں اپنی زندگی میں تمہاری اور حمزہ کی دلہنیں دیکھ لوں۔تمہاری دادی کی بھی یہی خواہش ہے۔" وہ مسکرائے تھے۔
دانستہ اس معاملے کو چھیڑنا جیسے ان کے ایجنڈے میں شامل تھا۔
ابان شکری کچھ زیادہ نہیں بول سکا تھا۔اٹھا تھا۔انہیں اٹھنے میں مدد دی تھی اور ان کے کمرے تک چھوڑ کر آیا تھا پھر چلتا ہوا ہال کمرے کی طرف آیا تھا۔جب وہ بیرونی سیڑھیوں پر بیٹھی دکھائی دی تھی۔اس نے فرید کو بلا کر اس کے ہاتھ میں اجاج منصور کے ٹریول ڈاکیومنٹس تھمائے تھے۔
"ضروری پیپرز ہیں۔سنبھال کر رکھنا۔" کہہ کر وہ چلتا ہوا اجاج کی طرف بڑھ گیا تھا۔اجاج بہت خاموشی سے بیٹھی تھی۔اس کے اندر کی توانائی جیسے یکدم ہی ختم ہوگئی تھی۔واقعات ایسے رونما ہوئے تھے کہ اسے تمام راستے بند دکھائی دیے تھے۔وہ کوشش کرتے ہوئے تھکنے لگی تھی۔
وہ کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی مگر اسے فی الحال کوئی راہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔
اسے یقین تھا وہ ابان شکری کو بھی قائل نہیں کر پائے گی کہ وہ اس معاملے میں کسی طرح بھی انوالو نہیں ہے۔
وہ سمجھ نہیں پائی تھی یہ نکاح کی کیا تک تھی۔
وہ ایسا کیوں چاہتا تھا؟اجاج منصور کے پوچھنے پر بھی وہ اوٹ پٹانگ وضاحتیں دے رہا تھا۔اور وہ واضح لفظوں میں اگلوانے میں ناکام رہی تھی مگر اسے لگتا تھا ایسا کرنے میں کوئی تو مقصد ضرور تھا۔اگر وہ اس کے خلاف استعمال کیا گیا آلہ کار تھی تو اسے تو اجاج منصور سے خطرہ ہونا چاہیے تھا۔جس سے خطرہ ہو اس سے دور رہا جاتا ہے پھر یہ نکاح کی بات کیا معنی رکھتی تھی؟
وہ سوچوں میں الجھی ہوئی تھی جب وہ اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔اجاج اس کے قریب آ کر بیٹھنے پر چونکی نہیں تھی۔بس خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔
"کیا ہوا؟ اشعر ملک کے آنے کی امید تھی؟" وہ جیسے صورتحال کو مزید دلچسپ بنانا چاہتا تھا تبھی اشعر ملک کا ذکر کیا تھا یا پھر اسے اشعر ملک سے کوئی حسد محسوس ہو رہا تھا۔وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے میں نے اشعر ملک سے مدد مانگ کر غلط کیا؟ جبکہ میرے لئے تو آپ بھی اشعر ملک جیسے ہی ہیں۔ اشعر ملک بہت کرپٹ ہے.......... اور آپ..........!" وہ کہنا چاہتی تھی مگر ابان شگری کو شاید اپنا موازنہ اشعر ملک کے ساتھ کرنا پسند نہیں آیا تھا تبھی ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ بولنے سے منع کر دیا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اشعر ملک کا ذکر اس گھر میں کرنا منع ہے۔ اگر اشعر ملک اور مجھ میں کوئی فرق نہ ہوتا تو آپ خود کو یہاں اتنا محفوظ بھی نہیں سمجھتیں۔ آپ نے برملا کہا ہے کہ آپ یہاں محفوظ ہیں۔" وہ جتاتا ہوا بولا تھا۔

"ہاں کہا تھا مگر مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا۔ آپ یہاں رہنے کی شرائط عائد کر رہے ہیں جو کہ میرے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"آپ اشعر ملک کی طرف واپس جانا چاہتی ہیں؟ آپ کو لگتا ہے ایسا کرنا سود مند ہوگا؟" وہ اس کی سمت بغور دیکھتا پوچھنے لگا تھا۔

اتباع منصور کے پاس جیسے اس سوال کا فوری جواب نہیں تھا۔

"آپ کو ایسا لگتا ہے تو آپ جا سکتی ہیں۔" وہ کوئی لگی لپٹی رکھے بنا بولا تھا۔ اتباع منصور کو اس کا انداز سفاک لگا تھا۔ ہمیشہ بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں اس کے لئے نرمی ہوتی تھی وہ ناپید تھی۔ جیسے کسی بات نے اسے بہت ڈسٹرب کیا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی مگر وہ چہرہ پڑھنے پر قادر نہیں تھی۔ اسے آنکھیں پڑھنے کا بھی کوئی تجربہ نہ تھا اور اس کے قریب بیٹھا شخص ابان شگری تھا جو نا سمجھ میں آنے والی کوئی شے تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟ ایسا کیا ہے جو پڑھنا چاہتی ہیں؟" جب سے اس نے اشعر ملک سے رابطہ کیا تھا ابان شگری جیسے بہت بکھرا سا لگا تھا۔ جس طرح وہ اس کے قریب آتا تھا، اسے زچ کرتا تھا تو اب ایسی کوئی بات نہیں رہی تھی۔ اشعر ملک سے کوئی حسد تھا یا پھر کوئی اور معاملہ؟ اتباع منصور کچھ نہیں پائی تھی۔

"میں کچھ پڑھنا نہیں چاہتی ابان ذوالفقار شگری۔ ان فیکٹ آپ کے چہرے اور آنکھیں پڑھنے کے قابل ہیں بھی نہیں۔ آپ بس بہت عجیب ہیں اور بس..........!" وہ تجزیہ کرتی ہوئی بولی تھی۔

ابان شگری اس کے تجزیے پر حیران نہیں ہوا تھا نا اس نے کوئی اور ری ایکشن دیا تھا۔ شاید کسی بات نے اسے بہت پریشان کر رکھا تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔

"آپ کو اشعر ملک سے کیا خطرہ ہے؟ اتنا ڈرتے ہیں آپ اشعر ملک سے؟" وہ اسے چڑانے کی غرض سے بولی تھی۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

"آپ مذاق کرنے کی کوشش کر رہی ہیں؟ بائے داوے اٹس آ بیڈ جوک۔ آپ کا سینس آف ہیومر اتنا اچھا نہیں ہے۔" وہ رکھائی سے بولا تھا۔

"پھر کیا ہے؟" اجاع منصور کے ہاتھ جیسے اس کی کوئی کمزوری لگی تھی اور وہ اس کمزوری سے اسے زچ کر کے جیسے کوئی تسکین محسوس کرنا چاہتی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔

"مطلب یہ ہے کہ آپ کو اشعر ملک سے کوئی خطرہ نہیں۔ ڈر بھی نہیں لگتا تو پھر کیا ہے؟" کوئی حسد ہے؟" وہ جان بوجھ کر بات کو طول دے رہی تھی مگر وہ بہت دھیمے مسکرا دیا تھا۔

"ابان شگری اشعر ملک سے کتنا مختلف ہے یہ تو آپ بہت اچھے سے بتا سکتی ہیں نا؟ اگر کچھ دن ساتھ رہ کر آپ کو ابان شگری سے عشق ہو گیا تو سوچیں ابان شگری کتنا بڑا فاتح ہے۔" وہ زیادہ دیر چپ نہیں رہ سکا تھا۔ اس کا فطری انداز عود کر آیا تھا اور اجاع منصور کو کنفرم ہو گیا تھا کہ اشعر ملک کا ذکر ابان شگری کی کمزوری ہے۔

"تو آپ کو ہرانا ہو تو اشعر ملک کا سہارا لیا جا سکتا ہے؟ اور میں اس میں غلط نہیں تھی؟" وہ مسکرائی تھی۔

"آپ نے سنا میں نے کیا کہا؟" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا کہا آپ نے؟" وہ بے فکری سے بولی تھی۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ ان گہری آنکھوں میں کچھ بجھا بجھا سا لگا تھا۔ شاید وہ بہت تھک گیا تھا۔

"اشعر ملک میں ہمت ہوتی تو آپ اس کی قید سے فرار نہیں ہوتیں۔ یہیں سے اشعر ملک کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اشعر ملک میں میرا سامنے کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس کا سہارا لینا آپ کو کس جہت سے جھکتا کرتا ہے یہ آپ بہت اچھے سے جان سکتی ہیں۔" وہ جیسے اشعر ملک کے ذکر سے اوب گیا تھا۔

"اشعر ملک جو کھیل کھیلتا ہے.......... اس کو بچوں کا کھیل کہتے ہیں، آپ کو نہیں لگتا۔ آپ کے محترم اشعر ملک کو ایسے کھیل بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔ گلی کے بچے بھی اس سے زیادہ بہتر کھیل کھیلتے ہیں۔ وہ یقیناً بچوں سے بھی ہار جائے گا۔ اور آپ اس کا مقابلہ ابان شگری سے کرنے پر بضد ہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اجاع منصور کچھ بول نہیں سکی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"کچھ بھی ہو۔ آپ چاہے لاکھ موازنہ کریں۔ اشعر ملک کو بہت بہتر پائیں، مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ یہاں سے نہیں جا پائیں گی کیونکہ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ کے لبوں پر لاکھ انکار سہی مگر یہ رشتہ جو کر رہے گا۔" وہ اسے حقیقت سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔ اور حقائق اجاع منصور کو ساکت کر گئے تھے۔

"آپ کو کیوں لگتا ہے مجھے آپ سے اتنی جلدی محبت ہو گی؟" اجاع منصور کو بہت کچھ جاننا ضروری لگا تھا مگر ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

وہ شخص جو ہمیشہ بہت بولنے کا قائل رہا تھا، آج بہت تھکا تھکا سا لگا تھا۔

"آپ کی خاموشی بتا رہی ہے کہ آپ کے دعووں میں کوئی سچائی نہیں تھی۔" وہ چڑانے پر بضد تھی۔ ابان شگری کو سوالوں اور جوابوں میں شاید نہیں الجھنا تھا تبھی اس کے لبوں پر ہاتھ بڑھا کر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی اور اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جتایا تھا۔

"ایسے ذکر مت کریں جس سے کچھ اور سوال نکلتے ہوں، حقیقت سے واقف ہیں آپ۔ جانتی ہیں کہ کون کون مبتلا ہے اور جب محبت ہو گئی ہے تو پھر کچھ بھی ضروری نہیں۔ ان اعداد و شمار کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں شیرنی، گوشوارے بنانا بند کر دیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اور اتباج منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر آہستگی سے اس کی انگلی کو اپنے لبوں سے جھٹکتے ہوئے ہٹایا تھا اور ابان شگری کی سمت دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"محبت ہو گئی ہے آپ کو؟ اس لئے مجھے یہاں چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں؟" وہ قیاس آرائی کرتی ہوئی بولی تھی اور ابان شگری کے لبوں پر بہت گہری مسکراہٹ پھیلی تھی۔ ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی کو کنپٹی پر رکھ کر اسکرو کا نشان بنایا تھا اور مکمل سکون سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"عقل کام نہیں کرتی آپ کی.......... اندازہ ہو گیا۔" وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

"آپ قیاس آرائیاں کر سکتی ہیں مگر ایسا ہر بار ٹھیک ہو، ضروری نہیں۔ آپ کا پرابلم یہ ہے کہ آپ چیزوں کو دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتیں اور سنتے ہوئے بھی نہیں سنتیں۔" وہ حقائق بتا رہا تھا۔

"اور حقیقت کیا ہے؟" وہ چونکتے ہوئے بولی تھی۔

"حقیقت یہ ہے شیرنی کہ دل نہیں رہا آپ کے پاس اور شاید عقل بھی رخصت ہو رہی ہے۔" اس کے پرسکون انداز میں بولنے پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اس کا کیا مطلب نکلتا ہے؟" وہ اسی حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"مطلب آپ جانتی ہیں شیرنی.......... ہر بار.......... تمام بار.......... اور بار بار.......... جتنی بار بھی یہ سوال پوچھیں گی اس کا جواب آپ کو خود سے ہی ملے گا کہ محبت ہے۔ اور آپ کے ہر طرف ہے۔ پھیلی جا رہی ہے اور آپ کے فرار کے راستے مسدود کر رہی ہے۔" ابان شگری مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا اور تبھی وہ بولی تھی۔

"دوستی میں شرائط رکھنے والے دوست نہیں ہوتے۔" وہ جیسے کوئی Trick استعمال کرتے ہوئے بولی تھی اور وہ جانتا تھا وہ اپنا آخری ہتھیار استعمال کر رہی ہے تبھی مسکرا دیا تھا۔

"محبت بھی شرائط کا اطلاق نہیں چاہتی۔ محبت سے بھی پوچھو وہ تمام قوانین کو کالعدم قرار دے گی کیونکہ محبت کو انسانی شرائط، قواعد و ضوابط کی ضرورت نہیں۔ محبت کے لئے اس کے اپنے قواعد و ضوابط ہی کافی ہیں۔" وہ بہت پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور کو الجھن ہونے لگی تھی۔ وہ محبت کی بات سرے سے کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اور ابان شگری اسے محبت کے دائرہ میں قید کرتا تھا۔

"جو دائرے آپ میرے ارد گرد بناتے ہیں، میں ان دائروں کی پابند نہیں ہوں۔" اتباع منصور تمام بیانات کی نفی کرتی ہوئی بولی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"یہ دائرے میرے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ دائرے آپ نے خود بنائے ہیں شیرنی! آپ لکیریں کھینچتے ہوئے بھول بھی گئیں۔ محبت دائروں میں منقسم ہو جائے تو پھر پھیلتی چلی جاتی ہے۔ مجھے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ سو آپ کے الزام بے بنیاد ہو گئے۔" وہ صاف بری الذمہ نظر آیا تھا۔

اتباع منصور نے خاموش ہو کر اسے دیکھا تھا۔

وہ رکھ رکھاؤ سے بات کرنے شخص.........

ویل مینرڈ......... ہر طرح سے مکمل......... اس کی آنکھیں......... اس کا چہرہ.........

وہ بے ریا تھا......... اونسٹ تھا......... عزت دینے والا تھا۔

خیال کرنے والا تھا۔ اتنے دنوں میں کوئی حدود نہیں پھلانگی تھیں۔

اتباع کے ساتھ کوئی بدتمیزی نہیں کی تھی......... وہ Sophisticated تھا۔ Cultured تھا پھر اسے اس سے الجھن کیوں ہوئی تھی؟ کس بات پہ.........؟

وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ بولا تھا۔

"جانتا ہوں یہ انکار دراصل انکار نہیں۔ آپ فضول کی اضافی وضاحتوں سے تھکنے لگی ہیں اور اس کے آگے کہانی ایک نیا موڑ لینے والی ہے۔"

"اور.........؟" وہ جیسے آج اسے بولنے کا بھرپور موقع دینا چاہتی تھی۔

"اور تم.........؟" وہ نگاہ اسے بھرپور انداز سے دیکھ رہی تھی۔ اتباع جانے کیوں اس کی سمت مزید دیکھ نہیں پائی تھی۔ اس کی سمت سے نظر چرا گئی تھی۔

"رشتے بنانے کی منطق کہاں سے سیکھی آپ نے؟ فضول ہے یہ، ایسے سلسلے نہیں جڑتے۔" وہ جیسے بھرپور نفی کرتی ہوئی بولی تھی۔

"یہی بات تو باور کرانا ہے سلسلہ تو آپ نے خود جوڑا تھا۔ اور آپ کی نظریں جب بولتی ہیں تو خاموشی میں بھی کسی چپ کی عرضیاں دل سے دل تک آتی ہیں۔ پیغامات کی ترسیل حیران کن ہے اور یہ سلسلے جو نکلنے والے ہیں مگر ان سلسلوں کا بہاؤ نا ختم ہونے والا ہے۔" ابان شگری جو باتیں کر رہا تھا وہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔ وہ نہیں جانتی تھی اگر ان کی کوئی حقیقت تھی بھی کہ نہیں مگر اسے فی الحال ابان ذوالفقار شگری سے محبت نہیں ہوئی تھی۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے یکدم آنکھوں کو میچا تھا اور مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

"مجھے یقین ہے.......... محبت نہیں ہے.......... نہ اس کا آغاز میری طرف سے ہوا ہے۔" اس کی طرف بے بھرپور تنی ہوئی تھی۔ مگر اچانک بند آنکھوں سے ابان شگری کی نظری جھانکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ ان دو آنکھوں کو بند آنکھوں سے کیسے دیکھ پائی تھی وہ نہیں جانتی تھی مگر اس نے یکدم آنکھوں کو کھول لیا تھا۔ دھڑکنوں میں ارتعاش کیوں بڑھا تھا، وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ ان کہانیوں کو کوئی نام نہیں دینا چاہتی تھی۔

ابان شگری نے اسے ایسا کرتے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"یقین کرنے کو آنکھیں بند کرنا ضروری نہیں ہے۔ حقیقتوں کو دیکھنے کے لئے کبھی کبھی کھلی آنکھوں کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔"

اور اتباع منصور نے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔

"مجھے واپس اپنے گھر جانا ہے!"

اور وہ شانے اچکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔ پر اس نے اٹھنے کی ٹھانی تھی۔ جب اتباع نے بے چین ہو کر پکارا تھا۔

"نہیں..........!"

ابان شگری اسے رک کر دیکھنے لگا تھا۔ اتباع کو سمجھ نہیں آیا تھا اپنا مدعا کیسے سمجھائے تبھی بولی تھی۔

"مجھے نہیں پتہ آپ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے مگر میرے لئے اشعر ملک سے مدد لینا ناگزیر ہو جائے گا اگر آپ نے یہ سلسلہ بند نہ کیا تو..........!" وہ واضح طور پر بولی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

ان آنکھوں میں کوئی غصہ نہیں تھا۔

پیشانی پر کوئی سلوٹ نہیں آئی تھی۔

نہ چہرہ پر فکر دکھائی دیا تھا۔

نہ نظر میں کوئی خوف تھا۔

وہ شخص سمندر جیسا گہرا تھا جیسے مگر اتباع منصور کو اس گہرائی سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اتباع منصور اپنے زاویے سے دیکھ رہی تھی اور اگرچہ ابان شگری غلط نہیں تھا مگر وہ اسے ہر زاویے سے غلط ہی دکھائی دے رہا تھا۔

"ہماری سوچیں چیزوں کی ہیئت بناتی ہیں اور بگاڑتی ہیں۔ آپ کے نظریات سے میرا متفق ہونا ضروری نہیں ہے شیرنی اور آپ جانتی ہیں اشعر ملک مدد لینے والوں میں ہے، دینے والوں میں سے نہیں۔ یقین کرنا چاہتی ہیں تو آزما کر دیکھ لیں۔ لیکن اس گھر سے اشعر ملک تو کیا اس کا باپ بھی آپ کو نکال کر نہیں لے جا سکتا۔" وہ واضح کرتا ہوا بولا تھا۔ اتباع منصور کو یقین تھا وہ جو کہہ رہا ہے ٹھیک ہے مگر وہ نہیں جانتی تھی جو وہ سوچ چکی ہے وہ ابان شگری نہیں جانتا تھا۔ اشعر ملک اتنا معمولی بھی نہیں تھا جتنا ابان شگری اسے سمجھ رہا تھا۔ یقیناً وہ اتباع کی مدد اپنی شرائط پر کر سکتا تھا۔

ابان شگری بہت سکون سے اسے دیکھتے ہوئے پلٹا تھا۔

اتباع منصور فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور ابان شگری کو پکارا تھا۔

"ابان شگری.........!"

وہ رک گیا تھا۔ پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ شاید وہ تھک گیا تھا۔ اتباع منصور چلتے ہوئے اس کے سامنے آن رکی تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اتباع منصور کو دیکھنے لگا تھا۔

"مجھے اشعر ملک سے ڈر لگتا ہے!" وہ جانے کیوں اپنے اندر کا خوف اسے بتاتے ہوئے کہہ رہی تھی اور ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ شخص اچھا نہیں ہے میں اس کی مدد نہیں چاہتی تھی مگر آپ کی وجہ سے مجھے اس سے بات کرنا پڑی۔" وہ جانے کیوں ابان شگری کو بتانا ضروری خیال کر رہی تھی۔

"مجھے معلوم ہے وہ کرپٹ ہے.........وہ مدد نہیں دے گا.........اور اگر دے گا بھی تو اپنی شرائط کے ساتھ.........مگر آپ کیوں نہیں سمجھ رہے.........آئی ہیو ٹو گو بیک.........مجھے گھر جانا ہے۔ میں یہاں ایک محدود احاطے میں قید ہو کر تمام زندگی نہیں گزار سکتی۔ مجھے اپنی اسٹڈی کنٹی نیو کرنا ہے۔ آئی کانٹ اسٹے ہیئر۔" تمام مدعا بیان کرتی وہ کسی قدم معصوم لگی تھی۔ کسی بچے جیسا انداز تھا.........ضدی.........اپنی شرائط پر اپنا مدعا بیان کرتا۔

ابان شگری نے اسے سکون سے دیکھا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے انگلینڈ جا کر آپ محفوظ ہونگی؟" وہ سوال معمولی نہیں تھا۔ اتباع منصور کو چونک جانا پڑا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے جیسے بولی تھی۔

"آپ اس شخص کا لالچ بڑھا رہی ہیں اتباع منصور.........اور لالچ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔" وہ جتا رہا تھا۔

"اس کا لالچ، انگلینڈ میں میرے لئے خطرہ بن سکتا ہے؟" وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولی تھی اور ابان شگری نے بےفکری سے شانے اچکا دیئے تھے۔

"اتنی ناسمجھ نہیں ہیں آپ نا اشعر ملک اتنا سیدھا ہے۔ آپ کو مدد لینا ہے تو شوق سے لیں۔ آزما لیں۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا۔ اتباع منصور نے پاؤں زمین پر پٹخ کر اپنا غصہ نکالا تھا۔

وہ سمجھ نہیں پائی تھی اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس کے سامنے کوئی راہ نہیں تھی۔

مگر وہ اس طرح ہار ماننا بھی نہیں چاہتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"دادا ابا آپ نے ٹریول ڈاکیومنٹس بنوا کر کیوں دے دیے انہیں؟" عالیہ کو خبر ہوئی تھی تو وہ حیرت کا بھرپور اظہار کیے بنا نہیں رہی تھی۔
"دادا ابا یہ ٹھیک نہیں کیا آپ نے!" دادا کے ساتھ جاتے ہوئے وہ بولی تھی۔
"میں دیکھنا چاہتا تھا ابان شکری کیسے ری ایکٹ کرتا ہے۔ اگر ان میں کوئی واسطہ یا رشتہ ہے تو وہ صاف دکھائی دیتا۔ وہ اسے دور جانے نہیں دیتا اور اتباع بھی اس رشتے کو توڑنا نہیں چاہتی۔" وہ اپنی دانست میں بولے تھے۔
"اوہ، اور ایک بات کو دیکھنے کے لیے آپ نے ان کے ہاتھ اتنے اہم ڈاکیومنٹس پکڑا دیے۔ اب تو بھابی فوراً لندن کے لیے فلائٹ لیں گی اور یہ جا وہ جا۔ معاملہ ختم۔" عالیہ کا بس چلتا تو فوراً سے پیشتر ان میں کوئی رشتہ بنا کر ان کی زندگی ساتھ بسر کرنے پر مجبور کر دیتی۔
"ایسا نہیں ہوگا.........!" دادا ابا مسکراتے ہوئے یقین سے کہہ رہے تھے۔
"ہاؤ؟ دادا ابا آپ کو اب بھی یقین ہے کہ وہ ساتھ رہیں گے؟" دادا ابا بینچ پر بیٹھے تھے اور عالیہ نے ان کی تقلید کی تھی۔
"بیٹا دنیا کی کوئی طاقت زبردستی دو انسانوں کو ساتھ نہیں باندھ سکتی۔ جب تک کہ کوئی ساتھ رہنا نہ چاہے۔ ہم ابان اور اتباع پر اپنے لا ملاکو نہیں کر سکتے۔ انہیں ساتھ رہنا ہے تو اتباع جانا نہیں چاہے گی اور ابان شکری اسے جانے دے گا۔" دادا ابا نے بتایا تھا۔
"لیکن دادا ابا.........؟" وہ الجھن سے بولی تھی۔ "اچھا بتائیں......... ابان بھائی کے چہرے پر کیا رنگ تھے جب آپ نے انہیں یہ ڈاکیومنٹس دیے؟ اور اتباع بھابی؟"
"تمہاری مرضی کیا ہے؟ ہم دونوں کو ساتھ باندھ کر رکھ دیں؟ بیٹا ایسے تو نہیں ہوتا!" دادا ابا مسکرائے تھے۔
"ہاں نہیں ہوتا ہوگا مگر دادا ابا.........کوئی تو حل ہوگا نا؟"
"فی الحال تو کوئی حل نہیں ہے مگر اگر ان دونوں کے درمیان کوئی لگاؤ ہے کوئی رشتہ ہے تو وہ اپنی راہ بنا لے گا۔" دادا ابا یقین سے بولے تھے۔
"دادا ابا، دو لوگ جو ایک رشتے میں بندھے ہوں وہ اتنا خلاف کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور یہ مخالف سمت اتنی طویل کیسے ہو سکتی ہے؟" عالیہ نے الجھ کر پوچھا تھا۔
"دو لوگوں میں اختلاف ہوتے ہیں مگر مخالف سمت نہیں ہوتی۔ اگر محبت ہے تو رشتہ اپنی باقیات کے ساتھ برقرار رہتا ہے اور اگر رشتہ نہیں ہے تو رشتے کو قائم رکھنے میں کوئی حل نہیں ہے۔" وہ باور کرا رہے تھے۔ عالیہ نے دادا کی سمت دیکھا تھا۔
"مجھے افسوس ہوگا اگر یہ رشتہ ختم ہو گیا تو!" وہ برا سا منہ بنا کر بولی تھی۔
دادا ابا مسکرائے تھے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے جیسے دلاسہ دیا تھا۔
"تمہیں افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ مجھے لگتا ہے وہ سمجھ لیں گے، زندگی کے لیے کیا ضروری ہے جو ضروری ہوگا وہ باقی رہ جائے گا اور جو غیر ضروری ہوگا وہ ختم ہو جائے گا۔"

دادا ابا کی فلاسفی عالیہ کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔تبھی وہ فکر مندی سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"دادا ابا..........آپ اس گھر میں ان کے ساتھ رہ رہے ہیں، آپ کو نہیں لگتا ان کے درمیان رشتہ بنانے والی کوئی خاصیت ہے؟ کچھ تو نوٹس کیا ہو گا آپ نے؟" عالیہ ہر ممکن راہ تلاشنا چاہتی تھی۔

"ان دونوں میں وہ خاصیت دکھائی تو دیتی ہے مگر جو بھی ڈیسائیڈ کرنا ہے وہ تو بہر حال ان دونوں ہی کرنا ہے۔" دادا ابا ان دونوں کو وقت دینا چاہتے تھے۔

مگر عالیہ کو فوری رزلٹ دیکھنا تھا۔

"دادا ابا اگر ابتاج بھابھی واپس چلی گئیں تو؟" وہ بہت فکرمندی سے بولی تھی۔

"مجھے ایسا نہیں لگتا، ابان شگری جس خاندان کا خون ہے وہ رشتوں کو بنانے والا ہے۔وہ رشتوں کو بکھرنے نہیں دے گا۔" دادا ابا کو ابان شگری پر یقین نہیں تھا۔

"چھوٹی چھوٹی خامشیں ہونا اور بات ہے مگر رشتے اس طرح ختم نہیں ہوتے۔" دادا ابا یقین سے بول رہے تھے۔ان کا عمر بھر کا تجربہ تھا۔وہ یقیناً غلط نہیں کہہ سکتے تھے۔عالیہ کو کسی قدر ڈھارس ہوئی تھی۔

"مجھے ان دونوں کو ساتھ دیکھنا ہے دادا ابا..........ابان بھائی اور ابتاج بھابھی کی جوڑی ساتھ میں بہت خوبصورت لگتی ہے۔ انہیں ساتھ رہنا چاہیے۔" عالیہ نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔دادا ابا دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

ابتاج منصور بہت بے چینی سے یہاں سے وہاں کئی چکر کاٹنے کے بعد تھک کر کاؤچ پر گری تھی۔

"یا اللہ..........میں کیا کروں۔کیا کوئی آسمانی مدد نہیں آسکتی؟" وہ دل ہی دل میں خدا سے مخاطب ہوئی تھی۔اس نے آنکھیں زور سے میچ کر دعا کی تھی۔کوئی معجزہ ہو جائے اور تبھی سامنے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ابتاج نے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔

ابان شگری وہاں کھڑا تھا۔وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔پھر کھڑے ہو کر وہاں سے جانا چاہا تھا۔وہ فضول کی کسی بحث میں الجھنا نہیں چاہتی تھی۔

مگر وہ چلتا ہوا سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

"سو آر یو ریڈی؟" وہ جانے کس ضمن میں پوچھ رہا تھا۔ابتاج منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔دل جانے کیوں دھڑکنے لگا تھا۔ یہ خوف تھا یا کوئی اور جذبہ..........فی الحال وہ کچھ نہیں پائی تھی مگر وہ دانستہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

ابان شگری آگے بڑھ آیا تھا۔

"کیا؟ کس بارے میں بات کر رہے ہیں آپ؟" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی تھی۔کیسی سنسناہٹ سی تھی جو وہ اپنے

وجود میں محسوس کر رہی تھی۔ ایسا کیا ہونے جا رہا تھا۔ وہ کس بابت بات کرنے آیا تھا؟

ابان شکری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کوئی پیپر زسائن نہیں کرنے!" وہ اپنے طور پر اخذ کرتے ہوئے بولی تھی۔

"فی الحال آپ کوئی پیپر زسائن نہیں کر رہیں۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"پھر............؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی مگر وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ اور اتباع منصور کی بے چینی بڑھنے لگی تھی۔

"اس رشتے کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں ہے؟" وہ جیسے بہت کمزور ہو رہی تھی۔

"اتباع منصور یہ کیسے خوف آپ کی آنکھوں میں ہیں؟ محبت کو اتنے سنگین خدشات کب سے لاحق ہونے لگے؟"

"محبت نہیں ہے۔" وہ انکاری تھی اور وہ مسکرا دیا تھا۔

"آپ جب آنکھیں بند کرتی ہیں تو کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے؟" وہ جیسے اسے سمجھنے پر قادر تھا۔ اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر قصداً سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوتا میرے ساتھ!" وہ بھرپور نفی کرتی ہوئی بولی تھی اور ابان شکری مسکرا دیا تھا۔

"محبت کو جواز ڈھونڈتے دیر نہیں لگتی۔ جواز حیلے بہانے کرکے کونوں کھدروں میں بھی جا چھپیں تو............ محبت ڈھونڈ لیتی ہے۔ سو انکار کے راستے تلاش کرنے سے پہلے قصداً جھوٹ بولنے کے ارادے ترک کر دیا کریں۔" ابان شکری کا لہجہ مدھم تھا۔

اتباع منصور نے دھیان پھیر لیا تھا۔

"میں نہیں جانتی آپ کون سے کھیل کھیل رہے ہیں مگر میں اس سب سے تھکنے لگی ہوں۔ مجھے اور نہیں جھیلنا۔ میری زندگی کا بدترین دن ہوگا جب میں یہاں آئی تھی اور آپ سے مدد مانگی تھی۔ اگر مجھے خبر ہوتی کہ مدد مانگنے سے ایسی آفت آئے گی تو میں تو ذکر بھی نہ کرتی۔ آپ کو قصے کہانیاں گھڑنے کا موقع مل گیا۔" وہ تھک کر بولی تھی۔

"اور یہ مواقع دیئے کس نے؟ کھیل تو آپ کی طرف آغاز ہوئے تھے!" وہ بہت پر سکون لہجے میں اس کی سمت دیکھتا ہوا بولا تھا۔

اتباع منصور کو چونکنا پڑا تھا۔

"آپ کو جو خوش فہمیاں یا غلط فہمیاں ہیں ان کا علاج کوئی نہیں ہے!" وہ افسوس کرتی ہوئی بولی تھی۔

ابان شکری نے ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور بغور اسے دیکھتے ہوئے فاصلہ محدود کیا تھا۔

"آپ کے اعتراضات، الزامات، وسوسے، خدشے، بے بنیاد ہیں اور میں ان کے اسباب ڈھونڈ کر آپ کو نہیں دے سکتا۔ ہاں میرے پاس ان سب کا جواب ہے اور وہ جواب ایک لفظ پر مبنی ہے اور وہ لفظ کیا ہے؟" اتباع منصور اس کے قریب آنے پر ساکت سی اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ ہمیشہ ایسا اقدام کرتا تھا کہ اسے ششدر رہ جانا پڑتا تھا۔

جانے عقل کہاں جا پہنچی تھی اور دماغ کے سارے دروازے کیسے بند ہو جاتے تھے۔ وہ شخص عجیب ترین تھا اور وہ ماسوائے حیرت کرنے کے کچھ اور نہیں کر پائی تھی۔ اس کی خوشبو سے بھاگتے، بچنے کی سعی کرتی وہ فاصلے بنانے کی کوشش کرنے لگتی تھی مگر وہ جب پاس آتا تھا تو تمام فاصلے کیسے سمیٹ دیتا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

اسے یقین تھا جو بھی تھا محبت نہیں تھی پھر وہ شخص کیوں بضد تھا؟

ابان شگری کو اس کی آنکھوں میں ایسا کیا دکھائی دیتا تھا جو وہ خود دیکھ نہیں پائی تھی یا پھر اس کے قریب آنے پر ایسا کیا سنائی دیتا تھا اس کی چپ میں کہ وہ ہزار ہا معنی نکال لیتا تھا؟ اور وہ معنی چاہے کوئی جواز رکھتے یا نہیں۔ جیسے اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔

"مجھے خبر ہے آپ آئینوں کو حیرت سے تکتی ہیں۔ ان آنکھوں کو شاکیتیں ہیں۔ یہ وہ دیکھ نہیں پاتیں جو میری آنکھیں تکتی ہیں سو کیا ہوا؟ اگر آپ کی آنکھوں پر میں میری آنکھیں رکھ دوں اور اپنے دیکھنے کے تمام زاویے ان آنکھوں کو سونپ دوں تو بھی کیا آپ کی آنکھیں اتنی ہی بے خبر رہیں گی؟" بہت مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں کے پاس ہوئی تھی۔

ان نگاہوں میں بہت تپش تھا۔ اتباع منصور کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ اتباع منصور کے ہاتھ میں جیسے کسی نے انگارے رکھ دیئے تھے۔ ابان شگری کا ہاتھ اس کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھا۔ وہ لمس کیسی حرارت رکھتا تھا۔

اتباع منصور اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔

"محبت لا بیاں تحریک ہے جو بیاں کے زاویے ڈھونڈتی ہے اور کسی زاویہ میں وہ شدت نہیں پاتی جو جنوں کی سمت چل سکے۔ اس بیاں اور لا بیانی کے درمیان محبت اپنا گھر بناتی ہے اور ہمیشہ آباد دیکھنے کے خواب بنتی ہے۔ تمہیں خاموشیوں سے وحشت ہو تو سمجھ لینا ان خاموشیوں میں بھی الفاظ پوشیدہ ہیں مگر راستہ نہیں چاہتے!" وہ لہجہ جیسے کسی سرگوشی کی مانند تھا۔ جیسے کوئی قطرہ قطرہ، پگھلا کر اس کی سماعتوں میں ڈال رہا ہو۔

اتباع منصور کے لئے اس صورتحال کو جھیلنا آسان نہیں رہا تھا شاید تبھی وہ ایک قدم پیچھے ہٹی تھی اور اس کی گرفت سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی تھی۔

"رشتے استوار کرنے کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے چہرے کا رخ پھیر کر جتایا تھا مگر ابان شگری نے جیسے سنی ان سنی کر دی تھی۔ بہت خاموشی سے اسے تکتا رہا تھا۔

"مجھے آپ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے!" وہ بھرپور نفی کرنا چاہتی تھی مگر حلق سے آواز بمشکل نکلی تھی۔

"یو کانٹ بی داون.........!" وہ احتجاج کرتی ہوئی چیخنا چاہتی تھی مگر اس کی آواز حلق سے نکل ہی نہیں رہی تھی اور ابان شگری کا لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔

"آپ کی سماعتیں اقرار کے تمام الفاظ سننا چاہتی ہیں مگر وہ الفاظ فی الحال ایسے کرنے پر مائل نہیں۔ آپ کو خواہش ہے ان دھڑکنوں میں دبے راز جاننے کی۔ یہ لگاؤ تجسس ہے مگر بھید نا کھلنے والے ہیں۔" وہ جیسے اس کی دھڑکنوں کو سنتے ہوئے اپنے معنی اخذ کر رہا تھا۔

I love you, I'm with you in spirit always,You are the light in my life"

!to infinity and beyond

یہ وہ الفاظ ہیں جو میں آپ کی دھڑکنوں میں سن رہا ہوں مگر مجھے آپ کو مطلع کرنا تھا کہ محبت کے طور طریقوں پر یقین کرنے سے پہلے ہزار بار سوچ لیں یہ محبت نئے وصف اختیار کر لے۔ اور آپ پہلے سے زیادہ حیرت میں گھر جائیں۔ آپ کو حیرتوں کو شمار کرنے کا موقع بھی شاید نہ ملے کہ محبت جنوں کی سمت چلتی ہے تو سانس لینے کی مہلت بھی نہیں دیتی۔" وہ لہجہ پر حرارت تھا۔ اس کی سماعتوں کو جلانے لگا تھا۔ اور وہ نگاہ اسے اپنی طرف دیکھنے کی مہلت بھی نہیں دے رہی تھی۔ احتجاج منصور کو آنکھیں میچ لینا پڑی تھیں۔

"محبت کہیں نہیں ہے۔ آپ فضول باتیں کر رہے ہیں!" وہ احتجاجاً بولی تھی۔ محبت کا وجود ہمارے درمیان کہیں نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا بھی تو میں محبت کو اپنے راستے بنانے کی اجازت ہیں دیتی!" وہ سختی سے آنکھیں میچے بولی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی لٹ کو بہت آہستگی سے ہٹایا تھا۔

احتجاج منصور آنکھیں کھول کر اس کی سمت ساکت سی تکنے لگی تھی۔ وہ بغور دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"محبت کو کبھی بتایا ہے کہ ملنا کتنا ضروری ہے؟" وہ اس کی کیفیت سے جیسے محظوظ ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔

"جنوں کی سمت جاتے راستوں پر محبت ان ٹھہرے تو پھر کیا ہوتا ہے؟" اور احتجاج منصور سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"بہت عجیب ہیں آپ.......... اور آپ کی باتیں اور اس سے بھی کہیں زیادہ عجیب مگر محبت..........!" ان آنکھوں میں دیکھنا جیسے ناممکن رہا تھا اسے باتیں بھولنے لگی تھیں اور وہ احتجاج منصور کی کیفیت پر مسکرا دیا تھا۔

"بہت عجیب ہے یا جب الفاظ کھونے لگتے ہیں تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟" وہ احتجاج منصور سے جواز مانگ رہا تھا۔

"ذرا غور سے سنیں.......... محبت جنوں بن رہی ہے۔ اس ایک لمحے کی اہمیت سے انکار نہیں کر پائیں گی آپ!" وہ پر یقین لہجے میں بولا تھا۔

احتجاج منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا اور پھر ہمت کر کے اسے پرے دھکیل دیا تھا اور اسے دیکھتے ہوئے ناگواری سے بولی تھی۔

"کوئی جنوں نہیں نا محبت ہے۔ محبت کسی راستے پر نہیں پہنچی۔ دل محفوظ ہے۔ آپ کی باتوں میں کوئی دم نہیں!" وہ بھرپور نفی کرتی ہوئی بولی تھی۔

اور ابان شگری کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"آپ کی نگاہ سے نہ گزری ہوں مگر محبت کو کچھ معجزے بھی آتے ہیں۔ آپ کا یقین کرنا ضروری نہیں کیونکہ آپ تو اور بھی بہت سی

باتوں پر یقین نہیں کرتیں مگر اس سے کسی بات کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔
"میں محبت کو کہیں نہیں دیکھ رہی۔ محبت کہیں ہے ہی نہیں!" وہ پھر انکار کر رہی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔ جب وہ قدم قدم دور جاتی تھی۔
"خلل ہے آپ کے دماغ کا.......... پاگل ہو گئے ہیں آپ.......... علاج کی ضرورت ہے آپ کو.......... کوئی علاج نہیں ہے اس بیماری کا۔" وہ باور کراتی ہوئی بولی تھی اور ابان شگری کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔
وہ لفظوں کے بنا بھی اسے بھرپور انداز میں زچ کر سکتا تھا۔ اس میں یہ اہلیت بھی تھی۔ ابتاج منصور نے اسے بہت غصے سے دیکھا تھا اور پھر پلٹ کر آگے بڑھنے لگی تھی۔ ابان شگری اسے دیر تک دیکھتا رہا تھا۔
تبھی اس کا فون بجا تھا۔ ایک مخصوص نام اسکرین پر چمکا تھا۔ ابان شگری نے فون کال ریسیو کرنے میں تاخیر نہیں کی تھی۔
"ابان شگری کہاں ہو تم.......... ؟ اتنے عرصے سے نا کوئی کال نہ text؟ تمہیں تو جیسے بھول ہی گیا کہ دنیا میں کوئی میرال حسن بھی ہے جو تمہارے لئے سوچتی ہے، تمہاری فکر کرتی ہے، تمہاری کالز کا انتظار کرتی ہے۔ تمہیں بے خبر رہنے کی عادت ہے مگر اب کی بار تو تم نے حد کر دی۔ سامنے ہوتے تو ایک پنچ لگاتی تمہیں!" میرال حسن نے اپنا بھرپور غصہ نکالا تھا اس پر.......... اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔
"ریلیکس میرال حسن.......... سانس بھی لے لو۔ اتنی باتوں میں کہیں سانس لینا بھول گئیں تو دنیا اتنا خوبصورت لڑکی سے محروم ہو جائے گی نا؟" وہ مسکرایا تھا۔
"مجھے تو سانس لینا بھول جائے گا ابان شگری مگر تم؟ کتنے بے وفا ہو نا اتنے دن میں ایک بار بھی یاد نہیں کیا۔" وہ خفا ہو رہی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔
"یو نو می۔ کتنی بزی روٹین ہے۔ اکثر بہت سی باتیں بھول جاتا ہوں۔ تمہیں تو خبر ہے۔ میرے شیڈولز کی.......... اتنے کام.......... ضروری میٹنگز.......... بزنس اسائنمنٹس اور.......... !"
"اور تمہاری یاد کی ڈائری میں وہی کہیں بھولی بھٹکی میرال حسن؟ آہ.......... مجھے اس لمحے تمہارے سامنے ہونا چاہئے تھا ابان شگری۔ تم اتنے بے خبر کیسے ہو سکتے ہو؟ وہ بھی میرال حسن سے؟ میرال حسن کو بھول گئے تم.......... ؟" وہ بے یقینی سے بول رہی تھی جیسے اسے بہت حیرت تھی۔
ابان شگری مسکرایا تھا۔
"آئی وش آئی ہیڈ نا تم.......... مگر میں واقعی بہت بزی رہا.......... آئی ایم سوری.......... !" وہ میرال حسن سے معذرت کر رہا تھا۔
"تمہیں جان بوجھ کر وقت دے رہی تھی میں.......... میں دیکھنا چاہتی تھی تمہیں میری یاد آتی بھی ہے کہ نہیں.......... اور مجھے حیرت سے چونک جانا پڑا.......... ابان ذوالفقار شگری کے دماغ یا دل میں دور دور تک میری یاد باقی ہی نہیں! تم اتنے لگے ہو ابان شگری اگر آج بھی میں تمہیں رنگ نہیں کرتی تو تم نے مجھے بھی یاد نہیں کرنا تھا!" میرال حسن کو شکوے تھے۔ ابان شگری مسکرا رہا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں شاید تمہیں رنگ کر ہی لیتا.......... مگر اچھا ہوا تم نے خود اپنی موجودگی کی خبر دے دی۔" وہ چھیڑتا ہوا مسکرایا تھا۔

"اف ابان شگری! کتنے بے مروت ہو تم.... تم کو کوئی احساس جیسے ہی نہیں..... مجھے گمان گزرتا تھا تمہارے دل بھی نہیں مگر مجھے جب تم سے محبت ہوئی تو پتہ چلا کہ تمہارے پاس دل کہیں ہے.......... کیونکہ مجھے کسی بے دل انسان سے محبت تو ہو نہیں سکتی تھی نا!"

میرال حسن کی اپنی ہی جھک تھی.......... اپنے سوال تھے.......... اور اپنے جواب.......... اور ابان شگری مسکرا رہا تھا۔

"تم سے بات کرتے ہوئے بہت سی انرجی بچ جاتی ہے میرال حسن۔ تم سوال بھی خود کرتی ہو اور جواب بھی خود ہی دیتی ہو۔ اینی وے آئی ول ٹاک ٹو یو لیٹر.......... ایک اہم میٹنگ ہے۔"

"اوہ مجھے تمہیں دیکھنا تھا۔ آئی وانٹڈ تو سی یور آئیز.......... ان آنکھوں میں کتنے موسموں کی کہانیاں درج ہیں، میں تمام دیکھنا چاہتی ہوں!" میرال حسن مکمل استحقاق سے بولی تھی۔

"آل رائٹ، بٹ ناٹ ناؤ۔ وہ چلتا ہوا باہر کی سمت نکلنے لگا تھا۔

"مگر کیوں..........؟" میرال حسن کو حیرت ہوئی تھی۔

"آئی ایم بزی جی.......... آئی ٹولڈ یو ارلیئر۔" وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

"ابان شگری تم نہیں بدلوگے.......... ہر لمحہ کام.......... ہر لمحہ میٹنگز.........." وہ اکتا کر بولی تھی۔ وہ گاڑی کی سمت بڑھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"یو نو سو ڈونٹ وری.......... میں تم سے لیٹر بات کروں گا۔ ایک اہم میٹنگ میں وقت پہ پہنچنا ضروری ہے۔ I'm running out of time" ابان شگری نے بہت نرمی سے میرال حسن کو سمجھایا تھا۔

"آل رائٹ، فارغ ہو کر کال کرنا.......... ضروری بات کرنا ہے۔" میرال حسن نے کہا تھا اور اس نے سر ہلا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے.......... ابھی تم فون کال منقطع کرو۔"

"اپنا خیال رکھنا!" میرال حسن نے پیار سے جتایا تھا۔ وہ کال کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"مجھے حیرت ہو رہی ہے قاسم.......... تیری بھابھی کی کال کیوں نہیں آئی یار؟ میں نے اسے کال کی تھی مگر اس نے کال نہیں اٹھائی۔ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟" اشعر ملک فکرمندی سے بولا تھا۔

قاسم خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں؟ کہیں تیری بھابھی نے اپنا مائنڈ بدل تو نہیں لیا؟" اشعر ملک نے ایک خدشے کے زیر قاسم کو دیکھا تھا۔

"شاید.........ایسا ہو.........مگر مجھے نہیں لگتا۔ اجاع منصور کو ضرورت تھی۔ وہ واقعی اس صورتحال میں ہے کہ اسے مدد کی ضرورت ہے!" قاسم نے یقین دلایا تھا۔ اشعر ملک پرسوچ انداز میں سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"نہیں یار.........کوئی بات ہے.........مجھے لگتا ہے تیری بھابھی خفا ہوگئی ہے۔ یار حسن کب کرم پر مائل ہو کب ستم ڈھانے لگے۔ پتہ بھی تو نہیں چلتا نا.........!" اشعر ملک اپنی وضاحتوں سے خود آپ پریشان ہوا تھا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے نا اسے میرا اس طرح بات کرنا پسند نہ آیا ہو؟ لڑکیاں نازک ہوتی ہیں نا.........دل حساس ہوتے ہیں۔ تیری بھابھی کا دل بھی کہیں دکھ نہ گیا ہو؟ شاید وہ اس طرح ڈیل کی بات ایکسپیکٹ نہ کر رہی ہو؟ اور اشعر ملک بھی تو مدد کر دیتا ہے نا بے وقوفی کی! اب یہ بات بھلا اس طرح کرنے والی تھی۔ تمام باتیں کہہ جاتیں، تب بھی تو یہ بات کی جا سکتی تھی نا؟" وہ پر افسوس انداز میں کہہ رہا تھا۔ یار وہ فیض چاچا نے کیا مزے کی بات کی ہے۔ دیکھ میں وہ بھی بھول گیا۔ فیض چاچا کہتے ملے۔

آتے آتے یونہی دم بھر کو آئی ہوگی بہار
جاتے جاتے یونہی پل بھر کو خزاں ٹھہری ہے
ہم نے طرزِ فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیضؔ گلشن میں وہی طرزِ بیاں ٹھہری ہے

"دل کیسے ڈوبا جا رہا ہے یار!.........کل سے کچھ کھانے کو بھی دل نہیں چاہ رہا.........یہ محبت اتنی مشکل کیوں ہوتی ہے قاسم؟ کھانے بھی ٹھیک سے نہیں دیتی۔ ڈھنگ سے جینے بھی نہیں دیتی۔ محبت نہ ہوئی ریاضی کی کوئی مشق ہوگئی۔ یار میرا تو خون جلتا تھا جب درسی کتابوں کو دیکھتا تھا۔ عشق سے کہیں بہتر تھا وہ کتابیں ہی رٹ لیتا تو آج عشق کے قرینے تو سمجھ آ جاتے!" وہ خود کو الزام دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم اس کی بات پر کھل کر مسکرایا تھا۔

"محبت ریاضی کی کتابوں جیسی نہیں ہے اشعر ملک ورنہ تمہیں بھوک ضرور لگتی۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا اور وہ مسکرا دیا تھا۔

"اشعر ملک بے وقوف نہیں ہے قاسم.........خبر ہے نفع کیا ہے اور نقصان کیا۔ تبھی تو محبت کا ذکر بھی کرتا ہے تو شماریات کے بعد.........مگر یہ محبت ہے کہ شماریات سے بھی زیادہ الجھانے لگتی ہے۔" اشعر ملک کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

اسکرین پر موجود اجاع منصور کی تصویر کو دیکھا تھا۔

ہجر میں شب بھر درد و طلب کے چاند ستارے ساتھ رہے
صبح کی حیرانی یارو کیسے بسر اوقات کریں

"کیا بات ہے جو تیری بھابھی کو مجھ سے قریب کرتی ہے اور پھر دور کر دیتی ہے؟ کیا بھید ہے اس محبت میں یارا؟ اشعر ملک اتنا نکما تو نہیں ہے کہ عشق کے بھید ہی نہ سمجھ سکے۔ کہیں تیری بھابھی کو اس ابان شگری سے محبت تو نہیں ہونے لگی؟" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ عقل جیسے دور کی کوڑی ڈھونڈ لائی تھی اور وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں! ابان شگری کو عشق ہو جائے.......... بد عا دیتا ہوں اسے۔ اسے عشق ہو گیا تو ہماری ہار جیت میں بدل جائے گی۔ وہ اپنے منصوبے کو پورے ہوتے کے خواب دیکھتا مسکرایا تھا۔

لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجے
اب بھی دلکش ہے تیرا حسن مگر کیا کیجے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ!

"ہائے محبت! قاسم دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھ کیسے اچھل اچھل کر اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے سینے کے اندر دل اکیلے ہی فٹ بال میچ کھیل رہا ہے۔ خود ہی اپنی جیت پر خوش ہے اور.......... خود ہی جیت پر جشن مناتا ہے۔" اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

قاسم ہنس دیا تھا۔

"جواب نہیں تیرا اشعر ملک!" اشعر ملک مسرور سا ہو اٹھا تھا۔

"وہ تو میں کہتا ہوں یارا.......... آئی ایم دا بیسٹ.......... تو بس جیلس ہو!" وہ محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یوں نہ تھا میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

"دیکھ قاسم فیض چاچا کو بھی یہی لگتا تھا کہ عشق اتنا ضروری نہیں ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"عشق اتنا ضروری ہوتا تو فیض چاچا تو صاف کہہ دیتے نا؟" اشعر ملک مسکراتے ہوئے مونچھوں کو بل دیتے ہوئے قاسم کو دیکھنے لگا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے اشعر ملک تو پھر ٹھیک ہی ہوگا۔" قاسم مسکرایا تھا۔
تبھی فون بجا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ہاتھ اٹھا کر قاسم کو بولنے سے باز رکھا تھا۔ کال پک کی تھی اور مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تھا۔
"زہے نصیب.......... انتظار طویل تھا مگر ہر انتظار کو بالآخر ختم ہو ہی جانا ہوتا ہے نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ دوسری طرف موجود اتباع خاموش رہی تھی۔
"ہم تو قیاس کر کر کے تھک گئے تھے۔ اتباع منصور شیخ آپ نے تو چپ ہی سادھ لی تھی۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔
"میں فضول کی باتیں سننا نہیں چاہتی اشعر ملک.......... بند کرو یہ ڈرامہ بازی.......... مجھے واضح طور پر جواب دو کیا کرنا ہے تمہیں؟ ڈیل قبول ہے کہ نہیں؟" اتباع منصور سخت لہجے میں بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرادیا تھا۔
"ہم تو تین بار قبول ہے کہنے کو تیار ہیں اتباع منصور مگر آپ ہی آمادہ نہیں۔ ایک بار موقع دیں۔"
"شٹ اپ اشعر ملک.......... کام کی بات کرو۔ آئی نو تم سے زیادہ لالچی بندہ اس روئے زمین پر کوئی نہیں ہے۔ تمہیں فضول ڈرامہ کری ایٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوٹوک بات کرو۔" وہ سختی سے بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔
"بزنس مین ہوں، بزنس کی بات بھی کروں گا نا اتباع منصور شیخ۔ اس میں کیا غلط ہے کہ آپ ہم سے نفرت ہی کرنا شروع کر دو؟ اب اگر گھوڑا گھاس سے دوستی کرے گا تو کھائے گا کیا؟ عشق کیا تو میرا بزنس تو زمین پر آجائے گا۔ اور آپ تو جانتی ہیں۔ اشعر ملک کو جنون ہے کامیابیاں سمیٹنے کا۔ ہائے یک آرہائے کروک۔" وہ مسکرایا تھا۔
"مجھے تمہارے بارے میں سننے کا جاننے کا کوئی شوق نہیں ہے اشعر ملک۔ آئی سیڈ کام کی بات کرو.......... کیا کرنا ہے؟" اتباع منصور سخت لہجے میں بولی تھی۔
اشعر ملک مسکرایا تھا۔
"ہائے یہ حسن والوں کے تیور.......... سانس تو لینے دو اتباع منصور شیخ۔ یارا آپ تو جان نکال رہی ہو.......... اچھا سنو.......... کاروباری بات کرتے ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔
"کاروباری بات ہو چکی ہے اشعر ملک.......... اس ڈیل کے علاوہ اور کوئی بات زیر بحث نہیں آئے گی۔ زیادہ لالچ مت کرو.........." وہ دوٹوک لہجے میں بولی تھی۔
اشعر ملک ہنس دیا تھا۔
"آپ تو یار جیت بھی اپنی کر رہی ہو اور پٹ بھی اپنی.......... کچھ تو ہماری بھی سن لو سرکار.......... ہم بھی کچھ کہہ رہے ہیں۔" وہ قائل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور کو خاموش ہو کر اسے سننا پڑا تھا۔

"بات یہ ہے اتباع منصور شیخ.......... آزادی کی قیمت تھوڑی زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کو اس ابان شگری کی قید سے رہائی چاہئے اور ہمیں اس صورتحال سے تھوڑا فائدہ.........."

"فائدہ مل رہا ہے تمہیں.......... آئی سیڈ میرے پاکستان میں موجود تمام اثاثے!" اتباع منصور جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"اوئے سوئیٹو.......... وہ کافی نہیں ہیں نا.......... اشعر ملک کو جانتے نہیں ہو آپ؟" وہ مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک تو آپ کو ڈھونڈ ہی نکالتا۔ کیا مشکل تھا؟ آپ لندن پہنچ جاتیں تو کون سا آپ دسترس سے باہر جاتیں؟" وہ جتاتا ہوا مسکرایا تھا۔

"کیا مطلب؟" اتباع منصور چونکی تھی۔

"مطلب یہ سوئیٹو.......... اگر ہماری شادی ہو جاتی تو پھر کیا پاکستان؟ کیا یورپ اور کیا انگلینڈ.......... جتنے بھی آپ کے اثاثے تھے وہ ہمارے ہی پاس آنا تھے نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"بھلا جو آپ کا تھا وہ میرا نہ ہوتا؟ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ جہیز اور وراثت کی جائیداد کوئی دو تھوڑی ہوتی ہے۔ اپنے گھر کی بات ہوتی نا پھر تو.......... مگر آپ نے جلدی میں خود تمام کام خراب کر دیا۔ ابان شگری کے ساتھ نکل گئیں اور مجھے تنہا کر گئیں۔ خیر وہ درد بھی سہ لیا اشعر ملک نے۔ مگر وہ رقیب.......... اس کا ہاتھ تھام کر آپ نے اشعر ملک کا تمام خون جلا دیا۔" وہ مسکراتے ہوئے شکوہ کر رہا تھا۔ اتباع کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

"شٹ اپ.......... اشعر ملک.......... کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات ہی تو کر رہا ہوں سوئیٹو.......... آپ آرام سے وہاں رہو ابان شگری کے پاس.......... اس پر نظر رکھو.......... اور اس کے معاملات سے آگاہ کرو مجھے!" وہ مسکرایا تھا۔

"واٹ؟ کیا بکواس ہے؟ تم چاہتے ہو میں تمہارے لئے ابان شگری کے راز چراؤں؟ اور کیا گارنٹی ہے کہ ایسا کرنے کے بعد تم میری مدد کرو گے؟" وہ اشعر ملک کی اوقات جانتی تھی تبھی اسے جتا دیا تھا۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"غصہ بہت کرنے لگے ہو سوئیٹو.......... اچھا سنو.......... ایک سودا اور بھی ہے۔ مگر اس کی بات فی الحال نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کو ابان شگری کے چنگل سے رہائی دلانے میں مدد دوں گا مگر ایک اور شرط بھی ہے۔ فی الحال اس کا ذکر نہیں ہوگا۔ مگر کچھ دیر تک آپ ابان شگری کے گھر رہیں آرام سے.......... اسے محبت کے جال میں پھنسائیں۔"

"کیا بکواس ہے؟" وہ ڈپٹتے ہوئے بولی تھی۔

"اوئے میرا وہ مطلب نہیں تھا.......... میرا مطلب تھا یوں ہی جھوٹ موٹ کا پیار جتائیں.......... تھوڑی کیئر کریں اس کی.......... اسے نکاح تک لے آئیں.......... پھر آگے کی بات کریں گے۔" اشعر ملک اپنا ایک منصوبہ رکھتا تھا۔ منصوبہ سازی میں اس کا

دماغ بہت آگے پہنچ چکا تھا۔ اتباع کو اس کی ذہنی حالت کا اندازہ ہو چکا تھا۔
"مجھے افسوس ہے تم سے مدد طلب کی اشعر ملک.......... تم اس قابل نہیں ہو۔" اتباع منصور فون کا سلسلہ منقطع کرتی ہوئی غصے سے بولی تھی تبھی وہ بولا۔
"آپ غلط سمجھ رہی ہو اتباع منصور شیخ.......... ایویں غصہ کر رہی ہو میرا مطلب غلط نہیں تھا یار!.......... آپ کی عزت کا پاس ہے مجھے.......... مگر محبت اور جنگ میں تو سب جائز ہے نا؟ آپ کو اس ڈر سے رہائی پانا ہے ورنہ آپ تا عمر چھپ کر بیٹھ سکتی ہیں نا انگلینڈ میں نا دنیا کے کسی اور خطے میں کیونکہ اشعر ملک تو ہر جگہ ہے نا پھر!" وہ مسکرایا تھا۔
اتباع منصور کو اس کی بات سننا پڑی تھی۔
"بات یہ ہے کہ آپ جانتی ہیں میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔ آپ میری طاقت سے واقف ہیں اور میں آپ کی کمزوری سے.......... جب ایک کمزور طاقتور سے ہاتھ ملاتا ہے تو پھر وہ بھی طاقتور ہو جاتا ہے۔ تو اگر آپ مجھ سے ہاتھ ملائیں گی تو پھر چاہے دنیا میں کہیں بھی ہیں آپ، آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔" وہ اتباع منصور کی کمزوری جانتا تھا اور یہ سچ بھی تھا وہ اس کی ڈر کی وجہ سے بھاگ رہی تھی اور اسی ڈر سے نکلنے کے لئے اس نے ابان شگری کے گھر پناہ ڈھونڈی تھی مگر ابان شگری نے اسے الٹا کوئی آلۂ کار سمجھ لیا تھا۔ وہ مددگار بننے کی بجائے اسے شک کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اب وہ ایک سودے بازی پر اتر آیا تھا۔
اور ایک سودا اشعر ملک بھی کر رہا تھا۔
وہ دونوں طرف سے مکمل رسک پر تھی۔ وہ کچھ بھی کرتی بات ایک ہی تھی کہ اسے سودے بازی پر ہی چلنا تھا تو پھر کیا عجب تھا کہ وہ ایک سودے بازی کر لیتی۔
"کیا سوچ رہی ہیں آپ اتباع منصور شیخ؟" اسے فون کے دوسری طرف خاموش دیکھ کر اشعر ملک بولا تھا۔
"تم اپنی شرائط بتاؤ۔"
"فی الحال شرائط بتائی نہیں جا سکتیں اتباع منصور شیخ مگر ہم جلد اس بارے میں ڈسکس کریں گے۔" وہ مسکرایا تھا۔
"آئی سیڈ بات کرو ابھی.........." وہ بات کے تمام نتائج جاننا چاہتی تھی تبھی بولی تھی اور اشعر ملک مسکرایا تھا۔
"یہ حسن والوں سے صبر کیوں نہیں ہوتا یار!؟ اچھا سنو.......... بات یہ ہے کہ آپ کو ابان شگری سے نکاح کرنا ہے.......... اور اس کی ففٹی پرسنٹ جائیداد اپنے حق مہر میں لکھوانا ہے.......... اور پھر وہ شادی ختم کر کے وہ جائیداد مجھے سونپ دینا ہے۔ بس اتنی سی کہانی ہے۔" وہ سکون سے مدعا بیان کر گیا تھا۔ اتباع منصور ساکت رہ گئی تھی۔ اشعر ملک اس کی سوچ سے زیادہ گھٹیا شخص تھا یقیناً۔
اس نے قیمت بہت زیادہ رکھی تھی اور اسے یہ کرنا یقیناً کڑا بھی تھا مگر اسے اس خوف سے نکل کر جینا تھا۔ زندگی گزارنی تھی۔ اپنی اسٹڈی کی طرف پلٹنا تھا۔
"یہ کھیل بہت بھیانک ہے اور بہت طویل بھی۔" وہ کمزور لہجے میں بولی تھی۔ اشعر ملک ہنسا تھا۔ وہ جان گیا تھا اتباع منصور تقریباً

تقریباً مائل ہے۔ اگرچہ احتاج نے واضح طور پر ہاں نہیں کی تھی مگر وہ کھاگ شخص تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا کسی کے دل میں کیا تھا احتاج منصور کا کمزور لہجہ اس کی شکست کا پتہ دیتا تھا۔ اور اشعر ملک کو اس کی جیت یقینی لگ رہی تھی۔

"دیکھو سوئیٹ ہو...... ہم آپ کو کسی خطرناک کھیل میں الجھا نہیں رہے...... آپ سے ڈیل کر رہے ہیں...... فیئر ڈیل...... یہ کوئی کرائم نہیں ہے کہ آپ گناہ گار ثابت ہوں۔ گناہ تو تب ہوتا اگر میں آپ کو ابان شگری کے قتل کا منصوبہ بتاتا۔" وہ مسکرایا تھا۔

"مگر یہ کھیل طویل ہے اشعر ملک...... میں اتنا لمبا عرصہ ان کاموں میں ویسٹ نہیں کر سکتی۔ مجھے اپنی اسٹڈی کی طرف پلٹنا ہے۔" وہ کسی قدر نیم رضامند دکھائی دی تھی۔

"آل رائٹ، میں سوچوں گی۔" احتاج نے کہہ کر فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"آئی ایم وائیٹ...... تو بس جیلس ہو ابان شگری...... تیری زندگی اور کامیابی کی چابی اب بہت جلد میرے ہاتھ میں ہوگی۔ چاہے کیسے بھی کھیلوں پر...... بہت جلد تیری گردن پر ہاتھ رکھنے والا ہوں میں......!" وہ مسکرا رہا تھا۔ عجیب مسرور انداز تھا۔ قاسم نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"اشعر ملک تم واقعی احتاج منصور کو چھوڑ دو گے؟ مجھے سمجھ نہیں آیا تم نے یہ کیا کھیل کھیلا؟ تم تو ابان شگری کی مکمل بربادی چاہتے ہو؟ پھر یہ ففٹی پرسنٹ والا بات کیا ہے؟" قاسم اسے جانتا تھا تبھی پوچھا تھا۔ اشعر ملک مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک کی سمجھ کسی کو نہیں آئی کبھی...... اشعر ملک جو کہتا ہے وہ کرتا نہیں ہے...... اور جو کرتا ہے اس کے بارے میں پہلے سے کسی کو بھنک بھی نہیں لگنے دیتا...... ابان شگری کی بربادی تو اشعر ملک دیکھے گا ہی ساتھ ہی اور بہت سے کھیل بھی لطف دیتے کو لائنڈ اپ کیے ہوئے ہیں۔ اشعر ملک دماغ سے کھیلتا ہے یارا...... ویسے ابان شگری کی موت دل کو بہت تکلیف دے گی یارا......!" اس نے ہاتھ کی گن بنا کر فرضی فائر کیا تھا اور بہت مسرور سا مسکرایا تھا۔

قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

احتاج منصور کے لئے یقین کرنا آسان نہیں تھا کوئی انسان اتنا لالچی، خود غرض اور برا ہو سکتا ہے۔ اشعر ملک میں انسانیت نامی کوئی شے نہیں تھی۔ اس کا دین ایمان سب پیسہ تھا۔ اگر اس نے ایسی کوئی شرط رکھی تھی تو احتاج منصور کو حیران نہیں ہونا چاہیے تھا مگر وہ جانے کیوں حیران ہو رہی تھی۔ شاید اس کی باتوں نے اسے بہت ڈسٹرب کر دیا تھا۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔

وہ چلتی ہوئی باہر آئی تھی۔ سامنے ہی ابان شگری دکھائی دیا تھا۔ وہ شخص مروت...... لحاظ...... وضع قطع رکھتا تھا۔ پڑھا لکھا تھا۔ اسے رسمیں نبھانی آتی تھیں۔ وہ انسانیت میں اتنا گرا ہوا نہیں تھا جتنا اشعر ملک اور اگر وہ واقعی اشعر ملک کے کہے پر عمل کرتی تو یہ بات ثابت ہو جاتا تھی کہ وہ اشعر ملک کی آلہ کار ہے۔ وہ خود کو اس سب کرنے کے حق میں نہیں پاتی تھی مگر اسے ابان شگری کے سامنے خود کو غلط

یا صحیح پرو نہیں کرتا تھا۔ اسے ابان شگری سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ کچھ بھی سوچتا۔ جس صورتحال سے وہ گزر رہی تھی اگر اس نے تھک کر اشعر ملک سے رابطہ کیا تھا تو اس کا باعث بھی ابان شگری ہی تھا۔ اگر ابان شگری اس رشتے کے لئے دباؤ نہیں بڑھاتا تو شاید وہ اشعر ملک سے بھی رابطہ نہ کرتی۔ یا پھر جس طرح اس نے ابان شگری سے مدد مانگی تھی اگر وہ سیدھے سے اس کی مدد کر دیتا تو شاید آج یہ صورتحال نہ ہوتی۔

اشعر ملک نے کسی قدر ٹھیک کہا تھا وہ اسے جرم کرنے پر نہیں اکسا رہا تھا۔ اگرچہ یہ جعلسازی تھی .... جرم کی ایک کا تنہ بھی تھی مگر اس میں ابان شگری کی جان کو کوئی نقصان نہیں تھا۔

تو کیا وہ یہ بیٹ کھیل سکتی تھی؟ اس نے دور کھڑے فون پر بات کرتے ابان شگری کو بغور دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

اتنا بڑا ٹائیکون تھا اسے اس نقصان سے کیا فرق پڑتا تھا؟ اشعر ملک تمام جائیداد تو نہیں کہہ رہا تھا! اس نے بس ففٹی پرسنٹ کہے تھے اور اگر وہ ففٹی پرسنٹ اسے مل بھی جاتے تو ابان شگری کا بزنس ایمپائر جوں کا توں کھڑا رہتا تھا۔ ہاں شاید اشعر ملک نے تھوڑا مزید مضبوط ہو جانا تھا مگر وہ اس بارے میں کیوں سوچ رہی تھی؟ وہ الجھ کر سوچنے لگی تھی۔

یہ ڈیل اس ڈیل سے بہتر تھی کہ نہیں، وہ نہیں جانتی تھی مگر دونوں طرف اسے ہی ایک مشکل راہ سے گزرنا تھا۔

دونوں کے درمیان وہ تھی۔ اور وہ دونوں صرف اپنے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ابتاج منصور کی پرواہ کسی کو نہیں تھی۔ تو پھر ابتاج منصور کسی کی پرواہ کیوں کرتی۔ ابان شگری generous تھا، sophisticated تھا مگر وہ اسے شک کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور پھر نکاح ....!

اور نکاح کی بات تو اشعر ملک بھی کر رہا تھا اور کیا گارنٹی تھی کہ وہ اتنا کچھ ہونے کے بعد ہی اس کی مدد کرتا؟

اور ابان شگری کی کیا گارنٹی تھی کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق بھی دیتا اور اس کی زندگی کی طرف پلٹنے دیتا۔

دونوں شخص کائیاں تھے۔ دونوں دقیق تھے اور دونوں مطلب پرست تھے پھر ابتاج کیوں کسی ایک کی فکر کرتی اور خود کو بچا کر اپنی راہ نہ لیتی؟ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب تھی۔ اسے ایسی صورتحال میں الجھایا گیا تھا اور .... ! ابان شگری نے فون کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے دور کھڑی ابتاج منصور کو دیکھا تھا جو کہ بے خبری میں اسی کی سمت دیکھے جا رہی تھی۔ وہ بغور جانچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ ابتاج منصور کو اس بات کا احساس نہ ہوا تھا کہ ابان شگری اس کی سمت متوجہ ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ہی سوچ میں گم تھا۔ جب وہ چلتا ہوا اس کے سامنے جا رکا تھا۔ ابتاج منصور تب بھی نہیں چونکی تھی۔

"ابتاج منصور ....!" ابان شگری نے پکارا تھا وہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" کسی قدر فکرمندی سے وہ پوچھنے لگا تھا۔ ابتاج نے سر ہلا دیا تھا۔ وہ تسلی کر کے پلٹنے لگا تھا۔ شاید اسے کوئی ضروری کام تھا ورنہ وہ ابتاج منصور کو اس طرح نظرانداز نہیں کرتا تھا۔ ابتاج منصور نے جانے کیوں اسے روک لیا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری!"

وہ پلٹ کر دیکھنے لگا تھا۔ انداز سوالیہ تھا۔ اتباع کو الجھن ہوئی تھی۔ اسے روک تو دیا تھا مگر وہ نہیں جانتی تھی کیا بات کرے اس سے۔
"کیا؟" وہ اسے خاموش دیکھ کر بولا تھا۔ اتباع نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔
"کچھ نہیں..........!" اس کا انداز عجیب کھویا سا تھا۔ ابان شگری کو چونک جانا پڑا تھا۔ اس نے بغور اسے دیکھا تھا۔ نظریں جائزہ لیتی تھیں تبھی وہ شاید اس کی توجہ خود پر ہٹاتی ہوئی بولی تھی۔
"مجھے یہاں گھٹن ہو رہی ہے۔ میں باہر جانا چاہتی ہوں کچھ لمحوں کے لئے!"
ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔
"کہاں جانا چاہتی ہیں آپ؟" وہ جیسے اسے نگاہوں سے پڑھنا چاہتا تھا۔
"کہیں بھی..........!" اتباع منصور نے شانے اچکا دیے تھے۔
کچھ لمحوں تک وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا پھر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔
"آئیں..........!" وہ کہہ کر پلٹا تھا اور آگے بڑھنے لگا تھا۔
اتباع منصور نے اسے چلتے ہوئے دیکھا تھا پھر اس کی تقلید میں قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے چلنے لگی تھی۔
وہ مضبوط شخص.......... چوڑے شانے.......... لمبا قد.......... مگر وہ اس کا رہبر نہیں تھا۔ مہربانی پر بھی کرم پر مائل نہیں تھا۔ اگر وہ کرم کرتا تو اشعر ملک کی طرف نہیں دیکھتی۔
ابان شگری نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اسے سہارا دیا تھا اور پھر اس کا ہاتھ تھام کر پلٹ کر چلتے ہوئے پورچ کی طرف بڑھنے لگا تھا۔
وہ اس پر اعتبار کر سکتی تھی۔ کتنا اعتبار کر سکتی تھی؟ وہ نہیں جانتی تھی۔ سفر خاموشی میں گزر رہا تھا۔ اس نے نہیں بتایا تھا کہ اسے کہاں جانا ہے مگر وہ شاید اپنی ہی کوئی سمت اختیار کرتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ نظریں سوال رکھتی تھیں۔ اس خاموشی میں کتنے معنی تھے۔ ابان شگری شاید اس بات کا نوٹس نہیں لے رہا تھا مگر وہ اتباع منصور کی خاموشی کو محسوس ضرور کر رہا تھا۔ تمام سفر اسی خاموشی میں طے ہوا تھا۔ اس نے گاڑی سمندر کے کنارے روکی تھی تبھی وہ چونکتے ہوئے ابان شگری کی سمت تکنے لگی تھی۔ وہ اتنی خاموش، اتنی پرسکوت کیوں تھی، وہ سمجھ نہیں پایا تھا مگر اسے لگا تھا شاید وہ نکاح کی بات سے ہی پریشان تھی مگر وہ ہونا ضروری تھا۔ گاڑی سے باہر نکل کر وہ اس کی طرف کا ڈور کھول کر اس کے باہر نکلنے کا منتظر تھا۔ اتباع منصور بہت مشکل سے اپنی سوچوں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ چونکی تھی پھر گاڑی سے باہر نکل آئی تھی۔
ابان شگری اسکے ساتھ ساحل کی موجوں کی طرف بڑھنے لگا تھا۔
یخ بستہ ہوا نے ایک تازگی کا احساس دیا تھا مگر وہ کپکپانے لگی تھی۔ ابان شگری نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر اپنا جیکٹ

اتار کر اس کے شانوں پر ڈال دیا تھا۔ وہ اس کے معاملے میں کتنا کنسرنڈ تھا۔ اس کی فکر کرتا تھا تو پھر!

یہ کیسا احساس تھا جس کا کوئی نام نہ تھا؟

ان دونوں کے درمیان کوئی رشتہ نہیں تھا مگر اس رشتے میں جو بھی تھا حیران کن تھا یا پھر بہت عجیب تھا۔

"کیا ہوا؟ آپ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں؟" وہ اس کے خالی خالی نظروں سے دیکھنے پر چونکا تھا۔ اتباع نے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔

"کیا ہوا؟ کس بات پر اتنا حیران ہیں؟ کچھ خاص ہوا ہے؟ کسی خاص بات کا کوئی ابہام؟ یا پھر کسی خاص راز سے پردہ اٹھ گیا یا کوئی خاص بات ہاتھ لگ گئی ہے؟" وہ جانچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع نے سر انکار میں ہلایا تھا اور موجوں کو دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو ساحل پر کھڑے ہو کر خنک ہوا کو فیل کرنا اچھا لگتا ہے؟" وہ اسے بات کرنے پر اکسانے لگا تھا۔

"مجھے اچھا لگتا ہے مگر آج سب کچھ بہت زیادہ سرد ہے۔ ہر شے جیسے برف میں یخ بستہ لگ رہی ہے!" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی تھی۔ اور پانی میں پاؤں بھگونے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ وہ اس کے سینے سے آٹکرائی تھی۔ سنبھل کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"اتنی ٹھنڈ میں پاؤں بھگونا ٹھیک نہیں ہے۔ آپ بیمار پڑ جائیں گی۔" وہ جیسے اس کے بارے میں بہت فکر مند تھا۔

اتباع منصور سنبھل کر اس سے قدرے دور ہوئی تھی۔

"آپ ایسے ظاہر کیوں کرتے ہیں جیسے آپ کو میری بہت فکر ہے؟" ابان شگری کی سمت سے نگاہ پھیرتے ہوئے وہ بولی تھی۔ انداز میں عجیب ایک شکایت سی تھی۔ ابان شگری کو چونکنا پڑا تھا۔

"آپ کو اچھا نہیں لگتا اگر کوئی آپ کی فکر کرتا ہے؟" وہ جانے کیا کیا جتا رہا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی جیسے کہہ رہی ہو.........آپ کس حق سے فکر کرتے ہیں؟ اور ابان شگری بولا تھا۔

"ضروری نہیں کسی خاص حق سے کوئی کسی کی فکر کرے۔ ایک دوست ہونے کے ناطے بھی ایک دوست دوسرے دوست کی فکر کرتا ہے۔" جانے کیا جتا رہا تھا ابان شگری۔

"دوست..........؟" وہ چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو بتایا تھا..........ہم میں دوستی استوار ہے..........آپ اس رشتے کی اہمیت جانیں سمجھیں یا نہ سمجھیں!" وہ معاملات اس پر چھوڑ رہا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر دھیان پھیر کر سمندر کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"دوستی..........محبت..........عشق..........کتنے فریب ہیں نا..........یہاں وہاں بکھرے ہوئے..........اور انسان جیسے

ساری زندگی انہی فریبوں سے الجھتے ہوئے گزار دیتا ہے!" اجاع منصور جیسے آج بہت زیادہ tensed تھی۔

ابان شکری کو وہ بہت زیادہ کھوئی ہوئی لگی تھی۔ وہ اسے جانچنے کی بھرپور سعی کر رہا تھا مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا تھا۔

"کوئی ایسی بات ہے جو آپ مجھ سے نہیں شیئر کر سکتیں؟" ابان شکری کو جیسے اس کے ڈاؤن فیل کرنے کی بہت پرواہ تھی۔

"نہیں!" اجاع منصور سرد یخ بستہ ہوا کو محسوس کرتے ہوئے بولی تھی۔

سمندر کی شوریدہ لہریں ساحل کی طرف بڑھی تھیں اور ساحل پر آ کر ختم ہو جاتی تھیں۔

"ہر سفر یونہی تمام ہوتا ہے؟" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ ابان شکری چونکا تھا۔

"کس سفر کی بات کر رہی ہیں آپ؟"

"ہر سفر کی............ ہر سفر کی ایک ہی کہانی ہوتی ہے نا؟ ہر سفر کو بالآخر ختم ہونا ہی ہوتا ہے نا؟" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"ہاں مگر............ ہر سفر کے بعد ایک نیا سفر بھی جنتا ہے نا؟ ان موجوں کو دیکھیں، ہر موج کا سفر ساحل پر آ کر ختم ہوتا ہے اور پھر نئی موجوں کو جگہ مل جاتی ہے۔ وہ بہاؤ نہیں رکتا اور............!" وہ بول رہا تھا جب ایک فائر کی آواز آئی تھی۔

ابان شکری اس نشانے کا واضح ہدف تھا۔

اجاع منصور کی چیخ ابھری تھی۔

مگر ابان شکری نے اسے بچانے کی غرض سے تھام کر ساتھ لگا لیا تھا۔ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اجاع نے اندھیرے میں کسی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ فائر کرنے والے جانے کس طرف بھاگا تھا۔ کون تھا............ وہ اندھیرے میں زیادہ دور تک نہیں دیکھ پائی تھی............ مگر اس نے ابان شکری کو دیکھا تھا۔ اس کے وجود سے خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ جس طرح اس نے اجاع کو بچانے کی غرض سے خود سے بھینچا تھا۔ بہت سا خون اس کے کپڑوں کو بھی لگ گیا تھا۔

"ابان شکری............!" حیرت سے پھٹی آنکھوں سے ابان شکری کو دیکھا تھا کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی مگر اس لمبے چوڑے وجود کو سنبھالنا محال لگا تھا۔

"ابان شکری!"۔ اجاع چیخی تھی۔ فوری طور پر کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ کیا کرے۔ وہ عجب حواس باختہ لگی تھی۔ ابان شکری خون تیزی سے بہہ جانے کے بعد جیسے Faint ہو رہا تھا۔ اجاع منصور کی نظریں ساکت تھیں۔

❁

(ناول اعادہ جاں گزارشات ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری نے بمشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی اور اتباع کی طرف دیکھا تھا۔

"ابان شگری ......! آنکھیں کھولو!" وہ چیخی تھی۔

"ہیلپ ......کوئی ہے...... پلیز ہیلپ......!" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کس طرح اتنے لمبے چوڑے شخص کو سنبھالے اور کس طرح گاڑی میں لے کر جائے۔ وہ ارد گرد دیکھ کر چونکی تھی۔ ابان شگری نے گاڑی ویرانے میں کھڑی کی تھی جہاں ان کی مدد کو کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ بے طرح چکرائی تھی۔

"ہیلپ...... پلیز ہیلپ......!" وہ بمشکل ہمت کر کے اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"اسٹاپ اٹ...... اسٹاپ کرائینگ...... ہیلپ ٹو ٹیک می ان ٹو مائے کار، ہری اپ۔ آئم آن ڈیم اٹ...... چلانا بند کرو۔ مجھے میری کار تک لے کر جاؤ...... ہیلپ می!" اس کی آنکھوں سے آنسو دیکھتے ہوئے وہ چیخا تھا۔ وہ جیسے بہت بے دم سا محسوس ہوا تھا۔

"یا اللہ......مدد......!" وہ دل ہی دل میں بولی تھی اور ابان شگری کے لمبے چوڑے وجود کو لے کر گھسیٹتے ہوئے وہ بامشکل گاڑی کی سمت بڑھی تھی۔ ایک ہاتھ سے اسے تھامتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فرنٹ ڈور کھولا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

"یہ نہیں، مجھے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے دو......!" وہ بضد ہوا تھا۔

"نہیں...... میں آپ کو ڈرائیونگ نہیں کرنے دے سکتی۔ ڈرائیونگ میں کروں گی۔" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا تھا۔ ابان شگری برہم ہوا تھا۔

"اس طرح اگر نہیں بھی کچھ ہونا ہوا تو ضرور ہو کر رہے گا۔" اس نے اتباع کے مشورے کو بری طرح رد کیا تھا۔

"میں اچھی ڈرائیونگ کر لیتی ہوں۔ پلیز ضد مت کریں۔ مجھے راستوں کی خبر نہیں ہے۔ مگر آپ مجھے گائیڈ کر سکتے ہیں۔" وہ درخواست کرتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری جیسے ضد کر کے یا بحث کر کے مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تبھی بنا کچھ کہے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اتباع نے اس کی طرف کا دروازہ بند کر کے فوراً ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"ٹیک ٹو دی لیفٹ پینڈ...... ہاسپٹل پاس ہی ہے یہاں...... ریلیکس ڈونٹ بی پینک...... تو رش!" وہ اسے پکار رہا تھا۔ ایسی حالت کے باوجود ایکٹو دکھائی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتباع کو یقین تھا اگر وہ اکیلا یہاں اس طرح کے کسی حادثے کا شکار ہوتا تو وہ کامیابی سے گاڑی چلا کر ہاسپٹل پہنچ چکا ہوتا۔ وہ کمال برداشت رکھتا تھا۔ خون تیزی سے بہہ رہا تھا مگر وہ چاک و چوبند تھا۔ شاید وہ Faint ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اپنی ول پاور کا بھرپور استعمال کرنا چاہتا تھا اور اس کا احساس اتباع کو بھی ہوا تھا۔ شاید وہ اتباع کے باعث بھی حواس کھونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ ڈری تھی۔ اس واقعے پر سہمی ہوئی دکھائی دی تھی۔ اگر وہ ہمت ہار جاتا تو یقیناً پریشان ہو جاتی۔ وہ جانے کیا سمجھی تھی۔

"آپ مجھ پر اعتبار کر سکتے ہیں۔ پلیز ریلیکس۔ اس طرح مت بیٹھیں۔ پیچھے ٹیک لگا لیں۔" وہ درخواست کرتی ہوئی ایک نگاہ اس کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے ہاتھ کے اشارے سے راستہ بتایا تھا۔ وہ گائیڈ کیے ہوئے راستے پر مہارت سے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ ابان شگری بغور اسے دیکھنے لگا تھا۔

"تم نے کہا تھا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آج یہ سفر یہیں ختم ہو گیا تو تم کیا کرنا چاہو گی؟" وہ جانے کیا سوچ کر بولا تھا۔ اتباع نے ایک نگاہ اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ اس کا دماغ جیسے ماؤف ہو رہا تھا۔ ٹھنڈے یخ سرد ہاتھوں سے وہ بمشکل اسٹیئرنگ سنبھالے ہوئے تھی۔

"پلیز مورتاک آئی سیڈ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔" وہ نرمی سے بولی تھی۔ جب ابان شگری اس کی سمت دیکھتا ہوا نرمی سے بولا تھا۔

"تم واپس چلی جانا۔ آئی لو لڈ یو اشعر ملک اچھا انسان نہیں ہے۔" وہ جانے کیا باور کرا رہا تھا۔ اتباع منصور ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اسے بمشکل ایک نگاہ دیکھ پائی تھی۔ وہ اس کی سمت بغور دیکھ رہا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا کہ اتباع منصور نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نرمی سے رکھا تھا۔ کیا احساس تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ کچھ نہیں لگتا تھا اس کا کوئی اجنبی بھی نہیں تھا۔

مگر اس شخص سے کوئی رشتہ بھی نہیں تھا اس کا۔ مگر اسے اس حالت میں دیکھ کر وہ اسے بہت غمزدہ دکھائی دی تھی۔

"میں نے کہا آپ بات مت کرو۔" وہ ایک نگاہ دیکھ کر ونڈ اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے ڈرائیونگ پر کونسن ٹریٹ کرنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے نئی سمت کے لیے ہاتھ کے اشارے سے گائیڈ کیا تھا۔ اتباع نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا اور سامنے ہی ہاسپٹل دکھائی دیا تھا۔ اتباع منصور نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں مگر وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"یو او کے؟" اس نے لاؤڈ ساؤنڈ میں پوچھا تھا تاکہ وہ بیدار ہو جائے۔ وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"ڈونٹ وری...... ہاسپٹل آ گیا ہے! کچھ نہیں ہو گا آپ کو!" وہ گاڑی ہاسپٹل کے گیٹ سے اندر انٹر کرتی کسی خیر خواہ کی طرح بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا تھا۔

کچھ نہیں لگتا تھا وہ اس کا مگر وہ اسے تکلیف میں دیکھ نہیں پائی تھی۔ اسے ایمرجنسی میں پہنچا کر اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

ڈاکٹر نے اسے باہر رکنے کے لیے کہا تھا مگر وہ باہر رکنا نہیں چاہتی تھی۔

"پلیز...... میں ان کے ساتھ رکنا چاہتی ہوں۔" جانے کس احساس سے وہ بولی تھی۔

"مسز شگری ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اٹس ناٹ آور پالیسی۔ کیمرا لگے ہیں، انتظامیہ کو خبر ہو گی تو سوال اٹھیں گے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ پلیز آپ باہر جائیں۔" وہ معتبر شخصیت تھا۔ پورا شہر اسے جانتا تھا اور اس کے حوالے سے اسے...... وہ چونکی تھی۔

ڈاکٹر نے اسے "مسز شگری" بلایا تھا۔ وہ اسے کیسے جانتا تھا؟ کیا ایسا مسز شگری نے کسی کو بتایا تھا؟ یا لوگوں نے خود سے داستانیں بنا لی تھیں؟ وہ کچھ نہیں پائی تھی مگر اس کا ذہن شل ہو چکا تھا۔ ابان شگری کو تھامنے کے باعث اس کے کپڑے خون آلود تھے مگر وہ اس طرف توجہ نہیں دے رہی تھی۔ باہر آ کر بینچ پر بیٹھتے ہوئے اسے اس تمام عرصے میں پہلی بار دادا کا خیال آیا تھا۔ اور اس نے فوراً بیگ سے فون

نکال کر دادا ابا کا نمبر ملایا تھا۔

☆☆☆

"تمہاری ابتاج سے بات ہوئی تھی؟" بوا نے کافی کا کپ اس کی سمت بڑھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں بات ہوئی تھی۔ ٹھیک ہے وہ!" دانیال مرزا کافی کا سپ لیتا ہوا بولا تھا۔

"تم نے اس کے دوست سے درخواست کرنا تھی تاکہ ابتاج منصور کو جلدی ٹریول ڈاکیومنٹس پروائیڈ کردیں تاکہ وہ جلدی سے جلدی ہمارے ساتھ یہاں موجود ہوسکے۔" بوا نے کہا تھا۔ دانیال ان کی طرف خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ پھر سر انکار میں ہلاتے ہوئے بولا تھا۔

"نہیں اس کے دوست سے بات نہیں ہوئی میری مگر میں نے ابتاج کو تلقین کی ہے کہ ایسا جلدی کرے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ وہ لائر کے پیپرز ریڈی کرنے کا انتظار نہ کرے۔" اس نے اپنی طرف سے بات بنائی تھی۔ وہ بوا کو پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ تبھی دانستہ ان سے بہت سی باتیں نہیں کی تھیں۔

"یہ تو اچھا کیا تم...... میں بہت فکرمند ہوں ابتاج کی طرف سے۔ بس وہ ٹھیک ٹھاک گھر واپس آجائے۔" وہ فکرمندی سے بولی تھیں۔ تبھی دانیال مرزا بولا تھا۔

"آپ پریشان نہیں ہوں، انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔" وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا تھا۔

"میں سوچ رہی ہوں میں اس کے پاس پاکستان چلی جاؤں، تب تک اس کے ساتھ رہوں جب تک اس کے ڈاکیومنٹس نہیں مل جاتے۔ اسے ساتھ لے کر آؤں۔" وہ فکرمندی سے بولی تھیں۔

"نہیں، ایسی بات نہیں ہے بوا۔ آپ زیادہ فکر کر رہی ہیں ابتاج کی۔ وہ ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھ سکتی ہے۔ یوں بھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ آرام کی ضرورت ہے آپ کو......" وہ بوا کا خیال کرتا ہوا بولا تھا۔

"میری طبیعت کی تم فکر نہ کرو۔ میں مینیج کرلوں گی۔" وہ اٹل لہجے میں بولی تھیں۔ دانیال مرزا ان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"اور پھر میرا خیال کون رکھے گا؟ ابتاج کے پاس تو بہت سے لوگ ہیں۔ اس کا دوست ہے۔ اس کی فیملی ہے اور......!" وہ انہیں چھیڑتے ہوئے مسکرایا تھا۔ وہ سب صورتحال معمول پر ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ بوا اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا اس کے قریب بیٹھے تھے جب وہ آنکھیں میچے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

دادا ابا نے شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔ ابتاج منصور چونک کر دیکھنے لگی تھی۔ دادا ابا شفقت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ابان کو بلٹ لگ کر نکل گئی تھی...... ہی از آؤٹ آف ڈینجر۔ فکر کرنے کی بات نہیں ہے۔ خون کچھ بہہ گیا تھا وہ دیا جا رہا ہے اسے۔

فی الحال اسے ہوش نہیں ہے۔جوان بندہ ہے۔ایک گولی کے چھو کر گزر جانے سے فرق نہیں پڑتا۔ہم شگری بہت جانباز ہوتے ہیں۔" دادا ابا اس کی فکر کو جیسے کم کرنے کو مسکراتے ہوئے بولے تھے۔مگر وہ مسکرا نہیں سکی تھی۔اس نے اس طرح کا کوئی حادثہ پہلی بار دیکھا تھا۔اس لیے یہ حادثہ مسلسل اس کے حواسوں پر سوار تھا۔اس نے اتنے اسٹرونگ بندے کو لڑکھڑاتے ہوئے اور بے ہمت ہوتے دیکھا تھا۔اتنا خون شاید اس نے اس سے پہلے کسی زخم سے رستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

"اتباع بیٹا...... پریشانی کی بات نہیں ہے۔وہ خطرے سے باہر ہے۔" وہ ساکت سی دادا ابا کی طرف دیکھ رہی تھی۔جب دادا ابا نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تھے۔

"آپ نے ابان شگری کی فیملی کو خبر کی اس حادثہ کی؟" وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔دادا ابا نے اس کی طرف لمحہ بھر کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر نرم لہجے میں بولے تھے۔

"ثمرہ ایک ماں ہے۔اس کے دل کی کیفیت سمجھی جا سکتی ہے۔اگرچہ ابان کی حالت بہتر ہے مگر مائیں اپنے بچے کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتیں۔مجھے نہیں لگا یہ بتانا مناسب ہوگا۔میں ابان کو جانتا ہوں وہ اپنی وجہ سے اپنی کسی تکلیف کے باعث گھر والوں کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔"

"اوہ......!" دادا ابا کے کہنے پر اتباع حیرت سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"مگر یہ ٹھیک نہیں ہے دادا ابا...... اور......!"

"فکر کی بات نہیں ہے بیٹا۔ابھی ابان کو گھر منتقل کیا جائے گا۔اس کے پاس ڈاکٹرز اور نرسز کی ٹیم تعینات کی جائے گی۔اس کی ٹریٹمنٹ گھر میں ہوگی۔اگر یہ ایک کسی مقصد کے لیے ہوا ہے تو اس کے لئے خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔" دادا ابا نرمی سے بولے تھے۔اتباع ان کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔پھر آہستگی سے بولی تھی۔

"میں نے ابان شگری کی فیملی کو اس کے گرد کبھی نہیں دیکھا۔آئی مین جتنے بھی دن سے میں اس گھر میں ہوں صرف ایک دو بار ابان کی بہن اس گھر میں دکھائی دی...... اور پھر آپ...... مجھے نہیں معلوم مجھے ان معاملات میں مداخلت کرنا چاہیے یا نہیں۔یا بات کرنا بھی چاہیے کہ نہیں۔کیا ابان کی اپنے گھر والوں سے کوئی مداخلت ہے؟" اتباع نے پوچھا تھا۔

دادا ابا اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک نے شیشہ پیتے ہوئے دھواں ناک کے نتھنوں سے باہر نکالا تھا۔پھر مسرور سا مسکرایا تھا۔

"وہ کہتے ہیں انور...... کبھی کبھی نشانہ چوک بھی جاتا ہے۔شکار ہاتھ لگ جاتا ہے مگر پھڑ پھڑا کر ہاتھ سے نکل بھی جاتا ہے مگر...... شکار کرنے والے کی نظر چوکی بھی ہوتی ہے۔یہ بھی ایک ٹرک trick ہے۔شکار کو شکار کرو اور پتہ لگے دو کہ شکار کرنے والے نے کوئی رعایت دی

ہے۔ حالانکہ شکار کرنے والا اتنا چوکنا ہوتا ہے کہ ایک ہی وار میں معاملات نمٹا کر کام تمام کر سکتا ہے۔" وہ مونچھ کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔
انور مسکرایا تھا۔
"آپ تو پھر آپ ہیں نا ملک صاحب۔ آپ تو کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" انور نے اشعر ملک کی وفاداری میں اس کی پیٹھ بجائی تھی۔
اشعر ملک مسکرایا تھا۔
"وہ کیا کہتا ہوں میں ہمیشہ؟" اشعر ملک مسرور دکھائی دیا تھا۔
"آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جینئس ہو......" وہ کہہ کر بے ساختہ ہنسا تھا۔
"اوئے انور...... بڑا مزا آرہا ہے یار...... یہ حقہ پہلے اتنا سرور دیتا نہیں لگا۔ آج تو مزا دو بالا ہو گیا شکار...... خود شکار ہو گیا۔"
قاسم چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ اشعر ملک نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔
"اچھی خبر نہیں ہے اشعر ملک۔ کسی نے ابان شگری پر حملہ کیا ہے۔"
اشعر ملک مسکرایا تھا اور قاسم کو دیکھا تھا۔
"خبر پرانی ہے قاسم یارا...... تیرے سے قبل یہ خبر اڑتی ہوئی ہم تک پہنچ گئی تھی۔ تو تھوڑا سست لگا آج...... کوئی نئی خبر ہے تو بتا......" اشعر ملک مسکراتے ہوئے قاسم کو دیکھنے لگا تھا۔
قاسم چلتے ہوئے اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ پھر پلٹ کر ہاتھ کے اشارے سے انور کو باہر جانے کو کہا تھا۔ انور باہر نکل گیا تھا تبھی وہ اشعر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔
"یہ کیا بچکانہ حرکت کی ہے تم نے اشعر ملک۔ جب تم ایک پلان اپنے دماغ میں ابان شگری کی بربادی کے لئے بنا چکے تھے تو پھر...... یہ قدم لینے کی کیا ضرورت تھی؟" قاسم اشعر ملک سے پوچھ رہا تھا جب اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔
"کیا پوچھ رہا ہے یارا؟ میری سمجھ میں نہیں آرہا۔" اشعر ملک مکمل لاعلم دکھائی دیا تھا۔ مگر قاسم اس کے سامنے یوں ہی کھڑا رہا تھا۔
"ابان شگری کوئی معمولی بندہ نہیں ہے اشعر ملک۔ تم نے حماقت کی ہے۔" وہ اشعر ملک کو احساس دلانا چاہتا تھا مگر اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔
"تجھے کیسے یقین ہے کہ یہ میں نے کیا ہے؟ وہ بہت بڑا بزنس ٹائیکون ہے کئی اور بھی دشمن ہوں گے اس کے۔ اس میں شک کے احاطے میں، میں ہی کیوں آؤں؟" اشعر ملک نے شانے اچکا کر کہا تھا۔ قاسم نے بغور اسے دیکھا تھا۔
"اشعر ملک، تم جانتے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ابان شگری زندہ بچ گیا ہے اور تم جانتے ہو وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کس قدر برا پیش آسکتا ہے۔ تم نے سوتے ہوئے شیر کو جگا دیا ہے۔" قاسم بولا تھا اور وہ ہنس دیا تھا۔
"میرا ارادہ اس سوئے ہوئے شیر کو جگانے کا نہیں تھا مگر شیر اس شکار میں خود شکار ہو گیا۔" وہ مونچھوں کو بل دیتا ہوا مسکرایا تھا۔

"کیا مطلب؟" قاسم چونکا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"میرا ارادہ ابان شگری کو نقصان پہنچانا نہیں تھا۔" اشعر ملک نے جتایا تھا۔ قاسم چونکتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"اتباع منصور......؟" قاسم کو یقین نہیں ہوا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ہاؤ؟" قاسم کو جیسے یقین نہیں ہوا تھا۔" کیسے اشعر ملک؟ تم ایسے کیسے کر پائے۔ تم نے تو کہا تھا تم اتباع منصور سے عشق کرتے ہو؟" قاسم اگرچہ اشعر ملک کو بہت اچھے سے جانتا تھا مگر جیسے اس نے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے یارا......!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بہت گہرے رنگ تھے۔ مگر ان رنگوں میں کوئی رنگ محبت کا نہیں تھا۔ قاسم اسے بغور دیکھ رہا تھا جب وہ بولا تھا۔

"قاسم محبت، محبت ہے۔ مگر محبت سے کچھ نہیں ہے یارا...... محبت دلکش ہے۔ دلکش ترین ہے۔ مگر اشعر ملک کو جو چاہئے بس چاہئے۔ میری دیوانگی جانتا ہے تو...... میرا جنوں محبت سے کہیں زیادہ کا ہے۔" وہ مونچھوں کو بل دیتا ہوا مسکرا دیا تھا۔

"مگر کیوں اشعر ملک؟ تم تو اس سے ڈیل کر رہے تھے؟ تمہیں پاکستان میں اس کے اثاثے تو مل ہی جانا تھے۔" قاسم حیرت سے بولا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"محبت کافی نہیں ہے یارا قاسم...... کئی اور ضروری کام بھی ہیں۔ محبت سے بھی زیادہ ضروری۔ محبت خوبصورت ہے مگر کبھی کبھی محبت سے دل بھر جاتا ہے یارا...... میں ایسے جوکھوں والے کام نہیں کر سکتا نا۔ کون ہجر کے درد سہے اور کون وصل کے خواب دیکھے۔"

"میں یہ نہیں پوچھ رہا اشعر ملک۔ وہ معصوم لڑکی کیسے اتنا بڑا خطرہ بن گئی کہ تم نے اسے راستے سے ہٹانے کا سوچ لیا؟" قاسم حیران ہوا تھا۔

اشعر ملک نے اس کی سمت مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!" ایک آنکھ دبا کر شرارت سے مسکراتے ہوئے اس نے راز سے پردہ اٹھانے سے گریز کیا تھا۔

قاسم اسے الجھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور اس کے لئے سوپ بنا کر لائی تھی۔ ابان شگری سو رہا تھا۔ اسے ڈرپ لگی تھی۔ اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا۔ وہ سوتا ہوا پرسکون لگ رہا تھا۔ دواؤں کے باعث درد کا کوئی احساس شاید اسے نہیں تھا یا پھر وہ درد برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔ اتباع

منصور نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔
شاید وہ اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی تا اسے ڈسٹرب کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس کے پاس بیٹھ کر خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس طرح بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔
جب ابان کی آنکھ کھلی تھی تو چیئر پر بیٹھے بیٹھے سو رہی تھی۔ ابان نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ وہ اس کی تیمارداری کرنے کی کوشش میں چیئر پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔ ابان شکری نے نظر گھما کر سائیڈ پر دیکھا تھا۔ جہاں اتباع منصور کا بنایا ہوا سوپ پڑا تھا۔ وہ متاثر ہوا تھا کہ نہیں مگر اس نے اتباع منصور کو بغور ضرور دیکھا تھا۔ وہ بہت بھلی لگ رہی تھی۔ اس کی فکر میں اس کے پاس بیٹھی سو رہی تھی۔ شاید اس کو جگانے اور واپس اس کے کمرے میں جا کر سونے کے لئے جا سکے۔ تبھی اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلدان جان بوجھ کر ہاتھ مار کر گرا دیا تھا۔ اتباع یکدم جاگتے ہوئے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔
ابان شکری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔
"کیا ہوا ہے؟ کچھ چاہئے؟ پانی؟" اس نے اندازہ کیا تھا ابان شکری کو پانی کی ضرورت ہے۔ ابان شکری نے اسے خاموشی سے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔
"آپ...... اپنے...... روم میں جائیے!" وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔ مگر وہ ان سنی کرتے ہوئے اس کے گلاس میں پانی انڈیل کر اسے دینے لگی تھی۔ ابان شکری نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔ مگر اتباع نے اس کی نا سنتے ہوئے اٹھ کر اس کا سر تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے پیچھے تکیہ رکھا تھا اور پھر پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پانی کے دو تین سپ لئے تھے۔
اتباع نے اس کا سر سہولت سے تکیے پر ٹکایا تھا اور گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوپ کا باؤل اٹھایا تھا۔
"نہیں...... مجھے نہیں پینا......!" ابان شکری نے منع کر دیا تھا مگر وہ ان سنی کرتے ہوئے کرسی کھینچ کر اس کے قریب رکھتی ہوئی اس کے قریب بیٹھی تھی اور اسے سوپ پلانے لگی تھی۔
ابان شکری نے اس زبردستی اور دھونس والے انداز پر اسے دیکھا تھا۔
اتباع اسے سوپ پلاتے ہوئے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔
کچھ چمچ کے بعد ابان نے اس کا ہاتھ روک دیا تھا۔ اتباع کو کافی لگا تھا تبھی اس نے بھی مزید سوپ پلانے میں کوئی زبردستی نہیں کی تھی۔ ابان شکری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اتباع نے باؤل سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور ٹشو سے ابان کے لبس صاف کرنے لگی تھی۔
"تم سوئی...... نہیں؟" وہ قدرے نقاہت سے بولتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔
"میری دیکھ بھال کے لئے۔ ڈاکٹرز اور نرسز کی ٹیم ہے۔ آپ کو آرام کرنا چاہئے۔" مدھم لہجے میں بولتے ہوئے ابان شکری نے

اسے دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور دوبارہ چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔

ابان شگری اس کے اطمینان سے بیٹھنے پر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"وہاٹ؟" ابان نے مدھم نقاہت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے جیسے سوال کیا تھا۔ اتباع نے اسے جواب میں سکون سے دیکھا تھا۔ ابان شگری کو اس پر حیرت ہوئی تھی۔ اتنی تکلیف کے باوجود وہ اپنی گرج چمک یا ایٹی ٹیوڈ نہیں بھولا تھا۔ وہی ازلی تمکنت اس کے انداز میں جھلکی تھی۔

"آپ کیا پروو کرنے کی کوشش کر رہی ہیں؟ یہاں بہت سے لوگ موجود ہیں۔" اس کی بات نا سننے پر ابان شگری قدرے برہم دکھائی دیا تھا۔

"میں کچھ بھی ایسا نہیں کر رہی جس سے آپ کو حیرت ہو......!" وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی تھی۔ انداز میں اطمینان ہنوز برقرار تھا۔

"آپ کا آرام کرنا ضروری ہے!" وہ جیسے جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"میرا یہاں موجود ہونا آپ کے لئے پریشانی کا باعث ہے؟ ڈسٹرب کر رہی ہوں میں؟" وہ مدھم لہجے میں پوچھتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"آپ سو جائیے!" ابان شگری اسے وہاں سے بھیجنے پر بضد تھا۔

"مجھے فی الحال نیند نہیں آ رہی......!" اتباع منصور نے وضاحت دی تھی۔

"آپ کو میرا یہاں رکنا الجھن کیوں دے رہا ہے؟" وہ الجھتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

اتباع منصور نے چہرے کا رخ پھیر لیا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

"آپ سو جائیے!" اتباع منصور نے ابان کی طرف دیکھے بنا کہا تھا۔ ابان شگری نے جیسے سنا نہیں تھا۔ اتباع نے اس کی سمت خاموشی سے دیکھا تھا۔

ابان شگری اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اتباع کو لگا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ تبھی اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔

"کہیں یہ آپ کی وجہ سے تو نہیں ہوا؟"

"کیا مطلب؟" اتباع منصور چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا پھر قصداً بولا تھا۔

"یہ سازشیں کس جانب اشارہ کرتی ہیں اجیاع منصور؟"

"کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"آپ انوالو ہیں اس میں؟" وہ گویا الزام لگا رہا تھا۔ اجیاع منصور حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"وہاٹ یو تا کنگ اباؤٹ......؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا......!" وہ جیسے بے پناہ حیرت کا اظہار کرتی ہوئی بولی تھی۔ اسے ابان شکری سے کچھ اچھے کی امید نہیں تھی نہ وہ اس کا خیال کسی اجر کے لئے رکھ رہی تھی۔ نہ اسے کچھ ستائش کی امید تھی مگر اسے اس ایک نئے الزام کی بھی امید ابان شکری کی سمت سے نہیں تھی۔ اگرچہ وہ جانتی تھی وہ ایسا ہی کوئی نکتہ اٹھائے گا۔ اصولاً اسے حیران نہیں ہونا چاہیے تھا مگر وہ شاید اس واقعے کے بعد ابھی ری ایکشن کی امید نہیں رکھ رہی تھی۔

"پلیز کوئی نیا نکتہ مت اٹھائیے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں اس معاملے میں کسی طرح انوالو نہیں ہوں۔ مجھے نہیں پتہ یہ کیسے ہوا اور اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔" وہ مکمل طور پر اس الزام کی نفی کرتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شکری جیسے اسے جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"میرے لئے یہ جاننا مشکل نہیں کہ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔ اشعر ملک کی ہمت اتنی نہیں ہے مگر اشعر ملک نے تمہیں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔"

وہی ہوا تھا جس کا احتمال اجیاع منصور کو تھا۔ تبھی وہ حیرت سے اس کی سمت تکتے ہوئے سرنفی میں ہلاتی ہوئی بولی تھی۔

"یہ ذکر...... یہ فضول مفروضے صرف اس لئے ہیں کہ میں یہاں سے اٹھ کر چلی جاؤں؟" وہ اس کے الزامات سے اخذ کرتی ہوئی بولی تھی۔

"مجھے آپ کے سامنے شاید نہیں آنا چاہیے۔ کبھی بھی آپ کا سامنا کرنا نہیں چاہئے۔ مجھے دیکھ کر ہر لمحہ آپ الزام دیتی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ہر لمحہ آپ کو میرے چہرے پر، آنکھوں میں ایک نئی سازش دکھائی دیتی ہے۔ کبھی مجھے لگتا ہے آپ نے جو یہاں مجھے قید کر کے رکھا ہے تو صرف اپنی ذاتی انا کی تسکین کے لئے۔ جو گلے آپ کو اشعر ملک سے ہیں ان کا ازالہ آپ مجھ سے بدلے لے کر مجھے اس گھر میں بند رکھ کر کر رہے ہیں۔" وہ صاف سناتی ہوئی بولی تھی۔

ابان شکری نے مکمل سکون سے اسے دیکھا تھا۔

"کچھ بھی ہو...... کہیں نا کہیں آپ Linked ہیں...... ان معاملات کا سرا آپ سے جا کر ملتا ہے۔ میں اسے نظرانداز نہیں کر سکتا۔"

وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ تبھی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ان معاملات کو بعد میں بہت بہتر انداز میں ڈسکس کیا جا سکتا ہے۔ آپ کو نہیں لگتا فی الحال الزامات دینے کا یہ طریقہ متروک نہیں تو کچھ تاخیر کے لئے ترک کر دینا چاہئے۔" وہ اسے اس کی حالت کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شکری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔ آپ کے ہر الزام کا سرا مجھ سے ملے گا کیونکہ آپ کے پاس ایک ثبوت کے بعد دوسرا ثبوت میرے خلاف جمع

ہے۔آپ کے الزامات کی فہرست بڑھتی جا رہی ہے۔ثبوت بے شمار ہو رہے ہیں۔شواہد بھی کافی ہیں۔میں یہیں ہوں۔خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کر رہی نا خود کو فرار کی کوئی راہ دے رہی ہوں۔آپ ہر الزام کی مکمل چھان بین کر سکتے ہیں۔میں یہیں ہوں۔ فی الحال کہیں بھاگ نہیں رہی۔آپ کی فکر بے بنیاد دکھائی دیتی ہے اور الزامات کی فہرست طویل ہے جو آپ کی عجلت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔"وہ مکمل پرسکون انداز میں بولی تھی۔ابان شکری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا پھر قدرے توقف سے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے شوق نہیں ہے یہ الزامات کی فہرست بڑھانے یا گھٹانے کا...... مگر...... میں انکار نہیں کر سکتا۔آپ مجھے بطور خاص باہر لے کر گئی تھیں۔آپ کی منشا کے مطابق عمل کیا تھا میں نے۔یہ کوئی معمولی یا نظر انداز کیے جانے لائق واقعہ نہیں ہے۔یہ کوئی منصوبہ سازی تھی ہے۔"وہ پرسکون اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی اور افسوسناک انداز میں سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"میں نے صرف یہ کہا تھا مجھے باہر جانا ہے۔اس منصوبہ سازی میں میرا ہاتھ کہاں ثابت ہوتا ہے؟"وہ شاکڈ تھی۔

"آپ نے اشعر ملک سے بات کی تھی اور اس کے بعد آپ کا باہر جانے کا اصرار اور پھر اچانک اس حادثے کا شکار ہونا؟ اس حملے کا مدعا میں تھا اور یہ معمولی بات نہیں ہے۔"وہ جانے کس زاویے پر سوچ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتی......آپ کے تانے بانے کہاں ملتے ہیں...... مگر...... اگر آپ پر کوئی حملہ ہونا ہوتا اور وہ میری منصوبہ سازی ہوتی تو پھر وہ ایک کہیں بھی ہو سکتا تھا۔اس کے لئے میری پسندیدہ یا منتخب کردہ جگہ کا منصوبہ ضروری نہیں تھا اور اس سے بڑھ کر...... اگر میں اس منصوبہ سازی میں شامل ہوتی تو آپ کو اٹھا کر ہاسپٹل پہنچاتی...... بروقت ہاسپٹل پہنچایا ہے آپ کو۔اس کا شکریہ تو ادا کرنے کی توفیق ہوئی نہیں آپ کو الٹا الزام لگا رہے ہیں۔"وہ صاف کھری سناتے ہوئے بنا کوئی لگی لپٹی رکھے بولی تھی۔

ابان شکری لمحہ بھر کو اسے خاموشی سے دیکھتے ہوئے قائل کرنے والی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔پھر مسکرا دیا تھا۔

"معصوم چہرے کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں آپ اتباع منصور مگر یہ کھیل دلچسپ بنا رہی ہیں آپ۔مجھے ہاسپٹل پہنچانے کا مقصد میری جان بچانا نہیں تھا۔ظاہر کرنا تھا کہ آپ نے بروقت ہاسپٹل پہنچانے کی کوشش کی تا کہ آپ ہر الزام سے بری ہو سکیں تا کہ آپ پر کوئی شک نہ جا سکے۔آپ دماغ سے کھیل رہی ہیں۔کھیلنے والے کھیل اور بھی ہیں اتباع منصور۔تیر موجود ہیں......اٹھائیے...... دیدہ دلیری سے دل پر وار کریں۔آپ کو بہادری کے تمغے سے نوازا جاتا۔مگر یہ کھیل حوصلہ افزائی کے قابل نہیں ہیں۔میں متاثر نہیں، ستائش نہیں کر سکتا۔نظر انداز بھی نہیں کر سکتا اور آپ کو ان الزامات سے بری بھی نہیں کر سکتا۔جانتا ہوں آپ کہیں نہیں بھاگ رہیں مگر میں آپ کو اس طرح ہر الزام سے باہر رکھ کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔"وہ مدھم سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔اتباع اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اس شخص کا دماغ بہت چلتا تھا یا صرف مخالف سمت چلتا تھا مگر وہ مزید وضاحت نہیں دے سکتی تھی خاموشی سے اسے دیکھتی ہوئی اٹھی تھی اور چلتے ہوئے باہر نکل گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

بعض اوقات چیزیں بہت پیچیدہ لگتی ہیں......الجھی ہوئی، دقیق اور بے پناہ مشکل۔ اتباع منصور کو اس شخص کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ وہ سمجھنا چاہتی بھی نہیں تھی مگر وہ اسے مائل کرتا تھا کہ وہ اس کی طرف توجہ دے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرے۔ اتباع کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ واقعی مشکل تھا یا صرف اسے الجھانے کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اس کی ان ٹینشن اس کی مدد کرنا تھا یا اسے خود میں الجھانا تھا۔ کسی فائدے کے لئے استعمال کرنا تھا یا پھر واقعی سمجھتا تھا کہ اس کو اتباع منصور سے کوئی خطرہ تھا؟

وہ اس کی متعلق سمجھ نہیں پائی تھی اور پھر اچانک سے وہ نکاح کا معاملہ نکل آیا تھا۔ اس شخص کے دماغ میں کیا چل رہا تھا، وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

وہ باہر نیم تاریکی میں بیٹھی تھی جب دانیال مرزا کی کال آئی تھی۔

اتباع منصور کو جیسے غنیمت لگا تھا اس نے فوراً کال پک کر لی تھی۔

"ہیلو......!" مدھم لہجے میں وہ بولی تھی۔

"کیا ہوا؟" دانیال مرزا جیسے اس کی آواز سن کر ہی چونکا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ کچھ ہے؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"تمہاری آواز کچھ کہتی ہے اتباع منصور اور اب پلیز کوئی فضول کی وضاحت مت دینا۔" دانیال مرزا بولا تھا۔ اتباع اس طرف خاموش ہو گئی تھی۔

"بولو کیا بات ہے اب جو پریشان کر رہی ہے؟" دانیال بولا تھا۔

"کچھ نہیں ہے دانیال۔ بس یوں ہی تم سے بات کرنے کا موڈ ہو رہا تھا۔" وہ منکر ہو کر بولی تھی تبھی وہ بولا تھا۔

"جانتا ہوں تم مجھ سے بات کرنا چاہتی ہو۔ جب تم سوچتے سوچتے تھک جاؤ اور جب کوئی سرا ہاتھ نہ آئے تو تم مجھ سے بات کرنا چاہتی ہو اتباع منصور۔ میں تمہاری ساری باتیں سنتا ہوں۔ وہ بھی جو تم کہتی ہو اور وہ بھی جو تم چھپانا چاہتی ہو۔ دانستہ یا پھر کسی باعث۔ تم کہتی ہو نا دوست سب جان جاتے ہیں۔ دوستوں سے کچھ چھپا نہیں ہوتا نا چھپایا جا سکتا ہے۔ سو اب کیا؟" دانیال بولا تھا۔ وہ لمحہ بھر کو خاموش ہو کر یونہی ہاتھ کی لکیروں کو دیکھنے لگی تھی۔ پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"دانیال زندگی اتنی آسان نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں یوں دوستوں سے چھپانا مشکل نہیں ہے مگر میرے پاس اتنا کچھ بتانے کو نہیں ہے۔ ان فیکٹ کوئی راز نہیں ہے کسی چپ کا۔ دراصل کہیں کھوئے ہیں مگر پھر بھی خاموشیاں کہیں، بہت بڑھ گئی ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"اور اب مدعا کیا ہے؟" دانیال دوسری طرف بولا تھا۔

"کوئی مدعا نہیں ہے دانیال۔ اشعر ملک، بہت خطرناک بندہ ہے۔ میں اگرچہ یہاں محفوظ ہوں مگر......!" اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی تھی۔

"مگر کیا؟" دانیال نے پوچھا تھا۔

"مگر کچھ نہیں!" اتباع منصور سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اتباع، تم اتنی محتاط کس لئے ہو؟ تم اپنے سائے سے بھی سچ بولنا نہیں چاہتیں!" دانیال مرزا نے حیرت سے پوچھا تھا۔ تبھی وہ سکوت توڑتی ہوئی بولی تھی۔

"اشعر ملک نے ابان شکری پر اٹیک کروایا ہے۔"

"واٹ؟" دانیال مرزا چونکا تھا۔ "کب؟ اور تم کہاں تھیں؟"

"میں ابان شکری کے ساتھ تھی۔ ان فلیٹ میں نے ہی اس سے کہا تھا کہ مجھے باہر جانا ہے اور وہ مجھے پک کرنے گیا تھا اور تبھی یہ واقعہ پیش آگیا۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"اوہ..... تمہیں یقین ہے یہ اٹیک ابان شکری پر ہی ہوا؟ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے اس کا ہدف تم ہو اور ابان شکری صرف نشانہ بن گیا ہو؟" دانیال مرزا نے کوئی اور سوال پوچھے بنا براہ راست اصل مدعے پر نظر ڈالی تھی۔

وہ لمحہ بھر کو خاموش رہی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ہو سکتا ہے۔ مجھے نہیں پتہ۔ مگر میں خوف زدہ ہو گئی تھی۔"

"ابان شکری ٹھیک ہے؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔

"ہاں وہ خطرے سے باہر ہے۔ گولی اسے چھو کر نکل گئی تھی۔ مگر اس کے باوجود بہت سا خون تو اس کا بہہ گیا تھا۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا اور مجھے یہ احساس ہی بہت گلٹی فیل کروا رہا تھا کہ میری وجہ سے شاید ابان شکری پر یہ عذاب اترا۔" وہ بات پر بات بتا رہی تھی۔ دانیال مرزا بولا تھا۔

"اتباع منصور۔ ابان شکری اچھا انسان اور دوست معلوم ہوتا ہے مگر تمہارا گلٹی فیل کرنا کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ جب تک تم کراچی میں ہو تمہیں ایک اسٹرونگ سپورٹ کی ضرورت بہرحال ہے اور ابان شکری سے بہتر سپورٹ کوئی اور نہیں ہے۔ وہ بہترین سہارا ہے..... مضبوط ترین۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"مگر مضبوط سہارے کا مطلب یہ نہیں کہ میں اسے استعمال کروں!" وہ باور کراتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں۔ تم اسے استعمال نہیں کر رہیں۔ وہ دوست ہے تمہارا اینڈ یو نیڈ۔ تو پھر دوست پر تو فرض بن جاتا ہے دوسرے دوست کی مدد کرنا۔ تمہیں باہر نکلنے کی غلطی نہیں کرنا چاہئے۔ اشعر ملک پاگل ہو رہا ہے۔ تمہاری کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔ وہ کم کا سودا کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے لئے تمہارے پاکستان کے اثاثے ناکافی ہیں۔ اس کے لئے تم اس وقت سونے کی چڑیا ہو اور وہ تمہیں تمہارے پروں کے ساتھ اڑنے دینا نہیں چاہتا۔" دانیال سمجھدار تھا۔ وہ بہت سی باتیں بنا کہے اخذ کر سکتا تھا مگر اتباع جانتی تھی وہ پورا اور مکمل سچ دانیال مرزا سے نہیں کہہ رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ پاکستان آئے اور یہاں آ کر کسی معاملے میں الجھے۔ سو اس کا آدھا سچ نہ کہنا ناگزیر تھا۔ وہ دانستہ باقی کا آدھا سچ

چھپا رہی تھی۔ وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی کہ ابان شگری کا معاملہ کیا تھا۔

"میں جانتی ہوں اس کے لئے میرے پاکستان میں موجود اثاثے کافی نہیں ہیں۔ وہ بہت لالچی ہے مگر اس کا لالچ بڑھنے والا ہے، گھٹنے والا نہیں ہے۔ سوائے کوئی فیور دیا سکنے کا حل نہیں ہے۔" اتباع تسلیم کرتے ہوئے بولی تھی۔

"تم کیا کرو گی اتباع؟ ابان شگری بیچارا تمہاری خاطر جان پر کھیل گیا۔ اتباع تمہیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ تمہیں اشعر ملک سے رابطہ بند کر دینا چاہئے۔" دانیال مرزا نے جیسے اسے قیمتی مشورہ دیا تھا اور پہلی بار وہ دل سے ایگری ہوئی تھی۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے دانیال۔ وہ ایک غلط قدم تھا مگر اٹھا ہوا کوئی قدم واپس نہیں لیا جا سکتا۔" وہ افسوس کرتی ہوئی بولی تھی۔

"یقیناً ایسا ممکن نہیں ہے اتباع منصور مگر تم ان اقدام کو سدھار سکتی ہو۔ فی الحال ایک کام کرو، اپنے ٹریول ڈاکیومنٹس حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرو اور پھر کچھ اور سوچنا۔ میں تمہیں دوبارہ کال کروں گا مگر پلیز ایک کام کرنا......" وہ کہتے کہتے رکا تھا۔ وہ چونکی تھی۔

"کیا......؟" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا اور گھر سے باہر مت نکلنا۔" دانیال مرزا نے تلقین کی تھی۔

اتباع منصور نے سر اقرار میں ہلا دیا تھا۔

"آل رائیٹ!" اس نے کہتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

آہٹ ہوئی تھی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تھا۔ دادا ابا کافی کے مگ کے ساتھ کھڑے مسکراتے دکھائی دیے تھے۔ اتباع نے خاموشی سے ان کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چلتے ہوئے آگے بڑھ آئے تھے۔

"آپ نے کیوں زحمت کی؟ آپ مجھے بتا دیتے دادا ابا میں آپ کے لئے کافی بنا دیتی۔" وہ شرمندہ ہوتی ہوئی بولی تھی۔ دادا ابا نے مسکراتے ہوئے ایک کپ اسے تھما دیا تھا اور اس کے قریب بیٹھ گئے تھے۔

"کوئی بات نہیں...... کافی تو تم بنا دیتیں مگر میں اپنی بچی سے بات کیسے کرتا؟ اس کے لئے تمہارے پاس آنا ضروری تھا نا اور اب یہ مت کہنا کہ تم پریشان نہیں ہو۔ بچے جب پریشان ہوتے ہیں تو بڑوں کو خبر ہو جاتی ہے۔" دادا ابا نرمی سے بولے تھے۔ اتباع کا سر بے طرح دکھ رہا تھا تبھی وہ کافی کے سپ بہت غنیمت لگے تھے تبھی وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔ دادا ابا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور شفقت سے بولے تھے۔

"مجھے معلوم ہے ابان کے اس طرح زخمی ہو جانے سے تم بہت پریشان ہو گئی ہو۔ یہ ڈر تمہارے چہرے اور آنکھوں میں دکھائی دے رہا ہے مگر پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔ پولیس اپنا کام کر رہی ہے۔ جو بھی مجرم ہو جلد پکڑا جائے گا تم خوفزدہ مت ہو اور جہاں تک ابان کی بات ہے تم جانتی ہو وہ وقتی غصہ دکھاتا ہے۔ رشتوں کی محبت سمجھتا ہے وہ۔ جلد اس کا غصہ چلا جائے گا تو صورتحال معمول پر آ جائے گی۔" پتہ نہیں وہ کیا اخذ کر پائے تھے یا کیا نہیں۔

احتاج سمجھ نہیں پائی تھی مگر وہ اتنا جانتی تھی۔وہ دادا ابا کی غلط فہمی کو دور نہیں کر سکتی تھی خاموشی سے ان کی طرف دیکھتی رہی تھی۔

"ابان ٹھیک ہے اب، اتنی پریشان کیوں ہو؟" دادا ابا نے اس کی سمت فکر سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں پریشان نہیں ہوں دادا ابا مگر یہ اٹیک کس نے کیا ہوگا؟ آپ کو بھی لگتا ہے یہ اشعر ملک ہے؟" وہ بولی تھی تو دادا ابا اسے پرسوچ نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔

"پتہ نہیں، کچھ کہا نہیں جا سکتا۔اشعر ملک کی اتنی ہمت نہیں تھی مگر اب حالات جس طرح بدل چکے ہیں ہو سکتا ہے وہ بہت غصے میں ہوگا۔ہو سکتا ہے ایسا کوئی قدم اٹھا لیا ہو مگر ایک بات ہے، اشعر ملک بہت زیادہ جنونی ہے...... پاگل پن کی حد تک۔سو اس سے کوئی بھی امید رکھی جا سکتی ہے۔ویسے پولیس اپنا کام کر رہی ہے۔ہمیں شکر اس بات پر کرنا چاہیے کہ ابان شکری کی جان بچ گئی۔" دادا ابا نرمی سے بول رہے تھے۔احتاج انہیں خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

احتاج جیسے سوچوں میں بہت الجھی ہوئی تھی اور دادا ابا نے بھی اسے مزید الجھانا ضروری خیال نہیں کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک لیپ ٹاپ پر کسی بزنس پروجیکٹ کا ماڈل دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"عمارت بلندی پر ہے اور بلندی اشعر ملک کی پسندیدہ جگہ ہے۔تو یہ پروجیکٹ او کے کردے قاسم۔" مسکراتے ہوئے مونچھوں کو بل دیتے ہوئے قاسم کی طرف دیکھ رہا تھا۔قاسم نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی طرف موڑا تھا اور اہم کام سرانجام دینے لگا تھا۔

"اشعر ملک، پولیس ابان شکری کو لگنے والی بلٹ کی تحقیقات کر رہی ہے۔" قاسم نے مطلع کیا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"کرنے یار۔اس میں کیا بڑی بات ہے؟ جب کوئی حادثہ ہوتا ہے تو پھر تحقیقات بھی ہوتی ہیں۔اس سے ضروری تو نہیں ہے نا کہ الزام بھی ثابت ہو جائے۔شک کے دائرے میں تو کئی لوگ آتے ہیں مگر فوری طور پر کسی کو پھانسی پر لٹکا دینا آسان نہیں۔کرنے والا کوئی کچی گولیاں تو نہیں کھیلا ہوتا نا؟" وہ مسکرا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے اشعر ملک؟ تم نے ایسا کوئی بچوں والا کھیل کھیلا ہی کیوں جس سے تم اس شک کے دائرے میں آ سکتے؟ یہ در پردہ مخالفت کا کھیل تھا، بہتر تھا تم اسے در پردہ ہی رہنے دیتے۔تم نے اسے سب کے سامنے لا کر رکھ دیا ہے۔یہ ٹھیک نہیں ہے اشعر ملک۔" قاسم نے سمجھایا تھا۔

اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

"یار...... کھیل تو بچوں والا نہیں تھا مگر نشانہ چوک گیا۔ابان شکری مدف تھا ہی نہیں مگر کمبخت! لگتا ہے اسے آتش نے چھو لیا ہے۔عشق ہو گیا ہے اسے۔"

"کیا مطلب؟" قاسم چونکا تھا۔

"مطلب تو واضح ہے کا کے۔ بتا تو دیا تھا تجھے۔ ابان شگری کو مارنا مقصد نہیں تھا۔ ابان شگری سے تو عشق ہے اور عشق اتنی جلدی ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اجاع منصور کے نام کی گولی تھی جو اس ابان شگری نے کھائی۔ ہیرو بننے کا شوق تھا اسے، ہیرو بن گیا۔ مگر مزے کی بات یہ ہے قاسم! ابان شگری کے معلوم ہے یہ میں ہوں اور کسے مارنا چاہتا ہوں مگر اجاع کی عقل اس حد تک نہیں جا پائے گی۔ ابان شگری اس لڑکی پر اپنا دل تو ہار سکتا ہے مگر وہ اس کے دماغ تک رسائی نہیں حاصل کر پائے گی۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"کیا مطلب؟" قاسم چونکا تھا۔

اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔ انداز مسرور تھا جیسے وہ بہت خوش تھا۔

قاسم اسے بغور دیکھ رہا تھا جب وہ بولا تھا۔

"اگر اجاع منصور شیخ کے پاس ابان شگری کے دل و دماغ تک رسائی ہوتی تو مجھ سے مدد نہیں مانگتی۔ یہی کا مجھ ہے۔ کھیل اس کی سمجھ میں آتا نہیں اور ابان شگری اس بے وقوف کو بچا رہا ہے۔ عشق ہی تو ہے یہ۔ جتا بجھتا عشق...... انگارہ سا عشق...... ہائے...... عشق بہت مزیدار ہوتا ہے۔ آتش آگ بجھے گا۔ یہ بھی مجھے پتہ تھا۔ جو اوس جس کا تخمینہ میں نے لگایا تھا۔ پانی میں آتش بھڑک اٹھا مگر اس آتش کا کوئی فائدہ ہوگا نہیں۔ عشق اندھا بہرہ ہے نا!" وہ ہنسنے لگا تھا۔

قاسم کو پتہ نہیں تھا در حقیقت اس وقت وہ کیا سوچ رہا ہے یا اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ تبھی حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہارے دماغ کی داد تو بہر حال دینا پڑے گی اشعر ملک مگر یہ کھیل در حقیقت ہے کیا؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تمہارے مقاصد اور تمہارے طے کردہ نتائج؟ یہ سب میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔" وہ الجھ کر بولا تھا۔

اشعر ملک چلتے ہوئے اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"سب ممکن ہے یارا...... اشعر ملک کی کتاب میں کچھ ناممکن نہیں۔ یہی تو بات ہے کھیل وہ کھیلو جو کسی کی سمجھ میں بھی نہ آئے اور کوئی تصور بھی نہ کرے۔ اشعر ملک اتنا بے وقوف نہیں ہے جتنا خود کو ثابت کرتا ہے۔ کھیل کھیل میں کھیل کو مات کر دینا اشعر ملک کو ہی آتا ہے۔"

اشعر ملک کے مسکرانے پر وہ متاثر ہونے والی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"یہ ہے اشعر ملک۔ دماغ تو تمہارے پاس ہے۔ عقل کا استعمال جتنا تم کرتے ہو کوئی اور کرتا نہیں۔" قاسم نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"مگر یہ کھیل، اس کا ہدف؟ کچھ سمجھ نہیں آ رہا اشعر ملک!"

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"کھیل تو وہی ہے قاسم، تیری بھابھی...... تیری بھابھی سے جنونی والا عشق اور اس کا حصول!"

"اوہ...... عشق ہے تو تم نے اجاع منصور کو ہدف کیوں بنانا چاہا؟ یہ کیسی محبت ہے؟" قاسم چونکا تھا۔ اشعر ملک لمحہ بھر کو خاموش ہوا تھا

اور مسکرایا تھا پھر مدھم آواز میں بولا تھا۔

"یہی محبت ہے یار...... یہی عشق...... یہی جنوں۔ تیری بھابھی کے دل کا رابطہ میرے دل سے جو نہیں رہا تھا۔ اور وہ مسلسل بن نہیں پا رہا تھا۔ شاید اس کا دل میرے لئے کبھی پگھلا ہی نہیں...... مگر...... عشق تو عشق ہے نا۔ میرا عشق آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے۔ اتنا اندھا نہیں ہے۔ اسے لاٹھی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب عشق دونوں آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے تو پھر وہ حماقتیں نہیں کرتا۔ بس یہی حماقت سرزد نہیں ہوئی۔ میرا عشق دونوں آنکھوں سے دیکھنے والا ہے۔ فائدہ دیکھتا ہے نقصان نہیں۔ یہیں ابان شگری مات کھا گیا۔ اس کا عشق اندھا نکلا۔ اندھا اور وہ بھی لاٹھی کے بنا۔ بس ہو گئی غلطی۔ اور فائدہ میرے حصے میں مگر ابان شگری نے ابتہاج منصور کو بچا کر میرا کھیل بگاڑ دیا مگر خیر اب بھی بہت کچھ باقی ہے اور بہت کچھ ہو سکتا ہے!" اشعر ملک مسرور لہجے میں کہہ رہا تھا اور قاسم اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

یقیناً اس کا دماغ چلتا تھا مگر وہ متجسس تھا آخر ہوا کیا ہو گا، اشعر ملک اپنے دماغ میں ایسا کیا رکھتا تھا۔

"جواب نہیں ملک صاحب آپ کا واقعی بیسٹ ہو جی!" قاسم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابتہاج منصور ابان شگری کو سوپ پلا رہی تھی جب وہ اسے خاموشی سے دیکھتا جا رہا تھا۔ ابتہاج منصور کو اس کے مسلسل دیکھنے سے الجھن ہوئی تھی تبھی نگاہ اس کی طرف سے ہٹائی تھی اور وہاں سے ہٹنے لگی تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

ابتہاج منصور الجھ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر اس کی نظروں کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے بولی تھی۔

"جانتی ہوں آپ دشمن سمجھتے ہیں مجھے۔ آپ کے خیال میں تمام سازشیں میں نے ترتیب دی ہیں۔ تمام الجھنوں کا باعث میں ہوں مگر میں فی الحال آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتی ہوں۔ پلیز مجھ پر اپنے سوالات کی بوچھاڑ فی الحال نہ کریں۔ میں یہیں ہوں۔ آپ کے گھر کے احاطے میں ہوں، کہیں فرار نہیں ہو رہی۔ سو آپ کو کوئی الجھن بھی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ کا مجرم آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔" اس کا لہجہ زہرخند تھا جیسے وہ ڈسٹرب تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر اس کے ہاتھ کی گرفت اس کی کلائی پر ڈھیلی ہو گئی تھی۔ ابان شگری نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا اور ابتہاج منصور پلٹ کر سوپ ٹیبل پر رکھنے لگی تھی۔ شاید وہ پلٹ جانا چاہتی تھی جب وہ بولا تھا۔

"ابان شگری اپنے دوستوں اور دشمنوں کی خبر رکھنا جانتا ہے۔ تمہیں اس کے لئے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تیمارداری کے لئے شکریہ اور اس دن بروقت ہاسپٹل پہنچانے کے لئے بھی۔" وہ شکریہ کے لفظ بھی جیسے اس کی طرف اچھال رہا تھا۔ شاید اس شخص میں کرٹسی کم تھی۔ مروت کے معنی ازبر نہیں تھے اسے۔ وہ اپنے معنی، اپنی ڈکشنری میں الگ معنوں کے ساتھ درج رکھنے کا عادی تھا۔ کسی اور کی بات اس کی عقل سے تضاد رکھتی تھی مگر ابتہاج منصور کو اس مخالفت کے باوجود اس شخص سے ڈر یا خوف محسوس نہیں ہوتا تھا۔

وہ اس کے سامنے تن کر کھڑی ہو سکتی تھی۔ جو چاہتی تھی بول سکتی تھی۔ دل کی بھڑاس نکال سکتی تھی اور وہ سن بھی لیتا تھا۔ شاید وہ دانستہ اسے

موقع دیتا تھا۔ دانستہ اسے ستاتا تھا یا رعایت کوئی سبب رکھتی تھی۔ اتباع منصور نہیں جانتی تھی مگر وہ جانتی تھی ابان شگری اشعر ملک جیسا نہیں تھا۔

وہ جس دائرے میں تھی وہ دائرہ ابان شگری کا تھا اور وہ کوئی ڈر محسوس نہیں کرتی تھی۔ وہ خود کو مکمل محفوظ تصور کیوں کرتی تھی وہ نہیں جانتی تھی مگر شاید ابان شگری کی دنیا میں کچھ اور قاعدے اور ضابطے تھے جنہیں وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

مگر اس کے اچانک اس حادثے کا شکار ہونے سے وہ پریشان تو ہوئی تھی مگر اسے کسی قدر اطمینان ہوا تھا کہ وہ زبردستی کے نکاح کا سلسلہ موقوف ہو گیا تھا۔ صورتحال بدل گئی تھی اور اتباع منصور نے کسی قدر وقتی اطمینان کی سانس لی تھی۔ کل کیا ہونا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ شرائط پر رشتے بنانا نہیں چاہتی تھی اور کسی انجانے شخص کے ساتھ تو بالکل نہیں۔ اس نے غیر ارادی طور پر سر انکار میں ہلایا تھا۔

جب ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

وہ سوچوں میں الجھی کھڑی تھی جب ابان شگری اسے تکتا ہوا بولا تھا۔

"اپنی سوچوں کی نفی کرنا مناسب حل نہیں ہے شیرنی...... ناموافق صورتحال ہو تو بادبان کا رخ ارادی طور پر موڑ لینا دانش مندی کہلاتا ہے مگر اس سے منزل کی سمت کا تعین کھو جائے گا یا فراموش ہو جائے گا، ایسا ضروری نہیں ہے۔" ابان شگری کی نظریں اس چہرے کو بغور دیکھ رہی تھیں۔

اتباع منصور رخ پھیر کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی پھر دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"میری منزل کوئی اور ہے ابان شگری اور آپ کے راستوں کا تعین اس سے کوئی واسطہ یا سروکار نہیں رکھتا۔" وہ جانے کیا جتا رہی تھی مگر ابان شگری کی آنکھیں متاثر ہوئی تھیں۔ متواتر اسے دیکھنے کا عمل موقوف نہیں ہوا تھا۔ وہ جیسے اس کی ذہانت سے متاثر دکھائی دیا تھا۔

مگر وہ لفظوں میں جتانا فرض نہیں سمجھتا تھا تبھی بولا تھا۔

"منزلوں کی بات وہ کرتے ہیں شیرنی جو منتخب راستوں پر چلتے ہیں...... جو بھٹک جائیں وہ دوسروں پر انحصار کرتے ہیں...... اور انحصار کرنا کبھی منزل کے تعین کو ظاہر نہیں کرتا۔" وہ جتا رہا تھا۔ وہ خاموش تھی تبھی وہ بولا تھا۔

"کچھ عجیب سا ہے، یقین نہیں ہوتا مگر ہزار مخالفتوں کے باوجود کوئی شے ہے جو مجھے تمہارے مخالف کھڑا نہیں ہونے دیتی، میں نہیں سمجھ پاتا یہ کیا ہے۔ تم جانتی ہو شیرنی؟" وہ جیسے مذاق کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سنجیدگی کا کوئی عنصر نہیں تھا۔

اتباع منصور کچھ نہیں پائی تھی۔ وہ خاموشی سے دیکھتا رہا تھا پھر مدھم لہجے میں اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"محبت حکایتوں اور دلیلوں سے واقفیت نہیں رکھتی۔ محبت کو عقل کی باتیں بھی سمجھ نہیں آتیں، محبت چھوٹے سے کمرے میں خرد کا دروازہ بند کر کے رہتی ہے۔ جنوں کے تکیے پر سر رکھ کر سوتی ہے اور آنکھیں بند کر کے مکمل یقین کے ساتھ، اپنی مرضی سے، اپنے بہاؤ سے چلتی ہے۔" مدھم لہجے میں کئی حکایتیں تھیں مگر اتباع منصور جیسے کچھ سمجھ نہیں پائی تھی یا پھر سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے نگاہ ابان شگری کی سمت سے پھیر لی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی احساس کیا ہے!"

"احساس تم ہو شیرنی......!"

"اور محبت؟"

"محبت تم سے آغاز ہوتی ہے، اختتام تم سے کر سکتی ہو!"

"اور اختتام کہاں جا کر ہوتا ہے؟"

"لگن کے راستوں پر، جنوں کی آخری حد تک!"

ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا۔ اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

تبھی ابان شگری مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟ کاتواں ہوں، عقل کو سلامت نہیں کر سکتا۔ ہو سکے تو نگاہ کریں اور سارے منظر واضح کر دیں۔"

اتباع منصور سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"ابان شگری، جنوں نہیں ہے یہ...... دماغ کا خلل کہتے ہیں اسے۔"

"اور جنوں کو اس خلل سے مل کر، آخری حدوں تک جاتے دیکھنا ہو تو؟" ابان شگری نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔

اتباع منصور جیسے ان راستوں سے، تیوروں سے قطعاً نابلد تھی تبھی تھک کر بولی تھی۔

"تو اس کے لئے آپ کو ایک کام کرنا چاہئے...... آنکھیں بند کر کے سو جانا چاہئے۔" وہ جانے کے لئے پلٹی تھی۔ ابان شگری نے اس کے نرم ہاتھ کو ہولے سے گرفت میں لیا تھا۔ اتباع منصور رک بھی تھی۔ پلٹ کر دیکھنے کی سعی نہیں کی تھی۔ شاید وہ دانستہ پلٹ کر دیکھنا نہیں چاہ رہی تھی مگر اسے محسوس ہو رہا تھا ابان شگری کی آنکھیں اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔ ان نظروں کی تپش کو وہ سامنا کرتے ہوئے بھی صاف محسوس کر رہی تھی۔ وہ نظریں اس کی پشت پر جمی تھیں۔ وہ چہرہ اس کی سمت نہیں تھا مگر آنکھوں پر ابان شگری کی آنکھوں کی تپش صاف واضح ہو رہی تھی۔

اتباع منصور نے کن انکھیوں سے اس چہرے کو...... ان آنکھوں کو دیکھنا چاہا تھا۔ ابان شگری نے ان آنکھوں کی چوری جیسے پکڑ لی تھی۔

وہ اس کی سمت دیکھنے بنا سطر سطر پڑھتا تھا جیسے اسے...... یہی گمان اتباع منصور کو ہوتا تھا تبھی وہ اس کی سمت دیکھنے سے گریز کرتی تھی۔ وہ اسی طور رخ پھیرے کھڑی تھی۔ جب ابان شگری کی مدھم آواز اس کی سماعتوں میں پڑی تھی۔

"آج بے سبب بولنے کی حکایتیں ایک طرف رکھ دیں، کبھی کبھی غیر ضروری باتوں کو ایک گٹھڑی میں باندھ کر کمرے میں رکھی الماریوں میں کہیں بند کر کے رکھ دینا بہتر ہوتا ہے تاکہ دل کے کواڑوں میں چھپے سچ باہر آسکیں۔" ابان شگری جیسے اسے اکسا رہا تھا کہ وہ پلٹ کر اس کی سمت دیکھے۔

اتباع منصور کی کیفیت دگرگوں سی تھی۔ وہ ہاتھ ابان شگری کی گرفت سے نکال کر بھاگ جانا چاہ رہی تھی مگر اس کا ہاتھ جیسے اس کے

ہاتھ کی گرفت میں پگھلا ہوا موم ہو گیا تھا۔ گرفت اگرچہ نرم تھی مگر وہ موم اس گرفت سے رہائی پانے میں بالکل ناکام تھا۔

اتباع منصور نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

ابان شگری بغور اس چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"نگاہ پلٹ لینے سے منظر نہیں بدلتے اتباع منصور شیخ۔ رد کرنے کا یہ عمل دقیق ہے۔ اس میں نتائج اخذ شدہ نتائج سے مختلف آتے ہیں۔" وہ جانے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ اتباع منصور سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔

وہ نگاہ بدل رہی تھی جب ابان شگری کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"بے ثبات لہجے میں، انبساط کے حاشیوں میں چھپی ایک بات اپنے دبے راز کھولنے میں کچھ زیادہ وقت نہیں لیتی، اگر محبت منقسم ہو کر اپنے راز کھول دے تو......؟" ابان شگری نے ایک خدشہ اس کے سامنے رکھا تھا۔

اتباع منصور اسے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

"محبت کا جو احساس آپ کو دکھائی دیتا ہے...... میرے اندر وہ کہیں سنائی نہیں دیتا۔ آپ کی سماعتوں تک وہ لفظ کیسے جاتے ہیں، میں نہیں جانتی مگر ان لفظوں کا کوئی رابطہ میرے دل سے نہیں جڑتا۔" وہ جیسے اسے باور کرا رہی تھی اور وہ محظوظ ہو کر مسکرا دیا تھا۔

"کوششیں آپ کر رہی ہیں۔ یہ شکوہ تو میری طرف سے ہونا چاہیے۔ آئینہ دیکھیں۔ آپ کی نگاہ کوئی راز کھولتی ہے۔ حیرت ہے وہ راز آپ کو دکھائی نہیں دیتے؟ یا آپ دیکھنا نہیں چاہتیں؟" وہ حیران ہوا تھا۔ "بہرحال جو بھی ہو۔ محبت ربط ہے اور اپنے رابطے خود استوار کرتی ہے۔" وہ یقین سے کہہ رہا تھا۔ تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"محبت کہیں نہیں ہے اور رابطے بھی کہیں استوار نہیں ہوں گے۔ میں اس گھر میں قید ہوں اور قیدیوں سے رابطے نہیں جوڑتے۔ آپ کو جو سزا دینا ہے وہ سنا دیں۔" وہ دوٹوک لہجے میں بولی تھی۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا پھر قدرے توقف سے بولا تھا۔

"آپ اپنے ہر زاویے میں ایک نیا معنی ڈھونڈتی ہیں شیرنی اور محبت اتنے ہی زاویوں میں منقسم ہوتی جاتی ہے۔ یہ بھید کھلنے میں وقت لگے گا مگر فی الحال یہ جتانا ضروری تھا کہ سزا تو آپ کو ملے گی۔ اس میں کوئی رد و بدل تا حال نہیں ہوا۔" ابان شگری کا لہجہ مضبوط تھا اور وہ ساکت رہ گئی تھی۔

"کیا...... کیا مطلب؟"

ابان شگری بہت پرسکون انداز میں اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"کیسی سزا کی بات کر رہے ہیں آپ؟" وہ الجھی ہوئی نظروں سے ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"ہمارا نکاح ہونا ضروری ہے شیرنی...... اور وہ ہو کر رہے گا۔" وہ اٹل لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور ساکت رہ گئی تھی۔

"اوہ..... تو یہ رشتہ نہیں ہوئی سرا ہوگی؟" وہ بہت زیادہ معنی اخذ نہیں کر پائی تھی اور ابان شگری جیسے بہت زیادہ وضاحتیں دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ دھیرے سے اس ہاتھ کو اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔

مگر اجباع منصور میں اتنی ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ فوری طور پر چلتی ہوئی وہاں سے جاسکتی۔ وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اور ابان شگری کی آنکھوں میں بہت زیادہ معنی نہیں تھے۔ اگر اجباع منصور کے دل میں کوئی سوال تھے بھی تو ان کے جوابات ابان شگری فی الحال دینا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"محبت سوالیہ نشان ہے قاسم..... اس کے سوا کچھ نہیں ہے!" اشعر ملک انرجی ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"میں سوالیہ نشانوں کو سمجھنے میں اپنا ٹائم ویسٹ نہیں کر سکتا یار! سیدھا سادا بندہ ہوں..... محبت چاہیے..... یا نہیں چاہیے..... الجھے الجھے راستوں کا سفر نہیں ہوتا مجھ سے..... اتنی عقل چلتی تو آج پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر بیٹھا ہوتا" وہ مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہو اشعر ملک۔ مگر مجھے یقین تھا تمہیں اجباع منصور سے محبت ہے!"

"کس نے کہا محبت نہیں ہے؟..... محبت ہے یار!..... بے حد، بے حساب محبت ہے..... مگر عشق فانی ہے..... حسن بھی فانی ہے..... میں فرشتہ نہیں..... نا اجباع منصور وہ معبود ہے کہ میں سجدوں میں عمر نکال دوں..... ہاں ہے وہ دلکش، عشق بھی جائز ہے اس سے..... مگر یار! میں ایک راہ پر مسلسل نہیں چل سکتا نا۔ ہو سکتا ہے مجھے پھر اس سے اس سے زیادہ محبت ہو جائے..... دل کا کوئی پتہ ہے؟..... دل تو دل ہے نا....." وہ ایک آنکھ شرارت سے بند کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم اس کی شرارت سے محظوظ ہوا تھا۔

"تمہارا جواب نہیں اشعر ملک!"

اور اشعر ملک محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

"کہتا ہوں نا میں..... آئی ایم دا بیسٹ..... تو میں ہوں بھی۔ آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو!" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

قاسم اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ تبھی وہ ڈرنک کے سپ لیتا ہوا مسکرایا تھا۔

"اجباع منصور میرا عشق بھی ہے اور جنون بھی..... مگر جس طرح وہ مجھے پیچھے دھکیلتی ہے اس سے میرا جی اس سے مزید محبت کرنے لگتا ہے۔ مجھے افسوس ہے میں نے اس پر حملہ کروایا مگر خوشی اس بات کی ہے کہ گولی اجباع منصور کو نہیں لگی۔ مگر پھر اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ وہ گولی ابان شگری کو لگی مگر کسی کام نہ آسکی..... خیر..... محبت کا کوئی سرا تو ہاتھ لگتا تھا اور کہانی اب اور واضح ہوگی ہے۔ اس ایک بلٹ نے کئی معنی واضح کر دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک معنی ابان شگری کی اجباع منصور کے ساتھ محبت ہے۔ ابان شگری اسے محفوظ کرنے کی ہر راہ ڈھونڈے گا۔ یہ بات مجھے پہلے سے پتہ چل چکی تھی۔ وہ شخص بھی ٹیڑھی کھیر ہے۔ مجھے اسے سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ مگر اب کھیل

بہت واضح ہے۔ابان شگری کا دل میری نظروں میں کسی کتاب کی طرف کھل گیا ہے۔وہ میرا سب سے بڑا حریف ہے۔یہ بات اپنی جگہ ہے مگر میں ایک اور کھیل کھیلنا چاہتا تھا۔

میں اجتباع منصور کے قتل کا الزام ابان شگری کے سر ڈالنا چاہتا تھا۔میرا یہ کھیل کسی کی سمجھ میں بھی نہیں آتا تھا۔مجھے خبر تھی۔تبھی چپ چاپ کھیلنا چاہتا تھا اور تمام فائدہ اٹھانا چاہتا تھا!" وہ ایک ایک پہلو واضح کر رہا تھا اور قاسم اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔وہ حیران نہیں تھا۔وہ اشعر ملک کو بچپن سے جانتا تھا۔

اسے خبر تھی وہ شخص کیا کر سکتا تھا۔سو وہ چپ چاپ اسے سن رہا تھا۔

"میں ایک تیر میں دو وار کرنا چاہتا تھا اور میں نے یہ کیا۔مگر ابان شگری نے کھیل تھوڑا بگاڑ دیا......خیر......وہ تو مسئلہ نہیں......یہ وار پھر بھی ہو سکتا ہے۔مجھے اطمینان ہے کیونکہ اجتباع منصور شیخ کے والد محترم کی وصیت میرے ہاتھ ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔انداز سرسری تھا اور قاسم چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟"

اشعر ملک ہنسا تھا۔

"کیا ناممکن ہے یار!؟ ہر شخص بکتا ہے......سب خریدا جا سکتا ہے۔جو وصیت اجتباع منصور کو اکیس برس کا ہو کر ملنا ہے اس کی کاپی ابھی سے میرے پاس ہے اور اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ ساری جائیداد اجتباع منصور کے نام ہے۔لیکن اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتی ہے تو......پھر......!" اشعر ملک کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔قاسم جاننے کو تجسس ہوا تھا۔

"پھر......؟" قاسم کی آنکھوں میں تجسس صاف واضح تھا۔

اشعر اتنے ہی سکون سے مسکرا دیا تھا۔

"قاسم......اشعر ملک ناممکن کو ممکن کرنے والوں میں سے ہے۔مجھے معلوم تھا اجتباع مجھے صرف پاکستان کے اثاثوں کی ڈیل کر کے ٹرخانا چاہتی ہے اور میری ڈیل ماننے سے انکار کر سکتی ہے کیونکہ وہ ایسی شادی نہیں کر پائے گی۔سو میں نے اجتباع منصور کے والد محترم کے وکیل کو بلا کر ایک ڈیل کر لی۔اس نے خوشی خوشی اس وصیت کو بدل دیا اور صاف واضح کر کے لکھ دیا کہ اشعر ملک چونکہ ایک بیٹے کی طرح منصور شیخ سے بہت قریب تھا اور منصور شیخ اس پر ایک بیٹے کی طرح اعتماد کرتے تھے سو اگر اجتباع منصور کو کچھ ہو جاتا ہے تو تمام جائیداد کا وارث اشعر ملک بن جائے گا......بلاشرکت غیرے مالک......سیاہ و سفید......سب اشعر ملک کا!" وہ بہت مسرور سا مسکرایا تھا اور قاسم نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"جواب نہیں اشعر ملک تمہارا!" قاسم نے بھرپور داد دی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"میں نے سوچا تھا۔ اجاح ختم ہو گی اور اس کے قتل کے الزام میں ابان بھی جائے گا۔ مگر کھیل بدل گیا...... مگر ایک تسلی ہے...... اجاح منصور کی وہ وصیت اب بدل چکی ہے سو اس کی موت سارے معنی بدل دے گی۔ اگر وہ میری شرط پر نہیں چلے گی تو اسے موت سے ملنا ہو گا۔ اس کے پاس تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔" وہ سفاکی سے بولا تھا۔

قاسم نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔ تبھی اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"تبھی تو میں کہتا ہوں...... آئی ایم وائیسٹ...... تو بیں جینئس ہوا" اشعر ملک مسکرایا تھا اور قاسم نے سر ہلاتے ہوئے تائید کی تھی۔

"ذہین تو تم کمال کے ہو اشعر ملک مگر مجھے حیرت ہے اب کے بار تم نے بہت بڑا کھیل بہت کامیابی سے کھیلا۔ اجاح منصور کے پاس واقعی کوئی تیسری راہ نہیں بچتی۔ یا تو اسے ابان شگری سے نکاح والی ڈیل ماننا پڑے گی یا پھر اسے تمہاری طرف واپس آنا ہو گا یا پھر جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے اور وہ یقیناً تیسری راہ پر چلنا نہیں چاہے گی۔ تم نے تو گھیرا تنگ کر دیا ہے، کوئی راہ بچتی ہی نہیں!" قاسم نے بھرپور داد دی تھی اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اجاح منصور بے چینی سے یہاں سے وہاں واک کر رہی تھی۔ سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا وہ کیا کرے۔ اس نکاح سے نکلنے کا کوئی راستہ اسے ڈھونڈنا تھا مگر اشعر ملک کی مدد لینے کا مطلب مزید دقیق کھیل میں خود کو الجھانا تھا اور وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی مگر اس کے بنا فی الحال کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

لیکن جانے کیوں اسے لگ رہا تھا اشعر ملک کی ڈیل وہ قبول کر سکتی تھی کیونکہ اسے انگلینڈ جا کر دوبارہ اپنی اسٹڈی کی طرف لوٹنا تھا...... زندگی دوبارہ اسٹارٹ کرنا تھی اور اگر وہ اشعر ملک کی بات نہ مانتی تو اشعر ملک نے اس کا پیچھا کرتے رہنا تھا۔ یہ خوف کی تلوار ہمیشہ اس کے سر پر لٹکتا رہتا تھی۔ اور وہ اس اشعر ملک کے خوف کے ساتھ جینا نہیں چاہتی تھی تبھی اسے جو خوف اشعر ملک کی طرف سے تھا وہ اس کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔

اس کی سوچ میں ابان شگری اتنا خطرناک نہیں تھا۔ وہ یہاں سے بچ کر نکل سکتی تھی اور اشعر ملک کی ڈیل کے ساتھ ایک بے خوف زندگی گزار سکتی تھی۔

اس نے یہی ٹھان کر اشعر ملک کا نمبر ملایا تھا۔

اور اشعر ملک جیسے منتظر ہی تھا فوراً اس کی کال پک کی تھی۔

"جناب!" اس کی آواز سن کر وہ مسکراتا ہوا بولا تھا۔

"زیادہ باتوں کے جال مت پھیلاؤ اشعر ملک۔ بتانا اتنا چاہتی ہوں کہ مجھے تمہاری ڈیل قبول ہے مگر میں زندگی تمہارے خوف کے بنا گزارنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس خوف سے رہائی کی کوئی ضمانت چاہیے۔ تم اس کھیل کے بعد کوئی نیا کھیل نہیں کھیلو گے اور مجھے زندگی

سکون سے جینے دو گے۔ اپنے خوف کی تلوار میرے سر سے ہٹالو۔ میں بس یہی گارنٹی چاہتی ہوں۔ اس ڈیل کے بعد تم میرا پیچھا کبھی نہیں کرو گے۔" وہ دوٹوک لہجے میں کہہ رہی تھی۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"سوئیٹو..... اتنے خدشے مت پالو۔ اعتبار کرو اشعر ملک اتنا برا نہیں ہے۔ محبت کرتا ہے آپ سے..... آپ کا برا کیسے چاہ سکتا ہے؟"

"شٹ اپ اشعر ملک..... میں نے کہا تم فضول کی کوئی بکواس نہیں کرو گے۔" اتباع منصور اسے وارن کرتی ہوئی بولی تھی۔

اشعر ملک ہنس رہا تھا۔

"اتباع منصور شیخ مجھے محبت پر مائل مت کرو ورنہ پھر شکوہ آپ ہی کرو گی۔" وہ چھیڑتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور غصہ دبانے کی کوشش کرنے لگی تھی جب وہ بولا تھا۔

"مذاق کر رہا ہوں سوئیٹو۔ اتنا غصہ کیوں کرتے ہو۔ جیسا آپ نے کہا ویسا ہی ہوگا۔ اب اور کیا؟" وہ مسکرایا تھا۔

"کہو تو قانونی پیپر پہ لکھ کر دے دیتا ہوں کہ کوئی بدمزگی نہیں ہوگی۔ سب ڈیل کے مطابق ہوگا۔ اشعر ملک کی زبان پہ اعتبار کرو یارا..... اب ایسا بھی کیا۔ اتنی بے اعتباری ٹھیک نہیں ہوتی۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں اگر آپ اس ڈیل پہ عمل کریں گی تو آپ کو کوئی خطرہ اشعر ملک سے لاحق نہیں ہوگا۔ اشعر ملک آپ کی زندگی اور دنیا دونوں سے بہت دور رہے گا مگر شرط یہ ہے سب ویسا ویسا ہو جیسا آپ وعدہ کر رہی ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"میں ویسا کروں گی مگر امید کرتی ہوں اشعر ملک تم اپنی راہ نہیں بدلو گے۔ میں جانتی ہوں تم پہ اعتبار کرنا مشکل ہے مگر میں ایک چانس لینا چاہتی ہوں اور اگر تم نے یہ وعدہ توڑا تو پھر میں تمہیں پھوٹی کوڑی نہیں دوں گی۔ دوسرے پولیس کو انفارم کر دوں گی۔ جانتی ہوں تم بہت اختیارات رکھتے ہو مگر قانون سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ حکومت برطانیہ پہ ایک خاتون حکمرانی کرتی ہے اور عورتوں کے حقوق کا بہت پاس کیا جاتا ہے وہاں۔ میں ہر دروازہ کھٹکھٹاؤں گی۔" وہ دھمکاتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"جواب نہیں سوئیٹو آپ کا۔ اتنی پیاری دھمکیاں پہلے نہیں سنی یارا..... اتنے میٹھے لہجے میں تو دھمکیاں کیا، آپ زہر بھی دے دو تو چلے گا۔" وہ مسکرایا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے سن رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"یقین رکھیں..... ہم آپ کا بھروسہ نہیں توڑیں گے۔ توڑیں تو پھر آپ تمام دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا سکتی ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے یقین دلایا تھا۔ جواباً اتباع منصور نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

فون بند کر کے اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"میں نہیں جانتی میں نے غلط کیا ہے یا صحیح مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ میرے پاس کوئی اور دوسرا راستہ نہیں ہے۔" اس نے دل

ہی دل میں سوچا تھا۔

وہ پلٹی تھی جب ابان شگری پر نگاہ ٹھہر گئی تھی۔

وہ غالباً آفس جانے کے لئے تیار تھا۔ دادا ابا اس کے مقابل کھڑے تھے۔ غالباً وہ اسے اتنی جلدی کام پر واپس پلٹنے پر ڈانٹ رہے تھے مگر وہ سہولت سے انہیں سمجھا رہا تھا۔ اتباع غیر ارادی طور پر چلتی ہوئی قریب آئی تھی۔

"دادا ابا میں ٹھیک ہوں اب...... زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے بہت سا اہم کام نپٹانا ہے۔ گھر بیٹھ کر میں اسے التوا میں نہیں ڈال سکتا۔ آپ فکر مت کریں۔ مجھے کوئی پرابلم ہوئی تو ڈاکٹر کو کال کروں گا۔" وہ تسلی دیتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع نے اس لمبے چوڑے شخص کو دیکھا تھا۔ نظریں جانے کیوں اس شخص کو دیکھتی رہی تھیں۔ وہ اس پر سے نگاہ ہٹا نہیں پائی تھی۔

کیا احساس تھا، وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

جانے کیوں ایک انجانا سا احساس ہوا تھا۔ وہ اگرچہ اس کا کچھ نہیں لگتا تھا، کوئی واسطہ بھی نہیں تھا مگر پھر اتنا برا کیوں لگ رہا تھا اسے۔ کیوں لگ رہا تھا کہ اس نے بہت غلط کیا ہے۔ کوئی بہت غلط فیصلہ کیا ہے۔

اشعر ملک کو ڈیل کا کہہ تو دیا مگر دل بہت خالی سا ہو گیا تھا۔ وہ اپنے احساس کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر فوری طور پر اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

ابان شگری سے کیا واسطہ تھا......

کیا تعلق تھا......

وہ ایسی نظروں سے اسے کیوں دیکھ رہی تھی...... کیوں دیکھے ہی جا رہی تھی۔

وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ نگاہوں میں اس کا چہرہ گھوما تھا۔ وہ لمحہ جب اس نے اسے غالباً سامنے سے آنے والے بلٹ سے بچانے کے لئے اپنی پناہ میں لیا تھا۔ اس نے اس مشکل تائم میں اتباع منصور کو بچانے کی سعی کی تھی...... اسے محفوظ قرار دیا تھا۔ یہ آنکھیں کیوں اس منظر کو سوچ رہی تھیں۔ اتباع منصور جان نہیں پائی تھی۔ اس نے آنکھیں زور سے میچتے ہوئے ہر خیال کو جھٹکنا چاہا تھا جب اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ ابان شگری اس کے سامنے کھڑا تھا۔

دادا ابا غالباً اسٹڈی میں جا چکے تھے۔

ابان شگری کب اس کی سمت متوجہ ہوا تھا..... کب اس کی طرف آیا تھا...... وہ جان نہیں پائی تھی۔ اتباع منصور اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ شاید وہ اس کی نظروں کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟" وہ بالآخر پوچھ بیٹھا تھا۔
ابتہاج نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور پھر سر انکار میں ہلا دیا تھا۔
"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ قصداً نظریں پھیر گئی تھی۔
"کیا ہوا؟ تم کچھ چھپا رہی ہو؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔ شاید وہ ان نظروں...... اس چہرے کو پڑھنے میں ناکام رہا تھا۔
ابتہاج منصور نے دفعتاً رخ پھیرا تھا اور وہاں سے مڑ کر جانے لگی تھی جب ابان شگری نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے روک لیا تھا۔
"رکو......!" ابتہاج کے قدم جیسے زمین نے پکڑ لیے تھے۔
ابان شگری چلتا ہوا اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔
"تم کسی بات پر پچھتاوا محسوس کر رہی ہو؟" وہ جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اگرچہ ابتہاج منصور اس کی سمت دیکھ بھی نہیں رہی تھی مگر وہ اس چہرے کو جیسے پڑھ سکنے میں عبور رکھتا تھا۔
اس کے سوال کے جواب میں ابتہاج منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔
ایسا کیا ہے جو آپ کی آنکھیں چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں مگر مسلسل ناکام ہیں؟" وہ بغور جانچتے ہوئے بولا تھا مگر ابتہاج منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ کچھ نہیں بولی تھی۔ وہ کچھ لمحوں تک خاموش رہا تھا پھر اخذ کرتے ہوئے بولا تھا۔
"اشعر ملک سے کوئی نئی ڈیل؟" اس کا اندازہ اس قدر درست ہوگا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ تبھی وہ اسے ساکت حیرت سے بھری نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔
"ابتہاج منصور یہ الجھن بڑھانے کا شوق کیوں ہو چلا تمہیں؟ کیا کر رہی ہو؟ وہ جیسے اسے جتانا چاہتا تھا کہ وہ کتنی غلط ہے مگر ما سوائے افسوس کے وہ کچھ اور نہ کر پایا تھا اور مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے پلٹا تھا۔ جب ابتہاج منصور نے اسے یکدم روکا تھا۔
"یہ کیا ہے ابان شگری؟ تم کیسے یہ سب کر سکتے ہو؟ وہ بے پناہ غصہ آنکھوں میں بھرتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔
"تھک آچکی ہوں ابان شگری!" اس کی تھکن اس کے لہجے میں تھی۔ مگر ابان شگری کچھ نہیں بولا تھا۔ پلٹا تھا اور آگے کی سمت بڑھنے لگا تھا۔ ابتہاج منصور اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ پھر تھک کر پلٹ کر ابان شگری کی مخالف سمت سفر کرنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک نے سُتے کا کش لے کر دھواں باہر خارج کیا تھا۔ انداز مسرور تھا۔ جب قاسم اس کے سامنے بیٹھا تھا۔
"اشعر ملک یہ کیا کھیل کھیل رہے ہو تم؟ تمہیں ابتہاج منصور سے خود شادی کرنا تھی پھر تم اسے خود ابان شگری کی سمت کیوں دھکیل

رہے ہو؟ اس سے تمہیں کیا نتائج ملیں گے؟ اگر ابان شگری نے اتباع کو طلاق نہ دی تو کیا حاصل ہو گا تمہیں؟'' قاسم نے جتایا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''قاسم، یارا ساری باتیں سمجھنے سمجھانے کے لئے نہیں ہوتیں۔ کچھ باتوں کو بند کر کے سمندر برد کرنا چاہیے تا کہ وہ راز بھی راہ نہ پا سکیں!'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔ پھر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا مسکرایا تھا اور بولا تھا۔

''اتباع سے پیار ہونے لگتا ہے یارا...... اسے دیکھو تو ہر بار محبت کو نیا جوش آتا ہے جیسے۔''

قاسم مسکرایا تھا۔

''تم بیٹ ہو اشعر ملک مگر وہ لڑکی معصوم ہے۔ اسے انتامت الجھاؤ۔ اگر ابان شگری سے حساب بے باق کرنے ہیں تو اسے بزنس میں شکست دو۔'' وہ مشورے سے نوازتا ہوا بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''وہ بھی ہو جائے گا۔ فی الحال یہ کھیل تو کھیل لینے دو۔ مزا آ رہا ہے یارا۔ کچھ اور لطف بڑھنے دو...... پھر دیکھو رنگ کیا گہرا آتا ہے!''

وہ مسرور سا بولا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

دادا ابا کو ضروری کام سے جانا تھا۔ وہ چلے گئے تھے۔ ابان شگری کسی ضروری کام میں بزی تھا۔ آؤٹ پلیس میں لائر کے ساتھ بیٹھا وہ کوئی ضروری امور ڈسکس کر رہا تھا۔ اتباع منصور اسے ملنے آئی تھی مگر اسے دور سے ہی بزی دیکھ کر وہیں سے پلٹ آئی تھی۔ وہ کوریڈور میں تھی جب اس کا فون بجا تھا۔ کوئی اجنبی نمبر تھا۔ وہ کال پک کرنا نہیں چاہتی تھی مگر ایک بار نہ اٹھانے کے بعد کال دوبارہ آئی تھی اور سیل فون بجنے لگا تھا۔ تبھی اس کے لئے کال پک کرنا جیسے ضروری ہو گیا تھا۔

''ہیلو......!'' کسی اجنبی کی آواز سنائی دی تھی۔ اتباع چونکی تھی۔

''کون؟'' وہ پہچاننے سے قاصر دکھائی دی تھی۔

دوسری طرف لمحہ بھر کوئی خاموش رہا تھا۔

''کون ہے؟'' اتباع منصور کی آواز دوبارہ ابھری تھی۔

''ہیلو...... میں قاسم بول رہا ہوں۔'' دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔

''قاسم؟'' وہ چونکی تھی۔

''اتباع منصور مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔''

''قاسم...... کیا بات ہے؟ میں جانتی ہوں اگر آپ نے فون کیا ہے تو آپ کے پاس کچھ خاص ہو گا بتانے کے لئے...... شکریہ...... ایک بار میری مدد کرنے کے لئے۔ میں مشکور ہوں اگر آپ مجھے بھاگنے میں مدد نہیں کرتے تو میں آج بھی اشعر ملک کی قید میں ہوتی اور کسی

بہت مشکل یا بدترین صورتحال سے گزر رہی ہوتی ۔اتباع منصور مشکور ہو رہی تھی۔

"ویلس آل رائٹ...... آپ کو اس مدد کی ضرورت تھی اتباع ۔میں نے وہی کیا جو مجھے اس وقت مناسب لگا۔میں اشعر ملک کے مخالف کھڑا نہیں ہوا۔دراصل میں نے حق کا ساتھ دیا۔" قاسم مدھم لہجے میں بولا تھا۔اس سے پہلے کہ اتباع کچھ پوچھتی وہ بولا تھا۔

"اتباع منصور میرے پاس بہت زیادہ وقت نہیں ہے سو میں جو کہہ رہا ہوں وہ سنیں آپ۔" قاسم نے اسے بولنے سے باز رکھتے ہوئے کہا تھا۔

اتباع خاموش ہو گئی تھی۔تبھی قاسم بولا تھا۔

"اتباع آپ کو اشعر ملک پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔وہ کبھی آپ کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ان کی شرائط مان کر آپ مزید دلدل میں دھنس جائیں گی۔اشعر ملک کا ہدف آپ تھیں۔وہ آپ کو مارنا چاہتا تھا مگر ایان شگری آپ کو بچانے کے لئے درمیان میں آ گیا۔اشعر ملک نے آپ کے والد کی وصیت اپنے اثر ورسوخ سے بدل دی ہے۔آپ کے بعد آپ کی تمام جائیداد اشعر ملک کے نام ہو جائے گی۔یہی فائدہ تھا جو اشعر ملک حاصل کرنا چاہتا تھا۔اسی باعث آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر ہدف کوئی اور بن گیا۔آپ کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اتباع منصور۔اس طرح آنکھیں بند کر کے زندگی کے اہم فیصلے مت کریں۔" قاسم نے مطلع کرتے ہوئے اسے محتاط رہنے کی تلقین کی تھی۔

"آپ...... آپ کو کس نے بتایا یہ سب؟ کیسے پتہ چلا آپ کو؟" اتباع منصور نے تفصیل چاہی تھی۔

"آئی ایم سوری...... میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔میں دل سے خیر خواہ ہوں آپ کا۔پلیز آپ اشعر ملک سے دور رہیں۔" قاسم نے کہہ کر فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اتباع فون کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

قاسم وہ شخص تھا جس نے ایک بار پہلے اس کی مدد کی تھی۔

قاسم نے اسے اس قید سے نکلنے کی راہ دی تھی۔اس کی مدد کی تھی ورنہ وہاں سے نکلنا ناممکن تھا۔وہ اس شادی سے فرار ہو پائی تھی تو صرف قاسم کی وجہ سے۔وہ اگر اس کے کہے پر اعتبار نہ کرتی تو یقیناً وہ دنیا کی بے وقوف ترین لڑکی ہوتی۔وہ جانتی تھی قاسم قابل بھروسہ شخص تھا۔جو بھی اس نے بتایا تھا اس پر اعتبار کیا جا سکتا تھا۔

جو بھی قاسم نے بتایا تھا اس نے اسے شاکڈ کر دیا تھا۔

وہ یہ جان کر بہت شاکڈ تھی کہ اس حادثے کا ہدف ایان شگری نہیں تھا مگر اس کے باوجود اس نے اپنے بچانے کے لئے اس کے سامنے آ کر وہ گولی کھائی تھی۔وہ یقین نہیں کر پائی تھی۔

ایان شگری ایسا شخص نہیں تھا کہ وہ کسی کے لئے کوئی اتنا بڑا قدم لیتا۔قدم بھی وہ جس میں زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔وہ اس کے گھر میں تھی تو وہ اسے Spy اور کیا کیا نہیں کہتا تھا۔پھر کیا اس کی جان اپنی جان پر کھیل کر بچانا۔وہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری جب اسے اپنا دشمن سمجھتا تھا تو پھر دشمن کو محفوظ کیسے کر سکتا تھا؟ اسے یہ بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔ دوسرے معنوں میں وہ ابان شگری سے یہ توقع نہیں رکھتی تھی۔

وہ اپنا ایک الگ مزاج رکھتا تھا جو اتباع کی سمجھ سے بالا تر تھا۔ وہ قاسم کی بات مان سکتی تھی کہ اشعر ملک نے اس کے خلاف سازش کی تھی مگر وہ یہ یقین نہیں کر سکتی تھی کہ ابان شگری نے اپنی جان پر کھیل کر اسے بچایا۔

ایسا شاید ہوا بھی نہیں تھا۔ قاسم اس موقع پر پاس نہیں تھا۔ اس نے یقیناً وہ واقعہ نہیں دیکھا تھا مگر یہ ہو سکتا تھا کہ وہ چلنے والی گولی اچانک ابان شگری کو نشانہ بنا بھی ہو مگر اس نے دانستہ اتباع کو بچانے کی کوئی سعی نہیں کی ہو گی۔ اسے یقین تھا۔

جو بھی تھا بہرحال اس کے خلاف رچائی گئی سازش کی لپیٹ میں ابان شگری آیا ضرور تھا اور اشعر ملک......!

اس نے سوچ کر بھی سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔

"یا خدا...... یہ کیسا سفاک بندہ ہے۔" اتباع اس کے دماغ پر حیران ہوئی تھی۔ اس کا دماغ سازشیں بننے کی مشین تھا۔ اسے کھیل کھیلنے میں شاید بہت لطف آتا تھا مگر یہ کھیل بھیانک ترین تھا جو اشعر ملک نے اس کے لئے، اس کے خلاف کھیلا تھا۔

اس نے لاڑکو خرید لیا تھا...... وصیت بدلوائی تھی۔

اشعر ملک کو شاید اسے اپنے طریقے سے قتل کر کوئی تسکین ملتی تھی۔

اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی۔ اس کی جان اتنی ارزاں تھی؟

جائیداد کے لئے اسے مارا جا رہا تھا۔ یہ اثاثے اتنے قیمتی تھی کہ اس کی جان کی قیمت لگائی جاتی؟

وہ حیران تھی کہ اس کے سارے احساسات اسی حیرت سے منجمد ہو گئے تھے۔ وہ جہاں تھی وہیں حیرت سے بیٹھتی چلی گئی تھی۔ دماغ ماؤف تھا۔ اور وہ اشعر ملک کی ایک اور سازش کا حصہ اپنے ہاتھوں بننے جا رہی تھی۔ اس نے سوچا تھا اور اسے بہت حیرت ہوئی تھی۔ وہ اتنی بے وقوف تھی؟ اور کیا ابان شگری یہ بات جانتا تھا؟ اسے سوچنا پڑا تھا۔

ابان شگری اسے کس موقف کے تحت اس گھر میں قید کیے ہوئے تھا وہ سمجھ سے بالا تر تھا۔ شاید اسے اشعر ملک کی سازشوں سے غرض نہیں تھی نہ وہ جاننا چاہتا ہوگا کہ اشعر ملک نے اس معصوم، بے ضرر لڑکی کو ہدف بنانے کے لئے کیا کیا سازشیں بنائیں۔ اسے بس یہ قلق تھا کہ وہ دنیا کی اہم ترین ہستی ہے اور اشعر ملک اس کے خلاف جال بن رہا ہے۔ یا پھر ساری دنیا اس کی دشمن ہے اور اس پر نظر رکھے ہوئے ہے یا اسے نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔

اس کی وقعت شاید کچھ نہیں تھی۔ ابان شگری کو بس یہ تھا کہ اسے آلۂ کار بنا کر استعمال کیا گیا ہے۔ وہ اسے صرف Spy سمجھتا تھا، اس سے زیادہ کچھ نہیں اور اگر اسے خبر بھی ہوتی کہ اشعر ملک، اتباع کے لئے ایسی سازشوں کے جال بن رہا ہے تو کیا وہ کوئی اقدامات کرتا؟ یا اسے کوئی معمولی توجہ بھی دیتا؟ شاید نہیں کیونکہ اتباع منصور سے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا اور......!! اس کی سمت ایک لمحے میں طے تھی۔

رشتہ......!

ابان شگری نکاح کرنا چاہتا تھا۔

کیوں؟ اس شخص کے پاس وضاحتیں نہیں تھیں مگر اجاع جانتی تھی کوئی سبب تھا۔ شاید ابان شگری کا کوئی کھیل تھا، کوئی مفاد تھا یا پھر کوئی اور سبب۔ مگر اشعر ملک کو شکست دینے اور کمزور کرنے کی کوئی راہ تھی یہ کیونکہ وہ سمجھتا تھا وہ آلہ کار ہے۔ اشعر ملک نے اسے کسی سازش کے تحت بھیجا ہے ابان شگری کے پاس!

"اف......!" اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔

ایک طرف اشعر ملک تھا...... دوسری طرف ابان شگری اور بہرحال اسے ماننا پڑا تھا کہ ابان شگری کچھ کم جنونی تھا۔ وہ عزت دینا جانتا تھا۔ اس کی پناہ میں وہ خود کو کسی قدر محفوظ سمجھتی تھی۔ وہ ایک ڈیسنٹ پرسنالٹی رکھتا تھا، پڑھا لکھا تھا، اشعر ملک کی طرف پاگل نہیں تھا۔ موازنہ کرنے پر ایک بات تو سمجھ میں آ گئی تھی کہ اشعر ملک سے دوبارہ بات نہیں کرنا تھی کوئی ڈیل نہیں کرنا تھی۔

قاسم نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ وہ شخص نائس تھا۔ جب وہ اشعر ملک کی قید میں تھی ایک بار تب بھی قاسم نے اس کی مدد کی تھی بنا کسی غرض کے...... اور آج پھر......!

اللہ نے اچھے اور برے لوگ دنیا میں بنائے ہیں۔ دونوں کو دنیا میں رکھا ہے اسے مان لینا پڑا تھا کہ اچھے لوگوں کی دنیا میں کمی نہیں ہے اور ابان شگری...... اس نے دیکھا تھا وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا تھا۔ اجاع منصور اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ قریب آیا تھا۔ کچھ دیر تک اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر دو قدم چلتا ہوا قریب آیا تھا اور پھر گھٹنے زمین پر ٹیک کر اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

اجاع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"سازشیں کتنی بھی خاموشی میں، رازداری میں بنائی جائیں مگر بہرحال اپنا آپ کھول ہی دیتی ہیں۔ آپ کے روابط اشعر ملک سے ثابت ہو رہے ہیں۔" وہ اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"کوئی نئی بات؟...... نیا الزام؟" اجاع نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا تھا مگر ابھی نہیں!" وہ ارادہ جانے کیوں موقوف کرتے ہوئے بولا تھا۔ اجاع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

اور تبھی وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"ہمارا نکاح آج ہوگا...... ابھی کچھ لمحوں میں...... آپ تیار ہو جائیں۔ میں خدیجہ اماں کو بھجوا دیتا ہوں۔" ابان شگری نے فیصلہ دے دیا تھا۔ وہ ساکت سی ابان شگری کی طرف دیکھ رہی تھی۔

دو سمتیں......

دو راستے......

اور غیر محفوظ......اور محفوظ کے درمیان۔

اس نے ایک راستہ چننا تھا۔

آگے کنواں تھا......پیچھے کھائی......!

کھائی زیادہ خوفناک تھی......بچنے کے امکان تھوڑے سے تھے......سوائے کنویں کو چننا تھا......اس کے علاوہ کوئی راستہ شاید نہیں تھا۔

اتباع منصور نے زردسی آنکھیں بھیچی تھیں۔

"خواب دیکھنے کا وقت گزر گیا ہے شیرنی۔ وقت خوابوں کے دروازے سے اندر داخل ہونے کا ہے۔ یہی خواب بنا تھا نا آپ نے؟ یہی ارادہ باندھ کر آئی تھیں؟" ابان شگری بولا تھا اور اتباع منصور آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ مدھم لہجے میں اس کی سمت بغور تکتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تمام سازشیں، یہاں ختم ہوتی ہیں......اس کے بعد کہانی مختلف ہوگی۔ اشعر ملک کی سازشیں ختم ہوئیں اور آج اور تمام کھیل بھی تمام ہوئے۔ آج کے بعد کہانی مختلف ہوگی۔ آپ مسز ابان ذوالفقار شگری ہونے جا رہی ہیں۔ اسے اپنا اعزاز سمجھیں یا کچھ اور......سزا......یا جزا......یا پھر کوئی قید......یا پھر رہائی......مگر......یہ بہت ضروری تھا اور ابان شگری وہی اقدام کرتا ہے جو ضروری ہوتے ہیں۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے بہت تھکے ہوئے......ہارے ہوئے انداز میں دیکھ رہی تھی اسے۔

"جیت مات کے قصوں میں الجھنا عبث ہوگا۔ آپ کا ذہن بھٹک رہا ہوگا۔ آپ فرار چاہ رہی ہونگی مگر......اس وقت کے لئے یہ فیصلہ بہت ضروری ہے اور اس پر عمل کرنا اس سے بھی ضروری۔ مجھے نہیں معلوم آپ باتوں کو کس سمت لے جا رہی ہیں مگر بہرحال رشتہ، رشتہ ہوتا ہے، چاہے وقتی ہو یا تاحال مسلسل۔ ہمیشہ کے لئے ...... ہمیشگی کی طرف گامزن......رشتے کی اہمیت اپنی جگہ ہوتی ہے۔ یہ مت سمجھئے گا کہ وقتی ہے تو حقوق واجب نہیں ہوتے یا فرائض نہیں ہوں گے۔ اس رشتے میں کچھ کالعدم نہیں ہوگا......جو جزئیات اور خواص ہیں وہ روایتی انداز میں جوں کے توں برقرار رہیں گے۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔

اتباع منصور خاموش تھی۔

ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے بغور اس چہرے کو دیکھا تھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

اتباع منصور اسی طرح ساکت سی بیٹھی تھی جب خدیجہ اماں آئیں تھی۔ وہ اسی طرح ساکت بیٹھی تھی۔

"آئیں میں آپ کو تیار کردوں۔" خدیجہ اماں نے اسے متوجہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں......ایسے ہی ٹھیک ہے۔ مجھے تیار نہیں ہونا!" وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔

"ابان نے کہا ہے، ماننا پڑے گا ورنہ وہ خفا ہوگا!" خدیجہ اماں نے اپنی مجبوری بتائی تھی۔

اور مجبوری تو اس کی بھی تھی۔ کوئی راہ بچی ہی نہیں تھی۔ سو وہ کوئی چوائس میک نہیں کر سکتی تھی۔ کوئی چوائس تھی ہی نہیں۔ سو اس نے تعرض دینا بھی مناسب خیال نہیں کیا تھا اور خدیجہ اماں کے ساتھ اٹھ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

زندگی میں راستے چننے سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ زندگی اپنے راستے خود بناتی ہے وہ منتخب شدہ راستوں پر چلنے نہیں دیتی اور اس کے ساتھ بھی کچھ نہیں ہوا تھا۔ زندگی نے اس کے راستوں پر نظر نہیں کی تھی۔ اس کے سامنے بہت سے الجھے ہوئے......بکھرے ہوئے...... کئی سمتوں میں پھیلے ہوئے انجان راستے رکھ دیئے تھے اور اس کی جیسے مجبوری بن گئی تھی ان راستوں پر چلنا......وہ اگرچہ ان میں سے کسی ایک راہ پر بھی چلنا نہیں چاہتی تھی مگر اسے قدم اٹھانا تھے اور راستوں کی وہ تھکن سمیٹنا تھی۔

اس نے بہت سرد ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے۔

سارا کچھ ایک لمحے میں جیسے پرایا ہو گیا تھا۔ کوئی واسطہ......خود سے کوئی رابطہ......کوئی راستہ اپنا نہیں رہا تھا......وہ یکدم سے خود سے کہیں چھوٹی تھی اور بے حد پرائی ہو گئی تھی۔ اشک رشتہ بندھ گیا تھا۔ ایک رشتہ جڑ گیا تھا اور وہ اپنے ساتھ اپنے راستوں سے ہزار سمتوں میں منقسم ہو گئی تھی۔

یہ راستے کئی اسرار رکھتے تھے اور وہ جیسے ڈری کسی ایک کونے میں دبکی تنہا کھڑی تھی۔

"اتباع ابان شگری......!" ذہن میں بس یہی نام رہ گیا تھا۔

اس کی خودی کی پہچان ختم ہو گئی تھی۔

بہت سکوت تھا۔

بہت گہما گہمی نہ تھی......کوئی شور بھی نہ تھا......ایک سکوت میں ایک رشتہ جڑا تھا......کتنے دن کے لئے......

کتنے عرصے کے لئے......؟

وہ نہیں جانتی تھی۔

کب کوئی رشتہ ختم ہو جانا تھا، وہ نہیں جانتی تھی۔

کس ارادے سے یہ رشتہ بنا تھا، وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی۔

کس زاویے سے یہ رشتہ ناپا تولا جا سکتا تھا، وہ اس سے بھی واقف نہیں تھی۔

مگر اس نے اس رشتے کو بندھنے دیا تھا۔

روکا نہیں تھا، کیونکہ وہ روک سکتی نہیں تھی۔

اس کے اختیار میں کچھ نہیں تھا اور اس نے زبردستی کرنے کی یا کوئی مزاحمت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

قاسم کی کال اگر نہ آتی تو شاید وہ کوئی اور فیصلہ لیتی مگر اگر اسے اشعر ملک کی سازش کا حصہ بننا تھا تو اس کے لئے بھی اسے ابان شگری سے فرضی نکاح تو کرنا ہی تھا۔

"Congratulations مسز شگری......!" اس نے سائن کر کے پیپر زلائرز کی طرف بڑھائے تھے جب لائر نے اسے بہت پرتپاک انداز مبارکباد دی تھی۔ اس رشتے سے دوسروں کو جیسے بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ تمام چہرے ابان شگری کے منتخب چہرے تھے جو اس کے حق کی بات کرتے تھے۔

"مبارک ہو بیٹا......!" خدیجہ اماں نے اس کی پیشانی کو چومتے ہوئے مبارکباد دی تھی۔ اس کے لئے اس مبارکباد کے کوئی جواب نہیں تھا، کوئی حوالہ نہیں تھا۔ خوشی کا جو تاثر ان لوگوں کے چہروں پر تھا وہ خود کو اس تاثر سے ری لیٹ نہیں کر پائی تھی۔

رابطہ کہیں بندھ نہیں رہا تھا، جڑ نہیں رہا تھا۔

اس کی آنکھیں ساکت تھیں اور ہاتھ جیسے برف سے سرد......

سرد تو شاید پورا وجود ہی تھا۔

وہ جیسے پوری کی پوری برف کی ہو گئی تھی۔ اسے گمان نہیں تھا اگر وہ زندہ بھی رہی تھی۔

وہ خالی خالی نظروں سے منظروں کو دیکھ رہی تھی۔

آخر وہ ہو گیا تھا جو ابان شگری چاہتا تھا۔

وہ سامنے سے چلتا ہوا آتا دکھائی دیا تھا۔

سوٹڈ بوٹڈ بندہ......نک سک سے......وضع قطع سے تیار......

اب تمام کا تمام اس کا تھا......!

اس کے حوالے اس سے جڑ گئے تھے......آنا فانا......!

وہ اس کی منکوحہ بن گئی تھی......اس کی شریک سفر......شریک حیات......!

کوئی رابطہ کہیں نہیں تھا اور رابطہ بن گیا تھا۔

ایک پیپر کو سائن کرنے سے اتنی چیزیں کیسے بدل گئی تھیں!

تمام حوالے کیسے بدل گئے تھے؟

وہ سامنے کھڑا شخص کوئی احساس نہ رکھتے ہوئے بھی آج اس کے تمام حوالوں سے جڑ گیا تھا۔

"Congratulations مسز شگری...... ایک گرینڈ پارٹی تو ہونا چاہیے!" لائرز کا شاید کوئی اسسٹنٹ تھا جو مسکراتے ہوئے بولا تھا۔
"مسز ابان شگری، ہی از رائٹ...... نکاح تو سادگی سے ہو گیا مگر کوئی گرینڈ ری سیپشن تو ہونا چاہیے اب...... آخر مسٹر شگری کی شادی ہے...... داموسٹ ایلیجبل بیچلر، سب کو خبر ہو جانا چاہیے کہ اس ایلیجبل بیچلر نے اب اپنا ہمسفر چن لیا ہے!" لائرز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔
ابان شگری نے خاموشی سے اجباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔ پھر لائرز کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔
"آپ سے کہا تھا اس نکاح کے متعلق بہت سے لوگوں تک یہ خبر عام نہیں کرنا ہے۔ میں ابھی اس کا چرچا نہیں کرنا چاہتا۔ وقت آنے پر گرینڈ ری سیپشن بھی دی جائے گی اور پارٹی بھی ہو گی مگر فی الحال اس رشتے کو پبلکلی اناؤنس نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ اسباب ہیں اس کے!" وہ مدلل لہجے میں بولا تھا اور لائرز صاحب نے سر ہلایا تھا۔
"جو بھی ہے مگر ہم خوش ہیں۔ آپ چاہے جب مرضی اس رشتے کو خاص و عام میں لائیں۔ بنیادی چیز رشتہ بننا ہے جو کہ جڑ چکا ہے۔" لائرز مسکرایا تھا۔
"یوں بھی رشتہ دو لوگوں کے درمیان جڑتا ہے۔ دنیا کی شمولیت تو ایک رسم ہے!" وہ مسکرایا تھا۔ ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔ گویا تائید کر دی تھی۔
لائرز گواہ اور اسسٹنٹ ہاتھ ملاتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔ خدیجہ اماں بھی وہاں سے چلی گئی تھیں۔ گویا اس رشتے کو دنیا کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ وہ رشتہ راز داری سے جڑا تھا۔
اس راز کے پیچھے کیا اسرار تھے وہ نہیں جانتی تھی۔
مگر اس رشتے کی کیا وقعت تھی، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔
شاید کوئی خاص مقصد یا منصوبہ ابان شگری کے ذہن میں تھا جس کے بارے میں وہ یقیناً نہیں جانتی تھی۔
ابان شگری چلتا ہوا اس کے سامنے آن رکا تھا۔ پھر اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے مقابل بیٹھ گیا تھا۔ اجباع منصور خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ان نظروں میں کوئی احساس نہ تھا...... کوئی رنگ نہ تھا...... زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔
ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے اس کے سرد ہاتھ کو چھوا تھا اور برفیلے ہاتھ کو جیسے کسی انگارے نے چھو لیا تھا۔
اس کا وجود یکدم بت بنے وجود سے زندگی کی رمق کے ساتھ بیدار ہوا تھا۔ وہ پلکیں بار بار جھپک رہی تھی۔
وہ منظر پہلی بار کوئی رابطہ اس ماحول سے بنا پایا تھا۔
"مسز ابان شگری......!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں اس کے نام کے حوالے کو پکارا تھا۔ جانے وہ کیا جتانا چاہتا تھا۔
اس نام کو پکارنے میں کوئی احساس باقی تھا؟ کوئی جذبہ تھا یا پھر وہ بس اسے جتانا ضروری سمجھتا تھا کہ وہ خود سے کہیں بکھر گئی ہے اور اس کا حصہ نہیں رہی؟ اجباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی۔

مگر خالی خالی آنکھوں سے دیکھنے پر پتہ چلا تھا کہ وہ آنکھیں کچھ زیادہ چمک رہی تھیں...... کسی فاتح کا سا غرور تھا...... وہ سر کچھ اور تن گیا تھا۔

کیسا خمار تھا ان آنکھوں میں؟ کیسا نشہ تھا؟ جیسے وہ بھرپور شاد تھا اس رشتے کو باندھ کر۔

جیسے اسے گمان تھا وہ تمام کائنات فتح کر چکا ہو۔ اتباع منصور کو حاصل کرنا اتنا ضروری کیوں تھا؟

یہ حصول نام کو نام سے جوڑنے کا تھا یا اس میں کوئی اور حصول بھی آتے تھے؟ وہ نہیں جانتی تھی...... مگر اس کی ساکت آنکھوں سے نمکین پانی کے قطرے بہت آہستگی سے ٹوٹے تھے اور ابان شگری کے ہاتھ کی پشت پر گر گئے تھے۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اپنے تیر ابھی سے آزمانا ضروری خیال مت کریں، بہت مواقع آئیں گے۔ فی الحال کے لئے یہ وصف ملتوی کر دیں۔ قیامتوں کو اٹھانے کے لئے یہ موقع مناسب نہیں ہے۔" ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا۔

اتباع منصور بہت آہستگی سے چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔

ابان شگری کو ان نگاہوں کا اجنبی ہونا گوارہ نہیں ہوا تھا۔ پہلی بار مکمل استحقاق سے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس چہرے کو تھاما تھا اور رخ اپنی طرف موڑا تھا جیسے وہ جتانا چاہتا تھا کہ اسے حق ہے ان نظروں کو دیکھنے کا اور دیکھتے رہنے کا۔ ابان شگری کی آنکھیں مکمل خاموشی سے اس چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ اتباع منصور جیسے بے بس دکھائی دی تھی۔

وہ ان قربتوں کی متمنی نہیں تھی۔ ان قربتوں کے درمیان لانے کی آرزومند نہیں تھی مگر ابان شگری کی آنکھوں سے بچ کر بھاگ جانے پائیں اور جا نکلنے کی سعی بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"ان آنکھوں پر پہرے بٹھا دینے کے درپے ہیں آپ اور آپ بھول رہی ہیں اب تمام رشتے اپنی سمتوں میں نکلتے ہیں۔ یہ نگاہ غافل نہیں ہو سکتی نہ ان نظروں کو اجنبی ہونے کی اجازت ہے۔" وہ یکدم اس کا ہاتھ جھٹک کر اٹھی تھی مگر ہاتھ ابان شگری کی گرفت میں آ گیا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اتباع منصور اسے ساکت نظروں سے تکتے ہوئے اس سے دو قدم دور ہوئی تھی۔ جیل کا کنارہ غرارے کے کسی بھاری کام والے کنارے سے الجھا تھا۔ اس کا پاؤں مڑا تھا۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے ابان شگری کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا اور ابان شگری نے مضبوط ہاتھ کو اس کی کمر کے گرد حمائل کرتے ہوئے اسے تھام کر کچھ قریب کر لیا تھا۔

اتباع منصور بوکھلا کر رہ گئی تھی۔ وہ دور جا نکلنے کی کوشش کر رہی تھی اور ابان شگری نے ایک لمحے میں قربتوں کے کئی لمحوں کو درمیان لا کھڑا کیا تھا۔

ابان شگری کی مخصوص خوشبو اتباع منصور کے ناک کے نتھنوں میں گھس گئی تھی۔ وہ دھڑکنیں جیسے اس کی سماعتوں کو چھو کر کوئی رسم کرنے لگی تھیں۔ ان دھڑکنوں کا شور اس کے دل کو چھونے لگا تھا۔ ان نظروں کی تپش اتباع منصور کے وجود کو سلگانے لگی تھی۔

اتباع منصور کے لئے جیسے مشکل ترین لمحے تھے۔ وہ قربتوں کے لمحے استوار کرنا نہیں چاہتی تھی مگر ابان شگری جس طرح اسے تھامے کھڑا تھا وہ بچ نکلنے کی سعی نہیں کر پائی تھی۔

وہ اسے مکمل استحقاق سے تھامے کھڑا تھا۔

پہلی بار وہ اس کے اتنے قریب آیا تھا۔ اتباع منصور کو یہ لمحے بہت ناگوار گزر رہے تھے۔

ابان شگری ان جھکی آنکھوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور نے اس گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تھی مگر ابان شگری جیسے اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"ان آنکھوں کے حوالے، ان آنکھوں سے نکلتی روشنی...... اور تمام زاویے آپ چاہتے ہوئے بھی منتقل نہیں کر سکتیں نا کسی گریز کو درمیان رکھ سکتی ہیں کیونکہ ان تمام تالوں کی چابیاں اب سے میرے پاس ہیں۔ سو کوئی دروازہ ایسا نہیں جس سے بچ نکلنے کی سعی ہو سکے!" وہ مدھم سرگوشی اتباع منصور نے سماعتوں کے پاس محسوس کی تھی۔ اتباع منصور کی سماعتوں سے جھلسنے لگی تھیں۔

ابان شگری بہت پر شوق نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور کو پہلی بار اپنا دل بہت تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔

ان حوالوں میں کیسے حوالے تھے؟ وہ جان نہیں پائی تھی۔

مگر اس کی دھڑکنوں میں جو ارتعاش تھا وہ ناقابلِ بیان تھا۔

"یہ اسرار عجیب ہیں اور معنی الجھے ہوئے۔ ان رازوں کو تالے لگا کر سمندر میں پھینک دینا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ سمندر منتقل رازوں کو اکثر کناروں کی سمت اچھال دیتا ہے!" وہ سرگوشی اس کی سماعتوں کو جھلسانے لگی تھی۔ اسے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

پورا وجود جیسے کسی قیامت کے دہانے پر تھا۔

اس نے دور ہونے کی سعی کی تھی۔ اس کا بھاری کام والا دوپٹہ ابان شگری کے کوٹ کے کسی بٹن سے بے طرح الجھ گیا تھا۔

اتباع منصور نے عجلت میں دوپٹہ کھینچا تھا۔

ابان شگری اس چہرے کو بغور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور چاہتے ہوئے بھی ان بازوؤں کے حصار کو خود کے اطراف سے توڑ نہیں پائی تھی۔

"یہ روابط ختم ہونے کے لئے بنے ہیں شیرنی...... یہی قلق تھا تمہیں کہ رابطے مسلسل کیوں نہیں؟ یہی شکوہ کرتی تھی نا تمہاری نگاہ کہ کوئی راستہ جنوں کے اختتام تک کیوں نہیں جاتا؟ اور اب تمام راستے اسی ایک سفر پر مائل ہیں۔ جنوں کی آخری حد قریب تر ہے۔ گر چاہو تو یہ سفر لمحوں میں طے ہو سکتا ہے اور یہ پھیلا ہوا راستہ لمحوں میں سمٹ سکتا ہے۔ اس سفر میں تمام ممکن ہے۔ وہ بھی جو ممکنات میں سے تھا اور وہ بھی جو

ناممکنات میں سے ہے۔اس جنوں کو بڑھنے کا راستہ مل گیا ہے۔تمہاری آنکھوں کے گلے ختم ہو جانے چاہئیں، مگر یہ نگاہیں جس طور پر شوق ہیں، مجھے گمان ہے یہ شوق کی کونسی حد دیکھنا چاہتی ہیں؟" وہ مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔اتباع منصور نے نگاہ پھیری تھی۔

ابان شگری جانے اور کیا کہتا...... یا ان لمحوں کو اور بھی طویل کھینچتا...... یکدم آہٹ ہوئی تھی۔اتباع منصور کو موقع ملا تھا۔وہ یکدم دور ہٹی تھی۔ابان شگری نے آہٹ کی سمت نگاہ کی تھی۔

وہاں کوئی کھڑا تھا۔

اتباع منصور نے بھی اس سمت حیرت سے دیکھا تھا اور چلتے ہوئے دیوار سے جا لگی تھی۔

ابان شگری اسے یکسر فراموش کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا۔

اتباع منصور کی نظریں ساکت سی اس سمت دیکھ رہی تھیں جس سمت ابان شگری کے قدم بڑھ رہے تھے۔

یہ رشتہ کیا تھا......

کیوں تھا......

کس لئے تھا......

کوئی سوال کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔

کس کنارے پر کوئی سرا نہیں تھا۔

اور اس کی آنکھوں میں لاتعداد سوال تھے۔

اور نظریں ساکت تھیں۔ابھی تھوڑی دیر قبل جو دل بہت تیز دھڑک رہا تھا تو اب ہر طرف سکوت تھا۔

وہ لہجہ...... وہ لمس......

وہ پرتپش نظریں......

وہ وجود...... جو اس کے قریب ترین تھا۔ان کے حوالے اب کہیں نہیں ملتے تھے۔اتباع منصور کی نگاہ الجھ رہی تھی...... الجھنیں بڑھ رہی تھیں اور راستے تھے کہ پھیلتے جا رہے تھے۔

ابان شگری نے یہ رشتہ کیوں باندھا تھا، وہ نہیں جانتی تھی۔بہت کچھ نا سمجھ میں آنے والا تھا۔بہت کچھ بہت الجھا ہوا تھا اور دقیق تھا اور وہ خاموشی کھڑی اپنے ساکت وجود کے ساتھ اندھیرے میں دیکھ رہی تھی۔

❁

(ناول اعادہ جاں گزارشات ابھی جاری ہے،بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

منظر نظروں میں دھندلانے کیوں لگے تھے وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ یہ کیسا احساس تھا۔ دھندلائے ہوئے منظر آنکھوں میں واضح ہونے لگے تھے۔

نیم تاریکی میں ابان شگری کھڑا تھا۔ اور ابان شگری کے مقابل کوئی کھڑا تھا۔ اتباع منصور نے نگاہ جما کر دیکھنے کی کوشش کی تھی۔

ابان شگری کچھ قریب ہوا تھا کسی کے۔ کوئی گلے ملا تھا اور لمحے میں دھندلائی ہوئی آنکھیں ایک چہرہ دیکھ نہیں پائی تھیں۔

وہ جو بھی تھا ابان شگری سے۔ بہت بے تپاک انداز میں گلے مل رہا تھا۔

اس تمام عرصے میں ابان شگری پہلی بار کسی کے ساتھ دکھائی دیا تھا۔ یہ پہلی بار ہوا تھا وہ کسی کے اتنا قریب کھڑا دکھائی دیا تھا۔

اس گھر میں جب سے وہ آئی تھی، صرف وہی تھی یہاں۔

ابان شگری کیا لائف سٹائل رکھتا تھا...... کیا مزاج تھا اس کا...... یا وہ کس زاویے سے سوچتا تھا اور زندگی گزارتا تھا وہ نہیں جان پائی تھی۔

اتباع منصور کو اندازہ نہیں تھا۔ اگر ابان شگری کے دل میں کوئی گنجائش کسی کے لئے تھی...... وہ قطعاً نہیں جانتی تھی۔

شاید اسے فرق نہیں پڑتا تھا اگر وہ کسی کے قریب جاتا تھا یا کسی کے ہمراہ کھڑا ہوتا تھا۔ اسے نہیں لگتا تھا اس مدعے پر سوچنا کچھ ضروری تھا۔

وہ ان الجھاووں میں الجھنا نہیں چاہتی تھی۔ ابان شگری کیا زندگی رکھتا تھا یا اس کے جینے کے طریقے کیا تھے وہ اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتی تھی نہ جاننے کے لئے اتنی Curious تھی۔ اسے اندازے لگانے سے بھی کوئی شغف نہیں تھا نہ وہ متجسس تھی...... یا کوئی تجسس رکھتی تھی۔

وہ خوبرو تھا۔ حصار میں لینے والی پرسنالٹی رکھتا تھا۔ حلقوں میں اسے پذیرائی ملتی تھی۔ وہ کسی کے دل کو بھی جیت سکتا تھا۔ کسی سمت بھی کامزن ہو سکتا تھا کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا تھا۔ یقیناً اسے چہروں کی کمی نہیں تھی۔ دلوں کی قطار میں سے بھی کوئی دل چاہا جا سکتا تھا اور اگر ایسا ہوتا تو حیرت کیونکر ہوتی۔ وہ ایلیجبل بیچلر تھا۔ اس کی طرف کئی نظریں اٹھتی تھیں۔ کئی دل سر راہ آتے ہوں گے۔ کئی نگاہیں اس کی طرف اٹھتی ہوں گی۔ کئی دل اس کے ساتھ ہونے کے خواب دیکھتے ہوں گے۔ یہ سچ تھا اسے کوئی سروکار نہیں رہا تھا مگر اس لمحے وہ جس رشتے میں تھی، اس کی نوعیت کچھ نہیں پا رہی تھی۔ بس ساکت سی کھڑی تھی۔ وہ جو ابان شگری کے قریب ہوا تھا، اتباع منصور چہرہ دیکھ پائی تھی۔

وہ دلکش تھی۔ انداز دلربائی لیے ہوئے تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ ابان شگری کے قریب تھا۔ ابان شگری اسے بغور توجہ سے دیکھ اور سن رہا تھا۔

جانے کیوں اتباع منصور سے وہ منظر دیکھا نہیں گیا تھا۔ یکدم گردن موڑی تھی، پلٹی تھی اور چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ابان شکری آئی کانٹ بلیو تم اتنے دنوں مجھ سے دور رہے اور اتنے بے خبر بھی؟" میرال حسن نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور شکوہ کیا تھا۔

"آئی نو تم میں ایک خاص ایٹی ٹیوڈ ہے جو تمہاری پرسنالٹی کو بھی کرتا ہے۔ تمہیں بے خبر بننا آتا ہے اور یہ پری ٹینڈ کرنا بھی کہ تمہیں فرق نہیں پڑتا۔ یہ بے خبری تمہاری طبیعت کا حصہ ہے...... آئی لائیک ایوری تھنگ ...... اور لو ایوری شیڈ آف یور موڈ...... بی کوز...... آئی لو یو......!" وہ ابان شکری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شکری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟...... جیسے اجنبی ہو؟" وہ بغور دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں...... ایسی بات نہیں!" وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھتا ہوا سرسری لہجے میں بولا تھا۔

"ابان شکری!" میرال حسن نے بہت مدھم لہجے میں اسے پکارتے ہوئے بغور دیکھا تھا۔

"تمہاری آنکھوں کے رنگ کتنے بھی اجنبی سہی مگر تم جانتے ہو میں ان اجنبی رنگوں سے محبت کرتی ہوں۔ مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا اجنبی بن جانا۔ قریب آتے آتے رک جانا اور پھر پری ٹینڈ کرنا کہ کوئی واسطہ ہی نہیں۔ یہ صرف تمہاری طبیعت کا خاصا ہے ابان شکری...... مجھے اس اجنبیت سے عشق ہے کیونکہ یہ اجنبیت مجھے تمہارے قریب لاتی ہے اور میں دور نہیں جا پاتی۔" میرال حسن مدھم لہجے میں کہتی ہوئی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

ابان شکری مسکرایا تھا اور اسے سہولت سے پیچھے کیا تھا پھر مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"تم جانتی ہو میرال حسن۔ محبت میرا Subject نہیں ہے۔ مجھے اس لفظ کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں ہے اور تم عشق کی بات کرتی ہو۔" وہ محظوظ ہوا تھا اور میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"تم اچھے لگتے ہو ہر بار انکار کرتے، سمجھ بوجھ رکھتے، جانتے ہوئے اور اگرچہ میں جانتی ہوں کہ تم جانتے ہو اور جان بوجھ کر کہنا نہیں چاہتے مگر مجھے یہ بات رتی بھر بھی بری نہیں لگتی۔ کبھی کبھی ایک فرد کی محبت دو افراد کے لئے کافی ہوتی ہے ابان شکری۔ مجھے یقین ہے میری محبت ہم دونوں کے لیے بہت کافی ہے!" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"تم بہت تھک گئی ہو گی۔ فریش ہو کر کچھ آرام کرلو۔ ہم بعد میں بات کریں گے میرال حسن۔" وہ نرمی سے مسکرایا تھا مگر میرال حسن نے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہوں ابان شکری۔ اتنے دنوں بعد تمہیں دیکھا ہے۔ میں بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں تم سے اتنے دن کی دوری کی کتنی باتیں ہیں نا۔ تمہیں تو اندازہ بھی نہیں کہ میں کتنے دن تک تم سے دور رہی۔ تم تو مجھے بھول ہی گئے تھے نا۔" میرال حسن نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے اس کے کوٹ کے بٹن کو چھوا تھا اور اس کی ٹائی کی ناٹ کو یونہی درست کیا تھا پھر مسکرائی تھی۔

"بہت ہینڈسم لگ رہے ہو۔ کسی خاص موقع کے لئے تیار ہوئے تھے تم؟" بغور جانچتے ہوئے میرال حسن بولی تھی۔ ابان شکری اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں بلی کی طرح سونگھنے کی عادت ہے میرال حسن مگر تم میری زندگی جانتی ہو۔کھلی کتاب ہے۔بنجارا ہوں میں اور بنجارا ہمیشہ سفر میں رہتا ہے نا۔" میرال حسن کی بات کا واضح جواب نہ دیتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

"جانتی ہوں بنجارے ہو مگر میں خواہش رکھتی ہوں تمہیں باندھ لوں۔ایک گھر بن جاؤں اور تم مجھے اپنا مسکن کرلو۔" اس مدھم لہجے میں بہت سی خواہشیں تھیں۔

ابان شگری نے اسے نرمی سے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"بنجارے کا گھر نہیں ہوتا۔تمہیں بے گھر انسان سے محبت کرنے کی حماقت نہیں کرنی چاہیے۔"

"حماقت ہوگئی ہے ابان شگری!" وہ مسکرائی تھی۔

"بولو اب کیا کروں؟" وہ اس کی سمت بغور تکتی کسی قدر بے بس ہوگئی تھی۔ہاتھ کا مکا بنا کر ابان شگری کے بازو پر مارا تھا۔وہ بے آواز درد سے کراہا تھا۔وہ چونکی تھی۔

"کیا ہوا؟ یہ او کے؟"

"نہیں، کچھ نہیں۔ایک معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا۔تم نے زخم پر دے مارا۔" وہ مسکرایا تھا۔

"اوہ۔تم نے مجھے بتایا تک نہیں؟ آنٹی انکل کو پتہ ہے اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں؟ میری ان سے بات ہوئی تھی، انہوں نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا۔" میرال حسن پریشانی سی بولی تھی اور ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔

"نو تھنگ سیریس۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا تھا۔

"ایسی کوئی سیریس بات نہیں ہے۔معمولی ایکسیڈنٹ تھا۔" وہ ٹالتے ہوئے بولا تھا۔

"تم نے کسی کو بتایا تک نہیں ابان شگری۔دیٹس ناٹ گڈ۔تمہیں زیادہ بھی لگ سکتی تھی۔ویسے یہ ایکسیڈنٹ ہوا کیسے؟" وہ اس کے مضبوط بازو پر سہلاتے ہوئے بولی تھی۔

"ایک چھوٹی سی بلی تھی، گاڑی کے سامنے آگئی تھی۔اسے بچاتے ہوئے بس ہوگیا ایکسیڈنٹ۔" وہ مسکرایا تھا۔

"اوہ......! تم کتنے کائنڈ ہارٹڈ ہو نا ابان...... ایک بلی کے لئے تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی۔تمہاری زندگی اس چھوٹی بلی سے تو بہت زیادہ ویلیو کرتی ہے۔" میرال حسن محبت سے بولی تھی۔ابان شگری اسے ملائمت سے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"آئی لو یو ابان شگری! میں تمہیں کسی معمولی سی تکلیف میں بھی نہیں دیکھ سکتی یو نو دیٹ!" میرال حسن نے ابان شگری کے فراخ سینے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

اور ابان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے ڈرنک کا سپ لیا تھا۔ انداز کسی قدر الجھا ہوا اور شکست خوردہ سا تھا جیسے وہ کسی بات پر پر ملال تھا۔ آنکھوں میں عجیب سکوت سا تھا۔ آج اس کی آنکھوں کی چمک ماند تھی۔ حالت دگرگوں تھی جیسے۔

میں ایسی محبت کرتا ہوں
تم کیسی محبت کرتے ہو؟
تم جہاں پہ بیٹھ کے جاتی ہو
میں وہیں بیٹھا رہتا ہوں
اس چیز کو چھوتا رہتا ہوں
میں ایسی محبت کرتا ہوں

تم جس سے ہنس کر ملتی ہو
میں اس کو دوست بناتا ہوں
تم جس رستے پہ چلتی ہو
میں اس سے آتا جاتا ہوں
میں ایسی محبت کرتا ہوں
تم کیسی محبت کرتی ہو؟

تم جن کو دیکھتی رہتی ہو
وہ خواب سرہانے رکھتا ہوں
تم سے ملنے جلنے کے
کتنے ہی بہانے رکھتا ہوں
میں ایسی محبت کرتا ہوں
تم کیسی محبت کرتی ہو؟

ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے، اس کا لہجہ بہت شکستہ لگا تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پایا تھا یہ اداسی، یہ لہجے کی الجھن کس لئے تھی۔ وہ سمجھ نہیں پایا تھا جب اشعر ملک مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"یارا قاسم، محبت کو اپنے ہاتھوں کھونے کا درد کیسا ہوتا ہے؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا۔ کچھ عجیب سی شے دل میں ٹوٹ رہی ہے اور چبھ رہی ہے۔ جیسے کسی نے تیز دھار والا چاقو لے کر دل میں گھسا دیا ہو۔ میں سمجھ نہیں پا رہا۔ یہ محبت ہے یا کچھ اور؟" اشعر ملک عجیب بھولپن سے بولا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ اشعر ملک بھی مدھم آواز میں بولا تھا۔

"محبت جان لیوا کیسے بن جاتی ہے یارا؟ مجھے چین کیوں نہیں پڑ رہا؟ اتنا عجیب کیوں لگ رہا ہے یہ سب؟ جیسے دنیا ایک پل میں بدل گئی ہے۔"

تم جہاں بھی بیٹھ کے جاتی ہو
جس چیز کو ہاتھ لگاتی ہو
میں وہیں پہ بیٹھا رہتا ہوں
اس جگہ کو چھوتا رہتا ہوں
میں ایسی محبت کرتا ہوں
تم کیسی محبت کرتی ہو؟
کچھ خواب سجا کر آنکھوں میں
پلکوں سے موتی چنتا ہوں
کوئی لمس اگر چھو جائے
میں پہروں اس کو چھوتا ہوں
تم جہاں بھی بیٹھ کے جاتی ہو
جس چیز کو ہاتھ لگاتی ہو
میں وہیں پہ بیٹھا رہتا ہوں
اس چیز کو چھوتا ہوں
میں ایسی محبت کرتا ہوں
تم کیسی محبت کرتا ہو؟

"ہائے محبت! ہاشم کچھ سمجھ کیوں نہیں آ رہا یارا......؟ یہ چین کیوں نہیں پڑ رہا؟ یہ اتنی افراتفری سی کیوں ہے یارا دل کے علاقے میں؟ جیسے کوئی بڑی واردات ہو گئی ہو؟" وہ قاسم کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔

قاسم چلتا ہوا پاس آیا تھا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"یہ منصوبہ تمہارا تھا کہ اتباع منصور کا نکاح ہو۔ سو تمہاری مرضی کے مطابق ایسا ہوا پھر؟ اب کیا معاملہ ہے؟ یہ کھیل تو تم نے ہی کھیلنا چاہا تھا نا؟" قاسم نے بنا کچھ جتائے اسے تمام مدعا کہہ دیا تھا اور وہ خاموشی سے دیکھنے لگا تھا پھر ہولے سے مسکرایا تھا۔ آج ان کی آنکھوں میں بہت اداسی تھی۔ قاسم اس کی کیفیت سمجھ نہیں پایا تھا۔

"چاہا تو تھا یار۔ پر چاہا تو اور بھی بہت کچھ تھا نا؟ وہ کیوں نہیں ہوا؟ وہ بھی ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا نا؟ میں نے اتباع منصور سے کہا تھا وہ نکاح کر لے ابان شگری سے مگر مجھے کیا پتہ تھا میرا دل ایسے موسموں میں گھر جائے گا؟ پتہ ہوتا تو یہ کھیل کھیلتا؟ دل کو اتنے عذاب میں کون ڈالتا ہے یار؟ وہ بھی اپنے ہاتھوں؟" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے یار...... دل نہیں رہا یار...... دل جل گیا ہے...... دیکھتے ہی دیکھتے آگ لگی اور شعلوں نے سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دل اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ محبت ایسی تباہ کن ہوتی ہوگی مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا!" وہ ڈرنک کا سپ لیتا ہوا مسکرایا تھا۔

"ناصر چاچا کا شعر سن قاسم......!

آج تو بے سبب اداس ہے جی
عشق ہوتا تو کوئی بات بھی تھی
جلتا پھرتا ہوں میں دوپہروں میں
جانے کیا چیز کھو گئی میری

لگتا ہے ناصر چاچا کو بھی ایسی ہی آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوگا۔" وہ عجب ایک بے بسی سے مسکراتا ہوا قاسم کو بہت عجیب لگا تھا۔

تبھی وہ سر ہلاتے ہوئے جیسے اشعر ملک کی نفی کرتا ہوا بولا تھا۔

"محبت ایسے بھی نہیں ہوتی اشعر ملک۔ محبت اور بزنس ساتھ نہیں چلتے۔" اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
ترا غم ہے تو غم دہر کا جھگڑا کیا ہے
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے
تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یوں تھا، میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے۔

"فیضؔ چاچا کا جواب نہیں قاسم۔ دیکھ کیسی کیسی باتیں کرتا ہے اور کیسے محبت کے بھید کھولتا ہے۔ فیضؔ چاچا سے ملتا تو ضرور پوچھتا محبت اتنی جان لیوا ہوتی ہے تو پھر محبت کرتے کیوں ہے یارا؟" وہ مسکرایا تھا۔

"محبت سیال مادے سی ہے اشعر ملک۔ جیسی شکل ہم چاہتے ہیں، محبت اسی شکل میں ڈھل جاتی ہے۔ محبت کی تکمیل ہم خود کرتے ہیں۔ آغاز اور انجام ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔" قاسم نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

"ابان شگری بہت قسمت والا ہے یارا۔ وہ اس وجود کے بہت قریب ہے جسے میں صرف دور کھڑا حسرت سے دیکھتا ہوں۔ وہ چاند اس کے گھر میں ہے جسے چھونے کے خواب میں صرف خوابوں میں دیکھتا ہوں اور اب تو صرف اسی کا حق ہے...... اسے دیکھتے رہنے کا...... تمام حق۔ سازش کوئی بھی ہو...... کھیل کوئی بھی ہو...... فائدہ کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو...... نقصان یہ ہے کہ میں نے اتنے ہاتھوں اتباع منصور شیخ کو کھو دیا ہے۔ چاہے اس نے میرے منصوبے کے تحت ابان شگری سے نکاح کیا ہو۔ چاہے یہ بس ایک بزنس ڈیل ہو مگر آج بہت پرائی لگ رہی ہے۔ میری منصوبہ سازی جیسے میرے گلے کا پھندا بن گئی ہے۔ یکدم سے جان پر بن آئی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا کسی قدر الجھا سا لگا تھا۔ قاسم کو سمجھ نہیں آیا تھا۔ اگر وہ واقعی کسی جذبے کے زیر تھا یا پھر یونہی دل بہلا رہا تھا مگر وہ ان آنکھوں کی ویرانی دیکھ رہا تھا اور اسے حیرت ہو رہی تھی۔ اگر اشعر ملک واقعی حقیقتاً اتباع منصور شیخ کی محبت میں گرفتا ہو گیا تھا۔ مگر محبت تھی تو کیسی محبت تھی؟ وہ اتباع منصور کو قید کر کے رکھنا چاہتا تھا؟ اسے مارنے کے درپے تھا اور اب اسے اپنی سازش کے تحت ابان شگری سے نکاح کرنے پر مجبور کیا تھا۔ محبت ایسی سازشیں کب بنتی ہے؟ قاسم اسے دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا جب وہ مسکرایا تھا۔

"سن یارا قاسم...... فیضؔ چاچا نے رقیب کے لئے کیا مزیدار بات کہی ہے۔ کان لگا کر سن ذرا۔ دیکھ کتنا ظرف ہے چاچا کا......"

آ کر وابستہ ہیں اس حسن کی یادیں تجھ سے
جس نے اس دل کو پری خانہ بنا رکھا تھا
جس کی الفت میں بھلا رکھی تھی دنیا ہم نے
دہر کو دہر کا افسانہ بنا رکھا تھا
آشنا ہیں ترے قدموں سے وہ راہیں جن پر
اس کی مدہوش جوانی نے عنایت کی ہے
کارواں گزرے ہیں جن سے رعنائی کے
جس کی آنکھوں نے بے سود عبادت کی ہے

"اف محبت......! ابان شگری کے ہاتھ خزانہ لگ گیا۔ میرا رقیب جیت گیا آج۔ میں نے سب خود آپ اس کے حوالے کر دیا۔ میری

منصوبہ سازیوں نے مجھے گھیر کر عقل سے پیدل کر دیا اور ابان شگری دماغ سے نہ کھیل کر بھی خوش نصیب ٹھہرا۔ سوچتا ہوں ابان شگری اگر دل سے کھیلے گا تو کیا کمال کا کھیلے گا؟ یہ عشق ہونا تو شرط ہے۔ اسے تو وہ گھن لگتا ہی ہے مگر اس کھیل میں میرا دل مفت میں جل گیا۔ ایسا تو نہیں سوچا تھا یار قاسم؟ یہ کیا ہو گیا؟ وہ بھی آناً فاناً......'' وہ سوالیہ نظروں سے قاسم کو دیکھ رہا تھا۔

قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور پھر آہستگی سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر جیسے اسے تسلی دی تھی۔ اس سے زیادہ چارہ جوئی وہ شاید نہیں کر سکتا تھا۔ اشعر ملک کو صرف یہ علم ہوا تھا کہ اتباع منصور نے منصوبے کے مطابق ابان شگری سے نکاح کر لیا ہے۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ اس کی سازش کی خبر اتباع منصور ہو کر دی گئی ہے اور اس نے جو رشتہ بنایا تھا وہ اشعر ملک کے منصوبے کے مطابق نہیں ہے۔ قاسم نے اسے حماقت کرنے سے باز کر دیا تھا مگر اشعر ملک کے مطابق اس کی سازش کو عملی جامہ پہنایا گیا تھا۔ اگر اسے خبر ہو جاتی کہ قاسم نے فون کر کے اتباع کو اس منصوبے پر عمل کرنے سے روک دیا تھا تو وہ یقیناً غصے سے پاگل ہو جاتا۔ ہو جانا تھا اس نے بہت بڑا قدم اٹھایا تھا۔ اگر اشعر ملک کو علم ہو جاتا تو اس کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا مگر اس نے اس کی پرواہ نہیں کی تھی۔ اس نے ایک معصوم لڑکی کو مدد دی تھی جیسے اس کی مدد کی اشد ضرورت تھی۔ ایک بار پھر اس نے اتباع منصور کو اس کے منصوبے کا حصہ بننے سے روک دیا تھا۔ اس وہی کیا تھا جو اسے بہتر لگا تھا۔ بنا کسی ڈر کے، خوف کے، اس نے اتباع منصور کی مدد کی تھی۔ اسے یقین تھا اگر اس نے کچھ ٹھیک کیا تھا۔ وہ کسی عذاب میں مبتلا نہیں ہو سکتا تھا۔ بہر حال اللہ تھا جو جانتا تھا۔ وہ کچھ غلط نہیں کر رہا۔ قاسم اپنے طور پر مطمئن تھا۔ مگر وہ اشعر ملک کا ملازم تھا اور اسے اشعر ملک کے اہم معاملات کو بھی دیکھنا تھا۔ سو وہ اشعر ملک کے مقابل کھڑے ہو کر اس کی مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ مخالفت یقیناً بہت بھاری پڑتی تھی۔ قاسم نہیں جانتا تھا اگر اشعر ملک کو محبت ہو گئی تھی۔

وہ اتنا جانتا تھا کہ وہ ڈرامہ کری ایٹ کرنے اور تفریح مارنے کا عادی تھا۔ اسے صورتحال سے لطف اندوز ہونے میں مزا آتا تھا۔ اس محبت کی صداقت اگر تھی تو اسے حیرت تھی مگر وہ اسے ایک غلط کام کے لئے سپورٹ نہیں کر سکتا تھا مگر ایک وفادار ملازم ہونے کے ناطے وہ اس کے ساتھ کھڑا تھا اور اسے تسلی دیتے ہوئے سنبھال رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور نے خود اپنے عکس کو آئینے میں بہت اجنبی نظروں سے دیکھا تھا۔

وہ سراپا......

وہ آنکھیں......

وہ چہرہ......

یکدم سب بہت پرایا لگا تھا جیسے وہ، وہ نہیں رہی تھی۔ اس کا وجود اس کا وجود نہ رہا تھا۔ جیسے وہ کسی اجنبی چہرے کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ ایک لمحے میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں، وہ نہیں جانتی تھی مگر ایک لمحے نے بہت کچھ بدل دیا تھا۔ ہر احساس......!

اس نے ہاتھ بڑھا کر بہت کھوئے کھوئے اجنبی انداز میں اپنے عکس کو آئینے میں چھونا چاہا تھا۔ جب ابان شگری کا عکس اس آئینے میں نمودار ہوا تھا۔ آئینے پر جہاں اس کا بازو دھرا تھا وہاں ابان شگری کا چہرہ تھا۔ اس کی کانپتی انگلیوں کا لمس آئینے پر تیرتے ہوئے یکدم رک گیا تھا اور وہ حیرت سے ابان شگری کے عکس کو دیکھنے لگی تھی۔ حیرت میں ڈوبی نظریں کچھ سمجھ نہیں پائی تھیں۔ اس کا دل جیسے اس کی آنکھوں سے اور حیات سے جڑ نہیں پا رہا تھا۔ وہ بہت ماؤف ذہن کے ساتھ ابان شگری کے عکس کو دیکھ رہی تھی جب ابان شگری چلتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔

اتباع منصور ویسے ہی انہماک سے آئینے کو دیکھ رہی تھی۔ عجب کھویا کھویا سا انداز تھا جیسے وہ بے ربط سوچوں میں الجھی ہوئی تھی اور دماغ ایک سوچ پر اٹک گیا تھا۔

آئینے میں ابان شگری کا عکس کچھ قریب محسوس ہوا تھا اور اتباع منصور ساکت سی سے اس عکس کو دیکھ رہی تھی۔ اس میں جیسے اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ سر گھما کر...... پلٹ کر اس حقیقت میں کھڑے وجود کو دیکھ سکتی۔

بے ربط سوچوں کے ساتھ بس وہ ساکت کھڑی آئینے کو دیکھ رہی تھی۔

سرد انگلیاں آئینے پر ابان شگری کے عکس پر حرکت کرنے لگی تھیں۔ جانے کیا احساس تھا۔ وہ اس احساس کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے دماغ کی سوچیں کس نقطے پر رکی تھیں۔

ابان شگری اس کے عکس کو آئینے میں دیکھتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ کچھ ثانیوں تک اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر اسے شانوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔ اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

وہ اسی غرارہ سوٹ میں تھی۔ نکاح کے بعد اس نے ابھی تک ڈریس نہیں بدلا تھا۔ ایک دستخط نے جیسے ہر شے کا مفہوم بدل دیا تھا۔

کیا بدلا تھا...... کیا نہیں بدلا تھا...... وہ سمجھ نہیں پائی۔

ہاتھ سے ہاتھ بھر کا جو فاصلہ تھا وہ ختم ہو گیا تھا۔ بہت سے فاصلے تھے جو سمٹ گئے تھے...... یا پھر بڑھ گئے تھے، وہ جان نہیں پائی تھی۔ مگر اب یہ ہوا تھا کہ ابان شگری کی آنکھوں کی چمک کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

جیسے وہ بہت فاتح تھا...... ایسا کچھ تھا بھی کہ اسے ہی ایسا لگا تھا۔

وہ ساکت سی اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری نے بہت استحقاق سے اس کے ہاتھ کو تھاما تھا۔ اس برف کے وجود میں ایک حرارت سرایت کی تھی۔ اتباع منصور کی ساکت نظروں نے ابان شگری کی پر حرارت نظروں کو دیکھا تھا۔ ان آنکھوں میں کیا تھا، وہ جان نہیں پائی تھی مگر اس نے اس حرارت بھرے لمس کو اپنے ہاتھ پر محسوس ضرور کیا تھا۔ وہ ایک لمحے میں ان پر شوق نظروں سے تعاقب سے بچنے کی سعی کرتی دور ہوئی تھی مگر ابان شگری جیسے بہت سے حقوق دینے نام رکھتا تھا اور ان کا استعمال بھی کرنا چاہتا تھا تبھی ہاتھ بڑھا کر اس فاصلوں پر جاتے وجود کو قریب کر لیا تھا۔ اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اگر وہ رشتہ وقتی تھا تو ابان شگری یہ استحقاق کیوں جتا رہا تھا۔

ان آنکھوں کی تپش سے اس کا چہرہ جیسے جلنے لگا تھا۔ وہ حرارت دل تک پہنچنے کی سعی کرنے لگی تھی...... اور وہ خاموشی سے اس شعبدہ باز کو دیکھ رہی تھی جو کبھی کمال کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

اتباع منصور کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا، وہ پلکیں جھکا گئی تھی۔ اس چہرے میں ایسا دلچسپی کے قابل کیا تھا کہ ابان شگری ایک لمحے کو بھی نگاہ ہٹا نہیں پایا تھا۔

یا اس کے سارے لفظ کہیں کھو گئے تھے۔ وہ جو باتیں کرنے کا عادی رہا تھا، اس لمحے چپ تھا۔ اس کے تمام لفظ خاموشی میں کہیں چھپ گئے تھے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر چہرے پر آئی لٹ کو اس کے چہرے سے ہٹایا تھا اور چہرے کو ملائمت سے چھوا تھا۔ اتباع یکدم بدک کر ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر تھاما تھا اور بنا اجازت اسے خود سے قریب کرلیا تھا۔ اتباع منصور کوئی مزاحمت نہیں کرپائی تھی۔ ابان شگری کا بازو اس کے گرد حائل تھا۔ اس کا وجود جیسے یکدم ہی شعلوں کی لپیٹ میں آیا تھا۔

برف کا وجود یکدم پگھلنے لگا تھا۔

وہ اس کی آنکھوں کی تپش پر، اس کی خاموشی پر، بہت کنفیوز ہورہی تھی۔ اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا جیسے وہ کوئی کمزور سا پتہ تھی جو ہواؤں کی زد میں تھا۔ اس لمس میں کیسا جادو تھا۔

وہ جو بے خبر تھی...... ساکت بت بنی تھی...... چونکتے ہوئے ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری اس چہرے کو مکمل توجہ سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے حق ہے ان نظروں کو توجہ کا طالب کروں اور ان دھڑکنوں کو خود سے باندھ لوں۔ اس بے توجہی کو، بے خبری کو سمیٹ کر کہیں دور اچھال دوں اور اس وجود میں زندگی بھر دوں۔" ابان شگری کا لہجہ بہت مدھم سرگوشی کا سا تھا جیسے وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ کیا کرسکتا ہے۔

یا پھر وہ اسے اس رشتے کی حقیقت بتا رہا تھا جو ان کے درمیان بن گیا تھا۔

اتباع کا تعرض......

اس کا گریز......

اس کی بے خبری......

اس کی اجنبیت......

اس کی بے توجہی......

اس کی بے نیازی......

ایک پل میں اڑن چھو ہوئی تھی۔

اس سرگوشی میں ایسا کچھ تھا کہ ان آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔

اسے صرف ایک بات ازبر تھی کہ یہ رشتہ اس کی مرضی سے نہیں تھا۔ وہ دل سے اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ وہ دل سے اس کے لئے مائل نہیں تھی اور جیسے کہ ابان شگری اسے جتا رہا تھا کہ یہ وقتی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر یہ وقتی تھا تو پھر اس میں حقوق بھی واجب نہیں ہوتے تھے۔ وہ اسے جتانا چاہتی تھی مگر ابان شگری نے یکدم اسے قریب کر کے قربتوں کو دوریوں پر حاوی کر دیا تھا۔

"یہ تعرض بے سبب اور فاصلے بے بنیاد۔ مجھے مائل مت کرو کہ میں فاصلوں کو سمیٹ کر ایک طرف رکھ دوں...... کسی فضول وضاحت کی طرح۔" ابان شگری کے ہونٹ اس کی سماعتوں کے قریب بلتے محسوس ہوئے تھے۔ اتباع منصور کی جان پر بن آئی تھی۔ سارا وجود جیسے انگارہ بن گیا تھا۔ وہ جیسے یکدم آگ کے دہانے پر آگئی تھی۔ وہ کوئی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی......

کوئی تعرض نہیں کر سکتی تھی......

کوئی وضاحت دینے کے قابل نہیں رہی تھی......

بچنے کی سعی نہیں کر سکی تھی......

اس کے اندر اتنی ہمت بھی نہیں رہی تھی کہ اسے پرے دھکیل سکتی اور بتا سکتی کہ وہ بنائے گئے طے شدہ قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

معاہدے میں یہ طے نہیں پایا تھا۔ ابان شگری اپنے قوانین کو بنا کر خود ان کی Violation کر رہا تھا اور اسے اس کا احتمال بھی نہیں تھا کہ یہ Violation ہے۔

"تمہاری بے توجہی اکسانے والی ہے اور تمہارا گریز تحریک دینے والا۔ تم بے نیازی سے بہت سے پیغامات کی ترسیل خاموشی کو سونپ دیتی ہو اور پھر توقع کرتی ہو کہ کوئی ردعمل بھی نہ ہو۔" ابان شگری کے ہونٹ اسے اپنے بالوں پر چلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ وہ ساکت سی کھڑی تھی۔

"تم نے جنوں کو بڑھانے کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اب لحہ لحہ وہ جنوں بڑھتا جا رہا ہے تو تمہیں خدشے ستا رہے ہیں۔ جہاں خدشوں کو اٹھا کر کوڑے دان میں ڈال دینا چاہیے تو وہاں تم قواعد و ضوابط کو رائج کرنا چاہتی ہو ورنہ یہ نگاہ اتنی بے بس کر دینے والی نہیں۔ نہ حسن اتنا دو آتشہ ہے کہ کوئی دنیا ہار دے۔" ابان شگری مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں کے بہت پاس تھی اور اس کی گرم گرم سانسوں کو اس نے اپنے چہرے پر محسوس کیا تھا۔ اتباع منصور کے لئے یہ لحہ یقیناً مشکل ترین تھا۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ صرف ایک دستخط سے وہ اتنی قیامتوں کے لئے اپنے ہاتھوں در کھول دینے والی ہے تو وہ ابھی حماقت بھی نہیں کرتی۔

"اسٹاپ...... اس...... ناپ!" وہ مدھم لہجے میں اپنے حلق سے آواز برآمد کرتے ہوئے بولی تھی اور دونوں ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلنا چاہا تھا مگر درمیان کا فاصلہ دو انچ بھی کم نہ ہو پایا تھا۔

ابان شگری اسے بغور تکنے لگا تھا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر جیسے بری الذمہ دکھائی دیا تھا۔ انداز بے نیازی لیتے ہوئے تھا اور جتانے والا تھا کہ اس کا کوئی قصور نہیں اور جب بولا تھا تو تمام لفظ جیسے اسی کا ساتھ دے رہے تھے۔

"میرا قصور نہیں ہے شیرنی...... تم نے آغاز کیا تھا یہ سب۔ تمہیں قلق تھا کہ محبت کو توجہ نہیں ملتی۔ اور نظریں غافل کیوں ہیں۔ یہ جو بتا کے تم بہت سے لفظ کہہ جاتی ہو تو اس میں یہ گزارش بھی تھی کہ تمہیں خود سے جوڑ لوں۔ اور جب میں نے وہی کیا تو ان نگاہوں میں شکوے کیونکر جھانکنے لگتے ہیں؟" وہ تمام کا تمام الزام اس کے سر ڈال رہا تھا اور وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ آنکھیں اکساتی ہیں اور جب کہ تم نے یہ سفر آغاز کر ہی دیا ہے تو اسے آگے بڑھنے سے کون روک سکتا ہے؟" وہ جیسے اسے زچ کر رہا تھا۔ وہ ساکت کھڑی دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری کی آنکھوں میں جیسے جنون تھا۔ ایک خاص چمک تھی۔ وہ یقیناً محظوظ ہو رہا تھا۔ اتباع منصور نے ہولے سے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"اس...... ایسا...... کچھ نہیں طے پایا تھا۔ آپ طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزیاں کر رہے ہیں!" اتباع نے خشک حلق سے بمشکل آواز برآمد کی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"کچھ خلاف ورزیاں آپ کی آنکھیں بھی کرتی ہیں شیرنی...... مگر ان کی شکایت کرنا عبث ہوگا۔ جال آپ نے بنا تھا...... آغاز آپ نے کیا تھا...... محبت آپ کو ہوئی تھی اور اب شکایت بھی آپ ہی کر رہی ہیں لیکن ان شکایتوں میں دل میں کہیں دبی گزارشات تو بہت نظرانداز کر رہی ہیں آپ۔ ایٹ لیسٹ ایک بار توجہ کر کے ان گزارشات کو بھی سن لیں جو مسلسل میرے تعاقب میں رہتی ہیں۔" ابان شگری کا انداز زچ کرنے والا تھا۔

اگر وہ صرف اسے زچ کرنا چاہتا تھا تو وہ کامیاب تھا اور اگر یہ صرف کھیل تھا تو اتباع منصور بہت بری طرح الجھ گئی تھی اس میں۔

وہ جانتی تھی اسے اس شخص سے محبت نہیں ہوئی تھی کبھی۔ اور اگر اسے محبت ہو گئی تھی تو ایسا بھی ممکن نہ تھا وہ ان راہوں میں چلنے والوں میں سے نہیں لگتا تھا۔ دیوانگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا اس کا اور وہ لگا وصاف کہتی تھی کہ محبت فضول کی شے ہے تو پھر وہ اسے اس طرح کیوں زچ کر رہا تھا؟؟ اس کا مقصد کیا تھا؟

"دماغ پر اتنا بوجھ لاد دینا مناسب نہیں شیرنی...... کچھ کام دل کو بھی کرنے دیں۔ اس بیچارے کو بھی کوئی مصروفیت ہاتھ لگے۔ کب سے فارغ بیٹھا ہے۔" وہ کمال کا سینس آف ہیومر رکھتا تھا شاید یا پھر یہ کوئی طنز تھا۔ اتباع منصور نے ان لمحوں سے اتنا فائدہ اٹھایا تھا کہ الٹے قدموں اس سے دور ہٹ گئی تھی اور ابان شگری اسے بغور مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"یہ دوریاں وقتی ہیں شیرنی...... تم جانتی ہو تم فاصلوں کو بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکو گی۔ ان قدموں کو عادت ہو گئی ہے میری

سمت بڑھنے کی۔تم بے خیالی میں بھی چلو گی تو میرے پاس آن رکو گی۔" وہ یقین سے کہہ رہا تھا۔

وہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔احتجاج بھرپور تھا اور ابان شگری کا اطمینان بھرپور۔

"آزمالو شیرنی......!" ابان شگری نے گویا اسے چیلنج دے دیا تھا۔

اور اتباع منصور ساکت سی یکدم رک گئی تھی۔

قدم کیوں رکے تھے وہ نہیں سمجھ پائی تھی۔مگر وہ اسے جتا دینا چاہتی تھی کہ جیسا وہ کہہ رہا تھا یا سوچ بیٹھا تھا وہ کچھ نہیں تھا۔تبھی وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"فرض کرنے کی عادت ہوگئی ہے آپ کو۔اپنے طور پر بہت کچھ اخذ کر لیتے ہیں آپ۔" وہ اس کی بھرپوری نفی کرتی ہوئی بولی تھی اور الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگی تھی۔

ابان شگری جیسے حد درجہ محظوظ ہوا تھا اور اس کی سمت اس کے قدم پیش قدمی کرنے لگے تھے۔

"شیرنی،آپ کہانیوں کو اپنی پسند کا منتخب انجام دینا چاہتی ہیں اور ایسا ممکن نہیں ہے۔" وہ جیسے حد درجہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"کوئی کہانی کہیں نہیں ہے!" وہ الٹے قدموں چلتی ہوئی جتاتے ہوئے بولی تھی۔"اور......!" اتباع منصور بولتے بولتے رکی تھی۔ اس شخص کے بڑھتے قدم اس کے اوسان خطا کر رہے تھے۔وہ جیسے سارے لفظ بھول گئی تھی۔

ابان شگری اس کی سمت قدم اٹھا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"اور محبت کو بھی خبر نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی کتنا ضروری ہے۔ہو سکے تو بے خبری میں کوئی بے خبری سرگوشی مت کرنا،ہر بات راز رکھنا۔محبت عجب مقناطیسی سماعتیں رکھتی ہے۔محبت کو خبر ہوئی تو بات عام کر دے گی۔" اس لہجے میں جنوں بہت واضح تھا۔اتباع منصور الٹے قدم چلتی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ اپنے کہے سے انحراف کر رہے ہیں۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔اس رشتے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔یہ رشتہ کس باعث جڑا ہے،کیوں جڑا ہے،جانتے ہیں آپ۔آپ کے علم میں ہے اور آپ بھول رہے ہیں جیسے آپ نے خود آگاہ کیا تھا یہ وقتی ہے اور......!" وہ باور کراتے کراتے تھکنے لگی تھی۔جس طور ابان شگری کے قدم اس کی سمت بڑھ رہے تھے اس کے اوسان خطا کر رہے تھے۔

"اور!"

"اور محبت نے کہانی لکھ دی!"

"اور......!"

"اور محبت نے چلن لیا۔" ابان شگری کا انداز جتانے والا تھا،لہجہ مدھم مدھم تھا۔

"کیا محبت کے ذکر کے بنا بات ممکن ہے؟"

"محبت نہیں رہے گی تو کہانی ختم ہو جائے گی اور ایسا ہو گیا تو قتل آپ کو ہی ہوگا۔" ابان شگری کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی جس کے بھید اتباع منصور یقیناً نہیں جانتی تھی۔

"آپ باتوں کو اپنی پسند کے معنی دیتے ہیں۔ آپ کو بتا چکی ہوں محبت ہے ہی نہیں۔ ہر بات محبت کی بات کیوں کرتے ہیں آپ......!" وہ اس کے قدم روک دینا چاہتی تھی۔

"محبت کی بات کرنا ضروری ہے شیرنی۔ ہمارے درمیان صرف ایک حوالہ ہے اور وہ محبت ہے...... تمہاری محبت......!" وہ جتا رہا تھا۔

اتباع منصور نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

"ایک بات ہر بار بھول جاتی ہو شیرنی......!"

اتباع منصور نے الٹے قدم چلتے حیرت سے دیکھا تھا اسے۔

"تم محبت کو منتقل کرنا چاہتی ہو۔ ہر بار یہی گزارشیں ہوتی ہیں تمہاری نگاہوں میں کہ محبت کو منتقل کر دو۔ تم مجنوں کو میری عادتوں میں شامل کرنے کی خواہاں ہو اور ایسا ممکن نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے جتا رہا تھا۔

"ممکنات میں سے نہیں ہے مگر تا حال...... فی الحال کچھ ممکنات میں بھی نہیں ہے۔" ابان شگری جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ان نظروں میں بہت سے اسرار تھے۔

"شیرنی، عجیب بھولپن ہے تم میں۔ بہت سے اسرار سمجھ نہیں آتے تمہیں۔ تم کوشش کرنا بھی نہیں چاہتیں۔ جاننا چاہتی تھی نہیں کہ کیا ضروری ہے اور کیا نہیں!"

اتباع منصور الٹے قدموں چلتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ پیچھے پلٹ کر دیکھا تھا۔ اس سے آگے کوئی حد نہیں تھی۔

اتباع منصور نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ وہ قدم قدم اس کی سمت بڑھ رہا تھا اور اس کے قدم اتباع منصور کے قریب آن رکے تھے۔ ابان شگری قریب آن رکا تھا۔ اسے بغور تکتے ہوئے دیوار پر ہاتھ ٹکا دیا تھا اور وہ اسے تمام تر توجہ سے تکتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"محبت کرو تو دانستہ اس کہانی کو ادھورا رہنے دو۔ کہانی مکمل ہو گئی تو جنوں نہیں رہے گا۔" اس کی سمت بھرپور توجہ سے دیکھتے ہوئے اس نے ایک سرا اور پیشانی سے ہونٹوں تک اپنی شہادت کی انگلی بنائی تھی۔

اتباع منصور سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں کوئی خوف تھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں گزارش کر رہا تھا اور ابان شگری کو جیسے یکدم اس پر ترس آ گیا تھا۔ اس نے بغور اس چہرے کو دیکھتے ہوئے قدم موڑے تھے اور پھر چلتے ہوئے پلٹا تھا اور آگے بڑھ گیا تھا۔

اتباع منصور ساکت سانسوں کے ساتھ...... پتھرائی آنکھوں سے اسے واپس جاتے دیکھتی رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے کافی بنانے کے لئے برنر جلاتے ہوئے فرید کو بغور دیکھا تھا۔

"اس گھر میں کوئی آتا جاتا رہا ہے؟" اس کا انداز متجس تھا مگر فرید بھی اپنے نام کی ایک کا ہیاں تھا۔ رو بوٹک انداز میں میرال حسن کی طرف دیکھا تھا۔

"نہیں میم......!"

"کیا نہیں؟" میرال حسن نے جانچتی نظروں سے فرید کو دیکھا تھا۔

فرید خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ وہ اضافی بات بتانے کے لئے پروگرامڈ نہیں تھا جیسے۔

"تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑنے لگی ہیں؟ سب ٹھیک ہے نا؟ تم کچھ چھپا رہے ہو نا؟ چھپا رہے ہو تو ابھی سے بتا دو۔" میرال حسن نے بغور اسے تکتے ہوئے کہا تھا۔ فرید نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"دادا ابا آئے ہیں بس......!" اسے نہیں پتا تھا کہ اجاج منصور کے بارے میں بتانا چاہیے یا نہیں تبھی اس نے صرف دادا ابا کا ذکر کیا تھا۔

"دادا ابا آئے ہیں؟ ہاؤ سویٹ...... مجھے دادا ابا سے بہت سی بات کرنا تھیں۔ ان کی کمپنی بہت مزے کی ہے۔ کہاں ہیں دادا ابا؟ اسٹڈی میں ہوں گے نا پھر؟ میں کافی بنا کر وہیں لے جاتی ہوں۔ تم کچھ اسنیکس بنا دو۔" میرال حسن عجلت سے بولی تھی جب فرید نے فوراً روکا تھا۔

"نہیں دادا ابا کسی ضروری کام سے اسلام آباد گئے ہیں، ایک دو روز میں واپس آجائیں گے۔" فرید کے وضاحت دینے پر وہ رک گئی تھی۔

"تم کچھ چھپا رہے ہو فرید؟ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کوئی بات ہے جو تم سے ڈائجسٹ نہیں ہو رہی اور......!

"میم...... آئی ہوپ سو...... سر کی کافی کا ٹائم ہو رہا ہے۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ سرعت سے وہاں سے نکلا تھا۔ میرال حسن سے فرید کو دیکھنے لگی تھی۔ تبھی ابان شگری سامنے سے چلتا ہوا آتا دکھائی دیا تھا۔ میرال حسن نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر کافی مگ میں ڈال کر چمچ ہلانے لگی تھی۔ ابان شگری چلتا ہوا پاس آن رکا تھا۔ تبھی وہ کافی ابان کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تھی۔

"فرید کے پاس ایسا کیا راز تھا کہ وہ بنا جواب دیئے بھاگ گیا؟" ابان شگری نے کافی تھامتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھا تھا اور پھر بے خبری سے شانے اچکا دیئے تھے۔

"فرید جو بھی سوچتا ہے اپنے دماغ سے سوچتا ہے۔ فی الحال اس کے سوچنے کے کاپی رائٹس میرے پاس نہیں ہیں سو آپ کو آگاہ نہیں کر پاؤں گا۔" وہ بے خبر لہجے میں بولا تھا۔ میرال حسن اس کے فنی انداز پر اسے گھورتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

"ہاہاہا...... ویری سو فنی...... میں نے اس سے صرف یہ پوچھا تھا یہاں کون کون آتا جاتا رہا ہے...... اور وہ فوراً اڑن چھو ہو گیا۔" وہ اپنے لئے کافی بناتے ہوئے بولی تھی۔

"میرال حسن...... اس بیچارے سے اتنی ساری انویسٹی گیشن واجب نہیں۔ آپ مجھ سے پوچھ سکتی ہیں۔ اس سوال کا جواب میں بہتر طریقے سے دے سکتا ہوں۔" وہ مسکرایا تھا۔ وہ گھورنے لگی تھی۔

"تم پر تو اعتبار نہیں کر سکتی ابان شگری۔ میرے دل کو ہر بار ایک ہی ضد ہے کہ تم ہی کو اعتبار کے قابل سمجھتا ہے۔" میرال حسن شکوہ کرتی ہوئی بولی تھی۔

وہ دونوں چلتے ہوئے لاونج کی سمت بڑھنے لگے تھے۔

"آپ کی عادتوں میں ایک عادت یہ بھی شامل ہے کہ بے وجہ کی فکریں زیادہ کرتی ہیں۔" وہ سرسری انداز میں مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وہ گھورنے لگی تھی۔

"تمہاری فکر کرنا ضروری ہے ابان ذوالفقار شگری۔ تم یہاں سے وہاں ہو گئے تھے تو میرا نقصان ہو جائے گا۔ چھوٹا سا دل ہے۔ اتنا بڑا نقصان افورڈ نہیں کر سکتی۔ حمزہ سے بات ہوئی تھی وہ بتا رہا تھا تم شادی پلان کر رہے ہو۔"

"شادی؟" وہ چونکا تھا۔ "حمزہ کو بے پر کی اڑانے کی عادت ہے۔ تم جانتی ہو اسے۔" وہ انکاری ہوا تھا۔ میرال حسن خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"محبت جیسے کوئی وسوسہ ہے جو میرے اندر سانس لیتا ہے اور میرا دل ڈرتا رہتا ہے۔ محبت کھل کر سانس لینے کیوں نہیں دیتی؟ ہمیشہ ایک دھڑکا کیوں لگا رہتا ہے کہ ابھی کچھ کھو جائے گا؟ اور بے ارادہ مجھے اپنی مٹھیاں بہت زور سے بھینچ لینا پڑتی ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھی تھی۔ ابان اسے دیکھ کر نرمی سے مسکرایا تھا۔

"تم جانتی ہو میرال حسن محبت فضول کا تذکرہ ہے اور کچھ نہیں۔ تم میری بہت اچھی دوست ہو۔" وہ نرمی سے بولا تھا۔

"بس......؟" وہ آنکھیں حیرت سے پھیلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم جانتی ہو مجھے محبت وغیرہ میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"اکثر تمہاری باتیں میرے سر پر سے گزر جاتی ہیں۔" "محبت کوئی حوالہ نہیں ہے، نہ کوئی رابطہ ہے۔ تم خواہ مخواہ جانے یا نے جوڑنے کی کوشش کرتی ہو میرال حسن۔" وہ کافی کا سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ میرال حسن اسے گھورنے لگی تھی۔

"جانتی ہوں تمہیں محبت نہیں ہے اور محبت پر اعتبار بھی نہیں ہے مگر مجھے تو ہے نا۔ مجھے یقین ہے ابان شگری میں تمہیں محبت کرنا سکھا دوں گی۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میں ہی وہ لڑکی ہوں گی جسے تم چاہنا چاہو گے کیونکہ میرال حسن سے بہتر تو کوئی ہے ہی نہیں۔" وہ مسکرائی تھی اور ابان شگری اس کے یقین پر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"بے ارادہ ہاتھ میں کوئی کام کی بات بھی ہو سکتی ہے میرال حسن۔ طبیعت کوئی دلچسپ تذکرہ نہیں ہے۔" اس کے باور کرانے پر وہ نرمی سے مسکرا دی تھی۔

"محبت کا حاصل بحث نہیں، محبت دانائی کی بات ہے مگر خرد مند دماغ محبت کی باتوں کو سننا نہیں چاہتا اور دل خرد کو بولنے سے پہلے ہی چپ کروا دیتا ہے۔" میرال حسن جانے کیا سمجھنا چاہتی تھی۔

ابان شگری اس کی بات سے توجہ ہٹا کر فرید کو دیکھ رہا تھا جو اجیاع منصور کے کمرے میں ابھی کافی دے کر آیا تھا۔ میرال حسن نے ابان شگری کی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

"یہ فرید کہاں سے آ رہا ہے؟ گھر میں کوئی آیا ہے کیا؟ وہ تو تمہیں کافی دینے گیا تھا اور تم تو آل ریڈی یہاں ہو...... اور......!" ابان شگری نے اس کی بات ختم ہونے سے قبل بولنا ضروری خیال کیا تھا۔

"ایک دوست ہے۔ ان فیکٹ ڈیڈ کے دوست کی بیٹی ہے۔ شی نیڈز ہیلپ۔ اپنے کچھ اثاثوں کے ضروری امور نمٹانے پاکستان آئی ہے۔" ابان شگری کے کہنے پر وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"کہاں سے آئی ہے؟" اس کی نظریں جانچتی ہوئی تھیں۔

"انگلینڈ سے۔"

"تمہارے ساتھ پڑھتی تھی؟" میرال حسن کو پوچھنا ضروری لگا تھا۔

ابان شگری نے سرسری انداز میں سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"وہ انکل آنٹی کے ساتھ بھی تو رک سکتی تھی نا؟ یہیں کیوں؟" میرال حسن کا دماغ کئی سوچوں میں بٹ رہا تھا مگر ابان شگری یقیناً اس بارے میں زیادہ بات کرنے کا خواہاں نہیں تھا۔

"دادا ابا یہیں تھے تو وہ بھی یہیں آ گئی۔"

"دادا ابا کے ساتھ؟ لیکن دادا ابا تو نیویارک سے آئے ہیں نا؟" وہ سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔ ابان شگری نے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے میرال حسن کو بغور دیکھا تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر دکھائی دی تھی۔ تبھی وہ نرم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میرال حسن...... میں نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ فیملی فرینڈ ہے۔ دادا ابا یہاں آئے ہیں نیویارک سے...... مگر اجیاع منصور شیخ بھی یہیں ہے اور بہت سے سوالوں کو اپنے ذہن میں فی الحال دبا دو کیونکہ مجھے اہم میٹنگ کے لئے نکلنا ہے اور میں مزید جوابات نہیں دے پاؤں گا۔" وہ اٹھا اور چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ میرال حسن پرسوچ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی تھی۔

"اجیاع منصور شیخ!" اس کی سوئی ایک ہی مقام پر جیسے اٹک گئی تھی۔

☆　☆　☆

اجیاع منصور بے جان وجود کے ساتھ بیڈ پر پڑی تھی۔

ذہن تھکا ماندہ تھا...... اور کوئی سوچ کہیں نہیں تھی۔ نیم تاریکی کئے وہ یونہی پڑی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ جانتی تھی

خدیجہ اماں آئی ہوں گی تبھی وہ اسی طرح لیٹے ہوئے بولی تھی۔

"خدیجہ اماں پلیز...... فی الحال مجھے ڈسٹرب مت کریں۔ میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی مگر کسی نے منع کرنے کے باوجود دروازہ کھول دیا تھا اور اندر داخل ہوا تھا۔

"خدیجہ اماں پلیز...... آئی سیڈ......!" وہ دیکھے بنا بولی تھی۔ جب دروازے کے درمیان کھڑی میرال حسن نے ابتاج منصور کی طرف دیکھا تھا۔

"ایکسکیوزمی...... خدیجہ اماں بزی تھیں سو انہوں نے مجھے بھیج دیا۔ کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" میرال حسن اسکی سمت رسمی مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ابتاج منصور نے پلٹ کر چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور فوراً اٹھ بیٹھی تھی۔

میرال حسن کھانے کی ٹرے لئے اندر بڑھ آئی تھی۔

"آپ!" ابتاج منصور نے کل شب ایک جگہ ابان شگری سے ملتے دیکھا تھا اس کے اچانک آنے پر وہ اسے وہیں چھوڑ کر اس کی پذیرائی کو بڑھا تھا تو پرووکی تھی؟ ابتاج منصور جاننے کو Curious نہیں تھی مگر کسی نئے آنے والے سے اس کا رابطہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اسے نہیں خبر تھی ابان شگری نے اس کے متعلق کیا بتایا تھا تبھی وہ بیری ٹیمنٹ دکھائی دی تھی۔ اور میرال حسن دوستانہ انداز میں مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی تھی۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں تمہارے بارے میں۔" میرال حسن نے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ابتاج منصور نے خاموشی سے اس کی سمت دیکھا تھا جیسے نظروں میں سوالیہ نشان تھا کہ تم میرے بارے میں کیا جانتی ہو؟ اور میرال حسن اس کے لئے پاستہ باؤل میں نکالتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"تم ابتاج منصور شیخ ہو۔ ابان شگری کی دوست۔ اور ہاں میں تمہیں ایک اور حوالے سے بھی جانتی ہوں۔" وہ مسکرائی تھی۔ میرال حسن یقیناً دوستانہ مزاج رکھتی تھی مگر اس سے زیادہ وہ شاید Curious بھی تھی کہ ابتاج منصور یہاں کیوں ہے اور اس سے کوئی خطرہ تو نہیں؟ وہ ابان شگری سے محبت کرتی تھی اور اس محبت کو کسی سے بانٹنا نہیں چاہتی تھی اور اگرچہ ابان شگری کا دل اس تمام معاملے میں کہیں انوالو نہیں تھا مگر شاید میرال حسن محتاط تھا اور کوئی رسک لینا نہیں چاہتی تھی تبھی وہ اس کے سامنے موجود تھی۔

ابتاج منصور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"تم اس طرح حیران کیوں ہو رہی ہو؟ اگر میں تمہیں کسی اور حوالے سے جانتی ہوں تو؟" میرال حسن نے مسکراتے ہوئے ابتاج کو دیکھا تھا۔ ابتاج منصور نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں...... مگر......!" وہ بات بنانے کے چکر میں بات بنا نہیں پائی تھی۔ تبھی میرال حسن نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"تم یہ کھاؤ......!" میراں حسن نے دوستانہ انداز سے پاستہ اس کے سامنے رکھا تھا۔
"نہیں تھینکس...... مجھے بھوک نہیں۔" اتباع نے انکار کرتے ہوئے میراں حسن کو دیکھا تھا۔
میراں حسن نے پاستہ کھاتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔
"خدیجہ اماں کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔ اب پتہ نہیں تمہیں یہ ذائقہ تمہاری محبت میں آیا یا واقعی یہ ذائقہ ان کے ہاتھ کا خاصہ ہے مگر یہ پاستہ انہوں نے اسپیشل تمہارے لئے بنایا ہے۔"
میراں حسن مسکرائی تھی۔
اتباع منصور نے اسے دیکھتے ہوئے اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو سمیٹا تھا۔ شاید وہ جاننے کی متمنی نہیں تھی کہ میراں حسن اسے کس دوسرے حوالے سے جانتی ہے۔ وہ بالکل بھی Curious نہیں لگی تھی میراں حسن نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔
"میں نے تمہارا ذکر اکثر سنا ہے۔" میراں حسن شاید تجسس پھیلانا چاہتی تھی مگر اتباع منصور کی حیات جیسے منجمد تھیں۔ وہ کسی بات کو نہ غور سے سن رہی تھی نا ہی اسے ریسپانس کر رہی تھی۔
تبھی بہت سی باتوں کے سوال پوچھنے کے بعد جوابات بھی بنا کسی تجسس کے دینا میراں حسن کی مجبوری بن رہا تھا۔
"تم پریشان ہو؟ یا او کے؟" میراں حسن نے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔
"میں نے تمہارا ذکر اکثر سنا ہے۔ ایک بار نہیں بار بار...... یہ نام میری سماعتوں سے گزرا ہے۔ اور میں حیران نہیں ہوئی جب اس گھر میں، میں نے تمہارا ذکر پہلی بار سنا۔" میراں حسن مسکرائی تھی۔
اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا وہ جیسے جاننے کی بالکل بھی خواہاں نہیں تھی کہ وہ کون ہے اور کیا جاننے کی متمنی ہے یا کیا تجسس اسے اس کمرے تک کھینچ لایا ہے۔ شاید یہ تجسس اتباع منصور کی طبیعت کا حصہ نہیں تھا مگر میراں حسن کو شاید اسے جاننے کا شوق ہو چلا تھا۔ تبھی مسکراتی ہوئی بولی تھی۔
"تم لندن سکول آف بزنس میں پڑھتی تھیں نا؟" میراں حسن کے پوچھنے پر اتباع نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ وہ شاید اس لڑکی سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی مگر جس طرح وہ اس کے روم میں آ گئی تھی وہ اسے نظر انداز بھی نہیں کر پائی تھی۔
شاید اتباع منصور میں بہت کرٹسی تھی۔ بہت زیادہ مروت رکھتی تھی وہ۔ تبھی اسے اس لئے جھیل رہی تھی ورنہ وہ کسی سے ملنے کے موڈ میں یا بات کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھی۔
"آہ، سو تم ابان شکری کی کلاس میٹ تھیں؟"
اتباع منصور نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا تھا تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"پریشان مت ہو۔میرا ارادہ تمہیں زچ کرنے کا نہیں تھا۔میں تو صرف پوچھ رہی تھی۔لیکن تمہارا ذکر بار بار میں نے سنا ہے اور وہ ابان شگری کی طرف سے نہیں ہے۔وہ شخص دانیال مرزا ہے۔جس نے بار ہا باتوں میں تمہارا ذکر ہر بار کیا ہے۔وہ مسکرائی تھی اور اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ دانیال مرزا کو جانتی ہیں؟"

میرال حسن نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"وہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔میں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا مگر تمہارا ذکر سن کر کچھ Curiosity ہوئی تھی کہ میں اس لڑکی کو دیکھوں،اس سے ملوں جس کا ذکر،بات بے بات......ارادہ بے ارادہ ہر بات میں آجاتا ہے۔"وہ مسکرائی تھی۔اتباع منصور رسماً بھی مسکرا نہیں سکی تھی۔

دنیا بہت چھوٹی تھی جیسے۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ یہاں دانیال مرزا کے کسی حوالے سے ملے گی۔اور یکدم میرال حسن اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔جو نیا واقعہ رونما ہوا تھا اس کو لے کر یقیناً اتباع منصور کو محتاط ہو جانا پڑا تھا۔کیونکہ اگر وہ دانیال مرزا کو جانتی تھی تو یقیناً اس سے رابطے میں بھی ہوگی اور اس گھر میں اس کا ہونا......اور ابان شگری سے اس کا رشتہ بننا ایک نئی بحث کو جنم دے سکتا تھا۔

وہ دانیال مرزا کو فی الحال اس سے حوالے یا تذکرے یا واقع کو شیئر کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ایسا نہیں تھا کہ وہ چھپانا چاہتی تھی مگر جب اس رشتے کی کوئی حقیقت تھی ہی نہیں تو وہ اس رشتے کا ذکر کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔اسے احتمال تھا ابان شگری نے کوئی حوالہ نہ بتا دیا ہو۔

مگر میرال حسن کی باتوں سے پتہ چلتا تھا کہ ابان شگری نے اسے صرف دوست کی حیثیت سے متعارف کروایا تھا۔شاید وہ بھی اس وقتی رشتے کو دنیا کے سامنے نہیں لانا چاہتا تھا یا اس کے مقاصد کچھ اور رہے ہوں گے۔جن کی خبر یقیناً اتباع منصور کو نہیں تھی مگر اسے یہ ذکر جو بھی ادھورا یا آدھا تذکرہ ہوا تھا اسے غنیمت لگا تھا۔

"دانیال مرزا،میرا بہت اچھا دوست اور فرسٹ کزن ہے۔"اتباع منصور نے کہا تھا۔میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"جانتی ہوں۔میں دانیال مرزا سے تمہارا ذکر سن سن کر تھک جاتی تھی۔اتباع منصور یہ......اتباع منصور وہ......توبہ ہے اسکی کوئی بات تمہارے ذکر کے علاوہ مکمل ہی نہیں ہوتی تھی۔"میرال حسن مسکراتی ہوئی بولی تھی اور اتباع منصور اسے کوئی گرم جوشی نہیں دکھا سکی تھی۔

تبھی میرال حسن مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

"میں بھی بالکل ایسے ہی ابان ذوالفقار شگری کا ذکر باتوں باتوں میں کرتی ہوتی ہوں۔"وہ سرشار سے مسکراتی ہوئی بہت بھلی لگ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں انجان سی روشنی پھوٹ رہی تھی اور اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"ایک ذکر کیسے تمام حوالے بدل دیتا ہے۔میں سمجھ سکتی ہوں۔میں اس تجربے سے بارہا گزری ہوں اور ہر بار ایک نیا احساس

اپنے اندر ابھرتا محسوس کیا ہے۔" میرال حسن مسکرا رہی تھی جب اتباع نے اسے ساکت نظروں سے دیکھا تھا۔

"اور تمہیں اس سے محبت ہے۔" اتباع منصور کو اپنا لہجہ بہت اجنبی لگ رہا تھا۔

"بہت، بے حساب! وہ نصاب کی کتاب ہوتا تو میں اسے زبانی یاد کر لیتی۔ میرال حسن مسرور دکھائی دی تھی۔ ایک ذکر نے اس کے چہرے پر عجب رنگ بھر دیے تھے۔ ان آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔

اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ ایک لمحے میں اسے اپنے اندر ایک عجیب سا احساس نمودار ہوتا لگا تھا تبھی وہ پوچھے بنا نہیں رہی تھی۔

"اور وہ......؟" جانے کیا جاننے کی خواہاں ہوئی تھی اتباع منصور جو پوچھ ڈالا تھا مگر انداز بہت سرد تھا اور لہجہ اجنبی......

میرال حسن نے شانے اچکا دیے تھے۔ عجب بے فکر انداز تھا۔

"پتہ نہیں! مگر اس سے فرق نہیں پڑتا۔ وہ بے خبر بھی رہے تو نگاہ میں رہتا ہے اور نگاہ اسے پڑھتے نہیں تھکتی اور تم......؟" میرال حسن نے اتباع منصور کی سمت اشارہ کیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں جاننے کی متمنی تھی مگر اتباع منصور نے جواباً اسے عجب خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا اور پھر اس سرد مہری سے سرنفی میں ہلاتی ہوئی بولی تھی۔

"کچھ نہیں...... میرا یقین ایسی باتوں میں نہیں۔" اس نے بچنے کی بھرپور سعی کی تھی یا وہ کسی حوالے کا ذکر کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

سماعتوں میں یکدم ایک لہجہ گونجا تھا۔

"ایک انتہائے شوق ہے، ایک جنوں بھی ہے اور اس دبے دبے جنوں میں کوئی مدھم سرگوشی بھی ہے۔ فی الحال سننے کا وقت نہیں۔ اگر بیکلی بھی ہے تو سمجھانے پر فی الحال دل مائل نہیں۔ چلو سب وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جنوں کو کچھ اور بڑھنے دیتے ہیں۔ آخری حد تک!" وہ لہجہ...... وہ آواز اس کے اندر کی تمام ترنفی کرتے ہوئے اس کے اندر کہیں دور تک گونجا تھا۔ وہ لہجہ برفیلے سمندر میں جیسے الاؤ دہکانے کو کافی تھا اور اتباع منصور ساکت سی رہ گئی تھی۔

"کیا ہوا؟" میرال حسن نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا مگر وہ چونکی نہیں تھی۔ جانے کیا ہوا تھا کہ وہ بے ارادہ ان لفظوں کو دہرانے لگی تھی۔

"ایک انتہائے شوق ہے، ایک جنوں بھی ہے اور اس دبے دبے جنوں میں کوئی مدھم سرگوشی بھی ہے۔ فی الحال سننے کا وقت نہیں۔ اگر بیکلی بھی ہے تو سمجھانے پر فی الحال دل مائل نہیں۔ چلو سب وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جنوں کو کچھ اور بڑھنے دیتے ہیں۔ آخری حد تک......!" عجب انتہا سا لہجہ تھا۔ خود سے بے ضد...... خود سے اجنبی...... اتباع منصور خود نہیں جان پائی تھی۔ یہ لفظ کیسے اس کی سماعتوں میں گونجے تھے اور کیسے اس ذکر میں بیان ہوئے تھے۔ وہ خود آپ حیران رہ گئی تھی۔

میرال اسے بغور تکتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"امیزنگ! یہ محبت کا بھرپور رنگ تمہارے لہجے میں جو بول رہا ہے ناا تباج منصور...... اسے شدید محبت کہتے ہیں۔ یہ جنوں کی آخری حد تک جاتا ہے۔ تذکرہ بے معنی نہیں ہے۔ آئی کانٹ بلیو کوئی ایسی محبت کر سکتا ہے۔" وہ حیرت سے مسکرائی تھی۔

"مجھے لگتا تھا صرف میں ہی ایسی دیوانگی میں کسی سے محبت کر سکتی ہوں۔ آہ ا تباج منصور شیخ یہاں تو تم بھی ہو اور تم نے کہا تمہیں محبت پر یقین نہیں؟" میرال حسن بے یقینی سے اس کی سمت دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔ مگر ا تباج اسے حیرت سے دیکھتی رہی تھی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی یہ لفظ کب سے اس کے اندر تھے۔ اور کب اس کی زبان پر ذکر بن بیان ہوئے۔ وہ خود ایک شدید حیرت میں تھی۔ یہ کوئی خوف تھا...... یا کوئی ڈر...... کھونے کا وسوسہ؟ یا کوئی خدشہ؟ یا پھر کوئی حق؟

وہ اس ذکر سے نابلد تھی اور اپنے لہجے، اپنی آواز اسے آپ پرائی محسوس ہوئی تھی۔

"مجھے بھی ابان شگری سے ایسی ہی محبت ہے۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

اور ا تباج منصور ساکت سی اسے دیکھنے لگی تھی۔

سانس ساکن تھی۔ اور دل میں یکدم بہت شور سا اٹھا تھا۔ وہ خود سمجھ نہیں پائی تھی کیا ہوا تھا ایک لمحے میں۔ مگر وہ ساکت سی میرال حسن کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میرال حسن کوئی اور ذکر بھی کر رہی تھی مگر ا تباج منصور کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی سماعتوں میں بہت شور تھا اور باقی باہر کی ہر آواز دب رہی تھی اس شور میں۔

☆ ☆ ☆

گاڑی گھر کے کھلے گیٹ میں اندر داخل ہوئی تھی اور پورچ میں رکی تھی۔ اشعر ملک گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔ پچھلا ڈور کھول کر ہاشم اور انور باہر نکلے تھے۔ اشعر ملک اندر کی جانب پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ ہاشم اور انور اسے دو قدم کی دوری پر فالو کر رہے تھے۔ ہال کمرے کے آغاز پر اشعر ملک نے ہاشم اور انور کو آگے آنے سے روک دیا تھا۔

"قاسم کو بلاؤ...... ضروری کام ہے اس سے...... تم لوگ یہیں رکو۔" انور سر ہلاتا ہوا مڑ گیا تھا اور اشعر ملک آگے بڑھ گیا تھا۔

اشعر ملک، قاسم کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جب قاسم آتا دکھائی دیا تھا۔

"آؤ قاسم یار!...... پڑھے لکھے لوگوں کی ایک بات بڑی پسند ہے مجھے، ہمیشہ ٹائم پر پہنچ جاتے ہیں۔ ٹائم کی قدر ہوتی ہے انہیں۔" وہ قاسم کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرا دیا تھا۔

"ٹائم کی قدر تو میں نے تم سے سیکھی ہے اشعر ملک۔ تمہیں ہمیشہ وقت پر کام کرتے دیکھا ہے۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی ٹائم کی قدر نہیں کر پاتے۔" وہ اشعر ملک کو چنے کے جھاڑ پر چڑھانے کا عادی تھا۔ اسے معلوم تھا اشعر ملک جیسے شخص کی خوشنودی کیسے لینی ہے۔ اشعر ملک جیسا مزاج رکھتا تھا وہ اسے ڈیل کرنا جانتا تھا۔

"ٹھیک ہے یار..... تم بہت اچھے سے ہینڈل کر رہے ہو مگر ایک فکر ہوتا ہے یار! ایمانداری سے کالج، یونیورسٹی سے ڈگری لی ہوتیں تو آج معاملہ ڈیفرنٹ ہوتا۔ دیکھو اب فنانس کے سارے کاموں کے لئے تیری طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ مینجمنٹ کے لئے ہاشم پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور مولا جٹ والے کاموں کے لئے انور قابل بھروسہ ہے۔" وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اور فائل کھول کر اس کے سامنے رکھ دی تھی۔

"اشعر ملک...... ہمارا دماغ بھی تو تمہارا ہی ہے نا۔ اور پھر جہاں تمہارا دماغ چلتا ہے وہاں تک تو کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ اشعر ملک کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"وہ تو خیر میں ہوں مگر تم سب بھی میرے قابل بھروسہ ہو۔ ایک طرح سے میرے بازو ہو جن پر میں آنکھیں بند کر کے بھی اعتبار کر سکتا ہوں۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے بیٹھ کر فائل کو اپنی طرف موڑا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

اشعر ملک کی ری سورسز زیادہ تھیں۔ اسے دیر یا بدیر چیزوں کی خبر ہو جاتی تھی مگر وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ اگر اس نے وہ بارا تاج کی کوئی مدد کی تھی تو اس نے اپنی دانست میں کوئی غلط کام نہیں کیا تھا۔ اس کا ضمیر مطمئن تھا۔ آگے اشعر ملک جو بھی کرتا اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا اشعر ملک کی مجبوری تھا وہ۔ اس کے تمام بزنس اسور وہی سنبھال رہا تھا۔ اگر وہ ہٹ جاتا تو اشعر ملک کو یقیناً بہت فرق پڑتا تھا۔ اشعر ملک کو اگر علم ہو بھی جاتا تو شاید وہ اس قدر سختی کا مظاہرہ نہ کر پاتا جس طرح اس نے باقی ماتحتوں کو دبا کر رکھا ہوا تھا۔ ان میں قاسم نہیں آتا تھا۔

قاسم کے مزاج سے وہ واقف تھا۔ وہ اسے برابری کی سطح پر ٹریٹ کرتا تھا۔ اس کی قائدانہ بزنس صلاحیتوں سے واقف تھا وہ۔ سو بھی اشعر ملک اس سے سختی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا شک قاسم پر آ سکتا تھا۔

"کیا ہوا؟ اتنی گہری سوچ میں کیوں ہے قاسم؟ کہیں عشق تو نہیں ہو گیا تجھے؟ بڑی سوچیں ہیں تیری آنکھوں میں آج۔" اشعر ملک اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

"تجھ سے سبق سیکھ لیا ہے اشعر ملک۔ اب محبت نہیں کرنا۔" قاسم نے مسکراتے ہوئے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک کھلکھلا کر ہنسا تھا پھر نرم لہجے میں بولا تھا۔

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیماں بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

"کاکے مت پوچھ! محبت کیسے مار دیتی ہے۔ اندر کچھ نہیں بچتا پھر۔ محبت جاتی ہے تو جیسے سب اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔" اشعر ملک اداس لہجے میں بولا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"محبت تحفظ چاہتی ہے اشعر ملک۔تحفظ نہ دیا جائے تو محبت بھی بغاوت کر دیتی ہے۔محبت کی ترجیحات مختلف ہیں۔" وہ جتاتا ہوا بولا تھا اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"پڑھے لکھے لوگوں والی بات کر دی قاسم تو نے یارا...... محبت ہے کوئی فٹ بال میچ تھوڑا نا ہے کہ کوئی رولز فالو کرے۔" وہ مسکرایا تھا۔انداز میں شرارت تھی۔

"اشعر ملک کو سب تب اچھا لگتا ہے جب سب اس کے اشاروں پر ہو رہا ہو۔اس کی مرضی اور منشا کے مطابق۔" اشعر ملک ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔قاسم مسکرایا تھا۔

"تُو تو جانتا ہے نا...... آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!" وہ خود کو اول رکھنے کے جنوں میں ثانی نہیں رکھتا تھا۔قاسم تائید کرتا ہوا سر ہلانے لگا تھا۔

اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"چاچا فیض کہتا ہے۔

آیئے عرض گزاریں کہ نگارِ ہستی
زہرِ امروز میں شیرینیِ فردا بھر دے
وہ جنہیں تابِ گراں باریِ ایام نہیں
ان کو پلکوں پہ شب و روز کو ہلکا کر دے
عشق کا سرِ نہاں جانِ تپاں ہم جس سے
آج اقرار کریں اور تپش مٹ جائے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

اشعر ملک کا لہجہ اداس تھا۔اس نے فائل سائن کر کے قاسم کی طرف بڑھائی تھی جب قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تم کچھ اداس ہو اشعر ملک؟ خیریت؟"

"کچھ نہیں جانتا یارا...... کچھ عجیب سا لگ رہا ہے...... جیسے سب گنوا دیا ہو۔"

"ایسا کیا کھو گیا؟" قاسم نے اسے جانچا تھا۔اشعر ملک نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔"کھویا تو کچھ نہیں یارا...... مگر لگتا ہے جیسے سب کھو گیا ہے۔"

"تمہیں سچ میں محبت تو نہیں ہو گئی؟" قاسم نے اسے مسکراتے ہوئے چھیڑا تھا۔اشعر ملک کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اف محبت محبت کا ذکر مت کر یار۔ دل پر عجب گھونسا سا پڑتا ہے۔ سوچتا ہوں وہ کیسی ہوگی۔ اس کے شب و روز کیسے ہو گئے؟ وہ خبر نگاہ اٹھتی ہوگی تو کس طور سے دیکھتی ہوگی۔ وہ آنکھیں گہری سوچ میں گم ہونگی تو کیسی لگتی ہونگی؟ اور جب بے خبری میں بے ارادہ ہونٹ مسکراتے ہو نگے تو ان کی شیرینی میں کس مٹھاس اور بھی بھر جاتی ہوگی؟ اور اس سب سے بڑھ کر جب کوئی اور اسے تکتا ہوگا...... ان نظروں سے جن سے میں دیکھنے کا خواہاں رہا ہوں کیسا ہوتا ہوگا؟" وہ یکدم بولتے بولتے رکا تھا پھر افسوس سے سر جھکا کر بولا تھا۔

"میری حماقت تھی یار..... تو جانتا ہے حماقتیں کرنے کا عادی ہوں میں۔ مجھے اسے مرد انے کا منصوبہ نہیں بنانا چاہیے تھا۔ میں نے تو کھیل ہی بدل ڈالا۔ مجھے اسے کچھ اور کہنا چاہیے تھا...... کچھ اور طرح سے...... بے وقوف ہوں باتیں کرنے کا فن نہیں جانتا۔ جلد باز ہوں، ہمیشہ عجلت میں رہتا ہوں اور محبت عجلت والا کام نہیں ہے۔" وہ جیسے انتہائی افسوس کر رہا تھا۔ قاسم نے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک بہت تھکا ہوا اور بڑھا لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

زندگی میں کتنے بھی حیرتوں والے سانحے واقع ہو جائیں، زندگی اپنے تسلسل سے آگے بڑھنا ختم نہیں کرتی۔ اور اتباع منصور کو مان لینا پڑا تھا کہ وہ نکاح والا واقعہ جو کسی سانحے کی طرح لگا تھا اب ذہن سے معدوم ہونے لگا تھا۔ یا پھر ایک ایسا واقعہ بن گیا تھا جسے اس کا ذہن قبول کر چکا تھا۔

گزرنے والے واقعات کو ذہن قبول کر ہی لیتا ہے۔ انسانی دماغ ایسے ہی سیٹ اپ کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ کوئی بھی حیران کن بات، کچھ لمحے گزرنے کے بعد اتنی حیران کن نہیں لگتی۔ کوئی بڑا واقعہ ذہن سے اپنا تسلسل کھونے لگتا ہے۔

وہ ٹیرس پر تھی۔ سرد ہوائیں اسے چھو کر گزر رہی تھیں جب اسے چونک جانا پڑا تھا۔ میرال حسن اس کے قریب آن رکی تھی اور پھر کافی کا کپ اس کی سمت بڑھاتے ہوئے مسکرائی تھی۔ اتباع منصور نے خاموشی سے کافی کا کپ تھاما تھا اور سپ لینے لگی تھی۔ ایسا کرتے ہوئے اس کی توجہ بالکل بھی میرال حسن کی طرف نہیں تھی جب وہ بولی تھی۔

"مجھے حیرت ہے تمہیں ابان شگری سے محبت نہیں ہوئی؟" اتباع منصور بے طرح چونکی تھی اور میرال حسن کی طرف دیکھا تھا۔

"اور اگر ہو بھی تو؟" جانے کیا سوچ کر وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔ اسے ابان شگری کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے اپنا لہجہ خود آپ پرایا لگتا تھا۔ جیسے وہ اس رشتے کو قبول نے سے قاصر تھی اور اس کی بے خبر نگاہ نے دیکھا تھا میرال حسن مسکرائی تھی۔ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی جیسے وہ بہت مسرور تھی۔

"تو مجھے تم سے بہت سے احسات ہوتا!" میرال حسن کا لہجہ عجب استحقاق رکھتا تھا۔

جیسے وہ ابان شگری پر تمام حقوق واجب رکھتی تھی اور وہ اسے کسی کے ساتھ بانٹ نہیں سکتی تھی۔ اتباع منصور کی نگاہ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ جیسے اس کی حد جاننے کے لئے متجسس ہوئی تھی۔

"اور......؟" مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اس نے میرال حسن کی طرف دیکھا تھا۔ اور میرال حسن نے اس کی سمت مسکراتے ہوئے لمحہ بھر کو دیکھا تھا پھر عجب جنونی انداز میں بولی تھی۔

"اور شاید جنوں کے اس سلسلے کو بڑھنے سے روکنا ممکن ہی نہیں رہ پاتا۔" ایک آنکھ دبا کر وہ بظاہر شرارت سے بولی تھی اور احتاج منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ میرال حسن کھلکھلا کر ہنس دی تھی پھر چہرے کا رخ پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

"میں ابان شگری کے معاملے میں کس قدر Possessive واقع ہوئی ہوں، میں اسے شیئر کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔" وہ مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔

احتاج منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ پھر اس کی سمت سے نظریں پھیر گئی تھی اور سرد ہوا کو اپنے اندر محسوس کرتے ہوئے یکدم اس کے لب ہلے تھے۔

"اور محبت کو بھی خبر نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی کتنا ضروری ہے۔ ہو سکے تو بے خبری میں کسی سے کوئی بے خبری سرگوشی مت کرنا، ہر بات راز میں رکھنا، محبت عجب مقناطیسی سماعتیں رکھتی ہے۔ محبت کو خبر ہوئی تو بات عام کر دے گی۔" ابان شگری کی مدھم سرگوشیاں کیسے اس کی زبان پر چڑھی تھیں وہ خود آپ حیران رہ گئی تھی۔ وہ اس کے ذہن پر اتنا نقش کیسے ہو گیا تھا کہ اسے زبانی یاد ہو گیا تھا۔ اس کی ہر بات اس کے اندر کیسے بیٹھ گئی تھی۔ وہ اپنی کیفیت سے خود آپ انجان تھی۔ خود آپ حیران تھی اس عجب تجربے سے گزرتے ہوئے۔

وہ عجب کھوئے ہوئے انداز میں ایک عجب گمان و یقین سے ملکری کھڑی تھی جب میرال حسن نے مسکراتے ہوئے اسے متاثر ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ایسا واقعی مرزا نے کیا ہوگا یقیناً؟" اس نے ایک یقین سے احتاج منصور کو دیکھا تھا۔

"تمہارے چہرے پر عجب رنگ ہیں اور آنکھیں جلتی بجھتی روشنیوں سے بھری ہیں۔ جیسے کسی نے عجب یقین و گماں سے کوئی بات ادھوری چھوڑ دی ہو۔ جیسے تمہیں محبت کا کوئی وصف معلوم نہ ہو۔ جیسے تم سارے جہاں سے بے خبر ہو۔" میرال حسن اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

احتاج منصور نے سر ہولے سے نفی میں ہلایا تھا۔

"ایسا ابان شگری نے کہا تھا!" اس کے لبوں پر ملال تھا اور میرال حسن اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ جیسے اس نے جو سنا تھا اسے خود اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا ہو۔ تبھی وہ زیر لب مسکراتے ہوئے حیرت سے پوچھنے لگی تھی۔

"ابان شگری......؟" وہ جیسے یقین کرنے سے قاصر رہ گئی تھی۔ اس کی مترنم ہنسی فضا کا حصہ بنی تھی اور احتاج اس کی سمت سے اپنا چہرہ پھیر گئی تھی۔

"ابان شگری ایسی باتیں کب سے کرنے لگا؟ ابان شگری کو ایسی باتوں کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ اسے میری باتوں کی بھی سمجھ نہیں آتی

اجاج منصور شیخ۔ اس کے لئے محبت فضول کی شے ہے۔ وہ دنیا جہاں کے موضوعات پر بات کرسکتا ہے مگر محبت پر بات کرنے کا اہل نہیں ہے وہ۔" میرال حسن اسے بہت زیادہ جاننے کی دعویدار تھی۔ مگر اس کی بات سے قطع نظر اجاج منصور اس کی سمت دیکھے بنا بہت مطمئن سی کافی کے سپ لینے لگی تھی۔ تبھی میرال حسن اس کی سمت تکتی ہوئی بولی تھی۔

"محبت کی بارشوں سے واقف نہیں ہوں میں۔ میں نے ان کن من کرتی بوندوں کو برستے کبھی نہیں دیکھا مگر...... مجھے یقین ہے ایسی بارشیں اپنا وجود رکھتی ہیں۔ پھر چاہے لوگ اسے دیکھیں نہ دیکھیں، فرق نہیں پڑتا۔" میرال حسن بہت مدھم لہجے میں بولی تھی۔ عجب حسرت و یاس تھی اس لہجے میں۔

اجاج منصور اس کی سمت سرسری انداز سے دیکھنے لگی تھی تبھی میرال حسن بولی تھی۔

"تمہیں بہت شدید محبت ہے نا؟" وہ جیسے اندازہ لگانے لگی تھی۔

"کس سے؟" وہ بے تاثر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"کم آن...... چھپاؤ مت......؟" میرال حسن مسکراتے ہوئے جیسے اسے سچ بولنے پر اکسانے لگی تھی۔ اجاج منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"تمہاری آنکھوں میں بہت کچھ ہے اجاج منصور...... مجھے گمان ہے یہ محبت ہے۔" میرال حسن اسے حیران کر گئی تھی۔

اجاج منصور فوری طور پر اس کی نفی نہیں کر سکی تھی۔ تبھی میرال حسن سر اٹھا کر آسمان کی سمت تکنے لگی تھی۔

"میں سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو ایک بہت روشن سا ستارہ میری ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ میں نہیں جانتی اگر اس ستارے کا تعاقب کر کے منزلوں کا تعین کیا جا سکتا ہے مگر...... مجھے وہ ستارہ محبت کی گواہی دیتا لگتا ہے۔ ہر شب وہ ستارہ ایک یقین سے میری سمت تکتا ہے جیسے کہتا ہو کہ محبت کبھی کم نہیں ہوگی، یونہی جاوداں رہے گی۔" میرال حسن کے لہجے کا یقین اجاج منصور کی توجہ کھینچ لے گیا تھا۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری وہاں آیا تھا۔ اجاج منصور اس چہرے کو عجب سرد نظروں سے دیکھ رہی تھی جب میرال حسن اسے دیکھ کر چونکی تھی۔

"تمہارے ذکر نے تمہیں بتا دیا ہوگا کہ تمہیں کوئی یاد کرتا ہے سو تم یہاں پہنچ گئے؟" ابان شگری نے اجاج منصور کی سمت دیکھا تھا۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتی ہو؟" وہ میرال کی اس کے ساتھ وابستگی دیکھ کر سرسری انداز میں کہتا ہوا مسکرایا تھا۔ میرال مسکرائی تھی۔

"ہاں، میں اجاج کو پہلے سے جانتی ہوں۔ اس کا ذکر کئی بار، بار بار سنا تھا اور یہاں آ کر اسے دیکھ بھی لیا۔ میرال اجاج کی سمت تکتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری اجاج منصور کو بغور دیکھتے ہوئے چونکا تھا۔

"آں...... ہاں...... تم نے کہاں سنا ان موصوفہ کے ذکر کو؟" وہ جیسے متجسس ہوا تھا۔ میرال حسن مسکرائی تھی۔ اجاج اس سمت سے دھیان پھیر کر بے خبر نظر آنے کی کوشش کرنے لگی تھی جیسے اسے کوئی سروکار نہیں تھا یا پھر وہ دانستہ اجنبی بن جانا چاہتی تھی۔

میرال حسن مسکرائی تھی اور کپ ایک طرف رکھتے ہوئے ابان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور پھر عجب ایک استحقاق سے اس کی ٹائی کی ناٹ درست کرنے لگی تھی۔ اتباع منصور کی نگاہ اس سمت اٹھی تھی۔ وہ دونوں قریب کھڑے تھے۔ ابان شگری کی نگاہ میرال پر ہونے کی بجائے اتباع منصور پر تھی۔ وہ دور کھڑی ہونے کے باوجود جیسے ساری توجہ اپنی سمت کھینچ رہی تھی۔ میرال حسن مسکرائی تھی۔ اس نے دھیان نہیں دیا تھا شاید کہ ابان شگری کی نگاہ کس سمت تھی۔ وہ اس کے قریب تھی اس کے لئے یہی احساس مسحور کن تھا۔

"میں نے اتباع کا ذکر دانیال مرزا سے سنا ہے۔ ایک بار نہیں...... بار بار...... دانیال مرزا کا فیورٹ موضوع اتباع منصور ہے۔ بات بے بات، ارادہ بے ارادہ وہ ہر بات میں اتباع منصور کا ذکر کھینچ لانے میں ماہر ہے جیسے اسے کوئی اور بات ازبر ہی نہیں۔ عجب پاگل ہے وہ۔ شاید اتباع منصور سے بہت محبت کرتا ہے اور محبت شاید اتنی ہی بے خود اور پاگل کر دینے والی ہوتی ہے۔" میرال حسن نے اس کی سمت تکتی مسکرائی تھی۔ ابان شگری اتباع منصور کو بغور حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

محبت کے اس تذکرے نے جیسے ابان شگری کو بہت حیران کر دیا تھا۔

"پھر......؟" اتباع منصور کی سمت تکتا وہ جیسے اور مزید جاننے کو متجسس ہوا تھا۔

میرال حسن مسکرائی تھی۔

"باقی اتباع منصور سے پوچھو۔ کیونکہ اس نے تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔ میں نے پوچھا بھی کہ اس کی باتوں کا حوالہ کون ہے تو یہ چپ رہی۔" وہ مسکرائی تھی۔

"شاید محبت چپ پر منحصر ہوتی ہے اور لفظوں کو درمیان لانا نہیں چاہتی۔" میرال حسن نے ایک ہاتھ ابان شگری کے شانے پر رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ کو اس کے فراخ سینے پر ٹکایا تھا۔ اتباع منصور نے کن انکھیوں سے دیکھا تھا۔ وہ شاید اس منظر کو اگنور کر رہی تھی۔ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی یا پھر نہ دیکھتے ہوئے بھی پورا توجہ رکھنا چاہتی تھی۔ کوئی حق تھا کہ پھر اور...... اس کی بے خبر آنکھوں میں ناگواری دکھائی دی تھی۔ اور ابان شگری جیسے اس بے خبر سے چہرے کو دور کھڑا سطر سطر پڑھ رہا تھا۔ جانے کیا سوچ کر اس نے اتباع منصور کی سمت دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر میرال حسن کے گرد پھیلایا تھا۔ اتباع منصور نے اس منظر کو خاموشی سے دیکھا تھا۔

"یہ سلسلہ تو دلچسپ لگتا ہے میرال حسن۔ اتباع منصور نے تو ایسا کوئی کر کبھی نہیں کیا۔" وہ بلاشبہ جان بوجھ کر وہ قرب میرال حسن سے بڑھا رہا تھا تاکہ اتباع منصور کے چہرے پر کوئی رنگ دیکھ سکے اور اتباع منصور نگاہ پھیر کر انجان بن گئی تھی۔

میرال حسن مسکرائی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا اتباع منصور بہت کہنے والی لڑکی ہے۔ اس کا مزاج مختلف ہے۔ مگر محبت خاموشیوں میں بھید کی بات کرتی ہے۔" وہ ابان شگری کے قریب ہونے پر مسرور سی مسکرائی تھی۔ ابان شگری نے اتباع منصور کو بغور دیکھا تھا۔

"شاید......!"

"بہت سے سفر منزل سے پہلے ختم ہوتے ہیں مگر پھر بھی کوئی محبت کرنا موقوف نہیں کرتا۔ محبت کو منزلوں کا جنون نہیں ہے۔ محبت کا سفر کسی بھی اعداد و شمار کے بنا ہوتا ہے۔" میرال حسن سروری مسکراتی ہوئی ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"بے شک!" ابان شگری نے ابتاج منصور کی سمت بغور دیکھا تھا۔

"محبت کی ہر کہانی کا انجام پورا ہوتا تو کوئی کہانی ادھوری نہیں ہوتی۔ محبت کو شاید غرض نہیں کہ کہ اگر کہانی مکمل ہوگی یا نہیں۔ مگر پھر بھی اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔" ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا اور نگاہ کچھ دوری پر کھڑی بے خبر دکھائی دیتی ابتاج منصور کو جانچ رہی تھی جو یکسر بے خبر دکھائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

شاید ابتاج منصور وہاں اس ماحول میں خود کو بہت مس فٹ محسوس کر رہی تھی تبھی فوراً وہاں سے نکل جانے کی ٹھانی تھی مگر ابان شگری راہ میں حائل دکھائی دیا تھا۔

ابتاج منصور نے لمحہ بھر کو رک کر اس کو قدرے قریب کھڑا دیکھا تھا۔ وہ وہاں کھڑے ہو کر اس منظر کو شاید تکتے رہنا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی اس کے قریب سے ہو کر نکل جانا چاہا تھا جب کلائی ابان شگری کی گرفت میں آ گئی تھی۔

"اور محبت کیا چاہتی ہے؟" ابان شگری کا مدھم لہجہ ابھرا تھا۔

بظاہر وہ میرال حسن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نظر ابتاج منصور سے یکسر غافل تھی مگر اس کی گرفت اس کی کلائی پر اپنی شدت بتا رہی تھی۔ ابتاج منصور پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی۔ ابان شگری کی گرفت اس کی کلائی پر سخت تھی۔ جانے اس کے اندر کیا چل رہا تھا مگر اس کی سختی اس گرفت سے بھرپور واضح تھی جیسے وہ کسی ذکر سے خوش نہیں تھا۔ اس کے اندر بے پناہ غصہ تھا اور ابتاج منصور کی نگاہ نے دیکھا تھا۔ وہ میرال حسن سے قریب تر کھڑا رہا تھا۔ ابان شگری کا چہرہ میرال حسن کے چہرے کے بہت قریب تھا۔

ابتاج منصور زیادہ دیر دیکھ نہیں پائی تھی اور نگاہ پھیر کر ساری توجہ ہٹا گئی تھی۔ اس نے اپنی گردن موڑ لی تھی اور ابان شگری کی گرفت سے اپنی کلائی نکالنے کی سعی کی تھی مگر وہ ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"محبت کو کیا درکار ہوتا ہے؟" وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بھرپور توجہ سے میرال حسن کے چہرے کو دیکھ رہا تھا مگر اس کی گرفت بتا رہی تھی وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا۔

"محبت پاس رہنا چاہتی ہے نگاہ کے پاس!" میرال حسن مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"محبت کو اعتبار درکار ہوتا ہے اور مکمل یقین۔ مکمل استحقاق کے ساتھ۔" میرال حسن توجہ سے ابان شگری کو جواب دیتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شگری نے دیکھا تھا ابتاج منصور بے خبری رخ پھیرے کھڑی تھی۔

"محبت کچھ نہیں ہے بس دلچسپ تذکرہ ہے اور اس تذکرے میں کوئی ذکر نکل آئے تو یہ محض اتفاق ہوتا ہے۔ تمام جنوں کی بات کرتے ہوئے ناتمام محبتوں کا ذکر نکل آئے تو بات نظر انداز کر دینا دانش مند ہو سکتی ہے۔ ناتمام جنوں اتمام محبت کو دیمک کی طرح کھا جاتا

ہے اور محبت اپنا وجود باقی نہیں رکھتی۔" ابان شگری جانے کیا جتانے کو کہہ رہا تھا۔ وہ میرال حسن سے مخاطب تھا۔ مگر اس کی مجنونانہ گرفت ابتاج منصور کی کلائی پر سخت ہو رہی تھی۔

میرال مسکرائی تھی۔

"ابان شگری اتنی گہری باتیں کب سے کرنے لگے تم؟ میری محبت کا رنگ تم پر کب سے چڑھنے لگا؟" وہ مسرور سی دکھائی دی تھی۔

ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"محبت فضول شے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ یو نو آئی ڈونٹ بیلیو ان لو۔" وہ مسکراتے ہوئے جتا رہا تھا۔

"تمہاری آنکھیں اس بات کی بھرپور نفی کرتی ہیں ابان شگری!" میرال حسن مسکراتی ہوئی اسے جھٹلا رہی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"تم جانتی ہو محبت میرا موضوع نہیں ہے۔"

"ابان شگری تم بدل رہے ہو۔" میرال حسن مسکرائی ہوئی اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم میں تغیر واقع ہو رہا ہے۔" اسے توجہ سے دیکھتی میرال حسن اتنی مگن تھی کہ وہ نہیں دیکھ پائی تھی اگر ابان شگری ابتاج منصور کی کلائی تھامے کھڑا تھا۔ اور ابتاج منصور رخ پھیرے کھڑی اس مضبوط گرفت سے کلائی چھڑانے کی کوششوں پر مائل تھی۔ ابان شگری کیوں اسے یہاں موجود رکھنا چاہتا تھا۔ کیا جتانا چاہتا تھا وہ کہ وہ جو چاہے روا رکھ سکتا ہے یا پھر یہ کہ وہ ایک مقام پر رکنے کا قائل نہیں ہے یا پھر یہ صرف کوئی ری ایکشن تھا کسی بات کا بہت شدید غصہ تھا۔ وہ ابتاج منصور کو وہاں موجود رکھ کر کچھ جتانا چاہتا تھا۔

ابتاج منصور نے کن انکھیوں سے دیکھا تھا۔ وہ اس کے قریب تھا۔ بہت قریب۔ وہ نگاہ پھیر رہی تھی جب ابان شگری کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

"محبت ایک فلاڈ ہے اور ابان شگری فی الحال چلنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ سو ابھی فی الحال یہ تیور سنبھال رکھو۔ محبت سے زیادہ ضروری کوئی کام ہیں۔ محبت ترجیحات میں شمار نہیں ہوتی۔" وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔ ابتاج منصور نے کوشش کر کے جھٹکے سے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا تھا اور چلتی ہوئی جلدی سے سیڑھیاں پھلانگ گئی تھی۔ جانے کیوں دل بہت بھر آیا تھا۔ کمرے میں آ کر وہ بلاوجہ خاموشی سے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئی تھی۔

کسی بہت نئے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔ وہ کچھ نہیں پائی تھی آنکھوں سے گرم گرم کھولتا پانی آنکھوں کے کنارے توڑ کر بہہ کر باہر نکلنے لگا تھا۔

دوسری طرف ابان شگری نے یکدم میرال حسن سے مسکراتے ہوئے توجہ کھینچی تھی اور چلتے ہوئے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے اترنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کھیل ہی کھیل میں جان پر بن آنے لگے تو کھیل کو ختم کر دینا دانشمندی ہو سکتی ہے؟ اشعر ملک نے قاسم کی طرف دیکھا تھا۔
قاسم گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔
"کون سے کھیل کا ذکر کر رہے ہو اشعر ملک؟ خیر تو ہے؟ یہ چہرے پر ویرانہ سا کیوں چھا گیا ہے؟" قاسم مسکرایا تھا۔
اشعر ملک کھسیا کر مسکرایا تھا اور گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا۔
"قاسم، یارا...... کچھ سمجھ نہیں لگ رہی...... مگر لگتا ہے کوئی بڑا نقصان ہو گیا ہے۔ کسی کو کچھ سونپ دیا ہے جیسے اپنی تمام متاعِ حیات کسی اور کے ہاتھ دے دی ہے۔" وہ اپنی محسوسات کو کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولا تھا۔
قاسم نے ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر لمحہ بھر کو اسے دیکھا تھا۔
"یہ کیا ہو رہا ہے اشعر ملک؟ تمہیں کیا لگ رہا ہے؟" قاسم اس کی کیفیت پر چونکا تھا۔ اشعر ملک بہت پھیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔
"خبر نہیں یارا...... مگر فی الحال کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔ عجیب ویرانی سی محسوس ہو رہی ہے۔ جیسے سب بنجر ہو گیا ہو۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی ہو اور اس خاموشی میں یکدم ہی شور بہت بڑھ گیا ہو۔ یہ شور کچھ سمجھ نہیں آ رہا یارا...... مگر یہ شور بہت زیادہ ہے۔ کان پھاڑ دینے والا...... جیسے میلے میں ڈھول بجتے اور طرح طرح کی آوازوں کا شور ہوتا ہے نا؟" وہ اپنی بات سمجھاتے ہوئے بولا تھا اور قاسم لمحہ بھر کو اس پر نگاہ کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک مصروف شاہراہ پر ڈرائیو کر رہا تھا جہاں پر سامنے نگاہ جمائے رکھنا بہت ضروری تھا مگر اسے اشعر ملک کی حالت بہت دگرگوں لگی تھی۔

جلتا پھرتا ہوں میں دوپہروں میں......!
جانے کیا چیز کھو گئی میری!

اشعر ملک کا کھویا کھویا سا لہجہ گاڑی میں ابھرا تھا۔ قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا جب وہ بولا تھا۔
"سن چاچا فیض کیا کہتا ہے۔
ہمت التجا نہیں باقی
ضبط کا حوصلہ نہیں باقی
اک تری دید چھن گئی مجھ سے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں باقی
اپنے مشق ستم سے ہاتھ نہ کھینچ
میں نہیں یا وفا نہیں باقی
اشعر ملک کا لہجہ پہلے سے بہت مختلف تھا۔ قاسم نے لمحہ بھر کو اس پر نگاہ کی تھی اور پھر ونڈ اسکرین کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ شاید اس کے

پاس کوئی جواب نہیں تھا اور اشعر ملک بھی چپ سادھ گیا تھا۔ شاید وہ بھی بہت زیادہ بولنا نہیں چاہتا تھا گاڑی کے ماحول میں خاموشی چھا گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری چلتا ہوا اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔

اس نگاہ میں کوئی شناسائی نہیں تھی۔ اس نے ایک بار دیکھا تھا اور پھر اجنبی بن گئی تھی۔ وہ نگاہ کوئی تاثر نہیں رکھتی تھی اور ابان شگری کو جیسے واسطوں سے کچھ سروکار نہیں تھا۔ مگر وہ وقتی رابطے بنانے میں کوئی عار نہیں رکھتا تھا۔ اسے کوئی فرق پڑتا تھا یا نہیں یا وہ کوئی تغیر دیکھنا چاہتا تھا یا نہیں۔ اس کے کسی عمل سے کوئی نتیجہ نکالنا بے سود لگتا تھا۔

ابتاج منصور کو اس سے کوئی بات شاید نہیں کرنا تھی۔ تبھی وہاں سے ہٹ جانے کا ارادہ کرتی ہوئی وہ وہاں سے جانے لگی تھی۔ جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اس کی گرفت سخت لگتی ہوئی تھی۔ اس نگاہ میں شعلے تھے۔ ابتاج منصور کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ عجب جلتی الاؤ اور دہکاتی نظروں سے ابتاج منصور کو دیکھ رہا تھا۔ ابتاج ان نظروں کا کوئی مفہوم سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری کی آنکھوں کی زبان جیسے ان کہے لفظوں کی مدد بھیڑ تھی۔ ابتاج منصور نے اس کی سمت سے نگاہ ہٹاتے ہوئے ہاتھ چھڑانا چاہا تھا۔ جب وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"تم نے کبھی نہیں بتایا کہ تمہیں دانیال مرزا سے محبت ہے؟" اس کا لہجہ مدھم ہونے کے باوجود بہت سے الاؤ رکھتا تھا جیسے وہ نگاہ کی تپش سے جلا کر خاکستر کر دینا چاہتا تھا۔

ابتاج کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ اس کے ماضی کے بارے میں سوال کیوں اٹھا رہا تھا؟ "اس سوال کو پوچھنے کی کیا تک بنتی ہے؟" وہ چونکی تھی۔

"آفسری......!" وہ ہنسی ان سنی کرتے ہوئے بولا تھا۔

"کیوں......؟" وہ عجب ضدی لہجے میں بولا تھا جب ابان شگری اس کی سمت مڑا تھا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

ابتاج منصور اس جارحانہ انداز کی امید نہیں کر رہی تھی۔ اس کا سر اس کے فراخ سینے سے ٹکرایا تھا یا کسی مضبوط ستون سے۔ وہ بے طرح کراہ کر رہ گئی تھی مگر ابان شگری کو اس کی جیسے مطلق پرواہ نہیں ہوئی تھی۔ ابتاج منصور نے اسے سر اٹھا کر عجیب حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ قطعاً سمجھ نہیں پائی تھی اس جارحانہ رویے کا باعث کیا بات تھی۔ اس سے قبل اس کا انداز بہت مختلف رہا تھا۔ وہ فضول باتیں کرنے کا قائل رہا تھا مگر اس کا انداز بہت پروفیشنل رہا تھا ہمیشہ۔ اس میں ایسی سختی...... ایسا دہکتا الاؤ کبھی محسوس نہیں کیا تھا اس نے۔ وہ اجنبی تھا مگر وہ اس کی صفتوں سے واقف تھی۔ اس کی اچھائی کی قائل رہی تھی۔

مگر ان صفات میں اچانک کیسا تغیر واقع ہوا تھا وہ حیران ہوئی تھی۔

"سوال کا جواب سوال نہیں ہوتا ابتاج ابان شگری!" جانے کیا جتانے کی کوشش کی تھی اس نے۔ وہ اس کے تخاطب پر حیران

ہوئی تھی۔

"میں کسی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے قریب کر کے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا تنگ کر دیا تھا۔ وہ گرفت اس کے گرد اتنی سخت تھی کہ وہ الجھ کر ابان شگری یک سمت تکنے لگی تھی۔ اس نگاہ سے کوئی معنی واضح نہیں تھے۔ اتباع منصور کی نگاہ کچھ جان نہیں پائی تھی اور ابان شگری کی نگاہ اس چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"یہ حسن...... یہ رعنائی...... یہ دلکشی...... نظر انداز کیے جانے کے قابل یقیناً نہیں ہے۔ مجھے حیرت نہیں اگر اس نگاہ نے کئی دلوں کو اپنے ساتھ ایک ساتھ باندھ رکھا ہے۔ بلاشبہ یہ نگاہ دیوانہ بنا سکتی ہے۔ مجھے غرض نہیں ہونا چاہیے کہ اور کتنے ہیں جو اس سفر میں دل ہار بیٹھے ہیں۔" وہ جانے کیا کہہ رہا تھا اتباع منصور قطعاً نہیں سمجھی تھی...... مگر وہ اس لہجے پر...... اس کی سختی پر حیران تھی۔

ابان شگری نے شہادت کی انگلی سے اس کی پیشانی پر ایک صراط بناتے ہوئے اس کے گداز لبوں کو مس کیا تھا۔

"شاطر ہے یہ نگاہ...... بلاشبہ یہ نظریں تیر تلوار ہیں۔ یہ آنکھیں دو آتشہ ہیں اور یہ لب......!" اسے بغور دیکھتا ہوا وہ جانے کیوں مسکرایا تھا۔ عجب ایک طنز تھا اس مسکراہٹ میں۔ اتباع منصور کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"دانیال مرزا...... اشعر ملک...... اور پھر...... جواز نیکسٹ؟" وہ مسکرایا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکی تھی۔

"میں جاننا چاہتا تھا یہ نگاہ کتنے لوگوں کو دیوانہ بنا سکتی ہے اتباع منصور۔ تم باکمال ہو۔ کہانیاں گھڑنے میں مہارت رکھتی ہو۔ جھوٹ بھی بولو گی تو کوئی سچ سمجھ بیٹھے گا...... تمہارا قصور نہیں۔ یہ نگاہ اسرار ہی ایسے رکھتی ہے کہ بھید ڈھونڈتے ڈھونڈتے اپنی سدھ بدھ گنوا سکتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ وہ مسکراہٹ جلتی ہوئی تھی۔ نظروں میں جلا دینے والی تپش تھی اور اس کی گرفت......!

اتباع منصور کو اس قدر سختی سے خود سے بھینچ رکھا تھا کہ اس سے سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ اس انداز...... اس لب و لہجے سے واقف نہیں تھی۔

یہ ابان شگری یقیناً اس ابان شگری سے کہیں مختلف تھا جسے وہ کچھ دن قبل جانتی تھی۔

اتباع منصور کو یہ شخص کوئی اور شخص لگا تھا۔ یہ بدلاؤ کیسا تھا؟ یہ الاؤ کیا معنی رکھتا تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"مجھے کوئی حیرت نہیں ہے مگر میں سننا چاہوں گا کونسی کہانی کیسے شروع ہوگی؟ تم نے بہت الجھا دیا ہے اتباع منصور...... تم باکمال ہو...... مجھے تو سرے ڈھونڈنے میں عمریں نکل جائیں گی اور پھر بھی کسی کہانی کا سرا کسی دوسری کہانی سے ملانے میں ناکام رہوں گا۔ تم نے کمال ہوشیاری سے تانے بانے بنے ہیں۔ یہ معصوم نظر...... یہ بھولپن...... یہ سادگی۔ آہ اتباع منصور تم کسی الجھی ہوئی کہانی سے کہیں زیادہ دلچسپ ہو۔ مگر جتنا الجھاتی ہو، حیرانی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ اس نگاہ کو کتنے کھیل ازبر ہیں؟" ابان شگری اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور کو وہ لہجہ وہ لفظ بہت ناگوار گزرے تھے تبھی وہ بولی تھی۔

"یہ کیا سب؟ کس بارے میں باز پرس کر رہے ہیں آپ؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا...... لیکن آپ کو اس لہجے میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پلیز لیو می۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ پلیز مجھے اپنی گرفت سے آزاد کیجئے۔"

ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا اور پھر یکدم اس کے اطراف سے اپنے بازو کا گھیرا ہٹا لیا تھا۔

"تم بلاشبہ دلچسپ رنگ ہو اتباع منصور...... مجھے دور سے دیکھنا مناسب ہے۔ قریب لا کر محسوس کرنا اس کی وقعت کھو سکتا ہے۔" وہ عجب طنز کر رہا تھا۔ اس کے لبوں کی خفیف سی مسکراہٹ اتباع منصور کی سمجھ میں بالکل نہیں آئی تھی۔ پچھلے دنوں میں ایسے عجیب و غریب واقعات ہو رہے تھے کہ اتباع منصور کی عقل نے یکسر کام کرنا بند کر دیا تھا۔ اس کے مسٹر یقیناً اتنے اچھے سے فعل نہیں رہے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اس تمام کیے کا کیا مطلب تھا؟

وہ لہجہ جو جنوں پسند تھا اتنا سخت کیسے ہوا تھا؟

وہ آنکھیں جو ہمیشہ نرمی پر مائل دکھائی دی تھیں آج شعلے کیسے برسا رہی تھی؟

یہ میرال حسن کی آمد کا اثر تھا یا کوئی اور وجہ رہی تھی؟

اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی۔

"آپ اس درجہ سختی کیسے کر سکتے ہیں۔ یہاں واسطے نہیں ہوتے وہاں کسی حقوق کی بات کرنا عبث ہوتا ہے۔" وہ جتا رہی تھی۔

وہ خاموشی سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں مکمل سکوت تھا۔

☆ ☆ ☆

ناشتے کی ٹیبل پر اشعر ملک بے دلی سے جوس کے سپ لے رہا تھا جب قاسم چلتا ہوا وہاں آیا تھا۔

"تم نے بلایا تھا اشعر ملک؟ خیریت؟ اتنی صبح صبح کیا کام یاد آ گیا؟" قاسم چونکا تھا۔ اشعر ملک نے اسے دیکھا تھا پھر مسکرایا تھا۔

"بیٹھو تم...... دراصل عجیب اتھل پتھل سی رہی دل میں۔ رات بھر نیند کو ترستا رہا اور علی الصبح ایسا ہوا کہ میں نے کیا کھو دیا۔"

اشعر ملک کے کہنے پر قاسم بیٹھتے ہوئے چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟ کیا کہہ رہے ہو تم اشعر ملک؟" قاسم نے نا سمجھتے ہوئے اسے دیکھا تھا مگر اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"یار آئی ان لو......! مجھے سمجھ آ گیا ہے میں نے کیا کھویا۔ میں نے اتباع منصور کو کھویا ہے...... وہ معصوم چہرہ...... وہ بھولپن...... تمام رات میرے خیالوں میں رہا...... اس کا چہرہ میری نظروں میں رہا...... میں معافی مانگنا چاہتا ہوں اس سے۔ اس کے خلاف سازش کر کے میں نے حماقتوں کی حد کر دی۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو شاید میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتا۔ وہ تو شکر ہے ابان شکری نے اسے بچا لیا۔ ورنہ مجھے تو پچھتاوا ہی جینے نہیں دیتا۔" وہ روانی سے بولا تھا اور قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"یہ کیا ہے اشعر ملک؟ کوئی نیا کھیل؟" وہ سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔ جہاں تک وہ جانتا تھا اشعر ملک اتنا حساس دل نہیں رکھتا تھا کہ

جو محبت سے اس طرح پگھل جاتا۔ اگر اسے ابتاج منصور سے محبت ہوتی تو وہ اسے مروانے کا پلان ترتیب نہیں دیتا۔ جو دل محبت کرتا ہے وہ کسی کو مارنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اشعر ملک نے سوچی سمجھی سازش کی تھی۔ جب سے ابتاج یہاں آئی تھی تب سے وہ کھیل پر کھیل کھیل رہا تھا۔ قاسم اس کھیل میں اسے سپورٹ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر وہ اس کا ماتحت تھا۔ اس کا ملازم تھا۔ سو وہ اس کے سامنے اسے نہیں جتا سکتا تھا وہ اس کے خلاف ہے یا اسے اس کی یہ حرکت پسند نہیں آرہیں تبھی وہ خاموشی سے اسے سنتا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے قاسم؟ یار اپنا مجھے کوئی مشورہ دے۔ تیرے جیسا سمجھدار بندہ کس لئے رکھا ہوا ہے میں نے؟ استاد ماغ چلتا ہے تمہارا۔ میرا اتمام کاروبار سنبھال رہے ہو تم پھر اتنی چھوٹی سی بات نہیں سمجھ سکتے؟" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ اشعر ملک کے ملازم نے اسے کافی پیش کی تھی۔ قاسم نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں اشعر ملک؟ تم بزنس کے معاملات میں میری مدد مانگ سکتے ہو مگر ایسے معاملات میں میرا تجربہ صفر ہے۔ تم جانتے ہو۔ مجھے خود ان معاملات کی خبر نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو؟ محض ایک قیاس؟ ہو سکتا ہے یہ محبت نہ ہو؟" وہ اشعر ملک کے خیالوں کی نفی کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ ابتاج منصور سے اسے دور رکھنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اشعر ملک پھر کوئی چال چلے اور کوئی کھیل کھیلے تبھی اسے سرسری انداز میں کہتے ہوئے کافی کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"محبت ہے یار اکوئی بیماری نہیں ہے جس کے لئے Examined کرنا پڑے۔

Do you think if any doctor can examine me?"

اشعر ملک اپنے مخصوص لہجے میں انگریزی بولتا ہوا مسکرایا تھا۔ قاسم نے کافی کا سپ لیتے ہوئے پرسوچ انداز میں اسے دیکھا تھا اور پھر سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"سینے میں بہت درد ہے یار ا..... بول کچھ ایسے چپ کیوں ہے؟" اشعر ملک بولا تھا۔ قاسم نے پھر دیا سے خاموشی سے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا پھر گویا ہوا تھا۔

"اشعر ملک تمہیں کہیں Gastric pain تو نہیں؟" اس نے جیسے اندازہ لگایا تھا۔ اشعر ملک نے اسے گھورا تھا۔ تبھی وہ بات بناتے ہوئے بولا تھا۔

"نہیں..... میرا مطلب ہے کم و بیش یہی علامات Gastric pain میں بھی ہوتی ہیں۔ ہو سکتا ہے تم نے کچھ الٹا سیدھا کھا لیا ہو اور پھر.....!"

"ایسا نہیں ہے قاسم یار ایک تو بہت زیادہ پڑھا لکھا ہونا بھی سیاپا ہی ہوتا ہے۔ دیکھو تیرا دماغ کتنی تیزی سے کسی پھرکی کی طرح گھوم رہا ہے۔ مگر اندازہ غلط آرہے ہیں۔" اشعر ملک نے اسے جھٹلایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے اشعر ملک تم نے ایک مکمل چیک اپ کروا لو کوئی حرج نہیں ہے۔" وہ مدلل انداز میں بولا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"میری ٹانگ کھینچ رہا ہے نا تُو؟ مجھے پتہ ہے مگر یہ کوئی گیسٹرک پین نہیں ہے یار۔ کوئی حکیمی نسخہ کام نہیں آسکتا، کوئی ڈاکٹر تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ گیس کی تکلیف نہیں محبت ہے یار!......" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم کا دل اپنا سر پیٹ لینے کو چاہا تھا مگر وہ انتہائی صبر سے مسکرا دیا تھا۔

"بات میں دم تو ہے اشعر ملک۔ تم تو پھر بیسٹ ہو نا اور بیسٹ بندہ تو خود بھی جانچ پڑتال کرسکتا ہے۔ محبت تو تمہیں پہلے بھی تھی یا نہیں تھی؟" وہ مسکراتے ہوئے اشعر ملک کو کنفیوژ کر رہا تھا۔ جان بوجھ کر سمارٹ ٹرک Trick پلے کر رہا تھا۔

"محبت تو تھی یار! تو ایسے کیوں پوچھ رہا ہے؟" وہ حیرت سے قاسم کو دیکھنے لگا تھا۔

"دیکھو مجھے فیض بابا کی اتنی مشکل والی شاعری کیسے ازبر ہوئی؟ اس محبت کی وجہ سے ورنہ تو جانتا ہے میں تو اردو کے پرچے میں اشعار کی تشریح کے لیے بھی دوسروں کے پرچے دیکھا کرتا تھا۔" اشعر ملک مدلل انداز میں کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم نے سر ہلا دیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے سو فیصد یقین ہے مجھے پہلے دن سے امتاع منصور سے محبت ہے۔ بس میں سمجھ نہیں پایا۔ کھیلوں میں الجھا رہا مگر اب بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔" وہ جیسے کچھ ٹھان چکا تھا۔ قاسم کو اس کے منصوبے سے جانے کیوں خوف محسوس ہوا تھا اور اس معصوم لڑکی سے ہمدردی......اور وہ خاموشی سے اشعر ملک کو دیکھ رہا تھا۔ اشعر ملک کی آنکھوں میں حد درجہ چمک تھی۔

☆ ☆ ☆

"اور مجھ پہ منکشف ہوا تھا، محبت جتنی بھی سمتوں میں جا نکلے کتنے بھی راستوں میں منقسم ہو جائے، روشنی کی تقسیم رکتی نہیں اور بڑھتی جاتی ہے۔"

امتاع منصور گلدان میں پھول لگا رہی تھی جب میرال حسن کی آواز اس کی سماعتوں میں پڑی تھی۔ وہ چونکتے ہوئے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔ وہ بہت نک سک سے تیار تھی۔ ہاتھوں میں بیش قیمتی بریسلٹ پہنے ہوئے وہ مسکرا رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھی تھی وہ امتاع منصور کو کیا جتا رہی تھی۔ یا پھر بطور دوست (جیسا کہ وہ بہت دوستانہ مزاج رکھتی تھی) اس سے کچھ شیئر کرنا چاہتی تھی۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟" امتاع منصور نے سرسری لہجے میں پوچھا تھا۔

میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"امتاع منصور کوئی تم سے بہت، بے حساب محبت کرتا ہے اور تم محبت کے رازوں سے یکسر ناواقف دکھائی دیتی ہو۔ مجھے لگا تمہیں بہت سی باتوں کے معنی آتے ہوں گے۔" میرال حسن اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولی تھی۔ امتاع نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"ابان شکری کی کال موصول ہوئی تھی۔ وہ مجھے ڈنر کے لیے باہر لے جانا چاہتا ہے۔ اتنے سالوں میں پہلی بار اس نے مجھ سے اس طرح بات کی ہے۔ ضرور وہ کچھ سوچ رہا ہے۔ شاید اسے میری محبت کا احساس ہوگیا ہے۔ اور اس کی محبت میری طرف سفر کرنے لگی ہے۔ میں بہت خوش ہے امتاع منصور...... آئی ایم ریئلی ویری ہیپی۔ شاید وہ مجھے پرپوز کرنا چاہتا ہے ورنہ کینڈل لائٹ ڈنر بات نہ کرتا...... اف! آئی

ایم اکسائیٹڈ......!" وہ بہت پرجوش دکھائی دی تھی۔

اتباع منصور کے اندر اچانک ایک سکوت سا کیوں چھا گیا تھا۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھی مگر وہ ساکت سی اسے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری کیا کھیل کھیل رہا تھا؟

اس کا رویہ یقیناً اس کی سمجھ سے بالاتر تھا مگر وہ پابند نہیں تھا مگر اس کی سمجھ میں بالکل نہیں آ رہا تھا۔ وہ یہ سارے طریقے کیوں اپنا رہا تھا۔ اتباع منصور اپنے اندر کی خاموشی کو سکوت میں بدلتا محسوس کر رہی تھی۔ جو ہو رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ ابان شگری معمہ بنتا جا رہا تھا۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

عجب کج رو تھا وہ، کج ادا بھی تھا۔ مروت تھی بھی تو وہ جتانا نہیں چاہتا تھا۔ بہت سی باتیں کہتا نہیں تھا۔
بہت سی باتیں کرنے کی فرصت نہیں تھی اسے۔ بہت سی باتیں لبوں پر آنے سے پہلے دم توڑ جاتی تھیں۔
وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ بہت سی باتیں اپنے طور پر اخذ کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا اس کے اندر وہ باتیں کیسے بازگشت کرتی تھیں جنہیں وہ اپنے اندر دبا لیتا تھا۔ وہ ان باتوں کے کھوج میں بھی نہیں تھی۔
مگر اس کے بدلتے رویوں پر بہت حیران تھی۔
وہ ایک رویہ بہت بدلا تھا اس ایک رشتے کے بننے کے بعد۔
اتباع سمجھ نہیں پا رہی تھی اس ایک رشتے سے کونسا انقلاب برپا ہوا تھا۔ وہ اپنا انتہا پسند کیوں ہونے لگا تھا۔
وہ نرم گوشہ، وہ ایک انجانی سی اپنائیت۔
باوجود الزامات کے ایک انجانی سی کیئر، اس کے اطراف ایک حصار۔
اس کی کیئر۔
وہ دانستہ نہیں جتاتا تھا۔ دانستہ جتانا چاہتا بھی نہیں تھا۔
مگر اب......!
یہ کیسا موڑ آیا تھا کہ سب بہت الجھ گیا تھا اور ان الجھاووں میں بہت سے سوال آن رکے تھے اور ان سوالوں کے جواب ابان شگری کے پاس تھے کہ نہیں، وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ اس کے پاس کوئی جواب فی الحال نہیں ہے۔
مگر اس کے اس طرح بی ہیو کرنے سے وہ الجھ رہی تھی۔
جانے کیوں نامعلوم سی الجھن تھی مگر بڑھتی جا رہی تھی۔
"کیا ہوا؟ تم کچھ اپ سیٹ لگ رہی ہو؟" میرال حسن نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔
"نہیں......!" اتباع نے سر انکار میں ہلایا تھا۔
"تمہیں دانیال مرزا کی یاد آ رہی ہے نا؟" میرال حسن نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔ اتباع نے نفی میں سر ہلایا تھا۔
"میرا دانیال مرزا سے ایسا کوئی تعلق نہیں ہے کہ میں اسے مس کروں!" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔
"کیا مطلب؟" میرال حسن کا لہجہ حیرت سے بھرا تھا۔ اتباع منصور نے پر اعتماد انداز سے اسے دیکھا تھا پھر جتاتے ہوئے بولی تھی۔
"مطلب یہ ہے کہ آئی ایم ناٹ ان لو ود ہم۔ ہم میں ایسی کوئی کہانی نہیں ہے۔ میں نہیں جانتی کہ دانیال مرزا نے تمہیں کیا بتایا مگر

دانیال مرزا ایک اچھا دوست ہے بس، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" اس نے سخت لہجے میں جتاتے ہوئے کہا تھا اور پلٹی تھی یہ دیکھے بنا کہ میرال حسن کس قدر حیرت سے کھڑی تھی۔ ابتاج منصور چلتی ہوئی باہر نکل آئی تھی ابان شگری کی گاڑی پورچ میں رکتی دکھائی دی تھی۔ وہ چلتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی اور فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھی تھی۔

ابان شگری جو غالباً میرال حسن کا منتظر تھا اسے کسی قدر حیرت سے دیکھنے لگا تھا مگر ابتاج منصور بہت اطمینان سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"میرا دم عجیب گھٹ سا رہا تھا مجھے باہر جانا ہے۔" ابان شگری کی آنکھوں میں سوالیہ نشان دیکھ کر وہ بولی تھی۔

ابان شگری عجیب ایک استحقاق جتانے پر اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا جب وہ بولی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟ آئی سیڈ مجھے باہر جانا ہے۔ تھک جاتی ہوں میں گھر میں بیٹھ بیٹھ کر، گھٹن ہوتی ہے۔ کچھ دیر کھلی فضا میں سانس لینا چاہتی ہوں۔" وہ عجب ایک حق سے بول رہی تھی جیسے وہ سارے حقوق محفوظ رکھتی ہو۔ ابان شگری نے اس کی سمت دیکھا تھا پھر گاڑی باہر نکالنے لگا تھا۔ کھلے مین گیٹ سے گاڑی نکالتے ہوئے اس نے سائیڈ مرر میں میرال حسن کا عکس دیکھا تھا۔ جانے کیوں عجب اطمینان سا اپنے اندر محسوس ہوا تھا۔ میرال حسن کے چہرے پر حیرت تھی مگر وہ جانے کیوں خود کو بہت پر مطمئن محسوس کر رہی تھی۔ اس کے اندر کا وہ احساس اس کے چہرے پر دکھائی دیا تھا۔

ابان شگری نے اسے بغور ایک نگاہ دیکھا تھا۔

"وہاٹ؟" جیسے وہ جاننا چاہتا تھا ماجرہ کیا ہے؟

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" ابتاج منصور نے جان بوجھ کر اس کے سوال کو نظر انداز کیا تھا۔ ابان شگری نے ایک نگاہ سرسری سی اس پر ڈالی تھی مگر اس سرسری نگاہ میں جانچنے کی بھرپور صلاحیت تھی۔

ابتاج منصور اس کی سمت سے نگاہ ہٹا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ اس نے کسی کے ارمانوں پر بری طرح پانی پھیر دیا تھا۔ میرال حسن کے دل کے ارمان دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔ وہ تیاری کھڑی تھی۔ اسے امید تھی وہ باہر جائے گی۔ ایک یقین اس کے لہجے میں تھا اور چہرہ خوشی سے بھرا تھا۔ ان آنکھوں میں رنگ تھے، خواب تھے اور اسے بہت لطف آیا تھا۔ وہ حیرت سے بھرا چہرہ دیکھ کر خود بخود ایک مسکراہٹ چہرے پر آئی تھی۔ میرال حسن کا پلان ملیامیٹ کر کے ابتاج منصور اس کا اترا ہوا چہرا خیال میں سوچ کر رہی وہ سرشاری دکھائی دی تھی۔ وقتی فتح ہی سہی، جیت تو بہرحال تھی۔ ابان شگری نے اس چہرے کو دیکھا تھا۔ اس مسکراہٹ سے چہرے پر عجیب دلکشی اور اطمینان سا محسوس ہوا تھا جیسے وہ وقتی طور پر ہی سہی تمام فکروں سے آزاد ہو گئی تھی۔ ابان شگری متجسس ہوا تھا۔ نگاہ میں جاننے کی جیسے کوئی جستجو تیرنے لگی تھی کہ وہ مسکراہٹ کس کے باعث تھی...... وجہ کیا تھی...... اور باعث کون تھا۔

"خوش ہیں آپ؟" وہ جانے کیا اخذ کرتا ہوا بولا تھا۔

اجاج منصور نے چونک کر اس کی سمت دیکھا تھا۔
"میرے خوش ہونے سے آپ کو کوئی قلق ہو رہا ہے؟" وہ شاید کچھ جتانا چاہتی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے ونڈ اسکرین پر نگاہ جمائے ڈرائیو کرتا رہا تھا۔
"کسی اور کے ساتھ نا پانے کا افسوس ہے آپ کو؟" اجاج منصور کو یقین پر محظوظ ہوئے بنا نہیں رہ سکی تھی۔
"جیت گئیں آپ؟" وہ جیسے جتا رہا تھا کہ وقتی جیت کو جیت کہنا بے وقوفی ہے۔ اجاج مکمل اعتماد سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔
"مجھے جیتنے کا جنون نہیں ہے۔ ابھی تک ٹھانا نہیں کہ جیتنا ہے۔ جب ٹھان لیا تو پھر جیت یقینی ہوگی۔ بات ارادے کی ہے۔ کسی بات کا سوچ لینا ہی ستر فیصدی جیت سے ہمکنار سے کر دیتا ہے۔" وہ بہت یقین سے کہہ رہی تھی۔
"جیتنا اتنا آسان نہیں ہے اجاج منصور شیخ!" اجاج نے محسوس کیا تھا وہ اسے شیرنی پکارنے سے گریز کر رہا تھا۔ نکاح کے فوراً بعد جو مسز ابان شگری کہا تھا تو وہ تخاطب بھی کہیں کھو گیا تھا جیسے وہ اس سے خفا تھا، کسی بات سے بدگمان تھا یا اس کا غصہ تھا مگر وہ جان گئی تھی پر غصہ بھرپور تھا کیونکہ وہ پہلی کے وہ تخاطب سے اسے محروم کر رہا تھا۔ ایسی کیا بات اسے اتنا طیش دلا رہی تھی۔
فوری طور پر وہ جان نہیں پائی تھی۔
"ہاں جانتی ہوں ہارنا بھی آسان نہیں ہے۔" ابان شگری کی سمت تکتی وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔ اس کا لہجہ پر اعتماد تھا جیسے وہ نڈر ہو گئی ہو۔ یہ ایکسٹرا کونفیڈنس کس شے کا تھا وہ فوری طور پر کچھ نہیں پایا تھا مگر اجاج منصور کے چہرے پر بہت سکون والی کیفیت تھی۔
"میرال حسن میرے لئے...... اس گھر کے لئے...... میری فیملی کے لئے بہت اسپیشل ہے۔" وہ ونڈ اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے جتا رہا تھا۔ میرال حسن کی اہمیت جتانے کی کیوں ٹھانی تھی اس نے، وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اتنا وہ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر میرال حسن کا ذکر اس لمحے کرنا چاہتا تھا تبھی اجاج منصور نے رخ پھیر کر اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔
ابان شگری جو ڈرائیونگ کر رہا تھا حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اجاج منصور کو اندازہ ہو گیا تھا وہ بڑی شاہراہ پر ہے تبھی اس نے دوسرے ہی لمحے خجل سی ہو کر اس کے لبوں سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا اور نگاہ ابان شگری سے ہٹاتے ہوئے نگاہ پھیرتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔
"مجھے کوئی فضول کا ذکر فی الحال نہیں سننا، میرا موڈ نہیں ہے۔" عجب ایٹی ٹیوڈ سے وہ بولی تھی کہ ابان شگری کو ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اجاج منصور کو دیکھنا ضروری لگا تھا۔ وہ ایک نگاہ سرسری ڈال کر ونڈ اسکرین کی سمت دیکھنے لگا تھا۔
"میں آپ کی مرضی کی بات نہیں کر سکتا۔" وہ لہجہ ضدی تھا۔
"جب تک آپ میرے ساتھ ہیں میری مرضی اور میری پسند کی بات کریں گے۔" اجاج منصور میں اتنی ہمت اور اعتماد جیسے پتہ نہیں کہاں سے آ گیا تھا۔ یکدم اسے تمام حقوق جتانے آ گئے تھے۔ وہ واقعی اپنے حقوق کے بارے میں جان گئی تھی یا پھر محض ابان شگری کو محض زچ کرنے کے لئے ایسا کر رہی تھی۔

ابان شگری کو سوچنا پڑا تھا۔

"مجھے پابند کرنے کی کوشش کر رہی ہیں آپ؟" وہ نگاہ ونڈ اسکرین سے ہٹائے بنا بولا تھا۔ اتباع منصور پُرسکون انداز میں اسے دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ مکمل پُراعتمادی سے بولی تھی اور ابان شگری کو قدرے حیرت سے اسے دیکھنا پڑا تھا۔

"اجازت کی بات مت کریں ورنہ حقوق کا تحفظ بہت غیر یقینی ہو جائے گا اور آپ کے لئے وہ سودمند نہیں ہوگا۔ شکایت آپ کی طرف سے ہی آئے گی۔" وہ جانے کس ضمن میں کہہ گیا تھا اور اتباع منصور کے اندر ایک سرد لہر دوڑ گئی تھی۔ کچھ لمحوں تک وہ اس کی سمت سے رخ پھیرے خاموش رہی تھی۔ گاڑی میں سکوت چھا گیا تھا اور وہ یکدم اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔ شاید وہ قدم واپس لینا نہیں چاہتی تھی تبھی مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"بات فضول ذکر کرنے اور ادھر ادھر کی باتوں کی ہو رہی تھی۔ مجھے جو بات نہیں کرنی میں اسے سننا بھی نہیں چاہتی۔" وہ عجب بے فکری سے بولی تھی۔

"کیوں میرال حسن کے ذکر سے اتنی الجھن کیوں ہے آپ کو؟" وہ جاننے کا خواہاں تھا۔ وہ جانچتی نگاہ لمحہ بھر کو اسے بغور دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا وہ میرال حسن کا ذکر جان کر درمیان لا رہا ہے۔

"آپ کو میرال حسن کا ذکر کرنا اتنا ضروری کیوں لگ رہا ہے؟" وہ جیسے تمام اختیار ایک لمحہ میں ہاتھ میں لینے لگی تھی۔ ابان شگری اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے بہت دھیمے سے مسکرا دیا تھا۔

"محبت ازسر تو تعاقب میں ہے یا کوئی نیا جال بن رہی ہیں آپ؟" لہجے میں ایک بھرپور طنز تھا۔ اتباع منصور کو سوچنا پڑا تھا کہ وہ اس میرال حسن کے ذکر سے کیوں چڑ رہی ہے تبھی وہ بولا تھا۔

"سوچنے کی ضرورت نہیں ہے شیرنی...... یہ حسد ہے...... اور حسد لامحدود محبت سے بھی زیادہ جان لیوا ہوتا ہے۔" وہ جانے کیا جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور فوری طور پر اپنی کوئی کیفیت جان نہیں پائی تھی نا وہ اس رشتے کی کوئی اہمیت اسے جتانا چاہتی تھی تبھی خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

اور اس کی خاموشیوں کو ابان شگری نے جیسے بہت محسوس کیا تھا تبھی بولا تھا۔

"خاموشیوں میں باتیں کرنے سے ایک نقصان ہوتا ہے، کبھی کبھی انسان اپنے دل کی آواز خود بھی سننے میں ناکام رہتا ہے۔" وہ بولا تھا۔ نگاہ اتباع کی سمت متوجہ نہیں تھی مگر مخاطب یقیناً وہی تھی۔ اتباع منصور گردن پھیر کر ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے لگتا ہے خاموشی ضروری ہوتی ہے تاکہ بہت سے شور بغور سنے جا سکیں۔" اتباع منصور جیسے اسے جتا رہی تھی۔ ابان شگری جیسے اس بات سے متاثر ہوا تھا یا پھر بہت محظوظ...... تبھی ایک نگاہ اسے دیکھا تھا۔

"جب سارے ذکر غیر ضروری لگنے لگیں تب سوچ لینا بہت ضروری ہوتا ہے کہ کون سا ذکر بہت زیادہ ضروری ہے۔ لیکن اس کا اوراک وقت پر ہو جانا ضروری ہے ورنہ کچھ ضروری نہیں رہتا۔" وہ جیسے جتا رہا تھا۔

"خواہ مخواہ ذکر کرنے کا مطلب ہوتا ہے مقصد صرف دوسروں کو جتانا ہوتبھی کوئی ذکر با آواز بلند ہوتا ہے ورنہ خود آگاہی کے لئے کئی اوراک خاموشی میں بھی ہو جاتے ہیں۔" اتباع منصور اہان شگری کو جیسے چاروں شانے چت کر رہی تھی اور وہ اسے حیرت سے دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"میرال حسن؟ اس کے بارے میں جاننا چاہتی ہیں آپ؟" وہ مسکرایا تھا جیسے اس کے پاس کوئی بہت بڑی بات ہو۔ اتباع منصور پر سکون دکھائی دی تھی۔

"بے وجہ توجہ ہٹانے کی کوششوں میں بھی انسان تھک کر ہارنے لگتا ہے تبھی کہتے ہیں حقیقتوں کو جھٹلا کر غلط سمت جانا آپ کو خود بھی الجھا دیتا ہے۔" اتباع منصور پر سکون دکھائی دی تھی اور اہان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ اتباع منصور گردن پھیر کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

"نا تمام باتوں میں ان کہے معنی ڈھونڈنا حماقت ہو سکتی ہے۔" اہان شگری اپنی جون سے بولا تھا۔ خود کی منوانے کی بہت انتھک کوشش دکھائی دے رہی تھی۔ اتباع منصور جانے کیوں چپ سادھ گئی تھی۔ پر سکون انداز میں کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی تھی اور اہان شگری نے ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر بغور دیکھا تھا اسے۔

☆　☆　☆

"میرال حسن، بیٹا کب آگئیں تم؟" نمرہ آنٹی نے فون کے دوسری طرف اسے محبت سے پکارا تھا۔ میرال حسن ٹہلتے ہوئے آؤٹ پلیس میں آگئی تھی۔ وہ بہت اداس ہو رہی تھی۔ اچانک سے اتباع نے جس طرح اس کی جگہ لی تھی، اس سے میرال حسن بہت ڈسٹرب ہوئی تھی۔ اسے سوچنا پڑا تھا کہ اتباع کی ان ٹینشن کیا تھی اور وہ کیا جتانا چاہ رہی تھی۔

جبکہ وہ جانتی تھی کہ میرال حسن اہان شگری کے ساتھ باہر جانے کے لئے تیار کھڑی ہے تو اس نے اچانک سے ان کے درمیان آنا ضروری کیوں خیال کیا تھا۔

ایسا جان بوجھ کر کیا تھا یا وہ محض غلطی میں ایسا کچھ کر گئی تھی؟

میرال حسن اس کے اقدام کے بارے میں بہت اپ سیٹ تھی تبھی اس نے نمرہ آنٹی سے بات کرنے کی ٹھانی تھی۔

"کل ہی آئی ہوں آنٹی...... آپ کیسی ہیں؟" وہ پھیکے سے لہجے میں بولی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔ تم ہمیشہ کی طرح یہاں کیوں نہیں آئیں؟ تمہیں تو اپنی نمرہ آنٹی کے ہاتھ کا گاجر کا حلوہ ہمیشہ کھانا ہوتا ہے نا تم جب بھی آؤ اور سیزن ہو یا نہ ہو میں کہیں نہ کہیں سے گاجریں ڈھونڈ کر وہ حلوہ تمہارے لئے ضروری بناتی ہوں۔" نمرہ آنٹی مسکرائی تھیں۔

"آئی مس یو نمرہ آنٹی...... اینڈ آئی مس ایوری تھنگ اباؤٹ یو مگر ابان کی طرف دادا ابا آئے ہوئے تھے۔ حمزہ نے کال کرکے بتا دیا تھا اور آپ جانتی ہیں میں دادا ابا کی کتنی کتنا نجوائے کرتی ہوں تبھی اس طرف چلی آئی مگر دادا ابا تو یہاں ہیں نہیں، کسی کام سے آؤٹ آف سٹی ہیں۔" وہ بجھے سے انداز میں بولی تھی۔

"اوہ، تم تو وہاں بور ہو گئی ہو گی نا۔ ابان شگری تو کام میں بزی رہتا ہے۔ وہ تو رات گئے ہی گھر لوٹتا ہے اور اکثر ٹور پر یہاں وہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ میں ڈرائیور کو تمہیں لینے بھیج دیتی ہوں اور......" نمرہ آنٹی نے اس کے خیال کی غرض سے کہا تھا۔ جب اس نے نمرہ آنٹی کی بات کاٹ دی تھی۔

"نہیں آنٹی...... میں یہاں اکیلی ہوتی تو شاید رکتی نہیں۔ ایک اچھی کمپنی مل گئی ہے۔ ان فیکٹ مزا آ رہا ہے اب......" وہ جیسے جتانا چاہتی تھی۔

"کون؟ خدیجہ اماں؟ خدیجہ اماں خیال کرنے والی ہیں مگر بیٹا وہ تمہیں شاید زیادہ وقت نہ دے پائیں۔ سو بہتر ہو گا تم یہاں آ جاؤ۔ میں ڈرائیور کو بھجوا دیتی ہوں۔" نمرہ آنٹی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا تبھی وہ پرسکون انداز میں بولی تھی۔

"آپ ابتاج منصور کے بارے میں نہیں جانتیں؟"

"ابتاج منصور؟ ہو از شی؟" نمرہ آنٹی چونکی تھیں۔ میرال حسن حیران ہوئی تھی۔ گویا گھر میں کوئی ابتاج منصور کے بارے میں واقف نہیں تھا اور ابان شگری ابتاج کے ذکر سے گھر والوں کو دور رکھنا چاہتا تھا...... کیوں؟ کسی کو اس لڑکی کے بارے میں نہ آگاہ کرنا کیا اسرار رکھتا تھا؟ وہ اس گھر میں اس کے ساتھ کیوں ٹھہری ہوئی تھی؟ اور یکدم اس کا میرال حسن کو پرے دھکیل کر اس کی جگہ لینا...... یہ سب کیا ظاہر کر رہا تھا۔

آج سے پہلے اس نے کبھی ابان کی طرف اسٹے نہیں کیا تھا تو پھر وہ لڑکی کیوں؟

جب وہ ابان کے اتنے قریب تھی، جب وہ اس کے ساتھ اس گھر میں اسٹے نہیں کرتی تھی تو پھر ابتاج منصور کے پاس ایسا کون سا استحقاق تھا؟ یا کیا مجبوری تھی؟ میرال حسن حیران ہوئی تھی جب نمرہ آنٹی نے پوچھا تھا۔

"کون ہے؟ کس کے بارے میں بات کر رہی تھیں تم؟" نمرہ آنٹی فکرمندی سے بولی تھیں۔

"آپ ابتاج منصور کو نہیں جانتیں؟ ابان شگری نے کہا وہ انکل ذوالفقار کے دوست کی بیٹی ہے اور یہاں کسی کام سے ہے۔" وہ حیران ہوئی تھی نمرہ آنٹی اس سے واقف نہیں تھیں۔ سو وہ صرف ابان شگری کے حوالے سے یہاں تھی اور صرف ابان ہی اسے جانتا تھا سو جو بھی اس کے بارے میں بتایا تھا وہ فرضی کہانیاں تھیں؟

"سو ابتاج منصور انکل ذوالفقار کے دوست کی بیٹی نہیں؟"

"کس نے کہا وہ ذوالفقار کے دوست کی بیٹی ہے؟" نمرہ آنٹی بہت حیران تھیں۔

"ہر نیم از ابتاج منصور شیخ...... شاید آپ جانتی ہوں۔"

"اوہ، وہ منصور بھائی کی بیٹی ہے۔ منصور بھائی کی بیٹی تو لندن میں تھی وہ پاکستان کب آئی؟ اور اس نے ابان شگری کے ساتھ اسٹے کیسے کیا؟ اگر اسے رکنا تھا تو وہ یہاں بھی آ کر رک سکتی تھی۔" نمرہ آنٹی کے کہنے پر میرال چونکی تھی۔

"سو آپ ابتہاج کو جانتی ہیں؟"

"ہاں بیٹا، آئی نو ہر۔ منصور شیخ بھائی ذوالفقار کے اچھے دوستوں میں تھے۔ ان کی ڈیتھ ہوگئی تھی۔ مجھے نہیں پتہ اگر ان کی بیٹی آئی ہوئی ہے۔ میں اس بارے میں لاعلم تھی۔ شاید ذوالفقار جانتے ہوں مگر ابان کے ساتھ وہ کیسے؟ کہیں ابا اسی لئے تو وہاں نہیں رکے ہوئے؟" نمرہ آنٹی نے قیاس کرتے ہوئے کہا تھا۔

میرال حسن قطعاً نہیں جانتی تھی اگر نمرہ آنٹی اس سے واقف ہوگئیں مگر دادا ابا کی یہاں آمد اس کی سمجھ میں آنے لگی تھی۔

"تم فکر مند نہ ہو میں صبح ہی آ کر ابان شگری سے بات کرتی ہوں اور ابتہاج منصور سے ملتی ہوں۔ ابا وہاں اچانک آئے تھے۔ مجھے بھی لگا تھا ابا کے آنے کا کوئی مقصد ہے۔ اینی ہاؤ...... ابان شگری ایسا لڑکا نہیں ہے۔" انہوں نے ابان کے بارے میں بتایا تھا۔ میرال کو اس وضاحت نے زیادہ مطمئن نہیں کیا تھا۔ وہ ابان کو جانتی تھی۔ اسے لڑکیوں سے زیادہ شغف نہیں تھا مگر ابتہاج منصور اس کی توجہ حاصل کر پائی تھی اور اس گھر میں تھی۔ میرال حسن کی سوچیں مختلف سمتوں میں پھیلتی جا رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

ابتہاج منصور لہروں کے ساتھ چلتی ہوئی دور نکلتی چلی گئی تھی۔ ابان شگری جو گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا یکدم تیزی سے اس کی سمت بڑھنے لگا تھا۔

ابتہاج منصور شاید گھر میں قید رہتی تھی تو اسے آزادی کا احساس باہر آ کر ہوتا تھا۔ وہ اس آزادی میں کھل کر سانس لینا چاہتی تھی یا اس لمحے اس شخص کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانا چاہتی تھی۔ وہ پانی کی طرف چلی جا رہی تھی۔ ابان شگری نے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھا تھا اور ابتہاج منصور کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ ابتہاج منصور کا سر ابان شگری کے سینے سے آن ٹکرایا تھا۔

تیز پرزور لہریں ابان شگری کی ٹانگوں سے ٹکرائی تھیں۔ اگر وہ ابتہاج کو نہ تھام لیتا تو ابھی وہ لہریں ابتہاج منصور کے وجود سے ٹکراتیں اور وہ توازن بحال نہ رکھ پاتی تو ابھی اس نے لہروں میں کہیں کھو جانا تھا۔ اس نے ابان شگری کی دھڑکنوں کے شور کو سنتے ہوئے آنکھیں زور سے میچ لی تھیں۔ پہلی بار اس نے اس سے دور جانا نہیں چاہا تھا۔ پہلی بار اس سینے سے سر اٹھا کر اس نے ابان شگری کی سمت دیکھنا نہیں چاہا تھا۔ وہ بس آنکھیں بند کر کے ان دھڑکنوں کو سنتے رہنا اچھا لگا تھا۔ پہلی بار ان دھڑکنوں میں کچھ سننا چاہا تھا اس نے یا پھر کوئی معنی تلاشنے چاہے تھے مگر ان دھڑکنوں میں بہت شور تھا اور فی الفور اس شور سے کوئی معنی اخذ نہیں کر پائی تھی یا اسے کچھ اور لمحے درکار تھے اسے ان دھڑکنوں میں چھپے شور کو سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری نے اس کے جھکے ہوئے سر اور زور سے میچی ہوئی آنکھوں کو دیکھا تھا۔ وہ جوں کا توں سر اس کے سینے پر رکھے کھڑی

تھی۔ ابان شگری نے اس کا جھکا ہوا سر دیکھا مگر فوری طور پر وہ اسے کہہ نہیں سکا تھا کہ وہ اپنا سر اس کے سینے سے ہٹا لے۔ بس وہ خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔

تیز ہوا کا شور سنائی دیا تھا۔

شوریدہ سر لہریں شور مچاتی ہوئی آگے بڑھتے ہوئے ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور اس شور میں وہ ابان شگری کی دھڑکنوں کی آواز بہت واضح سنائی دے رہی تھی۔

ایک تیز لہر آئی تھی۔ پانی کے چھینٹے ان دونوں پر پڑے تھے۔ اتباع منصور کا چہرہ نمکین بوندوں سے تر ہوا تھا تبھی وہ آنکھیں کھول کر ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

وہ بغور اتباع منصور کی سمت دیکھ رہا تھا۔

ان نگاہوں میں تپش تھی۔ اتنی تپش تھی کہ اتباع منصور کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ ابان شگری کی آنکھیں جیسے اس سے بندھی ہی تھیں۔ اتباع منصور کو اس کی سمت سے آنکھیں ہٹا لینا پڑی تھیں۔

وہ یکدم پلٹی تھی اس کی سمت دیکھے بغیر۔ اس کا رخ تیز لہر کی طرف تھا۔ جب لہر اس کو ٹکرانے کو تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

اتباع منصور نے اس ہاتھ کی گرفت اپنے ہاتھ کے گرد محسوس کی تھی۔

ابان شگری کا انداز بہت کیئرنگ تھا۔

وہ کچھ کہے بنا اس کی طرف اپنی کیئر شو کر رہا تھا۔ اسے پانی اور تیز لہروں کی سمت جانے سے روک لیا تھا جہاں اسے نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ اتباع منصور کو محسوس ہوا تھا وہ اس کی فکر کر رہا تھا مگر وہ لفظوں میں اس کا احساس دلانا نہیں چاہتا تھا۔

شاید اس کے پاس بہت سے لفظ ہیں اور ان بہت سے لفظوں میں بہت خاموشی تھی۔ جو اس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں اتباع منصور اس کی سمت سے نگاہ ہٹا لی تھی۔

"آپ میرال حسن کے بارے میں جاننا چاہتی تھیں؟" وہ اس سے سننا چاہ رہا تھا تبھی اسے بولنے پر اکسایا تھا اور اس کا ری ایکشن بہت فطری تھا۔ وہ اتباع منصور کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ رہا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت گھورتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

"لگتا ہے آپ چیخ چیخ کر دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ میرال حسن کے کتنے گن گا سکتے ہیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری اس کی سمت خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ اس لہجے میں غصہ تھا۔ ایک کاٹ تھی اور اس کاٹ کو صاف محسوس کر سکتا تھا مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس خاموش کھڑے شخص کی سمت دیکھا تھا۔ اس کی نظریں جیسے وضاحت مانگ رہی تھیں تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میرال حسن اتنی اہم یقیناً نہیں ہے کہ وہ ہمارے درمیان ڈسکس ہو۔" وہ اسے اپنی اہمیت جتا رہی تھی جیسے وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ

اس کی منکوحہ تھی۔ اس سے ایک رشتے میں بندھی تھی اور اس رشتے کی کچھ امپورٹنس تھی۔ وقتی طور پر یہ ہی کوئی رشتہ ان میں موجود تھا مگر اس رشتے کی وقعت بہرحال تھی۔ اتباع منصور جیسے اسے جتانا چاہتی تھی کہ اس کی منکوحہ ہے۔ اور وہ اس میں حق بجانب تھی تھی۔ پتہ نہیں ابان اس رشتے کی امپورٹنس سمجھنا چاہتا تھا یا نہیں۔

یا پھر سمجھتے ہوئے بھی اس رشتے کی اہمیت کو محسوس کرنا نہیں چاہتا تھا۔

وقتی رشتے کی جیسے کوئی وقعت نہیں تھی۔

"آپ کے ڈکر چلیں تو خوشی ہوگی۔" وہ بے فکری سے کہہ رہا تھا۔

سمندر کے پانی میں پاؤں ڈبوئے وہ خاموش کھڑی تھی۔ لہریں آ کر اس کے پیروں کو بھگو رہی تھیں۔ تسلسل نہ تھمنے والا تھا اور اس تسلسل میں مکمل خاموشی کا پہرہ تھا جب ابان شگری کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔

"میرا ڈکر آپ کو ناگوار گزر رہا ہے؟" اتباع منصور جیسے جاننے کی سعی کر رہی تھی۔

"نہیں...... ہم" ابان شگری نے فوری طور پر جواب دیا تھا جیسے وہ کوئی تاخیر کر کے اسے کسی غلط فہمی یا وہم میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔

"آپ کے ڈکر بہت دلربائی رکھتے ہیں۔ فقط سوچنے پر منظر بدل سکتے ہیں، مجھے اندازہ ہے مگر......"

"مگر کیا......؟" اتباع منصور جیسے ایک پل میں اس کی سوچوں کو پڑھ لینا چاہتی تھی۔ وہ چپ رہا تھا۔ اسے خاموش نظروں سے دیکھا تھا پھر مسکرایا تھا۔

"عالم شوق بڑھتا ہے، عالم دید سوا ہونے کی شدتوں سے گزرنے لگتا ہے اور عالم مدہوشی ہے کہ ایک لمحے میں بیدار کر دیتا ہے۔ یقین کرنے کو لمحے بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ کروں تو کیا کروں؟" وہ جیسے سنجیدہ نہیں تھا۔

اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر وہ کچھ قدم کا فاصلہ عبور کرتی ہوئی اس کے قریب آن رکی تھی۔ سر اٹھا کر خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ سرد ہوا اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی۔ پانی میں ڈوبے اس کے پیر سرد پڑ رہے تھے۔ وہ کپکپا رہی تھی مگر وہ جتانا نہیں چاہتی تھی۔ ابان شگری نے اس کی پیش قدمی پر فوری طور پر کوئی معنی اخذ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی مگر اس کی نگاہ اتباع منصور کو بغور جانچ رہی تھی۔

جانے کیا ہوا تھا۔ ابان شگری کے دل میں کیا سمائی تھی کہ ہاتھ بڑھا کر اس کے گرد بازو حمائل کر دیئے تھے اور اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر کھیلتی لٹ کو ہاتھ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"آپ کی آنکھوں میں سارے لمحے رکے دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ ان رنگوں میں بہت دلکشی ہے مگر ان رنگوں میں عجیب پھیکا پن ہے کوئی بھی رنگ اعتبار کے قابل نہیں۔ فی الحال محبت کا کوئی امکان نہیں۔ سو سارے امکانات اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں۔" ابان شگری کی مدھم آواز لہروں کے شور میں بہت واضح سنائی دی تھی۔ اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

ان آنکھوں میں بہت سے لفظ تھے اور ابان شگری جیسے ان لفظوں کے معنی ڈھونڈنا نہیں چاہتا تھا۔ اتباع منصور کو بولنا ضروری لگا

تھا تبھی وہ مدھم آواز میں گویا ہوئی تھی۔

"اعتبار کی کہانی عجیب ہے۔ لفظوں اور ان کے معنی پر انحصار نہیں کرتی۔ ڈھونڈنے نکلو تو معنی دور نکلتے ہیں اور محبت تعاقب کرتی رہ جاتی ہے۔" ابان شگری کی قربت کا اثر تھا یا کچھ اور...... مگر اس کا وجود کپکپا رہا تھا۔ ابان شگری نے اپنی جیکٹ اتار کر اس کے شانوں پر رکھ دیا تھا۔ اقدام بہت زیادہ کیئرشو کر رہا تھا مگر وہ اس پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اس صبیح چہرے سے نگاہ ہٹا کر وہ سمندر کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور جانے کیا جاننے کی سعی کرتی ہوئی اس کی سمت دیکھ رہی تھی جب سماعتوں سے ابان شگری کی آواز ٹکرائی تھی۔

"آپ کو خبر نہیں مگر عجب سانحہ ہوا یکدم...... خوابوں کی سمت قدم گامزن تھے...... گمان تھا سارا کا سارا خواب نگر اپنا ہوگا...... گمان یقین ہونے کو تھا...... محبت تقریباً ہونے کو ہی تھی...... بس جب آناً فاناً آنکھ کھل گئی...... آنکھیں نیند سے بیدار کیا ہوئیں...... پل کی پل میں منظر ہی بدل گیا۔" ایک طنز تھا اس کے لہجے میں۔ اتباع منصور اس لہجے کو سمجھنے سے قاصر رہی تھی مگر اسے علم تھا کوئی بات ہے جو اسے ہولٹ کر رہی تھی...... کوئی ذکر...... اس کی توجہ بانٹ رہا تھا۔ کوئی چیز تھی کہ اس کی نگاہ اجنبی ہونے پر مائل تھی۔

"میرال حسن؟" اس کے ذہن میں کوئی نام گونجا تھا۔

یہ تبدیلی میرال حسن کے آنے سے آئی تھی۔ وہ جو پوری توجہ دینے کا قائل تھا۔ اس کا دھیان بٹنے لگا تھا اور ان بٹتے دھیانوں سے اتباع منصور کو پریشانی ہو رہی تھی اور وہ نہیں جانتی تھی وجوہات کیا تھیں۔ وہ وجوہات ڈھونڈنے کی کوششیں فی الحال نہیں کرنا چاہتی تھی مگر جو بھی ابان اور اس کے درمیان تھا اسے بہت پیچیدہ لگا تھا۔ وہ اس طرح خاموشی سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی جب ایک بڑی لہر کے آنے سے اس کے قدم اکھڑے تھے۔ قریب تھا کہ وہ لڑکھڑاتی اور گر جاتی جب اس نے ابان شگری کے شانے کو بہت مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ ابان شگری نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ وہ اس کے شانے کو مضبوطی سے تھامے کھڑی تھی۔ اتباع منصور کی آنکھوں میں شاید کچھ تھا کہ وہ بغور دیکھنے لگا تھا۔

"آپ کی آنکھوں میں کچھ بولتی ہوئی وضاحتیں ہیں مگر ان وضاحتوں کو سمجھنے میں عقل صرف نہیں کی جا سکتی۔"

"مجھے حیرت نہیں ہے آپ کی توجہ ان وضاحتوں سے بھاگنا کیوں چاہتی ہے۔" وہ چونکتے ہوئے کسی قدر حیرت سے دیکھنے لگا تھا پھر جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔

"آپ کی نگاہ میں سحر ہے...... جادو کرنا جانتی ہیں مگر مجھے اپنے گرد یہ حصار مطلوب نہیں۔"

"میرا آپ سے ایسا کوئی تعلق نہیں ہے مگر ایک تعلق جیسے پھر بھی کہیں موجود ہے وقتی ہی سہی...... کوئی ربط تو ہے اور اس ربط کے دائرے لامحدود بھی ہو سکتے ہیں۔ ان دائروں میں وضاحتوں کی ضرورت نہیں مگر نظر کسی شریک کو قبول نہیں کر سکتی۔ چاہے وہ شریک نظر ہو یا شریک شعر...... اس کی تقسیم قابل قبول نہیں ہوتی۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی مگر ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"آپ بتانا چاہتی ہیں کہ آپ کو جلن ہو رہی ہے؟ یہ حسد کی کوئی قسم ہے؟" وہ بھرپور انداز میں مسکرایا تھا پھر اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے اسے قریب کیا تھا اور مدھم لہجے میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ رت بے خبر ہے۔ اعتبار مت کرنا شیرنی۔ رنگ ہاتھ سے نکلتے دیر نہیں لگتی۔ میرے شوقِ نظر پر اعتبار کروگی تو پچھتاوا ہوگا۔ منظروں کی ہیئت بدلتے دیر نہیں لگتی اور میری نگاہ مستقل ایک رنگ دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔" وہ اپنے دست بتا رہا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"محبت کینڈی کرش جیسی کیوں ہو جاتی ہے یار ...... ؟ سلجھاؤ ...... الجھاؤ ...... اور پھر سلجھانے لگو۔ مزہ نہیں آتا یار۔" اس نے موبائل فون ایک طرف رکھتے ہوئے انور کو دیکھا تھا۔ انور مسکرا دیا تھا۔

"ملک صاحب، محبت کی صرف ایک بات اچھی ہے۔ خزاں میں بھی آئے تو بہار اپنے ساتھ لے آتی ہے۔ آپ کا چہرہ نور و نور ہے۔ کہو تو بھابھی کو اٹھا لاؤں؟" انور مسکرایا تھا۔

"انور اٹھانا ہوتا نا یار تو اسی وقت اٹھا لاتا جب خبر ہوگئی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ محبت سے جب فائدہ لینا ہو تو محبت کو انتظار کروانا حق بن جاتا ہے یار ......" وہ مونچھوں کو بل دیتا ہوا مسکرایا تھا۔

"اس خالی خولی محبت کا کیا کرنا جو درد دے ...... دل جلائے اور خون کے آنسو رلائے؟ یار مجھے تو محبت کی یہ قسم سمجھ نہیں آتی۔ جو بھی ہے، میں ایسی روتی دھوتی محبت نہیں کر سکتا یار ...... زندگی چار دن کی ہے ...... بندے کو خوش رہنا چاہیے۔ یہ ہائے وہ فریاد، عشق میں جاگنا، رونا ...... چین کھونا ...... مجھ سے نہیں ہوگا۔ اشعر ملک کو تو حلوہ ٹائپ محبت پسند ہے جس میں پانا زیادہ اور کھونا کم پڑے۔" وہ آنکھ دباتا ہوا مسکرایا تھا اور طشتری سے کاجو اٹھا کر کھانے لگا تھا۔ انور مسکرایا تھا۔

"آپ کی تو پھر کیا بات ہے ملک صاحب ...... آپ تو بیسٹ ہیں۔" انور نے تسلیم کرتے ہوئے اس کے شوق کو ہوا دی تھی۔

"انور ...... محبت کا مزہ اس نمک لگے کاجو کی طرح ہوتا ہے، کھاؤ تو طلب بڑھتی جاتی ہے مگر اس طلب کی حدود کو سمیٹنا پڑتا ہے یار ورنہ نمک دماغ کو مار دیتا ہے اور تسلی دل کو ہوتی ہے۔" اشعر ملک محبت کی تشریحات اس کی طرح اوٹ پٹانگ تھیں جس سے صرف اشعر ملک کو ہی تسلی ہو سکتی تھی۔ انور مسکرا رہا تھا جب وہ بولا تھا۔

"جا جا کر ہاشم کو بلا کر لا۔ اس سے نئی کمپنی کی ڈی ٹیل لینا ہے۔ ایک تو ان پر بھی نظر رکھنا پڑتی ہے۔ ہاشم کی عقل اتھرے گھوڑے جیسے بھاگتی ہے بے لگام۔ جوش میں ہوش گنوانے لگتا ہے۔ نئی Recruitment کا کام اسے سونپا تھا۔ HR Department سنبھال رہا ہے مگر عقل سے پیدل ہے۔ جو بندہ اپوائنٹ کیا وہ اسی کی طرح کوڑھ مغز ہے۔ پہلے ہی دن اس نے سارے ریکارڈ کا بیڑہ غرق کر دیا۔ میں اب ہر جگہ تو موجود نہیں ہو سکتا نا ...... اور وہ قاسم بیچارہ تو پہلے ہی اتنی ذمہ داریوں تلے دبا ہوا ہے۔ وہ اور کیا کیا دیکھے۔"

انور اٹھ کر ہاشم کو بلانے چلا گیا تھا اور اشعر ملک سکون سے کاجو کھانے لگا تھا۔ پُرشوق نظروں میں نئی سوچ کا گزر ہو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے یہاں وہاں تک ٹہلتے ہوئے اچانک رک کر پاس سے گزرتے فرید کو دیکھا تھا اور فوراً روک لیا تھا۔

"فرید تم سے کچھ پوچھنا تھا۔ وعدہ کرو تم سب سچ سچ بتاؤ گے۔" میرال حسن کو معلوم تھا فرید انفو شیئر نہیں کرتا تھا تبھی پوچھنے سے قبل ہی اس سے وعدہ لینا مناسب خیال کیا تھا۔ فرید نے اسے دیکھا تھا جیسے کوئی بکرا قصائی کو دیکھتا ہے۔ وہ انفارمیشن شیئر کرنے پر مامور نہیں تھا نا یہ اس کی ڈیوٹی میں شامل تھا۔ اسے معلوم تھا وہ دباؤ ڈالیں گی۔ میرال کی عادت سے وہ واقف تھا تبھی بولا تھا۔

"میم مجھے ڈنر کے انتظامات دیکھنا ہیں، میں بعد میں آتا ہوں۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا تھا۔ میرال نے اسے ناگواری سے برہم ہو کر دیکھا تھا۔

"فرید...... آئی سیڈ لسن می...... میری بات ختم نہیں ہوئی۔" وہ سختی سے بولی تھی۔ فرید رک گیا تھا اور جیسے اس ناگہانی آفت سے بچنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ یقیناً اسے اس کے پاس اگر جادو کی کوئی چھڑی ہوتی تو وہ اس کا استعمال فوراً کر چکا ہوتا اور یہاں سے غائب ہو چکا ہوتا۔

میرال حسن چلتی ہوئی اس کے پاس آن رکی تھی اور اسے بغور دیکھنے لگی تھی۔

فرید اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا اور اسے معلوم تھا میرال حسن کچھ ایسا پوچھنے جا رہی ہیں جس کا جواب وہ نہیں دے سکتا تھا۔

"تم اجباع منصور کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" وہی ہوا تھا جس کا فرید کو ڈر تھا مگر وہ جانتا تھا اسے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دینا ہے تبھی بولا تھا۔

"وہی جو آپ جانتی ہیں میم۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔" روانی سے کہتے ہوئے وہ جیسے اس موقع کی تلاش میں تھا کہ وہاں سے فرار ہو سکے۔

میرال حسن نے اسے شکی نظروں سے دیکھا تھا۔

"میں جانتی ہوں تم کچھ نہیں بتاؤ گے فرید۔ تم اپنے صاحب کی مرضی کے بنا ایک انچ یہاں سے وہاں نہیں ہو سکتے...... بچے ہو بس......" وہ اسے طیش دلاتے ہوئے بولی تھی۔ یہ بھی بات اگلوانے کا ٹرک تھا مگر فرید سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"نو میم ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔ اجباع میم اس گھر میں مہمان ہیں، بس یہی معلوم ہے ہمیں۔ مسٹر ذوالفقار کے دوست کی بیٹی ہیں۔" وہ وہی انفارمیشن شیئر کر رہا تھا جو نمرہ آپی نے کی تھی اور میرال حسن کو مزید جاننے کا تجسس ہو رہا تھا۔

"اجباع منصور ابان شگری کے کتنے قریب ہے؟ آئی مین ان سے کوئی کنکشن ہے یا وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں؟ یا اجباع منصور ابان شگری کی پرسنالٹی سے متاثر ہے؟" میرال حسن نے جاننے کی ٹھانی تھی۔

"نو میم...... ایسا کچھ نہیں ہے۔ اجباع میم اکثر اپنے کمرے میں بند رہتی ہیں اور ابان صاحب کی مصروفیت تو جانتی ہیں آپ۔ وہ اکثر کام کے سلسلے میں یہاں وہاں ٹورز پر رہتے ہیں۔" وہ جانتا تھا میرال حسن کا عیاں تھی سو وہ بات بناتے ہوئے بولا تھا۔ میرال حسن اسے

تنقیدی زاویے سے دیکھ رہی تھی۔

''تمہیں خبر ہے، اتباع یہاں کیوں رہ رہی ہے؟ آئی مین اگر وہ ذوالفقار انکل کے دوست کی بیٹی ہے تو اسے ذوالفقار انکل کے گھر قیام کرنا چاہیے نا؟'' وہ آخر اس مدعے پر آئی تھی جس کو جاننا اس کے لئے بہت ضروری تھا۔

فرید اپنے صاحب کا وفادار تھا۔ اسے معلوم تھا ایسے معاملات کو کیسے نمٹانا ہے تبھی سر ہلاتے ہوئے بولا تھا۔

''دادا ابا یہاں تھے تو وہ بھی یہیں رک گئی۔ شاید دادا ابا سے ان کی کچھ خاص وابستگی ہے اور پھر شاید کچھ اثاثوں کے معاملات میں دادا ابا اس کی مدد بھی کر رہے تھے۔'' فرید نے روانی سے بتایا تھا۔

''شاید......'' میرال حسن کو شک گزرا تھا۔

فرید نے کچھ سوچتے ہوئے شانے اچکا دیے تھے۔

''میں دادا ابا سے اس معاملے پر بات نہیں کر سکا ورنہ میرا جواب حتمی طور پر ہاں یا نہیں میں ہوتا'' فرید اپنے مالک کا دفاع کرنا جانتا تھا اور یہ بات میرال حسن کو بھی معلوم تھی تبھی وہ فرید کو سلگتی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

''ابان شگری نے بتایا تھا وہ اتباع کو معاملات میں مدد دے رہا ہے؟''

''تو پھر آپ ابان صاحب سے مزید سوالات بھی پوچھ لیں۔'' وہ سمارٹ تھا۔ ترکی بہ ترکی جواب دیا تھا۔

میرال حسن نے اسے ناگواری سے دیکھنے لگی تھی۔ جب وہ مؤدب انداز میں بولا تھا۔

''میں جا سکتا ہوں میم؟'' میرال کو اسے روکنا اور پوچھ کچھ کرنا فضول لگا تھا تبھی اکتائے ہوئے انداز میں سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

فرید فوراً چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا اور میرال حسن اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگی تھی پھر گھڑی کی طرف دیکھا تھا اور پھر گیٹ کی سمت دیکھا تھا۔

وہ ابان شگری کی منتظر تھی۔

وہ اتنی دیر کیوں لے رہے تھے یہ جاننے کے لئے میرال حسن بے قرار تھی۔

نظروں میں بے چینی تھی۔ نگاہ وہاں ٹکی تھی۔

دل رکا جا رہا تھا۔ اسے پہلی بار کسی سے بہت بڑا خطرہ محسوس ہوا تھا اور وہ اتباع منصور تھی۔

☆ ☆ ☆

لمحوں کو کہانی لکھنی ہے
لمحوں کو کہانی لکھنے دو
لمحوں کو گزر ہی جانا ہے

لمحوں کو گزر ہی جانے دو
مگر اس سے ذرا پہلے
خاموشیوں کو سن لو تم
لمحوں میں رنگ بھر دو تم

"میں جاننا نہیں چاہتا اتباع منصور تمہاری زندگی میں کتنے مرد آئے۔ چاہے وہ کوئی تمہارا کزن ہو یا کوئی اشعر ملک۔ میں نے تم سے نکاح تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے نہیں کیا۔" وہ خاموشی سے لہروں کو ساحل کی سمت آتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

اتباع منصور کو امید نہیں تھی وہ اس موضوع پر بات کرے گا تبھی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

تو وجہ یہ تھی؟

وہ حیران ہوئی تھی۔

اسے حسد ہو رہا تھا؟

کوئی غلط فہمی تھی؟

یا پھر کوئی حق جتایا جا رہا تھا؟

جس رشتے کا اسے کوئی احساس نہیں تھا، جس کی اہمیت صفر تھی، وہ اس رشتے کا حق اس پر کیوں جتا رہا تھا؟

اسے کیوں فرق پڑ رہا تھا اگر اس کی زندگی میں دانیال مرزا رہا تھا یا اشعر ملک؟ وہ فطری انداز میں کب سے اور کیونکر سوچنے لگا تھا؟ کس حق سے وہ یہ سب جانچ پڑتال کر رہا تھا اور جاننے کے لئے تگ و دو کر رہا تھا؟

ایان شکری جیسے مرد کے منہ سے ایسی دقیانوسی باتیں سن کر اسے یقیناً بہت حیرت ہوئی تھی تبھی وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

"ایسے دیکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے اتباع منصور شیخ۔ مجھے کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہیں میں آپ کی زندگی میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، نہ کسی رشتے کا حق جتا رہا ہوں، نہ......!"

"اگر آپ کوئی حق نہیں جتا رہے تو آپ کو قطعاً فکر نہیں ہونا چاہیے کہ میری زندگی میں کون کون موجود رہا ہے۔ مجھے ایسی دقیانوسی سوچ کو سننے اور جاننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حیرت ہے مجھے آپ کسی رشتے کی جب کوئی اہمیت ہی نہیں سمجھتے تو پھر باقی اور کیا رہ جاتا ہے؟" وہ سوالیہ نظروں سے ایان شکری کو دیکھنے لگی تھی۔ ایان شکری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا تبھی وہ پرسکون لہجے میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"سب بہت بے معنی ہو جاتا ہے ایان شکری۔ کسی شے کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور کاش کہ آپ اپنی دقیانوسی سوچ کو ایک کمرے میں بند کر کے رکھیں۔ میں اپنی Limit End بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ اس کس بنا پر شک کر رہے ہیں؟ جب ہم میں کوئی رشتہ ہی نہیں تو آپ شک کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔" وہ سختی سے کہہ کر جانے لگی تھی جب ایان شکری نے اس کی کلائی تھام لی تھی اور وہ حیرت سے پلٹ کر

اسے دیکھنے لگی تھی۔ لہروں کا شور اس کے درمیان واحد حوالہ تھا۔ اجاج منصور کی آنکھوں میں جو تھوڑی دیر پہلے سکون تھا وہ رخصت ہو چکا تھا۔ وہاں اب غصہ اور حیرت تھی مگر ابان شگری کو جیسے اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ بہت سکون سے اسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں اجاج منصور...... میرا مقصد آپ کی دل آزاری کرنے کا نہیں تھا نا آپ پر کوئی شک کرنا۔ میں شک کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں دوست ہونے کے ناطے آپ کی مدد کرنا چاہ رہا تھا۔ اگر آپ اشعر ملک یا دانیال مرزا میں سے کسی میں انٹرسٹڈ ہیں تو میں آپ کی مدد اس رشتے کو جوڑنے میں کر سکتا ہوں۔" وہ پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

جب اجاج منصور کا ہاتھ اٹھا تھا اور ابان شگری کے چہرے پر اپنا نشان ثبت کر گیا تھا۔

ابان شگری نے بہت بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کسی پچھتاوے کے ساتھ نہیں کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ یکدم ایک جھٹکے سے اس نے ابان شگری کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی گاڑی کی سمت بڑھ گئی تھی۔

کس چیز کا اتنا بڑا ری ایکشن آیا تھا، ابان شگری سمجھ نہیں پایا تھا۔

مگر وہ بھینچے ہوئے لبوں کے ساتھ ساکت کھڑا تھا۔

اور اجاج منصور گاڑی میں بیٹھی چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔

اس کی حالت بہت دگرگوں تھی جیسے وہ ایک پل میں سب ہار گئی تھی۔

عزت، مان، غرور...... اس کی عزت نفس، شخص...... ابان شگری نے سب پیروں تلے روند دیا تھا۔ اس کی غلطی صرف یہ تھی کہ اس نے ابان شگری کی سمت پیش قدمی کی تھی۔ ہر بات بھلا کر وہ اس رشتے کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ غیر ارادی طور پر وہ اس رشتے میں بندھنے لگی تھی اور یہ اس نے خود ابھی جانا تھا جب ابان شگری نے اسے کسی اور کے ساتھ جوڑا تھا۔ اسے لگا تھا جیسے کسی نے اسے بہت بڑی گالی دے ڈالی ہو۔ وہ اس کے ساتھ ایک معتبر رشتے میں تھی اور وہ اس رشتے کی نفی کر رہا تھا۔ نا صرف نفی...... بلکہ وہ اس رشتے کو پیروں تلے روند رہا تھا۔

بہت باتیں ان کہی تھیں۔

ان سنی تھیں۔

بہت سے ادراک ہونا ابھی باقی تھے۔

بہت سے ادراک ابھی نہیں ہوئے تھے۔

مگر جو ادراک فی الحال ہوا تھا وہ اجاج منصور کے لئے بہت تکلیف کا باعث بنا تھا۔ ابھی محبت کی بات نہیں آئی تھی...... محبت کا ذکر فی الحال ممنوع تھا۔

مگر وہ اس رشتے اور اس رشتے کے بے قدر ہونے پر آنسو بہا رہی تھی۔

جس طرح وہ ابان شکری کا ہاتھ تھام کر اسے ایک اتفاق سے یہاں لائی تھی، اس سے اسے ادراک ہوا تھا کہ وہ اس سے ایک رشتے میں وابستہ ہے اور وہ رشتہ اسے میرال حسن کے ساتھ کیا کسی کے ساتھ بھی بانٹ نہیں سکتا۔ وہ ابان شکری کو اس رشتے کی مانعت کرتے دیکھنا نہیں چاہتی تھی سو پیش قدمی اس نے کی تھی۔

پہلا قدم اس نے بڑھایا تھا اس رشتے کو بچانے کے لئے۔

جب ابان شکری میرال حسن کے ساتھ ڈیٹ پلان کر چکا تھا اس نے میرال حسن کے سارے ارمانوں پر شب خون مارا تھا۔ اس نے میرال حسن سے وہ لمحہ چھینا تھا جو لمحہ اس کا تھا۔ جس پر صرف وہ حق محفوظ رکھتی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی اس نے جو کیا تھا اس کی وجوہات کیا تھیں مگر وہ کچھ لمحوں پہلے صرف یہ سمجھ پائی تھی کہ وہ ایک رشتہ اسے بچانا بہت ضروری لگا تھا جو وقتی تھا۔

جسے جانے ابان شکری نے کس شرط کے تحت اور کس زاویہ نظر سے باندھا تھا۔ جسے ابان شکری وقتی کہتا تھا۔ وہ اس کے لئے اتنا ضروری کیسے بن گیا تھا؟

وہ اپنے طور پر خود آپ حیران تھی۔ گرم گرم آنسو رخساروں پر پھسلتے چلے جا رہے تھے جب اس نے سختی سے آنکھوں کو رگڑا تھا۔ دور کھڑے ابان شکری نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ جوں کا توں وہیں ساحل پر ساکت کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ مٹھیوں کی شکل میں بھنچے ہوئے تھے۔ اسے یقیناً اس اقدام پر بہت غصہ تھا مگر فوری طور پر اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ وہ چپ چاپ اتباع منصور کو دیکھ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے تھک کر اوٹ پلیس میں بیٹھتے ہوئے فون پر نمبر ملا کر فون کان سے لگایا تھا۔ دوسری طرف سے دادا ابا کی بارعب آواز آئی تھی۔

"ہیلو......!"

"دادا ابا......میرال حسن بات کر رہی ہوں۔ کیسے ہیں آپ؟" وہ مسکرائی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا......تم کب آئیں پاکستان؟" وہ دوسری طرف مسکرائے تھے۔

"بس دو ہی دن ہوئے دادا ابا......آپ کی یاد آ رہی تھی۔ آپ کو معلوم ہے میں آپ کی کمپنی میں کتنا انجوائے کرتی ہوں۔"

دادا ابا مسکرائے تھے۔

"مجھے کسی ضروری کام سے اسلام آباد آنا پڑا......میں جلد واپس آ رہا ہوں۔ پھر مل کر بیٹھیں گے اور خوب باتیں کریں گے۔" دادا ابا شفقت سے مسکرائے تھے۔

"ٹھیک دادا ابا......ویسے یہاں اتباع منصور کی کمپنی میں بھی اچھا وقت گزر رہا ہے۔" اس نے خصوصاً اتباع منصور کا ذکر کیا تھا۔ اگر اس کا مقصد صرف جتانا تھا تو دادا ابا اس کا مقصد سمجھ چکے تھے۔

"اچھا...... ماشاء اللہ بہت پیاری بچی ہے اتباع۔ بہت دوستانہ مزاج رکھتی ہے وہ۔ میں نے ہی اسے مشورہ دیا تھا وہ شگری محل میں آجائے۔" وہ جان بوجھ کر اتباع منصور کو ڈی فینڈ کر رہے تھے۔ اگر جھول عالیہ کے ان دونوں میں کوئی رشتہ کسی گمنام حیثیت میں موجود تھا اور فی الحال وہ دونوں اس رشتے کی نفی کر رہے تھے تو وہ ان کو وقت دینا چاہتے تھے اور اس رشتے کو کسی کے سامنے کھولنا نہیں چاہتے تھے۔

"ہاں دادا ابا...... وہی تو، میں اسے یہاں دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔ میں تو آپ کی خاطر، آپ کو بطور خاص ملنے کے لئے اس گھر میں آئی تھی۔ حمزہ نے بتایا تھا آپ یہاں ہیں۔ مجھے لگا آپ سے گپ شپ ہوگی تو وقت اچھا گزر جائے گا مگر آپ تو یہاں تھے نہیں اور ملاقات اتباع منصور سے ہوگئی۔ ابان شگری کے گھر میں کسی لڑکی کا وجود اس سے قبل نہیں دیکھا تبھی حیرت ہوئی تھی۔ مگر پھر ابان نے بتایا کہ وہ آپ کی وجہ سے اس گھر میں رہ رہی ہے اور ذوالفقار انکل کے دوست کی بیٹی ہے تو اس سے مل کر واقعی خوشی ہوئی۔ ان فیکٹ شی از امیزنگ۔" وہ مسکرائی تھی۔ دادا ابا اس کی فکر سمجھ گئے تھے مگر نرمی سے مسکرا دیئے تھے۔

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے میرال بیٹا...... ابان شگری کا مزاج ایسا نہیں ہے۔ تم جانتی ہو وہ مشکل بندہ ہے۔ کاروبار کے علاوہ وہ اسے کچھ سوجھتا ہے نہ کچھ یاد رہتا ہے۔ اتباع منصور بھی سلجھی ہوئی بچی ہے اور......"

"دادا ابا...... میرا مقصد یہ نہیں تھا۔" وہ خجل سی ہو کر مسکرائی تھی۔

"میں تو صرف یہ بتا رہی تھی کہ اتباع بہت اچھی لڑکی ہے۔ ان فیکٹ میں اس کے کزن کو بھی جانتی ہوں۔ لندن میں مل چکی ہوں اسے۔ وہ اکثر اتباع کا بہت ذکر کرتا تھا۔ شاید وہ اتباع منصور سے بہت محبت کرتا ہے اور...... اف میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔" میرال حسن جان بوجھ کر بہت سی بات کی نوبت جتانا چاہ رہی تھی۔

دادا ابا جہاندیدہ تھے۔ وہ بات کی اہمیت کو سمجھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ میرال حسن ابان شگری کو پسند کرتی تھی اور اس انداز میں اگر تجسس تھا تو کس لئے لیکن اگر ابان شگری اپنی مرضی سے کوئی رشتہ باندھ چکا تھا تو وہ کسی اور رشتے کو سپورٹ نہیں کر سکتے تھے مگر انہیں ایک بات کا احساس ہوا تھا۔ اگر ابان اور اتباع میں الجھنیں اور خاموشیاں تھیں تو اس کی وجہ میرال حسن ہو سکتی تھی یا پھر دانیال مرزا...... اتنا تو Clue تو انہیں مل گیا تھا۔

"اوکے دادا ابا میں آپ سے پھر بات کرتی ہوں۔ مجھے ایک ضروری کال کرنا ہے۔" میرال حسن نرمی سے مسکراتے ہوئے بولی تھی تو دادا ابا مسکرا دیئے تھے۔

"اوکے بیٹا ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھو۔ دوبارہ بات کرتے ہیں۔" دادا ابا نرمی سے بولے تھے اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

میرال حسن فون کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جلے پیر کی بلی کی طرح اسے ایک پل چین نہیں پڑ رہا تھا۔

اسے ادراک ہوا تھا اگر اتنے عرصے کی دوری میں ابان شگری نے اس کی خبر نہیں رکھی تھی تو اس کا باعث کہیں اتباع منصور تو نہیں تھی؟

وہ نقطے سے نقطہ جوڑتی ہوئی تانے بانے بن رہی تھی۔ لفظوں سے کہانی کو مکمل کرنے کی سعی کر رہی تھی مگر اس کی کہانی کے تانے بانے بننے کی کوشش میں دھاگے الجھتے جا رہے تھے۔ جتنا سرسری ذکر اجتباع منصور کا آیا تھا یقیناً اس کی حیثیت اتنی معمولی نہیں تھی۔ جس طرح اس نے اس کا بنا بنایا پلان تہس نہس کیا تھا اور ابان شگری کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر رخصت ہوئی ہوئی تھی اس پر اجتباع منصور کی حیثیت بہت واضح ہو رہی تھی جیسے اسے ابان شگری پر استحقاق تھا یا پھر یہ کہانی اتنی دقیق نہیں تھی اور محض میرال حسن کی سوچ اسے دقیق بنا رہی تھی؟

☆ ☆ ☆

ابان شگری جارحانہ انداز میں چلتا ہوا گاڑی کی طرف آیا تھا۔ بنا اجتباع منصور کو دیکھے اس نے فرنٹ ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔ اجتباع منصور نے اس کی سمت نگاہ نہیں کی تھی۔ اسے اپنے کئے پر کوئی پچھتاوا تھا یا نہیں، اس کا احساس اس کے چہرے سے نہیں تھا۔

ابان شگری نے اس کی سمت دیکھے بنا، کوئی توجہ دیے بنا گاڑی اسٹارٹ کی تھی اور آگے بڑھا دی تھی۔ وہ جس طرح رش ڈرائیونگ کر رہا تھا اس سے اس کی اندرونی خلفشار کا پتہ بخوبی چل رہا تھا۔

اجتباع کو خوف آنے لگا تھا۔ اس نے اسے تنبیہ کرتی نظروں سے دیکھا تھا مگر وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔ تب اجتباع منصور کو بولنا ضروری لگا تھا۔

"گاڑی آہستہ چلائیے......" اس نے غصے سے کہا تھا۔

مگر ابان شگری نے سنی ان سنی کر دی تھی۔

"آئی سیڈ......گاڑی آہستہ چلاؤ۔" وہ دوبارہ بولی تھی۔ تب بھی ابان شگری نے اس کی سمت دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

"اگر آپ نے گاڑی کی سپیڈ کم نہیں کی تو میں دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چھلانگ لگا دوں گی۔" اجتباع منصور نے دھمکی دی تھی تبھی اس نے اس کی سمت ایک نگاہ کی تھی۔

"آپ کو عادت ہو گئی ہے اپنی من مانی کرنے کی مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کی ہر جائز یا ناجائز مان لی جائے گی۔ چپ کر کے بیٹھی رہیے۔ آپ گاڑی میں اکیلی نہیں ہیں۔" وہ جتاتا ہوا بولا تھا کہ اس کے ساتھ وہ بھی ہے۔ اجتباع منصور نے گاڑی کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا۔ ابان شگری کی نگاہ جیسے کوئی مائیکرو کیمرہ تھا جو ہر شے پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔

اس نے بہت تحمل سے گاڑی کو ایک طرف روکا تھا اور اجتباع منصور کو شعلہ برساتی نظروں سے دیکھا تھا۔

اجتباع منصور نے جو بھی کیا تھا ابان شگری نے اگرچہ اس کا کوئی فوری ایکشن نہیں دیا تھا مگر جس طرح وہ اس فعل کو بہت جبر سے جھیل گیا تھا وہ صاف ظاہر کرتا تھا کہ اجتباع منصور کے لئے اس طرح کچھ گنجائش ضرور ہے۔ وہ سہنے والا شخص لگتا نہیں تھا مگر کسی کے انتہائی اقدام پر بھی جس طرح وہ چپ سادھ گیا تھا اس سے اس رعایت کا صاف پتہ چلتا تھا جو اجتباع منصور کو دی گئی تھی مگر اجتباع منصور اس رعایت

کے معنی بی اتحال نہیں جانتی تھی اور ابان شگری بھی شاید اس اہمیت کو واضح کرنا نہیں چاہتا تھا مگر اس نے جس کمال ہمت اور برداشت کا مظاہرہ کیا تھا وہ صرف تبھی ہو سکتا تھا جب کوئی بہت دل سے منتظر ہو۔ اگر ابان شگری کی آنکھوں میں اس وقت صرف سختی تھی مگر اس سختی میں چھپی کوئی رعایت۔ بہت واضح تھی تبھی وہ گاڑی سے اترا تھا اور اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی جب وہ گھوم کر آیا تھا۔ اس کی طرف کا دروازہ کھولا تھا۔ اتباع منصور کا ہاتھ تھام کر گاڑی سے باہر نکالا تھا اور دروازہ واپس بند کرتے ہوئے چلتے ہوئے اسے لے کر ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تھا۔

اتباع کا دماغ اتنا ماؤف تھا کہ وہ غور نہیں کر سکتی تھی گاڑی کن راستوں پر بھاگ دوڑ رہی تھی یا پھر کس سمت جا رہی تھی یا پھر اطراف میں کیا تھا۔ یا کون سی جگہیں تھیں۔ تبھی وہ جان بھی نہیں پائی تھی کہ وہاں اطراف میں کوئی ریسٹورنٹ بھی تھا۔ مگر جس طرح اس نے ابان شگری کو تھپڑ مارا تھا اور جس طرح غصے سے وہ رش ڈرائیونگ کر رہا تھا اور جس طرح اس کی آنکھوں میں غصے کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اس پر اسے بالکل نہیں لگا تھا کہ وہ اسے ریسٹورنٹ لے آئے گا۔ وہ شخص واقعی عجیب تھا۔ اپنی نوعیت کا ایک عجیب شخص تھا اور اتباع منصور کی نگاہ اس عجیب ترین شخص کی پشت کو دیکھتی جا رہی تھی۔

چوڑے شانے......

کسرتی جسم......

لمبا قد......

اور اس پر اتنے اختیارات......

وہ جیسے کل اختیارات رکھتا تھا اور ہر ناممکن کو ممکن کر سکتا تھا۔

اس کی چال میں ایک رعب تھا جیسے وہ بہت بڑا فاتح ہو اور...... اتباع منصور کی سوچ وہیں تھم گئی تھی۔

وہ فاتح تھا۔ جانے کتنے معرکے مارے تھے اس نے...... کتنے دلوں کو فتح کیا تھا۔ کتنے محاذ جیتے تھے۔ اس کی فتوحات کا جیسے شمار نہ تھا اور اتباع منصور نے اس شخص کے گال پر تھپڑ مارا تھا۔

اسے لگا تھا وہ شدید ری ایکٹ کرے گا۔ اسے کوئی سزا دے گا مگر ابان شگری نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔ اگرچہ فوری طور پر اسے معاف بھی نہیں کیا تھا مگر ایک نرمی کا مظاہرہ اس کی سمت سے ہو رہا تھا۔ جس ہاتھ کو بے دردی سے اٹھا کر اتباع منصور نے اسے تھپڑ مارا تھا اس لمحے وہ اسی ہاتھ کو تھامے ریسٹورنٹ میں داخل ہو رہا تھا۔

یہ شخص اس کی توقعات کے برعکس تھا۔

کیا تھا؟ اور کیا دکھائی دیتا تھا...... وہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہوئی اور تھکنے لگی تھی مگر وہ جو سوالیہ نشان سا دکھائی دیتا تھا تو ایسا درحقیقت نہیں تھا۔

کمال کی برداشت تھی اس کی...... کمال کی ہمت تھی...... اور کمال کا ضبط تھا۔

یا پھر محبت میں بہت کچھ برداشت کیا جاسکتا ہے؟
ابان شگری کو واقعی اتباع منصور سے کوئی محبت ہوگئی تھی یا پھر یہ رعایت اس کی پرسنالٹی کا حصہ تھی؟ وہ ایسی رعایت ہر ایک کو دے سکتا تھا یا پھر یہ محدود آفر اتباع منصور کے لئے ہی تھی؟
وہ اس کا ہاتھ تھام کر جس طرح آگے بڑھ رہا تھا کئی نظریں ان کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ جس میں بہت سی نظریں ستائش لئے ہوئے تھیں اور کچھ لوگ قابل رشک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کو ایک ساتھ چلتے دیکھنے میں کئی نظریں دلچسپی لے رہی تھیں۔
اتباع منصور کو اس لمبے چوڑے شخص کو بغور دیکھنا پڑا تھا۔ اس کی پشت کو بغور دیکھ رہی تھی جب ابان شگری نے اسے پلٹ کر دیکھا تھا۔
اور رک کر اسے ایک کونے والی ٹیبل چن کر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔
یہ کیا مہربان رویہ تھا، وہ حیران ہوئی تھی۔
مگر ابان شگری اس کے مقابل بیٹھ کر مینیو دیکھنے لگا تھا۔ ویٹر مؤدب انداز میں آ کر پوچھنے لگا تھا اور وہ آرڈر دینے لگا تھا۔
اتباع منصور خاموش بیٹھی اس سامنے بیٹھے شخص کی دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

پھر کوئی آیا دلِ زار، نہیں کوئی نہیں
راہ رو ہوگا کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگزر
اجنبی خاک نے دھندلا دیئے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کرلو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا!

اشعر ملک کا لہجہ بہت افسردہ لگا تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔
"یار قاسم، محبت آسان کیوں نہیں ہوتی یار؟ آسان ہوتی تو میں ضرور کرنا چاہتا مگر یار ا محبت کرنا بہت جان جوکھوں کا کام لگتا ہے۔

اور تو جانتا ہے میں اکتانے لگتا ہوں۔" اشعر ملک از جی ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

قاسم نے اسے سرسری نگاہ ڈال کر دیکھا تھا اور دوبارہ لیپ ٹاپ پر اپنا کام کرنا ضروری جانا تھا اور جاری رکھا تھا۔

"میں بے دل نہیں ہوں قاسم یارا...... دل ہے کہیں اندر...... اچھل کود کر کے دھڑکتا ہے تو خبر ہو جاتی ہے کہ اندر کہیں سینے میں اب بھی موجود ہے مگر دل کو کون سمجھائے اب کہ کوئی پہاڑ سر کروا لے مگر محبت کا نام نہ لے۔ جیسے اتباع منصور سے بات کرنے کو دل بہت مچل رہا ہے۔ لگتا ہے محبت کو پھر راس آ گیا ہے۔ سکون تو نہیں ہوا مگر محبت جیسے سمجھدار ہو گئی ہے۔ دل کو سمجھانے لگی ہے اور دل اتنا بھی بچہ نہیں کہ سمجھے نہ! اور اگر بچہ بھی ہے تو بہل ہی جاتا ہے۔" وہ ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک بات ساری فائدے کی ہے۔ فائدہ دکھائی دے رہا ہو تو سارے ہجر ہضم ہو جاتے ہیں اور ساری مشکلات بھی آسان ہو جاتی ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے یارا...... ڈیل کی ہے مگر تو اشعر ملک کو جانتا ہے کبھی بھی اپنی ڈیل توڑ سکتا ہے۔ نقصان کتنا بھی ہو، دل سے بڑا کچھ نہیں اور تو جانتا ہے اشعر ملک کو خود سے کتنا پیار ہے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

خود پسند......

خود غرض......

خود ستائش...... جو بھی مگر اشعر ملک...... اشعر ملک ہے۔"

وہ بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔

"میں یونہی نہیں کہتا کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ ایک آنکھ دبا کر بولا تھا اور قاسم مسکرایا تھا۔

"تیرا جواب نہیں اشعر ملک مگر یارا یہ جو محبت ہوتی ہے نا، یہ بہت رعایت دیتی ہے۔ کرامات کرتی ہے اور بہت کچھ برداشت کرتی ہے۔ محبت کو سودے بازیاں نہیں آتیں، مکاریاں نہیں آتیں...... اور......" قاسم بول رہا تھا جب اشعر ملک اس کی بات کاٹ کر ہنسا تھا۔

"اور محبت کرنا اشعر ملک کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"واقعی؟" قاسم نے اسے جتاتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"اور تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں محبت ہو گئی ہے؟ وہ بے قراری کیا ہوئی؟" قاسم نے اسے مسکراتے ہوئے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک ہنسا تھا۔

ترا جمال نگاہوں میں لے کر اٹھا ہوں
نکھر گئی ہے فضا تیرے پیرہن کی سی

نسیم تیرے شبستان سے ہو کے آئی ہے
مری سحر میں مہک ہے ترے بدن کی سی

"یارا، اشعر ملک وہ ہے جو ہر ایک رنگ کو اپنے رنگ میں رنگ سکتا ہے اور ہر رنگ کو دوسرے رنگ سے جدا بھی کر سکتا ہے۔ یہ خاصیت صرف اشعر ملک میں ہی ہے اور کسی دوسرے میں نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے علم تھا اشعر ملک تمہیں محبت نہیں ہوئی تا محبت ہو سکتی ہے۔ مجھے یقین تھا محبت کا بخار جلد اتر جائے گا۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"قاسم مرتضیٰ یارا...... محبت تو ہے...... محبت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے مگر محبت ختم نہیں ہوتی اور میری محبت بھی ختم نہیں ہو سکتی نہ وہ ختم ہو گی۔ ہاں کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔" اشعر ملک ڈرنک کا سپ لیتا مسکرایا تھا۔

"سن یارا چاچا فیض کیا کہتا ہے۔"

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیماں بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

یہ مت سمجھ کہ جی رہے ہیں یارا...... بہت کچھ سہہ رہے ہیں۔ یہی محبت ہے اور محبت بہت کچھ کرواتی ہے اور اس میں برداشت بھی ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ قاسم بھی مسکرایا تھا۔

"تم بادلوں سا مزاج رکھتے ہو اشعر ملک۔ بادل بھی کبھی مہربان نہیں ہوتے اور کبھی بے رت مہربان ہو جاتے ہیں۔" قاسم کے کہنے پر وہ مسکرایا تھا۔

"کسی بہت بڑے معرکے سے پہلے خاموشی بہتر ہوتی ہے یارا" ۔اشعر ملک مسکرایا تھا۔

مرے در ہے نغمہ بے صدا
مری ذات ذرہ بے نشان
درد کو جو زبان ملے
مجھے اپنا نام و نشان ملے
مجھے راز نظم جہاں ملے
مری خامشی کو بیان ملے
مجھے کائنات کی سروری

مجھے دولت دو جہاں ملے

تجھے کیا خبر یارا...... دل کی مرضیاں کیا ہیں اور کیا کئے جا رہے ہیں۔ کچھ بھید ہیں بس...... وقت آنے دے...... کھلنے میں دیر لگتی ہے نا...... ٹائم لینے دے کچھ بھید بھید ہی رہیں تو دلکشی باقی رہتی ہے نا۔"

وہ ایک آنکھ شرارت سے دبا کر کہہ رہا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ٹیبل انواع و اقسام کی چیزوں سے بھر دیا گیا تھا مگر اتباع منصور نے کسی شے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ ابان شگری نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا تب اس نے Bluberry smoothie قریب کر لی تھی اور سپ لینے لگی تھی۔ خنکی کا موسم اس پر او پر ریسٹورنٹ میں چلتا ہوا کولنگ سسٹم اور اس پر chilled smoothie۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا مگر وہ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی طرف بنا دیکھے سپ لیتی چلی گئی تھی۔

اندر شاید غصہ بہت زیادہ تھا اور خون بوائلنگ پوائنٹ پر تھا تبھی وہ سرد smoothie بالکل سرد محسوس نہیں ہوئی تھی یا پھر اتباع منصور ایسی ٹھنڈ میں ایسی ڈرنک لینے کی عادی تھی۔ وہ جو بلیک اٹالین کافی لے رہا تھا اس نے اپنا کپ ایک طرف رکھا تھا اور smoothie کا گلاس قریب کر کے پینے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا مگر وہ اسکی جانب متوجہ دکھائی نہیں دیا تھا۔

خاموشی جیسے سانس روکے کھڑی تھی، اور محبت گر تھی تو بس ششدر تھی۔ سمودھی پیتے ہوئے ابان شگری نے ایک نگاہ عجیب بے خبری سے اتباع منصور کی دیکھا تھا، اتباع کو جانے کیوں لگا تھا وہ نگاہ خاموشی میں کچھ کہہ رہی ہو، معنی وہ سمجھ نہیں پائی تھی، مگر اس نگاہ میں کچھ تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

محبت کی عادتیں

میری عادتوں میں شامل ہو رہی ہیں

ہر روز تاریکی میں

میں خوابوں کو جلاتا ہوں

اور روشنیوں میں وہی شباہتیں ڈھونڈتا ہوں

مجھے گمان ہے محبت میرا تعاقب کر رہی ہے

مجھے یقین ہے محبت میری عادت ہو رہی ہے

محبت میرا تعاقب کر رہی ہے

محبت میری عادت بن رہی ہے

اجتباع منصور نے نگاہ اٹھا کر اس کی سمت دیکھا تھا۔ ابان شکری جیسے اسے دانستہ نہیں دیکھ رہا تھا۔ دانستہ اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔ شاید جو غصہ اس کے اندر تھا وہ کچھ رفع ہو رہا تھا۔ ایک نگاہ بے خبر اجتباع منصور کی طرف آئی تھی۔ ان خاموش نگاہوں میں کوئی ملامت نہیں تھی، کوئی شکوہ بھی نہیں تھا اور کوئی شکایت بھی نہیں تھی۔

شاید محبت رعایتیں دینے کی عادت رکھتی ہے اور ابان شکری کو اس سے محبت ہو رہی تھی یا پھر کچھ اور تھا مگر جو بھی تھا ابان شکری کی شعلہ برساتی نظریں اب وہ تپش اپنے اندر نہیں رکھتی تھیں۔ ان آنکھوں میں وہ شعلے نہیں تھے۔ ایک سکون تھا، خاموشی تھی مگر اس خاموشی میں کوئی سرزنش نہیں تھی۔

اجتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا تبھی اس کا سیل فون بجا تھا۔ ابان شکری نے فوری طور پر کال موصول کی تھی۔

"جی مم......!" وہ بہت مؤدب انداز میں بولا تھا۔

"ابان کہاں ہو بیٹا؟ مجھے تم سے ضروری بات کرنا تھی۔ تم بزی تو نہیں ہو؟" ثمرہ نے مسکراتے ہوئے دوسری طرف پوچھا تھا۔

"میں باہر ہوں مم۔ کوئی خاص بات ہے؟" ابان شکری فکرمندی سے گویا ہوا تھا۔

"نہیں بیٹا۔ ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ڈونٹ وری ہم بعد میں بات کر لیں گے۔" ثمرہ نے سہولت سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"از اٹ مم؟" وہ جیسے یقین اور وضاحت چاہتا تھا۔ ثمرہ مسکرائیں تھیں اور اسے مطمئن کرتے ہوئے بولی تھیں۔

"سب ٹھیک ہے بیٹا۔ ایوری تھنگ از آل رائٹ۔ میرال حسن کا فون آیا تھا۔"

"اوہ...... ہاں...... آل رائٹ مم۔ آئی ول ٹاک ٹو یو لیٹر۔" اس نے مم سے کہا تھا۔

"اوکے بیٹا۔ اپنا بہت خیال رکھو۔ ڈونٹ وری۔ ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔" ثمرہ نے اسے جتایا تھا کہ وہ کچھ زیادہ نہ سوچے۔ ابان نے سر ہلاتے ہوئے کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اجتباع منصور نے اسے اپنے کسی رشتے سے بات کرتے ہوئے پہلے نہیں دیکھا تھا مگر اب جب دیکھا تھا وہ اپنے رشتوں سے بہت قریب دکھائی دیا تھا۔

اسے لگا تھا وہ اپنے گھر والوں سے قریب نہیں تھا یا اس کی کوئی مخالفت تھی۔ عالیہ کے علاوہ اس نے اور کسی کو نہیں دیکھا تھا مگر اب اس کے سامنے ابان شکری نے مم سے بات کی تھی اور اسے اپنے سوچوں کو جھٹلانا پڑا تھا۔

وہ جو بے حس دکھائی دیتا تھا تو وہ اتنا بے حس نہیں تھا۔ رشتے کے لئے اس کا انداز بہت کیئرنگ تھا۔ وہ اپنے رشتوں کو یقیناً بہت تحفظ دینے کا عادی تھا اور وہی عزت اور تحفظ اسے ابان شکری سے اپنے لئے ملا تھا۔

جب اس نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا تو وہ نہیں جانتی تھی اس کا اگلا اقدام کیا ہوگا یا وہ کس طرح ری ایکٹ کرے گا۔

مگر جس طرح وہ بہت COMPOSED اور COLLECTED, ERENE,CALM رہا تھا یا اپنے غصے کو

سہہ گیا تھا۔ اس سے اس کی ایک اور خصوصیت پتہ چلی تھی اور جیسے اس عادت اور خصوصیت سے بہت متاثر ہوئی تھی۔

ابان شگری Smoothie کے سپ لے رہا تھا جب اتباع منصور اسے بغور دیکھتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی تھی۔ ابان شگری اس کی سمت متوجہ نہیں تھا جب وہ اسے پورے حق سے دیکھ رہی تھی اور تبھی ابان شگری کی نگاہ اس پر پڑی تھی۔ وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"وہاٹ؟"

اتباع منصور نے نگاہ چراتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

اسے نہیں معلوم تھا اگر ایک مرد محبت کرتا ہے تو کیا کچھ سہہ سکتا ہے۔ عموماً سننے میں پیا تھا لڑکی یہ کرتی ہے، لڑکی وہ کرتی ہے، لڑکی زیادہ وفادار ہوتی ہے، لڑکی محبت میں سہہ سکتی ہے، برداشت کر سکتی ہے مگر اس نے مردوں کی محبت کی اصناف نہیں دیکھی تھیں۔ اسے گمان تھا اگر مرد محبت میں ہو تو شاید وہ ایک لڑکی کی طرح کی برداشت کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا یا اس ضبط کے پیمانے پر پرکھا نہیں جا سکتا تھا۔ ابان شگری کسی محبت میں مبتلا تھا کہ نہیں مگر اس نے دیکھا تھا کہ اس نے اس تھپڑ کے بعد اس سے کسی طرح کی تلخی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اس سے وہ جان پائی تھی وہ کتنی بیلنس پرسنالٹی رکھتا تھا۔

کیا ابان شگری کو اس سے محبت ہو رہی تھی؟

اتباع منصور نے کن اکھیوں سے دیکھا تھا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ جانے کیوں اسے دیکھے جا رہی تھی۔ دیکھتے رہنا چاہتی تھی۔ وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی مگر اس کی نگاہ ابان شگری سے جیسے بندھ رہی تھی۔

ابان شگری کی پرسنالٹی بظاہر اٹریکٹو تھی مگر وہ اسے کبھی اس کے ظاہری خدوخال سے دیکھنے کی عادی نہیں رہی تھی۔ جب سے اس سے ملی تھی اس نے غور نہیں کیا تھا وہ کیسا دکھائی دیتا ہے یا اس کا انداز کتنا اپنا آپ منواتا ہوا ہے۔ وہ اس کے ایکشن پر ری ایکشن دیتی آئی تھی جیسے کوئی ناسمجھ بچہ کرتا ہے۔ اسے لگتا تھا وہ اس کا مخالف ہے۔

اور شاید وہ تھا بھی...... اسے Spy سمجھتا تھا مگر جس طرح اس دن بچایا تھا وہ کیا ظاہر کرتا تھا؟ قاسم نے بتایا تھا وہ اسے بچانے کے لئے اس کے سامنے آیا تھا مگر وہ نہیں مان سکتی تھی۔ اس کی عقل وہ حقائق تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی مگر جو حقائق وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی وہ اب خود کو منوا رہے تھے۔ اگرچہ اس نے نہیں تسلیم کیا تھا کہ اس نے اتباع کو بچانے کی کوئی سعی کی تھی۔ اس کے خیال میں یہ ناممکن تھا مگر کچھ خواص جو اس کی سمجھ میں آرہے تھے وہ اسے غیر ارادی طور پر ابان شگری سے قریب کر رہے تھے اگرچہ وہ ان حقائق کو سمجھنے سے قاصر تھی اور ماننے سے انکاری تھی۔

نگاہ سے نگاہ کا فاصلہ ہے
بس ایک انا کا مسئلہ ہے

ہاتھ سے ہاتھ ملنے تک
لمحے رکے تھمے ہیں
محبت کھٹا میٹھا ذائقہ ہے
وہ پلکوں سے خواب چرا بھی سکتا ہے
میں خواب دیکھ کر گر چھپا سکتی ہوں
وہ ملنے خود بھی آسکتا ہے
گر میں تمام رستے بھلا بھی سکتی ہوں
اس کی کھوج کے سارے راستے، اس کی ریاضتیں
اس کی خواہش
میرے تعاقبوں میں آ بھی سکتی ہیں
گر میں راستے گرد میں اٹا بھی سکتی ہوں
مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں
یقین ہے تو پھر گماں کیونکر ہو؟
جب ہے رابطہ مسلسل تو
فاصلہ کیونکر ہو؟

اتباع منصور نے لمحہ بھر کو آنکھیں میچی تھیں۔ ابان شگری کی شبیہ بند پلکوں پر دکھائی دی تھی۔
وہ جان نہیں پائی تھی اگر وہ اس کا یقین تھا یا گماں۔
نہ وہ لمحے ادراک والے تھے۔ کچھ الجھا ہوا سا تھا۔
وہ ساکن سانس کے ساتھ بیٹھی تھی جب ابان شگری نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔
وہ لمس بہت بھلا لگا تھا۔
" مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں"
کون اس کے اندر بول ہو رہا تھا۔

اتباع منصور نے بہت آہستگی سے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔

"یہ جگہ خواب دیکھنے کی نہیں ہے، آپ کو اس سلسلے کو جاری رکھنا ہے تو فی الحال موقوف کرنا ہوگا۔" وہ بھاری لہجے میں اسے جتا رہا تھا۔

اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ دوبارہ کال پر مصروف ہوگیا تھا۔ وہ نگاہ بے خبر تھی۔ وہ ہر بات کیسے جان جاتا تھا؟ اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی۔

اور جو اسے جاننا چاہیے تھا وہی کیوں نہیں جان پاتا تھا؟

اتباع منصور نے اس کی خودساختہ knowing skill کو جیسے اپنے خیالوں میں ہی challenge کیا تھا۔ براہ راست کہنے کا شاید حوصلہ تو تھا مگر وہ ایسا کوئی تذکرہ اس سے نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ابان شگری کال پر بات کرتے ہوئے بزنس کے مسائل ڈسکس کر رہا تھا جب اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا۔

میں رہوں یا نہ رہوں
تم مجھ میں کہیں باقی رہنا

کوئی بہت نرم سی میٹھی دھن گنگنا رہا تھا۔ اتباع منصور نے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ دھن بہت متاثر کن تھی...... یا آواز...... یا اتباع منصور کے اندر کے رنگ ایک ہی رنگ میں رنگ رہے تھے؟ وہ بغور اس دھن کو سننے لگی تھی۔

مجھے نیند آئے جو آخری
تم خواب میں آتے رہنا
بس اتنا تم ہے تم سے کہنا
میں رہوں یا نہ رہوں
تم مجھ میں کہیں باقی رہنا
کسی روز بارش جو آئے
سمجھ لینا بوندوں میں، میں ہوں
صبح دھوپ تم کو ستائے
سمجھ لینا کرنوں میں، میں ہوں
بس اتنا ہے تم سے کہنا
بس اتنا ہے تم سے کہنا
ہواؤں میں لپٹا ہوا میں

گزر جاؤ لگا تم کو چھو کے
اگر من ہو تو روک لینا......
ٹھہر جاؤں گا ان لبوں پہ
دھن جیسے دل کو کہیں چھو گئی تھی۔ ابتاع منصور اپنی جگہ سے اٹھی تھی جب ہاتھ کسی کی گرفت میں آیا تھا۔ ابتاع منصور نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ ابان شگری فون پر مصروف ہونے کے باوجود تمام دھیان اسی پر رکھے ہوئے تھا۔ اس کے دیکھنے پر وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔
میں دیکھوں یا نہ دیکھوں
تم مجھ کو محسوس کرنا
بس اتنا ہے تم سے کہنا
بس اتنا ہے تم سے کہنا
"مجھے وہاں تک جانا تھا بس!" اس نے وضاحت دی تھی۔ ابان شگری نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت نرم کر کے ڈھیلی کر دی تھی۔ ابتاع کے لئے یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تم جا سکتی ہو۔ وہ فوراً پلٹ کر آگے بڑھی تھی اور ایکسٹرا کے پاس جا رکی تھی جہاں اور بھی کئی لوگ جمع تھے۔ کچھ دیر بعد نیا سال شروع ہو جانا تھا۔ شاید تبھی ریسٹورنٹ میں آج کچھ ہجوم تھا۔ معمول سے ہٹ کر منچلے لڑکوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ابان شگری دور بیٹھے ابتاع منصور پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

ابتاع اس دھن کو سن کر اتنی بے اختیار ہو کر اس طرف کیوں بڑھی تھی وہ نہیں جان پایا تھا مگر وہاں شاید کوئی بہت چھوٹا بچہ تھا جو تاروں کے جال کے بہت قریب تھا۔ ابتاع جیسے اسے وہاں سے ہٹانے بڑھی تھی۔ ابان شگری نے اس دو سالہ بچے کو دیکھا تھا جس کی کلائی تھام کر ابتاع منصور نے اسے اس تاروں کے جال سے دور کیا تھا اور جھک کر گال پر پیار کیا تھا۔ وہ ایک دل رکھتی تھی جو شاید sensitive تھا مگر وہاں لڑکوں کا ہجوم تھا اور ابان شگری اس سے غافل نہیں ہو سکتا تھا تبھی وہ اس پر نگاہ جمائے ہوئے تھا جب اس نے دیکھا تھا۔ ابتاع منصور بچے کی انگلی تھام کر پلٹی تھی اور ایک من چلے نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

ابتاع اس اچانک افتاد پر پریشان ہوئی تھی۔ اس نے بچ کر راستہ لینا چاہا تھا مگر وہ نوجوان دوسری طرف بھی آن رکا تھا۔ ابان شگری فون کا سلسلہ موقوف کر کے اٹھا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اس نوجوان کے سامنے جا رکا تھا۔

ابتاع منصور کو اسے دیکھ کر ڈھارس ہوئی تھی مگر جس غصے سے وہ اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا وہ ارادہ ٹھیک نہیں تھا۔ اس سے قبل کہ وہ اسے روکتی یا اس کی کلائی تھام کر اسے لے کر آگے بڑھتی یا اسے کوئی اشتعال دکھانے سے باز رکھتی وہ ایک زوردار پنچ اس نوجوان کو جڑ چکا تھا۔ نوجوان ایک ہی پنچ میں دور جا گرا تھا۔ باقی کے منچلے پیچھے قدم ہٹانے لگے تھے۔ ابان شگری نے مڑ کر باقی لڑکوں کو دیکھا تھا۔ وہ لڑکے اس کی حیثیت اور مرتبہ جان چکے تھے شاید تبھی اس سے الجھنا مناسب نہیں جانا تھا۔ ابان شگری نے اطمینان سے ابتاع منصور کا ہاتھ تھاما تھا اور

اسے لے کر چلتے ہوئے ریسٹورنٹ سے باہر آ گیا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھتی رہی تھی۔

وہ اس کے لئے اتنا باخبر تھا۔

اس وجہ اس کی فکر کرتا تھا یا محض اتفاق تھا؟ جہاں اتباع منصور کو تحفظ کی ضرورت پڑتی تھی وہاں وہ آن موجود ہوتا تھا یا یہ اتباع منصور کی محض غلط فہمی تھی یا کوئی سوچ تھی جسے جھٹلایا جا سکتا تھا؟ محض اتفاق ہی تھا کیونکہ وہ تو فون پر بزی تھا۔ کوئی اہم بات بزنس کے متعلق چل رہی تھی۔ اور......!

ابان شگری نے اس کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا جب ساحل پر آتش بازی کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

اتباع منصور رک کر اس آتش بازی کو دیکھنے لگی تھی۔

نیو ایئر کا آغاز شاید ہو گیا تھا۔ دونوں اتنے کھوئے ہوئے تھے کہ انہیں اندازہ نہیں تھا کون سا لمحہ کہاں سرک کر چلا جا رہا ہے۔

اتباع منصور بہت پر شوق نظروں سے وہ فائر ورک دیکھ رہی تھی۔ اور ابان شگری خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ شاید اتباع منصور کو فائر ورکس دیکھنا پسند تھا تبھی وہ بہت اشتیاق سے اس Fireworks کو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ بدستور ابان شگری کے ہاتھ میں تھا۔ اس اشتیاق میں اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اسے ابان شگری کو نیا سال بھی وش کرنا ہے۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نگاہ میں کوئی واضح احساس نہ تھا مگر وہ نگاہ جیسے ایک استحقاق رکھتی تھی۔ اس چہرے کو دیکھنے کا اور دیکھتے رہنے کا۔

"واؤ...... اٹس امیزنگ!"

وہ بے خبری میں اس فائر ورکس کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری ان آنکھوں کے تعاقب میں دیکھنے لگا تھا۔

پہلی بار وہ اس طرح سڑک پر کھڑا ہوا کر فائر ورکس دیکھ رہا تھا وہ بھی کسی اور کی آنکھوں کے زاویے سے۔ یہ تجربہ بہت نیا تھا اور بہت مسحور کن بھی۔

"یہ لمحے اتنے نئے سے کیوں لگتے ہیں جبکہ ہم جانتے ہیں ان لمحوں میں ایسی کوئی بھی خاص بات نہیں ہے کیونکہ خاص بات کو واقع ہونے کے لئے کسی نئے پرانے لمحے کی ضرورت نہیں ہوتی مگر پھر بھی یہ لمحے بہت بھلے لگتے ہیں۔ دل چاہتا ہے ان لمحوں میں کوئی انوکھی سی بات ہو...... کوئی ان کہی...... کوئی بن مانگی دعا جیسی بات...... جو کہی بھی نہ جائے...... سنی بھی نہ جائے مگر اس کے باوجود سنائی بھی دے...... اور دکھائی بھی دے۔" وہ جیسے خود کلامی کے احساس سے دوچار تھی...... مدھم لہجہ بے ساختہ سا تھا۔

ابان شگری اس چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

اس چہرے میں کچھ تھا...... کوئی رعنائی...... کوئی خاص بات...... یا پھر کوئی خاص تاثر...... ابان شگری کی توجہ اس سے بندھتی

جاری تھی۔

"لنڈن میں بھی بار Fireworks دیکھا مگر اس میں وہ لمحے نہیں تھے۔ان لمحوں میں باتیں تھی یا پھر خاموشی تھی...... خاموشی میں ربط نہیں تھے۔" وہ جیسے نہیں جانتی تھی وہ کیا بول رہی ہے یا پھر کوئی خود کلامی تھی جو لفظوں میں بول رہی تھی اور وہ لفظ ابان شگری تک پہنچ رہے تھے۔

فائر ورکس ختم ہوا تھا۔آسمان میں تاروں کا رقص جیسے تھم گیا تھا تبھی وہ ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی...... وہ ان لمحوں میں ساتھ تھے۔اس ایک لمحے میں ایک ساتھ جی رہے تھے۔ابان شگری اسے خاموشی سے بغور دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور آنکھیں میچ گئی تھی۔شاید وہ کوئی دعا مانگنا چاہتی تھی۔اس سال کے نئے لمحوں میں شاید وہ کوئی دعا مانگ لینا چاہتی تھی مگر بند آنکھوں کے اس پار ابان شگری کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا بس۔

کوئی دعا لبوں پر نہیں تھی۔

ذہن ماؤف تھا۔

کوئی حوالہ نہیں تھا کہیں۔

اسے کوئی دعا یاد کیوں نہیں تھی؟ اور وہ چہرہ......؟

"مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں"

اس کے اندر کوئی آواز ابھری تھی۔

ابان شگری کے چہرے کو بند آنکھوں کے اس طرف پر ساکت دیکھا تھا تبھی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔کھلی آنکھوں سے بھی وہی منظر دکھائی دیا تھا جو بند آنکھوں نے دیکھا تھا۔اتباع منصور چونکی تھی۔اس کی دعاؤں کے حوالوں میں وہ کیسے آیا تھا کہ اس کے سوا اسے کوئی دعا ہی یاد نہیں رہی تھی؟

"مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں"

"اگر آپ نے دعاؤں کا سلسلہ ختم کر لیا ہو تو گاڑی میں بیٹھنا پسند کریں گی؟" وہ حیران سے دیکھ رہی تھی۔جب وہ بولا تھا۔

"یقین ہے تو پھر گماں کیونکر ہو؟

جب ہے رابطہ مسلسل تو ✻ فاصلہ کیونکر ہو؟"

اس کے اندر کوئی ایک اور آواز ابھری تھی۔

اور ابان شکری خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

سرد ہواؤں سے اس کی زلفیں چہرے سے کھیل رہی تھیں۔ ابان شکری کو جیسے وہ منظر دیکھنا بہت بھلا لگا تھا۔

امتاج خاموشی سے اس شخص سے نگاہ ہٹاتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ ابان نے اس کے بیٹھنے پر اس کی طرف کا دروازہ بند کیا تھا اور گھوم کر دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر سنبھالی تھی۔

ابان شکری نے گاڑی آگے بڑھائی تھی جب امتاج منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ وہ ونڈ سکرین کی طرف متوجہ تھا مگر اس کی توجہ امتاج منصور پر ہی تھی اس کے متوجہ ہونے پر وہ گویا ہوا تھا۔

"دعاؤں میں کچھ مانگنا باقی رہ گیا ہے یا کچھ اور بھی باقی ہے؟" امتاج منصور کی سمت دیکھے بنا وہ بولا تھا تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"دعائیں مخصوص لمحوں کی محتاج نہیں ہوتیں۔ اگر نیت ہو تو کسی بھی لمحے خدا سے مانگا جا سکتا ہے۔ آپ کو تجسس کیوں ہو رہا ہے کہ میں نے دعا میں کیا مانگا؟" وہ سرسری انداز میں پوچھنے لگی تھی۔

"میرے لئے مانگنے کے لئے کوئی دعا نہیں تھی" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

ابان شکری چپ سادھ گیا تھا۔ امتاج منصور اس کی سمت بغور دیکھنے لگی تھی پھر آہستگی سے بولی تھی۔

"نیا سال مبارک ہو آپ کو!" اس کے بولنے پر وہ اس کی سمت دیکھنے لگا تھا پھر دوسرے ہی لمحے نگاہ گھما کر ونڈ اسکرین پر مرکوز کی تھی۔

"لمحے نہیں بدلتے، سوچیں بدلتی ہیں۔ وقت نیا یا پرانا نہیں ہوتا۔ واقعات پرانے اور نئے ہوتے ہیں" وہ اسی کی باتوں کو دہرا رہا تھا۔ امتاج منصور کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔ کچھ دیر وہ خاموش رہی تھی پھر آہستگی سے بولی تھی۔

"آئی ایم سوری!" اس نے کچھ دیر قبل رونما ہونے والے واقعے کے لئے معافی مانگی تھی۔ ابان شکری نے ایک نگاہ خاموشی سے اس پر ڈالی تھی...... کہا کچھ نہیں تھا۔

امتاج منصور کھلی دکھائی دے رہی تھی۔ ابان شکری کی سمت خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اپنے ٹیرس پر کھڑے اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے Fireworks کو دیکھا تھا۔

"محبت بھی ایسی ہی پھلجھڑیوں جیسی ہے قاسم۔ آسمان کو رنگوں اور روشنیوں سے بھر دیتی ہے اور جب محبت نہیں رہتی تو وہ رنگ بھی نہیں رہتے اور وہ روشنی بھی نہیں رہتی۔" اس لہجے میں ایک الاؤ جلتا بجھتا دکھائی دیا تھا۔

قاسم نے اس کی سمت دیکھا تھا۔

وہ شخص پکھلی تھا یا وہ اپنی محسوسات کو چھپانے پر کمال رکھتا تھا یا پھر کچھ چھپاتا ہی نہیں چھپا جاتا تھا۔ شاید وہ بہت کچھ مخفی رکھنا چاہتا تھا۔

قاسم کو اسے سمجھنا مشکل لگا تھا جب جس لمحے وہ بہت بے فکر یا لاابالی یا معصوم دکھائی دیتا ہے وہ اس کا اصل سائیڈ تھی یا جب وہ منصوبہ سازی کر کے ان منصوبوں پہ بے حسی سے عمل کر رہا ہوتا تھا۔

"وہ بھی کہیں چاند دیکھتی ہوگی...... کہیں سر اٹھا کر بے دھیانی میں کسی تارے کو کھوجتے ہوئے...... یا پھر یونہی بس تاریکیوں میں خلاء کو خاموشی سے دیکھتی ہوگی۔ یہ رنگ اس نے بھی دیکھے ہوں گے کہیں۔ یہ روشنیاں اس کی آنکھوں کو بھی چھو کر آئیں گی ہوں گی۔ یہ سرد یخ بستہ ہوا اس کے وجود کو چھو کر آئی ہوگی۔ اس نے جس ہوا میں سانس لیا ہوگا اس کی مہک...... ہوا کی تازگی بتاتی ہے ہوا نے اسے چھو لیا ہے کہیں اور آسمان کے تارے بتاتے ہیں کہ ان تاروں کو تادیر خاموشی سے اس نے یونہی بے دھیانی میں کھڑے دیکھا ہے کہیں۔ اس کے احساس کو محسوس کر رہا ہوں میں۔ اس کی سانسوں کو چھو رہا ہوں میں۔ بے آواز سن رہا ہوں میں!" بہت مدھم لہجے میں اشعر ملک بولا تھا۔ اشعر ملک سحر تھا شاید...... قاسم نے چونک کر اسے دیکھا تھا اور رو دنس دیا تھا۔

"عجیب بات ہے یار...... نئے سال پر کوئی دعا نہیں اور جیسے وہی ہر دعا بنے جا رہی ہے۔ اگر اسے پانا ہے تو مجھے دعائیں مانگنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں ہاتھ بڑھا کر اسے مٹھی میں کر سکتا ہوں مگر یار اس کا دم گھٹ جائے گا۔ بہت نازک ہے وہ۔ اس کے رنگ بکھر جائیں گے۔ ترس آتا ہے مجھے اس پر...... شاید تبھی دور بھی رہتا ہوں اس سے۔" اشعر ملک کا لہجہ گمبھیر تھا۔ قاسم خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"فیض چاچا کی باتوں میں بڑی سمجھ بوجھ ہے مگر سمجھ بوجھ سے عشق کیا تو کیا کیا؟ سن چاچا کیا کہتا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

دل کے ایوانوں میں لئے گل شدہ شمعوں کی قطار

نور خورشید سے سہمے ہوئے اکتائے ہوئے......!

حسن محبوب کے سیال تصور کی طرح

اپنی تاریکی کو بھینچے ہوئے، لپٹائے ہوئے

غلبۂ سود و زیاں، صورتِ آغاز و مآل

وہی بے سود تجسس، وہی بیکار سوال

"اف محبت......!" وہ ہنسا تھا۔

"مارتی ہے، نا چھوڑتی ہے...... عجیب ہے یہ محبت بھی۔ جلیبی کی طرح میٹھی میٹھی مگر بل دار...... اتنی گول کہ بندہ چکرا کر گر پڑے۔ کیا ہی عجب ہوگا اگر میں خاموشی کے کسی لمحے میں اتباع منصور کو چرا لوں؟" اشعر ملک کے بولنے پر قاسم چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"قاسم یار...... پڑھے لکھے لوگ سوال بہت کرتے ہیں یار...... اتنے لوگ کھو جاتے ہیں روز...... کچھ کی تو خبر بھی نہیں ملتی...... سوچو اگر اتباع منصور شیخ بھی یونہی اچانک لاپتہ ہو جائے تو؟"

تم اتباع منصور کو کڈنیپ کرنے کا منصوبہ تو نہیں بنا رہے اشعر ملک؟" قاسم کے پوچھنے پر وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا اور مونچھوں کو بل دینے لگا تھا۔

"آئی ایم واینیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ مسکرایا تھا اور قاسم کو تشویش ہونے لگی تھی۔ وہ دراصل اس کے ارادوں سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور تھپتھپایا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن اپنی کافی بنا کر کچن سے نکلی تھی جب راہداری سے گزرتے ہوئے سیل فون کے مسلسل بجنے کی آواز کمرے سے آتی سنائی دی تھی۔ میرال حسن آگے بڑھی تھی اور وہ کمرہ اتباع منصور کا تھا۔ شاید جلدی میں جاتے ہوئے وہ اپنا سیل فون لینا بھول گئی تھی۔
میرال حسن نے آگے بڑھ کر سیل فون اٹھایا تھا۔ اسکرین پر دانیال مرزا کا نام چمک رہا تھا۔ جانے کیوں سوچ کر میرال حسن نے کال پک کر لی تھی اگرچہ یہ اخلاقی طور پر مناسب نہیں تھا مگر وہ اس کال کو پک کرتی یا دانیال مرزا سے بات کرتی مگر شاید وہ اس موقعے کو اویل کرنا چاہتی تھی۔

"ھیلو......!" وہ مسکرائی تھی۔ دوسری طرف دانیال مرزا ایک نئی آواز سن کر حیران ہوا تھا۔
"اتباع کہاں ہے؟" اس نے یہ جانے بنا کہ وہ کس سے بات کر رہا ہے اس نے فوراً اتباع کا پوچھا تھا۔ میرال حسن مسکرا دی تھی۔
"اتباع تو باہر گئی ہے ایان شگری کے ساتھ۔ دانیال میں میرال حسن بات کر رہی ہوں۔" تفصیل بتانے کے ساتھ ہی اس نے اپنا حوالہ بھی دیا تھا۔

دانیال مرزا یقیناً حیران ہوا تھا۔
"میرال حسن...... تم وہاں کیسے؟ اور اتباع کا فون تمہارے پاس کیسے ہے؟" اسے شاید میرال حسن سے بات کرنے کی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی فکر اتباع منصور کی ہوئی تھی۔
"ریلیکس...... اتباع شاید اپنا سیل فون جلدی میں یہیں بھول گئی تھی۔ میں کافی بنا کر یہاں سے گزر رہی تھی جب میں نے مسلسل فون بجتے سنا اور میں نے یہاں آ کر جب تمہارا نام سکرین پر چمکتا دیکھا تو فون اٹھا کر کال پک کر لی۔ آئی نو یہ مینرز کے خلاف ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے ایٹی کیٹس یاد نہیں رہے۔ ایکچوئیلی مجھے تم سے بات کرنے کا شوق ہوا تھا یہ غلطی سرزد ہو گئی۔ آئی ایم سوری۔ آئی نو اٹس رونگ۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔ شاید اس کے لئے یہ بہترین موقع تھا جب وہ اسے اتباع منصور کے بارے میں آگاہ کر سکتی تھی اور اگر وہ اس سے واقعی محبت کرتا تھا تو وہ کوئی قدم لے سکتا تھا اور پھر ہو نا یہ تھا کہ اس کی راہ صاف ہو جاتی تھی۔ وہ جو اتباع منصور کے غیر متوقع ایکٹ پر مدد جا الجھی تھی تو اس کے لئے یہ مناسب ترین موقع تھا اپنی تمام سوچوں کو کلیئر کرنے کا اور ساتھ ہی راہ صاف کرنے کا بھی۔ وہ ایان شگری سے محبت کرتی تھی اور اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔
اگرچہ ابھی یہ نہیں کھلا تھا کہ ایان شگری اتباع میں انوالو ہے یا پھر اتباع منصور ایان شگری میں انٹرسٹڈ ہے مگر وہ ایسا کوئی رسک

لینا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اگر نہیں بھی تھا تو وہ حفظِ ماتقدم کے طور پر یہ اقدام کرنا ضروری خیال کرتی تھی۔

"کیسی ہو تم......؟" دانیال مرزا نے باقی کے سوالوں کو کہیں اندر دبا کر مروتاً پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ دراصل میں ابان شگری کے ساتھ کینڈل لائٹ ڈنر پر جانے والی تھی مگر اچانک شاید اجاج منصور کو کوئی ضروری کام یاد آ گیا اور وہ مجھے بتائے بنا باہر ہی ابان کو ساتھ کر کہیں نکل گئی۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"تمہیں علم نہیں اجاج کہاں گئی ہے؟" وہ حیران ہوا تھا۔ میرال مسکرائی تھی۔

"خبر ہوتی تو میں یہاں تنہا بیٹھ کر کافی کے سپ لیتے ہوئے تم سے بات چیت نہیں کر رہی ہوتی۔ دو محبت کرنے والوں کی ڈیٹ خراب کی ہے محترمہ نے۔ کوئی سزا ملنا چاہیئے نا اسے؟" میرال حسن اسے انفارم کرتی ہوئی مسکرائی تھی۔ بظاہر اس کا لہجہ سرسری اور ہنسی مذاق کرنے والا تھا مگر درحقیقت وہ پیغامات کی ترسیل کا کام انجام دے رہی تھی۔ دانیال مرزا کو باخبر کر رہی تھی اور خبردار بھی۔

"اوہ...... شاید کوئی ضروری کام ہو ورنہ اجاج اس طرح کرنے کی عادی نہیں۔" دانیال مرزا نے محسوس کرتے ہوئے اجاج کی طرف سے بھرپور صفائی دی تھی۔ میرال حسن مسکرائی تھی۔

"یقیناً...... ڈیٹ وہاٹ آئی مینٹ...... اسے کوئی بہت ضروری کام نکل آیا ہوگا۔ اتنی اتنی دیر سے لوٹے نہیں۔ ویسے تم نے اسے نیو ایئر وش کرنے کے لیے فون کیا ہے نا؟ یو کے میں تو پانچ گھنٹوں بعد نیا سال شروع ہوگا مگر تم اسے پاکستانی اسٹینڈرڈ ٹائم کے مطابق وش کرنا چاہتے ہو گے نا؟" میرال مسکرائی تھی۔

"محبت چیز ہی ایسی ہے۔ میں بھی ابان شگری کو اسی طرح وش کرنے کی عادی رہی ہوں۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں مگر مجھے خبر رہتی تھی پاکستان میں کیا ٹائم ہوا ہوگا۔" کب ابان شگری جاگا ہوگا، کب سویا ہوگا۔" وہ روانی سے مسکراتے ہوئے بول رہی تھی جب دانیال مرزا نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"میرال حسن...... میں تم سے لیٹر بات کرتا ہوں۔ اجاج منصور آجائے تو پلیز ایک ٹیکسٹ WhatsApp پر کر دینا۔" دانیال نے ناسلی درخواست کی تھی۔ میرال حسن مسکرائی تھی۔

"تم فکر مت کرو۔ میں کردوں گی۔ انجوائے دی ریسٹ آف یور ایوننگ اینڈ ہیپی نیو ایئر ان ایڈوانس۔" میرال حسن رکھ رکھاؤ رکھتی تھی۔

"وش یو دا سیم میرال حسن۔" دانیال مرزا نے کہنے کے ساتھ ہی فون کا سلسلہ موقوف کر دیا تھا۔

میرال کچھ دیر فون ہاتھ میں لیے کھڑی رہی تھی پھر مسکرا دی تھی۔

وہ زیادہ Curious نہیں تھی۔ اپنے معاملات کے علاوہ اسے دیگر معاملات میں الجھنا پسند نہیں تھا تبھی فون کے ساتھ میز پر کوئی چھیڑ چھاڑ کیے بنا اس نے فون وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور چلتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں"
اندر کہیں کوئی بولتا جا رہا تھا، اور خاموشی میں دور تک پھیلتی جا رہی تھی اور وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے حیران تھی، اسے ادراک کے معنی جیسے کچھ نہیں آ رہے تھے، جیسے سب بہت گنجلک سا تھا، لفظوں سے معنی جیسے کہیں الجھ رہے تھے۔
گاڑی میں بہت خاموشی تھی۔ ابان شگری بنا کوئی بات کئے ڈرائیو کر رہا تھا اور وہ خاموشی سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔ اچانک اسے جانے کیا سوجھی تھی۔ اس نے پلیئر آن کر دیا تھا۔ Edwyn Collins کی آواز گاڑی میں پھیلنے لگی تھی۔

I've never known a girl like you before

Now just like in a song from days of yore

Here you come a knockin

Knockin on my door

And I've never met a girl like you before

اچانک بارش برسنے لگی تھی۔ دھیمے میوزک کے ساتھ کہیں بارش اور بوندوں کو ونڈ اسکرین پر دیکھنا بھلا لگ رہا تھا جب ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر پلیئر آف کر دیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے تنقیدی نظروں سے دیکھا تھا تبھی وہ بولا تھا۔
"آپ سکون سے آنکھیں بند کر کے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر سو جائیں۔ سفر کچھ طویل ہے اور آپ تھک جائیں گی۔" وہ پرسکون لہجے میں بولا تھا جب وہ چونکی تھی۔
"کیا مطلب؟ سفر طویل کیوں؟"
"کیونکہ ہم فارم ہاؤس جا رہے ہیں۔" ابان شگری کا اطمینان بھرا لہجہ ابھرا تھا۔
اتباع منصور حیران رہ گئی تھی۔
"کیا مطلب؟ ہم گھر نہیں جا رہے؟" ابان شگری مکمل توجہ سے اسکرین کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ اتباع نے الجھ کر ونڈو سے باہر جھانک کر راستے کا تعین کرنا چاہا تھا۔ وہ سمتوں سے ناواقف تھی۔ اس شہر میں نئی تھی سو وہ جان نہیں پائی تھی مگر جس طرح ابان شگری مکمل توجہ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور جس طرح اردگرد بھیڑ ٹریفک دکھائی دے رہی تھی اس سے اسے کچھ لینا پڑا تھا کہ گاڑی شہر سے باہر نکل چکی ہے۔
"یہ کیا؟ ہم فارم ہاؤس کیوں جا رہے ہیں؟ گھر کیوں نہیں؟" اس نے فکرمندی سے الجھی سانسوں کے ساتھ پوچھا تھا۔
ابان شگری اس کی سمت ایک نگاہ دیکھتے ہوئے دوبارہ ونڈ اسکرین کی طرف دیکھنے لگا تھا۔
"شادی شدہ جوڑے ایسے موقعوں پر کیوں گوشہ تنہائی کی طرف راہ لیتے ہیں؟" وہ لہجہ سرسری تھا مگر اتباع منصور حیرت سے پھٹی

آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری شاید اس تھپڑ کو بھولا نہیں تھا اگرچہ اتباع منصور نے معافی مانگ بھی لی تھی اور......

''ن......نہیں......!''اتباع منصور سے زیادہ کچھ سوچا نہیں گیا تھا۔ وہ سرنفی میں ہلاتی ہوئی اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

''ایسا......آئی مین...... ایسا کچھ نہیں ہوسکتا......آپ......آپ گاڑی واپس موڑیں...... مجھے گھر جانا ہے۔'' وہ بولی تھی مگر ابان شگری نے جیسے سنی ان سنی کردی تھی......

''آئی سیڈ گاڑی واپس لیں ورنہ میں ابھی دادا ابا کو فون کر کے بتا......''اس نے سوچا تھا مگر اندازہ ہوا تھا فون وہ گھر بھول چکی ہے۔ ابان شگری اس کی کسی دھمکی سے کچھ خاص متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ پرسکون انداز میں ڈرائیو کرتا رہا تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

احتاج منصور حیرت سے پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی وہ کیا کر رہا تھا۔ یہ کوئی مذاق تھا یا پھر وہ سنجیدہ تھا؟ وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا؟ اگر یہ رشتہ وقتی تھا، اگر اس رشتے کی کوئی وقعت نہیں تھی، وہ کس حق سے یہ سب کہہ رہا تھا؟ احتاج منصور کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ اس کے اوسان خطا ہوئے تھے۔

ابان شگری مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔ احتاج کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کیا کرے اور کس طرح اسے باز رکھے مگر وہ اس طرح ہمت نہیں ہار سکتی تھی۔

یہ طریقہ بہت غلط ہے کسی سے بدلہ لینے کا۔ مجھے لگا تھا آپ بہت نائس ہیں اور ایسا کوئی حق آپ نہیں رکھتے ❊ ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔" احتاج منور سے سخت لہجے میں بنا ڈرے، خوفزدہ ہوئے اسے لتاڑنا چاہا تھا۔ اسے لگا تھا اگر وہ دب گئی تو پھر وہ اس سے اور زیادہ طاقتور ہو جائے گا مگر اس کے سختی دکھانے کا ابان شگری پر جیسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ جوں کا توں اسے نظرانداز کیے ہوئے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ انداز پرسکون تھا اور احتاج منصور پھٹی پھٹی آنکھوں سے کسی ہرنی کی طرح دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کا شکار نہیں بنا سکتی تھی۔ ایسا اسے نہیں ہونے دینا تھا۔

"محبت کرتی ہو تو پھر ڈر کس بات کا ہے شیرنی؟ محبت کی حدود نہیں ہوتیں۔ بندشیں لگانا محبت کو پسند نہیں۔ یہ حماقتیں ہو سکتی ہیں۔" وہ سکون سے بول رہا تھا۔

احتاج سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

"نہیں کرتی ہوں آپ سے محبت۔ کیوں وہم ہے آپ کو؟" وہ چیخی تھی۔

"پلیز۔ گاڑی گھر کی طرف موڑیں۔" وہ درخواست کرتی ہوئی بولی تھی۔

"بھولی ہیں آپ..... محبت کے آداب نہیں سمجھتیں۔ محبت جنوں کی آخری حد ہے اور مجھے یقین ہے آپ وہ آخری حد دیکھنا چاہیں گی....." وہ بنا اس کی سمت دیکھے کہہ رہا تھا۔

"شٹ اپ..... ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ آئی سیڈ..... اسٹاپ اٹ..... گاڑی روکیں۔ اگر نہیں روکیں گے تو میں گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گی۔" وہ جذباتی انداز میں بولی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔

ابان شگری نے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا پھر نگاہ ونڈ اسکرین پر جما دی تھی۔

"طلب کے راستوں پر چلنے کا شوق ہو تو تمام خدشے ایک طرف رکھ دینا چاہئیں۔ طلب کا خدشوں سے مخالفت ہے۔ یہ دونوں ساتھ نہیں چل سکتے۔" وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ احتاج منصور خوف سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں ہے محبت..... کبھی نہیں ہوئی۔" انکار مسلسل بڑھتا رہا تھا۔

"آپ کو عادت ہے اپنے دل کی نفی کرنے کی۔ محبت کی سب سے کمزور عادت یہی ہوتی ہے کہ محبت خود کو ماننے کا مکمل متروک کرتی رہتی ہے لیکن درحقیقت محبت کا انکار، اقرار کے معنی رکھتا ہے۔ جتنا انکار مسلسل ہوگا اتنا ہی اقرار بھی بڑھے گا مگر یہ در پردہ ہوتا ہے ......چپکے چپکے...... جیسے آپ کی محبت۔ آپ خود سمجھنے سے قاصر ہیں مگر میں سمجھ رہا ہوں۔"

وہ وہی ابان شگری لگ رہا تھا جو اسے محبت کے اسرار و رموز سمجھا تا رہا تھا۔ یہ پہلے والا لہجہ تھا مگر وہ خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ فاصلے مٹانے کی بات کر رہا تھا اور یہ ڈرانے والے قول تھے۔ وہ خود وہ اس لئے تھی کہ وہ ایک وقتی رشتہ درمیان رکھتا تھا۔

جب تک یہ رشتہ درمیان نہیں آیا تھا، اس نے حدود کو ختم کرنے کی بات بھی نہیں کی تھی۔ وہ جیسے قوانین کی پاسداری کرنا جانتا تھا۔ اسے رواداری نبھانا آتی تھی مگر اب اس کا لہجہ اسے مزید متفکر کر رہا تھا۔ وہ حقوق کی بات کر رہا تھا مگر یہ حق جتانا اس کی نظر میں غلط تھا کیونکہ وہ اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ وہ ابھی تک اس رشتے کو ہی سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری کو ہی سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہی شخص اس کے لئے معمہ تھا۔ وہی سب سے بڑا سوالیہ نشان تھا اور اس پر اس رشتے کے حقوق اور فرائض کی بات کرنا...... اتباع منصور الجھتی جا رہی تھی۔

"پلیز...... گھر چلیں...... آئی سیڈ سوری ارلیئر...... میں نے معافی مانگ لی تھی نا؟ آپ کو غصہ اس بات پر ہے نا میں نے آپ کو تھپڑ مارا؟ اسی غصے کو لے کر آپ ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں نا؟" وہ مدے پر آتی ہوئی بولی تھی۔

ابان شگری نے اس کی سمت نا ہی توجہ کی تھی نا ہی اس بات کا کوئی جواب دیا تھا۔

"ابان شگری، آپ مجھے کمزور سمجھ کر غلطی کر رہے ہیں۔"

"میں آپ کو کمزور نہیں سمجھ رہا۔" وہ سکون سے بولا تھا۔

"میں آپ کی Complain کر دوں گی۔" اتباع نے دھمکایا تھا۔

"آل رائیٹ......" پرسکون انداز میں جواب آیا تھا۔

"I will report police, I said"

ایک خفیف سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری تھی اور معدوم ہو گئی تھی۔

"ٹھیک...... گو اہیڈ...... آپ جو چاہیں کر سکتی ہیں...... اجازت ہے۔ دنیا کا عجیب ترین کیس ہوگا جہاں وائف اپنے ہزبینڈ کو جیل بھجوائے گی وہ بھی اس کے حقوق مانگنے پر۔" وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

"یہ حقوق نہیں ہیں۔ میں پر ووکر دوں گی یہ شادی میری مرضی سے نہیں ہوئی۔ میں نکاح پر رضامند نہیں تھی۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ وہ اپنا موقف برقرار رکھنا چاہتی تھی مگر ابان شگری پر اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شاید کوئی دھمکی یا وضاحت پر کان بھی دھرنا نہیں چاہتا تھا۔

اپنی دانست میں وہ جو ٹھان چکا تھا، وہ ٹھان چکا تھا مگر اتباع منصور کے لئے یہ بہت بڑا فیصلہ تھا۔ وہ حتی الامکان کوشش کر

رہی تھی اسے واپس پلٹنے کی۔وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی جب وہ پرسکون انداز میں بولا تھا۔

"میں اپنے حقوق کے بارے میں جانتا ہوں اور رشتے کی نوعیت بھی۔ وقتی طور پر ہی سہی آپ مسز ابان ذوالفقار شگری ہیں...... اتفاقاً ہی سہی۔آپ کے حصے میں یہ اعزاز آچکا ہے۔حادثے کے طور پر ہی سہی،آپ میرے نام سے جڑ چکی ہیں۔اس رشتے کی سچائی کو آپ جھٹلا نہیں پائیں گی۔قانون،شرع سب اس رشتے کی تصدیق کریں گے۔شرعی اور قانونی طور پر آپ میری بیوی بن چکی ہیں اور آپ پر فرض ہو چکا ہے کہ آپ اپنے ہزبینڈ کی ہر بات مانیں...... اچھی بیویوں کی طرح۔"وہ پرسکون انداز میں اس کی جانب دیکھے بنا کہہ رہا تھا۔

"آپ شریعت اور قانون کو نہیں جھٹلا سکتی،سو اس تعرض کے کوئی معنی نہیں ہیں۔آپ کا شور کرنا...... انکاری ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"وہ پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا اور ابتاج منصور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

گاڑی تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن داخلی دروازے کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔کافی کا یہ تیسرا کپ تھا جو اس نے لیا تھا۔حلق تک کڑوا ہو رہا تھا مگر وہ گھڑی کی سوئیوں پر نگاہ جمائے بیٹھی تھی۔ابان شگری کا دور دور تک نام و نشان نہیں تھا۔وہ ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔اس نے دو چار بار اس کی سیل فون پر ٹرائے کیا تھا مگر اس کا سیل فون آؤٹ آف Reach ملا تھا۔جانے وہ کہاں تھا۔

اسے فکرمندی اس لئے بھی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ابتاج منصور کے ساتھ تھا۔یہ ایک الگ فکر تھی مگر دوسری فکر یہ بھی کہ وہ ساتھ خیریت سے ہو۔

اس نے ایک بار پھر اس کا سیل فون ٹرائے کیا تھا اور وہی جواب موصول ہوا تھا آخر وہ کہاں تھا جہاں اس کا نمبر آؤٹ آف ریچ جا رہا تھا؟

میرال حسن کے لئے یہ بہت تشویش کا باعث تھا۔

فرید چلتا ہوا آیا تھا۔

"میم آپ نے ڈنر نہیں کیا۔میں سونے کے لئے جا رہا تھا جب آپ سے پوچھنا ضروری سمجھا۔آپ کچھ کھانا پسند کریں گی؟ ٹیبل لگواؤں؟"فرید اپنی ڈیوٹی نبھاتے ہوئے بول رہا تھا۔

میرال حسن نے اسے دیکھتے ہوئے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔"اس کے انکار پر فرید پلٹنے لگا تھا جب اس نے فوراً اسے روکا تھا۔

"فرید...... سنو......"فرید رک گیا تھا اور میرال حسن کو پلٹ کر دیکھا تھا۔

"جی میم......؟"وہ مؤدب انداز میں پوچھنے لگا تھا۔میرال حسن نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔

''تمہارے صاحب کا کوئی فون آیا؟ آئی مین رات بہت ہو رہی ہے اور ان کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ میں نے سیل فون پر ٹرائی کیا ہے اور ان کا فون آؤٹ آف ریچ مل رہا ہے۔'' میرال حسن فکرمندی سے بولی تھی۔

''آپ فکرمند نہ ہوں۔ ایان سر رابطہ کریں گے۔ مجھے اس بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے جیسے ہی کوئی اطلاع ملتی ہے۔ میں آپ کے ساتھ ضرور شیئر کروں گا۔'' فرید ایک کائیاں تھا۔ میرال حسن نے اسے گھورا تھا مگر وہ پرواہ کرنے والا کب تھا۔ وہ پلٹا تھا اور چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔ میرال حسن نے اپنے فون کو غصے سے دیکھا تھا۔ اس کی الجھنیں جیسے بڑھتی چلی گئی تھیں۔

اگر ایان شگری تنہا ہوتا تو اور بات تھی۔ مگر اس کے ساتھ اتباع منصور بھی تھی اور یہی بات اسے فکر میں مبتلا کر رہی تھی۔

ایان شگری پر ایسا کون سا اختیار تھا اسے؟ اس کا استحقاق سے اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جانا اس کے ذہن میں کئی سوال اٹھا رہا تھا۔

اور یہی بات اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔ وہ ایان شگری کو کھونا نہیں چاہتی تھی اور اتباع منصور کا حق جتانا بتا رہا تھا کوئی بات ضرور ہے۔ اگر وہ وقت پر واپس لوٹ آتے تو بھی بات تھی۔ شاید وہ سمجھ لیتی کہ وہ محض باہر گئے تھے اور لوٹ آئے ہیں مگر وہ اتنی رات ہو جانے کے باوجود ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔

اتباع منصور نے اسے حد درجہ پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح تب سے اب تک بولائی بولائی پھر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

خامشی کی سرگوشیوں میں
کوئی بے نام سا قصہ
جب اپنا ذکر کرتا ہے
محبت بات کرتی ہے
مگر اس گفتگو میں
عجب ایک شور ہوتا ہے
معنی لفظوں سے رابطہ کھونے لگتے ہیں
ہم اجنبی سے اجنبی ہونے لگتے ہیں

گاڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ ایان شگری پرسکون دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سا سکوت تھا۔ اتباع منصور کی ہمتیں جیسے ایک لمحے میں رخصت ہوئی تھیں۔ وہ خود کو بہت بے جان محسوس کر رہی تھی۔ وہ شخص کیا ارادہ رکھتا تھا اور کیا کرنے جا رہا تھا۔ وہ اسے کیسے روکتی...... کیسے منع کرتی؟ وہ شخص سن ہی نہیں رہا تھا...... سمجھ ہی نہیں رہا تھا مگر وہ ہارنا نہیں چاہتی تھی اس کی سمت دیکھا

تھا اور مضبوط لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"اس رشتے کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ آپ نے خود کہا تھا۔ آپ اس رشتے کو نہیں مانتے پھر اب کس حق کی بات کر رہے ہیں آپ؟ آپ نے کہا تھا وقتی رشتہ ہے یہ اور بس!" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔

"مائی آئی نیور ٹولڈ یو دس۔ میں نے کبھی نہیں کہا۔ یہ رشتہ بے وقعت ہے۔ میں نے صرف یہ کہا یہ وقتی ہے اور وقتی معیاد ختم ہونے کے بعد نظر ثانی ہو سکتی ہے۔ اس کا ذکر کبھی نہیں ہوا مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ اخذ کریں کہ یہ رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ وقتی رشتے کی اہمیت وہی ہوتی ہے۔ نکاح ہوا ہے جو کہ جائز رشتہ ہے۔ آپ کس بات سے ڈر رہی ہیں؟" وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"مگر میں نے یہ طے بھی نہیں کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ زندگی آغاز کرنا ہے یا گزارنا ہے اور......!"

"شیرنی، اضافی باتوں میں کیا رکھا ہے؟ فضول کے حیلے بہانے ہیں سب۔ غور کرو تو معنی بس یہ نکلتے ہیں کہ محبت جنوں کی تلاش میں ہے اور تعاقب کرتی جاتی ہے۔ اس تعاقب میں کہیں بھید کھلنے کی بات نکلے گی مگر فی الحال وہ ذکر متروک کرنا ہوگا۔ کچھ ضروری باتوں میں یہ ذکر فضول لگیں گے۔ اس کا احساس آپ کو بھی ہو جانا چاہیے مسز ابان شگری۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

انتاج منصور آگے بڑھتے، پھیلتے راستوں سے نگاہ ہٹاتی ہوئی اسے دیکھنے لگی تھی۔ ان نظروں میں ناگواری تھی بس اور بے ساختہ غصہ اور اس غصے میں کوئی تعلق نہیں تھا۔

"مجھے زندگی میں ہمیشہ یہ افسوس رہے گا ابان شگری کہ میں آپ سے کیوں ملی۔ کیوں ٹکرائی۔ وہ کوئی اور بھی ہو سکتا تھا۔ مجھے افسوس رہے گا وہ کوئی اور کیوں نہیں تھا۔" وہ بہت خفیف لہجے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ مسکرا رہا تھا۔

"کوئی اور ہوتا تو محبت نہیں ہوتی شیرنی......اور پھر آپ کو یہ قلق رہتا کہ محبت نہیں ہوتی۔" وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"محبت کے لیے مخصوص دل، مخصوص روابط کے ساتھ درکار ہوتے ہیں شیرنی۔ آپ کو کسی اور سے محبت میں مبتلا نہیں ہونا تھا۔ یہ حادثہ ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔ یقین کریں، محبت ایسے ہی واقع ہونا تھی۔ پیچیدہ لمحوں میں، الجھے ہوئے انداز میں، کھیل کھیلتے ہوئے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں تھا یہ کھیل کتنا پیچیدہ ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کو اندازہ ہوتا تو آپ یہ کھیل آغاز نہیں کرتیں۔" وہ ایک نگاہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس انداز میں فاتحانہ پن تھا۔ جیسے وہ آل ریڈی فتح کر چکا تھا اسے۔ اسے گمان نہیں، یقین تھا کہ وہ اس سے محبت میں مبتلا ہو چکی تھی۔

مگر وہ محبت اسے اندر دکھائی کیوں نہیں دیتی تھی؟

اگر وہ محبت کہیں تھی تو اسے یہ الہام کیوں نہیں ہوا تھا؟ اور اس کا الہام صرف ابان شگری کو ہی کیوں ہوا تھا؟ وہ ہی کیوں جان پایا تھا؟ وہ دیکھنے کی نگاہ، کھوجنے کی صلاحیت اس میں کیوں تھی؟ وہ دل کی آواز خود کیوں نہیں سن سکی تھی۔ صرف وہی کیوں اس کی دھڑکنوں کو سن پایا تھا؟ وہی کیوں سن رہا تھا؟ وہ آوازیں اگر اس کے اندر تھیں تو اسے سنائی کیوں نہیں دیتی تھیں؟ وہ خود سے الجھ رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"جو آوازیں آپ نہیں سن پاتیں وہ میں سننے کی صلاحیت رکھتا ہوں کیونکہ وہ مخصوص دل میرے پاس ہے جس کا رابطہ تھا آپ سے

جواب ہے۔" وہ بہت مدلل انداز میں اسے احساس دلا رہا تھا۔ اتباع منصور اس شخص کا اطمینان متزلزل کر دینا چاہتی تھی مگر یہ ممکن نظر نہیں آ رہا تھا۔
"بہت کھوکھلے ہیں آپ، ایک تضحیک کا بدلہ لینے کے لئے بہت چیپ راستہ اپنا رہے ہیں آپ۔ مجھے احساس نہیں تھا کوئی اتنا بھی نیچے گر سکتا ہے۔" وہ اسے اخلاقیات کا سبق پڑھانے لگی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔
"جس اخلاقیات کی بات آپ کر رہی ہیں، ان اخلاقیات کی بات ہر بیٹھے واقف کے درمیان انسانی تصور کی جاتی ہے۔ شاید یہ بات آپ نہیں جانتیں یا پھر اگنور کر رہی ہیں محض؟" وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولا تھا اور وہ اپنے اندر خون کے بہاؤ کو رکتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ وہ مخصوص انداز میں اس کے کی تردید کر رہا تھا۔ ان باتوں میں انسانی باتوں کو کٹ کرتا جا رہا تھا اور اتباع منصور کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ اگر قتل کرنا گناہ میں شمار نہیں ہوتا تو شاید وہ اسے قتل کرنا اپنا اولین فرض سمجھتی۔
ایان شگری اسے اس لمحے زہر لگ رہا تھا۔
"میں مرضیات پر یقین رکھتی ہوں، اخلاقیات یہ درس دیتی ہے کہ جہاں مرضی شامل نہیں وہاں چھوٹا سا فعل بھی گناہ شمار ہوتا ہے۔ جس رشتے میں مرضی نہیں وہ رشتہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔" وہ خود کو باہمت ظاہر کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔
"مسز شگری، آپ بھول رہی ہیں شاید آپ کے سر پر کوئی توپ لے کر کھڑا نہیں ہوا تھا جب آپ نے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے۔ تب وہ آپ کی مرضی پر منحصر تھا اور آپ نے ایسا ہونے دیا کیونکہ وہی آپ کی مرضی تھی۔" ایان شگری کے پاس ہر بات کی بھرپور وضاحت تھی۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

سوئی کی گھڑیاں میرال حسن کی تمام توجہ کھینچتی چلی جا رہی تھیں۔ اس کی نگاہ لمحوں کے سرکنے اور آگے بڑھنے پر لگی تھی۔ وہ اپنی چیئر پر براجمان گھڑی کی سمت تکتی ہوئی بہت انتشار کا شکار دکھائی دی تھی جیسے اس کے اندر سوچیں بھاگتی دوڑتی دور تک پھیلتی ہوئی سوالیہ نشان بناتی جا رہی تھیں۔ کمرے میں طویل خاموشی تھی جب اس کا فون بجا تھا۔ اسکرین پر ایک مخصوص نام دیکھ کر اس نے کال ریسیو کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا مگر بیلز بجنے کے بعد کال کا سلسلہ اختتام ہوا تھا اور فون دوبارہ بجنے لگا تھا۔ میرال حسن کے لئے فون اٹھا کر کال پک کرنا ضروری ہو گیا تھا اگرچہ وہ اس لمحے بات کرنا نہیں چاہتی تھی مگر اسے معلوم تھا وہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا جب تک وہ کال ریسیو کر کے بات نہ کرے گی۔ سو اس نے اپنی سوچوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے فون اٹھا کر کال ریسیو کی تھی اور دوسری طرف وہی مخصوص آواز سنائی دی تھی۔
"ہیلو..... میرال حسن۔ آپ تو اجنبی ہی ہو گئے سوئیٹو۔ کوئی اپنوں سے بھی ایسا کرتا ہے؟ پھپھو کا فون آیا تھا پتہ چلا میرال حسن پاکستان آئی ہیں۔ ایسے کوئی کرتا ہے یار؟" اشعر ملک دوسری طرف مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ آواز سن کر میرال حسن کا جی اوب گیا تھا۔
"تمہیں کیسے خبر ہو جاتی ہے اشعر ملک؟" وہ اکتاتے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ "تم اپنی حدود کا تعین کرنا مناسب خیال کیوں نہیں

کرتے؟" وہ جلے ہوئے لہجے میں بولی تھی اور جواب میں اشعر ملک کا بلند و بانگ قہقہہ سنائی دیا تھا۔

"سونیو خفا کیوں دکھائی دیتے ہو؟ کون ہو آپ میری۔ اب بھلا آپ کی خبر بھی نہیں رکھوں گا؟ اچھا بتاؤ کہاں رکی ہوئی ہو؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔

"تم اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتے اشعر ملک؟" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"میرال حسن......حد ہوتی ہے یارا......میں خیال کر کے پوچھ رہا ہوں۔ مجھے ٹوہ لینے کی اب اتنی بری عادت بھی نہیں ہے۔ پھپھو کا فون آیا تھا اماں کو۔ انہی سے خبر ہوئی کہ تم پاکستان آئی ہو۔ مجھے خبر رکھنا ہوتی تو تمہارے آنے سے قبل ہی خبر مجھ تک پہنچ چکی ہوتی نا۔ تم میری ری سورسز کو جانتی ہو۔ ایویں میں اپنے کزن کو انڈر اسٹیمیٹ مت کیا کرو۔ میں ایویں نہیں کہتا کہ آئی ایم دا بیسٹ......تو بس جیلس ہو۔ یارا میں بیسٹ ہوں بھی۔ چاہوں تو آزما لو۔" وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

میرال حسن نے اس کی گفتگو کو جھیلتے ہوئے اسے مکمل برداشت سے سنا تھا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے اشعر ملک، فی الحال بات نہیں ہو سکتی۔" اس نے کال کا سلسلہ موقوف کرنا چاہا تھا جب وہ بولا تھا۔

"میرال حسن ... پھپھو کی بیٹی، سنو یارا، اپنوں سے بنا کر رکھنا چاہیے سونیو۔ اپنا مارتا بھی ہے تو چھاؤں میں ڈالتا ہے۔ یہ کہاوت سیانے کہہ گئے ہیں۔ پھپھو کی بیٹی ہو تبھی تمہاری فکر بھی کر رہا ہوں۔ اماں نے کہا تھا تمہیں کال کروں۔ زیادہ غلط فہمی میں مت پڑو۔ اشعر ملک کے پاس اتنا فضول ٹائم نہیں ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"اشعر ملک، میں چھوٹی بچی نہیں ہوں۔ اپنی فکر اچھے سے خود کر سکتی ہوں اور میں اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔ تم اچھے سے جانتے ہو۔" میرال حسن اسے جتاتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"پھپھو کی بیٹی......یار سنو......مجھے بھی فضول کا ایٹی ٹیوڈ برداشت کرنے کی عادت نہیں ہے یارا......میرے پاس اپنا بہت سارا ایٹی ٹیوڈ ہے وہی نہیں سنبھالا جاتا۔ بات اخلاق کی ہوتی ہے۔ تھوڑی مٹھاس کھا لیا کرو اچھا اثر پڑتا ہے۔ بندے میں چاشنی آ جاتی ہے۔" وہ مسکرا دیا تھا۔

میرال حسن نے اسے خاموشی سے سنا تھا تبھی اسے اپنے لہجے کی سختی کا اندازہ ہوا تھا اور وہ نرمی سے بولی تھی۔

"ماموں مامی کو میرا پوچھ لینا۔ میں بہت تھک گئی تھی اور تمہاری کال اس لیے بالکل ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی۔ ان فیکٹ میں سونے جا رہی تھی ایسے میں تمہاری کال آ گئی اور تم جانتے ہو مجھے اپنی نیند ڈسٹرب کیے جانا پسند نہیں۔ ہمیشہ کہتی ہوں تمہیں کال کرتے ہوئے وقت کا خیال رکھا کرو۔ ٹائم زون ڈیفرنٹ ہے۔" وہ نرم لہجے میں وضاحت دیتے ہوئے بولی تھی۔

"او پتہ ہے مجھے پھپھو کی بیٹی۔ اشعر ملک کوئی بے وقوف نہیں ہے کہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ رہی بات ٹائم زون کی تو فی الحال تم پاکستان میں ہو اور مجھے تھوڑی دیر قبل ہی اماں کی کال آئی تھی جب انہوں نے تمہاری پاکستان آمد کے بارے میں بتایا۔ ویسے خیر

سے آئی ہوتا؟ وہیں ذوالفقار انکل کی طرف ٹھہری ہوئی ہوتا؟ تم کہو تو ڈرائیور بھیج کر منگوا لیتا ہوں۔“ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

”نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں ٹھیک ہوں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ میرال حسن نے دانستہ منع کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی اس کو خبر ہو کہ وہ ابان شگری کے پاس ہے۔ اشعر ملک مسکرادیا تھا۔

”پھپھو کی بیٹی، یار! میں تو تمہاری پرواہ کر رہا تھا۔ پاکستان میں آئی ہو۔ یہاں اور کوئی ہے تمہارا اپنا جو خیال کرے گا؟ یار! میں ہی تو ہوں۔ اماں سے ڈانٹ پڑوانے کا پورا انتظام کرنا چاہتی ہو تم۔“ وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

”میں آنٹی سے بات کروں گی اشعر ملک، تم پریشان نہ ہو۔ ویسے بھی ممی ڈیڈی کو معلوم ہے کہ میں ذوالفقار انکل کے گھر ہوں۔ وہ پریشان نہیں ہیں۔ ڈیڈی کی بات ذوالفقار انکل سے ہوئی تھی۔“ اس نے وضاحت دینا ضروری خیال کیا تھا۔

”ٹھیک ہے یار پھپھو کی بیٹی، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے سوئیٹو۔ ہم تو مہمان نواز ہیں، آپ کا خیال کر کے بول رہے تھے۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں شکوہ کرتے پھرو کہ پاکستان آئے اور کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ ویسے اماں کو بتادوں گا کہ بات ہوگئی ہے تم سے۔ اگر ان کا ملنے کا ارادہ ہو گیا تو آ کر مل لیں گی۔“ وہ مسکرایا تھا۔

”ن...... نہیں...... فی الحال نہیں اشعر ملک۔ ابھی دو ہی دن تو ہوئے۔ ذرا سانس تو لینے دو پھر سب سے مل بھی لوں گی۔ فی الحال تھک بھی ہوں، آرام چاہتی ہوں۔ یوں بھی رات بہت ہوگئی ہے تم آنٹی انکل کو میرا سلام دینا اور ساتھ ہی بیسٹ ری گارڈز بھی۔ میں جلد آ کر ان سے ملوں گی۔“ وہ زبردستی مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

اشعر ملک مسکرادیا تھا۔

”ٹھیک ہے سوئیٹو...... جیسے آپ کی مرضی...... آپ ریسٹ کرو۔ ہم بعد میں بات کرلیں گے۔ اشعر ملک کو مینرز آتے ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ اشعر ملک کو اتنا اٹر ایٹیلی میٹ کرنا بند کر دو یار!“ وہ ہنسا تھا۔

”گڈ نائٹ اشعر ملک۔“ میرال حسن نے اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی فون کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اشعر ملک اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا مگر مسکرادیا تھا۔

”حسن والے اتنا ایٹی ٹیوڈ کیوں رکھتے ہیں یار، کچھ نہیں آتا۔ اشعر ملک لوگ چاہے نہ مانیں یار!...... مگر تم ہو بیسٹ...... بے شک سب جلتے رہیں مگر اشعر ملک تو بیسٹ ہی رہے گا نا اور رہی بات میرال حسن کی تو فی الحال میرال حدف نہیں ہے۔ ابھی تو نگاہ کہیں اور ٹکی ہوئی ہے سو نشانہ بھی وہیں پر لگانے کا مکمل ارادہ ہے اور اشعر ملک کا اصول ہے ایک محاذ پر ڈٹا کھڑا ہو تو پھر دوسرے محاذ کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ اشعر ملک فاتح ہے اور فاتح فکر میں مدشوں میں نہیں جیتے۔ اشعر ملک، اشعر ملک ہے۔ دی بیسٹ۔“ وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ آنکھوں میں گہری چمک تھی۔

☆ ☆ ☆

محبت کو ذرا کہنا

کسی دستک سے ذرا پہلے

لمحوں کی گنتی کو کہیں موقوف کر دینا

کیوں کہ کہیں دل کو دھڑکنا ہے

اسباب ڈھونڈنا ہے

نئے معنی تلاش کرنا ہیں

محبت کو عادت نہیں ہے

پرانے رنگ پہننے کی

محبت اپنے موسم ساتھ لائے گی

تو سارے موسم اپنے ڈھنگ سے بدلنے کی کوشش کرے گی

دل دھڑکنے سے پہلے بھی اقدام کرنے ہیں

محبت کو بتانا ہے دل معصوم بچہ ہے

اسے تمام رنگ دکھانے سے ذرا پہلے دھڑکنا بھی سکھا دینا

نئے موسموں میں، نئے رنگ ڈھنگ بھی سکھا دینا

ذہن بہت تھکا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں موند کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر بیٹھی تھی۔ اسے احساس نہیں ہوا تھا کب آنکھ لگ گئی تھی۔ گاڑی رکی تھی جب اس کی آنکھ یکدم کھلی تھی۔ اس نے اجنبی نظروں سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ اس نے اسے اترنے کا اشارہ دیا تھا مگر وہ بیٹھی رہی تھی۔

"آپ پروٹوکول چاہتی ہیں؟ ضرورت ہے کہ آپ کو بازوؤں میں اٹھا کر اندر لے جاؤں؟" وہ اس کی توجہ پا کر اسی مخصوص انداز میں بولا تھا۔ اتباع منصور کو غصہ آیا تھا۔ دل چاہا تھا اس شخص کا منہ نوچ لے۔ ابھی کچھ لمحوں پہلے تک وہ اسے ساری دنیا سے زیادہ generous بندہ لگا تھا۔ وہ اس سے معذرت کر رہی تھی۔ اسے لگا تھا اس نے اسے تھپڑ مار کر غلطی کی ہے مگر اسے اب لگا تھا اس نے جو کیا وہ وہی deserve کرتا تھا۔

ابان شگری کو وہ کمزور لگتی تھی شاید تبھی وہ اسے اپنا حدف بناتا تھا مگر وہ اس پر انحصار کرتی تھی کیونکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ نکاح بھی ایسی ہی سچویشن میں ہوا تھا اور اب یہ ایک نئی کنڈیشن......! وہ اس کے سامنے اپنی مرضی کی سچویشنز اور conditions رکھ کر اپنی مرضی کے فیصلے چاہتا تھا اور اتباع منصور کے پاس اور کوئی راہ نہیں ہوتی تھی۔

وہ پتھرائی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

"محبت کو عادت نہیں ہے
پرانے رنگ پہننے کی
محبت اپنے موسم ساتھ لائے گی
محبت اپنے موسم لے آئی ہے۔"

اتباع منصور کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔ شاید قریب تھا کہ وہ اسے آگے بڑھ کر بازوؤں میں اٹھا لیتا جب وہ خود ہی گاڑی سے باہر آئی تھی۔ ابان شگری نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"گڈ گرل......" اسے اس اقدام پر سراہا تھا۔ اتباع منصور کے سامنے جیسے راستے اختتام پذیر تھے۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کے آگے راہ کیا تھی مگر یہاں اس راہ پر زندگی جیسے تمام ہونے کو تھی۔ اس کے پاؤں بے جان ہو رہے تھے۔ وہ نیم مردہ سی چل رہی تھی۔ اوسان خطا ہو چلے تھے۔ وہ عجب کھوئی کھوئی سی قدم اٹھا رہی تھی جب اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ قریب تھا کہ وہ گر جاتی جب ابان شگری نے اسے فوراً سنبھال لیا تھا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا تھا اور اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ ابان شگری کو جیسے اس کی کیفیت کا اندازہ ہو رہا تھا تبھی اس کا ہاتھ تھام کر اس کی راہنمائی کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تھا مگر اتباع منصور نے اس بڑھتے ہوئے ہاتھ کو تھاما نہیں تھا۔ یکسر نظرانداز کرتی ہوئی وہ آگے بڑھنے لگی تھی تب ابان شگری نے اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور خاموشی سے اسے گائیڈ کرتے ہوئے اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔ وہ جیسے کوئی زندہ لاش تھی۔ اس کی حالت بہت دگرگوں تھی۔ ابان شگری نے ایک کمرے کی طرف راہنمائی کی تھی۔ اس کے لئے دروازہ کھولا تھا اور وہ عجب مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔

کمرہ عالیشان ذوق اور حیثیت و مرتبے کو بیان کر رہا تھا۔ شاید یہ وہ کمرہ تھا جہاں وہ آ کر اکثر قیام کرتا ہوگا۔ ابان شگری نے اسے خالی خالی آنکھوں سے چیزوں کو تکتے ہوئے دیکھا تھا۔ عجب بت بن گئی تھی وہ۔ ابان شگری نے جیسے اس کی تمام توانائیوں کو ایک دم سے کھینچ کر دھواں کر دیا تھا۔ وہ پالینے کا جنوں اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے کھڑا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر پلٹا تھا اور اس کی طرف فلیٹ موٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے وارڈ روب کا دروازہ اس کے سامنے کھول دیا تھا۔ بیش قیمت ڈیزائنرز اور برانڈز کلیکشن کا بہترین امتزاج وہاں اس وارڈ روب میں دکھائی دیا تھا۔

یہ سب اتباع منصور کے لئے تھا یا کسی اور کا تھا؟ کوئی اس سے قبل بھی یہاں آتا رہا ہوگا؟ یہ Huge Collection کس کے لئے رکھی گئی ہوگی؟ ابان شگری کا کون سا چہرہ وہ دیکھ رہی تھی۔ اگر یہ سب اس کے لئے تھا تو کیا وہ پہلے سے ارادہ رکھتا تھا اسے یہاں لانے کا؟ تو کیا یہ پلانڈ گیم تھا؟ وہ کسی بڑی منصوبہ سازی کا حصہ بنی تھی؟

"کیا سوچ رہی ہو مسز شگری؟ اٹس آل یورز...... سب تمہارا ہے۔" وہ اس کی نظروں میں سوال پڑھتے ہوئے بولا تھا۔

اوہ......!

تو یہ منصوبہ سازی تھی۔ پہلے سے منصوبہ سازی کی گئی تھی کہ اسے یہاں لایا جائے گا اور وہ معصوم چڑیا جیسے خود اس جال میں پھنس گئی تھی۔ وہ حماقتوں پر حماقتیں کر رہی تھی۔ ایک کے بعد ایک قدم غلط راہ پر لے رہی تھی۔ اس نے اس رشتے کا حق جتانے کو میرال حسن کو شکست دی تھی اور اس جگہ خود اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر باہر جانے کی ٹھانی تھی اور ایسا وہ کر بھی پائی تھی مگر اسے نہیں خبر تھی وہ اقدام اسے اس طرح کسی جال میں پھنسا دے گا۔

شاید یہ میرال حسن کے لیے تھا۔

کیونکہ اس کے ساتھ تو میرال حسن کو آنا تھا؟

یا پھر مسٹر شگری جانتا تھا کہ وہ اپنا حق چھیننے کے لیے کوئی اقدام کرے گی؟ تبھی اس نے وہ کینڈل لائٹ ڈنر پلان کیا؟ میرال حسن نے کہا تھا ابان شگری اسے زیادہ توجہ دینے کا قائل نہیں رہا...... جس طرح وہ بات کرتی تھی اس سے صاف ظاہر تھا وہ اسے زیادہ امپورٹنس نہیں دیتا تھا تو کیا وہ ڈنر پلان کرنا کوئی منصوبہ سازی تھی؟

اف......!......اتنی بڑی منصوبہ سازی؟ ابان شگری کا دماغ تھا کہ کوئی پرزہ بنانے کی فیکٹری؟ وہ کیا کرتا تھا کہ عقل سوچ بھی نہیں پاتی تھی۔

اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا ابان شگری ایسی سازشیں تیار کرے گا مگر کیوں؟ کس لیے؟ یہ سب کر کے اسے کیا ملتا تھا؟ کس چیز کا حصول درکار تھا اسے؟ لڑکیوں کی کیا کمی ہو گی اسے؟ وہ جس مقام پر تھا میرال حسن جیسی کئی پیچھے ہوں گی اس کے...... پھر؟ اس کی توجہ کا مرکز اتباع منصوری کیوں تھی؟ صرف اس لیے کہ وہ اس کے خلاف ثبوت رکھتا تھا؟ اسے Spy سمجھتا تھا؟

یہ تمام اقدامات اسے سزائیں دینے کی کوششیں تھیں؟ مگر کیوں؟

اس سے نکاح......اس کے قریب آنے کی کوشش......اسے پاس رکھنے کے اقدامات اور پھر یہ ڈھیر ساری منصوبہ سازیاں؟

کیا بہت فارغ وقت تھا ابان شگری کے پاس؟

وہ نک سک سے سنورا، ینگ، موسٹ انٹیلیجنٹ بیچلر......اسے ایسی منصوبہ سازیاں کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کی پوزیشن...... اس کا اسٹیٹس......اس کا مرتبہ اسے کیا نہیں دلا سکتا تھا؟ جس کی طرف وہ ہاتھ بڑھاتا وہ ہاتھ اس کے شانے پر ہوتا تو پھر؟ کیا یہ صرف سزائیں دینے کی کوششیں تھیں؟ صرف اس لیے کہ وہ اس کے خلاف سازشیں بنتی پائی گئی تھی؟ وہ اشعر ملک کی بھیجی گئی آلہ کار تھی؟ صرف اس لیے؟ اوہ......تو وہ اشعر ملک کو توڑنا چاہتا تھا؟

وہ سمجھتا تھا وہ اشعر ملک سے وابستہ تھی؟ تبھی اشعر ملک نے اسے استعمال کیا تھا اور ابان شگری کے پاس سازشی بنا کر بھیجا تھا؟

اف......! کتنے جال تھے اور ہر جال پہلے سے زیادہ الجھا ہوا تھا اور وہ تمام جال اپنے گرد تنتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ اتنے تنگ تھے ان جالوں کے دائرے کہ اتباع منصوری کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

اگر وہ میرال حسن کی جگہ نہیں لیتی تو آج وہ اس پرابلم میں گھری کھڑی نہیں ہوتی مگر یہ تو اس شکری محل میں بھی ہو سکتا تھا۔ جس طرح وہ اختیارات رکھتا تھا اس کے لئے جگہوں کی وقعت صفر ہو جاتی تھی۔

بہر حال یہ جال بنا گیا تھا۔

انتاج منصور کو اپنا آپ بہت، بہت بے وقوف لگا تھا۔

"میرال حسن کو آنا تھا آپ کے ساتھ جب میں آپ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تو آپ نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟ مجھے گاڑی سے اتار کیوں نہیں دیا؟ بتایا کیوں نہیں کہ آپ میرال حسن کو طے شدہ پلان کے تحت باہر لے کر جا رہے ہیں۔ آپ نے خاموشی سے گاڑی آگے کیوں بڑھا دی؟ کیوں کہ آپ مجھے اس جال کا حصہ بنانا چاہتے تھے؟ یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا؟ آپ نے وہ کینڈل لائٹ ڈنر پلان کیا؟ صرف اس لئے کہ میں اس جال میں پھنس سکوں؟ آپ کو لگا ہو گا میں ہمارے درمیان رشتے کو لے کر ضرور کوئی حق جتاؤں گی اور آپ کے ساتھ جاؤں گی؟ یہی منصوبہ سازی تھی نا آپ کی؟" انتاج منصور نے اسے ساکت کھڑے دیکھتے ہوئے جیسے کسی نیم مردہ آواز میں کہا تھا۔ وہ اس کو اس سازش کے بارے میں بتانا چاہتی تھی اور وہ مسکرا دیا تھا۔ انداز محظوظ ہونے والا تھا جیسے وہ انتاج منصور کے Effort کا نے پر بہت متاثر ہوا تھا۔

"شیرنی، مجھے لگا آپ حیران ہیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں کام کرنا بند کر گئی ہیں مگر آپ نے ثبوت دیا کہ آپ حیرتوں میں بھی کمال کر سکتی ہیں۔ اینی وے فی الحال اضافی باتوں کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ بہت اہم کاموں سے پہلے ان کا ذکر ضروری خیال کرنا حماقت ہو سکتی ہے۔" وہ مسکرایا تھا اور اس کی جان ہوا ہونے لگی تھی۔

"آپ تیار ہو جائیں، زیادہ وقت نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے آگے بڑھ کر اپنے لئے ڈریس منتخب کرنے کو کہا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے ہٹی نہیں تھی۔ اسی طرح ساکت بت بنی کھڑی رہی تھی۔ تب ابان شکری نے آگے بڑھ کر بغور جانچتے ہوئے ایک Gucci کا ایوننگ گاؤن اس کے سامنے کیا تھا۔

آف وہائٹ ایوننگ گاؤن دیدہ زیب رنگوں سے Embroidered تھا۔

اس سب کی کیا ضرورت تھی؟ ابان شکری کیا چاہتا تھا؟ کیا دماغ میں تھا اس کے؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"کم آن...... وقت ضائع مت کرو۔ فوراً فریش ہو جاؤ۔" اسے ایوننگ گاؤن تھماتے ہوئے وہ عجلت سے بولا تھا۔ کس بات کی دیر ہو رہی تھی؟ یہ کیسی عجلت تھی اس کے لہجے میں؟ کیا وہ لمحوں کو گرفت میں لے کر روک دینے کے ارادے باندھے ہوئے تھا؟ وقت کو گزرنے نہیں دینا چاہتا تھا؟

انتاج منصور کے پاس کوئی اور راہ نہیں تھی اس وقت۔ اس کے لئے اس شخص کی ماننا پہلی اور آخری راہ تھی بس سو اسے وہ گاؤن تھام کر آگے بڑھ جانا پڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے گھڑی کی سوئیوں کو دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں وال کلاک پر جمی ہوئی تھیں۔ کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ آ رہا تھا۔ وہ ایک ساتھ گئے تھے اور اتنی رات گئے تھے...... ایک ساتھ تھے۔

کیا چل رہا تھا؟ وہ کچھ نہیں پائی تھی۔ کچھ اخذ کرنا چاہا بھی تو ذہن ایک نقطے سے آگے نہیں جا سکا تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر رہی تھی مگر بس اتنا یاد تھا کہ ابتاج منصور، اس کے ساتھ گئی تھی۔ جب ابان شگری نے اس کے لئے وہ کینڈل لائٹ ڈنر پلان کیا تھا، وہ تیار کھڑی تھی، خوش تھی اور پھر اچانک اسے حیران رہ جانا پڑا تھا۔ ابان شگری نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ اسے لگا تھا وہ بے ضرر ہے، معصوم ہے جیسا کہ ابان شگری نے بتایا تھا وہ یہاں اپنے ابا ؤں کے معاملات نمٹانے کے لئے ہے۔ اگر یہ تھا تو ان معاملات میں ابان شگری پر حقوق جتانے کے معاملات کیسے جڑے تھے؟ اور اب اتنی رات گئے تک وہ اس کے ساتھ تھی۔

اتنی اہم رات تھی...... اتنے اہم لمحے تھے...... جب ابتاج منصور اس کے ساتھ تھی۔ اسے ابتاج منصور سے صد درجہ حسد محسوس ہوا تھا۔ اس نے ابان شگری کے ساتھ کی تمنا کی تھی...... ہمیشہ اس کے ساتھ چلنا چاہا تھا۔

اسے بے حد...... بے حساب چاہا تھا مگر وہ محبت کہیں بہت کافی نہیں رہی تھی۔ ابان شگری اتنی ہی دوری پر کھڑا دکھائی دیا تھا۔ فاصلے گھٹنے کی بجائے بڑھتے چلے گئے تھے اور وہ اس کی توجہ پانے میں ناکام رہی تھی۔

کیا ابتاج منصور ہی وہ لڑکی تھی جس کے ساتھ ابان شگری ہاتھ پکڑ کر ہمیشہ چلنا چاہتا تھا؟ میرال حسن سوچتے ہوئے الجھنے لگی تھی۔

یہ محض مروت تھی کہ وہ ابتاج منصور کے گاڑی میں بیٹھنے پر اسے ساتھ لے کر نکل گیا تھا؟ وہ اسے منع بھی تو کر سکتا تھا نا؟ اسے بتا سکتا تھا کہ میرال حسن کے ساتھ وہ پہلے ہی کچھ پلان کر چکا ہے۔ پھر اس نے بنا وضاحت دیئے ابتاج کے گاڑی میں بیٹھنے پر گاڑی آگے کیوں بڑھا دی تھی؟

یہ کیا ہوا تھا اچانک؟ آناً فاناً منظر بدلا تھا اور ابتاج منصور اس کی جگہ لے چکی تھی۔ ایسا ابان شگری نے جان بوجھ کر کیا تھا یا محض یہ اتفاقاً ہوا تھا کہ اس کی جگہ ابتاج منصور نے لی تھی اور ابان شگری اسے منع کیے بنا اسے لے کر ساتھ چل پڑا تھا؟ میرال حسن کی سوچیں الجھ رہی تھیں جب Face Time پر دانیال مرزا کی Video Call آئی تھی۔ میرال حسن نے فوراً کال پک کی تھی۔ دانیال مرزا دوسری طرف مسکراتا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"کیا ہوا میرال حسن اتنی اداس؟ سوری آئی واز بزی ارلیئر تم سے زیادہ بات نہیں کر سکا۔" دانیال مرزا کا چہرہ دیکھ کر وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔

"دیٹس آل رائٹ...... اور تم سناؤ...... تمہاری طرف کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ نہیں...... نیند نہیں آ رہی تھی، سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ اچھا ہوا تم نے کال کر لی۔ میں اکیلی بہت خوفزدہ ہو رہی تھی۔ اتنا بڑا گھر ہے اور میں اکیلی۔" وہ افسردہ سی بولی تھی۔

"اوہ...... باقی سب کہاں ہیں؟ ابان شکری کی فیملی؟" دانیال مرزا نے پوچھا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔

"تمہیں اتباع نے بتایا نہیں؟ ابان کی فیملی اس کے ساتھ نہیں رہتی؟"

دانیال مرزا چونکا تھا۔

"کیا مطلب؟ اتباع نے بتایا تھا فیملی ہے اور دادا ابا بھی...... اور...... اوہ شاید میں ہی یاد نہیں رکھ سکا۔ اتباع نے شاید بتایا ہوگا۔"
اس نے جان بوجھ کر بات بنائی تھی۔ اگرچہ وہ خود حیران ہوا تھا کہ اتباع نے یہ مغالطہ آرائی کیوں کی۔ اگر ایسا کچھ تھا تو اسے بتانا چاہیے تھا۔ مگر...... دانیال مرزا کے اندر ایک نہیں بہت سے سوال تھے مگر وہ اس کی خبر میرال حسن کو ہونے نہیں دینا چاہتا تھا۔

"شاید...... وہ بھول بھی ہوگی۔" میرال حسن مسکرائی تھی پھر تفصیل بتاتے ہوئے بولی تھی۔

"ابان شکری کی فیملی اس کے ساتھ نہیں رہتی مگر ایک دادا ابا ہیں جو آجکل یہاں آئے ہوئے ہیں۔ شاید اتباع نے انہی کا ذکر کیا ہوگا مگر ویسے اس گھر میں صرف نوکروں کی فوج ہوتی ہے۔ یہ محل یونہی خالی پڑا رہتا ہے۔ میں بھی دادا ابا سے ہی ملنے یہاں آئی تھی ورنہ میرا اسٹے ابان کی فیملی کے ساتھ ہوتا تھا مگر یہاں آکر خبر ہوئی دادا ابا تو کسی ضروری کام سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں اور......!" میرال حسن بول رہی تھی جب دانیال مرزا نے کہا تھا۔

"میں اتباع کا نمبر ملا رہا تھا۔ اس کا فون سوئچ آف جا رہا تھا۔ مجھے لگا وہ شاید سو گئی ہے اور......!"

"اوہ...... تمہیں خبر نہیں؟ اتباع تو ابھی تک لوٹی ہی نہیں۔ ان فیکٹ مجھے بھی فکر ہو رہی تھی۔ میں نے بہت بار ابان شکری کے سیل فون پر ٹرائی کیا مگر وہ آؤٹ آف ریچ مل رہا تھا۔ شاید وہ کسی ایسی جگہ تھے جہاں سگنلز نہیں پہنچ رہے۔" وہ نارمل انداز میں مسکرائی تھی۔

"اوہ...... مجھے خبر نہیں تھی لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے وہ کہیں پھنس گئے ہوں جہاں سگنلز نہیں آرہے ہوں۔" وہ مسکرایا تھا۔ وہ اتباع کا کوئی نیگیٹو امیج کری ایٹ کرنا نہیں چاہ رہا تھا سو اسے اتباع منصور کو ڈیفینڈ کرنا بہت ضروری لگا تھا۔

"یہ ممکن ہے مگر مجھے فکر ہو رہی تھی تبھی فرید سے پوچھا تھا مگر وہ وفادار ملازم ہے۔ اپنے صاحب کے راز نہیں بتاتا۔" وہ مسکرائی تھی۔
دانیال اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ میرال حسن نرمی سے مسکرائی تھی تب دانیال مرزا کو بھی مسکرانا ضروری لگا تھا۔ جو بھی اسے پتہ چلا تھا وہ اتباع کے بیانات سے بہت مختلف تھا۔ اتباع نے پہلی بار اس سے اتنا کچھ چھپایا تھا اور اس کی وجہ کیا ہو سکتی تھی؟ جہاں تک وہ اتباع کو جانتا تھا وہ جھوٹ نہیں بولتی تھی۔ پھر یہ جھوٹ کیا وجوہات رکھتے تھے؟ اس جھوٹ کے اسباب کیا تھے؟

"کیا ہوا؟ تم اپ سیٹ ہو گئے؟" میرال حسن نے اسے بغور دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا تھا۔ دانیال مسکرا دیا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں میرال حسن۔ میں سوچ رہا تھا مجھے وہاں ہونا چاہیے تھا۔"

"اوہ...... تاکہ تم اتباع کے قریب رہ کر اس کا خیال رکھ سکتے؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔

دانیال نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"تاکہ میں تمہارا خیال رکھ سکتا۔" وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔اس کا لہجہ سرسری تھا جیسے وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ تمام تر قصہ سن کر اسے فرق پڑا ہے یا پھر وہ اجاج پر اعتبار نہیں کرتا۔ میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"تم بہت اچھے ہو دانیال مرزا۔ اگر مجھے ابان شگری سے اتنی طوفانی محبت نہ ہوتی تو میں تمہارے لئے ضرور سوچتی۔" میرال کے چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ تھی اور دانیال مرزا ہنس دیا تھا۔

"پھر رحم کرو میرال حسن...... مانا کہ یہی برداشت ہے مگر اب میں ایسا بھی نہیں کہ تمہیں بھی جھیل سکوں۔"

"اوہ، تم مجھے نہیں جھیل سکتے دانیال مرزا؟ دنیا کی اتنی خوبصورت لڑکی؟ کتنے بے قدرے ہو تم؟" میرال حسن افسوس کرتی ہوئی بولی تھی۔ دانیال مسکرا دیا تھا۔

"سنا ہے صابر اور شاکر دونوں جنتی ہوتے ہیں۔ پھر یوں ہوتا کہ میں تمہیں دیکھ کر صبر کرتا اور تم مجھے دیکھ کر شکر کرتیں سو ہماری بھی گزر جاتی۔" دانیال کا سینس آف ہیومر اچھا تھا۔ میرال حسن ہنس دی تھی۔

"یہ سچ ہے میں تمہیں چاہنا چاہتی مگر اب ابان شگری ہے اور میرا ہر سفر اس کی طرف ہے۔ میں ابان شگری سے ہٹ کر سوچ نہیں سکتی۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"بیچارا ابان شگری! اس کے برے دن آنے والے ہیں۔" دانیال مسکرایا تھا۔

"نہیں...... ان فیکٹ وہ دنیا کا لکی ترین شخص ہوگا جس کی زندگی میں میرال حسن اس کے ساتھ کھڑی ہوگی اور وہ ابان شگری ہے کوئی اور نہیں۔" میرال حسن یقین سے کہتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔

دانیال مرزا اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"آئی ہوپ وہ دونوں خیریت سے ہوں۔"

"کون؟" میرال چونکی تھی۔ "اوہ...... ابان اور اجاج؟ ہاں میں بھی یہی امید رکھتی ہوں۔ اجاج کچھ اپ سیٹ لگ رہی تھی۔ شاید اس کی طبیعت خراب تھی۔ ہو سکتا ہے ابان شگری اسے ہاسپٹل لے گیا ہو اور ایمرجنسی میں اسے کچھ آورز کے لئے ایڈمٹ کر لیا گیا ہو۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں یہاں زیادہ رہی نہیں، سو اس بات کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ فرید وفادار ملازم ہے مگر اس معاملے میں وہ بے خبر دکھائی دے رہا ہے۔" میرال حسن نے مسکراتے ہوئے لہجہ دانستہ سرسری رکھا تھا۔

"ڈونٹ وری...... مجھے امید ہے سب ٹھیک ہوگا۔" وہ نارمل دکھائی دے رہا تھا۔ "فکر تو تمہیں بھی ہو رہی ہوگی نا دانیال مرزا؟" میرال نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

دانیال مرزا مسکرا دیا تھا۔

"محبت میں اعتبار ضروری ہوتا ہے میرال حسن۔ اگر محبت کرتی ہو تو ابان شگری پر اعتبار کرنا بھی سیکھو ورنہ محبت بنجر زمین میں

بے خبری میں بویا ہوا بیج بن جاتی ہے جو زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہتا۔"

دانیال مرزا نے اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے بہت قیمتی مشورے سے نوازا تھا۔ میرال حسن حیران ہوئی تھی۔ اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا پھر پھیکی سی مسکراہٹ مسکرا دی تھی۔

"بات اعتبار کی نہیں ہے دانیال مرزا..... آف کورس میں ابان شگری پر اعتبار کرتی ہوں تبھی تو صدیوں کی دوری پر اس سے بہت دور بیٹھی رہتی ہوں۔ ابان شگری ایسا شخص نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں۔ مجھے بس اس کی فکر ہو رہی تھی۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"تم آرام کرو میرال حسن..... میں تم سے دوبارہ پھر بات کروں گا۔ پواڈز کے لئے بلا رہی ہیں اور میں ان کی ڈانٹ سننا نہیں چاہتا۔" وہ مسکرایا تھا اور کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

میرال حسن گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔

☆　☆　☆

اتباح منصور نے آئینے میں خود کو دیکھا تھا۔ اسے اپنا آپ بہت پرایا لگ رہا تھا۔ ابان شگری کے دیئے گئے اس ایونگ گاؤن میں وہ اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اس کی رگوں میں خون منجمد ہو رہا تھا۔ جسم میں سے جیسے جان نکل رہی تھی مگر ابان شگری کو جیسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ چلتا ہوا اس کے پیچھے آن رکا تھا۔ اتباح منصور نے اس کا عکس آئینے میں اپنے ساتھ دیکھا تھا مگر وہ چونکی نہیں تھی۔ وہ جیسے نیم مردہ سی ہو رہی تھی۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اتباح منصور کا برف سا ٹھنڈا ہاتھ اس کی گرفت میں تھا اور اتباح منصور کو لگا تھا اسے انگاروں نے چھو لیا ہو۔ وہ چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ اتباح منصور نے سر انکار میں ہلا یا تھا۔

"پلیز مت کریں ابان شگری!" اس کی نظروں میں جیسے بہت سی گزارشات تھیں۔ ابان شگری کی آنکھوں کی تپش اسے اپنے چہرے اور خدوخال پر دکھائی دی تھی۔ ان آنکھوں میں گہرا شوق تھا..... طلب کی چاہ تھی اور پانے کی جستجو۔ وہ نگاہ اپنے ساتھ باندھ لینے والی تھی مگر اتباح منصور ایسے کسی لمحے کی گرفت میں نہیں تھی۔

"چلیں؟" وہ اسے کہاں لے کر جانے کی اجازت چاہ رہا تھا، وہ جان نہیں پائی تھی۔ اتباح منصور کی مرضیات کے خلاف جاتا تھا وہ۔ اس کی مرضیوں سے واسطہ نہیں تھا اسے پھر وہ اس کی اجازت کیوں چاہ رہا تھا۔

اس سے کیا فرق پڑ جاتا تھا اور.....!

وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری اس کا ہاتھ لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

قدم کس سمت تھے، کہاں جا رہے تھے، وہ نہیں جانتی تھی۔

اس کے وجود میں جیسے کوئی جان نہیں بچی تھی۔ وہ اس کے ساتھ پاؤں زبردستی گھسیٹ رہی تھی یا ابان شکری اسے ہاتھ سے تھامے زبردستی کس سمت کھینچے چلا جا رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے لگ رہا تھا جیسے کوئی تختہ دار کی سمت لئے جا رہا ہو۔ جیسے یہ لمحے آخری ہوں۔ وصیت زور سے چیخنا چاہتی تھی وہ مگر اس کے اندر ہمت ہی نہیں تھی اور وہاں کون تھا اسے سننے والا؟

کون آتا ہے وہاں؟ اور کس سبب سے؟

وہ اپنے شریک سفر کے ساتھ تھی...... اس رشتے...... اس تعلق پر کون سوال اٹھا سکتا تھا؟ کون انگلی اٹھا سکتا تھا؟ دنیا کی نظر میں یہ رشتہ اس کے حقوق، فرائض...... سب جائز تھا تو پھر وہ اس رشتے سے کیسے اور کیونکر انکاری تھی؟ اس کے قدم ابان شکری کے ساتھ کسی انجان سمت کی طرف اٹھ رہے تھے۔ ابتہاج منصور نے آنکھیں زور سے بھینچ لی تھیں۔ ابان شکری ایک کمرے کا دروازہ کھول کر شاید اندر داخل ہوا تھا اور وہاں تیز میوزک نے ان کا خیر مقدم کیا تھا۔ بہت شور تھا...... بہت سی آوازیں تھیں اور ابتہاج منصور نے یکدم آنکھیں کھول دی تھیں۔

"کتنا انتظار کروایا تم نے ابان شکری!" کوئی بولا تھا۔

"واٹ اے بیوٹی فل کپل...... ماشاءاللہ...... نظر نہ لگے۔" کوئی خاتون کہتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"کتنے پرفیکٹ لگتے ہو تم دونوں ساتھ...... ہائے...... تبھی تو تم یہاں وہاں دیکھتے نہیں ہو ابان شکری......" کوئی سرد آہ سنائی دی تھی۔

"یار مجھے تو لگا تم یہاں نیو ایئر کی پارٹی تھرو کرنے کا کہہ کر خود کہیں لاپتہ ہو گئے ہو۔ بہت انتظار کرایا تم نے...... مجھے لگا پارٹی تمہارے بنا ہی اختتام پذیر ہو جائے گی مگر...... شکر ہوا تم آ گئے۔" کسی دوست نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میں نے آپ سب سے کہا تھا ابان شکری ضرور آئے گا۔ وہ وعدوں کا پکا ہے مگر آپ میرا اعتبار نہیں کر رہے تھے۔" یحییٰ مسکرایا تھا۔

ابان شکری نے مسکراتے ہوئے یحییٰ کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تھینکس فار ویٹنگ آل ویٹ اریج منٹس...... مجھے امید تھی تم کر پاؤ گے۔" ابان شکری کا لہجہ پرسکون تھا۔

"ہاں بھئی...... اتنی خوبصورت وائف ہو تو بندہ نئے سال کے ابتدائی لمحے کسی گوشہ تنہائی میں بسر کرنے کو نکل سکتا ہے! اس میں عجیب کیا ہے؟" کوئی دوست مسکراتا ہوا بولا تھا۔

"خواہ مخواہ امذاق مت کرو ابان بھائی کو، تمہاری عادت ہے۔ ابان بھائی آپ اپنی مسز کے ساتھ اچھے لگ رہے ہیں...... پرفیکٹ کپل......

Not only do they look,They truly seem to be made for each other

But they give,like they are made for each other

"off that feeling of endless love

خوبصورت سی لڑکی مسکرائی تھی۔

"تو ڈاؤٹ بیٹا تم دونوں کا کھیل بہت اچھا ہے۔ میں نے سنا تھا تم نے نکاح کیا ہے مگر تصدیق آج ہوگئی۔ بلاشبہ تم نے بہت خوبصورت پیچ ڈھونڈا ہے۔ اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔ گھر جا کر نظر اتار لینا اور اپنی ریسپشن پارٹی میں بلانا مت بھولنا۔" آنٹی جو بہت دیدہ زیب ساڑھی میں تھیں انہیں بہت سراہا تھا۔ ابتاج منصور ساکت سی کھڑی ان سب کی سمت دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری مسکراتے ہوئے سب سے مل رہا تھا۔

"بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے......" کوئی دوست مسکرایا تھا۔ "بہت انتظار کروایا تم نے یار مگر قطار وہیں سے شروع ہوتی ہے جہاں ابان شگری کھڑا ہوتا ہے۔ سو پاؤں بھی تبھی شروع ہوتی ہے جب ابان شگری قدم رکھتا ہے۔" دوست نے بھرپور حسِ مزاح کا مظاہرہ کیا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"تم دونوں ملے کیسے تھے؟ سب کو جاننے کا اشتیاق ہوگا، یوں تو کہتے ہیں کہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔"

خاتون مسکراتے ہوئے، ابتاج منصور کی سمت مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

ابتاج منصور نے بوکھلا کر ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔

ابان شگری شاید فوری طور پر مدد دینے سے قاصر نظر آیا تھا۔ اور ابتاج منصور کو فوری طور پر جواب دینا تھا تبھی بولنا بولنا ضروری تھا، تبھی ایک نگاہ ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ ان کے درمیاں اگر کہیں کچھ نہیں بھی تھا، وہ تعلق، وہ رشتہ واجبی سا تھا، تمام رابطے وقتی تھے، رشتے چند روزہ تھے۔ مگر یہ بات دنیا کے سامنے کھولی نہیں جا سکتی تھی، وہ نہیں جانتی تھی ابان شگری اسے اپنے قریبی دوستوں اور ان کی فیملیز کے درمیان کیوں لایا تھا، اسے متعارف کرانے کے اسباب کیا تھے، وہ نہیں جانتی تھی، مگر اس لمحے چپ رہ کر وہ اپنے رشتے کی قلعی کھولنا نہیں چاہتی تھی۔ جو بھی مخالفت تھی، رنجشیں تھیں وہ صرف ان کے درمیاں کی بات تھی، دنیا کو درمیان لانا مناسب نہیں تھا۔

ابان شگری کو لگا تھا شاید وہ جواب نہیں دے پائے گی تبھی بولا تھا۔

"ہم حادثاتی طور پر ملے تھے۔"

اور عین اسی لمحے ابتاج منصور نے بھی جواب دیا تھا۔

"ہم حادثاتی طور پر ملے تھے اور...!"

دونوں نے ایک وقت میں، ایک سی بات کہی تھی۔ ابتاج نے حیرت سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ ابان شگری کے چہرے اور آنکھوں میں ایسی کسی حیرانی کا شائبہ نہیں تھا۔

خاتون ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"Both of you answer the same set of questions separately without consulting each other at any given point"

خاتون ان کی باہمی انڈر اسٹینڈنگ سے متاثر دکھائی دیں تھیں۔
"ابان شگری کیا ہم اس پارٹی کو تمہاری ری سپشن تصور کرلیں؟" کوئی لڑکی دلکشی سے مسکرائی تھی۔ شاید وہ دوست کی وائف تھی۔ ابان شگری مسکرادیا تھا اور اس کے ساتھ ابان کے دوست نے اس کی وضاحت کی تھی۔
"ابان شگری کی ری سپشن معمولی نہیں ہوگی بیگم...... فی الحال کے لئے ٹیک اٹ ایز آ نیو ایئر پارٹی...... ابان کی ری سپشن پر پھر دیکھا جائے گا۔"
کتنی آوازیں تھیں...... کتنے تجسس بھرے...... ستائشی لہجے...... کتنی رشک بھری نظریں...... اور...... ابان شگری بس مسکرا رہا تھا۔
اور احتیاج منصور ساکت کھڑی تھی۔
اس کی نگاہیں ابان شگری کی سمت اٹھی تھیں مگر وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔
"تم نے تو اپنے نکاح کی خبر سب سے چھپانا چاہی تھی ابان شگری، مگر ایسی باتیں چھپتی نہیں۔" کوئی ایک خاتون مسکراتے ہوئے بولی تھی۔
ابان شگری مسکرادیا تھا۔
"نہیں ایسا نہیں تھا۔" وہ شاید تردید کرنا چاہتا تھا۔
احتیاج منصور نے بوکھلا کر ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ ابان شگری کا حصہ بن رہی تھی، ابھی کچھ دیر قبل جس طرح اس نے ابان شگری کو ڈیفنڈ کیا تھا اس پر وہ کچھ خاص متاثر نظر نہیں آیا تھا، شاید وہ اسے کوئی فیور نہیں، اپنا حق سمجھ کر وصول کر رہا تھا۔
احتیاج منصور کو چونک جانا پڑا تھا، ہجوم میں کوئی کہہ رہا تھا۔
"ظاہری بات ہے، اتنی خوبصورت وائف کو چھپا کر رکھنا ضروری تھا نا! نظر لگ جاتی نا اور پھر ہمارے مسٹر شگری کو وائف کی خدمت میں جُت جانا پڑتا۔" کوئی خاتون شرارت سے مسکرائی تھیں۔ سب ہنسنے لگے تھے۔
ابان شگری مسکرا رہا تھا۔
لاؤڈ میوزک...... اتنی رشک بھری نظریں...... اتنے بھانت بھانت کے کمنٹس...... اور اس پر ابان شگری کی بے خبری......
احتیاج منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ نگاہ متوجہ نہیں تھی۔
یہ منصوبہ سازی تھی یا کچھ اور تھا؟
ابان شگری کا ارادہ اسے صرف یہاں فارم ہاؤس پر لانا تھا؟ صرف اس نیو ایئر پارٹی کے لئے یا پھر وہ واقعی وہی چاہتا تھا جس کا ذکر اس نے کیا تھا؟ وہ اس ذہن پڑھ نہیں سکتی تھی۔
اس کی سوچ جان نہیں سکتی تھی مگر وہ جانتی تھی صرف یہی ایک موڑ نہیں تھا۔ اس کے بعد کچھ بھی ہوسکتا تھا۔

اس ایک سوچ سے آگے وہ کچھ اور سوچ نہیں سکی تھی یا سوچنا چاہتی تھی۔ ابان شکری پیچیدہ ترین شخص تھا اور وہ اس پر اپنا ٹائم ویسٹ کرنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا اسے سمجھنے، جاننے کی کوششیں ناکام ہو سکتی تھیں۔ وہ اتنا ہی Unexpected اور Unpredictable تھا۔ اپنی باتوں کی طرف وہ خود بھی بہت الجھا ہوا تھا۔

اتنے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر وقتی طور پر اس نے خود کو بہت محفوظ تصور کیا تھا۔ اسے سے آگے کیا ہونا تھا یا ابان شکری نے کیا سوچا تھا، وہ نہیں جانتی تھی۔ اس نکاح کی خبر کیسے اور کیونکر عام ہوئی تھی، اسے اس سے بھی سروکار نہیں تھا۔

ابان شکری مسکراتا ہوا دوستوں سے مل رہا تھا اور شاید اسے بھی اس خبر کے عام ہونے کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

اسے اندازہ ہوا تھا اس کے دوستوں نے ان دونوں کو ساتھ دیکھنے کی ضد کی تھی۔ شاید تبھی وہ اسے اپنے ساتھ یہاں فارم ہاؤس پر لے آیا تھا۔ شاید وہ شخص لمحوں میں زندگی کو جینے کا عادی تھا۔ اسے نہیں پسند تھا وہ آنے والی ساعتوں کو گنے یا ان کی پرواہ کرے۔ یہاں تک آنا ایک منصوبہ تھا مگر اس سے آگے کیا سوچا تھا اس نے...... وہ نہیں جان سکتی تھی۔

وہ اس تھپڑ کے بدلے کے طور پر کیا چاہتا تھا۔ حقوق اور فرائض کی بہت سی باتیں اس نے کی تھیں اور وہ اس شخص کا مزاج جانتی تھی۔ وہ جو کہتا تھا وہ کرنا ضروری تھا اور اس کے کسی دوست نے بھی تو اس کے وعدہ وفا کرنے کی عادت کو سراہا تھا اور......!

یہ سوچ کر ہی اس کے وجود میں جیسے ایک کرنٹ سا دوڑا تھا۔

پارٹی عروج پر تھی...... شور تھا...... لاؤڈ میوزک...... کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ کونے میں چپ چاپ کھڑی تھی۔

دل چاہا تھا بھاگ کر بھاگتی ہوئی کسی گوشہ تنہائی میں نکل جائے۔ کسی اور طرف نکل جائے...... کسی اور جگہ۔

مگر وہ جانتی تھی ایسی کوئی جگہ کہیں نہیں تھی۔ وہ صرف ابان شکری کے رحم و کرم پر تھی اور بس......

وہ اپنے دائرے خود بناتا تھا، خود محدود کرتا تھا اور خود پھیلاتا تھا۔

وہ جیسے ایک قید میں تھی اور اس قید میں رہائی تھی بھی کہ نہیں، وہ نہیں جانتی تھی مگر جب تک اس نے ابان شکری کے ساتھ رہنا تھا اسے ابان شکری کے قانون کی پاسداری کرنا تھی شاید کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راہ ابان شکری نے اس کے لئے رکھی نہیں تھی۔

دنیا انہیں سراہ رہی تھی...... پرفیکٹ کپل قبول کر رہی تھی مگر اس رشتے کی حقیقت کیا تھی؟

دنیا کی نظر میں وہ ساتھ کھڑے پرفیکٹ میچ لگ رہے تھے مگر یہ رشتہ کس طرح معرض وجود میں آیا تھا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے کھڑی ابان شکری کو دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ ٹیرس سے ستارے اور چاند بخوبی دکھائی دے رہے تھے تاریکی میں۔

"چاند بام پر آیا ہوگا، کسی کو دیکھ کر مسکرایا ہوگا، وہ میں نہیں ہوں، دل جانتا ہے۔ اور اگر میں ہوتا تو کیا ہوتا؟! خیر ہوتا......

اخیر......!" وہ مسکرایا تھا۔

"سن کیسی آواز آتی ہے دل سے!"

یوں صبا پاس سے گزرتی ہے

جیسے کہہ دی کسی نے پیار کی بات

صحن زندان کے بے وطن اشجار

سرنگوں، محو ہیں بنانے میں

دامن آسمان پہ نقش ونگار

قاسم مسکرایا تھا۔

"تم اداس ہو تو کسی محفل کا انتظام کریں؟ تمہارے دل بہلانے کا کوئی تو طریقہ ہو۔" قاسم نے چھیڑا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"محفل کا انتظام کرنا ہوتا تو اشعر ملک کے لیے کیا مشکل تھا مگر دل نہیں ہے یارا......" اس کے لہجے میں عجیب تاسف تھا۔

"دل کو کیا ہوا؟" قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک مجھے لگتا ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ ایسا پہلی بار ہے کہ تم نے نیو ایئر کی پارٹی بھی تھرو نہیں کی ورنہ اشعر ملک کی پارٹی کا تو لوگ بے صبری سے انتظار کرتے تھے۔"

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔ انداز کچھ بجھا بجھا سا تھا۔

"یاد نہیں کچھ......بس اتنا یاد ہے کہ دل نہیں رہا......!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ ایک لمحے کو خاموشی ہوئی تھی پھر وہ گویا ہوا تھا۔

"اس کے بام و در جگمگا رہے ہیں کیونکہ روشنی وہاں ہے۔ سنا ہے ابان شگری نے بہت بڑی نیو ایئر پارٹی تھرو کی ہے اور اتباع منصور شیخ بھی اس پارٹی کا حصہ ہے۔ اس پر پہلی بار افسوس ہوا کہ میں وہاں کیوں نہیں...... ابان شگری ہر بار انویٹیشن سینڈ کرتا تھا اور میں کبھی نہیں جاتا تھا مگر اس بار دل چاہا وہ رسماً ہی ایک دعوت نامہ بھجواتا تو میں وہ رنگ و نور دیکھنا چاہتا۔ وہاں چاند زمین پر اتر آیا ہوگا۔ کاش وہ لمحہ میں مٹھی میں قید کر سکتا۔" اس مدھم مگر بجھے بجھے لہجے میں کئی الاؤ دہک رہے تھے۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"سن یارا، فیض چاچا کیا کہتے ہیں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

وہ لوگ بہت خوش قسمت تھے

جو عشق کو کام سمجھتے تھے

یا کام سے عاشقی کرتے تھے

ہم جیتے جی مصروف رہے

کچھ عشق کیا، کچھ کام کیا

کام عشق کے آڑے آتا رہا

اور عشق سے کام الجھتا رہا

پھر آخر تنگ آ کر ہم نے

دونوں کو ادھورا چھوڑ دیا

اشعر ملک مسکرایا تھا مگر انداز میں ایک یاسیت تھی۔

"ہائے وہ تیری نگاہ...... تلوار سے تیور...... اور بے خبری ہی بے خبری...... ابان شگری کو تو خبر بھی نہیں وہ کس کا ہاتھ تھامے کھڑا ہے...... وہ میرے آنگن کا چاند ہے جس کی روشنی سے اس کے بام و در روشن ہو رہے ہیں۔" اشعر ملک کا انداز بہت پرسکون تھا مگر اس انداز کے اندر بہت سے خلفشار دکھائی دے رہے تھے تبھی قاسم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تمہیں آرام کرنا چاہیے اشعر ملک...... رات بہت ہو گئی ہے۔"

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"مجھے تھکن نہیں ہوئی قاسم مرتضیٰ...... اشعر ملک شیر ہے یارا...... ہارتا نہیں اور تھکتا نہیں...... تو فکر نہ کر......!" اشعر ملک مسکرایا تھا اور قاسم کا ہاتھ سہولت سے ہٹا دیا تھا۔ قاسم اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"اچھا سن، فیض چاچا کی گہری بات سن، محبت اپنی تشریح خود کرے گی۔" اشعر ملک مسکرایا تھا مگر انداز میں جیسے حسرتیں تھیں۔

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے

یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں

گر آج اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا

یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

"مجھے اس پارٹی میں ہونا تھا قاسم...... مجھے اس چاند کے ساتھ رکنا تھا، ساتھ ساتھ چلنا تھا۔ مجھے وہ چاند چاہیے۔ میں ابان شگری کے آسمان سے وہ چاند چرانا چاہوں گا۔ میں حاسد بن رہا ہوں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"مجھے خبر نہیں تھی جلن کیا ہوتی ہے، جلنا کیا ہوتا ہے مگر رقیب سے ملا تو اس نے سب بتا دیا یارا...... ایک ملاقات اس رقیب سے روبرو...... دوبدو ضروری ہے اب۔" وہ ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ قاسم کو تشویش ہوئی تھی۔

"مسٹر واٹسن کو فون لگاؤ...... کوئی نہیں جانتا مسٹر واٹسن میرا بندہ ہے...... انگلینڈ میں بہت سی انویسٹمنٹ کرنا چاہتا ہوں...... موڈ ہو رہا ہے سب سمیٹ لینے کا...... وہ بھی جو کسی اور کا ہے اور وہ جو میرے پیارے رقیب کا ہے۔ مجھے مسٹر واٹسن کے ذریعے ابان شگری کی کمپنیز میں

انویسٹمنٹ کرنا ہے۔اتنی کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سب سے قوی بن جاؤں......" اشعر ملک کا دماغ پھر کوئی جال بن رہا تھا۔قاسم کو اسے روکنا تھا تبھی بولا تھا۔

"تم یہ پہلے بھی ٹرائے کر چکے ہو اشعر ملک......تب کیا ہوا تھا؟ ابان شگری کی رسی سورسز بہت زیادہ ہیں...... اسے خبر ہو گئی تھی اور اسے خبر ہو جانے کا مطلب، وہ یہ پالیسی کامیاب ہونے نہیں دے گا۔" قاسم نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا جیسے اس کے دماغ میں کوئی بڑی شے سر اٹھا رہی تھی۔

قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

پارٹی عروج پر تھی...... پارٹی کا شور......اس کی سماعتوں کو چیرتا ہوا دماغ میں ہتھوڑے برسا رہا تھا...... وہ خالی خالی نظروں سے پارٹی میں شامل چہروں کو دیکھ رہی تھی۔وہ اس سب کی عادی نہیں تھی۔

پارٹی......گلیمر......اس کی ترجیحات کبھی نہیں رہے تھے۔وہ پرسکون طبیعت کی لڑکی تھی۔شور سے دور رہنا پسند کرتی تھی۔تبھی اس نے دور کھڑے ابان شگری کو دیکھا تھا۔وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے چلتا ہوا قریب آیا تھا۔ابتاج منصور اس کی سمت سے نگاہ ہٹا گئی تھی۔

ابان شگری نے اس کی سمت بغور دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی سمت بڑھایا تھا۔ابتاج منصور کو چونک کر اسے دیکھنا پڑا تھا۔ابان شگری کا ہاتھ اس کی سمت پھیلا ہوا تھا۔وہ کیا چاہتا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ فوری طور پر ہاتھ اس کی سمت بڑھا نہیں سکی تھی۔

ابان شگری منتظر دکھائی دیا تھا اور تب اسے سرنفی میں ہلانا پڑا تھا۔

"مجھے تھکن ہو رہی ہے......آئی ایم ٹائرڈ......سر دکھ رہا ہے میرا......" وہ جواز دیتے ہوئے بولی تھی۔جس طرح وہ اس کی سمت ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا اس پر کئی چہرے ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

ابتاج منصور نے وہ نظریں محسوس کرتے ہوئے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔آنکھوں ہی آنکھوں میں درخواست کی تھی۔کئی عرضیاں اسے بھیجی تھیں۔وہ نہیں جانتی تھی ان کہی گزارشات کا اثر ابان شگری پر ہوگا کہ نہیں مگر جس طرح وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا اور جس طرح کئی نظریں ان کی سمت متوجہ تھیں وہ اس رشتے کی قلعی کھولنا نہیں چاہتی تھی۔ایک نگاہ اس نے تمام ہجوم پر ڈالی تھی پھر ابان شگری کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔ابان شگری اس کا منتظر کھڑا تھا۔جانے کیا ہوا تھا۔ایک لمحہ عجیب انقلاب لایا تھا۔اسے ابان شگری پر ترس آیا تھا۔وہ اس کا سر جھکانا نہیں چاہتی تھی۔اس رشتے کی پرواہ تھی؟کوئی پاسداری تھی یا پھر صرف مروت یا کوئی اور جذبہ......؟اس نے کچھ نہیں سوچا تھا......کچھ نہیں جانا تھا......خاموشی سے اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا۔

ہجوم میں شور سا اٹھا تھا۔اس اقدام پر باقاعدہ تالیاں بجی تھیں۔ابان شگری نے بغور دلچسپی سے اور فتح مندی سے اس چہرے کو دیکھا تھا۔اس لمحے وہ فاتح رہا تھا۔ابتاج منصور نے اسے فاتح کر دیا تھا۔ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

جانے کیا ہوا تھا۔ اجتماع منصور کا پاؤں گاؤن میں الکا تھا یا پاؤں مڑا تھا...... وہ لڑکھڑائی تھی جب ابان شگری نے بازو اس کی کمر میں حمائل کرتے ہوئے اسے سنبھالا تھا مگر سنبھلتے سنبھلتے اس کا سر ابان شگری کے شانے سے ٹکرا گیا تھا۔ ابان شگری کی چلتی سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرائی تھیں...... اس کے کلون کی مخصوص مہک...... اس کے وجود کی تپش...... وہی تحفظ بھرا احساس...... وہی اس کے گرد اس کی مضبوط گرفت...... وہی ان کہی باتیں...... اور......!

وہ ابان شگری کی سمت سر اٹھا کر حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے گمان تھا آپ فرقتوں کو بڑھانا چاہتی ہیں اور اس پیش رفت میں کوئی اقدام سرزد ہوگا جو بتائے گا کہ محبت کو دور جانے کی عادت نہیں ہے۔ سو فاصلوں کو گھٹ جانا ضروری لگا۔" ابان شگری کی مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں میں تھی۔ اسے ہجوم کی پرواہ نہیں تھی...... ان کی سمت اٹھتی نظروں کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ رشک بھری نظریں ان کی سمت اٹھی تھیں...... پرشوق انداز میں اس خوبصورت جوڑے کو دیکھ رہی تھیں...... اجتماع منصور کو بے طرح خجالت محسوس ہوئی تھی۔ اتنی نظروں کا سامنا...... اور اس پر ابان شگری کی پگھلانے والی قربت...... اور وہ جلتی ہوئی نظریں...... اجتماع منصور نے آنکھیں بند کر کے اس فراخ سینے پر سر ٹکا دیا تھا۔ ابان شگری کی دھڑکنوں کا شور...... اردگرد کے ہجوم کو دباتے ہوئے یکدم غالب آگیا تھا۔

"جنوں کے قدموں پر قدم رکھ کر چلنے کی عادت ہو گئی ہے آپ کو...... اس سفر میں قدم روکنا ممکن ہی نہیں ہوگا...... دکوئی مدد باب کام آئیں گے......" وہ سر جھکا کر اس کی سماعتوں کے قریب بولا تھا۔

"بلاشبہ آپ دونوں کا کپل خوبصورت ہے...... جیسے ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہوں۔" ایک لڑکی ان کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرائی ہوئی بولی تھی۔ "مگر یہ جلن بھی ہو رہی ہے کہ اس جگہ اگر میں ہوتی تو کیا ہوتا!" وہ شرارت سے کہہ رہی تھی۔ سب مسکرائے تھے۔ اس کے قریب کھڑے نوجوان نے اسے شاکی نظروں سے دیکھا تھا۔

"بیگم، خیال کریں...... آپ ابان شگری کے خواب دیکھیں گی تو مجبوراً مجھے مسز ابان شگری کے خواب دیکھنا ہوں گے مگر مسٹر ابان شگری کے ہوتے ہوئے ایسا ممکن نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میری خیریت کو ضرور خدشہ لاحق ہو سکتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا اور کئی قہقہے پڑے تھے۔

"ابان شگری بلاشبہ اپنی چیزوں پر پرائی نگاہ برداشت نہیں کرتا۔" ایک لڑکی مسکرائی تھی۔ "ہائے ظالم...... ایک بار پوچھا تو ہوتا...... ہم بھی تو پڑے تھے راہوں میں...... مگر ہم تو منتظر ہی رہ گئے اور دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے!" وہ شرارت سے بولی تھی اور سب ہنسنے لگے تھے۔

"یہ تو ہے ابان شگری نے چپکے چپکے میدان مارا ہے۔ شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔ معلوم نہیں ابان شگری ایسے جنونی انداز میں کسی کے عشق میں گرفتار ہو گا ورنہ میں نے آس پاس رہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔" ایک خوبصورت لڑکی مسکرائی تھی۔

"ایسے نہیں کہتے کہ یہ حسرتیں ایک طرف اٹھا رکھو۔ ابان شگری اپنی مسز کے ساتھ پرفیکٹ لگ رہا ہے۔ جوڑے آسمانوں پر بنتے

ہیں اور وہی بہترین ہوتے ہیں۔" کسی خاتون نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو ڈی فیڈ کیا تھا۔
اتباع منصور نے سر اٹھا کر ابان شگری کو دیکھا تھا۔ وہ اسی کی سمت متوجہ تھا۔ اتباع وہ تمام فقرے سن رہی تھی۔ کوئی حسد تھا یا جلن...... اتباع منصور نے اپنا ہاتھ ابان شگری کے شانے پر رکھ دیا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ نگاہ کیا جتانا چاہتی تھی، وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اس کے اندر جیسے کوئی بولنے لگا تھا۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ...... میں اس کے لئے بنی ہوں

"اس رات کے سب سے خوبصورت کپل کو فلور پر آنا بنتا ہے!" ایک دوست مشورہ دیتا ہوا مسکرایا تھا۔
اتباع منصور ابان شگری سے نگاہ پھیر گئی تھی۔
وہ ان نگاہوں کا مرکز بننا نہیں چاہتی تھی مگر ہر نگاہ اسے خود پر محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہ ابان شگری کے ساتھ کھڑی تھی۔ یہ اعزاز اسے ابان شگری کی وجہ سے ہاتھ آیا تھا......

یہ روایات،
التفات،
رواداری،
رکھ رکھاؤ،
دکھاوے کی عنایتیں
یہ مراعات......
یہ توجہ...... صرف اس لئے تھا کہ وہ ابان شگری کے قریب کھڑی تھی۔
وہ اتنا اہم تھا؟ تو وہ اس سے دور کیونکر بھاگی تھی؟
وہ اتنا خاص تھا تو وہ اس کے ہمقدم چلنا اپنا حق کیوں نہیں سمجھتی تھی؟
وہ ہر دل عزیز تھا تو وہ اس کے خواب کیوں نہیں بنتی تھی؟
وہ اتنا مطلوب تھا تو اس نے فقط اس کا ہاتھ کیوں تھاما تھا؟
وقتی طور پر ہی سہی...... اس کی توجہ کا مرکز وہ کیوں بنی تھی؟
چند دنوں کے لئے ہی سہی، اس نے اتباع منصور کا ہاتھ ہی کیوں تھاما تھا؟
مختصر سفر کے لئے ہی سہی...... وہ اس کا شریک سفر کیوں ہوا تھا؟

وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اجاع منصور اس کی سمت دیکھ نہیں پا رہی تھی۔
ان نگاہوں کی تپش عجیب مقناطیسیت رکھتی تھی۔ان میں بھی کوئی سوال رکھتی تھیں وہ آنکھیں......
ابان شگری اس کا ہاتھ تھام کر فلور کی طرف بڑھنے لگا تھا اور اجاع منصور کو اس کے ساتھ وہ قدم اٹھانا محال لگنے لگے تھے۔وہ قربتوں کے لمحے طویل کرنا چاہتا تھا مگر وہ اپنی دھڑکنوں سے نبرد آزما نہیں ہو پا رہی تھی۔اس کی دھڑکنوں کا شور اس کے کانوں میں تھا اور کان پھٹے جا رہے تھے۔
یہ کیسا شور تھا؟
دل کیا کہہ رہا تھا؟ وہ سننا نہیں چاہتی تھی یا سمجھنا نہیں چاہتی تھی؟
مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ......میں اس کے لئے بنی ہوں
اس کے اندر کوئی بولتا چلا جا رہا تھا جب کہ اس کے قدم ابان شگری کی سمت ،اس کے ساتھ کھنچتے جا رہے تھے۔وہ اس کے ساتھ چل رہا تھا۔اس کا ہمقدم تھا......اس کا ہمسفر تھا۔کتنی نگاہیں رشک و حسد سے انہیں دیکھ رہی تھیں اور اجاع منصور اس کے ساتھ چلتی ہوئی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ابان شگری کسی فاتح کا سا تھا اور اجاع منصور اس فاتح کو خاموشی سے تکے جا رہی تھی۔

☆　☆　☆

میرال حسن نے کافی کے سپ لیتے ہوئے ٹیرس پر تنہا کھڑے اس سرد ہوا کو خود کو ٹکراتے ہوئے محسوس کیا تھا۔آسمان پر بہت خوبصورت آدھا چاند تھا اور میرال حسن کو وہ ادھورا پن کہیں اپنے اندر محسوس ہوا تھا۔
فرید چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا۔
"میم......آپ کو کچھ چاہیے؟ آپ نے ڈنر بھی نہیں کیا......اور ابان صاحب کو خبر ہوگی تو وہ بہت برہم ہوں گے۔" فرید اپنی ڈیوٹی نبھا رہا تھا۔
میرال حسن نے اس کی سمت تکتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔
"مجھے بھوک نہیں ہے۔آدھی رات ہے تم سو کیوں نہیں رہے؟" وہ اسے جاگتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگی تھی۔
"میں اپنے کمرے میں جانے ہی والا تھا میم جب آپ کو ٹیرس کی طرف جاتے دیکھا۔مجھے لگا آپ کو کسی شے کی ضرورت ہوگی سو میں پوچھنے چلا آیا۔" میرال حسن نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر آہستگی سے بولی تھی۔
"تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو نا فرید......؟ کوئی بات ایسی ضروری ہے نا؟"
میرال حسن جاننے کو متلاشی تھی مگر فرید نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔وہ بہت زیادہ وفادار تھا۔اس سے سچ اگلوانا ممکن نہیں تھا۔
"میم......آئی ایم سوری......میں کچھ نہیں جانتا......مجھے نہیں پتہ آپ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔" وہ قطعاً لاعلم دکھائی دیا تھا۔

"خدیجہ اماں سوگئی ہیں؟" میرال حسن نے ایک اور راہ عمل ڈھونڈنا چاہا تھا۔

"خدیجہ اماں سو رہی ہیں، کچھ اور کام میم؟..... آپ کو کچھ اور چاہیے؟" وہ مؤدب انداز میں پوچھ رہا تھا۔ تبھی میرال حسن اسے الجھائے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم جانتے ہو فرید میں کیا جاننا چاہتی ہوں مگر تم مجھے بتا نہیں رہے۔ اس گھر میں ابتاج منصور کی موجودگی تو کچھ کہتی ہے۔ آدھی رات میں وہ ابان شگری کے ساتھ ہے اور ان دونوں کو کوئی پتہ نہیں ہے..... کیا اسرار ہے فرید؟" میرال حسن نے جاننے کی جستجو میں فرید کو دیکھا تھا مگر فرید نے افسوس کرتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"آئی ایم سوری میم..... میرے پاس ایسی کوئی نیوز نہیں ہیں۔ ابان سر اپنے معاملات نوکروں سے ڈسکس نہیں کرتے۔ مجھے افسوس ہے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر پاؤں گا۔" وہ بھی ایک کائیاں تھا تبھی وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں جانتی ہوں فرید تم بہت کچھ جانتے ہو مگر تم زبان کھولنا نہیں چاہتے..... اتنی رات میں وہ دونوں ساتھ ہیں۔ خدیجہ اماں بے خبر سو رہی ہیں اور تم جو تمام انتظامی امور دیکھتے ہو تم بھی پریشان دکھائی نہیں دے رہے۔ یعنی ایک بات تو طے ہے کہ وہ دونوں جہاں بھی ہیں تم جانتے ہو کہ وہ خیریت سے ہیں اور تم یہ بھی جانتے ہوئے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔" میرال حسن کے کہنے پر وہ خاموش رہا تھا۔

وہ چند لمحوں تک خاموش رہی تھی۔ اسے دیکھا تھا اور پھر رخ پھیر کر آدھے چاند کو دیکھنے لگی تھی۔

"ابتاج منصور..... ایک اجنبی کے ساتھ..... آدھی رات تک ٹھہرنے کا قدم کیسے لے سکتی ہے؟ اس گھر کے سبھی افراد اور ملازم کوئی بات مجھ سے ضرور چھپا رہے ہو اور میں جانتی ہوں تم سب اپنی زبان نہیں کھولو گے جب تک ابان شگری نہ کہے مگر آئی نو..... کہیں کچھ بہت غلط ہے۔" وہ گہری سانس خارج کرتی ہوئی بولی تھی۔ فرید اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"میم میں جاؤں؟" اس نے پوچھنا مناسب خیال کیا تھا مگر وہ خاموش رہی تھی اور فرید کو خود ہی جانے کا فیصلہ لینا پڑا تھا۔

میرال کچھ دیر تک خاموشی سے کھڑی رہی تھی پھر سیل فون اٹھا کر ابان شگری کے سیل نمبر پر کال ملائی تھی مگر نمبر سوئچڈ آف ملا تھا، میرال حسن کو جیسے بہت مایوسی ہوئی تھی۔ اس نے کچھ لمحوں کو رک کر سوچا تھا پھر جانے کیوں ثمرہ کا نمبر ملایا تھا..... بیل گئی تھی..... اور پانچویں بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

"میرال بیٹا خیریت؟ تم سوئیں نہیں ابھی تک؟" ثمرہ آنٹی پریشان دکھائی دی تھیں۔ وہ شاید نیند سے بیدار ہوئی تھیں۔ میرال کو اندازہ ہوا تھا۔

"سوری آنٹی..... میں نے آپ کو اس وقت ڈسٹرب کیا....." وہ سہولت سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا..... مجھے شدید سر درد تھا اور میں ابھی پین کلر لے کر لیٹی ہی تھی جب تمہارا نمبر دیکھ کر فکر ہوئی..... سب ٹھیک ہے نا؟" ثمرہ آنٹی تشویش سے پوچھنے لگی تھیں۔

"جی آنٹی......سب ٹھیک ہے......آئی ایم سوری میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔ دراصل ابان ابھی لوٹا نہیں جب سے شام سے گیا ہے تب سے کوئی خبر نہیں۔ مجھے تشویش ہو رہی تھی۔ میں نے فرید سے پوچھا مگر اسے بھی خبر نہیں۔ میں نے سوچا شاید آپ جانتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟" میرال حسن مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں بیٹا......میں تو نہیں جانتی......میری ابان سے بات ہوئی تھی مجھے لگا تھا وہ گھر پہنچ گیا ہوگا۔" وہ متفکر سی بولی تھیں۔

"اوہ......! کب بات ہوئی تھی آپ کی ابان سے؟" میرال حسن نے کریدا تھا۔

"شاید پونے بارہ بجے کے قریب......وہ مصروف لگ رہا تھا۔ شاید کوئی ضروری کام آگیا ہو۔ ابان اکثر مطلع نہیں کرتا اور بیرون ملک روانہ ہو جاتا ہے۔ اس میں فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ میرال حسن کو مطمئن کرتے ہوئے بولی تھیں۔

"بزنس ٹور......وہ بھی اتنی اچانک؟ اور کسی لڑکی کی ہمراہی میں؟" میرال نے نمرہ آنٹی کی توجہ بہت ہی خاص ایشو کی طرف متوجہ کروائی تھی۔ نمرہ آنٹی چونکی تھیں۔

"لڑکی؟ کون؟" نمرہ آنٹی کا دھیان اتاج منصور کی طرف نہیں گیا تھا تبھی میرال کو جتانا پڑا تھا۔

"اتاج منصور شیخ؟" میرال کے توجہ مبذول کرانے پر وہ چونکی تھیں۔

"اتاج منصور ابان کے ساتھ ہے؟ کیا ابان نے اسے گھر نہیں چھوڑا؟" انہیں تشویش ہوئی تھی۔ آدھی رات گزر چکی تھی اور ابان کسی لڑکی کے ساتھ کہیں لاپتہ تھا۔ آج سے قبل ایسا کوئی ذکر نمرہ نے نہیں سنا تھا یا پھر آج سے قبل کوئی میرال حسن کی طرح ابان فکری کی ٹوہ میں نہیں تھا۔

میرال حسن ہر طرف بات کر کے کسی نتیجے پر پہنچنا چاہتی تھی۔ وہ سو نہیں پا رہی تھی۔ ایک پل چین نہیں تھا اور اس پریشانی میں وہ باقی سب کو بھی جگا رہی تھی۔

"ابان واپس گھر نہیں لوٹا سو اتاج بھی نہیں لوٹ سکی۔ مجھے پریشانی ہو رہی تھی شاید کہیں Stuck ہو گئے ہوں۔ نئے سال کی آمد کے باعث راستے مصروف تھے۔ شاید ٹریفک جام میں پھنس گئے ہوں مگر آدھی رات تک تو کوئی ٹریفک جام نہیں رہ سکتی نا......" میرال ہر نقطے سے سوچنا چاہتی تھی۔ نمرہ آنٹی کو بھی تشویش ہوئی تھی تبھی وہ نرم لہجے میں بولی تھیں۔

"تم پریشان مت ہو......میں پتہ کرتی ہوں۔" نمرہ آنٹی متفکر ہو کر بولی تھیں۔

"خدانہ کرے کہیں کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو......!" میرال حسن بولی تھی مگر اس خدشے پر نمرہ آنٹی کا دل ہول گیا تھا۔

"خدانہ کرے......پلیز تم ایسا کچھ مت سوچو میرال۔ میں پتہ کرتی ہوں۔ ابان اتنا غیر ذمہ دار نہیں ہے مگر میں اسے جانتی ہوں۔ وہ کوئی غلط قدم نہیں اٹھا سکتا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی نئے سال کی پارٹی میں چلا گیا ہو۔ اس کا حلقہ احباب وسیع ہے اور نئے سال کے موقع پر ایسا عام بھی ہے۔" وہ ماں تھیں۔ وہ بیٹے کو بہت اچھے سے جانتی تھیں۔

"میں نے اس کے سیل فون پر ٹرائے کیا تھا آنٹی مگر اس کا فون آؤٹ آف ریچ مل رہا تھا..... اینی وے آنٹی ..... آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔ ایک بار پھر معذرت..... میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔" وہ رواداریاں نبھانا جانتی تھی۔ مسکراتے ہوئے معذرت کی تھی۔

"ویلیں او کے بیٹا..... میں پتہ کرتی ہوں۔" انہوں نے سہولت سے کہہ کر کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

میرال فون بند کر کے کچھ سوچنے لگی تھی۔ کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ مسلسل انتھک محنت کے باوجود یہ پہیلی معمہ ہی رہی تھی۔ رات کے لمحے گزرتے جا رہے تھے اور ابان شگری کے ساتھ کسی کی قربت اور ہمراہی کا سوچ کر ہی اس کا دل رکنے لگتا تھا۔

"ابان شگری تم ایسا کچھ نہیں کر سکتے! بہت شدت سے چاہا ہے میں نے تمہیں..... میں تمہیں اس طرح کھونا نہیں چاہوں گی۔" وہ بجھے بجھے سے لہجے میں بولی تھی۔

☆ ☆ ☆

"محبت بڑی افراتفری رکھتی ہے یارا..... اور اس افراتفری میں بہت سے کام عجلت میں کرنے کو دل چاہتا ہے مگر دل جیسے کبڈی کھیلنے لگتا ہے۔" اشعر ملک کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں مگر ان آنکھوں میں نیند دور دور تک نہیں تھی۔

قاسم اس کے پاس سے اٹھ نہیں سکتا تھا جب تک وہ محفل برخاست نہیں کرتا۔ وہ الٹی کھوپڑی کا آدمی تھا۔ قاسم اسے جانتا تھا۔ جس بات پر وہ اٹک جاتا تھا اس کی سوئی اس سے آگے بڑھتی نہیں تھی اور اس لمحے میں اسے خود ہم خیال ہونے کے لئے کوئی نہ کوئی درکار ہوتا تھا اور آج شامت اس کی آئی تھی۔ اسے نیند آرہی تھی مگر وہ بہت توجہ سے اشعر ملک کو سن رہا تھا۔

اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور بولا تھا۔

"قاسم مرتضیٰ..... تم اچھے دوست ہو یارا..... مزہ آتا ہے تم سے بات کر کے۔ مجھے یقین ہوتا ہے تم غلط مشورہ نہیں دو گے..... مگر میں ہر ہر بار تمہیں سن بھی نہیں سکتا نا.....!" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"تمہیں آرام کرنا چاہیے اشعر ملک..... تم تھکے لگ رہے ہو.....!" قاسم نے جتایا تھا۔ اشعر ملک مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"قاسم یارا..... دل کو سکون ملتا ہے، ملنے دے..... جاگنے سے سوچیں جاگتی رہتی ہیں اور میں نہیں چاہتا اس کا خیال سو جائے..... سو جاؤں گا تو اس سے رابطے ٹوٹنے لگیں گے۔ یہی خیال سونے نہیں دیتا۔" وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

"عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب.....!"

وہ مدھم لہجے میں بولا تھا تبھی قاسم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"جواب نہیں اشعر ملک تمہارا..... خود ہی ڈور ڈھیلی کرتے ہو اور خود ہی اس ڈور کو کھینچ کر ٹنگ کر دیتے ہو....." قاسم نے اسے سراہا تھا اور یہی بات اشعر ملک کو جیسے تسکین دیتی تھی۔ وہ مسرور سا مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک کے لئے کچھ نا ممکن نہیں ہے یار..... اشعر ملک وہ کرتا ہے جو کسی کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتا..... وہم وگمان میں بھی نہیں....." وہ جس طرح مسرور سا مسکرایا تھا۔ قاسم کو چونک جانا پڑا تھا۔

"بے شک اشعر ملک کا دماغ چلتا ہے مگر اس بار ایسا کیا نیا کر رہے ہو؟" اشعر ملک کے راز جاننے کی سعی کرتا وہ گویا ہوا تھا اور اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"دل شعلوں کی لپیٹ میں ہے قاسم..... یار! کچھ مت پوچھ..... دیکھو دل پر ہاتھ رکھو تمہیں پتہ چلے گا کیسے آتش فشاں پھٹ رہا ہے اندر....." اس نے قاسم کا ہاتھ پکڑ کر دل پر رکھا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

"تمہارا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا ہے اشعر ملک..... لگتا ہے تمہیں واقعی محبت ہو گئی!" اس نے چھیڑا تھا اور ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"محبت ہونے والی شے ہے قاسم یار..... اس پر تعجب کیا اگر ہو بھی تو؟ اگر نہ ہوتی تو حیرت ہوتی کہ سینے میں دل ہے بھی کہ نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

"پھر بھی اشعر ملک..... تمہاری محبت کی کہانی میں دم ہے۔ تم محبت بھی کرتے ہو تو جی داری سے۔ اصول پرست انسان ہو اور دل والے بھی۔" قاسم کو معلوم تھا اشعر ملک کو چنے کے جھاڑ پر کس طرح چڑھانا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"کہانی میں دم تو آنا ابھی باقی ہے قاسم مرتضیٰ..... ابھی تو پانی کھول رہا ہے، ابھی رنگ آنے کا وقت دور ہے مگر قریب بھی ہے..... پھر وصل سے مل سکتا ہے..... مجھ کو یقین ہے اسے جلد ختم ہو جانا ہے اور تبھی دل میں اتنی اتھل پتھل ہو رہی ہے۔ دل اچھل اچھل کر ایسے خوش ہو رہا ہے جیسے کینڈی کرش کا اگلا لیول پڑا او ڈاؤنلوڈ کو مل گیا ہو۔" اشعر ملک کی تشریحات، سوچنے کے زاویے اور موازنہ کرنے کے طریقے اس کی طرح نئے تھے اور ان اصلاحات میں اتنی ہی جدت تھی جتنی اشعر ملک کی پرسنالٹی میں۔ قاسم بے ساختہ ہنسا تھا۔

"اشعر ملک تمہاری اصلاحات اور تشریحات کا جواب نہیں۔ تم محبت کو بہت بڑے مزیدار طریقے سے پیش کرتے ہو۔ دل چاہتا ہے ایک بار زندگی میں محبت ضرور کی جائے۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"محبت ابھی باقی ہے یار..... اور بہت کچھ اور بھی باقی ہے۔ ابھی چاند کا ذکر ہے..... مکمل چاند کی دید بھی باقی ہے..... انتظار کو ختم بھی ہونا ہے اور اس کو کسی کے پاس بھی ہونا ہے....." وہ مسرور سا مسکرایا تھا۔

"کیا مطلب ہے؟" قاسم چونکا تھا۔ اشعر ملک سرسری سے انداز میں مسکراتا ہوا سرنفی میں ہلانے لگا تھا۔

"ابھی کچھ طے نہیں..... کچھ بھی ہو سکتا ہے یار..... مگر یہ ہجر زیادہ طویل نہیں ہے۔" وہ مسرور دکھائی دیا تھا اور قاسم کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

"تم ایسا کیا کرنے جا رہے ہو اشعر ملک؟" قاسم کے لیے یہ جاننا ضروری تھا جیسے کہ اس کا اگلا قدم اور اقدامات کیا ہیں۔ اشعر ملک مسکرا رہا تھا۔

"چاند چوری کرنے جا رہا ہوں...... مت روکو یارا...... میرا آسمان خالی ہے۔ یہ قلق سونے نہیں دیتا۔" وہ احتیاج منصور کی بات کر رہا تھا مگر قاسم کو کنفرم کرنا ضروری لگا تھا۔

"احتیاج منصور کی بات کر رہے ہو اشعر ملک؟ مگر تم نے تو ڈیل کی تھی ناوہ ابان شگری سے شادی کرے گی اور طلاق لے کر اس کی جائیداد کا فقٹی پرسنٹ تمہیں دے گی؟ ایسی ڈیل ہوئی تھی نا؟ اور احتیاج منصور نے تمہاری ڈیل کے مطابق یہ قدم اٹھایا بھی...... پھر اب کیا ہے؟" وہ وضاحت چاہ رہا تھا۔

اشعر ملک پرسکون سا مسکرایا تھا۔ کچھ دیر تک قاسم کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر مسرور سا گویا ہوا تھا۔

"اشعر ملک وہ ہے جو خود اپنے پلان بناتا ہے اور خود پھر رد کر کے نئے پلان بنالیتا ہے اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہونے دیتا۔ سب جہاں مطمئن ہوتے ہیں کہ ڈیل پرانی شرائط پر آگے بڑھے گی وہیں اشعر ملک نئی شرطوں کا نفاذ کر دیتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں اشعر ملک...... تم تو بیسٹ ہو...... تم سے بیسٹ کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے؟" قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک کو لمبے کھیل کھیلنا بے زار کر دیتا ہے۔ ایک کھیل پر اتنا وقت صرف نہیں کر سکتا اشعر ملک...... یو نو...... آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ ایک آنکھ شرارت سے دبا کر مسکراتے ہوئے بولا تھا اور قاسم مسکرا دیا تھا۔ انداز تائید کرنے والا تھا اور یہی تعریف اشعر ملک کو اور شہ دیتی تھی۔ وہ خود پسند تھا۔ خود کا سراہنا اسے نئی انرجی اور ویال فیول دینے لگتے تھے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ توانا ہو جاتا تھا۔ قاسم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس کے اقدامات کے بارے میں جانے تبھی وہ بولا تھا۔

"مجھے اندازہ ہے تم نے پھر کوئی بہت بہترین منصوبہ سازی کی ہوگی۔ تمہارے منصوبے تمہاری طرح لاجواب ہوتے ہیں۔" وہ جاننے کو متمنی تھا تبھی اشعر ملک مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"میں چاند کو اپنی گرفت میں چاہتا ہوں...... اپنی مٹھی میں...... اپنے آسمان پر...... اور اس پر آل ریڈی کام ہو رہا ہے۔ احتیاج منصور بہت جلد میرے پاس ہوگی۔"

"مگر اس کا نکاح تو ابان شگری سے ہو چکا ہے نا؟ جیسا تم نے چاہا تھا؟ ابان شگری اپنی منکوحہ کو کس طرح تمہیں دینا چاہے گا؟" قاسم کے اشتیاق پر وہ ہنسا تھا۔

"قاسم یارا...... جواب نہیں تیرا...... ابان شگری سے اجازت کون مانگے گا؟ اشعر ملک کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور اس نکاح کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ احتیاج اس شادی کو خود آپ رد کر دے گی کیونکہ اس کی آواز میں بہت بے اعتباری اور نفرت دیکھ چکا ہوں۔ وہ ابان شگری کے خلاف خود آپ کھڑی ہوگی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ رہی بات ابان شگری کی تو میں اس کے بزنس کو برباد کروں گا۔ اسے ہرانا لاجواب کھیل ہوگا۔ میں یہ کھیل کھیلنے کے لئے بہت بے تاب ہوں۔ مسٹر ولسن آل ریڈی اس پر کام شروع کر چکے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر قبل بات ہوئی ہے۔ وہ غیر جانبدار بن کر انوسٹمنٹ کرنے کو تیار ہیں اور میں اتنی پاور رکھوں گا کہ ابان شگری کو

پاور لیس کردوں گا۔مت بھولو بہت سے حساب بے باق کرنے ہیں اس سے اور اشعر ملک معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔میری میرے رقیب سے محبت بڑھ رہی ہے اور یہ محبت زہر کی طرح ہے......جتنی بڑھے گی......اتنی زیادہ زہریلی ہو جائے گی۔" وہ مسکرایا تھا۔

قاسم اسے حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔وہ حیران ہوا تھا اس کا دماغ جان کر۔اشعر ملک نے اسے حیرت میں مبتلا کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور اپنا مضبوط ہاتھ اس کے شانے پر رکھ کر تھپتھپاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"آئی ایم دا بیسٹ......تو بس جیلس ہو......!" وہ شرارت سے ایک آنکھ دبا کر بولا تھا اور قاسم مسکرا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

فلور پر ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر ہر نگاہ مسرور تھی۔میوزک بج رہا تھا۔ان کے ساتھ اور بھی بہت سے کپلز تھے مگر ان کے کپل......ایوننگ کا سب سے مقبول کپل تھا جو مرکز نگاہ تھا۔کوئی بہت مدھر دھن تھی......رومانوی ساز تھا......ایان شگری اس کے قریب تھا مگر وہ کچھ سن نہیں رہی تھی......اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا......وہ نیم مردہ سی اس کی گرفت میں تھی جب اس نے بہت تھک کر ایان شگری کے شانے پر سر رکھا تھا۔

ایان شگری نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر سر جھکا کر اس کے کان سے قریب کیے تھے اور مدھم لہجے میں سرگوشی کی تھی۔

"Everything eventually must end and this as far as we are concerned is the end. I cannot keep on telling you the same things which you do not comply with."

کس بارے میں ذکر کر رہا تھا وہ؟ نقطہ نظر کیا تھا؟ کس طرف جنبش رفت تھی؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔سر اٹھا کر ان آنکھوں میں جھانکا تھا مگر وہ معنی ڈھونڈ نہیں پائی تھی۔

"I expect that one thing may lead to another and the long beach may become even longer as we look down that lonesome road."

ایان شگری کے ہونٹ اسے اپنے بالوں پر چلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔وہ لہجہ بہت سے اسرار اور بھید رکھتا تھا۔وہ لفظ کئی معنی رکھتے تھے اور ہر معنی میں کیا کیا معنی پنہاں تھے۔ابتاج منصور کو اپنا آپ بہت نڈھال بے جان ہوتا لگا تھا۔اس نے سر اٹھا کر ایان شگری کو دیکھا تھا۔آنکھوں میں درخواستیں تھیں مگر ایان شگری سمجھنے پر مائل نہیں تھا۔

"میں تھک گئی ہوں ایان شگری!" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

ایان شگری نے رک کر اسے دیکھا تھا۔شاید اسے ابتاج منصور پر ترس آرہا تھا تبھی وہ اسے لے کر فلور سے نیچے اترا تھا مگر تبھی میوزک بند ہوا تھا اور ہجوم میں وہ دائرے میں گھر گئے تھے۔

"تم اتنی آسانی سے یہاں سے نہیں جاسکتے ابان شگری...... یہ تو بتانا ہوگا کہ تم نے مسز شگری کو پروپوز کیسے کیا تھا؟" ایک جوڑا سامنے آن رکا تھا۔

"اس شام کا بہت سے نیا اور خوبصورت کپل اپنی محبت کا حوالہ اس طور تو دے سکتا ہے نا؟" وہ دوست مسکرایا تھا۔ ابان جو اسے لے کر پارٹی سے باہر نکل رہا تھا اسے فرار کے راستے مسدود دکھائی دیے تھے۔ تبھی اس نے ابتاج کی طرف دیکھا تھا۔ ابتاج تھکی لگ رہی تھی۔ ابان شگری کو دفاع کرنا ضروری لگا تھا۔

"میں واپس آ کر آپ سب کو بتاتا ہوں...... آئی ایم سوری...... مجھے صرف ضرورت مسز شگری کو بیڈ روم تک چھوڑ کر آنے کی ہے۔ یہ کچھ تھک بھی گئی ہیں......!" وہ مسکراتے ہوئے وضاحت دے رہا تھا۔

ابتاج منصور نے اسے خود کے لئے سٹینڈ لینا بہت بھلا لگا تھا۔ اگلے لمحوں میں اس کا کیا روپ سامنے آنا تھا، وہ نہیں جانتی تھی مگر ان لمحوں میں وہ اس کے لئے کیئر اور کنسرن شو کرتا ہوا اکھڑا تھا۔

"بھابھی چلی گئیں تو پھر کیا فائدہ ہوگا اس اظہار کا؟ ہمیں تو وہ اظہار آپ کے منہ سے بھابھی کے سامنے سننا ہے۔" ایک دوست مسکرایا تھا۔ باقی سب نے بھی شور مچا کر تائید کی تھی اور ابان شگری کو ابتاج منصور کی طرف دیکھنا پڑا تھا۔ وہ نڈھال لگ رہی تھی مگر اس ہجوم سے اس طرح جانا مناسب نہیں تھا تبھی اس نے ابتاج منصور کو بغور دیکھتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو گھٹنوں پر جھکا لیا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

You are, I love you to the end of my universe and beyond,Oh baby"

shining more,my shining light brighter than the sun and the moon

I always think about you and,brilliantly than all the stars in the night sky

I want to move the planets and the stars to,wondering how you are doing

"be with you every moment of the rest of my life

ابان شگری اس خاموشی سے کہہ رہا تھا۔ سبھی سماعتیں حیرت سے اسے سن رہی تھیں اور ابتاج منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ فقط لفظ تھے یا لفظوں کے کوئی معنی بھی تھے؟ ابان شگری جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ یا محض یہ لفظ ہے؟ وہ دنیا کو دکھاوے کو محبت کا اظہار کر رہا تھا؟

یا ان لفظوں کی کوئی وقعت بھی تھی؟

ان لفظوں میں جو شدت تھی کیا ایسی کوئی محبت ابان شگری کے اندر بھی تھی؟

وہ گھٹنوں کے بل جھکا اسے آسمان کی طرح دیکھ رہا تھا۔ کیا وہ واقعی اس کی محبت کا آسمان تھی؟ یا یہ محض دنیا کو دکھانے کو تھا؟ کوئی روایت تھی بس؟

بس عمل فعل تھا؟ دنیا دکھاوے کی رواداری تھی؟
لفظ کھو کھلے تھے یا کوئی رنگ گہرا بھی تھا؟
ابان شگری کی آنکھوں میں نہ سمجھ میں آنے والی کیفیت تھی۔ ہجوم تالیوں اور سیٹیوں سے گونج اٹھا تھا۔
"میدان مارلیا ابان شگری...... اتنی گہری محبت...... یار تم نے تو سب کو پیچھے چھوڑ دیا!" وہ کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔
"یار مجھے اندازہ نہیں تھا کوئی لڑکا جو صرف بزنس میں جتا رہتا ہے، محبت کرنے پر آئے تو اتنی محبت بھی کرسکتا ہے۔" کوئی اور بھی سراہ رہا تھا۔
"آئی ایم جیلس ابان شگری...... آئی وش تم یہ لفظ میری سماعتوں کو سونپتے اور وڈ لوات...... آئی ایم ریئلی اینوی آف یو مسز شگری۔ میں حاسد بن رہی ہوں۔" کوئی اور مسکراتے ہوئے بولی تھی اور بے ساختہ قہقہے پڑے تھے۔
"ماشاءاللہ...... بلاشبہ یہ محبت کا خوبصورت اظہار ہے جو ابان شگری کے دل سے ہے۔ ہماری دعا ہے یہ خوبصورت جوڑا ہمیشہ ساتھ رہے اور محبت بڑھتی رہے!" کوئی خاتون مسکراتے ہوئے دل سے دعا دے رہی تھیں۔
ابان شگری لوگوں کے قطع نظر کہ کون کیا کیا کہہ رہا ہے۔ اتباع کی سمت بغور دیکھتے ہوئے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اتباع منصور نے اسے ساکت کھڑی دیکھ رہی تھی۔
ایک لمحے کو زیر تھا وہ اور یقین نہیں تھا کہ وہ لمحہ اپنا تھا بھی کہ نہیں۔ وہ گمان اور یقین کے ساتھ حیران کھڑی تھی اور کوئی اس کے اندر بولتا جا رہا تھا۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
کیونکہ...... میں اس کے لئے بنی ہوں!

کوئی اسکے اندر ہوتے ہوئے بول رہا تھا اور گونج بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ نگاہ ساکت تھی جب ابان مڑ کر ہجوم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔
"آپ سب جاری رکھیں...... میں مسز شگری کو روم تک چھوڑ کر واپس آتا ہوں...... ایوری ون انجوائے دا پارٹی......" وہ نرمی سے مسکرایا تھا اور اتباع منصور کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھتی چلی گئی تھی۔

اندر کوئی آواز ڈوبتی ابھرتی رہی تھی
مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں!
کیونکہ...... میں اس کے لئے بنی ہوں

اتباع منصور کو اپنی سانس ساکن لگ رہی تھی۔ اس کی نگاہ کیا تلاش رہی تھی؟ کس شے کا جواب اسے درکار تھا؟ وہ خود سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ اس سے بھاگنے لگی تھی تو فاصلے محدود راستوں میں تبدیل ہو جاتے تھے۔ جہاں وہ اس کی سمت واپس پلٹنے لگی تھی۔ ایسا کیوں ہو رہا

تھا؟ وجوہات کیا تھیں؟ اسباب کیا تھے؟ وہ جان نہیں پائی تھی بس ساکت سی اسے دیکھے جا رہی تھی اور ابان شگری اس کی سمت متوجہ نہیں تھا

☆ ☆ ☆

قاسم نے احتاج کے سیل نمبر پر کال کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ وہ احتاج منصور کی صرف اس حد تک مدد کرسکتا تھا کہ اسے صورتحال سے آگاہ کر دیتا پھر چاہے جو بھی ہوتا۔ ایٹ لیسٹ وہ Aware تو ہوتی۔ یقیناً وہ خود کو بچا سکتی تھی۔ سو اس کا جاننا ضروری تھا مگر سیل فون سوئچڈ آف آ رہا تھا۔ کبھی آؤٹ آف رینج اور کبھی نمبر شناخت نہیں ہو رہا تھا۔ کئی بار کال کر کے تنگ آنے کے بعد اس نے ٹیکسٹ کرنا مناسب خیال کیا تھا۔ وہ جانتا تھا احتاج ابان کے ساتھ پارٹی میں تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ احتاج منصور سیل فون گھر بھول چکی تھی۔

”تم سیف نہیں ہو احتاج منصور...... تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اشعر ملک اپنی نئی چال چل رہا ہے۔ وہ تمہیں اغوا کروانا چاہتا ہے۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھو...... اور اپنا خیال رکھو......“ اس نے لکھ کر بنا اپنا نام لکھے ٹیکسٹ احتاج کے نمبر پر ڈال دیا تھا۔

”احتاج کو یہ پیغام ملنا بہت ضروری ہے اور ہوپ وہ جلد اس پڑھے!“ وہ فکرمند دکھائی دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

میراں حسن چلتی ہوئی سیڑھیوں سے اتری تھی۔ رات کا تیسرا پہر تھا۔ وہ جلے پیر کی بلی کی طرح یہاں سے وہاں بولائی پھر رہی تھی۔ احتاج منصور ابان شگری کے ساتھ نہیں گئی تھی...... اس کا چین و قرار بھی ساتھ لے گئی تھی۔ اسے کسی پل چین نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ ابان شگری کے ساتھ تھی۔

ان کے درمیان کیا ہو رہا ہوگا۔

کتنے لمحے قربت کے تھے؟ وہ قیاس نہیں کر پائی تھی مگر یہ سوچ کر اسے نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔

راہداری سے گزرتے ہوئے وہ چونکی تھی۔ احتاج منصور کے کمرے کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ رکی تھی۔ پھر ہاتھ بڑھا کر ہینڈل پر رکھا تھا اور دروازہ کھلتا چلا گیا تھا۔ میراں حسن اندر داخل ہوئی تھی اور چلتی ہوئی بیڈ کے پاس رکی تھی اور سائیڈ ٹیبل سے سیل فون اٹھا لیا تھا۔

فون سوئچڈ آف تھا...... قریب ہی چارجر پڑا تھا۔ میراں حسن نے فون Plugged In کیا تھا۔ چارجنگ سٹارٹ ہوئی تھی۔ میراں حسن نے کچھ لمحے رک کر فون کے اسٹارٹ ہونے کا انتظار کیا تھا۔ جیسے ہی فون آن ہوا تھا سامنے iPhone کی Home Locked Screen دکھائی دی تھی۔ احتاج منصور کو شاید گھر کے افراد پر مکمل یقین تھا سو اس سیل فون پر کوئی اضافی Touch ID or Passcode دکھائی نہیں دیا تھا۔ میراں حسن بڑی سہولت سے ہوم اسکرین پر ”Slide to Unlock“ کو پریس کرتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔

اسکرین پر Apps دکھائی دیے تھے۔ اس نے Contacts لسٹ چیک کی تھی۔ وہ دانستہ اس کی Contacts لسٹ چیک کر رہی تھی۔ اس سے کوئی سراغ ملتا تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی مگر اس کے لیے وہ اس کے باقی Apps کھول کر چیک کرنا نہیں چاہتی تھی۔ ایسا وہ دانستہ کر رہی تھی جب Message ٹون بجی تھی۔ کوئی Unknown نمبر دکھائی دیا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا۔ میراں حسن نے

تجسس سے وہ میسج اوپن کیا تھا اور میسج پڑھ کر وہ حیران رہ گئی تھی......کون تھا جو اتباع منصور کو محتاط رہنے کی تلقین کر رہا تھا؟ اور اشعر ملک؟...... اشعر ملک اس میں کہاں انوالوڈ تھا؟

میرال حسن کے لئے یہ بات باعث حیرت تھی۔ اس نے جانے کیوں اس Text میسج کو Delete کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ وہ پڑھ چکی تھی اور اتباع کو خبر ہو جاتی کہ یہ میسج پڑھا جا چکا ہے اور وہ یہ بات اتباع پر ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی کہ اسے پتہ چلے کہ وہ اس کا موبائل فون چیک کر چکی ہے۔ دوسرے وہ ضروری خیال نہیں کرتی تھی یہ میسج اتباع تک پہنچے اور وہ بھٹکنے کی سعی کرے۔

"اشعر ملک تم اس قصے میں کس طرح انوالوڈ ہو؟ میرے لئے جاننا ضروری ہے کہ تم اتباع منصور سے کیا تعلق رکھتے ہو؟" مدھم انداز میں زیر لب دہراتے ہوئے بولی تھی اور پھر فون چارجنگ سے اتار کر چار ایک طرف رکھا تھا اور فون وہیں چھوڑ کر باہر نکل آئی تھی۔

"اشعر ملک! تم شاید جانتے ہو گے اتباع منصور کے بارے میں!"

راہداری میں چلتے ہوئے وہ کڑی سے کڑی ملانے کی کوشش کر رہی تھی مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا تھا مگر اشعر ملک کے ذکر نے کہانی کو الجھا دیا تھا۔

"یہ سرے کس طرح سلجھ سکتے ہیں؟ اتباع...... ابان شکری...... وہ اور اشعر ملک؟ اس کہانی میں کون سا سرا کس طور اور کس طرح الجھا ہوا تھا کہ کوئی سرا ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ الجھی ہوئی دکھائی دی تھی۔

☆　☆　☆

اتباع منصور شاید واقعی بہت تھکی ہوئی تھی۔ سو جیسے ہی بیڈ پر لیٹی تھی اس کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگی تھیں۔ ابان شکری نے کچھ فاصلے پر کھڑے اسے پرسکون انداز میں آنکھیں بند کیے لیٹے دیکھا تھا۔

اس کا سکون اس بات کو جتانے کو کافی تھا کہ وہ اس پر اعتبار کرتی تھی۔ جس طرح راستے میں آتے ہوئے ان کے درمیان گفتگو ہوئی تھی وہ ڈری دکھائی دی تھی مگر ابھی جب وہ سو رہی تھی تو اس کا چہرہ ہر طرح کی فکر سے مادراء دکھائی دیا تھا۔

یہ کوئی اعتبار تھا؟ اعتبار کی کوئی قسم تھی؟ یا پھر وہ واقعی اس پر اس حد تک اعتبار کرنے لگی تھی......

ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا اور وہ چلتا ہوا قریب آیا تھا۔

ایک قدم......

دو......

تین......

چار......

قدم یکدم رکے تھے......جانے کیا سوچ کر ابان شکری کے قدم رکے تھے۔

وہ بھولا معصوم چہرہ...... بے خبر نیند سو رہا تھا۔ایک تھکن کا احساس اس چہرے پر تھا۔وہ شام سے اب تک شاید بہت اسٹریسڈ رہی تھی...... بہت تھک گئی تھی...... ابان شگری کو اس کے Stressed ہونے کا کوئی اندازہ درحقیقت تھا یا پھر وہ کسی اور جذبے کے تحت اسے دیکھ رہا تھا...... ان آنکھوں میں کیا تھا...... واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ اب بھی اتباع منصور سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔وہ فاصلہ برقرار تھا۔اس کی حقوق کی بات کرنا......

حق جتانا...... اور وقتی رکھنے کو مسلط کرنا...... اسے کوئی عجیب بات نہیں لگی تھی مگر جانے کیوں ابان شگری کے قدم اس سے دور ہونے لگے تھے۔وہ الٹے قدموں اتباع منصور سے پیچھے ہٹنے لگا تھا۔

نظریں بغور اس چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔اس چہرے سے جیسے بندھ گئی تھیں مگر وہ قدم اتباع منصور سے دور ہٹ رہے تھے۔کچھ دوری پر جا کر وہ رکا تھا۔

اسے پارٹی میں واپس جانا تھا۔یہی کہہ کر وہ آیا تھا مگر اتباع منصور کا چہرہ دیکھتے ہوئے وہ اس ارادے کو بدل چکا تھا۔اس نے سیل فون جیب سے نکالا تھا اور یحییٰ کو کال کیا تھا۔

”یحییٰ...... تمہاری بھابھی کے پاس رہنا ضروری ہے، میں واپس پارٹی میں آ کر جوائن نہیں کر پاؤں گا۔تم دیکھ لینا...... پارٹی یادگار ہونا چاہیے۔ابان شگری کی نیو ایئر پارٹی کا رنگ پھیکا نہیں پڑنا چاہیے۔یہ کہہ کر اس نے کال کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور وہیں ایزی چیئر پر بیٹھ کر اتباع منصور کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

اس کی آنکھوں کے رنگ یاد نہیں
اس کی سوچوں کے رنگ پڑھتا ہوں
اس کے زاویوں سے گزر نہیں
مگر بام و در کو تکتا ہوں
وہ نگاہ نہیں آشنا......
وہ چہرہ مگر اجنبی نہیں
اس کو دیکھوں تو راز کھلتے ہیں
اس کو پڑھ لوں تو کتاب لگتا ہے
نہیں آشنا وہ کوئی مگر
مگر نگاہ میں اس کا پہرہ ہے
اس کی آنکھوں کے رنگ یاد نہیں

اس کی سوچوں کا رنگ پڑھتا ہوں
جان پہچان بس واجبی سی ہے
سب باتیں بھی رہی ہیں
نہیں رابطے کوئی مسلسل
بڑی فاصلے ٹھہرے ہیں درمیان
مگر میں پھر بھی ہوں اس سے آشنا
نہیں ہوں میں اس سے بدگمان

ابان شگری خاموشی سے اس چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس چہرے میں...... خدوخال میں...... وہ کیا تلاش رہا تھا؟ وہ نظریں متجسس کیوں تھیں؟ اس چہرے میں کوئی اسرار یا تھا یا کوئی اور بات...... وہ نگاہ بدستی چلی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے اپنے کمرے میں آکر یہاں سے وہاں ٹہلتے ہوئے ازسرِنو اس بارے میں سوچا تھا۔ پھر سیل فون اٹھا کر اشعر ملک کا نمبر ملایا تھا مگر بیلز جانے کا سلسلہ متواتر جاری تھا مگر اشعر ملک نے فون کال پک نہیں کی تھی...... رات کا چوتھا پہر تھا اور میرال حسن کو سکون نہیں تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اس لمحے کسی کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں مگر وہ اپنے اندر اتنے سوال رکھتی تھی کہ اس کے لئے ان سوالوں کو اگنور کر کے سونا محال تھا۔ اسے نیند سے جیسے کوئی واسطہ نہیں رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اور دماغ سوچوں سے الجھے اور بھرے دکھائی دے رہے تھے۔

اس نے اشعر ملک کا سیل نمبر دوبارہ ملایا تھا مگر اشعر ملک نے کال پک نہیں کی تھی۔

''کم آن ڈیم اٹ پک دا کال......!'' وہ الجھن سے غصیلے لہجے میں بولی تھی۔ اشعر ملک کرسی پر بیٹھا بیٹھا سو رہا تھا۔ جس طرح وہ ایزی چیئر میں بیٹھا کچھ دیر قبل قاسم سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہیں وہ سو بھی گیا تھا۔ اس نے بہت زیادہ ڈرنک کر لی تھی شاید...... اسے اپنا ہوش نہیں تھا۔ وہ بے سدھ پڑا تھا۔ فون بجنے کا اسے اندازہ نہیں تھا مگر میرال حسن کو اس سے بات ضرور کرنا تھی۔

''ہلو...... ڈیم اٹ...... ایڈیٹ...... لگتا ہے گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا ہے۔ اس بے وقوف شخص سے کوئی اچھی امید بھی نہیں کی جا سکتی...... وہ صرف بے وقوفیاں کر سکتا تھا اور کچھ نہیں...... ایڈیٹ پیڈو...... ان پڑھ...... جاہل......'' میرال حسن نے اپنا غصہ اشعر ملک پر اتارا تھا مگر اشعر ملک اس سے قطع نظر بے سدھ پڑا تھا۔

وہ ہار ماننا نہیں چاہتی تھی دوبارہ کال ملائی تھی۔ اشعر ملک کے بے سدھ وجود میں ذرا سی حرکت ہوئی تھی۔ اس نے گود میں پڑا سیل فون اٹھا کر بمشکل آنکھیں کھول کر آنے والی کال کو دیکھا تھا۔ پھر اسی ادھ مندی آنکھوں سے کال ریسو کی تھی۔

میرال حسن کی کھوئی ہوئی توانائی جیسے واپس آ گئی تھی...... اس نے فوراً پکارا تھا۔

"اشعر ملک...... ہیلو...... تم سن رہے ہو مجھے؟" اس نے اشعر ملک کو بیدار کرنے کی اپنی سی کوشش کی تھی...... اس کا بس چلتا تو اشعر ملک کو چیئر سے اٹھا کر نیچے پٹخ دیتی یا پھر پانی کا جگ کہیں سے اشعر ملک پر انڈیل دیتی مگر ایسا ممکن نہیں تھا اور اسے اشعر ملک کی اس غنودگی کو جھیلنا پڑا تھا اور وہ بھی صبر کے ساتھ۔

"ماموں کے بیٹے...... اٹھو...... اٹھو پلیز...... تم سے بات کرنا ہے۔"

"ہیلو......!" اشعر ملک کی آواز آئی تھی۔

"میں میرال حسن بات کر رہی ہوں اشعر ملک......!" میرال حسن نے اسے آگاہ کیا تھا۔

"بولو پھپھو کی بیٹی...... کس لئے فون کیا...... تم مجھے پاگل سمجھتی ہو جو تمہیں پہچاننے سے انکار کر دوں؟ بار بار بتا کیوں رہی ہو؟ اشعر ملک کی یادداشت اتنی بری نہیں ہے۔" اشعر ملک نے مندی آنکھوں سے جتایا تھا۔

"ہیلو...... میری بات بغور سنو......!"

"کیا ہے پھپھو کی بیٹی!! اس وقت تنگ کر رہی ہو یار؟ سونے دو نا...... ابھی بات نہیں ہو سکتی...... پھر بات کریں گے......!" اشعر ملک بات کرنے سے reluctant دکھائی دیا تھا۔

"ہیلو اشعر ملک سو نہیں...... مجھے تم سے ضروری بات پوچھنا ہے!" میرال حسن نے کہا تھا مگر اشعر ملک بند آنکھوں سے سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"نا کر و یار...... سونے دو نا پھپھو کی بیٹی...... کہا نا پھر بات کروں گا۔ اشعر ملک کی سنو گے تو اشعر ملک ضرور بات کرے گا۔ چاہے جتنا مرضی بزی ہوں تمہارے لئے وقت نکال لوں گا......!" وہ نیند میں بولا تھا۔

"اشعر ملک!" میرال حسن نے بولنا چاہا تھا۔

"ششش!" اشعر ملک نے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروایا تھا۔

"سن لو یار پھپھو کی بیٹی...... اشعر ملک کی بھی کوئی زبان ہے...... تم سے کہا نا پھپھو کی بیٹی کل بات کریں گے...... چلو اب سونے دو...... گڈ نائیٹ......!" کہنے کے ساتھ ہی اشعر ملک کا سیل فون ایک طرف لڑھک گیا تھا اور وہ پھر سے خراٹے لینے لگا تھا۔

میرال حسن کو بہت غصہ آیا تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ رات کے چار بجے تھے پھر وہ کسی کو ڈسٹرب کر رہی تھی اور پھر امید کرتی تھی کہ وہ خوش دلی سے جواب دے۔ اسے افسوس ہوا تھا اشعر ملک سے بات نہیں ہو سکی تھی۔ اگرچہ جب اشعر ملک کال کرتا تھا اس نے کبھی اچھے سے بات کرنا نہیں چاہی تھی مگر آج اشعر ملک سے وہ خود بات کرنے کے لئے تگ و دو کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور پرسکون نیند سو رہی تھی۔ ابان شکری نے اسے دیکھتے ہوئے سر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی تھیں۔ جب

اچانک کھلا ہوا تھا۔ ابان شگری نے فوراً آنکھ کھول کر دیکھا تھا۔ کوئی سایہ سا کھڑکی کے پاس دکھائی دیا تھا۔ ابان شگری فوراً اٹھا تھا اور کھڑکی کی طرف بڑھا تھا۔

"کون ہے وہاں؟ میں نے پوچھا کون ہے؟" ابان شگری کی بھاری آواز ابھری تھی۔ جو کوئی تھا وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ ابان شگری نے کھڑکی کھول کر باہر جھانکا تھا مگر وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا تھا مگر شاید کھٹکے اور ابان کی بھاری آواز سے اتباع منصور کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ بیڈ کے قریب کھڑا تھا۔ کھڑکیاں بند کرتے ہوئے اتباع کو دیکھا تھا۔ وہ خوف سے اٹھ بیٹھی تھی۔ ابان شگری اس کے قریب ہوا تھا۔ جھک کر اسے دیکھا تھا۔

"یو اوکے؟" وہ توجہ سے دیکھتا ہوا نرمی سے پوچھنے لگا تھا۔ شاید وہ یکدم نیند سے بیدار ہوئی تھی کھٹکے سے۔ اس کے نیند میں ہونے کے باعث اس کے اندر خوف سا بھر گیا تھا۔

ابان شگری نے ان آنکھوں میں خوف دیکھا تھا تبھی نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تھا مگر اتباع منصور کی آنکھوں میں اتنا خوف تھا کہ وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی...... ابان شگری نے توجہ سے اسے دیکھا تھا...... کچھ قریب ہوا تھا...... اتباع منصور بدک گئی تھی...... کھسک کر کچھ دور ہوئی تھی۔

ابان شگری نے اس کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔ اتباع منصور نے چھڑانے کی کوشش کی تھی...... مگر ابان شگری نے اسے ساتھ بھینچ لیا تھا...... وہ ابان شگری کی پناہ میں تھی...... اس کے مضبوط حصار میں تھی......

مگر اس حصار میں ایسا کیا تھا کہ اس نے زور سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔ وہ جیسے ہسٹریائی انداز میں چیخ رہی تھی...... کیا وہ ابان شگری سے اس کی قربت سے خوفزدہ تھی......؟

ابان شگری نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ششش......!" وہ اسے خاموش کروانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

اتباع منصور خوف آنکھوں میں بھرے اسے پتھرائی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

اتباع خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری جیسے اس کی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتباع منصور اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ وہ شاید پہلے ڈری ہوئی تھی اور اس واقع کے بعد اچانک نیند سے بیدار ہونے پر اور بھی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ ابان شگری کو اس کی کیفیت کا اندازہ تھا تبھی بہت نرمی سے اسے پکارا تھا۔

"ڈرمت..... کہیں کچھ نہیں ہے..... میں یہاں ہوں!" وہ اسے بھرپور انداز میں تسلی دیتے ہوئے بولا تھا۔ ابان شگری نے اس کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے ہوئے اسے خود سے قریب کیا تھا۔

اس پناہ میں اور کچھ تھا یا نہیں تھا مگر تحفظ تھا۔ اتباع منصور نے اس گرفت میں سانس لیتے ہوئے خود کو اپنے حواسوں میں آتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن، سماعتوں کے بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔ اس کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھیں۔

اتباع نے اس محفوظ پناہ میں اپنا وجود چاہے بہت محفوظ محسوس کیا ہو مگر ابان شگری کی قربت اس کے لئے کسی خطرے کے الارم سے کم نہیں تھی۔ تبھی اس نے اس گرفت سے باہر جانے کی سعی کی تھی۔ وہ تھوڑا سا کسمسائی تھی۔ ابان شگری اس کے خوف کی وجہ جانتا تھا تبھی اپنی مضبوط گرفت اس کے گرد ڈھیلی کی تھی اور پھر اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔

اتباع منصور..... اس سے دانستہ دور ہوئی تھی۔ بیڈ کے کنارے سے جا لگی تھی۔ اس کے اندر جو خوف تھا اسے کم کرنا بہت ضروری تھا۔ تبھی ابان شگری نے گہری سانس لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"پاس آئیے.....!" اسے دور بیٹھے دیکھ کر اس نے باادب لہجے میں درخواست کی تھی۔ اتباع منصور نے بہت خوف سے اسے دیکھا تھا۔

سو اس کا خوف بے معنی نہیں تھا۔ ابان شگری قربتوں کو بڑھانا چاہتا تھا۔ اس کے پاس آنے کے معنی سب بے معنی نہیں تھے۔
وہ ان کہی بہت سے اسرار رکھتی تھی......
ان آنکھوں میں بہت سے سوال تھے......

اور اتباع منصور اس ان کہی کا بھید جاننے کو فی الحال تیار نہیں تھی۔ تبھی اس نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے اسے خوف سے دیکھا تھا۔ ابان شگری کو حکم عدولی کرنے پر غصہ آیا تھا۔ تبھی قدرے برہمی سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"آئی سیڈ کم کلوز..... آپ وہاں دوری پر بیٹھی کیا کر رہی ہیں؟ سنائی نہیں دیتا آپ کو؟" وہ سختی سے بولا تھا اور اتباع منصور کو اس حکم کو ماننا ضروری ہو گیا تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا جب وہ ہولے سے قریب آ کر بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حد درجہ خوف تھا جب ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے اتباع منصور کا ہاتھ تھاما تھا اور اتباع منصور کو بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھنے سے مکمل گریز کر رہی تھی جب ابان شگری بولا تھا۔

"اس طرف دیکھیں...... میری طرف!" کوئی حکم تھا یا درخواست، وہ کچھ نہیں پائی تھی مگر اتباع منصور فوری طور پر اس گزارش کو مان نہیں پائی تھی اور تبھی ابان شکری نے ہاتھ بڑھا کر اس چہرے کا رخ اپنی طرف موڑا تھا اور پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"ہر بات میں اپنے زاویے سے سوچنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ بہت سے زاویے، بہت سے راستوں کی سمت کھلتے ہیں اور ہر موڑ پر ایک طرح کا راستہ نہیں پڑتا۔ ہر راستے پر ایک نئی راہ کھلتی ہے اور ہر راہ پر دیکھتا سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ ایک نئی سمت کی طرف۔" وہ جیسے کچھ کہنے کے لئے تمہید باندھ رہا تھا۔

جیسے وہ مختلف زاویے سے چیزوں کو دیکھ رہی تھی جہاں سے منظر وہ دکھائی دے رہا تھا جو در حقیقت تھا نہیں۔ فی الحال وہ سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔ اس کا دماغ ایک دباؤ کے زیر تھا۔ اس دباؤ سے وہ صرف سوچیں گڈمڈ ہو رہی تھیں اور کچھ نہیں۔ وہ کچھ نہیں پا رہی تھی کہ ابان شکری کے لفظوں کے معنی کیا ہیں۔

ابان شکری نے بات کرنے کا سلسلہ موقوف کر کے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں نرمی تھی جیسے نرم رنگوں کی لہریں اس کے اردگرد پھیل رہی تھیں۔ وہ شاید اسے اس خوف کے احساس سے نکالنا چاہتا تھا تبھی ایسا انداز اختیار کیا تھا مگر اتباع اسے اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی نظروں کو بس خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا جیسے اور ابان شکری نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے تحفظ کا احساس دے رہا تھا۔

ابان شکری کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ بہت سرد محسوس ہوا تھا۔ اس ہاتھ میں کپکپاہٹ واضح تھی۔ لرزش تھی۔ وہ شدید خوف کے زیر تھی۔ ابان شکری کو شاید افسوس ہوا تھا۔ اس کے باعث وہ ایسے خوف میں گھر گئی تھی اور اس خوف کا تسلسل ختم ہونا ضروری تھا۔ ابان شکری نے اتباع منصور کی آنکھوں میں بغور دیکھا تھا پھر اس کے سرد ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھا تھا۔ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ اتباع منصور اس خاموشی کے مفہوم یقیناً نہیں سمجھ رہی تھی اور......

"میں اپنے حقوق کے بارے میں جانتا ہوں اور رشتے کی نوعیت بھی سمجھتا ہوں۔ آپ جانتی ہیں۔ میں کچھ غلط نہیں کر سکتا فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔ آپ کب سے اس گھر میں میرے رحم و کرم پر تھیں۔ اگر کسی چور لمحے کا فائدہ اٹھانا ہوتا تو میں اٹھا چکا ہوتا مگر میں ایسا نہیں ہوں۔ یہ میری سرشت نہیں ہے۔ رشتوں کی اہمیت سے واقف ہوں میں۔ ہمارے مابین کوئی بھی رشتہ ہو مگر اس کی نوعیت ثانوی رہے گی۔ میں کسی حقوق کو جتانے یا منوانے کی فی الحال سعی نہیں کر رہا۔ چاہے رشتہ وقتی ہو قلیل المدت یا طویل المدت پر مبنی ہے فی الحال میں کوئی پیش رفت نہیں کر رہا۔ میں کوئی حق جتانے کے بارے میں نہیں سوچ رہا نہ رشتے پر کوئی حق کی مہر لگانا چاہتا ہوں۔ تا حال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" ابان شکری پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"I don't know what the future may hold, but I know who holds the future, I can't say that with confidence, I don't know what the future will

"reveal I did not know what the short-term future held for us.

ابان شکری کا لہجہ بے یقینی لئے ہوئے تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی جب ابان شکری نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے بہت بے فکری سے شانے اچکا دیے تھے اور اسی بے فکری اور بے توجہی سے بولا تھا۔

"مستقبل کا پتہ نہیں مگر فی الحال میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔ فی الحال دل مائل نہیں ہے اگرچہ طبیعت مائل ہوتے دیر نہیں لگتی مگر مجھے فاصلوں کی پاسداری کرنا آتا ہے۔ حدود کا تعین کرنا آتا ہے مجھے اور حدود کو سمیٹنا بھی مگر ابھی اس کی ضرورت نہیں۔" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا وہ سمجھ رہی تھی یا نہیں مگر ان نظروں میں خوف کم ہو رہا تھا، تناؤ ختم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں سکون والی کیفیت تھی۔ اس کے ہاتھ کی گرفت میں اتباع منصور کا ہاتھ زندگی کی حدت سے بھرنے لگا تھا۔ وہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی جب

ابان شکری بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"آپ کا حسن دو آتشہ ہے۔ یہ نگاہ دلفریب ہے۔ اس چہرے کی رعنائی حواس منجمد کر سکتی ہے مگر فی الحال یہ سب اتنا متاثر کن نہیں ہے۔ ابان شکری کی ترجیحات میں فی الحال ان خواہشوں کا شمار اور ان حقوق کا وصول شامل نہیں ہے نا نفس اتنا کمزور ہے کہ اختیارات کھونے لگیں۔ آپ میرے ساتھ ہیں، میرے قریب ہیں مگر تا حال طلب اتنی نہیں بڑھی۔ اس طور پر اثر پذیر نہیں آپ کہ ابان شکری اختیار کھو دے اور کوئی اقدام کر بیٹھے۔ فی الحال حسن کوئی معرکہ نہیں مار سکا۔ ابان شکری کے حواس قائم ہیں۔ آپ کا حسن سدھ بدھ گنوانے میں ناکام رہا ہے۔ اس لئے نہیں کہ آپ دلکش ترین نہیں...... اس لئے کہ ابان شکری کو فی الحال ان راستوں پر چلنا نہیں۔ جب تک میں چاہوں گا فاصلے بنے رہیں گے اور تا حال میں نے ان فاصلوں کو سمیٹنے کا نہیں سوچا۔" وہ بہت واضح انداز میں بہت سی باتوں کی وضاحت دیتے ہوئے کلیئر کر رہا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھتے ہوئے جیسے اس کے لہجے کی سچائی جانچ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں خوف معدوم ہو چکا تھا۔ اس چہرے پر سکون دکھائی دے رہا تھا۔ مکمل اطمینان والی کیفیت میں وہ اسے دیکھ رہی تھی اور ابان شکری کو قدرے اطمینان ہوا تھا۔ وہ اسے ڈر سے نکالنے میں کامیاب رہا تھا۔ اس کے الفاظ اثر پذیر رہے تھے۔ اتباع منصور پرسکون دکھائی دی تھی۔

"آپ......!" وہ کچھ بولنے کے لئے لب کھولنے لگی تھی جب ابان شکری اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی۔

"ششش......! ابھی بات ختم نہیں ہوئی!" ابان شکری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ ابان شکری نے انگلی اس کے لبوں سے ہٹائی تھی اور پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"فی الحال کوئی حقوق نہیں جتا رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبھی نہیں کروں گا۔ ہمارا نکاح ہو چکا ہے۔ اس کی اہمیت اس طور برقرار رہے گی۔ اس رشتے کی اہمیت سے نا آپ انکار کر سکیں گی نا کوئی ایکسکیوز کام آئے گی۔ رشتہ وقتی یا کل وقتی نہیں ہوتا۔ رشتہ اپنی اہمیت اور خواص برقرار رکھتا ہے چاہے رشتے کو برتا جائے یا نہیں۔ رشتوں کو پریکٹس کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ان کی اہمیت فقط جڑنے سے ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ جب سے یہ رشتہ قائم ہوتا ہے تو پھر اس کی معیاد کا تعین نہیں ہوتا۔ ہمارے درمیان جو رشتہ ہے اس کی کوئی مدت ہے نا کوئی معیاد...... سو اس کے بارے میں بات کرنا فضول ہوگا۔ فی الحال جو جیسے چل رہا ہے چلنے دیں مگر جہاں اقدامات ہونے تھیں ورنہ کوئی تعرض کام نہیں آئے گا۔"

ابان شگری کا انداز مدلل تھا۔ بہت کچھ جتاتا ہوا۔ اتباع منصور کے اندر سنسنی سی دوڑی تھی اور اس نے ہاتھ فوراً ابان شگری کے ہاتھ سے نکالا تھا اور نگاہ چرائی تھی۔

ابان شگری نے اسے زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا سو اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ سو جائیں۔" وہ جانے کے لئے مڑا تھا جب اتباع نے فوراً اسے پکارا تھا۔

"سنیں!"

ابان شگری نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ ابان شگری نہ جائے مگر اس کے متوجہ ہونے پر وہ جیسے کہنا بھول گئی تھی۔

"وہاٹ؟" ابان شگری نے اس کے خاموش رہنے پر پوچھنا ضروری خیال کیا تھا۔

اتباع منصور خاموش رہی تھی تبھی وہ بولا تھا۔

"کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ؟" وہ جیسے اسے یاد دلاتا ہوا بولا تھا۔

"آپ......!" اتباع منصور کو کہنا محال لگا تھا۔ وہ بولنے سے پہلے دس بار سوچ چکی تھی مگر وہ اس بات کا جانے کیا مطلب لے کیونکہ ابان شگری باتوں کا مفہوم اکثر اپنے طور پر لیتا تھا۔ اگرچہ وہ کبھی کبھی دوستانہ رویے کا مظاہرہ کرتا دکھائی دیتا تھا مگر اس رویے میں ترمیم کبھی بھی لمحے ہو سکتی تھی۔ کب کس رویے کی معیاد ختم ہو جائے اس کا پتہ نہیں چلتا تھا سو وہ بہت محتاط دکھائی دی تھی۔

ابان شگری نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ انداز میں قدرے اکتاہٹ آئی تھی تبھی اتباع کو بولنا ضروری لگا تھا۔

"آپ نہ جائیں...... آئی مین...... آپ رک جائیں!" وہ فوراً عجلت سے بولی تھی۔ لہجے میں ایک درخواست تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا سر ہلا دیا تھا۔

"میں یہیں ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔ ایک چکر باہر کا لے کر آنا چاہتا تھا اور وہاں پارٹی میں بھی کسی منتظر ہیں، سو چاہیں تو آ جاؤں۔"

وہ پہلی بار، بہت نارمل انداز میں اسے وضاحت دے رہا تھا۔ کیا وہ اس رشتے کی نوعیت قبول کر چکا تھا؟ اس کا انداز مخصوص ہزبینڈ والا تھا جیسے وہ وائف کو وضاحت دے رہا ہوں مگر اتباع کی نگاہوں سے صاف پتہ چل رہا تھا وہ اس وضاحت سے مطمئن دکھائی نہیں دی تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور پھر دو قدم آگے بڑھا تھا اور راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

اتباع منصور قدرے مطمئن دکھائی دی تھی۔ ابان شگری کی موجودگی اطمینان کا باعث تھی تبھی وہ سکون سے لیٹتے ہوئے کمبل اچھے سے لپیٹتے ہوئے آنکھیں موند گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

وہ چہرہ پرسکون لگ رہا تھا۔

چہرے پر اطمینان قابل دید تھا۔

ابان شگری خاموشی سے اس چہرے کو دیکھنے لگا تھا۔

حکایتوں میں عنایتوں کو شمار کرتے ہوئے

بے دھیانی میں آغاز سفر کیا تھا ایک دن

راستے کیسے تھے، موڑ کتنے آئے

یاد نہیں......

بس یاد اتنا ہے کہ اس کی آنکھوں نے

سونے نہیں دیا......!

حکایتیں شمار کرتے......

عنایتوں کی بات کرتے

یونہی رکھ رکھاؤ میں، بے دھیانی میں

اک خواب رکھا تھا کہیں

یاد نہیں......!

بس اتنا یاد ہے کہ اس کی باتوں کے رنگ گہرے تھے

اس کی آنکھوں میں بھی کبھی ان کہے الفاظ تھے

ان لفظوں کے الجھاؤ میں

بس ڈوبتا، ابھرتا رہا!

یاد نہیں......!

ابان شگری کی نظریں خاموشیوں میں اتباع منصور کو دیکھ رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن کی آنکھ کھلی تھی۔اس نے فوراً گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا۔صبح کے نو بج رہے تھے......رات بیت گئی تھی......وہ کل الصبح تک جاگتی رہی تھی......جانے کس لمحے میں اس کی آنکھ لگی تھی......اف!......پوری رات آنکھوں میں گزر گئی تھی۔

وہ خود کو بہت بے وقعت لگی تھی۔کسی کو اس کی پرواہ تک نہیں تھی اور وہ کس کی فکر میں رات بھر جاگتی رہی تھی۔

جانے وہ اب بھی لوٹا تھا یا نہیں......مگر اسے ایک بات پتہ چلی تھی کہ ابان شکری کی زندگی میں اس کی اہمیت شاید کہیں نہیں ہے۔اس نے سیل فون اٹھا کر بے دلی سے ابان شکری کا سیل فون ملایا تھا مگر وہ حسب معمول سوئچڈ آف ملا تھا۔وہ جہاں تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اور ڈسٹرب کرے اسے مگر اجاج منصور کے ساتھ کیوں؟

کیا وہ اخلاقی قدریں اس قدر بھول گیا تھا کہ اسے اندازہ تک نہیں تھا کہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ جس کے لئے وہ نامحرم ہے؟

میرال حسن مان نہیں سکتی تھی جس شخص نے کبھی اسے نظر بھر کر دیکھا تک نہیں تھا وہ اس وقت کسی اور کے ساتھ تھا۔وہ اس کے آس پاس رہی تھی......اس سے محبت کرتی تھی مگر ابان شکری کو کبھی اس میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوئی تھی۔اس کا مطلب کیا تھا؟ وہ اس کے لئے نہیں بنی تھی؟

یا ابان شکری کی نگاہ میں وہ کچھ نہیں تھی؟

کبھی کبھی محبت بہت بے وقعت کر دیتی ہے جب اگلا اس محبت کو فور گرانٹڈ لیتا ہے۔محبت کے لئے بہت بڑی ہتک ہوتی ہے اور محبت کرنے والے کے لئے اس سے کہیں زیادہ بے حرمتی۔

محبت کے دائروں میں محدود ہو کر وہ کبھی سوچ ہی نہیں پائی تھی کہ وہ ان دائروں میں اکیلی کھڑی ہے اور تنہا ہے۔محبت اتنا اندھا کر دیتی ہے کہ کچھ اور دکھائی نہیں دیتا۔جیسے میرال حسن بھی دیکھ نہیں پائی تھی کہ وہ تنہا کہیں ان دائروں میں مبتلا ہو گئی ہے اور جہاں سے وہ ہاتھ بڑھا کر ابان شکری کا ہاتھ نہیں تھام سکتی نا اس سے رابطہ میں رہ سکتی ہے۔

محبت بعض اوقات کچھ نہیں سوچتی......کچھ نہیں دیکھتی......کچھ نہیں جانچتی......نا کسی وضاحت کو ضروری خیال کرتی ہے۔محبت ایسی ہی بے دھیانی میں کی گئی حماقت بن جاتی ہے اور میرال حسن کو لگا تھا محبت جیسی حماقت اس سے سرزد ہو چکی تھی اور اس حماقت میں اس کے ساتھ کوئی اور حصے دار نہیں تھا۔

اس کے ذہن میں سوچوں کا تسلسل نہ رکنے والا تھا مگر وہ بہت پرسکون رہنا چاہتی تھی۔

محبت کے وصف میں خوش فہمی کا گزر بہت زیادہ کثرت سے اور تواتر سے ہوتا ہے اتنا کہ محبت کچھ بھی کرے، کچھ بھی کہے، سمجھ نہیں آتا۔دماغ جیسے ایک بند کمرے میں ضدی بچے کی طرح قید ہو جاتا ہے اور دل کو اپنی من مانیاں کرنے کی بھرپور اجازت مل جاتی ہے۔

وہ اٹھی تھی اور باہر آئی تھی۔خدیجہ اماں اس کے لئے ناشتے کی میز لگاتے ہوئے مسکرائی تھیں۔

"اٹھ گئیں تم؟ تم رات بھر سوئی نہیں تھیں سو میں نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔" میرال حسن کرسی کھینچ کر خاموشی سے بیٹھی تھی اور

خدیجہ اماں نے اس کی کافی اس کے سامنے رکھی تھی۔

"ابان شکری واپس نہیں آئے؟" اس نے کسی بھی شے کو ہاتھ لگائے بنا سر اٹھا کر خدیجہ اماں کو دیکھا تھا۔ خدیجہ اماں نے مسکراتے ہوئے لب بھینچے تھے اور اس کے لئے ٹوسٹ پر مکھن لگاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں...... ابھی نہیں۔" ان کا جواب بہت غیر واضح سا تھا یا وہ اس طرح بات کرنے کی پابند تھیں؟ میرال حسن سمجھ نہیں پائی تھی مگر خدیجہ اماں کے چہرے سے لگتا تھا وہ زیادہ بات کرنا نہیں چاہتی تھیں جیسے فرید بات نہیں کرنے کا عادی تھا۔ وہ ابان شکری کے بہت فرمانبردار اور وفادار تھے سو ان سے کچھ پوچھنا فضول تھا۔ شب بھر جاگ کر اس کا سر بہت بری طرح دکھ رہا تھا سو تبھی وہ بنا کچھ مزید کہے کافی کے سپ لینے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان شکری شب بھر جاگتے ہوئے راکنگ چیئر پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا تھا شاید۔ وہ جاگی تھی تو وہ اسی طرح جاگ رہا تھا۔ اتباع منصور کو اچھا نہیں لگا تھا جس طرح وہ جاگتے ہوئے اس کے لئے پہرے داری کرتا رہا تھا۔ اس نے ایک بار ناراضگی میں کہہ دیا تھا اور وہ اسے جتانا ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ وہ خوفزدہ ہے مگر وہ اگر نہیں بھی کہتی تو شاید ابان شکری یوں ہی اس پاس موجود رہتا۔ کیا اسے یہ ڈر بھی تھا کہ وہ اسے اکیلا چھوڑے گا تو وہ کہیں نکل جائے گی؟

وہ اسے اپنا پابند کر کے رکھنا چاہتا تھا یا یہ محض اس کا خیال تھا؟

ابان شکری کی کیئر کرنے کی عادت تھی یا وہ دشمنی کے آداب نبھا رہا تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر جیسے ہی اس کی آنکھ کھلی تھی وہ راکنگ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ فریش ہو جائیں آپ کے ناشتے کا انتظام نیچے ہے۔"

"نہیں...... ہم گھر......؟" وہ اسے پلٹتے دیکھ کر فوراً بولی تھی۔ اسے عجیب لگ رہا تھا۔ ابان شکری کے ساتھ اس طرح اتنی دیر تک باہر رہنا۔ وہ اس رشتے کو دل سے قبول نہیں کر رہی تھی سو وہ بھی سوال اپنے اندر اٹھتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ ابان شکری کیا چاہتا تھا، کیا سوچتا تھا، وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے یہ بات اچھی نہیں لگی تھی۔ چاہے کوئی رشتہ درمیان بھی تھا مگر اس طرح اچانک سب کو بتائے بنا کسی اور طرف نکل جانا اور وہ بھی اتنی دور...... اچانک خدیجہ اماں...... دادا ابا...... کا دھیان آیا تھا۔ اسے بہت خجالت محسوس ہوئی تھی۔

میرال حسن کی اسے پروا نہیں تھی۔ اس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں رہی تھی۔ اسے میرال حسن کو جواب دہ نہیں ہونا تھا۔ وہ ابان شکری سے وابستہ تھی اور وہ چاہے اسے کچھ بھی کہتا، اسے پروا نہیں تھی۔

"ہم گھر میں ہی ہیں...... یہ میرا فارم ہاؤس ہے۔" ابان شکری نے اس کی فکرمندی جانتے ہوئے بات بتائی تھی۔

"ہاں مگر...... مجھے واپس جانا ہے۔" ابان شکری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر سر ہلا دیا تھا۔

"آپ فریش ہو کر نیچے آجائیں......" کہنے کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ اجاع منصور نے اس کی پشت کو خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

ثمرہ نے کافی سپ لیتے ہوئے فون اٹھایا تھا اور ایک نمبر ملا کر فون کان سے لگایا تھا۔ بیل گئی تھی اور اگلے ہی لمحے فون اٹھا لیا گیا تھا۔ ثمرہ کو اطمینان ہوا تھا۔ رات سے وہ پریشان رہی تھیں جب سے میرال نے بتایا تھا کہ ابان شگری لاپتہ ہے۔

"سلام ممم...... کیسی ہیں آپ؟ خیریت؟ اتنی صبح فون کیسے کر لیا؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ابان شگری دوسری طرف سیڑھیاں اترتے ہوئے فکر مندی سے بولا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا...... تم کہاں ہو؟ اور یہ میرال حسن کیا کہہ رہی تھی؟ واٹس دیٹ آل؟" ثمرہ پریشان لگی تھی۔

"میں فارم ہاؤس پر ہوں مم۔ فرینڈز اور فیملیز کا اصرار تھا سو انہیں نیو ایئر کی پارٹی دینا پڑی۔ رات بہت ہو گئی تھی سو واپس نہیں لوٹ سکا۔" وہ اطمینان سے بتا رہا تھا۔

"اوہ...... اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ میرال حسن نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ بے چاری فکر مند ہو رہی تھی مگر اس کی باتیں سن کر میں تو اور زیادہ فکر مند ہو گئی تھی۔ کہیں جانا ہوتا ہے تو ایٹ لیسٹ فون کر کے بتا دیا کرو۔" ثمرہ نے ڈپٹا تھا۔

"بتانے کا موقع نہیں ملا مم...... اینی وے، آئندہ بتا دوں گا۔ میرال حسن کی عادت سے آپ واقف ہیں۔ اسے عادت ہے چھوٹی چھوٹی باتوں کو پھیلانے کی۔ میرے ساتھ اجاع منصور اور بیکی ہیں۔ بیکی کی فیملی بھی ابھی یہیں ہے۔" اس نے اطمینان دلایا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن یہ منصور صاحب کی بیٹی تم سے کب ملی؟ کب آئی وہ پاکستان؟ میرال بتا رہی تھی۔ اس کی جائیداد کا کوئی میٹر چل رہا ہے اور ابا اسے مدد دے رہے ہیں؟" ثمرہ نے پوچھا تھا۔

"آ کر سب بتاتا ہوں مم...... آپ فکر مند نہ ہوں۔" وہ پرسکون انداز سے بولا تھا۔ ثمرہ مسکرا دی تھیں۔

"میں فکر مند نہیں ہوتی۔ میں جانتی ہوں میرا بیٹا کبھی کوئی غلط قدم نہیں اٹھاتا۔ تم میرا فخر ہو بیٹا۔ میں اجاع منصور کے تمہارے ساتھ یا شگری پیلس میں ہونے پر فکر مند نہیں ہوں۔ میں سمجھ گئی تھی اگر ابا وہاں آئے ہیں اور وہیں قیام کیا ہے تو کوئی بات تو ضرور ہو گی۔" ان کے لہجے میں بیٹے کے لئے یقین بول رہا تھا۔

"تھینکس مم...... آئی نو یو آل ویز اللہ ریڈی...... دنیا کچھ بھی کہے آپ کو ہمیشہ یقین ہوتا ہے مجھ پر۔" وہ ماں کے یقین پر مطمئن دکھائی دیا تھا۔

"بالکل...... مجھے ابان شگری پر مکمل یقین ہے۔" ثمرہ مسکرائی تھیں۔ "میں جانتی ہوں اگر تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا تو ضرور اس کی وجہ رہی ہو گی۔ تم اپنا دھیان رکھو اور بیکی کی ممی کو میرا سلام دینا۔" ثمرہ نے کہہ کر فون رکھا تھا۔

توسٹ کھاتی عالیہ نے ممی کو دیکھا تھا۔ ممی اور بھائی کی بات سن کر اسے ایک اندازہ تو ہو گیا تھا کہ بھائی کے ساتھ کون ہے مگر وہ سوچ رہی تھی اسے ممی کو کچھ بتانا چاہیے یا نہیں؟ اس نے میرال کے بارے میں سنا تھا اور وہ جانتی تھی میرال ابان سے محبت کرتی تھی سو اسے لگا میرال ضرور کچھ کرے گی اور شاید میرال نے کچھ ایسا ہی ممی سے کہا بھی تھا۔

"کیا ہوا تم کھا کیوں نہیں رہیں؟ اس طرح توسٹ کو گھورے کیوں جا رہی ہو؟" نمرہ نے عالیہ کو گھورا تھا۔

"نہیں ...... وہ ...... میں ......!" عالیہ الجھی دکھائی دی تھی۔ نمرہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم اتنی الجھی ہوئی کیوں لگ رہی ہو؟ واٹس رونگ؟ کوئی پرابلم ہے؟" نمرہ نے پوچھا تھا۔ عالیہ سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"نہیں ممی ...... مگر ......" وہ بوکھلاہٹ کا شکار نظر آئی تھی۔

"مگر کیا؟" ممی نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ممی ......!" عالیہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے سر جھکا کر دوبارہ کھانے لگی تھی۔ نمرہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"واٹس رونگ؟ تم کچھ چھپا رہی ہو عالیہ؟ کیا بات ہے؟" نمرہ نے بیٹی کو جانچتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں ممی ...... میں حیران ہوئی میرال آپی کو تو یہاں آنا تھا۔ وہ ابان بھائی کی طرف کیوں چلی گئیں؟ ضرور حمزہ بھائی نے بتایا ہوگا نہیں۔" اس کی زبان سے پھسل گیا تھا۔

"کیا بتایا ہوگا حمزہ نے اسے؟ کس بارے میں بات کر رہی ہو تم؟"

"دادا ابا کے بارے میں ممی ......!" عالیہ نے مطمئن نظر آنے کی کوشش کی تھی مگر ممی جس طرح چھان بین کر رہی تھیں اس پر وہ بوکھلاہٹ کا شکار نظر آ رہی تھی۔

"میرال کی تمہارے دادا ابا سے خوب جمتی ہے نا ...... سو حمزہ نے بتا دیا ہوگا اس لیے وہ فوراً چلی گئی مگر میرال بتا رہی تھی دادا ابا آؤٹ آف ٹاؤن ہیں۔"

"جی ...... دادا ابا سے بات ہوئی تھی۔ آپ سے بات کرنا چاہتے تھے مگر آپ سو رہی تھیں سو میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔" عالیہ نے بات بنائی تھی۔ نمرہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔ کچھ تھا عالیہ کے چہرے پر۔ جب وہ کوئی بات چھپا نہیں رہی تھی تو اس کی ایسی کیفیت کیوں ہوتی تھی۔ وہ واضح انداز میں بوکھلائی ہوئی لگ رہی تھی۔ نمرہ نے بیٹی کی طرف بغور دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے عالیہ؟ تم کچھ چھپا رہی ہو؟"

"نن نہیں ممی ...... مگر ......!" عالیہ نے بات بنانا چاہی تھی۔

"مگر کیا؟" نمرہ نے کریدا تھا۔

"ممی وہ ......!" عالیہ نے بات بتانا چاہی تھی مگر نمرہ نے اسے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے روک دیا تھا اور نرمی سے اسے دیکھتے

ہوئے بولی تھیں۔

"تم جانتی ہو عالیہ میں نے اپنے بچوں پر ہمیشہ اعتبار کیا ہے کیونکہ مجھے علم ہوتا ہے کہ میرے بچے کبھی کوئی غلط بات نہیں کریں گے نا جھوٹ بولیں گے۔ اب فوراً بتاؤ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" ثمرہ نے پرسکون انداز میں کہتے ہوئے عالیہ کو دیکھا تھا۔

عالیہ نے خاموشی سے ممی کی طرف دیکھا تھا۔

"ممی میں بھائی کی طرف گئی تھی وہاں میں نے ابتہاج منصور کو دیکھا تھا۔ وہ دلہن کے لباس میں تھیں۔ مجھے حیرت ہوئی مگر ابان بھائی نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور کچھ پوچھنے کی میری ہمت نہیں ہوئی۔ میں نے ان دونوں کے درمیان کی بونڈنگ اور کیمسٹری کو دیکھا۔ مجھے محسوس ہوا وہ ایک رشتے میں ہیں مگر ابتہاج منصور انکاری تھی۔ جب میں نے اسے بھابھی کہہ کر بلایا تو وہ بہت غصے کا مظاہرہ کرتی انتہائی ہوئی نظر آئی تھی اور بھیا نے بھی کوئی ذکر نہیں کیا کہ ان کی شادی ہو چکی ہے۔ مگر مجھے یقین تھا۔ میں نے دادا ابا کو بتایا اور اسی لئے دادا ابا فوراً پاکستان چلے آئے۔ آئی ایم سوری ممی...... میں نے آپ کو کچھ نہیں بتایا مگر میں آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی۔ مجھے لگا تھا اس گھر کی فضا پر شادی کی خبر کچھ اچھے اثرات نہیں لائے گی۔ میں ڈیڈ اور آپ کے درمیان کوئی نیا ایشو لانا نہیں چاہتی تھی سو میں آپ کو نہیں بتا سکی مگر مجھے دادا ابا پر یقین تھا۔ میں جانتی تھی وہ تمام چیزوں کو ٹھیک کریں گے۔ ابھی میں نے سنا آپ نے ابان بھائی سے پوچھا ابتہاج منصور ان کے ساتھ ہیں تبھی مجھے آپ کو بتانے کا دھیان آیا مگر میں آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی نا میری ان ٹینشن چھپانے کی تھی۔ یکجی بھائی، ان کی ممی اور بہن وہیں ہیں شاید وہ سب بھی اس شادی سے واقف ہیں مگر جب تک ابان بھائی کچھ نہ بتاتے تب تک اس پر بات نہیں ہو سکتی تھی۔ مجھے لگا تھا میں قیاس آرائیاں کر رہی ہوں مگر دادا ابا کا بھی یہی خیال تھا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی رشتہ ہے مگر دادا ابا کے پوچھنے پر دونوں ماننے کو تیار نہیں تھے۔ شاید وہ اس رشتے کو لے کر غیر یقینی تھے یا غیر محفوظ محسوس کر رہے تھے۔ میں وجہ نہیں جانتی مگر مجھے لگا کہ کوئی اختلاف ہیں ان کے بیچ اور دادا ابا کو بھی وہی لگا۔ دادا ابا کا خیال تھا انہیں مداخلت کیے بنا انہیں اس رشتے کو قبول کرنے دینا چاہیے مگر تب ان دونوں نے اس رشتے کو قبول نہیں کیا تھا۔" عالیہ نے تمام داستان گوش گزار کر دی تھی۔ ثمرہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔ فوری طور پر انہوں نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ عالیہ کو فکر ہوئی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابتہاج نیچے آئی تھی جہاں یکجی اور اس کی فیملی موجود تھی۔

"آئیے بھابھی...... ممی نے آپ کی پسند کا بریک فاسٹ بنایا ہے۔ ابان نے بتا دیا تھا آپ کو دیسی کھانوں کی عادت ہے سو ممی نے تمام ڈشز بنا ڈالیں۔" یکجی مسکرایا تھا۔

"میری بہو ہے۔ میں نے کبھی تم میں اور ابان میں فرق نہیں سمجھا۔ ماشاء اللہ اتنی پیاری لگ رہی ہو۔ آؤ میرے پاس بیٹھو۔" یکجی کی ممی نے اس کے لئے اپنے برابر والی چیئر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ابان وہاں دکھائی نہیں دیا تھا۔

ابان شگری نے یکی کو اور اس کی فیملی کو کیوں روک لیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے کچھ ڈھارس ہوئی تھی۔ اتنے سارے افراد کو وہاں دیکھ کر ورنہ اس کی سانس اٹکی ہوئی تھی کہ وہ وہاں اکیلی ہے اور جانے ابان شگری کا کیا ارادہ ہے اور وہ واپس لوٹنا چاہتا ہے کہ نہیں۔

"بھابھی ایک منٹ...... ایک سیلفی ہو جائے۔" یکی کی چھوٹی بہن کرن مسکراتے ہوئے اٹھی تھی اور اتباع کی طرف آئی تھی۔

"آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں ماشاءاللہ۔ عالیہ کو دکھاؤں گی وہ تو بہت حیران ہوگی۔" اس کی اسائنمنٹ پر اتباع حیران ہوئی تھی مگر اس نے اس کے ساتھ اخلاقاً ایک سیلفی بنوالی تھی۔

"ابھی عالیہ کو Whatsapp کرتی ہوں۔ اسے یقین نہیں ہوگا میں یہاں ہوں۔" کرن مسکرائی تھی تبھی اتباع کو اپنے فون کا دھیان آیا تھا اور ایک دھیان دانیال مرزا کا بھی آیا تھا۔

کتنا پریشان رہا ہوگا جب اس نے اس کے سیل فون پر کال کی ہوگی اور کوئی جواب نہیں پایا ہوگا۔ وہ اتنی عجلت میں نکلی تھی کہ سیل فون لینا بھول گئی تھی۔ کیسے ایک لمحے میں بھول گئی تھی وہ؟ ایک لمحے میں ہر شے فراموش کر دی تھی۔ اسے کچھ یاد ہی نہیں رہا تھا۔ اس ایک نقطے سے آگے کی دنیا جیسے تھم گئی تھی۔

وہ ایک لمحہ کیا اتنا ضروری تھا؟

وہ لمحہ اہم تھا یا وہ شخص؟

فوری طور پر اس کا اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

یکی کی ممی نے انواع و اقسام کی چیزیں بنا کر ٹیبل پر رکھ دی تھیں۔

"بیٹا کھاؤ نا...... تم اس طرح کیوں بیٹھی ہو؟ ثمرہ سے بات ہوئی تو خوب کلاس لے گی میری کہ بہو کا خیال بھی نہیں رکھا تم نے۔" یکی کی ممی مسکرائی تھیں اور اس کی پلیٹ میں بہت سا کھانا نکال دیا تھا۔

"نہیں آنٹی...... میں اتنا نہیں کھا پاؤں گی۔ یہ ویسٹ چلا جائے گا۔" وہ ان کی سمت دیکھتی ہوئی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"ویسٹ کیسے جائے گا اتباع بھابھی، ابھی ابان بھائی آ کر آپ کا ساتھ دیں گے نا۔" کرن مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ یکی اور والدہ مسکرا دی تھیں۔ اتباع خجل سی ہو کر رہ گئی تھی۔

یہ چھوٹی چھوٹی شرارتیں...... چھیڑ چھاڑ ایک نیا تجربہ تھا اس کے لئے اور سب سے بڑھ کر لفظ "بھابھی"۔ اسے یاد آیا تھا سب سے پہلے اسے عالیہ نے اس لفظ سے پکارا تھا۔ وہ اس تخاطب پر حیران ہوئی تھی۔ اس وقت بہت غصہ میں تھی۔ عقل اس طور کام نہیں کر رہی تھی اور عقل تو اب بھی شاید مکمل طور پر کام نہیں کر رہی تھی۔

اسے یاد نہیں تھا کب عقل نے باقاعدہ طور پر کام کیا تھا مگر ابان شگری کے زندگی میں آنے سے چیزیں بہت زیادہ الجھی تھیں۔ اگر چہ ابان شگری سے ملنے سے قبل بھی کچھ ٹھکانے پر نہیں تھا۔ جب سے وہ پاکستان آئی تھی زندگی عجیب افراتفری کا شکار رہی تھی۔ وہ جیسے کسی

ٹانک پڑھی ختم ہونے میں ہی نہیں آرہا تھا اور رکاوٹیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں اور...... اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ سامنے سے ابان شگری چلتا ہوا آتا دکھائی دیا تھا۔ ہمیشہ فارمل سوٹنگ میں دکھائی دینے والا بندہ ایک وہائٹ شلوار قمیض میں کچھ مختلف لگا تھا۔ وہ دراز قد شخص...... چوڑے شانے...... کسرتی جسم...... بہت نمایاں لگ رہا تھا۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا جب کرن نے اسے دیکھا تھا۔

"بھابھی، چیز اپنی ہو تو اس طرح چور نظروں سے نہیں دیکھتے۔" کرن کے لہجے میں شرارت تھی۔ آہستی مسکرائی تھیں۔ یحییٰ نے بہن کو دیکھا تھا۔

"بری بات کرن...... بھابھی کو پریشان نہیں کرتے۔"

"یحییٰ بھائی...... میں بھابھی کو پریشان نہیں کر رہی، ان کا خیال رکھ رہی ہوں۔ دیکھیں بھابھی آپ کی وجہ سے آپ کی اتنی معصوم بندی پر الزام آ رہا ہے۔" کرن مسکرائی تھی۔ ابان شگری چلتا ہوا قریب آ چکا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ قریب آ کر کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔ کرن مسکرائی تھی۔ ابتاج کو خجالت سی ہوئی تھی۔ اسے لگا تھا کرن اسے اس کے دیکھنے کی بات بتا دے گی تبھی کرن کی طرف دیکھا تھا۔

"کرن آپ پوریاں آگے کر دیں گی؟" اس نے کرن کا دھیان بٹاتے ہوئے کہا تھا۔

ابان شگری نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ نگاہیں لمحہ بھر کو ملیں تھیں۔ ابتاج منصور نگاہ چرا گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے دیکھتے ہوئے پوریوں کی پلیٹ سامنے کر دی تھی۔ کرن ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"وہ میں ابتاج بھابھی سے کہہ رہی تھی کہ......!" کرن نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ابتاج نگاہ چرا گئی تھی۔

"بری بات کرن...... بھابھی کو تنگ نہیں کرتے۔" یحییٰ نے مسکراتے ہوئے منع کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کرن شرارت کر رہی تھی۔

"یحییٰ بھائی...... آپ کی دلہن آنے میں ابھی دیر ہے۔ ابان بھائی کے ذریعے جو بھابھی کو تنگ کرنے کا ایک موقع ملا ہے وہ کیسے جانے دوں؟" کرن مسکرائی تھی اور ابان کی طرف دیکھا تھا۔ ابتاج منصور بہت کنفیوژ ڈ لگی تھی۔

"میں بھابھی سے کہہ رہی تھی کہ...... آپ دونوں کی جوڑی کتنی پرفیکٹ لگتی ہے...... جیسے چاند سورج ایک ساتھ آن کھڑے ہوئے ہوں۔" وہ مسکرائی تھی۔ ابتاج کی جیسے جان میں جان آئی تھی۔ کرن اس کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ اسے جواباً مسکرانا پڑا تھا۔

ابان شگری نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ اتنے دنوں میں وہ چہرہ بہت الجھا ہوا اور متفکر رہا تھا۔ اس لئے مسکراتے ہوئے بہت بھلی لگی تھی۔ اس چہرے پر سکون خاص دلکشی لایا تھا۔ ابان شگری کی نگاہوں نے بغور اسے دیکھا تھا۔

ابتاج منصور کی نگاہ اس پر پڑی تھی مگر وہ لب بھینچ کر اجنبی بن گئی تھی تبھی آہستی بولی تھیں۔

"ثمرہ سے بات ہوئی تھی۔ تمہارا فون شاید سوئچڈ آف تھا۔ تبھی پہلے تمہارا فون ٹرائی کیا اور پھر یحییٰ کا۔ یحییٰ بھی شاید سو رہا تھا اور موبائل سائلنٹ پر تھا تبھی اس نے مجھے رنگ کر لیا۔ تمہارا پوچھ رہی تھی۔ گھر فون کر لینا۔ وہ پریشان ہو رہی تھی۔ غالباً تم نے اسے اس پارٹی کے بارے

میں نہیں بتایا تھا؟" آنٹی نے کہا تھا۔ اس نے سر ہلا دیا تھا۔

"ہاں مم سے بات ہوگئی تھی تھوڑی دیر قبل...... سب ٹھیک ہے اب۔" ابان شگری نے مطلع کیا تھا.

"نمرہ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" آنٹی نے پوچھا تھا۔

"جی آنٹی...... مم ٹھیک ہیں۔ واپس جا کر چکر لگاؤں گا ان کی طرف۔" وہ مروتاً بولا تھا۔ اتباع کے سامنے یا پھر آنٹی کے سامنے وہ خاندانی ایشوز کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اتباع نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"تم ہاتھ روکے کیوں بیٹھے ہو؟ بھابھی تمہارا انتظار کر رہی تھیں اور تم کچھ کھانے کو ہی تیار نہیں۔" یحییٰ نے مسکراتے ہوئے اسے کافی کے سپ لیتے ہوئے دیکھا تھا۔

"اور کیا...... یہی میں کہنے والی تھی مگر مجھے لگا اتباع بھابھی برا مان جائیں گی۔" کرن مسکرائی تھیں۔ اتباع نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ وہ اس کی سمت متوجہ تھا۔ اتباع بری طرح خجل دکھائی دی تھی۔

"میں انتظار نہیں کر رہی تھی!" اس نے واضح انکار کیا تھا بنا ابان شگری کی سمت دیکھے۔ ابان شگری نے اس انکار پر اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"بیٹا...... تم دونوں ہزبینڈ وائف ہو۔ اتباع کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے۔ تمہیں اس کے ساتھ کھانا چاہیے۔ یوں بھی ساتھ کھانے سے محبت بڑھتی ہے۔" آنٹی مسکرائی تھیں۔ یحییٰ بھی مسکرایا تھا۔

"کھالو یار ساتھ۔ یہی دن ہوتے ہیں جب محبت دکھائی دیتی ہے۔ سنا ہے شادی کے ابتدائی کچھ سال گزر جائیں تو پھر یہ محبت بھی دکھائی نہیں دیتی کیونکہ وائف کی توجہ ہزبینڈ سے ہٹ کر بچوں پر آجاتی ہے۔" یحییٰ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع جو ابان کی طرف دیکھ رہی تھی وہ بری طرح خجل دکھائی دی تھی۔ ابان یحییٰ کی بات پر مسکرایا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا تمہارے پاس اتنی ٹپس ہیں شادی شدہ زندگی کی۔" ان دونوں دوستوں میں بہت بے تکلفی تھی۔

وہ ایک دوسرے سے بہت اچھے سے وابستہ تھے۔ بچپن کی دوستی تھی۔ اس بات سے اتباع واقف بھی ہوگئی تھی۔

یہ دنیا...... اس دنیا کی ساری باتیں...... اس کے حوالے...... اس سے وابستہ ہو رہے تھے اور یہ تمام چیزیں بہت نئی تھیں۔

اس کے لئے کس قدر حیرت کا باعث تھی یہ دنیا...... اس کے تمام حوالے...... تمام ہلکے پھلکے مذاق...... چھیڑ چھاڑ...... وہ اس سب کی عادی نہیں تھی مگر زندگی اسے ایک نئے رنگ سے باندھ رہی تھی...... نئے موسموں سے آشنا کروا رہی تھی...... نئے رنگ اور نئے زاویے دکھا رہی تھی۔ وہ اس پر بہت حیران تھی۔

ابان شگری اور یحییٰ کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ ابان شگری کی نگاہ اس پر پڑی تھی۔ وہ نگاہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری نے اس چہرے کو

بغور دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک ہوٹل میں مسٹر واٹسن کے نمائندے سے میٹنگ اٹینڈ کر کے نکلا تھا۔

"یار ا..... گورے کتنی بک بک کرتے ہیں۔ میرا تو انگریزی بول بول کر منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ یہ گورے اتنی ڈھیر ساری انگلش ایک ساتھ کیسے بول لیتے ہیں؟ پینتالیس منٹ کی میٹنگ میں بندہ اپنے وزن سے زیادہ انگریزی بول گیا۔" وہ قاسم کے ساتھ چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے بول رہا تھا۔ سیاہ چشمہ آنکھوں پر لگاتے ہوئے قاسم کو دیکھا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک..... عادت ہو جاتی ہے۔ ہر کوئی اپنی زبان میں زیادہ کمفرٹیبل ہوتا ہے نا۔"

اشعر ملک نے سر ہلایا تھا۔

"ویسے ترکیب صحیح لڑائی اس نے..... دماغ ہے گوروں کے پاس۔" اشعر ملک ہنسا تھا۔

قاسم نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ اشعر ملک اندر بیٹھا تھا اور پھر دوسری طرف سے گھوم کر آ کر اپنے لیے دروازہ کھولا تھا اور بیٹھا تھا۔ اشعر ملک اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"مزہ آیا اس گورے کی بات سن کر..... ایک نئی کمپنی رجسٹرڈ کروانے وہ بھی مسٹر واٹسن کے نام سے اور پھر اس کی توسط سے آگے شیئرز خریدنا۔ وہ بھی مسٹر شگری کی کمپنی کے شیئرز..... مزہ آ جاتا ہے۔ مجھے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ اگر کسی حد تک صرف شگری کو جھنڈی لگ جائے تو کیا برا ہے؟ اسے اشعر ملک کی برتری تو ثابت ہو جائے گی نا۔" وہ مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے سیل فون اٹھا کر دیکھا تھا پھر اشعر ملک کا نمبر ملایا تھا اور سکرین پر کال کا ریسپونس دیکھنے لگی تھی۔

اشعر ملک نے دوسری ہی بیل پر کال پک کی تھی۔

"پھپھو کی بیٹی..... یار بڑی لمبی عمر ہے تمہاری۔ ابھی تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔"

"اچھا..... آئی ہیڈ نو آئیڈیا..... میں نے تمہیں کل رات فون کیا تھا۔ تم بات کرنے کو تیار نہیں تھے۔" میرال حسن نے شکوہ کیا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا۔

"سوری یار پھپھو کی بیٹی..... یار میں سو جاؤں تو پھر مجھے کوئی ڈسٹرب کرے اچھا نہیں لگتا۔ میں اپنے آرام میں خلل برداشت نہیں کر سکتا۔ ویسے تم نے کال کیوں کیا تھا؟" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا تھا۔

"مجھے تم سے چھوٹا سا کام تھا لیکن ابھی فی الحال بات نہیں کر سکتی۔ دوسری لائن پر ممی کی کال آ رہی ہے اور میں ممی کی کال مس نہیں کر سکتی۔" وہ عجلت سے بولی تھی۔

"اوہ...... چلو کوئی نہیں پھپھو کی بیٹی تم پھپھو سے بات کرو۔ انہیں میرا اسلام اور کائنڈ ریگارڈز دے دینا" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

میرال حسن نے مسکراتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اشعر ملک نے قاسم کی طرف دیکھا تھا۔

"یارا...... سر بہت بھاری ہو رہا ہے۔ لگتا ہے رات کچھ زیادہ پی گیا میں۔ رات کی کوئی بات بھی یاد نہیں۔ جانے کیا اول فول بولتا رہا میں۔" اشعر ملک کے بولنے پر قاسم نے سر ہلایا تھا۔

"ڈیٹس او کے اشعر ملک۔ مجھے اندازہ تھا تم شاید بہت اپ سیٹ تھے سو میں نے روکا نہیں" قاسم نے وضاحت دی تھی۔

"کہیں رو کیں کسی ریسٹورنٹ میں چل کر Lemonade پیتے ہیں۔ یو وِڈ فیل بیٹر" قاسم نے مشورہ دیا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ویسی بندہ ہوں یارا...... یہ انگریزوں والے چونچلے نہ کرواؤ۔ اتنی جان ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جھیل سکتا ہوں" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"مت بھول...... آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو" وہ ایک آنکھ دبا کر بولا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

گاڑی مخصوص رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور آؤٹ پلیس میں آ کر بیٹھی تھی۔ ابان شگری کی دنیا عجیب تھی۔ اس کی دنیا پر صرف اس کا پہرہ تھا۔ چھاپ صاف دکھائی دی تھی۔ امارت صاف دکھائی دیتی تھی۔ وہ جانے کیوں ابان شگری کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ رات پارٹی کا منظر نظروں کے سامنے گھوما تھا۔

"ابان شگری کا اظہار محبت......!"

ایک دم اس کی سوئی اٹکی تھی......

اس اقرار کی کیا ویلیو تھی؟ یا پھر کوئی حقیقت تھی بھی کہ نہیں؟ وہ سمجھی نہیں تھی۔ شاید وہ اظہار محبت نہیں تھا صرف لفظ تھے۔ دنیا داری کے لئے۔ دنیا کو دکھانے کے لئے کیونکہ دوست احباب میں سے اصرار بڑھا تھا اور ابان شگری کو محض جان چھڑانے کے لئے...... یا صرف ایک فارمیلٹی پوری کرنے کے لئے اس محبت کا اظہار کرنا پڑا تھا...... یہ فرضی محبت ہے......

محبت کی فرضی کہانی اور بس...... اس محبت کی کوئی حقیقت نہیں تھی اور حقیقت شاید ہو بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ رشتہ فرضی تھا...... وقتی تھا۔

اس سے جڑے زاویے، راستے سب فرضی تھے۔ وقتی تھے۔ پھر محبت کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا؟

محبت کہیں نہیں تھی...... نہ ہو سکتی تھی۔

ابان شگری سامنے سفید گھوڑے پر بیٹھا دکھائی دیا تھا۔ وہ بہت فاصلے پر تھا مگر اتباع منصور کی توجہ اس کی ایک منظر نے اپنی طرف مبذول کروائی تھی۔ سیاہ شلوار قمیص میں سفید گھوڑے پر بیٹھا ابان شگری عجیب ایک چارم رکھتا تھا اپنی پرسنالٹی میں۔ اتباع منصور کی نگاہ اس پر سے ہٹ نہیں پائی تھی۔

اس شخص سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

کوئی تعلق خاص بھی نہ تھا۔

کوئی رشتہ تھا تو وقتی تھا پھر اس کو کیوں لگا تھا اس کی تمام تر توجہ اس نے اپنے ساتھ باندھ لی ہے؟ اور اسے اس سے جیسے کوئی فرق بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ جیسے اس لمحے اس کی اہمیت کو مان رہی تھی۔ مان رہی تھی کہ اسے حق ہے اسے دیکھنے کا...... دیکھتے رہنے کا۔

کوئی ابہام اندر کہیں ہو رہا تھا کہ وہ اس منظر سے جڑنے کا حق رکھتی ہے اور اس لمحے میں جو بھی اس کا ہے۔ اس پر تا حال کسی اور کا کوئی حق نہیں ہے۔ فرضی کہانی ہی سہی......

چاہے محبت بھی نہیں تھی۔

وقتی رشتہ تھا مگر وہ اس نگاہ کو دیکھتے رہنے سے باز نہیں رکھ پائی تھی۔

اتباع منصور نے نگاہ اس منظر سے ہٹائی نہیں تھی۔

شاید ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔

منظر بھیگنے لگا تھا۔ ابان شگری گھوڑے پر بیٹھا اس کی سمت بڑھ رہا تھا۔

وہ بھیگ رہا تھا۔ اس کی وجاہت اور بڑھ رہی تھی۔ اس کا سحر اور پھیل رہا تھا۔ اس لمحے کی گرفت اس کی سوچوں پر اور سخت ہوئی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں بڑھی تھیں۔

یہ دنیا کو مٹھی میں بند کرنے والا شخص اس کا تھا۔

بلا شبہ لاشرکت غیرے مالک تھی وہ......

اپنے تمام حقوق کے ساتھ وہ اس کے ساتھ جڑی تھی۔

وہ پل میں دنیا زیر و زبر کر دینے والا انسان اس کے حوالوں میں سب سے پہلا حوالہ بن رہا تھا۔

وقتی طور پر ہی سہی......وہ اس سے وابستہ تھی۔ اس کے نام سے جڑی تھی۔ ان لمحوں کی کیا حقیقت تھی؟

I want to move the planets and stars to be with you every moment of the rest of my life!

ابان شگری کے رات اظہار محبت کے طور پر کہے جانے والے جملے اثر پذیر تھے۔ اتباع منصور کی سماعتیں ان لفظوں سے گونجنے لگی تھیں۔

اور اس گونج میں ایک دبی دبی آواز اور بھی ابھری تھی۔ بہت مدھم سی سرگوشی کی سی تھی وہ آواز ۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں

یقین سا یقین تھا۔ ابان شگری آگے بڑھتا ہوا قدرے قریب آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ شہزادوں کی سی آن بان والا شخص اس سے اچانک کوئی حوالہ کیوں جوڑنے لگا تھا؟ یا محض یہ فریبِ نگاہ تھا؟

کوئی فریبِ نظر تھا؟

فرضی محبت......

فرضی ذکر......فرضی کہانی......

محبت کی کہانیوں کو شاید فرضی ہی رہنا تھا اور......

کوئی آواز اس کے اندر گونجتی چلی گئی تھی ۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں

اور ان آوازوں میں کوئی ایک بھاری لہجہ بھی مدغم ہو رہا تھا۔

I want to move the planets and stars to be with you every moment of the rest of my life!

کوئی تکرار اندر بڑھنے لگی تھی۔ آوازیں گڈمڈ ہونے لگی تھیں۔ وہ منظر جیسے کسی فسوں ساز کے ہاتھ آگیا تھا۔ وہ لمحے جادو سے بھرنے لگے تھے۔

یہ سب پل کا پل میں کیسے ہوا تھا، وہ نہیں جان پائی تھی۔ وہ بے دھیانی میں اٹھی تھی......اس ٹرانس میں چلتے ہوئے آوٹ پلیس سے باہر آئی تھی۔

گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز بہت قریب آتی سنائی دی تھی......

کن من کرتی بوندیں اسے بھگونے لگی تھیں......

مگر وہ بے خبری بارش کے اندر چلنے لگی تھی۔ وہ شاید ابان شگری کے آنے سے قبل وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ اندر سے آنے والی آوازوں نے شاید اسے بہت خوفزدہ کر دیا تھا۔

اس کے قدموں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔ وہ جیسے وہاں سے ان لمحوں سے بھاگ جانے کی ٹھان چکی تھی جیسے وہ ان لمحوں کی قید سے

آزاد ہو جانا چاہتی تھی۔

ابان شگری نے اسے تیز قدموں سے آگے بڑھتا دیکھ لیا تھا۔اس نے گھوڑے کی رفتار بڑھائی تھی۔

اتباع منصور اس کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سن رہی تھی تبھی اس سے بچ نکلنے کی سعی میں وہ تیزی سے بارش کی پرواہ کرتی چلی گئی تھی۔

لمحوں سے فرار کی بہت معصوم سی سعی تھی یہ......

کیونکہ ابان شگری اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر آناً فاناً اس کے وجود کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور اتباع منصور کو خبر بھی نہیں ہوئی تھی وہ اس کے ساتھ گھوڑے پر تھی۔اس کی مضبوط گرفت میں...... یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ ششدر رہ گئی تھی۔وہ اس کی امید نہیں کر رہی تھی تبھی ابان شگری کے اچانک اقدام پر اس نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔سرد موسم میں...... بارش کے ساتھ بھیگتے ہوئے اس نے اپنا وجود جیسے انگاروں کی گرفت میں محسوس کیا تھا۔

ابان شگری کی گرم سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں۔

وہ فرار چاہتی تھی...... مگر کوئی مزاحمت نہیں کر پائی تھی۔

وہ اس سے دور نکلنے کی سعی کر رہی تھی مگر لمحے اسے اپنی گرفت میں جاتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔لمحوں نے اپنی گرفت پر بڑھا دی تھی۔

اور اسے لا کر ابان شگری کی مضبوط گرفت میں لا سونپا تھا۔

وقت جیسے جانتا تھا اس کی سمت پلٹنا چاہیے۔

سو لمحوں نے فرار کے تمام راستے مسدود کرتے ہوئے اتباع منصور کی ڈور ابان شگری کے ہاتھ دے دی تھی۔

ابان شگری نے کچھ نہیں کہا تھا۔سفید گھوڑا کسی نامعلوم سمت کی طرف دوڑ رہا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کس سمت...... مگر اچانک منجمد ہو جانے والے حواسوں کو کچھ لمحے لگے تھے بیدار ہونے میں اور اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش نہیں کی تھی جب ایک مدھم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"I was being frozen into a block of ice whilst doing so still one cannot have everything and that is fact.

ابان شگری کا لہجہ جلتا بجھتا سا تھا۔اس کی سماعتوں کے بہت قریب اس کے لب اتباع منصور نے صاف جلتے ہوئے محسوس کیے تھے۔یہ محبت تھی؟

برستی تیز بارش میں جیسے انگاروں نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

نہیں وہ محبت نہیں تھی۔ ابتاج منصور نے ان لمحوں کی سعی کرنا چاہی تھی۔

ابتاج منصور شگری اتنی حواس باختہ تھی کہ کوئی احتجاج تک نہیں کر پائی تھی۔ لمحے اسے قید کرتے جا رہے تھے یا یہ ابان شگری کی کوئی سازش تھی؟ یہ جال ابان شگری بچھا رہا تھا یا ابان شگری وقت اور لمحوں کو اپنی گرفت میں لے رہا تھا؟ وہ اس سے دور نکلنے کی کوشش کرتی تھی اور وہ ایک لمحے میں ہاتھ بڑھا کر اسے گرفت میں لے لیتا تھا۔

یہ اس کا کوئی جال تھا؟ منصوبہ سازی؟ کوئی بدلہ یا پھر کوئی سزا تھی یہ کہ وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرنے کو تیار نہیں تھا۔

ابتاج منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ تیز رفتار گھوڑے پر بیٹھنے کا پہلا تجربہ نہیں تھا اس کا۔ وہ گھڑسواری بچپن سے جانتی تھی مگر اس لمحے وہ ابان شگری کی گرفت میں تھی اور اس گرفت میں اس کے اندر جو ہلچل مچی ہوئی تھی اس کے اسباب ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ ہلکان ہو رہی تھی۔

"آپ بھاگتے ہوئے اکثر بھول جاتی ہیں کہ محبت آپ کا تعاقب کر رہی ہے اور محبت تب تک تعاقب کرتی ہے جب تک اپنی گرفت مضبوطی سے اپنے ہدف پر نہ ڈال دے۔" وہ بہت مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اس کی گرم سانسیں...... اس کا پر ہدف لہجہ...... اس کے گرد اس کی گرفت...... سب اتنا بھرپور تھا کہ ابتاج منصور کی جان فنا ہوتی جا رہی تھی۔

"آپ نے آفتاب کو چھپا دیا ہے اور بارشوں کو دعوت دے کر بلا لیا ہے آپ کے ساتھ چلنے کو مگر آپ بھول بھی ہیں کہ بارشیں اکثر سارے راز بتا دیتی ہیں۔ یہ بارشیں آپ کے دل کی کوئی باتیں بتا رہی ہیں جو آپ نے چمکتے آفتاب سے چھپا کر کہیں تاریکی میں رکھ دی تھیں۔"

وہ مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں کے پاس وہ اپنے اندر ایک ہلچل محسوس کر رہی تھی۔ اس کی گرفت...... اس کی قربت...... اس کی باتیں...... وہ جلتی ہوئی سرگوشیاں اور بارش کا تعاقب...... وہ جیسے بہت بے ہمت اور نڈھال سی ہو رہی تھی جب ابان شگری اس کی سماعتوں کے بہت قریب مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"The sun possesses no such emotion as jealousy as it has no emotions at all.

تم نے جیسے آفتاب کی کرنوں سے کہہ دیا تھا تمہاری ضرورت نہیں ہے اور بارشوں نے فوراً تمہاری مان لی...... تم نے زمانوں کو قید کرنا سیکھ لیا ہے شہزادی...... اور اس عمل میں تم نے محبت کی لو بھی لے لی ہے۔ تمہیں خبر ہے محبت کو کس طرح جنوں پسندی کی سمت دھکیلتا ہے اور کس طرح اظہار کو درمیان لاتا ہے۔ جو اقرار آپ روشنیوں کو سونپ نہیں سکتیں وہ آپ نے بارشوں کے حوالے کر دیا ہے۔" وہ لہجہ اس کی جان خطا کرنے کو کافی تھا۔

ابان شگری جان بوجھ کر کر رہا تھا یہ سب؟

وہ جانتا تھا وہ قریب آنے سے خوفزدہ ہے...... ایک لمحے میں وہ اس خواہش کو دبا جاتا تھا اور اگلے لمحے وہ پھر انہی قربتوں کا متمنی

دکھائی دیتا تھا۔

وہ جیسے خود کی نفی کرتا تھا۔

اور اسے خوفزدہ کرنے کی ایک سازش تھی جیسے یہ۔

"پلیز...... مجھے نیچے اترنا ہے...... روکیے......!" اس نے درخواست کی تھی۔

مگر ابان شگری نے اس کی سنی ان سنی کر دی تھی۔

"لمحے چرانے ہوں تو روشنی کو بجھا دینا ضروری نہیں۔ بہت سے راستے تاریکی کو مات کرتے ہیں۔ بات خواہشوں کی ہے اور آتش اور بھڑک اٹھتا ہے جب بات محبت کی ہوتی ہے۔ آپ محبت کے اس کلیے کی نفی بہر حال نہیں کر سکتیں۔" وہ جانے کیا کہہ رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر ان باتوں میں ہزار ہا معنی تھے جیسے......

اور ان ہزار ہا معنوں میں ہزار ہا کہانیاں تھیں جیسے......!

"You are the light in my life

I'm with you in spirit always

I love you to infinity and beyond."

وہ جیسے کبھی اقرار سونپ رہا تھا اسے...... بارشوں کی گواہی دینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ موسم کو خبر تھی۔ وہ محبت ان لمحوں میں سانس لے رہی ہے۔

محبت کے یہ کونسے بات کھول رہا تھا ابان شگری؟

یہ محبت تھی یا محبت جیسی کوئی سازش؟

اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی۔ دم سادھے بیٹھی تھی۔ اس نے گرنے کے خوف سے ہاتھ ابان شگری کے شانے پر رکھ دیا تھا جس سے قربتیں ایک نئی کہانی لکھنے لگی تھیں۔ ابان شگری کے مخصوص کلون کی مہک اس کے ناک کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔ وہ اس سینے میں دھڑکتی دھڑکنوں کو جیسے صاف سن رہی تھی۔ ابان شگری کو اندازہ تک نہیں تھا۔ تیز بارش میں بھیگنے کے باعث اتباع منصور کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

جنوں کے کس راستے پر چل رہے تھے وہ؟

ابان شگری کن راستوں پر قدم رکھ رہا تھا۔ اتباع کے لئے سمجھنا دشوار رہا تھا مگر وہ اپنی دھڑکنوں کے ارتعاش کو صاف محسوس کر رہی تھی اور کپکپاتے وجود میں خوف بھی سر اٹھا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

عالیہ بارش میں ٹیرس پر کھڑی بھیگ رہی تھی جب نمرہ نے اسے آواز دی تھی۔

"عالیہ بیٹا سردی کی بارش میں بھیگنا ٹھیک نہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔ چلو اندر آؤ۔ ذوالفقار کو کافی تھماتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔

"او کے ممی...... آتی ہوں۔" عالیہ نے وہیں سے آواز لگا کر ماں کو مطلع کیا تھا۔ نمرہ نے ذوالفقار کی سمت دیکھا تھا۔ نمرہ کو جانے کیوں لگا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ سوال ہیں تبھی وہ بولی تھی۔

"خیریت؟ آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہے ہیں۔" وہ ان کے سامنے بیٹھی تھی۔ ذوالفقار نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا اور کافی کے سپ لیتے ہوئے لیپ ٹاپ اسکرین کی سمت دیکھا تھا۔ نمرہ جیسے متفکر تھیں تبھی ذوالفقار کی سمت دیکھا تھا۔

"کوئی بات ہے؟ آپ کی خاموشی کچھ کہہ رہی ہے؟"

"بات میری خاموشی تک محدود نہیں ہے نمرہ...... پورا شہر کہہ رہا ہے۔ شاید آپ کو بھی معلوم ہے مگر آپ کہنا نہیں چاہتیں۔" ذوالفقار کس بابت بات کر رہے تھے۔ وہ جان نہیں پائی تھی۔ لیکن ان کو اندازہ ہو رہا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"میں ابان شگری کی بات کر رہا ہوں۔"

"ابان شگری کی بات؟ کس بارے میں؟ آپ تو ہمیشہ ابان سے اپنے معاملات کو الگ رکھتے ہیں نا؟ تو پھر آج آپ کیسے ان معاملات کو خود سے جوڑ رہے ہیں؟" نمرہ کا لہجہ مضبوط تھا۔ جیسے وہ بیٹے کی حمایت کرتے ہوئے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی اور ذوالفقار جانتا تھا وہ بیٹے کی حمایت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی تبھی وہ بولا تھا۔

"نمرہ حمایت ہر بات میں اچھی نہیں ہوتی۔ تمہیں ابان شگری کو اس طرح ہر اچھی بری بات کے لئے سپورٹ نہیں کرنا چاہئے۔ جب کہ اس گھر سے جا چکا ہے اور تم نے وعدہ کیا تھا تم مسز ذوالفقار شگری ہونے کے ناطے اس سے رشتہ نہیں رکھو گی۔" ذوالفقار شگری جتاتے ہوئے بولے تھے۔

نمرہ ان کے لہجے کی سفاکی پر انہیں دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

"میں بے حس نہیں ہو ذوالفقار...... میرے ضبط کو اور مت آزماؤ۔ میں ابان شگری کی ماں ہوں اور تم بھی مت بھولو کہ تم بھی ابان شگری کے باپ ہو۔ کوئی باپ بیٹے کے مقابل اس طرح ڈٹ کر کھڑا نہیں ہوتا۔ تم نے حالتوں کی حد کر دی ہے۔ جہاں تمہیں بیٹے کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے تھا وہاں تم اس کے خلاف کھڑے ہوتے ہو۔ جہاں تمہیں اسے شاباش کی تھپکی دینے کے لیے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھنا چاہیے تھا وہاں تم نے اس سے رابطے منقطع کئے ہیں۔ یہ باپ ہونے کی بہت بڑی ذمہ داری تھی جو تم نبھانے میں ناکامیاب رہے ہو۔ تم چاہتے ہو اس فرض سے میں بھی ہاتھ کھینچ لوں تو ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ میں اس گھر میں مسز ذوالفقار شگری بن کر رہ رہی ہوں مگر میں ابان شگری کی ماں بھی ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔

ذوالفقار اسے خاموشی سے دیکھنے لگے تھے۔ پھر آہستگی سے بولے تھے۔

"تمہاری حمایت ایک ایموشنل ماں کی سطح پر جانچی جائے تو بے جا نہیں ہے مگر تم ہر غلط کام کے لئے اسے سپورٹ کرنا بند کر دو۔"

"اب کیا غلط کیا ابان شگری نے؟" نمرہ مضبوط لہجے میں پوچھنے لگی تھیں۔

ذوالفقار چند لمحوں تک اسے دیکھتے رہے تھے۔ پھر پرسکون انداز سے کافی کا کپ ایک طرف رکھا تھا اور اطمینان سے بولے تھے۔

"نمرہ...... تمہارے بیٹے نے شادی کر لی ہے...... مبارک ہو...... یہ خبر سارے شہر میں عام ہے...... شاید تمہیں بھی خبر ہو...... مگر میں بے خبر تھا۔" وہ طنز کر رہے تھے۔ نمرہ نے بہت برداشت اور حوصلے سے انہیں دیکھا تھا۔

"مجھے اس نکاح کی خبر نہیں تھی۔"

"مذاق کر رہی ہیں آپ؟" ذوالفقار شگری طنز سے مسکرائے تھے۔

نمرہ نے گہری سانس لیتے ہوئے انکار میں سر ہلایا تھا۔

"میں واقعی نہیں جانتی ذوالفقار شگری۔ مجھے خبر نہیں تھی۔ ابان سے میرا رابطہ نا ہونے کے برابر ہے۔ میں نے میرال کے کہنے پر اس سے بات کی تھی تب خبر ہوئی تھی وہ فارم ہاؤس پر ہے مگر مجھے اس شادی کی خبر نہیں تھی۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

ذوالفقار شگری مسکرائے تھے۔

"بہت بڑے بڑے فیصلے لیتے ہیں تمہارے بیٹے نے اور ایک اہم اور زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ بھی ہماری مرضی کے بغیر لے لیا۔ نکاح بھی کر لیا۔ شاید ابا کو بھی معلوم تھا تبھی انہوں نے ابان شگری کی طرف قیام کیا۔" وہ سوالیہ نظروں سے نمرہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ نمرہ نے شانے اچکا دیئے تھے۔

"ابا سے میری بات نہیں ہوئی۔ میں نہیں جانتی مگر ابان سے بات ہوئی تھی تب اس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھیں۔ ذوالفقار مسکرائے تھے۔

"حیرت ہے ابان شگری نے اتنی بڑی بات ماں سے بھی شیئر نہیں کی جو اس کی سب سے بڑی حمایتی ہے۔" ان کے لہجے میں طنز تھا۔ نمرہ کو افسوس ہوا تھا۔

"مجھے اطلاع دینا نہ دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر وہ خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں۔ میرے بیٹے کی خوشی میں میری خوشی ہے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا وہ تشہیر کرتا ہے یا نہیں۔ اس نے مجھے نہیں بتایا مگر مجھے یقین ہے جب مناسب لمحہ آئے گا، وہ مجھے بتا دے گا۔ میں اتنا جانتی ہوں میرا بیٹا کوئی غلط کام نہیں کر سکتا۔ اس نے بتایا تھا وہ اتیاج منصور شیخ کے ساتھ ہے۔ ساتھ ہی بچی کی ممی اور چھوٹی بہن بھی وہیں فارم ہاؤس پر ہیں۔ وہ تنہا نہیں ہیں۔ یوں بھی نکاح کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس کا جائز حق ہے۔" وہ بیٹے کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے بولی تھیں۔

ذوالفقار خاموشی سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

"مجھے افسوس نہیں ہے نمرہ مگر افسوس ہوا۔ اتنی بڑی خبر مجھیں باہر سے سننے کو ملی۔ پورا شہر وہاں نیو ایئر کی پارٹی میں مدعو تھا۔ ایان شگری نے یہ جان بوجھ کر کیا۔ مجھے نیچا دکھانے کے لئے تاکہ مجھے جتا سکے کہ تمام دنیا کو خبر ہو سکتی ہے، آپ کو نہیں۔ اس قدم سے وہ مجھے انسلٹ کرنا چاہتا ہو گا۔ مجھے کتنی سبکی ہوئی اگر مجھے بیٹے کے نکاح کی خبر مجھیں باہر سے لوگوں سے سننے کو ملے۔" ان کے لہجے میں افسوس تھا۔ وہ افسردہ لگے تھے۔ نمرہ کو بھی افسوس ہوا تھا مگر وہ خود اس نکاح کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ ایان شگری نے اسے بھی مطلع نہیں کیا تھا تو یقیناً اس میں کوئی راز پنہاں ہو گا۔

"میں ایان شگری کی ماں ہوں۔ جب میں اس کے قریب ہوں اور اس نے مجھے بھی یہ بات نہیں بتائی تو ضرور کوئی مقصد ہو گا۔ اس میں انسلٹ والی کوئی بات نہیں۔ آپ دل پر نہ لیں۔ نمرہ نے بہت نرمی سے انہیں سمجھایا تھا۔ وہ دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن نے کافی کے سپ لیتے ہوئے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"تم نے آج خود سے ملنے کی کیسے ٹھان لی پھپھو کی بیٹی؟ تم تو تب بھی ملنے سے گریز کرتی ہو جب کوئی خاص کام ہوتا ہے۔" وہ اس کی معمول کے خلاف جانے پر حیران ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک دی بیسٹ ہے مگر آج پھپھو کی بیٹی کے ساتھ اچانک ڈیٹ؟" وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے اسے گھورا تھا۔

"اٹس ناٹ ڈیٹ اشعر ملک...... میرال حسن کا ٹیسٹ اتنا برا نہیں۔" اس نے ہاتھ کا مکا بنا کر اشعر ملک کے شانے پر مارا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ویسے پھپھو کی بیٹی تم نے کبھی سوچا اگر میں تمہیں شادی کے لئے پرپوز کروں تو تمہیں کیسا لگے گا؟" وہ چھیڑنے لگا تھا۔

"بہت برا آئیڈیا ہے اشعر ملک۔ تمہیں طوفانوں کو دعوت دینے کی عادت ہو گئی ہے؟ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولی تھی۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"سوچ لو...... دنیا کا ہینڈسم بندہ ہوں۔ حیثیت اور مرتبے میں کوئی ثانی نہیں پھر کیا کمی ہے؟ ویسے ایک بات تو میں جانتا ہوں کہ میں اگر پرپوز کرتا تو تم انکار کرنا نہیں چاہتیں پھپھو کی بیٹی۔" وہ مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے گھورا تھا۔

"میری فکر کا کوئی اور کہیں نہیں ہے پھپھو کی بیٹی۔" وہ تفاخر سے مسکرایا تھا۔ میرال حسن کے منہ کا ذائقہ بہت بدمزہ ہوا تھا۔

"مجھے پچھتاوے میں مبتلا مت کرو اشعر ملک۔ تم جانتے ہو تمہارے پرپوزل کا جواب کیا ہوتا۔" وہ گھورتے ہوئے بولی تھی۔

"مذاق کر رہا ہوں پھپھو کی بیٹی۔ تمہیں خبر ہے دنیا میں ایک لڑکی ہے جس سے اشعر ملک شادی نہیں کرنا چاہے گا اور وہ میرال حسن ہے۔ میں تو یونہی دل لگی کر رہا تھا۔ آپ تو برا ہی مان گئیں۔" وہ ہنسا تھا۔ میرال حسن نے اپنے اندر کا غصہ دبا کر اشعر ملک کو دیکھا تھا۔

"تمہیں کبھی محبت نہیں ہوئی اشعر ملک؟" اس نے کافی کا سپ لیتے ہوئے پوچھا تھا۔ اشعر ملک چونکا تھا۔ وہ جتنا معصوم دکھائی

دیتا تھا در حقیقت اتنا بے وقوف تھا نہیں۔ وہ جانتا تھا میرال حسن کی اچانک ملاقات کا کوئی مقصد ضرور ہے۔ وہ جاننا چاہتا تھا وہ خود مدے پر آئے مگر میرال حسن وقت لے رہی تھی تبھی وہ اکتا کر بولا تھا۔

”پھوپھو کی بیٹی یار کھل کر بات کرو۔ وقت قیمتی ہے اشعر ملک کا۔ مانا تم خوبصورت ہو مگر اشعر ملک کو وقت کی قدر ہے۔ جو کہنا ہے کھل کر کہو۔ میں جانتا ہوں تمہیں میری محبت کے تذکرے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی پھر گہری سانس لے کر بولی تھی۔

”اشعر ملک تم اتباع منصور کو جانتے ہو؟“ وہ شاید یہ سوال ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا تبھی مسکرایا تھا۔

”سویٹ ہو اتنی خوبصورت لڑکی کا ذکر اچانک کیسے؟ اور وہ بھی آپ کی طرف سے؟ خیر تو ہے؟ کہیں آپ حسد تو نہیں کرنے لگے؟ میرا کسی سے محبت میں مبتلا ہونے کا پوچھنا اور پھر اتباع منصور کا ذکر کر دینا، کوئی راز تو کھولتا ہے پھوپھو کی بیٹی۔“ وہ مسکرایا تھا۔

”لگتا ہے پھوپھو کی بیٹی آپ کو محبت ہونے لگی ہے؟“ اشعر ملک کو جیسے اسے چھیڑنے میں لطف آ رہا تھا۔

میرال حسن نے بدمزہ ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ وہ جیسے اسے بمشکل جھیل رہی تھی۔ اس نے صرف اتباع منصور کے بارے میں جاننے کے لئے اس سے ملاقات کی تھی مگر وہ اشعر ملک بھی کائیاں تھا۔ کوئی بات کر ہی نہیں رہا تھا۔ جس طرح وہ اسے ٹال رہا تھا اس سے نہیں لگتا تھا کہ وہ اتباع منصور کی کوئی بات کرنا بھی چاہتا ہے۔

میرال حسن کو تجسس ہوا تھا۔ وہ اتباع منصور کا تذکرہ کیوں نہیں کر رہا تھا؟ اسے لگا تھا وہ اس بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتا اور اسے خود کا اشعر ملک کو اس ریسٹورنٹ میں ملنے آنا بے کار لگا تھا۔

”تم کوئی بات کرنا چاہو گے اشعر ملک؟“ وہ اکتا کر بولی تھی۔

”تم کیا ذکر سننا چاہتی ہو یار پھوپھو کی بیٹی؟ یار کھل کر کہہ دو۔“ وہ مسکرایا تھا۔ میرال حسن کا دل چاہا تھا وہ اپنا سر پیٹ لے۔ اشعر ملک ہر بات کو کسی اور سمت لے جا رہا تھا اور وہ ایسا دانستہ کر رہا تھا۔

”تم بہت ایڈیٹ ہو اشعر ملک۔ میرا تم سے ملنے کا فیصلہ غلط تھا۔ دماغ خراب تھا جو تم سے ملنے یہاں چلی آئی۔“ وہ اٹھی تھی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

”یار پھوپھو کی بیٹی...... بیٹھو کافی تو ختم کرنے دو۔ سویٹ ہو اتنا غصہ نہیں دکھاتے سنو تو......!“ وہ بولا تھا مگر میرال حسن چلتے ہوئے ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی تھی۔

اشعر ملک مسکراتے ہوئے کافی کے سپ لینے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

سفید گھوڑے کس سمت دوڑ رہا تھا اور اس کی منزل کہاں تھی، کس سمت تھی اتباع منصور نہیں جانتی تھی مگر اس کا دل خوف سے بہت

پھر گیا تھا۔ وہ اسے روکنا چاہتی ہے، ابان شگری کا جارحانہ انداز تھا۔ سفید گھوڑے کی تیز رفتاری پر اس کا دل بہت ڈر رہا تھا تبھی وہ کمزور دم پڑنے کی ٹھانتے ہوئے بولی تھی۔

"آپ روکیں گے یا میں نیچے چھلانگ لگا دوں؟" وہ دھمکاتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری نے سنی ان سنی کر دی تھی۔

اجیاج منصور نے اس کی بازو کی آستین زور سے تھام لی تھی اور تھک کر نیم جاں سی ہو کر سر اس کے شانے پر ٹکا دیا تھا۔

"کیوں کر رہے ہیں یہ آپ؟...... کیوں کرتے ہیں؟" اس کے شانے پر سر ٹکائے وہ مدھم لہجے میں بے بسی سے بولی تھی۔ ابان شگری نے اس عرضی کو جیسے مسترد کیا تھا۔ گھوڑے کی رفتار وہی تھی اور وہی بے منزل بے نشان رستے...... مگر شاید وہ اس کا خوف محسوس کر گیا تھا تبھی اس کے گرد اپنا بازو حمائل کر دیا تھا۔

تیز بارش میں دونوں بھیگ رہے تھے۔

یہ سفر اس کی توقع کے عین برعکس تھا۔ ابان شگری اس کی توقعات کے برخلاف چلنے کا عادی تھا۔ وہاں وہ فاصلے بناتی تھی...... دوریاں لانے کی کوشش کرتی تھی وہیں ابان شگری ایک لمحے میں ان دوریوں کو سمیٹ دیتا تھا۔

ابان شگری کو جیسے بے خبری سے الجھن ہوتی تھی۔ اس کا انجان رویہ، بیگانگی اسے مطلوب نہیں تھی۔ اس کا روکھا پن...... اجنبیت ابان شگری کو جیسے الجھنوں میں ڈالتی تھی اور وہ تمام فاصلوں کو اٹھا کر کسی بے کار شے کی طرح ایک طرف اچھال دیتا تھا۔

"ڈر کس بات کا ہے؟ اپنی آنکھوں کو کھولئے اور دیکھئے منظر اتنے انجان نہیں ہیں۔ مجھے آپ کا یہ خوف اچھا نہیں لگتا شیرنی...... اس خوف کا ختم ہونا ضروری ہے۔" وہ مدھم لہجہ اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

اس کی سماعتیں جل رہی تھیں۔

بارشیں اس الاؤ پر جیسے اثر انداز نہیں ہو رہی تھیں۔ ابان شگری نے جیسے اس کے اردگرد ایک جنگل بنا کر الاؤ دہکا دیا تھا اور اس الاؤ میں اس کا وجود جلنے لگا تھا۔ ابان شگری نے ایسا دانستہ کیا تھا؟ کوئی منصوبہ سازی تھی یہ؟ یا پھر محض ایک بے سوچا سمجھا اقدام تھا؟ اجیاج منصور سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔

ابان شگری اسے محض زچ کرنے کی کوشش کرتا تھا؟ یا پھر یہ واقعی کوئی محبت کی قسم تھی؟ وہ واقعی مبتلا ہو گیا تھا؟ یا یہ زچ کرنے کی کوششیں تھیں؟

"آپ کی منجمد خاموشی سے الجھن ہوتی ہے مجھے کیونکہ یہ چپ ان کہی وضاحتوں کا شمار کرتی ہے اور ان وضاحتوں میں بہت سی باتیں ڈھکی چھپی رہ جاتی ہیں۔ وہ راز الجھنوں میں ڈالتے ہیں مجھے۔ آپ نے جو راز بنے ہیں...... جو جال بچھائے ہیں ان کا تذکرہ ضروری خیال نہیں کرتیں آپ...... اور وہی بات سب سے ضروری ہے۔" وہ اس کے خوف پر شاید طنز کرتا ہوا بولا تھا۔

اس کا انداز...... لہجہ جادو لگا تھا۔ وہ اجیاج منصور پر شک کر رہا تھا۔

وہی نااعتباری والا لہجہ تھا۔

"آپ کا لہجہ جو راز کہتا ہے آپ نہیں کہتیں۔آپ کو باتوں کو راز بنا کر رکھنے کی ہے۔منصوبہ سازیں آپ اور جال بننے کی عادت بھی نہیں آپ کی۔" ایان شگری کا لہجہ الزام دیتا ہوا تھا۔

ایان شگری کو لگا تھا اسے پچھلی رات کو کھلا ہوا تھا۔جو حملہ کروایا تھا وہ اشعر ملک کا بھیجا ہوا تھا اور اس میں اجاج منصور بھی انوالو تھی۔

"آپ نے پھر اشعر ملک کا ساتھ دیا۔دشمنوں کے ساتھ کھڑی ہیں آپ اور ہمیشہ ایسی ہی رہیں گی۔آپ کو سازشیں کرنے کی عادت ہو گئی ہے!"......وہی کہانی تھی......وہی موڑ تھا۔

وہی زاویے تھے اور ہر نقطہ ایک دوسرے نقطے سے مل کر وہی کہانی بنا رہا تھا۔وہ نقطے تھے......وہی الزام تھے۔اس میں نیا کچھ نہیں تھا۔ایان شگری کی سوچ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی اور وہ اس کی سوچ نہیں بدل سکتی تھی۔وہ بھی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ وہ اس سازش کا حصہ نہیں ہے۔وہ اجاج منصور پر اعتبار نہیں کرتا تھا۔

اجاج منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔بہت قریب تھا وہ......

وہ شخص مہربان نہیں تھا مگر اپنا تھا۔

جو الزام وہ پہلے لگاتا تھا اسے تب اتنا ہرٹ نہیں ہوتا تھا مگر اب اتنا برا نہیں لگ رہا تھا؟ وہی لفظ جو پہلے بہت معمولی لگتے تھے وہی اب دل پر اتنی برچھیاں چلاتے کیوں لگتے تھے؟

تب اور اب میں کیا بدلا تھا؟

اب وہ اگنور کر کے لاپروا کیوں نہیں بن پائی تھی؟

پہلے جو لفظ اثر نہیں کرتے تھے وہی لفظ اب کاٹتے کیوں تھے؟ یہ تبدیلی کیوں کر آئی تھی؟

وہ کیوں اس کی باتوں پر حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی؟

اسے خبر تھی وہ وضاحتیں دیتی تھک جائے گی وہ تب بھی یقین نہیں کرے گا۔

ایان شگری نے اس کا اعتبار نہیں کیا تھا۔کبھی نہیں کیا تھا۔پہلے دن سے وہ اسے جتانے کی کوششیں کرتی رہی تھی مگر وہ یقین نہیں دلا پائی تھی کیونکہ وہ اعتبار کرنے کو تیار نہیں تھا۔وہ کہیں وہیں کھڑا تھا اس سوچ کے ساتھ رکا ہوا تھا۔

اور اجاج منصور اس سوچ کو کیسے بدل سکتی تھی؟

"میں کسی سازش کا حصہ نہیں ہوں......کبھی نہیں تھی!" وہ مضبوط لہجے میں جتا رہی تھی۔وہ اجنبی سا لگا تھا۔طنز سے مسکرایا تھا۔اجاج منصور کو وہ شخص بہت پرایا لگا تھا جیسے وہ اسے جانتی ہی نہیں تھی۔

وہ پل ہی پل میں تمام روابط ختم کر کے تمام رشتے ختم کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔پہلے کوئی رشتہ نہیں تھا تب بھی وہی الزامات

تھے۔ اور اب جب وہ اسے ایک رشتے میں قید کر چکا تھا تب بھی وہی الزامات کی بوچھاڑ تھی۔

"مجھے سازشوں سے ڈر نہیں لگتا شیرنی...... خطرات سے کھیلنا لطف دیتا ہے۔ مجھے بات یہ ناگوار گزرتی ہے کہ آپ حاسدین کی قطار میں کھڑی ہیں۔ اس رات بہت ڈرامہ کیا آپ نے۔ بے وقوف بنانے کی حد کر دی...... یہ ظاہر کیا کہ آپ خوفزدہ ہو گئی ہیں۔ آپ کو ہنر آتا ہے۔ غلط بات بھی کریں تو ٹھیک ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ آپ کے لہجے کی شیرینی ہر کڑواہٹ کو مٹھاس میں بدل سکتی ہے۔ آپ ہاتھ تھام کر تختہ دار پر بھی لے جائیں تو کوئی ملتے ہوئے آپ کی ہمراہی میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو سکتا ہے۔ آپ کی دلکشی...... دلفریبی کا کوئی ثانی نہیں...... مگر ابان شگری پر یہ کلیے کارگر نہیں ہوتے۔ ابان شگری تمہارا بیمار نہیں ہے شیرنی...... محبت ہوتی تو کوئی بات بھی تھی!"

وہ جانے کیا کہہ رہا تھا۔

اتباح منصور کو سمجھ نہیں آیا تھا مگر وہ اتنا جانتی تھی کوئی نیا الزام اس پر لگا دیا تھا۔

"آپ کو معلوم تھا کوئی اٹیک کرنے آنے والا ہے تبھی آپ پارٹی سے نکل کر روم میں آئیں تھیں نا؟ آپ پلان کر کے آئیں تھیں تبھی آپ نے میرال حسن کی جگہ لی۔ اس کی جگہ گاڑی میں بیٹھیں۔ یہاں میرے ساتھ نیو ایئر پارٹی میں آئی تھیں...... اور پھر آپ کو اچانک پارٹی سے جانا بھی ضروری لگا تھا۔ یہ سارے جال صرف آپ بن سکتی ہیں شیرنی...... حسن جال بنتا ہے تو کوئی الزام نہیں آتا کیونکہ حسن عقل پر پردے ڈال دیتا ہے۔ آپ نے بھی عقل پر پردے ڈال دیئے تھے اور ہوتا یوں ہے کہ جب بھی میں آپ پر ترس کھاتا ہوں...... اعتبار کرنے کی سوچتا ہوں...... ایک اور سچ سامنے آجاتا ہے...... آپ کی بنی بھی ایک اور سازش کھل جاتی ہے اور آپ کی قلعی اتر جاتی ہے تب آپ کا اصل چہرہ سامنے آتا ہے اور سب واضح ہو جاتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ ان آنکھوں میں تپش تھی اور وہ لہجہ سلگتا ہوا تھا۔

تمام کہانی الٹ گئی تھی۔

وہ اپنے مفروضے بنا رہا تھا۔ اپنے کلیوں کی مدد سے اسے جانچ رہا تھا اور وہ اس کی سوچ بدل نہیں سکتی تھی۔

وہ پھر اس کے شک کے دائرے میں تھی۔ وہ پھر اس پر شک کر رہا تھا۔ الزام لگا رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ چلی آئی تھی۔ اسے خبر بھی نہیں تھی منزل کس طرف لے جائے گی۔ وہ صرف اس لمحے کو شکست دینا چاہتی تھی۔ میرال حسن سے وہ لمحہ چھیننا چاہتی تھی اور اسے کیا خبر تھی وہ لمحہ اس کا تھا ہی نہیں۔

ایک لمحے میں اسے اپنی بے وقعتی کا اندازہ ہوا تھا۔ اپنی بے قدری کا یقین ہوا تھا۔

"میں میرال حسن کی جگہ لینا نہیں چاہتی تھی!" وہ اپنی بے توقیری پر احتجاج کرتی ہوئی بولی تھی۔ اس کی آنکھوں میں یکدم نمی بھر گئی تھی۔ وہ کسی اور سمت چل رہی تھی...... کسی اور راستے پر...... اور ابان شگری کو اندازہ بھی نہیں ہوا تھا۔

وہ لمحہ جیسے اور راک کا تھا۔

اتباح منصور کو اور راک ہوا تھا۔

بارش جیسے بلا رہی تھی......الاؤ تھے ان بارشوں میں...... وہ سرد موسم منجمد ہو رہا تھا اور منجمد تو بہت کچھ اجتاع منصور کے اندر بھی ہو گیا تھا۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ......میں اس کے لئے بنی ہوں

ڈبڈبائی نظروں سے اجتاع منصور نے ابان شکری کی سمت دیکھا تھا۔ ان بھیگی آنکھوں میں شکوہ تھا۔ اجتاع منصور نے آنکھوں کو میچا تھا اور وہ بند آنکھوں کے ٹھہرے سمندر رخساروں پر بہنے لگے تھے۔ وہ یقین...... وہ ڈوبتا ابھرتا چھوٹا سا سچ...... کہیں اس کے اندر منجمد ہوا تھا۔ اس نے اس منجمد لہجے کی نمی اپنے اندر ہوتی محسوس کی تھی اور انکار میں ہولے سے سر ہلا یا تھا۔

"میں غلط تھی...... غلطی پر تھی......!" وہ پر افسوس انداز میں بہت مدھم لہجے میں بولی تھی۔ وہ لہجہ جیسے خود کلامی کا سا تھا۔ وہ جیسے اس سے کٹ رہی تھی۔ افسوس تھا اس کے لہجے میں۔ وہ ٹوٹ رہی تھی...... بکھر رہی تھی۔ ابان شکری نے ایک نگاہ بغور اس چہرے کو دیکھا تھا۔

جانے کیا ہوا تھا۔ اس نے شاید بنا کچھ اور سوچے ان آنکھوں پر لب رکھے تھے اور ان آنکھوں کی نمی کو لبوں پر لیا تھا۔

وہ لمحہ بے اختیاری لئے ہوئے تھا یا کوئی دانستہ اقدام تھا یہ...... اجتاع منصور نے کوئی تردد نہیں کیا تھا، کوئی تعرض نہیں برتا تھا۔ پہلا لمس تھا جو اس نے اس لمحے میں سونپا تھا جب وہ منجمد ہو رہی تھی اور کچھ محسوس کرنے کی حس کھو رہی تھی۔

ابان شکری نے کرم اس لمحے میں کیا تھا جب وہ اپنے قدم واپس موڑ رہی تھی۔ وہ مہربان تب ہوا تھا جب وہ اس کے لئے کوئی خواہش نہیں رکھتی تھی۔ ابان شکری کے جلتے لب ان آنکھوں پر تھے مگر اجتاع منصور کو کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بے حس دلیسے ہی آنکھیں میچے ہوئے تھی اور نمکین گرم گرم کھولتے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

صنف نازک سب برداشت کر سکتی ہے...... سب جھیل سکتی ہے مگر اپنی بے قدری اور بے توقیری نہیں۔

اجتاع منصور کو وہ لمحہ آخری لمحہ لگا تھا۔

برستی بارش میں کوئی جادو تھا بھی تو دم توڑ چکا تھا۔

ابان شکری کے جلتے لب اس وجود میں کوئی زندگی کی رمق نہیں بھر سکے تھے۔

وہ اس کے اس طور کیوں قریب آیا تھا......

کیوں ایک لمس خاص اسے سونپا تھا......

وہ جواب ڈھونڈنا نہیں چاہتا تھا......

وہ محبت کا کوئی لمحہ تھا یا حسد کی کوئی حد......؟

وہ عنایتوں پر مائل تھا یا کوئی بدلے کی آگ اس کے اندر تھی؟

اس کی قربت کوئی معنی واضح نہیں رکھتی تھی۔

مگر اتباع منصور ان لمحوں میں ساکت تھی...... منجمد...... کوئی لمس اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ لمحے اگر مہربان بھی تھے تو وہ کسی لمحے کا کوئی ذائقہ نہیں محسوس کر رہی تھی۔

ابان شگری اس نمی کو لبوں سے چن رہا تھا۔

کیا اسے ان آنکھوں کی نمی اچھی نہیں لگی تھی؟ یا کوئی اور راز تھا؟

اس قربت کے معنی بہت غیر واضح تھے۔

اتباع منصور نے اسے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس درجہ بے حس ہو چکی تھی کہ کچھ محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اسے اس محبت کا ادراک اچانک اس لمحے میں ہوا تھا۔ اور وہ محبت وہیں اس کے اندر دم توڑ چکی تھی۔ اتباع منصور اس راز کو اپنے اندر دفن کر دینا چاہتی تھی جیسے۔

اسے ابھی سمجھ میں آیا تھا اس کے اندر کیسی آوازیں اسے بیدار کرنے کے جتن کرتی رہی تھیں اور وہ ان آوازوں میں دبے لفظ نہیں سمجھ پائی تھی مگر وہ محبت تھی۔

شاید ہی محبت ہی تھی۔

مگر دم توڑ چکی تھی۔

اپنی بے قدری پر...... بے توقیری پر منجمد ہو گئی تھی۔

لبوں پر عجیب ذائقے تھے مگر اتباع منصور بے حسی میں کچھ محسوس نہیں کر پائی تھی۔

"The withering away of the darkness and the withering away of our precious moments means that the fact hits you directly that all things must change and we are only here on a temporary basis and that nothing in this universe has any degree of permanency."

سلگتی ہوئی سرگوشی اس کی سماعتوں میں تھی...... لفظ خاص تھے یا لہجہ...... یہ لمحے نے ایک ساعت میں رد کر دیا تھا کیونکہ اس سرگوشی نے اتباع منصور کی سماعتوں میں کوئی رس نہیں گھولا تھا۔ اس کی حیات پر اس لہجے کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیا تھا۔

"آپ بند آنکھوں سے تعاقب کرتی ہیں...... آپ کو خبر ہے یہ نگاہ دیکھے بنا بھی کرامات کر سکتی ہے۔ آپ کو صلاحیتوں پر یقین ہے اور معجزات کے ہونے پر اعتقاد ہو آپ بند آنکھوں سے بھی وہ کرنے کی ٹھان سکتی ہیں جو ممکنات میں سے ہے۔ اثر پذیری جھٹلانی مشکل ہے مگر ذہن اس بات کی تردید بھی کرتا ہے کہ راستوں کو کہیں جا کر سمٹ ہی جانا ہے اور پھر واپسی کی لکیر کھینچتے ہوئے نگاہ کو اجنبی ہو جانا ہے۔ بات معمولی سی ہے مگر اتنی بھی معمولی نہیں کہ نظر انداز کی جا سکے۔" وہ لہجہ وہی اسرار رکھتا تھا...... وہیں بھید...... بارشوں میں وہ الاؤ سا دہکتا لہجہ اس کی سماعتوں کو بیدار کرنے کی ٹھان چکا تھا مگر اتباع منصور جیسے بہت بے حس دکھائی دی تھی۔

آہستگی سے آنکھیں کھول کر اس نے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ اس کی توجہ اتباع منصور کے چہرے پر بھرپور انداز میں تھی۔ نگاہ ساکت تھی اور رکی ہوئی تھی۔ اتباع منصور کو وہ چہرہ بہت اجنبی لگا تھا۔ اس پہلے دن سے بھی کہیں زیادہ اجنبی جب وہ اس سے پہلی بار ملی تھی۔

"آپ کو نہیں معلوم آپ نے کیا کھو دیا ہے ابان شگری مگر آپ بہت بدقسمت واقع ہوئے ہیں۔ دنیا کے بدترین بدقسمت انسان...... جو کچھ نہیں جان سکا اور کچھ نہیں تلاش کر سکا!" وہ بہت سرد منجمد لہجے میں اس کی سمت تکتی ہوئی بولی تھی۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ نگاہ بھرپور طور پر اس کے چہرے کو اس لہجے کو جانچنے کی سعی کر رہی تھی مگر وہ کچھ نہیں پایا تھا اس بات کا پس منظر کیا تھا۔ جو محبت اتباع منصور کے اندر اس کے لئے بیدار ہوئی تھی...... جس کا ادراک اسے آج...... چند لمحوں پہلے ہوا تھا...... وہ محبت کہیں اندر اتنی ہی خاموشی میں دم توڑ چکی تھی...... ابان شگری کی نگاہ کوئی راز نہیں پا سکی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ الجھے ہوئے لہجے میں بولا تھا مگر اتباع منصور کی چپ نہیں ٹوٹی تھی...... بہت سرد انداز میں وہ منجمد سی نگاہ ابان شگری کے چہرے سے ہٹی تھی اور بے خبر ہو گئی تھی۔

ابان شگری نے کسی قدر حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"تمہاری آنکھوں میں یہ سرد مہری کس لئے ہے شیرنی؟ مجھے خواب دکھائی کیوں نہیں دے رہے؟ مجھے تمام رنگ پہلے جیسے دکھائی کیوں نہیں دے رہے؟ تم نے گزشتہ رنگوں کو اٹھا کر کن خانوں میں منقسم کر دیا ہے؟ کن دائروں میں بانٹ دیا ہے؟ کوئی رنگ پہلے جیسا نہیں لگ رہا نہ پہلے کی طرح واضح ہے؟ یہ رنگ نفی کرتے کیوں دکھائی دے رہے ہیں؟ ایسی سرد مہری سے کیا منجمد کر دینے والا احساس دکھائی دے رہا ہے؟ تم نے محبت کو کسی اور راہ پر ڈال دیا ہے کیا؟ ان رنگوں میں وہ چاشنی نہیں دکھائی دے رہی...... یہ شکوک کو ہوا دینے والی فضا میں بدل گئی ہے شیرنی...... تم نے محبت کرنا متروک کر دی ہے کیا؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ ان لبوں پر خفیف مسکراہٹ تھی۔ وہ نگاہ بغور اتباع منصور کو دیکھ رہی تھیں مگر اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی نا ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔

محبت اپنے قدم واپس موڑ چکی تھی۔

جس خاموشی سے دبے پاؤں آئی تھی...... اتنی ہی خاموشی سے بنا چاپ کیے واپس پلٹ گئی تھی...... ابان شگری کو اس واقعے کی خبر ہوئی تھی کہ نہیں...... اس خاموشی میں ہونے والی واردات کا ادراک تھا کہ نہیں...... وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ نہیں چاہتی تھی اس بار کی روداد اس تک پہنچے۔ اس سرد روی سے وہ بغیر بھاگتے ہوئے بے خبر راستوں اور بھیگے منظروں کو دیکھتی رہی تھی......

سرد موسم میں ہر منظر بہت خاموش لگا تھا۔

اور بہت کچھ کہیں بہت خاموشی سے منجمد ہو چکا تھا۔

ابان شگری کی کھوجتی نگاہ اس اسرار کو سمجھ پائی تھی کہ نہیں مگر وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ ان نظروں کا مفہوم سمجھ آنے والا تھا۔

☆ ☆ ☆

کافی کے سپ لیتے ہوئے میرال حسن نے خاموشی سے شیشے سے اس پار ہونے والی بارش کو دیکھا تھا۔ تبھی اس کا سیل فون بجا تھا۔ اسکرین پر دانیال مرزا کا نمبر دکھائی دیا تھا۔ اس نے فیس ٹائم پر آڈیو کال دی تھی۔ میرال حسن نے بے دلی سے کال پک کی تھی۔

"کیسے ہو دانیال مرزا؟" میرال حسن نے بے دلی سے پوچھا تھا۔ لہجے میں عجب تھکن تھی۔

"میں ٹھیک ہوں میرال حسن...... ایک فیور کر سکتی ہو؟" دانیال مرزا نے پوچھا تھا۔

وہ چونکی تھی۔

"کیا مطلب؟ کیا ہوا؟" میرال حسن کا لہجہ چٹخی کھا رہا تھا جس طرح اس نے اتباع منصور کی غیر موجودگی میں اس کا سیل فون چیک کیا تھا وہ یقیناً غیر اخلاقی حرکت تھی اور مینرز کے خلاف تھا۔ اسے لگا تھا اگر اتباع نے اس سے رابطہ کر کے کچھ کہا ہو تو...... کیونکہ اس نے موبائل فون کو بیٹری کے لیے پلگ ان کیا تھا تو ٹیکسٹ آیا تھا۔ کیا اتباع کو معلوم تھا کہ کوئی ضروری ٹیکسٹ آتا تھا؟ وہ کسی بھی بازپرس کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی۔ جب دانیال مرزا بولا تھا۔

"مجھے مدد کی ضرورت ہے...... ابھی تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی...... ؟ کیا مطلب؟ ابھی میں لندن کیسے آ سکتی ہوں؟" میرال حسن چونکی تھی۔ وہ غالباً دوسری طرف مسکرایا تھا۔

"تمہیں لندن آنے کی ضرورت نہیں ہے میرال حسن...... میں تم سے ایسی توقع نہیں رکھتا۔" وہ غالباً مذاق کر رہا تھا۔

"کیا مطلب؟ اگر میں لندن نہیں آ سکتی تو پھر کیسے؟" وہ عقل کا تمام تر استعمال نہیں کر پا رہی تھی کیونکہ جب سے اتباع منصور ابان شگری کے ساتھ نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہوئی...... اس کی عقل کام کرنا بند کر گئی تھی۔ وہ بہت زیادہ ڈسٹرب ہو گئی تھی اور اسے یہ بات مان لینا پڑی تھی...... کیونکہ اس کا دماغ پہلے کی طرح فعال نہیں تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔

"آئی ایم سوری دانیال مرزا...... مگر میرا دماغ پہلے کی طرح اتنا فعال نہیں سو میں سمجھ نہیں پا رہی ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" وہ مدعے کو کلیئر سمجھنے کی کوششیں کرتی گویا ہوئی تھی۔ دوسری طرف دانیال کی آواز سنائی دی تھی۔

"میں شگری محل کے باہر کھڑا ہوں۔ واچ مین اندر آنے کی اجازت نہیں دے رہا۔ اسے بہت مشکوک لگ رہا ہوں...... وڈ یو ہیلپ می؟ تم آؤ اور اسے آگاہ کرو کہ میں تمہارا مہمان ہوں اور...... !"

دانیال مرزا کچھ بھی کہہ رہا تھا شاید...... میرال حسن کی عقل لحہ میں بیدار ہوئی تھی اور وہ اس کی اچانک آمد پر بہت حیران ہوئی تھی۔

"محبت ہو تو ایسی دانیال مرزا...... تم تو سر کے بل چلتے ہوئے پاکستان پہنچ گئے۔ اتنی ہنگامی سطح پر تو پرین اوکا بھی طلب نہیں ہوتا۔" وہ مسکرائی تھی۔ کوئی سرا اسے ہاتھ آتا لگا تھا۔ وہ جو مایوس سی ہو کر بیٹھ گئی تھی تو اب لگا تھا کوئی حوالہ ہاتھ لگ سکتا ہے۔

ایٹ لیسٹ دانیال مرزا کی آمد سے وہ پر یقین ہو سکتی ہے کہ ابان شگری اس کا ہو گا اور وہ اس پر حق جتا سکے گی یا حاصل کر پائے گی۔

"اوہ...... آئی ایم سوری تمہیں گیٹ پر کھڑے ہونے کی زحمت اٹھانا پڑی۔ میں آ رہی ہوں تم فون بند کر دو۔" میرال حسن نے

مسکراتے ہوئے سیل فون پر کال کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور چلتی ہوئی باہر کی سمت بڑھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک کافی کے سپ لیتا ہوا مسکرایا تھا۔

"بارشوں میں بلیک کافی کے سپ لیتا روٹھے ہوئے محبوب کے تیور یاد دلاتا ہے۔ کافی کی کڑواہٹ میں عجیب ایک کاٹ ہوتی ہے۔ محبوب کی نظروں جیسی!" اشعر ملک کی اصطلاحات عجیب تھیں۔ قاسم کو مسکرانا پڑا تھا۔ وہ بارش کو دیکھتے ہوئے کافی کے سپ لیتا پلٹا تھا۔

"جواب نہیں تیرا اشعر ملک...... تمہیں محبت کے تمام اسرار و رموز زبانی ازبر ہیں مگر اس کے باوجود تم محبت کو مانتے نہیں۔" قاسم چلتا ہوا اس کی سمت آیا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا پھر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔ قاسم اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا جب وہ بولا تھا۔

"محبت سے کون انکاری ہے یار...... محبت تو آسمانی نور ہے...... وحی ہے...... بہت پاکیزہ جذبہ ہے محبت مگر اشعر ملک محبت کے لئے نہیں بنایا پھر محبت اشعر ملک کے لئے نہیں بنی۔" وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ "یو نو آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" انداز میں شرارت تھی۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"تم محبت سے خوفزدہ ہو اشعر ملک...... محبت کمزور کر دیتی ہے اور تم کمزور پڑنا نہیں چاہتے ہو؟ یہی بات ہے نا؟" قاسم کے تجزیہ کرنے پر اشعر ملک مسکرایا تھا مگر فوری طور پر اس نے اس بات کی تردید نہیں کی تھی۔

"میں مسٹر وائسن کی عقل کے بارے میں سوچ رہا تھا قاسم مرتضیٰ...... مجھے حیرت ہوئی وہ جو اس نے سوچا، وہ میں نے بھی نہیں سوچا تھا۔ تین الگ الگ شیئر ہولڈرز کا ابان شگری کی کمپنیز کے شیئرز خریدنا...... اور پھر 61% شیئرز ہونے پر اچانک گٹھ جوڑ کر کے ایک ہی شیئر ہولڈرز ثابت کر کے کمپنی کو ٹیک اوور کر لینے کا آئیڈیا کمال ہے یار...... میں نے بھی سوچا تھا ایسا مگر پلان ناقص تھا...... ماننا پڑے گا یار...... گوروں کی عقل کام کرتی ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ قاسم نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا سوچ رہا ہے تو؟ غلط لگ رہا ہے تمہیں؟ دیکھو اب یہ مت کہنا یہ فیئر نہیں اور دھوکہ پر وار کرنے والی بات ہے کیونکہ اشعر ملک کی دنیا میں کچھ بھی غلط یا صحیح نہیں ہوتا۔ جو ہوتا ہے وہی صحیح ہوتا ہے اور وہی ٹھیک بھی۔" وہ مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا بولا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا۔

"میں جانتا ہوں قاسم مرتضیٰ...... اس میں غلط کیا ہے اور ٹھیک کیا...... مگر مجھے یہ دھچکا ابان شگری کو لگانا ہے...... اس کی ہار مجھے بہت خوشی دے گی اگرچہ یہ بہت بڑی ہار نہیں ہوگی مگر اس ہار کی سختی میں ابان شگری کے چہرے پر دیکھنا ضرور چاہوں گا۔ اسے بھی پتہ چلنا چاہیے کہ آئی ایم دا بیسٹ...... دنیا جاہے جیلس ہو۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"دل کو اچھا نہیں لگا، تیر تلوار چاہتے ہیں دل پر...... وہ جس کے قریب ہے، اس کے قریب ہونے کی صرف خواہشیں تھی میری...... وہ رقیب جان تک آگیا ہے قاسم مرتضیٰ...... میں اس کا اتنا سا نقصان بھی نہیں کر سکتا؟" اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

"ویسے بھی ابھی تو ابتدا ہے۔ فی الحال پانچ کمپنیاں ٹارگٹ کرتا ہوں اور اس کے بعد مزید بھی...... اور ایک وقت آ جائے گا جب ایان شگری خوف میں مبتلا ہو جائے گا۔ وہ اپنی ہی کمپنیوں کے شیئرز بیچتے ہوئے ڈرے گا۔ اسے خوف رہے گا کہ کون اس کی کمپنی کے شیئرز خریدتا ہے۔ شیئرز ہولڈرز کے نام پر ہی اس کی گھگھی بندھ جائے گی۔ آنکھیں ٹھہر جائیں گی۔ وہ نئے شیئر ہولڈرز لینا نہیں چاہے گا اور یہی قدم اس کی ناکامی کا باعث بنے گا۔ جو بہت طاقتور ہوتا ہے اسے اتنے ہی طاقتور دشمن سے واسطہ پڑتا ہے اور میرا مسئلہ تو یوں بھی عجیب ہے کیونکہ وہ میرا رقیب ہے جس سے مجھے بہت زیادہ محبت ہو گئی ہے۔ وہ جانتا بھی نہیں میں کتنی محبت کرتا ہوں اس سے۔ اس کے ذکر کے بنا میرا دن مکمل نہیں ہوتا یار...... ایان شگری کا نام میرے دن کا خاص جزو ورڈ بن گیا ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ایک عجیب پراسراریت اس کی آنکھوں میں تھی۔

قاسم نے اس خاموشی سے دیکھا تھا۔

"ابھی تو بس ابتدا ہے قاسم۔ دیکھو آگے کیا کیا ہوتا ہے۔ ایان شگری کو گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔ وہ صرف کاروباری حریف نہیں ہے۔ دل کا رشتہ ہے اس سے۔ میرا چاند کسی اور کے آسمان پر روشنی بکھیر رہا ہے، دل تو چاہ رہا ہے سارا آسمان ہی اٹھا لاؤں، تاکہ وہ بنا آسمان کے جئے اور قدم رکھنے کو زمین بھی نہ ملے۔

ایان شگری کو بنا آسمان اور بنا زمین کے جینے کی عادت تو ڈالنا ہو گی۔ اف اشعر ملک...... یار کتنے کمال کی باتیں کرتے ہو تم...... مگر ان کمال کی باتوں میں یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اشعر ملک ہی راج کرنے کے لئے بنا ہے اور اس کے حریف کو سب چھوڑ چھاڑ کر گھر بیٹھ جانا چاہیے۔" وہ مسکرایا تھا۔ اس کی آنکھوں کا سکوت بہت کچھ کہہ رہا تھا۔

قاسم خاموش رہا تھا۔ اس نے کوئی تائید نہیں کی تھی۔

☆ ☆ ☆

"تم نے بتایا کیوں نہیں دانیال مرزا تم آ رہے ہو؟ مجھے کتنا افسوس ہو رہا ہے۔ تم یہاں آئے ہوں اور تمہیں باہر کھڑا کر دیا گیا۔ دراصل ایان شگری گھر پر موجود نہیں اور اس کی غیر موجودگی میں سب ملازمین محتاط رہتے ہیں۔" میرال حسن نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

"ایان شگری لوٹا نہیں؟ اور اجباع منصور؟" وہ حیران ہوا تھا۔

میرال حسن نے کافی کے سپ لیتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"ہاں میں بھی حیران ہوں۔ وہ دونوں واپس نہیں پلٹے۔ مجھے ان کے پلان کے بارے میں خبر نہیں تھی۔ شاید انہوں نے خود بھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا مگر کبھی کبھی بنا سمت کے بھی راستہ بن جاتا ہے۔" وہ مسکرائی تھی۔

دانیال مرزا حیران ہوا تھا۔ اسے اتنا اندازہ تھا اجباع منصور ایسا نہیں کر سکتی۔ وہ ہمیشہ رابطہ میں رہنا چاہتی تھی۔ کہیں بھی باہر جاتی تو اپنا فون ساتھ ضرور رکھتی تھی بلکہ اکسٹرا چارجر بھی اس کے بیگ میں رہتا تھا۔ وہ محتاط طبیعت کی مالک تھی اور اپنوں کی فکر کرتی تھی۔ یقیناً کچھ ایسا ہوا تھا کہ اسے فون لینے یا دوسری بات سوچنے کا موقع نہیں ملا تھا ورنہ وہ اتنی کیئرلیس نہیں تھی۔ کہیں اشعر ملک کی کوئی چال تو نہیں تھی یہ؟ اگر

وہ تین دن بعد بھی نہیں لوٹے تھے تو اس میں فکر کی بات تو تھی۔

"کیا ہوا؟" میراں حسن نے کباب کی پلیٹ اس کی سمت بڑھاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟ بہت پریشان ہو گئے ہو؟" میراں حسن نے فکرمندی سے کہا تھا۔ دانیال نے کافی کا سپ لیتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل بوا کو بہت فکر ہو رہی تھی۔ وہ خود بھی ساتھ آنا چاہ رہی تھیں مگر میں انہیں ساتھ نہیں لا سکتا تھا۔ اتباع یہاں آ کر اثاثوں کے مسئلوں میں بہت الجھ کر رہ گئی ہے اور بوا کو فکر ہے اسے واپس انگلینڈ میں ہونا چاہیے۔ جائیداد کے معاملات ٹائم لیتے ہیں۔ دوسرے وہ یہاں تنہا رہے گی تو بوا کی فکر اور بڑھے گی۔ وہ یہاں تھی تبھی بوا کو ڈھارس تھی۔ میں اس لیے یہاں آیا ہوں کہ ان تمام معاملات کو نمٹا کر اسے اپنے ساتھ واپس لے کر جا سکوں۔" دانیال مرزا نے یونہی بات بنائی تھی۔ میراں حسن نے سر ہلا یا تھا۔

"تم نے صحیح سوچا...... یوں بھی کبھی دوست، کبھی دشمن ہوتے ہیں۔ اس کا تنہا یہاں ان معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرنا ٹھیک نہیں...... اسے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ وہ بہادر لڑکی ہے جو یہاں اتنے دنوں سے اکیلی ان اثاثوں کی منتقلی کے لئے الجھ رہی ہے...... میں ہوتی تو فرار ہو جاتی۔" میراں حسن مسکرائی تھی۔

دانیال مرزا بھی مروتاً مسکرایا تھا۔

"نو ڈاؤٹ، اتباع بہت بہادر لڑکی ہے۔ وہ اپنا دفاع کرنا جانتی ہے مگر تم ٹھیک کہتی ہو اسے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اثاثوں کی منتقلی کے مسائل معمولی نوعیت کے نہیں ہوتے۔" وہ ہم خیال ہوا تھا۔

"چلو اب تو تم اس کے ساتھ ہو...... اس کے ساتھ رہو گے تو اسے ڈھارس ہو گی۔ آئی ہوپ تمام معاملات جلد نمٹ جائیں۔" میراں اطمینان سے مسکرائی تھی۔

"ابان شکری اور اتباع تین دن سے لاپتہ ہیں تو کیا تم لوگوں نے کوئی رپورٹ نہیں لکھوائی؟ ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل میں گھر گئے ہوں؟" دانیال کو فکر ہوئی تھی۔ میراں حسن سر انکار میں ہلاتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"نہیں...... دراصل معاملہ اتنا حساس نہیں...... وہ دونوں کسی نیو ایئر پارٹی کے لئے نکل گئے تھے۔ مجھے خبر نہیں تھی اس لئے پریشان ہو رہی تھی۔ تمہارے آنے سے کچھ دیر قبل نمرہ آنٹی...... آئی مین ابان شکری کی مام سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتا دیا تھا وہ ٹھیک ہیں، خیریت سے ہیں۔ ان کے ساتھ غالباً ابان کے دوست بیکی کی فیملی بھی ہے۔ آنے کا شیڈول تو پتہ نہیں چلا مگر آئی ہوپ جلد لوٹ آئیں گے۔" میراں حسن نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی تھی۔

دانیال مرزا کو اطمینان کی سانس آئی تھی۔

"یہ بات پہلے پتہ چل جاتی تو شاید صورتحال مختلف ہوتی...... مجھے اتنی ایمرجنسی میں تمام کام چھوڑ کر آنا پڑا...... تم نے آدھی بات بتا کر

مجھے پریشان کردیا تھا میرال حسن۔تمہارا ابھی جواب نہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے خود خبر نہیں تھی دانیال مرزا ایسا کچھ ہوا ہے۔میں تو خود پریشان ہوگئی تھی۔اینی وے بات پریشان کی نہیں ہے۔تم اپنا سامان نہیں لائے؟ یہیں ٹھہرو گے ناتم بھی؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔دانیال نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں میرا سٹے ہوٹل میں ہے مگر میں اتباع سے ملنے آتا جاتا رہوں گا۔"

"اوہ......!" میرال حسن نے حیرت میں ہونٹ سکیڑے تھے۔

کافی کے سپ لیتے ہوئے دانیال مرزا مطمئن نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کے ذہن میں بہت سی سوچیں تھیں۔وہ مختلف امور پر سوچ رہا تھا۔میرال حسن اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔وہ ان سوچوں تک یقیناً دسترس نہیں رکھتی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری ایک ایک روم کا دروازہ کھول کر جھانک رہا تھا۔اتباع منصور کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔کچھ لمحے قبل تک وہ اس کے ساتھ تھی۔بہت کھوئی کھوئی سی لگی تھی۔وہ اندازہ نہیں کر پایا تھا کس بات نے اسے اثر کیا ہے مگر اس کی خاموشی معمولی نہیں تھی۔ہر طرف دیکھ کر وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آیا تھا۔یحیٰی اسے دیکھ کر چونکا تھا۔

"کیا ہوا؟ پریشان لگ رہے ہو؟"

"اتباع نہیں مل رہی......!"

"کیا مطلب؟...... کچھ دیر قبل تو وہ وہاں آوٹ پلیس میں بیٹھی تھیں۔" یحیٰی نے فکرمندی سے کہا تھا۔

"اوہ......!" ابان شگری بنا بارش کی پرواہ کرتا بھاگتا ہوا آوٹ پلیس کی طرف گیا تھا مگر وہ وہاں کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔یحیٰی اس کے ساتھ تھا۔

"تم فکر مت کرو......تم ملازمین سے پوچھو، میں اندر دیکھتا ہوں۔" ابان شگری کو دلاسہ دینے کو ہاتھ اس کے شانے پر رکھا تھا۔

ابان شگری کا چہرہ سپاٹ تھا۔کسی ایموشن کا کوئی دور تک پتہ نہیں تھا۔

وہ فکرمند ہوا تھا یا پریشان......اس کے چہرے سے دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر وہ چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا تھا۔

تیز بارش اسے بھگو رہی تھی۔عجب جنوں اس کے قدموں میں تھا۔وہ اتباع منصور کو ہر ممکن طور پر ڈھونڈ لینا چاہتا تھا۔

۞

(ناول اعادہ جاں گزارشات ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری کے چہرے پر کچھ واضح نہ تھا۔

وہ پریشان تھا یا غصے میں تھا اس کے چہرے سے کچھ اخذ نہیں ہو رہا تھا مگر اس نے ہر طرف دیکھ لیا تھا اور ابتاج منصور اسے کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔

وہ یہاں سے خود کہیں چلی گئی تھی؟ یہ ری ایکشن کے طور پر ہوا تھا یا کچھ اور تھا؟ کہیں وہ اشعر ملک کے پاس واپس چلی گئی تھی؟ یا اشعر ملک نے اسے کڈنیپ کروا لیا تھا؟ اس سب کا بھید کھلنا ابھی باقی تھا مگر ابان شگری فی الحال پاگلوں کی طرح اسے فارم ہاؤس میں تلاش رہا تھا اور وہ کہیں نہیں تھی۔

"کچھ پتا چلا ابتاج بھابھی؟" سامنے سے یحییٰ آتا دکھائی دیا تھا۔ ابان شگری کو دیکھ کر پوچھا تھا۔ ابان شگری نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"کہاں جا سکتی ہیں؟ کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟" یحییٰ نے پوچھا تھا۔ ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"کہیں اشعر ملک تو نہیں؟" یحییٰ نے خدشہ دیا تھا۔ ابان شگری نے فوری طور پر کچھ نہیں کہا تھا۔

"مجھے یہ اشعر ملک کا کارنامہ لگ رہا ہے۔ ایسی حرکتیں وہی کر سکتا ہے۔ ہم یہ خدشہ نظر انداز نہیں کر سکتے۔" یحییٰ نے کہا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

"یحییٰ کوئی بھی اقدام کرنے سے پہلے ہمیں اپنے طور پر پورے فارم ہاؤس میں دیکھ لینا چاہیے۔ اگر یہ کارنامہ اشعر کا ہے تو میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔" ابان شگری بہت غصے میں دکھائی دیا تھا۔

یحییٰ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ریلیکس..... مجھے امید ہے ابتاج بھابھی یہی کہیں ہوں گی۔ تمہارے فارم ہاؤس پر آ کر اشعر ملک کے ایسی حرکت کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ وہ تم سے براہ راست الجھنا نہیں چاہے گا۔ وہ صرف پھلجھڑیاں چھوڑ سکتا ہے۔ بہر حال ہمیں کسی خدشے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔" یحییٰ نے اس کو دلاسا دیتے ہوئے کہا تھا۔ وہ غصے میں لب بھینچے کھڑا تھا۔ ابتاج منصور کو اچانک غیر موجودگی نے اسے ششدر کر دیا تھا۔ وہ اس بارے میں نہیں سوچ رہا تھا۔ یہ اس کی توقع کے برعکس ہوا تھا جیسے۔ غصے سے اس کے لب بھینچے ہوئے تھے اور ذہن جیسے بہت سی سوچوں سے الجھا ہوا تھا۔ آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔

اگر اس میں اشعر ملک کا ہاتھ تھا تو اشعر ملک کی سالمیت کو یقیناً خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔

"If it's Asher Malik then I will never forgive him."

ابان شگری انتہائی غصے میں بولا تھا۔

"اسے اس کا حساب دینا ہوگا۔ شگریز کی عزت پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں۔ میں اسے ایسا سبق سکھاؤں گا کہ وہ یاد کرے گا۔" وہ

سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔اس کا لہجہ اس کے اندرونی خلفشار کا غماز تھا۔وہ یقیناً بہت غصے میں تھا۔مگر یکی اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"فی الحال کے لئے ایسا کچھ سوچنا ٹھیک نہیں۔ہو سکتا ہے اتباع بھابھی یہیں کہیں ہوں۔میں اس طرف دیکھتا ہوں تم اس طرف دیکھو۔اکیلے اس فارم ہاؤس سے جانا ممکن نہیں ہے۔اتباع بھابھی خود سے نہیں جا سکتیں۔مگر اگر تمہارا کوئی جھگڑا ہوا ہے تو شاید وہ کہیں چلی گئی ہوں۔ غصے میں انسان کسی بھی طرح ری ایکٹ کر سکتا ہے۔شام ہو رہی ہے اور اراؤنڈ میں جنگلی جانوروں کا بھی خدشہ ہے۔ہمیں جو کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا۔" یکی نے کہا تھا۔تبھی ابان شگری سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔یکی دوسری سمت کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

اس نے ابان شگری کو پہلی بار اتنا پریشان دیکھا تھا۔وہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ابان شگری کے فارم ہاؤس سے اس کی وائف کا لاپتہ ہو جانا یقیناً بہت بڑا معمہ تھا۔وہ ابان شگری کی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

دانیال مرزا کو حیرت ہو رہی تھی۔اتباع منصور اتنی کیئرلیس ہو سکتی تھی؟ اس کا فون اگر گھر رہ گیا تھا تو اسے کسی طرح ارینج کر کے کوئی رابطہ کرنا چاہیے تھا۔وہ اپنے طور پر جواز بنا رہا تھا مگر یہ سچ تھا کہ وہ بہت پریشان تھا مگر اس سے رابطے کی کوشش کرنا عبث تھا۔

اسے لامحالہ یہاں رک کر اس کے لئے انتظار کرنا تھا۔وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ اس لمحے کس مشکل سے گزر رہی تھی۔۔

میرال حسن نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے دانیال مرزا کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم پریشان ہو گئے ہو؟" ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔دانیال مرزا نے فوری پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔تبھی میرال حسن بولی تھی۔

"مجھے اندازہ ہے دانیال مرزا مگر ہم انتظار کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔میں ابان شگری کا انتظار کر رہی ہوں اور تم اتباع منصور کا۔اور ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔مجھے بھی اندازہ نہیں تھا ابان شگری کوئی ایسا اقدام لے گا۔ ہم قیاس آرائیاں نہیں کر سکتے۔جب تک وہ آ نہیں جاتے تب تک کوئی بات کہی نہیں جا سکتی۔" میرال حسن دھیمے لہجے میں بولی تھی۔دانیال مرزا نے سر ہلایا تھا۔

"میرا خیال ہے انتظار ہی واحد حل ہے مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے اتباع کسی مشکل میں پھنس گئی ہو؟" دانیال مرزا کی چھٹی حس جیسے خطرے کے الارم بجا رہی تھی۔

میرال حسن نے ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اس کی سمت دیکھا تھا۔

"ایسا کیسے کہہ سکتے ہو تم؟ وہ ابان شگری کے ساتھ ہے اور ابان شگری کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ابان شگری کے ساتھ ہوتے ہوئے اتباع منصور کسی مشکل سے دوچار نہیں ہو سکتی۔کیونکہ ابان شگری ایسا ہونے نہیں دے گا۔اتباع منصور پر آنے والی کسی بھی مصیبت کو پہلے ہی اپنے سر لے لے گا۔" وہ مکمل یقین سے بولی تھی۔

دانیال مرزا نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''تم ابان شگری کو بہت اچھے سے جانتی ہو؟''

میرال حسن مسکرائی تھی۔

''میں ابان شگری کو بچپن سے جانتی ہوں۔ جیسے تم اجاج منصور کو جانتے ہو۔'' میرال حسن نے جتایا تھا۔ دانیال مرزا نے پرخیال انداز میں سرہلایا تھا۔

''اور تم ابان شگری سے تب سے محبت کرتی ہو؟'' دانیال مرزا جانے کیا سوچ کر پوچھنے لگا تھا۔ میرال حسن نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''محبت سوچ سمجھ کر نہیں ہوتی دانیال مرزا۔ اگر سوچ سمجھ کر ہوتی تو شاید محبت میں اتنی اضطرابی نہیں ہوتی مگر اضطرابیت کے بنا محبت مکمل نہیں ہوتی۔ محبت کے لیے یہ بیت چینی کے حوالے بہت ضروری ہیں۔'' میرال حسن کا لہجہ کھویا کھویا سا تھا۔ دانیال نے اسے بغور دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''جانتا ہوں محبت ایسے حوالے رکھتی ہے مگر محبت مشروط نہیں ہے۔ میں محبت کو شرطوں پر کرنے کا قائل نہیں ہوں۔'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔ جیسے اس کی گہری نظر میرال حسن کو جانچ پا رہی تھی۔

میرال حسن اس کے کہنے پر مسکرا دی تھی۔

''میں نے شرائط کا ذکر نہیں کیا دانیال مرزا..... میری محبت شرائط کی محتاج نہیں ہے۔ میں شرائط پر چیزیں کرنے کی قائل نہیں ہوں۔ چاہے وہ محبت ہو۔'' میرال حسن مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''کیا ابان شگری بھی تم سے محبت کرتا ہے؟'' دانیال مرزا جانے کیوں پوچھنے لگا تھا۔ میرال حسن مسکرا دی تھی۔ ایک نگاہ دانیال مرزا کو دیکھا تھا پھر دوبارہ ونڈ اسکرین کی طرف بغور تکتے ہوئے پرسکون لہجے میں بولی تھی۔

''محبت کے لیے ضروری نہیں کہ اسے اس نہج پر قبول کیا جائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ محبت ترجیحات اور کنڈیشنز پر نہیں ہوتی۔ محبت لاپرواہ بچے جیسی ہے جو بس ایک خیال سے نکل جاتا ہے۔'' وہ بہت مدلل لہجے میں بولی تھی۔ دانیال مرزا کو وہ اس لمحے کس قدر سمجھدار لگی تھی۔

''یہ ایک طرف محبت ہے؟'' دانیال مرزا کو حیرت ہوئی تھی۔ اسے جیسے اس لڑکی پر افسوس ہوا تھا مگر میرال حسن اسی لاپرواہی سے مسکرا دی تھی اور دانیال مرزا کو اس چہرے میں ایک بے پرواہ بچہ دکھائی دیا تھا تبھی وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''یہ ٹھیک نہیں ہے میرال حسن۔ تم سمجھدار ہو۔ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟'' وہ بے یقینی سے میرال حسن کو دیکھ رہا تھا۔ میرال حسن اس کی اچھی دوست تھی تبھی وہ اس سے کنسرن شو کرتے ہوئے بول رہا تھا مگر میرال حسن مسکرا دی تھی۔

''محبت خسارہ نہیں ہے۔ محبت کی تقسیم اور ترجیح ہنگامی بنیاد پر طے نہیں ہوتی۔ محبت پوری عقل اور پورے دل کے ساتھ متفق ہو کر

ایک راہ چلتی ہے اور پھر اسی راہ پر چلتی ہے۔ چاہے اس راہ پر کوئی موڑ پڑے یا نہیں محبت کو فرق نہیں پڑتا۔ میں کسی چونکا دینے والے واقعے کو محبت سے مشروط قرار نہیں دیتی۔ محبت بذات خود معجزہ ہے اور معجزات میں مزید معجزات کی توقع رکھنا عبث ہے۔" وہ بہت پر سکون لہجے میں کہہ رہی تھی۔

شاید میرال حسن کا کوئی غلط خاکہ اس کے ذہن میں بنا تھا۔ جس طرح وہ اتباع کے بارے میں بات کر رہی تھی، فون پر بتا رہی تھی مگر اس کی گفتگو سن کر وہ میرال حسن کو کہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔

یہ میرال حسن صرف محبت کرنا چاہتی تھی اور بس۔

یا شاید وہ اتباع منصور کو اتنی اہمیت دیتا تھا کہ اس کے متعلق کوئی حتمی قیاس آرائی کسی اور کے لہجے میں سننا نہیں چاہتا تھا۔ یہ اس کی اتباع منصور کے لیے محبت تھی اور اسے میرال حسن کی محبت اور اپنی محبت میں کسی قدر مماثلت نظر آئی تھی۔ بس فرق یہ تھا کہ میرال برملا اس محبت کا اظہار کر رہی تھی اور وہ برملا اس محبت کا ذکر کرنا مناسب خیال نہیں کرتا تھا۔

اسے خاموش دیکھ کر میرال حسن جیسے اسے جانچتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

"تم حیران کیوں ہو دانیال مرزا؟ تم بھی تو اتباع منصور سے محبت کرتے ہو نا؟" میرال حسن اس سے پوچھ رہی تھی۔

دانیال مرزا مسکرایا تھا۔ پھر میرال حسن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"میرال حسن، محبت منقسم حاشیہ نہیں ہے کہ کئی لکیروں میں بٹ جائے اور اپنے زاویے بدل کر اپنے خواص کھو دے۔ محبت کئی سمتوں میں بٹ کر بھی اپنے خواص برقرار رکھنا جانتی ہے اور یہی محبت کی سب سے بڑی خاصیت ہے۔" دانیال مرزا کا زاویہ نظر مختلف تھا۔

میرال حسن سمجھ نہیں پائی تھی۔ تبھی اسے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب؟" دانیال کے غیر واضح انداز سے جیسے وہ کوئی معنی اخذ نہیں کر پائی تھی مگر دانیال مرزا پر سکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"محبت کا کوئی کلیہ یا مفروضہ نہیں ہے، اس کی تقسیم، جمع، تفریق کسی مخصوص کلیے یا مفروضے کی بنیاد پر نہیں ہوتی۔ اگر ہوئی ہوتی تو محبت سمجھ میں آنے والی بہت آسان سی حقیقت بن جاتی۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

میرال حسن نے اسے کسی قدر حیرت سے دیکھا تھا۔

"سوال یہ نہیں ہے کہ محبت آسان ہے یا مشکل مگر محبت اپنے طور پر کیے جانے والا تجربہ ہے بس اور اپنے تجربے کے نتائج سے ہم محدود معنی اخذ نہیں کر سکتے۔" میرال حسن کو جیسے دانیال مرزا سے اختلاف ہوا تھا مگر اس اختلاف پر دانیال مرزا پر سکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

میرال حسن نے اس کی سمت نگاہ نہیں کی تھی اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے جیسے اپنی سوچ محفوظ رکھی تھی۔

☆ ☆ ☆

نمرہ خاموشی سے کچن میں کام کررہی تھیں۔عالیہ چلتے ہوئے ان کے پاس آئی تھی۔نمرہ نے فوری طور پر اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے نہیں دیکھا تھا۔

عالیہ کو ممی کی خاموشی اچھی نہیں لگی تھی تبھی بولی تھی۔

" آئی ایم سوری ممی..... میرا مقصد آپ سے کچھ چھپانا نہیں تھا۔دراصل مجھے لگا تھا جو میں نے محسوس کیا ہے وہ فقط قیاس آرائی ہو اور اس میں کوئی حقیقت نہ ہو۔" عالیہ نے پرافسوس انداز میں کہا تھا۔

نمرہ کیبنٹ کھول کر کوئی سامان نکالنے لگی تھی۔وہ عالیہ کی جانب متوجہ نہیں تھیں۔

عالیہ کو اپنا آپ مجرم لگا تھا۔اسے یہ سب ان سے پہلے ہی شیئر کردینا چاہیے تھا۔جب دادا ابا کو بلایا تھا۔نمرہ کو شاید یہ سب اچھا نہیں لگا تھا جس طرح ان سے باتیں چھپائی گئی تھیں۔عالیہ ان کی خاموشی سے صرف یہی کچھ اخذ کرپائی تھی۔نمرہ نے پلٹ کر مصالحوں کے ڈبے اس کے قریب رکھے تھے۔

" آئی ایم سوری ممی..... مجھے اندازہ نہیں تھا۔اگر یہ واقعی کوئی اتنی بڑی سچائی ہے۔ دوسرے دادا ابا کا بھی یہی خیال تھا کہ اس کی تشہیر نہ کی جائے کیونکہ وہ جانتے تھے اس واقعے سے گھر کا سکون متزلزل ہوسکتا ہے۔" عالیہ کو صورتحال کا اندازہ تھا تبھی وہ افسوس کرتے ہوئے بولی تھی۔نمرہ نے اسے دیکھا تھا۔

"تم بہت زیادہ سوچ رہی ہو عالیہ۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" نمرہ اس معاملے کو بچوں کو سامنے ڈسکس کرنے سے گریز کرنا چاہتی تھی۔وہ کہہ کر دوبارہ مصروف ہوگئی تھیں۔عالیہ نے انہیں بغور دیکھا تھا۔پھر آہستگی سے بولی تھی۔

"میں جانتی ہوں ممی ڈیڈ آپ کو الزام دے رہے ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ تھا تبھی میں نے اس واقعے کو کھولنا نہیں چاہا تھا۔مجھے یہی احتمال تھا کہ اس سے گھر کے سکون میں خلل واقع ہوجائے گا۔"

"تم بہت زیادہ سوچ رہی ہو عالیہ۔بیٹا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔تمہارے ڈیڈ کو عادت ہے الزام دینے کی۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔اس سے فرق نہیں پڑتا مگر مجھے اگر پہلے سے تمام صورتحال کا پتہ ہوتا تو میں بات کو کچھ بہتر انداز میں سنبھال سکتی تھی۔" نمرہ پرسکون انداز میں بولی تھی۔

عالیہ نے ممی کی طرف دیکھا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے ابان بھائی نے کچھ غلط کیا؟ آپ کا اعتبار ہرٹ ہوا؟" عالیہ کو ماں کی خاموشی میں کئی سوال دکھائی دے رہے تھے اور وہ خود کو کسی قدر مجرم محسوس کررہی تھی۔

نمرہ نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے چکن میں مصالحے ایڈ کیے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے عالیہ بیٹا یہ ہونا تھا۔ابان کو حق ہے اپنی زندگی کے فیصلے لینے کا۔میں عادی ہوں اس کے لیے۔وہ بچپن سے

ہی ایسی طبیعت رکھتا ہے۔ مجھے معلوم ہے وہ اپنے فیصلوں کے لئے دوسروں کی طرف نہیں دیکھتا۔ کئی باتیں ہیں جو وجہ مسائل بنیں۔ ان باپ بیٹے کے درمیان کچھ بھی ہو میں اس سے سروکار نہیں رکھتی۔ میں ابان کی خوشی میں خوش ہوں۔ اگر اسے لگتا ہے اس نے زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ پوری عقل اور پورے دل سے کیا ہے تو اس سے بہتر کوئی فیصلہ ہو نہیں سکتا تھا۔ میں چیزوں کو الگ نظریے سے دیکھنے کی عادی ہوں کیونکہ میں ماں ہوں۔ میں بہت زیادہ نظریے نہیں رکھتی نا میری نظر بہت زیادہ زاویے بناتی ہے کیونکہ ایک ماں کا نظریہ اور تمام زاویے اس کی ممتا کے دائرے میں گھومتے ہیں اور ان دائروں میں کبھی کوئی غلط قدم نہیں ہوتا۔ ابان کے نکاح پر مجھے کوئی ایشو نہیں ہے۔ میں اس کی خوشی میں بہت خوش ہوں۔ رہی بات تمہارے ڈیڈ کی تو وقتی غصہ ہے، دور ہو جائے گا۔ شکوے بھی تو اپنوں سے ہوتے ہیں نا۔ ایٹ لیسٹ ان کا ری ایکشن دکھائی دے رہا ہے جو ان کے غصے کو نمایاں کر رہا ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کافی ہے کہ کسی نا کسی بہانے وہ ابان کے لئے سوچتے ہیں اور اس کی فکر کرتے ہیں۔" نمرہ نے چیچ چلاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تھا۔

عالیہ کے ذہن میں ایک سوال اٹھا تھا۔

"ممی کیا یہ چپقلشیں ختم ہوں گی یا سلسلہ یونہی چلتا رہے گا؟ مجھے ڈر لگتا ہے ممی۔ کیا ہم سب مل کر نہیں رہ سکتے؟ ابان بھائی اس گھر کا حصہ نہیں بن سکتے؟" عالیہ نمرہ کی دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

نمرہ اسے صرف دیکھ کر رہ گئی تھی جیسے اس کے پاس عالیہ کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عالیہ ممی کی خاموشی سے کوئی معنی اخذ نہیں کر پائی تھی مگر وہ مزید کوئی سوال نہیں پوچھ سکی تھی۔

☆ ☆ ☆

فون بج رہا تھا۔ دانیال مرزا نے واش روم سے نکلتے ہوئے ٹاول سے بالوں کو رگڑتے ہوئے چلتے ہوئے آ کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا تھا۔ بوا کی کال تھی۔ اس نے فوراً کال اٹھائی تھی۔

"کہاں تھے تم دانیال؟ فون اتنی دیر سے کیوں پک کیا؟ میں پریشان ہو گئی تھی۔" بوا بہت پریشان ہو گئی تھیں۔

"بوا فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں واش روم تھا۔ یہاں سب ٹھیک ہے۔" اس نے دانستہ اتباع کے متعلق انہیں بتانے سے گریز کیا تھا۔

"اور اتباع کیسی ہے؟ ملے ہو تم اس سے؟" بوا نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔ دانیال گہری سانس لیتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا تھا پھر رسانیت سے بولا تھا۔

"بوا سب ٹھیک ہے۔ اتباع بالکل ٹھیک ہے۔ کچھ موٹی بھی ہو گئی ہے ان فیکٹ۔" وہ مسکرایا تھا۔ "شاید اسے پاکستان کی آب و ہوا بہت راس آ گئی ہے۔" وہ پری ٹینڈ کر رہا تھا یہاں سب ٹھیک ہے اور وہ اتباع سے مل چکا ہے جبکہ ابھی تک اتباع کو خبر بھی نہیں تھی کہ وہ اس کے لئے ہنگامی حالت میں پاکستان پہنچا ہے اور وہ اس سے مل بھی نہیں پایا۔ اتباع اس کی آمد سے ناواقف تھی۔

"شکر اللہ...... اتباع ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس کی بہت فکر ہو رہی تھی۔ اب تم وہاں ہو تو مجھے اتنا پتہ ہے تم اس کو تنہا نہیں چھوڑو گے اور تمام چیزیں بھی سلجھ جائیں گی۔" بوا کو اس پر یقین تھا جیسے۔ ان کا لہجہ پر مطمئن تھا۔

"تمہارے وہاں ہونے سے بہت ڈھارس ہوئی ہے دانیال ورنہ اتباع کے لئے میں بہت پریشان تھی۔" بوا نے اس پر اپنا اعتماد شو کیا تھا اور وہ نہیں کہہ سکا تھا کہ ابھی ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ ان کے اس بھرپور اعتماد کو توڑنا نہیں چاہتا تھا مگر وہ بھرپور انداز کتنے دن تک برقرار رہتا تھا، دانیال مرزا کو اس کی بھی خبر نہیں تھی۔ اتباع منصور جیسے کسی حیرت کدے میں آئی تھی اور وہاں آ کر وہ الجھتی چلی گئی تھی۔ اتنی الجھی تھی کہ آج اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ دانیال مرزا سب باتیں بوا کو نہیں بتا سکتا تھا۔

"بوا، آئی ہوپ میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں۔ میں اتباع کی مدد کے لئے یہاں موجود ہوں اور میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا اس کے اتا قوں کے مسائل جلد سے جلد سلجھ جائیں سو میں اور اتباع جلد انگلینڈ واپس آ سکیں۔" وہ اپنے طور پر بوا کو یقین دلا رہا تھا حالانکہ ابھی اسے خود کچھ خبر نہیں تھی۔ دوسرا دن تھا اسے یہاں آئے اور فی الحال ایسا کوئی سرا ہاتھ نہیں لگا تھا۔ میرال حسن کچھ بھی بتانے سے قاصر تھی۔ اتباع کا فون شگری محل میں تھا اور رابطے کی کوئی کوشش ممکن نہیں ہو رہی تھی۔

"تم اپنا خیال رکھنا دانیال...... اور اتباع کہاں ہے میری اس سے بات کرواؤ۔" بوا نے کہا تھا۔

"میں ہوٹل میں ہوں بوا...... اتباع تو شگری محل میں ہے۔ میں ضرور اس سے آپ کی بات کرواؤں گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اتباع بالکل ٹھیک ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا تبھی بوا بولیں تھیں۔

"اوکے بیٹا...... میں دوبارہ کال کروں گی۔ تم اپنا خیال رکھو۔" بوا نے شفقت سے کہا تھا۔

"اللہ حافظ بوا...... آپ بھی اپنا خیال رکھیں۔" دانیال بولا تھا اور ان کے فون بند کرنے پر شکر کا سانس لیا تھا۔

"ایسا کب تک چلے گا؟ اتباع کا کوئی پتہ نہیں۔ اس لڑکی سے روابط اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسے دوبارہ پھر کبھی نہیں جڑیں گے۔ جیسے وہ کسی الگ دنیا میں رہ رہی ہو اور میں کسی الگ دنیا میں تقسیم ہو گیا ہوں۔ یہ ایسے کیسے کر سکتی ہے کہ پل میں سارے روابط ختم کر ڈالے؟ کوئی تو راستہ ہوگا؟ کوئی تو سرا؟" سوچتے ہوئے یکدم اس کا ذہن جیسے کھلا تھا اور وہ فون پر کسی کا نمبر ملانے لگا تھا۔

فون مسلسل بج رہا تھا۔ میرال حسن نے فون اٹھا کر دیکھا تھا پھر کال ریسیو کر لی تھی۔ دوسری طرف اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی۔ تم نے تو کوئی رابطہ ہی نہیں کیا...... مجھے اچھا نہیں لگا یار! جس طرح تم ریسٹورنٹ میں اکیلا چھوڑ کر نکل گئیں۔" اشعر ملک اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ میرال نے اکتائے ہوئے انداز میں اسے سنا تھا اور رکھائی سے بولی تھی۔

"تمہیں باتوں اور چیزوں کی فکر کب سے ہونے لگی اشعر ملک؟ دنیا کے پرلے درجے کے بے حس انسان ہو تم۔ کیا اس بے حسی میں کوئی انقلابی تبدیلی آ رہی ہے؟" وہ طنز کرتی ہوئی بولی تھی۔ اشعر ملک دوسری طرف ہنس دیا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی، تمہارا جواب نہیں۔ طنز بھی ایسے کرتی ہو کہ پھول بن کر لگتے ہیں۔ پھول بھی گوبھی کے...... یار کہنا یہ تھا کہ

پھول ہی مارنے ہوتے ہیں تو انتخاب ہی اچھا کر لیا کرو۔ گوبھی کے پھول تمہارے ذوق کا پتہ دیتے ہیں تو اچھا نہیں لگتا کہ میری پھوپھو کی بیٹی کا ٹیسٹ اتنا خراب ہے۔" وہ مذاق کے موڈ میں لگ رہا تھا۔ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ میرال حسن کو الجھن ہوئی تھی۔

"کہو کیسے فون کیا؟ تمہیں کیا فرق پڑتا کہ پھول گوبھی کے ہوں یا آلو کے۔ بائے دا وے تمہارے لئے تو گوبھی کے پھول بھی غنیمت ہونا چاہئیں۔ شکر کرو پھول تو ہیں۔ وہ بھی اتنی خوبصورت لڑکی کی طرف سے۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔ وہ چونکی تھی۔

"بہت خوش لگ رہے ہو اشعر ملک۔ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے کیا؟" میرال حسن نے جل کر پوچھا تھا۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

"پھوپھو کی بیٹی...... یار سوئیو، خوش تو میں بہت ہوں۔ تمہارے ساتھ ڈیٹ لاجواب رہی۔" وہ بھی ایک کائیاں تھا۔ مجال ہے جو کوئی سیدھی بات کی ہو اور میرال جانتی تھی اسے۔ وہ کوئی بات مکمل کر کرنے کا عادی نہیں تھا مگر اس کے انداز سے وہ اخذ کر پائی تھی کہ خوش ہے مگر وہ اسے بتانے والا نہیں تھا۔

"میرے ساتھ ڈیٹ تمہاری زندگی کی اولین خواب رہے گا اشعر ملک۔ بہت ضروری بات کرنا تھی تم سے سو ملنے کی ٹھانی مگر تم بہت سی باتوں کو چھپا کر ایک طرف رکھ دیتے ہو اور بات نہیں کرتے۔ یہی بات مجھے پسند ہیں۔" وہ کھل کر شکوہ کرتے ہوئے بولی تھی۔ وہ اتہاج کے بارے میں جاننے کی متمنی تھی مگر اشعر ملک کوئی بات کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"پھوپھو کی بیٹی...... یار تمہاری ناک کسی خوبصورت بلی کی ناک سے کم نہیں ہے۔ راز سونگھنے کی حس بہت تیز ہے تمہاری مگر سمجھا کرو یار ہر بات کھل کر بھی نہیں کی جا سکتی نا۔ اب دیکھو میرا اولین خواب تمہارے ساتھ ڈیٹ کرنا ہے یہ بات تو کھل کر کہتا ہوں نا میں۔" وہ مسکراتے ہوئے باتوں کو ٹال رہا تھا۔

"میں تمہاری باتوں میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں اشعر ملک۔ یہ بتاؤ فون کیوں کیا؟ تم بنا مطلب کے تو کال کرنے والے ہو نہیں۔ ایسا کیا ماجرا ہو گیا؟" وہ مدعے پر آتی ہوئی بولی تھی۔ اشعر ملک دوسری طرف مسکرا دیا تھا پھر گہری سانس لیتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی...... اشعر ملک اتنا بے حس نہیں ہے جتنا تم سمجھتی ہو۔ احساس ہے مجھے بھی۔ باتوں کی سمجھ بوجھ بھی ہے۔ تم خفا ہو کر گئیں تھیں اور تم جانتی ہو کتنا حساس دل ہے اشعر ملک کا۔ سونے جا رہا تھا تو نیند نہیں آئی۔ سو چا تم سے پوچھ لوں اب خفا تو نہیں؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ میرال حسن نے خاموشی سے اسے سنا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں تم سے بہت زیادہ ایکسپیکٹ نہیں کرتی اشعر ملک سو تمہاری کوئی بات اتنا افیکٹ نہیں کرتی۔ تم کچھ بھی کہو، کچھ بھی کرو۔ مجھے اس کا فرق اس طور نہیں پڑتا۔ میں جانتی ہوں تمہاری نیچر...... تمہاری ترجیحات مختلف ہیں اشعر ملک۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر ملک محظوظ ہو کر ہنسا تھا۔

"اتنا مجھے جاننے لگی ہو پھوپھو کی بیٹی؟ عشق ہونے لگا ہے کیا؟"

"عشق اور تم سے؟ اشعر ملک اتنی خوش فہمیاں کب سے ہونے لگی تمہیں؟" وہ جل کر بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"نانو نگر ہوں تو میں بیسٹ...... اتنا ہینڈسم...... اتنا کامیاب...... اتنا باکمال...... وہ جو انگلینڈ میں تمہارا ہے نا، وہ بھی جھک کر سلام کرتا ہے۔ اتنی انوسنٹ تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی ہوگی جتنی اسے مجھ سے ملی ہے۔ چاہوں تو کھڑے کھڑے کچھ بھی خرید سکتا ہوں۔ اشعر ملک کے لئے کچھ ناممکن نہیں ہے۔ میں ایویں تو نہیں کہتا نا کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" اشعر ملک محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔ تبھی میرال حسن جل کر بولی تھی۔

"اشعر ملک...... مجھے تم متاثر کرنے میں ناکام رہے ہو۔ اگر تم دنیا کے آخری انسان بھی بچو تو میں تمہیں چننا نہیں چاہوں گی۔ وہ رکھائی سے بولی تھی مگر اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"بہت منہ پھٹ ہو گئی ہو یار پھوپھو کی بیٹی مگر اچھا ہے ایٹ لیسٹ سچ تو بولتی ہو۔ اشعر ملک کو سچ اور سچ بولنے والے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"اور اتباع منصور؟" میرال حسن نے یکدم اسے اتباع کا ذکر کر کے کریدا تھا۔ اشعر ملک چونکا تھا پھر ہنسنے لگا تھا۔

"پھوپھو کی بیٹی۔ یار کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟ یہ بار بار دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی کا تذکرہ کیوں کرتی ہو تم؟ کہیں تمہیں اس سے جلن یا حسد تو محسوس نہیں ہونے لگا؟" وہ ٹالتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں میرال حسن کو چھیڑنے لگا تھا۔ میرال حسن نے الجھن سے ایک گہری سانس لی تھی۔

"مجھے کسی سے کوئی جلن یا حسد نہیں ہے۔ تم میرے کزن ہو سو میں تھوڑا کنسرن شو کر رہی تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" اس نے اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی اس میں کنسرن دکھانا کیسے ہوا؟ تم مسلسل ایک خوبصورت لڑکی کا تذکرہ کر رہی ہو اور اس میں کنسرن شو کرنے سے زیادہ بو تو لینے کی آ رہی ہے۔ تم کسی کی زندگی میں تانک جھانک کرنے کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔" اشعر ملک نے مذاق میں ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ میرال حسن نے گہری سانس لی تھی اور پھر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"ویل میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" وہ اپنے طور پر تصحیح کر رہی تھی۔ اشعر ملک کا جو کھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اور تمہیں اتباع منصور کے بارے میں پتہ کہاں سے چلا؟" وہ آج جان لینا چاہتا تھا کہ وہ کہاں سے اتنی سن گن لے رہی تھی۔ اس کی ایسی سورسز کچھ تو تھیں۔

"اتباع منصور کے بارے میں میں کیسے جانتی ہوں یہ اہم نہیں ہے۔ تم بات کو خواہ مخواہ پھیلا رہے ہو۔" وہ بوکھلا کر بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"سو یو سا ری خبریں رکھتے ہو آپ اور پھر چھپاتے بھی ہو۔" اشعر ملک نے جانا چاہا تھا۔ وہ ہر وقت اتباع منصور کی بات کیوں کرتی تھی۔

"اور تم ذوالفقار انکل کے وہاں ہو؟ ابان شگری نے تو ذکر نہیں کر دیا؟" اس نے جیسے آج ٹھان لی تھی کہ جان کر رہے گا کہ وہ آخر اتباع کا ذکر بار بار کیوں کرتی ہے۔ کیا ابان شگری نے اسے بتا دیا تھا اس کے متعلق؟

"ایسا فضول ہی سوچ سکتے ہو تم۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میری ملاقات ابان شگری سے نہیں ہوئی۔ تم جانتے ہو وہ ذوالفقار انکل کے گھر نہیں آتا۔" میرال حسن نے اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا تھا۔

"آ...... چھا......! ٹھیک پھوپھو کی بیٹی۔ میں نے سوچا تم نے انٹیلی جنس میں جاب کر لی ہے کوئی۔" اشعر ملک نے چھیڑا تھا۔

"تمہیں اتباع سے محبت ہے؟" جانے کیا سوچ کر میرال حسن نے براہ راست ہی پوچھ ڈالا تھا اور اس کا سوال جتنا بے ساختہ تھا اشعر ملک کا قہقہہ بھی اتنا ہی برجستہ تھا۔

"محبت کا سراغ لگا لیا تم نے پھوپھو کی بیٹی۔" وہ جیسے بہت محظوظ ہوا تھا۔

"تو تمہیں واقعی اتباع منصور سے محبت ہے؟" وہ جیسے یقین کر لینا چاہتی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا پھر رسانیت سے بولا تھا۔

"یار! پھوپھو کی بیٹی۔ دماغ کے گھوڑے دوڑانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دماغ چاک و چوبند رہتا ہے اور دوسرے مزے کی بات دماغ کے گھوڑے دوڑانے پر کوئی فیول بھی خرچ نہیں ہوتا۔ سو آپ یہ دماغی گھوڑوں کی　　　دیکھو میں کچھ ضروری کام نمٹا لوں پھر فارغ ہو کر بات کرتا ہوں آپ سے۔" وہ مسکرایا تھا اور پھر کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ میرال سیل فون کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اشعر ملک بہت کائیاں تھا۔ کھل کر کچھ بتانے کو تیار ہی نہیں تھا اور میرال حسن اس خیر خواہ کے بارے میں سوچ رہی تھی جس نے اتباع منصور کے سیل فون پر Text کیا تھا۔ وہ جانے کون تھا مگر اتباع کو محفوظ دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ جلدی میں سیل نمبر نوٹ نہیں کر سکی تھی ورنہ کوئی سراغ تو ہاتھ لگ سکتا تھا۔ اشعر ملک کو کچھ اگلنے کو تیار نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی اس کی خبر وہ کسی کو ہونے نہیں دیتا تھا نہ اس نے میرال حسن کو کچھ بتایا تھا۔ وہ اسے بہت اچھے سے جانتی تھی مگر وہ اتباع منصور کو کڈ نیپ کیوں کرنا چاہتا تھا؟ کیا اس کا تعلق اتباع منصور کے اثاثوں سے تھا یا یہ کوئی کسی طرح کی محبت تھی؟

اشعر ملک اور محبت......! میرال حسن کو یہ کہانی کچھ زیادہ سمجھ نہیں آئی تھی مگر جس طرح اتباع غائب تھی اور ابان شگری بھی غائب تھا اس سے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کہانی بہت الجھ کر رہ گئی تھی۔ میرال حسن کوئی اندازہ نہیں کر پا رہی تھی۔ کوئی قیاس آرائی کام نہیں آئی تھی اور اس کے ہاتھ فی الحال کوئی سرا نہیں تھا۔ وہ پیچیدگیوں میں گھل بے دھاگوں سے کوئی کہانی بنا نہیں پا رہی تھی۔ معنی کہیں واضح نہیں تھے مگر وہ الجھتی جا رہی تھی۔ اسے فکر اتباع منصور کی نہیں تھی۔

مگر اتباع منصور کہیں ابان شگری سے جڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور اس کہیں پر اس کی سوئی اٹکی ہوئی تھی۔ اس کا انٹرسٹ ابان شگری تھا بس مگر ابان شگری غائب تھا اور اس کا فون بھی مسلسل سوئچڈ آف تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ وہ اتنا بڑا بزنس ٹائیکون تھا اور اپنا سیل

فون آف کر کے بیٹھا تھا؟

یقیناً وہ کوئی دوسرا نمبر استعمال کر رہا تھا اور یہ نمبر سوئچڈ آف کر رکھا تھا۔ شاید وہ دانستہ کسی سے رابطے میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

اتباع منصور...... اور ابان شگری......!

ایک ساتھ...... اتنے دنوں سے...... یہ کیا ماجرا تھا؟

ثمرہ آنٹی کو کوئی خبر ہوئی ہوگی؟ اس نے چونکتے ہوئے ان کا سیل فون ملایا تھا مگر کئی بار ٹرائی کرنے پر کال ریسیو نہیں کی گئی تھی۔ شاید ثمرہ آنٹی کہیں بزی تھیں اور...... ! یکدم اسے ہیکی کا دھیان آیا تھا۔ اسے حیرت ہوئی تھی اس نے پہلے ہیکی کے بارے میں کیوں نہیں سوچا؟

اس نے اس کا سیل نمبر ملایا تھا مگر ہیکی نے بھی کئی بار ٹرائی کرنے پر کال ریسیو نہیں کی تھی۔ میرال حسن کو سوچنا پڑا تھا کہ مسئلہ کیا ہے مگر فی الحال کچھ واضح نہیں تھا۔ میرال حسن کا دماغ الجھتا چلا جا رہا تھا مگر وہ کچھ زیادہ سوچ نہیں پا رہی تھی۔ ابان شگری ایسا لاپرواہ نہیں تھا مگر ابان کے ساتھ...... اس سے آگے اس سے سوچا نہیں گیا تھا۔

اگر اس دن اتباع اس کی جگہ اچانک سے آ کر نہ لیتی تو کیا آج وہ ابان شگری کے ساتھ ہوتی۔ کیا ابان شگری اس کے ساتھ بھی ایسے ہی وقت گزارتا؟ یہ ٹرپ محض اتفاق تھا یا پھر وہ دونوں کسی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے بعد اس ٹرپ پر گئے تھے؟

ابان شگری سوچے سمجھے بنا قدم اٹھانے کا عادی نہیں تھا۔ وہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ یہ محض اتفاق رہا ہوگا مگر اگر یہ اتفاق نہیں تھا تو کیا ابان اتباع کے ساتھ انوالوڈ تھا؟ کوئی محبت کی بات تھی؟

”اف......!“ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

”ابان شگری اتنی آسان مشق نہیں۔ وہ کسی کے ساتھ محبت کرے ایسا ممکن نہیں۔ اگر اسے محبت کرنی ہوتی تو میرال حسن سے محبت کرنا چاہتا۔“ وہ اپنے طور پر سوچتے ہوئے بولی تھی۔ اس خودکلامی میں خوش فہمی اور غلط فہمی کا عنصر زیادہ تھا شاید مگر وہ مزید کوئی قیاس کرنا نہیں چاہتی تھی جس سے ذہن مزید الجھ جائے۔ ایٹ لیسٹ تب تک تو نہیں جب تک ابان شگری نہیں آ جاتا۔ وہ اپنے طور پر سوچ کر مطمئن ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری نے ہر طرح...... ہر جگہ اسے دیکھ لیا تھا تبھی وہ فارم ہاؤس کے پچھلی طرف آیا تھا۔ بیک یارڈ پیچھے سنسان ویران جنگل سے ملتا تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں وہ اس طرف نہ نکل گئی ہو اور شام کے وقت اس طرف بہت خطرناک جنگلی جانوروں کا بھی خطرہ تھا۔ اس لڑکی نے اس کی عقل کو ایک لمحے میں مفلوج کر دیا تھا۔

وہ ہر طرف پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا تبھی اس کا دھیان بیک یارڈ میں بنے کافی رقبے پر پہلے Artificial

Waterfall کے نیچے بیٹھی اس یخ بستہ موسم میں بھیگتی ہوئی دکھائی دی تھی۔ Waterfall کی طرف گیا تھا۔ وہ چلتا ہوا اس طرف آیا تھا۔ تبھی وہ اسے ایک بڑے پتھر پر

ابان شکری نے رک کر جیسے ایک سکون کا سانس لی تھی پھر اس کی سمت بڑھنے لگا تھا۔ جو چہرہ کچھ دیر قبل بہت متفکر تھا اس پر کچھ سکون تو دکھائی دیا تھا۔ ان گہری آنکھوں میں کچھ اطمینان کی کیفیت دکھائی دی تھی۔ بے چینی کچھ کم تو ہوئی تھی۔ وہ چلتا ہوا اس تک پہنچا تھا۔

اتباع منصور ساکت سی اس گرتے ہوئے پانی کے نیچے بیٹھی تھی۔ اس کا وجود جیسے ٹھٹھرا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ ساکت وجامد بیٹھی تھی۔

ابان شکری کی سمت متوجہ نہیں ہوئی تھی وہ۔ ابان شکری نے اس کے مل جانے پر کوئی غصے کاری ایکشن نہیں دیا تھا۔ جس طرح وہ اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا رہا تھا اور جس قدر پریشان رہا تھا۔ اس کا کوئی ری ایکشن ابان شکری کے چہرے پر نہ تھا۔ اس کی آنکھیں اطمینان سے بھر گئی تھیں اور چہرے پر ٹھہراؤ دکھائی دے رہا تھا۔ اتباع منصور کا مل جانا اس کے لیے جیسے تسلی کا باعث رہا تھا۔ ان آنکھوں میں بہت سکون دکھائی دے رہا تھا۔

اتباع منصور اس کے قریب آ کر رکنے پر کوئی ری ایکشن نہیں دے رہی تھی۔ فال کا ٹھنڈا برف سا پانی اس کے وجود پر پڑ رہا تھا۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر جھک کر اپنے مضبوط بازوؤں پر اٹھا لیا تھا۔ اتباع منصور نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ وہ خاموش تھی۔ اس کے لبوں پر گہری چپ تھی اور آنکھوں میں گہرا سکوت۔ اس وجود میں زندگی کی رمق تھی مگر اس کی سانس بہت دھیمی تھی۔ ابان شکری اسے لے کر فارم ہاؤس فرنٹ یارڈ کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور کا وجود جیسے اس کے بازوؤں میں پھول سا لگ رہا تھا۔ اس کے وزن سے اسے جیسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

وہ اس کے مل جانے پر پُرسکون دکھائی دے رہا تھا اگرچہ اس کی نبض آہستہ چل رہی تھی یا سانس دھیمی مگر اسے اتنا اطمینان جیسے کافی تھا کہ وہ مل گئی تھی۔ اتباع منصور اس کے بازوؤں میں تھی۔ شاید اسے اس کا اندازہ نہیں تھا۔ کوئی ری ایکشن ناپید تھا۔ جیسے وہ بت بنی ہوئی تھی اور ابان شکری کے قدم آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

اندر لے جا کر اس نے اس کے وجود کو بیڈ پر لٹایا تھا پھر فوراً ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک کافی کے سپ لیتا ہوا اطمینان سے مسکرایا تھا۔

"آدھی جیت تب بھی ہوتی ہے جب حملہ آور ہونے سے پہلے بھی کوئی آپ کے خوف میں مبتلا ہو جائے۔ مکمل خوف سے بہتر آدھا خوف ہوتا ہے۔ اس سے جان زیادہ عذاب میں مبتلا رہتی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے انور کو دیکھ رہا تھا۔

"بس ملک صاحب آپ کی دہشت ہی اتنی ہے۔ آپ کا آدھا خوف ہی لوگوں کو سونے نہیں دیتا۔" انور مسکرایا تھا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ اشعر ملک بھی تو کہتا ہے کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ انور مسکرایا تھا۔

"ملک صاحب آپ ہو ہی بیسٹ۔ وہ ہاشم بتا رہا تھا اس نے کمپنی کا میٹر حل کر لیا ہے۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس بندے سے غلطی ہو گئی تھی۔ اسے تو ہاشم نے فائر کر دیا تھا کمپنی سے۔ اس کی جگہ نئی اپوائنٹمنٹ ہوئی ہے۔ اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔" انور نے کہا تھا۔ اشعر ملک نے سر ہلایا تھا۔

"تم لوگ ہو تو یار! مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ وہاں یو کے میں بھی مسٹر ایلیکس اور مسٹر والسن نے بھی بہت اچھے سے کام سنبھالا ہوا ہے۔ میری فکر تو آدھی ہو جاتی ہے۔" وہ پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔ انور نے مسکراتے ہوئے تائید کی تھی اور بولا تھا۔

"ملک صاحب ہم آپ کے وفادار ہیں۔ ویسے ایک خبر ہے۔ ابان شگری اور اپنی بھابھی ابھی تک گھر نہیں لوٹے۔ نیو ائیر کی پارٹی کے بعد وہ ابھی تک اسی فارم ہاؤس پر ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔ اشعر ملک پرخیال انداز میں اسے دیکھنے لگا تھا۔

"ان پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے انور۔ ان کے لیے ڈر کافی ہے۔ کبھی کبھی کسی کا ڈر میں مبتلا کرنا ہی بڑی فتح ہوتی ہے۔" اشعر ملک نے ایک آنکھ دبائی تھی اور کھل کر مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں ملک صاحب۔ آپ کے لیے کچھ نا ممکن نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے تو بھابھی یہاں آپ کے پاس ہوتی مگر آپ کا یہ مقصد نہیں تھا۔" انور مسکرایا تھا۔ اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"بالکل..... میرا مقصد چاند چرانا نہیں تھا۔ میرا مقصد تو کچھ اور تھا ورنہ چاند آسمان سے کسی بھی وقت چرایا جا سکتا ہے۔ چاہے آسمان پوری پہرے داری کرے۔ اشعر ملک اپنے ہدف پر پنجے گاڑ دیتا ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا تبھی انور نے مؤدب انداز میں کہا تھا۔

"کوئی اور حکم ملک صاحب؟ ایک چکر اور لگا آؤں ابان شگری کے فارم ہاؤس کا؟ تھوڑا ڈر اور سہی۔" انور مسکرایا تھا۔ اشعر ملک نے کافی کا سپ لیتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں یار! اتنا کافی ہے۔ ڈر کی ایک بات کمال کی ہوتی ہے۔ دماغ کے خلیوں پر اس طرح دباؤ ڈالتا ہے کہ عقل پھر منجمد ہو جاتی ہے۔ بس یہی مقصد ہے میرا۔ ابان شگری اتنا الجھ جائے کہ کچھ کر نہ سکے اور ان کے درمیان دوریاں بھی دور نہ ہو سکیں۔ میں محتاط گیم کھیلتا ہوں انور جس میں نقصان کا اندیشہ کم ہوتا ہے مگر اس کھیل کے افیکٹس خطرناک ہوتے ہیں..... تباہ کن۔" وہ شرارت سے ایک آنکھ بند کر کے مسکرایا تھا۔ انور بھی مسکرا دیا تھا۔

"ملک صاحب آپ کا جواب نہیں۔ دکھاتے کچھ اور کرتے کچھ اور ہو۔" اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

"یار تبھی تو میں کہتا ہوں آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو۔" انور مسکرایا تھا۔

"جیسا آپ چاہتے ہیں ملک صاحب سب ویسا ویسا ہی ہوتا ہے۔"

"ہونا تو تب ویسا ویسا ہی ہے انور۔ بس کوشش یہی کرنی ہے کہ ابان شگری کا دھیان بٹا رہے اور وہ چیزوں پر فوکسڈ نہ رہ پائے۔ اس کا الجھا رہنا ہی ہماری کامیابی ہے۔ جب تک وہ الجھا رہے گا، ہمارا کھیل جیت سے ہمکنار ہو چکا ہو گا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"کہتے ہیں عشق عقل ختم کر دیتا ہے۔ ابان شگری کو عشق ہے تو کوئی ہمارا فائدہ بھی تو ہونا۔ وہ کیا کہتے ہیں کر یہ عشق نہیں آساں! یارا اگر آگ کا دریا ہے تو ابان شگری کو تو ضرور جل جانا ہوگا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

انور نے سر ہلایا تھا۔

☆ ☆ ☆

سردی میں بھیگنے کے باعث اسے بری طرح ٹھنڈ لگ گئی تھی۔ ڈاکٹر آ کر چیک کر کے گیا تھا۔ وہ ہوش میں نہیں تھی۔ سو میڈیسن کھلائی نہیں جا سکی تھی۔ ڈاکٹر نے فوری طور پر انجکشن کے ذریعے اسے ابتدائی طبی ایڈ دے دی تھی۔

"انہیں تیز بخار ہے اور ان کی کیئر بہت ضروری ہے۔ اگر بخار کم نہیں ہوتا تو انہیں ہاسپٹل ایڈمٹ کروانا ہوگا۔ ان کی ہارٹ بیٹ اور Pulse ریٹ نارمل نہیں ہے۔ آپ کو احتیاط کرنا ہے مسٹر شگری ورنہ شہری واپس جانا پڑے گا۔ ان کی حالت یہاں بہتر نہ ہوئی تو ICU میں رکھنا پڑے گا۔ اتنی ٹھنڈ میں ٹھنڈے پانی میں مسلسل بھیگنے کے باعث ان کا نروس سسٹم بھی متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ میں نے ضروری میڈیسن دے دی ہے۔ اگر ان کا بخار نہ اترے تو آپ کو فوراً مطلع کرنا ہوگا۔" ڈاکٹر کے جانے کے بعد ابان شگری اتباع منصور کی طرف آیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے بے سدھ پڑی تھی۔ ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر ملائمت سے اس چہرے کو چھوا تھا۔ ابان شگری اس کے پاس بیٹھ گیا تھا اور بغور اس چہرے کو دیکھنے لگا تھا تبھی یحییٰ اندر داخل ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟ ڈاکٹر نے کیا کہا؟"

ابان شگری اس طرح بنا کچھ کہے ساکت بیٹھا اتباع منصور کی سمت دیکھتا رہا تھا تبھی یحییٰ نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ڈونٹ وری...... بھابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ اماں ڈنر کرنے کے بعد سو گئی تھیں، میں نے انہیں جگا کر بتانا مناسب نہیں سمجھا۔ ان کا بی پی یوں بھی جلد شوٹ کر جاتا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا تھا اتباع بھابھی مل گئی ہیں اور خیریت سے ہیں۔" یحییٰ نے کہا تھا۔ ابان نے سر ہلا دیا تھا۔ تبھی یحییٰ بولا تھا۔

"اگر فکر کی بات ہے تو ہم بھابھی کو ہاسپٹل ایڈمٹ کروا دیتے ہیں۔"

"انہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ فوری میڈیکیشن ہوئی ہے۔ کچھ وقت انتظار کرنا پڑے گا۔ آئی ہوپ ہاسپٹل لے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" ابان شگری نے مسلسل اتباع منصور کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔ وہ جیسے اتباع منصور کو دور کرنا نہیں چاہتا تھا۔ یحییٰ نے اس کی یہ کیفیت پہلی بار دیکھی تھی۔ پہلی بار اسے اس طرح پریشان دیکھا تھا۔ وہ بہت الجھا ہوا لگ رہا تھا۔

"تم سو جاؤ...... کچھ دیر آرام کر لو۔ میں بھابھی کے پاس بیٹھتا ہوں۔" یحییٰ نے کہا تھا مگر ابان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ مسلسل

انتباع منصور کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ یحییٰ کو معلوم تھا وہ وہاں سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا تبھی اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر جیسے تسلی دی تھی۔

''میں یہیں ہوں، ضرورت پڑے تو بتا دینا۔ آئی ہوپ بھابھی جلد بہتر محسوس کریں گی۔'' یحییٰ کہہ کر مڑا تھا اور چلتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ ابان شگری اسی طرح ساکت بیٹھا اس چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔

وہ چہرہ......وہ نقش......سب خاموش تھے۔

وہ آنکھیں اسے دیکھ نہیں رہی تھیں۔

وہ لب کوئی ملامت نہیں کر رہے تھے۔ کوئی شکوہ ان ہونٹوں پر نہیں تھا۔

وہ نظر کوئی ان کہی بات نہیں کہہ رہی تھی۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس نرم ہاتھ تک کا فاصلہ طے کیا تھا اور اس کے ہاتھ کو تھام لیا تھا۔ بخار کی حدت سے جلتا ہوا ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆

آؤٹ پیلس میں دانیال کے ساتھ کافی پیتے ہوئے میرال حسن نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''کتنی عجیب بات ہے۔ ہم دونوں کسی اور کی فکر میں مبتلا ہیں اور کسی اور کی راہ دیکھ رہے ہیں اور اس کسی اور کو کوئی فکر ہی نہیں چاہیے۔'' وہ کافی کا سپ لینے لگی تھی۔ دانیال نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''اگر تم ابان شگری کے ساتھ جانا چاہتی تھیں تو گئی کیوں نہیں؟ تم اس کے اتنے قریب ہو تو یہ ممکن کیسے نہ ہو سکا؟ اور اگر تم ابان شگری کے اتنے قریب ہو تو تمہیں اس تک رسائی کیوں نہیں؟'' دانیال مرزا کا سوال عجیب نہیں تھا مگر میرال حسن مسکرا دی تھی اور اس مسکراہٹ میں عجیب ایک پھیکا پن سا تھا۔

اور ان آنکھوں میں یاسیت سی تھی۔

''محبت بہت کمزور ہوتی ہے دانیال مرزا۔ اتنی کمزور کہ محبت کرنے والوں کو اور بھی کمزور کر دیتی ہے۔ یہ ڈھال صرف تب بنتی ہے جب اس کی اپنی منشاء ہوتی ہے اور محبت کب مضبوط ڈھال بنے اور کب کمزور کر دے اس کے بارے میں کوئی قیاس آرائی نہیں کی جا سکتی۔'' اس کا انداز بہت سی حسرتوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس لمحے دھیمے لہجے میں بولتی وہ بہت کمزور لگی تھی۔ دانیال مرزا نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اسے وہ لڑکی بہت کمزور لگی تھی۔

''تم نے اتنا فاصلہ اس کے لیے کیوں طے کیا میرال حسن جبکہ تم جانتی ہی نہیں تھیں کہ وہ تمہاری طرف سفر کرے گا بھی کہ نہیں؟''

وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکا تھا اور میرال اس کی سمت دیکھتی ہوئی مسکرا دی تھی۔

''اور یہ سفر تو تم نے بھی کیا ہے دانیال مرزا......جانتے تو تم بھی نہیں تھے کہ وہ راستہ تمہارے لیے ہے بھی کہ نہیں۔'' وہ جیسے اسے

جتا رہی تھی اور دانیال مرزا کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ تبھی میرال حسن اس کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا دی تھی۔

"محبت بند آنکھوں سے چلتی ہے بنا کسی اندازے کے اور پھر راہ میں کوئی خار آئے یا ٹھوکر لگے اس کا احتمال نہیں ہوتا۔" اس نے بہت کچھ یاد کرانا چاہا تھا۔

دانیال مرزا خاموش رہا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میں اتباع منصور سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ میرے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ وہ میری بہترین دوست ہے اور یہاں اس کو مدد کی ضرورت ہوتی ہے وہاں میں سب سے پہلے کھڑا ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔" وہ بہت سی باتوں کی نفی کر رہا تھا۔ میرال اسے دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

"دانیال مرزا...... تمہیں خود کو دھوکا دینا اچھا لگتا ہے کیا؟"

"نہیں...... یہ دھوکہ نہیں ہے۔ محبت کی کوئی ایک سمت نہیں ہوتی۔ کوئی ایک راہ نہیں ہوتی۔ محبت صرف ایک سمت پر چلتی ہے۔ محبت کئی سمتوں میں منقسم ہوتی ہے۔ تم شاید محبت کے بہت محدود رخ کو دیکھ سکی ہو اب تک۔ میں نے محبت کے اس سے زیادہ رخ دیکھے ہیں۔" وہ بہت پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

"تم کہنا چاہتے ہو تم محبت کو زیادہ جانتے ہو؟" میرال حسن اسے دیکھ کر مسکرائی تھی پھر اسی جتانے والے لہجے میں بولی تھی۔

"مگر تم انکار نہیں کر سکو گے کہ محبت کا وجود ان وضاحتوں سے ختم نہیں ہو جاتا۔ تم خود کو تسلی دے رہے ہو شاید۔ تم کھل کر نہیں کہہ سکتے کہ تم اتباع منصور سے محبت کرتے ہو۔ مجھے یقین ہے تم کبھی کھل کر اس کو یہ سب نہیں کہا ہو گا۔ تم کبھی اتباع کا ہاتھ تھام کر اپنے محبت اسے سونپنے کی ہمت نہیں کر سکے ہو گے۔ اگر یہ اقرار تم اسے سونپ دیتے تو محبت ایک نئی کہانی بھی لکھ دی۔" وہ اسے بے وقوفی گردانتے ہوئے اسے احساس دلا رہی تھی مگر وہ بہت سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا محبت کا نظریہ تمہارے نظریے سے کچھ مختلف ہے میرال حسن۔ محبت کو جتا دینا ضروری نہیں۔ میں مانتا ہوں محبت کو کہہ دینا اسے بے وقعت نہیں کرتا مگر کہہ دینا اتنا ضروری نہیں ہے۔ اقرار سونپ دینا آسان ہے مگر اقرار کے بعد کیا؟" دانیال مرزا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا اور وہ مسکرا دی تھی۔

"تمہیں ڈر لگتا ہے نا دانیال مرزا؟ ڈرتے ہو تم؟" وہ جیسے اسے اکسا رہی تھی مگر دانیال نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"یہ ڈر نہیں ہے میرال حسن...... مجھے ڈر نہیں لگتا۔ محبت محتاط ہوتی ہے اور محبت اپنی خوشی سے زیادہ دوسرے فریق کی خوشی ہوتی ہے۔ محبت خود غرض نہیں ہوتی۔ یہ اپنے بارے میں نہیں سوچتی۔ جب آپ محبت کرتے ہیں تو اس میں خود کی نفی بہت ضروری ہوتی ہے۔ خود ہی نفی کرنا محبت کے لئے لازم کلیہ ہے۔ اگر آپ خود کی نفی نہیں کر سکتے تو آپ دوسروں سے محبت نہیں کر سکتے۔" دانیال مرزا نے مسکراتے ہوئے بڑے راز کی بات بتائی تھی اور وہ مسکرا دی تھی۔

"اور میں سوچتی ہوں جب تک آپ خود سے محبت نہیں کرتے آپ دوسرے فریق سے بھی محبت نہیں کر سکتے۔ خود سے محبت کرنا

آپ کو دوسروں سے محبت کرنا سکھاتا ہے۔ یہ خود شناسی والی شرط ہے۔ اس کے بنا محبت کا سفر ممکن نہیں۔" میرال حسن نے اپنے نظریے پر خود سے متفق دکھائی دیتی تھی۔ اس سے کسی دوسرے کا متفق ہونا ضروری نہیں تھا۔

"ہم دونوں الگ الگ سوچتے ہیں میرال حسن..... مگر ہم ایک نقطہ پر سوچتے ہیں اور وہ محبت ہے۔ ہم میں بس یہی بات مشترک ہے۔" دانیال کافی کا سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ میرال مسکرا دی تھی۔

"محبت میں مشترک باتوں کا شمار کرنا حماقت ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ محبت میں قابل مشکوک مشترک کچھ نہیں ہوتا۔ محبت، محبت سے بڑھ کر کیا ہو گی؟ محبت، محبت سے مشروط ہوتی ہے اور محبت اپنے آپ سے ہی تقسیم اور جمع تفریق ہوتی ہے۔" وہ جیسے ایک نئی راہ ڈھونڈ لائی تھی۔ دانیال مرزا نے اسے بغور مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ مسکرا دی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو دانیال مرزا؟" اور دانیال مرزا نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"یہی کہ میں کتنی حماقتیں ایک ساتھ کر رہی ہوں؟" میرال حسن نے پوچھا تھا۔ دانیال مرزا نے مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں تم حماقتیں نہیں کر رہیں..... مگر..... محبت اندیشوں پر بات نہیں کرنے کی خواہاں ہوتی ہے۔ تمہاری محبت اپنی پسند کے منتخب راستوں کی بات کرتی ہے، اپنی مرضی کی سمتیں دیکھنا چاہتی ہے اور تمہاری عقل جیسے اپنے پسند کے منتخب نتائج چاہتی ہے اور محبت میں ہر بار اپنی پسند کے منتخب نتائج نہیں آتے۔" دانیال مرزا مسکرایا تھا اور پھر اس سے نگاہ ہٹا کر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔ میرال حسن نے اسے خاموش ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تم اتباع منصور کے لئے بہت پریشان ہو نا؟" میرال حسن نے جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھا تھا۔ دانیال مرزا نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں دانیال تمہاری آنکھوں میں تمام عکس اسی کے ہیں۔ تم یہاں بیٹھے ضرور ہو تمہارا پورا وجود اتباع منصور سے جڑا ہے۔ مجھے حیرت ہے اتباع منصور کو اس محبت کا احساس پہلے کبھی کیسے نہیں ہوا۔" میرال حسن دھیمے لہجے میں بولی تھی۔ دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

"تمہارا وجود بھی ابان شگری کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ میرال حسن..... مجھے اس محبت سے ڈر لگتا ہے۔ تمہارے دل میں اس بندے کے لئے بہت محبت ہے۔ اگر اس محبت کی پذیرائی نہیں ہوئی تو.....!" وہ بولے جا رہا تھا جب میرال نے اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا پھر دھیمے سے مسکرائی تھی اور سر انکار میں ہلاتے ہوئے بولی تھی۔

"ایسا مت کہو پلیز..... ایسا کچھ مت کہو.....!" وہ جیسے کوئی منفی نظریہ بھی سننا نہیں چاہتی تھی اور دانیال مرزا کو وہ محبت بہت Utmost لگی تھی تبھی وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میرا مقصد نہیں تمہیں بے ہمت کرنا نہیں تھا میرال حسن....." وہ جیسے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پایا تھا اور خاموش ہو کر سر انکار

میں ہلاتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

"I wish, I could do my utmost to help you, but you won't listen!"

میرال حسن خاموش رہی تھی۔ کچھ نہیں بولی تھی اور دانیال مرزا بھی خاموش ہو کر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔

ہوا سرسرا رہی تھی۔ یخ بستہ ہوا میں بہت سرد مہری تھی۔ بہت گہری چپ تھی۔ وہ دونوں شاید دانستہ خاموش بیٹھے تھے یا ان کے پاس کہنے کے لئے لفظ نہیں تھے۔ محبت اپنے حوالوں کو خود شناخت نہیں کر پا رہی تھی۔

ان دونوں کی کہانی ایک دوسرے سے مشترک تھی بھی اور نہیں بھی۔ ان دونوں کی گنجائش اس محبت میں تھی بھی یا نہیں اس کی خبر ان دونوں کو نہیں تھی۔ وہ دونوں بہت سے نقاط کو دیکھتے ہوئے بھی اگنور کرنا چاہتے تھے۔ بہت سی باتوں کی نفی اپنے طور پر کرنا چاہتے تھے۔ مگر دونوں کے نظریات میں ایک بات مشترک نہیں تھی۔

دانیال سب اتباع منصور کے حق میں سوچتا تھا غیر جانبداری سے اور وہ اپنے آپ کو نظر انداز کرنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ محبت کے رخ کو بدلتا ہوا نقطہ تھا مگر اس نقطے میں فی الحال کوئی نتائج اخذ نہیں ہو رہے تھے۔ دونوں خاموش بیٹھے سرسراتی ہوا کی چپ کو سنتے ہوئے کافی کے سپ لے رہے تھے۔ محبت خاموش کھڑی ان دونوں کو دور سے دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

محبت بارش میں
آدھی چھتری لئے
خاموش چلتی
خاموشیوں میں بات کرتی
کوئی آواز کہتی ہے
اور ان رازوں میں
کئی اعداد و شمار
محبت کا ایک ادھورا ذکر کرتے ہیں
اس آدھے ذکر میں کوئی مکمل بات
کہی ان کہی کے درمیان خاموش رہتی ہے
جیسے بارش کوئی بات کہتے کہتے اچانک
خاموش ہو جاتی ہے

محبت بارشوں کا تعاقب کرتے
پوری چھتری لے کر چلتی ادھوری بات کرتی ہے
مگر خاموشی میں جب لفظ بٹ جاتے ہیں تو
آوازوں کے درمیان کچھ لفظ سنائی نہیں دیتے

ابان شکری خاموشی سے بیٹھا اسے چپ چاپ دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کا معمول بن گیا تھا اس چہرے کو تکتے رہنا۔ جیسے اس کام کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا کام نہیں تھا۔

ابان شکری جس کے لمحات بے شمار قیمتی تھے۔ اس کے ایک ایک لمحے کی وقعت کہیں زیادہ تھی۔ اس کی تمام توجہ لمحوں سے ہٹ کر اس چہرے پر تھی۔ اسے لمحوں کا اعداد و شمار جیسے یاد نہیں تھا یا وہ جان بوجھ کر ان لمحوں کا شمار درگزر کر رہا تھا مگر ان لمحوں میں اتباع منصور کا حصہ کہیں خاموشی سے بڑھ گیا تھا۔ وہ جو بزنس کو اہم جانتا تھا۔ اس کے وقت کی تقسیم اس کے نظریات پر ہوتی تھی۔ وہ آج لمحوں کے گزرنے پر نظر بھی نہیں کر رہا تھا۔

وہ جو لمحہ لمحہ اسٹاک مارکیٹ پر نگاہ رکھنے کا قائل تھا۔ جس کے لئے بزنس کالوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ڈھیروں ڈھیر بزنس میٹنگز اور بزنس اپائنٹمنٹس...... کئی ضروری بزنس اسائنمنٹس...... کئی ضروری کام...... اور اس لمحے جیسے اسے کئی لمحے کے گزرنے کا کوئی پچھتاوہ نہیں تھا۔ وقت کی تمام نبضوں کو روکے وہ بہت پرسکون لگا تھا۔

اگر وہ اس زندگی سے اس زندگی کا موازنہ کرتا ہوتا تو کیا بہتر تھا؟

شاید یہ وہ نہیں بتا سکتا تھا مگر ان لمحوں میں کوئی اعداد و شمار ایسا تھا جو اس کی نگاہ سے بی اہال تھی تھا مگر وہی اس لمحے کا جز اور کل تھا۔

اس بھاگتی دوڑتی...... معروف دنیا سے دور...... وہ اپنی زندگی کو صرف ایک نقطے پر مرکوز کر کے مطمئن تھا یا نہیں مگر اس کی آنکھوں کی خاموشی کوئی راز بی اہال کہنے سے قاصر دکھائی دی تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر بہت آہستگی سے اتباع منصور کے چہرے کو چھوا تھا اور پھر ہاتھ پیشانی تک لے گیا تھا۔ اتباع منصور کا بخار کچھ کم ہوا تھا اور یہ جیسے ابان شکری کے لئے اطمینان بخش تھا۔ اس نے اس کی کلائی تھام کر نبض دیکھی تھی۔ وہ کچھ نارمل لگی تھی۔ وہ پرسکون انداز میں بنا کسی رکاوٹ کے سانس لے رہی تھی۔ ابان شکری کو جیسے کچھ اطمینان ہوا تھا تبھی ابان شکری کا سیل فون بجا تھا۔

ڈاکٹر افتخار کا فون آیا تھا۔

”مسٹر شکری مجھے پوچھنا تھا کہ اب مسز شکری کی حالت کیسی ہے؟ ان کو ہاسپٹل شفٹ کرنے کی ضرورت تو نہیں؟“

”نہیں ڈاکٹر افتخار...... اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آئی تھنک شی از بیٹر ناؤ۔ بخار بھی کم ہوا ہے۔ آپ صبح آکر چیک اپ کر سکتے ہیں۔“

”اوہ دیٹس گریٹ...... مجھے فکر ہو رہی تھی۔ سوچا کہ ڈاکٹر اور دو تین نرسز کی ٹیم وہاں بھجوا دیتا ہوں تاکہ فوری طور پر اگر ضرورت

پڑے تو......" ڈاکٹر افتخار مکمل وفاداری ثابت کرتے ہوئے بولے تھے۔تبھی ابان نے انہیں ٹوک دیا تھا۔
"تھینکس فور دا کنسرن ڈاکٹر افتخار...... مجھے جب ضرورت ہوگی آپ کو مطلع کر دوں گا۔شی از بیٹر ناؤ......" ابان شگری نے مطلع کیا تھا اور کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اتباع منصور سے اس کا رشتہ عجیب نوعیت کا رہا تھا۔وہ خود سوچتے ہوئے حیران تھا۔
اس کا ہنگامی حالت میں حادثاتی طور پر اس سے ملنا...... اس کے گھر پناہ لینا...... اس کے رحم و کرم پر ہونا اور پھر اچانک اس کی زندگی میں ایک اہم رشتے میں اس سے جڑ جانا...... یہ سب بہت عجیب سلسلے لگے تھے اسے۔وہ اس کی زندگی میں ایک خاص حوالہ بن گئی تھی مگر وہ اس سے منسلک ہو کر بھی اس کی توجہ حاصل کر پائی تھی کہ نہیں، یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔شاید مسٹر شگری خود بھی نہیں۔وہ اس رشتے کی اہمیت کو کتنا سمجھتا تھا۔کتنی ذمے داری اس رشتے کی طرف نبھاتا تھا یا اس رشتے کو کتنی اہمیت دیتا تھا، ابھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا مگر وہ پاس تھی تو وہ کچھ عادی ہو رہا تھا۔
اگر دشمنی بھی تھی تو شاید وہ پورے طور پر اسے نبھانا چاہتا تھا۔اگر وہ کوئی Spy بھی سمجھتا تھا اسے تو وہ اسے بھرپور سبق سکھانا چاہتا تھا۔
بات سزا کی تھی تو وہ اسے بھرپور سبق دلانا چاہتا تھا۔
شاید وہ وصول پرست تھا۔
اصولوں پر سمجھوتے نہیں کرتا تھا نہ رشتوں میں تقسیم کرتا تھا۔اتباع منصور سے اس کا رشتہ تقسیم ہونے والا نہیں تھا مگر اس رشتے کی حقیقت کیا تھی، یہ کوئی نہیں جانتا تھا ماسوائے ابان ذوالفقار شگری کے۔اس نے یہ رشتہ کیوں باندھا تھا...... کس مصلحت یا اسٹریٹجی کے تحت باندھا تھا۔یہ کوئی اور نہیں جانتا تھا، صرف ابان شگری جانتا تھا۔
اتباع منصور کی یہ حالت اسی بنا پر ہوئی تھی اگر وہ شرمندہ تھا تو یہ اس کے چہرے سے دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر وہ اس کے لئے جاگ کر اس بات کا ازالہ ضرور کر رہا تھا۔
اس نے الزام لگایا تھا اتباع پر کہ وہ اس سازش کا حصہ تھی اور وہ جانتی تھی کہ اس پر حملہ ہونے والا ہے۔وہ جان بوجھ کر میرال حسن کی جگہ لے کر یہاں آئی تھی۔شاید یہی بات اتباع منصور کو بہت ہرٹ کر گئی تھی۔
اس نے خود کو شاید بے حسی میں یا سزا دینے کے لئے مصنوعی آبشار کے پانی کے نیچے بھگنے دیا تھا اور نتیجتاً اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی۔
اس بات کا کتنا پچھتاوا ابان شگری کو ہوا تھا۔اس کے بارے میں فی الحال اخذ نہیں ہو رہا تھا مگر ابان شگری خاموش تھا اور اس چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔
اتباع منصور کا ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ میں تھا۔وہ جاگ کر اس کی تیمارداری کر کے کوئی ازالہ کر رہا تھا کہ نہیں مگر اس حالت میں وہ اس کے ساتھ تھا اور اس کے قریب تھا۔

اس رشتے کی کوئی اہمیت تھی کہ نہیں مگر اس رشتے کی ذمہ داری نبھانا شاید ابان شگری زیادہ اہم خیال کرتا تھا۔

اتباع منصور کے پپوٹے ہلے تھے۔ اس کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔ ابان شگری جواب تک دم سادھے بیٹھا تھا اس نے ایک سکون کی سانس لی تھی۔ اتباع منصور کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی مگر شاید دواؤں کے باعث وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔ ابان شگری فوراً اس پر جھکا تھا۔

''اتباع...... آنکھیں کھولو...... تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟''

مگر اتباع باوجود کوشش کے آنکھیں نہیں کھول پائی تھی۔ ابان شگری چونکا تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا ایسا دواؤں کے باعث تھا مگر وہ اتباع کو جیسے ایک لمحے میں نارمل دیکھنا چاہتا تھا۔

''شیرنی...... اوپن یور آئیز...... آنکھیں کھولو...... کم آن......!'' ابان شگری نے اس پر جھکتے ہوئے اس کے چہرے کو تھپتھپایا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں بمشکل کھولتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ انداز اجنبی تھا جیسے وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ چہرہ کون ہے۔ تبھی اسے شدید کھانسی ہوئی تھی۔ ابان شگری نے پانی کا گلاس لے کر فوراً اس کے لبوں سے لگایا تھا۔

اس کا سر اس کے بازو پر تھا اور وہ اس کے بے حد پاس تھا۔ اگر اتباع منصور ہوش میں ہوتی تو دیکھ پاتی کہ وہ ابان شگری کے کتنے قیمتی لمحوں کو اپنی مٹھی میں بھینچے بیٹھی ہے۔ اس لمحے اس کی ذات کا محور بنی اس کے سامنے ہے اور ابان شگری کی تمام توجہ اپنی طرف مبذول کروائے ہوئے ہے۔

ابان شگری نے اسے پانی کے چند سپ پلائے تھے اور اس کا سر واپس تکیے پر رکھا تھا۔ ابان شگری نے اس چہرے کو مکمل توجہ سے دیکھا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں دوبارہ میچ لی تھیں۔

''شیرنی...... آنکھیں کھولو...... تم ٹھیک ہونا؟'' ابان نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔ لہجہ بے چین تھا اور لہجہ مدھم۔

اتباع منصور نے اسے سنا تھا یا نہیں مگر اس نے آنکھیں کھول کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ ابان شگری جیسے بے چین ہوا تھا۔

''یو اوکے اتباع؟ شیرنی؟ کم آن...... اپنی آنکھیں کھولو...... تم آنکھیں کیوں نہیں کھول رہیں؟ مجھے دیکھو...... کم آن......'' وہ اسے جاگنے پر اکسا رہا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر بمشکل جیسے اسے دیکھا تھا۔ ایک لمحہ کو وہ اسے دیکھ پائی تھی جیسے۔ آنکھوں کے کناروں سے نمکین پانی کے قطرے ٹوٹ کر گرے تھے اور اس کے بالوں میں کہیں جذب ہو گئے تھے۔

وہ آنسو کس بات کا غماز تھے؟

ان آنسوؤں میں کیا شکوے تھے یا کیا معنی بند تھے...... شاید ابان شگری فوری طور پر سمجھ نہیں پایا تھا مگر وہ اتنا جان پایا تھا کہ اتباع

منصور مکمل ہوش میں نہیں تھی مگر وہ کمزور لمحوں کے حصار میں تھی۔ ابان شکری اس کی مکمل کیفیت نہیں سمجھ رہا تھا جب اتباع منصور نے مدھم سرگوشی کی تھی اس کی سماعتوں میں۔

"اسے بتاؤ..... کیوں اسے..... میں..... نے..... میں نے..... کچھ..... نہیں..... کیا۔" ایک بہت ٹوٹا پھوٹا سا جملہ تھا۔ اس کے معنی کیا نکلتے تھے، وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ کس کا ذکر کر رہی تھی۔ کس کی بات کر رہی تھی، وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔

"وہاٹ یو نا کنگ اباؤٹ؟ وہاٹ ہیپنڈ؟" وہ پوری توجہ سے اس پر جھکا ہوا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور پھر آنکھیں بھیچ گئی تھی۔

"بارش میں..... شو..... شور..... سنائی نہیں دیتا..... شور..... شور سے کہو آواز کو اپنے..... اندر نہ..... نہ دبائے..... لفظوں کو..... زندہ..... زندہ..... رہنے دے..... باتوں..... باتوں کو معنی..... کہنے..... دے۔" وہ جانے کس سے بات کر رہی تھی۔ وہ ہوش و حواس میں نہیں تھی۔ اس کے نروس سسٹم پر دباؤ تھا۔ کوئی ایک سوچ کہیں اٹک گئی تھی..... کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ اسے کوئی برین اسٹروکس ہوئے تھے؟ ابان شکری چونکا تھا اور یہ سوچ اس کی جان کو جیسے ہلا گئی تھی۔ یہی سوچ کر شاید اس نے اتباع منصور کو بازوؤں میں لیا تھا۔ اس کے گرد اپنا حصار باندھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

وہ اسے احساسِ تحفظ دینا چاہتا تھا جیسے وہ جانتا تھا وہ کسی خدشے میں گھری تھی یا کسی ڈر سے سانسیں لے رہی تھی۔ وہ اس کو جیسے اس خوف سے باہر لانے کی اپنی سی کوشش کر رہا تھا یا اتباع کی کیفیت اس کے لئے کسی پریشانی یا پچھتاوے کا باعث تھی؟

کوئی ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ؟ یا یہ اس کا فرض تھا وہ مکمل آگاہ تھا اس سے کہ وہ کیا کر رہا ہے؟

اس نے اتباع منصور کے وجود کو اپنی پناہ میں سمیٹ لیا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے آنکھیں میچ رکھی تھیں۔ کچھ دیر وہ خاموش رہی تھی پھر مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

"میں نے اسے بتانا چاہا تھا..... میں نے کچھ نہیں کیا..... وہ سمجھتا..... سمجھتا ہی نہیں ہے..... اس کی عقل..... کام نہیں کرتی..... اور وہ ایک نقطے پر سوچتے ہوئے اپنے من پسند..... نتائج نکال..... لیتا ہے..... وہ سنتا نہیں..... بے عقل ہے..... اسے سمجھ نہیں..... آتی۔"

وہ جانے کس کی بابت بات کر رہی تھی۔ ابان شکری کے بہت قریب تھی وہ ابان شکری کو سن رہا تھا۔ ان دھڑکنوں کی رفتار معمول کے مطابق تھی اور یہ بات ابان شکری کے لئے اطمینان کا باعث تھی۔ اتباع منصور اس حقیقت سے واقف نہیں تھی کہ وہ اس لمحے اس کے کتنے قریب تھا۔ کس طرح اسے اپنی پناہ میں سونپے ہوئے تھا جیسے وہ اس کی کل متاعِ حیات ہو۔ وہ اسے سمیٹے ہوا تھا جیسے اسے گرفت سے آزاد کرے گا تو سب کھو جائے گا۔ وہ لمحے ہاتھ سے پھسل جائیں گے تو سب کھو جائے گا۔

"مجھید مجھے ستانا نہیں وہ..... بات..... بات کہنے نہیں دیتا پوری..... اسے خبر نہیں..... وہ بہت ہٹ دھرم ہے..... اس کی..... اس کی بہت سی باتیں مجھے..... مجھے بری لگتی ہیں..... مگر.....!" وہ کہتے کہتے رک گئی تھی۔ ابان شکری نے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا تھا۔

"مگر......؟" وہ اس کی بے معنی باتوں کو توجہ سے سننا چاہتا تھا۔ ان بے معنی باتوں میں چھپے معنی سمجھنا چاہتا تھا یا یہ کوئی فطری تجسس تھا؟ اتباع منصور کچھ ثانیوں تک خاموش رہی تھی پھر بولی تھی۔

"اس......اس کی بہت سی پٹائی......لگانے کی ضرورت ہے تب......تب بات سمجھ میں......آئے گی اس کی......ہٹلر انکل ہے وہ جیسے۔" وہ ابان شگری کی بابت کہہ رہی تھی۔ ابان شگری کو سمجھنے دیر نہیں لگی تھی۔ پہلے کی ساری باتیں......تمام ذکر اگر وہ کسی اور کے حوالے سے سوچ رہا تھا یا اتباع منصور کی باتوں کو کسی اور سے منسوب کر رہا تھا۔

"اس......اس کے لئے تھی؟" وہ مدھم سرگوشی میں بند آنکھوں سے بولی تھی۔

ابان شگری چونکا تھا۔ اتباع منصور کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ کس بارے میں بات کر رہی تھی؟

"کون؟ کس کے بارے میں بات کر رہی ہیں آپ؟" ابان شگری نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔ اتباع منصور خاموش ہو گئی تھی پھر ابان شگری کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔ کچھ دیر تک خاموش رہی تھی۔ ابان شگری جیسے اس کے بولنے کا منتظر تھا۔ اس لیے جیسے اس کے لئے ان بے معنی باتوں کو سننا بھی اہم فعل بن گیا تھا۔ اس کی تمام تر توجہ اس کی بے معنی باتوں پر لگی تھی۔ اتباع منصور اس لیے ابان شگری کی تمام تر توجہ کا مرکز تھی مگر وہ یہ بات نہیں جانتی تھی۔

"کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟" ابان شگری نے اسے بولنے پر اکسایا تھا۔ اتباع منصور نے بند آنکھوں سے جیسے از سر نو اپنے ذہن میں سوچوں کو مجتمع کیا تھا اور مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

"آہٹ......آہٹ کی آواز بہت مدھم ہوتی ہے۔ اس کی عقل نہیں سمجھتی اس کی عقل کہ کیا ضروری ہے اور کیا غیر ضروری۔" وہ اس نیم بے ہوشی کی حالت میں بہت بے ربط باتیں کر رہی تھی مگر یہ ساری بے ربط باتیں ابان شگری کے لئے شاید بہت اہم تھیں تبھی وہ بولا تھا۔

"اور......؟" ابان شگری نے پوری توجہ سے سنتے ہوئے اس کی بات کو آگے بڑھایا تھا۔ اتباع منصور نے چند لمحوں تک چپ سادھے رکھی تھی پھر مدھم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"اور......اور وہ نہیں سمجھتا......!"

"کیا نہیں سمجھتا؟"

"یہی......یہی کہ میں......میں......اس کے لئے......اس کے لئے ہوں۔ اس کے لئے......اس کے لئے بنی ہوں......اس کی منزل ہوں......وہ اشعر ملک!"

وہ کہتے کہتے ہوئے چپ ہو گئی تھی۔ ادھوری بات کے معنی......ادھورے تھے بہت......ابان شگری سمجھ نہیں پایا تھا مگر وہ شاید جاننے کا خواہاں تھا تبھی بہت رسانیت سے اس کا چہرہ دیکھے بنا پوچھنے لگا تھا۔

"اشعر ملک کی بات کر رہی ہیں آپ؟" وہ جیسے یقین کرنا چاہتا تھا کہ وہ ذکر کس حوالے سے تھا اور اتباع بہت دھیمے سے بولی تھی۔

"اشعر ملک کی باتوں کو...... یہاں کرنا حماقت ہے اور وہ یہ حماقت بات بے بات کرتا ہے...... بار بار کرتا ہے...... بے عقل ہے...... فضول سوچیں بھری ہیں اس کے دماغ میں...... اپنے علاوہ...... کچھ سوچتا نہیں...... اپنے علاوہ کچھ دیکھتا نہیں...... پتھر کا دل ہے اس کا...... پتھر کا وجود ہے...... اور میں......" وہ رکی تھی انکشاف کرتے کرتے۔

"اور آپ؟" وہ جاننے کا خواہاں ہوا تھا۔

"میں...... میں کچھ نہیں...... دل چاہتا ہے...... اسے Punching Bag بنا لوں...... بہت پنچ ماروں اسے...... اس کی حالت بگاڑ دوں۔" وہ بہت غصہ رکھتی تھی شاید اپنے اندر۔

"اتنا غصہ ہے آپ کو اس پر؟" ابان شگری حیران ہوا تھا۔

"اس...... اس سے بھی بہت زیادہ...... بہت زیادہ غصہ ہے مجھے اس پر...... اتنا کہ دل کرتا ہے اسے ہوا میں دور اچھال دوں...... یا اٹھا کر...... اٹھا کر گول گول گھماؤں...... اور سمندر میں پھینک آؤں......" وہ مکمل خفگی کا اظہار کر رہی تھی...... مکمل غصے میں......

ابان شگری کو ان بے معنی باتوں میں شاید بہت دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔ تبھی بولا تھا۔

"پھر کبھی کیا آپ نے ایسا؟" ابان شگری چاہتا تھا۔ اس کے غصے کو Relief ملے۔ وہ بہت Calm ہو جائے تبھی اس کی بے معنی باتوں کو سنتے ہوئے وہ اس کے غصے کو باہر نکلنے کی راہ دے رہا تھا۔ اتباع منصور کو بھی شاید یہ سب کہہ کر بہت سکون مل رہا تھا تبھی وہ نیم بے ہوشی میں اس ذکر کو جاری رکھتے ہوئے بولی تھی۔

"ہاں...... ایسا صرف کر پاؤں گی...... صرف...... اپنے خیالوں میں...... وہ...... وہ سامنے آتا ہے تو...... کچھ...... کچھ یاد نہیں رہتا...... وہ تمام حوالوں پر غالب آنے لگتا ہے...... کچھ کرنا...... تو...... تو دور کی بات...... میں کچھ کر یا کہہ بھی نہیں پاتی......!" وہ اعتراف کر رہی تھی۔

"ڈر لگتا ہے آپ کو اس سے......" ابان شگری نے مکمل توجہ سے پوچھا تھا۔ اتباع منصور کی آنکھیں میچے اس کے شانے پر سر رکھے خاموش رہی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"نہیں...... ڈر نہیں لگتا مگر اس کی باتوں میں بہت کاٹ ہوتی ہے۔ وہ سوچتا نہیں...... بولتا ہے تو بہت ہرٹ کرتا ہے...... مگر اسے فرق نہیں پڑتا اس سے...... مگر...... مگر مجھے بہت فرق پڑتا ہے...... وہ...... وہ...... وہ بات نہیں کرتا جو میں سننا چاہتی ہوں...... اس نے کبھی بیٹھ کر کوئی بات توجہ سے نہیں سنی...... وہ سنتا ہی نہیں...... جیسے اس کے پاس سننے کے کان نہ ہوں...... یا وہ سننے کی کوئی صلاحیت نہ رکھتا ہو...... اور میں سارے...... سارے لفظ بھول جاتی ہوں...... مگر...... وہ نہیں بھول پاتی...... جو وہ کہتا ہے...... اس کے لفظ نہ بھولنے والے ہوتے ہیں...... بہت تکلیف دیتے ہیں...... بہت زیادہ ہرٹ کرتے ہیں...... مگر وہ بے حس ہے...... اسے اندازہ نہیں ہوتا...... اس کی...... اس کی فطرت ہے شاید...... مگر میں...... میں اس کی عادتوں میں شمار ہونا چاہتی ہوں...... اسے...... اسے بتانا چاہتی

ہوں جو وہ سوچتا ہے...... ایسا نہیں ہے...... اسے...... اسے بہت زور سے ایک چیخ مارنا چاہتی ہوں کہ اس کی عقل کھل جائے...... اور اسے سنائی دینے لگے...... مگر پھر سوچتی ہوں ایسا کر کے بھی اگر اس پر اثر نہ ہوا تو پھر؟'' وہ ایک خدشے کے ساتھ خاموش ہوئی تھی۔

ایان شکری نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ اس کے قریب تھی۔ اس کی دھڑکن کو سن رہا تھا وہ...... اس کی باتوں کو بھی سن رہا تھا...... مگر بے ربط باتوں میں معنی کہیں کھو رہے تھے۔

''کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟ اشعر ملک کی؟'' وہ جیسے یقین کرنا چاہتا تھا یہ ساری باتیں کس کے حوالے سے تھیں یا پھر وہ محض اسے بولنے پر اکسا رہا تھا کہ اس کے اندر کا غصہ نکل جائے...... وہ حالت سکون میں آ جائے...... اتباع منصور کے اندر یقیناً بہت غصہ بھرا تھا اور اس غصے کا باہر آنا بہت ضروری تھا ورنہ یہ اس کے نروس سسٹم کے لئے بھی خطرہ بن سکتا تھا۔ شاید تبھی ایان شکری اسے بولنے پر اکسا رہا تھا تاکہ اس کا غصہ کم ہو سکے۔

''اشعر ملک...... وہ بے دماغ والا گدھا ہے...... اور...... میں اس دوسرے والے کا ذکر کر رہی ہوں...... جو...... جو اس گدھے سے زیادہ بڑا گدھا ہے...... اشعر ملک سے زیادہ بڑا عقل کا اندھا...... اشعر ملک سے بھی بڑا بے وقوف......'' وہ اسے برا بھلا کہہ کر جیسے اپنے اندر سکون محسوس کر رہی تھی۔ ایان شکری کو اس کے لہجے سے لگا تھا وہ جتنا بول رہی تھی اتنا اس کا لہجہ پرسکون ہوتا جا رہا تھا۔ یعنی ایان شکری کی اسے اکسانے اور بلوانے کی ترکیب اور تدبیر کارگر رہی تھی۔ اتباع منصور کا غصہ راہ پا رہا تھا۔

''اور آپ اس بے وقوف سے محبت کرتی ہیں؟ بہت...... بے حساب محبت؟'' وہ جانے کیا سننے کا متمنی ہوا تھا۔ اتباع منصور چپ سادھ گئی تھی پھر اس کے شانے سے سر اٹھا کر ایک نگاہ بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور دوبارہ آنکھیں موند گئی تھی۔ دواؤں کا اثر تھا کہ وہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے بھی آنکھیں زیادہ دیر تک کھول نہیں پا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں اور اس نے تھک کر ایان شکری کے سینے پر سر رکھ دیا تھا۔ کچھ دیر تک جیسے تھک کر سانس لی تھی پھر مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

''محبت......؟ اسے محبت کرنی نہیں آتی...... اسے بس شک کرنا آتا ہے...... اسے بس فضول باتیں کرنا آتی ہیں...... بہت فضول بولتا ہے وہ...... جب بھی بولتا ہے دل دکھاتا ہے...... محبت کی باتیں کثرت سے کرتا ہے مگر محبت جیسے کوسوں دور چلتی ہے اس سے...... اور وہ محبت سے مل کر چلنا نہیں چاہتا...... بے وقوف...... بے عقل...... فضول شخص...... بہت زیادہ فضول...... اس سے کوئی محبت کیسے کرے گا؟ وہ محبت کو پاس آنے ہی نہیں دیتا...... وہ محبت کے gainst جاتا ہے جیسے وہ کوئی Antibiotic ہے۔ اس کا مبحث ختم کرنے کے لئے بنا ہے۔ اس سے محبت کر کے بھی تو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا......!'' وہ بہت خفا تھی اس سے...... ایان شکری کو اب پتہ چلا تھا...... وہ صرف بول رہی تھی یا یہ باتیں اس کے دل کی باتیں تھیں؟ جس سے اسے کبھی سروکار نہیں رہا تھا؟ ایان شکری کو اس سے فرق نہیں پڑتا تھا مگر وہ صرف اتباع منصور کو بہتر محسوس کرتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ اتنا بول کر وہ بہت ریلیف محسوس کر رہی تھی۔

وہ اشعر ملک کی بات نہیں کر رہی تھی۔ ٹوٹے ٹوٹے ربط کہیں ملتے ضرور تھے۔ اور ان میں کتنی باتیں واقعی کوئی معنی رکھتی تھیں؟

اسے اس سے بھی شاید کوئی سروکار نہیں تھا یا پھر ساری باتیں اس کے لئے بہت اہم تھیں اور ساری باتیں بہت معنی رکھتی تھیں۔ ابان شگری کے چہرے سے کچھ واضح نہ تھا مگر وہ اب بھی اس کی گرفت میں تھی۔ اس کی پناہ میں تھی۔ ابان شگری کے بازوؤں کا حصار اس کے گرد بنا ہوا تھا۔ اتباع منصور ابان شگری کے سینے پر سر رکھے سانس لے رہی تھی جب بہت مدھم لہجے میں اس نے ایک سرگوشی کی تھی۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں

اس نے بند آنکھوں سے نیم بے ہوشی میں ایک سرگوشی کی تھی۔

ابان شگری نے سر جھکا کر اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ چہرہ لا پرواہ تھا۔ کوئی رنگ نہیں تھا اس پر...... نیم بے ہوشی میں کی گئی بات کے معنی تھی بھی کہ نہیں، وہ نہیں سمجھ پایا تھا اور وہ کہہ رہی تھی۔

"اشعر ملک...... فضول ہے...... اس کی کوئی...... کوئی بات نہیں کرتا کبھی...... شش...... اس کا ذکر کرنا منع ہے۔"

"اور کس کا ذکر کرنا چاہتی ہیں آپ؟" ابان شگری نے جاننا ضروری خیال کیا تھا۔ وہ چپ رہی تھی...... پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"وہ نہیں جانتا...... مگر اس کا ذکر...... چپکے چپکے...... خاموشی میں...... میرے اندر کہیں...... بار بار ہوتا ہے...... کثرت سے...... مگر وہ نہیں جانتا...... اسے عادت نہیں اعتبار کرنے کی...... اور مجھے اعتبار دلانے کا کوئی شوق نہیں...... میں...... میں ہی کیوں یقین دلاؤں اسے......؟ میں ہی کیوں سمجھاؤں......؟ بے عقل...... بدھو انسان...... بے دماغ انسان...... اسے خود سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے نا......" وہ بڑبڑانے لگی تھی اور پھر خاموش ہو گئی تھی۔

ابان شگری نے مزید سننے کے لئے اسے منتظر نظروں سے دیکھا تھا مگر وہ کچھ نہیں بولی تھی اور اس کے ننھے منے خراٹوں کی آواز فضا میں گونجنے لگی تھی۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھے سو گئی تھی۔

بہت کچھ کہہ کر جیسے اسے بہت سکون ملا تھا اور وہ اپنے اندر ایک گہرا اطمینان محسوس کرتے ہوئے سکون سے سو گئی تھی یا پھر وہ بولتے بولتے تھک گئی تھی۔ جو بھی تھا، ابان شگری کو اس کا سونا بہت نارمل لگا تھا۔ وہ پر سکون انداز سے سانس لے رہی تھی۔ بخار اتنا تیز نہیں تھا۔ اس کی حالت خطرے سے باہر تھی اور یہ بات ابان شگری کے لئے تسلی بخش تھی۔ اس نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا پھر آہستگی سے اسے بیڈ پر لٹایا تھا اور اس پر کمبل ڈال دیا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اسے اطمینان سے دیکھا تھا پھر کرسی اس کے قریب کر کے بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ وہ جیسے اس تحفظ کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ ابان شگری کے ہاتھ کے گرد اتباع منصور کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ وہ اس کے چھوٹے چھوٹے خراٹوں کی آواز سنتے ہوئے اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک فون پر بات کرتے ہوئے سیڑھیاں اترا تھا۔

''یس مسٹر واٹسن...... یس...... یس آئی انڈرسٹینڈ...... رائٹ...... رائٹ...... ہاہاہا...... یو آر گریٹ مسٹر واٹسن...... یو آر ڈوئنگ دا بیسٹ...... آف کورس مسٹر واٹسن۔'' وہ مسکراتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تھا۔ سیڑھیوں کے کنارے پر قاسم کھڑا تھا۔ اشعر ملک نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''اوکے...... اوکے مسٹر واٹسن...... ٹاک ٹو مسٹر قاسم...... یو کین ڈسکس آل اور تھنگز وِد ہم......'' وہ انگریزی بولنے سے جان چھڑاتے ہوئے فون قاسم کی طرف بڑھاتا ہوا بولا تھا۔

قاسم نے لامحالہ فون پکڑ لیا تھا اور مسٹر واٹسن سے بات کرنے لگا تھا۔ قاسم پروفیشنل انداز میں بات کر رہا تھا۔ اشعر ملک کو اس پر بھروسہ تھا تبھی مکمل پرسکون انداز میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا تھا۔ قاسم بات نمٹا کر اس کی سمت بڑھا تھا اور فون اسے تھمایا تھا اور وہ مسکرا دیا تھا۔

''یار! گوروں کو اردو سیکھنا چاہیے۔ جیسے ہمارے لئے انگریزی مشکل ہے، ان گوروں کو بھی پتہ چلنا چاہیے کہ اردو بھی کوئی آسان نہیں ہے۔ ویسے مزا بڑا آئے گا جب گورے انگریزی لہجے میں اردو بولیں گے۔'' وہ اپنے طور پر محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

قاسم کو اس کی بات سے جیسے اتفاق ہوا تھا تبھی سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''ہاں بھئی قاسم...... کیا خبر ہے یار؟ کیا کہتا ہے مسٹر واٹسن؟ اتنا تو مجھے خیر سمجھ میں آ گیا تھا کہ اس نے پلان پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ ابان شگری کی Companies میں شیئرز خرید لئے گئے ہیں۔ بس کچھ ہی دنوں میں ابان شگری کو ایک اچھی خبر مل جائے گی۔ ابان شگری عشق کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے اور عشق کی ایک بات بہت مشہور ہے کہ عشق نکما کر دیتا ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا اور مونچھوں کو بل دینے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر فتح کا احساس ابھی سے واضح دکھائی دے رہا تھا۔

''ابان شگری اپنے فارم ہاؤس میں اس عشق کے سمندر میں غوطے لگا رہا ہے۔ اسے باہر کی دنیا کی کوئی خبر نہیں ہے۔ کہا تھا نا آتش جلا کر خاکستر کر دے گا اسے...... پانی میں آگ لگ چکی ہے...... دیکھ لو۔ عشق ایسے کام تمام کرتا ہے اور تم کہتے ہو میں محبت پر یقین نہیں رکھتا۔'' اشعر ملک قاسم کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''یار قاسم...... بری شے ہے یہ عشق۔ دیکھ لو ابان شگری کو، دنیا کے تمام کام چھوڑ کر کیسے آنکھیں بند کئے اپنے فارم ہاؤس میں ہے۔ یہ کرواتا ہے عشق...... جو اس نے کبھی نہیں کیا وہ کر رہا ہے۔ یکسر غافل ہو گیا ہے اور اس کا غافل ہونا ہمارے کام آ رہا ہے۔ ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں اس موقع سے۔'' وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے دیکھا تھا۔

''اشعر ملک، فی الحال اس جیت کو اتنا یقینی سمجھنا دیوانے کا خواب ہو سکتا ہے۔ فی الحال ایسا کچھ ہوا نہیں۔ یہ فتح مندی کا خیال قبل از وقت ہے۔ ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔'' قاسم نے سمجھانا چاہا تھا۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"یارا...... اتنی آسان بات تھی...... ہو گئی ہے۔ فتح قریب یہ پھر فتح کے بارے میں سوچنا کیا عجیب ہے؟ تمہارے ڈر...... وسوسے نا سمجھ میں آنے والے ہیں لیکن بہر حال تم کہتے ہو تو میں اس فتح کے یقینی ہونے کا انتظار بھی کر لیتا ہوں یارا......" وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"ابان شگری نیند میں بھی آنکھیں کھول کر کے سونے کا عادی ہے اشعر ملک۔ ابان شگری کو کمزور سمجھنا حماقت ہو سکتی ہے۔" قاسم نے سمجھایا تھا۔

اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"تجھے ابان شگری پر یقین ہے نا بہت؟ چل یارا تیرا یقین بھی دیکھ لیتے ہیں۔ کیا حرج ہے انتظار کر لینے میں...... انتظار ہی تو ہے نا...... اشعر ملک کو تو یوں بھی انتظار کی عادت ہے۔ کوئی حرج نہیں۔" وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرایا تھا۔

"مجھے ابان شگری پر یقین نہیں ہے اشعر ملک۔ مجھے اس کی صلاحیتوں پر یقین ہے۔ وہ کامیاب بزنس ٹائیکون ہے اور اسے دیکھ کر بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اتنے کم وقت میں اس نے جو نام و مقام بنایا ہے اس کی دھوم ساری دنیا میں ہے۔ ماں لینا پڑے گا کہ ابان شگری کا دماغ چلتا ہے۔" قاسم نے اس کی صلاحیتوں کی تعریف کی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"چلو، دیکھ لیتے ہیں یارا...... ابان شگری کی صلاحیتیں کتنی ہیں۔ فی الحال تو مجھے سن کر ہی لطف آ رہا ہے کہ کیا کمال کا پلان بنایا ہے مسٹر والسن نے...... ایسا تو کبھی ابان شگری نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا نا۔ اسے کہاں خبر ہوگی کہ تین الگ الگ شیئر ہولڈرز جو اس کی پانچ کمپنیوں میں شیئرز خرید رہے ہیں دراصل وہ تین مختلف شیئر ہولڈرز نہیں ہیں بلکہ درحقیقت ایک ہی شیئر ہولڈر ہے۔ جیسے ہی موقع ملے گا وہ تین شیئر ہولڈرز کٹھ جوڑ کر کے ایک شیئر ہولڈر کو اپنے شیئرز بیچ دیں گے اور وہ شیئر ہولڈر ابان شگری کی پانچ کمپنیز میں 61% کے شیئرز سے تجاوز کرتے ہوئے اتنا پاورفل ہو جائے گا کہ ابان شگری کو چاروں شانے چت کرتا ہوا اس کی پانچ کمپنیوں کو ٹیک اوور کر لے گا۔ آہ...... مزہ آ جائے گا۔ ابان شگری کا منہ تو حیرت سے کھلا رہ جائے گا نا...... ایسے کر کے......" اشعر ملک باقاعدہ منہ کھول کر افسوسناک حالات کا مظاہرہ کرتے ہوئے یکدم ہنسنے لگا تھا۔ قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"قاسم یارا...... ایسے مت دیکھ یارا...... کئی حساب نکلتے ہیں اس ابان شگری کی طرف...... تھوڑا تو مزہ آنے دے گا کے...... پھر دیکھا جائے گا کہ جائز کیا ہے اور ناجائز کیا۔ فی الحال تو جنگ میں سب فیئر ہوتا ہے نا...... وہ کیا کہتے ہیں...... ایوری تھنگ از فیئر ان لو اینڈ وار...... یارا جنگ بھی ہے اور محبت بھی...... تو پھر کیا حرج ہے ایسے رسک لینے میں......" اشعر ملک کچھ سننا نہیں چاہتا تھا۔

اور قاسم نے بھی زیادہ سمجھانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"یارا...... بہت سے حساب بے باق کرنا ہیں۔ میں بھول نہیں سکتا ابان شگری نے کہاں کہاں...... کیسے کیسے مات کیا ہے مگر

آخری بات بھرپور تھی جیسے وہ میری ہی شادی سے میری ہی دلہن اٹھا کر لے گیا۔ میری ہی شادی میں وہ میری ہی بینڈ بجا گیا تھا۔ وہ بھولنے والی بات نہیں ہے۔ شروع اس نے کیا ہے اتنا کچھ...... تھوڑا حصہ تو ہمیں بھی ڈالنے دو...... بہت سے محاذوں پر نہیں تو ایک محاذ پر تو اسے شکست دی جاسکتی ہے نا...... ایٹ لیسٹ تھوڑا سکون تو ملے گا نا......" اشعر ملک کے زخم ہرے ہونے لگے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا اور قاسم نے سر ہلا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری نے اسی طرح بیٹھے رات آنکھوں میں نکال دی تھی۔ علی الصبح ابتاج منصور کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر ابان شگری کو دیکھا تھا۔ ابان شگری اس کا ہاتھ بدستور تھامے ہوئے تھا۔ ابتاج منصور کو بہت آکورڈ لگا تھا۔ کل کا واقعہ آنکھوں کے سامنے آتا تھا۔ اسے بس یہ یاد تھا کہ وہ آخری بار اس مصنوعی آبشار کی طرف گئی تھی اور پھر وہ وہیں آبشار کے قریب پتھر پر بیٹھ گئی تھی اور وہ اتنی مگن تھی سوچوں میں کہ اسے اپنے وجود پر آبشار کے یخ بستہ پانی کے گرنے کا کوئی احساس ہی نہیں رہا تھا اور اس سے آگے اسے یاد نہیں تھا۔

ابھی بھی اس کے سینسز جیسے بیدار نہیں تھے۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے ابان شگری کو دیکھ رہی تھی۔ نگاہ ابان شگری کے ہاتھ پر گئی تھی۔ اس کا ہاتھ بدستور ابان شگری کے ہاتھ میں تھا۔ ابان شگری اٹھ کر اس پر جھکا تھا۔

"یو او کے؟" ابان شگری پوری توجہ سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ابتاج اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اس کے پاس جیسے فوری طور پر کوئی جواب نہیں تھا مگر اس نے بہت آہستگی سے اپنا ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ سے نکال لیا تھا۔

وہ نیم بے ہوشی میں جتنا اس کے قریب تھی، ہوش میں آنے پر اتنی ہی بیگانگی دکھائی دی تھی اس کے انداز میں۔ ابان شگری نے بغور دیکھا تھا مگر وہ نقاہت کے باعث اٹھ نہیں پائی تھی۔ سر بھاری ہو رہا تھا اور چکرا رہا تھا۔ میڈیسن کا اثر اب بھی تھا۔

ابان شگری نے مدد کے لئے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہا تھا مگر ابتاج منصور نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ خفگی کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھیں۔ فی الحال آپ کو مدد کی ضرورت ہے۔" ابان شگری نے کہا تھا مگر اس نے سنی ان سنی کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ پاؤں زمین پر رکھے تھے مگر وہ کھڑی بھی نہ ہو پائی تھی کہ چکرا کر گرنے کو تھی جب ابان شگری نے اپنے مضبوط بازوؤں میں اسے تھام لیا تھا۔

وہ شاید ناتواں تھی، کمزور تھی اس نے ابان شگری کے تھامنے پر تردد نہیں کیا تھا اور گہرے سانس لیتے ہوئے سر اس کے سینے پر ٹکا دیا تھا۔ ابان شگری اسے مضبوط بازوؤں میں سنبھالے کھڑا تھا۔ ابتاج منصور گہرے گہرے سانس لے رہی تھی اور پھر یکدم کھانسنے لگی تھی۔ اس کو بہت بری طرح کھانسی ہو رہی تھی۔ ابان شگری اس کی کمر کو ہلکے ہلکے سہلانے لگا تھا۔

"ریلیکس......" اسے کہتے ہوئے دوبارہ بٹھایا تھا اور جگ سے پانی انڈیل کر گلاس اس کے لبوں کی طرف بڑھایا تھا۔ اس نے دو تین سپ لئے تھے اور پھر کھانسنے لگی تھی۔ ابان شگری نے گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کی بیک کو ہولے سے مسلا تھا۔ ایسا کرتے کرتے

وہ کہیں سے جارحانہ انداز رکھنے والا ابان شگری نہیں لگ رہا تھا۔ وہ غصہ...... وہ شاہانہ انداز والی تمکنت...... روند دینے کا انداز...... کہیں ناپید تھا۔

وہ شک کرتی نگاہ...... جانچتی آنکھیں...... اسے اپنی کسوٹی پر پرکھتی باتیں...... سب کہیں از چھو ہو چکا تھا۔ اس لیے وہ کوئی الزام نہیں رکھتا تھا نہ شک کی نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ مکمل کیئرنگ ہزبینڈ تھا جو اپنی وائف کی مشکل کیفیت میں اس کے ساتھ کھڑا تھا اور اسے کمفرٹ دے رہا تھا جس کے وہ رات بھر جاگا تھا اور تیمارداری کرتا رہا تھا۔ وہ جانثار...... پروٹیکٹو...... کیئرنگ ہزبینڈ اس کے سامنے کھڑا اسے اپنی پوری توجہ دے رہا تھا اور مکمل ٹائم......

اتباع منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

''کیا ہوا...... یو اوکے؟'' وہ مکمل توجہ سے دیکھتا ہوا نرم لہجے میں بولا تھا۔ یہ نرم لہجہ...... یہ تیور...... یہ انداز...... سب پہلے والے انداز سے مختلف تھا۔ اتباع منصور اس کے یکسر نئے روپ دیکھتے رہنے کی عادی رہی تھی۔ ایک لمحے میں وہ غصہ ہوتا تھا تو دوسرے ہی پل مہربان بھی ہوتا تھا۔

یہ ایک وہ گریز برتتا تھا تو دوسرے ہی پل اس کے لئے کھڑا دکھائی دیتا تھا۔ ایک لمحے وہ اس پر الزام لگاتا تھا تو دوسرے ہی لمحے وہ اس کے لئے مددگار بنا کھڑا دکھائی دیتا تھا۔ ایک لمحہ شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا تو دوسرے پل اس کا انداز اسے تحفظ دیتا ہوا ہوتا تھا۔ وہ عجب دھوپ چھاؤں سا شخص تھا اور اس دھوپ چھاؤں سے شخص کے وصف نرالے تھے مگر ان اوصاف میں کوئی بات بہت کچھ باور کراتی ہوئی تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

اور کوئی بات ایسی بھی جو اتباع منصور کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ وہ جو محبت میں مبتلا ہوئی تھی...... اور پھر گریز پائی پر اتر آئی تھی۔

ایسی کیا بات تھی؟ کیا خاص بات جو محبت کا باعث بھی تھی؟

کیا بات اتباع منصور کا دل جیت لے گئی تھی؟

محبت کس طور ہوئی تھی؟ کس وصف سے ہوئی تھی؟

اور کیونکر ہوئی تھی؟

محبت کے اسباب ڈھونڈنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

اگر وہ کسی بے خبر لمحے میں اس کے قریب ہوئی بھی تھی تو ابان شگری نے اسے پیچھے دھکیل دیا تھا۔ کیا وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے مبتلا ہو چکی تھی؟

اس طور......؟ اتباع منصور کو سوچ کر ہی عجیب خجالت ہوئی تھی۔ اپنی سبکی لگی تھی اور اس نے آہستگی سے نگاہ پھیر لی تھی۔ اتباع منصور کی محبت ابان شگری پر منکشف ہوئی تھی کہ نہیں مگر ابان شگری بہت کیئرنگ انداز میں اسے سہارا دے کر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا

تھا۔اس کی مضبوط گرفت اس کے گرد بہت تحفظ فراہم کرتی لگی تھی۔وہ حق رکھتا تھا اسے سہارا دینے کا۔وہ اپنا فرض پورا کر رہا تھا۔اس وقت میں جب اتباع منصور کو اس کی ضرورت تھی وہ اس کے قریب ترین تھا۔اسے سہارا دے کر چلتے ہوئے واش روم لے کر گیا تھا۔اسے سہارا دے کر کھڑا کر کے اس کا منہ دھلایا تھا۔اسے آئینے میں دیکھتے ہوئے اتباع منصور کوئی مزاحمت نہیں کر سکی تھی۔ابان شگری تاول سے پوری توجہ سے اسے آئینے میں دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ پونچھ رہا تھا۔اتباع منصور جانے کیوں اس عکس کو آئینے میں دیکھتی چلی گئی تھی۔

”کیا ہوا؟ یوں اوکے؟“ اس کے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر وہ آئینے میں اسے دیکھتے ہوئے متوجہ ہوا تھا۔وہ اس کی پشت پر کھڑا تھا۔

اتباع منصور نے سر ہلکے سے نفی میں ہلاتے ہوئے اسے آئینے میں دیکھا تھا اور پھر نظر چراتے ہوئے چہرہ پھیر کر بنا اس کے سہارے کے آگے بڑھنا چاہا تھا جب سر چکرایا تھا اور اس نے فوراً اس کا مضبوط بازو تھام لیا تھا۔ابان شگری کو اس کا گریز سمجھ آ رہا تھا۔وہ اس کی قربت پر شاید کمفرٹیبل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔اگرچہ وہ جائز حق رکھتا تھا اس کے اس درجہ پاس آنے کا مگر وہ بتا چکا تھا کہ وہ کوئی حق جتانا نہیں چاہتا فی الحال مگر یہ قربت کسی خاص معنی یا کسی خاص احساس کے تحت نہیں تھی۔

ابان شگری اس کے اتنے قریب اس لئے کھڑا تھا کہ اتباع منصور کو اس کی مدد کی ضرورت تھی۔وہ مددگار بنا اس کے سامنے......
اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

اتباع منصور نے جیسے تھک کر اس کے فراخ سینے پر سر رکھتے ہوئے گہرے گہرے سانس لئے تھے۔یہاں تک چل کر آنے میں اگرچہ اس نے اتباع کو سہارا دیا تھا مگر اس کے وجود پر جیسے برسوں کی تھکن تھی اور نقاہت اتنی تھی کہ وہ خود کو بہت ناتواں محسوس کر رہی تھی۔
ابان شگری مہربان بنا اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اتباع منصور کو اس فراخ سینے پر سر رکھنا معیوب نہیں لگا تھا۔بہت سکون اور بہت تحفظ کا احساس دیتا ہوا کوئی احساس تھا یہ۔ابان شگری کے کلون کی مخصوص مہک......آفٹر شیو کی ملی جلی خوشبو اس کے نتھنوں میں تھی اور وہ آنکھیں بند کئے گہرے سانس لے رہی تھی۔

”آپ کو جلدی یہ دور جانے کی؟ آپ اندازہ نہیں کر سکتیں کہ آپ کو مدد کی فی الحال ضرورت ہے۔آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“ ابان شگری اس کے شکست خوردہ انداز پر اس کے سر کو اپنے سینے پر رکھے کھڑے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر ابان شگری کو نہیں دیکھا تھا نہ کوئی مزاحمت کی تھی نہ کوئی دوسرا عمل۔

”میں آپ کے قریب کسی فطری جذبے یا ضرورت کے تحت نہیں آ رہا......نہ میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔“ ابان شگری اس کا گریز دیکھ کر جتاتے ہوئے بولا تھا۔اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے نہیں دیکھا تھا۔شاید وہ بہت دیر کھڑے رہ کر بہت نقاہت محسوس کر رہی تھی اور اب اس میں اسے کوئی ری ایکشن دینے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ابان شگری نے اسے آنکھیں بند کئے ہوئے اپنے سینے پر سر رکھے کھڑے دیکھا تھا۔وہ جس طرح آنکھیں بند کئے گہرے سانس لے رہی تھی اس سے وہ بہت کمزور لگی تھی۔ابان شگری نے لمحہ بھر اسے دیکھا تھا پھر اسے بازوؤں پر اٹھا لیا تھا اور واش روم سے نکلتے ہوئے چلتے ہوئے کمرے میں آ کر اسے واپس اس کے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔اتباع

منصور اسی طور گہرے سانس لے رہی تھی۔ اس کو بری طرح ٹھنڈ لگی تھی۔ سرد موسم میں...... ٹھنڈے پانی کے نیچے بیٹھنے کے اثرات صاف دکھائی دے رہے تھے۔

اس نے ڈاکٹر افتخار کو فون کیا تھا۔

''آپ کو مارننگ چیک اپ کے لئے آنا تھا ڈاکٹر افتخار......؟'' اس نے پوچھا تھا۔

''میں راستے میں ہوں مسٹر شگری...... آپ فکر نہ کریں...... مسز شگری کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

''شی از بیٹر دین بی فور...... فیور نہیں ہے اب مگر انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ شی از ہیونگ بیڈ کولڈ......'' ابان شگری فکرمندی سے بولا تھا۔

''ڈونٹ وری مسٹر ابان...... میں بس پہنچنے والا ہوں ہوں۔ آپ انہیں کوئی لائٹ غذا دیں۔ فی الحال کوئی اور دوا مت دیں۔'' ڈاکٹر افتخار نے کہا تھا۔ ابان شگری نے سر ہلاتے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

ملازم ناشتہ لے آیا تھا جس میں ابان شگری کی مارننگ کافی بھی شامل تھی مگر وہ اپنی کافی کے کپ کو نظر انداز کرتے ہوئے اتباع منصور کو اٹھا کر تکیے کی ٹیک لگا کر بٹھاتے ہوئے ناشتے کے لئے تیار کرنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

ابان شگری کی کافی اسی طرح پڑی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔ اتباع منصور نے بے دھیانی میں اس کی کافی کو دیکھا تھا مگر وہ اس سے بے نیاز اتباع منصور کو ناشتہ کروانے لگا تھا۔ اتباع منصور کو شاید اندازہ تھا کہ نہیں مگر ابان شگری جیسا شخص خود کی نفی کر رہا تھا۔ اسے توجہ دینے کے لئے اس نے اپنی رات کی نیند خراب کی تھی اور اب اپنی کافی نظر انداز کر رہا تھا۔

کیا یہ محبت کی کوئی ابتدا تھی؟

خود کی نفی...... خود کو اگنور کرنا...... اور اتباع منصور کو مکمل توجہ اور دھیان دینا محبت کی کوئی رسم تھی؟

آغاز تھا یا یہ محبت بہت پہلے اپنا آغاز کر چکی تھی؟

اتباع منصور نے شاید جاننے کی سعی نہیں کی تھی اور ابان شگری شاید جتانا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن فون پر نمرہ آنٹی سے بات کرتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

''آنٹی میں بس تھوڑا پریشان ہو رہی تھی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتباع منصور کی طبیعت اتنی خراب ہو سکتی ہے!'' نمرہ آنٹی نے دوسری طرف کچھ کہا تھا تبھی وہ مسکرائی تھی۔

''نہیں آنٹی ایسی بات نہیں...... مگر ابان شگری کو ایٹ لیسٹ رابطے میں تو رہنا چاہیے نا...... انہیں گئے کتنے دن ہونے کو آئے

......ایک بار بھی ابان شگری سے بات نہیں ہوئی اور......!" میرال کے لبوں پر شکوہ تھا۔

"نمرہ دوسری طرف شاید وضاحت دے رہی تھیں تبھی وہ گویا ہوئی تھی۔

"آنٹی اگر وہ آپ سے رابطے میں ہے تو کسی اور سے بھی رابطے میں رہ سکتا ہے۔"

"نہیں آنٹی میں خفا نہیں ہوں۔ مجھے اندازہ ہے وہ Signal پرابلم ہو سکتا ہے مگر جب بھی ابان شگری کا نمبر ٹرائی کیا، وہ سوئچڈ آف ہی ملا۔ کیا ابان شگری کوئی اور دوسرا نمبر استعمال کر رہا ہے؟" میرال حسن بے وقوف نہیں تھی۔ اس کی عقل مکمل کام کرتی تھی۔ جس طرح ابان شگری اس سے رابطے میں نہیں تھا وہ اس کے معنی خوب سمجھ رہی تھی مگر فی الحال وہ کوئی غلط سوچ دماغ میں لانا نہیں چاہتی تھی۔ شاید وہ حتی الامکان طور پر پوزیٹو سوچنا چاہتی تھی اور پوزیٹو رہنا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے آنٹی......آئی ہوپ وہ دونوں جلد واپس لوٹ آئیں۔" وہ بجھے بجھے لہجے میں بولی تھی۔ دوسری طرف نمرہ نے کچھ کہا تھا تبھی وہ بولی تھی۔

"میں بھی چاہتی ہوں اتباع منصور جلد اچھا محسوس کرے۔ آپ فکرمند نہ ہوں اتباع کی طبیعت جلد بہتر ہو جائے گی۔" اس کا انداز تھکا ہوا تھا۔

"ٹھیک آنٹی آپ اپنا خیال رکھیے گا پھر بات کرتے ہیں۔"

میرال حسن نے مروت بھرے رہی جملے کہہ کر کال کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور چلتے ہوئے باہر آ گئی تھی۔

اسے جانے کیوں لگ رہا تھا کہ کوئی بات تو تھی......نمرہ آنٹی نے بھی کوئی آدھی بات بتائی تھی۔ کوئی آدھی بات کہیں پوشیدہ تھی جو میرال حسن کے سامنے نہیں آئی تھی اور اس آدھی بات کا سراغ تب تک نہیں لگنا تھا جب تک ابان شگری واپس نہ آ جاتا۔ جب تک ابان شگری نہ لوٹ آتا تب تک اسے سکون اور تحمل کے ساتھ اس کا انتظار کرنا تھا۔

ابان شگری کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کا اتنی بے چینی سے انتظار کر رہی تھی مگر اندازہ ہوتا تو کیا وہ اس بات کو کوئی ترجیح دیتا؟

اسے اندازہ نہیں تھا ابان شگری اس طرح غائب ہو جائے گا۔ وہ بھی اچانک اور اتباع منصور......!

اسے ہر کوئی اتنی اہمیت کیوں دے رہا تھا؟ ہر کوئی اسی کی بات کر رہا تھا۔

وہ ابان شگری کے ساتھ تھی۔ ابان شگری اسے چپ چاپ اپنے ساتھ لے گیا تھا بنا یہ کہے کہ میرال حسن کے ساتھ پہلے سے ذرز پلان ہے۔

میرال حسن کا ذکر کہیں نہیں آیا تھا۔ اتباع منصور نے اچانک اس کی جگہ لی تھی اور وہ دونوں غائب ہو گئے تھے اور جیسے ان کا سراغ لگانا ناممکن تھا۔

وہ فارم ہاؤس کے علاوہ جیسے کسی دوسرے Planet پر بنا کوئی اور خطہ بن گیا تھا جہاں کے بارے میں صرف سوچا جا سکتا تھا مگر

جایا نہیں جا سکتا تھا۔ میرال حسن کو حیرت ہوئی تھی وہ اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی تھی؟

''کیا اسے ابان شکری کے فارم ہاؤس پر جانا چاہیے تھا؟'' اس نے اپنے طور پر سوچا تھا۔ پتہ نہیں یہ مناسب بھی تھا کہ نہیں مگر وہ اپنے خیال کو مثبت طور پر امپلیمنٹ کرنے کے بارے میں غور نہیں کر پائی تھی تو رد بھی نہیں کر پائی تھی۔ شاید اسے اس سوچ کو رد نہیں کرنا تھا...... بہت کچھ سوچتی ہوئی وہ آؤٹ پلیس میں آ بیٹھی تھی۔ ملازم کافی سرو کر گیا تھا تبھی دانیال وہاں آتا دکھائی دیا تھا۔ میرال حسن اسے دیکھتے ہوئے رسماً مسکرائی تھی۔

''اچھے موقعے پر آئے ہو...... کافی تیار ہے۔'' میرال حسن نے اپنا موڈ آف ہوتے ہوتے کافی اسے آفر کر دی تھی۔ دانیال مسکراتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

''کیا ہوا تمہارا موڈ آف کیوں ہے؟'' میرال حسن کو حیرت ہوئی تھی اس کے اپنے آپ پر مکمل اختیار رہا تھا مگر اب جیسے اس کے اندر کے احساسات اس کے چہرے پر آ رہے تھے۔

میرال حسن کو کھلی کتاب بننا شاید پسند نہیں آیا تھا تبھی وہ دانیال مرزا سے نگاہ چراتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

''ابان شکری سے بات ہوئی؟'' دانیال مرزا نے اس کا چہرہ جیسے بغور پڑھتے ہوئے اخذ کیا تھا تبھی وہ اس کی سمت دیکھے بنا مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''ثمرہ آنٹی سے بات ہوئی ہے۔ اتباع منصور کو کولڈ ہو گئی ہے۔ شی از ناٹ ویل۔'' اسے مطلع کیا تھا۔ دانیال مرزا یکدم پریشان ہوا تھا۔

''وہاٹ ہیپنڈ؟ اتباع کو کیا ہوا؟'' میرال حسن نے اس کی بے چینی کو صاف محسوس کیا تھا۔

''محبت کی ایک بات اچھی نہیں ہے دانیال مرزا...... یہ بہت زیادہ رعایتیں دینے کی عادی ہے۔ وہاں بھی جہاں رعایت دینے کا کوئی سبب نہیں بھی بنتا...... اور جہاں اس رعایت کی کوئی قدر بھی نہیں ہوتی مگر سب باتوں سے بے نیاز ہم اپنے طور پر اس رعایت کے لئے اس فرد واحد کو چنتے ہیں چاہے وہ اس کے لئے مستحق ہو یا نہیں۔'' میرال حسن جتاتے ہوئے بولی تھی۔ دانیال مرزا اس کی بات کے معنی ٹھیک طور سے سمجھا نہیں تھا یا نظر انداز کرنا چاہتا تھا تبھی بات دہراتے ہوئے بولا تھا۔

''اتباع کو کیا ہوا؟'' میرال حسن نے اس کی اضطرابیت کو دیکھا تھا اور مسکرا دی تھی۔

''اتباع کو معمولی کولڈ ہوئی ہے دانیال مرزا...... ٹھنڈ لگ گئی ہے۔ آئی ہوپ شی فیلو بیٹر سون۔'' اس نے سرسری انداز میں کہا تھا۔

''یہ معمولی بات نہیں ہے میرال حسن...... اتباع ٹھنڈ کے لئے بہت Sensitive ہے۔ اسے بچپن میں ڈبل نمونیا ہو گیا تھا۔ اس کا چسٹ کا کنڈیشن سینسیٹو ہے وہ کسی طرح کی معمولی کولڈ کی متحمل بھی نہیں ہو سکتی۔ مجھے اندیشہ تھا۔ مجھے اندازہ ہو رہا تھا اتباع منصور کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' وہ پریشانی سے کہہ رہا تھا اور میرال حسن اسے رسانیت سے دیکھ رہی تھی۔

"محبت کو بہت سے الہام بھی ہوتے ہیں دانیال مرزا...... قصور تمہارا نہیں ہے۔ یہ سارے خدشے...... سارے الہام صرف محبت میں ہی ہوتے ہیں۔" دانیال مرزا کے چہرے پر پریشانی واضح دکھائی دی تھی۔

"مجھے اجابح سے رابطہ کرنا ہے۔کوئی راستہ بتاؤ...... ابان شگری کا کوئی کونٹیکٹ نمبر......؟" اس کے پریشان ہونے پر میرال حسن اطمینان سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"دانیال مرزا اگر کوئی رابطے کی کوشش ہوتی نظر آتی تو میں اس طرح بیٹھی ابان شگری کا انتظار کر رہی ہوتی؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دانیال مرزا کو دیکھا تھا۔ دانیال مرزا فوری طور پر کچھ نہیں کہہ پایا تھا ماسوائے اسے خاموشی سے دیکھنے کے...... اور میرال حسن تبھی نرم لہجے میں بولی تھی۔

"جب محبت اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتی تو پھر انتظار کرنا پڑتا ہے دانیال مرزا...... فی الحال رابطے کی کوئی کوشش نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی راہ ہوتی تو مجھے نمرہ آنٹی کے ذریعے پتہ نہیں چلتا کہ وہ دونوں ابھی کیوں نہیں لوٹے...... ابان شگری نا دانستہ...... یا دانستہ...... کسی کے ساتھ رابطے میں نہیں ہے۔ اس کے پیچھے کوئی بھی اسرار ہو مگر فی الحال اس کے لئے کوئی تردد نہیں کیا جا سکتا۔" وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولی تھی۔ دانیال مرزا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر یکدم گویا ہوا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ تم اس فارم ہاؤس سے انجان ہو؟" دانیال کے کہنے پر وہ چونکی تھی اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس کی آنکھوں میں سوال تھے۔ دانیال مرزا نے گہری سانس خارج کی تھی اور رسانیت سے بولا تھا۔

"تم ابان شگری کی بچپن کی دوست ہو...... کیا تم اس فارم ہاؤس پر کبھی نہیں گئیں؟" وہ اس کے سوال پر نرمی سے مسکرائی تھی اور انداز دانیال کی عقل پر افسوس کرنے والا تھا۔ دانیال مرزا نے اسے حیران ہو کر دیکھا تھا تبھی وہ نرمی سے بولی تھی۔

"ابان شگری معمولی شخص نہیں ہے دانیال مرزا...... اس کا کوئی ایک فارم ہاؤس نہیں ہے۔ مجھے نہیں خبر وہ کس فارم ہاؤس پر ہے تا ہی میں تمام فارم ہاؤسز کے بارے میں جانتی ہوں۔ سو چوہدلا تعلق بنا ہوا ہے اور اس کی لاتعلقی میں مجھے کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا...... کیوں؟ کیونکہ میں اس کے کسی دوسرے رابطے سے بھی نا آشنا ہوں۔ اس کا ایک سیل فون نمبر ہمیشہ میرے پاس رہا ہے اور وہ سوئچڈ آف ہے۔ کہا جا رہا ہے Signals ویک ہیں مگر نمرہ آنٹی اس کے ساتھ رابطے میں ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ کوئی اور نمبر استعمال کر رہا ہے۔ وہ میرے ساتھ شاید رابطے میں رہنا نہیں چاہتا۔ جب میں اس کے کسی دوسرے رابطے کے وسیلہ سے واقف نہیں تو مجھے اور کتنا پتہ ہوگا؟" وہ بے بسی سے مسکرائی تھی۔

دانیال نے اسے دیکھتے ہوئے افسوس سے سر ہلایا تھا۔

"تم بے وقوف ہو...... میرال حسن...... یہ ایک طرفہ محبت ہے اور یک طرفہ محبت سے بڑا عذاب کچھ اور نہیں۔" دانیال مرزا جیسے فوری طور پر یہی اخذ کر پایا تھا۔

میرال حسن نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر دھیمے سے مسکرادی تھی۔

"اس سے فرق نہیں پڑتا کہ محبت یکطرفہ ہے یا دوطرفہ...... محبت بس محبت ہے!" وہ بے فکر لگی تھی۔ دانیال نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا مگر جیسے وہ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھا سو دانیال مرزا اس پر وقت صرف کرنا نہیں چاہتا تھا مگر اسے اتباع منصور کی بہت فکر ہو رہی تھی۔

"میرا اتباع منصور سے رابطہ بہت ضروری ہے میرال حسن...... اس کے لئے کوئی راہ تو ضرور نکالنا ہوگی......" وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔ میرال حسن نے سر ہلایا تھا۔

"مجھے اندازہ ہے دانیال مرزا...... مگر یہ رابطہ کیسے ممکن ہوگا؟ تمہارے پاس ماسوائے انتظار کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" میرال حسن نے شانے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔ دانیال مرزا نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا پھر آہستگی سے گویا ہوا تھا۔

"ثمرہ آنٹی سے رابطہ ممکن ہے؟" اس کے سوال نے میرال حسن کو چونکا دیا تھا۔ تبھی وہ حیرت سے بولی تھی۔

"کیا مطلب؟ ثمرہ آنٹی سے رابطہ کرنے سے کیا ہوگا؟ ثمرہ آنٹی کس طرح مددگار ہو سکتی ہیں؟" وہ حیرت سے بولی تھی۔ دانیال نے جواباً خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور پھر آہستگی سے سر ہلایا تھا۔

میرال حسن کچھ سمجھ نہیں پائی تھی اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر افتخار آ کر چیک اپ کر کے گئے تھے۔ انہوں نے تسلی کا اظہار کیا تھا۔ ان کے خیال میں اتباع کی حالت اب بہتر تھی۔ وہ میڈیسن کے زیر اثر سو رہی تھی۔ ابان شگری اس کے پاس رہا تھا۔ وہ پچھلی رات سے جاگ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے بھی وہ اتباع منصور کے پاس سے ہٹا نہیں تھا...... کوئی لمحہ بے خبری میں نہیں گزارا تھا۔ وہ جیسے اس کی اولین ترجیح بن گئی تھی اور وہ دنیا کے تمام کام چھوڑ کر اتباع منصور کے ساتھ بندھ گیا تھا۔ تنک تنک سے تیار رہنے والے بندے کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ اتباع منصور کے قریب کھڑے ابان شگری نے اتباع منصور کو بغور دیکھا تھا۔ وہ بہت اطمینان سے سو رہی تھی۔ بہت معصومیت تھی اس کے چہرے پر...... اور بہت بچوں جیسی بے فکری...... جیسے وہ ابان شگری پر مکمل بھروسہ کرتی تھی کہ اس کی موجودگی میں وہ مکمل محفوظ ہے اور وہ اس پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔

اتباع منصور کی طرف سے اطمینان کر کے وہ لیپ ٹاپ لے کر ابھی بیٹھا ہی تھا جب اتباع منصور کے تیز تیز سانس لینے کی آواز آئی تھی۔ وہ چونکا تھا۔ اتباع منصور نیند میں ہی کھانسنے لگی تھی۔ وہ فوراً اٹھا تھا۔

"اتباع یو اوکے؟" وہ اتباع منصور پر جھکا تھا مگر وہ بے ہوشی میں نہیں تھی۔ ابان شگری کی آواز سے قطع نظر وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔

"اتباع...... اتباع......!" وہ بے چینی سے اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اسے پکارنے لگا تھا مگر اتباع منصور کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔ وہ جیسے ہیوی ڈوز کے زیر تھی۔

''اتباع......کم آن آنکھیں کھولو......'' ابان شگری اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اسے پکارا تھا مگر وہ اکھڑتی سانسوں کے باعث کوئی جواب دینے سے قاصر رہی تھی۔ ابان شگری کی جیسے جان پر بن آئی تھی۔ وہ زور سے چیخا تھا۔

''اتباع......اوپن یور آئیز ڈیم اٹ......'' مگر اتباع اس کی سنے بنا اسی بے ہوشی میں کھانسنے لگی تھی اور اس شدید کھانسی میں اس کی سانس اور بھی اکھڑنے لگی تھی۔ وہ بمشکل سانس لے پا رہی تھی۔

''اتباع......ڈیم اٹ......آنکھیں کھولو......'' ابان شگری اسے ڈپٹ رہا تھا مگر وہ جیسے اس آرڈر کو سننے سے قاصر تھی۔

''اتباع......'' ابان شگری نے بے چینی سے پکارا تھا۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری بہت متفکر دکھائی دیا تھا۔ اتباع منصور سانس نہیں لے پا رہی تھی۔ اس نے فوراً ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔

"ڈاکٹر افتخار...... آپ فوراً آ جائیں۔ آپ کی یہاں ضرورت ہے۔ اتباع کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ سانس نہیں لے پا رہی ہے۔ بری طرح کھانس رہی ہے۔

آل رائیٹ...... آپ جلد پہنچیں۔" اس نے کہہ کر فون رکھا تھا۔

ابان شگری فون کا سلسلہ منقطع کر کے اس کی طرف آیا تھا۔ اس نے جھک کر اس کا سر اٹھایا تھا۔ اس تکیے کے سہارے اوپر کیا تھا تاکہ وہ کھل کر سانس لے سکے۔ اس کیفیت میں وہ اسے پانی نہیں پلا سکتا تھا۔ فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کیا کرے۔ اتباع منصور بہت تیز تیز سانس لے رہی تھی اور کھانسے جا رہی تھی۔

"اتباع...... آنکھیں کھولو۔" اس نے نرم لہجے میں پکارتے ہوئے اسے ہوش میں لانا چاہا تھا۔ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر اس پر جھک گیا تھا۔

اس کے اندر آکسیجن بہت کم ہو رہی تھی اور یہ عمل اسے بہت ضروری لگا تھا۔

اتباع منصور اس سے واقف نہیں تھی کہ وہ اس سے کتنا قریب ہے اور کس طور قریب ہے۔ وہ ہوش و حواس میں نہیں تھی مگر ابان شگری جانتا تھا اسے کس حد تک جانا ہے اور کہاں رک جانا ہے۔ اس کے لئے مصنوعی سانس کا وہ عمل بہت ضروری تھا۔ اس وقت کے لئے فوری طبی امداد بس یہ تھی اور اس کے لئے جیسے کوئی چارہ نہیں تھا۔

اتباع بے خبر بھی اس احساس سے...... قربت کے اس ایک لمحے سے۔

اور ابان شگری نے بھی شاید کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس ایک اقدام کے لئے اس کے اتنے قریب آئے گا۔ وہ ہر ممکن طور پر فاصلوں کو بنائے رکھنا چاہتا تھا مگر کوئی ایک لمحہ، کب، کتنا قریب آ جائے، وہ دونوں نہیں جانتے تھے اور وہ ایک لمحہ ان دونوں کے درمیان آ چکا تھا۔

انجانے میں ہی سہی اس ایک لمحے کی دستک ان دونوں کے درمیان تھی۔

دونوں فریق اس لمحے کی دستک کو سن رہے تھے یا نہیں

مگر وہ لمحہ آ کر دبے پاؤں گزر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک شطرنج کی بازی کھیلتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اس نے اپنی چال چلی تھی اور اپنے پیادے سے قاسم کو مات کر دیا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اشعر ملک کے چہرے پر سرشاری کا احساس دکھائی دیا تھا۔

"یارا...... ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ کھیل میں جیت مات ہوتے ہیں۔ اس میں نیا کیا ہے؟" اشعر ملک سرسری انداز میں شانے

اچکاتے ہوئے مسکرایا تھا۔قاسم مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں اشعر ملک تم جیتنے کے لئے بنے ہو۔تم ناممکن کو ممکن کرنا جانتے ہو۔" وہ اشعر ملک کو چنے کے جھاڑ پر چڑھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔اشعر ملک ہنسا تھا۔

"یار۔۔۔۔۔یہ چھوٹے موٹے کھیل کھیلتے ہوئے مزہ نہیں آتا۔کھیل بڑے ہونے چاہئیں جس میں جیت کا احساس بھی دوگنا ہو۔" وہ سرشاری سے مسکرایا تھا۔قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک جیت چھوٹی بڑی نہیں ہوتی،جیت جیت ہوتی ہے اور جیت کا احساس اتنا ہی خوش کرتا ہے۔تمہارے لئے جیت کا نظریہ مختلف ہوسکتا ہے مگر میرے لئے اس کے معنی مختلف ہیں۔" قاسم نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔

اشعر ملک نے ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور مسکرایا تھا۔

"زندگی کسی ایک جیت پر انحصار نہیں کرتی قاسم مرتضٰی۔زندگی میں کامیابیوں کو محدود نہیں کرنا چاہیے۔زندگی آپ کو محدود کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے دائروں میں محدود کردیتی ہے۔" وہ ایک نئی سوچ دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"یہ جولوگ اور کمپنیاں موبائل گیمز ایپس بناتی ہیں نا ان کا دماغ بہت چلتا ہے یار۔زندگی کو برتنا سیکھنا ہو تو ان سے سیکھو۔میں ان کھیلوں سے بہت سیکھتا ہوں۔" وہ آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔"یار اب یہ مت پوچھنا کہ میں کینڈی کرش کے کون سے لیول پر ہوں۔" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔قاسم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"میں کھیل کھیلنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا اشعر ملک تبھی تو تم سے اس شطرنج کے کھیل میں بھی ہار جاتا ہوں۔" وہ وضاحت دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔اشعر ملک ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں قاسم تو ٹھہرا پڑھا لکھا آدمی،تجھے کاموں سے فرصت ملے تو کچھ کھیل بھی کھیلے نا۔کام نے تیری مت ماری ہوئی ہے۔ویسے ایک بات پر حیرت ہوتی ہے،تجھے ابھی تک عشق کیوں نہیں ہوا؟ یار او دیکھنے میں بھی ٹھیک ٹھاک ہے تو اور کما بھی ٹھیک ٹھاک لیتا ہے پھر یہ زندگی کو بنجر کیوں بنا رکھا ہے؟" وہ مسکرایا تھا۔قاسم نے مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"فی الحال اور بہت کچھ کرنا ہے اشعر ملک۔فی الحال عشق کے لئے سوچنے کے لئے فرصت نہیں ہے۔" وہ دیانت داری سے بولا تھا۔اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اوہ یار تو محبت کو بھی کھیل میں شمار کرنے لگا ہے؟"

"تم بھی تو یہی سمجھتے ہونا اشعر ملک۔عشق کو کھیل۔۔۔۔۔کھیل کو عشق۔" قاسم نے جتایا تھا۔اشعر ملک محظوظ ہوکر مسکرایا تھا پھر ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے آہستگی سے بولا تھا۔

"یار دونوں اہم ہیں۔عشق بھی اور کام بھی۔اور کام سے عشق زیادہ اہم ہے۔کام سے عشق ترقی کا باعث بنتا ہے،آگے لے

جاتا ہے اور عشق کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ سید حا زمین پر لا پٹختا ہے۔" وہ مدلل لہجے میں مسکرایا تھا۔

قاسم نے سر ہلاتے ہوئے تائید کی تھی۔

"یہ تو ہے مگر پھر بھی لوگ عشق کرتے ہیں نا اور تم بھی تو عشق کرتے ہو تا بھی تو انتقام پر اتر آئے ہو۔" قاسم مسکرایا تھا۔ اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

"یار اعشق کی بات یاد دلا کر زخم کیوں ہرے کرتے ہو؟ دل کو قابو کرنے میں بہت وقت لگتا ہے، ایسے ایک لمحے میں سب اتھل پتھل مت کیا کرو۔ دل برباد کا ذکر کرنا آسان نہیں ہے۔ دل آباد کی بات ہوتی تو کوئی بات بھی تھی۔" وہ ایک آنکھ دبا کر شرارت سے مسکرایا تھا۔

"سب جانتے ہیں اشعر ملک کام سے عشق کرتا ہے مگر یہ بات بہت کم جانتے ہیں کہ اشعر ملک نے بھی کوئی عشق کیا تھا اور کہیں مات کھائی تھی۔" قاسم مسکرایا تھا۔

اشعر ملک عجیب یاسیت سے مسکرایا تھا۔

"اوئے یارا بات تو پوائنٹ پر مارتا ہے۔ سیدھا نشانے پر شاہ کر کے لگتی ہے۔ بات یہ ہے کہ آسمان تو سب کا ہوتا ہے اور چاند بھی اپنا اپنا ہوتا ہے مگر میرا چاند بٹا ہوا ہے۔ اس چاند کے ساتھ ہونا فی الحال ممکن ہیں یا مجھ سے ابھی یہ میری ترجیحات میں نہیں۔ فی الحال وہ آسمان کا چاند جس آسمان پر چمک رہا ہے اسے چمکتے رہنے دے۔ وقت آئے گا تو ہاتھ بڑھا کر اس چاند کو مٹھی میں لے لوں گا۔ یہ اتنا مشکل ہدف نہیں ہے اور نا ہی ناممکن۔" وہ مسکرایا تھا۔ انداز میں شرارت نمایاں تھی کیہ کر وہ ڈرنک کے سپ لینے لگا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"تمہاری ترجیحات اہم ہیں تمہارے لئے اور یہی ہونا چاہیے۔ یوں بھی چاند کسی اور کے آسمان کا ہو تو نگاہ کرنا گناہ عظیم بن جاتا ہے۔" قاسم چھیڑنے لگا تھا۔ اشعر ملک کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

"کاش بھول سکتا! میں اس چاند سے نگاہ نہیں ہٹتی مگر فی الحال ایک محاذ پر لڑنا اور ڈٹے رہنا زیادہ اہم ہے۔ ایک وقت میں ایک سے زیادہ محاذوں پر لڑنا جیت سے دور کر سکتا ہے اور میں اایک بڑی جیت سے فی الحال دور ہونا نہیں چاہتا۔" وہ پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا۔

"تو مسٹر وائسن کے بارے میں بتا..... کیا خبر ہے؟" اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

"ایوری تھنگ آن دا ٹریک اشعر ملک۔ تم کسی کام میں ہاتھ ڈالو اور جیت سے ہمکنار نہ ہو، ایسا ناممکن ہے اشعر ملک۔ تم جیتنے کے لئے بنے ہو۔" قاسم مسکرایا تھا۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"یو آر آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو۔" وہ آنکھ دبا کر شرارت سے مسکرایا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا۔

"قاسم یارا کہتے ہیں کہ جیت کے لئے قدم اٹھاؤ تو سو فیصد جیت کے امکان دماغ میں رکھو اور میں بھی وہی کر رہا ہوں۔ میں ہار کے اندیشوں کو سوچنا بھی نہیں چاہتا۔ سو فی الحال ہار کوئی بات نہیں ہوگی۔ میں صرف جیت کے بارے میں سوچنا چاہتا ہوں۔" اشعر ملک

نے جتایا تھا۔قاسم مرتضیٰ نے سراثبات میں ہلا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرال حسن اور دانیال مرزا خاموشی سے ایک ساتھ چل رہے تھے۔دونوں ایسے خاموش تھے جیسے کہنے کو کوئی لفظ باقی نہ ہو۔سرد ہوا کا شور فضا میں تھا اور وہ دونوں خاموشی سے ساتھ چل رہے تھے۔

"انتظار مشکل ہوتا ہے نا؟" میرال حسن نے اس کی سمت دیکھے بنا کہا۔وہ جیسے سرد ہوا کو اپنے اندر تک اترتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔سرد ہوا کو اپنے اندر ضم کر رہی تھی۔

"مجھے انتظار برا نہیں لگتا میرال حسن۔انتظار کی کہانی جتنی طوالت پکڑتی ہے،خاموشی کا سناٹا اور مہیب ہوتا ہے اور اس سناٹے میں کوئی آواز بولتی ہے تو دلاسا ملتا ہے کہ کوئی لمحہ کسی نئے موڑ پر جلد ختم ہونے والا ہے۔" میرال مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی ہے۔

"تم توقعات کو امیدوں سے جوڑ کر مطمئن ہو جانا چاہتے ہو دانیال مرزا اور ایسا کرنے سے کچھ خاص فرق نہیں پڑتا۔آنکھیں بند کر کے سفر نہیں ہو سکتا۔یہ امر مشکل ہوتا ہے۔" وہ جتاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں کچھ خاص تھا۔

دانیال مرزا کو وہ اداسی اچھی نہیں لگی تھی۔

"محبت اس طرح نہیں ہوتی میرال حسن......تم ٹریک سے ہٹ کر چل رہی ہو اور اس سے سفر مکمل نہیں ہوتا۔" رات کے پراسرار سناٹے میں دانیال مرزا کی آواز ابھری تھی۔میرال مسکرا رہی تھی۔

"محبت صرف ٹریک پر سفر نہیں کرتی دانیال مرزا۔محبت کٹھن راہوں پر کٹھنائیوں سے نبرد آزما ہوتے ہوئے سفر کرتی ہے۔ٹریک تو یہ پرو پر راستہ ہوتا ہے۔سوچو اگر وہ ربط نہ ہوتا تو پھر راستہ کیسے بن پائے گا۔" مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی ہے۔

"کیا مطلب؟" دانیال مرزا چونکا تھا۔

میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"راستے،ٹریک وہاں بنتے ہیں جہاں محبت کو مراعات ملتی ہیں۔سوچو اگر محبت کو مراعات ملنے کا کوئی سبب ہی نہ ہو تو پھر کیا ہوگا؟ مراعات کب ملتی ہیں دانیال مرزا؟" وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی۔

دانیال مرزا کو قائل ہو جانا پڑا تھا کہ وہ ذہین لڑکی تھی۔

"تم اپنی انرجی غلط جگہ لگا رہی ہو میرال حسن...... یوشڈ سیف اٹ فور دا رائیٹ پاتھ......!" وہ سمجھانے لگا تھا مگر میرال حسن لاپرواہ سے انداز میں مسکرا دی تھی۔

"محبت کو محبت سے واسطہ رکھنا اچھا لگتا ہے دانیال مرزا مگر جہاں یہ واسطہ نہ ہو وہاں خاموشی ہوتی ہے اور اس خاموشی کو کھوجنے کی جستجو کرنا عبث نہیں۔جب تک خاموشی بولتی رہے سنتے رہنا چاہیے۔کوئی اسرار تو کھل سکتا ہے نا؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔سرد ہوا سے

اس کے بال لہرا رہے تھے۔ پتوں میں سرسراہٹ تھی۔ فضا جیسے سمندر کو منجمد کر رہی تھی۔

"تم نے منجمد ہوتے منظروں کو دیکھا ہے دانیال مرزا؟ دیکھنے والی نگاہ کو لگتا ہے منظر منجمد ہو گئے اور اب زندگی کوئی احساس اس سے میں باقی نہیں مگر زندگی وہاں ہوتی ہے۔ تم نے سنا نہیں۔ وہ منظر ہولے ہولے سانس لیتے ہیں۔" وہ دھیمے لہجے میں بنا اس کی سمت دیکھے بولی تھی۔ دانیال مرزا اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

وہ لڑکی عجیب تھی۔ محبت میں انتہا پسند...... زندگی میں آگے اور یہ سمت کس راہ کی طرف جاتی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو دانیال مرزا؟" وہ یکدم ملامت سے بولی تھی۔

"میرال حسن تم محبت کرنے کے آداب جانتی ہو ایک غلط سمت سفر کر رہی ہو۔" وہ مسکرایا تھا۔

"تمہیں اندازہ کیسے ہوا کہ میں کسی غلط سمت چل رہی ہوں؟" وہ مسکرائی تھی پھر دانیال کے کچھ بولنے سے قبل ہی بولی تھی۔

"محبت کو اس سے سروکار نہیں ہوتا دانیال مرزا کہ کوئی کتنا چاہتا ہے۔ چاہے کوئی مخالف سمت پر کھڑا ہو۔ محبت سمتوں کا تعین نہیں کرتی۔" وہ جاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اور دانیال مرزا مسکرا دیا تھا۔

"محبت ایسے نہیں ہوتی میرال حسن...... یہ جنون ہے اور جنوں کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ جنوں بنا قدموں کے چلتا ہے اور بنا آہٹ آگے بڑھتا ہے اور لا کر وہاں کھڑا کر دیتا ہے جہاں تمام راستے اختتام پذیر ہو جاتے ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا اور وہ چلتے چلتے رک گئی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے دانیال مرزا میں کب سے ابان شگری کو چاہ رہی ہوں؟"

وہ چپ رہا تھا اور تبھی وہ بولی تھی۔

"میں نے اسے تب سے جانا، خود اپنے ساتھ پایا ہے۔ وہ میرا پہلا احساس ہے اور وہ میرے ساتھ انگلی تھام کر چلتا رہا ہے۔ اگرچہ میں جانتی ہوں وہ میرے ساتھ کہیں نہیں ہے مگر میں بھی اس احساس کے ساتھ چلتی رہی...... میں ہار ماننا نہیں چاہتی، ہارنا نہیں چاہتی، تھک کر رکنا نہیں چاہتی۔ یہ سفر تھمنے کا نہیں۔ میں نہیں جانتی کل کیا لے کر آئے گا مگر میں ابان شگری سے بہت محبت کرتی ہوں اور اس کا احساس میرے ساتھ ہے۔"

وہ بہت پر اعتماد طریقے سے مسکرا رہی تھی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

☆ ☆ ☆

ابان شگری نے اس چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ پر سکون انداز میں دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر جانے کیا سوچ کر اس نے اٹھ کر بیڈ تک کا دو قدم کا فاصلہ عبور کیا تھا اور اتباع منصور کے پاس جا رکا تھا۔

وہ بہت آہستگی سے بنا رکاوٹ کے سانس لے رہی تھی۔ وہ تسلی کرنا چاہتا تھا جیسے۔ وہ چہرہ بہت بھلا لگ رہا تھا یا اسے اس سے ہمدردی ہوئی تھی؟ وہ اس چہرے کو بہت ملائمت سے چھو کر دیکھنے لگا تھا۔

ڈاکٹر افتخار آ کر اتباع منصور کو دیکھ کر گیا تھا۔ انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا تھا مگر ابان شگری نے ضروری ٹیم کے ساتھ ضروری آلات فارم ہاؤس پر طلب کر لئے تھے۔

وہ ڈاکٹرز اور چند پیرا میڈیکل سٹاف کی ٹیم اتباع منصور کی دیکھ بھال اور کسی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے وہاں موجود تھی۔ شاید وہ اتباع منصور کی حالت دیکھتے ہوئے کسی طرح کا کوئی رسک لینا نہیں چاہتا تھا۔ یہ علاقہ شہری آبادی سے بہت دور تھا اور اتباع کی طبیعت بگڑنے پر ڈاکٹر افتخار کو ٹائم لگتا تھا۔ اس لئے اس نے ڈاکٹر افتخار کو مستقل یہاں پر روک لیا تھا اور ان کے ساتھ ان کے اسسٹنٹ بھی آ گئے تھے۔

وہ اتباع منصور کا ہاتھ تھامے کھڑا اسے متواتر دیکھ رہا تھا جب فون بجا تھا۔ ڈاکٹر افتخار کی کال تھی۔ اس نے احتیاطاً موبائل فون کر سائیلنٹ کر دیا تھا تا کہ اتباع منصور کی نیند ڈسٹرب نہ ہو۔

''کہیے مسٹر ڈاکٹر افتخار......؟''

''مسٹر شگری مجھے پوچھنا تھا مسز شگری کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

''سو رہی ہے۔ دواؤں کا اثر ہے شاید۔ ان دواؤں کا اثر کب تک رہے گا؟ کوئی پریشانی کی بات تو نہیں؟''

''دو تین آور سونے دیں انہیں۔ نہیں پریشانی کی بات نہیں مسٹر شگری۔ میں جاگ رہا ہوں۔ جیسے ہی ضرورت محسوس کریں، کال کر لیجیے گا۔'' ڈاکٹر افتخار نے کہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔'' ابان شگری نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

شاید اتباع کے معاملے میں وہ کسی اور پر ٹرسٹ نہیں کرتا تھا تبھی آنے والے اسٹاف کو بنا اجازت کمرے میں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ابان شگری اپنی چیزوں کے بارے میں اتنا ہی محتاط تھا یا پھر اتباع منصور کے لئے تھا؟

یہ کوئی احتیاط تھی یا پھر وہ کیئرفل تھا یا اسے اتباع پر یقین نہیں تھا؟ مگر وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ رہا تھا۔

اگر یہ محبت تھی تو اپنی انتہا پر تھی۔ شاید ابان شگری نفرت کے احساس کو بھی انتہا پر رکھنا چاہتا تھا۔ اگر وہ اسے Spy سمجھتا بھی تھا تو اس کی حفاظت کرنا جیسے وہ ضروری خیال کر رہا تھا۔

یہ صرف دشمنی نبھانے کو تھا؟

وہ اتباع منصور کو صرف قیدی بنا کر رکھنا چاہتا تھا؟

یا کوئی محبت کا احساس تھا؟

وہ اتباع منصور کے بہت پاس رہا تھا مسلسل جاگتے ہوئے۔

وہ بیٹھ کر اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ چیک کرنے لگا تھا۔ اتنے دنوں سے اس نے آفس کا کوئی کام نہیں دیکھا تھا۔ یحییٰ نے اس کی تمام ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ وہ متواتر بزی تھا اور ابان شگری سے رابطے میں تھا۔

یحییٰ کی فیملی جانا نہیں چاہتی تھی مگر ابان نے ان کو واپس بھجوا دیا تھا۔ یحییٰ کا فون تھا۔ ابان شگری نے لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے یحییٰ کا فون اٹھایا تھا۔

''بولو یحییٰ...... تم نے فائل دیکھ لی تھی؟ او کے ٹھیک ہے، فائل مجھے بھجوا دو، میں سائن کر دوں گا۔ سنو مجھے ڈسٹرب مت کرنا جب تک کوئی ضروری کام نہ ہو۔'' دوسری طرف یحییٰ نے شاید مثبت جواب دیا تھا تبھی ابان شگری نے مطمئن ہو کر فون کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور لیپ ٹاپ پر کوئی کام کرنے لگا تھا۔ پوری توجہ لیپ ٹاپ پر کام پر ہونے کے باوجود وہ اتباع منصور سے غافل نہیں تھا۔ اتباع منصور پرسکون سو رہی تھی۔ ابان شگری مطمئن دکھائی دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد
دل تو چاہا پر شکستِ دل نے مہلت ہی نہ دی
کچھ گلے شکوے بھی کر لیتے مناجاتوں کے بعد
ان سے جو کہنے گئے تھے فیض جان صدقہ کئے
ان کہی ہی رہ گئی وہ بات سب باتوں کے بعد

اشعر ملک ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''یار فیض چاچا کی باتوں میں ایک الگ مزہ ہے جیسے کوئی دل پر مرہم رکھتا ہے بنا جتائے بنا کسی کو بتائے کہ درد کتنا ہے اور محبت کتنی ہے......!!'' اس نے مسکراتے ہوئے قاسم کو دیکھا تھا۔

قاسم لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے سر ہلانے لگا تھا۔

''مسٹر واٹسن سے بات ہوئی ہے۔ تھنکز آر گوئنگ ویل۔ تمہاری قسمت اچھی ہے اشعر ملک...... ابان شگری غافل ہے اور اپنے فارم ہاؤس پر اپنی مسز کے ساتھ مسلسل دنیا سے رابطہ منقطع کئے بیٹھا ہے۔'' قاسم مسکرایا تھا۔

اشعر ملک سرور سے مسکرایا تھا۔

''ابان شگری کے ہوش اڑانے کے لئے بہت سا انتظام ہے۔ وہ لوٹے گا تو اسے بہت کچھ سرپرائز گفٹ کے طور پر ملے گا۔ اس

کے نکاح پر کوئی پھلجھڑی سی کوئی پٹاخہ تو چھوڑنا ضروری ہے نا؟ آخر کو پرانا کلاس میٹ ہے اور میرا چھوٹا بھائی...... یارا پتہ کرو وہ اتنے دن سے وہاں فارم ہاؤس پر کر کیا رہا ہے۔ یہ سوچ کر مجھے تو نیند نہیں آتی کہ وہ چاند میرے رقیب کے پہلو میں ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے

تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے

''یارا قاسم دل جلتا ہے یارا...... سکون نہیں ہے۔ مسٹر واٹسن سے کہو، جو کرنا ہے جلدی کرے۔ انتظار نہیں ہوتا۔ ابان شگری کو چھوٹا سا جھٹکا لگنا ضروری ہے۔ دل کو کچھ تو سکون ملے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''مسٹر واٹسن سے بات ہوئی تھی اور ان کی ای میل بھی آئی ہے۔ تھنگز آل ریڈی آن ٹریک۔ ویسے تمہیں یہ ڈرنک لینا کچھ کم کرنا چاہیے۔ بیمار پڑ جاؤ گے۔ آج کل تم بنا ہاتھ روکے پی رہے ہو۔'' قاسم نے ڈپٹا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''فیض چاچا کی بات سنو گے؟'' سوالیہ نظروں سے قاسم کی طرف دیکھا تھا۔

قاسم مسکرایا تھا تبھی اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

''یارا محبت سونے نہیں دیتی...... سو جاؤ تو نیند سے جگا دیتی ہے اور پھر جاگتے ہوئے اسے سوچتے ہوئے جاگنے کا احساس نہیں رہتا۔ وہ جب بات کرے گا تو اس سے پوچھنا ہے چرانے آئے تھے تو نیند ہی کیوں چرائی؟ دل بھی تو وہیں کہیں آس پاس تھا وہ کیوں نہیں چرالیا؟'' اشعر ملک عجب اک یاس سے مسکرایا تھا۔

''سن چاچا فیض کیا کہتے ہیں۔'' وہ اسے مسرور دکھائی دیا تھا جیسے خیالوں میں کسی چہرے کو دیکھ رہا ہو۔

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں

راہرو ہو گا، کہیں اور چلا جائے گا

ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار

لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ

سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگزر

اجنبی خاک نے دھندلا دیئے قدموں کے سراغ

گل کرو شمعیں، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ

اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو

اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا

''میں اس کے قدموں کی آہٹوں کو سننا چاہتا ہوں قاسم۔ وہ آئے تو زندگی کا احساس آئے گا۔ اس کے قدموں سے لپٹی مہک......

میرے اطراف میں ایک ہلچل کرے گی اور میں جانا پاؤں گا کہ زمین پر اب بھی معجزے ہوتے ہیں۔ اس کا احساس کسی انکشاف جیسا ہے۔ وہ دورہ کر خیالوں کے ذکر کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ دیکھو میرے زمانے ایسے رک گئے ہیں جیسے اس نے مٹھی کو زور سے بند کیا ہے اور واپس کھولنا بھول گیا ہے۔ اف محبت! قاسم یارا...... ایک بات ماننے والی ہے۔ اس محبت نے بیچ میں میری بینڈ بجادی ہے۔ مجھے خبر نہیں تھی اتنی مشکل ہوگی۔'' وہ مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''دلچسپ کام تھا۔ آغاز کیا تھا تو عجیب ایک لطف آیا تھا۔ دل کو کھیلنے کو چاہا...... آغاز کیا اور اب کھیل میں جان کو آ گیا ہے یارا...... میری تو بینڈ بج گئی!'' وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

''محبت اتنی ہی مشکل ہوتی ہے اشعر ملک۔'' قاسم لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

اشعر ملک نے سر ہلا کر جیسے اتفاق کیا تھا۔

''میں نے محبت کو بھی قرینہ بنایا ہے یارا...... دیکھو کیسے سارے آداب نبھا رہا ہوں۔ درد میں ہوں مگر کراہ نہیں رہا۔ پھر دیکھ لو ہوں نا میں بیسٹ؟'' وہ آنکھ دباتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!'' اشعر ملک اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

تو نے دیکھی ہے وہ پریشانی، وہ رخسار وہ ہونٹ
زندگی جن کے تصور میں لٹادی ہم نے......!

''قاسم یارا اس کا ذکر دوا کا کام کرتا ہے، شفا دیتا ہے، حوصلہ دیتا ہے۔ اسے دیکھنے کو نظر ترستی ہے تو یقین ہوتا ہے محبت میرے اندر سانس لے رہی ہے۔'' اشعر ملک عجب حسرت و یاس سے مسکرایا تھا۔

قاسم کو اسے دیکھنا ضروری لگا تھا۔

''تم ٹھیک ہو نا اشعر ملک؟'' اس نے پوچھنا ضروری خیال کیا تھا۔ اشعر ملک نے سر ہلایا تھا۔ وہ بہت دگرگوں لگا تھا۔ کھڑا ہوا تھا۔ لڑکھڑایا تھا۔ قاسم نے فوراً آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا تھا۔

اشعر ملک اس کا ہاتھ ہٹاتا ہوا مسکرایا تھا۔

''ابھی اتنا ناتواں نہیں ہوا ہوں قاسم۔ محبت ساتھ ہے ابھی آسرا دینے کو۔ مجھے اتنا کمزور نہ جانو۔ ابھی تو محبت نے پڑاؤ ڈالا ہے۔ قدم قدم ساتھ چل رہی ہے۔ ابھی تو کھیل کا آغاز ہوا ہے۔ محبت کا ایک وصف ہے یارا...... محبت کمزور نہیں ہونے دیتی۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔'' وہ ایک آنکھ دبا کر بولا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ کمرے میں اس کے اراد گرد کوئی نہیں تھا۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی تھی مگر دماغ بری طرح چکرا رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

ابان شگری کمرے میں نہیں تھا۔ اسے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ حلق سوکھ رہا تھا۔ اتباع منصور نے بمشکل ہمت کی تھی۔ اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اس کا سر بری طرح چکرایا تھا مگر وہ ہمت کر کے کھڑے ہونا چاہتی تھی۔ ایسے بے ہمت ہو کر بیڈ پر پڑے رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ وہ اس طرح کم ہمت بنے نہیں رہنا چاہتی تھی۔

وہ مسلسل دواؤں کے زیر تھی اور دواؤں کے اثر سے اس کا دماغ مسلسل غنودگی کا شکار تھا۔

اسے یاد آ رہا تھا کچھ دھندلے منظر...... کچھ لفظ مگر کچھ واضح نہ تھا۔ سب کچھ کہیں گڈمڈ ہو رہا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ سر چکرا رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ چکرا کر زمین پر گرتی ابان شگری نے آگے بڑھ کر سرعت سے اسے تھام لیا تھا۔

اتباع منصور کے ناک کے نتھنوں میں اسکی مخصوص مہک ٹکرائی تھی۔ ابان شگری کی موجودگی کا احساس...... اسکے وجود کا تحفظ......

اتباع منصور کے گرد اس کی مضبوط گرفت...... اس کو یکدم لگا تھا وہ کسی بہت محفوظ پناہ میں ہے جہاں وہ بہت محفوظ ہے۔

اتباع منصور اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ مہربان سایہ دار گھنا پیڑ لگا تھا۔ اتباع منصور اسے اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی تھی جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔

اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"میں...... میں تمہیں جانتی ہوں۔" وہ پورے وثوق سے بولی تھی۔

ابان شگری جانتا تھا وہ مسلسل دواؤں کے زیر ہے تبھی سر ہلایا تھا۔

"ہاں تم مجھے جانتی ہو......" وہ جیسے اسے انکار کر کے یا کچھ مزید کہہ کر اس کے دماغ پر کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ اتباع منصور کے لئے کسی طرح کا دباؤ اس کی حالت مزید دگرگوں کر سکتا تھا سو شاید ابان شگری کو اسے اسی طرح جھیلنا تھا کہ اس کی ہر طرح کی بے سر پیر والی بات پر اس کی ہاں میں ہاں ملاتا۔

"اوہ مجھے ٹھیک لگا تھا۔" وہ جیسے مطمئن ہوئی تھی مگر ابان کو فکر ہوئی تھی۔ کہیں بہت سرد موسم میں یخ بستہ سرد پانی کے نیچے بیٹھ کر مسلسل بھیگنا کہیں اس کے حواسوں پر اثر تو نہیں کر گیا تھا یا اس کی کوئی وین تو متاثر نہیں ہوئی تھی؟ ایسا ہونے پر ہی دماغ کی ایسی کیفیت ہو سکتی تھی۔ کوئی وین damage ہونے پر بھی دماغ کی صلاحیتوں پر فرق پڑتا ہے اور دماغ کام نہیں کرتا۔ اسے ڈاکٹر افتخار سے بات کرنا تھی اور اس کا MRI کرانا ضروری لگا تھا۔

اس احساس سے کہ وہ پوری صلاحیتوں سے اسے پہچان نہیں پا رہی ابان شگری کو ایک دھچکا سا لگا تھا۔ جانے کس خیال سے اس

نے اتباع منصور کو اپنے ساتھ کھینچ لیا تھا۔ یہ احساس شرمندگی تھا یا احساس ندامت؟ ابان شگری کے فعل کے باعث اتباع منصور کی یہ حالت تھی۔ اس کی کھری کھری سنانے کے بعد...... الزامات کے بعد وہ غائب ہوئی تھی۔ ایسا کیا ہوا تھا کہ اتباع منصور جا کر آبشار کے پیچھے بیٹھ گئی؟ اگر اسے ابان شگری پر غصہ تھا تو وہ اسے کھری کھری سنا سکتی تھی۔ اگر وہ اشعر ملک اور اس کی سازشوں کا حصہ نہیں تھی تو وہ صاف کہہ سکتی تھی۔ سخت لفظوں میں جتا سکتی تھی مگر وہ خاموش کیوں ہو گئی تھی؟

اور انتہائی اقدام کیوں اٹھا بیٹھی تھی؟ ایسا کیا کیا تھا جس نے اتباع منصور کو اتنا Hurt کیا تھا؟ کیا صرف ابان شگری کے الفاظ یا کچھ اور بھی؟ ابان شگری کے لیے اس کا پتہ کرنا ضروری تھا۔ اسے بہت شرمندگی ہوئی تھی۔ شاید وہ اس لڑکی کو اتنی تکلیف دینے کا باعث بنا تھا۔ تو اگر وہ ازالہ کر سکتا تو کیا کر پاتا؟

اگر ابان شگری سدِ باب کی کوئی راہ دیکھ رہا تھا تو یہ اس زمین پر کوئی معجزہ تھا۔ وہ ازالہ کرنے والوں میں نہیں تھا شاید یا اپنی غلطی مان لینے والوں میں سے نہیں تھا۔

وہ جھکنا نہیں جانتا تھا۔ اس کا غرور اسے اس کی اجازت نہیں دیتا تھا مگر اس لیے وہ اتباع منصور کو کھینچے کھڑا تھا اور وہ بول رہا تھا۔

"ہاں مجھے لگا تھا میں تمہیں جانتی ہوں...... !!" اتباع منصور نے اپنی بات کو دہرانا ضروری خیال کیا تھا۔

"تم وہی ہو نا جو مجھ سے محبت کرتے ہو اور حیلے بہانے سے کرتے ہو؟ جس کی ناک اتنی بڑی ہے تین سینٹی میٹر سے بھی زیادہ؟ نہیں...... کم ہے...... شاید...... سوا تین سینٹی میٹر سے بھی زیادہ؟" وہ سوالیہ نظروں سے ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی اور ابان شگری کو اس کے بے معنی بات میں اس سے اتفاق کرنا بہت ضروری لگا تھا بصورت دیگر اتباع منصور کو اپنے دماغ پر مزید دباؤ ڈالنا پڑتا تھا۔ وہ اس کی تلاش بتک کے شروع کو مکمل کرنا ضروری خیال کر رہی تھی سو ابان شگری نے اثبات کی مہر ثبت کر دی تھی۔

"سوا تین سینٹی میٹر...... ہاں شاید اتنی ہی...... !!" وہ ہم خیال ہوا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی ناک کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس کی ناک کو چھو کر دیکھا تھا پھر انگلی کی مدد سے ناک کی measurement لینا ضروری سمجھا تھا۔

کچھ دیر تک وہ الجھن کا شکار رہی پھر کچھ سوچ کے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"ہاں...... ٹھیک ہے...... سوا تین سینٹی میٹر ہی بن رہی ہے۔" عجیب معصومیت بھرا انداز تھا اور اس سے زیادہ حماقت پر مبنی مگر اتباع منصور خود نہیں جانتی تھی کہ وہ اس لیے کیا کر رہی تھی۔ ایک تو مسلسل دواؤں کا اثر تھا اس پر۔ وہ پر یقین نہیں تھا کہ اگر اس کی کوئی ذہنی متاثر ہوئی تھی۔

"اور اس سوا تین میٹر ناک پر اتنا ڈھیر سا غرور کیسے بیٹھ جاتا ہے؟ تم تو شاید اتنی لمبی ناک پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے ہو گے نا؟" اتباع منصور کے لئے جاننا جیسے بہت ضروری تھا۔

''نہیں ناک پر مکھی کا بیٹھنا منع ہے۔'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور نے اس کے جواب پر غور کرتے ہوئے سوچا تھا اور پھر بولی تھی۔

''مگر کیوں؟ کیوں نہیں بیٹھ سکتی مکھی تمہاری پر؟ اس لئے کہ ناک بہت لمبی ہے؟ اوہ...... مکھیوں کو Hiking نہیں آتی کیا؟''

اتباع منصور کا سوال انتہائی احمقانہ تھا۔ اگر وہ اسے پورے ہوش وحواس میں ایسا کوئی سوال کرتا تو اتباع منصور کی خیریت کو ضرور خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔

یا پھر اگر وہ مکمل ہوش وحواس میں ہوتی تو اس لمحے اس کی گرفت میں سہارا لے کر کھڑی اتنے احمقانہ سوال نہیں کر رہی ہوتی۔

''نہیں مکھیوں کو Hiking نہیں آتی تبھی وہ بلندی پر نہیں جا سکتیں۔'' ابان شگری نے قبول کیا تھا۔ وہ اتباع منصور کا چہرہ...... اس چہرے پر موجود حیرت بغور دیکھ رہا تھا۔

''اوہ......سوا تین سینٹی میٹر لمبی ناک کا اتنا فائدہ ہے؟'' وہ جیسے حیران ہوئی تھی پھر انکار میں سر ہلانے لگی تھی۔

''لیکن تم نے میرے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں؟''

''کون سا سوال؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''یہی کہ تم وہی ہونا جو مجھ سے محبت کرتے ہو؟ بے حد...... بے تحاشہ محبت؟'' وہ چونکا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری کو قبول کرنا ایک لحہ کو محال لگا تھا۔

مگر پھر بہت آہستگی سے بولا تھا۔

''ہاں میں ہی ہوں۔'' وہ نہیں جانتا تھا وہ کس کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ شاید اشعر ملک؟ اس کے دماغ میں اشعر ملک کا نام ابھرا تھا۔

کیا اشعر ملک اس قابل تھا کہ اتباع منصور اس سے محبت کر سکتی؟ وہ سوچ نہیں سکا تھا۔

''کون ہو تم؟'' اتباع منصور نے اس کی سمت سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ اس بے معنی سوال کا جواب دینا بے معنی تھا مگر ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''وہی جسے بہت...... بے حد...... بے تحاشہ محبت ہے!''

''کس سے؟'' اتباع منصور کو شاید واضح سنتا تھا یا یہ سوال اسے تنگ کر رہا تھا یا پھر اس کا دماغ ایک نقطہ پر اٹک گیا تھا۔

''تم سے......!'' وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا بولا تھا۔ اتباع منصور نے بچوں کی سی معصومیت سے ایک لمحے کو سوچا تھا اور پھر دوسرا سوال داغ دیا تھا۔

"لیکن تم ایسی محبت کیوں کرتے ہو؟" وہ سب کچھ آج ہی جان لینے پر بضد تھی۔

"پتہ نہیں!" وہ عجب بے خبر لہجے میں بولا تھا۔

"کیا نہیں پتہ؟ تمہیں پتہ ہونا چاہیے نا...... ایسے کیسے اتنی محبت کر سکتے ہو؟"

"بس کرتا ہوں...... ضروری لگتا ہے۔" ابان شگری نے الجھنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور آرام سے جواب دے دیا تھا۔ اتباع منصور کے لئے یہ جواب ایک سوال سے دوسرا سوال کھلنے کا موجب بن رہا تھا۔ جیسے ایک ونڈو سے آگے دوسری ونڈو کھلتی ہے۔

"کیونکہ تم ضروری ہو...... بہت زیادہ ضروری۔" وہ اس کے مطلب کا جواب دیتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور نے سر ہلایا تھا۔ جیسے اس کے لئے یہ جواب تسلی بخش تھا۔

"اچھا میرا نام کیا ہے؟" ابان شگری نے تسلی کرنا چاہی تھی کہ وہ اسے کون قیاس کر رہی ہے۔ تبھی پوچھا تھا۔ مگر اتباع منصور نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ دی تھی اور بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"شش...... سنو، ایک بات منع ہے۔ اب پوچھنا مت...... اچھا بتا دیتی ہوں پوچھنا مت...... سوال کرنا منع ہے۔ بس سنو چپ چاپ۔ جو پوچھوں بس اس کا جواب دو اور کوئی بات نہیں۔ اگر میں تمہارے لئے ضروری ہوں تو میرے سوال بھی ضروری ہونے چاہئیں۔ میں جانتی ہوں تمہیں سوالوں سے نفرت ہے مگر تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ اتنی محبت کہ تم چاند تاروں کو ان کی جگہ سے سرکا سکتے ہو۔ کہا تھا نا تم نے؟" ابان شگری کے سوالی جواب تھا یہ۔ کیا اتباع منصور اس کی سوچوں کو پڑھ رہی تھی؟

وہ جان پا رہی تھی کہ ابان شگری کے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟ اس حالت میں بھی؟ جب وہ کچھ زیادہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ابان شگری اس کے دماغ میں تھا؟

"ہاں میں ہی ہوں جو تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہے۔

I want to move the planets and the stars to be with you every moment of the rest of my life!"

ابان شگری نے مدھم سرگوشی میں کہتے ہوئے اتباع منصور کے forehead پر مہر ثبت کی تھی۔

اتباع منصور نے سر اٹھا کر دیکھا تھا اور کچھ سوچ کر سر ہلایا تھا۔

"ہاں یہی...... یہی کہا تھا تم نے...... اور...... اور بھی کچھ کہا تھا۔ تمہیں یاد ہے وہ؟" اتباع منصور کو جیسے اس کے سارے لفظ یاداشت میں ابھی محفوظ کرنا تھے۔ وہ اصرار کر رہی تھی اور ابان شگری کے لئے اس وقت بہت سی غیر اہم چیزیں بھی جیسے دنیا کی سب سے ضروری چیزوں میں شامل ہو گئی تھیں۔ اتباع منصور کی لایعنی، بے سر و پیر باتوں کا کوئی مطلب نہیں تھا جیسے مگر ابان شگری اسے اتنی توجہ سے سن رہا تھا جیسے دنیا کا سب سے اہم کام یہی تھا۔ تبھی وہ سر جھکا کر بولا تھا۔

"I love you to the end of the universe and beyond- you're my shining star in the sky."

مدھم سرگوشی میں جیسے ہزار معنی پنہاں تھے۔ابان شکری اس کی سماعتوں کو کئی اقرار سونپ رہا تھا۔کچھ لفظوں میں، کچھ خاموشی میں اور وہ اقرار ان دونوں کے ارد گرد ایک دائرہ بنا رہے تھے جو دائرہ سمٹتا جا رہا تھا۔وہ اس محدود دائرے میں چپ چاپ کھڑے تھے۔
اظہار کے کئی طریق تھے۔محبت کو خوشی سو محبت اطراف میں پہرہ دے رہی تھی اور تمام ماحول مجسم تھا۔جیسے سانس لینا بھول گیا ہو۔ابان شکری سر جھکا کر محبت کے نام کئی عرضیاں کر رہا تھا۔ان گزارشات میں لفظ نہیں تھے مگر بہت سے معنی تھے۔اور ان معنی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔

"تمہاری باتوں کے معنی عجیب ہیں اور میں ان فضول بے سر پیر کی باتوں کو بغور سننا چاہتا ہوں۔کیوں کہ ان باتوں میں بہت سے راز کھلتے ہیں۔ان رازوں کو اعداد و شمار کرنے میں اپنی تمام عمر یہاں ایک لمحے میں گزار سکتا ہوں۔جنوں کے پیر نہیں ہوتے اور تمہاری باتوں کے بھی کوئی سر پیر نہیں ہیں۔جیسے جنوں بے خود کرتا ہے ویسے ہی تمہاری باتوں کو ضد ہے مجھے خود میں شامل کرنے کی اور اپنے ساتھ باندھ کر رکھنے کی۔"

ابان شکری کا مدھم لہجہ اس گھڑی ابتاع منصور کی سماعتوں میں تھا اور وہ بغور اسے دیکھتی ہوئی سن رہی تھی۔

"میرے پاس اختیار ہے۔تم روک نہیں سکتے نا؟" وہ ابتاع منصور کو جیسے وہ شخص زبانی یاد تھا۔اس کی باتیں......اس کا لہجہ اور وہ جیسے مکمل اختیار رکھتی تھی اس پر......وہ جتا رہی تھی کہ اسے حق ہے۔وہ سر اٹھائے اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ابان شکری نے اس کے چہرے پر جھک کر اسے بغور دیکھا تھا۔

"ہاں تمہیں حق ہے۔سارے حقوق تمہارے نام ہیں۔اگر تم جانتی ہو تو۔" ابان شکری کی سرگوشی میں کتنے معنی تھے مگر وہ تر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

اور اس کی آنکھیں سمندر بننے لگی تھیں۔وہ چہرہ پھیر گئی تھی۔کیا راز تھا؟ وہ اتنے دکھ سے کیسے بھر گئی تھی یکدم؟ وہ کیا جھٹلانا چاہ رہی تھی؟ کن لفظوں کی نفی کر رہی تھی؟

ابان شکری نے سر جھکا کر ان آنسوؤں کی نمی کو اپنے لبوں سے چنا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ کوئی حق نہیں تمہیں؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ابتاع منصور نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اس کی سمت دیکھا بھی نہیں تھا۔

"کیا چاہیے تمہیں؟ اور کتنا اختیار؟ چاہو تو میری ہستی کو مٹا دو......فنا کر دو...... چاہو تو بنا دو، سنوار دو۔" ابان شکری نے مدھم لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے اس خفا خفا سے چہرے کو دیکھا تھا۔

اتباع منصور کی آنکھوں سے دو آنسو بہت خاموشی سے نکلے تھے مگر بے وقعت ہونے سے قبل ابان شگری نے انہیں چن لیا تھا۔
اتباع منصور سر اٹھا کر دیکھنے لگی تھی۔ابان شگری اس چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔
اس کی اس کیفیت پر جیسے وہ بے چین ہوا تھا۔اس کا بولنے کا منتظر تھا جیسے...... لفظ لفظ سننا چاہتا تھا اسے۔لفظ لفظ پڑھنا چاہتا تھا مگر اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھے بنا سر انکار میں ہلا یا تھا۔
"تم منافق ہو...... جو کہتے ہو کرتے نہیں ہو۔غافل ہو جاتے ہو۔دانستہ الزام لگاتے ہو۔کہتے ہو اختیار ہے، چاہوں تو مٹا دوں، فنا کر دوں مگر تم ایک پل میں سارے اختیارات چھین لیتے ہو...... خالی کر دیتے ہو!" اس کا لہجہ منجمد ہونے لگا تھا...... سرد...... یخ بستہ...... اجنبی...... جیسے وہ اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی۔وہ نظریں پھیر گئی تھی۔
"اور یہ میری وجہ سے ہے سب؟" ابان شگری کو اپنی غلطی شمار کرنا کچھ مشکل لگا تھا جیسے۔اتباع منصور خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔وہ نگاہ شکوہ کر رہی تھی۔کئی گلے تھے ان آنکھوں میں،کوئی سوال تھے اور ابان شگری کو جیسے اس کا تدارک کرنا تھا۔وہ امید رکھتی تھی اس سے۔
ابان شگری نے اس کی سمت بغور دیکھا تھا پھر آہستگی سے پوچھنے لگا تھا۔
"کیا کروں؟ تم چاہتی ہو میں تدارک کروں؟ کوئی سدِ باب؟" وہ جیسے اس کے ہاتھ تمام اختیار سونپ دینے کا سوچ رہا تھا۔اور تمام زمانے اسے دے دینے کا تعین کر رہا تھا۔
اتباع منصور کے لئے وہ اہم ہونا چاہیے تھا مگر وہ ہوش و حواس میں نہیں تھی۔نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے ہاتھ میں کیا رکھتی ہے۔ابان شگری جھک کر اسے وہ لمحے سونپ رہا تھا جن کے بارے میں اسے کوئی ادراک نہیں تھا اس لمحے۔
سونپ دینے کا وقت غلط چنا تھا ابان شگری نے۔سدِ باب کا طریقہ ٹھیک تھا یا نہیں مگر اتباع منصور ان زمانوں کے کسی ذائقے کو یاد رکھنے کی کیفیت میں نہیں تھی۔
سونپ دیئے تمام اختیار...... سب تمہارے ہاتھ ہے اب اور کیا؟" وہ جیسے اس کا ہر حکم ماننے کا پابند ہو رہا تھا۔اس کی ہر بات ماننے کو وہ اپنا فرض سمجھ رہا تھا۔اگر یہ سب وہ پہلے کرتا تو کیا وقعت ہوتی اس کی؟
کتنی قیمت ہوتی اس کی؟
مگر اس لمحے اتباع منصور حیرت سے دیکھ رہی تھی اسے۔اچانک وہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔اس کے شکوے کمال عروج پر تھے۔
"تم صرف کہتے ہو...... کرنے کا وقت آتا ہے تو تم اجنبی بن جاتے ہو۔بہت غافل ہو جاتے ہو اور میں حیران رہ جاتی ہوں۔تمہارے حرف منجمد کر دیتے ہیں مجھے۔تمہارا تغافل جان لیتا ہے میری...... اور میری!" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔پھر ابان شگری کے چہرے کو ہاتھ بڑھا کر ملائمت سے چھوا تھا اور شہادت کی انگلی اس کے لبوں پر رکھ دی تھی اور بغور اسے دیکھنے لگی تھی۔
"تمہارے لبوں سے جو لفظ نکلتے ہیں انہیں مرہم کا کام کرنا چاہیے مگر تم ہر بار دل دکھاتے ہو...... پہلے سے کہیں زیادہ...... ان

ہونٹوں کو مرہم رکھنا سکھاؤ...... آداب محبت آنا ضروری ہے۔" وہ بہت افسردہ ہو کر سر جھکا گئی تھی اور پھر جیسے تھک کر ابان شگری کے فراخ سینے پر سر رکھ دیا تھا۔

"تم موسم بنا جاتے ہو، لمحہ لمحہ رنگ بدلتے ہو اور میں زمین ہی تمہارے قدموں کے شور کو سنتی ہوں۔ تمہارے کھردرے لہجے کی موسم رک جاتے ہیں۔ شک کی فضا ٹھہر جاتی ہے اور تم اندیشوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ تم ایسے کیوں بن جاتے ہو؟ تم ویسے کیوں نہیں رہتے جیسا میں سوچتی ہوں؟ جیسا میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں؟" یکدم وہ سر اٹھا کر ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ وہ بغور اسے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"اور میں آسمان بن جاؤں تو اچھا لگے گا تمہیں؟ کیا کروں؟ ویسا بن جاؤں جیسا تم سوچتی ہو؟ جہاں تک نگاہ اٹھائیں میں دکھائی دوں؟ یہی چاہتی ہو تم؟" وہ بدگمانیاں ختم کرنے کے درپے تھا۔ کوئی بات کر رہا تھا یا یہ محض وقتی تدبیر تھی اسے مطمئن کرنے کی، خوف سے نکالنے کی؟

وہ اس کو اس ٹرانس سے نکلنے میں مدد دے رہا تھا یا واقعی کوئی معنی تھے اس کے؟ اتباع منصور کی بے معنی باتوں کے جواب دینا وہ ضروری خیال کر رہا تھا۔ کیا یہ تدبیر تھی لمحوں کے شکوے منانے کی؟

وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔

"تم پھر ویسے بن جاؤ گے...... جلا دو گے مجھے...... خاکستر کر دو گے...... ہر بار یہی تو کرتے ہو تم...... میرا وجود مٹا دیتے ہو...... فنا کر دیتے ہو مجھے...... میری ہستی ختم کر دیتے ہو اور پھر زود فراموش بن کر اپنی راہ لیتے ہو...... تمہارے لفظوں میں تضاد ہے۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا...... کچھ یاد نہیں رہتا۔ غافل...... کج رو...... زود فراموش...... اشق القلب...... بہت...... بہت برے ہو تم...... کیسے مان لوں تم سب کر سکتے ہو میرے لئے؟ تم تو پل میں سارے احساس ختم کر دیتے ہو...... دل مار دیتے ہو تم!" وہ بہت مدھم لہجے میں، تھکے ہوئے احساس کے ساتھ بولی تھی۔

ابان شگری کو اندازہ ہوا تھا وہ کتنی ہرٹ ہوئی تھی۔ کتنا دکھ ہوا تھا اسے ابان شگری کے کسی اقدام سے۔ اسے تکلیف ہوئی تھی بے حد...... بے حساب...... اور یہی تکلیف اس کی اس کیفیت کا باعث بنی تھی؟

ابان شگری نے اس چہرے کو دیکھا تھا پھر اسے ساتھ بھینچ لیا تھا۔ وہ بکھری ہوئی لگی تھی اور ابان شگری نے مہربان ہو کر اسے سمیٹ لیا تھا۔ اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر دی تھی۔ اسے قریب کر لیا تھا۔

اتباع منصور ایسے کسی لمحے کی یادداشت اپنے پاس محفوظ رکھنے کے قابل تھی کہ نہیں مگر وہ اس گھڑی بہت مہربان تھا۔ اسے اپنی کل متاع بنائے، بازوؤں میں سمیٹے کھڑا وہ مکمل آسمان بن گیا تھا۔ اتباع منصور کو جیسے اس لمحے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ وہ خاموش کھڑی تھی۔

ابان شگری نے اس کے کان کے قریب مدھم سرگوشی کی تھی۔

"بن گیا آسمان...... مکمل آسمان...... کہیں ختم نہ ہونے والا مکمل آسمان...... میں تم پر سایہ فگن ہوں۔" اسے خود سے بھینچ کر ابان

شگری مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور خاموش رہی تھی۔ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا، وہ نہیں جانتا تھا مگر اسے اس کی خاموشی بہت پریشان کررہی تھی۔

''اور......؟'' ابان شگری جاننے کا خواہاں ہوا تھا۔

''اور کچھ نہیں......'' وہ بنا اس کی سمت دیکھے بولی تھی۔ ابان شگری نے سر جھکا کر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے کھڑی تھی۔ وہ خوش تھی کہ نہیں، وہ نہیں جان پایا تھا مگر وہ تھی شاید۔ وہ بغور دیکھنے پر بھی مکمل یقین کے ساتھ اخذ نہیں پایا تھا۔

''کچھ نہیں؟'' ابان شگری مکمل سماعت بنا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ نگاہ جیسے جاننے کو تجسس تھی اور اتباع سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تم توڑ دو گے سب۔ خواب بنا دو گے سب...... تمہیں یہ وصف آتا ہے...... جانتی ہوں میں تمہیں......'' وہ اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

''کھو کھلے لفظ ہیں...... قلعی کھول دو گے تم...... پھر سست جاؤ گے...... ادھورا آسمان بن جاؤ گے...... مکمل نہیں ہونے دو گے...... نہ مکمل رہو گے۔'' وہ جیسے بے یقین تھا۔ اتباع شگری پر اعتبار کرتے ڈر رہی تھی۔ جیسے اعتبار کرنا نہیں چاہتی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور پھر اس کے ہاتھ پر اپنی محبت کی مہر ثبت کردی تھی۔

اتباع منصور اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری کے اقدام کا کچھ خاص اثر نہیں ہوا تھا اس پر...... وہ بے یقین کھڑی تھی۔ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال لیا تھا۔

''تمہارا چہرہ...... تمہاری آنکھیں......!'' اتباع منصور بولتے بولتے رکی تھی۔

''اور......؟'' وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

''اور...... کے آگے بہت کچھ ہے! تم سمجھ سکو گے؟'' وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے بغور دیکھتے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

''کوشش کروں گا......'' وہ یقین دلانا چاہتا تھا جیسے۔ اتباع دیکھنے لگی تھی۔

''کتنی؟ کتنی کوشش کرو گے تم؟'' وہ مکمل یقین کے دائرے سے باہر کھڑی تھی جیسے۔ بکھر بکھر رہی تھی اور ابان شگری سمیٹنے پر مائل تھا۔ خاموشی سے اتباع کے چہرے کو دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اتنی خفا ہو مجھ سے؟ یقین بھی نہیں کرنا چاہتی؟'' لہجے میں ایک شکوہ تھا جیسے۔

اتباع منصور نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے کاندھے پر سر ٹکا دیا تھا۔

''تم یقین تک بات آنے ہی نہیں دیتے۔ بہت برے ہو تم۔ تمہاری نگاہیں مائل بہ کرم ہوتی ہیں مگر تمہارے سرد سب جامد کر دیتے ہیں۔ بھول جاتے ہو تم جلد...... بہت جلد فراموش کر دیتے ہو۔ یاد نہیں رہتا تمہیں کہ کیا ضروری ہے اور کیا غیر

ضروری...... تمہاری محبت...... محبت کے لفظ خالی رہ جاتے ہیں...... یقین بشارات بن کر اتر جاتا ہے کہیں اور یقین سے خالی لفظوں پر یقین نہیں آتا۔" وہ بہت زیادہ ہرٹ تھی جیسے۔ اس کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔ ابان شکری کو افسوس ہوا تھا جیسے۔

"میں لمحوں کو...... زمانوں کو یقین کے ساتھ باندھ دوں گا۔" وہ مائل بہ کرم ہوا تھا۔

"تم ایسا نہیں کر پاؤ گے۔" اتباع منصور کو یقین نہیں تھا اس کا۔ وہ اعتبار نہیں کر رہی تھی۔ ابان شکری لمحہ بھر کو چپ ہوا تھا پھر نئی توانائی کے ساتھ بولا تھا۔

"میں کر پایا تو؟" وہ پر یقین دکھائی دیا تھا۔

"آزمالوں؟" وہ آنکھیں بند کیے بے فکر لہجے میں بولی تھی۔

"کامیاب ہو گیا تو؟" ابان شکری تمام اختیار استعمال کر لینا چاہتا تھا جیسے اسے یقین دلانے کو مگر وہ لمحہ بھر کو خاموش رہی پھر اسی بے اعتبار لہجے میں بولی تھی۔

"نہیں ہو سکو گے!" یہ یقین سی بے یقینی تھی۔ ابان شکری کو الجھن ہوئی تھی۔

"کیوں......؟" وہ الجھنوں میں گھرا بولا تھا۔

"کیوں کہ...... تمہاری سوا تین سینٹی میٹر لمبی ناک درمیان آ جائے گی نا۔" وہ جتاتے ہوئے یقین سے بولی تھی۔

"تم کمیوں کو Hiking کرتے نہیں دیکھ سکتے کہ کہیں وہ تمہاری لمبی ناک تک پہنچ کر قبضہ نہ جمالیں۔ پھر کیسے ممکن کر پاؤ گے؟ اپنی سوا تین سینٹی میٹر ناک کی لمبائی کو تھوڑا کم کرو تو شاید کچھ ممکن ہو۔" اتباع منصور اپنا تمام غصہ نکالتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شکری نے خاموشی سے اسے سنا تھا۔ وہ مزید سننے کا منتظر تھا مگر کچھ دیر تک جب اتباع منصور کی آواز سنائی نہیں دی تھی تو وہ متفکر ہوا تھا۔ فوراً اسے دیکھا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

"اتباع!" وہ فکرمند ہوا تھا مگر تبھی اس کے ننھے منے خراٹے فضا میں ابھرنے لگے تھے۔ وہ دوبارہ غنودگی میں جا چکی تھی۔ ابان شکری نے اس کے بھولے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کی پیشانی پر ایک مہر ثبت کی تھی پھر اسے بازوؤں پر اٹھا لیا تھا اور بیڈ کی طرف آ گیا تھا۔ بہت احتیاط کے ساتھ اسے بیڈ پر لٹایا تھا اور پھر اس پر کمبل ڈال کر اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ اتباع منصور ایک بار پھر غافل ہو چکی تھی۔ دواؤں کے اثر سے وہ زیادہ دیر تک جاگ نہیں پا رہی تھی۔ ابان شکری نے بغور دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور اطمینان سے اسے دیکھنے لگا تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہ ہو اس کی زندگی میں۔

لمحے ٹھہر گئے تھے...... وقت جیسے رک گیا تھا۔ باقی دنیا ویسے ہی گول گول اپنے مدار کے گرد گھوم رہی تھی مگر جیسے ابان شکری کی زندگی وہیں کہیں رک گئی تھی۔ جامد ہو گئی تھی۔ اتنی کہ اتباع منصور کے ننھے منے خراٹوں کے ساتھ اسے دل کے دھڑکنے کی آواز بھی وہ صاف سن پا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

دانیال مرزا اور میرال حسن بیچ پر ہیں۔ ڈھلتے سورج کے رنگ آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ سارا آسمان رنگوں سے بھرا ہے اور ان رنگوں میں اتنی دلکشی ہے کہ سارے ماحول کو اپنے ساتھ باندھ رہی ہے۔ لہروں کا شور خاموشی میں واضح سنائی دے رہا ہے۔ میرال مسکراتے ہوئے دانیال مرزا کو دیکھتی ہے۔

"یہ خاموشی کتنی اچھی لگتی ہے نا؟ جیسے لہروں کو کوئی بات کہنا اور وہ نا تمام باتوں کے ساتھ دل کے گرد چکر کاٹنے لگتی ہیں۔ جیسے لہروں کو سب پتہ ہے کہ کسی کے دل میں کیا ہے۔ رازوں کی تمام حقیقت خاموشی سے کھل جاتی ہے جیسے۔" میرال حسن کا لہجہ دھیما تھا اور بہت سے موسم اپنے ساتھ جیسے لیا ہوا تھا۔ دانیال مرزا کو اس چہرے کو دیکھنا ضروری لگا تھا مگر میرال حسن اس کی سمت متوجہ نہیں تھی اور مسکرا دیا تھا۔ پھر اسی طرح میرال حسن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"لہروں کو پتہ ہے سب۔ نا تمام باتوں کا بھی جو دل میں چھپی ہیں اور دل کے گرد چکر کاٹنے کا سے تھکنے لگی ہیں۔ دل ان باتوں کو لہروں سے نہیں کہتا مگر دل کی طغیانی ان لہروں سے چھپی نہیں ہے۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ لہروں کو سب پتہ ہے۔" دانیال مرزا جیسے ہم خیال ہوا تھا اور میرال حسن اس کی سمت دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"تمہاری باتیں دل فنا کرتی ہیں دانیال مرزا۔ دل کو دھڑکانا اور پھر یکدم بند کرنا کوئی تم سے سیکھے۔ مگر کیا ہی بہتر ہوتا تم یہ تمام باتیں ابتہاج منصور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ پاتے۔" وہ مسکرائی تھی۔

دانیال مرزا مسکرا دیا تھا پھر لہروں کی سمت دیکھنے لگا تھا اور میرال حسن اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

ایک پل میں دل کو دھڑکانا اور پھر لا یعنی باتیں کہہ کر اتنا الجھا دینا۔ محبت کے تیور ہیں اور کوئی نہیں جانتا..... تیور کس طور جان لیتے ہیں ایہ تیور جان لیتے ہیں مگر اس کے باوجود دل پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگتا ہے۔ جیسے دل کی عادت ہو گئی ہو، بدگمانیوں سے، میں باتیں کرنے کی۔ محبت ایسے پابند کر لیتی ہے۔ یقین نہیں ہوتا مگر یہی اس لیے کا مکمل سچ ہوتا ہے۔" میرال حسن کھوئے کھوئے لہجے میں آسمان کے رنگوں کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"دانیال مرزا کو وہ لڑکی عجیب لگی تھی مگر بہت دلچسپ بھی تبھی وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"راستے ختم ہونے لگیں تو باتیں ختم ہو جاتی ہیں میرال حسن..... راستوں کو پھیلایا نہیں جا سکتا۔ جب محبت کو منظور نہ ہو تو تمام قصہ بے معنی ہو جاتا ہے اور راستے کسی کے تحت اپنی مرضی سے بڑھانا ممکن نہیں رہتا۔ جہاں سفر جا کر سفر ختم ہوتا ہے۔ اس سے آگے جیسے کوئی نیا سفر شروع نہیں ہوتا۔" دانیال مرزا کو جیسے اس لڑکی سے ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس راہ پر چلتے دیکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ جو اس کی نگاہ دیکھ رہی تھی، شاید میرال حسن کی نگاہ نہیں دیکھ رہی تھی مگر میرال حسن چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ پوری کی پوری جیسے سوالیہ نشان بن گئی تھی۔ اسکی آنکھوں میں کئی سوال آن بیٹھے تھے اور وہ الجھ کر دانیال مرزا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"تمہاری باتیں بہت الجھی ہوئی ہیں دانیال مرزا۔ تم کھل کر بات نہیں کر رہے اور مجھے اندیشوں کی باتیں کرنا ستائی الحال گوارہ نہیں ہے۔" وہ مسکرائی تھی اور دانیال مرزا مسکرا دیا تھا پھر نگاہ پھیر کر سمندری کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"کہو تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ جب یہ سوال اندر کہیں تکرار کرنے لگے تو پھر اس کا جواب خود ڈھونڈ لینا بہت سے اندیشوں سے بچا دیتا ہے۔" اس کا لہجہ بہت کچھ جتانے والا تھا مگر میرال حسن جیسے پرامید رہنا چاہتی تھی اور کچھ سننے پر مائل نہیں تھی۔

"کسی سے پوچھنا کہ کہو دو تم میرے بن جی نہیں سکتے یا میرے بنا کوئی زندگی نہیں؟ بہت واضح حقائق کی بات کرنا ہے اور محبت اتنے واضح انداز میں اشارے نہیں دیتی دانیال مرزا۔ اگر میں کسی کا جنوں بن گئی ہوں تو مجھے اس کے لئے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی کو میرا تعاقب کرنا ہے تو اسے خود تمام جواب مٹھی میں لے کر میرے پیچھے آنا ہوگا۔ محبت تب ہوگی جب وہ آئے گا اور کہے گا۔ سنو مشکل کر دیا تم نے...... نہیں جی پایا میں...... یہ جملہ محبت کا یقین بن کر جب سماعتوں میں پڑے گا تو کہیں بے یقینی نہیں ہوگی نہ کچھ اور سننے کی خواہش۔" وہ بہت پاگل تھی شاید...... جنوں کی آخری حد تک جانا چاہتی تھی مگر دانیال اسے روکنا چاہتا تھا مگر مسلسل ناکام تھا۔ میرال حسن اس کی نہیں سن رہی تھی مگر وہ کوشش کر رہا تھا وہ سنے اور جانے کہ وہ تنہا چل رہی ہے۔ وہ جیسے اسے نقصان سے بچانا چاہتا تھا تبھی بولا تھا۔

"یہ نا ممکن ہوا تو کیا ہوگا میرال حسن؟ یہ نا مکمل جنوں جو تمہارے لہجے میں ہے، جان لیوا ہوگا۔" وہ مسکراتے ہوئے سرسری لہجے میں بولا تھا اور وہ ہنس دی تھی۔

"وہ آئے گا تو اس سے پوچھوں گی۔ کہہ دو کہ میں تمہارا جنوں بن گئی ہوں اور تم میرا تعاقب کرتے رہنا چاہتے ہو؟ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھوں گی اور پوچھوں گی۔ کہہ دو نا اب کہ میری محبت نے تمہیں پاگل کر دیا ہے...... گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے ہو۔ وہ چپ رہے گا اور میں یقین کر لوں گی کیونکہ میرے لئے اس کی آنکھوں میں دیکھنا کافی ہوگا بس...... باقی سب ثانوی ہے...... وہ نہ بھی کہے گا تو میں مان لوں گی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ میرال حسن کی محبت سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ نہیں رہ پائے گا وہ...... ایک دن گھٹنے ٹیک دے گا۔ اس کی بے نیازی ختم ہو جائے گی اور......!" وہ یقین سے کہہ رہی تھی جس دانیال اس کی سمت دیکھتا ہوا اس کی بات کاٹ کر بولا تھا۔

"اور اگر یہ نہ ہوا تو؟" وہ خاموش رہی تھی اور تبھی دانیال مرزا بولا تھا۔

"محبت کو سر پٹخنے کی عادت نہیں ہے میرال حسن...... محبت کو سر جھکانا نہیں آتا۔ محبت بازگشت کی طرح لوٹ کر واپس آتی ہے مگر صرف تب جب محبت کی مرضی ہو یا صرف تب جب محبت دائمی ہو...... محبت کی مرضیات اپنی ہیں...... محبت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا...... محبت کا دو طرفہ ہونا ضروری ہے۔ اگر نہیں بھی تو محبت کا دائمی ہونا ضروری ہے ورنہ محبت کو اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ بازگشت لوٹ کر آئے گی بھی کہ نہیں۔ محبت فضا سے...... لہروں سے سرگوشیاں کرنے کا عمل ترک نہیں کرتا، چاہے کوئی بازگشت لوٹ کر آئے یا نہیں۔ محبت لہروں کی طرح ساحل کی سمت نہیں چلتی...... محبت لوں کے سفر میں طغیانیوں سے ملتی ہے اور بہاؤ نا تھمنے والا اور رکنے والا ہوتا ہے۔ تمہیں نہیں پتہ مگر محبت اس طور سے بھی چلتی ہے کیونکہ محبت صرف اپنے طور طریقے رکھتی ہے۔" وہ مدھم لہجے میں جتاتا ہوا بولا تھا اور میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"ڈاکٹر افتخار میں مطمئن نہیں ہوں۔ آپ اگرچہ کہہ رہے ہیں کسی Test رپورٹس کی ضرورت نہیں ہے مگر MRI ضروری سمجھتا ہوں۔ اتباع منصور بے معنی باتیں کر رہی ہے جیسے اسے کوئی سمجھ نہ ہو کہ کیا کہہ رہی ہے۔ بہت سی باتوں میں اس کا دماغ ایک نقطہ پر اٹک گیا ہے جیسے اور وہ اس سے آگے کوئی میموری نہیں بنا رہا۔ مجھے لگتا ہے مجھے کسی نیورولوجسٹ Neurologist سے Consult کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ میرے لئے اتباع منصور کی کیفیت تسلی بخش نہیں ہے نا میں اسے کسی امپروومنٹ کی طرف جاتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ پچھلے چار دن سے اسی طرح پڑی ہے۔ کیا فائدہ آپ لوگوں کا؟ کس کام کے ڈاکٹرز ہیں آپ؟ جب اتباع منصور کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آرہی؟" ابان شگری غصے میں ڈاکٹر افتخار کی سمت دیکھتا ہوا بولا تھا۔ وہ سخت برہم تھا۔ جیسے وہ اتباع منصور کو فوراً سے پیشتر اس کے قدموں پر کھڑا مکمل ہوش و حواس میں دیکھنا چاہتا تھا۔

"ہم کوشش کر رہے ہیں مسٹر شگری...... مسز شگری کی حالت میں امپروومنٹ ہے۔ مجھے نہیں لگتا انہیں MRI کی ضرورت ہے۔ وہ فی الحال غنودگی میں ہیں۔ میڈیسن کی ہیوی ڈوز کے باعث وہ جاگنے میں ناکام ہیں۔" ڈاکٹر افتخار وضاحت دیتے ہوئے بولے تھے۔

"تو بند کر دیجئے یہ اضافی ہیوی ڈوز...... جاگنے دیں اسے۔ اب کے بعد آپ کوئی میڈیسن مسز شگری کو نہیں دیں گے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ دواؤں کے بنا کتنی دیر تک سو سکتی ہیں اور کب جاگتی ہیں۔ مسز شگری کا اپنی نیند لے کر جاگنا ضروری ہے پھر میں اندازہ کر سکتا ہوں وہ دواؤں کے زیر ہیں یا کوئی اور پرابلم ہے۔" وہ اپنے طور پر نتیجے پر پہنچتا ہوا بولا تھا۔ ڈاکٹر افتخار اگرچہ ڈاکٹر تھے مگر وہ کوئی بحث مسٹر شگری سے نہیں کر پائے تھے۔

"ٹھیک ہے مسٹر شگری جیسا آپ چاہتے ہیں ہم ویسا ہی کریں گے مگر اس دوران اگر مسز شگری کی حالت بنا دواؤں کے بگڑ جاتی ہے تو ذمے دار آپ ہوں گے۔" ڈاکٹر افتخار نے جتا دیا تھا۔ وہ بغور ڈاکٹر افتخار کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"میں مسز شگری کی حالت میں بہتر دیکھنا چاہتا ہوں۔ شام ڈھلنے سے پہلے یہاں پر شہر کے دو تین ماہر نیورولوجسٹ اور ضروری مشینری موجود ہونا چاہیے۔" وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔ ڈاکٹر افتخار سر ہلاتے ہوئے پلٹ گئے تھے۔ ابان شگری کا فون بجا تھا۔ دادا ابا کی کال تھی۔ اس نے فوراً کال رسیو کی تھی۔

"ہیلو دادا ابا...... کیسے ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسے ہو؟ اور اتباع کیسی ہے؟" دادا ابا نے پوچھا تھا۔

"اتباع کی طبیعت ٹھیک نہیں دادا ابا۔ وہ آبشار کے پانی میں بھیگ گئی تھی اور اس کے بعد سے اسے کچھ ہوش نہیں ہے۔ چار دن ہو گئے ہیں۔" ابان شگری نے فکرمندی سے کہا تھا۔

"اوہ...... یہ کب ہوا؟ کیسے؟ کہاں ہو تم دونوں؟" دادا ابا فکر سے بولے تھے۔

"ہم نیو ائیر پارٹی کے لئے فارم ہاؤس آئے تھے تبھی یہ حادثہ ہوا۔"

''چار دن ہو گئے اور تم نے اسے ہاسپٹلائز نہیں کرایا؟ ابھی اسی فارم ہاؤس پر ہو؟ تم ایسی بچگانہ باتیں کیسے کر سکتے ہو؟'' دادا ابا نے ڈپٹا تھا۔

''میں نے ڈاکٹرز کی ایک ٹیم یہاں طلب کر لی تھی مگر مجھے لگتا ہے اتباع کی کوئی وین Damage ہو گئی ہے۔ اس کا دماغ باتیں کرتے ہوئے ایک نقطے سے آگے نہیں بڑھ رہا۔ وہ کوئی نئی بات نہیں کر پا رہی ہے نا کوئی میموری نئی بن رہی ہے۔ مجھے خدشہ ہے ہمیں نیورو سرجن کی خدمات لینا ہونگیں۔'' ابان شگری شدید پریشان دکھائی دیا تھا۔

''تم فکر مت کرو بیٹا۔ میں آتا ہوں وہاں۔ تم نے اپنی ممی کو بتایا ہے اس بارے میں؟'' دادا ابا نے دانستہ پوچھا تھا۔ ابان شگری لحہ بھر کو چپ ہوا تھا۔

''نہیں...... مم کو ہمارے نکاح کی خبر ہوئی ہے۔ یہاں پارٹی تھی نیو ائیر پر۔ بہت سے دوست اور ان کی فیملیز یہاں تھیں۔ ڈیڈ کو خبر ہو گئی ہو گی۔ وہ خفا ہو نگے۔ میں نے ان کو بتانے کا نہیں سوچا۔'' وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

''اوہ...... مجھے اندازہ تھا۔'' جس طرح ابان نے اپنے اور اتباع کے نکاح کا ذکر کیا تھا۔ دادا ابا کو یقین ہوا تھا وہ غلط نہیں تھے۔ ان میں کوئی رشتہ تھا تبھی وہ تسلی دیتے ہوئے بولے تھے۔

''تم پریشان مت ہو۔ میں بات کر لوں گا ان سے۔ تم اتباع کا خیال رکھو۔ اسے تنہا مت چھوڑنا...... میں پہنچتا ہوں وہاں۔'' دادا ابا سے بات کرنا اسے ایک مضبوط ڈھال لگا تھا۔ اتنے دن سے وہ اکیلا تھا مگر اب دادا ابا سے بات کر کے اسے جیسے نئی طاقت ملی تھی۔ کسی اپنے کا ساتھ کھڑا ہونا شاید اتنا ہی سکون دیتا ہے۔

ابان شگری چلتا ہوا روم میں آیا تھا۔ اتباع منصور پر سکون نیند سو رہی تھی۔

وہ قریب کھڑے ہو کر دیکھنے لگا تھا اسے۔

ان لبوں پر کوئی شکوہ نہیں تھا۔

ان آنکھوں میں کوئی ملامت نہیں تھی۔

وہ خاموش تھی۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں!

ایک پر یقین لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تھا۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

ایک روم کو MRI مشین کے لئے وقت کیا گیا تھا۔

اس میں اتنا Temperature رکھا گیا تھا کہ جتنا عموماً ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ ابان شگری کی مرضی کے مطابق احتیاج منصور کے لئے یہیں اسی فارم ہاؤس میں MRI Scan کا بندوبست کر دیا گیا تھا اور ایسا ہنگامی بنیادوں پر ہوا تھا۔ نیورولوجسٹ کو سامنے دیکھ کر ابان شگری کو تسلی ہوئی تھی۔

"میں نے مسز شگری کو دیکھا ہے۔ فی الحال وہ دواؤں کے زیر اثر ہی ہیں سو میں جان نہیں سکا نوعیت کیا ہے مسز شگری مگر ہم MRI کے بعد حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں۔ میں نے ایسے کیس پہلے بھی ڈیل کیے ہیں۔ ڈاکٹر افتخار سے بات ہوئی ہے میری، مجھے نہیں لگتا ان کی کوئی وین متاثر ہوئی ہے مگر آپ ٹھیک کہتے ہیں MRI کے بعد ہی ہم اس شک سے باہر نکل سکتے ہیں۔" نیوروسرجن نے کہا تھا اور ابان شگری نے سر ہلایا تھا۔

"مجھے لگا یہ ٹیسٹ ضروری ہے ڈاکٹر..... میں اپنی وائف کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہائے داوے What are the risks of an MRI scan?"

وہ مکمل طور پر فکرمند لگا تھا۔

"مسز شگری، ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک ٹیسٹ مشین سے زیادہ نہیں ہے۔ There are no known side effects of an MRI scan" نیوروسرجن نے نرمی سے بتایا تھا۔ مگر ابان شگری کی فکر ختم نہیں ہوئی تھی۔

"میں اپنی وائف کے ساتھ رہنا چاہوں گا اس ٹیسٹ کے دوران۔" وہ حتمی لہجے میں بولا تھا۔

"مسز شگری یہ فیصلہ بہتر نہیں ہوگا۔ آپ ہم ڈاکٹروں پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ جب آپ نے بہترین سرجنز کی ٹیم یہاں اکٹھا کر ہی لی ہے تو پلیز ہم پر یقین رکھیں۔ اس ٹیسٹ سے آپ کی وائف کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہمارے پاس بہت ٹیم ہیں اس وقت۔" ڈاکٹر نے تسلی دی تھی۔

"مگر پھر بھی میں مسز شگری کے ساتھ رہنا چاہوں گا۔" وہ حتمی انداز میں بولا تھا۔

"آپ اس روم میں نہیں رک سکتے مسز شگری۔ ایک تو وہ روم انتہائی کم ٹمپریچر پر کام کرتا ہے۔ دوسرا یہ Radiology Technique ہے۔ یہ ٹیکنیک Painless ہے۔ اس میں Magnetic ٹیوب میں کچھ Patients اس ٹیسٹ کے دوران Claustrophobic Sensation محسوس کرتے ہیں جو کہ نارمل ہے۔ اس میں فکر کی بات نہیں ہے۔ اس کے فکرمند ہونے پر نیوروسرجن نے تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔ مسز شگری نے سکون سے انہیں دیکھا تھا۔

"ویٹس آل رائیٹ بٹ آئی وڈ اسٹے ود مائے وائف!" وہ پرسکون لہجے میں بولا تھا۔ تبھی ڈاکٹر نے سر ہلا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

فون مسلسل بج رہا تھا۔ ثمرہ نے اٹھایا۔

"ابا کتنے دنوں بعد یاد کیا۔ کیا ہوا ہے؟" وہ فکر مندی سے بولی تھیں۔

"اوہ...... یا اللہ...... یہ کب ہوا؟ مجھے تو لگا وہ دونوں خوش ہیں؟ نیو ائیر پارٹی پر تو سب ٹھیک تھا نا؟ میں سوچ رہی تھی وہ واپس آئے ہیں تو ایک بڑی Reception ارینج کرتی ہوں۔ چاہے ذوالفقار جتنے بھی خفا ہوتے، چاہے Reception میں شرکت نہ کرتے میں مگر میں نے ٹھان لی تھی بچوں کی خوشی میں خوش ہوں گے ہم۔ اللہ ہماری بچی کو صحت دے۔ آپ نے تو مجھے پریشان کر دیا ابا...... آپ سے کب بات ہوئی ابان کی؟ یا اللہ بچی کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔" ثمرہ بہت بہت پریشان ہو گئی تھی۔ "میں پہنچتی ہوں فارم ہاؤس پر۔"

دوسری طرف دادا ابا نے فون منقطع کیا تھا اور ثمرہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئی تھیں۔

ذوالفقار کوئی ضروری فائل دیکھ رہے تھے۔ ثمرہ ان کے پاس جا رکی تھیں۔

"کیا ہوا؟" ذوالفقار نے فائل سے نگاہیں ہٹائے بنا کہا تھا۔

"ابھی خبر نہیں ہے۔ اتباع کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ ہوش میں نہیں ہے اور ڈاکٹرز نے Suggest MRI کی ہے۔ مجھے فارم ہاؤس جانا ہوگا۔ ابان وہاں اکیلا ہے۔ آپ میرے ساتھ آنا چاہیں گے؟" ثمرہ نے نرمی سے پوچھا تھا۔

اور ذوالفقار نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔ اس نے دھندلا سا امیج ابان شگری کا دیکھا تھا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ ابان شگری فوراً قریب آیا تھا اور اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اتباع منصور نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ وہ شاید خوفزدہ تھی کسی بات سے۔ ابان شگری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"کیا ہوا اتباع منصور......؟" ابان شگری نے پکارا تھا مگر اتباع نے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ ابان شگری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ وہ آرام سے سانس لے پا رہی تھی۔ فکر کی کوئی بات نہیں تھی۔

"شیرنی...... کیا ہوا؟" بہت دنوں بعد ابان شگری نے اتباع منصور کو اس نام سے پکارا تھا۔ اتباع منصور نے اسے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی تھی۔

"مجھے باہر جانا ہے۔ کھلی فضا میں سانس لینا ہے۔" وہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے شیرنی۔ فی الحال ڈاکٹر نے آرام کرنے کو کہا ہے۔" ابان شگری نے سہولت سے سمجھایا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور خفگی کا اظہار کیا تھا۔

"میں خود چلی جاؤں گی ہاتھ چھوڑو میرا۔" خفا ہو کر اس نے اپنا ہاتھ ابان شگری کے ہاتھ سے نکالا تھا اور اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر

وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی تھی۔ ابان شکری کو وہ اپنی مخالفت کرتی بہت معصوم لگی تھی۔ وہ اس کیفیت میں اپنے لئے خود آپ فیصلے کرنا چاہتی تھی۔ ابان شکری نے اٹھ کر اسے اپنے بازوؤں پر لیا تھا اور چلتے ہوئے باہر بڑھنے لگا تھا۔

باہر تازہ ہوا چل رہی تھی۔ ہوا کا تیز شور تھا۔

''تمہیں ہوا کا شور سنائی دیتا ہے؟'' اتباع منصور نے اسی طرح اس کے بازوؤں میں اسے دیکھا تھا اور پوچھا تھا۔ ابان شکری نے اس کا چہرہ دیکھا تھا اور سر اثبات میں ہلا دیا تھا تبھی وہ کچھ سوچنے لگی تھی۔

''اس روز بھی بہت شور تھا۔'' وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تھی۔

''کب؟'' ابان شکری حیران ہوا تھا۔

وہ لمحہ بھر کو چپ ہوئی تھی اور جیسے یادداشت میں محفوظ لمحوں کی گنتی کرنے لگی تھی۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اس کے سوچنے تک سے بات کرنے تک وہ ایسے منتظر تھا جیسے وہ دنیا جہاں کی کوئی اہم ترین بات کرنے جا رہی ہو اور اس سے زیادہ ضروری اور کچھ نہ ہو۔

''کب؟'' اتباع منصور جب باوجود کوشش کے بھی کچھ نہیں بول پائی تھی تو ابان شکری نے پوچھنا ضروری خیال کیا تھا۔ اتباع منصور ذہن پر زور ڈالتے ہوئے سوچنے کی کوشش دوبارہ کرنے لگی تھی۔

''تب..... جب بہت بارش ہو رہی تھی نا؟'' وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شکری مضبوط بازوؤں میں اسے اٹھائے آگے بڑھنے لگا تھا۔

''تم تھک جاؤ گے نا؟'' وہ ایک بات ختم کئے بنا دوسری بات کرنے لگی تھی۔

''کیوں؟'' ابان شکری نے سوال کیا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھنے لگی تھی۔

''کیوں کہ تم نے مجھے اپنے بازوؤں پر اٹھایا ہوا ہے نا۔ ہاں تم نے مجھے اپنے بازوؤں میں اٹھایا ہوا، تم تھک جاؤ گے۔ چلو مجھے نیچے اتارو۔ میں اپنے قدموں پر چلتی ہوں۔'' اس نے ضد کی تھی مگر ابان شکری نے اس کی نہیں سنی تھی۔

''تم کس دن کی بات کر رہی تھیں؟'' وہ دانستہ ذکر وہیں لایا تھا۔

''ہاں میں اس دن کی بات کر رہی تھی جب تم نے بارش کو کہا تھا ساتھ چلو۔'' وہ ایک بات کا ذکر کرتے ہوئے دوسری بات سے ربط نہیں بنا پا رہی تھی۔

''میں نے بارش سے نہیں کہا تھا۔ میں آپ سے بات کر رہا تھا۔'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور سوچنے لگی تھی۔

''ہاں..... تم مجھ سے بات کر رہے تھے اور پھر تمہاری سوتیلی سینئی میٹرنا کے بیچ میں آ گئی تھی۔ اس پرانا سوار ہو گئی تھی نا؟'' وہ یاد دلانے لگی تھی۔

ابان شکری نے سر ہلایا تھا۔

''تمہیں میری ناک نہیں پسند؟'' وہ پوچھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کی ناک کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگی تھی۔

''نہیں...... اچھی ہے...... پسند ہے مجھے مگر وہ انا نہیں اچھی لگتی اس پر۔ ایٹی ٹیوڈ سوٹ کرتا ہے تم پر مگر وہ انا...... نہیں وہ نہیں۔ تم بہت بے صبر ہو جاتے ہو۔ کسی کا کوئی خیال نہیں کرتے پھر...... اس انا کے ساتھ کسی اور کی سننا اچھا نہیں لگتا تمہیں۔'' اتباع منصور کو کوئی شکوے تھے۔

ابان شکری کو ان تمام شکووں کا ازالہ کرنے میں جیسے کوئی قباحت نہیں تھی۔

''مجھے بتا دیا کرو نا تم...... میں کہاں بے رحم ہو رہا ہوں اور کہاں بے مہر۔'' وہ صد باب کے طریقے ڈھونڈنے لگا تھا جیسے۔

''اچھا مگر اب مجھے نیچے اتارو۔ مجھے چلنا ہے تھوڑا...... تھوڑی واک۔ تم میرے ساتھ ڈلنا۔ جہاں گرنے لگوں تھام لینا۔'' وہ مشورہ دیتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شکری نے اسے زمین پر اتارا تھا۔ اس نے اپنے سہارے پر چلنے کی کوشش کی تھی۔ وہ لڑکھڑائی تھی تبھی ابان شکری نے اسے تھام لیا تھا۔

''اوہ تم میرے ساتھ ہو۔ میں بھول گئی تھی۔ تمہارا پتہ نہیں چلتا نا کب دل میں آئے اور کب چلتے بنو۔'' ابان نے اسے تھاما تھا جب وہ بولی تھی۔

ابان شکری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ شام کے گہرے ہوتے سایوں میں وہ اس کے بہت قریب تھی مگر کسی احساس سے اتنی ہی بے بہرہ تھی۔ تیز ہوا اس کے بال اڑا رہی تھی۔

''دیکھو ہوا بھی تمہاری شکایتیں کر رہی ہے۔ اس روز تم بہت سخت لہجے میں بات کر رہے تھے نا۔ ہوا کو یاد ہے اب تک۔'' وہ بولی تھی اور ابان شکری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ وہ کان کے ساتھ ٹکراتے باتوں کو اڑاتی ہوا کو محسوس کرتے ہوئے بولی تھی۔

''وہ شور تب بھی تھا نا؟ اس شور کے ساتھ بارش کا شور بھی تھا؟'' وہ اس دن کا ذکر کر رہی تھی جب وہ اسے بارش میں گھوڑے پر بٹھا کر لے گیا تھا۔ اس کے ذہن میں وہ ٹھہری ہوئی یاد تھی۔

''اس روز کیا ہوا تھا؟ ہوا کو کیا شکایت تھی؟'' وہ پوچھنے لگا تھا۔

''وہ تو نہیں جانتی مگر کچھ شکایت سنائی دی تھی۔ تم بہت Blunt ہو نا۔ ہوا کو بھی گلہ رہتا ہے تم سے۔ ہوا تو معصوم ہوتی ہے۔ کتنی نرم سی بہتی ہے۔ اس سے کیا شکوہ ہوتا ہے تمہیں؟'' وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شکری نے اسے سہارا دے رکھا تھا۔

''میں نہیں جانتا۔ مجھے یاد نہیں...... آپ ہوا سے پوچھ کر بتا دینا۔'' ابان شکری اس کا ہم خیال ہوا تھا۔

''اچھا تمہیں میری سوا تین سینٹی میٹر ناک اچھی نہیں لگتی۔ میں اچھا نہیں لگتا پھر؟'' وہ کچھ جاننے کو متمنی ہوا تھا۔

''پھر......؟'' اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا پھر رک گئی تھی اور ابان شکری نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا دیا تھا تاکہ وہ

محظوظ ہے۔

''تمہیں میں اچھا نہیں لگتا؟'' وہ واضح لفظوں میں پوچھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اسے جائزہ لیتی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

''ہاں ٹھیک ہو۔'' بغور تسلی سے جائزہ لینے کے بعد جواب آیا تھا۔

''اچھا نہیں ہوں؟ بس ٹھیک ہوں؟'' ابان شگری کو یہ اختراع کچھ زیادہ پسند نہیں آئی تھی۔ اتباع منصور نے اسے از سر نو جانچا تھا اور پھر بولی تھی۔

''بس ٹھیک ہو...... لمبے ہو...... ہینڈسم ہو...... گڈ لکنگ ہو...... مگر......!'' وہ رک گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے دیکھا تھا۔

''مگر کیا؟'' وہ جاننے کو بضد ہوا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔ وہ سمجھنے کی کوشش کرتا دیکھنے لگا تھا۔

''پتہ نہیں...... مگر تب بالکل اچھے نہیں لگتے جب **Blunt** ہوتے ہو۔ تمہیں **Punching Bag** بنا کر بہت پیٹنے کو دل چاہتا ہے۔'' اتباع منصور کو جیسے اس کی کسی بات نے بہت ہرٹ کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پایا تھا کونسی بات پر وہ اتنا ہرٹ ہوئی تھی۔ وہ شک تو اس پر پہلے دن سے کرتا آیا تھا۔ اسے **Spy** کہنا، دشمن کا آلہ کار بلانا یہ سب تو پہلے دن سے تھا پھر ایسا کیا تھا مزید جو پہلی بار ہوا تھا؟ جس نے اتباع منصور کی یہ حالت کر دی تھی؟ وہ حیران سا سوچنے لگا تھا۔ جب اتباع منصور نے اس کے شانے پر اپنا سر رکھ دیا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں تھک گئی ہوں۔ بہت تھک گئی ہوں۔'' وہ نہیں سمجھا تھا وہ کس ضمن میں کہہ رہی تھی۔ وہ اس لمحے کی بات کر رہی تھی یا زندگی کی؟

سرد ہوا سے وہ یکدم کانپنے لگی تھی۔ اس نے ابان شگری کے وجود میں چھپ جانا چاہا تھا۔

ابان شگری نے اسے جھک کر بازوؤں میں اٹھایا تھا اور چلتے ہوئے روم میں آ گیا تھا۔ اتباع منصور کو بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر کمبل ڈالا تھا اور ہاتھ تھام کر پاس بیٹھ گیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔

''کیا ہوا؟ یو اوکے شیرنی؟'' ابان شگری نے فکرمندی سے پکارا تھا۔

مگر اتباع منصور نے بولنا ضروری خیال نہیں کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اشعر ملک موبائل پر گیم کھیلتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اوہ یار!...... یہ کینڈی کرش اور کون کون کھیلتا ہے؟ انور سے پوچھنا ذرا ہاشم۔'' وہ ہاشم کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''بڑی مزیدار ہے یار! ایویں لوگ فضول سمجھتے ہیں ان **Game Apps** کو۔ مجھے تو مزہ آتا ہے۔'' فون پر گیم کھیلتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''میں تو کینڈی کرش نہیں کھیلتا ملک صاحب۔ آپ انور سے پوچھ لیجئے گا۔'' ہاشم مسکرایا تھا۔

''یار عجیب آدمی ہو تم...... اچھا دیکھو وہ قاسم کہاں ہے؟ اس سے ضروری بات کرنا ہے۔ بلا کر لاؤ اسے۔'' اشعر ملک نے کہا تھا۔

"ہاشم اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر پلٹنے سے پہلے رک کر بولا تھا۔

"یہ خبر انور لایا تھا شاید آپ کے کانوں تک ابھی نہیں پہنچی۔ انور کو ضروری کام سے باہر بھیجا تھا۔" ہاشم رک کر بولا تھا۔

"کیا خبر ہے؟ بتاؤ......"

"اتباع منصور کی طبیعت ناساز ہے۔ ہنگامی طور پر ڈاکٹرز کی ایک ٹیم اور ضروری آلات فارم ہاؤس پر لائے گئے ہیں۔ ابان شگری پریشان ہے۔"

ہاشم کی دی خبر پر اس نے چونک کر دیکھا تھا پھر ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا تھا۔ ہاشم جانے کو پلٹ گیا تھا۔

اشعر ملک نے گیم کھیلنے کا سلسلہ منقطع کر کے موبائل ایک طرف رکھ دیا تھا۔

جب قاسم اندر آیا تھا تو وہ خاموش ساکت سا بیٹھا تھا۔

"اشعر ملک، تمہیں کیا ہوا؟"

اشعر ملک نے اسی طرح ساکت بیٹھے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک

اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے!

اشعر ملک کا لہجہ اداس تھا۔ قاسم کو اسے بغور دیکھنا پڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ تم ٹھیک ہو اشعر ملک؟" قاسم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ بہت افسردہ سا سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"ایسا لگتا ہے یار جیسے اچانک کسی نے دل پر ایک زوردار گھونسا مار دیا ہو۔ ایسی جان پر بن آئی ہے اچانک...... سانس نہیں لیا جا رہا۔" وہ بہت افسردہ تھا۔

ہمتِ التجا نہیں باقی......!

ضبط کا حوصلہ نہیں باقی

اک تری دید چھن گئی مجھ سے

ورنہ دنیا میں کیا نہیں باقی

اپنے مشقِ ستم سے ہاتھ نہ کھینچ

میں نہیں یا وفا نہیں باقی

"یار آج دل پر فیض چاچا بھی مرہم نہیں رکھ پا رہا...... درد زیادہ ہے اندر کہیں...... سانس بھی لیا نہیں جا رہا۔ میں اس کو چاہتا

ہوں۔ اتنا کہ اسے بتا نہیں سکتا اور خود سے چاہوں تو چھپا نہیں سکتا۔ خواہش نہیں کی کہ وہ ساتھ رہے مگر خواہش کی ہے کہ ہمیشہ خوش باش رہے۔ وہ مشکل میں یارا...... اس کی جان مشکل میں ہے۔ طبیعت ناساز ہے اس کی...... ایسے کیسے دیکھوں اب؟ کیسے جاؤں اس کے پاس؟ اسے کیسے پوچھوں کہ حال کیسا ہے؟ میں تو قریب جا کر پوچھ بھی نہیں سکتا۔ اسے دیکھ نہیں سکتا۔'' وہ اداس لگا تھا۔

تم میرے پاس رہو

میرے قاتل میرے دلدار

میرے پاس رہو

جس گھڑی رت چلے

آسمانوں کا لہو پی کر سیاہ رات چلے

مرہم مشک لئے، نشتر الماس چلے

جب کوئی بات بنے نہ بنے

جب نہ کوئی بات چلے

جس گھڑی رات چلے

پاس رہو......!

میرے قاتل، میرے دلدار

میرے پاس رہو......!

''یارا...... اس کا ذکر کافی نہیں ہے آج...... اس کے ذکر سے کچھ زیادہ کی بات ہو تو دل کو سکون آئے گا۔ عجب افراتفری مچ گئی ہے دل میں۔ کیا کروں؟'' وہ بے بس سا قاسم کی طرف دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

قاسم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

''دعا کرو اشعر ملک۔ خدا کی بارگاہ میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ اس کی سلامتی مانگ لو۔'' قاسم نے مشورہ دیا تھا۔

''اس کی سلامتی ہی تو مانگتا ہوں قاسم...... مگر دور رہ کر نہیں اس کے ساتھ رہ کر...... تم دیکھنا اب اشعر ملک کیا کرتا ہے...... بہت ہو گیا یارا...... دل اس کے بنا نہیں مانتا...... اس کے ساتھ زندگی کا احساس ہوگا...... اس کے بنا کہیں کچھ نہیں ہے۔'' اشعر ملک جنونی لہجے میں بولا تھا۔

''تم کیا کہہ رہے ہے اشعر ملک؟ یہ کیا ہے؟ کتنے محاذوں پر لڑو گے تم؟ کیا پلان کر رہے ہو تم؟ اتباع منصور سے محبت ہے نا تمہیں تو اس کی سلامتی کی دعا مانگو۔ فی الحال اس سے بہتر اور کوئی **Solution** نہیں ہے۔'' قاسم نے کہا تھا۔

''یارا جو حل ہو جائے وہ محلول ہوتا ہے..... محبت نہیں۔ پانی میں نمک ملا کر دیکھو، سکھاؤ گے تو نمک باقی رہ جائے گا۔ یہ محبت نہیں ہے۔ محلول ہے بس..... پانی میں شکر ملا کر دیکھو..... آنچ دو ذرا..... پانی سوکھنے دو..... کیا باقی بچتا ہے؟ صرف شیرینی؟ یہ محبت ہے.....!'' اشعر ملک مدھم لہجے میں بولا تھا۔

قاسم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بھرپور دلاسہ دیا تھا۔

اشعر ملک کی حالت بہت دگرگوں لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

اتباع منصور آنکھیں بند کیے پڑی تھی جب ابان شگری نے اسے جگایا تھا۔

''شیرنی.....!'' اس نے اٹھنا نہیں چاہا تھا۔

ابان شگری نے سوپ کا پیالہ ایک طرف رکھا تھا پھر زبردستی اسے اٹھا کر بٹھایا تھا اور اس کے پیچھے تکیے سے ٹیک لگا دی تھی۔

اتباع منصور برا سا منہ بنا کر دیکھنے لگی تھی مگر ایک لمحے میں ہی دوبارہ آنکھیں بند کر لیتی ہیں۔ ابان شگری نے سوپ سپون میں لے کر اس کے چہرے کی طرف بڑھایا تھا۔

''منہ کھولیں..... آنکھیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں بند ہی رکھیں۔'' ابان شگری نے اتباع منصور کا موڈ سمجھتے ہوئے مخالفت کرنا مناسب خیال نہیں کیا تھا۔ اتباع منصور نے آنکھوں سے منہ کھول دیا تھا۔ ابان شگری نے سوپ اس کے منہ میں ڈالا تھا۔ اس نے برا سا منہ بنایا تھا جیسے وہ اسے سوپ نہیں کڑوا سیرپ پلا رہا ہو۔ ابان شگری نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''ایسے میڈیسن نہیں کہتے..... یہ سوپ ہے۔ چلو شاباش منہ سیدھا کرو۔ ایسے چہرہ نہیں بگاڑتے۔'' ابان شگری نے پیار سے یوں پچکارا تھا جیسے وہ معصوم سا کوئی بچہ ہو۔ اتباع منصور نے ذرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری نے سوپ کا چمچ منہ میں ڈالا تھا۔

''ایسے منہ نہ بناؤ تو کیا ہوتا ہے؟'' وہ سوال پوچھنے لگی تھی۔

''خواب میں خوفناک دیو آ کر ڈراتا ہے!'' وہ فرضی کہانی بنا کر بولا تھا۔

''خوفناک دیو؟'' اتباع نے دونوں آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔

''آپ آؤ گے خوابوں میں؟ اف خوفناک دیو جس کی ناک سو تین سینٹی میٹر ہے۔'' وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ہاں بالکل.....!'' ابان شگری نے اسے سوپ پلاتے ہوئے اتفاق کیا تھا۔

''خوفناک دیو، دل کے اچھے ہوتے ہیں؟'' وہ دوبارہ آنکھیں بند کر کے پوچھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اس کا منہ پونچھا تھا اور دوبارہ اسے سوپ پلانے لگا تھا۔

''ہاں..... بہت اچھے.....!'' ابان شگری نے اتفاق کیا تھا۔

''اوہ......! مگر مجھے لگا خوفناک دیو کے پاس دل نہیں ہوتا...... بس لمبی سی ناک ہوتی ہے جس پر کوئی مکھی Hiking کرتی ہوئی نہیں پہنچ سکتی۔'' وہ آنکھیں بند کر کے بولی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''خوفناک دیو کو محبت نہیں ہوتی۔''

''نہیں ہوتی......!''

''کیوں......؟''

''بس نہیں ہوتی......!''

''ہو جائے تو......؟''

''تمہیں ہوگی نا......!''

''کیوں؟''

''دل نہیں ہوتا نا اس کے پاس...... محبت تو دل سے ہوتی ہے نا۔''

وہ سوپ پیتے پیتے اکتانے لگی تھی۔

''بس......'' اس نے ابان شگری کا ہاتھ روک دیا تھا۔

ابان شگری کو اس کا اتنا سوپ پینا بھی غنیمت لگا تھا۔ اتنے دن سے اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ وہ دواؤں پر تھی یا ڈرپس پر۔

ابان شگری نے اسے دوبارہ لٹانا چاہا تھا مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔

''نہیں لیٹنا اب......'' غنودگی ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ اتباع منصور کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں جب کہ وہ کھول کے رکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

''اب کیا ہے؟'' ابان شگری نے اس کے سامنے بیٹھ کر اسے اطمینان سے دیکھا تھا۔

ان چند دنوں میں ابان شگری میں شاید سو گنا Patience آ گیا تھا۔ وہ خود جیسے نہیں جانتا تھا کہ اس میں self-restraint ہے۔ وہ انتہائی سکون کے ساتھ اتباع منصور کی بے معنی باتوں اور حرکتوں کو جھیل رہا تھا۔ زیادہ تر وقت وہ سوتی رہتی تھی مگر جب تھوڑا جاگتی تھی یا وہ جگاتا تھا تو تب بھی اس کی آنکھیں بند ہو رہی ہوتی تھیں اور اس کی لایعنی یا بے معنی باتیں جن کا کوئی سر پیر نہیں تھا۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

''تمہیں کیا لگتا ہے کسی کو تم سے محبت ہو سکتی ہے؟'' اتباع منصور کا سوال اس کے لئے جیسے ایک چیلنج بنا تھا۔ وہ کیا جواب دیتا۔ وہ اسے مزید الجھانا نہیں چاہتا تھا تبھی بولا تھا۔

"شاید ہو سکتی ہے۔" وہ محتاط انداز میں بولا تھا۔

"ہو جائے گی تو......؟" وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شکری نے اسے خاموشی سے بغور دیکھا تھا پھر شانے اچکا دیے تھے۔

"ہو سکتا ہے......!"

"دیکھا یو آر ناٹ شیور......!" اتباع منصور نے اسے امتحان میں ڈال دیا تھا جیسے وہ اس کے سوال پر کیا کہتا۔ صرف میرال حسن کا نام ذہن میں آیا تھا اور اتباع منصور کی کیفیت ایسی تھی کہ وہ میرال حسن کا نام لینا نہیں چاہتا تھا۔

"ہاں آپ بتا دیں۔ آئی ایم ناٹ شیور...... ہو بھی سکتی اور نہیں بھی۔" وہ بے خبری سے شانے اچکاتا ہوا بولا تھا۔

وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے اس کے شانے پر سر رکھ گئی تھی اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ادھر ادھر کی باتوں میں بہت سی اہم باتیں گم ہو جاتی ہیں۔ ان کا تذکرہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ سلسلے بے جوڑ ہوں تو رابطے نہیں بنتے۔ رابطوں کے جڑنے کی کہانی خود آپ لکھتی ہے خود کو...... تغافل کے موسم کہانی کو آگے نہیں بڑھنے دیتے اور سرگوشیاں بکھرنے لگتی ہیں۔ کبھی وقت ملے تو ان سرگوشیوں کو سمیٹ لینا۔ بہت سے راز کھل جائیں گے۔" بہت مدھم سرگوشی تھی، بہت مدھم لہجہ۔ اور اس لہجے میں کتنے شکوے تھے، وہ جان نہیں پایا تھا۔

"ابان شکری...... بے خبر ہو نا تم...... کسی کا ذکر کرتے کرتے رک گئے؟ کوئی تھی تو؟ اس کا نام اس وقت یاد نہیں آ رہا بس...... یاد آئے گا تو بتا دوں گی۔" وہ شاید میرال حسن کا ذکر کر رہی تھی۔

ابان شکری نے قیاس کیا تھا۔

"کون......؟ میرال حسن......؟" اتباع منصور اس نام پر چونکی تھی پھر ابان شکری کو دیکھا تھا پھر چہرہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"یہ نام نہیں تھا؟" ابان شکری نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے ہاتھ کا ایک پنچ بنا کر اس کے سینے پر مارنا چاہا تھا پھر ہاتھ روک لیا تھا۔ اور اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"بے خبر لمحوں کی کہانیاں آہٹ نہیں کرتیں مگر شور کبھی سنائی دیتا ہے۔ چاہیں اس شور سے بچنے کی کتنی بھی سعی کی جائے۔ کہانیاں خاموشیوں میں تعاقب کرتی ہیں۔" اتباع منصور کے لہجے میں اچانک ٹھہراؤ آیا تھا۔ کچھ بجھا بجھا سا لگا تھا...... ابان شکری سمجھ نہیں پایا تھا اسے کیا بات پریشان کر رہی تھی۔

"الجھنوں کو بھلانا ہو تو کسی کو سمجھا دینا ضروری ہوتا ہے شیرنی...... ایسے معنی سمجھ نہیں آتے۔ سرگوشیاں سنائی نہیں دیتیں...... کہنا ہو تو کان میں چپکے سے کہہ دینا مناسب ہو سکتا ہے۔" ابان شکری اپنے طور پر حل دے رہا تھا تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''تمہیں اس کا ذکر کرنا اچھا لگتا ہے؟اس کی سوئی وہیں اٹک گئی تھی۔

''کس کا؟'' ابان شگری جیسے انجان تھا۔

اتباع منصور خاموش ہوئی تھی۔ چند لمحوں تک خاموش رہی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''وہی جس کا ذکر کر رہے تھے آپ......کون ہے وہ؟'' وہ میرال حسن کا جیسے نام لینا نہیں چاہتی تھی۔

''تمہیں پسند نہیں وہ؟'' ابان شگر جیسے فوری طور پر یہی معنی اخذ کر پایا تھا۔

''جھوٹ بولتے ہیں آپ......جھوٹے ہیں آپ۔'' وہ آنکھیں بند کیے مدھم لہجے میں بولی تھی۔اس کے خفا ہونے پر وہ چونکا تھا۔ وہ اس کے شانے پر سر رکھے اداس دکھائی دی تھی۔

''اب کیا کیا میں نے؟'' وہ انجان لہجے میں بولا تھا۔

''دل توڑ دیا ہے آپ نے......ایک دل تھا بس......اور آپ نے وہ بھی توڑ دیا۔''

''کس کا دل توڑا میں نے؟'' ابان شگری نے جاننا چاہا تھا۔

''کس کی بات کر رہیں آپ؟'' وہ جاننے پر بضد ہوا تھا۔

''تھی ایک......اب کوئی نہیں!'' وہ بجھے بجھے لہجے میں بولی تھی۔

ابان شگری اسے شانوں سے تھام کر دیکھا تھا۔

''اور کس کا دل توڑا میں نے؟'' وہ جاننے پر بضد ہوا تھا مگر اتباع کا بات کا کوئی موڈ نہیں تھا۔آنکھیں بند کر کے وہ اس کے شانے پر سر ٹکا گئی تھی۔

''کوئی کہہ رہا تھا......یاد نہیں کون......مگر یہ یاد ہے اس نے کہا تھا۔

اتباع منصور نے یاداشت پر زور ڈالا تھا۔ بند آنکھوں سے کچھ سوچا تھا۔

''کیا کہا تھا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔ وہ اس کی بے ربط باتوں سے اس کی اس کیفیت کا تعین کرنا چاہ رہا تھا مگر کوئی سراغ الحال ہاتھ نہیں آیا تھا۔

''کسی نے کہا تھا وہ میرے لئے ستاروں کو اپنی جگہ سے ہٹا پائے گا مگر وہ کج رو ہے......زود فراموش......اس کا نام یاد نہیں......باتیں کرتا ہے بس......اسے باتوں سے شغف ہے اور کچھ نہیں کرتا......کاش وہ میرا Punching Bag ہوتا تو کتنے پنچ مارتی اسے......وہ شمار نہ کر سکتا۔'' وہ ابان شگری کا ذکر کر رہی تھی۔ کیا برا لگا تھا اسے؟

میرال حسن؟ اس کا ذکر؟

لیکن یہ تو پرانی بات تھی۔ پارٹی میں آنے سے قبل وہ خود میرال حسن کی جگہ آئی تھی......اس کے بعد کیا؟ کوئی پوائنٹ مسنگ تھا۔

اتباع منصور کی یادداشت کا ایک کونہ اس پر منکشف نہیں ہو رہا تھا۔ کیا بات اسے اس دن بری لگی تھی جس کا اتنا شدید ری ایکشن آیا تھا کہ وہ سرد یخ پانی میں جا بیٹھی تھی...... یہ خود کو دی جانے والی کوئی سزا تھی؟

"اشعر ملک؟" جانے کیا سوچ کر ابان شگری نے اشعر ملک کا ذکر کیا تھا۔ اتباع منصور نے چونک کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"اشعر ملک اور تم میں کیا فرق ہے؟ جانتے ہو؟ کوئی فرق نہیں ہے!" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی پھر آنکھیں بند کرتے ہوئے اس کے شانے پر ٹکاتے ہوئے بولی تھی۔

"تمہارا نام بھول جاتی ہوں میں...... یاد نہیں رہتا یا یاد رکھنا نہیں چاہتی۔ نہیں جانتی مگر کچھ یاد رہ جاتا ہے، کچھ بھول جاتا ہے۔ جو یاد رہ جاتا ہے وہ ضروری نہیں...... اور جو بھول جاتا ہے...... وہ بھولتا نہیں۔" وہ بے معنی باتیں کرنے لگی تھی۔

ابان شگری نے جانے کیا سوچ کر اس کے گرد اپنے بازو کا حصار باندھا تھا۔

"تمہیں یاد ہوں میں!" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور چپ رہی تھی۔

"جو زبانی یاد ہوتے ہیں وہ بھولتے نہیں!" ابان شگری جتا رہا تھا۔

"تم مجھے زبانی یاد نہیں ہوتے ہو...... یہی مسئلہ ہے...... بھولنے لگتے ہو۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"یاد رکھنے کی کوشش کرو...... یاد آ جاؤں گا۔" ابان شگری نے سر جھکا کر اس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔ اتباع منصور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ ابان شگری کا شانہ بھیگنے لگا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔ وہ مضبوط لڑکی تھی۔ قوت برداشت بھی کمال کا تھا پھر کیا بات تھی جو اسے اس طرح آنسو بہانے پر مجبور کر رہی تھی۔

کس بات سے ہرٹ ہوئی تھی وہ؟

تیز دھار سے کاٹتے ہو تم...... بہت گہرے گھاؤ دیتے ہو...... بہت تکلیف...... بس تم اچھے نہیں ہو۔ تم اس کے ساتھ سوٹ کرو گے!" وہ میرال حسن کا ذکر کر رہی تھی۔ غصے میں تھی۔ ابان شگری محسوس کر سکتا تھا۔ اسے میرال حسن پسند نہیں آئی تھی۔

"میرال حسن؟ لیکن وہ تو تمہیں پسند نہیں پھر اس کے ساتھ کیسے سوٹ کروں گا؟ تم تو مجھے اس کے ساتھ نہیں دیکھ پاؤ گی نا؟ بہت جلن ہو گی؟ کیا کرو گی؟" ابان شگری نے دانستہ میرال حسن کا ذکر کیا تھا۔ اتباع منصور چپ رہی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"تم دونوں ایک جیسے ہو نا۔ ایک جیسے لوگ ایک ساتھ اچھے لگتے ہیں...... اور......!" اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ابان شگری نے اسے شانوں سے تھام کر اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھا تھا۔

"محبت ہے آپ کو؟ ہے نا؟" وہ یقین بھرے لہجے میں پوچھنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا پھر آنکھیں بند کرتے ہوئے ابان شگری کے شانے پر سر رکھا تھا۔

"نہیں اس سے محبت ہے...... اسے تم سے محبت ہے...... کہانی ختم ہوئی۔"

وہ پتہ نہیں کس نہج پر سوچ رہی تھی۔ ابان شگری چونکا تھا تبھی اس کے گرد اپنا حصار باندھتے ہوئے اسے قریب کیا تھا۔

"کہانی ختم نہیں ہوئی شیرنی...... کہانی نہیں ہے یہ، حقیقت ہے۔ تم حقیقت ہو، میں بھی۔" کہانی کا ذکر ضروری نہیں۔"

اس نے اسے احساسِ تحفظ دیتے ہوئے کہا تھا۔ وہ جیسے ایک ڈر میں تھی کہ وہ کھو جائے گا یا خوف میں تھی کہ وہ کھودے گی؟ کیا یہی سچ تھا؟ یا کوئی سچ اور بھی تھا؟

"تم پاس ہوتے ہو تو تمام باتوں کا یقین آنے لگتا ہے۔ وہ بھی جو تم کہتے ہو اور وہ بھی جو تم نہیں کہتے مگر ان باتوں کا یقین نہیں جو تم کہہ کر بھول جاتے ہو۔" اتباع مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں کیوں کا تو یقین کرو گی؟" ابان شگری پوچھنے لگا تھا۔

اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی تبھی ابان شگری اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اتباع منصور تمہارے ساتھ ہوں میں۔ زیادہ مت سوچو۔ تمہارے لئے زیادہ سوچنا ٹھیک نہیں ہے۔ ڈرو مت کوئی نہیں ہے یہاں۔ میرال حسن یہاں نہیں ہے، بہت دور ہے۔ اس کا ڈر مناسب نہیں۔"

"نہیں مجھے ڈر نہیں لگتا...... تمہیں جو کرنا ہے کرو۔" وہ لا پرواہ بنتی ہوئی بولی تھی۔

"تمہارے ساتھ ہوں میں!" ابان شگری مدھم سرگوشی میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور خاموش رہی تھی پھر تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"دکھائی نہیں دیتے!"

"کیوں؟ آنکھیں کھول کر دیکھو، سب دکھائی دے گا۔" ابان شگری نے اس کے سر پر پیار کیا تھا۔

"تمہارے ساتھ ہوں پھر دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ سنائی دیتا ہوں؟" وہ اس کی بات پر بنا مخالفت کرتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور نے انکار پر سر ہلایا تھا...... بہت شور ہو تو سنائی نہیں دیتا۔ شور میں تمام آوازیں گڈ مڈ ہو جاتی ہیں نا۔" وہ مدھم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ بند آنکھوں میں ہزار ہا الجھنیں تھیں اور ابان شگری ان الجھنوں کا سدِ باب کرتا مسلسل ناکام تھا۔

اتباع منصور کا ذہن ایک جگہ رکا ہوا تھا۔ کسی ایک جگہ جہاں اس کا دل بہت دکھا تھا۔ ابان شگری اس نقطے تک رسائی پانے کے جتن کر رہا تھا۔

"تم کان لگا کر سنو، غور کرو...... سب سنائی دے گا!" ابان شگری اسے حل پیش کرتے ہوئے بولا تھا۔

"نہیں سنائی دیتا پھر بھی......!" اتباع منصور کے لہجے کی تھکن واضح تھی۔

''اچھا مجھے سننے دو وہ شور...... مجھے سنائی دے گا تو تمہیں بتادوں گا کہ شور میں کیا سنائی دیتا ہے!'' وہ ایک بہترین ترکیب دیتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

''اور پھر بھی سنائی نہیں دیا تو؟'' اتباع منصور کو خدشہ ہوا تھا۔

''سنائی دے گا تم بتاؤ شور کہاں ہے؟'' ابان شگری جیسے ناممکن کو ممکن کر سکتا تھا۔

''تم سن پاؤ گے؟'' اتباع منصور بے یقین لہجے میں بولی تھی۔

''سن پاؤں گا، تم کہو!'' وہ رضامند دکھائی دیا تھا۔

''تمہیں آوازیں سنائی نہیں دیتیں، شور کیسے سنائی دے گا؟'' اتباع منصور فکرمند دکھائی دی تھی۔

''جب آوازیں سنائی نہیں دیتیں تب شور سنائی دیتا ہے، مان لو!'' وہ نرمی سے بولا تھا۔ اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اس کی سمت دیکھا تھا۔ آنکھیں بوجھل تھیں۔ پپوٹے بھاری ہو رہے تھے۔ وہ غنودگی میں تھی پھر۔

''کیا؟'' ابان شگری نے جاننا چاہا تھا۔

اتباع منصور نے اس کا ہاتھ تھام تھا اور اپنے دل پر رکھ دیا تھا۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔ جیسے وہ جانتی تھی وہ کیا کہے گا تبھی بولی تھی۔

''کہا تھا نا تم نہیں سن پاؤ گے......شور یہاں ہے! تم معنی نہیں ڈھونڈ پاؤ گے...... کیونکہ تم شور کو ہی نہیں سن پاؤ گے!'' ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

''تمہیں کچھ سنائی نہیں دیتا...... کچھ نہیں سن سکتے تم...... جو دیکھ نہیں پاتا وہ سن بھی نہیں سکتا...... اب سونا ہے مجھے! سونے دو!'' اتباع منصور نے اس کے شانے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لی تھیں۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری نے جیسے دانستہ ان دھڑکنوں کے شور کو سننا چاہا تھا۔

اتباع منصور کا سر ابان شگری کے شانے پر تھا۔ وہ قریب تھی اور اس خاموشی میں کوئی بھی آواز صاف سنی جا سکتی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے کھڑا تھا۔

''تم نہیں سن سکتے نا؟ مجھے پتہ تھا نہیں سن سکو گے!'' اتباع منصور کی مدھم آواز سنائی دی تھی۔

''تم کتنے برے ہو نا۔ عقل نہیں ہے؟ دماغ کو استعمال کیوں نہیں کرتے؟ کس لئے دیا گیا ہے تمہیں؟ کیا کرتے ہو؟ احمق ہو، گدھے!'' وہ خفا ہو رہی تھی۔ اس کے شانے پر سر رکھے مدھم آواز میں بول رہی تھی۔

''نہیں، مجھے سنائی نہیں دیا تھا۔'' ابان شگری جیسے اس کا دل رکھنے کو مدھم آواز میں بولا تھا۔

اتباع منصور چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

ان آنکھوں میں جان لینے کا تجسس تھا مگر ابان شگری کھڑا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور کسی بچے کے سے تجسس سے سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اور پھر کیا سنائی دیا تمہیں؟'' اتباع منصور ایک آس سے دیکھنے لگی تھی اسے۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اتباع منصور کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹاتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

''مجھے آواز سنائی دی تھی مگر......!!'' وہ جیسے کسی چھوٹے بچے کو بہلا رہا تھا۔

''مگر کیا؟'' اتباع منصور فکر مند ہوئی تھی۔

''آدھا کام کرتے ہو ہمیشہ تم...... تبھی بس ادھورا سنا؟ تم پورا نہیں سن سکتے تھے؟'' اتباع منصور خفا ہو رہی تھی۔

''نہیں آدھا کام نہیں کیا، پورا سنا ہے۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''اچھا ناراضگی ختم کرو گی تو بتاؤں گا۔'' ابان شگری کو جیسے اس معصومیت پر پیار آنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''بتا نہیں رہے ہو۔ بس بولے جا رہے ہو اور ان باتوں میں کوئی کام کی بات نہیں ہے۔''

''اچھا کام کی بات بھی کروں گا، تم سنو تو!'' ابان شگری نے اسے سننے پر مائل کیا تھا۔

''نہیں سننا اب۔ تم کچھ کہتے ہی نہیں کیونکہ تمہارے پاس کچھ کہنے کو ہے ہی نہیں۔ اگر کچھ ہوتا تو تم کہہ نہ دیتے؟'' وہ خفا خفا سی دیکھ رہی تھی۔

''تم اتنے فضول ہمیشہ سے تھے یا ابھی ہوئے ہو؟ عقل کا استعمال تمہیں نہیں کرنا آتا۔ کچھ کہنا تمہیں نہیں آتا اور......!'' اس سے

پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ابان شکری نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ دی تھی۔ اتباع منصور چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ نظروں میں سوالیہ نشان بہت واضح تھا اور ابان شکری اسے بغور دیکھتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

”بہت زیادہ شور تھا۔ شور میں کچھ واضح سنائی نہیں دیا۔ بہت سے لفظ تھے اور تمام بہت زیادہ مدغم تھے جیسے تمام لفظ کہیں بہت زیادہ الجھ رہے ہوں۔ میں نے سننے کے لئے کان لگا دیئے۔ پوری توجہ صرف کر دی پھر کہیں جا کر سنائی دیا مگر ماجرہ کیا ہے؟“ وہ بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شکری نے لمحہ بھر کو اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر اسی طور بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

”شور میں جو لفظ تھے وہ دھیمے لہجے میں گزارشات کر رہے تھے۔ پوری جان جیسے ان گزارشات میں سمٹ گئی تھی۔ جاننا چاہتی ہو وہ گزارشات کیا تھیں؟“

ابان شکری نے اس کے لبوں سے اپنی شہادت کی انگلی ہٹائی تھی۔ اتباع منصور نے بغور اسے دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ابان شکری کچھ لمحوں تک خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا پھر مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

”ان گزارشات میں بس محبت تھی......صرف محبت اور......!!“

اتباع منصور نے الجھ کر کچھ بولنا چاہا تھا جب ابان شکری نے دوبارہ شہادت کی انگلی اس کے لبوں پر لگا دی تھی اور اسی طور بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

”محبت کو بولتے سنا ہے کبھی؟“ سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا اتباع منصور کو۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔ ان آنکھوں میں جاننے کی خاص کیفیت تھی جیسے وہ فوراً سن لینا چاہتی تھی مگر ابان شکری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

”محبت کو سننا چاہو تو دونوں کان بند کر لینا پڑتے ہیں اور مجھے یہی کرنا نہیں آ رہا تھا مگر پھر میں نے غور کیا تو مجھے پتہ چل گیا۔ میں نے اپنے دونوں کان بند کر لئے۔ آنکھیں بھی بند کر لینے کے بارے میں غور وخوض کر رہا تھا جب ایک مدھم سی آواز سنائی دی تھی۔ وہ آواز تمہارے دل سے آ رہی تھی شیرنی۔ جانتی ہو تمہارا دل کیا کہہ رہا تھا؟“ ابان شکری نے پوچھا تھا۔ ابان شکری کی شہادت کی انگلی بدستور اس کے ہونٹوں پر تھی اور وہ اسی اشتیاق سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابان شکری کے پوچھنے پر اس نے انکار میں سر ہلا دیا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

”محبت کہہ رہی تھی ساتھ رہو..... ساتھ چلو..... لمحہ دو لمحہ کے سفر کے لئے نہیں، بہت سے لمبے سفر کے لئے، بہت سی منزلوں کے لئے، قدم قدم ساتھ۔ ان گزارشات میں محبت سرگوشیاں کر رہی تھی اور محبت کا رنگ گہرا تھا۔ انمٹ، گہرا۔ سرگوشیاں دم بخود ٹھہر گئیں تھیں اور محبت بولتی چلی گئی تھی۔ ساتھ رہو، ساتھ چلو۔ ہمیشہ۔“ ابان شکری مدھم آواز میں بول رہا تھا۔ نظریں اتباع منصور کو بغور دیکھ رہی تھیں۔

اتباع منصور نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹایا تھا اور بولی تھی۔

''اور تم بتا نہیں رہے تھے۔ اتنا کچھ سنا تھا تم نے۔ اس وقت کیوں کہا کچھ نہیں سنا؟؟''

''بتا دیا نا اب۔'' ابان شگری جیسے اقرار کر رہا تھا۔

''ہاں مگر تب کیوں نہیں!'' اتباع منصور نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

ابان شگری مسکرا دیا تھا۔ تب اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر اس کے شانے پر سر رکھتے ہوئے بولی تھی۔

''تم جھوٹ بولتے ہو نا؟ جو سن لیتے ہو وہ بتاتے نہیں۔ تم ڈرتے ہو کسی بات سے؟''

''نہیں میں نہیں ڈرتا۔'' ابان شگری نے خود کا دفاع کرنا ضروری خیال کیا تھا۔

''ڈرتے تو ہو۔ ایسے ہی کہتے ہو یہ کر سکتا ہوں وہ کر سکتا ہوں۔ جب وقت آتا ہے تو کچھ نہیں کرتے۔'' اتباع منصور آنکھیں بند کر کے بول رہی تھی۔

ابان شگری جانے کیا سوچ کر مسکرا دیا تھا۔

''سب کر تو سکتا ہوں تمہارے لیے۔ ہر ناممکن کو ممکن۔ بولو کیا کرنا ہے؟ کیا چاہئے؟'' وہ جیسے مہربان ہو رہا تھا۔

اتباع منصور آنکھیں بند کیے کھڑی رہی تھی۔ ابان شگری نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔

''تمہاری خاموشی بہت زیادہ بولتی ہے شیرنی مگر مجھے تب زیادہ اچھا لگتا ہے جب تم خود بولتی ہو۔ اس خاموشی کو توڑتی ہوئی تمہاری آواز بہت سے راز کھولنے لگتی ہے۔'' ابان شگری جیسے اسے سننا چاہتا تھا اور بولنے پر اکسا رہا تھا۔

''اچھا اگر تم سنتے نہیں ہو نا میری۔ مانتے نہیں ہو۔''

''تمہاری نہیں مانتا تو پھر کس کی مانتا ہوں؟'' ابان شگری بے معنی باتوں کو جیسے طول دے رہا تھا۔ جیسے وہ اسے سونے نہیں دینا چاہتا تھا۔

اتباع منصور نے لمحہ بھر کو سوچا تھا۔

''میرال حسن؟'' وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی ابان شگری کو۔ ابان شگری نے اسے رد کرنا نہیں چاہا تھا مگر فوری طور پر کچھ نہیں بولا تھا اور اتباع منصور جیسے بہت بے چین ہو گئی تھی۔ مدھم لہجے میں پوچھنے لگی۔

''تم اس کی فکر کرتے ہو؟''

''تمہیں اچھا نہیں لگتا اگر میں میرال حسن کی پرواہ کروں یا اس کی مانوں؟'' وہ جانے کیا جانے کا خواہاں ہوا تھا۔ اتباع منصور نے بغور اسے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''مجھے نہیں پسند وہ۔ بکری جیسی آنکھیں ہیں اس کی، لومڑی جیسی ناک اور......!''

''اور کیا؟'' ابان شگری نے فوراً پوچھا تھا۔

اتباع منصور نے اسے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''بس نہیں اچھی لگتی وہ مجھے۔ مگر تم اس کے بہت قریب تھے نا؟''

''کب؟''

''وہیں...... جب ہم ٹیرس پر تھے۔ تم اس کے بہت قریب تھے۔'' اتباع منصور کا لہجہ بجھنے لگا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''اور تمہیں اچھا نہیں لگا تھا؟''

''ہاں نہیں اچھا لگا تھا۔ تم میرے ہونا؟ جب میرے لئے سب کر سکتے ہو تو پھر اس کے قریب کیوں جاتے ہو؟'' اتباع منصور کو جیسے میرال حسن بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ اس کی موجودگی اس گھر میں اور پھر ابان شگری کے قریب آنا شاید وہی بات باعث وجہ بنی تھی۔

ابان شگری نے اتباع منصور کے چہرے، آنکھوں کو بغور جانچنا چاہا تھا۔

مگر وہاں بہت سکوت تھا۔

''میرال حسن کو ڈیلیٹ کرو، ہر جگہ سے۔ وہ کسی جگہ نظر نہیں آنا چاہیے۔'' اتباع منصور نے حکم جاری کیا تھا جیسے وہ کوئی ناپسندیدہ Application تھی۔

''اتنی ساری جگہوں سے ایک ساتھ کیسے ڈیلیٹ کیا جا سکتا ہے اسے؟ وہ دوست بھی تو ہے نا۔'' ابان شگری نے ٹھوس جواب دینا چاہا تھا۔

''نہیں چاہیے، دوست کے بطور بھی نہیں چاہیے۔ کسی اور حوالے سے بھی نہیں۔'' اتباع منصور فوراً اپنی مرضی پر اسے عمل کرتا دیکھنا چاہتی تھی۔ ابان شگری نے اپنا سیل فون جیب سے نکال کر اس کے حوال کر دیا تھا۔

اتباع منصور نے لحہ بھر کو اسے دیکھا تھا پھر اس کے ہاتھ سے سیل فون لے لیا تھا۔

''تمہیں اختیار ہے جہاں سے چاہو اسے ڈیلیٹ کر دو۔'' ابان شگری جیسے اسے لامحدود اختیارات دے رہا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر جہاں جہاں میرال حسن کا نام دکھائی دیا تھا۔ اس نے اس نام کو ڈیلیٹ کر دیا تھا۔ ابان شگری اسے اطمینان سے ایسا کرتے ہوئے دیکھتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے دو تین Apps مزید چیک کئے تھے پھر جیسے تھک کر ابان شگری کو دیکھا تھا اور اس کا فون اس کی سمت بڑھا دیا تھا۔

''اب بس...... میں تھک گئی ہوں۔ اب تم خود چیک کر لینا۔ وہ کہیں باقی رہ گئی ہو تو اسے خارج کر دینا۔'' وہ کسی بچے کی سی معصومیت سے بولی تھی۔

ابان شگری نے بغور اسے دیکھتے ہوئے اس کی ہاتھ سے موبائل فون واپس لیا تھا اور پھر سر ہلا دیا تھا۔ اتباع منصور نے تسلی کر کے

سر دوبارہ ابان شگری کے شانے پر رکھ دیا تھا۔

''تھک گئی ہو؟'' ابان شگری نے اس کا سر دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

''ہوں!'' اتباع منصور نے سر ہلایا تھا۔

''چلو پھر میں تمہیں بیڈ پر چھوڑ آؤں۔ تم تھوڑا آرام کرلو ورنہ ڈاکٹر میڈیسن دینے آجائے گا۔''

''نہیں میڈیسن نہیں کھانا۔ وہاں بیڈ پر بھی نہیں سونا۔ ایسے ہی سونا ہے۔'' وہ اس کے شانے پر سر رکھے ہوئے آنکھیں میچے ہوئے بولی تھی۔

''ٹھیک ہے۔'' ابان شگری نے جیسے سر تسلیم خم کیا تھا اور اسی طرح کھڑے رہنے میں عافیت جانی تھی۔ اتباع منصور شاید سو گئی تھی۔ اس کے ننھے منے خراٹوں کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ اتباع منصور کی ضد کے آگے وہ کچھ نہیں بول پاتا تھا مگر اتنی دیر وہ کھڑا رہ سکتا تھا مگر اتباع منصور اس طرح کھڑے کھڑے نہیں سو سکتی تھی تبھی اس نے اسے بازو پر اٹھا لیا تھا۔

وہ فوراً مندھی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''کچھ نہیں ہوا، آئی ایم ہیر۔ سو جاؤ۔ تم کھڑے کھڑے تھک جاتیں نا سو اس لیے......!'' ابان شگری نے جواز دیتے ہوئے اس کی پیشانی پر ایک خاص مہر ثابت کی تھی اور اتباع منصور مطمئن ہو کر آنکھیں دوبارہ موند کر خراٹے بھرنے لگی تھی۔ ابان شگری مضبوط تنا کھڑا رہا تھا جیسے وہ اس کا سایہ دار گھنا پیڑ ہو اور اسے تھام کر کھڑے رہنا اس کی اولین ترجیح ہو۔ اتباع منصور مکمل سکون سے سو رہی تھی۔ ابان شگری بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

☆......☆......☆

دادا ابا اور نمرہ دونوں فارم ہاؤس جانے کے لیے نکل چکے تھے۔

''ابا مجھے بہت فکر ہو رہی ہے۔ ایسا اچانک کیسے ہو گیا؟ آپ تو ان دونوں کے قریب رہے ہیں نا؟ جانتے ہیں نا ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک چل رہا تھا نا؟'' نمرہ بہت فکرمندی سے دادا ابا کو دیکھنے لگی تھی۔

دادا ابا نے سر ہلایا تھا۔

''سب ٹھیک تو نہیں تھا۔ کہیں کچھ کھنچاؤ تھا مگر بظاہر وہ بات کرتے تھے مگر وہ رشتہ منسلک تھا۔ شاید ان کے اختلافات بڑھ رہے تھے۔'' دادا ابا جہاں تک اخذ کر پائے تھے اتنا بتا دیا تھا مگر نمرہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

''ان دونوں کے درمیان اختلافات کیوں بڑھ رہے تھے ابا؟ آپ نے جاننے کی کوشش کبھی نہیں کی؟ ان دونوں کے درمیان مصالحت کرنے کی یا بات کرنے کی؟''

دادا ابا نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں پڑی۔ دراصل ان دونوں نے کبھی اس رشتے کی بات نہیں کی، کھل کر کبھی نہیں بتایا۔ اس رشتے کو کبھی ڈسکس نہیں کیا۔ میں نے پوچھا تو ابان نے کہا وہ ذوالفقار کے دوست کی بیٹی ہے اور مدد چاہتی ہے اور ابان شگری اسے قانونی معاملات میں مدد دے رہا ہے۔" دادا ابا کو جتنا معلوم تھا بتا دیا تھا۔

"اوہ یعنی وہ نکاح کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے؟ یہ کیسی شادی تھی ابا؟ وہ اسے ماننے کو تیار نہیں تھے؟ مگر ابان اسے یہاں پارٹی میں کیوں لے کر آیا پھر؟" ثمرہ ہر ہر نقطے پر سوچ رہی تھی اور حیران تھی۔

"آپ کو پتہ ہے ابا، ابان شگری نے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی مجھ سے مگر مجھے حیرت ہے اس نے اس رشتے کو مجھ سے بھی چھپایا۔ یہ رشتہ مخفی رکھنا اتنا ضروری کیوں تھا؟ آپ کو کیا لگتا ہے ابا؟ کیا جواز رہا ہوگا؟" ثمرہ بہت فکرمندی دکھائی دے رہی تھی۔

دادا ابا نے انکار میں سر ہلایا تھا۔

"ثمرہ بیٹا مجھے ابان شگری نے ایسا کچھ نہیں بتایا تھا نہ ہی اتباع نے مگر وہ دونوں بہت کھنچے کھنچے سے تھے۔ بہرحال جو تھا وہ تھا۔ جب اہم یہ ہے کہ اتباع منصور کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے سو ہمیں اس کے لئے دعا کرنا چاہیے۔ اتباع منصور کا صحت یاب ہونا ضروری ہے۔ میں نے ابان شگری کو اتنا بکھرا ہوا کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی آواز نہیں بھلا پایا میں۔ وہ بہت پریشان لگ رہا تھا۔" دادا ابا نے کہا تھا اور ثمرہ اور فکرمند ہو گئی تھی۔

"ابان کیسے اکیلا اس سب سے نبرد آزما ہو رہا ہوگا؟ اس نے کبھی کوئی اتنی بڑی ذمہ داری لی نہیں مگر وہ بہت ٹھہرا ہوا مزاج رکھتا ہے مگر اتباع کو اس حالت میں اکیلے سنبھالنا پتہ نہیں وہ سو بھی پایا ہوگا کہ نہیں۔" ثمرہ ماں تھی اسے بیٹے کے آرام کی فکر زیادہ ہو رہی تھی۔

"خدا کرے اتباع جلدی سے ٹھیک ہو جائے اور اس کی تمام ٹیسٹ رپورٹس نارمل آئیں۔" ثمرہ نے دل سے دعا کی تھی۔

"آمین!" دادا ابا نے فوراً کہا تھا۔

☆......☆......☆

ملگجے اندھیرے میں اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ ابان شگری اسی طرح اسے اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ اس کے مضبوط بازوؤں میں تھی۔ اتباع منصور نے مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا پھر اسے بدستور کھڑے دیکھا تھا تو وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم ابھی تک کھڑے کیوں ہو؟ تم بیٹھے بھی نہیں؟ اسی طرح کھڑے رہے؟ اب مجھے نیچے اتارو۔" ابان شگری کا خیال کر کے وہ بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے آہستگی سے زمین پر یوں اتارا تھا جیسے وہ بہت قیمتی کانچ کی گڑیا ہو۔ اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"تم ایسے کیسے کھڑے رہے تھے؟ تم بیٹھ جاؤ۔ تھک گئے ہو گے نا؟" اسے اپنی نادانی کا جیسے احساس ہوا تھا۔

"نہیں ٹھیک ہوں میں۔ تمہیں اس طرح سونا تھا نا۔ تم نے کہا اور یہ میرے لئے کرنا ضروری تھا۔" وہ سعادت مندی سے بولا تھا۔ اتباع منصور افسوس ہوا تھا۔

"اچھا میں وہاں بیڈ پر بیٹھتی ہوں تم میرے ساتھ وہاں بیٹھو۔ میرے پاس میرا ہاتھ تھام کر۔" وہ ساری فرمائشیں پوری کروا لینا چاہتی تھی جیسے۔ ابان شگری اسے سہارا دے کر بیڈ تک لایا تھا۔ وہ نیم دراز ہو کر اس کا ہاتھ تھام کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم بیٹھ جاؤ پلیز...... مجھ سے محبت کرنا کا مطلب یہ نہیں کہ تم کھڑے رہو گے۔ میں تمہیں اتنی لمبی اور طویل سزا جھیلتے نہیں دیکھنا چاہوں گی۔" اتباع منصور جیسے مہربان ہو رہی تھی۔ ابان شگری اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہوا؟" ابان شگری کو اس کے خاموش ہونے پر تشویش ہوئی تھی۔

اتباع منصور ابان شگری کو بغور دیکھنے لگی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"تم اتنی محبت کرتے ہو؟" وہ بے یقینی سے بولی تھی۔

"کتنی محبت؟" ابان شگری فوری طور پر جیسے پیمائش نہیں کر پایا تھا۔

"اتنی ڈھیر ساری؟" اتباع منصور نے آنکھوں کو پورا کھول کر کہا تھا۔

"تمہیں کس نے کہا؟" ابان شگری نے کہا تھا۔

"تم نے کہا تھا نا؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ پھر ان آنکھوں میں تشویش اتر آئی تھی۔

"اور تم پھر بھول گئے نا؟ تم جلدی بھول جاتے ہو۔ یہی بات اچھی نہیں تم میں، تم فراموش کر دیتے ہو۔" اتباع منصور نے شکوہ کیا تھا۔

"نہیں بھولا۔ تم مجھے بھولنے نہیں دو گی نا؟ اگر بھول گیا تو تم یاد دلاتی رہنا۔" ابان شگری نے بہترین حل تلاشا تھا۔ اتباع منصور نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا تھا تبھی اس کی نگاہ ادھ کھلی کھڑکی پر پڑی تھی۔ وہاں پر جو پیڑ تھا وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ باہر کی روشنی میں پیڑ کے ارد گرد کئی جگنو ٹمٹماتے دکھائی دیتے تھے۔ اتباع منصور ان جگنوؤں کو غور سے دیکھنے لگی تھی۔ ایک جگنو روشنی سے بھرے وجود کے ساتھ ادھ کھلی کھڑکی کے اندر آیا تھا جس نے اتباع منصور کی توجہ کھینچ لی تھی۔ ابان شگری گردن موڑ کر اتباع منصور کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا تھا جہاں ٹمٹماتے ہوئے جگنو اتباع منصور کی تمام توجہ اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

اتباع نے کھڑکی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔

"کیا؟" ابان شگری نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"مجھے وہاں جانا ہے۔" اتباع منصور نے فرمائش کی تھی۔

"وہ گھر کی پچھلی طرف ہے۔ اس بیک یارڈ سے آگے جنگل شروع ہوتا ہے اور شام کے وقت جنگلوں کی سمت جانا اچھا نہیں ہوتا!" ابان شگری نے نرمی سے سمجھایا تھا۔

"مگر مجھے اس طرف جانا ہے۔ وہ fireflies دیکھنا ہیں۔ تم ہو نا میرے ساتھ۔ تم ساتھ ہو گے تو کوئی ڈر نہیں ہو گا نا؟ تم بہادر ہو، مضبوط ہو، مجھے ہر ڈر سے بچا سکتے ہو۔ محفوظ رکھ سکتے ہو...... پھر؟" وہ جیسے ابان شگری کو قائل کر رہی تھی۔

ابان شگری اٹھا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھنے میں مدد کی تھی۔

"نہیں میں خود چلوں گی!" وہ ضد کرنے لگی تھی مگر ابان شگری اسے اس طرح نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ کھڑی ہوئی تھی۔ لڑکھڑائی تھی۔ شاید اسے چکر آیا تھا۔ اس نے ابان شگری کا شانہ تھام لیا تھا اور اسی سرعت سے ابان شگری نے اسے تھام لیا تھا۔

"کہا تھا نا تم نہیں چل سکتیں ابھی۔" اسے جتاتے ہوئے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور باہر کی سمت بڑھنے لگا تھا۔

"تم کتنے اچھے ہو نا۔ تم ہمیشہ ایسے کیسے نہیں رہتے؟ تمہیں ایسا ہی رہنا چاہیے نا۔" اتباع منصور اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ پھر اس کی ناک چھو کر دیکھنے لگی تھی۔

"آج اس ناک کا سائز چھوٹا ہو گیا ہے نا؟"

"نہیں، تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے؟"

"پتہ نہیں مگر شاید اس پر غصہ نہیں ہے نا اور وہ تمہاری سو کالڈ انا بھی ہے۔ دونوں کہاں غائب ہیں؟ تم نے انہیں چھٹی پر بھیج دیا ہے کیا؟" وہ بغور اس کی ناک دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"لیکن اب تمہاری ناک پرفیکٹ لگ رہی ہے۔ اتنا سائز ہو تو تمہاری ناک بھلی لگتی ہے۔ شاید اب تین سینٹی میٹر ہو گئی ہے۔ بس اتنی ٹھیک ہے۔" وہ ابان شگری کی ناک کا بغور جائزہ لیتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری اسے بازوؤں پر اٹھائے گردن ہلانے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ناک کو اسی طرح رہنے دوں گا۔" وہ ہم خیال ہوا تھا۔

"اور تمہاری انا کا کیا ہو گا؟ اور وہ غصہ؟" اتباع منصور کو خدشہ لاحق ہوا تھا۔

"ان کی پرماننٹ چھٹی اب!" ابان شگری نے جیسے اہم اعلان کیا تھا۔

"اوہ......! اتنی بڑی تبدیلی کیوں؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

ابان شگری اسے اٹھائے بیک یارڈ کی سمت بڑھنے لگا تھا۔

"کیوں کہ تمہاری گزارشات میں سے ایک گزارش یہ بھی ہے تو میرا ماننا شرط ہے۔" وہ جیسے اس کام پر معمور تھا۔ اتباع اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"صرف اس لئے کہ تمہاری ناک اس غصے اور انا کے بنا اچھی لگتی ہے؟" وہ جواز ڈھونڈ رہی تھی۔ ابان شگری نے بیک یارڈ کی سمت بڑھتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں۔ صرف اس لئے نہیں کہ میری ناک اس کے بنا اچھی لگتی ہے۔" وہ جیسے اتباع منصور کا پابند ہوا تھا۔ اتباع منصور خاموش

ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے اس مقام پر لے آیا تھا جہاں ہزاروں جگنو اڑ رہے تھے۔ ابتاج منصور نے چونک کر اس منظر کو دیکھا تھا پھر ابان شگری کو رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

ابان شگری رک گیا تھا۔ ابتاج منصور نے نیچے اترنا چاہا تھا۔ ابان شگری نے اسے اتار دیا تھا اور اسے سہارا دے کر تھام لیا تھا۔

ابتاج منصور کسی بچے کی طرح جگنوؤں کے پاس جانے کی ضد کرنے لگی تھی۔ وہ دواؤں کے زیر تھی۔ ابان شگری اسے اس کے سہارے چھوڑ نہیں سکتا تھا مگر ابتاج منصور نے ضدی بچے کی طرح منہ بسور کر اس کی طرف دیکھا تھا اور تب اسے لمحہ بھر کو اس کا ہاتھ چھوڑنا پڑا تھا مگر وہ خود ساتھ ساتھ تھا جہاں وہ لڑکھڑاتی وہ اسے تھام سکتا تھا۔

ابتاج منصور جگنوؤں کے ساتھ کھیلنے لگی تھی۔ انہیں مٹھیوں میں لینے لگی تھی مگر کوئی ایک جگنو بھی مٹھی میں نہیں آیا تھا۔ ابان شگری نے اس کے شوق کو دیکھا تھا اور آگے بڑھ کر مٹھی میں جگنو دبوچ کر اس کے سامنے کیا تھا۔ ابتاج منصور کسی بچے کی طرح جھک کر اس کی مٹھی کے ایک کونے پر ایک آنکھ بھینچ کر دوسری آنکھ رکھتے ہوئے اس بند مٹھی کو دیکھنا چاہا تھا جس کے ایک کنارے سے روشنی پھوٹ کر احساس دلا رہی تھی کہ جگنو اس مٹھی میں تھا۔

"ارے یہ یہاں ہے۔ دیکھو کتنا چمک رہا ہے!" وہ بچوں کے سے جوش سے ابان شگری کو دیکھتے ہوئے بولی تھی جیسے وہ چاہتی تھی کہ ابان شگری بھی یہ منظر دیکھے۔ ابان شگری نے اپنی اس بند مٹھی کے اس روشن کنارے پر ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے دیکھنا چاہا تھا۔ بالکل اس طرح جس طرح کچھ دیر قبل ابتاج منصور نے کیا تھا۔ وہ ابتاج کے سے جوش سے بولا تھا۔

"Yes, it's still there!"

ابتاج بچوں کی سی معصومیت سے مسکرائی تھی اور پھر مزید جگنو پکڑنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ غنودگی کے باعث وہ لڑکھڑائی تھی۔ ابان شگری نے فوراً سہارا دیا تھا اور ابتاج منصور نے تھک کر جیسے ابان شگری کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔ روشنی سے بھرے ٹمٹماتے ننھے منے جگنو ان کا طواف کرنے لگے تھے۔ ارد گرد یہاں سے وہاں بہت سے جگنو۔

ابتاج منصور تھک کر گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

"کیا ہوا؟ یاد و کے؟" ابان شگری کو فکر لاحق ہوئی تھی۔

ابتاج منصور نے سر ہلا دیا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"تمہیں دیکھتی ہوں تو بہت عجیب لگتا ہے!" وہ آنکھیں میچے ہوئے بولی تھی۔

"کیسا عجیب؟" ابان شگری جاننے کو بضد ہوا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ کیوں مگر تمہیں دیکھتی ہوں تو لگتا ہے جیسے میرے ارد گرد کے علاقے میں جو ایک آسمان ہے اس پر اچانک ہی

بہت سے تارے اتر آئے ہوں اور میرا آسمان بہت سے حقیقی ستاروں سے بھر گیا ہو اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کئی تارے میری زمین کی طرف پرواز کرنے لگے ہوں۔ مجھے تاروں کے حصول کی چاہ نہیں مگر ہمیشہ تارے دیکھتی ہوں تو دل بے ربط حرفوں میں تمہارا تذکرہ کرنا کیوں ضروری سمجھتا ہے؟" اتباع منصور کے مدھم لہجے میں کچھ تھا کہ ابان شکری کو اسے چونک کر دیکھنا پڑا تھا۔ مگر وہ آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی۔

وہ چہرہ معصوم اور بھولا بھالا تھا۔ وہ ربط بناتی آنکھیں بند تھیں اور بولتے ہوئے گداز لب خاموش ہو گئے تھے۔

تاروں بھرے آسمان کے نیچے وہ دونوں خاموش کھڑے تھے۔ جانے کیا ہوا تھا کہ ابان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا اور پھر مہربان آسمان جیسے زمین کی طرف جھک آیا تھا۔ کچھ ان کہی سرگوشیاں کرنے۔ اتباع منصور آنکھیں بند کئے ان لمحوں کی سرگوشیوں کو چپ چاپ سن رہی تھی۔ ابان شکری نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔ تاروں کی ضیاء اور جگنوؤں کی روشنیوں سے سارا منظر بھر گیا تھا۔ اس مدھم روشنی میں ابان شکری نے اتباع منصور کے گرد روشنی کا ایک ہالہ بنا ہوا دیکھا تھا۔

ابان شکری کے لئے یہ لمحہ انمول تھا جیسے اور گرفت میں لینے والا۔ اس نے اتباع منصور کے سر سے اپنی پیشانی کو جوڑتے ہوئے تھک کر گہری سانس لی تھی۔

"اتباع منصور تم گرفت میں لینے والی ہو۔ تم مٹھی میں بند کر کے سارے لمحے روک دو تو مجھے گماں ہو گا تم ان زمانوں پر اختیار رکھتی ہو۔" وہ گہری سانسیں اس کے چہرے پر لیتے ہوئے مدھم آواز میں بولا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں اور ابان شکری بھی اپنی آنکھیں میچ کر ان لمحوں کے اسرار کو محسوس کرنے کی ٹھان لی تھی۔

قربتوں کے لمحے منجمد ہو گئے تھے۔ ایک نقطے پر ٹھہر گئے تھے جیسے۔ ابان شکری اس چہرے پر جھک گیا تھا اور لمحوں کی نبض تھامتے ہوئے وقت کی رفتار کو دھیما کر دیا تھا۔

"تم وقت کو روک سکتے ہو جیسے۔ تم سب ناممکن کر سکتے ہو نا؟" اتباع منصور نے آنکھیں کھولے بنا کہا تھا جیسے اس کو ابان شکری پر مکمل اعتبار تھا۔

"سیاہ رات کی تاریکی میں چپ چاپ جا کر ستاروں کو ڈھونڈ لینا؟ کہکشاؤں سے بے معنی باتیں کرتے ہوئے کسی ایک ربط کو بات دہراتے ہوئے ہر ضروری بات کو بھول کر؟ صرف میرے لئے؟ چپکے سے چاند کو چرا لانا؟ کر سکو گے میرے لئے؟" اتباع منصور نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔ ابان شکری نے آنکھیں کھولتے ہوئے بغور اس چہرے کو دیکھا تھا۔

ستاروں کی روشنی میں جگنوؤں کے دائرے میں کھڑے اتباع منصور کے چہرے کے گرد روشنی کا ایک عجیب ہالہ سا بن گیا تھا جو ابان شکری کو دم بخود کر رہا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر ابان شکری کو دیکھا تھا۔

"تم یہ تمام روشنیاں میرے لئے ایک جار میں بھر سکتے ہو؟" ایک فرمائش ہوئی تھی۔ ابان شکری نے بغور اس کی سمت دیکھتے

ہوئے سرا ثبات میں ہلایا تھا جیسے اس کے لئے کچھ ممکن نہیں۔

اور تبھی اتباع گردن موڑ کر جنگلوں کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

اس سمت کئی روشنیوں سے بھرے ننھے منے جگنو ٹمٹماتے ہوئے اپنا راستہ بنا رہے تھے۔ ابان شگری ان جگنوؤں سے کہیں زیادہ دلچسپ منظر اتباع منصور کے چہرے میں ڈھونڈ رہا تھا۔ اتباع منصور کے چہرے پر کوئی روشنیوں کا پہرہ تھا اس گھڑی۔ ابان شگری بغور دیکھ رہا تھا۔ روشنیوں سے منظر الجھ رہے تھے اور اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''یہ جو راستے جنگلوں کو جاتے ہیں انہیں بھی قطبی تارا دکھائی دیتا ہے یا وہاں جنگلوں میں جا کر تارے رستہ بھول جاتے ہیں؟ میں جب چھوٹی تھی تو بہت سے fireflies ایک چھوٹے سے جار میں بھر لیتی تھی۔ مجھے تاریکیوں سے ڈر لگتا تھا۔ ڈرتی تھی، نگاہ جھپکی اور راستہ کھول گیا تو؟ میں fireflies کا ننھا منا سا وہ جار اپنے بیگ میں ہمیشہ ساتھ رکھتی تھی۔ اب تم ساتھ ہو تو دل چاہتا ہے تم بس ساتھ رہو۔ جانتی ہوں تم firefly نہیں ہو مگر تمہاری آنکھوں سے ایک کہکشاؤں کی روشنی پھوٹتی ہے تو لگتا ہے اس پر بس میرا حق ہے۔ بولو رہو گے میرے ساتھ؟ ڈرو مت تمہیں اس چھوٹے سے جار میں نہیں رکھوں گی۔ یہاں رکھوں گی، اس دل میں...... ہمیشہ!'' اتباع منصور نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔ ابان شگری کی طرف دیکھا تھا وہ بغور اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور جیسے اس کے جواب کی منتظر تھی اور ابان شگری نے بہت آہستگی سے سرا ثبات میں ہلا دیا تھا۔

اتباع منصور اسے ایک یقین سے دیکھنے لگی تھی۔

''مجھے یقین تھا تم منع نہیں کرو گے!'' وہ ٹھول مدلل لہجے میں بولی تھی۔

تیز ہوا کے باعث اتباع منصور کے بال ہوا کی سمت میں لہراتے جا رہے تھے اور کئی لٹیں چہرے پر آ گئی تھیں۔ ابان شگری نے بغور اس چہرے کو دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس چہرے پر سے بالوں کی ان لٹوں کو ہٹایا تھا۔

''تمہیں یہ یقین کیسے تھا؟''

''بس تھا!''

''اور اگر یقین پورا نہیں ہوتا تو؟''

''ایسا نہیں ہوسکتا تھا نا!''

''کیوں؟''

''کیونکہ تم میرے ہو نا؟''

''اتنا یقین ہے تمہیں؟''

''ہاں، کیونکہ میں تمہارے لئے بنی ہوں نا!''

"تمہیں کس نے کہا؟"

اتباع منصور نے خاموشی سے ابان شگری کو دیکھا تھا پھر چہرہ قریب کیا تھا اور اپنے لب ابان شگری کی آنکھوں پر رکھ دیئے تھے جیسے وہ ان پر پورا حق رکھتی ہے۔ ابان شگری اس اقدام پر اسے حیرت سے دیکھنے لگا تھا اور اتباع منصور بنا پرواہ کرتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں بولی تھی۔

"تمہاری آنکھیں کہتی ہیں تم نہ کہو۔ ویسے بھی تم زود فراموش ہو۔ جلد بھول جاتے ہو۔ بھول جاؤ گے کہ آسمان کسی ایک لمحے میں زمین پر جھک آیا تھا اور آسمان نے اپنا آپ لمحہ بھر کو زمین کو سونپ کر اسے مکمل کر دیا تھا۔ تم بھول جاؤ گے نا؟" کہتے ہوئے اتباع منصور کی آواز یکدم بھرائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمکین سمندر آن ٹھہرے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نمکین سمندر پلکوں کے کنارے توڑ کر باہر نکلنے لگے تھے۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر ان آنسوؤں کو پوروں پر لیا تھا۔ وہ نظریں بغور اتباع منصور کو دیکھ رہی تھیں۔

"یہ رات اپنے اندر اسرار رکھتی ہے۔ بہت خاموشی ہے۔ یہ تاریکی اور اس تاریکی میں ڈوبتی ابھرتی اور کبھی ٹمٹماتی روشنی! تمہارے لئے جو اہم ہے وہ میرے لئے بہت زیادہ اہم ہے اتباع منصور۔ تم جو چاہتی ہو میں اس پر اختیار پانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جو ممکن نہیں ہوتا میں اس پر دسترس پانے کی کوشش میں جت جاتا ہوں۔ تمہاری آنکھوں کے اشاروں پر دنیا تک جاتی ہے میری۔ تم کہتی ہو لمحے روک لو۔ میں روک لیتا ہوں۔ تم کہتی ہو گزرنے دو تک میں وقت کی نبض پر اپنے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کر دیتا ہوں۔ جس پر تم یقین کرتی ہو میں وہ کرنا چاہتا ہوں اور تم جس شے کی خواہش کرتی ہو میں اس کے لئے تمام دنیا سے ٹکرا سکتا ہوں۔ میں جانتا ہوں میں صرف ایک ہوں اس چہرے پر روشنی کا گھر بنا سکتا ہوں۔ ان آنکھوں سے ٹمٹماتے جگنو چرا سکتا ہوں۔ ان پلکوں پر ستارے رکھ سکتا ہوں۔ ان آنکھوں سے آنسو مٹا کر ان ہونٹوں پر مسکراہٹ رکھ سکتا ہوں۔" اتباع نے اس کی سمت دیکھا تھا۔ ابان شگری ان آنکھوں سے نمی چن رہا تھا۔

وہ آنکھیں بھیگ گئی تھی۔ گرم گرم آنسو آنکھوں سے نکلے تھے اور ابان شگری نے انہیں چن لیا تھا۔

"تم کون ہو؟"

"وہ ایک جسے تمہاری نگاہ ہمیشہ ڈھونڈتی تھی!"

"اور اگر تم وہ ایک نہ ہوئے تو؟"

"تم آزما سکتی ہو!"

"اور پھر کیا ہوگا؟"

"وہ سب کچھ جو تم چاہو گی!"

"وہ سب کچھ؟"

"تمہیں یقین نہیں؟"

''تم یقین توڑ دو گے!''

''یقین کرو!''

''ڈر لگتا ہے!''

''ان خدشوں کا ختم ہونا ضروری ہے شیرنی!''

''تم ہیرو ہو جو سب پورا کر سکتا ہے؟''

''تمہیں یقین نہیں ہے؟''

''ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتی؟''

''ہاں میں وہ ایک ہوں جس پر تم اپنے سارے یقین بنا سکتی ہو!''

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ ابان شگری بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

''تم میرے ساتھ رہو گے؟''

''ہمیشہ!''

''کیوں؟''

''کیوں کہ یہ ضروری ہے!''

''اور ضروری نہ رہا تو؟''

''ہمیشہ رہے گا۔ بہت ضروری!''

''میرے رہو گے؟''

"Always, for all eternity."

ابان شگری کی آنکھوں میں یقین بول رہا تھا۔ اس کی آنکھیں جیسے گرم پارہ سی تھیں اور اتباع منصور کا دل بھرنے لگا تھا۔

''تم نے لفظوں کو باندھ دیا ہے۔ اب کھولا تو بہت سزا ملے گی!''

''تمہاری اجازت کے بنا کسی حرف کے معنی نہیں بدلوں گا!''

''سوچ لو بہت مار کھاؤ گے! بہت سے **Punches**۔''

''سوچ لیا۔ میں تیار ہوں!'' ابان شگری کی آنکھوں میں یقین تھا۔ اتباع منصور چہرہ پھیر کر اڑتے ہوئے جگنوؤں کو دیکھنے لگی تھی۔ سرد ہوا میں خنکی تھی۔ یخ بستہ ہواؤں سے اتباع منصور کانپنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اپنا جیکٹ اتار کر اس کے کاندھوں پر ڈالا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''اندر چلیں؟'' وہ اس کو ٹھنڈ لگنے کے خیال سے بولا تھا۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

''نہیں یہاں اچھا لگ رہا ہے۔ یہ ہوا، یہ خنکی یہ تارے یہ آسمان، یہ ٹمٹماتے جگنو سب بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ میں نے زندگی کو اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔

''اور تم......؟'' ابان شگری کے کہنے پر اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا۔

''اور تم......؟'' وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری چپ رہا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی بازوؤں کے حصار میں کھڑے اسے دیکھا تھا۔

''تم ہمیشہ سے ایسے تھے؟''

''ہاں!'' ابان شگری نے اقرار کیا تھا۔

''پھر مجھے کیوں نہیں ایسے لگتے تھے؟'' اتباع منصور کو شکوہ ہوا تھا۔ ابان شگری جنگلوں کے کنارے پر اڑتے ہوئے لاتعداد جگنوؤں کو دیکھتے ہوئے اتباع منصور کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اپنے بچپن میں اکثر جب ہم فارم ہاؤس جاتے تھے، میں ننگے پاؤں بھاگتا ہوا دور تک نکل جاتا تھا۔ ہوش نہیں رہتا تھا۔ آسمان میرے ساتھ ساتھ سفر کرتا تھا اور رستے کی گرد میرے پیروں سے اٹ جاتی تھی۔ جنگلوں کے آغاز پر جب راستوں کا شمار کرتا ہوا رکتا تھا تو اندھیرے میں کھڑے ٹمٹماتے ہوئے اگنت، بے شمار جگنو میرے اطراف گھیرا بناتے ہوئے اچانک رقص کرنے لگتے تھے اور میں مبہوت ہو کر رک جاتا تھا۔

تب مجھے احساس ہوتا تھا کہ کتنی دور نکل آیا ہوں۔ لنچ بکس میں بند مم کے ہاتھ کا بنا **Blueberries** اور **Respberries** کا میٹھا، مم کے ہاتھ کی مخصوص مٹھاس کا ذائقہ، بنا جوتے کے پاؤں، مٹی کی خوشبو، سینکڑوں جگنوؤں کی روشنی سے جلتے ہوئے پتے، خودرو جھاڑیوں کی مہک، جنگل کی خوشبوؤں سے مل کر جلتی بجھتی روشنیوں کا تعاقب کرتے وقت کیسے نکل جاتا تھا، پتہ نہیں چلتا تھا۔ ہوش تب آتا تھا جب تھکے قدموں کے ساتھ گھر کے اندر قدم رکھتا تھا اور ڈیڈ کی گرجدار آواز سنائی دیتی تھی اور پھر......!'' ابان شگری رکا تھا۔

''اور پھر......؟'' اتباع منصور نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

''اور پھر......! بہت ڈانٹ پڑتی تھی!'' ابان شگری کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔

''اوہ۔ تمہارے ڈیڈ تمہیں ڈانٹتے تھے؟'' اتباع کو اس کے پاسٹ کے بارے میں سن کر جیسے حیرت ہوئی تھی۔

''بہت!'' ابان شگری نگاہ پھیر کر اعتراف کیا تھا۔

''پھر کیا ہوتا تھا؟'' اتباع منصور کو جاننے کا تجسس ہوا تھا۔

''پھر میں خاموش ہو جاتا تھا!'' ابان شگری کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر گزر گیا تھا۔

''تم افسردہ ہو گئے ہو؟'' تمہیں اپنے ڈیڈ اچھے نہیں لگتے تھے؟'' اتباع منصور نے جاننا چاہا تھا۔

ابان شگری نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''نہیں ایسی بات نہیں۔'' وہ جیسے اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی بات بدلتے ہوئے بولا تھا۔

''تم تھک تو نہیں گئیں؟''

''نہیں۔ میں نہیں تھکی مگر تم ڈیڈ سے ڈرتے کیوں تھے؟ وہ تمہیں پیار نہیں کرتے تھے؟ میرے ڈیڈ تو مجھے کبھی نہیں ڈانتے تھے۔ وہ کہتے تھے میں ان کی پرنسیس ہوں۔ میں بہت چھوٹی تھی نا...... اتنی سی!'' ہاتھ کے اشارے سے سائز بنا کر دیکھتی ہوئی الجھی تھی پھر تسلی کر کے ابان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

''اچھا پھر کیا ہوتا تھا؟ تمہارے ڈیڈ تمہیں گھر سے نکال دیتے تھے؟'' اتباع منصور جاننے پر بضد نظر آئی تھی۔

''تم اسکول میں اچھے مارکس نہیں لاتے تھے کیا؟ اچھا تم لمبی ناک والے گندے بچے تھے جو پڑھتے ہوئے ڈرتے ہیں اور کلاس میں چھپ چھپ کر چیٹنگ کرتے ہیں!'' اتباع اپنے قیاس کو ضروری سمجھ رہی تھی۔

ابان اس کے معصوم انداز پر مسکرا دیا تھا۔

''نہیں میں نالائق سٹوڈنٹس میں شمار نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ ٹاپ پر رہتا تھا مگر مجھے سپورٹس میں بہت زیادہ انٹرسٹ تھا جو کہ ڈیڈ کو پسند نہیں تھا۔'' اس نے یونہی بات بنائی تھی۔

''یہ بات تھی کیا؟'' اتباع نے اسے غور سے دیکھا تھا۔

ابان شگری نے سر ہلایا تھا۔

''اچھا پھر تم دوبارہ جنگل کی طرف نکل جاتے تھے؟''

''نہیں!'' ابان شگری نے اتباع منصور کی سرخ ہوتی ناک کو دیکھا تھا جو سرد ہوا کے باعث سرخ ہو رہی تھی۔

''نہیں! میں ایسا نہیں کرتا تھا!''

''اوہ۔ مگر کیوں؟'' وہ بضد ہوئی تھی۔

''کیونکہ تم اس وقت نہیں تھی نا!'' مسکراتے ہوئے ابان شگری نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی تھی۔

''اوہ۔ تم چاہتے تھے میں اس وقت تمہارے ساتھ ہوتی؟'' تم مجھے بتا دیتے نا میں اس وقت آ جاتی۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم مجھے اتنا مس کرتے ہو مگر تم تب بھی مجھے اتنا ہی مس کرتے تھے؟ اتنی ہی محبت کرتے تھے؟'' اتباع منصور کو جاننے کا اشتیاق ہوا تھا۔

''ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر اثبات میں سر ہلا دیا تھا جیسے وہ اس کے کسی سوال کے لئے نہ کرنے کا متمنی نہیں تھا جیسے یہ اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

''پھر میں تمہارے ساتھ کیوں نہیں؟ میں تمہارے ساتھ تب ہوتی تو ہم بہت سے جگنو پکڑتے نا؟ اوہ......وہ مم کے ہاتھ کا بنا میٹھا تم تنہا کھا جاتے تھے؟ اچھا تبھی تمہیں ڈیڈ سے ڈانٹ پڑتی تھی نا؟'' اتباع منصور نے اسے بھولپن سے دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ ابان اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

''ڈانٹ ہی نہیں پٹائی بھی لگتی تھی!'' مسکراتے ہوئے۔

''آں......!'' اتباع منہ حیرت سے کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تم گھر سے بھاگ کر میرے پاس آجاتے نا!'' اتباع منصور نے جیسے اسے راہ دی تھی۔

''تمہارے پاس ہی تو آ گیا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی راہ نہیں تھی نا!'' ابان شگری نے اس کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے کہا تھا۔

''تم اسی لئے اپنے ڈیڈ کے ساتھ نہیں رہتے کہ وہ تمہیں ڈانٹتے تھے؟'' اتباع کی سوئی وہیں اٹک گئی تھی۔

''ہاں۔ چپ چاپ سنتا تھا پھر ایک دن غصہ آ گیا اور کہا سنبھالو اپنی جنت میں اپنی جنت خود بناؤں گا۔'' ابان نے سنساتی ہوئی سرد ہوا سے اس کے اڑتے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

''اچھا تبھی تم نے اتنا بڑا محل بنا لیا۔ وہ تو Buckingham Palace سے بھی بہت بڑا ہے۔ اچھا تم نے اپنے ڈیڈ پر خود کو پروف کرنے کے لئے یہ سب کیا؟ تمہارے ڈیڈ سے تمہاری اب نہیں بنتی؟ اسی لئے وہ تمہارے گھر بھی نہیں آتے؟ وہ تم سے پیار نہیں کرتے کیا؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا اور ابان شگری اسے بازوؤں پر اٹھا کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

''تم اپنے ڈیڈی سے دوستی کیوں نہیں کر لیتے؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

''ہماری دوستی نہیں ہو سکتی نا!'' ابان شگری نے سپاٹ لہجے اور چہرے کے ساتھ بولا تھا۔

''اگر تم اپنے ڈیڈ سے دوستی کر لو تو وہ تم سے خفا نہیں رہیں گے نا؟'' اتباع کی سوئی وہیں اٹک گئی تھی۔ ابان شگری واپسی کے راستوں پر تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

''بولو نا!'' اس کی خاموشی پر اتباع نے اصرار کیا تھا۔

''نہیں!'' ابان شگری کا لہجہ قطعی تھا جیسے وہ اس موضوع پر بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔

''نہیں؟'' اتباع بہت ڈس اپوائنٹڈ دکھائی دی تھی پھر تھک کر آنکھیں موند گئی تھی۔

☆......☆......☆

''قاسم یار! کچھ پتہ چلا وہاں کیا حال ہے؟ میں تو راتوں کو سو نہیں پا رہا۔ عجیب حال ہو گیا ہے۔ نیند غائب ہو گئی ہے۔ میں اس کی خیریت کی خبر چاہتا ہوں۔ مجھے وہ خبر سناؤ!'' اشعر ملک نے بہت نڈھال انداز میں قاسم کو دیکھا تھا۔

''فی الحال تو کوئی خبر نہیں ہے اشعر ملک۔ میں نے انور کے ذمے یہ کام لگا دیا ہے۔ تم فکر مت کرو۔ سب خیریت سے ہوگا!''

قاسم نے اشعر ملک کو تسلی دینا چاہی تھی۔

اشعر ملک افسردگی سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

دشتِ تنہائی میں، اے جانِ جہاں، لرزاں ہیں
تیری آواز کے سائے، تیرے ہونٹوں کے سراب
دشتِ تنہائی میں، دوری کے خس و خاک تلے!
کھل رہے ہیں ترے پہلو کے سمن اور گلاب
اٹھ رہی ہے کسی قربت سے تری سانس کی آنچ
اپنی خوشبو میں سلگتی ہوئی مدھم مدھم
دور افق پار، چمکتی ہوئی قطرہ قطرہ

"یار فیض چاچا پھر اس درد میں دل پر مرہم کیوں نہیں رکھ پا رہے؟ ایسے دل مچل رہا ہے جیسے پانی میں سفید انڈے ابلتے ہیں!" اشعر ملک نیدل کے درد کی ایک خوف مثل ڈھونڈی تھی۔ قاسم مسکرائے بنا نہیں رہا تھا۔

"یار تم مسکرا رہے ہو؟ دیکھ میرا حال کیا ہو گیا ہے۔ مجھے چین نہیں پڑ رہا اور تجھے ہنسی آ رہی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے!" اشعر ملک برا مان گیا تھا۔

قاسم نے مسکراتے ہوئے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اشعر ملک میرا وہ مطلب نہیں تھا یار۔ مجھے اندازہ ہے تمہیں تکلیف ہے۔ دکھ ہو رہا ہے۔ اب محبت چیز ہی ایسی ہے۔ کیا ہو سکتا ہے۔ عشق میں درد نہ ہوتا، آہ و نالے نہ ہوتے، فریاد و کناں نہ ہوتی تو یہ محبت نہ ہوتی۔ محبت درد کے بنا مکمل کہاں ہوتی ہے۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں تمہارے درد میں ضرور افاقہ ہو گا!" قاسم نے ہمدرد دوست ہونے کا بھرپور ثبوت دیا تھا۔ اشعر ملک نے دکھ سے آہ بھری تھی اور قاسم کی طرف دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"محبت جان لیوا ہے قاسم۔ اب تجھے کیا بتاؤں میں بہت درد والی کیفیت ہے اور اس درد والی کیفیت میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے۔ محبت سمجھ نہیں آتی۔ سمجھنے لگو تو اور الجھ جاتا ہے پھر سلجھاتے سلجھاتے عمر گزر جاتی ہے۔" اشعر ملک بہت افسردہ لگا تھا۔

دور افق پار چمکتی ہوئی قطرہ قطرہ
گر رہی ہے تری دلدار نظر کی شبنم
اس قدر پیار سے، اے جانِ جہاں رکھا ہے
دل کے رخسار پہ، اس وقت تری یاد نے

یوں گماں ہوتا ہے گرچہ ہے ابھی صبحِ فراق

ڈھل گیا ہجر کا دن، آبھی گئی وصل کی رات!

دشتِ تنہائی میں، اے جانِ جہاں، لرزاں ہیں

تیری آواز کے سائے، تیرے ہونٹوں کے سراب

''یار! قاسم فیض چاچا نے اتنا کچھ کہا تو اس مسئلے کا حل کیوں نہیں بتایا؟ کاش دل کے مسائل کے حل کرنے کے لئے کہیں کوئی UNO قائم ہوتی تو اس مسئلے کے لئے Crisis مینجمنٹ ہوتی!'' اشعر ملک دل کے درد سے نڈھال دکھائی دیا تھا۔

قاسم اس کے درد میں شریک چلتا ہوا قریب آیا تھا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

''اشعر ملک کاش ایسا ممکن ہوتا مگر فی الحال جو UNO، exist کر رہی ہے وہی اتنی فعال نہیں رہی۔

They seem sound asleep!

کافی پرسکون نیند سو رہے ہیں UNO۔ دنیا کے کئی مسائل ابھی تک حل نہیں ہو پائے تو پھر دل کے مسائل کہاں حل ہوں گے؟ دل کے مسائل تو ان مسائل سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہیں اور ان کے لئے تو کرائسس مینجمنٹ بھی ہوتی ممکن دکھائی نہیں دیتی! بس یار! ایسا ہی چل رہا ہے۔ گزارہ کر۔'' قاسم نے ہمدردی کرنے کی حد کر دی تھی۔ اشعر ملک اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''اچھا تو یہ چھوڑ۔ مسٹر واٹسن سے بات کرا میری۔ کوئی کام کی بات بھی کر لو اب۔ عشق میں آہ و بکا اور نالہ و فریاد تو گئی اب کچھ روزگار کی بات بھی کر لیں۔ چل شاباش کال ملا۔'' اشعر ملک سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک۔ تم کمال ہو!'' قاسم نے داد دی تھی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''میں یوں ہی تو نہیں کہتا نا کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔'' وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک جو کرتا ہے وہ اشعر ملک خود بھی نہیں جانتا۔'' اشعر ملک مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

قاسم سر ہلاتے ہوئے واٹسن کا نمبر ملانے لگا تھا۔

☆......☆......☆

میرال حسن نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کوئی تیسری بار نمرہ کا نمبر ملایا تھا مگر کال پک نہیں کی گئی تھی۔

''مجھے سمجھ نہیں آتا یہ سب اچانک اتنا weird بی ہیو کیسے کر رہے ہیں؟ کوئی کال پک نہیں کرتا!'' نمرہ آنٹی بھی نہیں۔ دادا ابا بھی نہیں اور وہ ابان شنگری تو سرے سے وہ نمبر استعمال ہی نہیں کر رہے۔'' میرال حسن نے تھک کر دانیال مرزا کی طرف دیکھا تھا۔

''ریلیکس...... غصہ کسی بات کا solution نہیں ہے۔ پریشان ہو تو اس کو sort out کرنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ بہت سے مسائل کا حل انہی مسائل کے اندر چھپا ہوتا ہے۔'' دانیال مرزا نے سمجھایا تھا مگر میرال حسن بہت مایوس دکھائی دی تھی۔

''مجھے غصہ نہیں ہے دانیال مرزا مگر اس طرح کوئی غائب ہوتا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہا آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟ ابان شگری اتنے دنوں سے غائب ہے اور کسی کو کوئی فکر ہی نہیں!'' میرال حسن نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

دانیال مرزا نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

''میرال حسن، اس طرح تم ابان شگری کا کوئی سراغ نہیں لگا سکتیں۔ تمہیں سکون سے بیٹھ جانا چاہیے۔ فی الحال اس سے بہتر کوئی solution نہیں ہے۔'' دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

''اچھی خاصی لڑکی ہو۔ مسکراتی ہو تو اور بھی بھلی لگتی ہو مگر تم مسکراتی کیوں نہیں؟ منہ پر بارہ بجا دینے سے کچھ نہیں ہوتا!'' دانیال مرزا نے کہا تھا اور میرال حسن نے سر ہلایا تھا۔

''تھینکس دانیال مرزا۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہا کہ کیا کروں۔ بہت اکتاہٹ ہو رہی ہے اور اگر یہی سب رہا تو میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلی جاؤں گی!'' وہ تنگ پڑ کر بولی تھی اور دانیال مرزا کو اسے خاموشی سے دیکھنا پڑا تھا۔

☆......☆......☆

ڈاکٹر افتخار سے بات ہوئی تھی۔ وہ صبح MRI کے لئے کہہ رہے تھے۔ ابان شگری اگرچہ جانتا تھا یہ معمولی سا ایک ٹیسٹ ہے جو کہ 30 منٹ سے دو گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا۔ بظاہر یہ ایک Radiology technique تھی جو کہ بتا سکتی تھی کہ کہیں اتباع منصور کی کوئی vein تو متاثر نہیں ہوئی مگر ابان شگری پریشانی دکھائی دے رہا تھا۔ اگر اس ٹیسٹ سے کسی اور کو گزرنا ہوتا تو یہ اتنے معنی نہیں رکھتا مگر اس ٹیسٹ سے مسز شگری کو گزرنا تھا اور ابان شگری اپنی مسز کے بارے میں بہت concerned تھا۔

نیورولوجسٹ اور ڈاکٹر افتخار دونوں نے کہا تھا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک ایک scan ہے جو کوئی risks نہیں رکھتا مگر ابان شگری بہت اپ سیٹ دکھائی دیا تھا۔

''مسٹر شگری آپ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟ اس میں ایسا کوئی پرابلم نہیں ہے۔'' ڈاکٹر افتخار سمجھانا چاہ رہے تھے۔

''آئی نو اس میں کوئی risk نہیں ہے مگر پھر بھی۔ اس مشین کے اندر جانا اور پھر radiological waves کا استعمال مجھے کچھ خوفزدہ کر رہا ہے اور پھر میں اتباع کی حالت سے واقف ہوں۔ اگر وہ سوتی ہے تو گہری نیند سوتی ہے۔ اگر یہ ٹیسٹ اس دوران ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے مگر اگر یہ ٹیسٹ اس کے جاگتے میں ہوا تو پرابلم ہو جائے گی۔

If it goes in 30 minutes then I'm not that worried.

لیکن کیا اگر اتباع جاگ جاتی ہے اور وہ موو کرتی ہے تو یہ scan، several hours لے سکتا ہے۔ اس صورت میں اسے کئی گھنٹوں تک اس radiology technique کا حصہ بننا پڑے گا جو کہ خطرناک ہو سکتا ہے۔'' ابان شگری اپنے جواز بتا رہا تھا۔

ڈاکٹر افتخار نے اس کے شولڈر پر ہاتھ رکھا تھا۔

''مسٹر شگری میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں اور خوف بھی بے جا نہیں ہے مگر اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ مسز شگری کی گہری نیند میں یہ scan کر لیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ یہ scan جلد ہو جائے گا۔ وقت کی بچت بھی ہو جائے گی اور آپ کے خدشے بھی جاتے رہیں گے۔'' ڈاکٹر افتخار نے درمیانی راہ ڈھونڈ کر حل پیش کر دیا تھا مگر پھر بھی مسٹر شگری متفکر دکھائی دیئے تھے۔ اتباع کی آنکھ کھلی تھی تو ابان شگری کو دیکھا تھا۔

''تمہیں کیا ہوا؟ ایسے پریشان کیوں بیٹھے ہو؟'' اتباع منصور اس کا چہرہ دیکھنے لگی تھی پھر اس کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا۔ شاید وہ اٹھ کر بیٹھنا چاہ رہی تھی۔

ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھ کر بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ اتباع منصور اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر دیکھنے لگی تھی۔

''تم ٹھیک ہو نا؟ تمہیں کیا ہوا؟ کسی کی یاد آ رہی ہے؟ تم مجھے مس کر رہے تھے نا؟'' اتباع منصور کو ہر بات کا سبب چاہیے تھا۔ وہ بہت زیادہ جواز مانگنے لگی تھی۔ ابان شگری نے خاموشی سے سر ہلایا تھا۔

''اوہ تم مجھے مس نہیں کر رہے تھے؟ دیکھا تم مجھے مس نہیں کرتے۔ تم جلد بدل جاتے ہو۔ زود رنج۔ زود پشیمان۔ ایسے ہی ہو تم......!'' اتباع منصور نے فوری طور پر نتیجہ اخذ کیا تھا اور اداس ہو گئی تھی۔

''نہیں میں اس سینس میں نہیں کہہ رہا تھا۔ میرا مطلب تھا کسی اور کو مس نہیں کر رہا تھا۔ ہاں تمہیں مس کر رہا تھا!'' اتباع کا ہاتھ تھام کر پوری توجہ سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اتباع منصور کے چہرے کا تناؤ کچھ کم ہوا تھا۔ کچھ calm ہو کر اس نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔

''تم سچ کہہ رہے ہو نا؟'' بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

''ہاں!'' ابان شگری نے پرسکون انداز میں جواب دیا تھا۔

''پکا؟'' اتباع منصور کو یقین نہیں ہوا تھا۔

''پکا!'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہتے ہوئے یقین دلایا تھا۔

اتباع منصور خاموشی اسے دیکھنے لگی تھی۔

''اب کیا ہوا؟'' اتباع منصور کے اتنا تنگ کرنے کے باوجود ابان شگری کی پیشانی پر کوئی سلوٹ دکھائی نہیں دی تھی۔ اتنے دنوں سے وہ جاگ رہا تھا۔ اس کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ اتباع منصور کا جب دل چاہتا تھا اسے گھنٹوں کے لئے کھڑا کر دیتی تھی۔ اس کی گود میں سو جاتی تھی۔ کبھی اسے باہر جانا پڑا تھا۔ جگنوؤں سے کھیلنا تھا اور کبھی اسے صرف بے معنی باتیں کرنا تھیں۔ یہ سب کسی قدر irritating ہو سکتا تھا مگر ابان شگری یہ سب کرتے ہوئے بالکل اکتایا دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ مکمل calm and composed لگ رہا تھا جیسے اسے

اس سے کوئی پریشانی نہیں تھی۔

اگر دیکھا جاتا تو بہت serene قسم کی نیچر کا بندہ پروف ہوا تھا یا پھر یہ رعایت صرف اتباع منصور کے لئے تھی یا پھر یہ ایک بہترین شوہر ہونے کی نشانیاں تھیں جو واضح دکھائی دے رہی تھیں؟

ابان شگری نا چاہتے ہوئے بھی خود کو بہترین شوہر ثابت کر چکا تھا۔ غیر ارادی طور پر نادانستگی میں یا جیسے بھی۔ اس کی برداشت کمال کی تھی اور اتباع منصور کی تمام اوٹ پٹانگ باتوں اور حرکتوں کے جواب میں وہ بہت composed پرسنالٹی کے طور پر سامنے آیا تھا۔

لیکن اتباع منصور اگر اس تمام روپ کو دیکھ رہی تھی مگر وہ اپنی میموری میں شاید کسی ایک لمحے کی یاداشت بھی محفوظ نہیں کر پا رہی تھی۔ سو کل اسے اگر کچھ نہ یاد رہتا تو شاید وہ ابان شگری کا یہ روپ کبھی یاد نہیں رکھ سکتی تھی۔

جو وہ برت رہی تھی، وہ یاداشت کا حصہ نہیں تھا۔ جن لمحوں کو وہ جی رہی تھی۔ ابان شگری کے ساتھ۔ اتنے قریب سے۔ وہ اسے یاد نہیں رہنا تھے۔ اس نے جو لمحے جیئے تھے وہ بے خبری میں جیئے تھے۔

وہ ابان شگری کے جتنا قریب اب ان دنوں میں آئی تھی، پہلے کبھی نہیں تھی۔ وہ رشتہ درمیان میں تھا بھی تو وہ ایک لسٹ میں رہتی تھی۔ ابان شگری اسے زچ کرتا تھا۔ اس کی بے خبری کی دیواروں پر کڑی ضرب لگاتا تھا مگر اب وہ تھی جو ہر اقدام کر رہی تھی مگر بے خبری میں۔

ابان شگری جانتا تھا وہ نارمل حالات میں اس سے کتنی دوری پر رہتی تھی مگر اب اس کے ذہن میں صرف ایک بات تھی کہ وہ ابان شگری پر پورا حق رکھتی تھی۔ بحیثیت اس کی وائف صرف اس کا حق تھا اس پر۔ سو وہ اس حق کی دھونس جما رہی تھی اور اس حق کو استعمال کر رہی تھی۔ شاید جو اس واقعے سے پہلے ہوا تھا وہ اس کی میموری کو یہیں تک محفوظ کر پایا تھا۔ اس کے ذہن میں جو بات صدمے کا باعث بنی تھی وہ یہ تھی کہ وہ ایک رشتے کو کھول رہی تھی جو اس کا تھا اور وہ مکمل طور پر اس ایک رشتے کی مالک تھی، بلا کسی شراکت کے۔

سو جو بے تکلفی، جو قریب یا جو رشتہ وہ ابھی ثابت کر رہی تھی وہ اس کے دماغ کا ایک خوف تھا جسے وہ اپنی یاداشت میں محفوظ رکھتی تھی ورنہ اتباع منصور اور اس کے اتنے قریب؟ شاید ایسا نارمل سچویشن میں ممکن نہیں ہو پاتا تھا۔ اس کا بلا خوف و خطر کچھ بھی کہنا۔ حق جتانا۔ ابان شگری کے پاس آنا، اس کی پرانی یاد کا حصہ تھا۔ جہاں وہ ایک رشتہ رکھتی تھی مگر کھو رہی تھی۔ وہ جس خوف میں مبتلا تھی اس یاداشت میں وہ اس کا ازالہ کر رہی تھی۔

''تم کیا سوچنے لگے اب؟'' ''میں اچھی لگ رہی ہوں؟ اس لئے دیکھ رہے ہو؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔

''بہت اچھی!''

اتباع منصور سن کر مطمئن ہوئی تھی۔

تبھی کسی چھوٹے Lamb کی آواز سنائی دی تھی۔

''یہ کون ہے؟ کوئی چھوٹا lamb بے بی ہے نا؟'' اتباع منصور نے آواز بغور سن کر کہا تھا۔

''ہاں چھوٹا lamb ہے۔ وہاں جنگل میں بہت سے lamb ہوتے ہیں۔ بہت سے اپنے پیرنٹس کے ساتھ چرنے کے لئے آتے ہیں تو یہاں وہاں جنگل میں بھٹک جاتے ہیں۔ شاید کوئی ایک بھٹک گیا ہے اور جنگل کے اندھیرے سے خوف زدہ ہو کر باہر آ گیا ہے!'' ابان شگری نے سمجھایا تھا۔

''اوہ۔ چھوٹا بے بی! بیچارہ اکیلا رہ گیا۔ اس کی مم اور بہن بھائی تو سب چلے گئے ہونگے نا؟''

''ہاں۔ وہ اکیلا ہے تبھی ان کو ڈھونڈ رہا ہے۔'' ابان شگری نے سمجھایا تھا۔

''میں کسی سے کہہ دیتا ہوں اس کی مدد کرے۔''

''نہیں ہم اس کے لئے ملازموں پر انحصار نہیں کر سکتے۔ مجھے وہاں جانا ہے!'' اتباع نے ضد کی تھی۔

''شیرنی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہاں باہر بہت ٹھنڈ ہے۔ تمہارا وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔'' ابان شگری کے سمجھانے پر وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔

''پھر کون جائے گا اسے لینے؟'' فکر اتباع منصور کے چہرے پر دکھائی دے رہی تھی۔

''میں جاؤں گا!'' ابان شگری پرسکون انداز میں بولا تھا۔

''اوہ۔ مگر تمہیں بھی تو ٹھنڈ لگ جائے گی نا؟''

''ہاں مگر میں یہ کر سکتا ہوں۔ تم نے کہا نا اس چھوٹے بے بی کا save ہونا ضروری ہے۔ دین آئی ول ڈو دیٹ!'' ابان شگری کے لئے جیسے اتباع منصور کا کہا ٹالنا ممکن ہی نہیں تھا۔

''ایک سلوشن ہے۔'' اتباع منصور نے سوچا تھا۔

''کیا؟'' ابان شگری حیران ہوا تھا۔ اتباع منصور نے اٹھ کر اسے hug دی تھی۔ ابان شگری حیران ہوا تھا۔ تمہیں یہ اس ٹھنڈ سے اب محفوظ رکھے گی!'' اتباع منصور نے معصوم سے انداز میں کہا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''سو سویٹ......!'' شاید ابان شگری کو ایسا کرتی ہوئی اتباع منصور بہت کیوٹ لگی تھی تبھی اس نے اس کی پیشانی پر عقیدت سے ایک خاص مہر ثبت کر دی تھی اور اٹھا تھا۔ اتباع منصور نے دیکھا پھر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

ابان شگری چونکے چونک کر دیکھا تھا۔ اتباع منصور بغور دیکھ رہی تھی۔

''اپنا خیال رکھنا۔ میں کھڑکی سے دیکھتی ہوں۔''

''نہیں تم یہیں بیڈ پر رہو۔ میں اس چھوٹے lamb کو محفوظ کر کے آتا ہوں!'' ابان شگری نے یقین دلایا تھا اور جاتے ہوئے ونڈو کے curtain ہٹا کر گیا تھا تا کہ اتباع تسلی سے اسے دیکھتی رہے۔

اتباع منصور نظریں وہاں جمائے بیٹھی رہی تھی۔ جب ابان شگری وہاں گیا تھا اور جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھے اس چھوٹے سے سفید lamb کو نکال لیا تھا اور بازوؤں میں اٹھا کا واپسی کا سفر کرنے لگا تھا۔

اتباع ابان شگری کو محفوظ اور کامیاب واپس آتا دیکھ کر مسکرائی تھی۔

وہ روم میں آیا تھا۔

اتباع نے مسکراتے ہوئے اس کے لئے clap کی تھی۔ ابان شگری اس چھوٹے سے lamb کو لے کر اس کے قریب آیا تھا۔

اتباع منصور نے سر اٹھا کر ابان شگری کو دیکھا تھا اور مسکرائی تھی پھر چھوٹے سے اس lamb کو چھو کر دیکھا تھا۔

"Awww...... کتنی نرم کھال ہے نا اس کی۔ جیسے بہت نرم سی کوئی روئی ہو۔ ہم اسے یہاں کمرے میں رکھ لیں؟ اپنے ساتھ؟"

اتباع نے ابان شگری کو راضی کرنا چاہا تھا مگر ابان شگری نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"نہیں ہم اسے اس روم میں نہیں رکھ سکتے مگر یہ اس گھر میں رہ سکتا ہے۔ ہم کل اسے واپس جنگل میں چھوڑ دیں گے۔" ابان شگری نے کہا تھا اور اتباع منصور نے معصومیت سے چہرہ بگاڑ کر دیکھا تھا۔

"لیکن اس کو اس کے ماں باپ اگر نہیں ملے تو؟ اس کے رشتے دار آگے نکل گئے ہوئے تو؟" ایک خدشے نے اتباع منصور کو پریشان کر دیا تھا۔ ابان شگری نے اس کے خدشات پر اسے دیکھا تھا۔

"نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ یہ چرواہوں کی بھیڑیں ہوتی ہیں۔ کل وہ آئے گا اور پوچھے گا تب ہمیں اسے واپس کرنا ہوگا نا؟" ابان شگری نے نرمی سے سمجھایا تھا۔

"ہاں، مگر جب تک وہ چرواہا نہیں آتا یا اس کے پیرنٹس ڈھونڈتے ہوئے نہیں آتے یہ ہمارے ساتھ رہ سکتا ہے نا؟" اتباع منصور نے ایک آس سے ابان شگری کو دیکھا تھا اور lamb کی کھال کو چھوا تھا۔

"آل رائٹ۔ یہ یہاں رہے گا جب تک تم چاہو گی۔ خوش؟" ابان شگری نے کہا تھا اور وہ مسکرا دی تھی۔

"اتنے اچھے بنو گے تو مجھے تم سے پیار ہو جائے گا نا؟" اتباع منصور معصومیت سے بولی تھی اور ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔

"ہاں ضرور!"

"لیکن میں تم سے کیوں محبت کروں گی؟ کیا جواز ہے؟ تمہارے پاس تو شاید جواز ہے نا؟" اتباع منصور نے معصومیت سے اسے دیکھا تھا۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"میرے پاس جواز یہ ہے کہ تم میری وائف ہو۔ ہمارا نکاح ہوا ہے۔"

"اچھا نکاح کے بعد ضروری ہو جاتا ہے محبت کرنا؟ یہ کوئی مراعات ہے جو نکاح کے بعد ملتی ہے؟" وہ سیانی باتوں کو بہت بھولپن سے ڈسکس کر رہی تھی۔

''ہاں یہی سمجھ لو!'' ابان شگری نے اسے مطمئن کرنے کو کہا تھا۔

''اوہ۔ لیکن میں تم سے محبت کیسے کروں؟'' بھول پن سے پوچھا تھا۔

''کیوں تم محبت نہیں کر سکتیں؟'' ابان نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

''اوہ میرا محبت کرنا اتنا ضروری کیوں ہے؟ یہ کوئی compulsory exam ہے جس میں شرکت ضروری ہے؟'' اتباع منصور پھر وہی غیر ضروری باتیں ڈسکس کر رہی تھی۔

''میں تمہارا ہزبینڈ ہوں۔ ہینڈسم ہو۔ سمارٹ ہوں۔ تم محبت کیوں نہیں کر سکتیں؟'' ابان شگری نے اسی کے سے انداز سے کہا تھا۔

اتباع منصور سوچنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''اور مجھے تم سے محبت ہو گئی اور پھر تم نے سب کچھ ruin کر دیا تو؟''

''میں سب ruin کیوں کرنا چاہوں گا؟''

''پتہ نہیں مگر تمہارا مزاج ایسا ہے نا؟ پل میں سب توڑ دیتے ہو؟ مسمار کر دیتے ہو؟ تم بدل جاتے ہو۔ تمہیں یاد نہیں رہتا نا۔ جلد بھول جاتے ہو۔ کج رو، کج ادا، زود رنج، زود پشیمان۔ کتنا کچھ ہو نا تم؟'' اتباع منصور نے انگلیوں پر گنوا دیا تھا۔

ابان شگری نے گہری سانس لی تھی۔

''آل رائیٹ۔ میں اسے چھوڑ کر واپس آتا ہوں پھر بات کرتا ہوں۔''

ابان شگری اس چھوٹے سے lamb کو لے کر پلٹ گیا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

''نمرہ بیٹا تم پریشان کیوں ہو رہی ہو؟ اب اس گاڑی کے خراب ہونے میں اس بیچارے ڈرائیور کا کیا قصور ہے؟'' دادا ابا نے نمرہ کو ایکسٹرا ٹینشن اور اسٹریس لیتے دیکھ کر کہا تھا۔ نمرہ نے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

''ابا آپ کو اندازہ نہیں میں کتنی پریشان ہو گئی ہوں۔ اب اس ڈرائیور پر غصہ نہ کروں تو اور کس پر کروں؟ یہ جانتا تھا ہم نے ایک لونگ جرنی کرنی ہے۔ اسے گاڑی کو دیکھ لینا چاہیے تھا نا۔ میں جتنا جلدی اپنے بیٹے کے پاس پہنچنا چاہتی ہوں یہ وقت اتنا ہی انتظار کروا رہا ہے۔ وہاں میرا بیٹا بیچارا اکیلا پریشان ہو رہا ہوگا۔'' نمرہ بہت فکرمند لگی تھی۔

''اب کیا ہو سکتا ہے بیٹا۔ رکو میں اس سے کسی ہوٹل کا پوچھتا ہوں تاکہ یہ رات تے گزرے۔ سفر تو اب صبح ہی اسٹارٹ ہو سکتا ہے۔'' دادا ابا نے فیصلہ کن انداز میں کہا تھا۔

''آپ پریشان نہ ہوں دادا ابا۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک ہوٹل ہے۔ میں آپ دونوں کو وہاں ڈراپ کر دیتا ہوں۔ اس

فیول پمپ سے کچھ مدد مل جائے گی۔ ٹھہریں میں پوچھ کر آتا ہوں۔" ڈرائیور گیا تھا اور پوچھ کر آیا تھا۔

"ایک فیملی ہے جو اس طرف جا رہی ہے۔ وہ آپ دونوں کو اس ہوٹل تک ڈراپ کر دیں گے۔ میں گاڑی ٹھیک کروا کر آپ دونوں کو وہاں سے لے لوں گا۔" ڈرائیور نے راستہ نکالا تھا۔

"چلو اب تو یہ بھی غنیمت ہے۔ ایٹ لیسٹ یہاں سڑک پر کھڑے ہونے سے تو بہتر ہی ہوگا کہ ہم ہوٹل میں اسٹے کر لیں اور پھر صبح دوبارہ سفر کا آغاز کریں۔" نمرہ تھک کر بولی تھی۔

☆......☆......☆

"تم اسے چھوٹے lamb کے بچے کو کہاں چھوڑ کر آئے ہو؟" اتباع نے اسے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا تھا۔

"بہت سے ملازم ہیں یہاں ان کو سونپ دیا ہے۔ وہ اس کا خیال رکھیں گے۔" ابان شگری نے اسے مطمئن کرنے کو کہا تھا۔

"اوہ مگر اگر انہوں نے اس کا خیال نہ رکھا تو؟" اتباع کو تشویش ہوئی تھی۔ ابان نے آگے بڑھ کر اسے لٹانا چاہا تھا تاکہ وہ سو جائے مگر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ ابان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ ابان جیسے اس سے کوئی چراغ کا جن تھا جسے اس کی تمام خواہشات کا احترام بنا اکتائے اور پیشانی پر بل لائے کرنا تھا سو وہ آرام سے بیٹھ گیا تھا۔

اتباع نے اپنا سر اس کی گود میں رکھا تھا اور لیٹ گئی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"تم تھک نہیں گئے نا؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

ابان شگری نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"اوہ......تم اچھے ہو۔ اتنے برے نہیں ہو اور میں سمجھ رہی تھی تم اتنے اچھے نہیں ہو۔ تم اتنے اچھے نہ ہوتے تو مجھے تم سے محبت کرنے کا نہیں سوچنا تھا نا؟" اتباع منصور دماغ پر زور دیتے ہوئے ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"پتہ نہیں لیکن تمہیں تو محبت کرنا ہی تھی نا؟" ابان شگری نے کہا تھا۔

"کیوں......کیوں؟ کیوں کرنا تھی؟" وہ منمنائی تھی۔

"صرف نکاح ہو جانے سے محبت نہیں ہوتی۔" اتباع منصور کو تسلیم نہیں کرنا تھا۔

"نکاح کی بات نہیں ہو رہی۔ تم نے کہا تھا نا۔ تم میرے لئے بنی ہو؟"

"ہاں کہا تو تھا۔"

"اگر کہا تھا تو سوچو اگر تم میرے لئے بنی ہو تو پھر تو تمہیں مجھ سے ہی محبت کرنا تھی نا؟" ابان شگری بہترین جواز دیا تھا۔ اتباع منصور سوچنے لگی تھی۔

"شاید......!" وہ ابھی بھی یقین سے سوچنے سر آمادہ دکھائی نہیں دی تھی۔

''شاید؟'' ابان شگری نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے نرمی سے دیکھا تھا۔
''ہاں۔ مجھے یقین نہیں ہے نا!''
''کس پر؟''
''تم پر......!''
''اوہ...... تمہیں سب یقین کے قابل نہیں لگتا؟''
''نہیں لگتے!''
''کیوں؟''
''تم دل توڑ دیتے ہو!''
''اوہ......!'' ابان شگری تشویش سے دیکھنے لگا تھا۔
''ہاں۔ ایک پل میں!'' اتباع منصور پر گمان دکھائی دی تھی۔
''میں دل جوڑنے کا سوچوں تو؟'' اسکے بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرتے ہوئے ابان شگری نے اسے نرمی سے دیکھا تھا۔
اتباع منصور نے لمحہ بھر کو سوچا تھا۔ پھر بولی تھی۔
''ہاں، تم دل جوڑنے کا سوچو تو سوچا جا سکتا ہے!'' اتباع منصور نے حامی بھری تھی۔ ابان شگری نے اس کے بھولپن پر اسے دیکھا تھا۔ اسے جس بات نہ ہرٹ کیا تھا وہ اس سے جڑی ہوئی تھی شاید۔ ابان شگری کو اندازہ ہوا تھا۔
''میری کونسی بات اچھی نہیں لگتی تمہیں؟'' وہ اسے اس نہج پر لانے کے قابل ہوا تھا بالآخر جہاں وہ اس سے یہ پوچھ پایا تھا۔
اتباع اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔
پھر اس کی آنکھوں میں نمکین سمندر بھرنے لگے تھے۔ اتباع منصور نگاہ پھیر گئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہے تھے اور اتباع منصور کے باتوں میں جذب ہو گئے تھے۔
ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔
یہی وہ نقطہ تھا جہاں اتباع منصور کی یاداشت اٹک گئی تھی۔
کیا اسے سائیکاٹرسٹ کی ضرورت تھی؟ ابان شگری کو گمان گزرا تھا مگر اس نے اس لمحے خود کو رد کیا تھا۔ جب تک MRI اسکین کی رپورٹس دیکھ نہ لی جاتیں وہ ایسا کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا اور اتباع منصور مدھم لہجے میں کہہ رہی تھی۔
''تمہاری بہت سی باتیں ہیں جو مجھے اچھی نہیں لگتیں۔ میں نے کہا تھا میں تمہارے لئے بنی ہوں مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ تم محبت کے لئے بنے ہو!'' اتباع منصور نے اہم نقطہ اٹھایا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

''تمام لوگ جو ایک دوسرے کے لئے بنے ہوتے ہیں، ضروری نہیں وہ ایک دوسرے سے محبت میں بھی مبتلا ہوں۔ تم بھی تو مجھ سے محبت نہیں کرتے نا؟'' وہ ایک نئی راہ ڈھونڈ لائی تھی جہاں پہلے سے زیادہ سوالات تھے۔

''اچھا پھر کس سے محبت کرتا ہوں؟'' ابان شگری جاننے پر بضد ہوا تھا۔

اتباع منصور لحہ بھر کو خاموش ہوئی تھی پھر نگاہ پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

''میرال حسن!''

ابان شگری چونکتے ہوئے دیکھنے لگا تھا اسے۔

''لیکن میرال حسن کا نام تو تم نے خود delete کر دیا تھا نا؟''

''ہاں مگر......؟'' وہ خاموش ہوئی تھی پھر اٹھ بیٹھی تھی۔ ابان شگری کو دیکھا تھا پھر اس کے سینے پر شہادت کی انگلی رکھ دی تھی۔

''یہاں سے کیسے delete کروں؟ تم نے یہاں سے ڈیلیٹ کرنے کا کوئی آپشن تو دیا ہی نہیں تھا نا؟'' اتباع منصور نے کہا تھا اور ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''بہت چاہتے ہو نا اسے؟ بہت بہت زیادہ؟ اتنا کہ اس سے زیادہ مجھے بھی نہیں چاہ سکتے؟'' اتباع منصور پوچھ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں یقین نہیں تھا۔ بہت سے سوال تھے اور خدشے تھے۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا پھر بولا تھا۔

''تم چاہو تو میرال حسن کا نام یہاں سے بھی delete کر سکتی ہو۔'' اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

''میں کیسے؟ تم نے مجھے یہ اختیار کب دیا؟''

''تمہیں اختیار کی ضرورت نہیں ہے۔'' ابان شگری نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

''کیوں نہیں ہے؟'' اتباع منصور نے اداس سا چہرہ بنا کر اسے دیکھا تھا۔

''ہاں۔ نہیں ہے۔''

''اوہ......! دیکھا میں نے کہا تھا تم کبھی وہ اختیار مجھے نہیں سونپو گے تم ہو ہی ایسے۔ بھول جاؤ گے۔ شک کرو گے، الزام لگاؤ گے، دل توڑو گے، سب مسمار کر دو گے اور پھر...... پھر اسی مسمار سے دوبارہ آباد کرنے کا سوچو گے اور بھول جاؤ گے کہ مسمار سے کبھی کچھ آباد نہیں ہوتا!''

اتباع منصور بہت بدظن تھی یا بہت زیادہ ہرٹ ہوئی تھی۔ اس کی آواز میں دکھ تھا۔ شدید درد کی کیفیت تھی۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

''تمہیں اختیار کی ضرورت نہیں ہے اتباع منصور۔ تمہارے پاس حق ہے۔ جب حق ہوتا ہے تو تمام اختیار بھی خود بخود ہاتھ میں آجاتے ہیں نا؟'' وہ اسے مطمئن کرنے کو کہنے لگا تھا مگر اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ جیسے اسے فوری طور پر اس پر یقین نہیں ہوا تھا۔

''حق دینے سے بنتا ہے۔تم نے مجھے وہ حق نہیں دیا نا!تو میرے پاس کوئی اختیار کیسے ہوگا؟'' اتباع منصور نے تھک کر اس کے شانے پر سر رکھا تھا۔

''سب ٹھیک تھا۔سب ٹھیک ہو رہا ہے مگر پھر تم نے سب خراب کر دیا'' کوئی شکوہ بہت زیادہ تکلیف کا غماز تھا۔وہ تکلیف جو اتباع منصور کو پہنچی تھی جس نے اس کی یہ حالت کر دی تھی۔

''تمہیں مجھ سے محبت ہوگئی تھی!'' ابان شگری نے قیاس کرنا چاہا تھا۔

''تم سے محبت کیوں ہوتی۔تم تو سوا تین انچ لمبی ناک والے خوفناک دیو ہو نا؟'' اتباع منصور نے اپنا جواز دیا تھا۔

''اچھا جب میری ناک سوا تین انچ سے ذرا چھوٹی ہوتی ہے اور جب میں بہت معقول اور ہینڈسم ڈیشنگ ٹائپ لگتا ہوں تب تو؟'' ابان شگری نے اس کے انداز میں کسی نقطے پر پہنچنے کی ٹھانی تھی۔

مگر اتباع منصور خاموش ہوگئی تھی۔

''محبت صرف ہینڈسم ڈیشنگ لگنے سے نہیں ہوتی نا؟'' اتباع منصور فوراً سر اٹھاتی اسے دیکھنے لگی تھی۔

''محبت اس طرح نہیں ہوتی جیسے تم سوچتے ہو۔رشتہ پاس آتا ہے مگر دل پاس تب آتے ہیں جب صرف یقین آتا ہے۔محبت بھی تبھی آتی ہے!'' اتباع منصور نے مطلع کیا تھا۔ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''کسی کا خیال کرنا، تحفظ دینا اسے پاس رکھنا، اسے جھیلنا، برداشت کرنا۔اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی فکر کرنا۔اس کی بے معنی باتوں کو سننا، اسے سننا، اور سنتے جانا......اور اس کی آنکھوں میں چپ چاپ دیکھنا۔یہ محبت ہے!اسے احساس نہ جتانا کہ کیا خامیاں ہیں۔اسے بھی نہ بتانا کہ کیا برا لگتا ہے۔اس کے ساتھ انگنت لمحے گزارنا اور نہ تھکنا نہ اکتانا...... یہ محبت ہے؟'' اتباع منصور اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا اسے۔

''محبت وہیں سے آغاز ہوتی ہے نا جہاں ''میں'' اور ''خودی'' ختم ہوتی ہے؟اور پھر چپ چاپ بہتی ہوئی دوسرے کنارے تک جاتی ہے نا؟'' وہ بہت مدھم لہجے میں سر اٹھا کر پوچھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

''اور اس محبت میں میرا حصہ کہاں ہے اور کس قدر ہے؟''

اتباع منصور خاموش رہی تھی۔

''تمہیں لگتا ہے میرال حسن سے محبت کرتا ہوں؟'' ابان شگری اس کا چہرہ تھام کر پوچھنے لگا تھا۔نظریں اس چہرے کو بغور دیکھ رہی دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔

اتباع منصور نے کچھ نہیں کہا تھا۔

''اور تم......؟'' ابان شگری نے ایک ادھورا سوال کیا تھا۔

''اور میں کیا؟'' اتباع منصور چونک کر پوچھنے لگی تھی۔

''تم محبت کرتی ہو؟'' ابان شگری نے جاننا ضروری خیال کیا تھا۔

اس کے سوال پر اتباع منصور خاموش رہی تھی پھر بولی تھی۔

''اس سوال کا جواب تمہیں خود ڈھونڈنا چاہیے!''

''اگر نہ ڈھونڈ سکوں تو؟'' وہ جیسے پر یقین نہیں تھا۔

''اگر نہیں ڈھونڈ پاؤ تو بھول جانا!''

''بھول نہ سکوں تو؟''

''بھول جاؤ گے!''

''تمہیں کیسے پتہ؟''

''تمہیں عادت ہے بھول جانے کی!''

''ایسا تم سوچتی ہو؟''

''ایسا تم ہر بار کرتے ہو!'' اتباع منصور کا لہجہ تھکا ہوا تھا۔

''ہر بار نہیں!'' ابان شگری ماننے کو تیار نہ تھا۔

''ہر بار......بار بار......!'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

''اور محبت؟'' ابان شگری سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

''محبت کی کوئی بات نہیں!'' اتباع منصور کا لہجہ بجھنے لگا تھا۔

''نہیں کرتا محبت؟'' ابان شگری جیسے یقین چاہ رہا تھا۔

''کس سے کرتے ہو؟ یہ تم خود جانتے ہو!'' وہ لاتعلق ہوئی تھی۔

''تم بھی تو جانتی ہو!'' ابان شگری نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

''نہیں جانتی!'' اتباع منصور ہولے سے انکار میں سر ہلانے لگی تھی۔

''جان سکو تو؟'' ابان شگری جیسے بضد ہوا تھا۔

''یقین نہیں کر پاؤں گی!'' وہ بدظن دکھائی دی تھی۔

''کیوں؟'' ابان شگری کا لہجہ بے چین تھا۔

''کیونکہ تم کہتے نہیں اور جو کہتے ہو وہ کرتے نہیں! تضاد بہت ہے!'' وہ اداس ہوئی تھی۔

''اتنے شکوے؟'' ابان نے بغور حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''ہاں! تمہارے دیے ہوئے ہیں یہ تمام شکوے بھی!'' وہ جیسے اس کا سب دیا اسے لوٹا رہی تھی!

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''تم چپ ہو جاتے ہو تو اجنبی لگتے ہو!'' اتباع منصور نے جتایا تھا اور تھک کر اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔

''بات کرتا ہوں تو اپنا لگتا ہوں؟'' وہ اس کا سر دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔

''ہاں کسی قدر!'' اتباع منصور نے اقرار کیا تھا۔

''بس یہی؟'' وہ جیسے کچھ اور بھی سننے کا خواہاں تھا۔

''ہاں یہی!'' اتباع منصور کا انداز خفا سے بچے کا سا تھا۔

اور ابان شگری نے اس کے گرد بازو کا احاطہ بناتے ہوئے اسے قریب کر لیا تھا۔ یہ عمل کیا جتانے کو تھا۔ اتباع منصور نہیں سمجھ پائی تھی۔ تبھی اس کے کاندھے سے سر اٹھا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

''محبت کو ختم ہوتے دیکھا ہے؟'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔

وہ کچھ سمجھ نہیں پایا تھا تبھی الجھے ہوئے انداز میں دیکھا تھا اسے۔

''محبت ختم نہیں ہوتی!'' ابان شگری یقین سے بولا تھا۔

''ہوتی ہے!'' وہ بضد ہوئی تھی۔

''نہیں ہوتی۔ محبت ایک بار آتی ہے تو واپس نہیں جاتی!'' ابان شگری نے یقین دلایا تھا۔

''چلی جاتی ہے!'' وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''منجمد چیزیں ہوتی ہیں محبت نہیں؟'' ابان شگری نے جتایا تھا۔

''تمہاری زندگی میں سب ممکن ہے اور تم یہی نہیں جانتے۔ میں جانتی ہوں آج تم محبت کی بات کرو گے اور کل جاؤ گے۔ تم ایسے ہی ہو!'' وہ بدگمان تھی...... ابان شگری نے شہادت کی انگلی اس کے لبوں پر رکھ دی تھی۔

''ایسے نہیں سوچتے...... میں ایسا نہیں ہوں۔'' وہ نرمی سے سمجھانے لگا تھا۔

''یہی تو تم نہیں جانتے۔ تم ایسے نہیں ہو مگر تم ایسے بن جاتے ہو۔'' جیسے وہ اسے بہت زیادہ جانتی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا تبھی اتباع منصور بولی تھی۔

''جہاں پر میں تم پر یقین کروں گی وہیں تم اس یقین کو توڑ دو گے ابان شگری تم ایسا کرتے ہو۔ تمہیں یاد نہیں رہتا!'' وہ کہہ کر اس

کے شانے پر سر رکھتی ہوئی فوراً ہی آنکھیں موند گئی تھی۔

''وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ اس نے اس کا یقین کب اور کہاں توڑا تھا اور کیا بات اس کیفیت کا باعث بنی تھی۔

''میں ایسا نہیں ہوں! تم غلط سمجھ رہی ہو شیرنی! تمہیں خبر ہے نا میں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں؟'' وہ پیار سے اسے یقین دلاتے ہوئے اس نقطے پر لایا تھا۔

''اچھا۔ اس دن کیا ہوا تھا جب ہم بارش میں گھوڑے پر تھے؟''

''اس روز کیا ہوا تھا؟'' اتباع منصور چونکی تھی۔ اس کی طرف چند لمحوں تک دیکھا تھا پھر نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

''میں نہیں جانتی اس دن کیا ہوا تھا۔ تم بتاؤ کیا ہوا تھا؟''

ابان شگری نے چند لمحوں تک خاموشی سے دیکھا تھا پھر نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

''میں نہیں جانتا کیا ہوا تھا۔ لیکن تمہیں کچھ برا لگا تھا؟ کوئی بات؟''

''ہاں۔ بہت سی باتیں! مگر مجھے یاد نہیں!'' اتباع منصور جیسے بات کرنے کو تیار نہیں تھی۔

''اگر تم ہو تو تم میرے لئے بنی ہو تو مجھے بتاؤ!'' وہ اسے مائل کرنے لگا تھا۔

''میں شاید تمہارے لئے بنی ہوں مگر تم میرے لئے نہیں بنے ہو ابان شگری اور تم یہ ثابت کر دیتے ہو۔ میں اعتبار کرنے لگوں گی تو تم ہر بار مجھے غلط ثابت کرو گے۔'' وہ اسی نقطے پر ٹھہر گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ سمجھنے کی کوشش میں الجھ رہا تھا۔ تبھی گویا ہوا تھا۔

''تم اشعر ملک کو جانتی ہو؟'' جانے کیا سوچ کر اس نے پوچھا تھا۔ اتباع اسے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی پھر اس کی گرفت اپنے اردگرد سے ہٹا دی تھی اور بے خبر بن کر اس سے دور ہو گئی تھی۔

صرف ایک نام کا اثر ہوا تھا۔ ابان شگری کو حیرت ہوئی تھی۔

''تمہیں اشعر ملک سے ڈر لگتا ہے؟'' وہ دانستہ اشعر ملک کا ذکر کر رہا تھا۔ اس سے کچھ جاننے کے لئے اور اتباع منصور کسی خفا بچے کی طرف چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔

''اشعر ملک دوست ہے تمہارا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''مجھے تم سے بات نہیں کرنا...... جاؤ تم......!'' وہ خفا ہوئی تھی۔ ابان شگری کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔

''اشعر ملک تمہیں اچھا نہیں لگتا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور چہرہ پھیر گئی تھی۔

''نہیں کرنا تم سے بات! جاؤ اب!'' اتباع منصور خفا ہوئی تھی۔ لیٹی تھی اور پھر آنکھیں بھی بند کر لی تھیں۔

اشعر ملک کا ذکر اسے اتنا برا کیوں لگتا تھا؟

کیا تعلق تھا؟

اشعر ملک؟

میرال حسن......!

وہ خود اور اتباع منصور......! ان چاروں کے درمیان کچھ تو ایسا تھا جو مخفی تھا اور کھل نہیں رہا تھا۔ ابان شگری سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ اتباع منصور کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا تب ہی جھک کر اس کے سر پر لب رکھے تھے۔

اتباع منصور آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ غصے میں تھی۔

''تم میری کبھی نہیں سنو گے! کبھی نہیں مانو گے! تمہارے لئے میں اہم نہیں ہوں۔ جاؤ تم!'' ابان شگری نے اسے ناراض کر دیا تھا۔

ابان شگری نے اٹھ کر اسے کسی معصوم بچے کی طرح بازوؤں میں لیا تھا۔

اتباع چہرہ پھیر گئی تھی۔

''ہم تمہارے اس چھوٹے دوست کے پاس چلتے ہیں۔ وہ تمہارا موڈ ٹھیک کرے گا۔ ملنا ہے نا اس سے؟'' ابان شگری اسے بازوؤں میں اٹھا کر غالباً اس چھوٹے lamb کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

''مجھے اس سے نہیں ملنا...... مجھے جگنوؤں سے کسی سے بھی نہیں ملنا...... تم سب کو اپنے جیسے کر لو گے۔ تم اچھے نہیں ہو!''

''میں جیسا بھی ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہو نا؟'' ابان شگری اسے خفا دیکھ کر مسکرایا تھا اور آگے بڑھتا رہا تھا۔

''نہیں...... نہیں کرتی محبت!'' اتباع منصور نے فوراً انکار کیا تھا۔

''اچھے بچے جھوٹ نہیں بولتے!'' ابان شگری اس کی سمت دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

اس کی مسکراہٹ بھلی تھی۔ اس کے چہرے کو ایک نرم سا احساس دے رہی تھی۔ اتباع منصور نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھوا تھا اور ہاتھ لگا کر مٹھی بند کر لی تھی۔ وہ چونکا تھا۔

''کیا؟'' ابان شگری نے جواز مانگا تھا۔

''تمہاری ہنسی میں نے مٹھی میں قید کر لی ہے!''

''اور کیا کروں گی اس ہنسی کا؟'' ابان شگری چونکا تھا۔

''اسے اپنے پاس ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گی۔'' اتباع منصور نے اسے دیکھنے سے اجتناب برتتے ہوئے دیکھا تھا۔

''میں تو تمہارے پاس ہوں۔ تمہارے ساتھ ہوں پھر اس کی کیا ضرورت ہے؟'' ابان شگری نے اسے دیکھا تھا اور آگے بڑھنے کا سفر جاری رکھا تھا۔

''جب تم میرے ساتھ نہیں ہو گے تب! جب تم بے خبر اور اجنبی بن جاؤ گے!'' ابان شگری نے اسے دیکھا تھا۔

''ایسا نہیں ہوگا!''

''لیکن پھر بھی میں اس فنی کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں۔ بہت سنبھال کر! گھر جا کر الماری میں رکھ دوں گی۔ تم چرا مت لینا۔''
اسے شاکی نظروں سے دیکھا تھا۔ ابان شگری نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''بالکل نہیں!''

ابان شگری اسے باہر لے آیا تھا۔ جہاں وہ چھوٹا لیمب خوشی خوشی بھاگ دوڑ رہا تھا۔ اس نے اتباع کو زمین پر اتارا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔ ابان کو دیکھا تھا۔ پھر جھک کر اس لیمب کے ساتھ باتیں کرنے لگی تھی۔ اس کی نرم کھال کو سہلاتے ہوئے۔

''تم ٹھیک ہونا؟ خفا نہیں ہونا مجھ سے؟ اچھا تمہارا بہت خیال رکھا؟ کس نے؟ اوہ۔ اس نے؟'' اس نے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

''ہاں یہ اچھے ہیں۔ تم میرے دوست ہونا۔ اسلئے تمہارا بھی خیال رکھتے ہیں۔'' ابان شگری مطمئن کھڑا اتباع کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس لیمب سے بہت سی باتیں کر رہی تھی۔ ابان شگری کے لئے جیسے اس سے اہم کوئی کام اور نہ تھا۔ اسے دیکھتے رہنا۔ اس کی عجیب عجیب باتیں سننا اور بہت توجہ سے جواب دینا۔ بے معنی باتوں کے اختتام پر کیا رکھا تھا وہ نہیں جانتا تھا مگر وہ چاہتا تھا اتباع جلد ٹھیک ہو جائے۔ وہ مسکراتی ہوئی اچھی لگ رہی تھی اور وہ اس کی سمت دیکھتا جا رہا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور کو MRI Scan کیلئے تیار کیا جا رہا تھا۔ وہ خوفزدہ نہیں تھی مگر ابان شگری متفکر تھا۔

''کیا ہوا؟ تم پریشان کیوں ہو رہے ہو؟ یہ MRI اسکین مشین ہے اور اس میں کچھ بھی خطرناک نہیں ہے۔'' اپنی مٹھی اس کے چہرے کے قریب لے جا کر کھول کر اس کا چہرہ چھوا تھا۔

''نہیں تمہاری مسکراہٹ واپس لوٹا دی ہے۔ میرے لئے مسکراؤ۔ ڈرو مت۔ ڈاکٹر کہہ رہے ہیں نا چھوٹا سا ٹیسٹ ہے؟ میں بالکل موو نہیں کروں گی۔ تم پریشان مت ہو۔ مجھے اس Scan کے بارے میں پتہ ہے!'' وہ اسے پریشان دیکھ کر مسکرائی تھی۔ ابان نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور لبوں سے لگا لیا تھا۔

''اوں ہوں! سیڈ کیوں ہو رہے ہو۔ تمہارے ساتھ ہوں نا میں؟''

ابان شگری نے اسے تھام کر قریب کیا تھا۔ اس کی پیشانی پر ایک خاص مہر ثبت کی تھی اور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''ڈرنا مت۔ میں یہی ہوں۔ تمہارے ساتھ۔ آئی ول اسٹے ہیئر۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور مسکرائی تھی اور اسے نرمی سے Hug کرتی ہوئی ڈاکٹر کے ساتھ مشین کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆......☆......☆

دادا ابا اور نمرہ وہاں پہنچ گئے تھے اور ڈاکٹر افتخار سے اتباع کی حالت کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔

''تشویش کی بات نہیں ہے مگر پھر بھی MRI Scan سے تصدیق ہو جائے گی کہ اگر مسز شگری کی کوئی vein کو کوئی نقصان پہنچا ہے کہ نہیں۔'' ڈاکٹر افتخار نے بتایا تھا۔

''آپ کو لگتا ہے کہ ایسا ہوا ہے ڈاکٹر؟ آپ نے تو ایسے کئی کیسز کیے ہوں گے نا؟'' نمرہ نے فکر سے پوچھا تھا۔

''مسز ذوالفقار مجھے اندازہ نہیں ہے مگر لگتا ہے یہ ہیوی ڈوز دواؤں کا اثر ہے۔ ایسی حالت میں مریض نیند پوری کرنے کے بعد بہتر محسوس کرتا ہے لیکن ہو سکتا ہے مسز شگری کا خدشہ درست ہو۔ دراصل vein damage کئی صورتوں میں ہوتی ہے۔ جب مریض بہت اسٹریسڈ ہو یا پھر کوئی ذہنی دباؤ ہو مگر اس کیفیت میں یہ صورتحال نہیں ہوتی۔ مسز شگری بات چیت کر رہی ہیں مگر ان کی میموری پر کچھ اثر پڑا ہے۔ شاید بہت دیر تک ٹھنڈے پانی کے بہاؤ کے نیچے بیٹھنے پر ہوا ہے۔ ان کے سر پر پانی مسلسل ٹکراتا رہا ہے جس سے ان کا چیسٹ اور سر متاثر ہوتے ہیں۔ باقی کچھ تو ٹیسٹ رپورٹ دیکھ کر ہی کہا جا سکتا ہے!''

''یا اللہ۔ میری بچی کو زندگی دے۔ اسے تندرستی دے!'' نمرہ نے دعا دی تھی۔

''نمرہ پریشان نہیں ہوتے۔ ہمیں پوزیٹو سوچنا چاہیے۔'' دادا ابا نے کہا تھا اور نمرہ فکر سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

اتباع کا ٹیسٹ ہو گیا تھا۔ MRI Scan میں پون دو گھنٹے لگے تھے مگر بالآخر وہ اختتام پذیر ہوا تھا۔ اتباع منصور ابان شگری کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی اور ابان قریب آ گیا تھا۔ آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اتباع کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''تم ٹھیک ہو نا؟'' اس نے تسلی کرنا چاہی تھی۔ اتباع نے سر ہلا دیا تھا۔

Radiological ریز کا کچھ اثر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ غنودگی میں جا رہی تھی۔ ابان اسے بازوؤں میں اٹھا کر روم کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری چونکا تھا جب اس کے گارڈ نے آ کر اس سے ملنے آنے والے وزیٹر کا نام بتایا تھا۔ ابان شگری اٹھ کر چلتا ہوا باہر آیا تھا۔ کوئی اس سے رخ پھیر کر کھڑا دکھائی دیا تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے دیکھا تھا۔ آنے والے کو شاید ابان شگری کی آمد کی خبر ہو گئی تھی تبھی ابان شگری کی سمت پلٹا تھا اور مسکرایا تھا۔

''کیا ہے تو میرے چھوٹے بھائی؟ میرے پرانے کلاس میٹ!'' اشعر ملک نے آگے بڑھ کر اسے ساتھ لگانا چاہا تھا۔ ابان شگری نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

قدرے فاصلے پر اشعر ملک کے ساتھ آنے والے گارڈز کھڑے تھے۔ ابان شگری نے بغور جائزہ لیا تھا۔

"ایسے کیا اجنبی بن رہا ہے یارا؟ ہم کاروباری حریف ہیں تو کیا ہوا؟ ایک دوسرے کے خاندانوں کو عرصے سے جانتے بھی تو ہیں نا؟ یارا ایسے شکی نظروں سے مت دیکھ۔ جتنے بھی تنازعے یا اختلافات ہیں وہ کاروبار میں ہیں۔ آج تو میں خیریت معلوم کرنے آیا ہوں۔ مسز شگری کے بارے میں خبر ہوئی تھی۔ ان کی طبیعت ناساز ہے۔ مجھ سے رہا نہیں گیا اور آنے کی ٹھان لی اور......!"

ابان شگری نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روک دیا تھا۔

"اشعر ملک، سونگھنے کی بیماری بہت پرانی ہے تمہیں۔ کچھ بھی سونگھتے ہوئے کہیں بھی پہنچ جاتے ہو۔ میرے فارم ہاؤس پر کیا ہو رہا ہے، کوئی کیا کر رہا ہے یہ میرا نجی معاملہ ہے۔ اگر میری مسز کی طبیعت ناساز ہے تو اس کے لئے تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں تھی!" ابان شگری سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

"اوئے یارا تم تو خفا ہونے لگے۔ اوئے ہم کیا پہلی بار ملے ہیں؟ کیا ہم دو خاندان ایک دوسرے سے ملتے نہیں رہتے؟" اشعر ملک اس کے روڈ رویئے کے باوجود کھل کر مسکرایا تھا۔ "چھوٹا بھائی ہے تو میرا۔ چل اب غصہ تھوک دے۔ دیکھ تو نے مجھے اپنی شادی پر بھی نہیں بلایا۔ چپ چاپ نکاح کر لیا۔ دیکھ میں پھر بھی پہنچ گیا۔ کہتے ہیں بندہ کسی کی خوشی میں شریک ہونا ہو، دکھ اور تکلیف میں ضرور شریک ہو اور تیری تکلیف کی خبر مجھے نہ ہو، یہ تو ہو نہیں سکتا نا ابان ذوالفقار شگری!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ابان شگری نے ان دونوں کے درمیان کا دو قدم کا فاصلہ عبور کیا تھا اور چلتا ہوا اشعر ملک کے سامنے آن رکا تھا۔ اسے بغور دیکھا تھا پھر پرسکون دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"تم اپنا مدعا کہہ چکے اشعر ملک اور میں سن چکا۔ تم اب یہاں سے جا سکتے ہو۔" ابان شگری اسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا پھر ابان شگری کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"تجھ سے مخالفت کرنا اچھا لگتا ہے ابان ذوالفقار شگری۔ دیکھ تجھ سے تو مخالفت کی سوکی۔ تیری کاروباری زندگی سے یہ مخالفت تیری نجی زندگی تک بھی پہنچ گئی۔ اب دیکھ نا۔ میری دلہن تو تو بھگا لایا اور بینڈ باجے تو نے بجوا لئے۔ میری بینڈ بجا کر مجھے تماشا بنوا دیا۔ اب گھر آیا ہوں تو بجائے عزت دینے کے بے عزت کر رہا ہے۔ یار اوہاٹس رونگ ود یو؟" اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک آئی سیڈ تم یہاں سے جا سکتے ہو۔ جتنی مروت میں نے تم سے برتی ہے اس سے زیادہ مروت نہیں کر سکتا۔" ابان شگری نے اس کا ہاتھ کاندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا پھر ابان شگری کو پرسکون انداز سے دیکھا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری جس رشتے اور نجی زندگی کا ذکر رہا ہے نا تو کے وہ تیری چرائی ہوئی ہے اور وہ تیری منکوحہ۔ اس کی تو بات ہی نہ کر۔ وہ میرے ساتھ رہی ہے بہت دنوں تک!" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

ابان شگری کے اعصاب میں واضح تناؤ محسوس ہوا تھا۔ رگیں غصے سے تن گئی تھیں اور وہ اشعر ملک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"آئی سیڈ گیٹ لاسٹ...... تم یہاں سے جا سکتے ہو اب! زندہ واپس جانے دے رہا ہوں یہ کافی ہونا چاہیے تھا تمہارے لئے۔

احسان مانو میرا۔" ابان شگری نے جتایا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری بہت جلد یہ غرور بہت نیچے زمین پر پڑا ہوگا۔ فکر مت کر۔ تیرا وقت جلد ختم ہوگا مگر یہ ایک سن لے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"سنا تم نے اشعر ملک؟ کان ہیں؟ قدموں پر واپس جانا چاہتے ہو یا کاندھوں پر؟" ابان شگری نے شدید غصے سے اسے دیکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں کہا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"ملنے آیا تھا مگر بہت بے عزتی کردی یار تو نے! اچھا سن...... ایک چھوٹی سی بات ہے، تو نہیں جانتا۔ میں بتاتا چلتا ہوں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

اشعر ملک کی نظریں چمک رہی تھیں۔

ابان شگری نے بغور دیکھا تھا اسے۔

"وہ جو ایک رشتہ تو نے بنایا ہے نا؟ اس کی حقیقت zero ہے...... صفر...... مطلب سمجھتا ہے نا تو صفر کا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"تمہاری جو مسز شگری ہے نا اس نے ایک ڈیل کی تھی۔ بزنس ڈیل۔ تم نے دبوچ لیا تھا اسے اپنی مٹھی میں۔ تمہاری قید میں دم گھٹنے لگا تھا اس ننھی منی چڑیا کا۔ سو اس نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ ایک ڈیل کی۔ تمہاری قید سے باہر آنے کی۔ خود کو بہت سمارٹ سمجھتے ہو نا؟ دیکھ لو۔ دے دیا اس نے دھوکہ۔ عورت ذات چیز ہی ایسی ہے یارا۔ جینے نہیں دیتی۔ محبت یا نفرت۔ اس سے جڑے دونوں احساس مارتے ہیں۔ دیکھ نگل لیا اس حسینہ نے تمہیں۔ اس نے میری ڈیل کے مطابق شادی کی تم سے اور ڈیل کیا تھی؟ تمہاری 50% جائیداد۔ اس نے تم سے نکاح کیا کیونکہ میں نے اسے تسلی دی تھی کہ میں اسے یہاں سے نکلنے میں مدد دوں گا اور جواب میں وہ تم سے نکاح کرے گی پھر تے شادی ختم کر کے تمہاری طرف سے ملا ہوا 50% تمہاری جائیداد کا حق مہر وہ مجھے سونپ دے گی۔ اور میں اسے یہاں سے نکال دوں گا بحفاظت...... تیری قید سے رہائی...... ہائے محبت! کبوتر بن گیا تو...... آنکھیں بند کرلیں تو نے...... دیکھ محبت لے ڈوبی نا؟ یارا دل لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ محبت تو دل بہلانے کی چیز ہوتی ہے۔ کس نے کہا تھا دل......!"

اشعر ملک کی بات ختم نہیں ہوئی تھی جب ابان شگری نے ایک زوردار پنچ اس کے چہرے پر مارا تھا۔ اشعر ملک کے ہونٹ سے خون رسنے لگا تھا۔ وہ حیران ہوا تھا۔ ششدر سا اس کی طرف دیکھنے لگا تھا پھر ہونٹ سے رستے خون کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس کے گارڈز نے پیش قدمی کی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا اور ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

"سچ نہیں سنا گیا نا تجھ سے؟ چل نہ سن مگر وہ چاند تو میرے حوالے کردے جیسے ایک چپکے سے تو چرا لایا تھا۔ میرا آسمان ادھورا ہے یارا۔ روشنی نہیں......!" اشعر ملک کی بات پوری ہونے سے قبل ابان شگری نے ایک زوردار پنچ اس کے چہرے پر مارا تھا۔ اشعر ملک دور جا گرا تھا۔

ابان شگری نے پرسکون انداز میں اپنے گارڈز کو دیکھا تھا۔

''اٹھا کر باہر پھینک دو اسے اور ہاں دھیان رکھنا دوبارہ یہاں ایسی کوئی چیز نظر نہ آئے۔'' اس کے گارڈز آگے بڑھے تھے مگر اس سے قبل ہی اشعر ملک کے گارڈز نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تھا۔

اشعر ملک نے کپڑوں کی گرد جھاڑ کر ابان شگری کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک کے ناک سے خون رس رہا تھا۔ ابان شگری کی طرف دیکھ کر اشعر ملک مسکرایا تھا۔ تنے ہوئے اعصاب کے ساتھ ابان شگری پلٹ کر اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کی پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ وہ شدید غصے میں چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ قدموں میں ہمیشہ سے زیادہ پر اعتمادی تھی اور چہرہ سپاٹ تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری کے چہرے سے کچھ واضح نہ تھا۔ نہ غصہ نہ کوئی اور کیفیت جیسے اسے اپنے تمام جذبات اور احساسات پر مکمل کنٹرول تھا۔ وہ بہت composed and serene لگ رہا تھا۔ وہ جیسے سمندر تھا اور اپنے اندر کے تمام طوفانوں کو اپنے اندر مدغم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا۔ بہت پرسکون انداز میں مضبوط قدموں پر چلتے ہوئے وہ اتباع منصور کی طرف آیا تھا۔ وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ شاید کسی بات سے خوفزدہ تھا وہ۔ ابان شگری نے اسے رک کر دیکھا تھا پھر قدم اس کی طرف بڑھائے تھے۔

اتباع منصور نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ ابان شگری کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھانا ناگزیر ہوگیا تھا۔ اس نے اتباع منصور کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تھا۔ اتباع منصور نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا تھا اور پھر فوراً اٹھ کر اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔ اس کا انداز کسی بچے کی طرح بہت خوفزدہ سا تھا۔ شاید اس نے کوئی ڈراونا خواب دیکھا تھا۔ اس کی دھڑکنوں کی رفتار تیز تھی۔ ابان شگری نے وہ شور بخوبی سنتے ہوئے سر جھکا کر اتباع منصور کو دیکھا تھا۔

"میں بہت ڈر گئی تھی۔ تم کہاں چلے گئے تھے؟ مجھے لگا تمہیں کہیں نہیں ہو اور میں تنہا رہ گئی ہوں....!" وہ خوف کے عالم میں کہہ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی اور اس کی دھڑکنوں کا تسلسل معمول سے ہٹا ہوا تھا۔

"دیکھو میرا دل کتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے۔" اس نے ابان شگری کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی رنگ نہیں تھا جیسے وہ اسے سن بھی رہا تھا کہ نہیں۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کسی بھی جذبے سے، محسوسات سے عاری۔ شاید وہ اتباع منصور کو سن رہا تھا۔ وہ نظریں اتباع منصور کو دیکھ بھی رہی تھیں۔ اس کا ہاتھ جو اتباع منصور نے اپنے دل پر رکھا تھا وہ ہاتھ ان دھڑکنوں کا ارتعاش بھی محسوس کر رہا تھا۔

شاید اس کی سماعتوں میں ان دھڑکنوں کی آوازیں بھی آرہی تھیں مگر وہ بہت خاموش کھڑا تھا۔ فوری طور پر کسی بات پر کوئی ری ایکشن نہ دیتا ہوا وہ خاموشی سے اتباع منصور کو دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور جیسے اس کا رسپانس چاہتی تھی تبھی اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"تم خاموش کیوں ہوں؟ تمہیں سنائی دے رہا ہے جو میں کہہ رہی ہوں؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا اور تم کہاں تھے؟ تمہیں پتہ ہے میں نے خواب دیکھا۔ بہت ڈراونا خواب۔ تبھی میری آنکھ اچانک سے کھل گئی اور میرا دل اتنی تیزی سے دھڑکنے لگا۔ تم جانتے ہو میں نے خواب میں کیا دیکھا؟ میں نے دیکھا تم کہیں نہیں ہو..... میں نے تمہیں ہر جگہ دیکھا۔ یہاں وہاں.... اور تم اچانک بہت دور کھڑے دکھائی دیئے۔ درمیان میں ایک بہت بڑا دریا تھا اور تم اس کے کسی دوسرے کنارے پر تھے۔ میں تمہیں آوازیں دینے لگی۔ تم مجھے سن نہیں رہے تھے۔ میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے تھے۔ جیسے تم مجھے سن ہی نہیں رہے۔ میں تمہارے پاس آنا چاہتی تھی.... تمہارا ہاتھ تھامنا چاہتی تھی مگر اس لمحے ایسا ممکن ہی نہیں رہا تھا۔ ایک طوفان میری طرف بڑھ رہا تھا اور تمہیں پرواہ بھی نہیں تھی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ کوئی خوفناک چہرے والا انسان تھا۔ وہ ہاتھ میں خنجر لئے میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں تمہیں اور زور سے آوازیں دینے لگی تھی مگر تم نہیں سن

رہے تھے۔ میں پلٹ کر اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ خنجر والا انسان بہت خوفناک تھا۔ جیسے میری روح فنا ہونے لگی تھی اور تم مجھ سے غافل ہو گئے تھے۔ تم مجھے سن نہیں رہے تھے۔ مجھے دیکھ نہیں رہے تھے اور وہ خوفناک شخص میری طرف بڑھتا جا رہا تھا اور میں بہت ڈر گئی تھی۔" اتباع منصور نے اس کے شانے پر سر رکھا تھا اور بے آواز آنسو اس کی پلکوں سے ٹوٹ کر ابان شگری کے شانے میں جذب ہونے لگے تھے۔

"تم وہاں کیوں نہیں تھے؟ جہاں مجھے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ تم اتنا دور کیوں کھڑے تھے کہ میں تمہیں بلا رہی تھی، آوازیں دیئے جا رہی تھی اور تم سن ہی نہیں رہے تھے؟ تم اتنا غافل ہو گئے تھے مجھ سے؟ تم تو بہت.... بے تحاشا محبت کرتے ہو نا؟ پھر اتنے غافل کیسے ہو سکتے ہو؟ مجھے کچھ ہو جاتا تو؟ میرا دل بند ہو جاتا۔ اتنا خوف تھا اور تم اتنے بے پرواہ کھڑے تھے؟ تم میرے ساتھ کیوں نہیں تھے؟ وہ خوفناک چہرے والا شخص مجھے ڈرائے جا رہا تھا اور تم اس کی بالکل بھی پرواہ کیوں نہیں کر رہے تھے؟ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ جب تم مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو کہ تمام ناممکن کو ممکن کر سکتے ہو تو....!" وہ بہت خوفزدہ سی اس کے شانے پر سر رکھے آنسو بہاتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔ ابان شگری نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

"کیا ہوا تمہیں؟ ایسے کیوں ہو رہے ہو؟ بدل گئے ہو تم؟ وہ خواب سچ تھا نا؟ غافل ہو جاؤ گے نا تم؟" وہ سر اٹھائے کہہ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے کناروں سے گرم گرم آنسو بہہ کر رخساروں پر آ رہے تھے۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں کو صاف کیا تھا۔

"وہ خواب تھا شیرنی.... خواب حقیقت سے میل نہیں کھاتے!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف بغور دیکھنے لگی تھی۔

"وہ خواب تھا نا بس؟ تم دور نہیں گئے نا؟" وہ اس کی آنکھوں میں بغور دیکھنے لگی تھی۔ اتباع منصور کی آنکھوں میں خوف تھا۔ ایک ڈر تھا جیسے وہ اس سے دور جانا نہیں چاہتی تھی اور ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"کیا....؟؟" اتباع منصور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

"ایسے چپ کیوں ہو؟ بتاؤ.... بولو کچھ.... میں تمہارے بنا جی نہیں پاؤں گی سن رہے ہو تم....؟ تمہاری یہ سو تین سینٹی میٹر کی ناک ہے۔ اس پر رکھا جو ایٹی ٹیوڈ اور غصہ ہے مجھے سب بہت پسند ہے۔ مجھے اس سب سے محبت ہے اور یہ محبت نا ختم ہونے والی ہے۔ نہیں بتایا تھا نا تمہیں؟ چھپا کر رکھا تھا سب تم سے۔ مگر یہ راز میرے اندر تھا۔ تم نے کس لمحے مجھے بے خبری میں، بے ارادہ دیکھا اور اس بے خبر لمحے میں میرا دل کہیں تمہاری آنکھوں کے اسرار میں کھو گیا۔ میں وہ دل تمہاری آنکھوں میں ڈھونڈنا نہیں چاہتی! مجھے اسے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہاری آنکھوں کے لئے تھا۔ تمہاری آنکھوں میں کھو گیا۔ تم سے کچھ نہیں چاہتی۔ بس اتنا کہ مجھے بکھرنے مت دینا.... اگر بکھرنے لگوں تو سمیٹ لینا.... میں تم سے دور جانا نہیں چاہتی.... کبھی بھی نہیں۔ میں نے ان آنکھوں کے غافل پن میں مدغم

ہوگئی ہوں۔ مجھے تمہاری کج ادائیوں، بے پرواہیوں سے محبت ہوگئی ہے۔ یہ محبت زوال پذیر نہیں ہے۔ کیونکہ میں تمہارے لئے بنی ہوں۔تمہاری منزل ہوں۔سن رہے ہوناتم؟" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہی تھی۔ملگجے اندھیرے میں اس کی آواز ابان شگری کے اطراف پھیل رہی تھی اوروہ خاموشی سے اسے دیکھ رہاتھا۔

مجھے خبر ہے میں اس کی منزل ہوں

کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں!

اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اس کے شانے پر رکھا تھا۔

ابان شگری تب کچھ نہیں بولا تھا۔

"تم خاموش کیوں ہو؟ بولو کچھ؟ تمہیں اعتبار نہیں؟ میری کہی باتوں پر کوئی یقین نہیں؟ ایسا ہے کیا؟ کیوں ایسا نہیں ہے! میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی۔تمہیں کھوکر زندہ بھی نہیں رہ پاؤں گی....نہیں سن رہے ہوناتم؟ کتنی بے حد بے تحاشا محبت کرتی ہوتم سے؟ میں چاہتی ہوں ہم ہرشب ان جنگلوں کے سفر پر نکلیں اورتم ہررات میرے لئے وہ جگنوایک چھوٹے سے جار میں بھر کرلاؤ۔ میں ان جگنوؤں کی روشنیوں کو ہمیشہ تمہارے ساتھ دیکھنا چاہتی ہوں۔اس کے علاوہ اوربھی بہت کچھ....مگر مجھے یادنہیں....بس اتنایاد ہے کہ تمہیں کھونا نہیں چاہتی....اوراس سے آگے کچھ یادنہیں!" وہ تھک کراس کے شانے پر سررکھ کرآنکھیں موندگئی تھی۔اس کا خوف....اس کا ڈر....اس کے آنسو....اس کی دھڑکنیں....اس کے لفظ....ابان شگری سن بھی رہاتھا کہ نہیں مگراس نے بہت آہستگی سے اس کے گرداپنابازوحمائل کردیا تھا۔

اتباع منصور کی بھیگتی آنکھوں میں جیسے ایک سکون والی کیفیت اتری تھی۔اس کا تحفظ....اس کی پناہ....جیسے وہ اس سے آگے کچھ سوچتی ہی نہیں رہی تھی۔جیسے اس کی تمام سوچیں اس سوچ پرآکرختم ہورہی تھیں اوراس سے آگے کی راہ جیسے خالی تھی مگراتباع منصوراس خالی پن کودیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"تمہاری پناہ میں زندگی ملتی ہے مجھے۔تمہاری بانہوں میں جینے لگتی ہوں میں۔یہ تمہاراتحفظ دینا....مجھے محفوظ کرنا، مجھے جینے کی راہ دیتا ہے۔میراسکون ہوتم....تمہارے بنا ہر طرف بس ہلچل ہے....تمہاری بازوؤں کا یہ گھیرا میرا گھر ہے۔میری زمین....میرا آسمان....میری پناہ....میری ہرراہ....تم سب کچھ ہو....اوربس تم ہی ہو!تم سے آگے کچھ سنائی نہیں دیتا....تم سے آگے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔مجھے تمہاری عادت ہوگئی ہے ابان شگری! جیت لیا ہے تم نے مجھے مجھ سے۔کچھ نہیں کہا۔کچھ نہیں سنا۔بناجتائے۔غافل انداز میں۔تم مجھے مجھ سے جیتنے لگے اورمیں ہارتی چلی گئی۔دل کولگا بس یہی وہ مقام تھاجہاں میں رکنا چاہتی تھی۔تمہاری بازوہی وہ پناتھے جہاں میں ہمیشہ پناہ ڈھونڈنا چاہتی تھی۔بس یہی! اورکچھ نہیں!" اتباع منصور کامدھم لہجہ ابان شگری کی سماعتوں میں تھااوروہ خاموش کھڑاتھا۔

اتباع منصوراس کی شانے سے سراٹھاکراسے دیکھنے لگی تھی۔خاموشی سے کچھ لمحوں تک دیکھا تھاپھرچہرہ اس کے چہرے کے قریب لائی تھی اورآنکھیں بندکرکے اسے دیکھنے لگی تھی۔

وہ لمحے عجیب ذائقے رکھتے تھے۔ان لمحوں میں خاموشیاں تھیں۔کئی گزارشیں تھیں۔ابان شگری خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ایک مضبوط ستون کی طرح۔گزرتے لمحوں میں وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

وہ محبت تھی یا کچھ اور.....!

اتباع منصور اس کے قریب تھی۔اس کا ڈر، اس کا خوف.....اس کی محبت!

"دور.....مت جانا ابان شگری.....پلیز کبھی دور مت جانا.....!" وہ مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

ابان شگری نے اس لمحے میں کچھ نہیں کہا تھا۔بس خاموشی سے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بناتے ہوئے اسے اپنی پناہ کا احساس ہونے دیا تھا اور جیسے یہ احساس بہت کافی تھا اتباع منصور کے لئے۔

"زندگی تم ہو.....میرا سکون تم ہو! پلیز دور مت جانا.....میں تمہیں دور جاتے نہیں دیکھ سکوں گی.....مجھے وہ لمحے اچھے نہیں لگتے جب تم غافل ہو جاتے ہو.....تب اپنے نہیں لگتے.....بہت غیر لگتے ہو.....اور میں تمہیں غیروں میں شمار ہوتے نہیں دیکھ سکتی.....تمہاری یہ سوا تین سینٹی میٹر لمبی ناک پر جیسے جتنا مرضی غصہ یا ایٹی ٹیوڈ ہو مگر تم میرے پاس رہو.....میرے دل میں رہو.....تم دل دھڑکاتے ہو جو اچھا لگتا ہے.....جیسے تمہیں تمام دھڑکنوں پر اختیار ہے.....جیسے تمہیں تمام اختیار ہے.....میں تم سے یہ اختیار واپس لینا نہیں چاہتی.....کبھی بھی نہیں.....یہ اختیار تمہارے نام ہے اور زندگی بھر کے لئے ہے۔تم کہو نا کہ تم بس میرے ہو۔یاد رکھو تم نے میرال حسن کو خود ہر جگہ سے ڈیلیٹ کیا تھا میرے سامنے.....اب اسے دوبارہ ایڈ کرنے کی بات مت کرنا.....ورنہ.....!" جانے کس خوف کے تحت وہ بولی تھی۔

اسے دھمکی دی تھی مگر انداز بہت کمزور تھا۔ابان شگری نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔

اس کا چہرہ دیکھا تھا پھر اس کی پیشانی پر ایک مہر لگائی تھی۔

"تم اگر نہیں چاہتیں تو اسے کبھی دوبارہ ایڈ نہیں کروں گا!"

"ہر جگہ سے ڈیلیٹ کر دو گے نا؟ وہاں سے بھی جہاں میں اسے دیکھ کر ڈیلیٹ نہیں کر پائی؟"

"ٹھیک ہے کر دوں گا.....اور کچھ.....؟" ابان شگری نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا مگر اتباع منصور نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

"یہیں میرے پاس رہو.....میں سونا نہیں چاہتی.....تمہیں دیکھتے رہنا چاہتی ہوں!" اتباع منصور اپنی خواہشوں کا اظہار کر رہی تھی۔ابان شگری اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

"ڈرو مت.....میں یہیں ہوں تمہارے پاس!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں اسے تسلی دی تھی۔اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"تمہاری باتوں پر یقین ہے تم جو کہتے ہو وہ بھی.....اور جو نہیں کہتے وہ بھی.....مگر دل بہت تیزی سے دھڑکتا ہے.....جیسے ایک پل میں بند ہو جائے گا! دل اتنی تیزی سے کیوں دھڑکتا ہے؟ کچھ پتہ ہے تمہیں؟" اتباع منصور پوچھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا جیسے فوری طور پر اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"تم بہت چپ ہونا آج؟ میری محبت گم ہوگئی؟" وہ جانے کیوں سوچ کر پوچھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بہت خوف تھا.... عجیب سا ڈر تھا اور ابان شگری نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"نہیں گم نہیں ہوئی.....!" لہجہ دھیما تھا۔ اتباع منصور نے بغور اسے دیکھا تھا۔

"پھر.....؟" وہ تمام باتوں کی وضاحت چاہتی تھی۔

"پھر.....؟" ابان شگری نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تم خاموش ہونا۔ مجھے لگا میرے لئے جو محبت تمہارے دل میں تھی وہ کھو گئی مگر تم نے کہا نہیں کھوئی۔ مجھے سن کر تسلی ہوئی۔ دیکھو اب میرا دل بھی اتنی تیزی سے نہیں دھڑک رہا۔ اب دھڑکنیں معمول پر ہیں۔ جیسے سکون آ گیا ہے!" اتباع منصور نے اس کا ہاتھ دل پر رکھا تھا۔

ابان شگری کو وہاں سکون سنائی دیا تھا۔

"ابھی بہت پرسکون ہے سب!" ابان شگری نے اسے مطمئن کرنے کو کہا تھا۔

"جانتے ہو یہ سکون کس لئے ہے؟" اتباع منصور نے دریافت کیا تھا۔

"ہاں جانتا ہوں!" ابان شگری نے اس کی بہت بے معنی باتوں کا جواب پرسکون انداز میں دیا تھا۔

"کس لئے ہے؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

"کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں!" ابان شگری نے اس کا پسندیدہ جواب دیا تھا۔ اتباع منصور کو تسلی ہوئی تھی۔ اس نے اس کی طرف پرسکون انداز میں دیکھا تھا۔

"ہاں اس لئے..... تم ساتھ ہوتے ہو تو تمام باتوں کے جواب مل جاتے ہیں۔"

"تم بہت اچھے ہونا؟ ہمیشہ اتنے ہی اچھے رہو گے نا؟"

"ہاں.....!" ابان شگری نے اسے تسلی دی تھی جیسے۔

"ہمیشہ.....؟" وہ جاننے پر بضد ہوئی تھی۔

"ہاں ہمیشہ!" ابان شگری نے اسے یقین دلایا تھا۔

"ہمیشہ اتنا ہی چاہو گے؟ پورے دل کے ساتھ؟"

"ہاں ہمیشہ..... پورے دل اور پورے دماغ کے ساتھ!"

"بدلو گے نہیں نا.....؟" وہ جانے کون سے خدشوں کا یقین چاہتی تھی۔

"نہیں بدلوں گا.....!" ابان شگری کو یقین دلانا ضروری لگا تھا۔

"پرامس؟" اتباع منصور کو وعدہ چاہیے تھا۔

"پرامس....!" وہ اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا تھا۔ابان شگری خود نہیں جانتا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا،کیوں کہہ رہا تھا جیسے وہ ایک لمحے کی زد میں تھا۔اس لمحے سے نکل نہیں پا رہا تھا اور وہ لمحہ اسے جکڑے جا رہا تھا مگر وہ اتباع منصور کو اس بھنور میں نہیں دھکیل سکتا تھا۔وہ جو پوچھ رہی تھی اس کے جواب اس کے لئے ضروری تھی اور اس کی مخالفت میں کھڑے ہونا اسے اندھیروں میں دھکیل دینا تھا۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر ان اندھیروں سے باہر نکالنے کے جتن کر رہا تھا۔

یہ کرم.... یہ عنایتیں.... محبت تھی یا کچھ اور....!اس کے چہرے سے کچھ عیاں نہیں تھا مگر اس کے لفظ اتباع منصور کی حمایتوں میں کھڑے تھے۔وہ جو سننا چاہتی تھی وہ اسے وہی کہہ رہا تھا۔

"تم میری مخالفت نہیں کر سکتے نا؟" وہ جاننے پر بضد ہوئی تھی۔

"نہیں....کبھی نہیں!" ابان شگر کا لہجہ مدھم تھا۔

"کیوں....؟؟" اتباع منصور کو تجسس ہوا تھا۔

"کیوں کہ محبت ہے تم سے!" ابان شگری کی نگاہیں بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔

"محبت کافی ہوتی ہے؟" اتباع منصور نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں....بہت کافی....!" ابان شگری کا لہجہ کھویا کھویا تھا۔

"اور کھو جائے تو....؟"

"محبت کھو نہیں سکتی!" ابان شگری نے یقین دلایا تھا۔

"پھر بھی کہیں گم ہو جائے تو....؟" اتباع نے خوف سامنے رکھا تھا!ابان شگری نے لمحہ بھر کو اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"تم ڈھونڈ لو گے؟" اتباع منصور کا لہجہ خوف سے سٹ گیا تھا۔

ابان شگری نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا تھا اور مکمل عقیدت سے لب رکھے تھے اس پر۔

"نہیں کھوئے گی....محبت کھو گئی تو میں ڈھونڈ لوں گا۔وہ تمام راستے ازبر ہیں۔تم ڈرو مت۔تمہاری خواہشوں کا احترام لازم ہے۔تم جو کہو گی وہ وہ کروں گا۔محبت کبھی نہیں کھوئے گی۔میں ایسا ہونے نہیں دوں گا!" ابان شگری کو خود معلوم نہیں تھا وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا مگر اس کا لہجہ کھویا ہوا سا تھا۔اتباع منصور اٹھی تھی اور اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔

"تم میرا یقین ہو....یقین ختم نہیں ہوتا نا؟"

"نہیں ہوتا ختم....محبت یقین ٹوٹنے نہیں دیتی!" ابان شگری نے جیسے اس کی حمایت میں بولنے کی قسم کھائی تھی۔

"مجھے تمہارے ساتھ باہر جانا ہے!لے چلو....!" اتباع منصور نے خواہش سامنے رکھی تھی۔

"باہر خنکی زیادہ ہے، ہوا سرد ہے!" ابان شگری نے وضاحت دی تھی۔

"تم ہو نا؟ کافی ہو!" اتباع منصور نے اپنا مکمل یقین ظاہر کیا تھا۔

ابان شگری نے اٹھ کر اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا تھا اور لے کر باہر کی سمت بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کا چہرہ بغور دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری کا چہرہ کسی بھی جذبات کی غمازی نہیں کر رہا تھا۔ وہ جیسے اس لمحے ایک ٹرانس میں تھا۔

مگر اس لمحے میں قید ہو کر بھی وہ اتباع منصور کے ساتھ تھا۔ وہ جو کہہ رہی تھی وہ مکمل توجہ سے سن رہا تھا۔ جواب دے رہا تھا جیسے اس انتشار والے لمحوں میں بھی اسکے لئے سب سے زیادہ ضروری یہی ایک کام تھا کہ وہ اتباع منصور کی سنے .... اور صرف اسی کی سنے....!

اور تمام کام.... تمام باتیں جیسے ثانوی ہو گئی تھیں اور صرف ایک حقیقت باقی رہ گئی تھی.... اتباع کی حقیقت.... ابان شگری کی نظریں بس اس چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ اس سے زیادہ شاید فی الحال وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

محبت تھی....؟

واقعی محبت تھی یا کچھ اور....؟ اس کے بارے میں کوئی قیاس آرائی نہیں کی جاسکتی تھی مگر فی الحال ابان شگری کا محور اتباع منصور تھی۔ اس کی نا.... ناں تھی.... اور اس کی ہاں.... ہاں.... اس کے آگے کی دنیا فی الحال دکھائی نہیں دے رہی تھی جیسے اس دنیا سے آگے کوئی دنیا تھی ہی نہیں یا پھر تھی تو ابان شگری اس دنیا کے بارے میں دیکھنا یا سوچنا نہیں چاہتا تھا....

☆......☆......☆

ڈاکٹر اشعر ملک کے زخموں کی ڈریسنگ کر رہا تھا۔ اسے صاف کر رہا تھا اور اشعر ملک تکلیف کی شدت دبائے خاموش بیٹھا تھا۔

"کیسے لگیں یہ چوٹیں اشعر ملک؟ کافی زیادہ ہو گیا یہ تو....!" ڈاکٹر نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک خاموش رہا تھا۔

"واش روم میں گر گئے تھے!" قاسم جو عقب میں کھڑا تھا اس نے جواب دیا تھا۔ ڈاکٹر نے سر ہلایا تھا۔

"چوٹیں گہری تھیں۔ مجھے بھی لگا تھا یہ منہ کے بل گرے ہونگے!" ڈاکٹر نے اتفاق کیا تھا۔ قاسم سر ہلانے لگا تھا۔

"پاؤں پھسل گیا تھا۔ آپ ضروری دواؤں کی Prescription لکھ کر دیں، اگر کوئی پریشانی کی بات ہے تو بتا دیں۔ ہم ایکسرے بھی کروا لیتے ہیں۔" قاسم نے دوست ہونے کا مکمل حق ادا کیا تھا۔ ڈاکٹر نے سر ہلایا تھا۔ پرچہ لکھ کر قاسم کی طرف بڑھایا تھا۔

"ایکسرے کی ضرورت نہیں ہے۔ بچت ہو گئی ہے۔ انہیں یہ دوائیں وقت پر دیں۔ اگر زیادہ تکلیف ہو تو یہ پین کلر دیں یا پھر مجھے کال کر لیں۔" ڈاکٹر نے کہا تھا اور بیگ اٹھایا تھا۔ انور نے آگے بڑھ کر تابعداری سے بیگ اٹھایا تھا اور ڈاکٹر کو چھوڑنے باہر گیا تھا۔

"یہ کیا اشعر ملک؟ تم اس طرح منہ اٹھا کر ابان شگری کے فارم ہاؤس پر کیسے چلے گئے؟ اور اگر چلے ہی گئے تھے تو اسے اس ڈیل کے بارے میں بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ حد کرتے ہو یار.... مجھے تم سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔ ایک طرف تم مسٹر واٹسن سے بات

کر رہے ہو۔ ابان شگری کے بزنس ایمپائر کو دھچکا لگانے کا سوچ رہے ہو اور پھر دوسری طرف یہ حماقت؟" قاسم نے ملامت کرتی نظروں سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تم مسکرا رہے ہو اشعر ملک؟ آر یو کریزی؟" قاسم کو حیرت ہوئی تھی مگر وہ کھل کر ہنسا تھا۔ قاسم کو اس کا دماغ توازن غیر متوازن لگا تھا تبھی اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"ابان ذوالفقار شگری نے دونوں مکے اگر منہ پر مارے تھے تو ان کا اثر دماغ پر کیسے ہو گیا؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوا اشعر ملک کہ ان مکوں کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ ان کی دھمک تمہارے دماغ تک جا پہنچی؟" قاسم نے خدشے سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک اٹھا تھا اور مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا۔ اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بغور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں یارا، میر چاچا نے کیا مزے کی بات کی ہے۔ کہتے ہیں

دل مجھے ان کی گلی میں لے جا کر

اور بھی خاک میں ملا لایا

"ہائے محبت! تجھے سمجھ نہیں آئے گی قاسم مرتضیٰ۔ کبھی محبت کی کہاں ہے تو نے۔ تجھے محبت کی "م" کی بھی خبر نہیں اور یہاں محبت کا ایک شہر دیکھ آیا میں۔ اور یارا۔ محبت حماقتوں سے بھری ایک بھرپور حماقت ہے۔ محبت سے سمجھداری کی باتیں expect کرنا عبث ہوگا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"فیض چاچا نے رقیب کے لئے بہت مزیدار بات کہی ہے یارا.... سن.... تجھے محبت کی صداقت کا یقین ہونے لگے گا

آ کہ وابستہ ہیں اس حسن کی یادیں تجھ سے

جس نے اس دل کو پری خانہ بنا رکھا تھا

جس کی الفت میں بھلا رکھی تھی دنیا ہم نے

دہر کو دہر کا افسانہ بنا رکھا تھا

آشنا ہیں تیرے قدموں سے وہ راہیں جن پر

اس کی مدہوش جوانی نے عنایت کی ہے!

کارواں گزرے ہیں جن سے رعنائی کے

جس کی آنکھوں نے سو بے سود عبادت کی ہے!

"اور یارا..... مت پوچھ محبت کیا ہے۔ ایک الجھا الجھا جنگل ہے اور جنگل ختم ہونے میں نہیں آتا۔ مگر اس محبت کا اصرار بڑھتا ہے اس اسرار کو جاننے کی خواہش اتنی بڑھتی ہے کہ قدم رکتے ہی نہیں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا گویا

اس کی حالت اور ذہنی کیفیت دونوں پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔

اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے قاسم مرتضیٰ۔ میں یوں ہی نہیں کہتا..... آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو!" اشعر ملک جانے وہ خجلت مٹانے کی کوشش کر رہا تھا یا پھر واقعی اس کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔ قاسم نہیں سمجھا تھا تبھی بولا تھا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تمہاری اشعر ملک۔ تم واقعی کافی کھسکے ہوئے لگ رہے ہو۔ ابان شگری کے زوردار مکوں کا اثر سیدھا تمہارے دماغ پر ہوا ہے۔ میرا خیال ہے تمہارا ابھی ایک MRI اسکین کروا لینا چاہئے۔" وہ اکتا کر بولا تھا۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"محبت کا کوئی MRI اسکین نہیں نکل سکتا یار! محبت رپورٹس میں آنے والا مرض نہیں ہے۔ تمہیں لگ رہا ہے میں پاگل ہو رہا ہوں تو ایسا نہیں ہے۔ سوچو میں کیسا عجیب کام کر کے آیا ہوں۔ اس کے اثرات کے بارے میں سوچو۔ تمہیں فی الحال یہ مکے دکھائی دے رہیں بس مگر تمہیں ان کے اثرات ابان شگری کی زندگی پر دکھائی نہیں دیتے۔" اشعر ملک سکون سے مسکرایا تھا۔ قاسم نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"تم کہیں اپنی خجلت ختم کرنے کی کوشش تو نہیں کر رہے اشعر ملک؟" قاسم نے کہا تھا اور اس کا بھرپور قہقہہ سنائی دیا تھا۔

"خجالت بھی ہے یار!..... اشعر ملک..... دی مین کو دو مکے اس چوہے ابان شگری سے کھانا پڑ گئے..... مگر کمال ہو گیا..... اخیر ہے یار!..... دیکھو کیا کمال کام کر کے آیا ہوں۔"

کودا تیرے گھر میں کوئی دھم سے نہ ہوگا

وہ کام کیا ہم نے جو رستم سے نہ ہوگا.....!

"آگ لگا کر آیا ہوں یار!..... جنگل میں آگ لگانے کا کام بہت دلچسپ ہوتا ہے۔ ایک سرے پر آگ لگا دو تو آگ دیکھتے ہی دیکھتے خود بخود دوسرے سرے پر پہنچ جاتی ہے۔ بس وہی کام کیا میں نے..... ابان شگری کا سکون آگ میں جلا آیا میں..... اس کا چین، قرار، سکون سب چھین لایا میں۔ بیچارا تڑپ رہا ہوگا۔ مزہ آ گیا۔ محبت کی ادھوری کہانی ختم کر آیا ہوں میں۔ وہ دوبارہ سے رقم نہیں کر پائے گا..... اف محبت..... اف محبت کی ادھوری کہانی.....! کاش تم دیکھ پاتے..... میں نے اس چہرے پر جو دیکھا..... اف.....! سب مسمار ہو رہا تھا..... سب ڈھے رہا تھا..... اور مجھے تب بہت لطف آ رہا تھا..... آگ لگا آیا ہوں پانی میں..... کاش تم اس سمندر میں وہ ہلچل دیکھ سکتے.....!" اشعر ملک مسرور سا مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"مجھے تمہاری کچھ سمجھ نہیں آ رہی اشعر ملک۔ تم جب اسے maximum نقصان پہنچا سکتے تھے تو یہ بچوں والا کام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"بچوں والا کام؟ یہ شیروں والا کام تھا یار!..... اور صرف اشعر ملک ہی ایسا کر سکتا تھا!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

قاسم نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ناک پر پٹی.... نیچے ہونٹ پر ٹھوڑی کے قریب دوسری پٹی اور اس پر اشعر ملک کی خجلت سے بھری مسکراہٹ۔

"اشعر ملک میں نے شیر کو اس سے زیادہ برے طریقے سے زخمی پہلے نہیں دیکھا۔بہر حال تم خوش ہو تو ٹھیک ہے۔مان لیتا ہوں تم کمال کر آئے ہو مگر اس سے بہتر کمال کرنے کے بارے میں فی الحال مت سوچنا ورنہ تمہارا چہرہ اس سے زیادہ بھیانک لگنے لگے گا۔فی الحال کے لئے اتنا کمال کافی ہے۔تم سکون سے بیٹھ سکتے ہو۔" قاسم نے افسوس کرتے ہوئے کہا تھا اور اشعر ملک مسکراتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"نہ مانو.... مگر میں نے سمندر کو آگ کے حوالے کر دیا ہے۔آتش بھڑکا آیا ہوں۔اب اثرات نظر آئیں گے تو دیکھنا۔محبت کا دی اینڈ.... کر آیا ہوں۔اتباع منصور کو حاصل کرنے کا اس سے بہترین حل نہیں ڈھونڈا جا سکتا تھا۔وہ جذباتی ہو کر چھوڑے گا اسے، اعتبار ٹوٹے گا....اور اتباع منصور واپس میرے پاس آئے گی.... وہیں اپنی جگہ.... جہاں سے ایک دن بھاگ کر گئی تھی وہ.... اسے نفرت ہو جائے گی اس ہیرو نظر آنے والے ابان شگری سے۔وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہے گی۔اف محبت.... تیرے انجام پر رونا آیا! دیکھ یارا ایسے ختم ہوتی ہے محبت کی داستان.... نقصان تو پہنچانا چاہتا تھا ابان شگری کو میں اور وہی کر کے آیا ہوں۔اس کی نجی زندگی بھی ڈوب گئی اور مزید کچھ دنوں میں اسے دھچکا لگے گا کہ اس کی پانچ کمپنیوں کی باگ ڈور بھی میرے ہاتھ آ گئی ہے۔بس یہی چاہتا تھا میں.... ابان شگری کو اتنا توڑنا چاہتا تھا میں کہ وہ دوبارہ کھڑا نہ ہو سکے.... سر نہ اٹھا سکے.... دیکھ دونوں کام ہو گئے۔اس کی نجی زندگی بھی گئی.... محبت بھی ختم اور محبت کے کردار بھی.... کہانی ختم۔محبت ختم.... سو کردار بھی ختم!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔قاسم نے اسے بغور خاموشی سے دیکھا تھا۔

"اشعر ملک!"

"نہیں یار فیض چاچا کی باتیں سن.... محبت کا جنازہ نکال کر آیا ہوں!" وہ مونچھوں کو بل دیتا ہوا مسکرایا تھا۔

شام کے پیچ و خم ستاروں سے

زینہ زینہ اتر رہی ہے رات

یوں صبا پاس سے گزرتی ہے

جیسے کہہ دی کسی نے پیار کی بات

سبز گوشوں میں نیلگوں سائے

لہلہاتے ہیں جس طرح دل میں

موجِ دردِ فراقِ یار آئے

دل سے پیہم خیال کہتا ہے

اتنی شیریں ہے زندگی اس پل
ظلم کا زہر گھولنے والے
کامراں ہو سکیں گے آج نہ کل
جلوہ گاہِ وصال کی شمعیں
وہ بجھا بھی چکے اگر تو کیا
چاند کو گل کریں تو ہم جانیں!

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اب تو جان گیا ہوگا ابان شگری کہ اشعر ملک سے زیادہ بیسٹ دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔ میں یوں ہی تو نہیں کہتا نا کہ آئی ایم دا بیسٹ.... تو بس جیلس ہوا!" اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

قاسم اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

سردی کے خیال سے ابان شگری نے باہر کے سبزے پر **Bonfire** کا بندوبست کروا دیا تھا.... ماحول میں میٹھی سی گرم جوشی بکھر گئی تھی۔ اتباع منصور نے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔

"یہ سب اچھا لگ رہا ہے نا؟ اتنی ٹھنڈک.... اور اس ٹھنڈک میں یہ **Bonfire** کا الاؤ.... سرد ہوا نے مدھم لہجے میں باتیں کرنا جیسے کچھ خاص کہنے کی جستجو میں سانس رہا ہے۔ تمہیں محبت کی دستک سنائی دیتی ہے؟" اتباع منصور نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔

"تمہیں اچھا لگتا ہے سر جھکا کر میرے تمام حکموں کو مان لینا اور جتانا کہ مجھ سے بڑھ کر اس دنیا میں تمہارے لئے کوئی نہیں ہے؟" اتباع منصور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا پھر سر اتباع میں ہلا دیا تھا۔

وہ حیران ہوئی تھی۔

"سب سے اہم ہوں میں؟" اتباع منصور کو یقین نہیں ہوا تھا۔

"بہت زیادہ....!" ابان شگری کا لہجہ کھویا کھویا تھا۔

"ہمیشہ اتنا ہی خیال رکھنا چاہو گے؟" اتباع منصور کی بے معنی باتوں کا سلسلہ لامتناہی تھا اور ابان شگری بلا کا صابر واقع ہوا تھا جیسے۔

"تمہیں ٹھنڈ تو نہیں لگ رہی؟" ابان شگری نے اس کا خیال کر کے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"تمہاری آنکھیں!"

"میری آنکھوں میں کیا؟"

"بہت سی گہرائی!"

"اور گہرائی میں کیا ہے؟"

"صرف محبت ہے!"

"اور یہ محبت نہ ہوتی تو؟"

"تو.....! نہیں جانتی.... مگر تم نے ایسا کیا کہا؟"

"ایک صورتحال میں محبت خاموش ہوسکتی ہے۔ سوچو اگر محبت خاموش ہوگئی تو؟" ابان شگری جیسے اسے کوئی انڈی کیشن دے رہا تھا اور اتباع منصور کی آنکھوں میں سکوت چھا گیا تھا۔

"کیا ہوا؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔

اتباع منصور نے بچوں کی سی خفگی سے سر انکار میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور چہرہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری کو اس کی اداسی اچھی نہیں لگی تھی۔ تبھی ہاتھ بڑھا کر اس کی چھوٹی سی ناک پر شہادت کی انگلی رکھ کر دبایا تھا۔ اتباع منصور اپنی ناک کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔

"تم خدشات کی بات کیوں کر رہے تھے؟" شکوہ کناں نظروں سے دیکھا تھا۔

"خدشے تو زندگی کا حصہ ہیں نا.... خدشوں کے بنا زندگی کا مفہوم غیر واضح رہتا ہے نا۔" وہ جیسے سمجھانے لگا تھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ مجھے خدشوں کی کوئی بات نہیں سننا۔ تم یہ خدشات اٹھا کر ایک طرف رکھ دو.... ورنہ میں....!" اتباع نے دھمکایا تھا۔

"ورنہ کیا؟" ابان شگری نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"ورنہ میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔" وہ بھرپور خفا ہوئی تھی۔

ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ اس چہرے پر معصومیت تھی اور مکمل خفگی۔ کیا ڈھونڈ رہا تھا وہ اس چہرے میں....

"کیا تھا ان آنکھوں میں.... کیا کھوجنا چاہتا تھا وہ؟

"تم کیا کھوج رہے ہو میرے چہرے میں؟" اتباع منصور نے اس کے بغور دیکھنے پر دریافت کیا تھا۔

"میں محبت کھوج رہا ہوں!" ابان شگری بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"ملی محبت؟" وہ معصومیت سے دیکھنے لگی تھی۔

"وہی ڈھونڈ رہا ہوں۔" ابان شگری نے بغور اس کی آنکھوں کو جانچا تھا۔

"چہرہ قریب کرو۔" اتباع منصور نے اس کی مشکل کا حل ڈھونڈنا چاہا تھا۔ ابان شگری چونک کر دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی تبھی ابان شگری نے آہستگی سے چہرہ قریب کیا تھا۔

اتباع منصور نے معصومیت سے دیکھا تھا اسے۔

"اچھا اب آنکھیں بھی بند کرو نا!" اتباع منصور نے حکم دیا تھا۔

"آل رائیٹ.....!" ابان شگری نے حکم کی تعمیل کی تھی۔ آنکھیں بند کی تھیں۔ اتباع منصور نے ان بند آنکھوں پر اپنے لب ہولے سے رکھے تھے اور اٹھا لیے تھے۔

ابان شگری اسے آنکھیں کھول کر بغور دیکھنے لگا تھا۔

"اب ڈھونڈ.....اب تمہیں محبت ڈھونڈنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی!"

"ایسے ڈھونڈی جاتی ہے محبت؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"میں نے محبت تمہاری پلکوں پر رکھ دی ہے نا۔ یہ محبت تمہاری آنکھوں میں سرایت کرے گی اور تمہیں میری آنکھوں میں بھی محبت دکھائی دے گی نا؟" وہ بہت معصومانہ حل پیش کر چکی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ تمہیں اب بھی محبت نہیں ملی؟ اب بھی ڈھونڈ نہیں پائے تم؟ کتنے dumbo ہو نا تم.... اگر dumbo نہیں ہوتے تو یہ سفر آسان ہوتا نا؟" اتباع منصور نے اسے بڑے آرام سے dumbo بنا دیا تھا۔

ابان شگری مسکرایا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اگر میں dumbo نہ ہوتا تو یہ سفر آسان ہوتا؟"

"بالکل ہوتا۔ تم میرال حسن پر وقت ضائع نہیں کرتے تو آج یہ رشتہ کہیں اور کھڑا ہوتا نا؟" اتباع منصور نے سرد ہوا کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میرال کا ذکر کیوں کیا؟" ابان شگری چونکا تھا۔

"میرال حسن کے ذکر پر چونکتے کیوں ہو تم؟ کسی دبی راکھ میں کوئی چنگاری اب بھی باقی ہے کیا؟" اتباع نے اسے بغور دیکھا تھا۔ تر د ہوا سے اس کے بال اڑ رہے تھے۔

ابان شگری نے اس کے چہرے پر آئے بال ہٹائے تھے۔ وہ جیسے تھک گئی تھی۔ وہیں گھاس پر لیٹ گئی تھی اور آسمان کو دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اس پر شال کو پھیلایا تا کہ اسے ٹھنڈ نہ لگے۔

"تم بھی لیٹ جاؤ، یہاں میرے قریب!" اتباع منصور نے کہا تھا۔

ابان شگری کو اس بات پر انکار نہیں کرنا تھا تو وہ اس کے قریب لیٹ گیا تھا۔ دونوں خاموشی سے تاروں بھرے آسمان کو دیکھنے لگے تھے۔

"آسمان پر اتنے ستارے ہیں نا؟ یہ اتنے ستارے کہاں سے آتے ہیں؟ اگر کبھی کوئی ستارہ رستہ بھول جائے تو؟" اتباع منصور جیسے دماغ پر زور ڈالنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ ستاروں کی روشنی میں اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اس چہرے میں ایسا کیا تھا کہ ابان شگری نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا۔

"ستارے میرے چہرے پر نہیں ہیں۔ تم یہاں کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" اتباع منصور نے بہت آرام سے کہا تھا مگر ابان شگری نے اس چہرے کو دیکھنا موقوف نہیں کیا تھا۔

"تم جس سوال کو آسمان میں الجھتے ہوئے ستاروں میں دیکھ رہی ہو، میں اس سوال کا جواب تمہارے چہرے پر دیکھ رہا ہوں شیرنی!"

"ستارے رستہ نہیں بھول سکتے!"

"کیوں....؟ ان کے پاس بہت روشنی ہوتی ہے اس لئے؟"

"ہاں اس لئے بھی۔" ابان شگری نے جواز دیا تھا۔

"اور دوسرا جواز کیا ہے؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

"محبت!" ابان شگری نے اس سے نگاہ ہٹا کر آسمان میں ستاروں کو دیکھا تھا۔

"محبت ستاروں میں نہیں ڈھونڈی جاتی نا!" اتباع منصور نے جتایا تھا۔

"تبھی تو تمہارا چہرے دیکھ رہا تھا نا!"

"اور تمہیں کچھ سنائی نہیں دیا؟"

"نہیں تمہاری آنکھوں میں ستارے خاموش تھے!"

"تمہیں ستاروں سے بات کرنا نہیں آتی؟"

"نہیں.... قطعی نابلد ہوں۔ تم سکھا دو!" ابان شگری نے اقرار کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں سکھانا چاہوں گی مگر پھر تم کسی اور چہرے کی طرف نہیں دیکھو گے!"

"میں کسی اور چہرے کی سمت کیوں دیکھنا چاہوں گا؟"

"میں نہیں جانتی مگر مجھے لگتا ہے تم پھر غافل ہو جاؤ گے!" وہ بولی تھی اور خاموش ہو گئی تھی۔ ابان شگری نے اس کے چہرے کو دیکھا

تھا پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"آسمان میں کتنے ستارے ہیں؟" مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔

"بہت سے....!"

"اور سب سے روشن ستارہ کہاں ہے؟"

"وہاں....!"

"وہ تم ہو اتباع منصور....!"

"میں ستارہ ہوں؟"

"سب سے روشن ستارہ!"

"جو راہ دکھاتا ہے؟"

"جو منزل تک لے کر جاتا ہے!"

"میں تمہاری منزل ہوں؟"

"تم نے کہا تھا تم میرے لئے بنی ہو!"

"اور تم نے یقین کر لیا؟"

"تمہاری آنکھوں کے رنگ گہرے تھے!"

"اور تم نے ساری باتیں سن لیں؟"

"تمہاری آنکھیں سبھی راز کہہ رہی تھیں!"

"اوہ....اور تم نے سبھی راز جان لئے؟"

"مجھے حق تھا!"

"اور پھر بھی مجھ سے پوچھتے رہے؟"

"اچھا لگتا ہے....تم سے سننا....!"

"میری تمام بے معنی باتیں بھی؟"

"ان بے معنی باتوں میں بہت سے معنی ہوتے ہیں!"

"اور تم سارے معنی ڈھونڈ لیتے ہو؟"

"ہاں....!"

"کیسے کرتے ہو یہ سب؟"

"محبت سب ممکن کرتی ہے شیرنی!"

"تمہیں کب یہ ادراک ہوا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟"

"پتہ نہیں!"

"تمہیں یاد نہیں؟"

"نہیں..... مگر مجھے لگا تم ہمیشہ سے میرے ساتھ ہو اور.....!"

"اور.....؟"

"پتہ نہیں!"

"اور کیا؟ پتہ کیوں نہیں؟ تمہیں پتہ ہونا چاہئے نا؟" اتباع منصور ضد ہوئی تھی۔ ابان شگری گردن پھیر کرے اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

تبھی بارش ہونے لگی تھی..... بوندیں اتباع منصور کے چہرے پر گرتے ہوئے وہ بغور دیکھنے لگا تھا..... Bonfie کی آگ سرد ہونے لگی تھی۔

"چلو اٹھو..... بارش تیز ہونے سے قبل اندر پہنچنا ہوگا ورنہ تم بیمار پڑ جاؤ گی!" ابان شگری نے کہا تھا۔ اٹھنے لگا تھا مگر اتباع منصور نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا تھا۔

"نہیں ابھی نہیں..... کچھ دیر اور پلیز.....! مجھے ٹھنڈ نہیں لگ رہی..... اچھا لگ رہا ہے یہ سب..... یہ بوندیں بھلی لگ رہی ہیں۔ ان فیکٹ تم ساتھ ہوتے ہو تو سب اچھا لگتا ہے۔ سارے لمحے اچھے لگتے ہیں۔ بہت خاص.....اور میں ان تمام لمحوں میں تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں!" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

دونوں کھلے آسمان کے نیچے سبزے پر لیٹے ہوئے تھے۔ آسمان سے بوندوں کا تسلسل جاری تھا اور محبت جیسے اس پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئی تھی۔

ابان شگری کھلے آسمان کو دیکھ رہا تھا جب اتباع منصور نے اس کا ہاتھ نرمی سے تھام لیا تھا۔ ابان شگری اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"تم کب سے میرے ساتھ ہو، نہیں جانتی مگر جب سے میرے ساتھ ہو، میں تمہارے احساس کے ساتھ جی رہی ہوں! اس احساس کے سوا مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کچھ سنائی نہیں دیتا اور نہ میں سوچنا چاہتی ہوں۔ تمہارا احساس مجھے زندگی کی وہ توانائی دے رہا ہے جو مجھے جینے پر اکسا رہی ہے۔ تم اپنے زمانوں کو میرے زمانوں سے باندھتے ہو تو میری روح تم سے بندھ جاتی ہے! پتہ نہیں کب سے..... مگر میری روح تم سے محبت کرتی ہے۔ زمانوں کی قید سے آزاد..... لامحدود محبت.....! مجھے یاد نہیں..... کچھ یاد نہیں..... تھک

جاتی ہوں یاد کرتے ہوئے اور پھر غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔ بس اتنا یاد رہتا ہے کہ تم میرے اپنے ہو اور میرا تم پر پورا حق ہے اور میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی!"

بوندا باندی کا تسلسل بارش میں بدلنے لگا تھا۔ بان شگری کو چونکنا پڑا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اتباع کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا۔ اتباع اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔ ابان شگری نے اسے اپنی گرفت میں یوں سنبھالا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔

اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا پھر مسکرائی تھی اور اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔

"You are the sun in my day, the wind in my sky, the waves in my ocean and

the beat in my heart..

You are everything!"

اتباع منصور کی مدھم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"تم بیمار پڑ جاؤ گی شیرنی....!" وہ کچھ بولنا چاہتا تھا مگر اتباع منصور نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ انکار میں ہولے سے سر ہلایا تھا اور ابان شگری کی سمت بغور دیکھنے لگا تھا۔

Heavens star dust encircles us

The path whirls beneath our feet

A magical bond has arisen

Two hearts just one beat"

اتباع منصور اس کے کان کے قریب جیسے گنگنائی تھی۔ ابان شگری کی سمت خاموشی سے بغور دیکھنے لگا تھا۔

شش! مت بولو نا کچھ!" ابان شگری کو بولنے سے باز رکھتی ہوئی مدھم لہجے میں کہنے لگی تھی۔

"لمحوں کو روک لو۔ مجھے تمہارے ساتھ جینا ہے قطرہ قطرہ پانی کی طرح!" اتباع منصور اس کی پناہ میں تھی۔ اسکے کے لہجے میں گزارشات تھیں۔ وہ اسکے قریب تھی، اتنی کہ اس کی دھڑکنوں کی آواز وہ سن رہا تھا اور سچ کیا تھا؟ اس رات کی حقیقت کیا تھی؟ اس وقت کی روانی کو رکنا تھا یا بہہ جانا تھا؟ کل اپنے ساتھ کیا لانے والا تھا؟ شاید وہ دونوں نہیں جانتے تھے۔ اتباع منصور اس کے اس قدر قریب شاید نہیں آسکتی تھی جتنا ان دنوں میں اس کی بیماری کے باعث ممکن ہوا تھا۔ لیکن اس کے شفایاب ہونے کے بعد اگر اسے یہ دن.... یہ لمحے یاد نہ رہتے تو ان کا کیا سبب رہ جانا تھا؟ سب بے وقعت ہو جانا تھا.... ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ ان لمحوں کی حقیقت کچھ نہیں تھی۔ وقعت کچھ نہیں تھی لیکن ابان شگری اس کے احکامات کو سر آنکھوں پر بٹھا رہا تھا کیوں....؟

اگر اتباع کو کسی اور سے محبت ہوتی تو....؟

وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا تھا جب وہ بولی تھی۔

"تم سوچ رہے تھے مجھے تم سے محبت نہیں؟"

"تمہیں کیسے خبر ہوئی؟" وہ چونکا تھا۔

"تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں....!"

"اب کچھ نہیں ہے شیرنی.... بارش تیز ہو رہی ہے چلو اب اندر چلیں!"

"میں تمہاری آنکھیں پڑھ سکتی ہوں ابان شگری مگر مجھے یاد نہیں رہتا اور سارے لفظ گڈ مڈ ہونے لگتے ہیں۔ تمہیں یقین نہیں اور مجھے سب بھولتا جاتا ہے۔ بس اتنا یاد رہتا ہے کہ تم اور تم ہی ہو۔ تمہارے علاوہ کہیں کوئی نہیں ہے۔

"I would rather spend one life with you, than face all ages of the world alone!"

وہ ابان شگری کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔ تیز بارش ان دونوں کو بھگونے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے بازوؤں میں اٹھالیا تھا اور لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھتی جا رہی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھنے سے آج پہلی بار گریز کر رہا تھا۔

"تم میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہے؟ تم مجھ سے خفا ہو؟ آج تم اتنے مختلف کیوں لگ رہے ہو جیسے تم وہ نہیں رہے جو تم تھے؟"
تیز بارش میں جب ابان شگری اس کا وجود اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا وہ بولی تھی۔

"تم بدل گئے ہو نا؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ ابان شگری اس کے صبیح چہرے پر گرتی بوندوں کے تسلسل کو دیکھتا رہا تھا۔

"تم خاموش ہو خاموشی کس طرف اشارہ کر رہی ہے؟" اتباع منصور کی آنکھوں میں بے چینی اترنے لگی تھی۔ ابان شگری کو بولنا ضروری لگا تھا۔

"نہیں....!"

"کیا نہیں؟"

"چپ نہیں ہوں!"

"اور....؟"

"اور یہ کہ نہیں بدلا ہوں! ابان شگری وقت، زمانوں ہر شے کو بدل سکتا ہے۔ خود نہیں بدل سکتا!" وہ مضبوط لہجے میں لہجے بولا تھا۔
اتباع منصور نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"مجھے لگا تھا تم نہیں بدل سکتے۔ تم بدل جاتے تو مجھے حیرت ہوتی۔ میرا تم پر اعتبار ٹوٹ جاتا.... وہ یقین ختم ہو جاتا!" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

وہ ہاتھ بڑھا کر ابان شگری کا چہرہ آہستگی سے چھونے لگی تھی۔
"تم میری جزئیات کل ہو، جزوکل.....!"
"اور.....؟"
"اور میری زندگی کا تصور تمہارے بنا نامکمل ہے!"
"اور.....!"
"تمہارے بنا میں کہیں نہیں ہوں گی! تمہارے ہونے سے میرے زمانے ہیں، میں ہوں.....!" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔
ابان شگری نے جھک کر عقیدت سے اس کی پیشانی کو چھوا تھا۔ تبھی اتباع منصور اس کی طرف خدشے سے دیکھا تھا۔
"تمہارا کل و جز میں ہی ہوں نا؟"
"تمہیں کیا لگتا ہے؟"
"تمہاری آنکھیں بولتی ہیں!"
"کیا بولتی ہیں میری آنکھیں؟"
"یہی کہ میں جزئیات اور کلیات پر اختیار رکھتی ہوں!"
"تمہارا یقین کامل ہے؟"
"ہاں! تم میرا یقین ہو نا!"
"یقین مکمل ہو تو ادھورا نہیں سوچتے نا؟"
"ہاں مگر ادھوری سوچیں ذہن میں پھسلنے لگیں تو؟"
"ان کو اٹھا کر بند الماریوں میں رکھ دو اور تالے لگا دو.....!"
"مجھے یہ نہیں آتا.....! بہت سے ہنر بھی نہیں آتے.....!"
"تو سیکھ لو!"
"تم سکھا دو گے؟"
"کیا سیکھنا ہے تمہیں؟"
"وہی جو تمہیں کل ازبر ہے!"
"جو میرا ہے وہی تمہارا بھی تو ہے، تمہیں سیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟"
"نہیں ضرورت نہیں، مگر میں کبھی کبھی الجھ جاتی ہو نا!"

"کیوں الجھ جاتی ہو؟"

"پتہ نہیں۔ مگر میں تمہاری آنکھیں پڑھ نہیں پاتی!"

"تم کوشش کرو تو پڑھ سکتی ہو!"

"کرتی ہوں مگر کبھی کبھی الجھ جاتی ہو۔ تم مجھے اختیار دے دو گے تو پھر ایسا نہیں ہوگا!"

"تمہارے پاس تمام اختیار ہیں شیرنی.....!" مدھم لہجہ بہت سے اسرار رکھتا تھا جیسے۔ اتباع منصور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔

"بھولنا مت.....!"

"کیا؟"

"یہی کہ تم نے مجھے اختیارات سونپ دیئے ہیں!"

"نہیں بھولوں گا!" لہجہ مضبوط تھا۔

"اور بھول گئے تو؟" اتباع منصور کو خدشہ لاحق ہوا تھا۔

"تم یاد دلا دینا!"

"میں یاد دلاؤں گی تو تمہیں یاد آ جائے گا؟"

"ہاں.....!"

"مگر تم بھولو گے ہی کیوں؟ تمہیں یاد رکھنا چاہیے نا کہ میں ہوں اور بہت ضروری ہوں!" اتباع منصور نے جتایا تھا۔

"تم ہو اور بہت ضروری ہو!" ابان شگری نے جیسے اسے مطمئن کرنے کو اقرار کیا تھا اور سر جھکا کر اس چہرے کو دیکھا تھا۔

"تم سپر مین کی طرح ہونا۔ ساتھ ہوتے ہو تو سب ممکن لگتا ہے!"

"تمہیں ایسا لگتا ہے؟"

"ہاں۔ ہمیشہ۔ بہت پروٹیکٹو فیل ہوتا ہے۔ جیسے تم مجھے ہر خطرے سے محفوظ رکھ سکتے ہو!"

"تمہیں اچھا لگتا ہے؟"

"بہت!"

"اور کبھی میں سپر مین کی طرح نہ بچا سکا تو.....؟"

"ایسا کیوں ہوگا؟"

"یوں ہی اگر.....؟"

"محبت میں اگر نہیں ہوتا!"

"اگر آ جائے تو....؟"

"اگر آ جائے تو محبت خاموش ہو جاتی ہے!"

"اور تم محبت کو بات کرنا سکھا سکتی ہو!"

"ہاں مگر میں اگر سننا نہیں چاہتی نا....!"

"پھر کیا کروں؟" ابان شگری نے یوں پوچھا تھا جیسے وہ سب ممکن کر سکتا ہو۔

"بس، تم اگر مت کہا کرو۔ جو کہو پورے یقین سے کہو.... جیسے پورے یقین سے اب تک کرتے رہے ہو!"

"تم مجھے ہارتا ہوا نہیں دیکھ پاؤ گی؟"

"کبھی نہیں....!"

"اور میں ہار گیا تو؟"

"تمہیں کوئی نہیں ہرا سکتا!"

"اگر کبھی.... یوں ہی؟"

"نہیں.... ایسا کبھی نہیں ہوگا!"

"تمہیں اتنا یقین ہے؟"

"اس سے بھی کہیں زیادہ....!"

"اتنا یقین کیوں؟"

"محبت ہے نا! محبت کامل ہو تو یقین بڑھ جاتا ہے۔"

"محبت بھی تو تھک جاتی ہے؟ ہار جاتی ہے؟"

"میں نہیں جانتی، میری محبت نہیں تھک سکتی....!"

"میں ہار گیا.... کہیں خود سے تھک کر رک گیا تو؟"

"اتباع منصور محبت کرتی ہے تم سے.... میری محبت تمہیں تھکنے اور ہارنے نہیں دے گی!"

"تمہیں لگتا ہے تمہاری محبت کافی ہے؟"

"کیا میری محبت کافی نہیں؟"

"کافی ہے....!"

"پھر اتنے بے یقین کیوں ہو؟"

"بے یقین نہیں ہو۔ یوں ہی پوچھ رہا ہوں!"

"ابان شگری تم میرے ہیرو ہو تمہیں کوئی نہیں ہرا سکتا!"

"ہیرو بھی ہار جاتے ہیں!"

"نہیں.... تم نہیں ہارو گے.... مجھے یقین ہے.... ابان شگری کا مقابلہ اگر ہوا تو خود سے ہوگا!"۔ اتباع منصور یقین سے کہہ رہی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"کبھی کبھی انسان خود سے بھی ہار جاتا ہے شیرنی.... دوسرے سے شکست معنی نہیں رکھتی! خود کو اتنا مت بہلاؤ.... یہ جو تمہارا یقین ہے مجھے خوفزدہ کرتا ہے!" ابان شگری جانے کیا سوچ کر بولا تھا۔ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔ اتباع منصور فوری طور پر جان نہیں پائی تھی مگر وہ بس خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا....؟" ابان شگری سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ وہ اسے بازوؤں میں مضبوطی سے اٹھائے برستی بارش میں ایسے چل رہا تھا جیسے اتباع منصور کا وجود پھولوں سے عبارت ہو اور کوئی وزن نہ ہو۔

"تم میرا آسمان ہو ابان شگری اور اس آسمان پر کوئی خدشہ نہیں ہے۔ کوئی خوفزدہ کرنے والا **Thunderstorm**، کوئی ڈرانے والی **lighting** نہیں ہے۔ مدھم پھوار ہے جو میرے وجود پر برستی ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے زمین کے لئے آسمان کتنا ضروری ہے! تم پورا آسمان ہو میرے لئے۔ یہ کہیں کچھ ادھورا نہیں ہے ابان شگری۔ پورا آسمان کیا احساس دلاتا ہے تم سمجھ سکتے ہو؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے ہلکے سے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا.... مجھے خبر نہیں! آسمان کو کبھی کبھی خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ زمین کے لئے کتنا ضروری ہے۔ جب تک زمین نہ کہے کہ تم ضروری ہو!" وہ کس خدشے کی بات کر رہا تھا اتباع منصور نہیں جان پائی تھی مگر بہت الجھ کر دیکھنے لگی تھی اسے۔

"زمین کہہ رہی ہے تم ضروری ہو! زمین نے کہہ دیا نا!"

"ہاں مگر ایسے نہیں....!" ابان شگری جانے کس نہج پر سوچ رہا تھا۔

"پھر کیسے؟" وہ مزید الجھی تھی۔

"پتہ نہیں.... مگر ایسے نہیں!"

"زمین نے جو کہا وہ ضروری نہیں؟" اتباع منصور الجھی تھی۔

"پتہ نہیں.... کبھی کبھی اس طرح کہنا کافی نہیں ہوتا!"

"آسمان کو یہ سرگوشی سنائی نہیں دیتی؟" وہ الجھ کر دیکھنے لگی تھی۔

"آسمان سے زمین کا فاصلہ بہت طویل ہے شیرنی.... آواز راستے میں کہیں گم ہو جاتی ہے....!" وہ جیسے اسے ذہنی طور پر تیار

کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ مائنڈ میک کر سکے کہ وہ دونوں کس نہج پر کھڑے ہیں اور ان چار دنوں کی زندگی کے علاوہ بھی ایک زندگی کہیں exist کر رہی ہے جو اس زندگی سے، قربت اور دلکشی سے کہیں زیادہ مختلف ہے۔ شاید ان حقیقتوں کو بتانا اور جتانا بہت ضروری تھا۔ اتباع منصور نے جب اس گزرے کل کو بھول جانا تھا تو اس کی حقیقت زیرو ہو جانا تھی۔

ابان شگری اپنے خیال سے تو شاید نہیں مگر اتباع منصور کے خیال سے کہہ رہا تھا کہ اگر یہ لمحے یادداشت کے کسی خانے میں محفوظ رہ بھی جائیں تو اتباع منصور کو ازبر ہو کہ محبت ضروری نہیں ہے اور راستے مختلف ہیں۔ شاید یہی ایک وجہ تھی یا کچھ اور بھی....؟ ابان شگری کی نظروں میں یہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس ابان شگری کو دیکھا تھا اور پھر رکنے کا اشارہ دیا تھا۔ ابان شگری اس ایک حکم پر ایسے رکا تھا جیسے کہ وہ اتباع منصور کا معمول ہو اور اس کے حکم کا تابع ہو۔

اتابع منصور اس کے بازوؤں سے اتری تھی اور اس کے مقابل کھڑی ہوئی تھی۔ ابان شگری نے اسے تھام لیا تھا اس خیال سے کہ وہ کہیں گر نہ جائے۔ اتباع منصور بری بارش میں اس کے مقابل کھڑی اسے چپ چاپ دیکھنے لگی تھی پھر سر اس کے شانے پر رکھ دیا تھا اور مدھم آواز میں بولی تھی۔

" آسمان کو جتانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ آسمان کو معلوم ہے کہ زمین اس کے لئے کتنی ضروری ہے۔ کوئی سرگوشی راستے میں کھو نہیں سکتی۔ مجھے یقین ہے میری سرگوشی میرے آسمان تک پہنچ رہی ہے!" آنکھیں بند کئے وہ عجیب خوفزدہ لہجے میں بولی تھی جیسے وہ اس لمحے اور ابان شگری کو کھونا نہیں چاہتی ہو۔

ابان شگری نے اس کے خوف کو محسوس کرتے ہوئے سر جھکا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اس کے شانے پر جھکی کھڑی تھی۔ اس کی جیکٹ کی آستین سختی سے مٹھی میں بھینچ رکھی تھی۔

" آسمان سے کہو کہ غافل نہ ہو..... مجھے ڈر لگتا ہے!" وہ مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔

" آسمان کو معلوم ہے کہ مجھے یہ ڈر کیوں لگتا ہے تو وہ دوری پر جانا، فاصلے بنانا ختم کرتے....!" وہ اپنی سوچوں کو، خدشوں کو بیان کرتی ہوئی سمٹی کھڑی تھی۔ ابان شگری نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے کھڑی تھی۔

" آسمان جانتا بھی ہو تو فرق نہیں پڑتا شیرنی....!"

" کیوں؟"

" کیونکہ یہ فاصلے آسمان اور زمین کے درمیان یونہی حائل رہتے ہیں۔ ان فاصلوں کی حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی شیرنی..... مان لو..... یہ فاصلہ ہے اور اس کا رہنا ضروری ہے! یہ فاصلوں کی قید ضروری ہے۔ آسمان کو دوری مٹانا نہیں آتا! کیونکہ یہ دوری کبھی ختم نہیں ہو سکتی!" ابان شگری جیسے اسے ذہنی طور پر چیزوں کو قبول کرنے کی ترویج دے رہا تھا مگر وہ الجھ کر دیکھنے لگی تھی پھر سر انکار میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

" آسمان کو جھکنا آتا ہے کیوں بھول رہے ہو تم ؟"

" ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ آسمان جھکتا نہیں۔ آنکھوں کو لگتا ہے کہ آسمان زمین کی طرف جھک آیا ہے اور اسے مکمل کر دیا مگر آسمان وہیں اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے اور زمین اپنی جگہ!" ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا۔ اتباع منصور کی آنکھوں میں بے چینی تیرنے لگی تھی۔

" کیا بتانا چاہتے ہو مجھے؟ کچھ ہے دل میں؟

" دل میں کچھ نہیں ہے شیرنی!"

" میں بھی نہیں؟" وہ آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بے یقینی سے بولی تھی۔

ابان شگری خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

" اتباع منصور کچھ باتوں کی حقیقت فی الحال سمجھانا ممکن ہیں!"

" سمجھاؤ!"

"نہیں سمجھا سکتا!"

" کوشش کرو!"

"ممکن نہیں!"

" کیوں نہیں؟"

"بس نہیں!"

"اور تم نے کہا تھا سب ممکن کر دو گے؟"

" کہا تھا۔ کہہ دیا تھا بس....!"

"بس؟"

"بس....!"

" مکر رہے ہو؟"

"نہیں.... تمہیں حقیقتوں سے روشناس کروا رہا ہوں!"

"اور حقیقت کیا ہے؟"

" آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے!"

" یہ تم کہہ رہے ہو؟" اتباع منصور کی آواز میں بے یقینی تھی۔

" تم بھی یہی کہو گی!" ابان شگری نے نظریں پھیرتے ہوئے جتایا تھا۔

"کب.....؟"

"جب یہ دن گزر جائیں گے!"

"یہ دن گزر جائیں گے تو سب ختم ہو جائے گا؟"

"شاید.....!"

"تو پھر میں ہمیشہ انہی دنوں میں زندہ رہنا چاہوں گی!"

"کیا پاگل پن ہے یہ؟" ابان شگری چونکا تھا۔ اتباع منصور پورے یقین سے دیکھ رہی تھی اسے۔

"میں ان دنوں میں ہمیشہ باقی رہنا چاہوں گی ابان شگری کیونکہ ان دنوں میں تم ہو۔ میں ہوں اور سب مکمل ہے!" وہ اس کا چہرہ اپنی طرف پھیرتی ہوئی مکمل یقین کے ساتھ دیکھتی ہوئی مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"کل تم ان دنوں میں نہیں ہو گی شیرنی.....!"

"پھر کیا ہو گا؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

"نہیں جانتا مگر یہ سب نہیں ہو گا!"

"تم بھول جاؤ گے سب کچھ؟"

"پتہ نہیں!" ابان شگری نے واضح جواب دینا ضروری خیال نہیں کیا تھا۔ اتباع منصور اسے جانچتی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

"تم نہیں بھولو گے تو کیا معنی رکھتا ہے ابان شگری؟"

"بہت کچھ میٹر کرتا ہے!" وہ غیر واضح انداز میں جتانے لگا تھا۔

"کیا میٹر کرتا ہے؟ میں جاننا چاہوں گی۔ ہمارے درمیان حقیقت کیا ہے؟ صرف یہ چند دن.....؟"

"پتہ نہیں!"

"کچھ اور بھی ہے؟"

"شاید.....!"

"اور کیا ہے؟"

"بہت کچھ.....!"

"اور اس بہت کچھ میں سب سے غیر ضروری کیا ہے؟"

"بہت کچھ.....!"

"تو اس سب غیر ضروری کو delete کر دو ابان شگری۔ ہمیں اس غیر ضروری کی ضرورت نہیں ہے!" اتباع منصور جیسے سننے کو تیار

نہیں اور اپنی مرضی کا solution چاہتی تھی۔ ابان شگری کے ذہن میں کیا چل رہا تھا یہ غیر واضح تھا مگر اس کا لہجہ، اس کی آنکھیں بتا رہے تھے کہ کہیں کچھ ہے۔ وہ اسے اس طور تحفظ فراہم کر رہا تھا۔

اسی طور تو جہ اسکی طرف تھی۔ اسی طور وہ اتباع منصور کے لئے کیئرنگ اور پروٹیکٹو تھا۔ اسی طور اس کے احکامات کی پیروی کر رہا تھا۔

مگر کہیں کچھ تھا جو مسنگ تھا۔

اتباع منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر بغور دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ چھوا تھا۔

"مجھے کسی اور لمحے کی ضرورت نہیں ہے ابان شگری! یہ لمحہ میرا جزو کل ہے۔ تم میری جزئیات اور کلیات ہو اور اس کے آگے کسی شے کی حقیقت نہیں ہے!" وہ مکمل یقین سے کہتی ہو جتا رہی تھی۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم بتا رہے ہو کل سب کچھ بدل جائے گا؟ تم بدل جاؤ گے نا؟"

"میں نے ایسا نہیں کہا!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں جھٹلایا تھا۔

"تم اندر چلو، بارش تیز ہے اور ٹھنڈک منجمد کر رہی ہے سب..... مجھے ڈر ہے تم پھر بیماری پڑ جاؤ گی اتباع منصور!" ابان شگری نے جتایا تھا۔

مگر وہ انکار میں سر ہلانے لگی تھی۔

"مجھے ان منجمد لمحوں میں قید کر دو ابان شگری! مجھے ان لمحوں کی گرفت سے آزاد نہیں ہونا!" وہ مدھم لہجے میں درخواست کر رہی تھی۔

مگر ابان شگری خاموش کھڑا تھا۔ اس کے لبوں پر ساکت چپ تھی اور اتباع منصور بے چین ہونے لگی تھی۔

"کہا تھا نا..... غافل ہو جاؤ گے! بدل جاؤ گے! پھر ویسے ہو جاؤ گے! تم ایسے کیوں ہو رہے ہو ابان شگری..... پلیز مت کرو!" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ان گزارشات کی وقعت نہیں ہے اتباع منصور۔ آنے والا کل انہیں رد کر کے ڈسٹ بن میں اچھال دے گا!" وہ اسے حقیقت سے روشناس کرانا چاہتا تھا جیسے۔ اتباع منصور اس کے بازوؤں میں کھڑی اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر یکدم ہاتھ اٹھا کر اس کے بازوؤں کا حصار توڑ دیا تھا اور تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔ ابان شگری حیران رہ گیا تھا اس کے اس اقدام پر۔ فوراً تیزی سے اس کی سمت قدم بڑھائے تھے مگر اتباع منصور بھاگتے ہوئے تیزی سے اس کی طرف سے دور ہٹنے لگی تھی۔ ابان شگری تیزی سے بھاگنے لگا تھا۔ اتباع منصور برستی بارش میں جنگلوں کی طرف رخ کر رہی تھی۔ ابان شگری نے فوراً اسے جا لیا تھا۔ اس کے سامنے رک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ اس کی ڈبڈبائی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے، رخساروں پر بہتے ہوئے بارش کے پانی میں مدغم ہوئے تھے۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے تھاما تھا۔

"کیا بچنا ہے یہ اتباع منصور؟" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا مگر اتباع منصور نے اس کے بازو جھٹک دیئے تھے اور چہرے کا رخ پھیر لیا تھا۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہنے لگے تھے اور ابان شگری نے تب ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔اتباع منصور اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی اور ابان شگری نے بازوؤں کا گھیرا تنگ کر دیا تھا۔

"کیوں ابان شگری کیوں؟" وہ رونے لگی تھی۔

"کیا....؟"

"تم ایسے کیوں کرتے ہو؟"

"بس یونہی....!"

"بھول جانا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے بنی ہوں؟"

"بھولنے لگتا ہوں!"

"کیوں....!"

"کچھ اور ہے جو یاد نہیں رہنے دیتا!"

"ایسا کیا ہے؟"

"بہت کچھ....!"

"کیا بہت کچھ؟"

"ابھی نہیں بتا سکتا!"

"کیوں؟"

"تم نہیں سمجھو گی!"

"سمجھا دو!"

"فی الحال نہیں!"

"پھر....؟"

"کچھ دنوں میں....!"

"کچھ دنوں میں کیا ہوگا ابان شگری؟"

"سب بدل جائے گا!"

"تم بدل دو گے؟"

"نہیں!"

"پھر.....؟"

"خود بخود ہوگا.....!"

"خود بخود کیسے؟"

"کیونکہ ایسا ہی ہونا ہے!"

"اگر کچھ ہونا ہے تو پھر ابھی اس لمحے تم میرے ساتھ کیوں ہو؟"

"کیونکہ یہ ضروری ہے!"

"کیوں ضروری ہے؟"

"نہیں بتا سکتا!"

"چھوڑ مجھے ابان شگری! ابھی ہی یہ راستے سمیٹ دو!"

"نہیں کر سکتا.....!"

"کیوں.....؟"

"تمہیں میری ضرورت ہے!"

"مجھے تمہاری ضرورت کیوں ہے؟"

"تم جانتی ہو اتباع منصور.....!"

"نہیں جانتی!"

"جان جاؤ گی.....!"

"صرف مدد دے رہے ہو مجھے؟ وقتی تحفظ؟ وقتی سہارا؟" اتباع منصور اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی تھی۔

ابان شگری خاموش رہا تھا۔ تب وہ بھیگتی پلکوں سے سر انکار میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھتی ہوئی دھیان پھیر گئی تھی اور پھر جانے کیا ہوا تھا وہ اس کے سینے پر سر رکھے برسانے لگی تھی۔ برساتی چلی گئی تھی۔ ابان شگری بہت مضبوط ستون سا اس کے سامنے تنا کھڑا رہا تھا۔ اتباع منصور جلد تھک کر اس کے سینے پر سر رکھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

"نہیں چاہیے مجھے یہ دنیا، یہ زندگی جس میں تم نہیں ہو میرے ساتھ ابان شگری..... مت کرو ایسا..... پلیز اسٹاپ اٹ.....!" وہ دھاڑی تھی۔

"مت توجہ دو مجھے۔ یہ تحفظ بے معنی ہو جاتا ہے جہاں تمہارا دل میرے لئے نہیں دھڑکتا۔ خالی بنجر لگتا ہے مجھے سب جہاں تم نگاہ

پھیر لیتے ہو!" وہ چیخی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے کھڑا رہا تھا۔ اتباع منصور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"نہیں چاہیے یہ ہمدردی، نہیں چاہئے تمہاری توجہ، لے لو واپس۔ ضرورت نہیں ہے اس سب کی۔۔۔۔ جانتی تھی سب چھین لو گے تم۔۔۔۔ خالی کر دو گے پھر!" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے بازوؤں پر اٹھایا تھا اور فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔ وہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔ ابان شگری کے قدم تیزی سے فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

☆......☆......☆

"محبت الجھی ہوئی سرگوشی ہے دانیال مرزا اور اس سرگوشی میں کہاں کیا چھپا ہوا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جا سکتا۔۔۔!" میرال حسن فون پر بے چین بولی تھی۔

"مجھے اندازہ ہے میرال حسن مگر محبت وسوسہ نہیں ہے۔ میں محبت کو اس طور الزام نہیں دیتا۔ بہر حال مجھے یہاں رہنا ہے اور اتباع منصور کا انتظار کرنا ہے۔ میں اس سے ملے بغیر واپس نہیں لوٹ سکتا چاہے اس میں جتنا وقت بھی لگے۔ میں انتظار کروں گا!" وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے سونا ہے میرال حسن، تھک گیا ہوں، تم بھی سو جاؤ۔ صبح تمہاری طرف آؤں گا تو پھر بات کریں گے!" دانیال مرزا نے کہا تھا اور اس کے ساتھ ہی فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ میرال حسن کچھ لمحوں تک اسی طور کھڑی رہی تھی۔ پھر ذہن میں اشعر ملک کا دھیان آیا تھا تو اس نے فون میں اس کا نمبر تلاشنا شروع کیا تھا۔ لمحہ بھر میں اشعر ملک کا نمبر اس کی نگاہوں کے سامنے تھا اور اس نے کال ملا دی تھی۔

دوسری طرف بیل گئی تھی اور کال ریسیو ہو گئی تھی۔

"پھوپھو کی بیٹی کیا ماجرا ہے یارا۔ ہمیشہ بے وقت ہی کال کیوں کرتی ہو؟ تمہیں سکون نہیں؟ میری یاد اتنی آتی ہے تو بتا دو میں خود کال کر لیا کروں گا۔" اشعر ملک زخمی چہرے کے ساتھ مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے جیسے اس کی درخواست پر کان نہیں دھرے تھے اور اکتائے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"اشعر ملک تمہیں معلوم ہے دنیا میں آخری بندے بھی اگر تم اتفاق سے بچ گئے تو میرال حسن کی پسند نہیں ہو گے۔ یہ تغافل ختم نہیں ہو گا۔ تمہاری خواہش رہے گی!" وہ جل کر بولی تھی اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی دل مت جلایا کرو۔ کہو تو چائنا سے امپورٹ کی ہوئی ایک ٹارچ خرید کر دے دیتا ہوں اسے جلا لیا کرو مگر اشعر ملک کا دل اس کام کے لئے مناسب نہیں ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے اسے مجبوراً جھیلا تھا۔

"اچھا سنو۔ تم سے ملنا چاہتی ہوں میں!" تمام باتوں کو ایک طرف رکھ کر میرال حسن بولی تھی اور وہ ہنس دیا تھا۔

"میرال حسن۔۔۔۔ یار پھوپھو کی بیٹی ارادہ کیا ہے؟ یہ چپکے چپکے ڈیٹ پر بلوانے کا ارادہ کیونکر کر لیا؟ دل آ گیا ہے تو سیدھے سے

بتادو۔ میں بارات لانے کی تیاری کرلوں!" وہ چھیڑنے لگا تھا۔ میرال حسن سے یہ آفر ڈائجسٹ نہ ہوئی تھی۔

"اشعر ملک چہرہ دیکھا ہے اپنا؟" وہ جل کر بولی تھی۔

"کیوں کیا ہوا؟" اچھا خاصا تو ہے!" وہ بولا تھا۔ سامنے آئینے پر نگاہ گئی تھی۔ اپنا زخمی پٹیوں سے اٹا چہرے دکھائی دیا تھا۔ منہ کا ذائقہ لحہ بھر کو خراب ہوا تھا مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

"میں تم سے بات کیوں نہیں کرتی اشعر ملک؟ اندازہ ہے؟" وہ تپ کر بولی تھی۔ اشعر ملک نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے رخ پھیرا تھا۔

"نہیں یارا، نہیں جانتا۔ تم بتادو پھوپھو کی بیٹی۔ کہیں تم مجھ سے شرما تو نہیں جاتیں؟" وہ مسکرایا تھا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا اشعر ملک! شرماؤں گی اور تم سے؟" میرال حسن کو اس کی ذہنی کیفیت پر شبہ ہوا تھا۔

"کیوں نہیں یارا۔۔۔؟ اچھا ایک سوال کا جواب دو!"

"کیا؟" میرال حسن کو اس سے بات کرنا ضروری لگا تھا سو وہ اسے جھیلنے کو بھی تیار تھی۔

"تمہیں مجھ سے شرم آتی ہے؟ شرمائی ہو تم کبھی اتفاقاً؟"

"یہ کیا بے تکا سوال ہے اشعر ملک؟ دماغ ٹھیک ہے تمہارا!" اگر اس لمحے وہ نگاہوں کے سامنے ہوتا تو یقیناً اشعر ملک کی خیریت کو شدید خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔

"ہاں یارا دماغ تو ٹھیک ہے ویسے تھوڑی طبیعت خراب ہے مگر پرواہ نہیں۔ تم بتاؤ۔ اچھا ایک سوال اور جواب دو۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک تم نے ٹھان لی ہے کہ سارے بے تکے سوال آج ہی کرلو گے؟"

"نہیں یار پھوپھو کی بیٹی بہت سے سوال اور بھی ہیں جو سنبھال کر رکھے ہیں تم جب ملو گی تب کروں گا۔ فی الحال کے لئے ایک بات تم مجھ سے پوچھو ذرا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"کیا؟" میرال حسن چونکی تھی۔

"یہ پوچھو میرال حسن پھوپھو کی بیٹی کہ اشعر ملک تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے؟"

"یہ کیا عجیب سوال ہے اشعر ملک؟ رات بارہ بجے کے بعد تمہارا دماغ اسی طور خراب ہوجاتا ہے کیا؟" وہ ڈپٹتے ہوئے بولی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

"بولو تو سہی یار پھوپھو کی بیٹی۔ کیا حرج ہے تھوڑا آؤٹ آف ٹریک بات کرلینے میں؟" وہ مسکرایا تھا اور میرال حسن اکتائے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے اشعر ملک؟"

"اف یار پھوپھو کی بیٹی کیا بھڑکتا ہوا سوال کیا ہے۔ سیدھا دل پر ٹھاہ کر کے لگا ہے۔ اچھا میرا جواب سنو۔ ہاں یار تم سے ڈر لگتا ہے اور تم جانتی ہو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"نہیں.....!" میرال حسن اکتائے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"سمپل ہے یار پھوپھو کی بیٹی۔ اگر لڑکا لڑکی سے پوچھے کہ وہ لڑکی سے شرماتی ہے تو اس کا مطلب صاف ہے کہ لڑکی کو لڑکے سے محبت ہے اور اگر لڑکا پوچھے کہ تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے لڑکا محبت کرتا ہے تبھی ڈرتا ہے!" اشعر ملک نے اپنی طرح کا انتہائی سینس لیس سا جواز اور مثال دی تھی اور میرال حسن کا دل چاہا تھا اس کا سر پھوڑ دے۔

"شکر کرو اشعر ملک اس وقت میرے سامنے نہیں ہو ورنہ تمہاری سالمیت کو شدید ترین خطرہ لاحق ہوتا!" وہ کڑے تیوروں سے بولی تھی اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"یار ا پھوپھو کی بیٹی دل لگی کر رہا تھا تم سے۔ مزہ آتا ہے تمہارے ساتھ فلرٹ کرنے میں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے اکتائے ہوئے انداز میں گہری سانس خارج کی تھی۔

"تم اس دنیا کے انتہائی بونگے انسان ہو اشعر ملک!" وہ جل کر بولی تھی۔

"ہے تو تم بھی دنیا کی سب سے بونگی لڑکی یار پھوپھو کی بیٹی مگر مجبوری ہے کہ میری کزن ہو اور تم سے کبھی کبھار بات کرنا مجبوری بن جاتا ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک۔ ایک ضروری کام کے لئے فون کیا تھا تمہیں مگر تم سے کچھ امید رکھنا عبث ہے۔" وہ مایوس ہو کر بولی تھی۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"یار ا دل مت جلایا کرو۔ دیا جلایا کرو روشنی ہو گی تو بہت کچھ واضح ہو جائے گا۔ اچھا موڈ ٹھیک کرو اب۔ کیا بات ہے؟ کس لئے فون کیا تھا؟" وہ بولا تھا مگر میرال حسن دوسری طرف ڈس اپوائنٹڈ ہو کر فون کا سلسلہ منقطع کر چکی تھی۔

"اف یہ پٹاخہ لڑکی۔ پھوپھو کی بیٹی نہ ہوتی تو اتنی امپورٹنس بھی نہیں دیتا فضول میں ایٹی ٹیوڈ دکھاتی ہے۔ چلو کوئی بات نہیں پھر کبھی بات کر کے منا لوں گا۔ فی الحال اگر وہ ملنے کی بات کر دیتی تو مل نہیں سکتا تھا نا۔ یہ ابان شگری کو مارنا ہی تھا تو اس چہرے پر ہی مارنا تھا؟ اچھا خاصا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ اب جب تک ٹھیک نہ ہو جائے اس پھوپھو کی بیٹی سے تو نہیں مل سکتا۔ چلو خیر یہ پھوپھو کی بیٹی بھی اخیر ہے بس!" وہ مسکرایا تھا اور پھر آئینے میں اپنا پٹیوں سے جکڑا چہرہ دیکھنے لگا تھا۔

"ابان شگری، خیر ہے یارا۔ یاد رکھے گا تو بھی۔ مزہ ویسے بہت آیا ہے تیری زندگی کو بھونچال کی نذر کر کے۔ آہ۔ منہ میں شیرینی گھل رہی ہے۔ ساری محبت اڑنچھو ہو گئی ہو گی تیری!" وہ مسکرایا تھا اور پھر چلتا ہوا بیڈ پر آ گیا تھا۔

"تبھی تو کہتا ہوں آئی ایم دا بیسٹ.... تو بس جیلس ہو! ابان شگری کیا گزر رہی ہوگی یار اتجھ پر؟ میں نے تو طوفان اٹھا دیا! کتنے سوال ہو نگے تیرے دماغ میں اور اس حالت میں تو اتباع منصور سے کیا پوچھ سکے گا؟ اور کیا جواب دے گی وہ تمہیں؟ سوچ کتنا بے بس کر آیا ہوں میں تجھے۔ تیری محبت کی اسٹوری کا تو دی اینڈ کیا ساتھ ہی ایک طوفان بھی اٹھا دیا۔ اب کہاں کی محبت اور کیسی محبت! ہلچل ہی ہلچل ہوگئی تیرے اندر بس۔" وہ مسکرایا تھا۔ اور پھر لائٹ بجھاتے ہوئے منہ کمبل میں دے دیا تھا۔

☆......☆......☆

نیورولوجسٹ نے اتباع کی رپورٹس چیک کرتے ہوئے پرسکون انداز میں ابان شگری کو دیکھا تھا۔

"کوئی پریشانی کی بات ہے ڈاکٹر؟" ابان شگری پرسکون انداز میں گویا ہوا تھا۔ ابان شگری جیسے کسی بھی مشکل صورتحال کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا۔

"دو VEINS ڈیمیج (Damage) ہوئی ہیں شگری صاحب جن میں سے ایک مائنر ہے مگر بہر حال اس کی ٹریٹمنٹ ہونا ضروری ہے!"

نیورولوجسٹ MRI Scan رپورٹ دیکھ کر بولا تھا اور ابان شگری کی جیسے جان پر بن آئی تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہے ڈاکٹر؟ کیا اسکی ٹریٹمنٹ ہے اور کیا مسز شگری پہلے کی طرح بن پائیں گی؟" ابان شگری بہت پریشان دکھائی دیا تھا۔

ڈاکٹر نے سر ہلایا تھا۔

"میڈیکل سائنس میں ہر مرض کا علاج ممکن ہے مسٹر شگری۔ فکر کی بات نہیں ہے۔ میں آپ کی پریشانی سمجھ سکتا ہوں مگر ان فیو سنٹنگو مسز شگری ول فیل بیٹر۔" ڈاکٹر نے تسلی دی تھی۔

"از ڈیٹ ایزی ڈاکٹر؟" ابن شگری کی جیسے جان پر بن آئی تھی۔

"کیا اس کے لئے کوئی سرجری ہے؟ اگر آپ کے پاس کوئی علاج ممکن نہیں ہے تو میں مسز شگری کو آبراڈ لے جاتا ہوں!" ابان شگری ہر صورت میں اتباع منصور کو پہلے کی طرح دیکھنا چاہتا تھا۔

"ریلیکس مسٹر شگری۔ مسز شگری کا علاج یہاں ممکن ہے۔ وہ دو veins دوبارہ ری پیئر ہو سکتی ہیں۔ یہ ناممکن نہیں ہے۔ لیکن مسز شگری کو ہر طرح کی پریشانی سے دور رکھنا ہوگا۔ ان کے ذہن پر کسی بھی طرح کا دباؤ ان veins کو ری پیئر ہونے سے روک سکتا ہے۔ یہ حساس عمل ہے مسٹر شگری۔ اگر آپ ان کا مکمل خیال رکھتے ہیں تو ان کا علاج بہت جلد ممکن ہو سکے گا۔ ہماری میڈیکل سائنس میں جہاں ٹیکنالوجی اور میڈیسنز کی بات کی جاتی ہے اس سب سے بڑھ کر ایک میڈیسن اور کرشماتی عمل محبت ہے۔ ہمارے پاس جو بھی مریض آتے ہیں ہم انہیں یہی صلاح دیتے ہیں کہ ہر بات سے بڑھ کر ذہنی سکون ہے۔ ان veins کا متاثر ہونا کس لئے ممکن ہوا؟ ٹینشن اور اسٹریس بہت بڑھ گئی اور دوسری بات وہ سرد پانی۔ مسز شگری کو جو سوچ پریشان کر رہی تھی وہ اسی نقطے پر منجمد ہوگئی۔ آپ کو اس پریشانی کا حل تلاشنا

ہوگا۔انہیں خوش رکھیں باقی اللہ سے دعا کریں۔اس کے حضور سب ممکن ہے۔آپ مسز شگری کو کہیں بھی لے جائیں اور یہ ذہنی سکون نہیں تو ان کی حالت کبھی نہیں سدھر سکتی۔ان کے لئے سب سے بڑی ٹریٹمنٹ آپ کی توجہ اور محبت ہے۔"

نیورولوجسٹ نرم لہجے میں بولا تھا۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

دادا ابا افسوس سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"ابان تم اتباع کو آبراڈ لے جاؤ۔ جہاں بھی اس کا علاج ممکن ہے تم لے کر جاؤ مگر مجھے اپنی بہو صحیح حالت میں چاہئے!" نمرہ پریشان ہوکر بولی تھی۔ابان شگری سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے اس کا علاج ممکن ہے یہاں، فکر کی بات نہیں ہے۔" ابان شگری انہیں مطمئین اور **UNWORRIED** کرنے کی کوشش میں گویا ہوا تھا۔دادا ابا نے سر ہلایا تھا۔

"اتباع بہادر لڑکی ہے۔ مجھے نہیں لگتا اس علاج میں زیادہ دن لگیں گے۔میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا وہ نارمل باتیں کر رہی تھی۔وہ خود سمجھتی ہے وہ کس صورتحال سے گزر رہی ہے۔زیادہ اثرات دکھائی نہیں دیتے ماسوائے اس کے کہ اس کی میموری پر اثر پڑا ہے اور نئی میموری بننے کا عمل فی الحال رک گیا ہے لیکن تمہیں پھر بھی اگر لگتا ہے کہ اسے باہر لے جانا حل ہے تو تم اتباع کو باہر لے جاؤ۔" دادا نے مشورہ دیا تھا۔

"میں جب اسے سوپ پلا رہی تھی تو وہ تھک کر میری گود میں سو گئی تھی۔ بہت پیاری بچی ہے ابان۔تم کیسے اس کا لحاظ نہیں رکھ پائے!" نمرہ نے بیٹے کو ڈپٹا تھا۔ابان شگری سر جھکا کر بیٹھا تھا۔

نمرہ کو افسوس ہوا تھا اور تبھی نرمی سے بیٹے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی تھی۔

"اتباع ٹھیک ہو جائے گی۔تم فکر مت کرو۔تم اس کے ساتھ ہو تو سب ممکن ہے۔اس رشتے کی مٹھاس تم دونوں میں سب بحال کرنے کا باعث بنے گی۔ مجھے یقین ہے۔تمہاری محبت اتباع کو مکمل صحت یاب کر دے گی۔محبت سب ناممکن کو بھی ممکن کر سکتی ہے!" نمرہ نے یقین دلایا تھا۔ابان شگری سر جھکائے بیٹھا رہا تھا پھر اٹھا تھا اور باہر نکل گیا تھا۔

نمرہ نے فکر مندی سے دادا ابا کو دیکھا تھا۔

"دیکھ رہے ہیں آپ اس کی حالت ابا؟ مجھے تو ابان کی فکر ہو رہی ہے!" نمرہ فکرمندی سے بولی تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بچے! تم فکر مند نہ ہو!" انہوں نے گھڑی دیکھی تھی اور نماز پڑھنے کے لئے اٹھ گئے تھے۔نمرہ نے فکرمندی سے سر ہاتھوں پر گرا لیا تھا۔ بیٹے کی حالت نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔

☆......☆......☆

مسٹر ایلیکس کا فون آیا تھا اور اشعر ملک دنگ رہ گیا تھا۔ اس کی بولتی بند ہوگئی تھی۔ فون ہاتھ سے گر گیا تھا۔ قاسم قریب آیا تھا۔

"کیا ہوا اشعر ملک؟ ایسی کیا خبر دے دی مسٹر ایلیکس نے کہ تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے؟" قاسم نے فون اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"یس مسٹر ایلیکس! وہاٹ؟" قاسم نے بات سن کر اشعر ملک کی طرف دیکھا تھا۔ مسٹر ایلیکس دوسری طرف جو بول رہا تھا وہ حیران کن تھا۔

"آل رائیٹ مسٹر اشعر ول ٹاک ٹو یو لیٹر۔" قاسم نے فون کال کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے اشعر ملک کی طرف دیکھا تھا۔ اشعر ملک دونوں ہاتھوں پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"یہ کیسے ہوگیا اشعر ملک؟ تمہاری پانچ کمپنیوں کو ابان شگری نے ٹیک اوور کر لیا؟ یہ پلان تو تمہارا تھا نا؟" قاسم بے یقینی سے اشعر ملک کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"نام مت لو میرے سامنے اس ابان ذوالفقار شگری کا۔ اسے تو زندہ نہیں چھوڑں گا میں۔ اس کی ایسا کرنے کی ہمت بھی کیونکر ہوئی۔ کیسے؟ یہ پلان تو میرے دماغ میں تھا پھر اس تک کیسے پہنچا؟" اشعر ملک شدید حیرت میں مبتلا تھا۔ اپنی ہار پر بہت پسپا دکھائی دیا تھا۔

"تمہیں کہا تھا اشعر ملک ابان شگری آنکھیں کھول کر سونے کا عادی ہے۔ وہ دشمن سے سو قدم آگے چلتا ہے۔ ہوسکتا ہے اسے تمہارے ارادوں کی بھنک پڑ گئی ہو اور تمہاری چال تم پر ہی چل دی۔ تم ابان شگری کو جتنا غافل سمجھ رہے تھے وہ اتنا غافل ہے نہیں۔ وہ پچھلے کئی دنوں سے اپنی شریکِ حیات کے ساتھ اس فارم ہاؤس پر دنیا جہان سے غافل ہو کر موجود ہے مگر وہ بہت دماغ والا بزنس ٹائیکون ہے۔ اس نے اتنی کم عمری میں اتنا نام و مقام یوں ہی نہیں پایا۔ تم شاید ابان شگری کو سمجھ نہیں پائے ورنہ یہ پھلجھڑیاں چھوڑنے کی حماقت نہیں کرتے۔" قاسم نے سمجھایا اور اشعر ملک کھڑا ہوا تھا، مسکرایا تھا اور پھر کانچ کے ٹیبل کو پوری طاقت سے لات ماری تھی۔ کانچ ٹوٹ کر بکھرتا چلا گیا تھا۔ قاسم خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اس ابان شگری کی تو اینٹ سے اینٹ بجادوں گا میں۔ فون کرو مسٹر واٹسن کو۔ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے!" اشعر ملک نے قاسم کی طرف دیکھا تھا۔ قاسم نے مسٹر واٹسن کو کال ملائی تھی۔

"یس مسٹر واٹسن ہاؤز ایوری تھنگ؟ اوہ.....! آر یو شیور مسٹر واٹسن؟ بٹ ہاؤ ز دیٹ پاسبل؟" قاسم بے یقین سے کہتے ہوئے اشعر ملک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ قاسم نے فون کال کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے اشعر ملک کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا خبر ہے؟ بول قاسم؟"

"خبر بری ہے اشعر ملک۔ تمہارے پلان کی خبر ہو چکی تھی ابان شگری کو۔ تمہارا اس کی پانچ کمپنیوں کو ٹیک اوور کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔ مجھے افسوس ہے اشعر ملک۔ ابان شگری نے ایک بار پھر تمہیں تمہارے ہی پلان میں الجھا کر شکست دے ڈالی۔ تم

نقصان پہنچانے چلے تھے اور الٹا خود نقصان اٹھا بیٹھے! آئی ایم ریئلی سوری فور دس لوس مگر ہمیں اس کے ساتھ برداشت کرنا پڑے گا!" قاسم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک دی بیسٹ ہے قاسم مرتضیٰ دیکھے گا تو۔ اس ابان شگری کی تو بینڈ بجادوں گا میں۔ پہلے میری دلہن کو شادی والے دن بھگا لے گیا اور اب میرے بزنس کو نقصان پہنچایا۔ اس ابان شگری نے اپنی شامت کو آواز دی ہے۔ سوتے ہوئے شیر کو جگا دیا ہے۔ اب تو اس کی خیر نہیں۔" اشعر ملک شدید غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولا تھا۔ قاسم نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔

"ریلیکس اشعر ملک۔ فی الحال جذبات میں کوئی مزید حماقت مت کرنا۔ ابان شگری معمولی انسان نہیں ہے۔ وہ آنکھیں بند کر کے کھیلے تو بھی جیت جائے گا۔ اس کو مات دینا آسان نہیں ہے۔ فی الحال سکون کرو اور پھر آگے کے بارے میں سوچ!" قاسم نے سمجھایا تھا۔

اشعر مل کے چہرے پر تناؤ صاف دکھائی دیا تھا۔ وہ ایک عزم سے سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"ابان شگری کو نہیں چھوڑوں گا اب! خیر نہیں اس کی۔ ابان شگری نے تو اخیر ہی کر دی! اس کے بعد کوئی راستہ نہیں بچتا۔ ابان شگری کے ناک میں ایسا دم کروں گا کہ وہ آ کر خود میرے پیروں پر ناک رگڑے گا۔" اشعر ملک غرایا تھا۔ قاسم نے سر ہلانا ضروری خیال کیا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری دروازہ کھول کر کمرے میں آیا تھا۔ وہ شاید سو رہی تھی۔ ابان شگری کو دیکھ کر آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی تھی۔ مگر وہ شاید اس سے خفا تھی۔ اپنا چہرہ جلد پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری آگے بڑھ آیا تھا۔ قریب آ کر جھک کر اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ ابان شگری نے جھک کر اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی تھی۔ اتباع منصور نے کسی ناراض بچے کی طرح ہاتھ سے پیشانی پر رگڑ کر وہ مہر جیسے مٹا ڈالی تھی۔ ابان شگری اسے بغور تکتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اف کوئی اتنا خفا ہے؟"

"نہیں بات کرنی..... جاؤ یہاں سے!" اتباع منصور بات کرنے پر راضی دکھائی نہیں دی تھی۔

"کیوں نہیں؟" ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام کر اس کے قریب بیٹھا تھا اور بغور اسے دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی لٹ پیچھے ہٹائی تھی۔

"بس نہیں۔ بہت گندے والے ہزبینڈ ہو تم۔ تم سے بات کرنا مناسب نہیں۔ تمہاری یہ سو تین سینٹی میٹر والی لمبی ناک نیویارک کی اس ٹائمز اسکوائر بلڈنگ سے بھی زیادہ بلند ہے۔ کوئی مکھی وہاں سے ٹکرا کر گری تو سیدھے سے مرے گی۔ تم فضول ہو اور بہت فضول۔ مجھے لگا میں تم پر یقین کر سکتی ہوں مگر میں تم پر کبھی یقین نہیں کر سکتی۔ تم دنیا کے فضول ترین ہزبینڈ میں شمار ہو گے۔

You might be the worst husband ever!"

وہ منہ پھلا کر بولی تھی۔ ابان شگری اس کے ہاتھوں کو گرفت میں لے کر مسکرایا تھا اور پھر اس پر عقیدت سے اپنے لب رکھے تھے۔

"Okay, tell me, how can a worst husband turn into the best husband?"

وہ پوری توجہ سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔ اتباع خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر چہرہ پھیر گئی تھی۔

"A worst husband can't be the best husband!"

وہ مکمل خفا دکھائی دی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا پھر ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا کر بٹھایا تھا۔ خاموشی سے دیکھا تھا اور پھر اپنے بازوؤں کے حصار میں بھر لیا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ آئی کڈ ناٹ بی دا بیسٹ ہزبینڈ.....!" ابان شگری مدھم لہجے میں معذرت کر رہا تھا مگر اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔

"آج کے بعد سے جو تم کہو گی بس وہ کروں گا۔ پرامس!" ابان شگری نے وعدہ دیا تھا مگر وہ منہ پھلائے دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"تم نہیں کر پاؤ گے ابان شگری۔ تم بس فضول ہو۔ بونگے ہو اور کچھ نہیں!" اتباع منصور نے دوستی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

"اچھا میری طرف دیکھو تو!" ابان شگری نے نرمی سے پکارا تھا۔

"نہیں دیکھنا!" وہ گردن موڑے بیٹھی تھی۔

"کیوں؟" وہ دلچسپی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا تھا۔

"بس نہیں!" وہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"سنو تو.....ایک بار دیکھو ادھر!" ابان شگری نے نرمی سے مائل کیا تھا۔

"نہیں دیکھنا.....جاؤ.....!" اتباع منصور رضامند ہونے پر تیار نہیں تھی۔

"کہاں؟" ابان شگری نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"میرال کے پاس.....!" غصہ شدید ترین تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔اتباع منصور بغور دیکھتی ہوئی بھرپور خفگی سے چہرہ پھیر گئی تھی۔ابان شگری نے خاموش ہو کر اسے دیکھا تھا پھر ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تھا مگر اتباع منصور اسی طور خفا دکھائی دی تھی۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تھا۔اتباع منصور نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ابان شگری نے دونوں ہاتھوں سے کان پکڑے تھے گویا وہ اپنے کئے پر پشیمان تھا اور ازالہ کرتے ہوئے باقاعدہ کان پکڑ کر معافی طلب کر رہا تھا۔اتباع نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"پھر تو نہیں کرو گے نا؟" یقین چاہا تھا۔ابان شگری نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے گویا تسلی دی تھی۔اتباع منصور نے لمحہ بھر کو خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا پھر سر آہستگی سے ہلایا تھا۔

"اوکے معاف کر دیا۔۔۔مگر سنو۔۔۔دوبارہ مت کرنا!" اس کا عندیہ ملتے ہی ابان شگری نے کانوں پر سے ہاتھ ہٹائے تھے۔

"تمہیں میرال حسن کے پاس نہیں جانا؟" اتباع منصور نے برملا پوچھا تھا۔

ابان شگری نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟"

"ضرورت نہیں ہے!" ابان شگری نے بغور دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"کیوں ضرورت نہیں؟" اتباع منصور کو تجسس ہوا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔بس نہیں!" ابان شگری نے کوئی باقاعدہ جواز نہیں دیا تھا اور اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے قریب کیا تھا۔اور اتباع منصور نے تھک کر جیسے اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔ابان شگری کا انداز سوچتا ہوا تھا۔وہ کیا سوچ رہا تھا۔اس کے چہرے سے اس بات کا بالکل پتہ نہیں لگ رہا تھا۔

☆......☆......☆

چھوٹے چھوٹے لمحے گزرتے ہیں تو وقت کچھ اور آگے سرک جاتا ہے۔گزرتے لمحوں میں اتباع منصور کا علاج شروع ہوا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی کیفیت میں بہتری دکھائی دینے لگی تھی۔ابان شگری اس کے اسی طور قریب تھا۔ویسے ہی اس کی کیئر کر رہا تھا۔اسے سنبھال رہا تھا مگر اتباع منصور کی وہ بے تکلفی کہیں کھونے لگی تھی اور گریز بڑھنے لگا تھا۔اس اپنائیت کی جگہ اجنبیت لینے لگی تھی اور اس معصومیت کی جگہ بے گانگی۔۔۔ابان شگری اس طور حیران نہیں دکھائی دیا تھا۔شاید وہ جانتا تھا چیزیں اس طور بدلیں گی۔وہ ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھا۔سو اس کی طرف سے کسی حیرت کا مظاہرہ نہیں ہوا تھا۔وہ بہت calm اور composed لگ رہا تھا جیسے اس سب کے ہونے یا نہ ہونے سے اسے کوئی زیادہ فرق نہ پڑتا ہو۔

وہ اٹھنے لگی تھی جب اس کا پاؤں لڑکھڑایا تھا۔ وہ گرنے کو تھی ابان شگری نے فوری طور پر سنبھالا تھا مگر اتباع منصور نگاہ پھیر گئی تھی اور انداز ہ اتنا بیگانہ تھا کہ ابان شگری کو اپنا ہاتھ واپس لینا پڑا تھا۔ وہ اپنائیت کے دن جیسے خواب ہو گئے تھے۔

وقت نے اپنے پر سمیٹتے ہوئے ان لمحوں کو اپنے ساتھ اپنے پروں میں دبوچ لیا تھا اور ان کی جگہ اجنبی موسموں نے لے لی تھی۔

وقت بدلتے اطوار رکھتا ہے اور تبدیلیاں کبھی کبھی بہت اچانک آتی ہیں اور غیر یقینی معلوم ہوتی ہیں اور ایسا ہی تھا شاید۔

"مسز شگری کی حالت میں واضح تبدیلی دکھائی دے رہی ہے۔ دیئر از آ لاٹ آف امپرومنٹ۔ یہ بات خوش آئند ہے مسٹر شگری!" نیورولوجسٹ نے اس کی نیور پورٹس اور چیک اپ کے بعد صورتحال دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے اور کتنے دن یہ میڈیسنز لینا ہونگیں ڈاکٹر کمال؟ ایکچویلی آئی فیل ٹائرڈ آف اٹ ناؤ۔ مجھے اندازہ نہیں میں نے کتنا عرصہ اس دنیا سے کٹ کر گزار دیا مگر اب میں ان دنوں سے نکلنا چاہتی ہوں۔ یہ ایک طویل قصہ ہے جیسے۔" اتباع منصور اپنے مخصوص انداز میں بول رہی تھی اور ابان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

وہ اپنائیت سے بھرپور احساس کھو گیا تھا۔

وہ دن ان آنکھوں میں کہیں نہیں تھے اور ابان شگری کو شاید اس سے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ ان دونوں کے درمیان قربت جو دن لے کر آئی تھی وہ دوبارہ خواب بن گئے تھے جیسے وہ خواب سے دن کبھی آئے ہی نہیں تھے۔

ابان شگری نے اسے شام میں اپنے ہاتھوں سے سوپ پلانا چاہا تھا اور اتباع منصور نے اس کا ہاتھ روک دیا تھا۔ ابان شگری نگاہ پھیر گیا تھا اور اس کے ہاتھ وہ باؤل تھما دیا تھا۔ اتباع منصور اپنے ہاتھوں سے سوپ پینے لگی تھی۔ ابان اٹھ کر جانے لگا تھا جب وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی تھی۔

"مجھے یہاں سے واپس جانا ہے!" اتباع منصور کا لہجہ بھرپور طور پر اجنبی تھا۔

ابان شگری نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

"مجھے کوئی رعایت نہیں چاہیے۔ اگر آپ میرا لنڈن کا ٹکٹ ارینج کر سکیں اور مجھے میرے ٹریول ڈاکیومنٹس دوبارہ Provide کر دیں تو مہربانی ہوگی!" وہ اجنبی لہجے میں بنا اس کی طرف دیکھے بولی تھی اور ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔ پھر قدرے توقف سے بولا تھا۔

"آپ یہاں سے نہیں جاسکتیں!" انداز اور لہجہ دوٹوک تھا۔

"اوہ..... آپ ابھی بھی وہی لکیر پیٹ رہے ہیں؟ یو تھنک دیٹ آئی ایم آ spy؟ آپ کا مائنڈ کب چینج ہوگا ابان شگری؟ کیا آپ کو لگتا ہے اس فارم ہاؤس پر میں نے کسی کو بلا کر اٹیک کروایا..... کبھی آپ سوچتے ہیں میں اشعر ملک سے ملی ہوئی ہوں؟ میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب تھا نا اب ہے۔ کائنڈلی مجھ پر شک کرنا بند کر دیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر پلٹا تھا جب وہ بولی تھی۔

"آئی ہیو ٹو گو فرام ہیئر.... ڈو یو ہیئر؟" وہ پر اعتماد دکھائی دے رہی تھی۔

ابان شگری نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

شاید وہ اس کی بیماری کے خیال سے اس سے کسی سخت لہجے میں بات کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"آپ یہاں سے کہیں نہیں جاسکتیں۔ آپ شاید بھول رہی ہیں آپ کا نکاح ہو چکا ہے۔" وہ فوری طور جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"میں اس نکاح کو نہیں مانتی ابان شگری! وہ نکاح میری مرضی سے نہیں ہوا تھا۔" "اس میں آپ کی مرضی شامل تھی۔"

"نہیں تھی!" اتباع نے جتایا تھا۔

"وہاٹ ایور....!" ابان شگری نے بغور تکتے ہوئے مدھم مگر بھرپور جتاتے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی پھر سوپ کا باؤل اپنے سامنے سے ہٹایا تھا۔

"مجھے یہاں سے جانا ہے.... اس گھر سے.... اس جگہ سے.... اس کنٹری سے.... اور اس رشتے کی پابندی سے بھی.... مجھے گھٹن ہو رہی ہے، پلیز مجھے پابند رکھنا بند کریں۔ میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔" اتباع منصور جیسے اپنے طور پر ٹھان چکی تھی اور ابان شگری جانے ان آنکھوں اور چہرے میں کیا ڈھونڈنے لگا تھا۔

وہ اپنائیت؟

وہ معصومیت؟

وہ فطری پن....؟ یا پھر کچھ اور....؟

ابان شگری نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اس چہرے کو نرمی سے چھوا تھا۔

"آپ یہاں سے نہیں جاسکتیں مسز شگری.... چاہے آپ کوئی spy ہیں یا آپ کا تعلق اشعر ملک سے ہے یا کسی بھی اور سے.... مگر آپ اس راشتے کی پابندی سے آزاد نہیں ہوسکتیں!" وہ مدھم لہجے میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جاسکتی؟ جانتے ہیں نا اس رشتے کی اصلیت آپ؟ آپ کو معلوم ہے آپ نے نکاح کیوں کیا؟ وہ پوچھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ ملائمت سے چھوا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے یہ بھی یاد ہے کہ آپ نے یہ نکاح کیوں کیا تھا مسز شگری.... یہ رشتہ جیسے بھی جڑا ہو.... بہر حال فی الحال اس رشتے کی حقیقت یہ ہے کہ یہ رشتہ کوئی معنی نہ رکھتے ہوئے بھی بہت سے معنی رکھتا ہے اور اس کی اہمیت اس طور برقرار رہے نہ رہے، خواص ضرور اسی طور برقرار رہیں گے!" جانے کیا جتا رہا تھا وہ۔ ابان شگری کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کوئی واضح رنگ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور....

اتباع منصور اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ دروازے کی سمت بڑھی تھی۔ تبھی ابان شگری نے اسے تھام کر کھینچ لیا تھا۔ وہ اس کے فراخ سینے

سے آن ٹکرائی تھی۔

باتوں کے مفہوم بدل گئے تھے۔ اس گزرنے والے ایک ڈیڑھ مہینے نے چیزوں کے معنی اس طور تبدیل کر دیئے تھے کہ پچھلے دنوں کا کوئی رنگ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ اپنائیت ناپید تھی۔

وہ فطری قربت کہیں اڑن چھو ہو چکی تھی۔

وہ تیور کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

وہ ایک دوسرے کے لئے کیئر کنسرن جو دکھائی دیتا تھا، اس لمحے کہیں نہیں تھا۔ ابان شگری وہ واحد فریق تھا جو جانتا تھا کہ ان پچھلے دنوں میں کیا کیا ہوا تھا اور اتباع وہ فریق تھی جیسے کسی طور کچھ یاد ہی نہیں تھا۔ وہ جب اس کے رحم و کرم پر تھی تو ابان شگری نے کس طور اسے وقت دیا تھا، کس طور اسے اپنائیت دی تھی، توجہ دی تھی وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ابان شگری میں نہیں جانتی.... بھول جانا چاہتی ہوں اگر میں تم سے کبھی بھی ملی تھی یا میں نے تم سے کبھی کوئی مدد طلب کی تھی! وہ دن میری زندگی میں کبھی نہیں آنا چاہیے تھا.... کیوں آیا.... میں نہیں جانتی.... مگر مجھے اس ایک غلطی کی سزا مت دو!" اتباع منصور مدھم، مضبوط لہجے میں سرد نظروں سے ابان شگری کو دیکھتے ہوئے جیسے افسوس کرتا دکھائی دی تھی۔

"آپ کا جو بھی رشتہ ہے اس اشعر ملک سے، فی الحال میں اسے ڈسکس کرنا نہیں چاہتا۔ فی الحال آپ کا علاج چل رہا ہے اور آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں جتایا تھا اور پلٹ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

اتباع منصور دیکھتی رہ گئی تھی۔

"اف.... یہ کیا ہو رہا ہے؟ اتنے دن کیسے گزر گئے، مجھے اندازہ کیوں نہیں ہوا؟ یہاں کیسے رہتی رہی میں؟ اس ابان شگری کے ساتھ! کیسے یہ حق جتا سکتا ہے کسی رشتے کا؟ جب کہ یہ خود اس رشتے کے ہوتے ہوئے بھی اس رشتے کو تسلیم نہیں کر پایا۔ کبھی اعتبار نہیں کر پایا۔ اول دن سے میں اس کے لئے اشعر ملک کی طرف سے بھیجا گیا آلۂ کار ہوں۔ پہلے دن سے یہ spy سمجھتا رہا ہے اور....!"

اتباع منصور نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے ہاتھوں پر سر کو گرا لیا تھا اور آنکھوں سے گرم گرم آنسو بہنے لگے تھے۔ نگاہوں میں گزرے کل کے لمحے گھومے تھے جب وہ میرال حسن کے قریب تھا۔

اتباع نے آنکھیں زور سے میچ لی تھیں۔

اس کا خود کو اس رشتے کو بحال کرنے کی کوششیں کرنا.... اس کے ساتھ نیو ایئر پارٹی میں آ جانا اور....!"

کیا کیا تھا ابان شگری نے ایسا!

اتباع منصور نے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔

ابان شگری کے ساتھ تیز بارش میں اس کے سفید گھوڑے پر وہ اس کے ساتھ تھی اور وہ اس محبت کے لئے انکاری تھا!
وہ محبت جو اتباع منصور کے دل میں اس کے لئے تھی۔
وہ شک کر رہا تھا اس پر.....!
اسے وہ محبت ان آنکھوں میں کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔
محبت کی ناقدری کبھی کبھی محبت کو قدم واپس موڑنے پر مجبور کر دیتی ہے یا منجمد ہو جاتی ہے۔
اتباع منصور کی محبت بھی کسی مقام پر منجمد ہو گئی تھی۔ جہاں محبت کو قبول نہیں کیا جاتا وہاں محبت کی تذلیل ہوتی ہے تو محبت کہیں آپ آپ روک لیتی ہے۔ ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ محبت کا متحرک ہونا رک جاتا ہے اور وہ مقام محبت کو آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
مجھے یقین ہے میں اس کے لئے بنی ہوں!

اس کے اندر آواز کہیں ابھری تھی مگر اتباع منصور نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔ آنسو رگڑ کے صاف کئے تھے اور اٹھ کر واش روم میں گھس گئی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری تاریکی میں خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب تناؤ تھا۔ اتباع منصور چلتی ہوئی اس کے قریب آن رکی تھی۔ ابان شگری چونکا نہیں تھا۔

"آپ مجھے یہاں سے واپس لے کر جائیں گے؟ یا میں خود کوئی بندوبست کروں؟" یکسر لاتعلق لہجے میں وہ بولی تھی مگر ابان شگری خاموش رہا تھا۔

اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بیجی سے رابطہ کرتی ہوں!" وہ حتمی انداز میں کہہ کر پلٹنے لگی تھی۔ جب وہ جارحانہ انداز میں پلٹا تھا اور اس کا بازو تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع منصور حیران رہ گئی تھی۔ سنبھل کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ سلگتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی کلائی پر اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اتباع منصور کو اس کی گرفت صاف محسوس ہوئی تھی۔

"کچھ نیا نہیں ابان شگری۔ مجھے آپ سے ایسی ہی توقع ہے!" وہ ابان شگری کی سمت دیکھتے ہوئے بولی تھی جیسے اسے ایسی ہی سختی کی توقع تھی۔

"آپ سے کہا ہے کہ جب تک آپ کا علاج چل رہا ہے آپ یہیں رہیں گی!" وہ سلگتی نظروں سے اس کی سمت دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"مجھے کسی علاج کی ضرورت نہیں ہے مسٹر شگری۔ میں ٹھیک ہوں۔ مجھے **lame excuses** دینا بند کریں۔ وہ سخت لہجے میں

بولی تھی۔ان آنکھوں میں لاتعلقی تھی اور تمام سرد مہری اور ابان شگری کو حیرت سے نہیں تھی۔

"مجھے آپ کو یہاں باندھ کر رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔آپ کا ٹریٹمنٹ ابھی چل رہا ہے۔جب تک یہ ختم نہیں ہوتا آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"دم گھٹتا ہے میرا ابان شگری۔نہیں رہ سکتی میں یہاں۔پلیز لٹ می گو!" وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے اس کی سمت دیکھتی ہوئی بولی تھی اور نگاہ پھیر گئی تھی۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"کہاں جائیں گی آپ؟اشعر ملک کے پاس؟" وہ بولا تھا اور اتباع منصور چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"یہی طے ہوا تھا۔آپ نکاح کریں گی، پھر طلاق لیں گی اور حق مہر یعنی میری جائیداد کا 50٪ لے کر اشعر ملک کو دے دیں گی اور اشعر ملک آپ کو اس قید سے رہائی میں مدد کرے گا.... یہی یا کچھ اور....؟" وہ سفاک انداز میں اس کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کرتا ہوا بولا تھا۔اتباع منصور حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اتباع منصور.... آئی نیور تھاٹ یو وڈ ڈو لائیک دس.... تم میری توقع سے زیادہ نیچے چلی گئی ہو۔آئی واز گیونگ یو رسپیکٹ.... بٹ یو ڈونٹ ڈیزرواٹ....!تم کچھ deserve نہیں کرتی ہو اتباع منصور!" وہ مدھم مگر بہت سخت لہجے میں بولا تھا۔ ان آنکھوں سے جیسے دہکتی ہوئی آگ کے الاؤ نکل رہے تھے اور اتباع منصور ساکت کھڑی تھی۔ابان شگری نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا تھا۔تب بھی وہ ساکت سی تکتی رہی تھی۔

"یہ بکواس ہے.... سراسر جھوٹ ہے!" وہ صرف اسی قدر کہہ سکی تھی۔حلق سے جیسے آواز نہیں نکل رہی تھی۔پورا حلق سوکھا پڑا تھا اور وہ بس حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جھوٹ بولتی رہی ہیں آپ مجھ سے اتباع منصور....!صرف جھوٹی ہیں آپ.... نتھنگ ایلز.... آئی نیور تھاٹ یو وڈ گو لائیک دس.... میری توقع سے بہت زیادہ کر دیا آپ نے۔بہت معصوم چہرہ ہے آپ کا۔اتنا کمال سے کھیلتی ہیں کہ سازش کا پتہ ہی نہیں چلتا۔اس چہرے کے پیچھے ایک بھیانک سازشی دماغ ہے بس اور کچھ نہیں ہے!" اتنے سخت لفظ اتباع منصور نے ساری زندگی میں نہیں سنے تھے۔ابان شگری تھا یہ جو یہ سب کہہ رہا تھا اور وہ ساکت کھڑی تھی۔یہ وہ شخص تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔جس کے ساتھ وہ نا چاہتے ہوئے بھی محبت میں گرفتار ہوئی تھی....اور کیا ہوئی تھی وہ محبت....؟

قدموں تلے روند ڈالا تھا ابان شگری نے اسے۔

"یہ سچ نہیں ہے!وہ بے یقینی سے ابان شگری کی سمت دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"کچھ سچ نہیں ہے یہ.... جھوٹ ہے بس!" وہ چیخنا چاہتی تھی مگر حلق سے آواز ہی برآمد نہیں ہوئی تھی۔

"کچھ جھوٹ نہیں ہے اتباع منصور شیخ.... آپ کی قلعی کھل چکی ہے.... اور یہ قلعی آپ کے اشعر ملک نے خود کھولی ہے.... ہی ٹولڈ ایوری تھنگ.... جو آپ کے اور اس کے بیچ میں طے پایا.... اس نے خود اگل دیا۔"

"مگر سچ نہیں ہے!" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ہاں سچ نہیں ہے.... بہت بڑا سچ ہے!" ابان شگری کی آنکھوں میں جیسے خون اُمڈ آیا تھا جیسے۔

"سازش رچائی آپ نے.... اتنا بڑا کھیل کھیلا.... وہ بھی ابان ذوالفقار شگری کے ساتھ؟ آئی جسٹ کانٹ بلیو.... تم نے یہ سب میرے ساتھ کیا؟ ابان شگری کے ساتھ؟ وہ بھی اس عقل سے پیدل انسان کے ساتھ مل کر؟ تم نے کس بات کا ثبوت دیا ہے اتباع منصور؟ کہ تم اسی کیٹی گری کی ہو۔ اشعر ملک سے کچھ مختلف نہیں ہو!" وہ الزامات لگاتا چلا گیا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا!" وہ چیخی تھی مگر اس کی آواز ابان شگری کی آواز میں دب گئی تھی۔

"میں نہیں سمجھتا تھا تم اتنی چالاک نکلو گی اتباع منصور.... میری توقع میں تمہارا یہ چہرہ نہیں تھا۔ ابان شگری کہہ رہا تھا اور اتباع منصور کی آواز اس کی آواز میں مسلسل دب رہی تھی۔

"کچھ نہیں کیا میں نے.... ایسا کچھ نہیں کیا۔ کوئی سازش نہیں رچی.... کوئی جال نہیں بنا.... میرا اشعر ملک سے کوئی تعلق نہیں! میں اس کا حصہ نہیں۔ میں اس کا آلہء کار نہیں۔ پہلے دن سے شک کیا آپ نے.... اور اب تک کرتے آرہے ہیں۔ میں اس شخص سے وابستہ نہیں ہوں۔ میں صرف یہ جانتی ہوں کہ وہ میرے بابا کا قاتل ہے۔ بے ایمانی کی ہے اس نے۔ میرے بابا کی تمام جائیداد ہتھیا لی ہے اور....!"

"اتباع منصور.... مدد کرنے چلا تھا میں۔ تمہارا ساتھ دے رہا تھا۔ مجھے لگا تمہیں اس خبیث انسان سے واقعی کوئی خطرہ ہے۔ پناہ دی تمہیں، تحفظ دیا، عزت دی، مرتبہ دیا، اور کیا چاہئے تھا تمہیں اتباع منصور؟ اور کیا درکار تھا؟ میری کل جائیداد کے 50%؟ بس یہی؟" وہ سلگتی آنکھوں سے اس کی سمت دیکھتا کہہ رہا تھا۔ وہ اتباع کو نہیں سن رہا تھا۔

"نہیں چاہیے تھا یہ....!" وہ بالآخر چیخی تھی۔ وہ اپنی بول رہا تھا، اسے نہیں سن رہا تھا۔ وہ چیخی تھی اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس نے سر دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔

ابان شگری نے آگے بڑھ کر فوراً سہارا دیا تھا مگر اتباع نے ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"نہیں کیا میں نے ایسا کچھ....! ایسا کچھ ہوا ہی نہیں!" وہ آنکھیں بند کیے کیے بولی تھی۔ گرگرم آنسو رخساروں پر آ گئے تھے۔ اتباع منصور نے دیوار کا سہارا لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"بات ہوئی تھی اشعر ملک سے۔ میں نے رابطہ کیا تھا اس سے۔ صرف اس لئے کہ مجھے یہاں سے نکلنا تھا۔ واپس یو کے جانا تھا اپنی فیملی کے پاس۔ میں اپنی زندگی دوبارہ سے جینا چاہتی تھی۔ آپ نکاح مسلط کر رہے تھے مگر....!" اس نے رک کر ابان شگری کی سمت

دیکھا تھا۔وہ آنکھیں رگڑتے ہوئے مڑی تھی اور پلٹ کر آگے بڑھنے لگی تھی۔

ابان شگری اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا تھا پھر ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار پر دے مارا تھا۔ان سلگتی آنکھوں میں سے شعلے نکل رہے تھے۔وہ شدید غصے میں تھا۔اتباع منصور چپ چاپ آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔اس سے قطع نظر کہ ابان شگری کس کیفیت سے گزر رہا تھا۔

☆......☆......☆

کتنی دیر تک وہ اوندھے منہ بیڈ پر پڑی رہی تھی۔سر دکھ رہا تھا۔کسی اپنے کے ساتھ مل کر گلے لگ کر دل کا غبار دھونے کی ضرورت اشد ترین محسوس ہوئی تھی۔بوا کا خیال آیا تھا۔ان کا حلیم چہرہ، پرشفقت ہاتھ، وہ نرم محبت سے بھرا لمس اور وہ شفیق نظریں اور وہ مہربان دوست دانیال مرزا!

کہاں آگئی تھی وہ.....کہاں چلی آئی تھی! کتنی دور.....!

اپنے پیاروں سے بہت دور.....!

کیوں کیا تھا یہ فیصلہ اس نے؟ کیوں یہاں آنے کی ٹھانی تھی اس نے؟ کیوں آگئی تھی یہاں ان سے اتنی دور.....!اور جال تھا کہ تنگ ہوتا گیا تھا! کیا حاصل کیا تھا اس نے یہاں آکر؟

مسلسل عذاب!

مسلسل گھٹن.....اور یہ عذاب جان لیوا تھا۔گھٹن جان لے رہی تھی۔بہت دل چاہا تھا وہ لوٹ جائے.....اپنی دنیا میں واپس چلی جائے مگر کیا ہوا تھا؟ زندگی اور عذاب میں گر گئی تھی۔

اسے خبر تھی ابان شگری کو خبر ہوگی تو وہ یہ ہی سمجھے گا کہ اس نے کیوں رشتہ بنایا اگرچہ اس نے اس ڈیل کو رد کر کے یہ رشتہ جوڑا تھا، نہیں جانتی تھی اس سے آگے کیا ہوگا۔اس سے آگے کی منزل کیا ہوگی مگر.....!

محبت کیوں ہوئی تھی!

کیوں.....؟

اگر یہی موڑ آنا تھا تو محبت کیوں ہوگئی تھی۔ابان شگری کی نفرت اس کی سلگتی نظریں، وہ بھول ہی نہیں رہی تھی۔وہ تھک کر باہر آئی تھی۔تبھی چونکی تھی۔ایک گاڑی آکر رکی تھی اور میرال حسن باہر نکلی تھی۔ابان شگری اس کی سمت بڑھا تھا۔پورے تپاک سے اسے ملا تھا۔میرال حسن کی نگاہ اس پر پڑی تھی مگر وہ نگاہ پھیر کر بیک یارڈ کی طرف چلنے لگی تھی۔

اسکے ذہن میں اور کچھ نہیں تھا۔ماسوائے اس کے کہ اسے یہاں سے جلد ہی جانا تھا۔اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ابان شگری اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔وہ کر آبشار کے قریب پتھر پر بیٹھ گئی تھی۔کچھ فاصلے پر ایک باڑ تھی اور اس سے آگے جنگل شروع ہو رہا تھا۔دور سے جنگل بہت پراسرار لگ رہا تھا۔وہ خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی تبھی میرال حسن چلتی ہوئی وہاں آگئی تھی۔اتباع منصور چونکی نہیں تھی۔

شاید اسے میرال حسن کی آمد کی خبر نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے جنگلوں کو دیکھ رہی تھی جب میرال حسن اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"جنگلوں کا اسرار ایسے دور سے بیٹھ کر دیکھنے سے نہیں کھلتا۔ اتباع منصور اس کے لئے پاس جانا پڑتا ہے!" اتباع نے چونک کر دیکھا تھا اور میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"تمہاری بیماری کے بارے میں پتہ چلا، بہت افسوس ہوا۔ تم کیسی ہو اب؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔ اتباع منصور خالی نظروں سے دیکھنے لگی تھی اسے۔

"تم نے جس طرح اتنے دنوں تک ابان شگری کو اپنے ساتھ Engaged رکھا۔ مجھے تو خدشہ لاحق ہونے لگا تھا کہیں ابان شگری تمہاری محبت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ تھینک گاڈ ایسا کچھ نہیں ہوا۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"ابان شگری کو کسی سے عشق ہو، یہ آسان نہیں۔ بہت مشکل بندہ ہے یہ مسٹر شگری۔ اس کے دل تک جانا آسان نہیں ہے۔ کھوجنے والا بھول بھلیوں میں ہی کہیں کھو جاتا ہے۔ یہ جو جنگل دیکھ رہی ہو نا گھنے، ابان شگری کے دل کا راستہ اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ ڈھونڈنے والا خود کھو جاتا ہے۔" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"Oh well your trip into the labyrinth ends with it, Perhaps you had many days to solve the labyrinth but you have failed, Although i don't know the reason that why you are failing but it's impossibl to live without failing at something, unless you live so cautiously that you might as well not have lived at edge""!

میرال حسن مسکرائی تھی۔

اتباع منصور خاموشی سے نگاہ پھیر کر دوسری سمت دیکھنے لگی تھی۔

"ویسے تمہیں ہوا کیا تھا؟ اچانک اتنی شدید بیمار کیسے پڑ گئیں تم؟ تم نے تو عجب سرپرائز دیا تھا مجھے۔ تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔ میری مسٹر شگری کے ساتھ ڈیٹ ہے۔ کینڈل لائٹ ڈنر پر لے جا رہا ہے وہ اور تم نے ساری ڈیٹ spoiled کر دی۔" وہ مسکرائی۔

"The way you spoiled my date it made me stunned!

I was literally shocked that how could you do this?"

"میرال حسن مسکرائی تھی۔ ایک لمحہ کو لگا کہیں میرے ہیرو پر تمہارا دل تو نہیں آ گیا؟ مگر پھر ماننا پڑا کہ ایسا ناممکن ہے۔ تمہارا دل ابان شگری پر بھی آ جائے۔ اس کا دل ڈھونڈنا ایک ناتمام جدوجہد رہے گی اور تھکا دینے والے سفر پر جا کر کچھ نہیں ملتا۔ بہرحال دادا ابا اور نمرہ آنٹی نے بتایا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہے تو مجھے افسوس ہوا۔ اب تک کافی بہتر دکھائی دے رہی ہو تم؟ ابان نے بتایا اب بھی تمہاری ٹریٹمنٹ چل رہی ہے؟ ابان شگری سے جیسے میرے بنا رہا نہیں جا رہا تھا سو اس نے خود ہی ملنے کی راہ آسان کر دی ورنہ جب تک وہ یہاں

رہا میری تو جان پر بنی رہی تھی۔ دن جیسے صدیاں سال بن گئے تھے۔ محبت بھی کتنی عجیب ہے نا؟ صبر ہی نہیں ہوتا۔ چین ہی نہیں پڑتا؟"
میرال اس کے سامنے کھڑی مسکرائی تھی مگر اتباع منصور کے پاس جیسے کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

"اتنی گم صم کیوں ہو اتباع منصور؟ کہیں سچ مچ میں تمہیں محبت تو نہیں ہو گئی؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔

"پلیز ڈونٹ سے دیٹ اِٹس ٹرو..... میں سن نہیں پاؤں گی۔ ابان شگری کو میرے علاوہ کوئی محبت نہیں کر سکتا۔ نا ہی میں اس کی اجازت دوں گی۔" وہ جیسے چھیڑ رہی تھی۔ اتباع منصور کو بولنے پر اکسا رہی تھی مگر اتباع منصور خاموشی سے اٹھ کر فارم ہاؤس کی طرف چل پڑی تھی۔ میرال حسن نے اسے جاتا دیکھا تھا پھر پیچھے سے آواز دیتے ہوئی بولی تھی۔

"تمہیں بتانا بھول گئی اتباع منصور۔ ایک اچھی خبر ہے۔ تم سے ملنے دانیال مرزا آیا ہوا ہے۔ بیچارا اتنی محبت کرتا ہے کہ سر کے بل چلتا پاکستان آ گیا اور اتنی شدید دیوانگی ہے کہ بیچارا پچھلے ڈیڑھ مہینے سے بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے مگر تم تو اسے پلٹ کر پوچھ بھی نہیں سکیں؟" میرال حسن مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ اتباع منصور نے رک کر اسے سنا تھا اور پلٹ کر دیکھا تھا۔ کسی اپنے کا ذکر سن کر اس کا دل جیسے بے چین ہوا تھا۔

"دانیال مرزا؟" زیرِ لب اس کا نام پکارا تھا۔ میرال حسن چلتے ہوئے اتباع منصور کے قریب آئی تھی۔

"تم نے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔ وہ بیچارا وہاں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ تمہاری راہ تک رہا ہے۔ اب یہ محبت..... کیسے کیسے ستم کرتی ہے نا؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔ اتباع منصور الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کہاں ہے دانیال مرزا؟" میرال حسن اس کے قریب آن رکی تھی جب اتباع منصور نے الجھ کر پوچھا تھا۔

"وہ تب پاکستان آیا تھا جب تم میری ڈیٹ Spoiled کر کے یہاں ابان شگری کے ساتھ آ گئی تھیں۔" وہ مسکرائی تھی۔ شاید وہ مذاق کر رہی تھی یا یہ کوئی طنز تھا؟ اتباع منصور کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔ شاید میرال حسن کو اپنی ڈیٹ کے خراب ہونے کا قلق تھا۔ وہ مسلسل اتباع منصور کو ہدف بنا رہی تھی اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔

"دانیال مرزا یہاں ہے تو اس نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟ ایسا کیسے ممکن ہے؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"وہ تم سے رابطہ کیسے کرتا اتباع منصور تم اتنی جلدی میں آئی تھیں کہ اپنا سیل فون گھر ہی بھول آئی تھیں اور یہاں ابان شگری تو شاید وہ اپنا نمبر استعمال ہی نہیں کر رہا تھا۔ پورے ڈیڑھ مہینے تک میں اس سے رابطہ نہیں کر سکی۔ کڈ یو بلیو؟" میرال حسن اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

ڈیڑھ مہینہ وہ زندگی سے اتنی دور اتنی غافل رہی تھی؟ اسے یقین کرنا مشکل لگا تھا مگر وہ فی الحال اپنے دماغ پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی تبھی میرال حسن کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے دانیال مرزا سے بات کرنا ہے!" اور دانیال مرزا کا نام سن کر جیسے میرال کی آدھی فکر ختم ہو گئی تھی۔ اس نے آرام سے دانیال کا نمبر ملایا تھا اور فون اتباع منصور کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اتباع نے فون لے کر کان سے لگایا تھا۔

"ہیلو میرال!" دوسری طرف سے دانیال نے پکارا تھا۔ اتنے عرصے بعد دانیال مرزا کی آواز سن کر اسے ایک خوشگوار سا احساس ہوا تھا۔

"دانیال مرزا.... میں ہوں اتباع منصور....!" وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"اتباع؟" وہ چونکا تھا۔

"کیسی ہو تم؟"

"میں ٹھیک ہوں....!" اس سے بولا ہی نہیں گیا تھا۔ وہ مروت سے مسکرانے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر آواز بھرا گئی تھی اور آنکھیں سمندر سی بھر گئی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے آنسو رخساروں پہ بہہ نکلے تھے۔

"تم رو رہی ہو اتباع؟ پاگل ہو؟ یار تم عجیب لڑکی ہو؟ مجھے انفارم تک نہیں کیا۔ تم اتنی بیمار تھیں اور یہاں مجھے خبر تک نہیں تھی۔ دادا ابا سے خبر ہوئی۔ مگر میں تم سے کوئی رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔" دانیال مرزا نے شکوہ کیا تھا۔ وہ چپ چاپ سن رہی تھی اور آنسو رخساروں پر بہتے گئے تھے۔

"کیسی ہو تم اب؟ میں میرا کے ساتھ آنا چاہتا تھا مگر پھر سوچا یہاں رک کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ تم دنیا کی سب سے ایڈیٹ لڑکی ہو اتباع منصور....!" وہ بولا تھا اور اتباع مسکرا دی تھی۔ اسے اپنا مسکرانا خود عجیب لگا تھا۔

"کتنے دنوں بعد وہ مسکرائی تھی۔ یہ احساس کتنا اجنبی لگا تھا۔

"کوئی اپنا آ گیا تھا اسے تلاشنے۔ وہ اکیلی نہیں تھی۔ اس کی کمزور پڑتی ہمتوں کو جیسے نئی راہ ملی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں دانیال! بہت خوش ہوں تم یہاں اتنے قریب ہو! میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ انتظار نہیں ہو رہا اور!" وہ آنکھیں رگڑتی ہوئی جوش سے بولتے ہوئے مسکرائی تھی۔

مگر تب ہی اچانک کسی نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا تھا۔ اتباع چونکی تھی۔ اس کے عقب میں ابان شگری کھڑا تھا۔

اتباع منصور چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے پرسکون انداز میں کال منقطع کر کے فون میرال حسن کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اتباع منصور تمہیں آرام کرنا چاہیے!" وہ پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا۔ میرال مسکراتے ہوئے ابان شگری کے پاس آن رکی تھی اور ایک خاص استحقاق سے ابان شگری کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"عجیب ہو تم ابان شگری۔ اسے بات کرنے دیتے نا.... بیچارا دانیال مرزا۔ اس کی آواز سننے کو ترس رہا تھا اور تم نے دو محبت کرنے والوں کے درمیان اچانک سے دیوار اٹھا دی! محبت کے دشمن ہو۔" میرال حسن نے جتایا تھا۔

ابان شگری خاموشی سے اتباع منصور کو دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ تبھی میرال اس کی طرف آئی تھی۔

"آؤ اتباع میں تمہیں تمہارے روم میں لے جاؤں۔ تم تھک گئی ہوگیں!" میرال حسن نے دوستانہ آفر کی تھی مگر اتباع منصور اس کو کوئی جواب دیئے بنا پلٹ کر چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ جب میرال اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"آئی مسڈ یو ابان شگری! کتنے دن تک دور رہے تم مجھ سے! کوئی رابطہ بھی نہیں کیا، کوئی ایسے کرتا ہے؟ تم تو دل کو مٹھی میں لے کر ایک دم سے دبا دیتے ہو!" میرال حسن نے شکوہ کیا تھا۔ مگر وہ خاموش رہا تھا۔ اس کی نظریں اتباع منصور کی طرف تھیں۔

☆......☆......☆

وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر شاید کھلا یہ تھا کہ کوئی اقدام بے معنی نہیں۔ ابان شگری نے میرال حسن کو یہاں کیوں بلایا تھا۔ شاید اس کے کچھ اسباب تھے۔ شاید وہ اتباع منصور کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ کسی اور کے ساتھ ہے یا پھر یہ وقتی غصہ تھا یا وہ کچھ سوچ چکا تھا۔ اتباع منصور جان نہیں پائی تھی۔

وہ دونوں قریب کھڑے تھے یا پھر ابان شگری جان بوجھ کر میرال حسن کے قریب تھا۔ وہ جان نہیں پائی تھی مگر وہ جو وہاں سے گزرنے والی تھی یکدم ہی قدرے فاصلے پر رک گئی تھی۔

میرال حسن نہیں جانتی تھی ان کا نکاح ہو چکا ہے۔ ابان شگری شاید اسے بتانا بھی نہیں چاہتا تھا یا پھر اسے اس سے فرق بھی نہیں پڑتا تھا مگر اس تمام کھیل کا مقصد کیا تھا؟ صرف اتباع منصور کو جتانا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں اور کسی اور کے ساتھ ہے؟

اگر صرف یہ تھا تو اس کاری ایکشن کیا ہوا تھا؟ اتباع منصور کو ڈسٹرب کرنا؟ کوئی سزا دینا؟ وہ اس کا کتنا خیر خواہ تھا یا پھر یہ وقتی غصہ تھا؟ اس کا قیاس کرنا مشکل تھا مگر اس لمحے وہ اجنبی لگ رہا تھا۔ اس ابان شگری سے کہیں زیادہ مختلف تھا جو کچھ دنوں پہلے تک اتباع منصور کا خیال رکھتا آیا تھا۔ یہ وہ ابان شگری شاید نہیں تھا جو اتباع منصور کے ہر حکم پر سر جھکا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا وہ یکسر کوئی نیا انسان تھا یا پھر اس بیماری میں وہ صرف اسے ٹھیک کرنے کے لئے اس کا معاون اور مددگار رہا تھا؟ یا وہ کوئی محبت تھی؟

وہ توجہ، وہ کیئر، وہ خلوص، وہ ہمراہی.... جیسے سب کوئی خواب تھا اس لمحے۔ ابان شگری اس لمحے مکمل گریز پائی برت رہا تھا۔ کیا وہ سچ اتنا اہم تھا جو اس نے اشعر ملک سے سنا تھا کہ اس سچ کے بعد کی دنیا بہت بدل گئی تھی؟

اشعر ملک جس مقصد سے آیا تھا یقیناً وہ اس میں کامیاب رہا تھا۔

وہ محبت کا خاتمہ کر گیا تھا۔ ابان شگری کی محبت، تمام توجہ اڑن چھو ہو گئی تھی۔ شاید وہ اس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرنے تک وہ توجہ اسے دیتا رہا تھا۔ مگر جیسے ہی اتباع منصور کی حالت سنبھلی تھی وہ وہی پرانا ابان شگری تھا۔ اتباع منصور نہیں جانتی تھی اس ڈیڑھ ماہ میں کیا گزری تھی اور اس زمانے سے وابستہ کوئی بات سرے سے یاد نہیں تھی مگر اتباع منصور اس لمحے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری نے اسے اک نگاہ دیکھا تھا مگر اگلے ہی لمحے نظر انداز کر دیا تھا۔ اتباع منصور نے قدم واپس موڑ لئے تھے۔ اس کے چہرے پر مکمل خاموشی تھی اور کوئی کیفیت نہیں تھی۔ وہ چلتی ہوئی وہاں بینچ پر آن بیٹھی تھی جس سے قدرے فاصلے پر وہی پیڑ تھا جہاں لاتعداد جگنو ٹمٹمار ہے تھے۔ اتباع منصور ان جگنوؤں کو خاموشی سے کسی نامعلوم سمت کا تعین کرتے دیکھ رہی تھی۔ جب ابان شگری چلتا ہوا وہاں آیا تھا۔

اتباع منصور چونکی نہیں تھی نا اس کی طرف دیکھا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے آپ سے بات کرنا تھی!" وہ جیسے کچھ کہنے کا قصد کرنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے اسے گردن پھیر کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس مقام کو چپ چاپ دیکھ رہی تھی۔

کل اسی مقام وہ اس کے ساتھ تھی مگر اس بات کی کوئی یادداشت اس کے ذہن میں محفوظ نہیں تھی۔ ابان شگری نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔ اتباع منصور کیا سوچ رہی تھی؟ کیا اس کے ذہن میں گزرے کال کا کوئی حوالہ تھا؟

ابان شگری نے اسے جانچتے ہوئے دیکھا تھا مگر اتباع منصور کے چہرے اور آنکھوں میں کسی یاد کا کوئی عکس نہیں تھا۔ جانے کیا ہوا تھا۔ ابان شگری اٹھا تھا۔ اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی مگر ابان شگری اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے لے کر اس پیڑ کی سمت بڑھنے لگا تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ نظروں میں سوال تھے مگر ابان شگری اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔ وہ اسے لے کر اس پیڑ کے نیچے جا رکا تھا جہاں لاتعداد جگنو ٹمٹمار ہے تھے۔

اتباع منصور ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔ آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ کیا ہے؟" وہ جیسے الجھ کر پوچھنے لگی تھی۔

"یہ جگنوؤں کا گھر ہے۔ یہ راستہ روشنی کی سمت جاتا ہے۔ جب بہت سے جگنو روشنی سے بھر جاتے ہیں تو وہ کسی نامعلوم سمت کی سمت سفر کرتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں ہوتی اس سے آگے کی منزل کیا ہے مگر وہ صرف کرتے ہیں!" ابان شگری مدھم لہجے میں بتانے لگا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے جگنوؤں کو اپنے اطراف اڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"میں ایسی باتوں پر یقین نہیں کرتی۔ نامعلوم سمت کا تعین کرنا اور سفر کرنا حماقت ہو سکتی ہے۔ یہی حماقت میں نے کی تھی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

"کب....؟" ابان شگری اس بارے میں جاننا ضروری خیال کرتا تھا۔

"جب میں پاکستان آئی تھی۔ بہت حماقت سے بھرا فیصلہ تھا وہ۔" وہ اس فیصلے کو کوس کر رہی تھی یعنی اس کی یادداشت میں گزرنے والا کوئی لمحہ نہیں تھا۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ یقیناً ان دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اتباع نے اس کے ساتھ گزارے تھے۔

اس کی معصوم باتیں.... اس کی ضد.... اس کے حکم.... اس کی جلن.... اس کا حسد.... اس کے خدشے.... اور اس کا اظہار محبت.... ابان شگری کو کھونے کا خوف....!

سچ کیا تھا؟

وہ سب جو ان دنوں میں اتباع منصور کہہ رہی تھی.... کر رہی تھی؟ یا یہ جواب کہہ رہی تھی.... جتا رہی تھی؟

ابان شگری اسے جتائے بنائے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے جیسے کوئی گزرا رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر اتباع منصور کا چہرہ کسی بات کا کوئی شائبہ تک نہیں رکھتا تھا۔ ان آنکھوں میں سکوت تھا۔ ابان شگری کو کھونے کا کوئی خوف نہیں تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ایک جگنو مٹھی میں لیا تھا اور اس کی سمت دیکھا تھا۔ اتباع منصور چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"پلیز.... آزاد کر دیں اسے.... اس کا دم گھٹ جائے گا!" وہ خوفزدہ ہو کر بولی تھی۔

"اس کی رہائی اتنی ضروری کیوں ہے؟" ابان شگری سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

"ہر شے کو مٹھی میں دبوچنا ٹھیک نہیں.... جو آپ کو پسند ہے۔ اس پر آپ کی گرفت ضروری نہیں۔ جو آپ کو مطلوب ہے سو ہے مگر حقیقتاً اس کا دم گھٹ رہا ہوگا اور....!" اتباع منصور بولی تھی۔ "جیسے تمہارا دم میری گرفت میں گھٹ رہا ہے؟" ابان شگری اس کی بات کاٹ کر بولا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر نگاہ پھیر گئی تھی۔

"تمہیں بھی تو میری مٹھی سے آزاد ہونے کی اتنی ہی خواہش ہے نا؟" ابان شگری نے کہتے ہوئے جگنو کو مٹھی سے آزاد کر دیا تھا۔

"اگر رشتہ نیت سے نہ باندھا جائے تو قبول نہیں ہوتا۔ آپ رشتوں کی بات کرتے اچھے نہیں۔" وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر مسکرا دیا تھا اور اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ گرفت میں سختی تھی اور اس کا انداز جارحانہ تھا۔ نگاہوں میں یکدم سرد مہری کی جگہ شعلوں نے لے لی تھی۔

"رشتوں کی بات تو آپ بھی نہیں کر سکتیں اتباع منصور۔ آپ نے جو رشتہ بنایا ہے اس کی نیت کیا تھی؟ جس کی اپنی آنکھ میں شہتیر ہو وہ دوسروں کی آنکھ کے تنکے کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔ رشتہ نہیں بنایا تھا آپ نے۔ صرف ایک سازش رچی تھی۔ ایک کھیل کھیلا تھا۔ اشعر ملک کے ساتھ مل کر۔ اور اس کھیل کو فی الحال متروک کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ابھی تو لطف آنا شروع ہوا ہے شیرنی۔ ابھی سے کھیل ختم کر دیا تو حماقت ہوگی نا؟ تم تو زیادہ جانتی ہوگی نا؟ بڑے کھیل کھیلنے کی عادی ہیں آپ۔ رشتوں کے دام لگانا، خرید و فروخت اور لین دین سودے بازی کرنا کوئی آپ سے سیکھے!" وہ سلگتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے طنز بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور اسے پرسکون انداز میں دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری کے اندر جتنا انتشار تھا۔ اتباع منصور کے اندر اتنا ہی سکون دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے خود کو اس کی مضبوط گرفت سے چھڑانے کی سعی کی تھی مگر ایسا ممکن نہیں ہوا تھا۔ اس کی گرفت سختی سے بھری تھی۔

"اتباع منصور، میں آپ کو گرفت سے کبھی آزاد نہیں کرنا چاہوں گا۔ آپ کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی۔" ابان شگری نے سلگتے

لہجے میں کہتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا تھا اور پلٹ کر چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی جیسے وہ کوئی سرد وجود تھا جسے کسی شے کا کوئی احساس یا اندازہ نہیں تھا۔

☆......☆......☆

"اور مجھے حیرت ہے تمہیں ابان شگری سے محبت نہیں ہوئی؟ یہ انکشاف حیران کن ہے!" وہ خاموشی سے کافی کے سپ لے رہی تھی جب میرال حسن اپنا کافی کا کپ لے کر اس کے پاس آن بیٹھی تھی۔

اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنا یا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"میرا خون تو یہی سوچ سوچ کر جل رہا تھا کہ تم ابان شگری کے ساتھ ہو۔ مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ تم انتہائی بے ضرر ہو!" میرال مسکرائی تھی۔

"ابان شگری اتنا برا بھی نہیں ہے ویسے۔ بہت نرم دل ہے اس کا مگر اتفاق سے اسے مجھ سے محبت نہیں ہو سکی۔ لیکن میں بے پناہ محبت کرتی ہوں اس سے۔ اور مجھے لگتا ہے ایک دن وہ اس محبت کا قائل ضرور ہو گا۔ دیکھو وہ مجھے مس کر رہا تھا۔ اس نے خود فون کر کے مجھے یہاں بلایا۔ دیکھتے ہی کہا وہ بہت ڈاؤن فیل کر رہا تھا۔ میں سمجھ سکتی ہوں محبت اس کے دل پر کہیں دستک دے رہی ہے۔ اسے میرا خیال رہنے لگا ہے۔ کسی بہانے ہی سہی اس نے مجھے یاد رکھا ہے۔" میرال حسن کہہ رہی تھی اور وہ خاموشی سے کافی کے سپ لے رہی تھی۔

"کہتے ہیں جب کوئی خوشی میں یاد نہ رکھے مگر جاں گسل لمحے میں یاد رکھنے لگے تو دل کا تعلق جڑ رہا ہوتا ہے۔" میرال حسن مسرور دکھائی دی تھی۔ وہ شاید خوش فہم ہو رہی تھی یا کسی شدید غلط فہمی کا شکار تھی۔

وہ ابان شگری کے ساتھ پچھلے کئی عرصے سے تھی اور وہ جان سکتی تھی کہ ابان شگری کس طرح کا بندہ تھا۔ وہ محبت شاید نہیں کر سکتا تھا مگر وہ یہ بات میرال حسن کو نہیں بتا سکتی تھی۔ میرال حسن کو یقین نہیں کرنا تھا اور وہ اسے یقین دلانے کے موڈ میں نہیں تھی۔ تبھی چپ چاپ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔ تبھی راہداری میں سامنا ابان شگری سے ہو گیا تھا۔

وہ چپ چاپ آگے بڑھ جانا چاہتی تھی مگر ابان شگری کے دل میں جانے کیا آیا تھا کہ اس نے کلائی تھام لی تھی۔ اتباع منصور پلٹ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ خاموش تھی۔ بہت زیادہ خاموش کہ اس کی آنکھوں میں بھی اس خاموشی کا سکوت اتر آیا تھا۔

ابان شگری چپ چاپ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے جانے کیا تلاش کرنے لگا تھا۔

"تمہیں کبھی محبت ہوئی؟" وہ جانے کیا سوچ کر پوچھنے لگا تھا۔ شاید اس نے میرال کو اس سے بات کرتے سن لیا تھا جو اسے بہت کچھ جاننے کا تجسس ہوا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

ابان شگری مسکرایا تھا۔

"محبت تمہیں نہیں ہو سکتی نا؟ تم محبت کے لیے نہیں بنی ہو!" وہ شدید سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا۔ اتباع منصور

اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری بہت پرشوق نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت متوجہ نہیں ہونا چاہتی تھی تبھی چہرے کا رخ پھیر لیا تھا۔

ابان شگری نے بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔ اور اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوا تھا۔ جانے کیا تھا اس لمس میں کہ اتباع منصور ایک لمحے میں پیچھے ہٹی تھی اور الٹے قدموں چلتی دیوار سے جا لگی تھی۔ ابان شگری نے آگے بڑھ کر اسے دیکھتے ہوئے اپنی ہتھیلی کو دیوار پر ٹکاتے ہوئے اس کے سامنے رک کر جیسے فرار کے سبھی راستے مسدود کر دیئے تھے اور وارفتگی سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

یکسر مختلف انداز تھا۔ اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی وہ کیا چاہتا تھا یا اس کے دل میں کیا تھا۔

"دل جیتنے کے ہزار وصف ازبر ہیں تمہیں۔ حیرت ہے اتنے اسلوب کیسے یاد رکھ لیتی ہو؟ اشعر ملک میں ایسا کیا تھا کہ تمہاری توجہ اسے نصیب ہوئی؟" شک کر رہا تھا وہ۔ طنز بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اور ان لمحوں میں اتباع منصور کو وہ بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ اس کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی تبھی خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور اس کے دیوار پر ٹکائے ہاتھ کو ہٹانا چاہا تھا مگر ابان شگری اس کے لئے تیار نہیں تھا تبھی وہ سلگتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"راستہ چھوڑیئے!" وہ جیسے حکم صادر کر رہی تھی۔ انداز سختی لئے۔

"اتباع منصور ایسا ٹیسٹ ہوگا تمہارا آئی نیور تھاٹ آف اٹ!" وہ افسوس کر رہا تھا۔ وہ جیسے کوئی وضاحت دینے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"اچھا محبت کیسے ہوئی تھی؟" وہ جانے ضر بضد ہوا تھا۔ اتباع منصور سرد آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی اسے۔

"مجھے اشعر ملک سے مت جوڑیئے۔ میں اس سے محبت نہیں کرتی!" اتباع منصور نے جتایا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا پھر ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی سے اس کی پیشانی سے لبوں تک ایک صراط بنائی تھی اور مسکرایا تھا۔

"حسن کو آتے ہیں بہانے کتنے!" مدھم انداز میں کہتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور کو اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھی اور وہ چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔

"پوری دنیا چھوڑ کر تمہیں وہی شخص اعتبار کرنے کے قابل کیوں لگا؟ تم نے اس سے مدد مانگی وہ بھی ابان شگری کی قید سے رہائی پانے کے لئے؟" وہ جیسے بہت حیران تھا۔ اس کا دماغ جیسے اس ایک نقطے سے آگے بڑھ ہی نہیں رہا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"میں نہیں جانتی کہاں سے یہ سنا آپ نے مگر یہ سچ نہیں ہے اور مجھے آپ کو کوئی وضاحت دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" وہ لاتعلق لہجے میں بولی تھی اور ابان شگری اس کے چہرے پر جھک آیا تھا۔ اس کی سانسوں کی تپش سے اتباع منصور کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔ پھر شہادت کی انگلی اس کے دل پر ٹکا دی تھی۔

"یہ دل محبت کے لئے نہیں بنا۔ محبت نہیں کر سکتا۔ یہ محبت سے واقف نہیں ہے نا؟" وہ حتمی لہجے میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور اس کی بات سمجھ نہیں سکتی تھی۔ یہ ری ایکشن شدید ترین تھا۔ جہاں تک وہ جانتی تھی اسے وہ اتنا غصہ دکھانے کا قائل نہیں رہا تھا اور کجا ایساری ایکشن؟ اس رشتے میں ایک تحفظ تھا جواب ناپید تھا۔ وہ دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"کس نے کہا یہ سب؟" وہ جاننے کی خواہاں ہوئی تھی۔

"تمہارے دل نے کہا!" وہ طنز سے مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک نے بتایا تمہیں؟" وہ اس آدھی ادھوری حقیقت کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"اشعر ملک تمہارے دل کے اتنے قریب ہے؟" ابان شگری کا سرد لہجہ جیسے اور سرد ہو گیا تھا۔

"میں نے اشعر ملک سے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میری بات ہوئی تھی اس سے۔ میں ڈیل کی بات کی تھی مگر میں نے یہ نکاح اس لیے نہیں کیا تھا!" وہ یقین دلانے لگی تھی۔ ابان شگری اس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"جھوٹ کی ایک بات دلچسپ ہوتی ہے۔ شیریں لبوں سے بولا جائے تو اور بھی دلچسپ لگنے لگتا ہے!" وہ جیسے یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اتباع منصور اکتا کر چہرہ پھیر گئی تھی۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی تھی۔ تبھی تھک کر ابان شگری کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"کس بات کی سزا ہے کہ میں تم سے ملی؟" وہ جیسے تھک گئی تھی۔

ابان شگری مسکرایا تھا۔

"ملیں تو آپ اشعر ملک سے تھیں مگر جانے کیا تھا جو وقت آپ کو مجھ تک کھینچ لایا۔ کوئی اسرار ہوگا اس میں بھی۔ اگر کبھی آپ کا رہائی مل گئی تو دماغ لگا کر سوچ لیجیے گا۔ فی الحال اس پر تمام طاقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا ہوا!" ابان شگری اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ ہٹاتے ہوئے سرسری لہجے میں بولا تھا۔ اسے بغور دیکھا تھا۔ پھر پیچھے ہٹا تھا۔ پلٹا تھا اور چلتے ہوئے دور نکلنے لگا تھا۔

اتباع منصور کو جانے کیوں اس کے ساتھ اپنا آپ اندر سے بہت خالی ہوتا لگا تھا۔ جیسے اس شخص کے صرف قدم نہیں اور بھی بہت کچھ اس سے دور جا رہا ہو۔ جیسے اندر سے کوئی کوئی علاقہ بہت بنجر اور خالی ہو رہا ہو۔ اس احساس کو وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ بس خاموشی سے ابان شگری کو دیکھتی رہی تھی۔

☆......☆......☆

اشعر ملک موبائل فون پر گیم کھیلتے ہوئے مسکرایا تھا۔

نارسائی اگر اپنی تقدیر تھی

تیری الفت تو اپنی تدبیر تھی
کس کو شکوہ ہے گر شوق کے سلسلے
ہجر کی قتل گاہوں سے سب جا ملے
اور نکلیں گے عشق کے قافلے
جن کی راہ طلب سے ہمارے قدم
مختصر کر چلے درد کے فاصلے
کر چلے جان کی خاطر گیر ہم
جان گنوا کر تری دلبری کا بھرم
ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے!

"یار انور دیکھ دل کی لگی کیسے کیسے دن دکھاتی ہے۔فیض چاچا کی سمجھ میں نہیں آیا۔اف محبت! محبت نہ ہو گئی لکن مٹی ہوئی۔اخیر ہے بھئی۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جاؤ جا کر قاسم کو بلا کر لاؤ۔اس سے کام کے بارے میں پوچھوں۔آگے ہی تم لوگوں کی نا اہلی کی وجہ سے پانچ کمپنیاں ہاتھ سے چلی گئیں ہیں۔محبت تو گئی سو گئی۔محبت کے ساتھ عقل بھی گئی۔ویسے یار! یہ محبت عقل سے پیدل کیوں ہوتی ہے؟ محبت کے پاس بھی ایک دماغ ہونا چاہیے نا؟ کیا خیال ہے؟" اشعر ملک بولا تھا اور انور اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"ملک دن اس دن آپ نے اشارہ کر دیا ہوتا نا تو ابان شگری کا سر اس کے دھڑ سے الگ ہو چکا ہوتا۔آپ کی خاصیت یہ ہے کہ دل رحم ہو جاتے ہیں ورنہ آپ کو نقصان پہنچانے والا زمین پر سانس لیتا دکھائی نہیں دے۔" انور شدید غصے کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

اشعر ملک نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"حوصلے سے کام لو انور۔اشعر ملک کو حساب بے باق کرنے آتے ہیں۔میں خاموش کیوں رہا؟ دشمن کو نا قابل نقصان پہنچانا ہو تو اضافی باتس کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دینا چاہئے اور جذبات کو سمندر میں پھینک دینا چاہیے۔بس ایسا ہی کیا میں نے۔اشعر ملک بلا وجہ کسی کو نرمی نہیں دکھاتا نا فائدہ پہنچاتا ہے۔جہاں نہیں ہوتا وہاں سے بھی کاٹتا ہے تو سوچو۔میرا مقصد کیا رہا ہوگا۔میں ابان شگری کو رعایت کیوں دے رہا تھا؟ کیونکہ میں اسے نا قابل تلافی نقصان پہنچانا چاہتا تھا اور میں اس میں کامیاب رہا ہوں۔دیکھو میں نے اس کی زندگی میں کیسی آگ لگا دی ہے۔بیچارا سکون کو ترس رہا ہوگا۔یہ ان پانچ کمپنیوں سے بہت زیادہ کا نقصان ہے جو میں نے اسے پہنچایا ہے۔میں نے اسے جذبات کی مار ماری ہے۔دل ٹوٹ جاتے تو باقی کچھ نہیں بچتا کاکے۔" اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسرور سا مسکرایا تھا۔

"مگر پھر بھی ملک صاحب ہمیں اچھا نہیں لگتا آپ کو کوئی نظر اٹھا کر بھی دیکھے۔" انور جذباتی ہوا تھا۔

"ارے نہ کا کے۔ اتنا ایموشنل ڈرامہ نہیں کرتے۔ دشمن کی کمر توڑنا ہو تو دماغ کا ڈبل استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تم دیکھو گے ابان شگری نے جو نقصان مجھے پہنچایا ہے وہ کچھ نہیں ہے۔ جو نقصان میں اسے پہنچاؤں گا وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔ میں ایویں تو نہیں کہتا تا کہ آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو۔" اشعر ملک اس کے سینے پر نرمی سے پنچ مارتے ہوئے مسکرایا تھا۔

انور مسکرا دیا تھا۔

☆......☆......☆

کسی کی کال آئی تھی۔ ابان شگری نے لحہ بھر کو بات کی تھی اور پھر فون اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ مگر وہ فون ہاتھ میں تھما کر پلٹ گیا تھا۔ تب اتباع منصور کو مجبوراً فون کان سے لگانا پڑا تھا۔

"ہیلو.....!"

"ہیلو بچے، میں بات کر رہی ہوں تمہاری ممی!" نمرہ نے بہت حلاوت سے بھرے میں کہا تھا۔ اور وہ قدرے دور کھڑے ابان شگری کو خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ جو اس لمحے میرال حسن کے قریب کھڑا تھا۔ شاید وہ کوئی بات کر رہا تھا۔

"جی آنٹی!" اتباع اسی قدر کہہ سکی تھی۔

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟ سوری تمہارے انکل کی وجہ سے مجھے واپس آنا پڑا۔ وہ خود سے کچھ مینج نہیں کر سکتے۔ پورا گھر ڈسٹرب کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لئے میں ابا کے ساتھ واپس آ گئی۔ ابا کی طبیعت کچھ خراب ہو رہی تھی۔ ان دونوں ہمارے ساتھ ہیں۔" نمرہ بولی تھی۔

"دادا ابا کو کیا ہوا؟" وہ پریشان ہوئی تھی۔

"ان کا دل ذرا کمزور ہے۔ عمر کا بھی اثر ہے۔ وہ اس طرح کی صورتحال سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا تبھی مجھے ان کو لے کر واپس آنا پڑا۔ تمہاری طبیعت کی وجہ سے بہت پریشان ہو گئے تھے۔" نمرہ نے بتایا تھا۔

"اوہ! آئی ایم سوری! میری وجہ سے دادا ابا کو سفر کرنا پڑا۔ مجھے تو کچھ یاد ہی نہیں۔ پتہ نہیں کیا ہوا۔ بس اتنا یاد ہے کہ آخری بار بیک یارڈ کی طرف گئی تھی!" وہ حیران ہو کر بولی تھی۔

نمرہ دوسری طرف نرمی سے مسکرائی تھی۔ وہ اس کے دماغ پر شاید بہت دباؤ ڈالنا نہیں چاہتی تھی تبھی بولی تھیں۔

"دیٹس آل رائٹ بیٹا۔ آہستہ آہستہ تمہیں یاد آنے لگا۔ اب تم آرام کرو۔ میں دوبارہ کال کروں گی۔"

"آنٹی کیا میں دادا ابا سے بات کر سکتی ہوں؟" اتباع نرمی سے بولی تھی۔

"نہیں بیٹا ابھی تو دادا ابا گھر پر نہیں ہیں۔ کسی دوست کی طرف نکل گئے ہیں۔ میں تمہاری بات بعد میں کروا دوں گی۔" فی الحال تم آرام کرو اور فون ابان کو دو!" نمرہ بولی تھی تو اس نے ابان کی طرف دیکھا تھا اور فون ابان کی طرف بڑھا دیا تھا۔ ابان نے فون تھاما تھا اور پھر بات کرتے ہوئے قدرے دور نکل گیا تھا۔ میرال حسن مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اب کیا محسوس کر رہی ہو تم؟"

اتباع نے سر ہلا دیا تھا۔ ارادہ پلٹ کر وہاں سے نکل جانے کا تھا جب میرال حسن بولی تھی۔

"یہ فیملی بہت لونگ کیئرنگ ہے۔ ہر ایک کے ساتھ توجہ اور پیار بانٹتی ہے!" وہ شاید نمرہ آنٹی کے اتباع سے بات کرنے کو جتا رہی تھی۔

اتباع نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں نہیں جانتی اگر انہوں نے کوئی کیئر اور توجہ جتائی ہو تو۔ مجھے ان دنوں کی کوئی بھی بات یاد نہیں ہے۔ حتیٰ کہ مجھے نمرہ آنٹی سے ملنا بھی یاد نہیں! میری یادداشت کا وہ خانہ خالی ہے!" اتباع سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

"اوہ!" میرال نے حیرت سے ہونٹ سکوڑے تھے۔ "بائے دا وے ایسا کیا ہوا تھا؟ جو تم اتنا سیریس ہو گئیں؟ ایسی کوئی بات ہوئی تھی جس نے تمہارے اعصاب پر اتنا دباؤ ڈالا؟" میرال حسن نے دوستانہ لہجے میں پوچھا تھا۔ اتباع منصور خاموش رہی تھی۔ دھیان ابان شگری پر پڑا تھا۔ وہ خاموشی سے اس طرف دیکھنے لگی تھی۔ وہ ماں کے ساتھ بات کا سلسلہ تبھی منقطع کر کے پلٹا تھا اور وہ یکدم نظر پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"تم دونوں کے درمیان کوئی خفگی چل رہی ہے؟" میرال نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔ وہ وہاں سے ہٹ جانا چاہ رہی تھی مگر تبھی ابان چلتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔

"ہو گئی بات نمرہ آنٹی سے؟ لگتا ہے آنٹی کچھ خاص ہدایات کر رہی تھیں تبھی اتنی دیر تک بات کرتے رہے؟" میرال اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔ وہ واپس آنے کا کہہ رہی ہیں۔ اسی ویک کے اینڈ تک۔ اب اتباع کی حالت بھی سنبھل چکی ہے۔ سو آئی تھنک کہ اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔" ابان شگری بولا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت سے نگاہ پھیر کر واپس پلٹنے لگی تھی۔ جب ابان شگری نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ میرال نے اس اقدام کو بغور دیکھا تھا۔ ابان شگری کو جیسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ میرال کی پرواہ کیے بنا اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور خاموشی سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ میرال کو موجودگی میں یہ حرکت آکورڈ تھی۔ جب کہ ابان شگری نے میرال حسن کو اس رشتے کی ہوا تک لگنے نہیں دی تھی۔

"آپ کو شاید میرال حسن کا ہاتھ تھامنا تھا؟ غلطی سے سمت بدل گئی؟" اتباع منصور نے جتایا تھا۔ میرال حسن مسکرا دی تھی۔

"حمایت کرنے کا شکریہ اتباع منصور ابان شگری اکثر میرے بارے میں بھول جاتا ہے۔"

ابان شگری اس سے قطع نظر کہ میرال نے کیا کہا ہے یا اتباع کیا کہہ رہی تھی بدستور یونہی اس کی سمت کھڑا دیکھتا رہا تھا اور اس

کلائی پر اس کی گرفت شدید ترین ہو رہی تھی۔ سختی پر اتباع منصور اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"رشتوں پر گرفت رکھنا کوئی حال نہیں، بچانا ہو تو انہیں آزاد چھوڑ دینا چاہیے۔" اتباع منصور بولی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔

"رشتوں کو سنبھال کر رکھنے کا ہر ایک کا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی جب رشتے اختیار سے باہر ہونے لگیں اور اپنی من مانیاں کرنے لگیں تو ان پر گرفت مضبوط کرنا جیسے ضروری ہو جاتا ہے!" وہ بہت سرسری لہجے میں کہتا ہوا بولا تھا۔ میرال حسن نے دونوں کو کسی قدر حیرت سے دیکھا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے؟ کیا چل رہا ہے؟" ابان شگری اتباع کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"اتباع منصور کو کسی کی یاد آ رہی ہے۔ بہت غمزدہ ہو رہی ہیں۔ سوچا ان کا موڈ بحال کر دیا جائے!"

"آہ..... کس کی یاد؟" میرال حسن مسکرائی تھی۔ "دانیال مرزا؟" گیس کیا تھا۔

"شاید.....!" "یہ تو اتباع منصور جانے! دلوں کی باتیں کہاں سنائی دیتی ہیں!" ابان شگری اتباع کی سمت بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"صحیح کہا آپ نے دل کی باتیں سنائی یا دکھائی نہیں دیتیں وگرنہ کوئی راز، راز نہیں رہتا۔" اتباع منصور نے جتایا تھا۔ پھر ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ ابان شگری اتباع منصور کو بغور دیکھا تھا اور میرال صورتحال کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"کتنی عجیب لڑکی ہے نا؟' دانیال مرزا پاگل ہے اس کے لئے اور پتہ نہیں اسے اس بات کی فکر ہے بھی کہ نہیں!" میرال نے جیسے اتباع منصور پر افسوس کیا تھا۔

"ہاؤ ڈو یو نو دیٹ؟" ابان شگری نے سپاٹ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"دانیال نے بارہا بتایا ہے۔ وہ دل کی بات کرنے میں حیل وحجت سے کام نہیں لیتا۔" میرال مسکرائی تھی۔ "اور کیا ثبوت ہوگا کہ وہ چلتا ہوا اس کے پیچھے یہاں تک آ گیا۔ یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسی حماقت کی اجازت صرف محبت ہی دیتی ہے نا؟" میرال مسکرائی تھی۔

"اتباع نے تمہیں بتایا کہ وہ بھی انٹرسٹڈ ہے؟" ابان شگری نے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔ جانے وہ کیا جاننے کا خواہاں تھا۔

"اتباع کا تو پتہ نہیں مگر وہ بندہ تو پاگل ہے اس کے لئے۔ محبت شاید اتنی ہی الجھی ہوئی ہے! پتہ نہیں چلتا نا؟ جیسے تمہارے دل کا پتہ نہیں چلتا!" میرال حسن اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔

ابان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"مجھے کچھ ضروری کام ہے۔ آئی ول کیچ یو لیٹر!" ابان شگری نے رسمی مسکراہٹ سے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹایا تھا اور چلتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

"فکر کی بات نہیں ہے بوا۔ بات ہوئی ہے میری۔ وہ کسی پارٹی کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ فارہاؤس گئی تھی۔ وہیں اس کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔ اب تو بہت بہتر ہے۔" دانیال نے فون پر بوا سے بات کرتے ہوئے انہیں نرمی سے بتایا تھا۔

"مجھے اس لڑکی کی فکر ہو رہی ہے دانیال۔ تم اسے جلد سے جلد واپس لے کر آؤ۔ بن ماں باپ کی بچی ہے۔ کیا منہ دکھاؤں گی منصور کو اس نے اتباع کی ذمہ داری مجھے سونپی تھی!" بوا کو دکھ ہوا تھا۔

"ڈونٹ وری بوا۔ میں اتباع کو اپنے ساتھ واپس لے کر ہی آؤں گا۔" دانیال مرزا نے کہا تھا۔

"میں تو اسی دن کا انتظار کر رہی ہوں بیٹا۔ تم اتباع کو واپس لے کر آؤ تو میں تم دونوں کا نکاح کروا دوں۔ میری ذمے داری تو ختم ہو۔ منصور بھائی کی یہ ہی خواہش تھی۔ اتباع کی فکر جان کھائے جاتی ہے!" بوا فکر مندی سے بولی تھیں۔

"آپ فکر نہ کریں بوا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں اتباع سے بات کرتا ہوں ابھی۔" دانیال نے نرمی سے سمجھایا تھا۔

"ہاں بیٹا۔ بات کرو اس سے اور میری طرف سے بھی پوچھو۔ واپس آئے تو میری بات ضرور کروانا۔ میں تو اس کی آواز سننے کو ترس گئی ہوں۔ کتنے مہینے پہلے Skype پر بات ہوئی تھی۔ اس کا وہی چہرہ آنکھوں میں ہے۔" بوا جذباتی ہوئی تھیں۔

"بوا پلیز۔ شی از فائن ناؤ۔ لٹ می ٹاک ٹو ہر!" دانیال نے نرمی سے سمجھا کر فون کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور میرال حسن کے فون پر کال ملائی تھی۔ میرال نے دوسری ہی بیل پر کال پک کی تھی۔

"ہیلو مجنوں صاحب! آپ کی لیلیٰ کے حال اچھے ہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے!" میرال حسن نے فون اٹھاتے ہی مسکراتے ہوئے اطلاع دی تھی۔

"میری بات اتباع منصور سے کروا سکتی ہو پلیز؟" دانیال نے نرم لہجے میں درخواست کی تھی۔ میرال کو لمحہ بھر سوچنا پڑا تھا۔

"وہ اپنے روم میں چلی گئی تھی دانیال مرزا۔ شاید سو گئی ہو۔ وہ متواتر دوائیں لے رہی ہے۔ سو شاید جاگنا مشکل ہو اس کا۔ میں صبح تمہاری بات کروا سکتی ہوں اس سے۔ یوں بھی شاید ایک دو دن میں ہم واپس لوٹ آئیں۔" میرال حسن نے بتایا تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہو گی مگر میں اتباع منصور سے صبح بات کرنا چاہوں گا۔ بوا کو اس کی فکر ہو رہی ہے!" دانیال مرزا بولا تھا اور میرال مسکرا دی تھی۔

"تم تو چھوٹے بچوں کی طرف خوفزدہ ہو رہے ہو۔ دانیال مرزا۔ اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔ آف کورس میں تمہاری بات کروا دوں گی۔ محبت بھی کتنا بے خبر کر دیتی ہے تا کہ انتظار کرنا محال ہو جاتا ہے۔ مجھے اندازہ ہو رہا ہے دانیال مرزا۔" وہ مسکرائی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔ مجھے اتباع کی فکر ہے۔ دوسرے بوا اس کے لئے پریشان ہیں۔ اینی ہاؤ۔ تم آرام کرو۔ ہم صبح بات کرتے ہیں۔" دانیال مرزا بولا تھا اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ میرال حسن کچھ لمحوں تک بیٹھی سوچتی رہی تھی۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری کا فون کافی دیر سے بج رہا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ میں کوئی ضروری لیٹر ٹائپ کر رہا تھا تبھی دھیان نہیں دیا تھا۔ مگر کال کرنے والا جیسے کوئی ایسا تھا جیسے بات کرنا مقصود تھی سو ابان شگری نے فارغ ہو کر فون دیکھا تھا اور اسکرین پر موجود نمبر دیکھ کر کال پک کر لی تھی۔

"محترم اشعر ملک کے لیے اتنی بے صبری؟ بات کرنے کا اتنا شوق کہ متواتر ساتویں بار کال؟" وہ مکمل پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

دوسری طرف اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"میں نے سوچا حال احوال ہی پوچھ لوں۔ میری پانچ کمپنیاں ہتھیا کر تو تم کہیں زیادہ بزی ہو گئے ہو گے نا؟ لہجے میں صاف لگتا ہے جیت کا خمار ہے مگر ابان شگری یہ زیادہ دنوں رہنے والا نہیں ہے کاکے۔ اپنی خیر منا بچے۔ عقل میں مجھ سے اب بھی بہت چھوٹا ہے تو۔ بچوں والے کام کرتا ہے اب بھی۔ وہی ضدی لہجہ وہی بچوں والی ہٹ دھرمی!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"بچے کی طاقت دیکھ چکے ہو تم اشعر ملک۔ سن رکھا ہو گا۔ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ تم بس وہی بادل بن گئے ہو۔ شور کرنا آتا ہے تمہیں بس۔ ابان شگری بچوں والے کھیل نہیں کھیلتا۔ چاروں طرف نگاہ رکھتا ہے۔ آزما کر دیکھ لیا نا؟ میری پانچ کمپنیوں پر نظر تھی تمہاری اور کیا ہوا؟" ابان شگری پرسکون انداز میں بولا تھا۔

"نظر تو میری اتباع منصور پر بھی ہے چھوٹو اس کا کیا؟" اشعر ملک اسے چڑاتے ہوئے مسکرایا تھا۔ ابان شگری نے مٹھیاں غصے سے بھینچ لی تھیں اور چہرے اور پیشانی کی رگیں تن گئی تھیں۔

"اشعر ملک..... خیریت چاہتے ہو تو اپنی زبان سے یہ نام دوبارہ مت لینا ورنہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔ اور تم اچھی طرح سے جانتے ہو ابان شگری گرجتا بھی ہے اور برستا بھی ہے۔" ابان شگری مضبوط لہجے میں بولا تھا۔ اشعر ملک ہنسا تھا۔

"غصہ مت کر چھوٹو۔ یارا تیری طرف بہت سے حساب نکلتے ہیں۔ اب بتاؤ تم پر غصہ نہ آئے تو کیا ہو؟ سوچ لے ایک ایک بات کا حساس چکانا ہے تجھے۔ کہنے کو تو میں تیرا دوست، رہبر، رفیق ہوں مگر یارا کاروباری اختلاف تو اپنی جگہ ہیں نا۔ بس تیری کمر توڑنے کے منصوبے بناتا رہتا ہوں۔ ایک امید ٹوٹتی ہے تو دوسری جگہ لے لیتی ہے۔ مت پوچھ عالم شوق کتنا سوا ہو رہا ہے۔ جس دن تجھے اوندھے منہ زمین پر گرا دیا اس دن چین کی سانس لوں گا۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

ابان شگری پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک تمہارے دال نہیں گل سکتی۔ تمہارا حریف ابان شگری ہے دیکھ لینا منہ کی کھانی پڑے گی تمہیں۔ ایک بار پھر۔ مجھے ہرانے کی آس ہمیشہ رہے گی تمہیں۔ تم امیدوں پر جیتے ہو اور میں عمل کرتا ہوں۔ مجھے ٹوٹتی امیدوں کے پنکھ بنانا نہیں آیا۔ یہ عمل ایسے ہی ہے کوئی خود کو بیکار کے بہلاووں سے بہلانے کی کوشش کرے اور پھر اسے خود ہی اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جائے۔" ابان شگری مضبوط لہجے میں بولا تھا۔ اشعر ملک ہنسا تھا۔

"یہی تو نہیں جانتا تو چھوٹو یارا۔ بڑے بول بولنا حماقت ہو سکتی ہے۔ میں چپ چاپ میدان مارنے والے لوگوں میں سے ہوں!"

"بالکل اشعر ملک۔ بہت شور تھا باہر۔ پوچھا تو تمہاری کامیابی کا بہت چرچا تھا۔ پتہ لگ گیا کتنے بڑے معرکہ باز ہو تم! مجھے افسوس ہوتا ہے اشعر ملک تم بچے والے دماغ لے کر جی رہے ہو۔ بچوں والے خواب دیکھتے ہو ابھی تک۔ اپنی ڈیڑھ انچ کی دنیا ہے تمہاری اور اپنی اس دنیا میں ڈیڑھ ہوشیار بننے کی کوشش کرتے ہو تم۔ بے وقوف ہو تم اشعر ملک۔ امیدوں کی کھڑکیاں کھول کر جھانکتے رہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی طفل روز آسمان پر ایک فرضی خود ساختہ نہ نظر آنے والی لکیر بنائی۔ روز اسے مٹائے اور پھر ایک محدود دائرہ بنا کر بالآخر اپنا ایک فرضی آسمان متعین کر کے اس کو پورا آسمان اخذ کرے۔ یا جیسے کوئی چھوٹا بچہ روز آسمان پر دکھائی دینے والے چاند کو اپنے آنگن میں اتارنے کے خواب دیکھے اور جب اس کا شعور آنکھ کھولے تو اسے حقیقت میں خود کو واپس لانا پڑے کہ خواب صرف آنکھوں میں رکھنے کی چیز ہیں اور خود کو بہلانے کے لئے ایسے خوابوں کو دیکھتے رہنے میں کچھ ہاتھ بھی نہیں آتا!" ابان شگری جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اشعر ملک کا قہقہہ واضح سنائی دیا تھا۔

"کہتا تو ٹھیک ہے یار ا۔۔۔ چاند بھی تو چرانا ہے۔ ایک بار تو آیا تھا اور میری بینڈ بجا کر میرے آسمان کا چاند چرا کر لے گیا تھا۔ اب باری میری ہے چھوٹو۔ سوچ لے زیادہ دیر تک تو اپنے بڑے بھائی کو ہرا نہیں سکتا۔" اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"اشعر ملک، جلد بھول جاتے ہو تم۔ کہہ دیا تھا کہ تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو دوبارہ ذکر بھی مت کرنا۔ آسمان چھونے کی اوقات نہیں ہے تمہاری اور تم چاند کے خواب دیکھ رہے ہو؟ ایسا ممکن نہیں ہو سکے گا۔ اگر تم کوشش کر بھی لو تو۔ مگر میں تمہیں اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ تم اس آسمان کی طرف دیکھ بھی سکو۔ پچھلی بار آئے تھے تو ناک تڑوا کر گئے تھے۔ سوچو اس بار کیا ہوگا؟" ابان شگری پرسکون انداز میں بولا تھا اور فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اشعر ملک فون کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"یار اقاسم۔۔۔ یہ شیر کی کمر توڑ دی جائے تو شیر کتنے دنوں تک جی سکتا ہے؟ میں جاننا چاہتا تھا وہ اتنی ہی طاقت سے دھاڑنے کے قابل رہتا ہے؟" اشعر ملک مسکراتے ہوئے صوفے میں دھنس گیا تھا۔ قاسم نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ تبھی اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یار اتم نے تو Discovery اور نیشنل جیوگرافک چینل پر دیکھا ہوگا نا؟"

"نہیں مگر پتہ کرنا پڑے گا شیر کس نسل کا ہے۔ بہت سے کاغذی شیر بھی تو ہوتے ہیں نا۔ ویسے شیر کی کمر تو کوئی شیر ہی توڑ سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ کے اگر ایک شیر پہلے سے موجود ہے تو دوسرا شیر کہاں سے برآمد کیا جائے؟" قاسم دور کی کوڑی لاتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اشعر ملک نے لمحہ بھر کو اسے گھورا تھا۔

"یار ادوسرا شیر تو پہلے سے میدان میں ہے۔ بس پہلے والے کے ہوش ٹھکانے لگانا ہے۔" اشعر ملک مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے فخر سے مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

صبح اس نے میرال حسن کو واپسی کے لئے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا تو وہ چونکی تھی۔ میرال ابان شگری سے مل رہی تھی۔ کچھ اختتامی جملے ایکسچینج ہوئے تھے۔ میرال حسن گاڑی میں بیٹھی تھی اور گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ بے چینی سے چلتے ہوئے ابان شگری کی طرف بڑھی تھی۔

"ہم نہیں جا رہے؟" وہ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ساکت رہ گئی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا تھا جب اتباع نے بے ارادہ ہی اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ ابان شگری حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا گویا وہ اس کے ہاتھ تھامنے پر حیران ہوا تھا۔ اتباع قدرے خجل ہوئی تھی پھر اس کا ہاتھ چھوڑ کر نگاہ پھیر گئی تھی۔

"میں پوچھنا چاہ رہی تھی ہم واپس کب جائیں گے؟" اس کی جانب دیکھے بنا وہ بولی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور دل برداشتہ ہو کر واپس جانے لگی تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں جانے کی اتنی جلدی کیوں ہے؟" ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ جیسے وہ اس کے چہرے سے اصل مدعا جاننے کا خواہاں تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر نگاہ پھیرنے کے ساتھ چہرہ بھی پھیر گئی تھی۔

"اس کا جواب دینا ضروری نہیں ابان شگری۔ یہ کافی ہے کہ میں واپس جانا چاہتی ہوں اور میں کسی کی پابند نہیں ہوں!" اتباع منصور لاتعلق لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو نرمی سے چھوا تھا پھر اسی طور بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو چہرے سے پیچھے ہٹایا تھا۔

"حسن کو خیالوں کے اعداد و شمار ہیں۔ الجھنا منع ہے۔ فکروں کی عمر نہیں ہے۔ بے جا کے وسوسے پالنا دانشمندی نہیں۔ بے فکری سے کھل کر سانس لو اور تمام موسموں کو جیتے ہوئے ان ہواؤں کو محسوس کرو۔ اندر کہیں تروتازگی بڑھنے لگے گی۔" وہ مدھم لہجہ جانے کیا جتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے پلٹ کر وہاں سے نکل جانا چاہا تھا مگر تبھی ابان شگری نے اس کے گرد اپنی گرفت باندھی تھی۔ املتاس کے درخت کے بہت سے پیلے پھول اڑ کر ان کی سمت جیسے بہنے لگے تھے۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے قریب کیا تھا۔ اتباع منصور بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس کی نظروں کس تپش سے اتباع منصور کی پلکیں جھپکنے لگی تھیں۔ املتاس کے پیلے پھول اڑتے ہوئے ان کے اطراف گھیرے بنانے لگے تھے۔

"اس چہرے پر عجیب دلکشی ہے۔ دیکھوں تو ہر بات پر یقین آنے لگتا ہے۔ بہت معصوم اور بھولا ہے یہ چہرہ.... یہ آنکھیں جیسے یقین کرنے پر مائل کرتی ہیں اور یہ ہونٹ..... چاہے کچھ بھی کہیں، یقین کرنے کو دل چاہتا ہے۔" وہ اس چہرے کے نقوش چھو رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی گرفت میں جانے کیوں اپنا وجود پگھلتا ہوا محسوس کیا تھا۔ اس کی نظروں کی تپش.... اس کے لہجے کی حرارت.... جیسے اس کے چہرے کو جھلسانے لگی تھی۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھنا موقوف کر دیا تھا۔ نگاہ پھیر لی تھی۔ نگاہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی مگر ان آنکھوں کی تپش جیسے اس چہرے کو جھلسانے لگی تھی.... اس کی سانسوں کی گرمی جیسے اسے بے چین کرنے لگی تھی.... وہ اس کی

گرفت میں کسمسائی تھی۔۔۔۔اپنے گرد اس کی گرفت کو توڑنا چاہا تھا مگر ابان شگری اس پر فی الحال مائل دکھائی نہیں دیا تھا۔

"کوئی راز سمجھاؤ! کوئی اسم پھونکو! تمہیں تو بہت سے راز ازبر ہیں نا؟ سبھی طور طریقے معلوم ہیں کہ رازوں سے پردہ کیسے اٹھایا جاتا ہے۔۔۔۔ مسکراؤ۔۔۔۔ میری طرف دیکھو۔۔۔۔ دل جیت لو۔۔۔۔ میں ہارنے کو تیار ہوں۔۔۔۔ میں ہار جاؤں گا! ایک بار آزماؤ تو سہی۔۔۔۔ سبھی جیت لو۔۔۔۔ وہ بھی جو تمہارا ہے اور وہ بھی جو تمہارا نہیں ہے۔" ابان شگری اس کے چہرے پر جھکا مدھم لہجے میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اتباع منصور نگاہ اٹھائے بنا کھڑی تھی۔ سانس ساکن تھی جیسے۔ وہ عجیب لمحوں کے حصار میں تھی جیسے۔

"کچھ کہو۔۔۔۔ کہ مجھے اعتبار آنے لگے۔ کوئی حرف غلط۔۔۔۔ کوئی جھوٹ ہی سہی۔۔۔۔ کہوں۔۔۔۔ میرا دل جیت لو! سب اختیار میں لے لو۔۔۔۔ وہ بھی جو تمہارا ہے۔۔۔۔ وہ بھی جو نہیں۔۔۔۔! سب مٹھی میں لے لو۔۔۔۔ جان بھی۔۔۔۔ سمیٹ لو سب۔۔۔۔ جسم سے روح کھینچ لو۔۔۔۔ سب۔۔۔۔ سبھی کچھ۔۔۔۔ سبھی جان گسل سے لمحے بھی* سبھی اضطراب جان کے لمحے بھی۔۔۔۔ سبھی شوق تمنا بھی۔۔۔۔ جان میں چھپی سبھی گزارشات۔۔۔۔ پرت در پرت کھول لو۔۔۔۔ سمیٹ لو اماتوں کو۔۔۔۔ عنایتوں کو۔۔۔۔ کج ادائیوں کو۔۔۔۔ سبھی موسموں کو۔۔۔۔ باندھ لو سب اپنے ساتھ۔۔۔۔ سب زادِ راہ کر لو۔۔۔۔ اضطراب جان بھی۔۔۔۔ افسونِ جان بھی۔۔۔۔ سب کچھ جو سمیٹ سکتی ہو۔۔۔۔ سبھی جھوٹ موٹ کے شکوے بھی* کوئی جھوٹے سچے وعدے بھی۔۔۔۔ کوئی وضاحتوں کی بات۔۔۔۔ سبھی ربط۔۔۔۔ سبھی کچھ۔۔۔۔!" ابان شگری مدھم سرگوشیوں میں اس کی سماعتوں کے قریب کہہ رہا تھا۔

"لے لو سبھی کچھ۔۔۔۔ تمہیں اختیار ہے سب! مگر ان سب باتوں کے جواب میں ایک سچ سونپ دو۔۔۔۔ ایک چھوٹا سا سچ!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں سرگوشی کی تھی۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھ نہیں پائی تھی۔ اس لہجے کی تپش سے اسے اپنا آپ جلتا لگ رہا تھا جب ابان شگری نے اس کے دل پر شہادت کی انگلی کو رکھا تھا پھر اس کے چہرے کو دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اس دل میں دبا ایک گہرا راز۔۔۔۔ بتا سکو گی؟ یہ دل اس کے اندر کی تمام گہرائی؟ سبھی راستے۔۔۔۔ سبھی واسطے۔۔۔۔ ایک لمحے کو مجھے سونپ سکو گی؟ ہر بات بھول کر؟ صرف اس ایک لمحے کو سوچ کر۔۔۔۔ سونپ دو وہ ایک بات جو اس دل میں ہے۔ دل کی سبھی گہرائیوں میں ہے؟" وہ بے خود لہجے میں کہہ رہا تھا۔ تیز ہوا جسم کے آر پار ہو رہی تھی۔ بہت سے گہرے بادل جو آسمان کو چھپائے ہوتے تھے اچانک ہی ان میں ایک دوسرے سے ٹکرانے کی آواز آئی تھی۔ لائٹنگ ہوئی تھی اور پھر بادلوں میں بھرا تمام پانی زمین کو بھگونے لگا تھا۔

وہ دونوں ان بارشوں میں بھیگنے لگے تھے۔ ابان شگری کو جیسے پرواہ نہیں تھی۔ بادل گرجنے کی آواز سے اتباع منصور سہم گئی تھی اور ابان شگری کے چوڑے سینے میں یکدم سر چھپا لیا تھا۔ ابان شگری نے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تھا۔ اتباع منصور خوف میں گھری اس کے سینے میں منہ چھپائے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ ابان شگری اس کے سر کو سر جھکا کر دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس کے گرد اپنا حصار اور بھی تنگ کر دیا تھا۔ انداز میں تحفظ تھا۔ وہ جو بدگمان تھا، شاکی تھا۔ اسے ایک بار پھر تحفظ دے رہا تھا۔ اسے کمفرٹیبل محسوس کروا رہا تھا۔ اتباع منصور جو اس سے متنفر تھی۔ اس لمحے اس کے سینے میں سر چھپائے کھڑی تھی۔ بادل بہت زور سے گرج رہے تھے۔ بارشوں جیسے آج

ہی زمین کو سارے راز سونپ دیئے تھے اور آسمان کو جیسے آج ہی زمین کی سمت جھک آنا تھا۔

"کہا تھا نا تم سے؟" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ ابان شگری اس بھیگتے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

"آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اور اتباع منصور اسے بہت چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ ان لفظوں کا سماعتوں سے کوئی رشتہ تھا جیسے۔ جیسے وہ یہ لفظ پہلے بھی سن چکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرتیں تھیں۔

"یہ حقیقت ہے شیرنی.... کہا تھا تم سے.... آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے!"

"کب....؟ کب کہا تھا؟" وہ بہت چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"جب وقت تھم گیا تھا۔ آسمان زمین کی طرف جھک آیا تھا اور زمین حیران تھی....!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا اور اتباع منصور اسے بے انتہا حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"کب....؟ کب کی بات کر رہے ہیں آپ؟ ایسا کب ہوا تھا؟"

"ہوا تھا۔ تمہیں کہا تھا جب دن گزر جائیں گے اور جب سب ختم ہو جائے گا تو تم بھی یہی کہو گی مگر تب تم ماننے کو تیار نہیں تھیں!" ابان شگری نے اس چہرے پر آئی گیلے بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا۔ وہ شدید حیرت میں تھی۔ ابان شگری نفی میں سر ہلانے لگا تھا۔

"یہی حقیقت تھی.... یہی حقیقت ہے.... آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے۔ تب تمہیں ضد تھی، زمین ضروری ہے اور تم غلط تھیں۔ دیکھو آج اس لمحے نے خود ثابت کر دیا۔" ابان شگری نے جتایا تھا۔ اتباع منصور ذہن پر زور دیتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی!" وہ تھک کر اس کے سینے پر رکھ کر بے حد بے بسی محسوس کرنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور کے چہرے پر کشمکش تھی۔ وہ جیسے الجھ رہی تھی۔

"مجھے کوئی بات یاد نہیں.... میں نے ایسی کوئی بات کبھی نہیں کہی....!" وہ اسے جھٹلانے لگی تھی۔ ابان شگری خاموش تھا اور یہ بات اسے اور الجھن میں مبتلا کرنے لگی تھی۔

"میں نے ایسے کوئی بات کبھی نہیں کہی تھی.... آپ بول کیوں نہیں رہے؟ خاموش کیوں ہیں؟" وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ پھر نگاہ پھیر گیا تھا۔ اور یہ بات اتباع منصور کو اور بھی الجھن میں مبتلا کرنے لگی تھی۔ وہ کانپنے لگی تھی۔ اس کے ہونٹ نیلے پڑنے لگے تھے۔ وجود سرد پڑنے لگا تھا۔ وہ تھکی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ تبھی ابان شگری نے اسے بازوؤں میں اٹھایا تھا اور آگے بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور خاموش تھی اور پھر آنکھیں موند گئی تھی۔ ابان شگری اس کو لے کر اندر بڑھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

وہ جب واپسی کے لئے لوٹ رہے تھے تو اتباع منصور خاموش تھی۔ ابان شگری نے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا اور پھر ونڈ اسکرین کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"حیرت ہے آپ خاموش ہیں۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ آپ واپس لوٹ رہی ہیں؟ یہی چاہتی تھیں نا آپ؟" وہ جیسے اسے بولنے پر اکسا رہا تھا۔

"یہ وہ سفر نہیں ہے جو میں کرنا چاہتی ہوں!" وہ ابان شگری کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر ونڈ اسکرین کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"جو سفر آپ چاہتی ہیں وہ فی الحال ممکن نہیں ہے۔ آپ کا دم جتنا بھی بند مٹھی میں گھٹے.... افسوس اس قید سے رہائی ممکن نہیں ہے۔" وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ ایک نگاہ دیکھ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ جیسے وہ جانتی تھی کہ اس بات کا کوئی حاصل حصول نہیں ہے۔ اس کی خاموشی شاید ابان شگری کی شدت کو بڑھاتی ہے۔ وہ اس کی بے خبری پر عجیب ضرب لگانا چاہتا تھا اور وہ ایسا کرتا بھی تھا۔

وہ جب بھی خاموش ہوتی تھی۔ ابان شگری شدید ترین ری ایکشن دیتا تھا۔ ان کے درمیان کوئی عجیب سی بات تھی.... عجیب سا کھچاؤ تھا اور اس خاموشی میں محبت کہیں نہیں تھی۔

"تمہیں مجھ سے نفرت ہونے لگی ہوگی نا؟" ابان شگری اسے بولنے پر اکساتا ہوا بولا تھا۔

"میں نفرت نہیں کرسکتی! مجھے نفرت کرنا نہیں آتی!" وہ اس کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔

"مجھے جو لوگ پسند نہیں۔ میں اس کا برملا اظہار نہیں کرسکتی۔ مجھے یہ طریقہ نہیں معلوم!" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔ اس کا لہجہ سکوت سے بھرا تھا جیسے ان کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو۔

ابان شگری اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

"آنٹی ابان شگری کا فارم ہاؤس بہت خوبصورت مقام پر ہے۔ میں نے بہت کم ٹائم گزارا وہاں مگر میرا واپس آنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ابان کے ساتھ یوں بھی وقت گزارنے کا پتہ نہیں چلتا۔" وہ پاستہ کھاتے ہوئے بولی تھی اور نمرہ اسے چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھیں۔

"اور اتباع....؟" انہوں نے دانستہ پوچھا تھا۔ میرا اپنی دھن میں کھا رہی تھی۔

"اتباع اچھی لڑکی ہے مگر تھوڑی عجیب ہے۔ اب دیکھیں نا، دانیال مرزا اس سے اتنی محبت کرتا ہے مگر وہ اسے پلٹ کر بھی نہیں دیکھتی۔ ایسا دل کس کے پاس ہوتا ہے بھلا؟" وہ اپنی دھن میں کہہ رہی تھی اور نمرہ کو یقین کرنا پڑا تھا کہ وہ ابان شگری اور اتباع منصور کے رشتے سے یکسر ناواقف تھی یا پھر کوئی کہانی گھڑ رہی تھی۔

"کیا....؟ یہ دانیال مرزا کون ہے اور تباع سے اس کا کیا تعلق ہے؟"

"دانیال مرزا اتباع کا دوست ہے۔ اس سے ملنے انگلینڈ سے آیا ہے اور اتباع اس سے ابھی تک نہیں ملی ہے۔ میں اس پر حیرت ظاہر کر رہی تھی۔"

"اوہ..... وہ دوست ہے!" نمرہ الجھی تھی۔

"نہیں، دوست نہیں ہے۔ ابان شگری جانتا ہے کہ دانیال مرزا اتباع سے محبت کرتا ہے اور.....!"

"وہاٹ؟ ابان جانتا کہ کوئی اتباع سے محبت کرتا ہے؟ وہاٹ آر یو ٹاکنگ اباؤٹ؟ تم جانتی ہو ابان اور اتباع کا نکاح ہو چکا ہے؟" نمرہ نے کہا تھا اور میرال حسن کا منہ تک لے جاتا ہاتھ رک گیا تھا اور وہ منہ کھول کر نمرہ کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"نمرہ آنٹی؟ آر یو جوکنگ؟ کوئی مذاق ہے یہ؟" وہ بے یقینی سے بولی تھی۔

"یہ مذاق نہیں میرال بیٹا۔ اتباع اور ابان کا نکاح ہو چکا ہے۔ تبھی وہ ساتھ ہیں۔ جلد وہ واپس لوٹیں گے تو مجھے ان کی reception بھی ارینج کرنا ہے۔ کچھ بھی کر کے ذوالفقار صاحب کو بھی اس کے لئے منانا ہے۔ کتنی بھی مخالفت ہو ہیں تو باپ ہی نہ..... آئی ہوپ اتباع جتنی سمجھدار ہے وہ ضرور باپ بیٹے کے درمیان موجود فاصلوں کو گھٹانے کی کوشش کرے گی!" نمرہ میرال کی کیفیت کے برعکس کہہ رہی تھیں اور میرال پاستہ واپس ٹیبل پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں آنٹی..... میں چلتی ہوں!" میرال حسن بولی تھی اور اس کے ساتھ ہی چلتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ نمرہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

شگری محل میں واپس لوٹ کر اسے کسی قدر بہتر محسوس ہوا تھا۔ پہلا کام اس نے دانیال مرزا سے رابطے کا کیا تھا۔ کچھ عرصے بعد وہ اس کے سامنے تھا اور کتنی ہی دیر وہ اس کے شانے پر سر رکھے خاموشی سے روتی رہی تھی۔

"اتباع مجھے تمہارا رونا اچھا نہیں لگتا۔ یو شڈ اسٹاپ کرائینگ!" دانیال مرزا نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں تھک گئی ہوں دانیال..... پلیز مجھے واپس لے جاؤ۔ میں کچھ نہیں چاہتی..... کوئی جائیداد نہیں..... کوئی اثاثے نہیں..... آئی ڈونٹ واپس اینی تھنگ..... اس پرائے دیس میں پرائے لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے تھک گئی ہوں میں۔ پلیز مجھے واپس گھر لے چلو۔ مجھے اپنے گھر میں رہنا ہے جہاں مم اور ڈیڈی کی یادیں ہیں۔ جہاں بوا ہے اور تم ہو۔ میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں دانیال پلیز مجھے واپس لے چلو!" اتنے دنوں وہ کسی اپنے کو پاس دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ دانیال حیران تھا۔ وہ کمزور پڑنے والوں میں سے نہیں تھی۔ وہ کمزور کبھی نہیں پڑ سکتی تھی۔ اس کے اعصاب مضبوط تھے پھر ایسا کیا ہوا تھا؟ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہ رہا تھا۔ اس نے اتباع کو چپ کرایا تھا اور پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔ اتباع نے ایک سپ لے کر اس کا ہاتھ روک دیا تھا اور دانیال کی طرف بے بسی سے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہوا اتباع اتنا خوف کس بات کا ہے تمہیں؟ اشعر ملک نے کچھ کہا؟" اسے خدشہ ہوا تھا مگر اتباع فوری طور پر کچھ نہیں بولی تھی۔ دانیال نے اسے کا ہاتھ تھاما تھا اور ملائمت سے اسے دیکھا تھا۔

"ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنا پریشان کر رہی ہے اتباع؟"

"کوئی بات نہیں ہے دانیال بس نہیں رہنا اب یہاں.... مجھے واپس گھر جانا ہے اور اب....!" اتباع ضدی لہجے میں بولی تھی۔ دانیال نے فوری طور پر سر ہلا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے تم تھوڑا آرام کر لو۔ میں تمہارے ڈاکیومنٹس تیار کرواتا ہوں۔" دانیال مرزا نے یقین دلاتے لہجے میں کہا تھا۔

"لیکن!" اتباع منصور کچھ کہتے کہتے رکی تھی۔ دانیال مرزا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اتباع منصور خاموش ہو کر سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں!" دانیال نے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔

"ایسی کوئی بات ہے جو تمہارے دل میں ہے اور تم مجھے بتانا بھول گئی ہو؟" دانیال نے دوست ہونے کے ناطے اسے جانچا تھا۔ اتباع اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔ دانیال نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"میری طرف دیکھو اتباع.... ٹیل می کیا بات پریشان کر رہی ہے تمہیں؟" اور اتباع منصور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

"میرا نکاح ابان شگری سے ہو چکا ہے!" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی اور دانیال حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"وہاٹ....؟" انداز میں شدید حیرت تھی۔

"میرے پاس کوئی حل نہیں تھا دانیال.... یہاں بہت اکیلی پڑ گئی تھی میں اور میرے پاس آخری راہ جیسے یہی تھی۔ میری زندگی قید ہو کر رہ گئی تھی یہاں۔ ابان شگری مجھے اشعر ملک کا Spy سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک بہترین حل یہ تھا کہ وہ مجھ سے نکاح کرے۔ تمہیں بتایا نہیں مگر میں نے یہ دن بہت کٹھنائیوں میں کاٹے ہیں۔ میں گھر لوٹنا چاہتی تھی۔ پھر سے وہی زندگی جینا چاہتی تھی۔ اپنی اسٹڈی پوری کرنا چاہتی تھی اور میں الجھتی گئی۔ کچھ سمجھ نہیں آیا کیا ہوا.... کیسے ہوا.... ڈیڈ کے بعد زندگی بدلتی گئی اور....!"

"تمہیں ابان شگری سے محبت ہے....؟" وہ بول رہی تھی جب دانیال مرزا نے پوچھا تھا اور اتباع منصور شدید حیرت سے چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"یونہی! تم نے کہا تھا ابان شگری تمہارا یونیورسٹی فرینڈ ہے۔ تم سے ایک دو سال شاید سینئر تھا وہ؟" دانیال شاید چہرہ پڑھنے پر قادر تھا یا پھر وہ واقعی اتباع منصور کا اتنا بہترین دوست تھا کہ اس کا چہرہ پڑھ کر بتا سکتا تھا۔ مگر اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر بہت آہستگی سے وہ نگاہ پھیرنے کے ساتھ گردن پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

دانیال مرزا اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

خاموشیاں وقت سے نہیں آتیں۔ خاموشیاں اندر جنم لیتی ہیں۔ اتباع منصور کہ یہ دن.... یہ موسم.... یہ سارے لمحے بہت خاموش لگ رہے تھے۔ مگر اب ایک احساس تھا کہ اس کا بہترین دوست پاس تھا جو اسے یہاں سے نکلنے میں مدد کر سکتا تھا۔ دانیال تھا تو اسے ایک نئی طاقت کا احساس ہوا تھا۔ وہ راہداری میں چلتی ہوئی آرہی تھی جب بے دھیانی میں ابان شگری سے ٹکرائی تھی۔

ابان شگری نے اسے سنبھالا تھا۔ گرنے سے بچایا تھا اور وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں واپس جانا چاہتی ہوں! مجھے کچھ نہیں چاہئے.... اپنے ڈیڈ کے کوئی اثاثے بھی نہیں۔ نا آپ کی طرف سے کچھ.... پلیز لیٹ می گو.... !ڈونٹ فیل دیٹ میں تمہاری جائیداد پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں انگلینڈ واپس جا کر اپنی زندگی وہیں سے شروع کرنا چاہتی ہوں.... پلیز.... لٹ می گو بیک!" وہ ملتجی لہجے میں کہہ رہی تھی جیسے وہ بہت تھک گئی تھی اور اب مزید لڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے خاموشی سے ابان شگری کو دیکھا تھا اور پھر دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے تھے۔

"مجھے اپنی بند مٹھی سے آزاد کر دو، میں کھل کر سانس لینا چاہتی ہوں، پلیز مجھے سانس لینے دو، میرا دم گھٹ رہا ہے! پلیز لٹ می گو....!" وہ درخواست کرتے لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

☆......☆......☆

میرال حسن، اشعر ملک کے شانے پر سر رکھ کر تادیر خاموشی سے روتی رہی تھی اور اشعر ملک اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی.... یہ کیا ہے؟ تم تو رلانے والوں میں سے ہو یارا.... یہ آج رونے کی کیسے ٹھان لی؟" اشعر ملک نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا مگر وہ اس انداز پر مسکرا نہیں سکی تھی۔ اشعر ملک کی اس کا موڈ بحال کرنے کی کوشش ضائع ہوگئی تھی تبھی وہ حیرت سے میرال حسن کو دیکھنے لگا تھا۔

"یارا.... ماجرا کیا ہے؟ بتاؤ مجھے۔ جس نے تمہاری آنکھوں میں آنسو دیئے ہیں، اس کی تو میں بینڈ سے بینڈ بجادوں گا۔ ایک بار نام لو اس کا۔" اشعر ملک پریشان ہو کر بولا تھا۔ مگر میرال حسن نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے آنکھوں کو رگڑا تھا۔

اشعر ملک نے اس کی سمت ٹشو پیپر بڑھایا تھا جسے میرال حسن نے تھام لیا تھا۔

"محبت کا کوئی چکر ہے نا؟ پھوپھو کی بیٹی جھوٹ مت بولنا۔ کسی نے دل دکھایا ہے نا تمہارا؟" اشعر ملک نے اسے بغور دیکھتے ہوئے قیاس کیا تھا۔

"نہیں.... ایسی بات نہیں ہے.... ایسا کچھ نہیں ہوا!" میرال حسن نے کہا تھا۔ تبھی اشعر ملک نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ابان شگری؟" اشعر ملک جیسے نقطے پر پہنچا تھا اور میرال حسن اس کی سمت حیرت سے دیکھنے لگی تھی پھر سر جھٹک کر بولی تھی۔

"اس کا قصور نہیں ہے۔ اس نے کچھ نہیں کیا!" وہ کہہ کر نگاہ پھیر گئی تھی۔

"کیسے کچھ نہیں کیا یار پھوپھو کی بیٹی؟ تمہیں محبت ہے نا اس سے؟ بولو، ہے نا؟ تم اس کے لئے پاکستان آئی ہو نا؟ اور اتنے دن

سے اس کا فارم ہاؤس سے لوٹنے کا انتظار کر رہی تھیں؟" اشعر ملک نے کہا تھا اور میرال حسن حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتہ؟ تمہیں کس نے بتایا؟"

"یارا.... اشعر ملک کوئی معمولی بندہ نہیں ہے پھوپھو کی بیٹی۔ تم اشعر ملک کو گھاس نہیں ڈالتی ہو تو اس سے اشعر ملک دنیا کا سب سے dumbo انسان ثابت نہیں ہو جاتا۔ میں سب جانتا تھا مگر میں تمہیں جتانا نہیں چاہتا تھا۔" اشعر ملک نے جتایا تھا۔

"اوہ....!" میرال حسن نے ہونٹ سکوڑے تھے۔

"کھیل تو اب شروع ہوگا یار پھوپھو کی بیٹی۔ حساب تو پہلے بھی بہت نکلتے تھے ابان شگری کی طرف مگر اب تو ایک معاملہ اور بھی ہے اور اس کے لئے میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔" اشعر ملک موچھوں کو بل دیتا ہوا مضبوط لہجے میں بولا تھا اور میرال حسن خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری بہت خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ نگاہیں گہرائی لیے ہوئے تھیں...... کوئی اسرار تھا ان میں، جیسے وہ کچھ ڈھونڈ رہی ہوں ان آنکھوں میں۔ کوئی بات جو کھوگئی ہو مگر اتباع منصور نگاہ پھیر گئی تھی اور یہی وہ لمحہ تھا جو اس کھوج کا تسلسل توڑ گیا تھا ورنہ عجب نہ تھا کہ ابان شگری کوئی حل ڈھونڈ نکالتا۔ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی مگر ان آنکھوں میں تمام رنگ بہت اجنبیت لئے ہوئے تھے اور ان لمحوں میں وہ اجنبیت بہت حاوی ہوتی جا رہی تھی۔ باقی کے تمام رنگ اور محسوسات جیسے اس ایک رنگ میں دبنے لگے تھے۔

ابان شگری نہ جانے کیا ٹھان چکا تھا کہ اس چہرے کو تھام کر اپنی طرف موڑتے ہوئے بغور دیکھا تھا۔ نظر سرسری تھی۔ انداز میں کوئی خاص تاثر نہیں رکھتا تھا مگر اتباع منصور اس کی طرف دیکھ نہیں سکی تھی۔

''مجھے جانے دیں۔ میرا دم گھٹ جائے گا یہاں۔ بہت گھٹن ہے چاروں اطراف۔ مجھ سے سانس نہیں لیا جا رہا!'' اتباع منصور س کی طرف دیکھے بنا بولی تھی۔ مگر ابان شگری اس چہرے کو اس دلچسپی سے دیکھتا رہا تھا۔

''میں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ تھک گئی ہوں۔ آئی ہیو ٹو گو بیک!'' وہ متواتر اس سے نظریں چرائے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ابان شگری نے اس کے گرد اپنے مضبوط بازو کا حصار باندھا تھا اور اسے قریب کر لیا تھا۔

''نہیں رہنا...... نہیں سانس لیا جا رہا...... ! میرا دم گھٹ جائے گا۔ مجھے آزاد کر دیں۔ سانس لینے دیں۔ اس گرفت میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی میں۔'' ابان شگری کی سمت بنا دیکھے وہ اپنی ہی رو میں مدھم لہجے میں گزارشات کر رہی تھی۔ ابان شگری نے اسے خود سے قریب کیا تھا۔ وہ دبک کر پیچھے ہٹ جانا چاہتی تھی مگر اس کے گرد ابان شگری کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ اس حصار سے نکلنے میں ناکام رہی تھی۔ ابان شگری بہت اطمینان کے ساتھ اس چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔ انداز رسمی تھا۔ بہت سرسری جیسے اس بات میں کوئی خاص پہلو نہ نکلتا ہو۔ جیسے یہ کوئی عام معمولی گزرنے والا لمحہ ہو...... ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھوا تھا۔

''مجھے نہیں رہنا یہاں...... ایک لمحہ بھی نہیں...... ایک پل...... !'' وہ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی تھی۔ اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا مگر ابان شگری سر نفی میں ہلاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''تم آزادی کے لئے بے قرار ہو مگر یہ ممکن نہیں ہے اتباع منصور۔ تمہاری خواہش پوری ہونا جیسے ناممکن ہے کیونکہ میں ایسا نہیں چاہتا۔ تمہیں اس قید سے رہائی نہیں مل سکتی۔ اب چاہے تم اشعر ملک کو مدد کے لئے بلا لو یا دانیال مرزا کو مگر یہ ممکن نہیں ہے۔'' وہ بغور اس کی طرف دیکھتا ہوا مضبوط اور اٹل لہجے میں بولا تھا۔ انداز میں کوئی لچک نہیں تھی اور اتباع منصور اس سفا کی پر حیران رہ گئی تھی۔

''ایسا کیسے ممکن نہیں ہے؟ آپ مجھے اس طرح قید میں نہیں رکھ سکتے اس گھر میں، اپنی زندگی میں۔ اس طرح اپنا پابند نہیں رکھ سکتے۔'' وہ مضبوط دکھائی دینے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

''مجھے حق ہے اتباع منصور، کون روکے گا مجھے؟ اشعر ملک؟ اس پر بھروسہ کر کے تم نے یہ کھیل آغاز کیا نا؟'' بہت پرسکون انداز

میں ابان شگری اس کا چہرے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اتباع منصور شدید غصے میں اسے دیکھنے لگی تھی۔

''آپ میری نہیں سنیں گے۔ جو میں کہوں گی اس کے مخالف کریں گے ٹھان لی ہے آپ نے۔ تو ٹھیک ہے۔ کرتے رہیئے مخالفت لیکن آپ اس رشتے کا پابند نہیں رکھ سکتے مجھے!'' وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری بہت پرسکو انداز میں مسکرایا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو بہت انہاک سے دیکھتے ہوئے سہولت سے چہرے سے ہٹایا تھا اور پورے انہاک سے اسے دیکھا تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی اور کام نہ ہوں۔ دلچسپی اس درجہ برقرار تھی۔ اتباع منصور اس کے انداز اور اطمینان پر چونکی تھی۔ مگر وہ پرسکون انداز میں بولا تھا۔

''کہاں جائیں گی آپ؟ کیا کریں گی؟ میرے بنا تو بہت ادھوری ہیں نا آپ؟ نامکمل رہنے کا جنوں ہو گیا ہے کیا؟ وہ محبت کیا ہوئی؟ عشق سر پر پاؤں رکھ کر رخصت کیسے ہو گیا؟'' اس کے چہرے کو دلچسپی سے دیکھتا ہوا وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

وہ دوستی تو خیر اب نصیبِ دشمناں ہوئی
وہ چھوٹی چھوٹی رنجشوں کا لطف بھی چلا گیا

''حد کر دی آپ نے مسز شگری!'' وہ بہت محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

''محبت ایسے ختم نہیں ہوتی۔ محبت ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی۔ بند مٹھی میں اس کا دم نہیں گھٹتا۔ محبت کو رہائی سے سروکار نہیں ہوتا۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت نہیں دیکھا تھا۔

''یہ گریز پائی...... یہ نظر نہ ملانا...... یہ حیلے بہانے کرنا...... دور رہنا...... دور جانا...... یہ کس بات کی نشانیاں ہیں اتباع منصور؟'' وہ مدھم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی تبھی وہ گویا ہوا تھا۔

''یہ محبت کی غیر موجودگی کی اصناف ہیں شیرنی...... جب ایک دل اس فرد کے لئے نہیں دھڑکتا جس کے لئے دھڑکنا شرط ہو تب یہ الجھے راستے درمیان پڑتے ہیں۔ یہ حیلے بہانے تب قدموں میں انجانے راستے رکھنے لگتے ہیں جب محبت نہیں رہتی۔'' مدھم لہجہ بہت کچھ جتا رہا تھا۔ جانے وہ کن باتوں کا اندازہ لگا رہا تھا یا کن باتوں کو اپنے طور پر اخذ کرتے ہوئے تخمینہ لگا رہا تھا۔ اتباع منصور چپ تھی جیسے وہ کوئی بات کہنا نہیں چاہتی تھی۔ نظریں اسے نہیں دیکھ رہی تھیں اور ابان شگری کو اپنا اگنور کیا جانا بہت ناگوار گزر رہا تھا۔ اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتے ہوئے اسے مزید قریب کیا تھا اتنا کہ اتباع منور کو اسے چونک کر دیکھنا پڑا تھا۔ وہ اس توجہ کو پا کر مسکرایا تھا۔

''یہ تقاضہ محبت بدل دو شیرنی...... محبت کو تغافل پسند نہیں۔ محبت کو انہاک پسند ہے۔ محبت کی شرائط تمہاری شرائط سے میل نہیں کھاتیں۔ سو محبت راستے تنگ کر دے تو شکوہ کرنا عبث ہو گا۔ وہ جانے کیا جتا رہا تھا۔ اتباع منصور خالی خالی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔

''ایسے خالی خالی آنکھوں سے مت دیکھو شیرنی۔ کوئی بات کرو۔ کوئی سلجھی سی بات جو نتیجہ ہائے وفا کا ذکر کرے۔ تجدید محبت کی بات کرے۔ سود و زیاں کو رفع کرے۔ کوئی ایسی بات جو دل پر مرہم رکھے اور دل کو پھر سے آباد کرے۔ تمہارے پاس تو یہ وصف ہو گا

نا؟'' اس کے چہرے پر جھک کر سانس لیتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ نگاہ ڈبڈبا رہی تھی۔ سمندر آن ٹھہرا تھا ان میں اور وہ نگاہ پھیر گئی تھی مگر آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ کر بہہ نکلے تھے۔ ابان شگری جو اس کے آنسو سمیٹتے آ رہا تھا اس لمحے خاموشی سے ان آنسوؤں کو رخساروں پر بہتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اتباع منصور اس کی سمت نہیں دیکھ رہی تھی۔ جب ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر ان رخساروں پر بہتے گرم کھولتے ہوئے آنسو کو اپنی انگلی کی پور پر لے کر بغور دیکھا تھا اور سفاکی سے مسکرا دیا تھا۔

''کس بات کا قلق ہے شیرنی؟ کیا بس میں نہیں؟ اور کیا بس میں لینا چاہتی ہو تم؟ سب باتوں کا اختیار؟ یہ اختیار اور اس سے زیادہ بھی مل سکتا ہے مگر ان نظروں میں وفا نہیں ہے۔ یہاں دھوکہ ہے بس اور ابان شگری کو شراکت پسند نہیں۔ دھوکہ پسند نہیں۔ تم نے دو راستے ایک ساتھ ملا دیئے اور وہیں غلطی کی۔ تم دو کشتیوں میں ایک ساتھ سوار نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں ایک چھوڑنا ہوگی اور دوسری کا انتخاب کرنا ہوگا اور......!''

''کیا لگتا ہے آپ کو؟ دھوکہ دیا میں نے آپ کو؟ ابان شگری بول رہا تھا جب وہ اس کی بات کاٹ کر سلگتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔ ابان شگری اس کے بولنے پر بہت اطمینان سے مسکرایا تھا۔

''اتنے شیریں لہجے میں بات مت کرو شیرنی...... پھر سے اعتبار آنے لگے گا۔ یہ نظریں سدھ بدھ گنوانے کو کافی ہیں۔ آپ آزمانے پر آتی ہیں تو اپنی ترکش کے سبھی تیر آزمانے لگتی ہیں۔ یہ نگاہ تمام کیل کانٹوں سے لیس ہے۔ بے خبری میں بھی اٹھے تو ہزار ہا ستم ڈھاتی ہے۔ اس طرح باضابطہ نگاہ کریں گی تو قیامت ہوگی نا اور ابان شگری فی الحال کسی قیامت کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ فی الحال کے لئے یہ تیر، تلوار، کیل کانٹے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں۔ ناتواں ہوں۔ اتنا جبر ممکن نہیں ہوگا۔ بلاوجہ شکایتوں کے ڈھیر لگا دیں گی آپ!'' اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوتے ہوئے مدھم لہجے میں اس کے کان کے قریب جیسے سرگوشی کی تھی۔ اور اتباع منصور کی جان جیسے ایک لمحے میں اس کی مٹھی میں تھی۔ وہ آنکھیں میچ کر سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔ بہت سے گرم گرم آنسو رخساروں پر بہہ نکلے تھے۔

''کوئی دھوکہ نہیں دیا آپ کو۔ کسی سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر آپ کو وہ بات کبھی سمجھ نہیں آئے گی۔ پلیز لیٹ می گو۔ مجھے جانے دیں۔ آزاد کر دیں۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''آزاد کردوں؟ تاکہ آپ کو حق مہر کا 50% مل سکے؟ میری آدھی جائیداد ہتھیانے کا شوق ہے آپ کو؟ اور اتنی جلدی ہے کہ میری یہ قربت قید لگتی ہے آپ کو؟ اس حصار میں دم گھٹتا ہے آپ کا؟'' وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔ ان آنکھوں میں یکدم ہی سختی اتر آئی تھی۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ ان آنکھوں میں شدید غصہ اور ناپسندیدگی کا احساس تھا۔ ابان شگری نے اسے ایک جھٹکے سے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''اتباع منصور یہ نگاہ بہت دل نشین ہے۔ایک لمحے میں سب تہ و بالا کر سکتی ہے۔میری دنیا زیر وزبر کر سکتی ہے مگر تم میں وہ اہلیت نہیں ہے کہ تم میرے دل کو جیت سکو یا اس پر راج کر سکو۔دھوکے باز ہو تم۔دشمنوں سے ملی ہوئی ہو۔مجھے کمزور کرنے کے منصوبے بناتی ہو۔دشمنوں سے مدد مانگتی ہو۔مجھے کمزور کرنے کی تمام کوششیں مگر تم نہیں جانتیں۔ابان شگری تنہا کھڑا کر بھی لڑے گا تو جیت جائے گا۔'' وہ مکمل یقین سے بولا تھا۔

اتباع منصور اسے شاکڈ سی کھڑی دیکھ رہی تھی اور جیسے اس کے اندر بہت سی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔

''اور میں ہار گیا تو......؟'' ابان شگری کی آواز میں خدشہ تھا۔

''تمہیں کوئی نہیں ہرا سکتا!'' اس کی اپنی آواز یقین سے بھری تھی۔

''اگر کبھی، یوں ہی؟'' ابان شگری کے خدشے بڑھے تھے۔

''نہیں......ایسا کبھی نہیں ہوگا!'' اس کی اپنی یقین بھری آواز اسے اپنے اندر گونجتی بہت اجنبی لگی تھی۔

''تمہیں یقین ہے؟'' ابان شگری ماننے کو تیار نہیں تھا۔

''اس سے بھی کہیں زیادہ!'' اس کی اپنی آواز میں بے حد، بے شمار یقین بھرا تھا۔

''اتنا یقین کیوں؟'' ابان شگری جاننے کا خواہاں ہوا تھا۔

''محبت ہے نا!'' اس کی خود کی آواز تمام خدشوں کو مات کرتی لگی تھی۔

''محبت ہے نا؟'' وہ زیر لب اسے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

''میں نے کب کہا تھا تم جیت جاؤ گے؟ مجھے یاد نہیں۔مجھے تم پر اتنا یقین کیوں تھا؟ کب......؟'' وہ بے یقینی سے حیرت بھر آنکھوں سے ابان شگری کو دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔ابان شگری نے چونک کر اسے دیکھا تھا پھر قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا تھا۔

''میں نے کب کہا تھا کہ تمہیں کوئی ہرا نہیں سکتا؟ مجھے تم پر اتنا یقین کیونکر تھا؟ مجھے یاد نہیں ہے!'' وہ الجھ کر اس سے نگاہ ہٹا گئی تھی۔

کوئی اس کے اندر خدشوں میں گرنے لگا تھا۔روح بے چین ہو اٹھی تھی۔

''تم وہاں کیوں نہیں تھے جہاں مجھے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت تھی؟ تم اتنا دور کھڑے تھے کہ میں بلا رہی تھی، آوازیں دیئے جا رہی تھی اور تم سن ہی نہیں رہے تھے۔تم اتنا غافل کیوں ہو گئے تھے مجھ سے؟ تم تو بے تحاشا محبت کرتے ہو نا؟'' ابان شگری چونکا تھا۔جب اس سے نگاہ پھیرے وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔پھر اس سے دوگنی حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تم کب مجھ سے دور تھے؟ کہاں نہیں تھے تم؟ کہاں ہونا چاہیے تھا تمہیں؟ یہ کیا ہے ابان شگری؟ میں نے یہ سب باتیں کب کہی تھیں؟ یہ لفظ میرے اندر ہلچل کیوں مچا رہے ہیں؟'' اس نے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔ابان شگری نے اسے تھاما تھا۔

ابان شگری اسے فقط اس کے دماغ کا خلفشار قرار دے رہا تھا۔ وہ جتا رہا تھا اسے stress دور کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ آنکھیں رگڑتی ہوئی اسے دیکھ کر مڑی تھی اور جانے لگی تھی۔ جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ وہ پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری کی آنکھوں میں کیا تھا وہ جان نہیں پائی مگر اس لمحے ان آنکھوں میں اتنی سختی نہیں تھی۔ شاید وہ اس کی کیفیت کا احساس کر رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اس کا ذہن کتنی سوچوں سے بھرا تھا یا اس لمحے وہ کتنی اسٹریسڈ تھی تبھی اسے ہولے سے قریب کرتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا اور اپنا چہرہ اس پر دھکا دیا تھا۔

وہ کس رشتے کی کوئی تھی۔ کوئی محسوسات کی قسم تھی۔ کوئی ضد تھی یا پھر محبت......! وہ جان نہیں پائی تھی مگر وہ کوئی مزاحمت نہیں کر سکی تھی۔ وہ تھک کر اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔ ابان شگری نے نرمی سے اسے تھام لیا تھا۔

''میں تم سے نفرت کیوں نہیں کر پا رہی۔ تم اتنے روڈ ہو جاتے ہو اور میں! مجھے واپس جانے دو۔ ہم دونوں کے لئے بہت بہتر ہوگا یہ۔ مجھے نہیں رہنا یہاں تمہارے قریب۔ میں وجہ نہیں بتا سکتی مگر یہی مناسب ہے کہ میں دور چلی جاؤں۔'' وہ مدھم لہجے میں سر اس کے سینے پر رکھے شکست خوردہ لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری اس کا جھکا ہوا سر دیکھنے لگا تھا۔ وہ جس کیفیت سے نکلی تھی اس کے اثرات اب بھی اس پر تھے۔ ابان شگری کو جس بات پر غصہ تھا وہ برملا اس کا اظہار کر رہا تھا۔ اسے غصہ تھا کہ اس نے اسے چھوڑ کر اشعر ملک پر یقین کیا، اس سے مدد مانگی۔ اسے یہ بات سکون نہیں لینے دے رہی تھی کہ وہ ابان شگری کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ وہ اس کی مدد کر سکے۔

ابان شگری کو ناقابل اعتبار سمجھا تھا اس نے۔ اشعر ملک پر یقین کیا تھا اور اسے یہ بات اشتعال دلا رہی تھی مگر وہ بھول جاتا تھا کہ وہ جس دور سے نکلی ہے وہ اتنی سختی کی متحمل نہیں تھی۔ وہ اتنی سوچوں کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔ اسے توجہ کی ضرورت تھی مگر وہ بھول نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی فرد تھی جس نے اشعر ملک کو اس پر فوقیت دی تھی۔ اس کی حالت اس کی ڈھال بن رہی تھی اور وہ ابان شگری کے سینے پر تھک کر سر رکھے کھڑی تھی مگر وہ یہ قرب، یہ احساسِ تحفظ رد کر چکی تھی۔

وہ لمحہ جب اس نے اشعر ملک کو مدد کے لئے پکارا تھا وہ لمحہ ابان شگری کو رد کرنے کا تھا۔

یہ رد کرنے کا احساس ابان شگری کو سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ وہ اسے رعایتیں نہیں دے سکتا تھا۔ نہ دے سکتا تھا۔ مگر وہ غلطیوں کی مرتکب ہوتے ہوئے تھی اس لمحے کمزور تھی۔ اس کی نرمی کی طالب تھی۔ ابان شگری نے اس کی بیماری کے عرصے میں اس کے صحت یاب ہونے تک بہت پرسکون انداز میں اس کی دیکھ بھال کی تھی۔ اسے اپنا مکمل ٹائم دیا تھا۔ یہ جتائے بنا کہ کوئی احساس اسے کاٹ رہا ہے۔ وہ بہت Generous رہا تھا مگر ان لمحوں میں جب وہ اس فیز سے نکل چکی تھی وہ اسے ان رعایتوں کا عادی نہیں بنا سکتا تھا۔ اسے جو غصہ تھا وہ گاہے بگاہے اس کے اندر سے سختی کی صورت نکل رہا تھا۔ اتباع منصور اس کیفیت کو سمجھ پا رہی تھی کہ نہیں مگر وہ الجھ رہی تھی۔ الجھاوے اس کے دماغ کو سکون نہیں لینے دے رہے تھے اور تھک کر ابان شگری کے وجود میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی اور وہ جو سختی کرنا چاہتا تھا اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ نڈھال لگ رہی تھی۔

''پلیز ڈونٹ ڈو دس!'' وہ درخواست کر رہی تھی۔ ''لیٹ می گو!'' وہی ضد......وہی درخواست!

ابان شگری نے اسے کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''آزاد کر دوں گا تو کوئی راستہ نہیں بچے گا آپ کے لئے۔ سوچ سمجھ کر مانگئے۔ آپ کیا مانگ رہی ہیں۔ تمام راستے بند ہو جائیں گے جن پر آپ توکل کر کے آزادی کی ضد کر رہی ہیں وہ آپ کا ساتھ نہیں دے پائیں گے۔ لکھ کر رکھ لیں آپ۔ اعتبار کے لئے بہت غلط انسان کا انتخاب کر رہی ہیں آپ۔ وہ بندہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔'' وہ اشعر ملک کی بات بولا تھا۔

''نہیں کرتی میں اس پر اعتبار۔ نہیں کرتی۔ نا میں اس کی مدد لوں گی۔'' وہ چیخ کر بولی تھی جیسے اسے جھٹلانا چاہتی ہو۔ ابان شگری افسوس سے دیکھنے لگا اسے۔

''سب خاک میں ملانے کی بات کر رہی ہیں آپ۔ ابان شگری کا رتبہ، مرتبہ......عزت سب! ایسا کر کے کیا ملے گا اتباع منصور؟ اشعر ملک کے پاس کیا ہے ایسا دینے کو؟ اس پر اتنا اندھا یقین کیسے کر رہی ہیں آپ؟'' وہ افسوس کرتے لہجے میں بولا تھا۔

''نہیں کر رہی اس پر یقین۔ نہیں جاؤں گی اس کے پاس۔ کس نے کہا آپ سے میں اشعر ملک کے پاس جاؤں گی؟''

''اشعر ملک نے خود کہا۔'' ابان شگری نے جتایا تھا۔

''جھوٹ ہے یہ۔ کوئی صداقت نہیں ہے اس میں!'' اتباع منصور نے یقین دلانا چاہا تھا۔ ابان شگری اسے پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

''اتنا یقین ہے اس اشعر ملک پر؟ اتنا یقین تھا تو میرے پاس کیوں آئیں تھیں آپ؟'' وہ سرسری انداز میں پوچھ رہا تھا۔

''مجھے سوچنے پر مجبور مت کریں کہ آپ واقعی اشعر ملک کا حصہ ہیں اتباع منصور......آپ اشعر ملک کو فوقیت دے کر اسے ابان شگری کے معاملے پر آ رہی ہیں اور یہیں غلطی کر رہی ہیں آپ۔ سب گنوا دیں گی آپ۔ فی الحال آپ کو اندازہ نہیں۔ سب کھو جائے گا تو آپ کا اندازہ ہو گا کیا مٹھی میں تھا اور کیا گنوا دیا۔'' وہ جیسے اسے وارننگ دے رہا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری مڑا تھا اور چلتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

''کیا تھا یہ سب؟ اس نے کس شخص پر حق جتانا چاہا تھا اور کیا سوچ رہا تھا وہ؟ وہ جس کے سب سے زیادہ قریب آنا چاہتی تھی وہ اس سے اتنی ہی دوری پر کھڑا تھا۔ اتنا دور کہ اس کے دل کی آوازیں اس کے دل تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔ وہ اسے سن بھی نہیں رہا تھا۔ اس پر یقین کرنا تو دور کی بات تھی۔

وہ زمانے سے لڑ رہی تھی۔ میرال حسن سے چھین لیا تھا اسے......اور کیا کیا تھا اس نے؟ اس پر یقین نہیں کیا تھا اس نے۔ وہ دشمن جس پر حق سمجھتی تھی وہ......جس پر حق جتاتے ہوئے اس کے ساتھ فارم ہاؤس چلی گئی تھی وہ۔ وہ شخص سرے سے اس محبت کی قدر بھی نہیں کر سکا تھا۔ وہ یقین نہیں کرتا تھا اس پر۔

اسے علم تھا جب ابان شگری کو خبر ہوگئی تو وہ یہی کہے گا کہ اس نے اشعر ملک سے ہاتھ ملا لیا۔ مگر وہ تب تھا جس وہ اس کے نکاح میں نہیں تھی۔ وہ فرار کے راستے تب ڈھونڈ رہی تھی جب اسے محبت نہیں تھی۔

ابان شگری نے ٹھیک کہا تھا محبت رہائی نہیں چاہتی۔ اگر وہ اس محبت کی پذیرائی کرتا تو کبھی اس قید سے رہائی نہیں چاہتی مگر اس نے اس محبت کو جانا ہی نہیں تھا۔

جب محبت نہیں تھی تو وہ محبت کی بات کرتا تھا۔ اسے ٹیز کرتا تھا کہ اسے محبت ہے اس سے۔ اور جب وہ درحقیقت اس محبت میں گرفتار ہوئی تھی تو ابان شگری کے دل نے کوئی آہٹ نہیں سنی تھی۔ اسے یہ دکھائی دے رہا تھا کہ اس نے اشعر ملک سے مدد مانگی تھی۔ اس کی ایگو کو یہ بات ہرٹ کر رہی تھی کہ اس نے اشعر ملک کو فوقیت دی تھی مگر وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا جب وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی اور محبت ہوئی تھی تو وہ اس محبت کو جان بھی نہیں پایا تھا۔

''یہ مرد ہمیشہ آدھی عقل سے کیوں سوچتے ہیں؟ پوری عقل کا استعمال کیوں نہیں کرتے؟'' وہ اپنے ہی دھیان میں کھڑی تھی جب میرال حسن کی آواز سنائی دی تھی اسے۔ اتباع منصور چونک کر دیکھنے لگی تھی۔ میرال حسن عجیب ڈسٹرب لگی تھی اسے۔

''تمہیں کیا ہوا؟'' وہ سب بھول کر پوچھنے لگی تھی۔ میرال چلتی ہوئی قریب آئی تھی اور اسے بغور دیکھنے لگی تھی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ وہ طنز سے مسکرائی تھی۔

''دیکھ رہی ہوں تم میں کیا خاص بات رہی ہوگی کہ ابان شگری نے تمہارا انتخاب کیا؟'' وہ یاسیت سے مسکرائی تھی۔

اتباع کو حیرت ہوئی تھی۔

''کیا مطلب؟'' الجھے ہوئے انداز میں پوچھا تھا۔ تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''مجھے خبر ہوگئی ہے اتباع شگری کہ تمہارا نکاح ابان شگری سے ہوگیا ہے۔ میں حیران ہوں ابان شگری ایسے کیسے کر پایا؟ تم تو ابان شگری سے محبت بھی نہیں کرتیں اور وہ تمہارے لئے پاگل ہوگیا؟ اتنا پاگل کہ اس نے اپنا آپ تمہارے نام لکھ دیا۔ ایسی بات رہی ہوگی تم میں؟'' میرال حسن الجھے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ اتباع کچھ بول نہیں پائی تھی۔ چلتے ہوئے آگے بڑھ جانا چاہا تھا جب میرال حسن کی آواز نے قدم روک دیئے تھے۔

''میں یہ رشتہ برقرار نہیں رہنے دوں گی اتباع منصور۔ انگاروں پر چل رہی ہوں میں، میں یہ برداشت نہیں کر پا رہی کہ تم ابان شگری کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے اس کی زندگی میں کھڑی ہو۔ میں تمہیں ابان شگری کا حصہ نہیں رہنے دوں گی۔ یہ رشتہ کبھی مکمل نہیں ہو سکے گا۔'' وہ کھلی دھمکی دے رہی تھی۔ اتباع نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ شاید وہ اس کی کیفیت کو سمجھ نہیں رہی تھی تبھی کچھ کہے بنا اسے سنا تھا۔ میرال حسن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

''اب سمجھ آیا تم اس روز ابان شگری کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ کیسے نکل گئی تھیں۔ میں وہ استحقاق کیوں سمجھ نہیں پائی اتباع

شگری؟ تم نے جب اتنے واضح لفظوں میں جتایا تو مجھے سمجھ کیوں نہیں آیا کہ تم ایسے کیسے کر پائیں؟ اور پھر ابان شگری وہاں فارم ہاؤس پر طویل قیام؟ میں کیسے نہیں سمجھ پائی کہ کوئی انجان لڑکی اتنا طویل قیام کیسے کر سکتی ہے؟ تمہارا ابان شگری سے اتنا مضبوط رشتہ تھا۔ میں سمجھ کیوں نہیں پائی؟ تمہاری فکر میں ابان شگری دنیا بھلا کر کیسے بیٹھ گیا؟ میں سوچ بھی کیوں نہ سکی؟ دنیا جہاں سے رابطے ختم کر لئے اس نے صرف تمہاری محبت میں دن رات تمہاری تیمارداری کرتا رہا۔ یہ بات میں کیوں نہیں سمجھ پائی؟'' وہ آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی تھی۔

''میں تمہیں ابان شگری کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع نہیں دوں گی اتباع منصور۔ ابان شگری سے میں نے محبت کی ہے اور وہ صرف میرے لئے بنا ہے۔'' میرال حسن نے جتایا تھا۔

وہ کھل کر وارننگ دے رہی تھی اسے۔ مگر اتباع منصور خاموش تھی۔ اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ شاید وہ اس کی کیفیت اور اس کا دکھ سمجھ رہی تھی۔ یک طرفہ محبت کے عذاب میں مبتلا ہوئی تھی وہ اور ابان شگری۔

وہ چونکی تھی۔

ابان شگری میرال حسن سے محبت کیوں نہیں کر سکا تھا؟ یا پھر وہ محبت کرتا تھا اور اس کا اظہار نہیں کر سکا تھا؟ کیا ابان شگری صرف ضد میں اتنا آگے نکل گیا تھا کہ اس نے اتباع منصور سے رشتہ باندھ لیا تھا۔ یا یہ کوئی ترکیب تھی؟

وہ وقتی رشتہ کیوں بنانا چاہا تھا ابان شگری نے؟

اس نے جتایا تھا وہ رشتہ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا مگر کب تک؟ یہ نہیں بتایا تھا اس نے۔

یہ رشتہ کثیر المعیاد تھا یا قلیل المعیاد؟ ابان شگری کی کوئی وضاحت نہیں آئی تھی اس پر۔ مگر یہ رشتہ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ شاید تبھی اس نے میرال حسن کو اس رشتے کی خبر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ مگر میرال حسن کو کس نے بتایا تھا یہ سب؟

خود ابان شگری نے؟ اتباع منصور قیاس نہیں کر سکی تھی جب وہ اتباع کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔

''بہت جلد میں تمہیں ابان شگری کی زندگی سے باہر نکال پھینکوں گی اتباع منصور شیخ...... کسی بات کے گمان میں مت رہنا!'' میرال نے اسے صاف لفظوں میں اپنا ارادہ بتا دیا تھا۔

ابان شگری نے تبھی یہ رشتہ ہمیشہ کے لئے نہیں باندھا تھا؟ اتباع منصور نے میرال حسن کی جانب خالی خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے ابان شگری کے اقدام کے بارے میں سوچا تھا۔

صرف میرال حسن کی وجہ سے وہ اس رشتے کو حتمی قرار نہیں دے رہا تھا؟

وہ لوٹ کر واپس میرال حسن کی طرف جانا چاہتا تھا؟

اوہ...... تو یہ وجہ تھی؟ میرال حسن اس کی زندگی میں تھی۔ اگر چہ وہ اظہار نہیں کر پایا تھا۔ مگر وہ خود کو میرال حسن کے لئے پابند رکھ رہا تھا۔ تبھی ایک وقتی رشتہ باندھا تھا اس نے اتباع منصور کے ساتھ۔ مگر اس رشتے کی وجہ کیا تھی؟ وہ اب تک جان نہیں پائی تھی۔ صرف اس

لئے کہ وہ اسے اشعر ملک کا Spy سمجھتا تھا؟ یہ رشتہ بنانے کی بس یہی ایک وجہ تھی کہ وہ اس کچھ اپنا پابند رکھ سکتا تھا۔ اسے اپنے سامنے رکھ سکتا تھا۔ اس پر اس کی ایکٹویٹی پر نظر رکھ سکتا تھا یا اور بھی کچھ؟

یا یہ صرف اسے سزا دینے کا ایک بہانہ تھا؟

میرال حسن کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ سن نہیں رہی تھی۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی۔ میرال حسن اسے اپنی دانست میں خوب سنا کر اپنا غبار اس پر نکال کر پلٹ کر وہاں سے چلی گئی تھی اور وہ حیران سی کھڑی اپنے اندر کے سوالوں پر الجھ رہی تھی۔

وہ کبھی پوچھ کیوں نہیں سکی تھی ابان شگری سے؟ اس نکاح کا موجب کیا تھا؟ وہاں کیا تھی اور اسباب کیا تھے؟ اس نے یہ رشتہ کس لئے بنایا تھا؟ اس سوال کا کوئی جواب کیوں نہیں دیا تھا ابان شگری نے؟

وہ حیرت سے کھڑی سوچ رہی تھی مگر کسی سوال کا کوئی جواب نہیں تھا اس کے پاس۔ وہ الجھتی چلی گئی تھی۔

☆......☆......☆

''یار! محبت کو جیل حجت سے کام لینا ہو تو زمانوں کو محدود کیوں کر دیتی ہے؟'' اشعر ملک نے ایک ضروری فائل پر دستخط کرتے ہوئے قاسم مرتضیٰ کو دیکھا تھا۔

''اشعر ملک تم محبت کا تذکرہ اتنی کثرت سے کرتے ہو کہ لگتا ہے تم نے محبت کو بہت قریب سے دیکھا ہے مگر تمہارا انداز اتنا سرسری ہوتا ہے کہ لگتا ہے جیسے تم نے محبت کو جانا نہیں بس جانے دیا ہے۔'' قاسم مسکراتے ہوئے بولا تھا اور اشعر ملک کا قہقہہ بہت فطری تھا۔

''محبت کے تذکروں میں حوالوں کا ذکر کرنا اکثر بھول جاتا ہوں یار مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ محبت کی قدر نہیں۔ مڑ کر دیکھو تو پتہ چلتا ہے کہ پیچھے کیا کیا چھوڑ آیا ہوں۔ ان بہت سی غیر ضروری، پیچھے چھوٹ جانے والی چیزوں میں ایک دل بھی تھا۔ دل ہی تھا جو فنا ہو گیا اور اب کچھ باقی نہیں۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا اور فائل اس کی سمت بڑھا دی تھی۔

''اشعر ملک تمہیں واقعی محبت ہو گئی تھی؟'' قاسم فائل اس کے ہاتھ سے تھامتے ہوئے مسکرایا تھا۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''یار! کچھ ہوا تو تھا۔ اب یاد نہیں وہ درحقیقت محبت ہی تھی مگر پھر یوں ہوا تھا کہ دل نہیں رہا تھا۔ محبت کرنے کا کوئی ایک طریقہ رائج الوقت نہیں۔ اگر ہوتا تو سوچو کتنی مشکل ہو جاتی نا؟'' اشعر ملک فطری پن سے مسکرایا تھا۔ قاسم سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

''ابان شگری کی کیا خبر ہے؟'' اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

قاسم نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

''ہاشم نے خبر دی تھی کہ وہ لوگ فارم ہاؤس سے واپس لوٹ آئے ہیں۔ اس کے بعد کی خبر نہیں۔ شاید ابان شگری اپنی کسی نجی مصروفیت کو لے کر انگلینڈ سفر اختیار کرنے والا ہے۔'' قاسم نے سرسری انداز بتایا تھا۔ اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''مسز شگری کی کیا خبر ہے؟''

''وہ روبہ صحت ہیں۔ یہ خبریں انور بھی انور نے دی تھی۔'' قاسم سرسری انداز میں بولا تھا۔

''یہ تو میں جانتا ہوں مگر کوئی اور خبر جو زیادہ چونکا دینے والی ہو۔ انکل ذوالفقار سے رابطہ کرنا پڑے گا۔ اس کے دماغ میں شاید کچھ نئی ترکیب زیر غور تھی تبھی وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''کیا مطلب؟'' قاسم چونکا تھا۔ اشعر مسکرایا تھا۔

''ایک مشورہ ہے اشعر ملک۔ اس سے پہلے کہ ایک ایک کر کے سب گنوا دو، تمہیں اپنے کام پر فوکسڈ رہنا چاہیے۔ یہ زیادہ ضروری ہے۔ قاسم نے مسکراتے ہوئے عقلمندی کا مشورہ دیا تھا مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

''میں چین کی نیند نہیں سو سکتا قاسم۔ میرا نقصان بہت بڑا ہے۔ میرا دماغ ہر گھڑی متحرک رہتا ہے۔ میں کوئی ایک طریقہ ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔ کوئی ایک ترکیب جو ایک ہی وار میں سب ختم کر دے۔ ابان شگری کو کمزور سے کمزور تر کرنا چاہتا ہوں میں۔ مجھے اپنی پانچ کمپنیوں کے ساتھ اس کی پانچ کمپنیاں بھی واپس چاہئیں۔ تب میرے دل کو کسی قدم سکون ملے گا۔ اس نے پہلے اتباع منصور کو چرایا تھا پھر میرا چین بھر چرالیا۔'' اشعر ملک کی آنکھوں میں سختی اتر آئی تھی۔ جیسے وہ ابان شگری کو نیست و نابود کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر بولا تھا۔

''تم چاہتے کیا ہو اشعر ملک؟ پہلے پوری عقل سے ایک بات سوچ کر کچھ ڈیسائیڈ کر لو۔ تم بہت سے محاذوں پر ایک ساتھ لڑ کر ابان شگری کو ہرانا چاہتے ہو۔ تبھی تم ہار جاتے ہو۔ تمہیں یہ مان لینا چاہیے کہ تمہارے لئے توانائی اور طاقت دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور صحیح وقت کا انتخاب کرنا بھی اسی قدر ضروری ہے۔'' قاسم نے سمجھایا تھا مگر اشعر ملک پر سکون انداز میں مسکرایا تھا۔

''تم مجھے یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہو قاسم مرتضیٰ کہ ابان شگری کتنا طاقتور ہے؟ یا یہ کہ ابان شگری ہر بات جیت جائے گا؟'' مونچھوں کو بل دیتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرا دیا تھا۔

''تمہارا خیر خواہ ہوں اشعر ملک۔ تمہیں نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں چاہتا ہوں تم فی الحال اس منصوبہ سازی سے ہاتھ کھینچ لو اور سکون کی سانس لو۔ کبھی کبھی سکون میں رہنا بہت ضروری ہوتا ہے۔'' قاسم نے مسکراتے ہوئے نیک صلاح دی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

میری دیوانگی پہ اتنا کیوں حیران ہوتے ہو......!

میرا نقصان تو دیکھو، محبت گمشدہ میری!

تمہیں یہ محبت کی باتیں سمجھ نہیں آئیں گی قاسم مرتضیٰ۔ تم ٹھہرے چھڑے چھانٹ بندے...... دل کبھی لگا یا نہیں تم نے...... محبت

کے قریب سے گزرے نہیں کبھی تم...... کھل کا سانس لیتے ہو...... بے فکر سوچتے ہو...... اور تاکتے ایسے رہتے ہو جیسے ہر لحہ کسی مشن پر ہو۔'' اشعر ملک بولا تھا تو قاسم ہنس دیا تھا۔

''اشعر ملک ہر عقلمند انسان محبت سے دور رہنا چاہے گا۔ کون گنوانا چاہے گا چین وسکون۔ مجھ سے تو نہیں ہو گا۔ سو تمہارے کام کے لئے چوکنا ہونا بہت ضروری ہے۔ سوچو میں نے عشق کیا تو تمہارا کام کون کرے گا؟'' قاسم نے جتایا تھا۔ اشعر ملک نے مونچھوں کو بل دیتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر مسکرا دیا تھا۔

''کہتا تو ٹھیک ہے یارا...... محبت سے دور رہ کر بھی انسان چوکنا رہ سکتا ہے۔ محبت مت ماردیتی ہے۔ چل ٹھیک ہے تو یہ کام پورا کر۔ میں ذرا مسٹر واٹسن سے بات کرلوں۔'' وہ کہہ کر اٹھا تھا اور پلٹ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ قاسم نے اسے جاتے ہوئے بغور دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری سیڑھیاں اتر رہا تھا جس میرال حسن اس کے سامنے آن رکی تھی۔ وہ اتنی ڈسٹرب اور بکھری ہوئی لگی تھی کہ ابان شگری کو اسے دیکھنا پڑا تھا۔

''یو اوکے؟ وہاٹ ہیپنڈ؟''

''تم نے مجھ سے کیوں چھپایا ابان شگری؟'' میرال مدھم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

ابان شگری چونکا تھا۔

''کیا مطلب؟ وہاٹ آر یو آسکنگ اباؤٹ؟'' وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میرال حسن نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تمہارا نکاح ہو چکا ہے؟'' میرال حسن نے پوچھا تھا۔

ابان شگری نے اسے لحہ بھر کو دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''یہ ضروری نہیں تھا میرال حسن!'' اس کا انداز سرسری تھا جیسے وہ کوئی معمول کی بات کر رہی ہے۔ تبھی وہ پوچھنے لگی تھی۔

''کیا ضروری نہیں ہے ابان شگری؟ نکاح کے بارے میں بتانا؟ یا اتباع منصور کے بارے میں بتانا کہ تمہارا نکاح اس سے ہوا ہے؟'' وہ کرید کر پوچھ رہی تھی۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

''دونوں ضروری نہیں ہیں۔ اتباع منصور تمہارے حواسوں پر اتنی کیوں سوار ہے؟ تمہیں اتباع منصور سے ڈر لگنے لگا ہے کیا؟'' ابان شگری نے سرسری انداز میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ میرال حسن اس کے چہرے کو ہاتھ بڑھا کر چھونے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی ابان شگری۔ یو نو آئی لو یو۔ تم نے یہ کیوں کیا؟ ایسا کیسے کر پائے تم؟ تم میرے ہونا؟ میں اتنے عرصے سے تمہاری ایک ہاں کے انتظار میں رہی اور تم نے وہ ایک حق اتباع منصور کو دے دیا؟ تم نے اتباع منصور کو کیوں چنا؟ جب میں تمہارے لئے منتظر تھی تو پھر میں تمہاری بے توجہی کا شکار کیسے بنی؟ میں تمہارا ہاتھ تھام کر تمہارے ساتھ زندگی کے سفر میں آگے بڑھنا چاہتی

تھی اور تم نے جتائے بنا ہاتھ کھینچ لیا؟'' ابان شگری نے گہری سانس لی تھی پھر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

''یہ ضروری نہیں تھا۔ تم ابان شگری کو جانتی ہو۔ میں بتا کر فیصلے لینے کا عادی نہیں ہوں۔ مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی۔ میں نے کبھی تمہیں کوئی وعدہ نہیں دیا تھا۔ میرے لئے ایک فیصلہ لینا ضروری تھا اور میں نے وہی کیا جو اس لمحے میں مجھے ضروری لگا!'' وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا تھا۔ تبھی میرال حسن بولی تھی۔

''تم اتباع منصور سے محبت کرتے ہو ابان شگری؟'' ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''کم آن ابان شگری...... مجھے بتاؤ...... تم ایسا کیسے کر پائے؟''

''میں کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں میرال حسن۔ مجھے دیر ہو رہی ہے...... آئی ہیو ٹو گو......!'' اس نے ملائمت سے اس کا چہرہ تھپتھپایا تھا اور چلتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا۔ میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

''میں ابان شگری کی Reception کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی آپ سے!'' نمرہ سہولت سے کہنے لگی تھی۔ ذوالفقار نے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا تھا۔

''اس گھر میں ابان شگری سے جڑی کوئی بات ڈسکس نہیں ہوگی۔ یہی طے ہوا تھا نا؟'' ذوالفقار نے جتایا تھا۔ نمرہ نے ان کی سفاکی پر انہیں حیرت سے دیکھا تھا۔

''کیسے ایسا کر سکتے ہیں آپ؟ وہ آپ کا خون ہے۔ آپ کا بیٹا ہے۔''

''نافرمان بیٹا ہے نمرہ...... نافرمان بیٹے سے جب رشتہ توڑ دیا جاتا ہے تو اس کا ذکر دیواروں سے بھی نہیں کیا جاتا۔'' ذوالفقار نے کہا تھا اور نمرہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

''اولاد جو بھی کرے مگر والدین کا دل ایسا پتھر نہیں ہو سکتا ذوالفقار۔ اس نے کیا ہی کیا ہے؟ آپ نے بچپن سے بے جا سختی کی اس پر۔ وہ واجب اور درست نہیں تھی۔ والدین کی سختی بچوں کو مزید بگاڑتی ہے۔'' نمرہ نے بیٹے کی طرفداری کی تھی۔

''میں اپنا نظریہ اور طریقہ رکھتا ہوں نمرہ۔ مجھے جو مناسب لگا میں نے وہی کیا۔ اولاد پر نظر رکھنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ میں نے جو بھی سختی اس کے ساتھ روا رکھی وہ اسے اچھا انسان بنانے کے لئے تھی۔'' نمرہ کو شدید ترین حیرت تھی وہ اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھے۔

''ذمہ داری نبھانے اور بے جا سختی میں بہت فرق ہوتا ہے ذوالفقار۔ وہ آپ کے پیار اور توجہ کا مستحق تھا اور آپ نے کیا کیا؟ اسے دور کرتے چلے گئے۔'' نمرہ نے الزام دیا تھا۔

''وہ میرے قریب کبھی نہیں آسکا نمرہ۔ وہ شروع سے باغی تھی۔''

''وہ باغی نہیں تھا ذوالفقار۔ اسے آپ نے باغی بنا دیا۔ اس نے ہمیشہ سر جھکا کر آپ کی سنی، آپ کی مانی...... بچوں پر ٹرسٹ کرنا

سکیئے۔ اس نے کیا مانگا تھا آپ سے؟ پہلا تحفہ؟ ایک گٹار؟ اور آپ نے اسے وہ بھی نہیں لا کر دیا تھا۔ کتنے برس کا تھا وہ؟ محض بارہ برس کا؟ آپ نے اس کی خواہشوں کو اس کے اندر مار دیا۔ وہ ذہین ترین بچہ تھا۔ کیا فرق پڑتا آپ اسے وہ گٹار تحفے میں لے دیتے؟'' نمرہ نے ٹھان لی تھی آج بیٹے کا دفاع کر کے رہے گی۔

''تمہیں ابان شگری کا دفاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے نمرہ۔ اس کے لئے وہ خود کافی ہے۔ اس وقت مجھے جو مناسب لگا میں نے وہی کیا تھا۔ اگر میں اسے گٹار لے دیتا تو پڑھائی سے اس کا انٹرسٹ ہٹ جاتا۔''

''یہ غلط مفروضہ تھا ذوالفقار۔ یہ صرف گٹار کی بات نہیں تھی۔ یہ آپ کی ضد تھی۔ اس نے سر جھکا کر ہمیشہ آپ کی سنی ہے صرف۔ وہ ذہین سٹوڈنٹ تھا۔ ٹاپ پر رہتا تھا ہمیشہ۔ وہ گٹار لینے سے اپنی اسٹڈی متاثر نہیں ہونے دیتا۔ مگر آپ نے اس جیسے کئی فیصلے مسلط کئے اس پر۔ حتیٰ کہ......!'' وہ کہتے کہتے رک گئی تھیں۔ ذوالفقار نے خاموشی سے نمرہ کو دیکھا تھا تبھی نمرہ نگاہ ہٹا گئی تھی اور آنکھوں سے کئی گرم گرم آنسو بہنے لگے تھے۔

''حد کر دی آپ نے ذوالفقار۔ آپ نے اس کے سامنے وہ شرط رکھی جو اس کو آپ سے دور لے گئی۔ اتنی معمولی بات پر۔ آپ کو اس کی خوشی سے ہمیشہ الجھن ہوتی تھی۔ مخالفت کرنے کے عادی رہے تھے آپ۔ آج جو فاصلے آپ کے اور اس کے درمیان ہیں وہ آپ کے خود کردہ ایٹ کئے ہوئے ہیں۔ وہ نافرمان بیٹا نہیں ہے حقیقت یہ کہ آپ اچھے باپ نہیں بن سکے۔ یہ اہلیت نہیں تھی آپ میں۔ میوزک اس کا شوق تھا۔ اس کا جنوں تھا۔ اور آپ نے کیا کیا؟ اس شوق سے تو اسے دور کیا، تمام رشتوں سے بھی دور کر دیا۔ اتنی معمولی بات کے لئے آپ نے اسے ہم سب سے دور جانے پر مجبور کر دیا۔ صرف سترہ برس کا تھا جب اس نے اس گھر سے دور جانے کا فیصلہ لیا تھا۔ کیا قصور تھا اس کا؟ اپنے دوست کے ساتھ اپنی پاکٹ منی سے ایک میوزک اسٹوڈیو ڈیولپ کر رہا تھا نا؟ اس نے آپ سے مدد نہیں مانگی تھی اور آپ کتنی انتہا تک پہنچ گئے تھے؟ کیا کہا تھا آپ نے اس سے، اسے اس اسٹوڈیو پر کام کرنے سے روکنے کے لئے؟'' نمرہ نے بہتے آنسوؤں کے درمیان کہا تھا۔ تبھی ذوالفقار نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر گہرے سانس لیتے ہوئے بولے تھے۔

''میں نے ہمیشہ وہ کیا جو مجھے مناسب لگا۔ وہ اس کو اسٹڈی پر فوکسڈ رکھنے کے لئے ضروری تھا۔ میں نے اسے صرف دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے اس اسٹوڈیو پر کام کرنا بند نہ کیا تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ کیونکہ وہ تمہارے قریب تھا۔ مجھے لگا یہ ڈر اسے روک دے گا مگر اس نے الٹا بغاوت کر دی۔ اس نے یہ گھر اپنی مرضی سے چھوڑا۔ دادا کی مدد لے کر انگلینڈ پڑھنے چلا گیا اور اس کے بعد ہر وہ کام کیا جو میرے خلاف جاتا تھا۔'' ذوالفقار نے اپنی غلطی قبول کئے بنا ابان شگری کو مورد الزام ٹھہرایا تھا۔

''بہت غلط کیا آپ نے ذوالفقار۔ ایک پڑھے لکھے شخص ہیں آپ مگر کتنی دقیانوسیت کا مظاہرہ کیا آپ نے۔ مجھے آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔ جب وہ جا رہا تھا تو آپ نے اسے یہ کہا تھا کہ اگر اس نے کبھی دوبارہ اس گھر میں قدم رکھا تو آپ مجھ سے ہر طرح کا رشتہ ختم کر لیں گے اور اس دن کے بعد اس نے آپ سے یا اس گھر سے کبھی کوئی واسطہ نہیں رکھا تھا۔ وہ بھیانک ترین فیصلہ تھا۔ کاش اس دن میں

نے اپنے بیٹے کا ساتھ دیا ہوتا۔ وہ ہم سے دور رہا۔ زندگی کی کٹھنائیاں برداشت کیں مگر اس نے کبھی ہماری طرف پلٹ کر نہیں دیکھا۔ خود اپنے قدموں پر کھڑا ہوا۔ آج اس کی کامیابی پر لوگ حیرت سے اسے دیکھتے ہیں۔ اس کی کامیابی کس بات کا ثبوت ہے ذوالفقار؟ اس نے آپ کو جتا دیا ہے کہ وہ آپ سے سوگنا زیادہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ وہ شاید اتنا انتہا پسند ہو کر آگے بڑھنے کا اقدام نہ کرتا اگر آپ اس کو روکنے کے لئے وہ شرط نہ رکھتے۔ آپ جانتے تھے وہ مجھ سے کتنا قریب تھا۔ کتنا پیار کرتا تھا مجھ سے۔ آپ کی بے جا سختی سے سہم کر وہ میری گود میں پناہ ڈھونڈتا تھا مگر آپ کی وہ سختی اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی۔ ہمیشہ سر جھکاتا تھا وہ آپ کے سامنے۔ اگر آپ طریقے سے کہتے تو وہ یہ بات بھی مان جاتا مگر آپ غصے میں بہت آگے نکل جاتے تھے۔ آپ نے مجھے طلاق دینے کی بات کر دی اور وہی لمحہ تھا جب اس کے خون نے جوش مارا۔ بچے بڑے ہونے لگیں تو ان پر بے جا سختی نہیں کرتے ذوالفقار مگر آپ انڈراسٹینڈنگ باپ نہیں تھے۔ آپ نے کبھی نہیں سمجھا ابان کو۔ آپ نے کبھی اسے اسپورٹ نہیں کیا۔ اس کی کسی چھوٹی سی خواہش یا شوق کو پورا نہیں کیا آپ نے۔ اس نے ایک جائز بات پر بغاوت کی۔ اس نے گھر اس لئے نہیں چھوڑا کہ اسے آپ کے سامنے کھڑے ہونے یا مخالفت کرنے کا شوق تھا۔ اسے آپ کی اس شرط کو رد کرنا تھا۔ وہ شاکڈ تھا اس شرط کے لئے اس کا دماغ تیار نہیں تھا۔ مگر اس نے اس وقت ایک بڑا فیصلہ لے لیا تھا۔ آپ کی وہ شرط اسے آپ سے اور اس گھر سے کہیں دور لے گئی تھی۔ آج وہ اپنی محنت کے بل بوتے پر کتنی بلندی پر کھڑا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ وہ اچھا بیٹا ہے اس نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ اس کی کامیابی اس بات کا ثبوت ہے۔ اس نے آپ کا...... شگری فیملی کا سر جھکایا نہیں ہے، فخر سے بلند کر دیا ہے۔ مگر آپ...... کیا آپ خود کو معاف کر سکیں گے؟ اسے نافرمان بنانے والے آپ ہیں۔ اسے دور کرنے والے آپ خود ہیں۔'' نمرہ نے الزام دیا تھا۔ ذوالفقار اٹھے تھے اور چلتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔ جیسے وہ ان حقائق کو سنتے سنتے تھک گئے تھے۔ نمرہ انہیں دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری نے بہت سکون کے ساتھ اپنے سامنے کھڑے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔ قدرے فاصلے پر ان کے گارڈز کھڑے تھے۔ سمندر پر ڈوبتے سورج کے بے شمار رنگ تھے۔ ابان شگری کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا اور اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''کل رات انکل ذوالفقار سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کچھ نہیں رکھا ان لڑائی جھگڑوں میں۔ دوستی کر لینا بہت سے مسائل کا بہترین حل ہو سکتا ہے۔ اب تم نے تو انکل ذوالفقار کی کبھی مانی نہیں۔ تم ٹھہرے ہمیشہ کے نافرمان بیٹے سو میں نے سوچا میں ہی ان کی مان لوں۔ بہت سوچا اور غور کیا تو ذوالفقار انکل کی بات میں دم لگا۔ مجھے بھی لگتا ہے ان لڑائی جھگڑوں اور مخالفتوں میں کچھ نہیں رکھا یارا...... اگر اسے جھکنا کہتے ہیں تو ٹھیک ہے میں ہی جھک جاتا ہوں اور تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ جسے ابان شگری نے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا پھر مسکرا دیا تھا۔

''اشعر ملک تمہاری آنکھیں ہمیشہ ایک جال بنتی نظر آتی ہیں۔ تم ہر لمحہ سازشوں کا ایک جال بن رہے ہوتے ہو۔ اب یہ اچانک کیا آیا دماغ میں کہ ہاتھ ملانے کی ٹھان کر ملنے چلے آئے ہو؟'' ابان شگری اسے پر سکون انداز میں دیکھتا ہوا بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''شک کر رہے ہو چھوٹے؟ یارا پرانے خاندانی مراسم ہیں ہم میں۔اس کا کچھ خیال تمہیں تو ہے نہیں اب اگر میں خیال کر کے آ گیا ہوں تو تم نے شک کرنا شروع کر دیا ہے۔''

''تم پر شک نہ کرنا میری سب سے بڑی حماقت ہوگی اشعر ملک۔تم وہ شخص ہو جو کسی بھی وقت ڈس سکتا ہے۔تم سوتے بھی ہونا تو اس میں بھی مجھے ہرانے کی منصوبہ سازی کر رہے ہوتے ہو۔مگر جو بات تمہاری نیند میں پوری نہیں ہو سکتی وہ جاگتے میں بھی ناممکن رہتی ہے اور ہمیشہ ناممکن ہی رہے گی۔ابان شگری کو ہرانا ممکن نہیں ہے۔ایک بات مانو میرے لئے یہ ڈر خوف جو بھی تمہارے اندر ہے اسے ختم کر کے سکون کی نیند سونا شروع کر دو۔مکمل سکون انسان کو بہت تعمیری سوچ دیتا ہے اور تعمیری سوچ ایک اچھا انسان بننے میں مدد دیتی ہے۔

ابان شگری نے ایک کام کی بات بتائی تھی۔اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یارا...... تجھ سے مقابلہ نہیں ہے۔بات یہ ہے کہ مجھے جیتنے کا شوق ہے اور ایسا ہی کچھ شوق تمہیں بھی ہے۔،اور مخالفت اسی بات پہ ہے کہ کون زیادہ کامیاب ہوگا۔آگے بڑھنے کے جنون میں ہم ایک دوسرے سے مسلسل الجھتے رہے ہیں لیکن یہ لاحاصل ہے۔'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے سرسری لہجے میں کہتے ہوئے بات کی شدت کو کم کیا تھا۔ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''بڑی سلجھی باتیں کر رہے ہو اشعر ملک۔کسی نئی منصوبہ سازی پر تو کام شروع نہیں کر دیا؟'' وہ جانچتی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''شک مت کرو یارا...... مجھے احساس ہو گیا ہے یہ اس طرح ہم دونوں آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔مخالفت ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے پر اکساتی رہے گی اور ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ویسے ہراؤں گا تو تجھے میں ایک دن مگر دماغ سے کھیل کر۔'' اشعر ملک آنکھ دباتے ہوئے شرارت سے اس کے سینے پر ہاتھ کا مکا بنا کر ٹھونک کر بولا تھا۔ابان شگری اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔پھر نرم لہجے میں بولا تھا۔

''روز رات کو امیدوں کی کھڑکی کھول کر چاند کو تکتے رہنے سے بہتر ہے کھلے آسمان تلے آؤ۔سر اٹھا کر آسمان کی وسعتوں کو دیکھو، سورج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو اور نرمی سے کہو۔

''ہیلو مسٹر آفتاب۔آپ جو بہت سکون میں کائنات کو اپنی مرضی سے محدود روشنی کی ترسیل جاری رکھے ہوئے ہیں اور چند گنی چنی دو چار کرنیں بانٹ کر خوش ہیں کہ آپ نے بہت احسان کر دیا ہے تو آپ کو یہ غلط فہمی ختم کرنا ہوگی۔'' ابان شگری نے ڈوبتے سورج کی سمت ہاتھ اٹھا کر کھلے ہاتھ کو اس طرح بند کرنا شروع کیا تھا کہ سورج ایک پل کو اس کی مٹھی میں آتا لگا تھا۔اشعر ملک نے اسے کسی قدر حیرت سے دیکھا تھا مگر وہ بہت سکون سے مسکرا دیا تھا۔

''کوئی ہے جو اس سے بہت زیادہ کی خواہش رکھتا ہے اور آپ کی تمام روشنی کو اس طرح اپنی مٹھی میں دبوچ لینے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔آفتاب کو یہ بات صرف تب سمجھ آئے گی جب آپ کے اندر وہ حوصلہ اور ہمت بھی ہوگی اشعر ملک۔'' ابان شگری پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

''یہ کہ دنیا کافی نہیں مسٹر آفتاب مجھے آپ سے چند کرنوں کی روشنی درکار نہیں۔ میں اس سے زیادہ کی اہلیت رکھتا ہوں اور آپ کی تمام روشنی چرا بھی سکتا ہوں۔ یہ کر کے دکھانا ضروری ہے اشعر ملک۔ ورنہ آفتاب کو بہت اعتراض ہوگا۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔ گویا وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ کتنا نا اہل ہے۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یارا تمام روشنی چرانے کا خواب تو سب کا ہوتا ہے مگر ایسا ممکن کہاں ہے؟ اچھا اب گلے شکوے ختم کر۔ آ بڑے بھائی سے گلے مل۔'' اس نے بازو کھول دیئے تھے مگر ابان شگری اسے اطمینان سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''تم پر اعتبار کرنا میری زندگی کی بدترین غلطی ہوگی اشعر ملک۔ مدعا بیان کرو۔ یہ تمام کھیل کس لئے ہے؟ تم جانتے ہو خبر تو مجھے ہو جائے گی کہ تم یہ ڈرامہ کس لئے کر رہے ہو۔ چلتے پھرتے ڈرامہ کوئین ہو۔'' ابان شگری بولا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''تجھے ہرانا چاہتا ہوں شگری...... میرا شوق پورا کر دے۔ انوکھا لاڈلا ہوں۔ کھیلن کو چاند مانگ رہا ہوں۔ لوٹا دے یارا......''

اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان شگری کی رگیں تن گئی تھیں۔ اس نے مٹھیاں بھینچی تھیں مگر تبھی اشعر ملک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے مسکراتے ہوئے جتایا تھا۔

''یارا مسز شگری کی بات نہیں کر رہا۔ میں کامیابی کو چاند سے تشبیہ دے رہا ہوں۔ تم تو جان سے مار دینے پر اتر آتے ہو۔ اتنی محبت ہو گئی مسز شگری سے؟'' خوشگوار لہجے میں اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''اپنی جان بہت پیاری ہے مجھے ابان شگری۔ ابھی جینا چاہتا ہوں۔ بھول کر بھی مسز شگری کا نام نہیں لوں گا۔ چل آج ہاتھ ملا کر تمام مخالفتوں کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ ساتھ میں ایک نیا بزنس کرتے ہیں۔ مسٹر واٹسن سے بات ہوئی ہے میری۔ بہت بڑی انوسٹمنٹ کی ضرورت ہے۔ دونوں بھائی مل کر چلے تو جیت یقینی ہے۔ میں تمام شکوے گلے ایک طرف رکھتا ہوں اور تمام مخالفتوں کو دفن کرتا ہوں۔ مجھے تجھ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ یارا میرا چھوٹا بھائی ہے تو۔ اب ایسے شک کرتی نظروں سے مت دیکھ۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا اور خود آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔ ابان شگری نے ایک لمحے میں اسے پیچھے ہٹا دیا تھا۔ لمحہ بھر کو بنا کچھ کہے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر پلٹ کر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس کے گارڈز نے اس کا سرعت سے تعاقب کیا تھا۔ ایک گارڈ نے مؤدب انداز میں گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ ابان شگری اندر بیٹھا تھا۔

گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''آئی ایم دا بیسٹ......تو بس جیلس ہو......!''

''چل اوئے کاکے انور......!'' وہ مڑا تھا اور گاڑی کی سمت بڑھا تھا۔ انور اور دیگر گارڈز نے اسے فالو کیا تھا۔

☆......☆......☆

نمرہ نے اتباع منصور کے ہاتھ تھامے تھے اور کلائیوں میں اپنے خاندانی کنگن پہنائے تھے۔ وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری قدرے فاصلے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ چیک کر رہا تھا۔

''آنٹی یہ اتنے قیمتی کنگن میری کلائیوں میں کیوں؟'' اتباع نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔ گولڈ کے بہت باریک کام کے ساتھ ان گنت قیمتی ہیرے جڑے کنگن یقینا بہت خوبصورت تھے۔

''بیٹا یہ ہمارے خاندانی کنگن ہیں۔ ان کی ساری اہمیت یہ ہے کہ میری ساس نے مجھے دیئے تھے اور ان کی ساس ماں نے ان کو۔ یہ سات پشتوں سے اسی طور چلے آ رہے ہیں۔ تم اس خاندان کی ساتویں بہو ہو جو اس کو پہن چکی ہو۔ اور آنٹی نہیں کہتے۔ ساس بھی ماں جیسی ہوتی ہے۔ تم مجھے ممی کہہ کر پکار سکتی ہو۔ آئی ول ٹرائے ناٹ ٹو بی آ ریئل ساس۔'' نمرہ نے مسکراتے ہوئے اتباع کا چہرہ تھاما تھا۔ اس نے غیر ارادی طور پر ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ مگر وہ اس سے یکسر بے خبر دکھائی دیا تھا۔

اتباع کو لگا تھا وہ جان بوجھ کر اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ دانستہ اسے اگنور کر رہا تھا۔ اس کے دل میں کیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ مگر ایک لمحے کو کسی نے دل کو مٹھی میں لے کر دبو چا تھا۔ شاید کوئی ضروری کال آئی تھی وہ اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔ نمرہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا اور مسکرا دیں تھیں۔ اتباع خجل سی ہو کر نگاہ پھیر گئی تھی۔ تبھی وہ نرمی سے مسکرائی تھیں اور بولی تھیں۔

''اس نے دیکھا نہیں تو تمہیں اچھا نہیں لگا؟'' نرمی سے اس کا چہرہ تھام کر کہا تھا۔ اتباع نے نگاہ پھیر لی تھی۔

''نہیں ایسی بات نہیں۔ اینی وے تھینکس فور دیز کنگن، بہت اچھے ہیں آنٹی...... سوری...... آئی مین ممی!'' اس نے ان کی ہدایت کے مطابق انہیں ممی بلایا تھا۔ نمرہ مسکرائی تھی۔

''اچھا لگا تمہارے منہ سے ممی سن کر۔ ابان نے تمہارا بہت خیال رکھا۔ تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مجھے یقین نہیں تھا وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے۔ تمام دنیا سے کٹ...... مکمل طور پر صرف تمہیں وقت دیا۔ وہ لڑکا جو ایک دن آفس کا مس نہیں کرتا تھا اس نے ہر طرف سے ہاتھ کھینچ کر تمام توجہ تمہارے لئے وقف کر دی تھی۔ تم یقینا وہ ٹائم اور توجہ ڈیزرو کرتی ہو بیٹا۔ ابان کا انتخاب بہت خوبصورت ہے۔ مجھے خوشی ہے اس نے تمہیں اس گھر کی بہو کے طور پر چنا۔ سترہ سال کی عمر سے وہ اپنے تمام ضروری فیصلے خود لینے کا عادی رہا ہے۔ سترہ برس کا تھا جب اس نے گھر چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتا...... یا ہم اس سے اس طور وابستہ کیوں نہیں...... یہ سب تمہیں جاننے کا حق ہے اور میں تمام باتیں تمہیں ضروری بتانا چاہوں گی۔'' نمرہ نے اس کے ہاتھ تھامے تھے جیسے وہ کوئی ضروری بات کہنے جا رہی تھی۔ اتباع نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

''بیٹا ابان نے بہت سا وقت ہم سے دور بہت کٹھنائیوں میں گزارا ہے۔ میں چاہتی ہوں تم اسے بھرپور توجہ اور محبت دو، جس کا وہ مستحق ہے۔ سات، آٹھ برس سے اس نے گھر کا وہ ماحول نہیں دیکھا۔ میرے ہاتھ کا کھانا کھانے کی عادت تھی اسے۔ میں نہیں جانتی اس نے کیسے دل پر پتھر رکھ کر سب مینج کیا مگر اسے گھر کا کھانا بہت پسند ہے۔ تم ایک سمجھدار لڑکی ہو۔ ہر لحاظ سے میرے ابان کے قابل ہو۔

اسے کوئی معمولی سی بھی تکلیف مت ہونے دینا۔ وہ بہت اسٹرونگ پری ٹینڈ کرتا ہے مگر بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کو محسوس کرتا ہے۔ ایک بچے جیسا مزاج ہے اس کا اور بچے جیسا دل، جس ابان شگری نے سترہ برس کی عمر میں گھر چھوڑا تھا وہ اس آج کے ابان شگری سے بہت مختلف تھا۔ میں چاہتی ہوں تم اس ابان شگری کو اس آج کے ابان شگری کو کھوجو۔ اسے اس کے اس ماحول سے نکالو۔ اس کا دل بہت شفاف ہے اتباع۔ وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے۔ مگر وہ کبھی اس محبت کا کھل کر شاید اظہار نہیں کر پائے گا۔ وہ چاہتا ہے اس کے دل کی باتیں کوئی بنا کہے جانے۔ وہ موسم سا ہے۔ اس کی باتوں کو دل پر مت لینا۔ وہ جو کہتا ہے اس کے actual میننگ وہ نہیں ہوتے۔ وہ جو کہتا ہے اس کو اگنور کر کے وہ سنو جو وہ نہیں کہہ رہا۔ تب تم اس کے دل کی آواز سن پاؤ گی!'' نمرہ نرمی سے مسکراتی ہوئی بولی تھی۔ اور اتباع انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

یہ کونسی محبت کا ذکر کر رہی تھیں وہ؟ ابان شگری اس سے محبت کرتا تھا؟ انہیں غلط فہمی ہوئی تھی یقیناً۔ وہ جس طرح اس کی تیمارداری کر رہا تھا۔ اس سے انہوں نے اخذ کیا تھا کہ وہ محبت کرتا تھا۔ درحقیقت وہ محبت نہیں تھی اور وہ یہ نمرہ آنٹی کو نہیں بتا سکتی تھی۔

☆......☆......☆

''وہاٹس گوئنگ آن؟ یہ معاملہ کیا چل رہا ہے؟'' ابان شگری نے فون پر کسی سے پوچھا تھا۔ دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔

''فی الحال کچھ کلیئر نہیں ہے۔ لیکن اشعر ملک نے مسٹر واٹسن سے بات کی ہے۔ اور اس کے بعد یہ ضروری تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں۔ آئی وڈ سے تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے ابان شگری۔ جب تک میں تمام انفارمیشن گیٹ نہ کر لوں تم کوئی پیپرز یا ڈیل سائن مت کرنا۔ اشعر ملک تمہیں مات دینے کے لئے پاگل ہو رہا ہے۔ وہ کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے کو تیار دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح تم نے اس کی پانچ کمپنیاں ہتھیالی ہیں اس سے اس کی بہت سبکی ہوئی ہے۔ بہت سے انوسٹرز اس سے ہاتھ کھینچ رہے ہیں۔ بہت سے شیئر ہولڈرز اپنے شیئرز کی رقم واپس لے رہے ہیں یا شیئرز فروخت کر رہے ہیں۔ اشعر ملک کی حیثیت بحیثیت بزنس ٹائیکون اور entrepreneur کے بہت متاثر ہوئی ہے۔ تم نے ایک طرح سے اس کی کمر توڑ دی ہے۔'' دوسری طرف سے کسی نے بھرپور اطلاع دی تھی۔

''جانتا تھا میں ایسا ہوگا۔ اشعر ملک اپنے ہی دام میں الجھ گیا ہے۔ اگر تم مجھے بروقت خبر نہیں دیتے تو آج میری پانچ کمپنیاں اس کے ہاتھ میں ہوتیں اور جس طرح اس کی ساکھ خراب ہوئی ہے وہ سب مجھے جھیلنا پڑ رہا ہوتا۔ یو آر ون آف مائے ٹائیگرز۔ تم نے مجھے ڈوبنے سے بچایا ہے۔ ورنہ آج ابان شگری چاروں شانے چت پڑا ہوتا!'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں اس خیر خواہ کی نیکی کو احسان مانا تھا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا ابان شگری۔ اچھے لوگ کم ہیں مگر جب وہ ڈٹ کر کھڑے ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ ان کے ساتھ مل کر ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ تم حق پر ہو اور میرے بہترین دوست ہو۔ آج میں یحییٰ اور حمزہ کی طرف تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔ تم جتنی Charities کو سپورٹ کر رہے ہو، کتنے گھروں میں روشنی کر رہے یا کتنے بچوں کی کفالت کر رہے ہو یہ بات کوئی نہیں جانتا۔ تمہاری بدولت کتنے نوجوان اپنی تعلیم مکمل کر کے اسکالرشپ پر بیرون ملک اسٹڈی کرنے جا رہے ہیں۔ کتنے چھوٹے چھوٹے

بزنس کھڑنے کرنے میں تم اپنا حصہ ڈال رہے ہو یہ بات کوئی نہیں جانتا مگر ہم جانتے ہیں۔'' دوسری طرف خیر خواہ کی آواز ابھری تھی۔

''میں اس سب کی تشہیر نہیں چاہتا۔تم پلیز کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔میں حمزہ اور یحییٰ سے بھی اس بات کو صیغہ راز میں رکھنے کی درخواست کرتا ہوں۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔

''میں جانتا ہوں شگری تم ریئل شیر ہو۔دا ریئل کنگ۔میں چاہتا ہوں تم اشعر ملک کی سازشوں کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑے رہو۔میں نے جس طرح پہلے تمہارا ساتھ دیا تھا اب بھی دیتا رہوں گا۔اشعر ملک تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔'' خیر خواہ دوست نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ابان شگری مسکرایا تھا۔

''میں جانتا ہوں آئی Bank آن یو۔جس طرح میں حمزہ اپنے بھائی اور دوست یحییٰ پر یقین رکھتا ہوں، بھروسہ کرتا ہوں اسی طرح تم پر بھی مکمل بھروسہ کرتا ہوں۔'' ابان شگری پر یقین دکھائی دیا تھا۔

''مجھے اپ ڈیٹ کرتے رہنا۔

I won't make any big decision until you give me some news about Asher!"

اس نے کہا تھا اور دوسری طرف راہنما دوست نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ابان شگری نے فون کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تھا۔کچھ فاصلے پر Out Place میں اتباع منصور بیٹھی دکھائی دی تھی۔وہ چلتا ہوا اس کی طرف آ گیا تھا۔اتباع خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی ہاتھ کی لکیروں میں جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔نمرہ جانے سے قبل Reception کی بات کر کے گئی تھیں۔وہ مکمل تیاری کے بارے میں بات چیت کر رہی تھیں۔انہوں نے شادی انگلینڈ کا بہت مشہور ایونٹ آرگنائزر بھی ہائر کر لیا تھا۔وہ ہر طرح سے اس پارٹی کو بہت بڑے پیمانے پر ارینج کرنا چاہتی تھیں۔شگریز کی ساکھ کا معاملہ تھا۔نکاح اگرچہ سادگی سے انجام پایا تھا مگر وہ Reception میں کوئی کسر اٹھا رکھنا نہیں چاہتی تھیں۔ابان بزی تھا اور انہیں واپس جانا تھا تو وہ تلقین کر گئی تھیں کہ وہ ابان شگری کو آگاہ کر دے۔اور وہ اس Reception کے بارے میں سن کر ہی حیران رہ گئی تھی۔

وہ اپنے اور ابان شگری کے درمیان کوئی رشتہ سرے سے محسوس ہی نہیں کرتی تھی اور ابان شگری نے بھی کئی بار واضح کیا تھا کہ یہ رشتہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے تو پھر اس Reception کا کیا جواز نکلتا تھا؟ وہ سوچ سوچ کر تھک گئی تھی۔وہ اس Reception کا کوئی جواز نہیں پاتی تھی۔

ابان شگری اس کے قریب آن بیٹھا تھا اور وہ خود کی سوچوں میں اتنی کھوئی ہوئی تھی کہ اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔ایک لمحے کو سر اٹھا کر دیکھا تھا تو یقین نہیں ہوا تھا وہ اس طرح اس کے قریب بیٹھا تھا۔وہ اسے اپنا وہم سمجھی تھی۔تبھی زور سے آنکھیں میچ گئی تھی۔مگر جب آنکھیں کھول کر اسے دوبارہ دیکھا تھا تو تب بھی وہیں پایا تھا۔تب اس نے یقین کرنے کو ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھوا تھا۔ابان شگری خاموشی سے بیٹھا اسے یقین کرتے دیکھتا رہا تھا۔وہ اس کا چہرہ بہت نرمی سے چھو رہی تھی۔اسے محسوس کر کے چونکی تھی۔ہاتھ کھینچ لینا

چاہا تھا مگر ابان شگری نے اس ہاتھ کو تھام لیا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر دوسری کلائی کو تھاما تھا اور اس کے کنگن کو بغور دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اسے چونکتے ہوئے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ پھر یکدم اس کے دیکھنے پر نگاہ پھیر گئی تھی۔ وہ بھرپور توجہ سے اس کی کلائی میں موجود بیش قیمت کنگن دیکھنے لگا تھا۔

''دل جیتنے میں ماہر ہو۔ گراتے ہیں تمہیں۔ پوچھنا یہ تھا کہ یہ سارے وصف کہاں سے سیکھے؟ سب زبانی ازبر لگتا ہے تمہیں۔ کسی کو اعتماد میں لینا۔ اور ایک لمحے میں دل جیت لینا...... اتنا کہ کوئی مکمل اعتبار کرنے لگے۔ یہ ہنر کہاں سے سیکھے اتباع منصور؟ تم تو نگاہ نہیں بھی کرو گی تو قیامت ہو جائے گی۔ یہ وصف بہت نرالے ہیں مگر ان آنکھوں میں ایک بات ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی اتباع منصور اور جانتی ہو وہ کیا ہے؟ وفا......!'' ابان شگری نے اپنے طور پر اخذ کیا تھا اور پھر جتا بھی دیا تھا۔ وہ اس میں وفا نہیں پاتا تھا۔ اس رشتے کو آگے بڑھانے کا کیا جواز تھا؟ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اس رشتے کو آگے جانے کا کیا جواز ہے ابان شگری اگر اس میں وفا نہیں؟ جب تمہیں میری آنکھوں میں کچھ دکھائی نہیں دیتا تو روک کیوں نہیں دیتے یہ سب؟'' اتباع منصور نے سرد لہجے میں کہا تھا۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

''تمہاری خواہشوں کی فہرست طویل ترین ہے اتباع منصور مگر میں ایک لمحے میں سب پورا نہیں کر سکتا۔ کاش میرے پاس جادو کی کوئی چھڑی ہوتی تو میں تمہاری ساری خواہشوں کو ایک ساتھ پورا کر دیتا مگر فی الحال یہ سب میرے اختیار میں نہیں۔'' وہ بھرپور طنز کرتے ہوئے سرد لہجے میں بولا تھا۔ اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

''کیا آپ جانتے ہیں کہ نمرہ آنٹی؟'' اتباع منصور نے ری سپشن کی بات جتانا چاہی تھی تبھی ابان شگری نے سر ہلایا تھا۔

''میں جانتا ہوں تم یہ ری سپشن نہیں چاہتیں۔ تم واپس لوٹ جانا چاہتی ہو۔ تم یہ ری سپشن روکنے کے لئے ایک آس سے میری طرف دیکھ رہی ہو مگر میں یہ ری سپشن نہیں روک سکتا۔ میں نے آٹھ سال کے بعد ممی کو کسی بات کے لئے اس طرح کہتے سنا ہے۔ وہ خوش دکھائی دے رہی ہیں۔ ہم میں جو بھی ہے وہ اس سے واقف نہیں ہیں مگر یہ رشتہ قائم رہنا اب بہت ضروری ہے۔ تمہاری خواہش اپنی جگہ میں فی الحال تمہیں اس رشتے سے آزاد نہیں کر سکتا۔ اگر تمہیں حق مہر کی رقم کی ضرورت ہے تو وہ تمہیں میں دے سکتا ہوں مگر یہ نکاح ختم نہیں ہوگا۔ اگر ممی ری سپشن کرنا چاہتی ہیں تو یہ ری سپشن ضرور ہوگی۔ ممی کی خواہش کے آگے میں سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے فی الحال تم کچھ کہے نا اس رشتے کو اسی طور آگے بڑھانا چاہو گی۔ مجھے ہر حال میں یہ خوشی اپنی ماں کو دینا ہے۔ انہوں نے بہت جبر کیا ہے۔ آٹھ سال تک دل پر پتھر رکھ کر وہ مجھ سے دور رہی ہیں۔ میں ان کا رشتہ بچانے کے لئے ان کے قریب نہیں گیا۔ اس دہلیز پر قدم نہیں رکھا۔ اس رشتے کے لئے اگر مجھے تمہاری خواہشات کے against جا کر کچھ زبردستی بھی کرنا پڑا تو میں کروں گا۔'' وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔ وہ لہجہ مضبوط تھا اتنا کہ اتباع منصور نے سرد لہریں اپنے وجود میں سرایت کرتی محسوس کی تھیں۔ مگر وہ بہت سرسری لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''تمہیں میری جائیداد کا 50% چاہئے تو میں ڈیل کے طور پر دینے کو تیار ہوں۔ ایک ڈیل تم نے اشعر ملک سے کی تھی۔ ایک

ڈیل تم میرے ساتھ کر سکتی ہو۔ میں اشعر ملک سے زیادہ بھروسے کے قابل ہوں۔آئی ہوپ تم یہ ڈیل کرنا چاہو گی اتباع منصور......!'' وہ بہت سرد لہجے میں کہہ رہا تھا اور اتباع منصور ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

یہ وہ نرم لہجہ نہیں تھا۔

یہ وہ تحفظ دیتا وجود نہیں تھا۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں

مجھے یقین ہے میں اس کے لئے بنی ہوں!

کوئی اس کے اندر کہیں چیخا تھا۔

''مجھے کسی اور لمحے کی ضرورت نہیں ہے ابان شگری، یہ لمحہ میرا جز وکل ہے۔تم میری جزئیات اور کلیات ہو اور اس کے آگے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔''

کوئی دبی دبی سرگوشی کہیں اس کے اندر گونجی تھی۔اور تبھی اس نے سرد نظروں سے ابان شگری کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچ لئے تھے۔

''کیا ہوا؟ تم 50% پر ایگری نہیں؟ آل رائیٹ میں اس پر نظرِ ثانی کر سکتا ہوں مگر تم یہاں سے نہیں جا پاؤ گی......اور......!''

''شٹ اپ ابان شگری......ہاؤ کڈ یو سے دس؟'' وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''How dare you?'' اس کی آواز کانپ رہی تھی۔اور اس کا وجود بھی۔وہ جیسے کسی طوفان کے دہانے پر تھی۔

''How do you dare is asking me such thing?

تم ایسا کیسے کر سکے؟ اتنا گرا دیا تم نے مجھے؟'' وہ بہت غصے میں دکھائی دی تھی۔جب ابان شگری نے بہت اعتدال سے دیکھتے ہوئے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

''شیرنی فی الحال تمہارا غصہ کرنا مناسب نہیں۔ایسی باتوں کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔تم بہت اچھی دکھائی دے رہی ہو۔ تمہارے لئے یہ ٹھیک نہیں ہے!'' ابان شگری نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے سنبھالنا چاہا تھا مگر اس نے ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

''میں نے کسی لمحے میں تم سے کیا کہا ابان شگری مجھے یاد نہیں ہے مگر اگر کبھی میں نے کسی لمحے میں تم سے کہہ دیا ہو کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں تو تمہیں اسے بھول جانا چاہیے کیونکہ تم اس محبت کے قابل نہیں ہو!'' وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ بولی تھی۔

''مجھے کسی اور لمحے کی ضرورت نہیں ہے ابان شگری۔یہ لمحہ میرا جز وکل ہے۔تم میری جزئیات اور کلیات ہو اور اس کے آگے کسی شے کی حقیقت نہیں ہے۔میں نے یہ کب کہا تھا ابان شگری؟ مجھے یاد نہیں ہے۔میرے ان لفظوں کی گونج میرے اندر مجھے واضح محسوس ہوئی ہے اور مجھے افسوس ہے میں نے تم سے یہ سب کہا۔'' اس کی ڈیل کی بات کرنا اتباع منصور کو اپنی تضحیک لگی تھی۔اس نے حد کر دی تھی۔

وہ انتہا پسند میں بہت آگے نکل رہا تھا اور اتباع منصور کو تہس نہس کر رہا تھا۔ اس نے سختی سے اپنی آنکھیں رگڑی تھیں۔

''مجھے یقین نہیں آتا تم نے اتنی گری ہوئی بات کیسے کہہ دی۔ بیوی ہوں میں تمہاری۔ چاہے وقتی طور پر ہی سہی۔ کچھ دنوں کے لئے ہی سہی میں ایک قابل احترام رشتے میں ہوں تمہارے ساتھ اور تم نے اسے چند روپوں میں تولنا چاہا؟ میرے پاس کس شے کی کمی تھی ابان شگری۔ میں یہ عیش وعشرت کی زندگی گزارتی آئی ہوں۔ میری کل جائیداد کہیں زیادہ ہے۔ مگر تم نہیں سمجھ پاؤ گے کہ میں نے اشعر ملک سے ڈیل کی بات کن حالات میں کی تھی۔ مجھے افسوس ہے میں نے اس رشتے کا پابند کیا خود کو۔ تم اس قابل نہیں تھے!'' وہ کانپتی ہوئی اٹھی تھی۔ لڑکھڑائی تھی۔ قریب تھا کہ وہ گر جاتی اور اس کا سر میز کے کونے سے ٹکرا کر زخمی ہو جاتا ابان شگری نے سرعت سے اٹھ کر تھام لیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا اور پھر اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ جب اتباع منصور کی نگاہ میرال حسن پر پڑی تھی۔ قدرے فاصلے پر وہ کھڑی تھی۔ وہ نک سک سے تیار تھی شاید وہ کہیں باہر جانے کو تیار تھی۔ اتباع کی طرف دیکھا تھا اور مسکراتی ہوئی وہ آگے بڑھ آئی تھی۔

''ابان، چلو۔ ہمیں دیر ہو جائے گی۔'' اتباع کی طرف دیکھ کر وہ پرسکون انداز میں مسکرائی تھی اور ابان شگری کا بازو تھاما تھا۔ اتباع منصور نے پرافسوس نظروں سے دیکھا تھا اور آگے بڑھنا چاہا تھا۔ ابان نے اس کی کلائی تھامی تھی۔ اتباع منصور رکی تھی پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ پورا منظر بھیگتا دکھائی دیا تھا۔ یہ نمی منظر میں نہیں تھی۔ اس کے خود کی آنکھوں میں تھی۔ ابان شگری اس کا ہاتھ تھامے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور کو جیسے امید نہیں تھی کہ وہ اس حد تک چلا جائے گا۔ ایک رشتے کے ہوتے ہوئے وہ دوسرا رشتہ نبھانے کی سوچ رہا تھا۔ میرال حسن سے اس کے روابط بنانا کس بات کو ظاہر کرتا تھا؟ ابان شگری اس سے کیا Expect کرتا تھا وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی مگر اس لمحے اس نے بہت آہستگی سے اپنی کلائی کو ابان شگری کی گرفت سے نکالا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

ابان شگری نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ میرال حسن بہت سکون سے مسکرائی تھی۔

''ابان شگری ہمیں دیر ہو جائے گی۔ چلو بھی......!'' میرال حسن نے پرسکون انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''سوری میرال حسن۔ آئی کانٹ گو۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے!'' ابان شگری سپاٹ لہجے میں بولا تھا اور پھر چلتا ہوا پورچ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

میرال حسن کھڑی اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

''آئی کانٹ بلیو ابان بھائی کی باقاعدہ شادی ہو رہی ہے۔ اوہ مائی گاڈ......! میں بہت ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں......!'' عالیہ مسکرائی تھی۔

نمرہ نے مسکراتے ہوئے اتباع کو دیکھا تھا۔

''اتنے دنوں بعد ہمارے گھر میں کوئی خوشی ہوگی۔ میں تو خود خوشی کے معنی بھی بھول گئی تھی۔'' نمرہ اداس لہجے میں کہتے ہوئے مسرائی تھیں۔ اتباع نے انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔ ڈیزائنر اس کی Measurement لے رہا تھا۔ پتہ نہیں کس چیز کی تیاری تھی جبکہ ان دونوں کے درمیان سرے سے کچھ تھا ہی نہیں۔ کوئی رشتہ باقی ہی نہیں رہا تھا۔

''ممی...... یہ کیا خالی خالی reception ہو رہی ہے؟ پہلی شادی ہے ہمارے گھر میں۔ مہندی مایوں کے بنا کیسے مزہ آئے گا؟'' عالیہ نے مسکراتے ہوئے مشورہ دیا تھا۔ نمرہ مسکرائی تھیں۔

''میرا بھی خیال ہے۔ مہندی، مایوں، سنگیت تمام رسمیں انجام پانا ضروری ہیں۔ میرے بیٹے کی شادی ہے۔ reception تو بہت پھیکی لگے گی۔'' وہ مسکرائی تھیں۔

Designer نے اپنی ناپ لینے کی ذمہ داری پوری کی تھی اور نمرہ اس کا ہاتھ تھام کر لاؤنج میں لے آئی تھیں۔ جہاں بہت سی قیمتی جیولری رکھی ہوئی تھی جو یقیناً نمرہ نے اپنی بہو کے لئے شاپنگ کی تھی۔ اتباع نے حیران ہو کر نمرہ کی طرف دیکھا تھا۔

''ایسے حیرت سے کیا دیکھ رہی ہو؟ یہ سب تمہارے لئے ہے۔ بیٹھو!'' نمرہ نے اس کا ہاتھ تھام بہت پیار سے اپنے سامنے بٹھایا تھا اور پھر اسے بیش قیمت نیکلس پہنا کر تنقیدی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

''واؤ ممی...... اِٹس سو بیوٹی فل...... بھابھی کو بہت سوٹ کر رہا ہے۔ ابان بھائی تو دیکھتے ہی دل ہار جائیں گے!'' عالیہ مسکرائی تھی۔

''دل تو وہ آل ریڈی ہار چکا ہے بیٹا تبھی تو اتنی پیاری لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ ابان کی چوائس معمولی نہیں۔ معمولی چیزوں کی طرف تو وہ نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بہت چوزی ہے وہ۔ مجھے یقین تھا وہ میری بہو بنانے کے لئے کسی ایسی ہی لڑکی کا انتخاب کرے گا۔ وہ اکثر کہتا تھا...... ممی جو لڑکی آپ جیسی ہوگی اسی سے شادی کروں گا۔ ابان کی نگاہ بہت خاص ہے۔'' نمرہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے مسکرائی تھیں۔ اتباع نے ان کی خوشی اور اکسائیٹمنٹ کو خاموشی سے خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔ اس خوشی کو وہ توڑ نہیں پائی تھی اگرچہ اس کا دل چاہا تھا وہ چیخے اور ان کو اس رشتے کی حقیقت بتا دے کہ وہ جس رشتے پر اتنی خوش ہیں۔ وہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ابان شگری نے یہ رشتہ چند دنوں کے لئے بنایا ہے بس۔ اس رشتے کی وقعت کچھ نہیں ہے۔!'' مگر وہ سب ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکی تھیں۔ نمرہ بہت خوش دکھائی دے رہی تھیں اور وہ ان کی خوشی ruin کرنا نہیں چاہتی تھی تبھی انہیں وہ کرنے دیا تھا جس سے انہیں خوشی مل رہی تھی۔ وہ بہت نائس پولائیٹ سی لیڈی تھیں۔ انہیں دیکھ کر اتباع کو اپنی ممی یاد آئی تھی۔ وہ اسے مختلف جیولری پہنا کر دیکھ رہی تھیں۔ عالیہ اکسائیٹڈ سی اپنی رائے دے رہی تھی۔ تبھی اس نے نوٹ کیا تھا اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ دانیال مرزا کی کال تھی۔ اس نے فون اٹھایا تھا۔

''ایکسکیوز می......!'' وہ اٹھی تھی اور چلتی ہوئی قدرے فاصلے پر نکل آئی تھی۔

''ہیلو دانیال مرزا......!''

''کہاں ہو اتباع؟ کب سے فون کر رہا ہوں!'' دانیال دوسری طرف الجھن سے بولا تھا۔

''میں نے تمہاری کال نہیں دیکھی تھی دانیال صرف ابھی نظر پڑی تھی۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں ملنے آرہا ہوں اتباع تم ریڈی ہو جاؤ۔ ہم ڈنر باہر کریں گے اور بہت ساری باتیں۔ بوا تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ کئی بار انہوں نے تمہارے فون پر ٹرائی کیا مگر تم فون کہیں رکھ کر جیسے بھول جاتی ہو اور......!''

''ابھی آنا ممکن نہیں ہو گا دانیال مرزا۔'' دانیال مرزا تیزی سے بول رہا تھا جب اس نے بات کاٹ کر کہا تھا۔ وہ چونکا تھا۔

''کیوں کیا ہوا؟ تم ارادہ بدل رہی ہو؟''

''نہیں۔ مگر اس وقت نمرہ آنٹی موجود ہیں۔ میں تمہیں ڈیٹیلز نہیں بتا سکتی فی الحال تم کل ملو پھر بات کرتے ہیں۔ بہت سی باتیں کرنا ہے تم سے اور......!'' وہ یکدم چونکی تھی کسی نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا تھا۔ اتباع منصور نے پلٹ کر دیکھا تھا وہاں ابان شگری کھڑا تھا۔ وہ چونکی تھی۔ وہ فون کان سے لگائے مکمل سکون سے دانیال مرزا سے مخاطب ہوا تھا۔

''ابان شگری بات کر رہا ہوں۔ ہماری ری سپشن کی تیاریاں ہو رہی ہیں، سو وہ نہیں آپائے گی۔ تم اتباع کی فیملی ہو سو تم بھی ان وائیٹڈ ہو۔ ان فیکٹ بوا کا نمبر دے دینا میں بات کر کے خود انوائیٹ کروں گا انہیں۔ اتباع کی طرف سے بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔ اتنی بڑی خوشی کا موقع ہے۔ اٹ وڈ بی آ گرینڈ ایونٹ۔ اتباع کو اپنے گھر والوں کی کمی محسوس نہیں ہونا چاہیے۔'' ابان شگری مکمل سکون سے بولا تھا۔

اتباع نے اسے حیرت سے دیکھا تھا اور دوسری طرف دانیال مرزا چونکا تھا۔

''وہاٹ......reception......؟'' اس کے لئے یہ خبر حیرت کا باعث بنی تھی۔

''مگر یہ reception کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ نکاح اتباع کی مرضی کے خلاف ہوا ہے۔ یہ reception جائز نہیں ہے۔ آپ یہ زبردستی نہیں کر سکتے۔'' دانیال مرزا نے صاف لفظوں میں جتا دیا تھا۔ ابان شگری پرسکون انداز میں اتباع کی طرف دیکھنے لگا تھا پھر فون کے اسپیکر آن کر دیئے تھے تاکہ اتباع بھی سن لے وہ کیا بات کر رہا ہے۔

''اتباع ٹیل ہم تم خوش ہو اس رشتے سے؟ یہ reception اپنی مرضی سے کر رہی ہو یا تم پر کوئی زبردستی کی جا رہی ہے؟'' ابان شگری نے اتباع کو مخاطب کیا تھا۔ اتباع ساکت کھڑی تھی۔

''اتباع یہ کیا ہو رہا ہے وہاں؟ ٹی می......تم خوش نہیں ہونا اتباع؟ بتاؤ اتباع......؟'' دوسری طرف دانیال پریشانی سے بولا تھا۔

اتباع نے دانیال کی آواز سنتے ہوئے ابان شگری کو دیکھا تھا۔

''ہیلو دانیال...... مجھ پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ میں reception اپنی مرضی سے کر رہی ہوں۔ مگر میں تم سے ملنا چاہتی ہوں تم ابھی یہاں آ سکتے ہو؟'' ابان شگری کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دانیال سے بولی تھی۔

ابان شگری اس کے بولنے پر بہت پرسکون دکھائی دیا تھا۔

"آل رائیٹ...... میں تم سے ملنے آ رہا ہوں اتباع۔ جو بھی بات ہے میں تم سے مل کر تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔ میں نے تمہیں اس رشتے کے لئے انکاری ہوتے دیکھا ہے تم یکدم اس reception کے لئے راضی کیسے ہو سکتی ہو؟ مجھے یقین نہیں ہو رہا۔ یہ نکاح تمہاری مرضی سے نہیں ہوا تھا!"

"ہاں یہ نکاح میری مرضی سے نہیں ہوا تھا۔ مگر مجھے لگتا ہے یہ شادی اسی طرح ہونا لکھی تھی دانیال مرزا۔ تم ملنے آؤ ہم بات کرتے ہیں!" اس نے کہتے ہوئے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ دانیال نے دوسری طرف سے کال کا سلسلہ منقطع کیا تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھتے ہوئے فون اس کی طرف بڑھایا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے فون اس کے ہاتھ سے لیا تھا۔ جب جانے کے لئے پلٹی تھی مگر ابان شگری نے اس کی کلائی کو تھاما تھا اور اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع منصور اس کے فراخ سینے سے آن ٹکرائی تھی۔ اس کے مخصوص کلون کی مہک ناک کے نتھنوں میں گھسی تھی مگر اس لمحے وہ پتھر بنی کھڑی تھی جیسے۔ ابان شگری اسے خاموشی سے بغور دیکھ رہا تھا مگر ان نظروں کی تپش کا اس لمحے جیسے اتباع منصور پر کوئی اثر نہ تھا۔ وہ پتھر کی بت بنی کھڑی تھی جیسے۔

"تم نے اتنی آسانی سے میری بات کیسے مان لی شیرنی؟ تم اتنی جلدی ہار ماننے والی نہیں ہو۔ کوئی معمولی سی مزاحمت بھی نہیں؟ ضرور کوئی نئی سازش کا جال بن رہی ہو گی ناتم؟ اشعر ملک سے نئے روابط بڑھنے کی تیاری؟ یا پھر کچھ اور؟ یہ کیا ہو رہا ہے، کچھ حقیقت ہمیں بھی پتہ چلے تو کھلے؟" وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پرسکون انداز میں بولا تھا۔

اتباع اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"میں نے یہ تمہارے لئے نہیں کیا ابان شگری...... تم یہ سب deserve نہیں کرتے ہو" وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔

"تو پھر......؟" وہ جاننے پر بضد ہوا تھا۔

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی!" وہ مضبوط لہجے میں مکمل اعتماد سے سر اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری نے اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوتے ہوئے بغور دلچسپی سے دیکھا تھا جیسے وہ اس کی آنکھوں میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔

"مجھے سننا ہے اتباع منصور......! تمہارے لہجے کی شیرینی بہت پرلطف لگتی ہے۔ جھوٹ بھی کہتی ہو تو سچ کا گماں گزرتا ہے۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھتے ہوئے نگاہ پھیر گئی تھی۔

"یہ محبت ہے کیا؟ تم کرامات پر مائل ہو رہی ہو۔ کرشمے سازیاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ رعایتیں کس لئے شیرنی؟" وہ مدھم لہجے میں پوچھتا ہوا بغور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب تمہارے لئے نہیں ہے ابان شگری!" وہ سرد لہجے میں سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"پھر کس لئے؟" وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔ اس لہجے میں اور آنکھوں میں ایک خاص کاٹ تھی۔ ایک خاص چبھن تھی۔ اتباع منصور نے اس کا حصار اپنے گرد سے ہٹانا چاہا تھا مگر ابان شگری کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ اکتا کر اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''ابان شگری تم اپنے فائدے کے لئے کرتے ہو سب۔ جہاں تمہیں کچھ ملتا ہے، حاصل ہوتا ہے۔ اپنی غرض کے بندے ہو اور سب کو بھی بس شک کی نظر سے دیکھتے ہو۔ میں نے یہ سب نمرہ آنٹی کے لئے کیا ہے! انہوں نے مجھے سب بتا دیا تھا۔ جیسے تم نے گھر چھوڑا اور ان سے دور ہوئے۔ مجھے لگتا ہے وہ ماں ایک بچے کی خوشی اور قربت کے لئے ترس رہی ہیں۔ میری ماں نہیں ہے ابان شگری۔ میں نے ماں کو بہت کم پیار پایا ہے مگر نمرہ آنٹی میں مجھے وہ ماں دکھائی دی۔ تبھی ان کی خوشی کے لئے میں یہاں رہنا گوارا کیا۔ میری یہاں موجودگی تمہارے لئے یا تمہاری وجہ سے نہیں ہے۔ یہ اس ماں کی محبت کے لئے ہے۔ تم اسے موڑ توڑ کر ہمدردی بنا دو یا کچھ اور...... مگر میں نمرہ آنٹی کے لئے دل میں ایک خاص جگہ محسوس کر رہی ہو۔'' وہ نرمی سے جواز دیتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری نے اس کے گرد سے اپنے بازوؤں کا حصار ہٹایا تھا اور جیسے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''مجھے معلوم تھا سچ تمہاری انا پر کاری ضرب لگائے گا مگر تم نے خود جاننے پر اصرار کیا۔ اور میں جھوٹ نہیں کہہ سکی۔ چاہے تم اسے کوئی عقیدت سمجھو یا Sympathy مگر یہ احترام میں نمرہ آنٹی کو دینا لازمی سمجھتی ہوں۔ یہ رعایت تمہارے لئے نہیں ہے۔ تمہاری عادت ہے تم اپنی دھونس جما کر چیزوں کو ہونے پر اکساتے ہو اور تمہیں اسی میں تسکین ملتی ہے۔ میں اگر کہتی کہ میں تمہاری دھونس میں یہ کر رہی ہوں تو تمہیں اچھا لگتا۔ تمہاری ایگو کو یہ سب بہت بھلا لگتا۔

Look at this is the extreme limit of proving make chauvinism. A girl might love your care and concern, but your over chauvinistic attitude may irritate her at times.

محبت انا پرستی میں کہیں آگے جا سکتا ہے۔ اس کا اندازہ ہے مجھے۔ تم آدھی ادھوری عقل نہیں رکھتے۔ محدود سوچ سے نہیں سوچتے۔ چیزیں تمہیں دوسروں سے کہیں زیادہ سمجھ میں آتی ہیں مگر تمہیں اچھا لگتا ہے جب کوئی تمہارے اشارے پر ویسے ہی چلے جیسے تمہاری خواہش ہے۔ تم لامحدود عقل رکھتے ہوئے کہیں اپنی انا میں بہت سمٹ جاتے ہو۔ لامحدود عقل رکھتے ہوئے محدود سوچنے کی صلاحیت صرف ایک مرد کے پاس ہی ہو سکتی ہے۔'' وہ سرد لہجے میں کہہ کر پلٹی تھی اور چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ ابان شگری اسے جاتے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

''کیا ماجرہ ہے اتباع؟ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟'' دانیال مرزا بولا تھا۔ وہ اس کی طرف سے نگاہ ہٹاتی ہوئی بہت تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

''میں نہیں جانتی کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے۔ مگر یہ ضروری لگا۔ نمرہ آنٹی کو ضرورت ہے۔ وہ آٹھ سال تک بیٹے کی دوری برداشت کرتی رہی ہیں۔ میں نے ماں کی کمی محسوس کی ہے دانیال۔ میں ان کے چہرے پر اپنی ماں کی آنکھیں دیکھتی ہوں!'' وہ بہت بجھے بجھے سے لہجے میں بولی تھی۔

''اور ابان شگری؟'' وہ چپ ہوئی تھی تو دانیال مرزا بولا تھا۔ اتباع منصور خاموش ہو گئی تھی پھر سر ہلاتے ہوئے بولی تھی۔

''ابان شگری اس سب کے درمیان کہیں نہیں آتا دانیال مرزا!'' وہ لاتعلق بن رہی تھی یا بننے کی کوشش کر رہی تھی؟ دانیال مرزا نے اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

''تم ابان شگری سے دور نہیں جانا چاہتیں نا؟'' وہ جیسے کسی نتیجے پر پہنچتا ہوا بولا تھا اور اتباع منصور نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔

''ایسا نہیں ہے دانیال مرزا۔ میں ابان شگری کے اتنے قریب کبھی نہیں رہی کہ مجھے اس سے دور جانے کا کوئی ملال ہو۔ ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں۔ اس نے میرا خیال رکھا۔ میرے ساتھ رہا، کنسرن شو کرتا رہا۔ خیال رکھا۔ مگر یہ وہ سب نہیں ہے جسے ایک لڑکی پانا چاہتی ہے۔ یہ سب محبت کے ایک احساس کے بنا بہت ادھورا ہے دانیال مرزا۔ میں اس کے نکاح میں ہوں۔ مگر یہ نکاح اس نے وقتی طور پر کیا۔ وجہ میں نہیں جانتی۔ مگر اس نے کہا تھا یہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے اور جو شے ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتی اس کی کوئی حقیقت بھی نہیں ہوتی۔'' وہ اپنے اندر کے سرد پن کو محسوس کرتی ہوئی بولی تھی۔ اس کے لہجے میں ایک بوجھل پن تھا جو شاید اس کے اندر میں موجود تھا۔ دانیال مرزا اسے بہت سکون سے دیکھ رہا تھا۔

''تم نہیں جانتیں یہ کیا ہے اتباع منصور؟'' وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔ وہ چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

''کیا مطلب؟ کس بارے میں بات کر رہے ہو تم؟'' وہ نا سمجھتے ہوئے بولی تھی۔

دانیال مرزا اسے چند ثانیوں تک خاموشی سے دیکھتا رہا تھا پھر گہری سانس لے کر چہرہ پھیرتے ہوئے بولا تھا۔

''یہ محبت ہے اتباع منصور...... تم ابان شگری سے محبت کرتی ہو!''

''یہ درست نہیں ہے!'' اتباع منصور نے اسے جھٹلایا تھا۔

''تم جانتی ہو یہ درست ہے اتباع منصور۔ جو وہ کر رہا ہے تم وہ نہیں دیکھ رہیں۔ وہ تمہیں ناکافی لگ رہا ہے کیونکہ تم اس سے کچھ زیادہ چاہ رہی ہو جو وہ فی الحال نہیں کر رہا یا نہیں کہہ رہا...... اس کے تمام لفظوں میں وہ بات غیر موجود ہے تمہیں سننا ہے اور وہی تمہیں الجھن دیتی ہے۔ وہ بات کیا ہے تم جانتی ہو اتباع منصور......!'' دانیال مرزا اسے جتاتے ہوئے بولا تھا اور وہ بہت حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ فوری طور پر اسے جھٹلا نہیں سکی تھی۔

''تم اسے کھونا نہیں چاہتیں۔ میں نے ابان شگری کی آنکھیں نہیں دیکھیں مگر میں تمہارے چہرے پر اس کی آنکھیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے چہرے پر جابجا اس کی آنکھیں ٹھہری ہوئی ہیں اتباع منصور اور تم اس کی آنکھوں میں مکمل طور پر گمشدہ دکھائی دیتی ہو۔'' یہ کہانی اس کے چہرے پر لکھی تھی یا اس کی آنکھوں میں درج تھی وہ مکمل حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بے دھیانی میں ہاتھ اٹھا کر چہرے پر پھیرا تھا جیسے وہ وہاں ابان شگری کی آنکھوں کو ڈھونڈنا یا کھوجنا چاہتی ہو اور دانیال مرزا کے کہے کی جیسے تصدیق ہو گئی تھی۔

''دیکھو تم اس کی آنکھوں کو خود کے چہرے پر محسوس کرنا چاہتی ہو، چھونا چاہتی ہو، کتنی بے قرار سے تم نے اپنے چہرے کو چھوا ہے جیسے ابان شگری کی آنکھیں وہیں کہیں ٹھہر گئی ہوں۔ یہ محبت ہے اتباع منصور۔ میں نے تمہارا چہرہ دیکھے بنا جان لیا تھا۔ جب تم نے اس کے

لئے جھوٹ بولا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ایک ہی کیمپس میں پڑھتا رہا ہے اور تمہارا دوست ہے اور تم اسے پہلے سے جانتی ہو۔ میں نہیں جانتا تم نے وہ جھوٹ کیوں بولا تھا اتباع منصور...... مگر وہ جھوٹ کسی سچ کو بہت واضح بیان کر رہا تھا۔ میں جانتا ہوں وہ تمہارا دوست کبھی نہیں رہا۔ تم یہاں آنے سے قبل اس سے کبھی ملی نہیں تھیں مگر تم نے اس کے لئے پہلا جھوٹ بولا تھا اور مجھے تبھی احساس ہو گیا تھا کہ تم خود کی نہیں رہی ہو۔ پھر تم نے ڈیڑھ ماہ سے زیادہ عرصہ اس کے ساتھ فارم ہاؤس پر گزارا۔ تم کسی اجنبی انسان کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی تھیں۔ تمہارا نکاح اس سے ہو چکا تھا اور ایک جائز رشتے کے ساتھ تم اس کے ساتھ تھیں۔ مجھے اس بس کی خبر تھی......!'' دانیال مرزا بہت آہستگی سے انکشافات کر رہا تھا۔

''ہم جن سے محبت کرتے ہیں ان کو دنیا کے سامنے دنیا کا بہترین انسان بنا کر پیش کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں اور یہی تم سے سرزد ہوئی۔ ابان شنگری بہت لکی بندہ ہے اس نے تمہارا دل جیتا ہے۔'' وہ مکمل یقین سے بولا تھا مگر اتباع منصور سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہے دانیال مرزا...... مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔ شاید حماقت ہونے جا رہی تھی مگر ابان کے رویے نے احساس دلا دیا!'' اس کا لہجہ خفگی کی بھرپور ترجمانی کر رہا تھا اور دانیال مرزا اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا جیسے اسے صاف جھٹلا رہا ہو۔

''تم ابان شنگری سے کسی بات پر خفا ہو اتباع منصور۔ یہ خفگی ختم ہو جائے گی تو بہت کچھ بدل جائے گا!'' دانیال مرزا مکمل یقین سے بولا تھا مگر وہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

''محبت آدھا ادھورا سچ نہیں ہے دانیال مرزا۔ آدھی حقیقتوں سے محبت کو کشید نہیں کیا جا سکتا۔ بہت کچھ بدل چکا ہے اور اس سے زیادہ بدلے گا تو مجھے حیرت نہیں ہو گی۔'' وہ دانیال مرزا کو جھٹلانا چاہتی تھی تبھی وہ بہت پھیکے سے انداز میں مسکرایا تھا۔

''میں تمہارے قریب تھا اتباع منصور۔ آئی ٹولڈ یو مینی ٹائمز دیٹ آئی لو یو۔ تم نے اس محبت کو کبھی محسوس نہیں کیا۔ حیلوں بہانوں سے غیر واضح لفظوں میں کتنی بار جتانا چاہا میں نے مگر تم نے سمجھتے ہوئے اسے نظر انداز کرتیں رہیں کیونکہ شاید میں وہ ایک نہیں تھا۔'' دانیال مرزا صاف لفظوں میں اپنی شکست تسلیم کر رہا تھا۔ اتباع اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

''تم ابان شنگری کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہو اتباع منصور......!'' دانیال مرزا نے واضح انداز میں جتایا تھا۔

''نہیں میں واپس گھر لوٹنا چاہوں گی دانیال۔ مجھے اپنی رکی ہوئی زندگی کو آگے بڑھانا ہے۔ اپنی اسٹڈی کو مکمل کرنا ہے اور......!''

''یہ سب تمہاری ترجیحات نہیں ہیں اتباع منصور!'' دانیال مرزا مکمل سکون سے گویا ہوا تھا۔ اتباع منصور بہت حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر نگاہ پھیرتی ہوئی بہت مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''محبت ہو گئی تھی دانیال مرزا...... ہونے کو ہو گئی تھی۔ نہیں جانتی کیسے۔ اس کے تمام کھردرے رویوں کے باوجود بھی مگر...... پھر اس نے سبھی کچھ مٹی میں ملا دیا۔ وہ سمجھتا ہے میں اشعر ملک کا آلہ کار ہوں دانیال مرزا۔ وہ مجھے اشعر ملک کا Spy قرار دیتا ہے۔ مجھ پر شک کرتا ہے وہ۔ اس نے یہ نکاح بھی اسی لئے کیا تا کہ مجھے اپنا پابند رکھ سکے۔ وہ مجھے خود کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے کسی رشتے کے باعث نہیں

صرف اس لئے کہ وہ حقائق تک پہنچ سکے اور اب وہ یہ Reception چاہتا ہے تا کہ اس کی ماں کو وہ ایک خوشی مل سکے جو اسے سات آٹھ برسوں میں نہیں ملی۔ ابان شگری اپنے زاویہ نظر سے دیکھتا ہے۔ اپنے دماغ سے سوچتا ہے اور دنیا کو اسی کسوٹی پر رکھ کر پرکھتا ہے۔ تم ابان شگری کو نہیں جانتے میں جانتی ہوں۔ میں واپس لوٹنا چاہتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میں واپس اسی گھر میں آ کر رہنا چاہتی ہوں۔ وہیں سے زندگی کا رکا سلسلہ دوبارہ جوڑنا چاہتی ہوں اور بہت جلد میں ایسا کروں گی۔ میں نے نمرہ آنٹی سے وعدہ ریسپشن میں شرکت کا کیا ہے یہاں ہمیشہ رہنے کا نہیں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

دانیال مرزا نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی اتباع کی نگاہ ابان شگری پر پڑی تھی جو کچھ فاصلے پر رکا کھڑا تھا۔ اتباع منصور کی نگاہ اس نقطے پر جم گئی تھی۔ دانیال مرزا نے اتباع منصور کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا اور وہاں ابان شگری کو کھڑا دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ابان شگری سرد نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

شاید وہ ان کی باتیں سن چکا تھا یا شاید نہیں۔ وہ ان کی طرف بڑھا تھا۔ مضبوط قدم ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اتباع منصور نے دانیال مرزا کو دیکھا تھا اور نظروں ہی نظروں میں بہت Calm رہنے کی تلقین کی تھی۔ ابان شگری کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جانے اس نے کیا اخذ کیا تھا۔ اس کا ری ایکشن یوں بھی ہمیشہ غیر متوقع ہوتا تھا۔ وہ کچھ اخذ نہیں کر سکی تھی۔ ابان شگری ان کے قریب آ کر رک گیا تھا اور انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور اس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر ناکام رہی تھی۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری کا چہرہ سپاٹ تھا۔ اتباع اس کے چہرے کو پڑھنے سے قاصر رہی تھی۔ وہ خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی دانیال مرزا مسکرایا تھا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

''آئی ایم دانیال مرزا...... اتباع کا کزن اور بہترین دوست!'' دانیال نے غالباً دوستی کا آغاز کرنا چاہا تھا۔ ابان شگری نے جانچتی نظروں سے اس کی سمت دیکھا تھا۔ پھر اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

''تمہارے بارے میں سن رکھا ہے۔ اتباع اکثر ذکر کرتی رہی ہے۔'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع اس کے تاثرات کو بغور دیکھ رہی تھی۔ مگر اس کے چہرے سے کچھ واضح نہیں تھا۔ دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

''آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ اتباع نے بتایا تھا جس طرح آپ نے اس کا خیال رکھا اور......!'' دانیال مرزا بول رہا تھا جب ابان شگری اس کی بات کاٹ کر بولا تھا۔

''وہ میری ذمہ داری تھی۔ میں نے صرف اپنی ذمے داری کو پورا کرنے کی کوشش کی تھی۔'' وہ سپاٹ لہجے میں جتا رہا تھا۔ دانیال مرزا اسے بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا پھر شانے اچکا دیئے تھے اور دوستانہ انداز میں بولا تھا۔

''بہرحال، اتباع آپ کی ذمہ داری بننے سے پہلے ہماری ذمہ داری تھی اور جس طرح آپ نے یہاں اس کا ساتھ دیا اور خیال رکھا آئی وڈ اپری شی ایٹ فوردیٹ۔'' دانیال مرزا مسکراتے ہوئے سرسری انداز میں بولا تھا۔ ابان شگری نے سر ہلا دیا تھا۔

''اتباع منصور کے میکہ کی حیثیت سے آپ یہ تھینکس کہہ سکتے ہیں اینڈ یور تھینکس ہیز بن اکسپٹڈ۔'' ابان شگری نے ساتھ ہی جتا دیا تھا۔ دانیال مرزا نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

''اتباع منصور کا میکہ تو ہم ہیں اور ایک اچھے موقع پر یہاں موجود بھی ہیں۔ آپ تو غالباً انفارم کرنا بھول گئے تھے۔'' دانیال مرزا نے دوستانہ انداز میں شکوہ کیا تھا۔

''نہیں ایسی بات نہیں، انفارم کرنے کا مکمل پلان تھا۔ ان فیکٹ میں بوا کو بھی کال کر کے انوائیٹ کرنے والا تھا۔ مگر پھر سوچا یہ کام مسز شگری پر چھوڑ دینا ضروری ہے۔ وہ جسے چاہیں اپنے مائیکے سے انوائیٹ کر لیں۔'' ابان شگری نے اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔ اتباع خاموشی سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ پھر دانیال مرزا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''میں چلتا ہوں۔ بوا کو کال کر لینا۔ وہ تمہیں بہت مس کر رہی ہیں۔ کافی دنوں سے تم سے بات نہیں کر سکیں۔ پریشان ہو رہی ہونگی!'' دانیال مرزا نے جتایا تھا اور پھر پلٹ کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

ابان شگری نے اتباع کی طرف دیکھا تھا جو دانیال کو دور جاتے خاموشی سے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں بچوں کی طرح ایک اداسی پھیل رہی تھی جیسے وہ کسی اپنے کو دور جاتے نہ دیکھ سکتی ہو۔ بھاگ کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہتی ہو اور اس کے ساتھ آگے بڑھ جانا

چاہتی ہو۔ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔اتباع افسردہ دکھائی دی تھی۔اتباع اس طرح پلٹ کر اندر بڑھ جانا چاہتی تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

اتباع منصور نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

''ممی چاہتی ہیں ہم جا کر جیولری کی کچھ شاپنگ کر لیں۔آئی نو یہ اتنا ضروری نہیں ہے مگر ممی کی خواہش رد نہیں کی جاسکتی۔'' ابان شگری گویا اس پر احسان کر رہا تھا۔اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ابان شگری نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔

دل میں جب کچھ نہ ہو تو رشتے کیسے جڑ سکتے ہیں؟ اس کے اندر بہت خاموشی میں صرف ایک ہی سوال ڈوب ابھر رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں ہے اور کیا کر رہی ہے۔اگر وہ صرف نمرہ آنٹی سے کیا گیا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے تھی تو اس کے اندر اتنا سکوت کیوں تھا؟ وہ خاموشی سے بیٹھی تھی اور ابان شگری بھی مکمل خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا دکھائی دیا تھا۔اتباع نے ایک لمحے کو اس کی طرف دیکھا تھا۔وہ اس کی طرف متوجہ دکھائی نہیں دیا تھا۔

☆......☆......☆

ہونے والے واقعات کیسے بھی ہوں وقت کی شدت ان کے اثرات کچھ کم کر دیتی ہے۔بوا سے بات ہوئی تھی۔وہ حیران ہوئی تھی مگر جب ابان شگری نے اس کے ہاتھ سے سیل فون تھام لیا تھا تو جیسے اسے تسلی ہوئی تھی۔

''بوا ہمارا نکاح کرنا ضروری تھا جیسی سچویشن تھی اس میں فوری حل یہی تھا۔معذرت چاہتا ہوں آپ کو آگاہ نہیں کر سکا۔اصولاً مجھے آپ سے اجازت طلب کرنا چاہیے تھی۔باقاعدہ رشتہ مانگنا چاہیے تھا مگر اب اتنی افراتفری میں ہوا کہ اس کی نوبت نہیں آسکی۔اتباع منصور کا قصور نہیں ہے۔وہ آپ کو بتانا چاہتی تھی۔اسے میں نے ہی منع کیا تھا۔'' وہ بوا سے بات کرتا ہوا اسے کلیئر کر رہا تھا۔اتباع نے اسے بغور دیکھا تھا مگر وہ اتباع کی طرف متوجہ نہیں تھا اور بوا دوسری طرف کہہ رہی تھیں۔

''بیٹا، رشتے آسمانوں پر جڑتے ہیں۔ہم نے اتباع کے لئے جو سوچا تھا اگرچہ وہ نہیں ہوا مگر میں خوش ہوں اسے تم جیسا قابل اور سمجھدار انسان بطور لائف پارٹنر ملا۔مجھے امید ہے تم اسے خوش رکھو گے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھو گے۔تم نے اتنے مشکل وقت میں اتباع کا ساتھ دیا۔یہ بات ثابت کرتی ہے کہ تم اتباع کے کتنے خیر خواہ ہو۔'' بوا ابان شگری کی حمایت میں بول رہی تھیں اور اتباع حیرت سے ابان شگری کی طرف دیکھ رہی تھی۔

سب کو ابان کی خامیوں کی خبر تھی۔سب اس کے معترف تھے۔سب کو وہ بہترین انتخاب لگ رہا تھا۔سب اس کی خاصیتوں کی تعریف کر رہے تھے۔ہر کوئی جتا رہا تھا کہ اس نے مشکل وقت میں ساتھ دیا تو پھر وہ اس بات سے منکر کیوں تھی؟ اس کے سامنے ایک الگ کہانی کیوں تھی؟ ایک الگ پہلو کیوں تھا؟ ابان شگری کا ایک الگ روپ کیوں تھا؟ اگر اس کا مقصد اس برے کڑے وقت میں اتباع کا

ساتھ دینا تھا تو پھر وہ اس کی جان سولی پر کیوں اٹکائے ہوئے تھی؟ ہمیشہ یہ کیوں جتا تا رہا تھا کہ وہ اشعر ملک کی بھیجی گئی Spy ہے اور اس کی مخالف ہے؟ حقیقت وہ تھی جو سب کو دکھائی دیتی تھی یا حقیقت وہ تھی جو وہ دیکھ رہی تھی اور جو ابان شگری اس کے سامنے دکھا رہا تھا؟

ابان شگری اس کا حمایتی تھا۔ اس کا ساتھ دے رہا تھا تو پھر اس پر شک کیوں کر رہا تھا؟ اس کے ساتھ کھڑا تھا تو اس کی مخالفت کیوں کر رہا تھا؟ اور اسے مسلسل شاکی نظروں سے کیوں دیکھ رہا تھا؟ ہر ہونے والی بات کا الزام اس کے سر کیوں تھا؟ جب وہ بوا سے بات کر رہا تھا وہ چلتی ہوئی اندر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ راہداری سے گزرتے ہوئے ابان کا روم ان لاکڈ دکھائی دیا تھا۔ وہ آگے بڑھی تھی مگر پھر چونکی تھی اور دوبارہ دو قدم پیچھے پلٹی تھی۔ پھر جانے کیوں وہ اس کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گئی تھی۔ اس لمحے اس کے ذہن میں کوئی اور سوچ نہیں تھی۔ پتہ نہیں کیوں اس کی چھٹی حس اسے اشارہ دے رہی تھی۔ اس نے قدم آگے بڑھائے تھے اور چلتی ہوئی الماری کے سامنے جا رہی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تھا اور کچھ لمحوں تک یونہی خالی خالی نظروں سے کھڑی الماری کے اندر موجود اس کی کپڑوں کی Collection کو دیکھتی رہی تھی۔ پھر یکدم ہاتھ بڑھا کر ایک دراز کھولا تھا اور وہاں ایک خالی لفافہ بند پڑا دکھائی دیا تھا۔ اتباع کو اس لمحے جانے کیوں کوئی ڈر نہیں تھا کہ وہ پکڑی جائے گی۔ اس کا ذہن بالکل خالی تھا اور کوئی سوچ نہیں تھی۔ جیسے اس کی چھٹی حس اسے گائیڈ کر رہی تھی اور وہ اپنے دماغ کی چپ چاپ سن رہی تھی۔ اس نے وہ لفافہ اٹھایا تھا۔ کھول کر دیکھا تھا اس میں اس کی سفری دستاویز تھے۔ وہ لمحہ بھر کو حیران ہوئی تھی۔ یہ دستاویز اس کے پاس کب آئے تھے۔ اس نے کب بنوائے تھے؟ اگر بنوائے تھے تو اس کے حوالے کیوں نہیں کئے تھے؟ یہ اس سے وابستہ چیز تھی، ان ٹریول ڈاکیومنٹس کا اس طرح مخفی رکھنا کیا بات ظاہر کرتا تھا؟ چند ثانیوں تک اس نے رک کر خالی خالی نظروں سے ان ڈاکیومنٹس کو دیکھا تھا پھر وہ لفافہ آنچل میں چھپا کر دروازہ بند کیا تھا اور الماری کو اسی طرح دوبارہ بند کر دیا تھا۔ اس لمحے اس کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ یہ ابان شگری جیسے گھاگ انسان کا کمرہ تھا جہاں کوئی Spy کیمرہ بھی نصب ہو سکتا تھا اور اس بات کا ریکارڈ اس کے ہاتھ لگ سکتا تھا یا پھر یہ کوئی سازش بھی ہو سکتی تھی کیونکہ ابان کا کمرہ اس طرح ان لاکڈ ہونا...... اور اس کے کمرے تک رسائی پانا...... اور اس کے الماری تک رسائی پانا یقیناً اتنا آسان نہ تھا۔ اگر ابان نے اسے خود یہ موقع فراہم کیا تھا تو وہ اسے ضائع کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے چوری نہیں کی تھی۔ اگر یہ چوری تھی تو ابان نے ان ڈاکومنٹس کو بنوا کر اس میں جس طرح چھپا کر رکھا تھا وہ بھی ایک طرح سے جرم ہی تھا۔ جب دونوں ایک کٹہرے میں تھے تو پھر سچ جھوٹ کے معنی باقی کیا بچتے تھے؟

وہ باہر نکلی تھی تبھی راہداری سے وہ آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ اسے اپنے کمرے کے باہر دیکھ کر چونکا نہیں تھا۔ نہ ہی فوری طور پر کوئی سوال پوچھا تھا۔ جس طرح کی اس کی طبیعت تھی پوچھ گچھ کی وہ اس لمحے ناپید تھی۔ یعنی ابان شگری اسے آزما رہا تھا؟ یا یہ موقع خود فراہم کر رہا تھا؟ کیا وہ چاہتا تھا وہ یہاں سے چلی جائے؟ یا وہ دیکھنا چاہتا تھا اگر یہ ڈاکومنٹس اس کے ہاتھ لگتے ہیں تو ان کاری ایکشن کیا ہوگا؟

اتباع منصور نے ایک نگاہ ابان شگری کی طرف دیکھا تھا پھر آگے بڑھنے لگی تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اتباع منصور نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ ابان شگری تب دو قدم کا فاصلہ گھٹاتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا اور اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا

تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ ابان شگری کی نظریں سرد تھیں۔ کوئی تپش نہیں تھی۔ کوئی خاص احساس نہیں تھا۔ جیسے وہ اس لمحے بھی اسے جانچ رہا تھا مگر وہ خاموش تھی۔

''ان آنکھوں میں کونسا راز قید ہے جو پلکیں اٹھ نہیں رہیں؟ کسی جھوٹ کو چھپانے کی تیاری از سر نو ہو رہی ہے؟ یا کسی اور سازش کو کہنے کی تیاریوں میں آپ اتنی بوکھلاہٹ کا شکار ہیں؟ حسن کی چالبازیاں کمال ہیں۔ اب اور کون سا کھیل کھیلنا باقی ہے شیرنی؟'' وہ مدھم، سرد لہجے میں طنز کر رہا تھا۔ اتباع منصور نگاہ جھکائے سانس روکی کھڑی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ اٹھایا تھا اور تب اتباع کو اس کی سمت دیکھنا ناگزیر لگا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''ان آنکھوں کی معصومیت اور اس چہرے کی سادگی پر ایمان لے بھی آؤں تو ایک دھڑکا لگا رہے گا کہ جہاں میں پلکیں جھپکوں گا وہیں ایک حادثہ ہوگا۔ اف شیرنی...... کمال ہیں یہ آنکھیں اور یہ آنکھوں میں چھپی حکایتیں...... سچ جھوٹ کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ نہیں جانتا کتنا سفر باقی ہے مگر آپ کے ساتھ یہ سفر بہت دلچسپ رہے گا۔ یہ آنکھ مچولی کا سلسلہ یونہی چلتا رہا تو محبت تعاقب کرتے کرتے تھک کر واپس لوٹ جائے گی۔ کوئی چور لحہ سارے کواڑ بند کردے گا اور دل...... دل یہ سب کچھ دیکھے گا۔ تمہیں دل کی خبر ہے کچھ شیرنی؟'' وہ مدھم لہجے میں کہتا ہوا اس کے چہرے پہ جھکا تھا۔ اتباع منصور اس کی سمت متواتر نہیں دیکھ پائی تھی۔ یکدم نگاہ پھیر لی تھی اور ابان شگری جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔

''جھک بھی جائیں تو تعاقب کرتی ہیں یہ آنکھیں۔ انہیں سکھا دو اس طرح بند کواڑوں سے جھانکنا ٹھیک نہیں، لمحے چور بن جاتے ہیں اور خبر نہیں ہوتی کیا کچھ چرا لے گئی۔ ہوش آتا ہے تو سب خالی ہوتا ہے مگر تمہیں خبر کہاں ہوگی شیرنی...... تمہیں ایسا کوئی دھڑکا کب ہے۔ بے فکر ہے یہ نظر...... کوئی خوف نہیں کچھ کھونے کا...... پر خوف نگاہ سوتی نہیں...... کھونے کے ڈر سے جاگتی رہتی ہے مگر افسوس وہ نگاہ نہیں ہے آپ کے پاس......'' وہ مدھم لہجے میں اس کے چہرے پہ گہری سانس چھوڑتے ہوئے پر افسوس لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور ان آنکھوں کی سمت دیکھ نہیں پائی تھی۔ ابان شگری نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے اسے قریب کرنا چاہا تھا تبھی وہ بدکی تھی۔

''وہ...... شاید عالیہ بلا رہی ہے!'' اس نے اس کی سمت دیکھے بنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔ وہ ان لمحوں سے بھاگنا چاہتی تھی مگر ابان شگری نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر اسے بولنے سے باز رکھا تھا۔ وہ نگاہ اٹھا کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

''جانتا ہوں تم دور جا نکلنا چاہتی ہو شیرنی...... بھاگ جانا چاہتی ہو اور چاہتی نہیں کہ میں تعاقب بھی کروں مگر اس ایک لمحے میں جو اسرار ہے اسے سنو اور محسوس کرو۔ کوئی خاص بات ہے۔ یہ لمحے شاید کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہیں۔ سن لو ان حکایتوں کو پھر شاید موقع نہ ملے'' اس نے چہرے کو ملائمت سے چھوتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اتباع منصور جو وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی اس کے بازوؤں میں کھڑی اسے بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری بغور اسے دیکھنے لگا تھا۔

''کیا چاہئے اتباع منصور؟'' وہ جانے کیا سوچ کر پوچھنے لگا تھا اور اتباع اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

''صرف میری جائیداد کا 50% یا کچھ اور بھی؟ میں لائر کو بلا کر پیپر ریڈی کروا دیتا ہوں مگر اس کے بعد ایک شرط ہوگی۔ تم اس گھر سے نہیں جا سکو گی۔ کچھ اور بھی چاہئے تو بتا دو...... اور کیا اتباع منصور؟'' وہ مدھم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اتباع منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

اب کیا چل رہا تھا اس کے دماغ میں؟ وہ جان نہیں پا رہی تھی مگر اس طرح اسے ٹریول ڈاکومنٹس پرووائیڈ کرنا اور پھر اس ایک نئی ڈیل کی بات کرنا کیا معنی رکھتا تھا؟ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جب وہ بولا تھا۔

''یہ شادی جو ہونے جا رہی ہے اسی طور ہوگی اتباع منصور۔ تمام رسمیں اسی طور ہونگیں۔ رشتہ بھی بنے گا مگر میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔ میں تم پر کوئی رشتہ مسلط نہیں کرنا چاہتا۔ یہ دکھاوے کا رشتہ ہوگا۔ دکھاوے کی رسمیں ہونگیں اور تم اس سے آگے کوئی بھی قدم اٹھانے کے لئے آزاد ہوگی مگر اس رشتے کے ساتھ ایک اور رشتہ بھی جڑے گا'' یہ رشتہ میرال حسن کا ہوگا۔ میں انسان ہوں اتباع منصور...... یہ آنکھ مچولی کا کھیل نہیں کھیل سکتا۔ مجھے یہ سفر اسی طور بنا کسی سمت کے نہیں کرنا...... میں تھک کر پڑاؤ ڈالنا چاہتا ہوں۔ سستانا چاہتا ہوں...... کوئی رشتہ چاہتا ہوں جو میرے پاس ہو تو مجھے کھونے کا ڈر نہ ہو۔ اتباع منصور جو ہم میں ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ صرف زبردستی ہے اور یہ زبردستی میری طرف سے ہے۔ تمہیں کہا تھا نا یہ رشتہ کل وقتی نہیں ہوگا؟ سو اس رشتے کی وقعت کچھ نہیں ہوگی۔ میں میرال حسن سے نکال کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تمام کھیل ختم...... چوہے بلی کی دوڑ یہیں ختم......!'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا اور وہ ساکت رہ گئی تھی...... اندر کہیں اچانک ہی بہت سکوت چھا گیا تھا۔ وہ حیرت سے پھٹی نظروں سے ابان شگری کو دیکھ رہی تھی۔ وہ یہ سب کتنی آسانی سے کہہ گیا تھا۔

''اوہ تو یہ تھا اس کا منصوبہ؟

اس لئے الماری کو کھلا رکھا تھا؟ اسے ڈاکومنٹس پرووائیڈ کئے تھے؟ وہ اپنی شرائط بتا رہا تھا۔ اس موقعے پر جب ان کی شادی کی رسمیں آغاز ہونا جا رہی تھیں۔ اس رشتے کی اہمیت کھول رہا تھا۔ جتا رہا تھا کہ سب کتنا بے وقعت رہا تھا! اتباع منصور اسے اسی طور ساکت سی دیکھتی ہوئی اس کے بازوؤں کا حصار توڑ کر باہر نکلی تھی۔ اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتی الٹے قدم چلتی اس سے دور ہوئی تھی اور پھر یکدم پلٹ کر چلتی ہوئی اس سے دور جانے لگی تھی۔

آنکھوں میں جانے کیوں آنسو آ گئے تھے۔ گرم گرم آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر رخساروں پہ بہنے لگے تھے۔ اور وہ چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھی...... ابان شگری اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔ اس کا تعاقب نہیں کیا تھا۔ یہ سب کیا ظاہر کرتا تھا؟

کیا تھی زندگی اور کیا بن گئی تھی؟

مذاق بنا دیا تھا ابان شگری نے زندگی کو اور رشتوں کو۔ وہ اتنی ساکت ہوگئی تھی کہ دماغ میں کوئی اور سوچ باقی بچی ہی نہیں تھی......

یہ رشتہ کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔ کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔

ابان شگری نے اسے بے وقعت کر دیا تھا۔

ازل دن سے وہ بس اپنے فائدے کے کھیل کھیلتا رہا تھا۔ اس کی خود کی زندگی اہم تھی اس کے لیے۔ اتباع منصور کو وہ اشعر ملک کا آلۂ کار کہتا تھا اور اس کی وقعت صفر تھی۔ وہ سمجھتی تھی محبت کہیں واقع ہو چکی تھی۔ کوئی گرہ تھی جس نے دونوں کو کہیں کسی لمحے میں باندھ دیا تھا۔ کوئی ان کہی تھی جس کا سننا ضروری تھا مگر ایسا کچھ نہیں تھا۔ درحقیقت سب اس کے الٹ تھا۔ غلط فہمی تھی تو ختم ہو گئی تھی۔ وہ غلط فہمی پر تھا اور اس کی خبر ہو گئی تھی۔ ایسا کچھ کہیں تھا ہی نہیں جو اس نے سوچا تھا اس کے قیاس تھے اور کچھ نہیں۔ محبت اس کے ارد کہیں نہیں تھی۔ اس کے اندر کہیں سانس بھی نہیں لے رہی تھی۔ سرے سے کہیں exist ہی نہیں کرتی تھی۔ ابان شگری نے اسے ہر غلط فہمی سے نکال باہر کیا تھا۔ وہ جو سوچ رہی تھی وہ صرف اس کی سوچ نہیں تھا۔ محبت وسوسہ بن گئی تھی اور پھر ہر طرف ایک سکوت تھا۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ کتنے ہی لمحے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر حیرت سے اس نقطے پر سوچتی رہی تھی اور گرم گرم سیال مادہ رخساروں پہ بہتا رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ ابان شگری ایسے لمحوں میں ایسی بات کیوں کر گیا تھا جب وہ ایک رشتے میں نئے سرے سے بندھنے جا رہے تھے تو اس نے ایک نئی شرط اس کے سامنے کیوں رکھ دی تھی۔ اس کے پیچھے کیا لائحہ عمل تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

☆......☆......☆

اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ سانس نہیں لیا جا رہا تھا۔ سو وہ دانیال مرزا کے ساتھ باہر آ گئی تھی۔ دانیال مرزا اسے خاموش دیکھ کر حیران ہوا تھا مگر اس نے فوری طور پر اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

''تمہاری سسرال تو کافی اکسائیٹڈ دکھائی دیتی ہے تمہاری شادی کو لے کر۔ گھر کافی اچھے سے ڈیکوریٹیڈ ہو رہا ہے۔ لگتا ہے شگری فیملی سرگرم عمل ہے کہ یہ ایونٹ بہت بڑے پیمانے پر کیا جائے۔ آخر کو حیثیت اور مرتبہ بھی تو دکھانا مقصود ہو گا نا؟'' دانیال مرزا مسکرا رہا تھا۔ مگر اتباع منصور نے جیسے اسے نہیں سنا تھا۔ تبھی دانیال مرزا نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اور وہ ساکت سی اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''کہہ جو دل میں ہے اتباع۔ آئی جسٹ کانٹ سی یو لائیک دس!'' دانیال مرزا بولا تھا۔ اور وہ اس کے شانے پر سر رکھ کر خاموشی سے آنسو بہانے لگی تھی۔

''محبت وہم تھی، کوئی وسوسہ تھی۔ محبت نے خود بتا دیا کہ محبت کے واقع ہونے کے کوئی اسباب نہیں تھے۔ کوئی جواز نہیں تھا۔ شاید بس غلط فہمی تھی! اور محبت ہو گئی تھی!'' وہ بہت مدھم شکست خوردہ لہجے میں بولی تھی۔ اس کا اندر بہت خالی اور بنجر لگا تھا خود اسے۔ اور اپنا لہجہ کسی قدر ویران...... جیسے وہ ایک غلط فہمی سے باہر نکلنے کی ہمت کرنا چاہتی تھی مگر حوصلہ ہی نہیں تھا اور وہ ساکت ہو گئی تھی...... دانیال مرزا اس کے الفاظ پر حیران ہوا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اس کے شانے پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی اور وہ تمام صورتحال کو جانچنے کی سعی کر رہا تھا۔

''کیا ہے یہ اتباع منصور؟'' بہت سوچنے کے بعد جب وہ کچھ نہیں جان سکا تھا تو تھک کر بولا تھا۔ مگر وہ اسی طور اس کے شانے پر سر رکھے خاموشی سے سر نفی میں ہلانے لگی تھی پھر اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے اس سے الگ ہوئی تھی اور بنا اس کی طرف دیکھے بولی تھی۔

''بوا کی فلائٹ کا کیا وقت ہے؟'' شام میں ابٹن کی رسم سے پہلے انہیں یہاں موجود ہونا چاہیے۔ ایٹ لیسٹ میرے اپنے تو اس موقع پر میرے ساتھ ہوں!'' وہ بہت بے ربط باتیں کر رہی تھی۔ دانیال مرزا اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

''اتباع، پلیز ڈونٹ پش یور سیلف...... سب باتوں کو چھوڑ کر مجھے وہ بات بتاؤ جو تمہیں پریشان کر رہی ہے۔ میں تمہارا دوست ہوں اتباع...... تمہارا خیر خواہ...... میں تمہیں کسی بھی صورتحال سے نکال کر لے جاؤں گا۔ مت سوچو کہ ابان شگری کتنا مضبوط ہے۔ میں تمہارے لئے کسی سے بھی ٹکرا سکتا ہوں!'' دانیال مرزا مضبوط لہجے میں بولا تھا۔ مگر وہ سر جھکا کر سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے دانیال!'' وہ انکاری ہوئی تھی۔

''تو پھر تم رو کیوں رہی تھیں؟'' دانیال مرزا جاننے پر بضد ہوا تھا۔

''بس یونہی دل بھر آیا تھا!'' اتباع منصور نے نگاہ ملائے بنا کہا تھا۔ دانیال مرزا نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''ابان شگری کے کئی اثرات تمہارے چہرے پر دکھائی دیتے ہیں اتباع منصور اور ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں جھوٹ بولنا سکھا دیا ہے۔ تم نگاہ ملانے سے کترانے لگی ہو۔ تمہیں سچ کہنے کے وصف بھولنے لگے ہیں اور یہ بڑی تبدیلی ہے۔ اس کے اور تمہارے بیچ میں جو ہے اس کی خبر تم کسی دوسرے کو ہونا دینا نہیں چاہتیں۔ یہ محبت کی کونسی روایت ہے۔ اتباع منصور جہاں تم کسی دوسرے کی شراکت بھی برداشت نہیں کر سکتیں؟'' دانیال مرزا نے اسے جانچتے ہوئے پوچھا تھا مگر وہ خاموشی سے نگاہ پھیر گئی تھی پھر قدرے توقف سے مدھم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''جب تم زندگی اور محبت کی بات کرتے تھے تو میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ زندگی ایسی نہج پر آن رکے گی یا محبت اس طور برتاؤ کرے گی۔ دیکھو میری شادی ہو رہی ہے اور میں نے اس طور نہیں سوچا تھا۔ ابان کو میں جانتی ہی نہیں تھی۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ ہم ایسے کہیں ملیں گے اور کوئی واسطہ اس طرح بن جائے گا۔ دیکھو جو نہیں سوچا ہوتا وہ ہو جاتا ہے۔ تم متجسس تھے نا ہمیشہ محبت ہوگی تو کس طور ہوگی؟ دیکھو ایسے ہونا تھی محبت! ایک اجنبی کے ساتھ اگر یہ محبت ہے تو بہت عجیب ہے!'' وہ مسکرائی تھی۔ دانیال مرزا کو اس کا انداز بہت عجیب لگا تھا۔ جیسے اس کا لہجہ زندگی سے خالی تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ پری ٹینڈ کر رہی تھی کہ وہ کب رشتے میں بندھنے جا رہی تھی اور خوش تھی مگر اس خوشی کا کوئی احساس اس کی آنکھوں میں نہیں تھا۔ دانیال مرزا اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ عجیب ہو رہی تھی۔ بہت زیادہ خالی لگ رہی تھی اور دانیال جیسے اسے اس طرح نہیں دیکھ سکا تھا۔ اس کی طرف سے نگاہ ہٹا گیا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''محبت کو تنہا چھوڑ دو اور تب تک تعاقب نہ کرو جب تک محبت خود غور و خوض کر کے کسی نتیجے تک نہ پہنچ جائے۔ محبت کو یہ موقع دینا ضروری ہے۔'' دانیال مرزا نے کہا تھا۔ اور وہ اس کی طرف سے دھیان ہٹا گئی تھی۔

''محبت کچھ نہیں ہے دانیال مرزا۔ محبت کو کوئی حق نہیں وقت لینے یا دینے کا۔ غور و خوض کر کے فیصلے ہم انسان لیتے ہیں، محبت نہیں۔ محبت بس انتہا کی بے وقوفی ہے اور کچھ نہیں۔'' وہ تھکے ماندے لہجے میں بول رہی تھی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"چلو دیر ہو رہی ہے۔ آئی ہیو ٹو ڈو آ لاٹ!" وہ بول رہی تھی تو دانیال مرزا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اتباع منصور کے قدم بہت تھکن لئے ہوئے تھے جیسے وہ بمشکل اپنے وجود کو گھسیٹ رہی تھی۔

☆......☆......☆

اشعر ملک موبائل پر گیم کھیلتا ہوا مسکرایا تھا۔ پھر سامنے بیٹھے قاسم کو دیکھا تھا۔

"یارا، محبت ایک خوف زدہ کر دینے والی بلا ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ کئی راتوں سے سو نہیں پایا میں۔ سوچ رہا تھا مسئلہ کیا ہے؟ پھر پتہ چلا تو قصور میٹریس کا تھا۔" وہ کھلکھلا کر ہنسا تھا۔ قاسم نے مسکراتے ہوئے فائل آگے کر دی تھی۔

"تمہارا پرابلم میٹریس ہے اشعر ملک محبت نہیں۔ اب کھل گیا ہے تو چپ چاپ میٹریس بدل دو۔" قاسم شرارت سے مسکرا دیا تھا۔

اشعر ملک ہنسنے لگا تھا پھر فائل پکڑ کر قریب کی تھی اور بغور دیکھنے لگا تھا یارا چاچا غالب نے کیا خوب کہا ہے۔

عشق پر زور نہیں، عشق وہ آتش ہے غالب

جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے......!

"اف محبت...... یارا لگتا ہے کوئی گرم گرم پگھلتا ہوا سیال مادہ ہے جو دل کو ہر طرف سے اپنی لپیٹ میں لیتا ہے اور وجود کو اپنے بس میں کر لیتا ہے۔ سوچو محبت ایسی نہ ہوتی تو پھر کیسی ہوتی؟ وہ مسکراتے ہوئے سائن کرنے لگا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک بھول جاؤ محبت کا سبق۔ بزنس کی طرف توجہ دو۔ پانچ کمپنیوں کے ہاتھ سے جانے کا مطلب سمجھتے ہو؟ تمہارا کاروبار خطرے میں ہے۔ کوئی انوسٹمنٹ دینے کو تیار نظر نہیں آتا۔ شیئر ہولڈرز الگ پریشان ہیں۔ تم نے اپنی ساکھ پہلے ہی بہت خراب کر لی ہے۔ اب وقت بزنس پر توجہ دینے کا ہے۔ کسی کو برباد کرنے سے پہلے خود کو آباد کرنا سیکھو اشعر ملک۔ کون عقلمند کہے گا تمہیں؟" قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ وہ ہنس دیا تھا۔

"یارا جلتی پر تیل کا کام کرنا ضروری ہے؟ خبر ہے مجھے ان دنوں ساکھ خراب ہے اور اسی ساکھ کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اشعر ملک کا دماغ کسی لمحے فارغ نہیں بیٹھتا۔ سونے میں بھی چلتا ہے۔" وہ آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

"یو نو آئی ایم دا بیسٹ، تو بس جیلس ہو۔ میری چھوٹے بھائی کی شادی ہو رہی ہے۔ انویٹیشن تو ابھی آیا نہیں مگر امید رکھتا ہوں ذوالفقار انکل انوائیٹ کریں گے۔ ویسے مزے کی بات ہے ابھی تک ذوالفقار انکل کو بھی کسی نے انوائیٹ نہیں کیا۔ یارا یہ ابان شگری عجیب بندہ ہے تنہا چلنے کا عادی ہے۔ مجھے لگتا ہے ہمیشہ تنہا رہے گا یہ...... اور اس کے لیے ہی ضروری بھی ہے۔ ویسے اس کی شادی کی خبر خوش آئند ہے۔ مجھے تو اپنے لئے خوش آئند موقع لگ رہا ہے، لگتا ہے میری کاروباری ساکھ کو بہت سہارا ملے گا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اور فائل سائن کر کے قاسم کی طرف بڑھائی تھی۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تمہارے لئے یہ موقع کیسے خوش آئند ہے اشعر ملک؟ پرائی شادی میں عبداللہ دیوانہ؟ یہ ماجرہ کیا ہے؟" قاسم مسکرایا تھا۔

اشعر ملک پراسرار انداز میں ہنس پڑا تھا۔

''یار امحبت بڑیComplicated چیز ہے اکثر سمجھ میں نہ آئے تو اسے اسی طرح چھوڑ دینا چاہیے۔ پھر جو سمجھ میں آنے لگے ان نقاط کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہیے۔ بات سمجھ میں آنے لگتی ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا اور قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''بہر حال اشعر ملک، مجھے تمہیں تمام حقائق سے آگاہ کرنا ضروری تھا ورنہ دیر ہو جائے گی تو تمہیں ہاتھ ملنا پڑیں گے۔'' قاسم اسے وارن کرتا ہوا بولا تھا۔

''قاسم مرتضیٰ...... ذرا کیوں رہے ہو یارا سانس تو لینے دو۔ تم جیسی باتیں کر رہے ہو اس سے کسی بھی بندے کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے۔ اشعر ملک کو اتنا مت ڈراؤ یار، جیتنے کا جنون بڑھنے لگے گا'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''محبت کی ایک بات اچھی ہے یارا...... سمجھ نہیں آتی مگر دل کو لگتی ہے اور جو دل کو لگ جائے وہی تو آتش ہے اور آتش لگے تو سب جلنے لگتا ہے نا؟ دیکھتے ہی دیکھتے سب خاکستر ہونے لگتا ہے۔ مگر ...... ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا نا؟ جس تن لاگے وہ جانے؟'' اشعر ملک آنکھ دبا کر شرارت سے بولا تھا اور قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''سن فیض چاچا کیا کہتے ہیں یارا......'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''قرض نگاہ یار ادا کر چکے ہیں ہم
سب کچھ نثار راہ وفا کر چکے ہیں ہم
کچھ ان کی دسترس جفا کر چکے ہیں ہم
اب احتیاط کی کوئی صورت نہیں رہی
قاتل سے رسم و راہ سوا کر چکے ہیں ہم

اشعر ملک اپنے مخصوص بے فکر انداز میں ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''یارا ایسے مت دیکھو۔ فی الحال کچھ نہیں کر رہا میں۔ کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ابان کا کا ماننے کو تیار ہی نہیں ہوا۔ مان جاتا تو اچھی خاصی انوسٹمنٹ ہاتھ جاتا تھی۔ فی الحال موقع وہ ہے کہ میں مزید کوئی مخالفت مول نہیں لے سکتا نہ یہاں سے جا سکتا ہوں ورنہ پلان تھا جا کر ایک ملاقات مسٹر واٹسن سے کر لوں مگر یہ ابان کا کے کو شادی کرنے کی بھی ابھی ہی پڑی تھی اور اس کی شادی کا موقع میں کیسے ضائع کر سکتا ہوں۔ چھوٹا بھائی ہے اس کی خوشی میں خوش ہونے کا حق تو بنتا ہے نا یارا......'' وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ قاسم کو وہ کچھ کھسکا ہوا لگا تھا۔ شاید پانچ کمپنیوں کے ہاتھ سے جانے پر دماغ پر کوئی اثر آ رہا تھا مگر اشعر ملک سے یہ کہنا بے کار تھا۔ تبھی وہ اٹھا تھا اور فائل لے کر باہر نکل گیا تھا اور اشعر ملک سکون کے ساتھ موبائل فون پر گیم کھیلنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

نمرہ نے جھکے ہوئے انداز میں ذوالفقار کو دیکھا تھا۔

''آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں؟ ابان شگری بیٹا ہے آپ کا اور آپ اس کی اتنی بڑی خوشی میں شریک ہونا نہیں چاہتے؟'' نمرہ بے یقینی سے ذوالفقار شگری کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ مگر وہ کچھ نہیں بولے تھے۔ دادا ابا نے دور کھڑے ان دونوں کو دیکھا تھا پھر قریب چلے آئے تھے۔

''نمرہ بیٹا تم اچھی سی کافی بنا کر لاؤ ذوالفقار سے بات میں کرتا ہوں۔'' دادا ابا نے مسکراتے ہوئے نمرہ کو وہاں سے اٹھانا چاہا تھا۔ نمرہ اٹھی تھی اور چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔ دادا ابا نے ذوالفقار کی طرف دیکھا تھا اور پھر اس کے سامنے بیٹھ گئے تھے۔ ذوالفقار نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

''سنو بیٹا، رشتے عجیب شے ہوتے ہیں۔ ان میں صرف محبت ہو سکتی ہے مخالفت نہیں۔ اب یہ بات سب سے چھپی ہو سکتی ہے مگر میرے دل سے چھپی ہوئی ہرگز نہیں ہے کہ تم اس دل میں ابان شگری کے لئے کتنا نرم گوشہ رکھتے ہو۔ میں یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہوں کیونکہ میں ایک باپ ہوں اور میں تمہارے دل کی کیفیت بہت بہتر جان سکتا ہوں۔ تم نے آٹھ برس اس سے الگ ہو کر گزارے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں تم نے یہ دن کیسے گزارے ہیں۔ ہر خبر پر چونکے ہو تم۔ ابان شگری سے جڑی ہر بات کا کان لگا کر سنا ہے تم نے۔ اس کی کامیابی کی خبر پر مسکرائے ہو تم۔ اس کی تصویر جو تم نے الماری کے ایک کونے میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے نا اور جس سے اٹھ کر تم روز کوئی باتیں خاموشی سے کرتے ہو ان تمام باتوں کے معنی سمجھتا ہوں میں۔ ایک باپ سے دوسرے باپ کا دل چھپا نہیں رہ سکتا۔ تم ابان شگری سے محبت کرتے ہو تمام تر مخالفت کے باوجود......اور اس محبت کی لاج بھی بنتی ہے۔ بیٹا ہے وہ تمہارا۔ بظاہر تم بہت سخت دل باپ بنے رہے ہو مگر اندر سے تم کتنی محبت کرتے ہو ابان سے ہم سب جانتے ہیں۔ دیکھو خود کو اور اپنے بیٹے کو سزا مت دو۔ اگر کوئی مخالفت تھی بھی تو دل سے نکال دو۔ بیٹا ہے وہ تمہارا۔ تمہارے دل کے کتنے قریب ہے وہ ہم سب جانتے ہیں۔ دکھاوے کی مخالفت بہت ہوئی۔ اب اس کا اختتام ضروری ہے۔'' دادا ابا مسکراتے تھے اور ذوالفقار خاموشی سے دیکھنے لگے تھے۔ پھر مدھم لہجے میں بولے تھے۔

''ابا، میں دشمن نہیں تھا اس کا۔ اس کا بھلا چاہتا تھا۔ اسے ایک کامیاب انسان بنا دیکھنا چاہتا تھا۔'' ذوالفقار اپنے مدعے پر ڈٹے دکھائی دیئے تھے۔ دادا ابا نرمی سے مسکرائے تھے۔

''وہ کامیاب بن چکا ہے ذوالفقار......یہی خدشہ تھا نا تمہیں کہ وہ اگر پڑھائی سے ہٹ کر دوسری ایکٹوی ٹیز کرے گا تو کامیاب نہیں ہو سکے گا؟ دیکھو سات برس میں اس نے خود کو انتہائی کامیاب بزنس ٹائیکون اور **Entrepreneur** ہے آج اس کی کامیابی کا گراف آسمان چھو رہا ہے۔ اس نے اپنا آپ ثابت کر دیا ہے۔ میں جانتا ہوں تم دل سے اس کے مخالف نہیں ہو بیٹا۔ سو یہ دکھاوے کی مخالفت بھی ختم کر دو اب۔'' دادا ابا نے مسکراتے ہوئے ذوالفقار کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ ذوالفقار خاموشی سے دیکھنے لگے تھے۔

☆......☆......☆

''بہت اچھی لگ رہی ہو اتباع میری بچی!'' بوا نے اسے ساتھ لگا کر اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔ اتباع کو ایک اطمینان اپنے اندر اترتا محسوس ہوا تھا۔ یہ لمس بہت دنوں بعد نصیب ہوا تھا۔ اس کا دل سکون سے بھرنے لگا تھا۔ اس قربت اور لمس کے لئے بہت تڑپی تھی وہ۔

''بوا۔ اتنے دن دور کیوں رہیں آپ؟ میں کتنا مس کرتی تھی آپ کو...... آپ نہیں جانتیں آپ کو دیکھ کر کتنا سکون میسر آیا ہے۔''

وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔ بوا نے مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ تھاما تھا اور اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔

''مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے آج تمہیں اس پیلے جوڑے میں ابٹن کی رسم کے لئے تیار دیکھ کر۔ میرے لئے تو ایک چھوٹی سی گڑیا تھیں تم۔ اچانک آج اتنی بڑی ہوگئیں کہ گھر گھر کھیلتے آج خود گھر آباد کرنے چلی ہو۔'' بوا کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

''منصور کو دیا وعدہ پورا ہوا کہ تمہارا ہاتھ کسی اچھے انسان کے ہاتھ سونپ دوں۔ ابان شگری ہر لحاظ سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ بہت سلجھا ہوا بچہ ہے وہ۔ جب بھی اس سے بات ہوئی ہے بہت سمجھداری سے بات کرتا لگا۔ مجھے اندازہ ہوا اس سے بہتر جیون ساتھی شاید تمہارے لئے کوئی اور نہیں ہوسکتا تھا۔'' بوا نے ابان شگری کی تعریف کی تھی۔ اتباع نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔ نمرہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھیں۔

''اگر ماں بیٹی کی باتیں ختم ہوگئی ہیں تو یہ والی ماں بھی اپنا فرض پورا کرلے؟'' نمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا، بوا مسکرا دی تھیں۔

''اس ماں نے اپنی بیٹی کو آپ کے ہاتھ سونپ دیا ہے نمرہ شگری۔ مجھے امید ہے آپ میری بچی کا بھرپور خیال رکھیں گی۔'' بوا نے اتباع کے کان کے پیچھے نظر کا کالا ٹیکہ لگایا تھا۔ نمرہ مسکرائی تھی۔

''میں کبھی آپ کو کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔ اتباع میری بھی بیٹی ہے۔ ہمیشہ عزیز رہے گی مجھے۔'' نمرہ نے اتباع کا چہرہ پیار سے تھامتے ہوئے کہا تھا۔

''آیئے میں آپ کو شگن کے کچھ تحفے دکھا دوں۔'' بوا مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔ تبھی نمرہ نے ان کی طرف شکوے سے دیکھا تھا۔

''اس کی کیا ضرورت تھی؟ بیٹی دے دی آپ نے اس سے بڑا تحفہ اور کیا ہوگا؟''

تبھی عالیہ اندر داخل ہوئی تھی۔ پھولوں کے زیورات کی تھالی اس کے ہاتھ میں تھی۔

''آپ معزز خواتین اب مجھے موقع دیں میں اپنی بھابھی کو یہ پھولوں کے گہنے پہنا دوں۔ تھوڑی دیر میں رسم شروع ہونے والی ہے۔'' عالیہ مسکراتے ہوئے بولی تھی اور نمرہ بوا کے ساتھ باہر نکل گئی تھیں۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''بھابھی آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ دیکھئے گا ابان بھائی تو دیکھتے رہ جائیں گے۔ ہوش اڑ جائیں گے ان کے۔'' عالیہ اسے گجرے پہناتے ہوئے مسکرائی تھی۔

''ابان کہاں ہے؟ اتباع منصور نے جانے کس خیال کے تحت پوچھا تھا۔ عالیہ اسے دیکھ کر شرارت سے مسکرائی تھی۔

''اف...... ابھی سے دل اداس ہونے لگا؟ مس کر رہی ہیں آپ تو بلا لاؤں؟'' عالیہ نے فطری شرارت سے مسکراتے ہوئے

چھیڑا تھا۔ اتباع کو احساس ہوا تھا اس نے غلط سوال پوچھ لیا تھا۔ تبھی عالیہ اس کے کانوں میں بالے پہناتے ہوئے بولی تھی۔

''ابان بھائی دوستوں کی کمپنی میں خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ یحییٰ بھائی، عالیان، حمزہ بھائی عرصے بعد انہیں دوستوں سے بات کرنا نصیب ہوا ہے۔ شاید اسی لئے خوش دکھائی دے رہے ہیں یا کوئی آپ کا کمال ہے؟'' عالیہ شرارت سے مسکرائی تھی۔ مگر اتباع منصور کسی فطری احساس سے خالی دکھائی دی تھی۔ وہ خاموشی سے دیکھنے لگی تھی عالیہ کو۔

شاید یہ خوشی کا موقع خوشی کا کوئی خاص احساس بخش رہا تھا۔ عالیہ بھائی کی خوشی کو لے کر خوش دکھائی دے رہی تھی جو اس کی ذات سے یہ خوشی وابستہ تھی وہ اس لمحے اپنے آپ کو اندر سے انتہائی خالی اور بنجر محسوس کر رہی تھی۔ عالیہ نے شاید اس کی خاموشی کو محسوس کیا تھا تبھی بولی تھی۔

''کیا ہوا آپ اتنی خاموش کیوں ہیں بھابھی؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' اسے پھولوں کا کراؤن پہناتے ہوئے عالیہ نے اس کی پیشانی کو چھوا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں!'' اتباع نے نرمی سے جواب دیا تھا۔ عالیہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

''بھابھی، آپ بہت بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ ابان بھائی تو پلکیں جھپکانا بھول جائیں گے۔ **You look gorgeous!**......'' عالیہ مسکرائی تھی اور موبائل فون پر اس کی کچھ فوٹوز کلک کرنے لگی تھی۔ پھر ایک سیلفی اپنے ساتھ لی تھی اور مسکراتے ہوئے اتباع کو دیکھا تھا۔

''تھینکس اتباع بھابھی فور گیوِمی سچ بیوٹی فل فیملی مومنٹس۔ ہمارا گھر خالی تھا۔ میں نے ممی کو ہمیشہ اداس دیکھا اور ڈیڈ کو ہمیشہ ابان بھائی کی مخالفت کرتے سنا۔ حمزہ بھائی بزنس اور اسٹڈی کے لئے آبراڈ رہتے ہیں اور ابان بھائی کا داخلہ گھر میں منع تھا۔ میں اس فیملی لائف کو مس کرتی تھی مگر آپ نے آتے ہی جیسے کوئی جادو کی چھڑی گھما دی ہے۔ اتنی بڑی خوشی تو میں نے تصور بھی نہیں کی تھی۔ ممی کو مسکراتے دیکھ رہی ہوں میں۔ ڈیڈ کا رویہ بھی نرم پڑ گیا ہے۔ حمزہ شادی کی تمام تیاریوں میں پیش پیش ہے اور ابان بھائی...... وہ بھی بہت مسرور اور خوش دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے فیملی اور فیملی کے احساس کو مکمل کر دیا ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا ایسا کبھی ممکن ہو پائے گا۔'' عالیہ نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ تھامے تھے۔ اتباع منصور ایک لمحے کو اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''ابان شگری خوش ہے؟'' اس کا لہجہ بے یقینی لئے ہوئے تھا جیسے اسے یقین نہیں تھا کہ ابان شگری اس شادی سے خوش ہے یا خوش ہو سکتا ہے۔ عالیہ اسے دیکھ کر شرارت سے مسکرائی تھی۔

''بات کرادوں آپ کی؟'' اس نے سیل فون اٹھایا تھا جب اتباع نے اسے روک دیا تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔

''رکیں کال نہیں تو ایٹ لیسٹ فوٹو سینڈ کرنے دیں ایک وائس میسج کے ساتھ۔'' عالیہ مسکرائی تھی پھر مینیو میں سے فوٹوز سلیکٹ کر کے بھائی کو **WhatsApp** کئے تھے اور ایک شوخ سا وائس ٹیکسٹ بھی سینڈ کیا تھا۔

''ابان بھائی، کوئی آپ کو بہت مس کر رہا ہے! وقت نکال کر آسکتے ہیں تو آجائیں!'' عالیہ نے وائس message سینڈ کر دیا تھا اور اتباع بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''میں نے کب کہا کہ میں مس کر رہی ہوں!'' اسے امید نہیں تھی کہ ابان شگری آئے گا۔ جس طرح وہ خائف تھا۔ اس سے اندازہ ہوسکتا تھا کہ وہ نہیں آئے گا مگر عالیہ بھرپور شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی۔

''دیکھیں کیسی بے قراری ہے دوسری طرف...... ابان بھائی نے وائس message سن لیا ہے اور ساتھ ہی فوٹوز بھی دیکھ لی ہیں۔ اف یہ بے قراری، دونوں طرف آگ ہے برابر لگی ہوئی!'' عالیہ مسکرائی تھی۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ تبھی عالیہ کے Whatsapp پر ابان کا voice message آیا تھا۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے میسج اوپن کیا تھا اور فون اتباع کے قریب کر دیا تھا۔

"Sorry, I'm a bit busy, can't come!"

ابان شگری ایک لمحے کو آن لائن دکھائی دیا تھا اور دوسرے ہی لمحے Off تھا۔ میسج میں ایک خاص ایٹی ٹیوڈ تھا جو ظاہر کر رہا تھا وہ آنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اتباع منصور کو شرمندگی ہوئی تھی مگر وہ عالیہ کو ڈانٹ نہیں سکتی تھی کہ اس نے کیوں اپنے بھائی صاحب کو وہ میسج ان فوٹوز کے ساتھ سینڈ کیا۔ کیا سوچ رہا ہوگا وہ؟ اتباع اس سے ملنے کے لئے مری جا رہی ہے؟ اتباع منصور کو بہت آکورڈ فیل ہوا تھا۔ عالیہ کے فون پہ نمرہ کا ٹیکسٹ موصول ہوا تھا کہ اتباع کو تقریب کے لئے نیچے لے کر آؤ۔ تبھی عالیہ نے ٹیکسٹ پڑھ کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''آپ کی ساس بھی بے قرار دکھائی دیتی ہیں۔ چلئے آپ کو تقریب کے لئے لے کر جانا ہے۔'' اتباع اس کی مدد سے اٹھی تھی۔ پیلے رنگ کے امتزاج کے ساتھ ایک بھاری لہنگا تھا جو اس کے لئے سنبھالنا کچھ مشکل تھا۔ ڈریس بہت رائل لک دے رہا تھا۔ اتباع منصور نے خود کو سامنے لگے قد آور آئینے میں دیکھا تھا۔ اپنا آپ بہت پرایا لگا تھا۔ وہ اندازہ نہیں کر پائی تھی یہ وہ خود تھی یا اس جیسی کوئی اور تھی! کبھی کبھی لمحے خود کو کتنا پرایا کر دیتے ہیں۔ اس کا دل چاہا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگتی ہوئی یہاں سے نکل جائے۔ ایک لمحے کو بھلا دے یہ بندشیں۔ یہ سارا رکھ رکھاؤ ایک طرف رکھ دے۔ یہ جو کارٹون والا لک بنایا ہوا تھا اسے درست کرے، اپنے ٹریول ڈاکومنٹس پکڑے اور لندن واپس پہنچ جائے۔

''اس نے دیکھا تھا۔ نظروں کے عین سامنے وہ قدرے فاصلے پر حمزہ اور یحییٰ کے ساتھ کھڑا تھا۔ عالیہ نے اسے ڈیکوریٹڈ پر بٹھایا تھا۔ حمزہ مسکراتا ہوا چلتا ہوا اس کی طرف آیا تھا۔

''اب سمجھ آئی ابان بھائی نے اتنی اچانک شادی کے لئے افراتفری کیوں مچا دی۔ یار بھابھی آپ کی کوئی قریبی کزن، دوست یا بہن ہو تو پلیز لیٹ می نو۔'' حمزہ شرارت سے مسکرایا تھا۔ وہ اس شرارت پر مسکرا نہیں سکی تھی۔

''کیا ہوا؟ یہ چہرے پر اتنا خوف کیوں ہے؟ بھیا کا اثر ہو گیا ہے؟ ابان بھائی نے اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے کیا؟ اف یہ محبت اتنی جلد اثر پذیر کیوں ہوتی ہے؟'' حمزہ شرارت سے مسکرایا تھا۔ اتباع ان لطیف جوکس پر کچھ نہیں کہہ پائی تھی۔ یہ رشتے یہ خوبصورت

احساس، اسے کسی بات پر اپنا حق نہیں لگا تھا اور......! اس کی نگاہ دور گئی تھی جہاں ابان شگری تاریکی میں میرال حسن کے ساتھ کھڑا تھا۔ کتنا قریب تھا وہ اس کے...... میرال حسن مسکرا رہی تھی اور ابان شگری اس کے چہرے پر جھک آیا تھا۔ وہ نگاہ ایک لمحے میں پھیر گئی تھی۔ حمزہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

''یہ کیا ماجرہ ہے؟ بھیا پر کنٹرول نہیں آپ کا؟ میرال حسن سے دور رکھیں بھیا کو۔ ان کی صحت کے لئے میرال حسن خطرناک ہے ساتھ ہی آپ کے سر درد میں اضافہ ہوگا۔'' حمزہ نے مسکراتے ہوئے مشورے سے نوازا تھا۔

''ویسے ابان بھائی ایسے نہیں ہیں۔ خاصے شریف النفس واقع ہوئے ہیں۔ ان پر شک مت کریں اب بکرا قربان ہونے سے پہلے اتنا تو ممنانے کا حق رکھتا ہے یارا۔ میرے بھائی کا حال برا ہے آپ شک کر رہی ہیں؟ یہ ٹھیک نہیں بھابھی...... ایٹ لیسٹ قربان ہونے سے ذرا پہلے کھل کر سانس لینے دیں انہیں، پھر تو آپ پر انحصار کرنا ہے۔'' وہ شرارت سے مسکرا رہا تھا۔ اتباع ایک لفظ نہیں کہہ پائی تھی۔ یحییٰ اسے تقریب کے لئے کھینچ لایا تھا۔

''اوہ بھیا...... آگئے آپ! مجھے لگا قربانی سے پہلے کا سین تھوڑا طویل ہوگا۔ میرال حسن اپنی سی کوشش کر رہی تھی آپ بھی آخری بار ممنانے لگے!'' حمزہ بھائی سے بہت فرینک لگتا تھا۔ یحییٰ مسکرایا تھا۔ ابان نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ یحییٰ حمزہ کے ساتھ ملا تھا۔ دونوں مسکرانے لگے تھے۔

''فکر مت کرو۔ کسی منطقی انجام سے پہلے کھینچ لایا ہوں۔'' حمزہ نے کہا تھا۔ حمزہ ہنسا تھا۔

''یارا ابان بھائی آپ سے ایسی امید نہیں تھی۔ بھابھی کے ہوتے ہوئے!'' ابان نے خاموشی سے اتباع کی طرف دیکھا تھا۔ غالباً وہ جانتا تھا کہ اتباع اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ دانستہ وہاں میرال حسن کے ساتھ کھڑا تھا۔ جگہ کا انتخاب عین سامنے کیا تھا تا کہ اتباع دیکھ سکے۔ اتباع خاموشی سے بیٹھی تھی۔ وہ ابان شگری کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ جب نمرہ نے اسے ابٹن لگا کر رسم آغاز کی تھی۔

''ممی یار...... ساس سے زیادہ حق بیچارے اس بکرے...... آئی مین بیچارے دلہے کا ہوتا ہے۔ ابٹن لگانے کا۔ یہ مارک یاد رہنا چاہیے کہ خود اپنے ہاتھوں کیسے اپنی قید کا اعلان کیا تھا!'' وہ مسکرایا تھا۔ نمرہ مسکرائی تھی۔ اور بیٹے کو ابٹن لگایا تھا۔

''پہلے سات کامیاب زندگی گزارنے والی خواتین ابٹن لگاتی ہیں دلہن دلہا کو بھی دلہا کی باری آتی ہے۔'' نمرہ مسکرائی تھی۔

ابٹن کی رسم ہوتی رہی تھی۔ وہ تمام لوگ قریب کھڑے لقمے دیتے رہے تھے۔ چھوٹی عمر کی بچیاں کچھ فاصلے پر ڈانڈیاں کر رہی تھیں اور ایک طرف فلور پر یوتھ کی ہنگامہ آرائی تھی۔

ابان نے نمرہ کے کہنے پر اسے ابٹن لگایا تھا تو اس نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ لمحہ بھر کو نگاہ ملی تھی۔ اتباع منصور نگاہ جھکا گئی تھی۔ نمرہ نے اسے ابان شگری کے چہرے پر ابٹن لگانے کا اشارہ کیا تھا۔ اتباع نے ابٹن ہاتھ میں لیا تھا اور خاموشی سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ عجیب احساس تھا۔ وہ جس شخص سے جڑنے جا رہی تھی اس میں کوئی چیز باعث کشش نہ تھی۔ صرف مکمل سکوت تھا۔ ایک لمحے میں لگا ہوں

میں منظر گھوما تھا جب وہ اس کے بازوؤں میں تھی۔ جہاں وہ اسے تھامے کھڑا تھا۔ اسے نیند آ رہی تھی اور ابان نے اسے بیڈ پر جانے کے لئے ہیلپ دینا چاہی تھی مگر تب اس نے اس کی بازوؤں میں کھڑے کھڑے سونا چاہا تھا اور وہ اسے تھامے اسی طرح سونے پر مائل ہو گیا تھا اور پھر اسے بازوؤں سے اٹھا لیا تھا۔ کب ہوا تھا یہ؟ اتباع منصور کو کچھ یاد نہیں آیا تھا۔ اس نے ایک سکوت کو محسوس کیا کرتے ہوئے ابان شگری کا چہرہ دیکھا تھا اور اسے ابٹن لگایا تھا۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''مجھے نہیں پتہ کیوں مگر تمہیں دیکھتی ہوں تو لگتا ہے یہاں میرے اردگرد کے علاقے میں ایک آسمان ہے۔ اس پر اچانک ہی بہت سے تارے اتر آئے ہوں اور میرا آسمان بہت سے حقیقی ستاروں سے بھر گیا ہو اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کئی تارے میری زمین کی طرف پرواز کرنے لگے ہوں، مجھے تاروں کے حصول کی چاہ نہیں مگر ہمیشہ تارے دیکھتی ہوں تو دل بے ربط حرفوں میں تمہارا تذکر کرنا کیوں ضروری سمجھتا ہے؟'' کوئی اس کے اندر بولا تھا جیسے۔ اور کئی منظر اتباع منصور کو اپنے اندر سانس لیتے دکھائی دیئے تھے۔

''تم پاس ہوتے ہو تو تمام باتوں کا یقین آنے لگتا ہے۔ وہ بھی جو تم کہتے ہو اور وہ بھی جو تم نہیں کرتے مگر ان باتوں کا یقین نہیں جو تم کہہ کر بھول جاتے ہو!'' اتباع کے اندر جیسے ایک شور ہونے لگا تھا۔ اردگرد شوق تھا۔ فلور پر حمزہ، یحییٰ، عالیان ڈانس فلور پر دیگر کزنز اور دوستوں کے ساتھ لاؤڈ میوزک پر بھنگڑا کر رہے تھے۔ ڈی جے میوزک بار بار بدل رہا تھا اور ایک شور سا اٹھ رہا تھا۔

کتنے چہرے تھے۔ کتنے مہمان مدعو تھے...... اور وہ خالی نظروں سے ابان شگری کو دیکھ رہی تھی۔ ابان شاید نہیں جانتا تھا اس کی نظروں کا مفہوم کیا تھا مگر وہ حیران ضرور ہوا تھا۔ اتباع منصور نے اس کا ہاتھ تھاما تھا غیر ارادی طور پر۔

''تمہارا نام بھول جاتی ہوں، یاد نہیں رہتا۔ یا یاد رکھنا نہیں چاہتی۔ نہیں جانتی مگر...... کچھ یاد رہ جاتی ہے...... وہ ضروری نہیں اور جو بھول جاتا ہے وہ بھولتا نہیں۔ اس نے اندر خوس اس کی اپنی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ حمزہ آیا تھا اور انہیں لے کر چلتا ہوا ڈانس فلور پر لے آیا تھا۔ وہ انہیں ڈانس کرنے پر اکسانے لگا تھا اور اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اور میں آسمان بن جاؤں تو اچھا لگے گا تمہیں؟ کیا کروں؟ ویسا بن جاؤں جیسا تم سوچتی ہو جہاں تک نگاہ اٹھاؤ بس میں دکھائی دوں؟ یہی چاہتی ہو تم؟ ابان شگری کی آواز اس کے اندر گونجی تھی۔

''محبت ستاروں میں نہیں ڈھونڈی جاتی......!'' اس کا اپنا لہجہ اسے خود اجنبی لگا تھا۔

''تبھی تو تمہارا چہرہ دیکھ رہا تھا نا!'' ابان کا لہجہ جتاتا ہوا تھا۔

''اور تمہیں کچھ سنائی نہیں دیا!'' خواس کی آواز اسے پرائی لگی تھی۔

''نہیں، تمہاری آنکھوں میں ستارے خاموش تھے!'' ابان کا لہجہ بہت پرایا تھا۔

''تمہیں ستاروں سے بات کرنا نہیں آتی؟'' اس کا لہجہ ضدی ہوا تھا۔

''نہیں، قطعی نابلد ہوں، تم سکھا دو!'' ابان شگری نے جتایا تھا اور اس نے تھک کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ابان نے اس کی کیفیت دیکھ کر اسے قریب کیا تھا۔ اسے گمان تھا وہ گر نہ جائے۔

اتباع منصور کو اس کا تقاضا غنیمت لگا تھا۔ تبھی اس نے تھک کر اس کے شانے پر سر رکھا تھا۔ اردگرد شور اٹھا تھا...... سب مسکرا رہے تھے۔ ان کے قریب ہونے پر شور مچا رہے تھے۔ اتباع اس سے قطع نظر بے خبر تھی...... خاموش تھی۔ آنکھیں بند کئے اس کے شانے پر سر رکھے کھڑی تھی اور ابان اس کے اقدام پر بس حیران تھا۔

''تم وہاں کیوں نہیں تھے؟ جہاں مجھے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت تھی؟ تم اتنا دور کھڑے تھے کہ میں بلا رہی تھی۔ آوازیں دیئے جا رہی تھی اور تم سن ہی نہیں رہے تھے؟ تم اتنا غافل ہو گئے تھے مجھ سے؟ تم تو بے تحاشہ محبت کرتے ہو نا؟'' اتباع منصور خود اپنی آواز اپنے اندر گونجتی محسوس کر رہی تھی۔ اتنے بے تحاشا شور میں جب اردگرد شور تھا۔ اردگرد کئی لوگ تھے۔ وہ خاموشی سے ابان شگری کے شانے پر سر رکھے کھڑی تھی۔

''سیاہ رات کی تاریکی میں چپ چاپ جا کر ستاروں کو ڈھونڈ لیتا؟ کہکشاؤں سے بے معنی باتیں کرتے ہوئے کسی ایک بے ربط بات کو دہراتے ہوئے، ہر ضروری بات کو بھول کر؟ چپکے سے چاند کو چرا لانا؟ کر سکو گے میرے لئے؟ صرف میرے لئے؟'' اس کی آواز اس کے اندر بازگشت کی طرح گونجی تھی۔ مگر اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر ابان شگری کو نہیں دیکھا تھا۔ خاموشی سے اسی طور اس کے شانے پر سر رکھے کھڑی رہی تھی۔

''اگر میں تمہارے لئے ضروری ہوں تو میرے سوال بھی ضروری ہونے چاہئیں، میں جانتی ہوں تمہیں سوالوں سے نفرت ہے مگر تمہیں مجھ سے محبت ہے، اتنی محبت کہ تم چاند تاروں کو ان کی جگہ سے سرکا سکتے ہو...... کہا تھا نا تم نے؟'' اس کی خود کی آواز اس کے اندر گونجی تھی۔ اس نے آہستگی سے ابان شگری کے شانے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری اس کے اس طرح دیکھنے پر چونکا نہیں تھا۔ بس اس تیز شور میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ اور اتباع خاموشی سے اسے جیسے اجنبی نظروں سے دیکھتی ہوئی اس کے چہرے کو چھونے لگی تھی۔ اسے جیسے پروا نہیں تھی کہ اردگرد کتنے لوگ تھے اور ہر نگاہ ان کی طرف متوجہ تھی۔ وہ ہاتھ بڑھا کر ملائمت سے اس کا چہرہ چھو رہی تھی۔ دور کھڑی میرال حسن کا دل چاہا تھا وہ قریب جائے اور اسے ڈانس فلور سے نیچے اچھال دے۔ مگر میرال ایسا کرنے پر اختیار نہیں رکھتی تھی۔ چھ فٹ لمبا چوڑا مضبوط ابان شگری اس لمحے اتباع منصور کے قبضے میں تھا۔ مکمل طور پر اس کی میراث تھا۔ اور اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اتباع کے اندر کئی آوازیں گونج رہی تھیں اور وہ ہر آواز کو انفرادی توجہ سے سن رہی تھی۔

''تم وہی ہو نا جو مجھ سے محبت کرتے ہو؟ اور حیلے بہانے کرتے ہو؟ جس کی ناک اتنی لمبی ہے، تین سینٹی میٹر سے بھی زیادہ!...... نہیں کم ہے شاید...... سوا تین سینٹی میٹر سے بھی زیادہ......؟'' اس کی خود کی آواز اس کے اندر گونجی تھی اور اس نے ابان شگری کا چہرہ چھوتے ہوئے یکدم اس کی ناک کو چھوا تھا۔ اتباع منصور کے اندر کوئی الجھن نہیں تھی جیسے۔ اس کی آنکھیں پرسکون دکھائی دی تھیں۔ جیسے وہ جانتی تھی

کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ ابان شگری اس کے چہرے کو سطر سطر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا جیسے۔ وہ اس کے بازوؤں میں تھی۔ اس کے قریب بھی تھی۔ مگر اس کی آنکھوں کا سکون کیا معنی لئے ہوئے تھا۔ وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ ڈانس فلور پر موجود ہر نگاہ ان کی طرف اٹھی ہوئی تھی...... ہر کوئی انہیں دیکھ رہا تھا۔

''ابان بھائی...... یار دیکھتے ہی رہو گے کیا؟ دیکھنا تو تمام عمر ہے اب...... لٹس ڈانس یار...... یہ فلور پر پیار کرنا منع ہے!'' وہ شرارت سے چیخا تھا۔

ابان شگری نے سب کے قہقہے نظر انداز کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے!'' وہ اس کی سمت دیکھتی ہوئی مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری اس کا ہاتھ تھام کر چلتا ہوا ڈانس فلور سے نیچے آیا تھا۔

''کیا ہوا؟ اتباع کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' نمرہ نے فکر سے پوچھا تھا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ شاید کچھ تھک گئی ہے!'' ابان شگری نے وضاحت دی تھی۔

''ٹھیک ہے اسے کمرے میں لے جاؤ میں کھانا وہیں بھجوا دیتی ہوں۔ بچی نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔'' نمرہ نے فکرمندی سے اس کا چہرہ چھوا تھا۔

''ایسا ہو جاتا ہے نمرہ...... شادی کی رسموں کے دوران اکثر لڑکیاں کھانا اوئیڈ کرتی ہیں اور نقاہت محسوس ہونے لگتی ہے!'' بوا نے فکرمندی سے کہا تھا۔

''تم کمرے میں جاؤ میں کوئی ملک شیک بھجواتی ہوں ساتھ ہی فوڈ بھی!'' نمرہ نے بیٹے سے کہا تھا۔ وہ اتنا کو لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔ تبھی اتباع کا پاؤں بھاری پلو لہنگے میں اٹکا تھا۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔ تبھی ابان شگری نے اسے فوراً سنبھالا تھا۔ اور پھر فوراً اسے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔ اتباع منصور اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگی تھی۔

یہ کیسا رشتہ تھا جو ان دونوں کے درمیان تھا!

الجھا الجھا...... سلجھا ذرا سا۔

اور کبھی پہلے سے زیادہ الجھا......!

محبت کتنی دقیق تھی؟ کتنی پیچیدہ تھی یا محبت ایسی ہی بے خبر رہنے والی کوئی حقیقت تھی؟

ان دونوں کے درمیان کیا تھا۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھی مگر جو بھی تھا وہ بہت غیر واضح تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اس کی دھڑکنوں کو سنتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

ان دھڑکنوں میں کیا اسرار پوشیدہ تھے؟

وہ جان نہیں پائی تھی۔ بس خاموشی سے دیکھتی رہی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری کا فون بجا تھا۔ بہت عرصے بعد ایک نمبر فون کی اسکرین پر چمکا تھا۔ ابان شگری چونکا تھا۔ پھر آہستگی سے کال ریسیو کرلی تھی۔ دوسری طرف سے ذوالفقار صاحب کی بھاری آواز آئی تھی۔

''برخوردار گھر آؤ...... ضروری بات کرنا ہے!'' یہ وہ لہجہ تھا جسے وہ عرصے سے مس کرتا آیا تھا۔ زندگی میں خوش آئند بات کیا تھی کہ سب کچھ بہت اچانک...... بہت عجیب مگر ہورہا تھا جس کی امید وہ نہیں کررہا تھا۔ ذوالفقار کی تحویل ناراضگی کے بعد اس موصول ہونا...... اسے گھر واپس بلانا...... کیا معنی رکھتا تھا؟

ایک طویل عرصے کی مخالفت کے بعد کیا ہونے جارہا تھا؟ ابان شگری سمجھ نہیں پایا تھا۔ مگر وہ حکم عدولی نہیں کرپایا تھا۔ ذوالفقار شگری کا حکم ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ وہ گھر آگیا تھا۔

ذوالفقار شگری جیسے اس کے منتظر تھے۔ اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ ابان شگری خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔ ذوالفقار نے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ ان نظروں میں آج الاؤ نہیں تھے۔ وہ جوالاؤ اس نے آج سے سات برس قبل دیکھے تھے۔ گردن میں وہ کلف بھی نہیں تھی۔ شانے اس طور تنے ہوئے بھی نہ تھے۔ شاید ان سات برسوں میں وہ کمزور پڑ گئے تھے۔ کسی فطری جذبے کے تحت پھر عمر کا تقاضہ تھا۔ وہ کچھ کمزور اور جھکے لگ رہے تھے۔ ابان شگری نے سات برسوں میں پہلی بار انہیں اس قدر کمزور دیکھا تھا۔

ان سات برسوں میں دو ایک بار کسی سیمینار یا میٹنگ میں سامنا ہوا بھی تھا تو وہ کنی کترا کر گزر گئے تھے۔ کبھی رک کر، اس کے قریب آکر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کسی کامیابی کی کوئی داد نہیں دی تھی۔ کسی لمحے رک کر یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اسے یاد کرتے رہے ہیں یا کسی لمحے ان کا دل بے تحاشا ان سے ملنے کو چاہا ہے۔ یا کسی لمحے وہ اس پدرانہ محبت میں کمزور پڑ گئے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ مگر اس لمحے ذوالفقار نے ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے پر رکھا تھا۔

''مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ کوئی مخالفت نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے میں نے تمہیں خود سے دور کیا۔ مگر میرا ارادہ ایسا نہیں تھا۔ میں تمہیں کامیاب دیکھنا چاہتا تھا۔ مجھے لگتا تھا ادھر ادھر کے شوق اپنا کر تم آگے نہیں بڑھ پاؤ گے۔ اپنا مقصد کھو دو گے۔ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاؤ گے، اور میں تمہیں آگے بڑھتے دیکھنا چاہتا تھا۔ مجھے لگتا تھا سختی سے بات بن سکتی ہے۔ تم اپنی راہ پر چل سکتے ہو۔ پھر انا آڑے آگئی۔ انا بری شے ہوتی ہے۔ رشتوں کے درمیان آجائے تو رشتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ میں اپنے آپ سے مخالفت میں لگا رہا۔ اور کھلا یہ ہے کہ کوئی خود سے مخالفت نہیں کرسکا۔ اگر خود سے مخالفت کرے تو کبھی جیت نہیں سکتا۔'' ذوالفقار شگری مدھم لہجے میں بولے تھے۔ ابان شگری نے خاموشی سے انہیں دیکھا تھا۔

''آئی ایم سوری ڈیڈ...... میں غصے میں تھا۔ مم سے محبت کرتا تھا۔ میں ان کا رشتہ ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میری مخالفت آپ سے

نہیں تھی۔ میں بس ایک خوف میں مبتلا تھا۔ مجھے ڈر تھا آپ یہ رشتہ توڑ نہ دیں۔ میں نے اپنی ماں کا گھر بچایا تھا۔ آپ کی شرط تھی آپ رشتہ توڑ دیں گے۔ اگر میں نے گھر میں قدم رکھا تو آپ مم کو چھوڑ دیں گے۔ میرے لئے وہ لفظ تازیانہ بنے رہے۔ ایک خوف بن کر ڈراتے رہے مجھے۔ آپ مجھے کامیاب دیکھنا چاہتے تھے اور میں نے محنت کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ گھر سے نکلا تو تنہا ہو گیا مگر میں نے خود کو رکنے نہیں دیا۔ خوف سے بھاگتا رہا۔'' وہ سر جھکائے بولا تھا اور اس کی آنکھوں میں نمی واضح دکھائی دے رہی تھی۔ جیسے مدغم کرنے کی وہ مکمل کوشش کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ذوالفقار نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ ابان کچھ دور جا کر رکا تھا۔ پلٹ کر باپ کو دیکھا تھا۔

''میں چاہتا ہوں آپ شگری پیلس تشریف لائیں۔ مجھے خوشی ہو گی!'' انا شاید بہت کچھ پانے نہیں دیتی۔ ذوالفقار جو اٹھ کر اسے اپنے ساتھ بھینچ لینا چاہتا تھا۔ اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔ ابان شگری نے لمحہ بھر کو رک کر انہیں دیکھا تھا پھر مڑ کر چلتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا۔

ذوالفقار بیٹے کی سمت سے نگاہ ہٹا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور نے مہندی اور سنگیت کی رسم پر نوٹ کیا تھا ابان شگری کچھ کھویا کھویا سا تھا۔ پھر اس نے اس تقریب میں ذوالفقار شگری کو دادا ابا کے ساتھ آتے دیکھا تھا۔ وہ صورتحال کا کسی قدر اندازہ کر پائی تھی۔ ذوالفقار شاید پہلی بار شگری محل میں تشریف لائے تھے۔ ان کی خوب پزیرائی ہوئی تھی۔ مہمان انہیں با قاعدہ پرتپاک انداز میں مل کر مبارکباد دے رہے تھے۔

''تمہیں اٹھ کر ان سے ملنا چاہیے۔'' جب اس کے ہاتھوں میں شگن کی مہندی لگائی جا رہی تھی تبھی وہ بہت آہستگی سے ابان شگری کو متوجہ کرتے ہوئے بولی تھی۔ وہ خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ تمہارے گھر تشریف لائے ہیں۔ بڑے ہیں تمہارے۔ جب پہلا قدم اٹھا کر انہوں نے پہل کر دی ہے تو تمہیں انا کو ایک طرف رکھ کر دوسرا قدم لینا چاہیے!'' اتباع نے مدھم لہجے میں اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی میرال حسن ان کی طرف آتی دکھائی دی تھی۔ وہ خوش تھی۔ مسکرا رہی تھی...... ایسا کیا تھا اس کے ہاتھ؟ اتباع منصور نے اسے مطمئن دیکھ کر سوچا تھا اور ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

میرال حسن قریب آ کر ابان کے ہاتھ میں حنا رکھتے ہوئے رسم حنا کی رسم کرنے کی لگی تھی۔

''دنیا کی پہلی دلہن ہو گی جو اپنے دولہا کو خود اس کی رسمِ حنا کی مہندی لگا رہی ہو گی!'' وہ مسکرائی تھی اور اتباع منصور نے چونکتے ہوئے پہلے اسے اور پھر ابان شگری کو دیکھا تھا۔ اس کے اندر جیسے چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ اردگرد کے شور میں...... چکا چوند روشنی میں اس کے اندر ایک لمحے کو اچانک بہت سا اندھیرا پھیلتا واضح دکھائی دیا تھا۔

ابان مسکراتے ہوئے اسے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ شور کے باعث اس کے چہرے کے قریب جھکی تھی۔ ابان شگری اس کی سماعتوں میں

کچھ بولا تھا وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

''کیا ان کے درمیان کوئی رشتہ جڑ چکا تھا؟'' اتباع سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر جو دکھائی دے رہا تھا اس کی حقیقت رد کیے جانے کے قابل نہیں تھی۔

ابان شگری نے کہا تھا۔ وہ میرال حسن سے نکاح کرے گا تو کیا وہ نکاح واقع ہو گیا تھا؟ ایسا کوئی رشتہ بندھ چکا تھا؟ میرال حسن کے انداز میں جتنا اطمینان تھا اس کے اندر اسے اتنی ہی بے سکونی دکھائی دی تھی۔ ایک واضح سکوت سنائی دیا تھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے ابان شگری کی سمت دیکھ رہی تھی مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔ وہ حنا کے لئے اس کے ساتھ بٹھایا گیا تھا مگر اس کی تمام توجہ کسی اور پر تھی اور میرال حسن یہ توجہ پا کر خوش دکھائی دی تھی۔ ابان شگری کچھ کہہ رہا تھا۔ لہجہ مدھم تھا۔ وہ سن نہیں پائی تھی۔ مگر میرال حسن جس طرح مسرور سی مسکرا رہی تھی اس سے واضح دکھائی دے رہا تھا کہ بات کوئی خاص تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ رشتے میں منسلک ہو رہا تھا۔ یہ تقریب ان کے لئے تھی۔ یہ رشتہ ان دونوں کے درمیان بندھ رہا تھا اور اس رشتے کی خوشی کی رمق میرال حسن کے چہرے پر تھی۔

کیا کیا تھا ابان شگری نے؟

کیا کھیل کھیلا تھا؟

میرال حسن نے ابان کی کسی بات پر مسکراتے ہوئے اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔ پھر اس طرح مسکراتے ہوئے حنا ہاتھ میں لے کر اس کی ہتھیلی پر رکھ کر رسمِ حنا پوری کی تھی۔ اس کی منہ میٹھا کروایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''کہا تھا نا اتباع منصور...... چھین لوں گی؟'' وہ جتاتے ہوئے مسکرائی تھی اور پھر پلٹ کر ان سے دور جانے لگی تھی۔ اور اتباع نے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ ابان اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔ وہ عالیہ کی کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔

حمزہ، عالیان، یحییٰ آ کر ابان کو بھنگڑے کے لئے کھینچ لے گئے تھے۔ اتباع منصور نے کرب سے آنکھیں بند کی تھیں۔

ایک موقع تھا وہ ابان شگری کو چھین کر میرال حسن سے دور لے گئی تھی اور آج وہ دن تھا۔ جو میرال حسن نے کہا تھا وہ ثابت کر دیا تھا۔ ابان شگری اس کے ساتھ نئے رشتے میں بندھ رہا تھا۔ اس کے قریب تھا بظاہر مگر اس سے کوسوں دور تھا۔ میرال حسن نے اسے یقیناً بڑی شکست دی تھی۔ وہ ساکت نظروں سے ابان شگری کو سب دوستوں اور کزنز کے ساتھ بھنگڑا کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس ہجوم میں میرال حسن بھی آ گئی تھی۔ وہ ابان شگری کے قریب تھی۔ وہ اس کا ہاتھ تھام۔ ناچ رہا تھا۔

کس خوشی کو سیلیبریٹ کر رہے تھے وہ دونوں!

ابان شگری نے کس بات کی سزا دی تھی اسے؟

اس کا دل بھر آنے لگا تھا مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔

کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ کمزور نہیں تھی۔ اس کا دل چاہا تھا ابھی اٹھے اور ابان شگری کے مقابل جا کھڑی ہو اور اس کے

فراخ سینے پر مکوں کی بارش کر دے۔ مگر وہ کسی کے سامنے کوئی تماشا بنانا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی وہ وہاں بیٹھی رہی۔ عالیہ اس کے پاس آئی۔

''بھابھی آئیں نا آپ بھی۔ دیکھیں کتنا مزہ آ رہا ہے۔ ابان بھائی میرال حسن کے ساتھ ڈانس کرتے اچھے نہیں لگ رہے۔ آپ کا پتہ نہیں ہے مگر مجھے یہ میرال حسن ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ آپ آیئے ہم مل کر اسے ڈانس فلور سے بھگاتے ہیں!'' عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ اتباع نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ تبھی حمزہ آیا تھا۔

''بھابھی، یہ انکار آج دن کے لئے مناسب نہیں ہے۔ دیکھئے وہ میرال حسن آپ کے دولہا کے ساتھ کس طرح پورے حق سے ڈانس کر رہی ہے۔ اسے جتانا ضروری ہے کہ ابان بھائی کی باگ ڈور اب آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ تمام حقوق محفوظ رکھتی ہیں۔'' حمزہ نے مسکراتے ہوئے اسے جتایا تھا۔ اس نے انکار کرنا چاہا تھا۔ تبھی حمزہ نے مسکراتے ہوئے اسے زبردستی بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور ڈانس فلور پر لے گیا تھا۔ اتباع منصور نے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اسے مکمل اگنور کیا تھا۔ حمزہ مسکرایا تھا۔

''ابان بھائی ذرا بچ کر اب بھابھی میدان میں آ چکی ہیں۔ آپ کی خیر نہیں۔'' اتباع منصور اسے مسلسل اگنور کر رہی تھی جب حمزہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ تبھی ابان شگری نے اس کے قریب آ کر ڈانس کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس لمحے حمزہ نے بھی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ اور اتباع منصور نے ایک لمحے کو ابان شگری کو دیکھا تھا۔ وہ چاہتی تو اس لمحے حمزہ کا ہاتھ تھام کر ابان شگری کو شرمندگی سے دوچار کر سکتی تھی مگر پھر ابان شگری اور اس میں شاید کوفرق نہیں بچتا۔ تبھی اس نے حمزہ کا ہاتھ اگنور کرتے ہوئے ابان شگری کا ہاتھ تھاما تھا۔

چاروں طرف ایک شور اٹھا تھا۔

''یار بھابھی یہ ٹھیک نہیں کیا۔ حمزہ بیچارے کا دل ہی رکھ لیتیں آپ!'' یحییٰ نے شکوہ کیا تھا۔ حمزہ مسکرایا تھا۔

''کوئی نہیں یحییٰ بھائی، یہ محبت ہے۔ مجھے معلوم تھا بھابھی میرا ہاتھ اگنور کر کے ابان بھائی کا ہاتھ ہی تھامیں گی۔'' حمزہ مسرور سا ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

''حمزہ یار ہیرو بن گیا تو، دو دلوں کو ملا دیا۔'' عالیان مسکرایا تھا۔

'''' دو دلوں کا ملنا ضروری تھا عالیان۔ میں دکھانا چاہتا تھا محبت کیسے دلوں کو قریب کرتی ہے۔ میرا ہاتھ اگنور کر کے ابان بھائی کا ہاتھ تھامنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ دونوں دلوں میں ایک دوسرے کے لئے کتنی گنجائش ہے۔'' حمزہ مسکرایا تھا۔ بھانت بھانت کی بولیاں تھیں۔ آوازیں کسی جا رہی تھیں۔ ابان ہر طرف سے کان بند کر کے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ ابان کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

ڈی جے نے بہت رومانٹک سونگ لگایا تھا۔ سب نے شور مچایا تھا۔ ان دونوں کو کپل ڈانس پر اکسایا تھا۔ تبھی ابان شگری اس کے ساتھ ڈانس کرنے لگا تھا۔ Gary Barlow کے الفاظ شاید اس لمحے کے لئے مناسب ترین تھے۔

"Love, it has many beautiful faces

Sharing lives and sharing days

my Love it had so many empty spaces

I'm sharing a memory now

I hope that's how it stays

Now I'm deep inside love and still breathing

She is holding my heart in her hand

I'm the closest I've been to believing this could be forever."

ابان شگری نے اسے گھماتے ہوئے یکدم قریب کھینچ لیا تھا۔اتباع اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ابان شگری کی آنکھوں میں کیا تھا۔وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔وہ بس خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"All throughout my life

the reason I've demanded

But how can I reason

with the reason I'm a man"

ابان شگری کی نظروں میں کوئی گہرا احساس تھا۔کوئی اضطرابی تھی۔اتباع منصور اس اضطرابیت کے معنی جان نہیں پائی تھی۔جانے کیا احساس تھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔اتباع کا دل چاہا تھا ہاتھ چھڑائے اور بھاگتی ہوئی ڈانس فلور سے اتر کر چل جائے مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی......وہ ابان شگری کی بانہوں میں تھی۔اس کے قریب تھی۔مگر ان لمحوں میں جیسے کوئی رعنائی نہیں تھی۔کوئی نہیں تھا۔سرد مہری تھی اور دل خاموش تھا۔وہ ساتھ تھے۔قریب تھے مگر کوئی خاموشی درمیان حائل تھی۔

"In a minute I'm needing to hold her

In an hour I'm cold, cold as stone

When she leaves it gets harder and harder

To face life alone"

ابان شگری اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔کیا جتانا چاہتا تھا وہ؟

No my dream are filled

With times when we're together

Guess what I need from her

I forever love

Now I feel forever love!

ابان شگری نے اسے گھما کر بازوؤں میں تھاما تھا اور قریب کیا تھا۔ اتباع منصور نے تھک کر جیسے اس سینے پر سر رکھا تھا۔ گرم گرم سیال مادہ اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے اس کے سینے میں کہیں جذب ہو رہا تھا۔ کوئی اور یہ منظر دیکھ نہیں پایا تھا۔ یہ ایک خاموش احساس تھا۔ پتہ نہیں ابان شگری جان پایا تھا کہ نہیں مگر اس کے سر ابان شگری کے سینے پر لگانے پر بے تحاشا شور اٹھا تھا۔ سب نے سیٹیاں بجائیں تھیں۔ حمزہ، عالیان، یحییٰ پیش پیش تھے۔

کسی نے ڈی جے سے کہہ کر کوئی اور سونگ اسی ردھم میں بجوایا تھا۔ ابان شگری نے سر جھکا کر اتباع منصور کے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ آنکھیں میچے ایک ہاتھ سے اس کی آستین کو زور سے بھینچے چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔ ابان شگری نے اسے خود کے ساتھ اس طرح بھینچ لیا تھا کہ کوئی اس کے وہ آنسو دیکھ نہ پائے۔ اتباع کو یہ غنیمت لگا تھا۔

ابان شگری نے سر جھکا کر اتباع منصور کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے ان کے گرد ہجوم نے تالیاں بجاتے ہوئے شور مچایا تھا۔ ہر نگاہ ان پر ٹکی ہوئی تھی جیسے۔ اور ابان شگری اسے کمزور پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ تبھی اس کو ساتھ بھینچ کر میوزک کے ردھم پر جھومنے لگا تھا۔

Would you dance if I asked you to dance?

Would you run and never look back?

Would you cry if you saw me crying?

Would you save my soul tonight?

ابان شگری نے جھک کر اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔ اتباع منصور اس ردھم پر ساکت کھڑی تھی۔ ابان شگری نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا ہلکا تنگ کرتے ہوئے اس کی آنکھوں کی نمی کو لبوں پر لیا تھا۔ نیم تاریکی میں میوزک کے ردھم کے ساتھ کوئی اس اقدام کو دیکھ پایا تھا کہ نہیں مگر اتباع نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

Would you tremble if I touched your lips?

Would you laugh? Oh, please tell me this

Now would you die for the one you love?

Hold me in your arms, tonight

ابان شگری اسے بغور دیکھتے ہوئے میوزک کے ردھم پر اس کو گھمانے لگا تھا۔

وہ Spin کر رہی تھی۔ پھر تھک کر اس کے بازوؤں میں آ گئی تھی۔

I can be your hero, baby

I can kiss away the pain

I will stand by you forever

You can take my breath away

وہ جیسے اس کا دل پڑھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کے شکوے شکایات سب سن رہا تھا۔

سطر سطر...... بہت باتوں کو پڑھتے ہوئے اس کے دل کا درد محسوس کر رہا تھا۔

مگر یہ درد اسے کوئی خوشی کیوں نہیں دے رہا تھا۔جب وہ اسے درد دینا چاہتا تھا تو اس کے درد کی کیفیت پر وہ خود اتنا مضطرب کیوں دکھائی دیا تھا؟ اتباع منصور اتنی نظروں کے سامنے کسی بات کی تشہیر نہیں چاہتی تھی۔تبھی وہ اس لمحے ابان شگری کے ساتھ رہی تھی اور جب وہ عالیہ کا ہاتھ تھام ڈانس فلور سے نیچے آئی تھی تو دانیال سامنے کھڑا تھا۔جانے کیوں ہوا تھا کہ وہ دانیال کے شانے پر سر رکھ کر خاموشی سے آنسو بہانے لگی تھی۔

''بھابھی آپ ٹھیک ہیں؟'' عالیہ نے پوچھا تھا مگر دانیال نے ہاتھ اٹھا کر عالیہ کو بولنے سے روکا تھا۔عالیہ کو اندازہ ہوا تھا شاید وہ اپنے پیاروں سے بچھڑنے کے درد کو محسوس کرتے ہوئے رو رہی تھی۔تبھی عالیہ سر ہلاتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔دانیال بہت ملائمت سے اس سمت دیکھتے ہوئے اس کے آنسو پونچھنے لگا تھا۔

''لڑکیوں کا پیا گھر جانا رسم ہے اتباع منصور۔اس کے لئے اتنے قیمتی آنسو ضائع کرنا مناسب نہیں۔کل وہی ابان شگری تمہیں ہم سے کہیں زیادہ عزیز ہوگا۔اور تم انگلینڈ واپس آنے کا راستہ بھول جاؤ گی۔'' دانیال مرزا مسکرایا تھا۔اور اتباع منصور کی ناک دبائی تھی۔ اتباع منصور مسکرائی نہیں تھی۔دور کھڑے ابان شگری نے ان دونوں کو دیکھا تھا۔دانیال مرزا اتباع منصور کے آنسو پونچھتے ہوئے اس کی دل جوئی کر رہا تھا۔اسے کچھ کہہ رہا تھا۔تبھی اتباع اس کی سمت دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

''میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی دانیال مرزا!'' اتباع منصور کا انداز فیصلہ کن تھا۔اور دانیال مرزا اسے حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

''کیوں؟ یہ اچانک کیا ہوا؟ تم خوش تھیں نا اس شادی سے؟'' دانیال مرزا اس کی سمت دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھنے لگا تھا۔ اور تبھی اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''تم غلط سمجھ رہے ہو دانیال۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔مجھے کوئی شے اندر سے روک رہی تھی...... میں یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر نہیں جانتی تھی کہ کیا شے مجھے روکتی رہی......اور میں......!'' اتباع منصور جیسے بے بسی سے سر نفی میں ہلانے لگی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے اتباع منصور؟ کبھی تم کچھ کہتی ہو اور کبھی کچھ...... تمہیں اندازہ ہے کہ تم کس سچویشن میں کیا بات کر رہی ہو؟ شادی ہو رہی ہے تمہاری...... کتنے مہمان مدعو ہیں...... کتنی رسمیں ہو رہی ہیں۔اس لمحے میں ایسی بات کہنے کا کیا مطلب بنتا ہے؟ تمہیں محبت تھی نا

ابان شگری سے؟'' دانیال مرزا نے اسے جتانا چاہا تھا۔ تبھی وہ زور دے کر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''نہیں ہے محبت...... قیاس آرائیاں کر رہے تھے تم...... تکے لگا رہے تھے۔'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔ دانیال مرزا نے اسے بغور دیکھا تھا۔ بے یقینی تھی اس کی نظروں میں۔ جیسے وہ اتباع منصور کی عقل پر افسوس کر رہا تھا۔

''تم نے مجھے وہ قیاس آرائیاں کرنے دیں؟ مجھے وہ تکے لگانے دیئے؟ تم چاہتی کیا ہو اتباع منصور؟ ایسے بچے جیسے کیسے بی ہیو کر رہی ہو؟ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اس طرح اپنی زندگی کا مذاق بنا دوگی۔'' دانیال مرزا نے افسوس کیا تھا۔ مگر اتباع منصور اسے حقیقت نہیں بتا پائی تھی...... اور تبھی ابان شگری چلتا ہوا وہاں آیا تھا۔ تبھی اتباع منصور اسے دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئی تھی۔ دانیال مرزا نے ابان شگری کو بغور دیکھتے ہوئے اس صورتحال کو سمجھنا چاہا تھا۔ مگر ابان شگری جس طرح ان کی طرف دیکھ کر دوستانہ انداز میں مسکرایا تھا۔ اس سے لگا تھا کہ سب جیسے معمول پر ہے۔

''اتباع فطری لڑکیوں کی طرح بہت نروس ہو رہی ہے۔ ابھی سے یہ سوچ کر پریشان ہے کہ بوا اور تمہارے بغیر کس طرح رہے گی۔ لڑکیاں میکے سے دور ہونے کے خوف میں مبتلا رہتی ہیں۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔ اتباع اس کی طرف سے نظریں ہٹا گئی تھی...... دانیال مرزا کو اس لمحے مسکرانا پڑا تھا۔

''یہی بات میں اتباع کو سمجھا رہا تھا کہ تمہارا میکہ زیادہ دور نہیں ہے۔ تم جب چاہے اپنے پرسنل جیٹ طیارے پر آ کر اپنے میکے سے مل سکتی ہو، ابان شگری تمہیں منع تھوڑا کرے گا۔'' دانیال مرزا بولا تھا اور شگری مسکرایا تھا۔

''میں خود اتباع کو ملوانے لایا کروں گا۔'' اتباع جب تک چاہے اپنے میکے میں قیام کر سکتی ہے۔ اس بہانے میں اپنا بزنس یو کے میں اور زیادہ Expand کر لوں گا۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

دانیال مرزا نے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

''ایک درخواست کرنا تھی آپ سے!'' دانیال مرزا نے کہا تھا۔

''آپ اتباع کی فیملی ہیں۔ حکم کریں۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

تبھی دانیال مرزا مسکرایا تھا اور ابان شگری کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔

''ہماری اتباع کا بہت خیال رکھئے گا۔ اس کا دل بہت نازک ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہرٹ ہو جاتی ہے۔ بہت حساس ہے۔ پلیز وہ سننے کی کوشش کیجئے گا۔ جو یہ نہیں کہتی یا کہہ پاتی۔ کیونکہ اکثر یہ اپنا مدعا بیان کرنا بھول جاتی ہے۔ اور بعض بہت سی ضروری باتوں کو بھی کہہ نہیں پاتی......'' دانیال مرزا نے اتباع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اتباع نے اس کی طرف خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی ابان شگری نے مسکراتے ہوئے اتباع منصور کا ہاتھ تھاما تھا۔

''دانیال مرزا...... جس رشتے میں میں اتباع سے جڑا ہوں اس کی ذمہ داریاں نبھانے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ کوشش کروں گا

کوئی کوتاہی نہ ہوجائے تو اتباع سے گزارش ہوگی کہ معاف کردیں۔'' ابان شگری مکمل باادب ہزبینڈ دکھائی دیا تھا۔ اتباع نے اس کے چہرے کو قدرے حیرت سے دیکھا تھا۔ تبھی ابان شگری نے عالیہ کو اشارہ کر کے بلایا تھا اور اتباع کو اندر لے جانے کو کہا تھا اور خود دانیال کی طرف دیکھا تھا۔

''آیئے ہم ضروری باتیں کرلیتے ہیں۔'' ابان شگری دانیال مرزا کو لے کر آگے بڑھا تھا۔ الفاظ جاتی ہوئی اتباع منصور کی سماعتوں میں پڑے تھے۔ وہ پلٹ کران دونوں کو آگے بڑھتے دیکھنے لگی تھی۔

''کیا ہا بھابھی، آپ پریشان ہیں؟'' عالیہ نے پوچھا تھا۔ مگر اتباع منصور نے سرانکار میں ہلا دیا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک مسکرایا تھا اور ہاتھ بڑھا کرڈرنک کا گلاس تھاما تھا۔

''یقین نہیں ہوتا کوئی پرایا ہورہا ہے۔ اگر اختیار ہوتا تو جاکر سب روک دیتا...... مگر......!'' اشعر ملک بہت افسردہ دکھائی دیا تھا۔ قاسم نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ ڈرنک کے سپ لینے لگا تھا۔

''بس کرو اشعر ملک اتنی مت پیو۔ تمہاری طبیعت خراب ہوجائے گی۔'' قاسم نے اسے سمجھانا چاہا تھا مگر وہ ایک یاسیت سے مسکرادیا تھا۔

''عشق عجیب شے ہے یارا...... دہکتا ہے تو جان پر بن آتی ہے...... اور بجھتا ہے تو جان اور سلگنے لگتی ہے۔ پتہ کرنا پڑے گا عشق کو اتنی بے تابیاں سونپ کر ساری چابیاں کوئی سمندر میں کیسے اچھا دیتا ہے۔'' اشعر ملک اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''تم کیا کرنا چاہتے ہو اشعر ملک؟ خود کو ختم کرلوگے اس طرح؟'' اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

''اشعر ملک کو کوئی نہیں جان پاتا قاسم مرتضیٰ...... اشعر ملک سمجھ میں نہ آنے والا بندہ ہے۔ تبھی تو میں کہتا ہوں...... آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!'' اشرع ملک ایک آنکھ دبا کر شرارت سے مسکرایا تھا۔ مگر انداز میں شرارت کم اور یاسیت زیادہ تھی۔

''دل کے ایوانوں میں لئے گل شدہ شمعوں کی قطار

نور خورشید سے سہمے ہوئے اکتائے ہوئے......

حسن محبوب کے سیال تصور کی طرح

اپنی تاریکی کو بھینچے ہوئے لپٹائے ہوئے

غایت سود و زیاں، صورت آغاز و مآل

وہی بے سود تجسس، وہی بے کار سوال

اشعر ملک کا لہجہ بہت نیم جان تھا۔

''نمرہ آنٹی کی کال آئی تھی۔ ابان شگری کی شادی کا دعوت نامہ دیا تھا۔ مگر جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ لگتا ہے یارا دنیال جیسے اختتام کی طرف گامزن ہے...... جیسے سب ختم ہو رہا ہے۔ کائنات زوال پزیر ہو رہی ہے۔ یہ دل ختم ہونا سب چیزوں پر اثر پذیر کیسے ہو جاتا ہے؟'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیاں بھی ہے
عہد و پیاں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

''اف محبت...... یارا جیسے کوئی جلتا ہوا سیال مادہ ہے پورا وجود جلا رہا ہے۔ حوصلہ نہیں...... ضبط نہیں...... دل ہی نہیں...... اور کیا ڈھونڈنے آئے گا کوئی......؟ اور تو کچھ بچا ہی نہیں......'' اشعر ملک نے افسردہ لہجے میں کہا تھا اور مسکرایا تھا۔

''ابان شگری کی خوشی دیدنی ہوگی مگر بہت ابان شگری کو چونکنا پڑے گا۔ اشعر ملک اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہے یارا...... جو ہار مان جائے وہ اشعر ملک نہیں...... اس لئے تو میں کہتا ہوں، آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!'' وہ ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
گر آج اوج پر ہے طالع رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

''چاچا فیض بھی عجیب ہے یارا...... جب چاروں شانے چت ہو کر بندہ ہار ماننے والا ہوتا ہے تبھی فیض چاچا محبت کے گھاؤ پر مرہم رکھنے آ جاتے ہیں اور ایک خاص ترکیب ساتھ لاتے ہیں۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا تبھی قاسم چونکا تھا۔

''اب کیا سوچ رہے ہو تم؟''

اشعر ملک نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک کبھی جو بولتا ہے وہ کرتا نہیں ہے۔ اور جو کرتا ہے وہ بولتا نہیں ہے۔ ہار ماننا آسان نہیں ہے قاسم مرتضیٰ...... ہار نہیں مانے گے اشعر ملک۔ کیا ہوگا اور کیا کرے گا۔ فی الحال یہ مت پوچھو یارا...... فی الحال دل میں بہت درد ہے...... اور درد کی انتہا یہ ہے ......بس یہی ہے جو بھی ہے!'' وہ عجیب دیوانگی سے بولا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

بوا نے اتباع کا اداس چہرہ دیکھا تھا۔ پھر اسے تھام کر ساتھ لگایا تھا۔

''میرا بچہ...... کیا ہوا؟ اس طرح اداس کیوں ہو؟ بیٹا کل ری سیپشن ہے اور تم اس طرح اداس ہو رہی ہو؟'' اتباع بے آواز رونے لگی تھی۔

سب سمجھ رہے تھے وہ نروس تھی۔ شادی کی وجہ سے ہو رہی تھی۔ فطری دکھ تھا فیملی سے دور رہنے کا۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اصل وجہ کیا تھی۔ وہ کیوں رو رہی ہے۔ ابان شگری اور صرف وہ جانتے تھے۔

''کیوں رو رہی ہو؟'' بوا نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔

''جانتی ہوں تمہیں منصور کی یاد آ رہی ہے۔ بہت بڑا موقع ہے۔ منصور کی یاد آنا فطری بات ہے۔'' ان کی خود کی آنکھوں میں بھی نمی آ گئی تھی۔

''پلیز آپ مت روئیں بوا...... میں اب نہیں روؤں گی۔'' اتباع نے بوا کی آنکھیں صاف کی تھیں۔

''منصور ہوتا تو کتنا خوش ہوتا!'' بوا نے کہا تھا۔ اتباع نے خاموشی سے انہیں دیکھا تھا۔

''بوا...... میں واپس آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں!'' وہ بولی تھی تو بوا مسکرا دی تھیں۔ پھر اس کے چہرے کو نرمی سے تھامتے ہوئے نرمی سے بولی تھیں۔

''بیٹا...... کوئی بھی ہمیشہ اپنے گھر میں اپنوں کے ساتھ نہیں رہتا۔ میں سمجھ سکتی ہوں تم کس طرح ہم کو اور گھر کو مس کرتی رہی ہو۔ مگر بیٹا...... اب یہی گھر تمہارا ہے۔ یہاں کے لوگ تمہارے اپنے ہیں۔ اس گھر میں جلد تمہارا دل لگ جائے گا تو ہماری یاد بھی مشکل سے آئے گی۔ بیٹیاں پرایا دھن ہوتی ہیں بیٹا۔ آنگن کی چڑیا ہوتی ہیں۔ ان سے جتنا بھی پیار کر لو ایک دن ان کو اڑ کر جانا ہی ہوتا ہے۔ کوئی نیا نگر آباد کرنے...... بیٹیوں کو کبھی کوئی بادشاہ بھی اپنے گھر نہیں رکھ پایا بیٹا...... فقیر ہو یا بادشاہ بیٹیاں سب کو بیاہنا پڑتی ہیں۔'' بوا نرمی سے سمجھا رہی تھیں اور اتباع منصور نے ان کی گود میں سر رکھ دیا تھا۔

وہ بوا کو نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کی فکر کیا تھی۔ اس کا ڈر کیا تھا۔ اس کی سوچیں کیوں الجھی ہوئی تھیں۔ وہ کچھ نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کی فکریں کیا تھیں اور گھاؤ کتنا گہرا تھا۔

ابان شگری نے اسے بہت گہرا زخم دیا تھا۔ وہ حیران تھی ابان شگری جیسے انسان سے وہ محبت کیسے کر پائی تھی۔

کتنا سفاک تھا وہ......

کتنا سخت دل تھا اس کا...... اور کتنا مختلف تھا وہ اس کی سوچوں سے...... وہ حیران تھی اسے محبت کیسے ہوئی تھی۔ کیا شے تھی جو اس کے دل کو متاثر کر پائی تھی؟

اس کی سختی؟ اس کی سختی میں چھپی نرمی؟ اس کا احساسِ تحفظ دینا؟ یا اس کا اسے ہمیشہ پروٹیکٹ کرنا؟ اگر وہ اتنا تحفظ دیتا رہا تھا تو

محبت کیونکر نہیں ہوئی تھی؟ اگر اس کا اتنا خیال تھا تو پھر کیوں کرتا تھا؟ اسے وہ ہمیشہ Spy کیوں لگتی تھی اور اتنا خیال رکھتا تھا تو پھر وہ وقتی رشتہ کیوں باندھا تھا؟ اتنا بے وقوف کیوں کر دیا تھا؟ اور پھر میرال حسن سے وہ دوسرا رشتہ!

اف...... محبت کتنی عجیب شے تھی۔ وہ حیران تھی۔ وہ ایسے شخص سے محبت میں مبتلا ہوئی تھی؟ جو ایک رشتہ نبھانے کے قابل نہیں تھا اور دوسرا ابھی جوڑ لیا تھا؟ کتنا بے وقعت کر دیا تھا نا اس نیا تباع منصور کو!

اس کی آنکھوں میں از سرِ نو نمی آنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

اشعر ملک میرال حسن کو دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''یار پھپھو کی بیٹی تم کمال ہو...... لاجواب ہو۔ بڑے بڑے وار اتنی آسانی سے کر جاتی ہو کہ کیمیائی ہتھیار بھی پھول لگنے لگتے ہیں۔'' اشعر ملک مسرور سا مسکرایا تھا۔

میرال مسکرائی تھی......

''اشعر ملک۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ابان شگری مجھے ایک رشتے کی آفر کرے گا مگر مجھے اچھا لگا...... شاید اس کے دل میں کہیں میرے لئے جگہ ہے۔'' میرال حسن بولی تھی تو اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''یا پھوپھو کی بیٹی ابان شگری کا دل ہے یا یونائیٹڈ کنگ ڈم؟ یار اتنی گنجائش؟ ایک طرف اتباع منصور سے شادی اور دوسری طرف تم سے رشتہ؟ یہ ماجرہ کیا ہے؟ وہ تو اشعر ملک سے زیادہ بڑا کھیل کھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے۔ مجھے اس کی امید نہیں تھی۔ یہ کھیل ابان شگری کے پائے کا نہیں۔ لیکن اشعر ملک اسے سمجھا دے گا کہ کھیلا کیسے جاتا ہے۔'' وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ میرال حسن چونکی تھی۔

''تم کیا کرو گے؟ اب کیا سوچ رہے ہو تم؟ دیکھو اب کچھ ایسا ویسا مت کرنا۔ ابان شگری سے میری زندگی جڑنے جا رہی ہے۔ اور میں نہیں چاہتی اب تم کوئی گڑبڑ کرو۔ مجھے نہیں لگتا ابان شگری اتباع منصور کے ساتھ کس رشتے کو مستقل قائم رکھنا چاہے گا۔ تمہارے لئے خوشخبری ہوگی کہ اگر وہ اتباع منصور سے تعلق ختم کرتا ہے تو اتباع منصور کی طرف تمہارا چانس بن جائے گا۔'' میرال حسن مسکرائی تھی۔ اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک شیر ہے یارا...... پھوپھو کی بیٹی ایسے بدمزہ مت کرو۔ شکار مار کر کھانے کا لطف آتا ہے۔ مجھے چھیننا اچھا لگتا ہے۔ جو لطف کسی سے چھیننے میں ہے اس طرح لینے میں نہیں۔ تم اشعر ملک کو نہیں جانتی ہو ابھی۔'' اشعر ملک کھل کر ہنسا تھا۔

''تم تو دشمن سے رشتے داری بنانے لگی ہو پھوپھو کی بیٹی۔ میں بدلہ کس سے لوں گا؟ چلو خیر میں مینج کر لوں گا۔ اشعر ملک کو کسی کے کمزور حصوں پر وار کرنا لطف دیتا ہے۔ میں ابان شگری کی کمزوری جانتا ہوں۔'' وہ مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اور میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

اتباع منصور چلتی ہوئی ابان شگری کے سامنے آن رکی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ کسی بھی احتجاج کے لئے تیار تھا جیسے۔ مگر اتباع منصور بہت پر مطمئن دکھائی دی تھی۔ اس نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔ مکمل سکون سے ابان شگری کو دیکھا تھا اور نرمی سے بولی تھی۔

''ابان شگری میں نہیں جانتی تمہارے دل اور دماغ میں کیا چل رہا ہے اور تم کیا کرنے والے ہو یا کیا کرنے کے پلان بنا رہے ہو۔ مگر میں اپنی زندگی کو تمہارے کھیلوں کا حصہ نہیں کر سکتی۔ سو بہت سوچنے کے بعد میں نے ایک اہم فیصلہ لیا ہے۔'' وہ جتنے اطمینان سے بولی تھی ابان شگری اتنی بے فکری سے مسکرایا تھا۔

''تم بھول رہی ہو اتباع منصور فیصلے لینے کا حق تمہارے پاس نہیں ہے۔'' ابان شگری کا مضبوط لہجہ اسے جتانے کے لئے کافی تھا۔

''میں تمہاری پابند نہیں ہوں ابان شگری۔ جو تم کر رہے ہو وہ کسی بھی طرح قابل ستائش نہیں ہے۔ کمزور سمجھتے آئے ہو مجھے۔ ہمیشہ برتری جتائی ہے تم نے...... مجھے تحفظ چاہیے تھا اور تم نے کیا کیا؟ ہمیشہ شک کیا مجھ پر...... میرے ہر اقدام کو اشعر ملک سے جوڑا...... اور اب......!'' وہ تھک کر چپ ہوئی تھی...... ابان شگری چلتا ہوا پاس آیا تھا اور اسے کلائی سے تھام کر قریب کیا تھا۔ پھر بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کو چھوا تھا۔ اتباع منصور نظریں پھیر گئی تھی۔ اس کے قریب آنے سے کیا احساس تھا جو اس کے اندر پھیلنے لگتا تھا۔ وہ خود اپنے مقابل کمزور محسوس کرنے لگتی تھی۔ تمام ارادے ریت کی دیوار کی طرح ڈھے جاتے تھے۔ کہ وہ بس کچھ اپنے اختیار میں کر لیتا تھا؟ اتباع منصور نے ایک قدم پیچھے کی طرف لیتے ہوئے اس سے دور ہٹنا چاہا تھا۔ مگر ابان شگری نے اس کا ارادہ بھانپ کر اسے تھام کر کچھ قریب کر لیا تھا۔ ایک دن کی دوری ہے اتباع منصور۔ اسے اتنا طویل کرنے کا مت سوچو۔ کل ہماری **Reception** ہے اور پھر ایسی کوئی رسمی دیوار ہمارے درمیان حائل نہیں رہے گی۔ کل دلہن بنو گی تم۔ ابان شگری کے لئے سجو گی۔ یہ احساس خوش کن ہے۔ دوریاں ختم ہو جائیں گی۔ قربتیں بڑھ جائیں گی۔ فی الحال اس بارے میں کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کیا مگر...... احساس خوش کن ہے کہ تم قریب ہو گی!'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ تبھی اتباع منصور نے اسے دونوں سے پرے دھکیلنا چاہا تھا۔ مگر وہ ناکام رہی تھی۔ تب اس نے انتہائی ناگواری سے ابان شگری کو دیکھا تھا۔

''تمہارا خواب رہے گا ابان شگری کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں یہاں سے جا رہی ہوں اور تم مجھے اب روک نہیں پاؤ گے۔ میں اب تمہاری پابند نہیں رہوں گی۔ تم جو رشتہ مجھ پر مسلط کر رہے تھے اور جو کرنے کی ٹھان رہے تھے وہ تم نہیں کر پاؤ گے۔ اتباع منصور اب اتنی کمزور نہیں رہی ہے۔ تم چاہے جس سے مرضی کوئی تعلق بناؤ...... جس کسی سے مرضی کوئی رشتہ جوڑو...... آئی جسٹ ڈونٹ کیئر۔'' وہ لاتعلقی سے بولی تھی۔ اس کا لہجہ مضبوط تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

''جو رشتہ تم ختم کرنا چاہتے تھے اسے اب میں ختم کروں گی ابان شگری۔ یہاں کوئی **Reception** نہیں ہو گی۔ نہ یہ تمہارا بنایا گیا کوئی جز وقتی یا کل وقتی یا کثیر المعیاد یا طویل المعیاد رشتہ باقی رہے گا۔ میں ایسے کسی رشتے کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ یہ رشتہ ہمارے

لئے نہیں بنا ہے ابان شگری۔ یا یوں کہنا مناسب ہوگا کہ تم اس رشتے کو Deserve نہیں کرتے ہو۔'' وہ زہر خند لہجے میں بولی تھی اور جانے کے لئے پلٹی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور کو اندازہ نہیں تھا۔ اسے لگا تھا جو اس نے کہہ دیا ہے وہ کافی ہے اور ابان شگری اب اپنے معاملات سے کام رکھے گا اور اسے جانے دے گا۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ ابان شگری نے بہت سہولت سے ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی تھامی تھی اور اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع منصور شاید ایسا توقع نہیں کر رہی تھی تبھی اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ نظریں کسی خاص تاثر کے بنا اسے دیکھ رہی تھیں اور چہرہ کسی جذبات سے عاری تھا۔ اتباع منصور نے اس کی کلائی تھامنے پر حیرت سے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ جب ابان شگری نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع منصور جو ان پناہوں سے دور جانا چاہتی تھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔ اس کی مخصوص خوشبو ناک کے نتھنوں میں گھسی تھی۔

اتباع منصور نے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''کئی بار بے ارادہ سوچا، میرا دل تمہاری راہ کا اسیر ہے۔ تمہاری سمت چلتا ہے۔ تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہے مگر پھر آگاہی جتانے لگتی ہے اور کان میں آ کر کہتی ہے کہ یہ آنکھیں دلفریبی سے کام لے کر پاگل کر دیں گی اور پھر لا بیانی کے راستے پہ لا ڈالیں گی سو اعتبار کرنا عبث ہوگا۔'' وہ بغور دیکھتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔ ان آنکھوں میں مکمل سرد مہری تھی۔

اتباع منصور اس کی سمت سے نگاہ ہٹا گئی تھی پھر گہری سانس لیتی ہوئی بولی تھی۔

''تمہیں مجھے قید رکھ کر تسکین ملتی ہے نا؟ مار دو گے مجھے اس قید میں۔ انتہا پسند بن چکے ہو۔'' وہ جتانا چاہتی تھی۔ وہ مسکرایا تھا اس کا چہرہ آہستگی سے چھوا تھا اور بغور دیکھتے ہوئے فکر لہجے میں بولا تھا۔

''تم نے انتہا پسند بنا دیا ہے۔ مجھے انتہا پسندی کی کچھ خبر نہیں تھی۔ تم نے سکھا دیا راستے کہاں سے ملتے ہیں اور کہاں جا کر رکتے ہیں۔ قصور تمہارا ہے۔ مجھ پر الزام کوئی معنی نہیں رکھتا شیرنی!'' وہ لاپروائی سے کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔ وہ جیسے شرمندہ نہیں تھا۔ وہ جز کر غصے سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ڈھٹائی سے کام لے رہے ہیں آپ۔ آپ کو اندازہ تک نہیں کسی کی جان مٹھی میں لے رکھی ہے آپ نے؟ میری زندگی کو آزاد کیوں نہیں کر دیتے؟'' وہ سلگتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے بغیر دلچسپی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر اسے کچھ اور قریب کر لیا تھا۔ اتباع منصور فاصلوں کے محدود ہونے پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تمام نظر ساکت ہیں، تمہاری آنکھوں میں بہار کہیں الجھ کر تھم گئی ہے اور سورج کی تمام تمازتیں بارشوں پر چمک رہی ہیں اور بارشیں سورج کی تمازتوں پر قطرہ قطرہ گر کر حیرت سے وہیں کہیں جم گئی ہیں۔ محبت سے کہو کرامات کے موسموں کو شناسائیوں کے روبرو ہونے دے، محبت شاید قریباً واقع ہونے کو ہے۔'' ابان شگری نے غالباً اسے زچ کرنے کو اسے قریب کر کے کان میں مدھم سرگوشی کی تھی۔ اتباع کی سماعتیں جیسے جلنے لگی تھیں۔ وہ مائل بہ کرم ہوا تھا۔ اس کے چہرے پہ جھکا تھا اور اتباع منصور باوجود کوشش کے اس کی پناہ سے باہر

نہ جا سکی تھی۔

''عادت ہوگئی ہے تمہیں میری۔ یاد ہے کتنا ستایا تھا تم نے مجھے اپنی بیماری کے دوران؟'' وہ پوچھنے لگا تھا۔اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔وہ اس کے چہرے پہ آئی بالوں کی لٹ کو ہٹاتے ہوئے مسرور سا مسکرایا تھا۔

''تمہارا دل تمہارے خلاف جاتا ہے شیرنی......تمہارے تمام راز آکر چپکے سے میرے کان میں کہہ جاتا ہے۔ مجھے خبر ہو جاتی ہے کہ تمہاری طرف موسم کیسے وصف سے گزر رہے ہیں۔ یہ نگاہیں چالاک ہیں مگر پھر بھی خبر دے دیتی ہیں۔ تمہیں وہ زمانے ازبر ہونے لگے تھے جو مجھے خبر ہوگئی تھی۔'' وہ جتاتے ہوئے مدھم لہجے میں کہتا ہوا مسکرایا تھا۔سرسری انداز سے اس کے چہرے سے بالوں کی لٹوں کو سمیٹتے ہوئے وہ اسرار کھول گیا تھا۔

اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی۔اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔اس کے اندر کی خبر ابان شگری کو کیسے ہوگئی تھی؟ وہ کیسے اس کے اندر کے موسموں تک رسائی رکھتا تھا! کیا وہ نگاہ اتنی گہرائی لیے ہوئے تھی؟ بظاہر بے خبر دکھائی دیتی تھی اور ایک اچٹتی نگاہ میں سارے بھید جان جاتی تھی؟

یہ کیسا وصف تھا؟ کیا طریقہ تھا جو ابان شگری کو ازبر تھا؟ وہ اس کے اندر گزرنے والے موسموں پر بھی مکمل دسترس رکھتا تھا۔

اسے خبر کیسے رہتی تھی؟

اس کے دل میں کیا تھا اور دماغ میں کیا چل رہا تھا؟ اگر وہ اسے اس قدر اور اتنا جانتا تھا تو پھر اتنے سوال اس کے اندر اٹھتے کیوں رہتے تھے؟ اگر وہ یہ سب کچھ جان لیتا تھا تو باقی کیا جاننا رہ جاتا تھا؟ اگر تمام راز معلوم ہو جاتے تھے اسے تو پھر اتنا کچھ اس کے اندر باقی کیسے رہ جاتا تھا؟ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری نے سر جھکا کر اس کی آنکھوں کو چھوا تھا اور نرمی سے مسکرایا تھا۔ جیسے وہ بہت راز جان لینے پہ بہت مسرور تھا۔اس کا انداز کسی ناصح کا سا تھا جیسے اس کے لئے کچھ ممکن نہیں اور وہ سب جان لینے پر اختیار رکھتا تھا اور سب پڑھ لینا اسے مہارت سے آتا ہو۔اتباع منصور اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

''تمہیں کیسے خبر ہوئی؟'' وہ ابان شگری کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔ابان شگری دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''تم نہیں جانتیں تھیں مجھے اس کی خبر ہو؟'' وہ الٹا سوال پوچھنے لگا تھا۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ اسی طور خاموش کھڑی دوسری سمت تکتی رہی تھی۔ابان شگری نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تھا اور بغور تکنے لگا تھا۔

''شیرنی، جب سوچیں تمہاری آنکھوں پر دستک دیتی ہیں نا تو میں سارے مدعے جان لیتا ہوں۔تم جس الجھن میں دکھائی دی تھیں اس سے میں صاف پڑھ سکتا تھا کہ تم کن زمانوں سے گزر رہی ہو۔تم نے جو دن بے خبری میں میرے ساتھ، میری قربت میں گزارے وہ تمہارے لئے باعث حیرت تھے۔ تمہیں سب یاد آ گیا تھا کہ تم نے کب کیا کہا تھا، کب کیا کیا تھا۔ کتنا ستایا تھا مجھے۔ ساری داستانیں سنا ڈالی تھیں۔ تمہیں یاد آنے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی؟

تم ابٹن کی تعریف کے دوران بہت الجھی دکھائی دی تھیں اور میں سطر سطر تمہارا چہرہ پڑھ رہا تھا۔'' ابان شگری بولا تھا اور وہ شدید حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر اسے جھٹلانے کو سر نفی میں ہلا دیا تھا۔ اگرچہ اس کا چہرہ ہونق ہو رہا تھا مگر وہ جتانے کو بولی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہوا۔ فضول میں کہانیاں گھڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابٹن کی تقریب کے دوران ایسا کچھ واقع نہیں ہوا۔ مجھے یاد نہیں کیا ہوا تھا۔ فارم ہاؤس میں آپ کے ساتھ زبردستی گئی تھی اور اس کے بعد جب بارش میں بھیگتی ہوئی بیک یارڈ کی طرف نکل گئی تھی تو اس کے آگے کی کوئی یادداشت میرے دماغ میں محفوظ نہیں ہے۔'' اتباع منصور نے صاف جھٹلایا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا پھر بے فکری سے شانے اچکا دیئے تھے۔

''مجھے کوئی فکر نہیں تمہیں کیا یاد ہے اور کیا نہیں۔ یوں بھی تم بہت کچھ چھپانا جانتی ہو۔ آخر کو اشعر ملک کی Spy ہو۔ اس جیسے عیار بندے کی صحبت میں کچھ تو سیکھا ہوگا نا تم نے بھی؟'' ابان شگری آنکھوں کی آنکھوں میں وہی سرد موسم تھے۔

''تاریکیوں کو بات کہنے کا ہنر نہیں آتا، میں اندھیروں میں چلتے ہوئے دور تک نکل جاتا ہوں مگر تمہاری آنکھوں میں ستارے خاموش دکھائی دیتے ہیں، جیسے تم نے کہکشاؤں کو الماریوں میں بند کر کے بھاری قفل لگا دیئے ہوں، تم ہر بار ایسا کیوں کرتی ہو؟'' وہ مدھم لہجے میں جلتی آنکھوں سے اس کی سمت تکتا ہوا پوچھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اپنے چہرے کو جلتا ہوا محسوس کرتے ہوئے چہرہ پھیر گئی تھی...... اس کی گرفت میں کسمسائی تھی مگر ابان شگری گرفت ڈھیلی کرنے پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا۔

ان آنکھوں میں پھر وہی موسم تھے۔ جلتے بجھتے موسم...... اتباع منصور کا چہرہ جلنے لگا تھا اور ابان شگری جیسے اس کے وجود کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتا تھا تبھی اس کے چہرے پر جھکا تھا۔

''سرگوشیاں راستوں میں لرزتے وسوسوں کے ساتھ کہیں کھونے لگتی ہیں تو چاند کی کرنیں نیم تاریکی میں گھر کا پتہ بھول جاتی ہیں۔ سائے تعاقب نہیں کرتے اور چاند کی مدھم کرنیں پھولوں کے گلدستے میں سونپنا بھول جاتی ہیں، ایسے میں محبت وحشت میں بات نہیں کرتی، محبت ڈری سہمی سی الٹے قدموں چلتی دور جانے لگتی ہے۔'' وہ بہت مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور زچ ہونے لگی تھی۔ اس کے بازوؤں کے مضبوط گھیرے کو اپنے اطراف سے ہٹانا چاہا تھا۔ مگر ابان شگری کی گرفت بہت مضبوط تھی وہ تھک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''جانے دو مجھے...... پلیز...... مجھے جانے دو......!'' اس کی کانپتی آواز میں اس کے اندر کے تمام موسم بول رہے تھے اور آنکھوں میں نمی رخساروں پر چھلکنے لگی تھی۔ گرم گرم کھولتے ہوئے آنسو...... ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو کو انگلی کی پوروں پہ لیا تھا۔

''یہ آنسو تمہاری خاموشی سے زیادہ بہتر ہیں۔ تم نہیں جانتیں مگر تم روتی ہو تو مجھے اچھا لگتا ہے۔ ان موسموں کو گزر جانے دیا کرو...... یہ موسم ٹھہر جائیں تو قیامت کرتے ہیں۔'' ابان شگری اس کی بھیگتی آنکھوں کو بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور بہت تھکی ہوئی دکھائی دی تھی۔

''کیا رشتہ ہے ہم میں؟ بے وقعت ہے سب۔ کیا چاہتے ہو؟ صرف مجھے خود کے ساتھ باندھ کر رکھنا؟ کیوں؟ صرف اس لئے کہ

تمہاری تسکین ہو سکے؟ تمہاری انا کو سکون ملے؟'' وہ بدگمانی میں بولی تھی۔

''کوئی رشتہ نہیں ہے یہ ابان ذوالفقار شگری...... یہ صرف بندشیں ہیں۔تم میرال حسن سے رشتہ بنانے چاہتے تھے نا؟ تو پھر کیا مشکل ہے؟ جاؤ رابطے بڑھاؤ...... نئے رشتے بناؤ...... یہ رشتہ جو بوجھ ہے اس کو ایک طرف رکھ دو۔وقتی رشتہ define کیا تھا نا تم نے ہمارے رشتے کو؟ پھر کیا ہے؟ ختم کر دو یہ رشتہ...... مجھے ان تیوروں سے الجھن ہوتی ہے۔تم خود کے ساتھ اونسٹ نہیں ہوا بان شگری تو کسی اور رشتے کے ساتھ کیسے اونسٹ ہو گے؟'' وہ سلگتی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔مگر ابان شگری نے مطلق پرواہ نہیں کی تھی۔ جیسے اسے پروا نہیں تھی۔

''تم ہر بار جانے کی ضد کرتی ہو شیرنی...... سوچو کسی دن میں نے نہیں روکا تو راستے کتنی حیرت سے دیکھیں گے تمہیں؟'' اتباع منصور اس کی گرفت میں الجھی سی کھڑی تھی جب وہ بغور دیکھتے ہوئے محظوظ ہوا تھا اور پیشانی کو اس کی پیشانی سے ٹکا دیا تھا۔انداز میں تھکن تھی اور اتباع منصور اس کی سمت متوجہ دکھائی نہیں دی تھی۔اس کی نگاہ جھکی ہوئی تھی جب وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''آسمانوں میں چاند دکھائی نہیں دے گا،تم نے چاند کے تمام تیور چرا لیے ہیں اور چاند کو چاروں شانے چت کر دیا ہے۔ میں متجس ہوں،تم نے چپکے چپکے رازداری سے چاند کے بھی تیور چرانے کا عمل سیکھ لیا مگر تمہیں دل چرانا کیوں نہیں آیا؟'' وہ جیسے شکوہ کر رہا تھا۔اس انداز میں افسوس تھا۔جیسے وہ مایوس دکھائی دیا تھا۔اتباع منصور نے اس کی سمت نہیں دیکھا تھا۔اگر دیکھتی تو جان پاتی اس لہجے میں جو تھکن نہیں تھی وہ ان آنکھوں میں تھی۔

وہ اعتبار نہیں کرتا تھا۔محبت بھی نہیں تو یہ لہجے کی یاسیت کیا معنی رکھتی تھی؟ اتباع منصور اس لہجے میں چھپی اضطرابیوں کو نظرانداز کرتی ہوئی اس سے خود کو چھڑانے لگی۔مگر اس کے گرد ہالہ بہت مضبوط تھا۔

''ہم میں کبھی کوئی رشتہ نہیں بن سکے گا ابان شگری۔رشتے ایسے نہیں بنتے۔ مجھے احساس ہوتا ہے میں ایک غلط اور نام نہاد رشتے کے لئے ایک دن ضد پر اتر آئی تھی مگر میں غلط تھی۔تم نے ثابت کر دیا ابان شگری، میں غلط تھی۔ ہمارے درمیان کبھی کوئی رشتہ نہیں تھا۔اور آج بھی کوئی رشتہ نہیں ہے۔'' وہ سرد لہجے میں سر جھکا کر بولی تھی اور ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے بہت آہستگی سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔

اس کی نگاہ نہیں دیکھ پائی تھی۔ابان شگری کی نگاہ کے سامنے میرال حسن کھڑی تھی جو اس کی طرف ایک آس سے دیکھ رہی تھی۔وہ اتباع منصور کے وجود کو چھوڑ کر آگے بڑھا تھا۔اور چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ قدم جس سمت تھے وہ سمت مخالف سمت کو جاتی تھی۔اتباع منصور دھندلی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔

اس شخص کے قول اور فعل میں تضاد تھا۔وہ محبتوں کا ذکر کرتا تھا اور پھر سارے موسموں کو اجنبی کر دیتا تھا۔اس کے لہجے موسم مستقل ٹھہرنے والے نہیں تھے۔اتباع منصور نے اسے میرال حسن کے قریب کھڑے دیکھا تھا۔وہ کچھ کہہ رہا تھا اور پھر میرال حسن نے اس کے

سینے پر سر رکھ دیا تھا۔ یہ قربت کیا معنی رکھتی تھی؟ وہ کس رشتے کو بچانے کے لئے یہاں قیام کرتی؟ کیا تھا یہاں؟ کچھ نہیں تھا تو وہ کیا بچانے کے لئے اقدامات کرتی؟ وہ خالی ہاتھ کھڑی تھی۔ پھر پلٹ کر آگے بڑھنے لگی تھی۔ راستہ خالی تھا اور اندر سب بنجر تھا۔ آنکھیں جل رہی تھیں اور اتباع منصوران خالی رستوں پر قدم بڑھانے لگی تھی۔ اس کے اندر بہت کچھ سلگنے لگا تھا۔ سب کہیں خاکستر ہو رہا تھا اور تبھی بارش ہونے لگی حتی۔ وہ وہیں بنچ پر بیٹھ کر تمام باتوں کا تخمینہ لگانے لگی تھی۔ نقصان کتنا بڑا تھا اور کہاں کہاں کیا کچھ متاثر ہوا تھا۔

رت جگے کی رات تھی۔ ابان شگری کے تمام کزنز اور دوست احباب ہلہ گلہ مچائے ہوئے تھے۔ شور اور میوزک کی آواز یہاں تک آ رہی تھی اور یہاں اتباع منصور کے آنسو بارشوں میں مدغم ہو رہے تھے۔ وہ بہت نڈھال دکھائی دی تھی۔ تیز بارش کا پانی اس پر گر رہا تھا اور اس کا تمام وجود جیسے جل رہا تھا۔

☆......☆......☆

رت جگے کی پارٹی اپنے عروج پر تھی۔ حمزہ، عالیان، یحییٰ سب بے حال ناچ رہے تھے۔ لاؤڈ میوزک پر تالیاں بجائی جا رہی تھیں۔ شور حد سے سوا تھا۔ ابان نکل کر باہر آیا تھا جب وہ بنچ پر بیٹھی دکھائی دی تھی۔ وہ اس سے بے حد انجان اور بے خبر تھی۔ جب وہ چلتے ہوئے پاس آیا تھا وہ تب بھی نہیں چونکی تھی۔ بارش متواتر ہو رہی تھی۔ وہ بھیگ رہی تھی مگر جیسے اسے پرواہ نہیں تھی۔ ابان شگری وہاں آیا تھا۔ اور بازو سے کھینچ کر اسے کھڑا کیا تھا۔ وہ تب بھی اس کی سمت متوجہ نہیں ہوئی تھی۔

''اتباع منصور...... یہ کیا پاگل پن ہے؟ تم اندر نہیں گئیں تھیں؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔ مگر اتباع منصور خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا وجود جیسے جل رہا تھا۔ اسے تیز بخار ہو رہا تھا۔ مگر جیسے اسے اندازہ ہی نہیں تھا۔ عجب کھوئی کھوئی سی تھی وہ۔

کبھی کبھی

مجھے نا جانے کیوں

لگتے ہو تم اجنبی

عجب سا ہے

میرے تمہارے بیچ

کبھی کچھ ہے

کبھی نہیں......!

کبھی اتنے قریب

کہ جل جائیں

کبھی اتنے ہوں دور

کہ آنکھیں ترس جائیں

اتباع منصور خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابان نے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر بازوؤں میں سمیٹ لیا تھا۔

کبھی اتنے قریب

کہ جل جائیں

کبھی اتنے ہوں دور

کہ آنکھیں ترس جائیں

اتباع منصور اسے اسی طور خالی پن سے دیکھ رہی تھی۔ اتباع منصور نے ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے کو چھوا تھا۔ جیسے اس کے ہونے کا یقین کرنا چاہتی ہو اس کا انداز عجیب بے یقینی لیے ہوئے تھا۔

''جب تم گئے تو تعاقب میں تارے نہیں تھے۔ صرف آگے بڑھتے قدم تھے اور تم تنہا تھے۔ تم نے اپنے پیچھے پھولوں کو خاموش کر دیا تھا اور آسمان کو بدگمانی کے بادلوں سے بھر دیا تھا۔ تم نے غور نہیں کیا تھا، تتلیوں کے پر بدرنگ ہو گئے تھے اور رنگ بات کرنا بھول گئے تھے، تمہیں اندازہ نہیں ہوا تھا مگر ایسا ہوا تھا۔'' وہ لہجہ مدھم تھا۔ ابان شگری بمشکل سن پایا تھا۔ اتباع منصور بہت خالی پن سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اس کے تمام اختیار اس کے ہاتھ چلے گئے ہوں۔ اور وہ بے اختیار ہو گئی ہو۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور کا چہرہ برستی بوندوں سے بھیگ رہا تھا اور ابان شگری کی نظریں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اتباع منصور عجب ایک ٹرانس میں دکھائی دیا تھا۔

''میں سمندر ہوں

کنارا دو......

ساتھ چلنا ہے تو

کوئی تو اشارہ دو

کبھی اتنے قریب کہ جل جائیں

کبھی اتنے ہو دور

کہ آنکھیں ترس جائیں......

عجب سا ہے......

میرے تمہارے بیچ......

کبھی کچھ ہے......

کبھی نہیں......!

کبھی کبھی......

مجھے نہ جانے کیوں

لگتے ہو تم......

اجنبی......!

''دور ہوتے ہو تو بس پھر دور رہا کرو...... پاس مت آیا کرو۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے تیزی سے بھیگتی ہوئی بارش میں اسے بغور دیکھا تھا۔

''تمہیں اچھا نہیں لگتا اگر میں پاس آتا ہوں تو؟'' وہ سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا تھا۔ اتباع نے اسے دیکھا تھا پھر سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

''تم سارا منظر خاموشی سے بھر جاتے ہو۔ مجھے اس خاموشی سے وحشت ہوتی ہے۔ اس وحشت میں محبت سانس نہیں لیتی۔ گھٹ جاتی ہے۔ اور تم پھر شکایتوں کے انبار لگا دیتے ہو۔ تمہیں اندازہ نہیں ہوتا غلطی کس سے سرزد ہوتی ہے اور تمام لائحہ عمل اٹھا کر کون بے خبری سے ایک طرف اچھال دیتا ہے۔'' وہ شکوہ کر رہی تھی۔ ابان شگری نے اس کا ہاتھ کھینچا تھا اور لے کر اندر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔ گرنے کو تھی جب ابان شگری نے یکدم اسے سمیٹا تھا۔

''تو اوکے؟'' وہ پوری توجہ سے اس پر جھک آیا تھا۔ اتباع منصور ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس کا مدھم لہجہ گونجا تھا۔

''تم نے تمام موسموں کو جلا دیا۔ پھولوں کو خاموش کر دیا۔ اب اور کیا کرو گے؟ جاؤ کرو جو کرنا ہے!'' اس نے پوری قوت سے اسے پرے دھکیلا تھا مگر ابان شگری اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا۔

''نہیں ہے مجھے تمہاری ضرورت۔ جاؤ یہاں سے...... نہیں ہے مجھے تمہاری ضرورت!'' وہ چیخی تھی۔ اس کے انداز میں بے بسی دکھائی دی تھی۔

You left your echoes in between the silence of my eyes! You're so cruel."

وہ مکمل طور پر متفکر دکھائی دی تھی۔ اس کا جسم تیز بخار سے جھلس رہا تھا۔ ابان شگری نے اس کی کلائی تھامی تھی۔ مگر اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اور پھر پلٹ کر چلتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ ابان شگری اسے جاتے ہوئے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک ٹیرس پر کھڑا بارش میں بھیگ رہا تھا۔ پھر چلتا ہوا اندر آیا تھا۔ انور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

''ملک صاحب آپ بہت زیادہ بھیگ گئے۔ کپڑے تبدیل کر لیں ورنہ بیمار پڑ جائیں گے۔'' انور نے خیال کر کے کہا تھا مگر

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یار ا بارش بھگوتی نہیں ہے جلاتی ہے۔ عشق کر کے دیکھو پتہ چل جائے گا۔'' وہ مسکرایا تھا۔ ملازم نے ناول تھمایا تھا۔ انور نے ناول اشعر ملک کو تھمایا تھا مگر اس نے منع کر دیا تھا۔

مذاق نہ کر یار ا...... مرد ہوں۔ بارش میں بھیگ کر بیمار پڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ دل جل رہا ہے۔ اور مت دہکاؤ۔ الاؤ بہت زیادہ ہے پہلے ہی...... معجزات پر یقین نہیں رکھتا۔ مگر ایسا ممکن ہوا تو میں چاہوں گا وقت کچھ پیچھے سرک جائے جب اتباع منصور میرے ساتھ تھی اور ہماری شادی ہونے جا رہی تھی...... میں ان تمام لمحوں کا ازالہ کرنا چاہوں گا۔ اگر وہ لمحے واپس لوٹ آئیں تو...... میں اس کے پاس...... قریب سکون سے بیٹھ کر سارا مدعا اسے سمجھانا چاہوں گا۔'' وہ حسرت ویاس سے بولا تھا۔

''کچھ بھی ناممکن نہیں ہے ملک صاحب آپ حکم کریں۔ ہم جا کر ابھی بھابھی کو اٹھا لاتے ہیں۔'' انور جارحانہ انداز میں بولا تھا۔ اشعر ملک نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا۔

''جو غلط ہے یار اوہ کرنے کی بات مت کرو۔ میں بھی ایک عرصے تک غلط کرتا رہا۔ جو ٹھیک نہیں تھا۔ محبت پر جبر زبردستی لاگو نہیں ہوتی۔ محبت کبھی بھی جابر کی طرف نہیں پلٹتی۔ محبت کو سمجھنے میں دیر کر دی۔ سارا قلق اسی بات کا ہے۔ ورنہ کیا نہیں ہو سکتا تھا۔'' وہ ایک پچھتاوے سے بولا تھا۔ انور کو اپنے ملک صاحب کے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔

''ٹھیک ہے ملک صاحب۔ ہم تو خادم ہیں۔ آپ سے دل سے لگاؤ ہے۔ آپ کی اداسی دیکھی نہیں جاتی۔ ابان شگری کو سر چڑھانا ٹھیک نہیں۔ اتنا تیس مار خان ہے تو میدان میں آئے۔ دم دبا کر کیوں بیٹھا ہے۔'' انور اپنے ملک صاحب کی حمایت میں بھڑاس نکالتا ہوا بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا اور اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر تھپکی دی تھی۔ اور اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ پھر تحمل بھرے لہجے میں بولا تھا۔

''یار ا...... محبت ایسے نہیں ہوتی۔ زبردستی تو حکمرانی بھی نہیں ہوتی۔ زبردستی کے حکمرانوں کو بھی عوام دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یار ا تخت اور تختے کی ایک کی کہانی ہوتی ہے۔ محبت اقتدار سے زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ کرو تو پوری ایمانداری سے کرو ورنہ توبہ کر لو۔ اور میں نے بس یہی غلط کیا، ایمانداری نہیں برتی......!'' وہ جیسے اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا۔ انور نے اپنے باس کو حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ جس طرح کی بدلی ٹون میں بات کر رہا تھا وہ اسے حیران کن لگا تھا۔

''ملک صاحب لگتا ہے ٹھنڈ لگ گئی ہے آپ کو...... ایسی باتیں آج کیسے؟'' انور مارے حیرت کے بولا تھا۔ اشعر ملک نے ہاتھ کا مکا بنا کر اس کے سینے پر ہلکے سے مارا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

''یار انہ کر...... اخیر کر دیتے ہو۔ حسن کو سمجھتے اتنی دیر نہیں لگتی جتنی عشق کو سمجھنے میں لگتی ہے۔'' وہ مسکرایا تھا۔ انور نے سر ہلایا تھا پھر بولا تھا۔

''کہیں آپ جا کر ابان شگری کو مبارک باد دینے کا تو نہیں سوچ رہے؟'' انور نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک ہنسا تھا۔

''اف...... محبت یارا اتنا دم نہیں ہے۔ آج اتنے مذاق کے موڈ میں کیوں ہو یارا؟ دل مت جلاؤ۔ پہلے ہی تماشہ بن گیا ہوں۔ کاروباری ساکھ تباہ ہو رہی ہے۔ اور یہاں دل جل رہا ہے۔ دیا جلانے والا تو کوئی ہے نہیں۔ خالی خولی بس دل ہی جل رہا ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''میر تیرے نقش پا کے بے نشاں مزار ہیں

جو میری تیری رات

ستارے زخم زخم ہیں

جو میری تیری صبح کے

گلاب چاک چاک ہیں

یہ زخم سارے بے دوا

یہ چاک سارے بے رفو

کسی پہ راکھ چاند کی

کسی پہ اوس کا لہو

یہ ہے بھی یا نہیں؟ بتا

یہ ہے کہ محض جال ہے

مرے تمہارے عنکبوت وہم کا بنا ہوا

جو ہے تو اس کا کیا کریں

نہیں ہے تو بھی کیا کریں؟

بتا، بتا

بتا، بتا

''یار فیض چاچا دل پر مرہم رکھتا ہے جب تنہائی تنہا چھوڑ جاتی ہے تو حوصلہ باقی نہیں رہتا۔ ایسے میں محبت کی بات کرنا محال لگتا ہے۔ حوصلہ نہیں ہوتا مگر رکھ رکھاؤ میں بہت کچھ ایک طرف رکھنا پڑتا ہے۔'' اشعر ملک جھک کر ڈرنک کا گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''مجھے اس طرح آپ کمزور سے اچھے نہیں لگتے ملک صاحب۔ ہمارے ملک صاحب تو بڑھکیں مارتے ہی اچھے لگتے ہیں نا؟'' انور تسلی دینے والے انداز میں مسکرایا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔ پھر اسے دیکھ کر شرارت سے ایک آنکھ دبا دی تھی......

''یو نو آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو!'' ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے صوفے میں دھنس گیا تھا۔

''آپ ایسے ہار مان لیں گے تو ہمارا کیا ہوگا ملک صاحب؟'' انور افسوس سے بولا تھا۔ اشعر ملک ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک ہار نہیں مانتا یارا...... ستا رہا ہے۔ تھک جاؤ تو رک کر سانس لے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ شیر بھی تھک کر ستاتے ہیں۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟'' وہ شرارت سے آنکھ دبا کر بولا تھا تو انور مسکرایا تھا۔

''بس ایسے رہا کریں ملک صاحب۔ آپ کا رعب اسی میں ہے۔''

''اچھا......!'' وہ مسکرایا تھا۔ ''یارا پہلے بھی زندگی کی سمجھ بہت دیر سے آئی ہے یارا......اور مت ور غلا۔ زندگی نے بہت خوار کر دیا ہے۔ محبت الگ دور کھڑی حیرت سے دیکھ رہی ہے۔ سچی بات کہو تو اس وقت کہیں کا نہیں رہا......مگر تھوڑا ستا کر سوچوں گا کہ آخر کیا کرنا ہے۔ فی الحال کے لئے آگے کا کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کیا۔ محبت کو بھی کسی فضول شے کی طرح اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہے۔ فی الحال محبت کے ذکر میں بھی کوئی کشش نہیں رہی۔ محبت پر یہ موڑ بھی آتا ہے۔ حیرت ہے!'' وہ مسکرایا تھا اور ڈرنک کے سپ لینے لگا تھا۔

☆......☆......☆

''تمہیں بارش میں بھیگنے کا کیا شوق تھا؟ کروا لیا نا بخار؟ یہ ضرور ابان تمہیں باہر لے گیا ہوگا......دیوانہ ہے یہ بارش کا۔ بچپن میں بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ جیسے ہی بارش شروع ہوتی تھی یہ باہر کی راہ لیتا تھا۔'' نمرہ نے اسے ہلدی والا دودھ پلاتے ہوئے ڈپٹا تھا۔ بوا مسکرا دیں تھیں۔

''مت پوچھو نمرہ یہ لڑکی بھی کم نہیں ہے۔ اسے خود بھی بارش اتنی ہی پسند ہے۔'' بوا نے ایپل کاٹ کر قاش اتباع کی طرف بڑھائی تھی۔

''ہاں آپ مگر دیکھیں آج ان کی **Reception** ہے اور انہوں نے کیا کیا۔ اتنے تیز بخار کے ساتھ یہ لڑکی اس تقریب میں شرکت کیسے کرے گی؟ کیا خیال ہے **Postpone** نہ کر دیں؟'' نمرہ نے دودھ کا گلاس رکھ کر اتباع کے گرد کمبل اچھے سے لپیٹا تھا۔

''جانے یہ دونوں کون سی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں۔ مجھے تو ان کی سمجھ نہیں آتی۔'' نمرہ کچھ خفا دکھائی دی تھیں۔ بوا مسکرا دی تھیں۔

''ڈونٹ وری نمرہ بچے ہیں۔ اب بھیگ کر بیمار ہو گئے تو کیا کیا جا سکتا ہے۔ تم ڈاکٹر کو فون کرو......اور **Reception** ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی رسموں کو ملتوی نہیں کرتے۔'' بوا نے مشورہ دیا تھا اور سر ہلاتے ہوئے ڈاکٹر کو فون کرنے لگی تھیں۔

اتباع چھینکنے لگی تھی۔

''میرا بچہ......!'' بوا نے پاس بیٹھ کر اسے ساتھ لگایا تھا پھر اس کا سر گود میں رکھا تھا اور ہولے ہولے سر دبانے لگی تھیں۔

''مجھے یہاں سے جانا ہے بوا......!'' وہ بند آنکھوں سے بولی تھی۔ بوا نے چونکتے ہوئے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولی تھیں۔

''ایسے نہیں کہتے بچے۔ تمہاری شادی ہو رہی ہے۔ شگن کے دن ہیں۔ ایسی باتیں نہیں کرت۔ بخار شام تک اتر جائے گا۔ اس میں کیا پریشانی کی بات ہے۔ بخار ہی تو ہے نا۔'' وہ نرمی سے کہہ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی تھیں۔ تبھی ابان شگری اندر آیا تھا۔

اتباع آنکھیں بند کئے لیٹی تھی۔ ابان شگری نے بوا کو سلام کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''کیسی طبیعت ہے اب؟'' انداز ظاہر کر رہا تھا اسے فکر تھی۔

''ابھی تو تیز بخار ہے۔ نمرہ نے ڈاکٹر کو فون کیا ہے۔ اس کے لئے سوپ بنانے گئی ہے۔ تم پریشان مت ہو۔'' بوا نے اسے تسلی دی تھی۔

''اگر اتباع کی طبیعت ٹھیک نہیں تو ہم تقریب کو ملتوی کر دیتے ہیں۔'' ابان شگری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ڈی سائیڈ کیا تھا۔

نہیں بیٹا۔ شگن کے کام روکتے نہیں۔ تقریب ہونے دو۔'' بوا نے سمجھایا تھا اور اتباع کا چہرہ دیکھا تھا۔

''نمرہ کو بھی فکر ہو رہی تھی سو وہ تقریب کو Postponed کرنے کی بات کر رہی تھی مگر یہ مناسب نہیں ہے۔ کوشش کریں گے اتباع کو زیادہ دیر تک تقریب میں رکنا نہ پڑے۔ سب کو اس کی طبیعت کے بارے میں بتا دیں گے تو کوئی شکوہ بھی نہیں کرے گا۔'' بوا نے مشورہ دیا تھا۔ ابان شگری نے احترام سے سر ہلایا تھا۔ بوا نے اسے دیکھا تھا۔

''تم پریشان مت ہو۔ اتباع کو معمولی بخار ہے بیٹا۔ چہرہ دیکھو کتنے پریشان دکھائی دے رہے ہو۔'' بوا نے اس کا خیال کر کے کہا تھا۔ ابان نے خاموشی سے اتباع کے چہرے کو دیکھا تھا۔ بوا مسکرائی تھیں۔

''اچھا لگا تم اتباع کی اتنی فکر کرتے ہو۔ مجھے خوشی ہے اتباع کو تمہارے جیسا سمجھدار لائف پارٹنر ملا۔ تم ہر طرح سے اتباع کے لائق ہو۔'' بوا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''مجھے گھر جانا ہے۔'' اتباع بند آنکھوں سے منمنائی تھی۔

ابان نے بوا کی سمت دیکھا تھا۔ اسے لگا تھا شاید وہ کوئی باز پرس کریں گی مگر وہ خاموشی سے اتباع کا چہرہ دیکھنے لگی تھیں۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر بولی تھیں۔

''اتباع میں ابھی تھوڑا بچپنا ہے ابن بیٹا۔ بہت لاڈ سے پالا ہے اسے۔ میں تم سے امید کرتی ہوں اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرو گے۔ یوں تو بہت سمجھداری کا مظاہرہ کرتی ہے۔ باتیں بھی بڑی بڑی کرتی ہے لیکن کئی موقعوں پر آ کر بہت بچی بن جاتی ہے۔ تم درگزر کر دیا کرنا۔'' بوا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا تو ابان شگری نے تابعداری سے سر ہلایا تھا۔

''آپ زیادہ مت سوچیں بوا۔ میں اتباع کا ہر طرح سے خیال رکھونگا۔ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔'' وہ بہت احترام سے سر جھکائے کہہ رہا تھا۔

''مجھے واپس جانا ہے بوا...... گھر واپس، پلیز بوا......!'' اتباع آنکھیں بند کئے ایک ہی تکرار کرتی دکھائی دی تھی۔ بوا نے ابان شگری کے الجھے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا تھا پھر دانستہ ان کو وقت دینے کے خیال سے بولی تھیں۔

''میں دیکھتی ہوں نمرہ کیا کر رہی ہے۔ تم ذرا اتباع کے پاس بیٹھو۔'' بوا اتباع کا سر سہولت سے تکیے پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی

تھیں۔ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔پھر اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا تھا۔وہ آنکھیں بند کئے بخار کی شدت سے خود سے لاپرواہ بڑبڑائی تھی۔

''مجھے واپس جانا ہے۔گھر جانا ہے۔بوا مجھے واپس لے چلو!''اس کی مدھم آواز میں بہت سی شکایتیں اور شکوے سنائی دیئے تھے۔

ابان شگری نے شکر کیا تھا وہ اس بے ہوشی کی حالت میں کچھ زیادہ نہیں بولی تھی۔ورنہ اس کے رشتے کا بھانڈا پھوٹ جانا تھا۔بوا سمجھ رہی تھیں وہ بہت خیال کرنے والا لائف پارٹنر تھا۔اگر انہیں خبر ہو جاتی اتباع کل رات اس کی وجہ سے بھیگتی رہی ہے تو شاید ابان شگری کا کوئی اچھا امیج کری ایٹ نہ ہوتا ان کی نظروں میں۔بوا نے جیسے ان دونوں کو اس لمحے یہ لمحے فراہم کئے تھے اس پہ اس نے صد شکر کیا تھا۔

اتباع خود سے بے خبر ممنائی تھی۔''مجھے واپس جانا ہے بوا۔یہ شادی نہیں کرنی...... یہ شادی نہیں ہے۔رشتہ نہیں ہے بوا......''اتباع شکایتی انداز میں بولی تھی اس کا اندر کا درد اور کرب اس کے لہجے میں تھا اور اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے تکئے میں جذب ہوتے دکھائی دیئے تھے۔ابان نے آہستگی سے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کی آنکھوں کی نمی کو ہاتھ کی پوروں پر لیا تھا۔اور نرم نظروں سے اسے دیکھا تھا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

''مجھے وحشت ہو رہی ہے بوا۔میرا دم گھٹتا ہے اس رشتے کی قید میں۔اسے کہیں یہ سزائیں مت دے۔آزاد کر دے۔یہ قید مار ڈالے گی۔''وہ جیسے درخواست کر رہی تھی۔ابان شگری اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

''بوا وہ آزادی اس قید سے کہیں بہتر ہو گی۔بہت بوجھ ہے دل پر۔یہ رشتہ جان لیوا ہے۔مگر وہ سمجھتا نہیں ہے۔اسے کہیں اتنی سزائیں نہ دے۔سزاؤں کو طوالت مت دے۔اس نے کہا یہ رشتہ وقتی ہے تو پھر ابھی سے ختم کر دے۔کوئی وقعت نہیں اس رشتے کی تو پھر کیا فائدہ اتنا تردد کرنے کا؟''وہ تیز بخار میں مدھم لہجے میں آنکھیں میچے کہہ رہی تھی۔ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔شاید وہ شکر کر رہا تھا اتباع نے یہ مدعا اس وقت بیان کیا تھا جب بوا یا ثمرہ سامنے نہیں تھیں۔اگر یہ مدعا اتباع نے ان کے سامنے کھولا ہوتا تو یقیناً برا ہوتا۔وہ الجھے ہوئے انداز میں اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

☆......☆......☆

''کیا ہوا تم اس طرح چپ کیوں بیٹھے ہو؟''دانیال مرزا آوٹ پلیس میں بیٹھا کافی کے پی رہا تھا۔جب میرال حسن وہاں آئی تھی۔

دانیال مرزا نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔میرال حسن اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

''تم خوش دکھائی نہیں دے رہے؟ کیا ہوا؟''میرال حسن نے پوچھا تھا۔

دانیال نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

''ایسا نہیں ہے۔میں خوش ہوں۔تم قیاس آرائیاں زیادہ کرنے لگی ہو میرال حسن۔''دانیال نے دوستانہ انداز میں مسکرایا تھا۔

میرال حسن نے خاموشی سے دیکھا تھا۔اسے تبھی وہ پوچھنے لگا تھا۔

''تم خوش ہو؟'' میرال حسن نے لمحہ بھر کو اس کو خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے سرانکار میں ہلاتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

''نہیں جانتی دانیال مرزا۔ مگر خوشی عجیب شے ہے۔ پاس ہو تو احساس جاتا رہتا ہے اور دور ہو تو بہت پر کشش دکھائی دیتی ہے۔'' وہ عجب پھیکے پن سے مسکرائی تھی۔ دانیال نے اسے بغور دیکھا تھا۔ جیسے وہ اسے پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''ایسا کیا دیکھ رہے ہو؟'' میرال نے اس کے دیکھنے پہ دریافت کیا تھا۔ دانیال نے نرمی سے مسکراتے ہوئے سرنفی میں ہلا دیا تھا۔ تبھی میرال حسن مسکرائی تھی۔

''اثرات دیکھ رہے تھے؟'' وہ جیسے خود کا خود مذاق بنا رہی تھی۔ دانیال مسکرایا تھا۔

''نہیں۔ میں محبت کے سائیڈ افیکٹس پر یقین نہیں رکھتا۔ محبت کوئی احتیاطی تدابیر نہیں ہے۔ نہ حادثہ ہے نہ ہی فارمولا۔ اسے زمانے کے طریقے اختیار کرنا حماقت ہو سکتی ہے۔'' دانیال مسکرایا تھا۔ وہ اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

''اور تمہیں واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا اگر اتباع منصور ابان شگری کی ہو رہی ہے؟'' میرال حسن جیسے اس سے کچھ اگلوانا چاہتی تھی۔ دانیال مرزا مسکرا دیا تھا۔

''میرال حسن محبت جمع تفریق کا کوئی کھیل نہیں ہے کہ اپنی پسند کا حساب کتاب کر لیا جائے۔ تم شاید محبت کو اس زاویئے سے دیکھ نہیں پائی ہو جس زاویئے سے میں دیکھتا ہوں۔'' دانیال مرزا مسکرایا تھا۔ دانستہ جیسے وہ اسے جتا رہا تھا۔ اور تبھی وہ بولی تھی۔

''میرے پاس وہ ظرف نہیں ہے دانیال مرزا۔ ٹو بی اونسٹ۔ میں جھیل نہیں پا رہی...... میں ابان شگری کو کسی کے ساتھ بانٹ نہیں سکتی۔ یہ محال ہے۔ مت پوچھو کیا گزر رہی ہے دل پر۔ پوری روح جیسے کسی قیامت کے زیر ہے۔ میں واقعات کے ہونے والے تسلسل پر گرفت نہیں رکھتی۔ نہ مجھے روکنے کا اختیار ہے۔ اگر ہوتا تو یہ سلسلہ یہیں روک دیتی۔'' میرال حسن بہت افسردہ دکھائی دی تھی۔

''جب مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ ابان اور اتباع کا نکاح ہو چکا ہے تو میری کائنات ایک لمحے کو رک گئی تھی۔ وقت جیسے وہیں تھم گیا تھا۔ میں نے آج تک ابان شگری کی زندگی میں کسی اور کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ شگری کسی کی طرف دیکھنے کا عادی ہی کب تھا سو مجھے اطمینان تھا کوئی اس کے دل تک رسائی نہیں کر پائے گا۔ مگر وقت نے مجھے جھٹلا دیا۔ اور میں حیران رہ گئی۔ اس کے دل میں کوئی اور بھی ہے یہ احساس بہت جان لیوا ہے۔ اس دل پہ جہاں صرف میرا قبضہ ہونا چاہیے۔ وہاں کسی اور کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے؟'' وہ بے بس دکھائی دی تھی۔ اس کا لہجہ ویرانی سے بھرا تھا۔ اور دانیال مرزا اسے خاموشی سے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''دانیال مرزا۔ میں حیران ہوں تم یہ کیسے جھیل رہے ہو؟ تم تو اتباع سے محبت کرتے ہو نا؟ اسے اپنے ہاتھوں کسی اور کو کیسے سونپ سکتی ہو؟'' وہ دانیال کے اطمینان پر حیران ہوئی تھی اور دانیال مرزا مسکرا دیا تھا۔

''میں تمہاری طرح نہیں سوچتا میرال حسن...... محبت کو مٹھی میں بند کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ میں محبت کو سانس لیتے دیکھ کر خوش

ہوں۔ اتباع منصور ابان شگری سے محبت کرتی ہے۔ اسے ابان شگری سے محبت ہوئی یہ اتفاق نہیں ہے۔ ایسا لکھا تھا اور ایسا ہونا تھا۔ وہ بچپن سے میرے ساتھ رہی...... میں اس کے قریب رہا۔ اسے مجھ سے محبت نہیں ہوئی کیوں؟ کیونکہ میں اس کی محبت کے لئے نہیں بنا تھا۔ محبت اپنی منزل خود چنتی ہے۔ اتباع اور ابان شگری اس محبت کے لئے چنے گئے تھے اور مجھے اس پر کوئی ملال نہیں ہے۔" دانیال مرزا بہت پرسکون دکھائی دیا تھا۔

میرال حسن اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی ابان شگری اتباع منصور سے محبت نہیں کرتا!" وہ جیسے اس کی غلط فہمی دور کر دینا چاہتی تھی۔ مگر اس انکشاف نے دانیال مرزا کو زیادہ حیران نہیں کیا تھا۔ وہ شانے اچکا کر مسکرا دیا تھا۔

"اگر نہیں ہوئی تو ہو جائے گی۔ اس میں پریشانی والی بات کیا ہے؟ جب قدرت نے دو لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کے لیے چنا ہے تو آگے کے راستے بھی خود ہی ترتیب پا ئیں گے نا؟" دانیال مرزا کا سکون دیکھ کر وہ مسکرائی۔

"ایسا نہیں ہوتا دانیال مرزا...... یہ نکاح وقتی نہیں تھا۔" میرال نے انکشاف کیا تھا۔

"تمہیں کس نے مطلع کیا تھا؟" دانیال مرزا نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ مسرور سی مسکرائی تھی۔

"اشعر ملک نے...... اشعر ملک کے ذرائع یہ خبر لائے ہیں اور یہ ہی سچ ہے۔"

"اشعر ملک وہ جوکر؟ تم اس پر یقین کرتی ہو؟" دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

"ایسے مت کہو۔ میرا کزن ہے وہ۔ وہ اتباع منصور سے سچی محبت کرتا تھا مگر اتباع کو دلوں سے کھیلنے کی عادت ہے شاید۔" وہ مسکرائی تھی جب دانیال مرزا نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا تھا۔

"تم اتباع کے خلاف ایسی کوئی بھی نہیں کر سکتیں۔ میں اتباع منصور کو بہت اچھے طریقے سے جانتا ہوں اور اشعر ملک سے متعلق داستانیں بھی سن رکھی ہیں۔ میں اس پر بات نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک مشورہ ہے۔ اگر تم واقعی ابان شگری سے محبت کرتی ہو تو اسے اتباع منصور کے ساتھ خوش رہنے دو۔ محبت اس طرح ہاتھ نہیں لگتی۔ یہ طریقے غلط ہیں۔" دانیال مرزا نے جتایا تھا۔ میرال مسکرا دی تھی۔ بہت پھیکی مسکراہٹ تھی۔

"میں کچھ نہیں کر رہی دانیال مرزا۔ لیکن اگر ابان شگری میرا ہے تو اسے کوئی مجھ سے چھین نہیں پائے گا۔ میں رسک لینا چاہوں گی۔ محبت کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ۔ ہاتھ سے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔ یوں بھی محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ ایک بار آزما کو دیکھ تو لینے دو۔ ہو سکتا ہے ابان شگری میرے لئے بنا ہو۔" وہ مسکرائی تھی۔ دانیال مرزا نے اسے دیکھا تھا پھر اٹھ کر خاموشی سے چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔

☆......☆......☆

ڈاکٹر آیا تھا اتباع کا چیک اپ کر کے گیا تھا۔ بظاہر پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔ اسے میڈیسن دی گئی تھی۔ بخار کم ہوا تھا۔ مگر جیسے وہ شام کی تقریب کے لئے تیار دکھائی نہیں دی تھی۔

''آپا میرا تو خیال ہے تقریب کو ملتوی کر دینا ہی مناسب ہے۔'' نمرہ نے اتباع کی پیشانی چھوتے ہوئے کہا تھا۔ بوا نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''ابھی کچھ دیر میں پارلر میں لڑکی آجائے گی اتباع کو تیار کرنے اور یہ تو اٹھ کر بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ ہم ظلم کریں گے اگر اس حالت کے ساتھ اسے تقریب اٹینڈ کرنے کو بولیں۔'' نمرہ نے نرمی سے کہا تھا۔ بوا نے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی اتباع نے آہستگی سے آنکھیں کھول کر ان کا ہاتھ تھاما تھا۔

''آپ فکر مت کریں آنٹی۔ میں ٹھیک ہوں۔ آپ کو پریشان ہونے یا تقریب ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اتباع نقاہت سے بھرے لہجے میں بولی تھی۔ نمرہ نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری ٹیرس پر تھا جب دانیال چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا۔ ابان شگری نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ تبھی دانیال مرزا آگے بڑھ آیا تھا۔

''کیا ہوا؟ تم پریشان دکھائی دے رہے ہو؟'' ابان شگری نے دریافت کیا تھا۔ دانیال مرزا نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''نہیں میں پریشان نہیں ہوں۔ اتباع کا دوست اور فیملی ممبر ہونے کے ناطے تم سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا'' دانیال نے مدعا بیان کیا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ شاید یہ خاموشی اجازت دیتی ہوئی تھی دانیال مرزا بولا تھا۔

''تم بہت زیادہ سمجھدار اور ذمے دار انسان لگتے ہو ابان شگری۔ میری توقع سے کہیں زیادہ۔ مجھے کوئی پریشانی ہے اگر اتباع تمہارا تھام رہی ہے۔ مجھے یقین ہے تم اس کے لئے بنے ہو اور تم اس کا ہاتھ تھام کر چلنا۔ اور اس کے ساتھ زندگی گزارنا ڈیزرو بھی کرتے ہو۔ بٹ آئی ایم جسٹ لٹل اپری ہنسو۔ تمہیں بہت سی چیزوں کی سمجھ بہت زیادہ ہے۔ سو میں تم سے کہیں زیادہ Expect کرنے لگا ہوں اور مجھے یقین ہے میں ایسے سوچنے میں غلط نہیں ہوں۔ اتباع کے ساتھ تمہارا رشتہ بہت مضبوط دکھائی دیتا ہے۔ جیسے تم تمام دنیا کو ایک طرف رکھ کر اس کی فکر کرتے ہو۔ جب اتباع کے ساتھ ہوتے ہو تو دونوں بہت مکمل لگتے ہو۔ میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ اتباع کو ہمیشہ احساس سونپو کہ تم اس کے ساتھ ہو تو اس کے لئے اور کچھ ضروری نہیں ہے۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہو تو کبھی کوئی وسوسہ اسے نہ ستائے۔ مجھے یقین ہے تم ایسا کر سکتے ہو؟'' دانیال مرزا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ اور جواباً ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی نظریں پر سوچ تھیں۔ جیسے وہ اس بات کے پس منظر پر غور کر رہا ہو۔ دانیال متواتر اسے دیکھ رہا تھا۔ تبھی ابان شگری نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ دانیال مرزا بھی انداز میں مسکرایا تھا۔

''اتباع ہم سب کو بہت عزیز ہے ابان شگری اس کے ساتھ کچھ برا کیا تو خیر نہیں تمہاری!'' دانیال مرزا نے مسکراتے ہوئے دھمکی دی تھی۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک کچھ سوچتے ہوئے ڈرنک کے سپ لے رہا تھا۔ قاسم نے اس کی اداسی کو کھوئے ہوئے انداز میں دیکھا تھا۔

''کیا ہوا اشعر ملک؟'' کافی الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہو خیریت؟'' قاسم ملک کو وہ پہلے سے کچھ مختلف لگا تھا۔ اشعر ملک افسردگی سے مسکرایا تھا۔

''کیا ہوا یارا...... ایک دل تھا سو نہیں رہا۔ بڑا گماں تھا سو محاذوں پر لڑوں گا تو جیت جاؤں گا مگر اف یہ کمبخت محبت...... کھلا یہ ہے کہ محبت جیتنے نہیں دیتی۔ مار دیتی ہے۔'' وہ اپنے فطری پن سے مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

''تمہیں محبت کو بھول کر اپنے کاروبار پر فوکسڈ رہنا چاہیے اشعر ملک۔ ابان شگری نے تمہیں بڑا دھچکا دیا ہے۔ تمہاری پانچ کمپنیوں کے ہاتھ سے جانے سے تمہاری ساکھ بہت متاثر ہوئی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے مخالفت کا ارادہ ملتوی کر کے ابان شگری سے ہاتھ ملاؤ اور اپنے کاروبار کو متوازن پوزیشن میں واپس لاؤ۔'' قاسم نے مشورہ دیا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک اتنا آسان حدف نہیں ہے قاسم مرتضیٰ۔ بہت سے تیر ابھی کمان میں باقی ہیں۔ مت سوچو کہ ہار گیا۔ زندہ ہوں تو جیت کا جنوں باقی رہے گا۔'' اشعر ملک ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

''میں یونہی نہیں کہتا کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔ اشعر ملک بیسٹ ہے بھی۔ مسٹر واٹسن سے بات ہوئی تھی میری۔ انوسٹمنٹ سیکٹر کے ایک بندے سے بات ہوئی ہے اس کی۔ کچھ پیش رفت ہو رہی ہے۔ اشعر ملک اتنا ہارا ہوا بھی نہیں ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے یوں یہاں آرام سے بیٹھا عشق و عاشقی کے تذکرے کر رہا ہوں؟ یارا عشق صرف تب اچھا لگتا ہے جب کاروباری معاملات ٹھیک چل رہے ہوں۔ تو جانتا ہے میرا پہلا عشق۔ میرا پہلا جنوں میرا بزنس ہے۔ بس یہیں ہار گیا میں۔ اور یہیں جیت گیا وہ کمبخت شگری۔ اسے فکر نہیں اور مجھے فکر جاتی نہیں۔ خیر اس سے تو کئی حساب بے باق کرنا ہے۔ اشعر ملک کی ایک عادت اچھی نہیں ہے۔ اپنے حریف کو بھولتا نہیں۔ ہر لمحہ نظر رکھتا ہے ان پر۔ اس وقت وہ شگری کیا کر رہا ہے اس پر متواتر آنکھ ہے میری۔ اس کی بینڈ تو ایسی بجاؤں گا کہ یاد رکھے گا۔ عشق کیا ہے تو بہ نہیں کی۔'' وہ شرارت سے ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ اس کا وہی انداز عود کر آیا تھا اور قاسم اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک اچھا کھیلتے ہو۔ ایسے کھیلتے رہو تو جیت جاؤ گے مگر ابان شگری اتنے بچگانہ کھیل نہیں کھیلتا۔ اس کی سوچ تک پہنچنے کے لئے تھوڑا اور دماغ لڑانا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں تم جیتو۔ تمہارا خیر خواہ ہوں میں!'' قاسم مسکرایا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

''تجھے پوچھوں کہ تو میری طرح بننا چاہے گا یا شگری کی طرح تو تو کس کا نام لے گا؟'' اشعر ملک نے اسے جانچنا چاہا تھا۔ قاسم نے لمحہ بھر کو سوچتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

''تم دونوں کامیاب ہو اور میں بس کامیاب بننا چاہتا ہوں۔ دونوں سے متاثر ہوں۔'' قاسم نے سمجھداری سے دانستہ بیچ کی راہ لی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''کم بخت، میرے حریف، میرے رقیب کا نام بھی لے دیتے تو مجھے جلن نہیں ہوتی۔ اشعر ملک اپنے قریب سے بھی محبت کرنے کا قائل ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''سن یارا فیض چاچا کیا کہتے ہیں ؎

چشمِ نم، جانِ شوریدہ کافی نہیں

تہمتِ عشق پوشیدہ کافی نہیں

آج بازار میں پابجولاں چلو

دستِ افشا چلو، مست و رقصاں چلو

خاک بر سر چلو، خوں بداماں چلو

راہ تکتا ہے سب شہرِ جاناں چلو

''یارا شاید تجھے حیرت ہو مگر میرے کان سنتے ہیں۔ شہرِ جاناں سے کوئی پکار آتی ضرور ہے۔ سوچتا ہوں محبت کو آواز لگا کر دیکھوں شاید اس طرح بھی دبی راکھ میں کوئی چنگاری ابھی باقی ہو۔ محبت کی عجیب داستان ہے نا۔ جہاں سمجھو سب ختم ہو گیا وہیں سے ایک اور راستہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

عشق دل میں رہے تو رسوا ہو

لب پہ آئے تو راز ہو جائے

لطف کا انتظار کرتا ہوں

جور تا حدِ ناز ہو جائے

عمر سود کٹ رہی ہے فیض

کاش افشائے راز ہو جائے

''اشعر ملک ایک راز ہے یارا۔ تمام راز تو اشعر ملک کا دل بھی نہیں جانتا تو خود کے بارے میں۔ یہ جو مسکراتا رہتا ہوں تو سمجھ لو کہ کوئی اسرار اس کا بھی ہے۔ میں نے چیزوں کو سر پر سوار کرنا نہیں سیکھا۔ بے فکر رہنا میری مضبوطی ہے۔ اشعر ملک کو ہارا ہوا کہہ کر کمزور مت کر و یارا۔'' وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

''تمہیں ہارا ہوا کون کہہ سکتا ہے اشعر ملک۔ تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ فکر رہتی ہے تمہاری۔ جتا رہا ہوں تمہیں، تمہیں محتاط رہنا چاہیے!'' قاسم نے جتایا تھا۔ اشعر ملک نے سر ہلا دیا تھا۔

''جانتا ہوں مگر یار اجب بندہ ہارا ہوا ہو تو اسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ شکست کھا چکا ہے۔ جانتے ہو Waterloo کی شکست نپولین کے لئے جان لیوا ثابت کیوں ہوئی تھی؟ کیونکہ اس کو احساس کرایا گیا تھا کہ وہ ہار گیا ہے۔ اگر کسی نے اس کے دل کو دلاسہ دیا ہوتا تو آج کہیں وہ اس اشعر ملک کی جیت دیکھنے کے لئے باقی ضرور رہوتا۔'' وہ مسکرایا تھا۔ انداز میں شرارت تھی۔

''میں یوں ہی تو نہیں کہتا نا کہ آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔'' وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ جیسے اس کے ذہن میں کئی پلانز چل رہے تھے اور قاسم یہ سمجھ نہیں پایا تھا تبھی دریافت کیا تھا۔

''ذہن میں کیا چل رہا ہے اشعر ملک؟'' وہ مسکرایا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

''فی الحال تو صرف عشق کا خناس سمایا ہوا ہے۔ ہار جیت کا کوئی پتہ نہیں۔ یاد نہیں رہتا کہ ہار گیا ہوں۔ کمبخت محبت جیتنے پر اکساتی رہتی ہے۔ وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

''سنو فیض چاچا کیا کہتے ہیں یارا......!'' اشعر ملک مسرور دکھائی دیا تھا۔

عشق کا سرِ نہاں جانِ بتاں ہے جس سے
آج اقرار کریں اور تپش مٹ جائے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

اشعر ملک مسرور سا مسکرایا تھا۔

''آج Reception میں جانا ہے مسٹر شگری کی؟'' قاسم نے اسے کھولنا چاہا تھا۔ اشعر ملک ڈرنک کا سپ لیتا ہوا مسکرا دیا تھا۔ پھر آہستگی سے بولا تھا۔

ہم تو مجبورِ وفا ہیں اے جانِ جہاں
اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے
تیری محفل کو خدا رکھے ابد تک قائم
ہم تو مہماں ہیں گھڑی بھر کے، ہمارا کیا ہے

''یار فی الحال تو یہاں ہیں۔ کچھ خبر نہیں۔ اسے رقیب کے ساتھ دیکھنے کا حوصلہ نہیں۔ بہت سے سچ کسی کو نہیں معلوم اور ان میں

ایک یہ بھی ہے کہ اشعر ملک کسی کی زلف کا اسیر ہے۔ اب وہ کون ہے کوئی تو جانتا ہوگا۔ نہیں جانتا تو اسے راز ہی رہنے دو۔'' اشعر ملک دیوانگی سے مسکرایا تھا۔

''اف محبت...... کمبخت سکون نہیں لینے دیتی۔ روز نئی بے قراری کہیں سے اٹھالاتی ہے۔ پہلے سے سنبھل نہیں پایا اور ہر لحہ ایک نیا طوفان اٹھالاتی ہے یہ محبت۔ محبت نہ ہوئی صبح کا اخبار ہوگیا۔ ہر روز دھواں دھار خبریں۔ ہارا یہ دل بہت کمبخت چیز ہوتا ہے قابو میں آئے تو بندہ کوئی سدِ باب بھی کرے۔ مگر یہ تو محبت کے ساتھ چلتا ہے۔ اکثر دل سے کہتا ہوں میرے ساتھ رہا کرو۔ میرے ساتھ ہی چلا کرو مگر کمبخت سنتا نہیں اور میں ہر بارے شکوے کرنے کا قائل نہیں ہوں!'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی مدارتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتی ملاقاتوں کے بعد
تھے بہت درد لمحے ختم دردِ عشق کے
تھیں بہت بے مہر صبحیں مہرباں راتوں کے بعد
دل تو چاہا پر شکستِ دل نے مہلت ہی نہ دی
کچھ گلے شکوے بھی کر لیتے مناجاتوں کے بعد
ان سے جو کہنے گئے تھے فیض جان صدقہ کئے
ان کہی ہی رہ گئی وہ بات سب باتوں کے بعد

اشعر ملک شرارت سے مسکرایا تھا۔

''یہ محبت ہے۔ اسے محبت ہی کہتے ہیں۔ بھول جاؤں تو بتا دینا محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ جلتی، بجھتی، سلگتی اور بھڑک کر لپکتی اور پہلے سے زیادہ جلاتی۔ محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ کیوں ہوتی ہے؟ نہیں معلوم مگر محبت کی ہی خاصیت ہے۔ اب محبت سے شکوہ کون کرے؟'' اشعر ملک بے فکر سا مسکرایا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا۔

''میں سمجھ سکتا ہوں اشعر ملک اس وقت تمہارے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ مگر میں تمہیں کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ میں تمہیں کاروباری مسائل میں مشورے دے سکتا ہوں بس۔ محبت میرا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔'' قاسم شاہ نے اچکا کر بولا تھا تو اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''میرے ساتھ رہو۔ خبر ہوجائے گی۔ فی الحال تو شام کی ایک اہم تقریب کی تیاری کرنا ہے۔''

''کس تقریب کی؟'' قاسم چونکا تھا۔

''ہے یار ا ایک تقریب۔ نجی معاملات بھی ہوتے ہیں یارا۔ اب ہر معاملہ بزنس کی طرح ڈسکس نہیں کیا جا سکتا نا۔'' اشعر ملک

مسکرایا تھا۔

''پریشان نہ ہو کاکے۔ حد سے باہر کہیں نہیں جاتا اشعر ملک۔ جو اختیار میں ہو اور حد میں بس وہی کرتا ہے۔'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے جتایا تھا۔ قاسم نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ اس کی فکر بھانپ کر گویا ہوا تھا۔

''یارا اتنے پریشان کیوں دکھائی دے رہے ہو؟ اشعر ملک بچہ نہیں ہے۔ جاؤ جا کر اس میٹنگ کی تیاری کرو۔'' اشعر ملک بولا تھا اور وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ گیا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور بخار سے تپتا ہوا وجود لے کر بیٹھی تھی اور پارلر سے آئی لڑکی اسے مہارت سے سنوار رہی تھی۔ اس کے حسن کو دو آتشہ کیا جا رہا تھا۔ کس کے لئے؟ اس نگاہ کے لئے جس میں شوق نہیں تھا؟ یا وہ نگاہ جو ''وقتی'' بنیادوں پر رشتوں کا تعین کرتی تھی؟ یا پھر وہ نگاہ جو ایک کو ہاتھ میں رکھتے ہوئے دوسرے کو ہاتھ میں لینے کو لپکتی تھی؟ کتنا کج رو تھا ابان شگری۔ اس نے محبت کی ہی نہیں تھی۔ صرف کھیل کھیلا تھا اور وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی؟

آدھے سوئے، آدھے جاگتے ہوئے دماغ کے ساتھ اتباع منصور نے ازسرنو ابان شگری کے بارے میں سوچا تھا۔

اسے یقین نہیں ہوا تھا جو بندہ اسے رتی برابر محبت دینے کو تیار نہ تھا وہ اس کے لئے سج سنور رہی تھی؟ وہ شخص جو محبت کے سرے سے معنی ہی نہیں جانتا تھا وہ اس کے لئے اس گھڑی خود کو تیر کانٹوں سے لیس کر رہی تھی؟ وہ شخص جو میرال حسن کا ہاتھ تھام چکا تھا وہ اس کے لئے یہ سب کر رہی تھی؟

''محبت کی ایسی کیا مجبوری ہو گی؟ محبت اگر ایسے وقوع پذیر ہو سکتی ہے، ایسے زمانوں میں تو محبت سے شکوہ عبث ہے۔'' اس نے سوچا تھا تو خود اپنا آپ اسے بہت عجیب لگا تھا۔

''میں تم سے ایسی محبت کیسے کر سکتی ہوں ابان شگری؟ محبت کو دکھائی دینا ضروری ہے مگر میری محبت تو اندھے ہونے کے ساتھ گونگی بہری بھی ہے کہ نہ دیکھ رہی ہے نا سن رہی ہے اور نہ ہی کچھ دیکھ رہی ہے۔ شاید محبت نے مصلحت کی انگلی تھام لی ہے یا محبت کو جنوں نے چھو لیا ہے۔'' اتباع منصور کے اندر کہیں گونجتے لفظ بہت خالی لگے تھے۔ شاید وہ اپنے رشتوں کے خیال سے سب کر رہی تھی۔ ابان شگری کی محبت کہیں پیچھے چھوٹ گئی تھی۔ اور اس کی اپنی فیملی کہیں سامنے فرنٹ پر آ گئی تھی۔

ابان شگری کیا کر رہا تھا۔ کیوں کر رہا تھا۔ وہ شاید دیکھنا یا سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر اب جس اس کو خود کی فیملی یہاں موجود تھی تو وہ انکار میں سر ہلا کر بری الذمہ نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ اپنی فیملی کے سر جھکا نہیں سکتی تھی اور ابان شگری کہیں جانتا تھا کہ اس کی مجبوری یہ تھی سو وہ تمام شرائط کھول کر اس کے سامنے رکھ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ قدم پیچھے ہٹانے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ وہ نمرہ آنٹی کو وعدہ کر چکی تھی کہ وہ یہ شادی ہر ممکن طور پر کرے گی اور نبھانے کی کوشش کرے گی۔ اس خاندان کو ایک خوشی کا موقع دے گی۔ اور پھر اس کی خود کی بوا اور دانیال یہاں تھے۔ وہ اسٹیپ بیک لینے کی پوزیشن میں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اور تبھی اس شخص کا سر اور تن گیا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ اور زیادہ بے فکر ہو گیا تھا۔ وصف ہوتا ہے لوگوں میں، جہاں کسی کی کمزوری دکھائی دیتی ہے وہاں گردن اور تن جاتی ہے۔ سر اور اُٹھا کر بہت سے ناروا کام بھی ڈھٹائی سے کرنے لگتے ہیں۔ وہ بھی روا رکھتے ہیں جو روا رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ اتباع منصور کو اپنا آپ بہت سی شرائط میں الجھا اور جکڑا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اور اس کے لیے وہ کوئی شکایت کسی سے نہیں کر سکتی تھی۔

''میں نے زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت دلہن نہیں دیکھی۔'' بیوٹیشن لڑکی نے اسے تیار کر کے حیرت سے کھلی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''آپ کے دولہا صاحب کی خیر نہیں آج، وہ دیکھیں گے تو دیکھتے رہ جائیں گے!'' لڑکی شرارت سے مسکرائی تھی۔ اتباع نے آئینے میں خود کو خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔ اُسے خود میں کچھ خاص دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ خود کو کسی زندہ لاش سے زیادہ نہیں لگی تھی۔

''کاش تم نے عہد محبت نبھایا ہو۔ وعدے ایفا کیے ہوتے۔ مگر تم نے تو کوئی وعدے کیے ہی نہیں تھے، الزام کیسے دُوں؟ کچھ ادھوری باتیں تھیں، کوئی ٹوٹے پھوٹے وعدے تھے جو تمہاری نظروں نے میری نظروں سے کہہ دیے تھے؟ شاید وہ بھی نہیں۔ وہم تھا، گمان تھا۔ محبت نہیں تھی۔ محبت ایسی نہیں ہوتی۔ مگر میں تم سے شکوہ نہیں کر سکتی ابان شگری۔ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ میں تم سے کوئی شکوہ کروں۔ تمہیں سزائیں دینا آتی ہیں بس۔ ناکردہ جرائم کی سزائیں۔ جو کیا نہیں اس کی سزائیں۔ کتنا عجیب دن تھا جب ہم ملے تھے۔ اور کیا ہوتا اگر اس دن میں وہ عجیب واقع نہ ہوتا؟ اچھا ہوتا اگر ہم نہ ملتے تو یہ دل میں اتنا عجیب سا درد نہ ہوتا۔ تم سے کیوں ملی میں؟ کیوں تم ہو ٹکرائے مجھ سے ابان شگری؟''

اتباع منصور نے آئینے پر سے نظر ہٹائی تھی، تبھی نمرہ وہاں آئی تھی۔

''ماشاءاللہ...... میری بچی اتنی پیاری لگ رہی ہے کسی کی نظر نہ لگے!'' انہوں نے پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کی کلائیوں میں بیش قیمتی چوڑیاں اور کنگن پہنانے لگی تھیں۔ بہت بیش قیمتی جیولری تھی۔ ابان شگری کی مالیت اور حیثیت صاف دکھائی دے رہی تھی۔ نمرہ نے اپنی بہو کے لیے شاپنگ کرتے ہوئے ہاتھ روک کر نہیں رکھا تھا۔ دل کھول کر خرچ کیا تھا۔ اتنے باریک ڈیزائن والی جیولری اور اس پر ان میں جڑے بیش قیمتی جواہر۔ نظریں خیرہ ہو رہی تھیں۔ اتباع منصور شیخ کا حسن دوآتشہ ہو رہا تھا اور اس کا بخار میں تپتا ہوا وجود کچھ اور دہکنے لگا تھا۔ اس نے خود کو قد آور آئینے میں اجنبی نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ خود کو پہچاننے سے انکاری ہو جاتی اگر وہ مکمل ہوش و حواس میں ہوتی۔ فی الحال دواؤں کے زیر اثر دماغ یوں ہی کچھ سن سا محسوس ہو رہا تھا۔ عالیہ بھابی کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں لے آئی تھی۔ اور ابان شگری اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

اتباع منصور نے بے تاثر بن کر اس کی طرف سے نگاہ ہٹائی تھی تبھی وہ آگے بڑھا تھا اور اس کے قریب آن ٹھہرا تھا۔ اطراف میں لوگوں کی موجودگی کی پرواہ کیے بنا وہ اسے مکمل استحقاق سے پرشوق نظروں سے مبہوت سا دیکھ رہا تھا۔

''ابان بھائی ہوش میں آ جائیں۔ فی الحال موقع اور دستور دونوں نہیں ہیں۔ بھابھی کا ہاتھ تھامیئے اور انہیں لے کر تقریب میں جائیے جہاں تمام گیسٹ آپ دونوں کی راہ تک رہے ہیں'' عالیہ نے چھیڑا تھا۔

ابان نے اتباع منصور کی طبیعت کے خیال سے اسے بازوؤں پر اُٹھا لیا تھا۔ اطراف میں موجود افراد نے مسکراتے ہوئے شور اُٹھایا تھا مگر ابان شگری کو غالباً کسی کی مطلق فکر نہیں تھی، تبھی چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا تھا۔

اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ شیروانی میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ شہزادوں والی آن بان شان تھی۔ وہ بامشکل حواس بیدار کرتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

مجھے یقین ہے میں اس کی منزل ہوں
مجھے یقین ہے میں اس کے لیے بنی ہوں

اندر کوئی شور مچانے لگا تھا۔ اور وہ حیرت سے سو نظروں سے ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ ''تم وہی ہونا جو مجھ سے بے تحاشا محبت کرتے ہو؟'' اردگرد کی نگاہوں سے قطع نظر اتباع منصور نے مدھم سی سرگوشی کی تھی۔

ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔ کوئی جواب فوری طور پر نہیں آیا تھا ''ایسا لگتا ہے تم بادلوں کے ساتھ فضاؤں میں اُڑاتے ہوئے دور لے جاؤ گے مجھے اور میں تمہیں روک ہی نہیں پاؤں گی۔ جیسے مجھے کوئی اختیار ہی نہیں اور جیسے تمہیں تمام اختیارات ہیں!'' وہ مدہم لہجے میں بولی تھی۔ عجیب بے سدھ سا لہجہ تھا۔ وہ اس سے بہت بدگماں دکھائی دیتی تھی۔ ابان شگری جیسے اس لمحے کوئی ازالہ کرنے سے کئی کترایا تھا۔

''تم میرے شہزادے ہو۔ مگر حیرت ہے تمہارے ہاتھ میں میرے دل پر لگے قفل کھولنے والی کوئی چابی نہیں۔ جیسے تم نے تمام تالوں کی چابیاں بے دھیانی میں یا بے ارادہ گنوا دی ہیں یا چھپا لی ہیں۔ تم ایسا کرنے کے عادی ہو نا؟ جانتی ہوں میں!'' وہ اس کے بازوؤں میں تھی۔ اس کی مضبوط گرفت میں کسی گڑیا کی طرح وہ اُسے اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا۔ اور اتباع منصور اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کسی اور کی میراث ہو۔ اس سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہ ہو۔

☆......☆......☆

اشعر ملک نے تیار ہو کر خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔ پھر گھڑی پہن کر خود پر کلون اسپرے کیا تھا اور مسکراتے ہوئے سرشار سا باہر آیا تھا۔

''ملک صاحب کیا لگ رہے ہیں آپ۔ قیامت ہو جائے گی۔ ارادہ کیا ہے؟'' انور مسکرایا تھا۔ سوٹڈ بوٹڈ وہ بندہ عام دنوں سے بہت ہٹ کر لگا تھا۔ ہمیشہ رف ٹف سا رہنے والا اشعر ملک اس اشعر ملک سے بہت مختلف تھا۔

''ملک صاحب برا نہ مانیں مگر لگتا ہے واقعی محبت ہو گئی ہے آپ کو۔ بہت نکھرے نکھرے لگ رہے ہیں۔'' ہاشم مسکرایا تھا۔

"یار مذاق مت بناؤ۔ محبت کو بے پرواہ ہے۔ اتنے کرامات کی بات کب کرتا ہے۔ مگر آج لگتا ہے کرشمے ہو جائیں گے۔ سنا ہے محبت کرشماتی شے ہے۔ چلو آج ہم بھی آزما لیتے ہیں" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ملک صاحب جا رہے ہو تو خالی ہاتھ مت لوٹنا!" انور مسکرایا تھا، انداز میں شرارت تھی۔ دیگر بھی مسکرائے تھے۔

"یار تو تو یوں کہہ رہا ہے جیسے میں بارات لے کر جا رہا ہوں۔ ایک بزنس میٹنگ سے زیادہ دور کچھ نہیں ہے یار۔ دیکھ کیا ہوتا ہے۔ ایک بازی ہے، سوچا کھیل جاؤں۔ ویسے محبت بھی تو ایک بازی ہی ہے۔ جیت ہار کا کچھ پتہ ہی نہیں ہوتا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"پھر تو ٹھیک رہے ہو ملک صاحب۔ مگر ہماری تو خواہش ہے نا کہ جاؤ تو بھابھی کو بھی ساتھ لے کر آؤ۔ جشن منائیں گے اس دن جب بھابھی کو ہمراہ لے کر اس گھر کی دہلیز سے اندر داخل ہو گے۔" انور مسکرایا تھا۔ اشعر مسرور سا نظر آیا تھا۔

"چل اوکا کے باتیں نہ کر۔ دیکھ یہ قاسم کہاں رہ گیا؟ گاڑی نکال۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔ باقی کے گارڈز اور ملازم نے اس کی تقلید کی تھی۔

☆......☆......☆

اتنی بڑی تقریب تھی شہر کے جیسے تمام رؤسا و امراء وہیں اکٹھے ہو گئے تھے۔ ہر کوئی اس جوڑے کو سراہ رہا تھا۔ مبارکباد دے رہا تھا۔ دوست احباب شرارت پر مائل تھے۔ ابان شگری کو چھیڑ رہے تھے۔ اور ابان شگری اسے دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ وہ بہت تھکی تھکی لگ رہی تھی۔ نقاہت اور بخار کے باعث وہ جیسے اس تقریب کا حصہ ہوتے ہوئے بھی غیر موجود تھی۔ نگاہ اٹھی تھی سامنے میرال حسن کھڑی دکھائی دی تھی۔ وہ چلتی ہوئی قریب آئی تھی۔ ابان شگری سے ملی تھی۔ اسے اگنور کیا تھا۔ اتباع منصور اس سے کوئی توقع نہیں رکھتی تھی مگر وہ چونکی تھی جب میرال حسن اس کی سمت پلٹی تھی اور مسکرائی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہو اتباع منصور مگر یہ رونق زیادہ دیر کی مہمان نہیں ہے۔ بہت جلد تم ان رونقوں اور رنگوں کی محفل کو کھو دو گی۔ ابان شگری تمہارے لیے نہیں بنا۔ تم غلطی سے اس کی زندگی میں آئی ہو اور اس غلطی کا ازالہ کرنا ضروری لگے گا تمہیں۔" وہ پورے یقین سے مسکراتی ہوئی واپس پلٹ گئی تھی۔ وہ دن جب سب انہیں ہمیشہ ساتھ رہنے کی دعائیں دے رہے تھے۔ ان کے لیے بہت سی بیسٹ وشز لائے تھے۔ ایک نیا سفر کرنے پر مبارکباد دے رہے تھے، وہیں میرال حسن ایک دھمکی دے گئی تھی۔ وہ کچھ زیادہ سوچنے کے قابل نہیں تھی مگر خالی خالی نظروں سے ابان شگری کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہوا؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔ مگر وہ کچھ نہیں بولی تھی۔ دانیال مرزا بھی عالیان، حمزہ، بیگی کے ساتھ بھنگڑا کرتے ہوئے خوش دکھائی دیا تھا۔ باقاعدہ اسے آ کر مبارکباد دے کے گیا تھا۔ بزرگانہ دعائیں بھی دی تھی۔

"میں انکل منصور کی جگہ ہوں!" اس نے شرارت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ مگر وہ مسکرائی نہیں تھی۔ ابان شگری نے جیسے اس کے اندر کے تمام احساسات منجمد کر دیے تھے۔ اس کی تمام حسیات سو رہی تھیں۔ اور وہ انہیں بیدار کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

ابان شگری مسکرا رہا تھا۔مگر اچانک چونکتی نظروں سے ایک سمت دیکھا تھا۔اس کی آنکھوں میں حیرت دکھائی دی تھی۔ابتاج منصور نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

وہاں ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑا کرتا ہوا اشعر ملک آتا دکھائی دیا تھا۔وہ چونکی تھی۔ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔ابان شگری شاید غصے میں وہاں سے جا کر اشعر ملک سے باز پرس کرنے والا تھا جب نمرہ نے آ کر اسے روک دیا تھا۔اشعر ملک سے کوئی بدمزگی مت کرنا نا اُلجھنا۔اسے میں نے ہی انوائٹ کیا تھا۔

مت بھولو کہ ان سے ہمارے پرانے مراسم ہیں۔دُنیا جہاں کے لوگوں کو بلا لیا اور ملک فیملی کو اگنور کر دینا ممکن نہیں تھا ہمارے لیئے!"نمرہ نے سہولت سے سمجھایا تھا۔اشعر ملک مسکراتا ہوا ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ماں کے سامنے وہ کوئی بحث نہیں کر سکتا تھا۔مگر وہ اشعر ملک کی خصلت جانتا تھا۔وہ جہاں بھی جاتا تھا کسی نا کسی مقصد کے تحت ہی جاتا تھا۔

ایک بارعب ادھیڑ عمر آدمی آ کر ابان شگری سے ملے تھے۔ان کے ساتھ بہت نفیس سی خاتون تھیں۔ابان شگری بہت احترام سے جھک کر ان سے ملا تھا۔

"جیتے رہو بیٹا،خوش رہو،اللہ زندگی کا یہ سفر مبارک کرے تمہارے لیے۔"خاتون نے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی تھی۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری دلہن ہے تمہاری۔لگتا ہے جنت سے حور چرا لائے ہو۔یہ چرانے کا کام تو تمہارا بڑا بھائی اشعر ملک کرتا ہے نا۔تم نے یہ گر کہاں سے چرا لیے؟"اشعر ملک کی والدہ مسکرائی تھیں۔بزرگ مسکرائے تھے۔

"کہاں ملا رہی ہیں آپ بیگم کہاں ہمارا نالائق بیٹا اشعر ملک اور کہاں یہ ابان شگری۔باپ کا روشن کر دیا ہے ابان نے۔ہمارا اشعر تو نالائق گدھا ہے۔"اشعر ملک مسکراتا ہوا ان کے قریب آیا اور تھا اور جھک کر ماں باپ کو سلام کیا تھا۔

"والد والدہ...... یار آپ یہاں ہیں بھی میری برائیاں کرنے لگے؟آپ کے لیئے تو اس تقریب میں آیا ہوں۔کہتے ہیں کسی کی شادی کے لڈو کھائی تو شادی جلدی ہو جاتی ہے یار ابان لا ایک لڈو ہی کھلا دے۔رسم ہے تو پوری کر دے۔مرے والد والدہ کو بہت شکایتیں ہیں مجھ سے۔"اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ہی ں کیا شکایتیں ہونگی بیٹا......تم تو چھڑے چھانٹ ایسے اکیلے رہتے ہو جیسے ہم سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو۔والد صاحب سے شکوہ کیا تھا۔لیجیے محترم والد تو شروع ہو گئے ہیں!"اشعر ملک مسکرایا تھا اور ابان کی طرف دیکھا تھا۔

"یار ابان مانا کاروباری حریف ہوں تیرا مگر آج میری طرف داری کر دے۔والدہ والد کو بہت غصہ ہے مجھ پر۔میری طرف وعدہ کر دے کہ جلد ان کو ان کی بہو لا کر دوں گا۔"اشعر ملک ابان کی طرف دیکھتا ہوا دریافت کرتا بولا تھا۔

"تمہیں ابان سے سفارش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اب تم پر اعتبار کرنے والی نہیں ہوں میں۔میں نے لڑکی دیکھنے کی مہم شروع کر دی ہے۔جلد اب تیرا بھی بینڈ باجا بجے گا۔"والدہ اس کا کان پکڑ کر بولی تھیں اور اشعر ملک سہولت سے چھڑاتے ہوئے ابان اور ابتاج کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''یار والد والدہ آپ نمرہ آنٹی اور انکل ذوالفقار سے جا کر ملو۔ میں ذرا اپنے چھوٹے بھائی سے مل لوں۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اشعر ملک کے والد والدہ ابان شگری اور اتباع منصور کو بیسٹ وشز اور پیار دے کر ذوالفقار صاحب اور نمرہ کی طرف بڑھ گئے تھے۔ تبھی اشعر ملک نے مڑتے ہوئے مسکرا کر ابان شگری اور اتباع منصور کو دیکھا تھا اور مسکرایا تھا۔

''یار اخوش نصیب ہو۔ چاند پہلو میں ہے۔ یہ حور کی بغل میں لنگور سنا تو تھا، آج دیکھ بھی لیا!'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔ مگر ابان شگری محظوظ نہیں ہوا تھا۔ اشعر ملک نے حیرت سے مسکراتے ہوئے اتباع منصور کو دیکھا تھا۔

''بہت گلی ہو یار ابان شگری۔ وہ ملا جس کے قابل نہیں تھے تم۔ مجھے دیکھ کر اتنے ہونق کیوں ہو گئے ہو؟ چاند چرانے نہیں آیا ہوں یار۔ مبارکباد دینے آیا ہوں اور تمہاری دلہن کو دینے کے لئے میرے پاس ایک خاص تحفہ ہے۔'' وہ مسکرایا تھا۔ تبھی انور چاندی کی طشتری لئے آگے بڑھ آیا تھا۔ اشعر ملک نے اوپر ڈالا اطلس کا پردہ ہٹا کر ایک فائل اٹھائی تھی اور اتباع کی طرف بڑھائی تھی۔

''یہ آپ کے لئے مسز شگری۔ میں نالائق آپ کو تمام جائیداد آپ کو واپس سونپتا ہوں۔ آپ کو قید میں رکھنا، آپ پر حملہ کروانا اور آپ کو ہراساں کرنا میری حماقتیں تھیں پلیز بھول جائیں۔ معاف کر دیں۔ آپ جس آسمان کا چاند ہیں اس تک رسائی ممکن نہیں۔ مگر میں آپ کو اس آسمان پر دیکھ کر خوش ہوں۔ پلیز میری حماقتوں کو در گزر کر دیں۔ کاش میں ان لمحوں کو واپس لا سکتا اور کوئی نئی داستان رقم کر سکتا مگر ایسا ممکن نہیں ہے مسز شگری اس نالائق جتنا خوش قسمت نہیں ہوں نا!'' اشعر ملک ابان شگری کی طرف اشارہ کرتا ہوا مسکرایا تھا۔ اتباع حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ نہیں ہوئی تھی۔ بس آہستگی سے ابان کی بازو کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ ابان شگری کی موجودگی میں وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ مگر پھر بھی وہ ایک آس سے نظریں اٹھا کر ابان شگری کو دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری نے کچھ بولنا چاہا تھا تب اشعر ملک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا تھا اور مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں بولا تھا۔

''مسز شگری آپ خوفزدہ مت ہوں مجھ سے۔ میں یہاں آپ کو نقصان پہنچانے نہیں آیا ہوں۔ وہ میرے والد والدہ کو سامنے کھڑا دیکھ رہے ہیں نا؟ وہ دو کانوں میں سر کر دیں گے میرا۔ ابھی بھی مرغا بنا دیتے ہیں۔ بنا میری پوزیشن اور اسٹیٹس یک پرواہ کئے!'' اشعر ملک دوستانہ انداز میں مسکرایا تھا۔

''اشعر ملک تم نے بہت زیادہ وقت لے لیا۔ تم جا کر تقریب اٹینڈ کر سکتے ہو۔ ہمیں خوشی ہوئی تم یہاں آئے۔ بٹ ناؤ یو کین گو۔'' ابان شگری نپے تلے لہجے میں بولا تھا۔ تبھی اشعر ملک مسکراتا ہوا اتباع کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''یار مسز شگری آپ کے ہزبینڈ تو خاصے ال مینرڈ ہیں۔ اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔ اب ان کا کیا کیا جائے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں بدل گیا ہوں۔ اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔ ہو سکے تو پچھلی باتوں کو بھول جائیں۔ میں من موجی بندہ ہوں۔ کرتا بہت کچھ ہوں مگر دل صاف ہے میرا۔ میرے والدہ والد بھی یہی کہتے ہیں۔ آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ۔ پلیز فورگیو می!

You both look great together. You really look good as couple. Wish you both

all the best and lots of love.

سلامت رہو یار...... اپنے آسمان پر اپنے چاند کے ساتھ چمکتے رہو!'' اشعر ملک حسرت و یاس سے ان دونوں کو دیکھتا ہوا مسکرایا تھا اور پلٹ کر آگے بڑھنے لگا تھا۔ ابتاج حیرت سے اسے جاتا دیکھنے لگی تھی۔

''ڈرامہ ہے یہ بندہ۔ ہمیشہ ڈرامہ کرتا ہے۔ اس سب کے کرنے میں بھی ضرور اس کی کوئی غرض چھپی ہوگی۔ اشعر ملک سدھر نہیں سکتا۔'' ابان شگری بڑبڑایا تھا۔ ابتاج منصور نے اس کی سمت حیرت سے دیکھا تھا اور پھر اشعر ملک کو دیکھنے لگی تھی جو ان کی شادی کی خوشی میں خوش تھا اور یکی حمزہ کے ساتھ جوش میں ناچ رہا تھا۔

''شاید وہ شرمندہ ہے۔ اپنے کیے پر پشیماں ہے!'' ابتاج نے کہا تھا

ابتاج کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ ابان اسے جلدی لے کر اس تقریب سے جانا چاہتا تھا۔ مگر اتنے گیسٹ مدعو تھے کہ ایسا ممکن دکھائی نہیں دیا تھا۔ ہر کوئی ان دونوں سے ملنا چاہتا تھا اور پھر دوست احباب اسے ابتاج کے ساتھ ڈانس فلور پر کھینچ لے گئے تھے۔ ابان شگری کو جھگڑا کرنا پڑا تھا ان سب کے ساتھ۔ ڈھول کی تھاپ پر تادیر وہ ناچتا رہا تھا۔ ابتاج ایک طرف کھڑی اسے دیکھتی رہی تھی۔ اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ تب عالیہ نے آکر اسے سہارا دیا تھا۔

''مجھے پانی پلا دو عالیہ!'' وہ خشک حلق کے ساتھ گویا ہوئی تھی۔ تبھی عالیہ اس کے لیے مشروب لینے پلٹ گئی تھی۔ تبھی اشعر ملک اس کے ساتھ قریب آن رکا تھا۔ ابتاج منصور اسے دیکھ کر چونکی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

''ڈریں مت پلیز۔ میں یہاں آپ کو نقصان پہنچانے نہیں آیا ہوں۔ میں دل سے شرمندہ ہوں۔ بہت دل سے معافی مانگی ہے آپ سے۔ جو ہوا وہ درگزر کریں۔ ہو سکے تو دل صاف کریں اور مجھے معاف کر دیں۔ میں اس پہلے والے اشعر ملک سے بہت مختلف ہوں۔ آپ مجھے اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھ سکتی ہیں۔ آپ کی تمام پراپرٹی واپس کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ میں اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔ پلیز میری طرف سے دل صاف کریں۔ ذوالفقار انکل اور ثمرہ آنٹی کی فیملی سے پرانے مراسم ہیں ہمارے، اس فیملی کی عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھوں، اتنی ہمت نہیں ہے میری۔ آپ اس فیملی کا حصہ ہیں، عزت ہیں اور میں تہہ دل سے آپ کی عزت کرتا ہوں۔ جو ہوا سو ہوا مگر وہ محبت تھی۔ محبت ہے۔ بلکہ یوں کہیں عقیدت ہے آپ سے...... جانتا ہوں آپ واپس لوٹنا نہیں چاہیں گی نا ہی میں اس لائق ہوں مگر آپ کی عزت ہمیشہ میرے دل میں باقی رہے گی۔ اور وہ محبت بھی! جانتا ہوں آپ کسی اور کے آسمان کا چاند ہیں۔ مگر پتہ نہیں کیوں دل چاہتا ہے......! خیر! اگین آئی ایم ویری سوری۔ پلیز فورگیو می......؟'' اشعر ملک کہہ کر پلٹا تھا اور چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔ ابتاج منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جب ابان شگری نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ یکدم چونکتے ہوئے ایک خوف کے ساتھ اسے دیکھنے لگی تھی۔

''وہاٹ ہیپنڈ؟'' ابان متفکر ہوا تھا۔ اور ابتاج کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

ابان نے اسے تھاما تھا اور تبھی ابتاج نے تھکتے ہوئے انداز میں اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔ ابان شگری نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟ کسی نے کچھ کہا؟ کون تھا وہ؟ اشعر ملک؟" ابان شگری نے پریشان سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیاس کیا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی۔ اسی طرح اس کے سینے پر سر رکھے گہرے گہرے سانس لیتی رہی تھی۔ تبھی ڈی جے ان کے لئے ایک خاص سوگ بجایا تھا۔ Mutemath کی آواز اراؤنڈ گونجنے لگی تھی۔ سب ان کے لئے تالیاں بجانے لگے تھے۔ ہر کوئی نئے نویلے کپل کو ایک ساتھ ڈانس فلور پر دیکھنے کا متمنائی تھا۔ ابان شگری اس کی کیفیت جانتا تھا۔ مگر ثمرہ اور ذوالفقار نے مسکراتے اسے ڈانس فلور پر جانے کا اشارہ کیا تھا اور ابان شگری کو ماں کا دل رکھنے کے لئے اتباع منصور کا ہاتھ تھام کر ڈانس فلور پر آنا پڑا تھا۔

"سب کا بہت اصرار ہے شیرنی...... ہم منع نہیں کر سکتے۔ تم تھوڑی دیر اور برداشت کرلو۔ اس کے بعد میں تمہیں آرام کرنے کے لئے کمرے میں پہنچا دوں گا۔" ابان شگری جھک کر اس کے کان میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے بنا کسی احساس کے اس گرم سرگوشی کو سنا تھا۔ ایک خاص فکر تھی اس انداز میں مگر محبت...... شاید محبت ناپید تھی۔ اس نے تھک کر ابان شگری کے سینے پر سر رکھتے ہوئے آنکھیں بند کی تھیں تبھی میر اہل حسن کا چہرہ دکھائی دیا تھا اور اس کا دل چاہا تھا وہ ابان شگری کے مضبوط بازوؤں کی گرفت سے نکلے اور بھاگتی ہوئی وہاں سے نکل جائے۔

Everyone has their obsession cosuming thoughts, consuming time they hold

high their prized possession that defines the meaning of their lives

You are mine!

ابان شگری Mutemath کے ساتھ دھیمے دھیمے گنگنانے لگا تھا۔ حمزہ، یحییٰ، عالیان نے شور مچایا تھا۔ کتنی سیٹیاں بجی تھیں۔ ڈانس فلور کی لائٹس دانستہ مدھم کر دی گئی تھیں۔ ایک خاص ماحول بنانے کے لئے۔ اتباع منصور کا بخار سے جلتا ہوا وجود ابان شگری کی مضبوط بازوؤں میں تھا۔ وہ آنکھیں چلتے اس کے سینے پر سر رکھے۔ اس کی بازو کو سختی سے مٹی میں بھینچے کھڑی تھی۔ جیسے وہ خوفزدہ تھی۔ ابان شگری ہولے مدھم آواز میں سر جھکائے اسے دیکھتا ہوا گنگنا رہا تھا۔

There are objects of affection

That can mesmerize the sould

There is always one addiction

That just can not be controlled

You are mine!

ابان شگری مسرور دکھائی دیا تھا۔ شاید دنیا دکھاوے کو سب اس نئے جوڑے کے لئے ساتھ گنگنا رہے تھے۔

You are mine!

حمزہ مسکرایا تھا اور جملہ کسا تھا۔

"Yes, we know, she is your now!|

سب ہنسنے لگے تھے۔ابان شگری نے جھک کر اتباع منصور کا چہرہ دیکھا تھا۔اس کی بند آنکھوں سے گرم گرم آنسو بہہ رہے تھے۔ جان کس احساس کے تحت۔

ابان شگری نے لب اس کی پیشانی پر رکھے تھے۔پھر اسے نرمی سے دیکھتا ہوا اس کی سماعتوں کے قریب بولا تھا۔

"I feel like a part of my soul, has loved you since the beginning of everything. Maybe we're from the some star!"

اس نے ایک خوشنما احساس اسے سونپا تھا۔اس سرگوشی میں خاص معنی تھے۔مگر اتباع منصور نے اس کی سمت نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

سب **Mutemath** کی آواز کے ساتھ ان دونوں کے لئے گا رہے تھے۔فضا ایک خاص ردھم باندھ رہی تھی۔

You are mine!

Everyone has their obsession

Consuming thoughts, consuming time

They hold high their prized possession

You are mine!

سونگ کے ختم ہونے پر سب نے شور مچایا تھا۔کسی نے ڈی جے سے کہہ کر سونگ **You're my Third Day** کا **everythign** بجنے لگا تھا۔ابان نے ہاتھ ہلا کر انکار کیا تھا۔مگر سب شور مچانے لگے تھے۔وہ دونوں ایک ساتھ اتنے خوبصورت اور پرفیکٹ لگ رہے تھے کہ ہر کوئی انہیں ساتھ دیکھنے کا خواہاں تھا۔ابان شگری کو مجبوراً وہاں رکنا پڑا تھا۔

Your eyes, they shine

Unlike anything I've ever seen

Your smile, it lights up the skies.

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ان آنکھوں میں شکوے تھے۔ہزار ہا شکایتیں تھیں۔گلے تھے۔اور ابان شگری ان آنکھوں پر جھک گیا تھا۔نیم تاریکی میں اس نے بہت خاص تاثرات آنکھوں کو دیتے ہوئے چھوا تھا۔اتباع نگاہ جھکا گئی تھی۔ ابان شگری نظروں میں نرمی لئے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''مجھے جانے دیں! آئی ایم ٹائرڈ......!'' وہ تھک کر بولی تھی۔اس انداز میں لمحوں کو طویل کرنے کی درخواست نہیں تھی۔ابان

شگری ان چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

In your voice

And it's given me a song to sing

Yuor fire, it's burning inside

So take my hand

Take my spirit and

Shine your light on me

Imagine my surprise

The fire in your eyes

More than I hoped it could be

You are my everything

You are my everything

ابان شگری نے سر جھکا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔وہ خاموش تھی۔

My world was changed

from the moment that I

Saw your face

My life finally begun

You are my everything

"کیا کہا تھا تم نے؟ تمہارا شہزادہ ہوں میں؟ بادلوں کے ساتھ فضاؤں میں اڑا کر لے جاؤں گا؟ ان آنکھوں میں سب کچھ ہے تو وہ احساس کیوں نہیں کہ میں ایمان لے آؤ؟ اعتبار کرنے لگوں؟" وہ شکوہ کرنے لگا تھا۔ انداز دھیما تھا۔ لہجہ مدھم تھا اور اس کے لبوں پر دنیا دکھاوے کو ایک خاص مسکراہٹ تھی۔ **Third day** کی آواز ان کے گرد گونج رہی تھی۔

You are my everything

When I'm lost in the dark

You are my eveything

When I'm falling apart

You are my everything

You are the song I sing

I'll tell the world who you are

You are my everything!

''ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم پہلے بھی ملے ہیں؟ کسی اور جہاں میں؟ تمہارا چہرہ مجھے اجنبی نہیں لگا تھا۔ ایسا کیوں ہوا تھا؟ تم ضرور کوئی جادوگرنی رہی ہوگی نا تب؟ میں بیچارا پرنس؟ تم نے دیکھتے ہی اپنے ساتھ باندھ لیا ہوگا اور میں اس سحر سے کبھی نکل نہیں پایا ہوں گا نا؟ تبھی تو تم نے کہا کہ میں کوئی شہزادہ ہوں اور تمہیں بادلوں میں اڑا لے جانا چاہتا ہوں؟ تمہارے حصار سے نکلنے کے راستے تلاش کرتا رہوں گا نا میں؟ وہ مسکرایا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے سر اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری لوگوں کے خیال سے مسکرایا تھا۔ مدھم لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا کہ لوگوں کو وہ ایک Happy کپل لگے۔ مگر وہ مدھم لہجے میں طنز سے کسی قدر بھرے تھے کوئی نہیں سن رہا تھا۔

Well, I've been in love before

But it's never felt like this

When you're knocking at my door

How can I resist?

ابان شگری رازداری سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکا تھا۔ تم جال بننے میں ماہر ہو۔ کچھ نہ کہو تو بھی قیامت کرتی ہو۔ یہ نظریں عجیب ڈھنگ سے وار کرتی ہیں۔ گھیرتی نہیں مگر افسوس......ان میں وہ وصف نہیں کہ باندھ سکیں!'' اس کا لہجہ بے اعتبار لگا تھا۔ نظروں میں وہی رنگ تھے۔ جیسے وہ اس پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔

How can I resist?

And I'll give you all I have

And I hope that you believe

I'd do anything you want in thid world

Jus tto have you here with me

You are my everything

You are my everything!

''کیا معاملہ ہے؟ کیا چاہتے ہو تم؟'' اتباع اس کے رویے پر الجھی تھی مگر وہ مسکرایا تھا۔

''جو چاہتا ہوں وہ تم نہیں کر سکو گی اتباع منصور......!''

''کیا جان لیا ایسا تم نے؟ کیوں اتنا سلگ رہے ہو؟''

''تم نے اسیر کر لیا ہے......ہونا جادوگرنی......!'' وہ مسکرایا تھا۔

"کیا سن لیا؟ اب کیا ایسا کھل گیا؟" وہ جاننے کو تجسس ہوئی تھی۔

"تمہارا دل پڑھ لیا...... یہ آنکھیں جان لیں......!" وہ مسکرایا تھا۔ انداز میں برجستگی تھی۔

"بتاؤ کیا راز ہاتھ لگ گیا تمہارے؟ اب کیا ڈرامہ ہے؟" اتباع منصور خالی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے جاننے کا خواہاں ہوئی تھی۔

"تمہیں یقین ہے تمہارے راز ہاتھ لگنے کا نتیجہ ہے یہ؟" وہ مسکرایا تھا۔

"نہیں جانتی...... آپ کچھ بھی...... کہیں سے کھینچ کھانچ کر نکال لیتے ہیں۔ اگر معاملہ اشعر ملک کا ہے تو اسے اس تقریب میں میں نے نہیں بلایا...... نہ اس کے یہاں آنے پر اس کا مجھ سے کوئی لنک ثابت ہو جاتا ہے۔" تیز لاؤڈ میوزک اور جلتی بجھتی روشنیوں میں وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ایان شگری پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔

"تمہاری وہ ریکارڈنگ ہاتھ لگ گئی تھی۔ جو باتیں تم نے اشعر ملک سے راز داری سے کی تھیں وہ سن لی تھیں میں نے۔ جان لیا کہ تمہارے دل میں کیا ہے اور تمہاری زندگی میں کیا اہمیت ہے رشتوں کی...... اتباع منصور بہت disappoint کیا تم نے، آئی واز ناٹ Expecting اٹ...... تمہارا لہجہ بھولنے والا نہیں ہے...... تمہاری آواز مسلسل سنائی دے رہی ہے مجھے۔

I was obvioulsy downhearted but he didn't show it. I felt so wretched but I know you don't care!"

وہ طنز سے مسکرایا تھا۔ اور اتباع منصور نے ٹھٹکی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"تم حیران نہیں تھیں جب میں نے تمہارے لئے اپنے روم کی ڈور اوپن چھوڑ دی تھی۔ تمہیں اپنے روم میں جانے دیا تھا اور پھر کھلی الماری سے تمہارے ٹریول ڈاکیومنٹس لینے دیئے تھے۔ میں نے یہ سب خود کیا تھا۔ سب ہونے دیا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا تم کیا کرو گی۔ مجھے تمہارا ری ایکشن دیکھنا تھا اور تم نے ثابت کر دیا تم کوئی اور اور میں کون ہوں۔ محبت نہیں ہوئی تھی تمہیں...... کبھی نہیں ہوئی تھی...... میں دیکھنا چاہتا تھا تم اگلا قدم کیا لو گی۔ مجھے یقین تھا تم دور جانا چاہو گی اور تم نے وہی رٹ لگا دی...... تم نے میرے قدم روک دیئے۔ میں جہاں تھا وہیں تھم گیا۔ میرے قدم جم گئے اور کوئی منظر آگے نہ بڑھ سکا۔ تم نے سب منظر ساکت کر دیئے تھے اور مجھے وہ بات ہی بات نہیں لگی تھی...... تم یہی تو کرتی آئی ہو نا؟ یہی آتا ہے بس تمہیں...... بنانا...... سوارنا اور پھر بگاڑ دینا...... اور تم نے سب بگاڑ دیا......! توڑ دیا سب!" وہ جلتے بجھتے لہجے میں بولا تھا اور اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی......

ہر بار سازش...... ہر بار ایک نئی سازش...... ایک نیا ل جال...... وہی اعتبار نہ کرنے کی عادت......! پہلے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھا وہ...... پھر بھی اتباع منصور جانے کیوں اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ایان شگری اسے شدید غصے سے تیزی سے ڈانس فلور پر گھمار رہا تھا۔ وہ گرنے کو تھی جب ایان شگری نے اسے تھام لیا تھا۔ اسے بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ پھر اس کی سماعتوں کے قریب مدھم سرگوشی کی تھی۔

"You are my way of life, the only way

I know, you are my way of life

I will never let you go, never let you out of my sight, be it day, be it night

You belong to me, that's they way

I will be wrong or right!"

وہ مسکرا رہا تھا۔ اراؤنڈ لوگ سمجھ رہے تھے وہ دونوں خوش ہیں۔ خوشی کو سیلیبریٹ کر رہے ہیں۔ مگر حقیقت کوئی نہیں جانتا تھا۔ ابان اشگری کو اس سے کوئی گلے تھے...... کئی شکوے تھے...... اور بہت غصہ تھا۔

اتباع ان تیوروں کو جھیلنے کی عادی تھی۔ مگر یہ موقع وہ نہیں تھا۔ جب وہ ایسی باتیں کرتا...... وہ اس کی دلہن تھی...... اس کے لئے سولہ سنگھار کیے تیار تھی۔ اس کی نگاہ خیرہ ہو جانا چاہیے تھی...... وہ پلکیں جھپکنا بھول جانا چاہیں تھیں مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ نگاہ محبت سے واقف نہیں تھی۔ اس لہجے میں کوئی چاشنی نہیں تھی۔ کوئی پذیرائی نہیں تھی اس نظر میں۔ ان کی شادی تھی یہ...... مگر وہ کیسی نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے...... اتباع منصور ٹھٹھکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ تھا وہ جس سے اس نے محبت کی تھی؟ یہ وہ شخص تھا جو اس کے دل کے قریب رہا تھا؟

یہ تھا وہ چہرہ جس کو وہ دیکھتے رہنا چاہتی تھی؟ وہ آنکھیں وہ تھیں کیا جو اسے دیکھتیں تو پاگل کر دیتیں؟

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

محبت کہیں نہیں تھی اطراف میں کہیں تھی اور خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ سزائیں کس لئے تھیں اب کچھ سمجھ میں آ گیا تھا۔ یہ غصہ کیوں تھا کس لیے تھا یہ راز کھل گیا تھا۔ وہ اس طرح کیوں ری ایکٹ کر رہا تھا، بات سمجھ آ گئی تھی...... مگر وہ نہیں جانتی تھی اس گزری بات پر وہ ادھر تو کوئی نقطہ اٹھا دے گا۔ وہ بتا چکی تھی کہ اس نے اشعر ملک سے بات کی تھی۔ ڈیل کی بات کی تھی...... مگر وہ اس ڈیل کے مطابق چلی نہیں تھی۔ تو کیا سمجھ رہا تھا وہ؟ کہ وہ اس ڈیل کے مطابق گئی تھی؟ کیا مقصد تھا اس کا کہ اس کا لنک اشعر ملک سے ثابت ہو گیا تھا؟ وہ حیرتوں میں ڈوبی اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"نیند نہیں آئے گی آج کی شب...... ان آنکھوں میں اب نیند کہاں...... وہ عکس آنکھوں میں تیر رہا ہے...... ڈرتا ہوں آنکھ جھپکی تو عکس کھو جائے گا۔ خواب آنکھوں سے گر جائیں گے۔ یار یہ محبت خواب دیکھنے پر مجبور کیوں کرتی ہے؟" وہ قاسم کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

"اشعر ملک نے اصلاح دی تھی تمہیں لوٹ آؤ اس راہ سے مگر تم بھی ماننے والے نہیں۔ کچھ نہیں رکھا وہاں اور تمہیں ان چالوں سے ہٹ کر اپنے بزنس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان چالوں سے کچھ نہیں ہوگا۔" قاسم نے سمجھایا تھا مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

"خواب بننے کی عادت ہو گئی ہے یار!...... دھاگے الجھ جاتے ہیں۔ رشتے بننے نہیں آئے ابھی تک...... ایسی کوئی ترکیب نہیں جانتا میں مگر میں چاہتا ہوں ایٹ لیسٹ خواب تو بنتا رہوں...... "اشعر ملک بے بسی سے مسکرایا تھا۔

"مان یا نا مان...... ایک بار پھر پانی میں آگ لگا آیا ہوں۔ ایسی صورتحال کری ایٹ کر آیا ہوں کہ اتباع منصور اگر ابان شکری کی زندگی سے نکلے گی تو ایک بار میرے بارے میں ضرور سوچے گی۔ دل تو نہیں جیت سکا مگر کوشش کر رہا ہوں کسی کا اعتماد جیت لوں۔ اگر اتباع منصور میری طرف پلٹ آئی تو بہت بڑی فتح ہو گی یار" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

قاسم اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ دونوں اس شادی کو توڑنا چاہیں گے؟ وہ دونوں بڑی فیملیز سے بی لونگ کرتے ہیں۔ چاہے وہ ایک مخالفت کے ساتھ تمام عمر ساتھ رہیں مگر وہ اس رشتے کو توڑنا نہیں چاہیں گے۔ یہ میرا مشاہدہ ہے۔ تم ان کے درمیان فاصلے بڑھا سکتے ہو مگر وہ رشتہ توڑ نہیں سکتے!" قاسم بولا تھا اور اشعر ملک کا قہقہہ واضح سنائی دیا تھا۔

"یار! بہت ہنسی مذاق والی باتیں کرنے لگا ہے تو...... مجھے کیا ضرورت ہے ان کے درمیان فاصلے بڑھانے کی؟ وہ یہ کام خود کریں گے اور ان کے درمیان پہلے بھی کونسا سب ٹھیک ہے؟ تم نے دیکھا تھا نا وہ کتنے الجھے ہوئے لگ رہے تھے؟ وہ درحقیقت اس سے بھی کہیں زیادہ الجھے ہوئے تھے۔ خیر میں نے تو ایک راہ دی ہے۔ دل تک پہنچنے کی راہ ڈھونڈی ہے۔ جنٹل مین، گڈ مین بن گیا ہوں۔ پر لڑکی کو جنٹل مین اچھا لگتا ہے نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"تم پری ٹینڈ کر رہے ہو اشعر ملک درحقیقت تم جنٹل مین نہیں ہو۔ اینی وے میں چلتا ہوں رات ہو رہی ہے۔ مجھے صبح جلدی اٹھ کر میٹنگ کے لئے بھی جانا ہے۔ تم بھی سو جاؤ اشعر ملک۔ اور زیادہ خواب مت دیکھنا۔" قاسم مسکرایا تھا اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"دیکھ لینا تم...... جیت جاؤں گا ایک دن...... اینڈ سے چینڈ بھاؤں گا اس ابان شکری کی۔ مجھے یقین ہے ان کا رشتہ باقی نہیں رہے گا۔" وہ پورے یقین سے مسکرایا تھا۔ قاسم مسکرایا تھا اور چلتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ اشعر ملک ڈرنک کے سپ لینے لگا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور کو خواب گاہ تک لے جایا گیا تھا۔ یہ کمرہ ابان شکری کا تھا۔ وہ حیران ہوئی تھی۔ وہ آرام کرنا چاہتی تھی۔ اس کا جسم تیز بخار سے اب بھی جل رہا تھا۔ مگر اردگرد کئی آوازیں تھیں۔ شاید ابان شکری کو اس پر ترس آ گیا تھا تبھی وہ روم میں انٹر ہوا تھا۔ اتباع منصور کو یہ لمحہ غنیمت لگا تھا۔

"تم سب لوگ باہر جاؤ۔ اپنی بھابھی کو آرام کرنے دو۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" ابان شکری کے کہنے پر تمام کزنز لڑکیاں لڑکے اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔ اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

ابان شکری چلتا ہوا قریب آیا تھا۔ اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"اب کیا ہے؟ کوئی اور الزام باقی ہے؟" اتباع منصور نے چڑ کر کہا تھا۔ ابان شکری مسکرا دیا تھا۔

"بہت کچھ باقی ہے اتباع منصور مگر تمہیں جاننے کی جستجو نہیں ہوگی۔ ویسے کافی کیل کانٹوں سے لیس ہیں آپ مگر افسوس اس حسن کی رعنائی میں وہ دلکشی نہیں ہے جو دل پر براہ راست وار کر سکے!" وہ کھردرے لہجے میں بولا تھا۔ لہجہ روح تک کو کاٹتا چلا گیا تھا۔ اتباع منصور اس کے انداز پر اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ کیا ارادہ ہے؟ دل کو آزمانا ہے یا جان کو؟" طنز کا گہرا وار کرتے ہوئے وہ اس کے چہرے کو ملاحت سے چھوتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"حسن قاتل ہے، نظریں دوآتشہ ہیں مگر افسوس یہ دل مائل نہیں ہے ابھی۔ یہ رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا اتباع منصور تم یہاں رہو یا نہ رہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن میں تمہیں اس رشتے سے کبھی آزاد نہیں کروں گا!" اسے بغور دیکھتے ہوئے ابان شکری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اسکی پیشانی سے لبوں تک ایک صراط بناتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔ پھر اسکے لبوں پر شہادت کی انگلی لگاتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"حسن کی ضد ہے کہ دل جیت لے مگر عشق کو سروکار نہیں۔ یہ نگاہ پاگل بھی کر دے تو ابان شکری اپنا ظرف نہیں کھوئے گا۔ ان گداز لبوں پر ان سنی، ان کہی سرگوشیوں کا ڈیرہ ہے مگر...... میں سننا نہیں چاہوں گا۔ اس سلگتی جان میں جو گزارشات ہیں ان کا اعادہ کرنا بند کردو شیرنی......کوئی تمہارا اپنا نہیں رہا۔" وہ مدھم لہجے میں کہتے ہوئے مسکرایا تھا اور سیدھا کھڑا ہوا تھا۔

"میں میرال حسن کے ساتھ باہر جا رہا ہوں تم سو جاؤ۔ تمہارا آرام کرنا ضروری ہے!" اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے وہ بولا تھا۔ اور پھر یکدم مڑ کر چلتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ اتباع ساکت سی اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری کے دماغ میں کیا چل رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ اگر اسے چڑا رہا تھا تو یہ انداز بھونڈا تھا اور اگر سزا دے رہا تھا تو انداز قابل مذمت تھا۔ مگر اتباع اپنے لئے کچھ نہیں بولی تھی۔ وہ وضاحتیں دیتے رہنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی اس سے کچھ حاصل نہیں ہونا تھا۔ مگر یہ محبت تو اس کا رابطہ ابان شگری کے دل سے نہیں جڑ رہا تھا اور اس عمل کو جاری رکھنے کے لئے وہ کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس کا اس گھر میں موجود ہونا، اس رشتے میں بندھنا، اس شادی کو ہونے دینا، ابان شگری سے جڑے رشتوں کا مان رکھنا بہت کچھ ظاہر کرتا تھا۔ مگر اگر وہ یہ بات نہیں سمجھ رہا تھا تو وہ اسے زبردستی ان باتوں کی نشاندہی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ان دنوں پر شرمندہ تھا جب وہ اس کے ساتھ رہی تھی۔ اس کے بہت قریب رہی تھی اور اس سے محبت کا کھلا اظہار کرتی رہی تھی۔ اگر وہ یہ بات جانتا تھا تو ایسا روا رکھنا روا نہیں تھا لیکن اس کے ہر طرح سے اس کے خلاف جانا کیا بات ظاہر کرتا تھا؟

وہ اتنا بڑا بزنس ٹائیکون تھا۔ دنیا گھومتا تھا۔ لوگوں سے ملتا تھا۔ چہرے پڑھنے کا تجربہ تھا اسے۔ وہ نگاہوں کو دیکھ کر یقیناً دل کا حال جان سکتا تھا تو پھر ایسا رویہ اس کے ساتھ رکھنا اس کی عقل کو محدود کیوں کر رہا تھا؟ وہ سب جانتے ہوئے بھی، سب جانتے ہوئے بھی اس طرح کا رویہ کیوں رکھ رہا تھا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

اگر وہ جانتا تھا کہ وہ اشعر ملک کی Spy نہیں ہے تو پھر وہ مسلسل اس پر اسی طور شک کیوں کر رہا تھا؟

مردم شناس نگاہ اس کو جاننے میں مسلسل ناکام کیوں تھی؟ مسلسل اس پر الزامات عائد کیوں ہو رہے تھے؟ ابان شگری بچہ نہیں تھا۔ ناسمجھ نہیں تھا۔ اس کی ری سورسز بھی کم نہیں تھی۔ وہ کوئی بھی بات لمحوں میں جان سکنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کوئی راز اس کی نگاہ سے چھپا نہیں رہ سکتا تھا تو پھر ایسا کیا تھا جو وہ جان نہیں پایا تھا۔

ایسی کون سی حقیقت تھی جو اس کی نظر سے پوشیدہ رہ گئی تھی؟ وہ حیران تھی۔ اس رویے کا سبب ڈھونڈ رہی تھی۔ مسلسل حیران تھی۔ وہ جانتا تھا؟ تو پریٹینڈ کیوں کر رہا تھا؟ کون سی بات اسے اس انتہا پسندی پر مجبور کر رہی تھی؟ اتباع منصور سوچتے سوچتے تھکنے لگی تھی مگر اس کی سمجھ میں اس رویے کی وجہ نہیں آئی تھی۔ اس نے کہا تھا اس ریکارڈنگز سنی ہیں۔ تو کیا یہ بات اسے غصے پر مائل کر رہی تھی؟ اس نے ابان شگری کو بتا دیا تھا کہ اس نے صرف رابطہ کیا تھا۔ پہلے وہ سمجھ رہی تھی اسے اشعر ملک سے مدد طلب کرنا برا لگا ہوگا مگر پھر وہ ریکارڈنگز سننے کا خیال اسے کیوں آیا؟ اور وہ ریکارڈنگز سن کر وہ اتنی انتہا پسندی پر کیوں پہنچ گیا؟ کیا صرف غصہ اسی بات پر تھا؟ وہ اس کا یقین کیوں نہیں کر رہا تھا؟ اس کی آنکھیں کیوں نہیں پڑھ رہا تھا؟ اتباع بخار سے تپتے وجود کے ساتھ کھلی آنکھوں سے تادیر چھت کو تکتے ہوئے ہر سمت اور زاویے سے اس متعلق سوچتی رہی تھی اور پھر جانے کب آنکھ لگ گئی تھی۔

جاگی تھی تو وہ کمرے میں نہیں تھا۔ رات بھر وہ باہر گزار کر شاید لوٹا ہی نہیں تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اتباع منصور کا دل دہل گیا تھا۔ اسے اندازہ تھا دروازے پر کون ہوگا۔ اگر وہاں نمرہ آنٹی ہوئیں تو وہ کیا کہتی تھی؟

دستک دوبارہ ہوئی تھی۔تبھی اسے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا پڑا تھا۔نمرہ وہاں موجود تھیں۔اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھیں۔پھر یہاں سے اس کا ہاتھ تھام کر پیشانی پر پیار کیا تھا اور اس کا چہرہ تھام کر بھرپور محبت اور نرمی سے بولی تھیں۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟ مجھے بہت فکر ہو رہی تھی تمہاری۔اللہ کا شکر ہے ابھی بخار اترا ہے۔تم فریش ہو جاؤ۔میں تم لوگوں کے لئے ناشتہ لگوا دیتی ہوں۔ابان تو علی الصبح ہی جاگنگ کے لئے نکل گیا تھا۔شاید اس نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔میں نے پوچھا تو کہہ رہا تھا تمہیں سونے دوں شاید رات تمہیں تیز بخار تھا۔مجھے خوشی ہے ابان تمہارا اتنا خیال رکھ رہا ہے۔بہت اچھا شوہر ثابت ہو رہا ہے وہ۔" نمرہ بیٹے کی تعریف کرتے ہوئے نرمی سے مسکرائی تھیں۔اتباع نے کسی قدر حیرت نظروں میں لئے انہیں دیکھا تھا۔ابان شگری بہت مہارت سے کھیل رہا تھا۔کوئی الزام اپنے سر نہیں آنے دے رہا تھا۔اس نے ظاہر کیا تھا رات وہ یہاں اس کے ساتھ تھا۔نمرہ کو اور باقی افراد کو اس نے یقین دلا دیا تھا کہ وہ ایک ذمے دار ہزبینڈ ہے اور ہر طرح سے اتباع منصور کا خیال رکھ رہا ہے۔اس نے کسی پر یہ حقیقت منکشف نہیں ہونے دی تھی کہ وہ پچھلی رات اتباع منصور کے ساتھ نہیں تھا یا وہ میرال حسن کے ساتھ باہر چلا گیا تھا۔کتنی چالیں تھی۔کتنی ہوشیاریاں تھیں۔کتنے جال تھے۔ابان شگری بہت کمال سے کھیل رہا تھا۔اس کی نگاہ ہر نکتے پر تھی۔وہ ہر معاملے کو بہت آرام سے نپٹا رہا تھا اور صاف بچ کر نکل رہا تھا۔سو اگر وہ شادی کسی موڑ پر جا کر ختم ہوتی تو اس کے سر کوئی الزام نہیں آتا؟ وہ یہ تمام کھیل صرف اس لئے کھیل رہا تھا؟

اس کی نگاہ میں بہت حیرت تھی۔جب نمرہ مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔

"ابان شگری تم سے بہت محبت کرتا ہے اتباع بیٹا۔میں نے پہلی بار اسے اس طرح پریشان دیکھا ہے۔تمہاری معمولی باتیں بھی اس کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔تمہیں معمولی بخار بھی ہو جاتے تو وہ بہت پریشان ہو جاتا ہے۔میں نے اسے فارم ہاؤس پر بھی اسی طرح پریشان دیکھا تھا۔وہ اپنا ایک لمحہ بہت سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے۔اس کا ایک لمحہ بھی بہت قیمتی ہے مگر جس طرح وہ تمام بزنس چھوڑ کر جا کر وہاں فارم ہاؤس پر بیٹھ کر تمہاری کیئر کر رہا تھا اور ہر طریق سے تمہارا خیال رکھ رہا تھا وہ قابل قدر ہے۔بہت کم شوہر ایسا کر پاتے ہیں۔اس نے جیسے تمہارے لئے دنیا تج دی تھی۔کسی طرف کا ہوش نہیں رہا تھا اسے۔ڈیڑھ مہینہ اس نے تمہارے ساتھ دنیا سے کٹ کر گزارا۔یہ اس کی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔شاید وہ زبان سے کبھی کھل کر تم سے اس محبت کا اظہار نہیں کر سکے گا۔مگر اس کے چھوٹے چھوٹے رویوں میں تمہیں اس بات کا بھرپور ثبوت ملے گا۔ابان ایسا ہی ہے۔" وہ نرمی سے مسکرائی تھیں۔

"بہرحال تم فریش ہو جاؤ۔میں ناشتہ لگواتی ہوں۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تھیں اور اس کی وارڈروب سے اس کے لئے ایک خوبصورت ڈریس نکالا تھا۔

"یہ پہن لو۔ابان نے تمہارے لئے بطور خاص ڈیزائنر سے کہہ کر بنوایا تھا۔یہ پیس بہت خاص ہے۔مجھے یقین ہے تم اسے پہننا چاہو گی!" نمرہ آنٹی مسکرائی تھیں اور اس کا ڈریس بیڈ پر رکھ کر مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی تھیں۔

احتیاج منصور خاموش کھڑی تھی۔ ذہن میں وہ لمحہ گھوما تھا جب وہ اس کی بازوؤں میں کھڑے کھڑے سو رہی تھی اور اس نے اسے بیڈ پر لٹانے کی تجویز دی تھی اور اس نے رد کر کے اس کی بازوؤں میں ایسے ہی کھڑے کھڑے سونا ضروری خیال کیا تھا اور تب ابان شگری نے اسے اس طرح سونے دیا تھا اور خود کھڑے کھڑے اسے اپنی مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور جب تک وہ سوتی رہی تھی وہ اسی طور کھڑا رہا تھا۔ وہ کیا تھا؟ وہ کیئرتھی؟ کیا وہ محبت تھی؟ وہ سخت سردی میں اس کا باہر جانا اور اس بھیڑ کے چھوٹے سے بچے کو اٹھا لانا؟ کیوں کہ صرف وہ ایسا چاہتی تھی یا پھر اس کی ضد پر کئی لمحوں تک اس پیڑ کے نیچے جگنوؤں کو پکڑے رہنا؟ کیا وہ محبت تھی؟ اگر وہ خیال رکھتا۔ ہر طرح سے اسے محفوظ کرنا محبت تھی تو پھر یہ کیا تھا؟

ابان شگری بہت الجھا ہوا انسان تھا۔ جس کا کوئی ایک سرا بھی اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ تو پھر وہ یہاں کیوں تھی؟ نمرہ کے خیال سے؟ اپنی فیملی کے خیال سے؟ یا پھر صرف ابان شگری کے لیے؟

اس نے خود کو ٹٹولا تھا۔ کتنے حیلے بہانے تھے ہر طرف......!

تو کیا ابان شگری کو بھی ایسی صورتحال کا سامنا تھا؟

وہ سوچتے سوچتے تھکنے لگی تھی تو چلتی ہوئی واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆......☆......☆

کوئی سب کے سامنے اتنا الگ کیسے بی ہیو کر سکتا ہے؟ کسی کے کتنے روپ ہو سکتے تھے؟

ابان شگری سب کے سامنے اس کے ساتھ انتہائی کیئرنگ تھا۔ جوس کا گلاس اس کے سامنے رکھتے ہوئے وہ اسے توجہ سے دیکھ رہا تھا۔

"شاباش یہ جوس پی لو۔" وہ بہت کیئرنگ انداز میں دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ احتیاج منصور خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"ابھی ڈاکٹر چیک اپ کے لئے آئیں گے۔ مجھے لگتا ہے تمہیں بہت سے ٹونکس کی ضرورت ہے۔ میں اس سے کہہ کر Prescription لکھوا لوں گا۔"

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" ابان شگری کے بہت خیال ظاہر کرنے پر وہ بولی تھی۔

"تم نقاہت محسوس کر رہی ہو۔ بہت کمزور لگ رہی ہو۔ تمہیں اپنا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔" ابان شگری بہت زیادہ کیئرنگ ہو رہا تھا۔ یہ بوا اور نمرہ آنٹی کے وہاں موجود ہونے کا اثر تھا۔ احتیاج نے ابان کو دیکھتے ہوئے اچٹتی نگاہ بوا اور نمرہ پر ڈالی تھی۔ وہ مسکرائی تھیں۔ احتیاج کو بہت آکورڈ لگا تھا جب ابان شگری نے جوس کا گلاس اٹھا کر اس کے لبوں سے لگا دیا تھا۔

نمرہ اور بوا کسی بہانے سے اٹھ گئی تھیں۔ ابان شگری اور احتیاج منصور وہاں تنہا رہ گئے تھے۔ احتیاج منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اسے معلوم تھا اب اس رشتے کی قلعی کھلے گی۔ ابان شگری نے جوس کا گلاس اسے تھما دیا تھا۔ احتیاج جانتی تھی وہ پہلے والے رنگ میں

رہے گا اور وہی ہوا ابان شگری کے چہرے پر وہی رنگ تھے۔ وہ اجنبیت تھی۔ وہی کھردرا پن تھا اور وہی غصہ تھا۔ وہ تنفر کس بات کو ظاہر کرتی تھی؟ ابتہاج نے جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھا تھا جب ابان شگری کافی کے سپ لیتے ہوئے دیکھا تھا۔

"آپ کو یہ جوس کا گلاس ابھی ختم کرنا ہے شاباش۔ نو Excuses۔ جلدی ختم کریں۔" وہ سپاٹ لہجے میں جیسے کوئی معمول کی بات کرتا ہوا بولا تھا۔ ابتہاج منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"اتنی کیئر شو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی رشتہ نہیں ہے تو کم از کم یہ ڈرامہ بند کر دیں۔" وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری اسے اطمینان سے دیکھنے لگا تھا اور پھر مسکرایا تھا۔

"آپ کی روش اختیار کر رہا ہوں۔ اس رشتے کی قلعی سب کے سامنے کھل گئی تو پھر آپ کی قلعی بھی کھل جائے گی۔ سوچ لیں آپ کو یہ منظور ہوگا؟" وہ طنز کرتا ہوا مسکرایا تھا۔ ابتہاج منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"کونسی قلعی؟ ضروری نہیں جو الزامات آپ لگائیں ان کی کوئی صداقت بھی ہو۔ آپ فضول میں الزامات عائد کر رہے ہیں جس کی سچائی نہیں ہے!" وہ رد کرتے ہوئے بولی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"شیرنی یہ شیریں لب جو کہتے ہیں سب یقین کے قابل لگتا ہے۔ مگر ابان شگری تمہارا پیار نہیں ہے۔ میں ان بوری حقیقتوں پر اعتبار کرنا چاہوں بھی تو اعتبار نہیں کر سکتا۔ دل چاہتا ہے اگرچہ کہ ان شیریں لبوں کے تمام لفظوں پر ایمان لے آؤں مگر کم بخت ریکلٹی ...... اف! حسن کئی وار کرتا ہے مگر عشق کی باتیں دماغ رد کر دیتا ہے۔ اب اس عشق کی کتنی سنو؟ یہاں تو کوئی لاتعداد کہانیاں ہیں اور لامحدود داستانیں ہیں۔ محبت کو کہاں تک سنوں؟ کہاں تک دیکھوں؟" وہ مسکرایا تھا۔ ابتہاج منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

وہ شخص بہت الجھا ہوا جال لگا تھا اسے ...... ہمیشہ اول دن سے ...... اس کا اصل روپ کیا تھا ...... اس کا اصل رویہ یا پرسنالٹی کیا تھی وہ کبھی جان نہیں پائی تھی۔ ایک کے بعد ایک روپ سامنے آتا تھا۔ کبھی وہ بہت کیئرنگ تھا۔ جان نثار کرنے والا ہر جینڈ تھا۔ جو ہر شے تج سکتا تھا۔ دنیا کو ایک طرف رکھ کر اس کو فوقیت دے سکتا تھا اور کبھی وہ بہت بدگمان تھا۔ بہت کھردرا تھا۔ بہت سی تلخی اس کے لبوں پر تھی۔ شعلوں کی لپک آنکھوں میں تھی جیسے وہ اسے جلا کر خاکستر کر دے گا اور ہر شے اس آگ کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ ایک پل میں کیسے زاویے بدلتے تھے۔ ابان شگری بہت مشکل تھا یا فقط مشکل بن رہا تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ میرال حسن ڈائننگ ٹیبل پر آ کر بیٹھی تھی اور ماحول ہی بدل گیا تھا۔ ابان شگری اس کو مکمل اگنور کرتے ہوئے اس کے قریب ہوا تھا اور وہ کوئی بات بہت مدھم انداز میں کرنے لگے تھے۔ میرال اس کے کان کے بہت قریب چہرہ کر کے کچھ بولی تھی اور پھر مسکرائی تھی۔ آواز اتنی کم تھی کہ وہ سن نہیں پائی تھی مگر وہ دونوں بہت قریب تھے۔ ابتہاج منصور نے نگاہ پھیری تھی اور پھر فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر چلتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ پتہ نہیں ابان شگری نے اس کے اٹھ کر چلے آنے کا نوٹس لیا تھا کہ نہیں مگر اس کا دل جیسے کٹ کر ٹکڑوں میں بٹ رہا تھا۔ وہ کھلی فضا میں آ گئی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ فارم ہاؤس پر اس کے قریب آنے کا کیا سبب تھا؟ اور ابان شگری سر جھکا کر اس کے ہر حکم کی تعمیل کیوں کرتا رہا تھا؟ اس کی ہر بات کیوں مانتا رہا تھا؟

وہ تمام کیئر کس لیے تھی؟ کیا وہ محبت تھی؟ یا محبت کی کوئی صنف تھی؟ یا صرف دکھاوا تھا؟

ابان شگری اتنا کیئرنگ اور لوونگ تھا تو پھر اب اچانک اس کا رویہ کیونکر بدل گیا تھا؟ جب وہ اسے میرال حسن سے چھین کر فارم ہاؤس چلی گئی تھی تو وہ اس پر خود مائل دکھائی دیا تھا اور پھر اچانک سے اس پر الزام عائد کر دیا تھا کہ وہ اشعر ملک کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ پھر جب وہ بیمار ہو گئی تھی تو سب کچھ بھول کر وہ جاں نثار ہزبینڈ کے روپ میں سامنے آیا تھا اور جی جان سے اس کی تیمارداری کرنے لگا تھا۔ اور پھر جب وہ روبصحت ہوئی تھی تو وہ اچانک اپنے پرانے رنگ میں آ گیا تھا اور وہی لکیر دوبارہ پیٹنے لگا تھا۔ وہی بات، وہی شک...... وہی کھردرا رویہ...... وہی زہر زہر لفظ...... اور تب سے اب تک کچھ نہیں بدلا تھا۔ کوئی ایک بات بھی نہیں بدلی تھی۔

یہ کیسی محبت تھی؟ یہ کیسی چاہت تھی اس کے دل میں؟ یا محبت سرے سے ناپید تھی؟ اور فقط وہ اس سے Expect کر رہی تھی کہ وہ محبت جتائے، اس سے وہی محبت کرے جو دل جیت لے، روح کو فتح کر لے؟ وہ fantasy کی دنیا میں رہنے والی بے وقوف لڑکی کیوں بن رہی تھی؟ ابان شگری کے ہر ناروا سلوک اور رویے کو کیوں اس طرح جھیل رہی تھی؟ اسے کیوں برداشت کر رہی تھی؟ کیا یہ اس کی محبت تھی؟ محبت میں دی جانے والی کوئی خصوصی رعایت تھی؟ وہ ابان شگری کو وہ رعایتیں کیوں دیئے جا رہی تھی؟ اس کے اتنے کمزور رویے کے باوجود یا پھر یہ محبت نہیں تھی صرف کسی کے خیال کی غرض سے وہ اسے یہ رعایتیں دے رہی تھی؟ صرف اس لیے کہ ثمرہ آنٹی نے اس سے درخواست کی تھی؟ یا پھر اس لیے کہ بوا یہاں موجود تھیں اور وہ اس شادی یا رشتے سے انحراف نہیں کر سکتی تھی؟ اصل مدعا کیا تھا۔ وہ کس کی خاطر اتنا کچھ جھیل رہی تھی؟ کس کے لیے؟ کس کی خاطر؟ یا خود کے لیے؟ اپنے دل کے لیے؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اس کے قدم زمین سے جیسے ایسے جڑے تھے کہ وہ ایک قدم بھی ہلانے سے قاصر تھی۔ ابان شگری سے دور جانے کے بارے میں سوچنا اور آگے بڑھ جانا تو شاید بہت بڑی بات تھی وہ ایسا سوچ بھی نہیں پا رہی تھی۔ وہ آؤٹ پلیس کی طرف بڑھتی ہوئی بہت تھکی سی لگی تھی۔ جیسے اس کے وجود پر صدیوں کے سفر کی تھکن تھی۔ قدم من من بھر کا ہو رہا تھا۔ مگر وہ چلتی جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

"محبت کو رعایتیں دینے سے کیا ہوتا ہے یار؟ کوئی معجزہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر معجزہ ہوتا ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ خاصا بور کام ہے نا کسی سے آس لگا کر رکھنا اور معجزات کی امید رکھنا؟" اشعر ملک کرش کینڈی کھیلتے ہوئے ایک اچٹتی نگاہ قاسم کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔ وہ بہت پراطمینان دکھائی دے رہا تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھتے ہوئے فائل اس کے سامنے رکھی تھی۔

"کیا بات ہے اشعر ملک؟ تمہیں تو غمگین ہونا چاہیے تھا کہ اجاج منصور شیخ کی شادی انجام پا گئی ہے؟ پھر چہرے پر یہ نور کیسا؟ اتنا اطمینان وہ بھی اتنی بڑی ہار کے بعد؟" قاسم مسکرا دیا تھا۔ اشعر ملک ہنس دیا تھا اور موبائل ایک طرف رکھ کر فائل کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

"یار! میں ہارا ہوں پر مانوں کیوں؟ یہ ہار عجیب سی ہوتی ہے نا؟ جیسے دل و جان میں کہیں کچھ ٹوٹ پھوٹ ہو رہی ہے؟ یار! میں اس ٹوٹ پھوٹ کا خمیازہ چاہتا ہوں، ازالہ چاہتا ہوں۔ نقصان کا سود وصول کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے میرا اطمینان میں رہنا بہت

ضروری ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ قاسم مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگا تھا۔

"تم نہیں بدلو گے اشعر ملک، پکے عاشق ہو۔ مگر مجھے لگا تھا اتنا کچھ ہو جانے کے بعد تمہیں فرق پڑے گا اور تم اپنی راہ بدل لو گے مگر تم تو بہت مضبوط اعصاب کے ہو اشعر ملک۔ ایک تو اتنی ہمت دکھا کر خود اس شادی کو اٹینڈ کرنے پہنچ گئے۔ اسے دلہن بنے دیکھ کر آئے۔ کسی اور کے ساتھ اسے دیکھ کر آئے اور پھر اس پر اتنے جگر کا مظاہرہ کر رہے ہو؟ بہت مضبوط دل گردے کے ہو تم تو!" قاسم نے مسکراتے ہوئے اسے داد دی تھی۔ اشعر ملک فائل کو سر کو جھکائے بغور پڑھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"سمندر پر سکون ہے تو مت سمجھ کہ اس کی سطح میں کوئی ہلچل نہیں۔ یا کسی طوفان کی آمد متوقع نہیں کیونکہ جو جتنا خاموش ہے اس میں اتنے ہی طوفان بھی چھپے ہوئے ہیں۔ اب محبت کی بات ہے یار۔ تم نہیں سمجھو گے۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے کہہ کر دوبارہ پورے انہماک سے فائل پڑھنے لگا تھا۔

"اشعر ملک، مجھے نہیں معلوم تھا تم اتنا حوصلہ رکھتے ہو۔ بہت ہمت سے تنے کھڑے ہو اور مسلسل اطمینان سے کھیل بھی رہے ہو ورنہ طوفان میں تو اچھے اچھے درخت بھی ٹوٹ کر گر جاتے ہیں۔" قاسم نے کہا تھا اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔ فائل کو بغور پڑھنے کے بعد سائن کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"اشعر ملک کوئی طوفان کی زد میں آ جانے والا پیڑ نہیں ہے۔ جتنے بھی طوفان آئیں اشعر ملک کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔" اشعر ملک نقصان پروف ہے۔" وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"یار محبت پارہ صفت ہے۔ محبت کو خود نہیں پتہ اس کے خواص کیا ہیں۔ محبت ہارنے لگتی ہے تو اسے خبر نہیں ہوتی وہ کتنی تناور بن جاتی ہے۔ محبت کی یہی خاصیت ہے جو محبت کو خود بھی معلوم نہیں۔ نا مانو یار اگر محبت اتنی ہی بے خبر ہے۔" اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکراتا ہوا بہت پراسرار لگا تھا جیسے اس کے دل اور دماغ میں بہت کچھ چل رہا ہو۔ قاسم کچھ نہیں پایا تھا۔ اشعر ملک دانستہ جیسے اب راز کی باتیں شیئر نہیں کر رہا تھا یا پھر اس کے پاس شیئر کرنے کو زیادہ کچھ نہیں تھا۔

"اشعر ملک میری مانو تو یہ سب متروک کر دو۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے تمہیں اپنے بزنس پر توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔" قاسم نے اسے مشورے سے نوازا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"یار فی الحال اور تا حال محبت کی سمجھ نہیں آئی جس دن آ گئی تمہیں مطلع کر دوں گا کہ محبت کتنی بے قرار کر دینے والی شے ہے۔" اشعر ملک دھیرے سے مسکرایا تھا پھر مسرور سا بولا تھا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ محبت کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ دنیا کی سب سے کھسکی ہوئی شے محبت ہے۔ مگر یار جتنی پیچیدہ ہے اتنی ہی دلچسپ بھی ہے۔ محبت کی دلچسپ باتوں میں ایک بات اس کا نا سمجھ میں آنا اور پیچیدہ ہونا ہے۔" وہ بولا تھا تبھی اس کا سیل فون بجا تھا۔ اسکرین پر چمکتا ہوا نام ابان شگری کا تھا۔ اشعر ملک حیران ہو کر مسکرایا تھا۔

"یہ ہے محبت، بہت حیران کن...... بجھتی، جلتی۔ پھر جل کر دوبارہ بجھتی اور جلا کر خاکستر کرتی...... اف یہ محبت! دیکھو رقیب کو بھی مجبور کر دیا رابطے بحال کرنے کو۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ پھر سیل فون اٹھا کر کال ریسیو کی تھی اور فون کان سے لگایا تھا۔

"جی......!" اشعر ملک مسرور سا مسکرایا تھا۔

"ابان شکری اسپیکنگ......!" دوسری طرف ابان شکری بھرپور بارعب آواز سنائی دی تھی۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"جانتا ہوں یار۔ میں رشتوں کو زبانی یاد رکھتا ہوں۔ کہو چھوٹے بھائی آج کیسے یاد کر لیا؟" اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرایا تھا۔ قاسم نے چونکتے ہوئے اس صورتحال کو دیکھا تھا۔

"میں ملنا چاہتا ہوں اشعر ملک۔ یکی تم سے بات کر کے وقت اور وینیو ڈی سائیڈ کرے گا۔ کچھ وقت نکال کر آ جانا۔" ابان شکری نے بہت مضبوط لہجے میں مطلع کرتے ہوئے کہا تھا۔ اشعر ملک چونکا تھا اور مسکرایا تھا۔

"یار اچانک اتنے کرم کیوں؟ ارادہ کیا ہے؟ اس طرح ملنے کی کیسے ٹھان لی؟" مطمئن سا مسکراتا ہوا اشعر ملک پوچھنے لگا تھا۔

"زیادہ سوال نہیں اشعر ملک۔ میرے پاس ہر سوال کا جواب دینے کا وقت نہیں ہے۔ میں نے آل ریڈی کہہ دیا ہے۔ Details یکی سے ڈسکس کر لینا۔" ابان شکری بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اف میرا چھوٹا بھائی پہلی بار زندگی میں اتنا پیارا لگا ہے مجھے۔ یار! بہت ٹوٹ کر پیار آ رہا ہوں کیا کروں؟ دل چاہ رہا ہے بچپن کی طرح ایک بار ملیں اور ری ویو کے روڈ پر دور تک سائیکل کی ریسیں لگائیں اور تو جیت بھی جائے تو میں برا نہ مانوں۔ مجھے یاد ہے نا محبت میں اکثر تو مجھ سے جیت جایا کرتا تھا؟ یار اب تو تمہاری عادت اور پختہ ہو گئی ہے۔ کبھی تو بڑے بھائی کو بھی جیتنے دیا کر یار۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں شکوہ کیا تھا۔ ابان شکری نے خلاف معمول اسے بہت توجہ سے سنا تھا اور جواب دیا تھا۔

"مجھے یاد ہے اشعر ملک۔ تم جانتے ہو میری یادداشت حیران کن ہے۔ مگر فی الحال بچپن کی کوئی بات یہاں ڈسکس نہیں ہو رہی۔ بڑے ہو جانے کے بعد ایک اچھا کام یہ کرنا چاہیے کہ تمام باتوں کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دینا چاہیے۔ بہرحال آئی ول ٹاک ٹو یو لیٹر۔ ملتے ہیں پھر بات کرتے ہیں۔" ابان شکری نے کہا تھا اور کال کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ اشعر ملک ساکت سا فون کو دیکھنے لگا تھا۔ پھر مسکرا دیا تھا۔

"حیران کن چیزیں وقوع پذیر ہونے لگیں تو ری ایکٹ کیسے کرنا چاہیے؟ کچھ سمجھ نہیں آ رہا مگر رقیب نے تو آج حیران کرنے کی ہر حد پار کر دی!" وہ مسکراتے ہوئے قاسم کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ قاسم نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا پھر جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"ابان شکری کی کال تھی۔ ہے نہ عجیب بات؟ مگر یہ سچ ہے آج ابان شکری نے کال کی اور ملنے کا ارادہ ظاہر بھی کیا۔ اس سب کے پیچھے کیا اسرار ہو سکتا ہے یار؟" اشعر ملک قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ قاسم نے اسے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"میں اندازہ کرنے میں ناکام رہا ہوں اشعر ملک مگر ابان شکری کے دماغ میں ضرور کچھ خاص بات ہو گی۔ تمہیں میٹنگ کے لئے

ضرور جانا چاہئے۔ مجھے لگتا ہے یہ تمہارے بزنس کے لئے ضرور اچھا ہوگا۔" قاسم مرتضیٰ نے دور اندیشی سے کہا تھا۔ اشعر ملک کچھ سوچتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اگر تمہاری چھٹی حس ایسا کہتی ہے تو میں یہ موقع گنوانا نہیں چاہوں گا قاسم۔ مجھے بھی لگتا ہے ابان شگری کام کی بات کرے گا۔ ابان شگری کی ایک بات اچھی ہے۔ وہ میری طرح فضول باتوں پر وقت ضائع نہیں کرتا۔ اس کی بات مدلل ہوتی ہے۔ وہ جو سوچتا ہے وہ کہتا ہے اور جو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ بندے میں دم ہے اور یہی بات اشعر ملک کو پسند ہے مگر اشعر ملک پھر بھی سب سے بیسٹ ہے۔ لگتا ہے یہ بات ابان شگری پر بھی کھل گئی ہے۔ تبھی تو اس نے رابطہ کرنے میں کوئی حیل حجت نہیں جانی اور تبھی تو میں کہتا ہوں آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو۔" وہ ایک آنکھ شرارت سے دبا کر بولا تھا اور مسکرا دیا تھا۔ قاسم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا مگر اس کا دماغ مسلسل سوچتا دکھائی دیا تھا۔ شاید وہ ابان شگری کے اقدام پر حیران تھا اور اس کا کنسرن جاننا چاہتا تھا۔ شاید وہ جاننے کا خواہاں تھا کہ میٹنگ کا پرپز اور ایجنڈا کیا تھا۔ اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرا رہا تھا۔

☆......☆......☆

ابتہاج راہداری سے گزر رہی تھی جب میرال سے اس کا سامنا ہوا تھا۔ ابتہاج آگے بڑھ جانا چاہتی تھی مگر میرال نے مسکراتے ہوئے ایک طرف سے راستہ روک لیا تھا۔ وہ شاید جتانا چاہتی تھی کہ اس کے پاس کیا ہے یا وہ کیا حاصل کر چکی ہے۔ اس کی مسکراہٹ بہت کچھ جتا رہی تھی اور ابتہاج کو اس سے کچھ لینا دینا نہیں تھا۔

"کہا تھا نا چھین لوں گی تم سے؟ محبت بہت پاورفل ہوتی ہے۔ دیکھو ابان شگری کو میری محبت کا احساس ہو گیا ہے اور وہ تمہارے نہیں میرے ساتھ ہے۔ تمہیں واپس لوٹ جانا چاہئے۔ یہ تمہاری دنیا نہیں ہے۔ ابان شگری تمہیں کبھی نہیں اپنائے گا۔ میں اسے جانتی ہوں۔ ایک بار اس کا دل کسی سے کھٹا ہو گیا تو سمجھو پھر پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔" میرال حسن اسے بہت کچھ جتا رہی تھی۔ ابتہاج منصور کچھ نہیں بول پائی تھی۔ خاموشی سے اسے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

☆......☆......☆

"والدہ والد یار آج آپ اچانک کیسے آ گئے؟ بتا کر تو آتے؟ میں تو اہم میٹنگ کے لئے نکلنے والا تھا۔" اشعر ملک نے کہا تھا۔ والدہ نے اسے گھورا تھا۔

"تمہارا وہ کر تیرا دماغ الٹ گیا ہے۔ اپنے والدین کے آنے پر ایسا بی ہیو کرتے ہیں؟" ماں نے شرمندہ کیا تھا۔

"نہیں والدہ میرا وہ مطلب نہیں تھا مگر میں ایک اہم میٹنگ کے لئے جا رہا تھا۔ اینی وے آپ بیٹھیں تو سہی۔" وہ بوکھلا کر بولا تھا۔ والدہ والد نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تیرا نا دو کانوں میں سر کرنے والا ہوا ہے۔ عقل ٹھکانے لگانے آئے ہیں تیری۔" والدہ نے ڈپٹا تھا۔ اشعر ملک مسکراتے

ہوئے سر جھکا گیا تھا۔

"حکم کریں والد!"

"حکم کے بچے۔ تیرا رشتہ مانگ رہا ہوں تیری پھوپھو سے اب بس انسان کا پتر بن جا۔ یہ ادھر ادھر کی ساری حرکتیں اور شوق پہلی فرصت میں ختم کر دے ورنہ تو مجھے جانتا ہے نا؟ دنبہ بنا کر ماروں گا" والد نے دھمکایا تھا اور اشعر ملک حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"پھوپھو کی بیٹی سے؟ نہیں والد...... ایسا ستم مت کریں۔ کوئی اور سزا تجویز کر دیں۔ اس سزا سے زیادہ بہتر دنبہ بن کر آپ کی مار کھانا ہے۔ یہ نہ کریں!" وہ شاکڈ سے منمنایا تھا۔ والد نے اسے گھورا تھا۔

"تجھے بہت، بے تحاشا آزادی دے کر دیکھ لیا ہے۔ اب یہ قید ضروری ہے۔ ایک دم سدھر جا۔ انسان کا پتر بن جا ورنہ بہت مار کھائے گا۔"

"لیکن والد...... والدہ آپ کوئی فیور کریں۔ یار والد سے بات کریں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اکیسویں صدی میں اس سے زیادہ ظلم اس روئے زمین پر کہیں اور نہیں ہوا ہوگا۔ تھرڈ ورلڈ وار بھی اس سے کہیں کم کا واقعہ قرار دیا جائے گا۔ مگر یہ پھوپھو کی بیٹی سے شادی...... کبھی نہیں!" اشعر ملک نے دہائی دی تھی۔

"بیٹھ یہاں تمیز سے۔ میری بات سن۔ ماں کی طرف مت دیکھ وہ کوئی فیور نہیں کرنے والی۔" والد نے اسے والدہ کی طرف سے مدد طلب کرتی نظروں سے دیکھا تھا۔ پھر برا سا منہ بنا کر والد کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

"یار والدہ یہ سنگین اور انتہائی ظالمانہ منصوبہ والد کے دماغ میں آیا ہے۔ اس سے کہیں درجہ Better منصوبے بنائے جا سکتے تھے۔ ایک بار میری رائے تو طلب کر لی ہوتی۔ ہو سکتا ہے مجھے کوئی اور پسند ہوا" اشعر ملک نے دنبے کی طرف ذبح ہونے سے پہلے ہاتھ پاؤں مارے تھے۔

"میرا چاند۔ اپنے والد کی بات سنو۔ کتنی آزادی تو دی تمہیں۔ تم نے ہر بار منع کیا ہم نے بھی ٹال دیا۔ بٹ ناؤ اٹس ٹائم ٹو گٹ settled۔ دیکھو ایان تم سے چھوٹا ہے اس نے بھی شادی کر لی۔ ایک دو سال اسی طرح اور رہ گئے نا تو پھر کوئی اچھی لڑکی بھی نہیں ملے گی۔" والدہ نے ڈرایا تھا۔

"چھوڑیں والدہ۔ آپ کا اشعر ملک اتنا خوبرو ہے۔ یار والدہ ابھی تیس کا بھی نہیں ہوا ہوں۔ پورے سولہ مہینے باقی ہیں۔ آپ تو مجھے ابھی سے ڈرانے لگیں۔" اشعر ملک نے دہائی دی تھی۔ والد نے گھورا تھا۔

"اشعر ملک...... فضول باتیں بند کرو۔ میری بات سنو۔ جس طرح تمہاری حرکتیں رہی ہیں نا اس سے کوئی شریف بندہ اپنی بیٹی دینے سے تو رہا" والد نے کہا تھا۔ اشعر ملک منہ کھول کر دیکھنے لگا تھا۔

"یار والد...... کیسی حرکتیں؟ اتنا بڑا بزنس ایمپائر کھڑا کیا ہے۔ دیکھیں انٹرویوز لگے ہیں بڑے بڑے میگزینز میں آپ کے

ہونہار بیٹے کے۔ یوکے میں 25 اتنی بڑی کمپنیاں اوپن کی ہیں۔ کیمرون سر جھکا کر ملتا ہے۔ آپ کو میری نالائقی دکھائی دیتی ہیں۔ میری اچیومنٹس دکھائی نہیں دیتیں؟ یار! یہ تو ظلم ہے۔ اتنے بڑے بزنس ٹائیکون اور انٹرپرینیور کو ایسے تو انڈر اسٹیمیٹ مت کرو نا یار! والد!"

اشعر ملک نے اپنی قابلیت اور اچیومنٹس گنوائی تھیں۔ والد نے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک نے والد کے اطمینان پر والدہ کو دیکھا تھا۔

"دیٹس ناٹ فیئر والدہ۔ تھوڑا تو ساتھ دیں۔ یار! والدہ آپ کا بیٹا اتنا بھی نالائق نہیں ہے۔ یار! جو بھی کیا مگر کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ ایسا مت کریں یار!۔ پھوپھو کی بیٹی سے شادی بہت بڑی سزا ہے۔ اچھا ایسا کریں اس سے کم کی کوئی سزا تجویز کریں۔" وہ ایک پوائنٹ پر اٹکا ہوا تھا۔

"بیٹا آپ کے والدین کی ساکھ ہے جسے دیکھ کر کوئی اب بھی رشتہ دے رہا ہے۔ تمہاری پھوپھو کی بیٹی ہی تمہارے لئے مناسب ہے۔ اب اس عزت کی عزت رکھ لینا۔ میں آج شام ہی تمہاری پھوپھو سے بات کروں گا۔ مجھے میرال تمہارے لئے بہت اچھی لگی ہے۔ بہت سمجھدار بچی ہے۔" والد نے تعریف کی تھی۔

"میرا تو مجھے بھی بہت پسند ہے۔ ہماری بہو بننے کے لائق ہے۔ اور تمہارے ساتھ سوٹ بھی کرے گی۔" والدہ نے بھی مہر ثبت کر دی تھی۔ وہ منہ کھولے حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی شکل ایسی تھی جیسے اسے کوئی تختہ دار پر لے جا رہا ہو۔ والد نے پیار سے اس کی پیٹھ کو تھپکا تھا۔

"میرے ہونہار بیٹے ہو۔ تھوڑا بہت فخر میں کر سکتا ہوں۔ تمہاری پھوپھو بھی اس روش کو دیکھ کر رشتہ دے دیں گی۔ ورنہ باقی تمہارے کام دیکھ کر تو لوگ توبہ توبہ کرتے ہیں۔" والد نے اسے لتاڑا تھا۔

"یار! والد......!" وہ منمنایا تھا۔

"خاموش! کوئی اور بات نہیں!" والد نے چپ کرا دیا تھا اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شکری تیار ہو کر میٹنگ کے لئے نکل رہا تھا۔ جب ابتاج سے سامنا ہوا تھا۔ وہ کوئی حتمی بات کرنے کے موڈ میں لگ رہی تھی۔

"آئی نیڈ ٹو ٹاک ٹو یو!" وہ فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ سوٹڈ بوٹڈ وہ بندہ بہت تر و تازہ لگا تھا۔ اس کے کلون کی مہک ابتاج کی اطراف پھیلی ہوئی تھی۔

"فی الحال بات نہیں کر سکتا۔ میٹنگ کے لئے نکل رہا ہوں۔ ہم بعد میں بات کرتے ہیں۔" ابان شکری نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں یہ بات زیادہ اہم ہے۔ مختصر ہے۔ زیادہ طویل نہیں ہے۔ بوا واپس جا رہی ہیں۔ میں کچھ دنوں کے لئے ان کے ساتھ واپس جانا چاہتی ہوں۔ کچھ دنوں کے لئے کھل کر سانس لینا چاہتی ہوں۔" ابتاج منصور نے مدعا بیان کیا تھا۔ ابان شکری اسے بغور دیکھا تھا۔

"تم جانتی ہو ہمارے درمیان کیا ہے؟" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"ہمارے درمیان کچھ نہیں ہے!" وہ روانی سے بولی تھی۔

"اور یہی بات تمہیں فرار پر مائل کر رہی ہے؟" ابان شگری نے جتایا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"آپ باتوں کو غلط رنگ میں لینے کے عادی ہو۔" اتباع منصور اس کی طرف دیکھ نہیں سکی تھی۔ نگاہ پھیر گئی تھی۔

"قیدی نہیں ہوں آپ کی۔ اپنی مرضی سے کہیں جا آ سکتی ہوں۔ شادی ہوگئی اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں قیدی ہوگئی ہوں۔" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"آپ نہیں جاسکتیں۔" وہ بغور دیکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

"اس رشتے کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ یونو دیٹ!" وہ بے بس سی ہو کر بولی تھی۔

"کیا چاہیے؟ پرووائیڈ کروں گا۔ مگر اس طرح نہیں۔ یو جسٹ کانٹ گو اینی ویئر لائیک دس...... میں خود آپ کو ملانے لے جاؤں گا۔ یو ہیو ٹو۔ ایسے کتنی کہانیاں بنیں گی۔ فی الحال دوست ایک Cruise پارٹی پر اصرار کر رہے ہیں اور ہمارا اس پارٹی میں شامل ہونا بہت ضروری ہے۔ آئی ہوپ یو انڈرسٹینڈ؟" ابان شگری اپنا مدعا مدلل لہجے میں بیان کرتے ہوئے اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔ اتباع نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور تبھی وہ اس کا چہرہ تھپتھپا کر آگے کی سمت بڑھ گیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے مکمل پراعتمادی سے چلتے اور گاڑی کی سمت بڑھتے دیکھا تھا۔ اس کے گارڈز احترام میں کھڑے تھے جیسے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔ اس کے گارڈ پیچھے کھڑے گاڑی میں بیٹھے تھے اور ابان شگری گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے میٹنگ کے لیے روانہ ہوگیا تھا۔ اتباع منصور اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی تھی۔ کسی سے محبت کیا ہوئی تھی سارے اختیار ہاتھ سے جاتے رہے تھے۔ ہاتھوں میں کچھ نہیں رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ کھڑی تھی وہاں اور آگے کی راہ کہاں جاتی تھی وہ نہیں جانتی تھی۔

☆......☆......☆

"وہاٹ مم؟ اشعر ملک؟ یہ کیسے آیا آپ کے دماغ میں؟ آپ کو وہی ملا تھا ایک نمونہ؟" میرال حسن تیزی سے تقریباً چیخی تھی۔ دوسری طرف مم نے حلاوت اور نرمی سے کچھ سمجھایا تھا۔ تبھی وہ سر تقریباً نفی میں ہلاتے ہوئے بولی تھی۔

"مم...... ہی کانٹ بی ڈاؤن...... اشعر ملک؟ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں؟ میں اس بندے کے ساتھ دو لمحے نہیں گزارنا چاہوں گی اور آپ میری پوری لائف کو اس گھونچو سے جوڑ رہی ہیں؟" میرال حسن مضبوط لہجے میں اشعر ملک کو رد کرتے ہوئے بولی تھی۔

"چاہے وہ آپ کے بھائی کا اکلوتا ہونہار بیٹا ہے۔ قابل ہے، Stable ہے مگر آئی ایم ناٹ امپریسڈ...... آپ کو کیسے لگا کہ میں اشعر ملک کے لیے قائل ہو جاؤں گی یا اس جیسے نمونے کے لیے ہاں کردوں گی؟" وہ حیرت میں ڈوبے لہجے میں بولی تھی۔

"نہیں مجھے ڈیڈ سے فی الحال بات نہیں کرنا۔ آپ اور ڈیڈ مل کر میرے لیے یہ سازشیں بنا رہے ہو۔ دیٹس ناٹ فیئر مم۔ اشعر ملک سے شادی کرنے سے بہتر ہے میں خودکشی کرلوں۔ اتنا بڑا آئیڈیا آیا کیسے آپ کے دماغ میں؟" وہ مسلسل شاکڈ تھی۔

"اف ماموں کو ایسا لگا؟ ماموں مامی اپنے نالائق بیٹے کو میرے سر منڈھنا چاہتے ہیں تو کیا آپ اس میں اس طرح پیش پیش ہو گئے؟ مم ایسے کیسے؟" وہ حیرت میں غوطہ زن تھی۔

"نو نو...... میں یہ پریشر قبول نہیں کروں گی مم۔ اشعر ملک سے شادی؟ نیور......!" وہ کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھی۔

☆......☆......☆

میٹنگ وینیو پر اشعر ملک ابان شگری سے پہلے موجود تھا۔ ابان شگری نے اسے دیکھتے ہوئے سیٹ سنبھالی تھی۔" اشعر ملک اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"حریف ہیں یار! مگر اتنے بڑے دشمن نہیں کہ تم ہاتھ بھی نہ ملاؤ۔ چلو گلے ملنا تو بڑی بات ہے۔ مگر ایٹ لیسٹ ہاتھ تو ملا سکتے ہو نا؟" اشعر ملک نے کہتے ہوئے فراخدلی سے خود ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا۔ ابان شگری نے اسے ایک لمحہ کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر اپنا ہاتھ اس کی سمت بڑھایا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"میں یونہی تو نہیں کہتا نا یار! کہ آئی ایم وا بیسٹ...... تو بس جیلس ہو؟" اشعر ملک ایک آنکھ دبا کر بولا تھا۔ ابان شگری نے اشعر ملک کے فطری انداز اور اس کی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

"میں مدعے کی بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں اشعر ملک۔ ادھر ادھر کی باتوں میں الجھ کر وقت برباد کرنا حماقت ہوگی اور ابان شگری ایسی حماقتیں نہیں کرتا۔" ابان شگری کے مدلل انداز پر اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"سنا دو یار!...... ہم تو یہاں سننے ہی آئے ہیں۔ کہو کیا مدعا ہے؟ آج اچانک ملنے کا خیال کیوں آیا؟ دو حریف ایسے دوستوں کی طرح مسکرا کر ملتے یا مل کر بیٹھتے کم کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔ دو شیر ایک گھاٹ پر مل کر پانی نہیں پی سکتے نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان شگری نے اپنے ماتحت کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے ایک فائل مسٹر شگری کی طرف بڑھا دی تھی۔ شگری نے اشعر ملک کی طرف دیکھا تھا۔ اور وہ فائل اس کی طرف بڑھا دی تھی۔ اشعر ملک چونکا تھا۔

"یہ کیا ہے یار؟ کہیں پھنسا تو نہیں رہے؟" اشعر ملک نے فائل کھول کر چیک کئے بغیر کہا تھا۔

"کہیں تم بھی کسی ڈیل پر تو نہیں اتر آئے؟ اشعر ملک کا خوف بڑھ گیا ہوگا نا؟" وہ مسکرایا تھا۔

"ایسا کوئی ڈرامہ کری ایٹ مت کرو اشعر ملک۔ تم جانتے وہ مجھے تمہارے یہ انداز پسند نہیں۔ آرام سے فائل کھول کر دیکھ لو۔ میں تمہیں تمہاری پانچ کمپنیاں واپس کر رہا ہوں۔ میرا مقصد تمہارا مال ہتھیانا نہیں تھا۔ ابان شگری اپنی محنت اور قوتِ بازو پر یقین رکھتا ہے۔ جو بھی کیا فقط تمہیں سبق سکھانے کے لئے تھا۔ کیونکہ تم میری کمپنیاں ہتھیانے کے منصوبے بنا رہے تھے اور میں تمہیں جتانا چاہتا تھا کہ میرے لئے مشکل کچھ نہیں ہے۔ اگر میں ہتھیانے پر آؤں تو کیا کیا ہتھیا سکتا ہوں۔ مگر میں اپنی محبت پر یقین رکھتا ہوں اس لئے تمہیں یہ پیپرز واپس کر رہا ہوں۔ تمہاری کمپنیاں تمہیں مبارک۔ میں ایسی ترقی پر یقین نہیں رکھتا نا ایسی کامیابی پر۔" ابان شگری بہت پر سکون انداز

میں بولا تھا۔ اور اشعر ملک شاکڈ سا اسے دیکھ رہا تھا پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے غالباً اپنے اندر کی خجالت مٹانے کے لئے مسکرایا تھا پھر بولا تھا۔

"یہ کیا کر دیا یار۔ تم نے تو اشعر ملک کی بیچ میں بینڈ بجادی۔ میں کیا کیا منصوبے بناتا رہا۔ ہمیشہ تمہیں ہرانے کی بات کرتا رہا اور تم میرے ساتھ یہ کر رہے ہو؟ اتنے اچھے مت بنو یار۔ مجھے اپنے برے پن کا احساس زیادہ ہونے لگا ہے۔ تم نے بظاہر جو کیا ایک طرح سے حق سے کیا وہ جائز طریقہ تھا۔ ناجائز جو کر رہا تھا وہ میں تھا۔ مگر میری چال میں جو مجھے ہرا سکتا ہے، یا چاروں شانے چت کر سکتا ہے وہ ابان شگری ہی ہو سکتا ہے۔" اشعر ملک کی حیرت اس کی آنکھوں سے عیاں تھی مگر اس نے اس حیرت پر قابو پاتے ہوئے وہ فائل ابان شگری کی طرف بڑھا دی تھی اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔ "مجھے احسان کر کے اتنا گراؤ مت۔ میں جیتنا سیکھا ہوں By hook and by crook جیسے بھی..... مگر مجھے کامیابی چاہیے۔ تمہارا یہ نوازنا کچھ Awkward سا لگ رہا ہے یار۔ یہ مہربانی واپس لے لو۔ میں تمہیں جیت کر دکھاؤں گا۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"لٹ می پروواٹ دیٹ آئی ایم دا بیسٹ۔" اشعر ملک خجالت کو چھپاتے ہوئے مسکرایا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"الٹے راستے طویل ہوتے ہیں اشعر ملک۔ ان پر چل کر کوئی کامیابی نہیں ملتی۔ کامیابی چاہیے تو تمہیں سیدھے راستے پر آنا ہوگا مگر تمہارے لئے یہ کچھ مشکل ہوگا۔ یہ کمپنیاں تمہیں واپس کرنا مہربانی نہیں ہے۔ تم مجھے چھوٹا بھائی کہتے آتے ہو نا؟ سمجھو تمہارے چھوٹے بھائی نے آج تمہیں ایک تحفہ دیا ہے۔" ابان شگری پر سکون لہجے میں بولا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"مت مار یار۔..... اشعر ملک مر جائے گا۔ تو میری بینڈ بجائے جا رہا ہے۔ کیا کیا چھینا مجھ سے اور اب ایسے واپس کر رہا ہے؟ اخیر ہے یار۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک یہ تمہارا ہے جو تمہیں لوٹا رہا ہوں اس میں کوئی کرم نہیں ہے۔" ابان شگری بردباری سے بولا تھا۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"میرے پاس تیری پانچ کمپنیاں آتیں تو میں کبھی نہیں لوٹاتا یار۔ محبت نفرت سے زیادہ قاتل ہوتی ہے۔ ظالم محبت مار دیتی ہے۔ تیری یہ مٹھاس میرے اندر کے زہر پر بھاری پڑ رہی ہے۔ یہ مٹھاس ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ کیا کروں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے شانے اچکا دیے تھے۔

"بہر حال مجھے تمہاری یہ پانچ کمپنیاں نہیں چاہئیں۔ میں آل ریڈی ایک کانفرنس میں یہ بتا چکا ہوں اور ابھی ایک میڈیا انٹرویو میں بھی بتا دیا ہے کہ میں یہ کمپنیاں تمہیں لوٹا رہا ہوں۔ میڈیا اسٹرونگ سورس ہے تمہاری بزنس میں گرتی ہوئی ساکھ بحال ہوگی۔ سمجھو ایک چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو اٹھایا ہے۔" ابان شگری کا انداز میٹنگ برخاست کرنے والا تھا۔ وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور چلتے ہوئے

آگے بڑھ گیا تھا۔ اشعر ملک بیٹھا ساکت سا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔ پھر فائل کو اٹھا کر دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

"جی انکل میں نے اشعر ملک کو اس کی کمپنیاں واپس کردی ہیں۔ آپ اگر نہ بھی کہتے تو بھی میں یہی ارادہ رکھتا تھا۔ میں یہ پہلے ہی ڈی سائیڈ کر چکا تھا۔ میرا مقصد صرف اشعر ملک کو سبق سکھانا تھا اور کچھ نہیں۔" ابان شگری پر سکون لہجے میں بولا تھا۔ دوسری طرف اشعر ملک کے والد نے سر ہلا دیا تھا۔

"میں جانتا ہوں ابان بیٹا تم کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتے۔ تم نے بہترین راہ چنی۔ اشعر ملک کا سدھرنا ضروری تھا۔ میں چاہتا ہوں وہ ایک پر سکون مکمل زندگی جئے۔ حق اور سچ کی راہ پر چل کر۔ بچے کی کامیابی تبھی خوش کرتی ہے جب اس نے وہ کامیابی حق کی اور سچائی کی راہ پر چلتے ہوئے ایمانداری سے سمیٹی ہو۔ مجھے اشعر ملک پر وہ فخر کبھی نہیں ہوا کیونکہ اشعر ملک نے مجھے وہ فخر کبھی نہیں دیا۔ میں خوش ہوں تم نے میری اس طور مدد کی۔" ملک صاحب مسکرائے تھے۔

"ایسی بات نہیں انکل ملک۔ آپ سے تعاون کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے آپ کی اشعر ملک کو راہ راست پر لانے کی یہ کوشش ورک کرے گی۔" ابان شگری مؤدب لہجے میں بولا تھا۔

"ایسا ہو سکے تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہوگی ابان بیٹا۔ اشعر ملک میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں اسے اس طرح غلط روش پر چلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ اس کی طبیعت اور زندگی میں سدھار لانا بہت ضروری ہے۔ اور مجھے امید ہے تمہارے اقدام نے اسے سوچنے پر مجبور ضرور کیا ہوگا۔ برائی کتنی بھی طاقت ور کیوں نہ ہو، اچھائی بہر حال فتح مند رہتی ہے۔ تھینک سو مچ بیٹا۔" ملک انکل بولے تھے۔

"آپ کو تھینکس کہنے کی ضرورت نہیں ہے انکل۔ پلیز شرمندہ مت کریں۔ آپ کو جب بھی مدد کی ضرورت ہو میں حاضر ہوں۔" ابان شگری نے نرم لہجے میں کہا تھا۔ دوسری طرف ملک انکل نے فون کا سلسلہ منقطع کیا تھا اور ابان مکمل توجہ سے ڈرائیو کرنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک ساکت سا بیٹھا تھا جب قاسم اندر داخل ہوا تھا۔

"یار! یہ کیا ہو گیا؟ مجھے یقین نہیں ہو رہا۔ سنا تم نے؟" اشعر ملک نے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا۔

"ہاں سنا ہے میں نے انور نے فون پر ہی بتا دیا تھا۔ مٹھائی لے کر سب کا منہ میٹھا کروا رہا ہے وہ۔ Congratulations...... آخر کار تمہیں تمہاری کمپنیاں واپس مل گئیں۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"ہاں مگر یار! ایسے نہیں۔ احسان کے نیچے دب گیا ہوں میں۔ کچھ فیئر گیم نہیں لگ رہا مجھے۔ بہت شرمندگی ہو رہی ہے۔ ابان ہر معاملے میں سو قدم مجھ سے آگے اور ہر بار یہ ثابت ہو بھی ہو جاتا ہے۔" اشعر ملک الجھا دکھائی دیا تھا۔

"او تمہیں یہ اچھا نہیں لگ رہا کہ ابان شگری نے تمہاری کھوئی ہوئی ساکھ بحال کردی؟ BBC پر نیوز سن کر آیا ہوں ابان شگری

نے اپنی پریس کانفرنس میں واضح کردیا ہے کہ اس کا ارادہ کیا تھا اور یہ بھی کہ تم یہ کمپنیز واپس لینا Deserve کرتے ہو۔ اس نے تمہاری مارکیٹ اور بزنس ساکھ کو پھر سے اوپر اٹھا دیا ہے۔ کمال ہو گیا یہ تو۔" قاسم مسکرایا تھا۔

اشعر ملک نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔

"میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا اور اگر مجھے ایسا کوئی موقع ملتا تو میں ایسا کوئی اقدام نہیں کرتا۔ ابان شگری مجھ سے ہمیشہ آگے نکل جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ مجھ سے آگے کیوں چلتا ہے؟ میں اس سے آگے کیوں نہیں چل پاتا؟" اشعر ملک اتنا الجھا شاید پہلی بار دکھائی دیا تھا۔

قاسم اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"Chill کرو نا یار..... کوئی پارٹی کرو...... دھوم دھام سے اس کامیابی کو سیلی بریٹ کرو۔ یہ کیا ایسے ناکامی میں سر دبائے بیٹھے ہو؟"

"ایسے کیسے قاسم یار؟ یہ کامیابی نہیں ہے یار۔ یہ تو مہربانی ہے۔" اشعر ملک شرمندہ دکھائی دیا تھا۔

"چلو تمہیں کبھی موقع ملے تو تم بھی حساب برابر کر دینا۔ زندگی میں موقع ملتے رہتے ہیں اشعر ملک۔ کوئی اکیلا کہیں آگے نہیں بڑھتا۔ ایک ٹیم ورک ہوتا ہے جو ایک بندے کی کامیابی کو یقینی بناتا ہے۔ مجھے یقین ہے تم اب اپنی ٹیم کو یوز کرتے ہوئے اپنی کامیابی کو یقینی بناؤ گے۔" قاسم مسکرایا تھا اور اس کے شانے کو آہستگی سے تھپتھپایا تھا۔

"ثابت کر دو اشعر ملک تم واقعی دی بیسٹ ہو اور تم سے بھی کوئی جیلس ہو سکتا ہے۔" قاسم اس کی طرح ایک آنکھ شرارت سے دبا کر بولا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا مگر یہ مسکراہٹ بہت پھیکی تھی۔

☆......☆......☆

"آپ اسے راہ راست پر لانے کے لئے اپنی سی کوشش کر رہے ہیں ملک صاحب، اللہ کرے وہ واقعی سدھر جائے۔ میں چاہتی ہوں ہمارا اشعر ملک ایک اچھی کامیاب لائف جیے۔ شادی کرے ہم اپنے پوتے پوتیوں کو کھلائیں۔ مگر آپ کی کوشش سے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، اللہ جانے۔" مسز ملک بہت فکرمندی سے گویا ہوئی تھیں۔

"میں نے تو ابان شگری سے بعد میں بات کی تھی۔ وہ میرے درخواست کرنے سے قبل ہی پریس کانفرنس کر کے ڈی سائیڈ کر چکا تھا کہ وہ اشعر ملک کو اس کی کمپنیز واپس کر رہا ہے۔ ابان کا یہ اقدام قابل ستائش ہے۔ ایک طرح سے اس نے اشعر ملک کی گرتی ہوئی کاروباری ساکھ کو سہارا دیا ہے۔ میں نے ابان شگری کو شکریے کا فون کیا تھا۔ بہت ہونہار بیٹا ہے۔ کاش ہمارا اشعر ملک بھی ویسا ہو جائے۔" ملک صاحب بولے تھے۔

اشعر ملک جو والدہ والد سے ملنے آیا تھا سن کر وہیں رک گیا تھا۔ اس نے سنا تھا والد کہہ رہے تھے۔

"اشعر ملک میری اتنی نالائق اولاد نہیں ہے مگر اس نے ہمیشہ وہ کیا ہے جو اسے مناسب لگا ہے۔ وہ کامیاب ہے زندگی میں مگر میں اس کی سمت صحیح سمت کی طرف گامزن ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے لئے بہترین لائف پارٹنر چنا ہے۔ میرال حسن بہترین وائف

ثابت ہوگی اور اسے اور اس کی زندگی کو صحیح سمت دے گی۔ ہر ماں باپ کی طرح میں اس کے بچے کا سوچتا ہوں۔ اس کے بچوں کو گود میں کھلانا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے یہ تبدیلی اس کی زندگی میں سدھار لائے گی اور اسے مثبت انداز سے سوچنا سکھائے گی۔ ابان شگری نے اپنی سمجھداری سے جو اقدام اٹھایا ہے وہ ایک بار اسے سوچنے پر مجبور تو ضرور کرے گا۔" والد کی آواز آرہی تھی۔ اشعر ملک سے مزید رکا نہیں گیا تھا۔ وہ پلٹ کر چلتے ہوئے گھر سے باہر نکلنے لگا تھا۔ ساتھ ہی قاسم کا نمبر ملا کر کان سے لگایا تھا۔

"قاسم ایک پریس کانفرنس ارینج کرو۔ آئی ہیو ٹو کلیئر مائی تھنکنگ۔" اس نے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا۔ دوسری طرف قاسم حیران ہو کر کچھ بولا تھا جب اشعر ملک نے کہا تھا۔

"ویل کانٹ Explain ایوری تھنگ آن فون۔ پریس کانفرنس میں جو بات ہوگی کلیئر ہو جائے گی۔" اس نے دانستہ بات کو صیغہ راز میں رکھا تھا۔ گھر میں سے نکل کر گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری چلتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔ یہ ذوالفقار شگری ہاؤس تھا جس کے اندر اس کا داخلہ ممنوع تھا۔ کتنے سالوں تک اس نے اس گھر کی دہلیز کو پار نہیں کیا تھا۔ سات سال قبل یہ دہلیز پھلانگ کر نکلا تھا اور پھر پلٹ کر پیچھے نہیں دیکھا تھا۔

ذوالفقار لیپ ٹاپ پر کوئی ضروری کام کر رہے تھے۔ عالیہ بھاگ کر آ کر اس کے گلے لگی تھی۔

"بھابھی کو نہیں لائے بھائی؟" وہ مسکراتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی۔

"نہیں، ڈیڈ سے ضروری کام سے ملنے آیا تھا۔" اس نے بہن کے سر پر پیار کرتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

"خیریت بھائی؟ پریشان لگ رہے ہو آپ؟" عالیہ نے پوچھا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔ میں ڈیڈ سے مل لوں پھر تم سے بات کرتا ہوں۔" ابان اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار سے چہرہ تھپتھپاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

"ذوالفقار شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا مگر کچھ کہا نہیں تھا۔ ابان ان کے قریب رکا تھا۔ کچھ ثانیوں تک خاموشی سے دیکھا تھا اور پھر آگے بڑھ آیا تھا۔

"ڈیڈ آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا...... ایٹ لیسٹ فون کر کے آگاہ کر سکتے تھے نا؟" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ ذوالفقار شگری نے ایک نگاہ اس کی طرف دیکھا تھا پھر دوبارہ لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگے تھے۔

"آپ نے نہیں بتایا کہ آپ کی کمپنی اس حال کو آن پہنچی ہے؟ دیوالیہ کی حالت آن پہنچی ہے۔ قرضدار آکر پریشان کر رہے ہیں اور یہ گھر؟" وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

"اٹس ناٹ آ سال تھنگ۔ آپ کو مجھے بتانا چاہئے تھا۔ کل اس گھر کی نیلامی ہونے جا رہی ہے۔ بینک کا لون نہیں چکا پائے

آپ؟ آپ کا لگا آپ کا بیٹا اس قابل نہیں ہے کہ آپ کو کوئی مدد نہیں دے پائے گا یا......!'' ابان شگری بولے جا رہا تھا جب ذوالفقار شگری نے اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا۔

''اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔ میں اس گھر کو نیلام نہیں ہونے دوں گا۔ ڈونٹ وری......!'' وہ بہت سکون سے بولے تھے۔

''مگر ڈیڈ......!'' وہ بولنے لگا تھا جب ذوالفقار نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

''آئی ایم یور ڈیڈ...... ناٹ یو...... میں اپنے معاملات کو بہت بہتر انداز میں نمٹا سکتا ہوں ابھی۔ مجھے میرا کام کرنے دو۔'' وہ اپنے مخصوص لہجے ضدی لہجے میں بولے تھے۔ وہ حیران ہوا تھا۔

''ڈیڈ میں آپ کی مخالفت نہیں کر رہا۔ مگر اس گھر میں عالیہ اور ممی بھی رہتی ہیں ان کا کچھ خیال کریں۔ مجھے نہیں لگتا ابھی تک آپ نے گھر میں کسی کو بتایا ہے اور سوچیں یکدم ان کو پتا چلے گا تو ان پر کیسا گزرے گی۔'' ابان شگری نے سمجھایا تھا۔

''میں کسی پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ میں ہوں نا ابھی؟'' ذوالفقار شگری نے جتایا تھا۔ ابان گہری سانس لے کر انہیں دیکھنے لگا تھا۔

''ڈیڈ...... ویٹس ناٹ فیئر۔ کم آن آئی ایم سن۔ بیٹا ہوں میں آپ کا۔ حق ہے آپ کا مجھ پر۔ مجھے موقع دیں اس سب کو سورٹ آؤٹ کرنے کا۔'' ابان شگری نے مؤدبانہ لہجے میں درخواست کی تھی۔

ذوالفقار شگری نے خاموشی سے اسے لمحہ بھر کو دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولے تھے۔

''مجھے احساس مت دلاؤ کہ میں کتنا کمزور ہو گیا ہوں۔ یہ بات مجھے اور کمزور کر دے گی۔ اگر میرے ساتھ کھڑے ہونا چاہتے ہو تو ساتھ کھڑے ہو کر حوصلہ بندھاؤ۔ یہ بات مجھے سب سے زیادہ مضبوط کرے گی۔'' وہ مدھم لہجے میں بولے تھے۔ ابان شگری حیرت سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

''یہ آپ کی ضد ہے ڈیڈ...... اتنی جلدی کچھ نہیں ہو پائے گا۔ ممی...... عالیہ...... کیا ہوگا ان کا؟ کل جب نیلامی ہوگی تو وہ کہاں جائیں گی؟'' ابان نے نرمی سے سمجھانا چاہا تھا۔

''ڈیڈ یہ وقت انا دکھانے یا ضد کرنے کا نہیں ہے۔ میں آپ کا حوصلہ بندھانے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑا ہوں مگر میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بیٹا ہونے کے ناطے یہ میرا فرض ہے۔ پلیز لٹ می ڈو دس۔ مجھے منع مت کریں۔'' اس نے نرم لہجے میں درخواست کی تھی۔

''ذوالفقار شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

''میں اس سب کو Fix کرنے جا رہا ہوں۔ اور آپ مجھے منع نہیں کریں گے۔ آپ کو غصہ، انا یا ضدی پن دکھانے کا حق نہیں ہے۔ یہ سب بعد کے لئے اٹھا رکھئے۔ آپ کے پاس جب بہت زیادہ آ جائے تو آپ مجھے لوٹا سکتے ہیں۔ آپ کا بیٹا ہوں۔ باہر کا کوئی نہیں ہوں۔

یہ میرا فرض ہے ایٹ لیسٹ اس موقع پر مجھے مت روکیں۔'' ابان شگری بولا تھا اور اٹھ کر چلتا ہوا وہاں سے نکلنے لگا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہ یکی کو کال کر کے صورتحال سمجھانے لگا تھا۔ اس نے فون ڈیش بورڈ پر رکھا تھا جب ذوالفقار شگری کی کال آئی تھی۔ اس نے Bluetooth کے ذریعے کال موصول کی تھی۔

''پلیز ڈونٹ ڈو دس۔ لٹ میں سورٹ آوٹ ایوری تھنگ!'' ڈیڈ نے سخت لہجے میں کہا تھا اور فون کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔

ابان شگری نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا تھا۔ غصہ آنا فطری بات تھی۔ جو دوریاں ان باپ بیٹے میں تھیں شاید انہیں اسی طور برقرار رہنا تھا۔ مگر وہ اپنی بہن اور ماں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور نے نوٹ کیا تھا وہ اسے بہت الجھا سا لگا تھا۔ وہ جانے کیوں ہر طرف کی مخالفت بھلا کر اس کے قریب چلی آئی تھی۔ ابان شگری بینچ پر خاموشی سے بیٹھا تھا۔ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔ اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا پھر اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

''مجھے نہیں معلوم اگر مجھے پوچھنے کا کوئی حق ہے کہ نہیں مگر میں اس پریشانی کو سننا اور سمیٹنا چاہوں گی۔ آپ کی شریکِ حیات ہوتے ہوئے یہ میرا حق ہے اور اس حق کو مجھ سے آپ بھی نہیں چھین سکتے۔'' وہ غالباً اس کا موڈ بدلنے کو بولی تھی تبھی ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''مجھے تمہاری مدد چاہئے۔'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور چونکی تھی۔

''کیسی مدد؟ وہاٹ ہیپنڈ؟'' اتباع کو خود احساس نہیں ہوا تھا مگر اس کا انداز فکر مند تھا۔ جیسے وہ ابان شگری کی کوئی چھوٹی سی فکر بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جیسے اس کا فکر مند ہونا اتباع منصور کی فکروں کو بڑھانے لگتا تھا۔ وہ بہت پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی جیسے وہ ایک پل میں اس کا وہ درد مٹا دینا چاہتی ہو۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

''کیا شے بہت کمزور کرتی ہے؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں دریافت کیا تھا۔ ابتاج منصور نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''محبت کمزور کرتی ہے۔ بہت کمزور کرتی ہے۔'' ابتاج نے آگاہ کیا تھا۔ ابتاج کا لہجہ مدھم تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''شاید...... میں ایسا ہی فیل کر رہا ہوں۔ میں رشتوں کو بچانا چاہتا ہوں، سنبھال رکھنا چاہتا ہوں مگر رشتوں کے سرے میرے ہاتھ نہیں آ رہے۔'' وہ بہت کمزور لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ابتاج منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''چھوٹا سا تھا جب سے ڈیڈ کے رویوں پر حیران ہوں۔ مجھے جب سمجھ نہیں آتی تھی تب بھی ڈیڈ کی سمجھ نہیں آتی تھی اور جب سمجھ آنے لگی، سمجھدار ہو گیا تب بھی ڈیڈ کی سمجھ نہیں آئی۔ پتہ نہیں ہمیشہ سے اتنے مشکل تھے کہ میں ہی انہیں سمجھ نہیں پایا تھا۔ تب چھوٹا تھا تو باتیں زیادہ عقل میں آتی نہیں تھیں مگر پھر عقل میں آنے بھی لگیں تو چیزیں جیسے اور الجھتی گئیں!'' وہ بہت مدھم تھکے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ جیسے وہ برسوں کی مسافت کر کے آیا تھا۔ وہ پہلی بار کھل کر اپنے پاسٹ کی بات کر رہا تھا۔ ابتاج منصور کو وہ لہجہ بہت شکست خوردہ لگا تھا۔ وہ شخص بہت تھکا ماندہ لگا تھا۔

''میں چاہتا تھا میرے ڈیڈ میرے ڈیڈ بن کر رہیں۔ مجھ پر ٹرسٹ کریں۔ میری صلاحیتوں کو مانیں مگر ہمیشہ اچھا رزلٹ لانے پر بھی وہ خوش دکھائی نہیں دیتے تھے۔ انہیں بس یہ ہوتا تھا میں کتابوں میں سر دیئے بیٹھا رہوں۔ کوئی اور ایکٹیویٹی نہ کروں۔ انہیں میرے فیوچر کی بہت فکر تھی۔ آئی نو وہ میرے لئے کنسرنڈ تھے۔ فکر کرتے تھے۔ مگر یہ رویہ ان کو مجھ سے دور کر رہا تھا۔ مزید دور لے جا رہا تھا۔ انہیں لگتا تھا میں ان کی سختی سے راہ پر رہوں گا، بھٹکوں گا نہیں، مگر یہ رویہ بچوں کو دور لے جاتا ہے۔ مگر ہمارے درمیان ڈیڈ تھے جو مجھ سے جا رہے تھے۔

میں ان سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔ ہمیشہ ان کی مانتا تھا مگر پھر بھی وہ خوش نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے سترہ برس کی عمر میں اس گھر کے دروازے بند کئے تھے۔ مجھے میوزک کا شوق تھا۔ میں میوزک اسٹوڈیوز میں کام کر رہا تھا۔ میرے دوست کا خیال تھا ہمیں یہ کرنا چاہئے۔ اس کے ڈیڈ ہمیں سپورٹ کر رہے تھے مگر ڈیڈ کو خبر ہوئی تو ڈیڈ نے گھر سر پر اٹھا لیا۔ مجھے فٹ بال کا شوق تھا۔ میں کلب کی طرف سے کھیل رہا تھا مگر ڈیڈ کی وجہ سے وہ بھی موقوف کرنا پڑا۔ مگر میں اپنی تمام خواہشوں کو مارنا نہیں چاہتا تھا۔ بٹ آئی ہیڈ ٹو لسن ڈیڈ۔ ہمیشہ مان کر بھی میں ڈیڈ کا نالائق بیٹا رہا۔ نافرمان بیٹا رہا۔ وہ کبھی مجھ سے خوش نہیں ہو سکے۔ جب ڈیڈ کو پتہ چلا کہ میں اپنے دوست کے ساتھ اپنی پاکٹ منی سے اسٹوڈیوز پر کام کر رہا ہوں تو ان کو بہت غصہ آیا تھا۔ انہوں نے حد کر دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا اگر میں نے اسٹوڈیوز پر کام بند نہیں کیا تو وہ مم کو طلاق دے دیں گے۔ میں وہ بات سن کر گھر میں نہیں رہ سکتا تھا اور جب میں گھر سے نکل رہا تھا تب ڈیڈ نے کہا تھا اگر میں گھر کبھی دوبارہ لوٹا تو وہ مم کو چھوڑ دیں گے اور میں نے پلٹ کا گھر کا راستہ نہیں دیکھا تھا۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔ ابتاج

منصور نے اس کے ہاتھ پر خاموشی سے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ وہ آنکھوں سے نکلنے والے آنسو ٹوٹ کر اتباع منصور کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔ وہ انتہائی کمزور لمحوں میں تھا۔ انتشار کے لمحوں سے گزر رہا تھا۔ جیسے بہت ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی اس کے اندر کہیں اور اتباع منصور کو اس کا پورا احساس تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابان شگری اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔ وہ چہرہ پھیر گیا تھا۔ شاید وہ نہیں چاہتا تھا اتباع کو خبر ہو وہ ایسے کمزور لمحوں سے گزر رہا ہے۔ تاریکی کے باعث اس نے بہت آرام سے ہاتھ اٹھا کر اپنے آنسو پونچھے تھے۔ اتباع اسے بغور دیکھ رہی تھی۔ وہ پریٹینڈ کرنا چاہتا تھا وہ کتنا مضبوط ہے۔ مگر اس کے اندر چھوٹے سے بچے کو کرلاتا صاف دیکھ رہی تھی وہ۔

''میں ان کے قریب جانا چاہتا تھا۔ ان کے گلے سے لگ کر ان کی اس محبت کو محسوس کرنا چاہتا تھا جو انہوں نے کبھی جتائی نہیں مگر میں ملنے گیا تھا مگر ان کے گلے نہیں مل پایا۔ وہ ہمیشہ اتنے دور لگتے ہیں کہ کبھی ان کے قریب نہیں جا سکا۔ اب جب ان کو اتنا بڑا نقصان پہنچا ہے ان کا بزنس ختم ہو گیا ہے۔ کمپنی دیوالیہ ہو گئی ہے وہ بینک کا لون چکا نہیں پا رہے۔ میں انہیں مدد کرنا چاہتا ہوں۔ مگر وہ میری مدد لینے سے انکاری ہیں۔ میں بیٹا ہوں ان کا، خون ہوں ان کا۔ ان کا حق ہے مجھ پر۔ مگر وہ میرا احسان نہیں لینا چاہتے۔ باپ بیٹے کے لئے خود کرے تو وہ احسان نہیں اور اگر بیٹا باپ کے لئے کرے تو وہ احسان ہے؟ مانتا ہوں ہم میں ہمیشہ ایک مخالفت رہی ہے، کچھ بھی نارمل نہیں مگر آئی ریئلی مین ٹو ہیلپ ڈیڈ۔ بیکوز اس گھر میں صرف وہ نہیں رہتے۔ وہاں میری بہن اور ماں بھی رہتی ہیں اور اگر گھر کو کل نیلام کیا جاتا ہے تو سوچو ان پر کیا گزرے گی اور میری پوزیشن کتنی بری ہو گی۔ میں ان کی مدد کرنے سے نہیں چوکوں گا چاہے وہ اس کے لئے انکار کریں یا کچھ بھی کہیں۔ میں قدم واپس لینے والا نہیں ہوں!'' وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔

اتباع کو اس کے کہے بنا معلوم تھا وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ اس کی مدد کیوں مانگ رہا تھا اسے یہ بات سمجھ آ گئی تھی تبھی پر سوچ انداز میں اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ خاموش تھا جب وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''میں ڈیڈ کے پاس جاؤں گی ان سے بات کروں گی۔ آپ بے فکر ہو کر تمام معاملات نمٹائیں۔ وہ گھر نیلام نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے ان کی اور اس خاندان کی بہت سبکی ہو گی ساتھ ہی سبھی انگلیاں آپ پر بھی اٹھیں گی۔ بیٹے کے ہوتے ہوئے یہ سب ہونا بہت کریٹیکل سچویشن کری ایٹ کر دے گا۔ وہ بھی تب جب بیٹا بہت اسٹرونگ پوزیشن میں ہو۔'' اتباع منصور نے کہا تھا اور ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

''تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ تم میرے ہزبینڈ بنو گے؟ شکل دیکھی ہے تم نے اپنی؟ ابلے ہوئے آلو جیسا منہ ہے تمہارا اور......! میرال حسن سے شادی کے خواب دیکھ رہے ہو بونگے قسم کے برساتی مینڈک کہیں کے!'' میرال حسن نے فون پر ہی اس کی کلاس لی تھی۔

''یار! کیا پھوپھو کی بیٹی اس سازش پر میں بھی اتنا ہی حیران ہوں۔ میں نے یہ جال نہیں بنا تا خواہش کی ہے۔ میرا ابھی اتنا برا وقت نہیں آیا کہ تمہارے بارے میں سوچوں۔ تم سے کہیں بہتر لڑکیاں مل سکتی ہیں مجھے۔ اگر کسی کے ساتھ نہیں ہوں تو یہ مت سمجھو کہ برساتی

مینڈک ہو۔ چالاک لومڑی جیسا تو منہ ہے تمہارا۔ میں خواب میں بھی ایسا سوچنے کی حماقت نہیں کر سکتا۔ یہ آئیڈیا یاد الدہ کا ہے۔ سازش سازش ان ہی نے بنی ہے۔ تمہیں لگتا ہے میں اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنے کا آئیڈیا خود سوچ سکتا ہوں؟ تم سے شادی کرنے سے کہیں بہتر گلے میں پھندہ ڈال لینا ہوگا پھوپھو کی بیٹی۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ دوسری طرف میرال حسن دانت کچکچا کر رہ گئی تھی۔

"جس کا بھی آئیڈیا ہے بہت برا آئیڈیا ہے اشعر ملک۔ مگر اگر تم نے اس بارے میں سوچا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" میرال حسن نے بھرپور غصے سے کہا تھا۔ اشعر ملک اطمینان سے مسکرایا تھا۔

"تم سے برا تو یوں بھی کوئی نہیں ہے میرال حسن عرف پھوپھو کی بیٹی۔ بیا رہیچ جیسا منہ ہے تمہارا کم از کم میں تو اتنا دل گردہ نہیں رکھتا کہ بطور لائف پارٹنر تمہارے بارے میں سوچ سکوں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"وہاٹ......؟ ہاؤ ڈیر یو ٹو سے دس؟" وہ غصے سے آگ بگولہ ہوئی تھی۔

اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

"یار! یہ لڑکیاں کتنی خوش فہم ہوتی ہیں نا؟ ان کی ہمت ہے مینڈکی جیسا منہ لے کر ایک Fantasy ورلڈ بناتی ہیں اور پھر باقی کی ساری زندگی اسی میں گزار دیتی ہیں۔ ہم لڑکے تو ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ قاسم کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

قاسم مسکرا دیا تھا۔

"اشعر ملک لگتا ہے آج کل تمہاری زندگی میں انقلاب کا موسم آیا ہوا ہے۔ تمہاری پریس کانفرنس پر بھی بہت اچھا رسپانس آیا ہے۔ سب نے تمہارے Positive ایٹی ٹیوڈ کی تعریف کی ہے اور جس طرح تم نے فراخدلی سے اپنی حماقتوں اور غلطیوں کو مانتے ہوئے سب کچھ Confess کر لیا ہے اس پر تمہاری تعریف کی جا رہی ہے۔ سب کو لگ رہا ہے یہ تمہاری "Good side" ہے۔ جو بھی Wicked game تم نے پلے کی اس کو کھلے دل سے مان لینا تمہاری بڑائی تسلیم کروا گیا۔ اسے تمہاری اچھائی کروانا جا رہا ہے۔" قاسم مرتضیٰ مسکرایا تھا۔ اور اشعر ملک کے چہرے پر ایک مطمئن مسکراہٹ ابھری تھی۔

"بان شگری نے میری کمپنیز واپس کر کے جو اچھا اقدام کیا تھا مجھے اس روش کو قائم بھی تو رکھنا تھا نا؟ میری پریس کانفرنس ان سب حماقتوں کو تسلیم کرنے کی تھی۔ دیکھا جائے تو یہ بہت ضرورت تھا۔ ابان شگری نے کمپنیز واپس کر کے اپنی اچھائی صحیح معنوں میں ثابت کر دی تھی۔ اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو ایسا کرنا نہیں چاہتا۔ مگر اس کے اس اقدام میں صحیح معنوں میں مجھے شرمندہ کر دیا تھا۔ میرا پریس کانفرنس کرنا خود کو کلیئر کرنا تھا۔ اگر میں خود کو کلیئر نہ کرتا تو مجھے ابان شگری کے اقدام کے باوجود کوئی بزنس نہیں دیتا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ قاسم نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ نہیں جان پایا تھا اگر وہ واقعی سدھر رہا تھا کہ صرف Pretend کر رہا تھا۔ اگر وہ مسلسل اس روش پر تھا تو شاید وہ بہت بڑی گیم تھا۔

"یار! ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ محبت کی سنتا بند نہیں کر سکتا میں۔ دل باتیں کرتا ہے تو میرے کان ہزار رستوں میں مڑ کر ایک سمت

میں مڑ جاتے ہیں۔" اشعر ملک نے کہا تھا۔ اور قاسم چونکا تھا۔

"مطلب؟ تم اب بھی ابان شگری کی زندگی پر نظر رکھو گے؟" قاسم کو جاننے کا تجسس ہوا تھا مگر اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے فون کان کو لگایا تھا اور مسٹر والحسن سے بات کرنے لگا تھا اور پھر چلتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔ قاسم خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ابتہاج منصور نے ذوالفقار ہاؤس کے اندر قدم رکھا تھا۔

"ابتہاج بیٹا تم؟ اس وقت؟ ابان کہاں ہے؟" ثمرہ نے اسے پاس آ کر پیار کیا تھا۔ ابتہاج ہولے سے مسکرائی تھی۔

"ابان نہیں آیا۔ مجھے ڈیڈ سے ملنا تھا۔ کیا آپ مجھے ان تک لے جا سکتی ہیں؟" ابتہاج نے پوچھا تھا۔ ثمرہ چونکی تھی۔

"سب ٹھیک تو ہے؟ کیا ہوا؟" ثمرہ نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"سب ٹھیک ہے ثمرہ آنٹی۔ میں ضروری بات کرنا چاہتی ہوں!" ابتہاج مضبوط لہجے میں بولی تھی اور ثمرہ نے سر ہلایا تھا۔

☆......☆......☆

"مجھے خوشی ہے میرال کے لئے آپ نے ہاں کر دی ہے۔ میں بہت خوش ہوں!" والدہ خوشی سے بولی تھیں۔

"ہاں کیسے نہیں کرتے اشعر ملک گھر کا بچہ ہے۔ دیکھا بھالا ہے کل اس کی پریس کانفرنس چل رہی تھی کسی نیوز چینل پر۔ اس نے جس فراخدلی سے سب تسلیم کیا ہے اس پر حسن بہت متاثر ہوئے۔ حسن کو لگتا ہے اشعر اچھا انسان ہے اور ایک اچھا شریک حیات بھی بن سکتا ہے۔" مسز حسن مسکرائی تھیں پھر بولی تھیں۔

"بھابھی آپ ہمارے لئے ماں کی جگہ ہیں۔ آپ یوں بھی کچھ کہیں تو انکار ممکن ہی نہیں ہے۔"

"ارے یہ تمہاری محبت ہے نائمہ۔ مجھے تو خوشی ہے یہ رشتہ جڑے گا اور خاندان مضبوط ہوگا۔ لو اپنے بھائی صاحب سے بات کرو۔" والدہ نے مسکراتے ہوئے فون ملک صاحب کو تھمایا تھا اور ملک صاحب کے لئے چائے بنانے گئی تھیں۔

"نائمہ، چھوٹی کیسی ہو؟" ملک صاحب نے بڑے پن سے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہیں بھیا، آپ کیسے ہیں؟ ہم جلدی پاکستان آنے کا پلان بنا رہے ہیں۔ حسن آپ کو سلام دے رہے ہیں۔" نائمہ نے کہا تھا۔ ملک صاحب مسکرا دیئے تھے۔

"وعلیکم السلام ...... جب چاہے آ جاؤ چھوٹی۔ تمہارے بھائی کے گھر کے دروازے ہمیشہ تمہارے لئے کھلے ہیں۔" ملک صاحب مسکرائے تھے۔

"اسی بہانے ہم اشعر سے بھی ملاقات کر لیں گے اور چیزوں کو آگے بھی بڑھا لیں گے۔" نائمہ مسکرائی تھیں۔

"کیوں نہیں چھوٹی...... مجھے خوشی ہے ہم بہن بھائی کا رشتہ اور بھی مضبوط ہو گیا آج۔" ملک صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہم جلدی اپنا پلان بنا کر آپ کو آگاہ کرتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں حسن کس قدر بزی ہوتے ہیں۔ اسی باعث پاکستان کا چکر بھی نہیں لگا پائی۔ اینی وے میں جلد آپ سے بات کروں گی۔ اب فون رکھتی ہوں۔" نائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور ملک صاحب نے سر ہلایا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا چھوٹی...... حسن کو میرا پیار دینا۔" ملک صاحب بڑے پن سے بولے تھے تو نائمہ نے سر ہلا دیا تھا۔

☆......☆......☆

ذوالفقار نے اپنے سامنے کھڑی اجاح منصور کو دیکھا تھا پھر نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔" اجاح منصور نے مدعا بیان کرنا چاہا تھا۔ تبھی ذوالفقار شگری نے اجاح کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بیٹا، میں جانتا ہوں تم کس لیے آئی۔ میں اس مدعے پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ تم میری بیٹی ہو اور تمہارے لئے اس گھر کے دروازہ ہمیشہ کھلے ہوئے ہیں۔ تم اپنی سسرال میں پہلی بار آئی ہو۔ ہماری روایت ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو گھر سے خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے سو جاتے ہوئے ثمرہ سے مل کر اپنا گفٹ لے کر جانا۔" ذوالفقار شگری گویا ہوئے تھے۔ اجاح منصور نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"ڈیڈ آپ نے مجھے بیٹی کہا ہے نا؟ اور آپ نے کہا کہ آپ کی روایت بیٹی کو اس گھر سے خالی ہاتھ بھیجنے کی نہیں ہے...... تو ڈیڈ میں جو کہنے آئی ہوں وہ سن لیں۔ میں آپ سے ایک باپ اور بیٹے کے درمیان دوریوں کو ختم کرنے کی گزارش کرنے آئی ہوں۔ ابان آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔ بہت عرصے تک وہ بہت کٹ کر رہا ہے اس گھر سے، اس کے اندر کا چھوٹا بچہ اپنے اندر کی ان تمام خلش کو ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کے قریب آنا چاہتا تھا۔ آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ آپ سے کتنا قریب تھا، ہمیشہ آپ کے اصولوں کی اور آپ کی کتنی عزت کرتا تھا اور آپ سے کتنی محبت کرتا تھا۔ وہ اب بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہے۔ اسے آپ سے اور آپ کو اس سے کتنے بھی شکوے رہے ہوں مگر ان شکووں کے درمیان جو ایک رشتہ باقی ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ رشتے اس طرح ختم نہیں ہوتے، نہ ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ کا اتنا نافرمان بیٹا نہیں ہے۔ ہمیں کچھ غلط فہمیاں ہیں۔" وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس کرتا ہے۔ میں نے اسے ان رشتوں کے لئے ہمیشہ بہت قریب پایا ہے۔ وہ ایک اچھا بیٹا ہے۔ اچھا بھائی ہے۔ جانتی ہوں اسے آپ سے محبت ہے۔ اور آپ بھی اپنے بیٹے سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مگر آپ نے اسے رکھ رکھاؤ سے کھڑے دیکھا ہے۔ بکھرتے نہیں دیکھا۔ میں اس کی حمایتی بن کر نہیں آئی، نہ حمایت کرنا چاہتی ہوں مگر میں ان دلوں میں موجود دوریوں کو دور ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس کے دل میں بہت چھوٹی چھوٹی خواہشیں ہیں۔ وہ آپ کے گلے ملنا چاہتا تھا مگر ایسا نہیں کر پایا۔ دوریوں کی ایک بات حیران کن ہے۔ جب آتی ہیں تو دلوں کے درمیان پھیلتی ہی ہیں...... کسی سیال مائع کی طرح...... ان کو دور کرنا ہو تو دلوں کے درمیان کے فاصلے گھٹا دینے چاہئیں۔ میں جانتی ہوں آپ زندگی کا بہت

زیادہ تجربہ رکھتے ہیں مگر کبھی کبھی بچوں کی بات بھی سن لینا چاہئے۔آپ کو آپ کے بیٹے کے دل کی آواز سننے کی ضرورت ہے۔ان فصیلوں کو محدود کرنے کی ضرورت ہے۔یہ فصیلیں گریں گی تو یہ رشتہ اور اس کا احساس ابھر کر سامنے آئے گا۔وہ آپ کے لئے جو کرنا چاہتا ہے وہ اس کا فرض ہے۔اسے روکیں مت۔وہ آپ کا رشتہ ہے آپ جانتے ہیں آپ کا دل اسی طور اس سے جڑا ہے جیسے کہ اس کا دل آپ سے۔ابان شگری کو ایک موقع دیں۔وہ آپ کو ایک اچھا بیٹا بن کر دکھا سکتا ہے۔وہ آپ سب کے لئے اور خصوصاً آپ کے قریب آنے کے لئے تڑپ رہا ہے۔اسے ایک موقع دیں۔اپنوں کو پرایا نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ اپنے کبھی پرائے نہیں ہوتے!" اتباع منصور مدھم لہجے میں کہتے ہوئے رکی تھی۔ذوالفقار جو اسے خاموشی سے دیکھتے ہوئے بغور سن رہے تھے۔انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بیٹا، مجھے ابان سے کوئی گلہ نہیں ہے۔میں نے کبھی اپنے دل میں اس کے لئے کوئی بغض یا کینہ نہیں رکھا۔میں مانتا ہوں مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہیں۔اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا آنا چاہئے۔یہ ٹھیک ہے کہ غلطیاں ضرور چھوٹوں سے سرزد نہیں ہوتیں۔غلطیاں بڑوں سے بھی ہوتی ہیں۔میں نے ابان شگری کے ساتھ ناانصافی کی ہے اور مجھے اس کا اندازہ ہے۔ابان شگری بہت لکی ہے اسے تمہاری جیسی شریک حیات ملی ہے۔وہ نالائق اپنا مدعا تو بیان نہیں کر سکتا۔اگر اس میں اتنی عقل ہوتی تو خود یہ سب میرے مقابل بیٹھ کر کہتا۔مجھے اس سے شکایتیں نہیں ہیں۔میں بھی اپنی کوتاہی کے لئے شرمندہ ہوں۔میں نے بے جا سختی کی اس پر۔میں ایک اچھا باپ نہیں بن سکا۔مجھے اندازہ ہے میں نے غلط کیا۔مگر بڑوں کی ایک عادت ہوتی ہے یا مجبوری سمجھ لو۔وہ غلطی کر لیتے ہیں مگر بچوں کے سامنے اپنی غلطی تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔میں اسی دور سے گزر رہا ہوں۔" انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا تھا۔

اتباع نے انہیں دیکھا تھا۔

"ڈیڈ یہ ہچکچاہٹ رشتوں میں دوری کا باعث بن رہی ہے۔اسے ختم ہو جانا چاہئے۔" وہ سمجھداری سے بولی تھی اور ذوالفقار نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا تھا پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تھے۔

"وہ نالائق تمہیں لینے آئے گا یا میں ڈرائیور کے ساتھ تمہیں واپس بھجواؤں؟"

"میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی ڈیڈ۔پلیز جو ابان کر رہا ہے اسے کرنے دیں۔" اس نے درخواست کی تھی۔ذوالفقار اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔

☆......☆......☆

"تم ایسا سوچ بھی کیسے رہے ہو اشعر ملک؟ اگر فیملی غلط فیصلہ کر رہی ہے تو ضروری نہیں میں ان کے سامنے سر جھکا دوں گی۔میں کوئی پندرہویں صدی میں رہنے والی لڑکی نہیں ہوں اشعر ملک۔میں تمہاری بینڈ بجا دوں گی۔" میرال حسن نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔مگر وہ اطمینان سے اسے دیکھتا ہوا مسکرا دیا تھا۔

"یار پھپھو کی بیٹی۔اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟ تمہیں نہیں کرنا نا شادی؟ تو کیا مسئلہ ہے؟ ایویں اپنا بھی خون جلا رہی ہو اور میرا

بھی۔ آرام سے انکار کردو۔ تم اتنی چھوٹی تو ہو نہیں کہ تم پر کوئی زبردستی کرے گا؟" اشعر ملک نے سکون سے اسے سمجھایا تھا اور تب میرال حسن نے اسے خاموشی سے گھورا تھا۔

"میں شادی نہیں کرسکوں گی اشعر ملک۔ تم جانتے ہو وی آر ناٹ آ گڈ میچ۔

"I don't want to lead you on and say things will work ont for us because what I want from a life time partner is different from what I want."

میرال جتاتے ہوئے بولی تھی اور اشعر ملک نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

" میں جو باتیں اپنی لائف پارٹنر میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ تم میں دور دور تک دکھائی نہیں دیتیں میرال حسن۔ میں جانتا ہوں تم شادی نہیں کرنا چاہتیں اور میں بھی نہیں چاہتا مگر اس بات کو گھر والے نہیں سمجھ رہے یار۔ انہیں سمجھانا ضروری ہے۔" اشعر ملک اسے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔

"اور سمجھاؤ گے تم اشعر ملک۔ یہ بات تم اپنی فیملی کو سمجھاؤ کہ میں تمہارے لئے اچھا میچ نہیں ہوں اور دوسری بات تم جانتے ہو میں ابان شگری سے محبت کرتی ہوں۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر ملک اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"بس کسی طرح یہ شادی نہیں ہوسکتی۔ تمہیں اسے روکنا ہوگا ورنہ......!" اس نے دھمکی دینے والے انداز میں اشعر ملک کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک نے سر ہلا دیا تھا۔

"یار! پھوپھو کی بیٹی، جس لڑکی کو دیکھ کر مجھے فیض چاچا کے شعر یاد آتے ہوں میں اس سے کیسے شادی کرسکتا ہوں۔ یہ میر چاچا کی کسی سیڈ سی غزل جیسا منہ بناؤ میں بات کرتا ہوں والدہ والد سے۔" اشعر ملک نے اسے مطمئن کرنا چاہا تھا۔ میرال خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری نے کافی کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ کبھی کبھی کسی کے احسان کے لئے تھوڑا جھکنا محال لگتا ہے۔ ابان شگری پر اس لڑکی کا بہت بڑا احسان ہوگیا تھا جیسے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ انتباح منصور قدرے فاصلے پر بیٹھی غالباً دانیال مرزا سے بات کر رہی تھی۔ اس کی مدھم آواز آرہی تھی مگر وہ اپنی خود کی سوچوں میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ اس کی کسی ایک بات کو بھی دھیان سے سن نہیں پایا تھا یا پھر اس کی باتوں پر کان لگانا اس کی ان ٹینشن نہیں تھی۔ وہ کسی بات پر بے فکری سے مسکرائی تھی۔ وہ چہرہ کچھ کھل سا گیا تھا۔ وہ بے فکری مسکراہٹ اس چہرے پر کھلتی بہت انوکھی اور بھلی لگی تھی۔ کتنے دن سے ابان شگری نے اس چہرے کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اس چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے چینل بدلتے ہوئے اپنی توجہ ٹی وی اسکرین کی طرف مبذول کرانا چاہی تھی مگر وہ چہرہ مسلسل اس کی توجہ کھینچ رہا تھا۔ ایک وہ کافی کے سپ لیتا ہوا نیوز چینل پر فوکس کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اچٹتی نگاہ پھر اس چہرے کا طواف کرنے لگی

تھی۔ وہ اس کی توجہ سے بے خبر تھا۔ مکمل انہماک سے فون پر بات کر رہی تھی۔ ابان شگری نے بے دھیانی میں اسے بغور دیکھتے ہوئے چینل بدلا تھا۔

All the back roads, all the highways

Distance countries that I've passed through

Very parth has lead me back to you

Alela Diane کی آواز نے اسکی توجہ اس چہرے کی سمت اور باندھ دی تھی۔ ابان شگری اس چہرے پر اچٹتی نگاہ ڈالتا ہوا کافی کے سپ لینے لگا تھا۔ اتباع منصور جانے کس بات پر بہت متفکر دکھائی دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس کا کوئی خوف دکھائی دیا تھا یا وہ کسی بات کو لے کر اداس ہوئی تھی۔ اس کے دل سے جیسے ابان شگری کے دل کا کوئی ان دیکھا رابطہ ایک لمحے میں جڑا تھا جیسے اس نے اس تکلیف کو محسوس کیا تھا۔

Down by the river by the light of the moon

I feel the echo of your current in my care as I roam

As I roam!

Every parth has lead me back to you

As I roam!

Every path has lead me back to you

اتباع نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ ابان شگری نے ٹی وی کو سوئچ آف کیا تھا اور اس کی طرف دیکھا تھا۔ پھر کافی کا کپ رکھ کر اس کی طرف آیا تھا۔ جب اتباع منصور کال کا سلسلہ منقطع کرتی ہوئی اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''میں نے آپ کے ڈیڈ سے بات کی تھی۔ آپ چیزوں کو فکسڈ کر سکتے ہیں۔'' اتباع منصور نے کہا تھا اور پلٹ کر جانے لگی تھی جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اتباع منصور نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری بغور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔ وہ اس پر شرمندہ تھا یا اسے برا لگ رہا تھا کہ اتباع منصور نے اس کے لئے یہ سب کر دیا تھا۔

''میں نے تمہیں یہ سب کرنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ تمہیں ڈیڈ کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی؟'' اس نے کہا تھا اور اتباع نے حیران ہو کر دیکھا تھا۔

''مجھے لگا آپ ایسا چاہتے ہیں کہ میں ذوالفقار انکل سے بات کروں اور آپ نے کہا بھی تھا کہ......!'' اتباع نے کہنا چاہا تھا مگر اس نے اس سے قبل ہی اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی اور اسے بغور دیکھا تھا۔ اتباع کو اس کی سمجھ شاید کبھی نہیں آئی تھی۔ وہ

اب بھی اس کے رویے پر اس سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کوئی بات کرنا چاہتا تھا مگر جیسے پھر سلسلہ توڑتے ہوئے ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

"ایپی دے تھینکس......!" اسے جیسے اس کی برتری تسلیم کرنا مشکل لگا تھا۔ وہ کہتے ہوئے اس کی طرف سے اپنی نظریں پھیر گیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ جیسے اس کی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر پا رہی تھی اور اسے لگا تھا ایک مرد کے لئے بعض موقعوں پر مخالف جنس کی برتری کو تسلیم کرنا محال لگتا ہے اور وہ دانستہ یا غیر دانستہ اس لمحے اسے یہ جتانا بھی نہیں چاہتا مگر اس کیفیت پر فوری طور پر اس کے لئے قابو پانا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ شاید وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان کے رشتوں کے درمیان آئے اور جتائے کہ وہ ان رشتوں میں چھپی کمزوریوں کو جان گئی ہے۔

"میں جانتی ہوں مجھے ان رشتوں کے درمیان نہیں آنا چاہئے تھا اور میں نے اس کے لئے دانستہ کوئی کوشش نہیں کی مگر میں نے اس ایشو کو سورٹ آؤٹ کرنے کے لئے ذوالفقار انکل کو مائل کر لیا ہے۔" اتباع منصور نے کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی وہ موضوع بدلتے ہوئے بولی تھی۔

"بوا اور دانیال مرزا کل واپس جا رہے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ واپس جانے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ ابان شگری میں ایک بات بتانا چاہتی تھی۔ جن رشتوں میں اعتبار کا بیج نہیں بویا جاتا وہ رشتے بہت بانجھ رہ جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتی مگر دانستہ یا نادانستہ اس رشتے کو بہت کھوکھلا کر دیا گیا ہے۔ یہ بنجر رشتہ ہے اور اس کا باقی رہنا ممکن نہیں ہے۔ ایسے میں اس رشتے کو آگے لے کر چلنا بے معنی ہوگا۔ جو ہے اسے یہیں ختم کر دینا مناسب ہے۔ میں شرائط پر رشتوں کو بنانے اور لے کر چلنے کی قائل نہیں ہوں۔ رشتے خود کو خود آگے بڑھاتے ہیں۔ انہیں دھکا نہیں لگانا پڑتا اور جہاں رشتوں کو دھکا لگانے کی ضرورت پڑنے لگے وہاں رشتے خود بتا دیتے ہیں کہ رشتوں کی حقیقت کیا ہے۔"

وہ مدھم لہجے میں کہتی ہوئی کوئی طویل تمہید باندھنے لگی تھی۔ اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔ اس مسکراہٹ میں عجیب سا ایک طنز تھا۔ جیسے وہ اسے جھٹلا رہا تھا یا پھر اس سے شدید اختلاف رہا تھا اسے۔ تبھی وہ رد کرتا ہوا بولا تھا۔

"رشتوں کی باتیں کرنے کے لئے تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی شیرنی۔ رشتوں کی جہاں سمجھ نہیں آتی انہیں وہاں ڈسکس نہیں کرتے کیونکہ ڈسکس ایشوز ہوتے ہیں رشتے نہیں۔" وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور نے بہت پرسکون انداز میں اسے دیکھا تھا۔ پھر بولی تھی۔

"اور رشتوں کے درمیان جو ایشوز اٹھتے ہیں؟"

"ان کو سلجھانے کی بات زیرِ بحث آ سکتی ہے۔"

"باتوں سے رشتے نہیں بنتے!"

"Exactly...... یہی بات میں جتانا چاہتی تھی!"

"باتوں میں موقف بیان نہیں ہوتے شیرنی!"

''باتوں سے رشتے بھی واضح نہیں ہوتے!''

''تو پھر رشتے واضح کیسے ہوتے ہیں؟''

''مجھے نہیں پتہ......مگر اس طور نہیں!''

''پھر کس طور؟''

''کسی طور بھی مگر اس طرح رشتے نہیں بنتے!''

رشتے کیسے بنتے ہیں؟ اس کی کلاسز لینا پڑیں گی؟''

''اگر کوئی کلاسز نہیں ہیں تو کلاسز ہونا چاہئیں۔''

''تم Fantasy ورلڈ میں جیتی ہو شیرنی۔ رشتوں کی کلاسز نہیں ہوتیں......!'' وہ ماننے کو تیار نہیں ہوا تھا۔

''درست کہہ رہے ہیں آپ......رشتوں کی باضابطہ کلاسز نہیں ہوتیں مگر رشتے ہر لمحہ پھر بھی کچھ سکھاتے دکھائی دیتے ہیں!'' اتباع منصور نے اسے جیسے چاروں شانے چت کر دیا تھا۔

ابان شگری اسے خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا تھا پھر تھکے ہوئے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اور کیا سکھانا چاہتی ہو مجھے؟ یہاں ایسی کوئی بات ہے جو تم مجھے سمجھا نہیں پا رہیں یا پھر میں سمجھ نہیں پا رہا؟'' وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''یہ بات آپ کو خود سوچنا چاہئے تھی۔ رشتوں کو زیر بحث لانے سے کہیں پہلے۔'' اتباع منصور نے مکمل پر اعتماد انداز میں کہا تھا اور ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''جو رشتے کوئی بنیاد نہیں رکھتے بہت کمزور ہوتے ہیں اور رشتوں کو زیر بحث لانے سے قبل آپ کو رشتوں کے Essence کے بارے میں سوچنا چاہئے تھا۔ ایمانداری ناپید دکھائی دیتی ہے اور جن رشتوں میں ایمانداری نہ ہو وہ بہت جلد بے جان ہو جاتے ہیں۔'' اتباع منصور نے بہت مضبوط لہجے میں اپنا موقف دیا تھا۔ ابان شگری نے اسے لمحہ بھر کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر اسے بازو سے تھاما تھا اور جھٹکے سے قریب کیا تھا۔ انداز جارحانہ تھا۔ اتباع کو اس کے اس انداز پر قطعاً کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ جیسے وہ اس انداز کے لئے اب عادی ہو چکی تھی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ سکوت سے بھری آنکھیں جیسے کوئی ملامت کرنے کو تیار تھیں۔

کوئی نیا الزام۔

کوئی نیا دھچکا......یا پھر کوئی نئی بحث؟

کیا شروع کرنا چاہتا تھا ابان شگری؟

"کسی نئی بحث کو شروع کرنے سے کسی پرانی بحث کا اختتام نہیں ہوتا ابان شگری اور آپ کی طرف سے یہ حماقت ہر بار ہوتی ہے۔" اتباع منصور نے ٹھان لی تھی کہ اس کی عقل ٹھکانے لگا دے گی۔ ابان شگری اس کے پر اعتماد انداز پر مسکرا دیا تھا۔ عجیب طنز تھا اس مسکراہٹ میں۔

"کبھی کبھی دل چاہتا ہے آپ کے ان تیوروں پر ایمان لے آؤں اور ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے تمام معاملات کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دوں۔ مگر پھر عقل کہتی ہے کہ یہاں پہلے کی حماقت سے بڑھ کر حماقت ہو گی اور مجھے قدم روک لینا پڑتے ہیں۔" ابان شگری نے اسے جتاتے ہوئے کہا تھا۔ اتباع منصور اس کے جتانے پر یا طنز کرنے پر اسی طرح پر سکون انداز میں اسے دیکھتی رہی تھی۔ اور وہ مسکرا دیا تھا۔

"مکمل باتوں کو کرنے کے لئے مکمل لمحوں کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ہر بات کو مکمل لمحوں کے دوران کرنے کے انتظار کرو تو بہت سی باتیں جمع ہو جاتی ہیں اور پھر باقی ماندہ جمع شدہ باتوں کے انبار میں کئی باتیں دفن ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بہت سی ضروری اور غیر ضروری باتیں بے وقت اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں شیرنی..... سو جو دل میں ہے اس کا کہہ دینا مناسب ہوتا ہے۔ تم بہت بار وہ نہیں کہتیں جو تمہاری آنکھیں کہتی ہیں اور بہت کچھ کھو جاتا ہے۔" ابان شگری نے اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا۔

"میں طویل بحث میں الجھنا نہیں چاہتی ابان شگری نا باتوں میں الجھنا چاہتی ہوں۔ آئی آسکڈ یو سم تھنگ....." اتباع منصور نے کہا تھا اور وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ اتباع نے بار بار اپنا مدعا بیان کرنے سے جیسے الجھن ہوئی تھی۔ وہ الجھن اور اکتاہٹ اس کی آنکھوں سے واضح تھی۔ شاید ابان شگری کو اسے زچ کر کے کوئی لطف آتا تھا مگر وہ جیسے پہلے سے کہیں زیادہ پر اعتماد ہو چکی تھی اور ابان شگری اس بات کو صاف محسوس کر رہا تھا۔ وہ جس صورتحال سے گزر رہی تھی اسے وہ صورتحال کمزور بنانے کی بجائے مزید مضبوطی دے رہی تھی۔

"جن باتوں کے بارے میں پہلے سے خبر ہوتی ہے ان کو دہراتے نہیں اور مجھے ایک ہی بات کو بار بار دہرانا پسند نہیں ہے۔

I told you everything earlier. Your memory of event can't be fainted that soon. Evoking memory is a powerful communicative device, ain't it?"

ابان شگری جیسے اس کی توجہ کے زاویوں کو بدل دینا چاہتا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت سے نگاہ پھیر لی تھی اور بولی تھی۔

"ابان شگری اس رشتے میں کچھ نہیں ہے۔" اتباع منصور نے جتایا تھا۔

"اس رشتے میں کیا ہونا چاہئے؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔ "گن کر ساری چیزیں بتا دوں میں کہیں سے لا کر شامل کر دوں گا۔" وہ شاید سیریس انداز میں اس مدعے پر بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"مجھے واپس جانا ہے!" اتباع منصور نے واضح کر دیا تھا۔

"اور ایسا ممکن نہیں ہے!" ابان شگری نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا ممکن ہے اور کیا نہیں؟" اتباع نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"اور میں نے کسی کا Opinion نہیں مانگا اس معاملے پر۔"

"میں Opinion نہیں دیتی۔ یہ میری زندگی ہے اور اس کا اہم ترین فیصلہ ہے۔ میں اپنی زندگی کو دوسروں کی مرضیات کی نذر نہیں کر سکتی۔ مجھے معلوم ہے میری زندگی کے لئے کیا اچھا اور برا ہے۔" اتباع منصور نے جیسے ٹھان لی تھی کہ اپنا موقف بیان کر کے رہے گی اور موقف پر ڈٹی رہے گی۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"میں جانتی ہوں آپ کو اپنا جھٹلائے جانا پسند نہیں مگر حقیقت ماننا ضروری ہے۔ ہم تمام عمر تاریکی میں زندہ نہیں رہ سکتے۔" اتباع منصور نے کہا تھا۔

"ابان شگری کو اپنے موقف پر ڈٹے رہنا آتا ہے شیرنی۔ مجھے احساس مت جتاؤ کہ کیا ضروری ہے اور کیا نہیں۔" ابان شگری نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"کیا ضروری؟" اتباع اعتماد سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی تھی۔

"ضروری بہت کچھ ہے شیرنی..... آنکھیں کھول کر دیکھو!"

"آپ کو اچھا لگ رہا ہے مجھے سزائیں دینا؟ ان سزاؤں اور شرائط کے ساتھ یہ رشتہ کہاں Exist کرتا ہے ابان شگری؟ اگر میرال حسن آپ کی زندگی میں ہے تو میں کہاں Exist کرتی ہوں؟ آپ کو مجھے سزائیں دینے کا کوئی حق نہیں ہے اور آپ نے سوچ کیسے لیا کہ میں ان سزاؤں کے لئے یہاں رہنا چاہوں گی؟" اتباع منصور آج خود اپنے لئے مکمل اعتماد سے لڑ رہی تھی اور جیسے وہ ہارنا نہیں چاہتی تھی۔

"آپ ایسی کسی بات کو کرنے کے لئے نااہل ہیں ابان شگری۔ آپ اس رشتے کے لئے Deserve نہیں کرتے۔ کیونکہ آپ اس رشتے کے لئے Honest نہیں ہیں۔" وہ لہجہ بہت افسردہ تھا۔ مایوس کن تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے کو آہستگی سے چھوا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"شیرنی ہر بار بھول جاتی ہو۔ ہر بات بھول جاتی ہو۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ اگر یہ سزا بھی ہے تو رہائی ممکن نہیں ہوگی۔ ابھی بہت سے حساب لینے باقی ہیں۔ باز پرس باقی ہے۔ جب تک یہ سب چلتا ہے یہ رشتہ بھی اسی طور چلتا رہے گا۔ پھر چاہے کچھ بھی ہو۔ کوئی بھی الزام دو یا کتنا بھی ظلم کرو۔ تم نے کہا تھا ایک بار میں کوئی ڈراؤنا دیو ہوں؟ سمجھو تم میری قید میں ہو اور اس قید سے رہائی ممکن نہیں ہے۔" ابان شگری مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ جب ابان شگری نے مسکراتے ہوئے اسے بغور دیکھتے ہوئے چہرہ جھکا کر اپنی پیشانی کو اس کی پیشانی سے ملا دیا تھا۔ ایسا کرتے اسے اس کی سانسیں اتباع منصور کے چہرے کو چھونے لگی تھیں۔ اس کے کلون اور آفٹر شیو کی ملی جلی مہک اتباع منصور کے ناک کے نتھنوں میں گھسنے لگی تھی۔

"دلکش انداز تھا وہ۔ دل جیت لینے والا۔ میں فدا ہونے کو تھا۔ مائل بہ کرم ہونے کو تھا۔ بہت خوبصورت کہانی تھی۔ ساتھ سچ بھی ہو جاتی۔ تمہارا جادو اپنے عروج پر تھا۔ ایک طلسم کردہ بنا دیا تھا میرے وجود کے چار سو..... جو چاہتیں کرتیں، جو چاہتیں روا رکھتیں..... میں

تمہارے اختیار میں تھا مگر تمہیں بے خبری مارنے لگی تھی...... تم نے وقت کو اویل نہیں کیا اور وقت نے پر سیٹ کر تمام جادو ختم کر دیا۔ حیرت ہے تمہارے تیور جان لیوا تھے۔ ہر ادا دل موہ لینے والی تھی اور تم اپنے جادو سے اتنی بے خبر رہیں؟ چاہتیں تو سب مٹھی میں لے لیتیں نا؟"
ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

ان آنکھوں میں اتنی تپش تھی کہ اتباع منصور اس کی طرف متواتر دیکھ نہیں پائی تھی۔ اسے نگاہ پھیر لینا پڑی تھی۔

"بہت مزے سے تم نے تمام الزام اس ڈراؤنے جادوگر کے سر رکھ دیا تھا۔ اگر وقت کا ایک بھی سرا تھام لیتیں تو تمام راز تمہارے ہاتھ لگ جاتے نا؟" ابان شگری کی گرم سانسوں سے اس کا چہرہ اور وجود جھلسنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی گرفت سے خود کو نکالنا چاہا تھا۔ مگر ابان شگری نے اس کے گرد اپنے آہنی بازوؤں کا حصار باندھ دیا تھا۔

"محبت بے خبر چڑیا تھی شیرنی۔ تم نے کہانی لکھ کر اس کے پیروں سے باندھ دیں مگر ان لفافوں پر پتے لکھنا بھول گئیں۔ اگر پیغامات کی درست ترسیل کرنا ہو تو درست ایڈریس لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور تم سے یہ غلطی سرزد ہو گئی۔ چلو ایک کام کرو۔ وہ کھیل دوبارہ شروع کرو۔ میں دوبارہ ان لمحوں سے گزرنا چاہتا ہوں۔ مجھے شوق ہے آزمانے کا۔ تم بھی اپنے ترکش کے تمام تیر آزمانے کی عادی رہی ہونا؟ مجھے گمان ہے یہ تجربہ بہت دلچسپ ہوگا۔ تم جس طور قریب تھیں اس میں بہت اسرار تھے۔ میں ان تمام بھیدوں کو جان نہیں پایا مگر مجھ کو ایک تجسس ہے جاننے کا۔ میرا شوق حد سے سوا ہوا جاتا ہے۔ چلو وہ کھیل وہیں سے شروع کر۔ تمام ربط اسی طور جوڑو، مجھے اس بے تکلفی سے پکارو، اسی طور بات کرو۔ میرا دل جیت لو۔ ان سازشوں سے پرے کی وہ دنیا بہت خوبصورت تھی شیرنی...... اس ملمع کاری سے بہت ہٹ کر تھی وہ دنیا۔ ان آنکھوں میں تب کوئی ریاکاری نہیں تھی۔ بہت شفاف تھے تمام منظر...... اگر وقت کچھ لمحے روک دیتا تو محبت ممکن تھی نا؟"
ابان شگری کا انداز مدھم سرگوشی کرتا ہوا تھا۔ اتباع منصور اپنی نظریں جھکا گئی تھی اور اپنے اطراف اس کی باتوں کے الجھے دائرے محسوس کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"یہ فضول باتیں کیوں کر رہے ہو ابان شگری؟ ان سب کا کیا مقصد ہے؟ میں جتاتے ہوئے تھک گئی ہوں کہ میں نے کسی سازش کا کوئی جال نہیں بنا۔ نہ میں نے کوئی دھوکہ دیا ہے۔ جو تھا تمہیں بتا دیا تھا!" اتباع نے کہا تھا۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔ پھر آہستگی سے اس کے لبوں کو شہادت کی انگلی سے چھوا تھا۔

"اتنے شیریں لب ہیں۔ تمام کڑوی سچائیوں کو ایک نئے سرے سے بیان کرتے ہیں تو تمام جھوٹ اور دلکش لگنے لگتے ہیں۔"
اس لہجے میں وہی کاٹ تھی اور اتباع منصور بے بسی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"وہ ٹریول ڈاکیومنٹس دینے کا کیا مطلب نکلا تھا اگر تمہیں لگا تھا کہ میں یہاں سے چلی جاؤں گی؟ پھر جانے کیوں نہیں دے رہے ہو؟" وہ زچ ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں نمی ٹھہرنے لگی تھی اور ابان شگری اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"کبھی کبھی سزائیں دینے میں بہت لطف آتا ہے شیرنی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا تم کیا کرو گی۔ ایک جال تم نے بنا تھا سازشوں کا اور

ایک چھوٹی سے حماقت میں نے بھی کردی۔ فی الحال اس حماقت کا ذکر کہیں نہیں آئے گا۔ فی الحال بات حماقتوں کی نہیں ہو رہی۔ دھوکے باز ی کی ہو رہی ہے اور ابان شگری کو جھوٹ بولنے والے اور دھوکے باز لوگ پسند نہیں ہیں۔ تم نے میری چھت کے نیچے رہ کر کسی اور سے مدد مانگی۔ کسی اور کے ساتھ میرے خلاف جال بنا؟ تمہارے لئے وہ اہم تھا۔ وہ پرلے درجے کا احمق بندہ اشعر ملک؟" ابان شگری افسوس ناک لہجے میں کہتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا جب وہ چیخی تھی۔

"تب بھی تم ایسے ہی دقیانوسی تھے۔ میری بات نہیں سن رہے تھے اور تب وہ پرلے درجے کا احمق بندہ مجھے تم سے زیادہ بہتر لگا تھا۔ وہ ایٹ لیسٹ اونسٹ ہے، برا کرتا بھی ہے تو ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہے۔ اگر Wicked گیمز کھیلتا ہے تو ہمت سے قبول بھی تو کرتا ہے نا۔" اتباع منصور کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو بہتے ہوئے رخساروں پر آئے تھے۔

ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک دکھ کی کیفیت سے گزر رہی تھی اور وہ اسے چپ چاپ دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سب کچھ تھا۔ شاید کوئی احساسِ ندامت یا کوئی پچھتاوا...... اس نے ہاتھ اتباع منصور کے رخساروں کی طرف بڑھایا تھا۔ شاید وہ اس کے آنسو پونچھ دینا چاہتا تھا مگر اس سے قبل ہی اتباع منصور نے ایک جھٹکے سے اپنا وجود اس کی گرفت سے چھڑایا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔ ابان شگری اسے خاموش کھڑا جاتا دیکھتا رہا تھا۔

☆......☆......☆

نمرہ نے کافی کا کپ ذوالفقار شگری کو تھمایا تھا اور اطمینان سے بیٹھ کر اپنی کافی سے سپ لینے لگی تھی۔ ذوالفقار کچھ الجھے ہوئے دکھائی دیئے تھے۔

"لگتا ہے جیسے کوئی بڑا طوفان آنے کو تھا مگر وہ آنے سے قبل ہی ٹل گیا۔ اور عجیب بات یہ رہی کہ آپ نے کسی بارے میں ہمیں مطلع نہیں کیا۔" نمرہ حیران تھی۔ ذوالفقار نے ان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"صورتحال ایسی ہوئی تھی کہ ہاتھ سے باہر ہو گئی تھی اور میں تمہیں پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا۔" ذوالفقار شگری مدھم لہجے میں بولے تھے۔

"جو بھی تھا آپ کو کہنا چاہئے تھا۔ سوچیں اگر ابان کو پتہ نہیں چلتا تو آج ہم کہاں ہوتے؟ اور آپ کی انا تو ہر بار کی طرح اس بار بھی آڑے آجاتی مگر اس بچی نے موقع پر آ کر آپ کو قائل کر کے ہمیں اس کرائسس سے آنے سے قبل ہی نکال دیا۔ اس سے ثابت کیا ہوا ہے؟ بچے ہماری عقل سے زیادہ آگے کی بات کرتے اور سوچتے ہیں۔ ان کی یہ برتری تسلیم کرنا باعثِ ندامت نہیں ہونا چاہئے۔ اتباع نے جس سمجھداری کا ثبوت دیا ہے میں حیران ہوں ابان کا انتخاب لاجواب ہے۔ مجھے لگتا تھا وہ آپ بیٹے اور باپ کے درمیان کی دوریوں کو سمیٹے گی اور اس نے ایسا کر دیا۔" نمرہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ذوالفقار خاموش رہے تھے۔ تبھی نمرہ نے انہیں دیکھا تھا۔

"آپ کو کیوں اب بھی لگتا ہے کہ آپ کی اس کھوکھلی انا کو جیت جانا چاہئے تھا؟" نمرہ کے دریافت کرنے پر ذوالفقار شگری نے

خاموشی سے نمرہ کو دیکھا تھا۔ تبھی وہ بغور دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

''ذوالفقار انا کچھ نہیں دیتی...... بہت کچھ لے لیتی ہے۔ پلٹ کر دیکھئے۔ کتنے قیمتی پل کھو گئے آپ سے...... کتنے لمحے گنوا دیئے آپ نے اس انا کے چکر میں۔ وہ آپ کا بیٹا تھا، آپ سے کس قدر قریب ہو سکتا تھا۔ مگر وہ دوریاں درمیان بڑھتی رہیں اور پھر کیا ہوا؟ ایک خلا بن گیا اور وہ خلاء کبھی بھر نہیں سکا کیونکہ آپ نے اس خلا کو کبھی بھرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ جو آپ نہیں کر پائے، جو میں نہیں کر پائی وہ ان بچوں نے کر دیا۔ اتباع کے قدم اس گھر کے لئے مبارک ثابت ہوئے۔ آتے ہی اس نے خاندان کو جوڑ دیا۔ ہماری فیملی کو مکمل کر دیا۔'' نمرہ بولی تھی۔ ذوالفقار نے ان کی طرف دیکھا تھا۔

''میں سچویشن کو کسی کی مدد لئے بنا سنبھالنا چاہتا تھا نمرہ۔'' وہ مدھم لہجے میں بولے تھے۔

''آپ کو برا لگا کہ بیٹے نے آپ کا ہاتھ تھام کر آپ کو اس کرائسس سے نکالا؟'' نمرہ نے انہیں بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

ذوالفقار فوری طور پر کچھ نہیں بولے تھے۔ اور ان کے چہرے سے وہ احساس صاف ابھر رہا تھا۔ تبھی نمرہ بولی تھی۔

''بیٹے نے آپ کو احسان کر دیا؟ یہی لگتا ہے نا آپ کو؟''

''ایسا ہے بھی تو نمرہ...... اگر میں نہیں بھی کہوں گا مگر دکھائی بھی یہی دیتا ہے کہ جب میں فیل ہو گیا تو مجھے اپنے بیٹے سے مدد طلب کرنا پڑی۔ کیا آج ذوالفقار شگری اتنا کمزور ہو گیا کہ اس نے اپنے بیٹے کی مدد لینا چاہی؟'' وہ ایک نقطے پر سوچ رہے تھے۔

''اگر اس بچی نے آ کر درخواست نہ کی ہوتی تو میں کبھی اس احسان کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا!'' وہ اتباع کے بارے میں بات کرتے ہوئے بولے تھے اور نمرہ نے انہیں حیرت سے دیکھا تھا۔

''وہی بات...... بات آپ کی انا پر آ گئی ہے!'' نمرہ نے افسوس سے جتایا تھا۔

''بات انا کی نہیں نمرہ...... بات مرتبے کی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے مرتبے سے نیچے آ گیا ہوں۔'' ذوالفقار شگری نے قبول کیا تھا۔

''آپ کو ایسا لگتا ہے؟ بچوں کو جب چلنا نہیں آتا تو وہ بڑوں کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہیں نا؟ تو جب بڑے کمزور پڑ جائیں تو وہ اپنے چھوٹوں کی طرف اس مدد کے لئے کیوں نہیں دیکھ سکتے؟ اور پھر سوچیں اگر ابان تمام قرضے ادا نہیں کرتا تو آج ہم کہاں ہوتے؟'' نمرہ نے احساس دلایا تھا۔ تبھی ذوالفقار مدھم لہجے میں بولے تھے۔

''ہم سڑک پر آ جاتے۔ یہی کہنا چاہتی ہو نا تم؟ اور یہ ہی حقیقت بھی ہے۔ مگر تم ان انتشار سے بھرے لمحوں کا قیاس نہیں کر سکتیں نمرہ جن لمحوں سے میں گزر رہا ہوں۔ میں بہت دماغ کھول کر انا کو ایک طرف رکھ کر، میں نظر انداز کر کے سوچوں بھی تو حقیقت تو یہی کھلتی ہے نا کہ میں بہت ناکارہ ہو گیا ہوں اور اس ناکارہ وجود کے ساتھ تمہارے لئے یا عالیہ کے لئے کچھ نہیں کر پایا۔ میں ایک بوسیدہ عمارت کی طرح گرتا چلا گیا اور اس ملبے میں سب دفن ہو گیا۔'' وہ بہت کمزور دکھائی دے رہے تھے۔ نمرہ نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

ابان شکری جوان سے ملنے آیا تھا، وہیں رک گیا تھا اور پھر بیٹا ملے واپسی کے لئے پلٹ گیا تھا۔

"اس سے بہتر تھا میں کوئی اور راہ دیکھتا نمرہ۔ یہ احساسِ ندامت ایک بوجھ ہے۔ بڑے بچوں کے لئے کچھ کرتے اچھے لگتے ہیں۔ میں اچھا محسوس کرتا مگر وہ ہاتھ میرے ہاتھ نہیں آیا۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھے اپنے بیٹے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں مگر وہ کیا سوچ رہا ہوگا میں اس کی طرف صرف تب ہاتھ بڑھایا جب میں خود کمزور تھا؟"

نمرہ ان کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

"ایسے سر جھکائے کیا بیٹھے ہو؟ تم خوش نہیں ہو؟" والدہ نے ٹیرس پر اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دریافت کیا تھا۔ اشعر ملک جو خاموشی سے لہروں کے شور کو سنتا ہوا سامنے ٹیرس سے دکھائی دینے والے سمندر پر نظریں مرکوز کئے بیٹھا تھا، والدہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"والدہ! میں آپ دونوں کا نالائق بیٹا ہوں، میں جانتا ہوں میں نے بچپن سے کوئی بات نہیں مانی کبھی آپ کی۔ میں اپنی کوتاہیوں سے واقف ہوں۔ مگر یارا۔ اب جب میں آپ کی بات کو ٹالنا نہیں چاہتا تو بھی میں ایسا کر نہیں پا رہا۔" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ والدہ نے اسے بغور دیکھا تھا پھر نرم لہجے میں بولی تھیں۔

"معاملہ کیا ہے؟ کھل کر بات کرو؟" وہ نرمی سے اشعر ملک کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اشعر ملک احساسِ ندامت سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

"والدہ میں آپ کو خوشی دینا چاہتا ہوں۔ اس عمر میں جب ایک طویل نافرمانی کے بعد میں بہت آگے نکل چکا ہوں، میری خواہش ہے میں آپ کا اچھا بیٹا کہلاؤں مگر میں اس پھوپھو کی بیٹی کے لئے خود کو تیار نہیں پا رہا...... میرا اندر بہت الجھ رہا ہے والدہ......" وہ الجھن بھرے الجھے انداز میں بولا تھا۔ والدہ نے بغور اسے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں پوچھنے لگی تھیں۔

"تمہیں میرال حسن سے محبت نہیں ہے؟"

اشعر ملک نے ان کے سوال پر خاموشی سے انہیں دیکھا تھا۔ پھر بہت آہستگی سے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"اسے بھی مجھ سے محبت نہیں ہے والدہ۔" اشعر ملک نے کہا تھا اور والدہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔

"ایسا تم سے کس نے کہا؟" والدہ نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔

"والدہ خود اس پھوپھو کی بیٹی نے بتایا۔" اشعر ملک نے مطلع کیا تھا۔

"اوہ...... ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو تھنگس کین بی کمپلی کیٹڈ۔" وہ افسوس سے بولی تھیں۔

"What she told you exactly?"

والدہ نے پوچھا تھا۔ وہ سر جھکا گیا تھا۔

"چھوڑیں والدہ...... یار! اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بس مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ اس معاملے میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جس کے ساتھ زندگی گزارنا ہے اس کے لئے میں نہیں ہوں تو پھر کیا ہو سکتا ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"اور تمہارا دل مائل ہے اس کی طرف؟" والدہ نے پوچھا تھا اور اشعر ملک نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"والدہ یار! اتنے پیچیدہ سوال مت کیا کریں۔ فی الحال اس بحث کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ والد کو سمجھا دیں پلیز۔ فی الحال شادی کا ذکر نہ کریں۔ طبیعت مائل نہیں ہے۔" وہ اپنے بے فکرے پن سے مسکرایا تھا۔ والدہ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"تم میرال حسن کے انکار کو سن چکے ہو؟ اس لئے ایسا کر رہے ہو؟" وہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے بولی تھیں۔ اشعر ملک اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا پھر مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"والدہ یار! پتہ نہیں محبت کو عجیب بدتمیزی سی سوجھ جاتی ہے اگر میں اس کا تعاقب کروں۔ میرال حسن کا انکار اتنا معنی نہیں رکھتا۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

"یہ ضروری نہیں اشعر بیٹا۔ دیکھو تمہارے والد کی اور میری شادی بھی کوئی محبت کی شادی نہیں تھی۔ مگر ہم کتنی مضبوطی سے اس رشتے میں جڑے کھڑے ہیں۔ رشتوں کا کمال یہی ہے کہ وہ مضبوطی سے ایسے باندھے جاتے ہیں کہ درمیان کے تمام Gap بھر جاتے ہیں۔" والدہ نے سمجھایا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"دور جنوں جب گھیرتا ہے تو محبت بات نہیں کرتی، ایسے میں جو خاموشی ابھرتی ہے اس خلاء کو کیسے بھرا جاتا ہے، محبت اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتی۔ اور محبت کی یہ خاموشی بہت پر اسرار لگتی ہے۔" اشعر ملک اپنے مخصوص بے فکرے انداز میں مسکراتے ہوئے والدہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ والدہ نے اس کی طرف خاموشی سے دیکھا تھا پھر بولی تھیں۔

"تمہیں اتباع منصور شیخ سے محبت تھی نا؟" والدہ کے پوچھنے پر وہ چونکا تھا۔ پھر سر انکار میں ہلاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اتنا پاگل نہیں ہوں والدہ...... آپ جانتی ہیں نا میں محبت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ میرا مقصد اس کی جائیداد تھیانا تھا۔" وہ بولا تھا۔ اس کے لبوں پر وہی بے فکر مسکراہٹ تھی اور والدہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ایک بات ستاتی ہے مجھے۔ تم نے اتنے غلط کام کئے۔ کہیں تم نے کسی کی جان تو نہیں لی؟ میرا مطلب ہے منصور بھائی......!" والدہ نے کسی خدشے کے پیش نظر بولا تھا تبھی اشعر ملک گویا ہوا تھا۔

"والدہ...... بہت غلط کام کئے ہیں زندگی میں مگر کسی کی جان نہیں لی۔ مگر اتباع منصور کے ساتھ غلط کیا۔ اس کی جائیداد تھیانے کے چکر میں اسے اٹھا لایا۔ اسے کمرے میں قید رکھا۔ زبردستی شادی کی کوشش کی۔ پھر وہ بھاگ نکلی۔ میں پاگل سا ہو گیا۔ اتنا جنوں پرست کہ میں نے اس پر جان لیوا حملہ بھی کروا دیا۔ بس اس کا پچھتاوا ہے۔ یہ غلط کام کیا۔ مگر شکر ہے اتباع کی جان بچالی گئی۔ ورنہ میں اس احساس جرم میں ہی مر جاتا کہ میں نے اتنی اچھی لڑکی کی جان لے لی۔ والدہ میں سفاک ہوں۔ Corrupt ہوں۔ ہر برا کام کیا ہے مگر

کسی کا قتل نہیں کیا والدہ۔ منصور صاحب اچھے آدمی تھے مگر میری نیت ان کی جائیداد کو لے کر خراب تھی اور، اور...... اور مزید اور کی جستجو نے پاگل کر دیا تھا مجھے اور تبھی اتباع منصور کو اس دولت کو پانے کا ایک نیا راستہ سمجھ لیا۔ میں نے حماقتیں کی ہیں والدہ...... بے شمار حماقتیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

والدہ نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"بہر حال والدہ اس پھوپھو کی بیٹی کے معاملات کو الجھائیں یار۔ آپ کے اس الجھاؤ نے مجھے خاصا الجھا دیا ہے۔ مجھے فیض چاچا کے سارے شعر بھولنے لگے ہیں۔ یہ اس پھوپھو کی بیٹی کا خوف ہے یا کچھ اور۔ سمجھ نہیں آتا۔" وہ الجھے ہوئے انداز میں مسکرایا تھا۔

"اچھی خاصی لڑکی ہے میراں۔ لیکن تم نے مجھے سوچنے پر مائل کر دیا ہے!" والدہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھیں۔

"اس کے بارے میں سوچیں تو بندہ یونہی الجھنے لگتا ہے۔ لگتا ہے پھوپھو کی بیٹی ایک پیچیدہ حساب کا کوئی سوال ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا تو والدہ بھی مسکرائی تھیں۔

☆......☆......☆

ثمرہ نے قدرے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ذوالفقار شگری کو دیکھا تھا۔ پھر گویا ہوئی تھیں۔

"تم نے جو بھی کیا ہے تمہارے ڈیڈ اس کو لے کر بہت الجھ رہے ہیں۔ احساسِ ندامت گھیر رہا ہے انہیں۔" ثمرہ نے فون پر مدھم لہجے میں کہا تھا تو ابان شگری نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا تھا تبھی ثمرہ بولی تھیں۔

"تمہیں آکر اپنے ڈیڈ سے ملنا چاہئے ابان!" ثمرہ شاید ان دونوں کے درمیان کے فاصلوں کو گھٹانے کی پیش رفت کرنا چاہتی تھیں مگر تبھی وہ بولا تھا۔

"مم میرا فی الحال ڈیڈ سے ملنا مناسب نہیں ہوگا۔ جس دور سے وہ گزر رہے ہیں ان کو اس فیز سے خود نکلنا ضروری ہے۔" ابان شگری نے کہا تھا۔

"ڈیڈ کو ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔ اگر بچے چھوٹے ہوں تو والدین ان کی مدد کرتے ہیں۔ ان کو سہارا دیتے ہیں۔ سو وہ بات غلط نہیں سمجھی جاتی۔ تو پھر جب وہی بچے بڑے ہو کر اپنے انہی والدین کا سہارا بنتے ہیں تو یہ بات اتنی معیوب کیوں سمجھی جا رہی ہے؟ شاید ڈیڈ دماغی طور پر اس خلیج کو پاٹ نہیں سکے۔ ان کے لئے یہ مشکل فیض رہا ہے۔" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ ثمرہ نے اس سے اتفاق کیا تھا۔

"ایسا نہیں ہے مگر ایسا دانستہ نہیں ہو رہا۔ نادانستگی میں ہے۔"

"مانتا ہوں مم مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ شکایتیں، شکوے گلے ختم ہونے چاہئیں ورنہ یہ دوریوں کا سلسلہ یوں ہی اسی طور چلتا رہے گا۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

"مجھے اندازہ ہے بیٹا مگر تم اپنے ڈیڈ کی نیچر سے واقف ہو۔ بہر حال لٹ اٹ بی۔ جو جیسا ہے اسے ویسا ہی رہنے دو۔ مجھے نہیں

لگتا ان رشتوں پر بھی کائی ختم کی جاسکتی ہے۔" نمرہ نے ایک گہری سانس لے کر تجویز پیش کردی تھی۔

"نہیں مم۔ اس کو اس طور چھوڑا نہیں جاسکتا۔ یہ کوئی Solution نہیں ہے۔" ایان شگری نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"بہر حال تم اس طرح پریشان مت ہو۔ میں تمہارے ڈیڈ سے بات کروں گی۔" نمرہ نے سمجھایا تھا اور کال کا سلسلہ منقطع کیا تھا۔ ایان ہاتھ میں فون لیے کچھ سوچنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

دانیال ابتاج منصور کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ بہت افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔ دانیال نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"زندگی کو سمجھنے کے لیے زندگی کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے ابتاج منصور۔ اور اگر تمہیں زندگی کے روبرو کھڑے ہو کر بات کرنے کا شوق ہے تو تب ہی تم زندگی کے ان اسرار و رموز کو سمجھ پاؤ گی۔" وہ جانے اس کی افسردگی سے کیا اخذ کرتا ہوا بولا تھا اور ابتاج اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"ایسے مت کرو ابتاج۔ تمہیں چیزیں سمجھنے کا قرینہ ہونا چاہیے۔ الجھن ختم کرو تبھی تم زندگی میں موجود راستوں کو الجھا پاؤ گی۔ اگر تم نے خود الجھنا موقوف نہیں کیا تو یہ سلسلہ رکے گا نہیں۔" دانیال نے اسے بہت نرمی سے سمجھایا تھا۔ تبھی وہ اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"ابتاج منصور مجھے تمہیں پڑھنا آتا ہے۔ اگر تم نہ بھی کہو تو بھی مجھے خبر ہو سکتی ہے کہ تم کن سوچوں سے گزر رہی ہو۔ یہ سوچیں کوئی حل پیش کرنے سے قاصر رہیں گی سو تمہیں پریشان ہونا بند کرنا ہوگا۔" دانیال مرزا ایک اچھا دوست ہونے کے ناطے سمجھا رہا تھا اور ابتاج منصور نے تھک کر اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔ اندر کا غبار آنکھوں کے راستے نکلنے لگا تھا۔ دانیال مرزا نے کچھ کہے بنا اسے ایسے کرنے دیا تھا۔ وہ اگر اس کا چہرہ نہیں دیکھ رہا تھا مگر اسے خبر تھی کہ وہ کمزور لمحوں سے گزر رہی ہے جو انتشار سے بھرے ہیں۔ ابتاج منصور کو وہ آنسو بہاتے ہوئے بہت سکون مل رہا تھا۔ ابتاج منصور کئی لمحوں تک اسی طرح کھڑی چپ چاپ آنسو بہاتی رہی تھی پھر دانیال مرزا کے شانے سے سر اٹھا کر آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی تھی۔

"تم جا رہے ہو تو مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ دیکھو اس سے اداس ہونے لگی ہوں۔ تمہارے اور بوا کے بنا کیسے یہاں اکیلی رہوں گی؟" ابتاج منصور نے مسکراتے ہوئے بات بنائی تھی۔ دانیال مرزا نے اسے کچھ جتایا نہیں تھا۔ بس خاموشی سے دیکھا تھا اور ابتاج منصور نگاہ چرا گئی تھی۔

"سچ میں...... میں کچھ دنوں تک وہاں آپ لوگوں کے ساتھ رہنا چاہوں گی۔ اتنے عرصے تک آپ لوگوں سے دور رہ کر بہت تھکا ماندہ محسوس کر رہی ہوں۔ بندہ اپنوں سے دور ہو کر بہت کمزور اور تنہا پڑ جاتا ہے نا؟" ابتاج منصور نے صورتحال کو سنبھالتے ہوئے معمول کے مطابق ظاہر کرنا چاہا تھا اور مسکرائی تھی۔ دانیال مرزا نے دانستہ اسے جتائے بنا اسے بغور دیکھا تھا۔

اب تمہارے پرنس کا مکمل حق ہے نا تم پر۔ ہم تو اجنبی ہو گئے ہیں۔ بیٹی کی شادی ہو جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے لئے پرائی ہو

جاتی ہے اور سسرال ہی اس کا اصل گھر بن جاتا ہے۔" دانیال نے مسکراتے ہوئے اسے بڑی بوڑھی عورتوں کی طرح سمجھایا تھا۔ اتباع مسکرادی تھی۔

"اوکے دادی اماں۔ تم کب سے ایسی نصیحتیں کرنے لگے؟" اتباع نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ دانیال مسکرادیا تھا۔

"بوا جب تمہیں نصیحتیں کرتی تھیں تو میں نے دور کھڑے ہو کر سنا تھا۔ تم جانتی ہو۔ میری یادداشت اچھی ہے۔ سو سب زبانی یاد ہو گیا۔" دانیال مرزا مسکرایا تھا اور اتباع بھی مسکرادی تھی۔

"دانیال تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔ مجھے زندگی کا اتنا تجربہ نہیں ہے۔ بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ ایسے میں مجھے تمہاری اور بوا کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ ابھی اس طرح سوچنے کی عادت نہیں ہے۔" اتباع منصور نے کہا تھا تبھی دانیال مرزا نے اسے جھٹلایا تھا۔

"اتباع تم اس طرح کیسے بات کرسکتی ہو؟ تم بھول رہی ہو تم تنہا نہیں ہو اور ابان شگری تمہارے ساتھ ہیں۔" دانیال نے مسکراتے ہوئے یاد دلایا تھا۔ اتباع کو مجبوراً مسکرانا پڑا تھا۔

"نئے رشتوں کی ایک مجبوری ہوتی ہے۔ وہ پرانے رشتوں کی جگہ نہیں لے سکتے اور پرانے رشتوں کی طرح مضبوط اور پائیدار نہیں ہوسکتے۔" وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔ دانیال نرمی سے مسکرایا تھا۔

"نئے رشتوں کو وقت دیا جائے تو وہ پرانے رشتوں کی طرح بہت تناور اور مضبوط کھڑے ہوسکتے ہیں اتباع منصور۔ یہ بات سمجھانے اور سمجھنے میں کئی بار صدیاں نکل جاتی ہیں۔" وہ مخفی لفظوں میں اسے کئی باتیں بتا رہا تھا۔ اتباع اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"ابان شگری تمہارا نیا مگر سب سے اہم رشتہ ہے اتباع منصور۔ یہ رشتہ زندگی میں سب سے اہم ہوتا ہے۔ یہ زندگی کی اساس ہے۔ تم نے اپنی باقی ماندہ زندگی ابان شگری کے ساتھ گزارنا ہے۔ آج تمہیں وہ رشتہ نیا لگ رہا ہے مگر کل وہی رشتہ سب رشتوں سے پہلے آئے گا تمہارے لئے۔ تم اس رشتے کو ہمیشہ ہر رشتے پر فوقیت دینا چاہو گی۔ ایسا وقت گزرنے کے ساتھ ہوگا۔ رشتے یکدم اپنی جگہ نہیں بناتے۔ کچھ وقت لیتے ہیں۔ تمہارا یہ رشتہ کتنا معتبر ہے اس کی خبر تمہیں بہت جلد ہو جائے گی اتباع منصور۔" دانیال مسکرایا تھا۔

"تم دونوں ہز بینڈ اور وائف ہو اتباع منصور ہم سب غیر ثانوی ہیں اور جلد تم اس رشتے کی اہمیت کو خود تسلیم کرنا چاہو گی۔" دانیال مرزا نے بہت نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی کہ کیا چل رہا تھا۔ وہ اس کی فکروں کو بس اس کی آنکھوں میں پڑھ رہا تھا۔ جو اندیشے اس کے دل میں تھے وہ شاید اس کی نظروں سے مخفی تھے۔ تبھی اتباع مسکرادی تھی۔

"تم دادی اماں کی طرح خوب نصیحتیں کرنے لگے ہو دانیال مرزا۔ مگر مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میں اس رشتے سے خوش ہوں اور مطمئن ہوں مگر تم اور بوا میری زندگی کے دو اہم ستون ہو۔ میں تم دونوں سے کٹ کر نہیں رہ سکتی۔" وہ مسکرائی تھی اور دانیال مسکرادیا تھا۔

''میں تو بھول چلی بابل کا دیس، پیا کا گھر پیارا لگے؟ اتباع منصور فی الحال جو فیلنگز تمہارے اندر آرہی ہیں نا۔وہ بہت کمزور ثابت ہونے والی ہیں۔اس کا ادراک تمہیں کچھ دنوں بعد ہوگا۔رشتے سیال مادے جیسے ہوتے ہیں۔اپنی جگہ لینے میں وقت لیتے ہیں مگر لے لیں تو تمام جگہ اپنے وجود سے گھیر لیتے ہیں۔'' دانیال مرزا جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھ رہا تھا۔اتباع منصور مسکرا دی تھی۔

''دانیال مرزا اچھے دوست ہونے کا تمام حق ادا کر رہے ہو۔مجھے جتائے بنا سبھی معاملات کو جانچتے ہوئے مجھے تسلیاں دے رہے ہو۔'' اتباع منصور جیسے بات کی نوعیت کو سرسری سا کر دینے پر بضد تھی۔

''یہ تسلی نہیں ہے اتباع منصور۔اگر تسلی بھی ہے تو میں چاہوں گا یہ تمام حرف سچ ہوں اور تمہارے تمام وسوسے جاتے رہیں۔ایسا شاید فی الفور ممکن نہ ہوسکے مگر محبت معجزات کی زمین ہے اور اس زمین پر کب کیا انوکھا واقعہ ہو کر تمہیں حیران کر دے اس کی خبر تمہیں خود بھی شاید بہت دیر سے ہوگی۔'' دانیال مسکرایا تھا اور اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

بوا اور دانیال مرزا لوٹ گئے تھے۔اتباع منصور کی فکریں ویسی ہی رہی تھیں۔اس زندگی کو کس سمت مڑنا تھا اور کس سمت چلنا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ کسی سمت کو موڑ کر اپنی مرضیات پر چلانا چاہتی تھی۔شاید اسے ادراک تھا ایسے راستے کسی منزل کی طرف نہیں جاتے۔ سو وہ کسی نقطے سے لکیر کھینچ کر کسی سمت موڑنے سے گریز کر رہی تھی۔وہ چلتی ہوئی باہر آئی تھی جب دادا ابا اپنے لائر کے ساتھ بیٹھے کچھ معاملات ڈسکس کرتے دکھائی دیئے تھے۔دادا ابا نے اسے دیکھ لیا تھا سو وہ اس طرح پلٹ جانا مناسب نہیں سمجھ رہی تھی اور دادا ابا کو بھی اندازہ تھا اس کی موجودگی کا تبھی انہوں نے لائر کو مسکرا کر اٹھا دیا تھا۔اتباع منصور چلتے ہوئے قریب آگئی تھی۔

''آؤ بیٹا.....کیا ہو رہا ہے؟'' وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔اتباع کو مسکرانا پڑا تھا۔

''دادا ابا آپ تو اتنے زیادہ بزی ہوگئے ہیں کہ اب آپ سے بات کرنے کے لئے وقت لینا پڑتا ہے۔'' اتباع منصور نے شکوہ کیا تھا۔دادا ابا مسکرائے تھے۔

''بیٹا جائیداد کے ضروری امور تھے وہ سلجھا رہا تھا۔میرے بچوں کو وقت لینے کی ضرورت نہیں۔ان کے لئے ہمیشہ میرے پاس ٹائم ہے۔'' دادا ابا مسکراتے تھے۔تبھی ان کے فون پر کال آتی سنائی دی تھی۔دادا ابا اسکرین دیکھتے ہوئے مسکرائے تھے۔

''تمہاری دادی کا فون آرہا ہے۔Skype پر کال دے رہی ہیں۔چلو تم بھی بات کرلو۔'' دادا ابا مسکرائے تھے اور دادی اماں کی کال ریسیو کی تھی۔

''السلام علیکم جنت بی بی.....مزاج کیسے ہیں؟'' دادا ابا مسکرائے تھے۔

''وعلیکم السلام، کہاں مصروف ہیں؟ کہیں کسی پرانی یونیورسٹی فیلو سے ملاقات تو نہیں ہوگئی؟ آپ کی تو عادت ہے جہاں کوئی ملی وہیں.....!''

''بیگم، حوصلہ رکھیں۔یہاں پاس ہی آپ کی بہو بھی موجود ہیں۔آپ سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔یہ ہماری کسی اور وقت کے

لئے اٹھا رکھیے۔کئی موقع آئیں گے ابھی۔" دادا ابا مسکرائے تھے۔دادی اماں قدرے خجالت سے مسکرائی تھیں۔

"آپ بھی نا،کام کی بات بعد میں بتاتے ہو پھر کہتے ہو میرا فیوز لوز ہو جاتا ہے۔اچھا بات کراؤ میری بہو سے۔آپ سے تو بعد میں بات کروں گی میں!" دادی اماں مسکرائیں تھیں۔انداز دھمکانے والا تھا۔دادا ابا مسکرائے تھے اور فون ابتاج کو تھما دیا تھا۔

"السلام علیکم دادی اماں!" ابتاج منصور نے ادب سے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا جیتی رہو۔آئی ایم رئیلی سوری بیٹا میں تمہاری اور ابان کی شادی میں نہیں آسکی۔بیماری میں اس عمر میں اتنا طویل سفر نہیں ہوتا اب۔طبیعت ٹھیک ہو تو الگ بات ہے۔مگر مجھے افسوس ہے میں نے اپنے پوتے کی شادی کی تقریب مس کر دی۔اگرچہ تمہارے دادا ابا مجھے واقعات بتاتے رہے تھے اور کبھی کوئی کلپ ریکارڈ کر کے بھی سینڈ کر دیتے تھے۔ماشاءاللہ بہت اچھی تقریب تھی۔اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔" دادی اماں مسکرائی تھیں۔ابتاج مسکرائی تھی۔

"ویٹس آل رائیٹ دادی اماں...... ہم خود آپ سے ملنے آجائیں گے۔آپ کو بیماری کے دوران اتنے لمبے سفر سے اجتناب برتنا چاہئے۔آپ نے اچھا کیا جو نہیں آئیں۔" ابتاج کو رشتوں کو نبھانے کا فن آنے لگا تھا۔دیور کے مذاق...... نند کے چٹکلے...... سسر کا بردبار انداز...... ساس کی کیئرنگ طبیعت...... دادا ابا کا شفقت بھرا رویہ اور اب دادی اماں کا محبت سے بھرپور رویہ۔اسے سب سے ڈیل کرنا آ گیا تھا۔

"ضرور آؤ بچے۔میں تو خود تم دونوں کو ملنے کو ترس رہی ہوں۔ذرا طبیعت سنبھلے تو پہلی فلائٹ پکڑ کر آجاؤں گی۔یوں بھی آکر تمہارے دادا ابا کی کلاس بھی تو لینی ہے۔" دادی اماں مسکرائی تھیں اور ابتاج مسکرا دی تھی۔

"ان مردوں پر نظر رکھنا پڑتی ہے۔ورنہ یہ ہاتھ نہیں آتے۔ایک نصیحت کروں گی۔ہمیشہ گرفت میں رکھنا پڑتی ہے ان حضرات کو۔دادی اماں نے رازداری سے نصیحت کی تھی۔ابتاج مسکرا دی تھی۔دادا ابا بھی سنتے ہوئے مسکرا دیئے تھے۔

"ماشاءاللہ بہت سمجھدار بچی ہو تمہارے دادا ابا بتا رہے تھے جس طرح تم نے اتنی بڑی صورتحال کو سنبھالا،اپنے سسر کو سمجھایا۔اس کے لئے تمہیں داد دینا پڑے گی۔ایک کائیاں شے ہے ذوالفقار۔سن کر اچھا لگا کہ وہ بھی کسی کی سننے لگا ہے۔بہو کے نیک قدم پڑتے ہی گھر کے ماحول میں تبدیلی آنا ایک اچھا شگون ہے۔" دادی اماں مسکرائی تھیں۔ابتاج مسکرا دی تھی۔

"دادی اماں،آپ کی دعائیں چاہئیں بس۔"

"بیٹا میری دعائیں تو ہمیشہ بچوں کے ساتھ ہیں۔ماشاءاللہ اتنی پیاری بچی ہو تم۔سمجھدار ہو۔ذوالفقار اور ثمرہ کی تو حیات سنور گئی اتنی اچھی بہو مل گئی۔جب تمہاری ساس گھر میں آئی تھی تو تب اس کے قدم بھی اتنے ہی نیک ثابت ہوئے تھے۔جب بگڑی باتیں بننے لگیں تو سمجھو یہ اچھی علامتوں میں سے ایک ہے۔" دادی اماں نے کہا تو ابتاج مسکرا دی تھی۔

☆......☆......☆

میرال حسن بہت دیر تک خاموشی سے کھڑی ساحل پر ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھتی رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے ظاہر تھا وہ کئی سوچوں میں گھری ہوئی تھی۔ آسمان پر سورج کے اردگرد رنگ گہرے ہو رہے تھے۔ اور وہ خاموشی سے سوچوں کے ساتھ سفر کرنے لگی تھی۔ وہ اپنی سوچوں سے الجھی ہوئی لگی تھی۔ خاموشی میں اس کی آنکھوں سے سوچوں کی الجھنیں ابھرتی دکھائی دے رہی تھیں۔ جیسے وہ کئی باتوں میں خود اپنے آپ سے الجھ رہی تھی اور کوئی سرا ہاتھ میں نہیں پا رہی تھی لاحاصل جنوں اسے تھکا رہا تھا اور سوچیں بکھرتی جا رہی تھیں اور وہ چلتی جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری کا فون بجا تھا۔ اسکرین پر ایک نام چمکتا دکھائی دیا تھا۔ ابان شگری چونکا تھا پھر اس کال کو ریسیو کر لیا تھا۔ دوسری طرف اشعر ملک کی آواز سنائی دی تھی۔

"معذرت چاہتا ہوں یار! تمہیں ڈسٹرب کیا۔ مگر میرے چھوٹے بھائی کی شادی ہوئی ہے تو ایک دعوت دینا تو بنتا ہے نا!"
اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان چونکا تھا۔ پھر رسانیت سے بولا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے اشعر ملک۔ یوں تو مجھے اس طرح کی فارمیلٹیز پسند نہیں ہیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا جب اشعر ملک نے اصرار کیا تھا۔

"جانتا ہوں یار! یہ سب نہیں کرتے تم۔ مگر خوشی کے موقع کو اس طرح منانے سے خوشیاں بڑھتی ہیں۔ میں نے ہر شے کو بھلا دیا ہے یار۔ تم بھی اپنا دل صاف کر لو۔ یوں بھی اللہ کا گھر ہے یہ دل، اس میں کدورتوں کو رکھنا مناسب نہیں۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔
دادا ابا جو قریب تھے انہوں نے ابان شگری کو کال پر بات کرتے دیکھ کر سچویشن کو سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا اور ایسے میں ابان شگری کو دادا کا حکم ماننا پڑا تھا۔ تبھی وہ نرمی سے بولا تھا۔

"ٹھیک ہے اشعر ملک لیکن اس بار کوئی ڈرامہ نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے فیئر گیمز کھیلنا پسند ہے۔ تم میرے بارے میں جانتے ہو۔ اگر کوئی گڑبڑ کی تو سب پھر اسی نقطے پر منجمد ہو جائے گا۔ میں تم سے دوستی کی توقع نہیں کرتا نا ہی تمہارے بدلتے ہوئے تیور مجھے کوئی پوزیٹو سائن لگتے ہیں۔ کہیں بھی ایک لمحہ گزرے گا اور پرانا اشعر ملک تمہارے خیال سے باہر ہوگا۔" ابان شگری نے اس کے بارے میں قیاس آرائی کی تھی اور وہ ہنستا چلا گیا تھا۔

"یار! اعتبار کر دو۔ اتنا نہیں سدھرا نہ مکمل توبہ کی ہے۔ نا کوئی اعلان کیا ہے کہ اب کوئی گڑبڑ نہیں کروں گا۔ مگر پھر بھی تم اشعر ملک پر اعتبار کر سکتے ہو۔ ایٹ لیسٹ کچھ معاملوں میں اشعر ملک بھی ایماندار ہے۔ جب وہ کہتا ہے تو وہ کر کے بھی دکھا دیتا ہے۔" اشعر ملک نے خود کو قابل بھروسہ قرار دیا تھا اور پوچھنے لگا تھا۔

"پھر آ رہے ہو نا تم؟ یار! اتنا بے ایمان مت سمجھو تمہاری شادی کی خوشی میں پارٹی دینے کا بھی پلان ہے۔ اس دعوت کے بعد

ایک پارٹی بھی Throw کروں گا۔ اشتمامت سوچو۔ والدہ والدان دنوں میرے پاس ہیں۔ ان کی موجودگی میں مجھ پر پوزیٹو سائن زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان شکری نے سر ہلا دیا تھا۔

"آل رائیٹ...... یہ دعوت کہاں ہے؟ وینیو کے بارے میں ٹیکسٹ کر دینا۔" ابان شکری نے کہہ کر فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ دادا ابا نے ابان شکری کی طرف دیکھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے یہ لڑکا سدھار کو قبول کر رہا ہے۔ تمہیں اسے موقع دینا چاہئے۔ اس کی پریس کانفرنس دیکھی تھی میں نے ٹی وی پر۔ کافی پوزیٹیو باتیں کر رہا تھا۔" دادا ابا نے کہا تھا۔ ابان شکری نے سر ہلایا تھا۔

"ابان شکری ان لوگوں میں سے ہے دادا ابا جو ایک کے بعد ایک سازش بنتے رہتے ہیں۔ میں اس پر اعتبار نہیں کر سکتا۔" ابان شکری نے کہا تھا۔ دادا ابا نے لمحہ بھر کو خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولے تھے۔

"ٹھیک ہے جو مناسب لگے وہ کرو۔" دادا ابا نے نرمی سے کہا تھا اور ابان شکری نے سر ہلا دیا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع منصور الماری میں کچھ تلاش کر رہی تھی جب ابان شکری اندر داخل ہوا تھا۔ اتباع منصور چونکے بنا اپنا کام کرتی رہی تھی۔ ابان شکری نے اسے دیکھا تھا۔

"کل ہمیں ڈنر پر جانا ہے۔ اشعر ملک نے دعوت دی ہے۔" ابان شکری نے کوٹ اتارتے ہوئے اسے مطلع کیا تھا۔ وہ چونکی تھی۔ پلٹ کر دیکھا تھا۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"میں اس دعوت کو قبول کرنا نہیں چاہوں گی۔" اتباع منصور نے کہا تھا۔ ابان شکری نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"اور مجھے لگا تھا آپ کو اس دعوت کو قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی بہانے کئی اور راز و نیاز کر سکتی ہیں آپ، موقع غنیمت جانیے۔" وہ بھرپور طنز سے بولا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"نگاہوں کے تیر ہیں زور آور ہیں۔ کمال بات ہے خاموشی میں وار کرتی ہیں یہ آنکھیں، آہٹیں تک نہیں ہونے دیتیں مگر افسوس اب یہ طریقے پرانے ہو چکے ہیں۔" وہ کوٹ ایک طرف رکھتے ہوئے بھرپور طنز سے مسکرایا تھا۔ اتباع منصور الماری کا دروازہ بند کرتی ہوئی مڑی تھی اور ابان شکری سے الجھے بنا اس سے دور نکل جانا چاہا تھا مگر ابان شکری نے کلائی تھام لی تھی۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ اسے معلوم تھا ابھی نیا الزام ہوگا، کوئی نیا ایشو ہے گا تبھی وہ نرمی سے بولی تھی۔

"اگر ساتھ رہنا ہے تو ان الزامات کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے دینا بہتر ہوگا۔ آپ سارے پرانے الزام ہر بار نئے سرے سے نہیں دہرا سکتے۔ مجھے معلوم ہے آپ کیا کیا جتا چکے ہیں۔ وہ تمام باتیں از بر ہو گئی ہیں مجھے۔ پھر ہر بار وہی باتیں؟ کچھ عجیب لگتی ہیں نا؟" اتباع منصور رسانیت سے بولی تھی۔ ابان شکری نے بہت سکون سے اسے دیکھتے ہوئے بہت ملائمت سے اس کے چہرے کو چھوا تھا اور

بغور توجہ سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"تمہیں نئے قصے بنانے کی عادت ہے نا؟ چلو کہانیاں دہرانے کی بجائے نئے قصے بناؤ سو میں ہر بار ایک نیا الزام تمہارے سر رکھوں۔ بقول تمہارے میرا فیورٹ مشغلہ ہے؟" سپاٹ لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا۔

"زندگی اگر اس ڈراؤنے دیو والی کوئی کہانی ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا نا؟ کم از کم کوئی ایک دوسرے کو الزام تو نہیں دے سکتا؟" ابان شگری مسکرایا تھا۔

"اگر ہم جنگلوں میں راستہ بھٹک جاتے تو کتنے جگنو ساتھ چلتے؟ تمہیں جگنوؤں سے بہت لگاؤ تھا نا؟ سوچو اگر کوئی جنگل میں سچ مچ رستہ بھٹک جائے اور ساتھ کوئی جگنو بھی نہ ہو تو؟ تم نے مجھے ایسے ہی جنگل میں بھٹکا دیا ہے اتباع منصور۔ اور اس اندھیرے جنگل میں تمہاری آواز جب میرا تعاقب کرتی ہے تو مجھے اور وحشت ہوتی ہے۔ کیونکہ تمہاری آواز مجھے یاد دلاتی ہے کہ تم نے کس موقع پر مدد کے لئے کسے پکارا تھا۔ وہ اشعر ملک تھا نا؟ سو اب اس اشعر ملک کی دعوت پر جانے سے یہ گریز کیسا؟" وہ انہی الزامات کو نئے سرے سے دہرا رہا تھا اور ہر بار سے زیادہ کڑواہٹ اس کے لہجے میں تھی۔ اتباع منصور کو اس کی گرفت اپنی کلائی پر بہت سخت محسوس ہوئی تھی جیسے اس گرفت اس کے گوشت میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اتباع منصور بہت سکون سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں یہاں اپنی سزاؤں کے اختتام پذیر ہونے کا انتظار کر رہی ہوں ابان شگری مگر شاید ایسا کوئی لمحہ نہیں ہوگا جب میں سنوں کہ یہ سزائیں ملتوی کر دی گئی ہیں۔ تم مجھے بنا کسی غلطی کے سزائیں دے رہے ہو ابان شگری۔ جب تمہیں مجھ سے کوئی واسطہ ہی نہیں تو یہ لہجے میں اتنی کڑواہٹ کیوں؟ اتنا غصہ بھی کیوں؟ اور اگر تمہیں لگتا ہے میں اشعر ملک کے ساتھ ملی ہوئی ہوں تو پھر مان لو میں اسی کی Spy ہوں تو پھر یہ سزائیں دینا واجب نہیں۔ میں نے ابھی تک تمہارا کوئی نقصان نہیں کیا۔ کوئی تکلیف نہیں دی..... کبھی کوئی سخت لفظ نہیں کہے..... پھر آپ کا کیا نقصان ہوا؟ لفظوں سے یا کسی عمل سے..... میں نے جب آپ کو کوئی زک ہی نہیں پہنچائی تو پھر میں آپ کی مجرم کیسے ہوں؟" اتباع منصور اپنے دفاع میں اس کے مقابل کھڑی تھی۔ ابان شگری نے مکمل سکون سے اسے سنا تھا۔ پھر اسے قریب کیا تھا اور اس کے گرد اپنے بازو کی مضبوط باڑ باندھتے ہوئے اس کے چہرے کو بغور تکتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"تم خواب دکھاتی ہو شیرنی..... مجھے اچھا لگتا ہے جب تم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے خوابوں کے دیس کی طرف پیش قدمی کرتی ہو مگر پھر اچانک ایک کڑوی سچائی تعاقب کرتی آ جاتی ہے تو مجھے آنکھیں کھولنا پڑتا ہے۔ تمہارا حسن دلفریب ہے مگر تم ہر بار مجھے اپنے جادوئی دیس میں آباد رکھنے میں ناکام رہتی ہو۔" ابان شگری کے لبوں پر وہی طنز تھے۔ وہی جلتے بجھتے لفظ۔ کچھ مختلف نہیں تھا۔ اتباع منصور نے مکمل سکون سے اسے دیکھا تھا۔ شاید وہ اس کے رویوں کی عادی ہو رہی تھی۔

شاید فرق ایک حد تک پڑتا ہے۔ درد ایک حد تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر شے کی حد ختم ہونے لگتی ہے۔ یا ذہن اس حد کے لئے

تیار ہو جاتا ہے۔ اتباع منصور شاید اب اس ٹارچر کے لئے عادی ہو چکی تھی۔ اسے اس کڑوے لہجے کی عادی ہو رہی تھی مگر اسے نہیں پتہ تھا یہ سلسلہ کہاں تک جانا تھا۔

"یہ رشتہ وقتی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے آپ کو؟" وہ بہت مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے ایک لمحے کو خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں خوشی ہوگی اگر یہ رشتہ ختم ہو جائے تو؟" اتباع منصور اس کے لہجے کی سفاکی پر حیران رہ گئی تھی۔ ساکت سی اسے دیکھنے لگی تھی اور وہ مسکرا دیا تھا۔

"یہ میں ڈی سائیڈ کروں گا کہ یہ رشتہ کہاں جا کر رکنا ہے اور کہاں ختم ہونا ہے۔ فی الحال کھیل دلچسپ ہے سو اسے اسی طور چلنے دینا ہی دانشمندی ہوگی۔" ابان شگری بولا تھا۔ اتباع اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"مجھے جانے کیوں نہیں دیا؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

"تم سے محبت ہو گئی ہے!" ابان شگری اس کا چہرہ چھوتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اتباع اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"اور محبت کے باوجود اتنی سفاکی؟" اتباع نے اعتماد سے پوچھا تھا۔ ابان شگری مسکرایا تھا اور پھر بے فکری سے شانے اچکا دیئے تھے۔

"محبت ایسی ہی ہوتی ہے نا؟ الجھی ہوئی؟ نا سمجھ میں آنے والی؟" وہ بے فکر لہجے میں بولا تھا۔ اتباع نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"محبت ایسی نہیں ہوتی۔ محبت کے وصف میں ایسی سفاکی اور انتہا پسندی شامل نہیں۔" وہ اسے جتلاتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھتے ہوئے دلچسپی سے مسکرایا تھا۔

"محبت کی محبت تمہیں زیادہ ہے شیرنی...... معلوم ہے نا تم نے اچانک ہی محبت کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر اس کا اثر یوں ہوا کہ محبت مجھ پر بھی اثر انداز ہونے لگی۔ میں ٹھہرا بے خبر بنجارا...... محبت کی اتنی واقفیت نہیں تھی سو تمہارے تیور بہت حیران کن لگے۔ مگر تمام تر حیرتوں کے باوجود وہ تجربہ بہت دلفریب رہا۔ تمہاری باتوں نے دلچسپی اور بڑھا دی تھی۔ یاد ہے فارم ہاؤس پر تم نے جو باتیں کیں؟ میں نے تمام تر اضطرابی تمہاری دھڑکنوں میں سنی تھی۔" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"تم ساحرہ ہو شیرنی...... تمہیں تمام وصف آتے ہیں۔ تمہیں دیکھتے ہی نگاہ من مانیاں کرنے لگتی ہے۔ تمہیں نظر انداز کرنا اختیار میں نہیں ہوتا۔" ابان شگری کی باتیں صرف باتیں تھیں اور ان باتوں میں کوئی گہرا رنگ نہیں تھا۔ اس کی باتوں کے سبھی رنگ کچے تھے۔ اتباع منصور اسے جتانا نہیں چاہتی تھی تبھی اس کی بازو کی گرفت اپنے گرد سے ہٹانا چاہتی تھی مگر ابان شگری نے اسے پریشانی کے ساتھ پیشانی ٹکاتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔

"یقین کرو دیوانہ بنا دیا ہے تم نے۔ بس جنگلوں میں جا کر خاک چھاننا باقی رہ گیا ہے۔ تم کہو تو وہ بھی بڑے آرام سے کر سکتا

ہوں۔دل کو قرار نہیں ہے۔چلو کوئی میٹھی بات کرو کچھ سکون ملے،کوئی میٹھی بات چاہے جھوٹ پر مبنی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ بات سکون دے گی۔تمہاری باتوں میں خاص تاثیر ہے اتباع منصور...... تمہاری باتوں کے رنگ گہرے ہوتے ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع منصور آنکھیں میچ گئی تھی۔اس کی بند آنکھوں کے کناروں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ابان شکری آنکھیں میچ گیا تھا۔

"تمہارے قریب آکر بہت سکون ملتا ہے شیرنی...... تمہاری باتوں کی دلکشی بہت خوشنما لگتی ہے۔تم اپنا ایک رسم کدہ بنا کر میرے چاروں طرف اپنی لکیریں کھینچ دیتی ہو اور میں ان دائروں سے باہر ہی نہیں نکل پاتا۔تمہارے دائرے ناختم ہونے والے ہیں اور اس ناختم ہونے والا ہے۔یہ سحر ٹوٹنے کا نام نہیں لیتا...... اور میں مضطرب سا ان دائروں میں چکراتا پھرتا ہوں۔تمہاری بنائی گئی دیواروں سے سر ٹکراتا ہوں۔مگر نہ یہ دیواریں ٹوٹتی ہیں یا یہ سحر ٹوٹتا ہے۔مجھے کوئی وصف سمجھا دو...... کوئی ایک گر والی بات۔سمجھا دو مجھے کہ میں ان دائروں سے کیسے نکلوں؟ مجھ سے کچھ سوچا نہیں جاتا۔میں کچھ سوچ ہی نہیں پاتا...... شاید ان دائروں سے کبھی نکلوں تو کچھ سوچ سکوں۔مجھے وہ وصف سکھا دو۔وہ ہنر بتا دو!" وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا اور اتباع منصور کی آنکھوں کے کنارے سے وہ گرم گرم آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر بہتے چلے جا رہے تھے۔تبھی اتباع منصور نے یکدم آنکھیں کھول کر خود کو اس کی گرفت سے چھڑایا تھا۔چلتی ہوئی بیڈ پر آئی تھی۔تکیہ اٹھایا تھا جب ابان شکری نے اس کی کلائی تھام لی تھی اور اسے بے تاثر نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"میں تمہیں اس ڈرامہ کو Continue کرنے کی اجازت نہیں دوں گا اتباع منصور۔تم اس طرح تکیہ اٹھا کر نا تو اس بیڈ سے کہیں اور جاؤ گی اور نا ہی اس کمرے سے۔" ابان شکری سخت لہجے میں بولا تھا۔مگر اتباع منصور نے سنی ان سنی کر دی تھی اور تکیہ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی تھی جب ابان شکری نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔اور اس کے چہرے کو شعلوں بھری آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"آئی سیڈ اس روم سے باہر نہیں جانا تم نے۔تم مجھے سن نہیں رہیں؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں تم سے رجوع کروں گا؟ مجھ سے خوف ہے تمہیں؟ مت بھولو کہ تم میرے کتنے پاس رہیں اور میں نے تمہیں ان لمحوں میں بھی تحفظ دیا ہے جب تم صرف میرے رحم و کرم پر تھیں۔" وہ سخت لہجے میں جتاتا ہوا بولا تھا۔اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی پھر غصے سے اس کے بازو اپنے اطراف سے جھٹک دیئے تھے۔

"ہاں دیا تھا تحفظ اور اسی تحفظ کی وجہ سے میں تم سے محبت میں مبتلا ہوئی تھی ابان شکری......!" وہ چیخی تھی۔

"مجھے اچھا لگتا تھا تم جس طور مجھے تحفظ دیتے تھے۔میری فکر کرتے تھے اور میں نا چاہتے ہوئے بھی تمہاری طرف کھنچنے لگی تھی مگر بعد میں مجھے احساس ہوا تھا کہ وہ میری بے وقوفی تھی۔" آنسوؤں کے ساتھ بولی تھی۔اور چلتی ہوئی واش روم میں گھس گئی تھی۔

ابان شکری اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

"عجیب سی کیفیت ہو رہی ہے دل کی۔کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" اشعر ملک بولا تھا۔تو قاسم مسکرایا تھا۔

"تمہیں اچھا بننا راس نہیں ہے اشعر ملک۔ تمہارا Stomach اس بات کو ڈائجسٹ نہیں کر پا رہا......" قاسم نے ازراہ مذاق کہا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"پتہ نہیں یار! ابھی اتنا سیدھا نہیں ہوا ہوں شاید...... یہ ہر حضرت والد اور والدہ کی وجہ سے ہے۔ وہ آسٹریلیا واپس گئے تو زندگی پھر اسی ڈگر پر ہوگی۔ تم جانتے ہو والدہ مجھے اتھرا گھوڑا کہتی ہیں کیونکہ میں اپنی مرضی زیادہ کرتی ہوں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"لائف میں کچھ نیا ہو تو ویسے کچھ Exciting سا فیل ہوتا ہے۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور قاسم مسکرایا تھا۔

"یار! محبت کے تذکرے میرے اندر گونجتے محسوس ہو رہے ہیں۔ میں جیسے ایک دوراہے پر کھڑا ہوں اور ہاں صورتحال وہ ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" اشعر ملک کے کہنے پر قاسم نے اسے دیکھا تھا۔

"تم نے ابان شگری کو دعوت پر بلایا ہے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"چھوٹے بھائی کی شادی ہو اور بڑا بھائی دعوت بھی نہ دے؟ یار! عجیب لگتا ہے نا؟ میں نے ہمیشہ ابان شگری کے ساتھ غلط کیا ہے۔ بچپن سے مجھے الجھن ہوتی تھی اس سے۔ وہ چھوٹا تھا مگر ہمیشہ آگے رہتا تھا۔ پھر اس نے لندن سے اسٹڈی ختم کی۔ انکل ذوالفقار کی مدد کے بنا وہ وہاں تک بڑھا جہاں تک کی کامیابی کا کوئی تصور ہی کر سکتا ہے مگر اس نے کر دکھایا۔ مجھے یہ بات کھٹکتی تھی ہمیشہ۔ اس کے آگے بڑھنا ہضم نہیں ہوتا تھا اور پھر اس نے تو حد ہی کر دی۔ میری ہی دلہن کو لے اڑا۔ پھر تو مکمل کر دشمنی ٹھہادی مگر مجھے اندازہ ہے یہ غلط ہوا۔ جیلسی ٹھیک نہیں۔ پروفیشنل جیلسی ہونا چاہئے۔ یہ پروفیشنل جیلسی بری نہیں ہے مگر میری جلن اس کے لئے کہیں زیادہ تھی۔ بہر حال میں چیزیں اب پوزیٹو وے پر ڈالنا چاہ رہا ہوں اور مجھے جو مناسب لگ رہا ہے اب میں صرف وہ کر رہا ہوں۔ ابان شگری کو دعوت پر بلانا میرے دل کا فیصلہ ہے۔ سوچ لو۔ شادی میں اپنے حوصلوں کو آزمانا چاہتا ہوں۔ اپنے محبوب کو روسیاہ رقیب کے ساتھ دیکھ کر۔" اشعر ملک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"تبھی تو میں کہتا ہوں آئی ایم وابیسٹ...... تو بس جیلس ہو!" وہ شرارت سے ایک آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔ تو قاسم مسکرا دیا تھا۔

☆......☆......☆

"تم ٹھیک ہو اتباع؟ میں ابھی سویا تھا۔ آنکھ لگی تھی مگر تبھی تمہارا چہرہ دکھائی دیا۔ میں اندازہ نہیں کر پایا کہ مکمل نیند میں تھا کہ جاگ رہا تھا۔ مگر میں فوراً آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو گیا۔ تبھی تمہیں کال کئے بنا نہیں رہ پایا۔" دانیال فون پر دوسری طرف بول رہا تھا۔

اتباع چلتی ہوئی ٹیرس پر آ گئی تھی۔

"یہاں صبح ہو گئی ہے۔ میں ابھی جاگی ہوں!" اتباع نے دانستہ جھوٹ بولا تھا۔

"تمہاری آواز سے لگ رہا ہے تم ساری رات سوئی نہیں ہو اتباع۔ کیا چل رہا ہے؟" دانیال مرزا نے پوچھا تھا۔ اتباع کو جھوٹ بولنا عجیب لگا تھا مگر اسے یہ جھوٹ بولنا ضروری لگا تھا۔

"کچھ نہیں ہے دانیال مرزا۔ تمہیں وہاں بیٹھے بیٹھے الہامات ہو رہے ہیں۔" وہ مسکرائی تھی پھر نارمل لہجے میں بولی تھی۔

"رات ہم ایک پارٹی میں تھے، گھر دیر سے لوٹے۔ ابان شکری ابھی تک سو رہے ہیں۔ میں اٹھ کر باہر ٹیرس پر آ گئی ہوں۔ دیر سے سوئے تھے تو نیند پوری نہیں ہوئی۔ مگر ابان کو کسی اور کے ہاتھ کی کافی اچھی نہیں لگتی سو اٹھ کر باہر آنا پڑا۔" اتباع منصور نے بہت صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔ دانیال مرزا مسکرا دیا تھا۔

"اتنی گھر وائف کب سے بن گئی ہو؟"

"جب تمہاری شادی ہوگی تو پتہ چلے گا!" اتباع مسکرائی تھی۔

"اف..... یار..... یہ شادی کا ذکر مت کرو۔ فی الحال اتنی رسپانسبلٹی کا ذکر سن کر بھی گھبراہٹ ہوتی ہے فی الحال۔" دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

"ویسے تمہیں دیکھ کر لگتا ہے شادی کافی فضول شے ہے۔ بندہ خواہ مخواہ کی فکروں میں گھر جاتا ہے۔ سو میں ان فکروں سے کچھ عرصے کے لئے فی الحال آزاد رہنا چاہوں گا۔" دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

"میں دعا کروں گی تمہیں بہت اچھی لڑکی ملے دانیال مرزا۔ تم بہت اچھے دوست اور بہت اچھے انسان ہو۔ تم ایک بہت بیسٹ لائف پارٹنر ڈیزرو کرتے ہو۔" اتباع منصور بولی تھی۔ اس کا لہجہ اداس تھا مگر دانیال مرزا نے دانستہ اسے پوچھا نہیں تھا تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"ویسے وہ لڑکی کتنی بھی اچھی کیوں نہ ہو، میرے جتنی اچھی نہیں ہو سکتی اور تمہاری زندگی میں وہ جگہ نہیں لے سکتی جو میری ہے۔ میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوں اور ہمیشہ بیسٹ فرینڈ رہوں گی۔" اتباع منصور مسکرائی تھی۔ دانیال مرزا نے سر ہلا دیا تھا۔

"ویٹس ٹرو..... یو وڈ آل بی.....!" دانیال مرزا نے جیسے قبول کیا تھا۔

"لیکن یہ بھی بات ہے کہ مجھے تم جیسی لڑکی نہیں مل سکتی۔ اتباع منصور دنیا میں صرف ایک ہے اور اس جیسی کوئی اور نہیں ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ اتباع بھی مسکرا دی تھی۔

"اور یہ اتباع منصور ابان شکری کی ہے۔ صرف ابان شکری کے لئے بنی ہے!" اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا مگر اس کا لہجہ بہت بجھا بجھا اور یقین سے خالی تھا اور دانیال مرزا نے محسوس کرتے ہوئے بھی اسے جتایا نہیں تھا۔

"میں چاہتا ہوں تمہارا یہ یقین تا عمر قائم رہے اتباع منصور شکری۔ تم واقعی ابان شکری کے لئے بنی ہو۔ ابان شکری بہت لکی ہے۔" دانیال مرزا مسکرایا تھا۔ اتباع بولی تھی۔

"تم دوبارہ سونے کی کوشش کرو اب اور میں جا کر ابان شکری کے لئے کافی بناتی ہوں۔"

"صبح بخیر.....!" دانیال مرزا مسکرایا تھا۔

"شب بخیر......!" اتباع مسکرائی تھی اور پھر کال کا سلسلہ منقطع کرتی ہوئی پلٹ کر سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی تھی اور ابان شکری کے لئے کافی بنانے لگی تھی...... اس کا ذہن سوچوں سے بہت الجھا ہوا تھا مگر وہ بہت سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

☆☆☆

زہے نصیب...... آج میرا بھائی چل کر میرے گھر آیا ہے۔ یار! میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟ اتنے خواب دیکھنے لگا ہوں یقین نہیں آتا کہ حقیقت کیا ہے اور خواب کیا!" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ابان شکری نے اسے دیکھا تھا۔

"اشعر ملک...... پہلی بار تمہاری آفر قبول کر کے اتنا برا نہیں لگا۔ میں ملک انکل اور آنٹی سے ملنا چاہ رہا تھا۔ تمہاری دعوت کے ساتھ ہی ان کی کال بھی موصول ہوئی تھی۔ آنٹی سے بات ہوئی تھی اور میں انکار نہیں کر سکا۔ ابان شکری اتباع کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھا تھا۔

اتباع نے دانستہ ابان شکری کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اشعر ملک نے اتباع منصور کو ایک نگاہ دیکھا تھا مگر وہ نگاہ بہت سرسری سی تھی۔ وہ انہیں لے کر اندر کی طرف بڑھا تھا۔ ابان شکری نے اتباع کا خوف محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ اس کا بازو بہت مضبوط گرفت سے تھامے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسا خوف تھا جیسے کوئی معصوم سا چھوٹا بچہ۔

ابان شکری نے فوری طور پر کوئی تاثر نہیں دیا تھا۔ چلتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا تھا۔ والدہ مسکراتی ہوئی دہلیز پار کرنے سے قبل آگے آئی تھیں اور ان دونوں کو روک دیا تھا۔

"پہلی بار میری بہو بیٹا میرے گھر آئے ہیں۔ تیل تو ڈالنے دو دہلیز پر۔" انہوں نے ان کی بلائیں لے کر دہلیز میں تیل ڈالا تھا اور تب اتباع منصور اور ابان شکری کو اندر بڑھ آنے کو کہا تھا۔

"اللہ جوڑی سلامت رکھے میرے بچوں کی۔ ہر سکھ سے زندگیاں بھر دے۔" والدہ مسکراتی ہوئی دعا دے رہی تھیں۔ اتباع منصور نے ابان شکری کی طرف دیکھا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ وہ چلتے ہوئے آگے بڑھے تھے اور لیونگ روم میں ان کی نشست تھی۔ والد آ کر بہت پرتپاک انداز میں ملے تھے۔ اتباع کو سر پر پیار دیا تھا اور ابان شکری کو گلے لگایا تھا۔

"تم دونوں بچوں کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ تمہاری آنٹی تو بہت اکسائیٹڈ ہو رہی تھیں۔ صبح سے کچن میں گھسی تھیں۔ بچوں کے لئے بطور خاص اپنے ہاتھ سے کھانا بنا ہے۔" والدہ نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

"آپ نے خواہ مخواہ اتنا تکلف کیا انکل آنٹی۔ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ نے بلایا میں آ گیا۔ ہم آپ دونوں کو ملنے آئے ہیں۔ یہ باقی رسمیں تو بس ثانوی ہیں۔" ابان شکری نے کہا تھا۔

"میں نے تو والدہ سے کہا بھی تھا نوکروں کی ایک فوج ہے۔ اس کی ضرورت نہیں مگر والدہ کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ کل رات سے ہی چیزیں بنانے لگی تھیں۔ کئی میٹھے تیار کر کے فریج میں رکھ دیئے تھے۔ مجھے تو جلن ہونے لگی۔ میری والدہ بہت پیار نچھاور کر رہی ہیں تم

دونوں پر۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ "مجھے اپنی نالائقی کا احساس اور زیادہ ہونے لگا ہے۔" وہ مسکرایا تھا تو والدہ ولد بھی مسکرا دیے تھے۔

"میں ڈرنک لگواتی ہوں تم بیٹھو باتیں کرو۔" والدہ نے کہا تھا اور چلتے ہوئے اندر بڑھ گئی تھیں۔ ملازم ڈرنک سرو کرنے لگا تھا۔ ابتاج کا گلا خوشک ہو رہا تھا۔ وہ تمام ڈرنک ایک سانس میں پی گئی تھی...... ابان شگری والد اور اشعر ملک کے ساتھ بزنس کی باتوں میں معروف ہو گیا تھا۔

اشعر کی والدہ نے بہت سے لوازمات کے ساتھ میز بھر دی تھی۔ انواع واقسام کے کھانے تھے۔ ابتاج منصور نے بہت سے ذائقے چکھے بھی نہیں تھے۔

"بیٹا تم بہت خاموش ہو؟ اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو۔ ہم دونو فیملیز میں مراسم بہت پرانے ہیں۔ میرے دادذوالفقار بھائی کے نانا کے دوست تھے۔ یہ سلسلہ وہاں سے شروع ہوا تھا اور یہ تعلق آج تک قائم ہے۔ ہمارا پاکستان آنا بہت کم ہوتا ہے۔ اشعر یہاں رہنا چاہتا ہے سو یہاں رہ رہا ہے مگر میں اور تمہارے انکل زیادہ سڈنی میں رہتے ہیں۔ کبھی سڈنی آنا ہو تو ہمارے طرف ضرور چکر لگانا۔ ابان تمہارے لئے بزنس کے لئے ایک نئی مارکیٹ ہوگا سڈنی......!" والدہ مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے والدہ کو دیکھا تھا۔

"ارے والدہ...... آپ نے مجھے تو کبھی یہ مشورہ دیا نہیں۔ میرے حریف کو بتا رہی ہیں۔ دیکھا ابان میری والدہ تمہارے قریب زیادہ ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ تم کو فوقیت دی ہے۔ مجھے اس پر جلن ہوتی رہی ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

ابان مسکرا دیا تھا۔ پھر والدہ کی طرف دیکھا تھا۔

"تھینکس آنٹی۔ میں جب بھی کبھی سڈنی آیا آپ سے ضرور ملوں گا۔ فی الحال میرا ارادہ نئی مارکیٹ دیکھنے کا نہیں ہے۔ مگر اشعر ملک تم ضرور اس پر عمل کر سکتے ہو۔" ابان شگری نے اسے آفر دی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"یار...... بزنس کی فی الحال کوئی پریشانی نہیں ہے۔"

"ہاں پریشانی بزنس سے زیادہ اس نالائق کی زندگی کی ہے۔ میں نے ٹھان لیا ہے اب اس کی شادی کروا کر ہی دم لینا ہے۔" والدہ مسکرائی تھیں۔

"ساؤنڈز گریٹ......!" ابان مسکرایا تھا۔

"کوئی لڑکی دیکھی آپ نے؟"

"ہاں بیٹا اس بار ٹھان لیا ہے اس کا کام پورا کر کے جانا ہے۔ سو ہم نے لڑکی بھی ڈھونڈ لی ہے۔" والد مسکرائے تھے۔

"لڑکی بہت پیاری ہے۔ اس گھونچو کے ساتھ تو شاید کھڑی ہوئی بھی چاند کا ٹکڑا لگے گی۔" والدہ مسکرائی تھیں۔

"یار او والدہ ایسے under estimate مت کیا کرو نا۔ وہ اتنی بھی حسین نہیں ہے۔ برساتی مینڈک جیسا منہ ہے اس کا۔ شکر کرے اشعر ملک اسے مل رہا ہے۔" اشعر ملک نے اپنا مکمل دفاع کیا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔ ابتاج بہت

Uncomfortable لگ رہی تھی وہاں۔ جیسے وہ ایک لمحے میں وہاں سے اٹھ کر بھاگ جانا چاہتی تھی۔ ابان شکری نے گلاس میں پانی انڈیل کر اس کی طرف بڑھایا تھا۔

''منہ دھو رکھو بیٹا۔ شکر کرو تمہاری پھوپھو کی بیٹی ہے سو تمہاری پھوپھو نے اطلاقاً ہاں کر دی ہے۔'' والدہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ اشعر ملک نے برا سا منہ بنایا تھا۔ ابان شکری چونکا تھا۔

''پھوپھو؟ نائمہ آنٹی کی بات ہو رہی ہے یہاں؟ میرال حسن؟'' ابان شکری نے چونکا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یار! یہ لوگ یونہی تانے بانے جوڑ رہے ہیں تھنکنگ لائیک سیریس۔ ابھی اس لڑکی کی طرف سے کوئی ہاں نہیں ہے نا ہی میرا کوئی ایسا ارادہ ہے۔'' ابتاج منصور نے حیران ہو کر ابان شکری کی طرف دیکھا تھا۔ شاید وہ اس کے تاثرات جاننا چاہتی تھی مگر اس کا چہرہ بے تاثر اور سپاٹ تھا۔

''میرال حسن!'' ابتاج منصور نے پہلی بار ان کی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔ اس کی نگاہیں ابان شکری کا چہرہ جانچ رہی تھیں مگر وہ بے تاثر تھا۔ والدہ مسکرائی تھیں۔

''اس کی پھوپھو اور حسن بھائی کی طرف سے تو ہاں ہے۔ اب آگے دیکھو۔ اشعر ملک نے ابتاج منصور کو دیکھا تھا۔ وہ ابان شکری کی طرف جس طرح دیکھ رہی تھی وہ کچھ کچھ سمجھ رہا تھا۔

''میرال حسن میرے ٹائپ کی لڑکی نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''اب کی بار کوئی من مانی کی تو دو کانوں میں سر دیتا ہے۔ مرغا بنا کر پٹائی لگاتا ہے۔'' والدہ نے دھمکی دی تھی۔

''یار والدہ اتنا ظلم ٹھیک نہیں۔ معصوم بچہ ہوں کچھ خیال کریں۔ دل بھی مائل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ شادی ایسے تھوڑی نا ہو جاتی ہے۔'' اشعر ملک نے کہا تھا۔ والد مسکرائے تھے۔

''بیٹا ہمارے زمانے میں یہ پسند وغیرہ کا کوئی چکر نہیں ہوتا تھا تو بھی شادیاں بہت کامیاب چلتی تھیں۔ ایک بہترین نسخہ یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی پسند نہیں تو پھر آرام سے یہاں ہم کہتے ہیں شادی کر لو۔'' والدہ نے کہا تھا۔

''والد یار اتنا پریشر مت ڈالو۔ ذرا سانس لینے دو ابھی۔ سوچ لینے دو۔ پھر تسلی سے کچھ کریں گے۔ شادی کی بات عمر بھر کی ہے۔ ایسے دباؤ نہیں لے سکتا۔ کیوں ابان شکری یار! سمجھاؤ کچھ والدہ اور والد کو۔'' اشعر دہائی دیتا ہوا ابان شکری کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ مگر ابان شکری کچھ نہیں بولا تھا۔ ابتاج نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا مگر وہ اس لمحے اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

''کمال ہو تو یار! تم دونوں جیسا ہو۔ ساتھ چلتے چاند سورج کی جوڑی تو لگے۔ اب یہ کیا کہ لڑکا حسین و جمیل اور لڑکی اتنا نائی سی برساتی مینڈک کی شکل والی۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''اب اتنی بری بھی نہیں ہے میرال حسن۔ اچھی خاصی خوبصورت لڑکی ہے اور ہائیٹ اتنی چھوٹی بھی نہیں ہے اس کی۔'' والدہ نے

ڈ پٹا تھا۔ اشعر ملک مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"دیکھو یار ابان شگری ان لوگوں نے لگتا ہے اس بار ارادہ کرلیا ہے اس بار میری بینڈ بجانے کا۔ کوئی دو حرف ہی حمایت میں بول دو۔" اشعر ملک نے دہائی دی تھی۔ ابان شگری عجب مروت سے مسکرایا تھا مگر کچھ بولنے سے اجتناب برتا تھا۔

☆......☆......☆

ڈنر کے بعد کافی کا دور چل رہا تھا جب ابتاج اپنی کافی کا کپ اٹھا کر چلتی ہوئی کھلی فضا میں آ کھڑی ہوئی تھی۔ اشعر ملک چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔ ابتاج اسے دیکھ کر ششدر سی رہ گئی تھی تبھی وہ مسکرایا تھا۔

"پلیز اس طرح خوف زدہ نہ ہوں۔ میرا ارادہ آپ کو خوفزدہ کرنا نہیں ہے۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ بہت دنوں سے سب گلٹی فیل کر رہا تھا۔" وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

ابتاج چونکی تھی۔

"کیسی بات؟"

"میں نے آپ کے ساتھ بہت برا کیا۔ آپ کو آپکی کی مرضی کے بنا اٹھا لیا۔ کمرے میں کئی دنوں تک بند رکھا اور پھر زبردستی کی شادی کرنا چاہی اور اس سے بھی بڑھ کر میں نے آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کروایا۔ یہ گناہ بہت بڑے ہیں۔ مجھے امید نہیں اگر آپ مجھے معاف کر پائیں گی یا نہیں۔ مگر میں تہ دل سے بہت شرمندہ ہوں ابتاج منصور شگری۔ وہ تو اچھا ہوا آپ کی جان بچ گئی۔ اگر آپ کو کچھ ہو گیا ہوتا تو شاید میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر پاتا۔"

ابتاج نے اسے خاموشی سے تھکی تھکی نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ بہت شرمندہ دکھائی دیا تھا۔

"تم کیا ہو اشعر ملک؟ تم نے میرے ڈیڈ کو مار دیا اور اب معافی مانگ رہے ہو؟" وہ کرب سے بولی تھی۔ اشعر ملک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا تھا اور پھر نرم لہجے میں شرمندہ سا بولا تھا۔

"یار! میں اتنا بڑا گناہ نہیں کرسکتا۔ ہاں انکل شیخ کی پراپرٹی پر میری نظر تھی اور پھر آپ کو زبردستی حاصل کرنا چاہتا تھا مگر یار! یہ غلط ہے کہ میں نے انکل کی جان لینے کی کوشش کی۔ ان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ میں ان کو ہاسپٹل بھی لے کر گیا تھا مگر وہ ہارٹ اٹیک جان لیوا ثابت ہوا تھا۔ وہ جانبر نہیں ہو سکے تھے اور مجھے اس کا افسوس ہے۔ ان کی پراپرٹی پر میری نظر تھی۔ میں نے بائے ہک اینڈ بائے کروک انکل کی تمام پراپرٹی کے پیپرز اپنے نام کر لئے تھے مگر آپ کی شادی پر میں نے وہ آپ کو لوٹا دیے تھے۔ اشعر ملک سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا ان غلطیوں میں کون سی معافی کے لائق ہیں اور کون سی نہیں مگر بہت شرمندہ ہوں۔ میں چاہتی ہوں آپ دل سے معاف کر دیں۔" اشعر ملک بولا تھا۔

ابتاج اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اسے ڈر محسوس ہوا تھا۔ اگر ابان شگری نے اس لمحے اسے اس کے ساتھ دیکھ لیا ہوتا تو جانے

وہ کیا کہانیاں گھڑ لیتا۔ اور اسے مزید قصے کہانیاں نہیں بنانے تھے۔ تبھی وہ مڑی تھی اور ابان وہاں سامنے کھڑا تھا۔ وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات سن پایا تھا کہ نہیں مگر اشعر ملک نرمی سے مسکرایا تھا۔

''میں اتباع منصور شگری سے معافی طلب کر رہا تھا ابان شگری۔ میں نے بہت غلطیاں کی ہیں۔ میں ان پر بہت نادم ہوں۔ اتباع شگری کو لگتا تھا میں نے انکل کی جان لی ہے جبکہ ایسا نہیں تھا اور......!''

''اشعر ملک...... یہ وقت ایسی باتیں کرنے کا نہیں ہے۔ اتباع کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ہمیں چلنا چاہئے۔'' ابان شگری بولا تھا اور پھر اتباع منصور کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ لے کر اشعر ملک کے ہاتھ میں تھمایا تھا اور اسے لے کر چلتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔

والدہ ولد نے اس کے منع کرنے کے باوجود بہت سے تحفے ان کی گاڑی میں رکھوا دیے تھے۔ انہوں نے انہیں بہت سی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا تھا۔ ابان شگری سفر کے دوران خاموش تھا اور اتباع منصور اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

ابان شگری جیسے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور اتباع منصور بھی جیسے اسے اکسانا نہیں چاہتی تھی مگر میرال حسن کا اشعر ملک کے لئے چھے جانے گئی سوال اٹھا رہا تھا۔ ابان گاڑی میں بڑھتی ہوئی خاموشی کے پیش نظر پلیئر آن کیا تھا۔

Once all alone

I was lost in world of strangers

No one to trust

On my own, I was lonely

You suddenly appeared

It was cloudly before but

Now it's clear

You took away the fear

And you brought me back

To the light

ابان شگری مکمل خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ تبھی جانے کیا ہوا تھا۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر پلیئر آف کر دیا تھا۔ اتباع منصور نے ہاتھ بڑھا کر پلیئر دوبارہ آن کر دیا تھا۔

You are the sun

You make me shine

Or more like the stars

That twinke at night

You are the moon

That glows in my heart

You're my daytime my nighttime

My world

You're my life

اتباع منصور ابان کی خاموشی پر اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

''تم سوال پوچھنا چاہتی ہو؟'' ابان شگری نے دریافت کیا تھا۔ بنا اس کی طرف دیکھے اور اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔

No I wake up every day

with this simle upon my face

No more tears, no more pain

case you love me!

you help me understand

that love is the answer to all that I am

Since you taught me by sharing your life

اتباع منصور نے ہاتھ بڑھا کر پلیئر آف کر دیا تھا۔

"I asked you if you wanted to ask something?"

ابان شگری نے اپنا سوال دہرایا تھا۔ اتباع منصور نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اور ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر پلیر آن کر دیا تھا۔

You gave me strength

When I wasn't strong

You gave me hope when all hope is lost

You opened my eyes when I couldn't see

Love was always here waiting for me

''ذہن میں جو سوال ہیں ان کا پوچھ لینا مناسب ہوتا ہے۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھا تھا پھر

گردن موڑلی تھی۔

''میں کوئی سوال کرنا نہیں چاہتی۔ میرے پاس کوئی سوال نہیں ہے!'' اتباع منصور نے دیکھے بنا کہا تھا۔ ابان شگری نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''تب تم مجھے بتا سکتی ہو کہ آج اور کیا نئے جال بنے گئے؟ کیا نئے پلانز بنے؟ تمہارا اشعر ملک سے ملنے کا ارادہ تھا اس کے بارے میں مجھے خبر نہیں تھی۔ تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر حیران ہوا مگر پھر مان لینا پڑا کہ سازشوں کا جال بننے کے لیے تم دونوں کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔'' ابان شگری کے لفظ زہر میں بجھے تھے۔ مگر اتباع منصور گردن موڑے کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی تھی جیسے اس نے سنا نہیں۔

''کیا نئے جال بنے گئے بائے داوے؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھئے۔ جو سوچنا ہے سوچئے۔ میں کسی سوال کا کوئی جواز یا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔

Kindly refrain from asking such questions."

اتباع منصور نے سخت لہجے میں کہا تھا اور چہرہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھ کر نگاہ دوبارہ ونڈ اسکرین پر جما گیا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک مسکرایا تھا پھر سر اٹھا کر چاند کو دیکھنے لگا تھا۔

''یار اقاسم چاند جتنا حسین ہوتا ہے، دسترس سے اتنا دور کیوں ہوتا ہے؟'' بہت شکستہ انداز میں کہتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

''وہ میرے آسمان کا چاند نہیں

وہ میری نگاہ کا محور بھی نہیں

وہ دور کہیں، بہت دور ہے مگر

اسے دیکھنے کو کیوں پھر دل کرے

اسے سوچوں تو پھر کیوں نیا لگے

وہ جو شمار میں بھی نہ آسکے

حد نگاہ میں جو نہ سما سکے

اسے دیکھنے کی جستجو میں

کون قریہ قریہ بے خبر پھرے

وہ میرے آسمان کا چاند نہیں

اسے پانا میرے بس میں نہیں!

پھر بھی دھڑکنوں میں سمائے وہ

مجھے خود سے کیوں اتنا اجنبی کرے

اسے وصف سارے ہیں ازبر

میری نگاہ ہے اس کی منتظر

اسے نہیں غرض میرے حال سے

اسے نہیں غرض میرے زوال سے

اسے جا کر کوئی خبر کرے

وہ نہیں چاند میرے آسمان کا!

اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اور قاسم اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

''اشعر ملک تم بہت زیادہ الجھے ہوئے ہو۔ تمہاری سمجھ نہیں آتی!'' قاسم نے کہا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''کاش مجھے خود کی بھی کبھی خبر ہو سکتی!'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں اشعر ملک؟'' قاسم نے اسے کریدا تھا اور وہ مسکرا دیا تھا۔

''یار امحبت کو چھوڑنے لگوں تو عجیب ملامتیں کرتی ہے یہ محبت۔ پھر جوڑنے کا ارادہ ترک کرنے پر طبیعت مائل ہونے لگتی ہے مگر یہ کوئی قابل قبول حل نہیں ہے اس معاملے کا۔'' اشعر ملک ہمیشہ کی طرح غیر سنجیدہ تھا۔

''تم اب بھی اتباع منصور کے خواب دیکھ رہے ہو اشعر ملک؟'' قاسم چونکا تھا اور اشعر ملک کھل کر مسکرایا تھا۔

''یارا کوئی چاند کو دیکھنا چھوڑتا ہے؟ چاند تو چاند ہے پھر۔ دوری پر ہو تو نگاہ کی تمام توجہ کھینچ ہی لیتا ہے۔ ایسا غیر ارادی طور پر ہوتا ہے۔ بے اختیاری میں۔ کسی سے پوچھا کبھی جس نے حکمتِ عملی بنا کر دانستہ چاند کو دیکھنے کا قصد کیا ہو؟'' اشعر ملک مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

قاسم مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔ وہ اشعر ملک پر افسوس کر رہا تھا اور وہ اسے جھٹلاتے ہوئے بولا تھا۔

''چاند پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہوتی قاسم مرتضیٰ۔ اسے دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں نا ہی کسی قسم کے کاپی رائیٹ کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھ پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔'' وہ مسکرایا تھا۔

اب اس میں برائی کیسی ہے؟

اچھا اچھا لگتا ہے......!

اشعر ملک پر اسرار لگا تھا۔ قاسم مرتضیٰ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''تمہاری شادی کی بات کس سے ہو رہی ہے اشعر ملک...... یہ ٹھیک نہیں ہے اور تم جانتے ہو اتباع شگری کسی اور کے نام ہیں

اب۔'' قاسم نے جتایا تھا۔اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''جانتا ہوں۔اگر کبھی کبھی ان کا گزر میرے خیالوں سے ہو جاتا ہے تو اب کیا کروں؟' یا را وہ اختیار سے پرے ہے، سو ہے...... خیالوں سے باہر کیسے ہوں؟'' عجب مان مانی کرتا انداز تھا۔

''عشق ہے سو ہے
حسن ہے سو ہے
عشق کے معنی ہیں لا بیاں
حسن کے تیور ہیں بے پناں
اور حسن کا وصف دوسروں سے یکسر جدا
جنوں ہے سو ہے
پرفسوں ہے سو ہے
ایک شجرِ ممنوع ہے سو ہے
وہ میرے اندر باہر
ہے سو ہے......!
اب جو ہے تو اس کا کیا کروں؟
جو نہیں تو اس کا کیا کروں؟
عشق ہے سو ہے
حسن ہے سو ہے
جنوں ہے سو ہے
پرفسوں ہے سو ہے
ایک شجرِ ممنوع ہے سو ہے
وہ میرے اندر باہر
ہے سو ہے......!
اب جو ہے تو اس کا کیا کروں؟
جو نہیں ہے تو اس کا کیا کروں؟

اشعر ملک مدھم لہجے میں چاند کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"قاسم یار تم نہیں سمجھو گے۔ یہ باتیں لا بیان سے شروع ہو کر لا بیانی پر ختم ہوتی ہیں تو مجھے کچھ نہیں آتا......! ان باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ ان باتوں کو میں خود ہی نہیں سمجھتا تو تمہیں کیسے سمجھاؤں؟" وہ مسکرایا تھا اور قاسم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

"شادی کی خوشی میں سب دوست اصرار کر رہے تھے تو میں نے کروز پارٹی کا پلان بنا لیا ہے۔ نوٹ کر لو۔ ہم کروز پارٹی میں جا رہے ہیں۔" ناشتے کی ٹیبل پر ابان شگری نے کہا تھا تو اس نے حیرت سے دیکھا تھا۔

"اس پارٹی میں میرا جانا ضروری نہیں ہونا چاہیے!" وہ لاتعلقی سے بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کافی کا کپ ٹیبل کی سطح پر رکھا تھا اور پھر رسانیت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"یہ پارٹی میں Throw کر رہا ہوں۔ یہ ہماری شادی کی پارٹی ہے۔ اس کے لئے تمہاری امپورٹنس نہیں؟ تم یہ کہنا چاہتی ہو؟" ابان شگری نے کہا تھا۔ ابتاج منصور خاموشی سے کافی کے سپ لینے لگی تھی۔

"میں سمندر کے سفر سے خوفزدہ ہوں۔ آئی کانٹ میک دی جرنی...... میرے لئے یہ ممکن نہیں ہوگا۔" ابتاج منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

"آپ میرا Fear نہیں جانتے۔ میں لہروں کے پاس نہیں جاتی۔ سمندر کی طرف دیکھوں تو خوف آتا ہے۔ مجھے اس کا کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔" ابتاج نے پرسکون لہجے میں کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اور وہ مکمل سکون سے اس کی طرف دیکھتا پایا گیا تھا۔

"اگر یہ تمہارا Fear ہے تو اس کا ختم ہونا ضروری ہے شیرنی۔ آپ زندگی کو ہمیشہ ایک Fear کے ساتھ نہیں گزار سکتیں۔ ہم کروز میں ہوں گے اور Cruise میں پانی نہیں ہوتا۔" ابان شگری نے اپنی طرف سے لاجیکل بات کہی تھی اور ابتاج منصور نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"آئی تھنک Cruise پانی میں ہوتا ہے نا؟ میں Titanic کی طرح نہیں جانا چاہتی اس دنیا سے۔ آپ نے Titanic دیکھی تھی؟ کتنا پانی بھر گیا تھا اس میں؟" ابتاج منصور نے خوف سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے یقین ہے میں نہیں بچ پاؤں گی۔ مجھے اس یخ بستہ پانی میں بچانے کون آئے گا؟" ابتاج منصور نے کہہ کر اٹھنا چاہا تھا جب ابان شگری نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے دوبارہ بٹھا لیا تھا۔

"آپ کے لیے اسپیشل لائف جیکٹ کا انتظام ہوگا۔ ڈونٹ وری" ابان شگری نے اس کی فکر کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے تسلی دی تھی۔

ابتاج منصور نے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا تھا۔

"اگر مجھے خود ہی اپنا بچاؤ کرنا ہے تو میں کچھ بھی کروں ابان شکری، تمہیں اس سے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔" وہ لاتعلق لہجے میں بولی تھی۔ ابان شکری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

وہ اس سے کیا چاہتی تھی؟ شاید وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔ یا پھر وہ جاننا نہیں چاہتا تھا۔ غصے میں کبھی کبھی وہ دکھائی نہیں دیتا تھا، سنائی بھی نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ غصے میں کان اور آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور نہ کوئی دوسری آواز سنائی دیتی ہے نہ کوئی دکھائی دیتا ہے۔

"میرے ہیرو کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس ناٹنٹی سنچری کی روز کے ہیرو سے بہت گیا گزرا ہے میرا ہیرو!" اتباع خود کلامی کے سے انداز میں بولی تھی۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ جانے وہ سن پایا تھا کہ نہیں۔ مگر اتباع منصور کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ اگر اس نے کچھ سن لیا ہو۔

"ابان تم Cruise Party پلان کر رہے ہو؟ ہاؤ اکسائٹنگ......!" میرال حسن وہاں آئی تھی اور بہت چہکتے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔ ابان شکری مسکرایا تھا۔

"تمہارے لیے کر رہا ہوں میرال حسن، تمہیں سمندر کی گہرائیاں پسند ہیں نا؟" میرال پرتپاک انداز سے آگے بڑھ کر ابان شکری سے ملی تھی جب ابان شکری نے مسکراتے ہوئے اسے آگاہ کیا تھا۔ وہ بھول رہا تھا کہ اتباع منصور وہاں بیٹھی ہے یا پھر وہ جاننا تھا بھی اسے جتانے کی کوشش کرتے ہوئے ساری توجہ میرال حسن کو سونپ رہا تھا۔

"تمہیں Cruise کے ڈوبنے کا کوئی خوف نہیں ہے نا؟" ابان شکری مسکرا دیا تھا۔ میرال حسن کھل کر مسکرائی تھی۔

"آف کورس ناٹ...... اتنا ہینڈسم ہیرو ساتھ ہو تو ڈر کیسا؟ مجھے یقین ہے تم مجھے بچانے آنے والے پہلے فرد ہوں گے۔" میرال بھرپور توجہ سے دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"TITANIC کی اس روز کے ہیرو سے کہیں زیادہ فٹ اور ہینڈسم ہو تم۔ وہ ناٹنٹی سنچری کا ہیرو تھا اور میرا ہیرو اکیسویں صدی کا ہے"۔ میرال کو شاید خبر نہیں تھی کہ اتباع منصور وہیں بیٹھی تھی۔

ابان شکری جانے کیا کرنا چاہ رہا تھا۔ اگر اتباع منصور کہ یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی مگر اس کا ہاتھ بدستور ابان شکری کے ہاتھ میں تھا۔ اور اس کے لئے یہاں سے اُٹھ کر بھاگ جانا ممکن نہیں رہا تھا۔ اتباع منصور نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ مگر ابان شکری اس کی سمت متوجہ نہیں تھا۔ اس کی تمام تر توجہ کا محور میرال حسن تھی۔ وہ کوئی مدھم سرگوشی کر رہی تھی اور وہ تمام توجہ اس کی جانب مبذول کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

اتباع منصور حیران تھی۔ اسے حیرت تھی اس نے ایسے شخص سے محبت کی تھی۔ محبت ایسی نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسی بے خبر...... سنگدل...... بے مہر...... نہیں کبھی نہیں! اس کے اندر غصہ ابھرا تھا۔ تناؤ بھرے چہرے سے اس نے ابان شکری کی سمت دیکھا تھا۔ پھر ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔ اور اُٹھ کر چلتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ ابان شکری نے اسے جاتے ہوئے

خاموشی سے دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

''ابان بھائی Cruise Party تھرو کر رہے ہیں۔ساؤنڈز ایکسائٹنگ نا؟'' عالیہ مسکرائی تھی۔اور سیب کھاتے ہوئے دادا ابا کی طرف دیکھا تھا۔

''دادا آپ بھی پارٹی میں آئیں گے نا''

''بیٹا میرا اس پارٹی میں کیا کام؟ یہ تو بچوں کے شوق ہیں۔بزرگوں کا اس پارٹی میں کیا کام؟'' دادا ابا لیپ ٹاپ پر کوئی اہم لیٹر ٹائپ کرتے ہوئے مسکرائے تھے۔

''اگر دادی اماں یہاں ہوتیں، پھر تو آپ آنا چاہتے تھے نا؟'' عالیہ نے چھیڑا تھا۔

دادا ابا مسکرا دیے تھے۔

''پھر کی بات اور ہوتی مگر تمہاری دادی اماں مجھے پارٹی میں جانے کی اجازت نہیں دیتی...... یو تو ہر ویل'' دادا ابا مسکرائے تھے۔

تبھی عالیان وہاں آیا تھا اور پلیٹ سے کباب اُٹھا کر کھاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''یہ کس پارٹی میں جانے کی بات ہو رہی ہے؟''

عالیہ نے اُسے گھورا تھا۔

''تم نے پورا کباب ایک ساتھ ہڑپ کر لیا، ندیدوں کی طرح کھاتے ہو''

''اچھا ٹھیک ہے نا۔اب بتاؤ یہ پارٹی کون تھرو کر رہا ہے؟'' عالیان مسکرایا تھا۔

''ابشگری پارٹی تھرو کر رہا ہے۔ویسے میں ان کیلیے ہنی مون کے ٹکٹس گفٹ کرنے والا تھا'' دادا ابا مسکرائے تھے۔

''واؤ دادا ابا یہ آپ نے کہاں کا ٹرپ بک کروایا؟'' عالیہ اور عالیان مسکرائے تھے۔

''لیٹ می گیس نانا۔ابان نے شاید یورپ کا ٹرپ گفٹ کرنا ہوگا''

''نہیں مجھے ایسا نہیں لگتا۔ابان بھائی پورا یورپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں'' عالیہ نے اختلاف کرتے ہوئے کہا تھا۔دادا ابا مسکرائے تھے۔

''دیکھو دادا ابا کی مسکراہٹ ہی بتا رہی ہے کہ وہ یورپین پلیس نہیں ہے'' عالی مسکرائی تھی۔دادا ابا بھی مسکرائے تھے۔

''عالیہ از کوریکٹ۔اٹس ناٹ اینی یورپین کنٹری۔میں نے Bora Bora کا ٹرپ ان دونوں کے لیے پلان کیا ہے۔اٹس آ نائس ہنی مون رویزورٹ (Resort)'' دادا ابا مسکرائے تھے۔

''واؤ نانا ابا......وہاٹ آ بیوٹی فل پلیس یو پکڈ!'' عالیان مسکرایا تھا۔

''ویسے آپ نانی اماں کو کہاں لے کر گئے تھے'' عالیان شرارت سے مسکرایا تھا۔

عالیہ نے اسے گھورا تھا، "شرم کرو عالیان دادا ابا سے ایسے سوال پوچھتے ہو۔"

"یار دادا ابا نے بھی وہ روایتی رشتوں والا Distance نہیں رکھا ہم سے۔ اور تم زیادہ مت اتراؤ۔ اگر تمہارے دادا ابا ہیں تو میرے بھی نانا ابا ہیں" عالیان مسکرا رہا تھا۔ دادا ابا بھی مسکرا دیے تھے۔

"اچھا اب جھگڑنا بند کرو۔ ہر وقت بچوں کی طرح جھگڑتے رہتے ہو۔ میرا ارادہ ہے کہ ابان شگری اس کروز پارٹی سے واپس آتا ہے تو ہم اسے ہنی مون پر بھجوا دیتے ہیں۔ مگر اس سے قبل ان باپ بیٹے کی صلح ہی کروا دیتے ہیں" دادا ابا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ تو اچھا منصوبہ ہے نانا ابا۔ لیکن اس سے ہمیں کیا ملے گا؟ یار نانا ابا آپ یہاں موجود ہو تو ایک نیک کام ہی کر دو۔ ہمیں بھی انگیجڈ کروا دو۔ یہاں سب کے لیے اتنے اچھے اچھے منصوبے بن رہے ہیں تو ایک آدھ ہمارا بھی جیک پوٹ لگ جاتا تو کیا حرج تھا؟" عالیان مسکرا دیا تھا۔ عالیہ خجل سی ہو کر اٹھی تھی۔

"دادا ابا میں آپ کے لیے کافی بنا کر لاتی ہوں!" کہنے کے ساتھ ہی وہ چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔ دادا ابا نے مسکراتے ہوئے عالیان کو دیکھا تھا۔

"فی الحال اسٹڈی پر فوکس کرو۔ ایک دو سال اور گزر جانے دو۔ پھر سوچتے ہیں۔" دادا ابا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا یار نانا ابا۔ ہماری باری آئی تو وضاحتیں آ گئیں۔" عالیان نے برا سا منہ بنایا تھا۔ دادا ابا مسکرا دیے تھے۔

☆......☆......☆

اتباع منصور دیدہ زیب ایوننگ گاؤن میں ابان شگری کے ساتھ چلتی ہوئی کروز میں داخل ہوئی تھی۔ کئی نگاہیں ان کی سمت اٹھی تھیں۔ میرال حسن نے خاموشی سے انہیں ساتھ ساتھ دیکھا تھا۔ اشعر ملک مسکرا رہا تھا۔

Welcome to Love Boat Themed Bon Voyage Party

"یہ پارٹی دل والوں کے لیے ہے۔ دو نئے محبت کی لے میں دھڑکتے دلوں نے یہ پارٹی تھرو کی ہے۔ بہت سے ہم جیسے متوالے بھی یہاں ہیں۔ جن کے دل فی الحال خالی ہیں، یا کسی کی تلاش میں یہاں وہاں بھٹک رہے ہیں۔ مگر کون جانے کل کون کسے ملے۔ سب کو اس محبت کی بوٹ پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ اگر دل دھڑکنے لگے تو حیران ہونا منع ہے۔ کیونکہ اس پارٹی میں محبت کی بات ہوگی۔ اس نئے کپل کی بات ہوگی۔ اور جہاں یہ کپل ایک دوسرے کے ساتھ بہت سے خوبصورت لمحات گزارے گا وہیں ہم بھی ان لمحوں کا کہیں نا کہیں حصہ ہوں گے"۔ اشعر ملک ابان شگری کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ جہاز کے عرشے پر تھے اور اتباع منصور نے پانی کو دیکھ کر آنکھوں کو بند کر لیا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اس کا حسن نگاہیں خیرہ کر رہا تھا اور وہ نگاہ نہیں ہٹا سکا تھا۔ اس کے چہرے پر جھولتی بالوں کی لٹ کو ہاتھ بڑھا کر چہرے سے پیچھے ہٹایا تھا۔

"یہ محبت کی کشتی ہے اور کہتے ہیں محبت کی کشتی مشکل سے ڈوبتی ہے۔ جو ڈر رہے ہیں، خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ اس بات کا یقین

رکھیں کہ محبت ہر خطرے سے صحیح سلامت باہر آ جاتی ہے۔ محبت میں تمام Crises سے نمٹنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔" اشعر ملک ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کروز آگے بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور آنکھیں کھول کر ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ اس نے وہاں سے نکل جانا چاہا تھا۔ تبھی لڑکھڑائی تھی، قریب تھی کہ وہ گرتی جب اس نے ابان شگری کے شانے کو تھام لیا تھا۔ ایسا ہونے سے، وہ جو ابان شگری سے دور جانے کے منصوبے بنا رہی تھی۔ اس لمحے اس کے اور قریب آ گئی تھی۔ ان کے درمیان سب کچھ عجیب تھا۔ کچھ تھا اور کچھ نہیں تھا۔

مہمانوں کو انواع واقسام کے مشروبات سرو کیے جا رہے تھے۔ پارٹی اسٹارٹ ہو چکی تھی۔ مگر جن کے اعزاز میں یہ پارٹی تھی وہ ایک دوسرے سے بے حد انجان کھڑے اک دوسرے کی اجنبی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"ڈوبنے سے ڈر لگتا ہے؟" ابان شگری نے بغور تکتے ہوئے بے تاثر لہجے میں پوچھا تھا۔ اتباع منصور فوری طور پر کوئی جواب نہیں دے پائی تھی۔ مگر سر آہستہ سے انکار میں ہلا دیا تھا۔ ابان شگری نے کسی قدر حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔

"پھر کیا؟" ابان شگری جاننے پر بضد ہوا تھا۔

"کچھ نہیں!" اتباع منصور نے وضاحت دینا ضروری خیال نہیں کیا تھا۔

"تم نے غور نہیں کیا؟ تمہاری آنکھیں بھی بہت گہری ہیں شیرنی..... کوئی ڈوب گیا تو شاید دوبارہ ابھر بھی نہیں سکے گا!" ابان شگری نے ایک طنز کا تیر اُچھالا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"اگر یہ کروز ڈوب گیا تو تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جانا چاہو گی؟" ابان شگری نے جانے کیا سوچ کر پوچھا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف سے نگاہوں کو ہٹا گئی تھی۔

"یہ سوال ضروری نہیں ہے ابان شگری۔ ڈوبتے کروز کا ذکر مناسب نہیں۔ یہاں بہت سے لوگ کروز کے بنا ڈوبے ہیں ہاتھ چھڑوا کر اپنی راہ لیتے ہیں" ابان صرف مسکرا دیا تھا۔ اتباع منصور کے لہجے کا طنز بھرپور تھا۔

"مجھے اندازہ تھا تمہاری طرف سے کوئی ایسا ہی طنز آئے گا اتباع منصور۔ یہ منحصر کرتا ہے کہ سفر کس نوعیت کا ہے۔ ورنہ بہت سے سفر آغاز میں ہی انجام ہو جاتے ہیں اور بہت سے کروز آغاز کے سفر پر ہی ڈوب جاتے ہیں۔ مگر مجھے ایسا کوئی اندیشہ فی الحال نہیں ہے۔ لیکن ایسا اگر کوئی وقت آتا ہے تو میں بھاگنا پسند کروں گا" ابان شگری مسکرایا تھا۔ شاید وہ اسے چڑا رہا تھا۔ مگر اتباع منصور کی حس مزاح کام نہیں کر رہی تھی۔ تبھی وہ قدرے فاصلے پر تنہا کھڑا ان کی طرف تکتی میرال کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"آپ کے پاس بھاگنے کا جواز ہے۔ میں آپ کو الزام نہیں دے سکتی!" اتباع منصور کے مدہم لہجے نے ابان شگری کو ایک جاندار مسکراہٹ عطا کر دی تھی۔

"اگرچہ Love Themed Bon Voyange Party کا آئیڈیا میرا تھا، مگر میں اپنی جان کسی مشکل میں ڈالے بنا

یہاں کی راہ لینا چاہوں گا اتباع منصور۔ عشق اتنا اہم نہیں ہے، کئی اور کام بھی ہیں۔" ابان شکری اس سے قطع لاتعلق دکھائی دے رہا تھا، جب اشعر ملک مشروب کا گلاس لیے ان کی طرف آیا تھا۔

"یار تمہاری پارٹی کے آئیڈیاز باکمال ہوتے ہیں۔ یہ ماحول شاید ہی کہیں اور مل سکتا تھا۔ میں نے تو سوچ لیا ہے، کبھی میری شادی کی پارٹی تھرو کرنے کا وقت آیا تو میں پرسنل جیٹ میں پارٹی کو پریفر کروں گا یا پھر کسی پرفضا مقام پر۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان شکری اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور افسردہ سی ابان شکری کی سمت سے نگاہ ہٹا کر دوسری سمت دیکھنے لگی تھی۔ اشعر ملک نے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یار!؟" اپنی دلہن کے چہرے کی اُداسی دیکھو۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس دن پر کوئی اپنی وائف کو اتنا اُداس کرتا ہے؟ مسز شکری، یہ ابان ضرور آپ کو ڈرا رہا ہوگا کہ اگر یہ کروز ڈوب گیا تو وہ بھاگ جانے والا پہلا بندہ ہوگا؟ اشعر ملک اتباع کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تبھی اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"حسن کے تیور نرالے ہوتے ہیں عشق کو پیدل مات ہوتی ہے ہر بار...... یہ بھاگنے دوڑنے بیکار ہوتے ہیں مسز شکری۔ یہ بندہ جھوٹ کہہ رہا ہے آپ سے۔ اگر کچھ ہوتا ہے تو اگر کوئی اپنی جان پر کھیل کر آپ کو بچانے کے لیے تیار ہو وہ شخص ابان شکری ہوگا"۔ اشعر ملک نے ابان کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور پھر اس کا سینا بجا کر اپنے مخصوص انداز میں بولا تھا۔

"جو بندہ ایک فرد کے لیے ساری دُنیا سے لڑ سکتا ہے، وہ تمہیں نہیں چھوڑ سکتا" اشعر ملک نے ابان شکری کی سچائی اتباع منصور کے سامنے رکھی تھی۔ اور مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیے تھے۔ اور ابان شکری سے دُور جا رُکی تھی۔

ابان شکری نے اسے قدرے فاصلے کا کھڑے دیکھا تھا۔ اس کا انداز انتشار سے پُر تھا جیسے وہ بہت سی ٹوٹ پھوٹ سے گزر رہی تھی۔ ڈوبتے سورج کے رنگ اور کرنیں اس کے چہرے پر پھیل رہی تھیں۔ شفق کے رنگوں سے اس کا چہرہ بہت خوشنما ہو رہا تھا۔ وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑی پُرسکون سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ حد نگاہ تک صرف پانی ہی پانی تھا۔ دُور تک سمندر پھیلا ہوا تھا۔ وہ خاموش کھڑی تھی اور اس کی آنکھوں سے اداسی کے رنگ بہت واضح تھے۔

ابان شکری نے اسے دُور کھڑے دیکھا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ اس کی طرف پیش قدمی کرتا، میرال حسن اس کے پاس آن رُکی تھی۔

"اپوری تھنگ اس امیزنگ ہیرو۔ میں کروز کی ڈیکوریشن دیکھ کر آئی ہوں ابان شکری۔ تم نے ہر شے کا بھرپور دھیان رکھا ہے۔ اور اس کروز پارٹی کو ہر طرح سے چار چاند لگا دیے ہیں۔"

پانی میں طغیانی تھی، لہریں پرزور تھیں اور اتباع منصور عرشے پر ریلنگ کے پاس کھڑی تھی۔ ابان کی مکمل توجہ اس پر تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ابان شگری؟ تم کچھ اُلجھے ہوئے لگ رہے ہو" ایک دوست کی وائف اس کی طرف مشروب کا گلاس تھام کر آئی تھی۔

"سوری میں تمہاری Receiption کی تقریب پر نہیں آسکی۔ مگر یہ پارٹی بہت Happening لگ رہی ہے۔ تم دونوں کا جوڑا بہت خوبصورت ہے۔ مگر تمہاری دلہن وہاں اتنی دُور کیوں کھڑی ہے اور تم یہاں کسی اور کے ساتھ کھڑے ہو؟" دوست کی وائف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ ابان مروت سے مسکرا دیا تھا۔

"ارے سارہ بھابھی ایسی بات نہیں۔ یہ تو اتباع شگری از مائی فرسٹ پرائیورٹی آل ویز!" ابان شگری مسکرایا تھا۔

سارہ بھابھی بھی مسکرا دیں تھیں اور میرال کی طرف دیکھا تھا جو خجل سی ہو کر "ایکسکیوزمی" کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ تبھی سارہ بھابھی کے ہزبینڈ ذیشان آگے بڑھے تھے اور ابان شگری کے پاس آن رُکے تھے۔

"ہیلو ہینڈسم گائے، کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں ہماری مسز سے؟"

"بھابھی یوں ہی ہم سے مذاق کر رہی تھیں، تم جانتے ہو نا بھابھی کی عادت" ابان شگری مسکرایا تھا۔ سارہ بھی مسکرا دی تھی۔

"تمہاری دلہن بہت پیاری ہے۔ میں نے اُسے تمہارے ساتھ نیو ایئر پارٹی میں دیکھا تھا۔ بہت جان نثار کرتے دکھائی دیے تھے تب۔ آئی لائیکڈ دا وے یو لوہر! بہت کم ہزبینڈ ایسی کیئر اور محبت جتاتے ہیں۔ اپنے دوست ذیشان کو ہی دیکھ لو۔ خبر تک نہیں ہوتی کہ میں کہاں ہوں!" سارہ نے مسکراتے ہوئے گلاس لی تھی۔ تھوڑی دیر قبل ذیشان کسی خاتون کے ساتھ کھڑا پایا گیا تھا وہ طنز اس پر تھا، ذیشان ہنس دیا تھا۔

"یار ابان شگری ایک سچ کی بات بتاتا ہوں۔ ان خواتین کی نگاہوں کی تیور سمجھ جاؤ تو اسی میں بھلائی ہے۔ ورنہ ایسے ہی گھر میں اور گھر سے باہر بھی بے عزت ہوتا ہے ہزبینڈ!" ذیشان مسکرایا تھا۔ سارہ نے ابان کی طرف دیکھا تھا۔

"دیکھا ابان؟ ان سے پوچھو اس خاتون کے ساتھ کیونکر کھڑے؟ وہ بھی کئی لمحوں تک، میرے جتانے پر بھی وہاں سے کھسکنے کا نام نہیں لیا تھا۔ تبھی میں وہاں سے چل کر آئی تھی۔" سارہ مسکرائی اور ذیشان ہنس پڑا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اپنی مسز کا ہاتھ تھاما تھا۔

"یار ابان شگری بہتر ہوگا ان بیویوں کے شکوے ختم کیے جائیں۔ میں اپنی مسز کو لے کر جاتا ہوں اور تم اپنی مسز کے پاس جاؤ۔" ذیشان اپنی وائف کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

ابان شگری آگے بڑھنے لگا تھا جب اس نے دیکھا، اشعر ملک مشروب کا گلاس ہاتھ میں لیے اتباع منصور کے پاس آن ٹھہرا تھا۔ وہ غالباً سمندر میں طغیانی کے باعث چلبلس کھوتے کروز پر لڑکھڑائی تھی۔ جب اشعر ملک نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے سہارا دیا تھا۔ اس کا انداز دوستانہ تھا۔ اتباع نے Hesistant ہو کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"گھبرائیں نہیں مسز شگری، اپنا دوست سمجھیں!" اشعر ملک نے یقین دلایا تھا۔ ابان شگری کو دوستوں نے گھیر لیا تھا۔ مگر اس کی نظر میں اتباع منصور کے چہرے کا ہی طواف کرتی رہی تھیں۔ وہ اشعر ملک کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ وہ اتباع کو اس طرح اس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"شاید آپ نے مجھے معاف نہیں کیا اتباع شگری۔ مگر میں واقعی شرمندہ ہوں۔ زندگی میں کبھی بھی آپ کو کوئی مشکل آئی میں آپ

کی مدد کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ ابان شگری کے ہوتے ہوئے آپ کو اس مدد کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مگر پھر بھی میں اپنی مخلصی کا ثبوت دوں گا۔" اشعر ملک نے اتباع منصور کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"میں آپ سے کسی طرح کی کوئی مدد نہیں چاہتی اشعر ملک۔ میں نہیں جانتی اگر تم اچھے دوست بن سکتے ہو کہ نہیں۔ مگر میں یہ بات جانتی ہوں ابان شگری کو تمہارا میرے اردگرد ہونا پسند نہیں ہے۔ اسے لگتا ہے میں تمہاری SPY ہوں۔" اتباع منصور نے کہتے ہوئے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا جو دور کھڑا، دوستوں کی کمپنی میں بھی متواتر اسے دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں لمحہ بھر کو ملی تھیں۔ اتباع منصور چہرے کا رُخ پھیر گئی تھی تبھی اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کس نے کہا کہ آپ میری SPY ہیں؟ ابان شگری نے؟ یہ مذاق ہے؟" اشعر ملک کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"آپ نہیں جانتیں مسز شگری، آپ کا ہزبینڈ دُنیا کا سب سے زیادہ ہوشیار بندہ ہے۔ واسطہ رسٹ گائے ان دا ورلڈ۔ اس کا شاطر دماغ جتنا چل سکتا ہے نا۔ اتنا کسی اور کا نہیں چل سکتا" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"بہرحال میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ انداز دوستانہ تھی۔ شاید اس کی کوئی ضروری کال آئی تھی۔ اشعر ملک ایکسکیوزمی کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

اتباع منصور کھڑی بغور ابان شگری کو دیکھنے لگی تھی۔ وہ دوستوں سے کچھ کہہ کر چلتا ہوا اس کی طرف قدم بڑھانے لگا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف سے رُخ موڑ کر ریلنگ کے ساتھ کھڑی ہو کر سمندر کو دیکھنے لگی تھی۔

"یہاں اس طرح آ کر کھڑے ہونے کا کیا مقصد ہے؟" "تم لوگوں کو سوال اُٹھانے پر کیوں مجبور کر رہی ہو؟" ابان شگری بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور پانی کی طغیانی کو دیکھتے ہوئے آنکھیں سختی سے بھینچ گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے دیکھا تھا پھر اسے کلائی سے تھام کر آہستگی سے خود سے قریب کیا تھا۔ اور اس کی کمر کے گرد اپنی مضبوط بازو کی باڑ لگا کر جیسے اسے محفوظ کر دیا تھا۔ اتباع اسے اس اقدام پر خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ اس کی نگاہیں جیسے اسے کہہ رہی تھیں کہ "میں یہاں ہوں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے!"

اتباع منصور نے ایک لمحے کو اس کی سمت بغور دیکھا، وہی پرانا والا ابان شگری لگا تھا۔ اس نے عجیب کھوئے کھوئے سے انداز میں اپنا ہاتھ بڑھا کر ابان شگری کے چہرے کو چھوا تھا۔ جیسے وہ اس چہرے پر کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں کچھ تلاش رہی تھی۔ ایک لمحے کو اس کا دل چاہا تھا وہ اس چوڑے شانے پر سر رکھ دے۔ اور سب بھول جائے۔ وجود پر ایک عجیب سی تھکن تھی۔ مگر ان آنکھوں میں کوئی شناسائی کا رنگ جیسے نہیں تھا۔ اور اتباع منصور ان اجنبی آنکھوں کو بغور حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"دل چاہتا ہے ان آنکھوں کی تمام سرد مہری لے کر اس سمندر میں اُچھال دوں اور اس اجنبیت کو سمندر برد کر دوں، مگر اس کے باوجود بھی محبت لوٹ کر آنا نہ چاہے تو میں محبت کو مجبور نہیں کروں گی!" اتباع منصور مدہم لہجے میں خود کلامی کے سے انداز میں بولی تھی۔

"یہ سرد نظریں، یہ منجمد حروف۔ ان آنکھوں کی سرد مہری اور بڑھاتے ہیں۔ تم میرے وہ پرنس نہیں ابان شگری۔ تم اس ڈراؤنے دیو کا کوئی ڈراؤنا کردار بن گئے ہو!" اتباع منصور نے مدہم لہجے میں شکوہ کیا تھا اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''میرا ہاتھ پکڑو اور لے جاؤ اس دنیا میں جہاں میں دوبارہ سے تمہارا وہی پرنس بن سکوں۔ تمہیں وہ تمام وصف ازبر ہیں نا۔ تمہاری خوبصورتی ناقابل بیان ہے۔ اور تمہاری محبت صبح بہاری ہے۔ اور محبتوں سے بھاگ جانا میرے بس میں نہیں، مگر ستارے ٹوٹتے ہیں تو آسمانوں سے بے یقینی بھی لاتے ہیں۔''

''اس بے یقینی کا کیا کروں اتباع منصور؟'' ابان شگری اس کی سماعتوں کے قریب مدہم لہجے میں بولا تھا۔

اتباع منصور اس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھنے لگی تھی۔

''بے یقینی وہ آسمان سے ٹوٹتے ستارے نہیں لاتے ابان شگری۔ وہ بے یقینی دل سے کہیں اُبھرتی ہے۔ اگر رد کرنا ہے تو ان سوچوں کو کرو جو دل سے اُٹھتی ہیں۔ کیونکہ وہیں پر کچھ اسباب ہیں جو باتوں کے معنی بدلتے ہیں اور کہانی کو مکمل نہیں ہونے دیتے۔'' اتباع منصور نے پراعتماد لہجے میں کہا تھا۔

''تم کہانی کو مکمل چاہتی ہو؟'' وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

''مکمل آسمان کے ساتھ......'' اتباع منصور نے یقین کے ساتھ کہا تھا۔

''مکمل آسمان کہیں پورا نہیں ہوتا اتباع منصور۔ یہ illusion ہے اور کچھ نہیں۔''

ابان شگری بولا تھا، وہ اس کی سوچوں کو رد کر رہا تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھتے ہوئے دھیان پھیر گئی تھی۔ وہ جانتی تھی ابان شکری اس کی نہیں سنے گا۔ نہیں مانے گا۔ اسے مکمل طور پر رد کرے گا کیونکہ یہ ضد تھی اور ضد میں صرف ایسا ہوتا ہے۔ ابان شکری جیسے اسے بولنے پر اکسانا چاہتا تھا تبھی بولا تھا۔

''تمہیں الجھنا پسند نہیں ہے کیونکہ تمہارے پاس جواز نہیں ہے۔'' وہ اسے چڑا رہا تھا۔

اتباع منصور نے ابان شکری کی طرف نہیں دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں جواب دینا نہیں چاہتی ابان شکری۔ میرے پاس جواز بھی ہیں اور وضاحتیں بھی مگر میں وضاحتوں کے انبار لگا کر حماقتیں کرنا نہیں چاہتی۔ تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔'' وہ اس کی عقل پر افسوس کرتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شکری مسکرا دیا تھا اور بے توجہی سے نگاہ پھیر کے دیکھتے ہوئے اتباع منصور کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور اتباع منصور جو اس سے ایسا کچھ ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔ اتباع منصور اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔ ابان شکری کے کلون اور آفٹر شیو کی مہک اس کے نتھنوں میں گھستی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ شاید دانستہ اس نے ابان شکری کے کاندھے سے سر نہیں اٹھایا تھا۔ آنکھیں بند کیے ویسے ہی کھڑی رہی تھی۔ ابان شکری نے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تھا۔

''محبت پر جنوں ہے شیرنی، کچھ دیکھنا نہیں چاہتی، کچھ سوچنا نہیں چاہتی۔ عقل کا استعمال محبت کو مطلوب نہیں مگر ایک لمحے کو جب تسلسل رکتا ہے تو آنکھیں نیند سے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہتی ہے کہ کہاں کیا کیا ہے اور کیا کیا نہیں۔ اور میں اس دور جنوں سے گزر رہا ہوں۔ تم نے محبت کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا ہے اور نگاہیں بند کر کے سمجھتی ہو سب اختیار میں ہے۔ مگر ابان شکری تمہارا پیار نہیں ہے۔'' وہ مسکراتا ہوا گمبھیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔

اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

اس کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں میں وہی تاثر تھا۔ اور اس سے آگے کہانی منجمد ہو رہی تھی۔

''میرا بھی دل چاہتا ہے شیرنی..... کہانی کہیں مکمل ہو تو خبر ہو خواص کیسے کھلتے ہیں مگر محبت عجیب سر پھری ہوا بن گئی ہے۔ ہاتھ آتی نہیں اور کچھ کھلنے دیتی نہیں۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع نے اس کی ہمت دیکھتے ہوئے نگاہ پھیری تھی اور اس کی گرفت سے خود کو آزاد کرنا چاہا تھا مگر ابان شکری اس پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

''محبت نے کہا تھا محبت آئے تو اسے جانے مت دینا مگر محبت نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اگر محبت الجھ جائے تو کیا کرنا۔ میں تدبیریں ڈھونڈ رہا ہوں فی الحال محبت کی عادتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ عجب لاپرواہی ہوتی ہے محبت کی عادت میں۔ کچھ بھولی لاپرواہ ہوتی ہے اور اسی لاپرواہی میں بہت سی باتوں پر غور نہیں کرتی۔ جیسے تم بہت سی باتوں پر نگاہ نہیں کرنا چاہتیں۔ محبت کچھ کچھ تمہارے جیسی ہے شیرنی!'' اس نے بغور اتباع منصور کو دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا۔

''تم بھی تو قصداً نظر انداز کرتی ہو نا؟ قصداً سارے موسم بدل دیتی ہو؟ تمہارے اختیار میں جو ہے تم روا رکھتی ہو اور پھر شکوے کرنے لگتی ہو کہ میں آسمان کو مکمل نہیں ہونے دیتا۔ کہانی کو مکمل ہونے سے میں روک دیتا ہوں!'' سنہری کرنوں کی روشنی میں جب پورا سمندر سنہری ہو رہا تھا تب ابان شگری اس کے کان میں مدھم سرگوشی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور نے اپنے اردگرد سے اس کا حصار توڑنے کی سعی کی تھی بنا اس کی طرف دیکھے۔ مگر ابان شگری نے اس کے گرد فی الحال اپنا حصار ختم کرنا نہیں چاہا تھا۔

ابان شگری کی گرم گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں اور وہ اس تپش کے باعث نگاہ اٹھا کر اسے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ اسے بات کرنا تو دور کی بات تھی، کچھ کہنا تو دور کی بات تھی وہ اس کی نظروں کو فیس کرنے سے بھی کنی کترا رہی تھی۔

''تمہاری دھڑکنوں کا شور صاف سن رہا ہوں اتباع منصور..... مگر اس شور کے پیچھے معنی بہت الجھے ہوئے ہیں۔ تم نے تمام معنی اور بھی الجھا دیے ہیں جیسے تم دانستہ نہیں چاہتی ہو کہ میں اس سے روشناس ہوں کہ تمہاری دھڑکنوں میں کیا ہے۔ تم دھڑکنوں میں چھپے یہ راز کیوں چھپاتی ہو شیرنی؟'' ابان شگری بہت مدھم لہجے میں اس کی سماعتوں میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔

ڈوبتے سورج کے رنگ سمندر کے پانی پر بکھرے ہوئے تھے اور وہی رنگ اتباع منصور کے چہرے پر تھے۔ بہت پر سحر کیفیت تھی اور کچھ تھا جو ابان شگری کو بے خود کرتا ہوا اپنے ساتھ باندھ رہا تھا۔

''میں کھونے لگتا ہوں شیرنی...... گم ہونے لگتا ہوں۔ تمہارے گہرے رنگوں میں کوئی اسرار ہے جو بہت بے چین کرتا ہے۔ تم ایسا ہر بار کرتی ہو اور ہر وار پہلے سے زیادہ جکڑنے والا ہوتا ہے۔ تم ایسے تیور کیوں آزماتی ہو؟'' ابان شگری آنکھیں اس کے چہرے پر لگائے مدھم سرگوشیاں کر رہا تھا اور اتباع منصور اس کی طرف دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ اتباع منصور کا وجود ابان شگری کی گرفت میں پگھلنے لگا تھا۔ وہ اپنے دل کو اس کے اشاروں پر روک رہی تھی مگر دل جیسے بہت مضطرب ہو رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی ابان شگری ایک بار ان شکوے گلوں کے علاوہ کوئی بات کہے جس سے تمام ایشوز resolved ہوں مگر ابان شگری کے لبوں پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ صرف شکوے کرنا جانتا تھا۔ صرف شکایتیں تھیں اس کے لبوں پر اور ان شکووں گلوں میں محبت کی رمق کہیں نہیں تھی۔ اتباع منصور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ ان آنکھوں میں وہ کئی ایک رنگ بھی ڈھونڈنے میں ناپید رہی تھی۔ ان آنکھوں میں شناسائی کی کوئی رمق نہیں تھی۔ وہ اس سے اتنا دور چلا گیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر حیران تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے چہرے کو آہستگی سے چھوتے ہوئے وہ اجنبی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت دوچند ہو گئی تھی۔

''تم وہ نہیں رہے۔ تم وہ ہو ہی نہیں۔ تم وہ ہو بھی نہیں سکتے! تم کہتے ہو تم میرے پرنس بن سکتے ہو مگر تم ہر کوشش کو ناکام کر دیتے ہو تو ایسی باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔'' اتباع منصور اسے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ ابان شگری نے اس کی پیشانی کے ساتھ اپنا سر جوڑا تھا اور اسے دیکھتا ہوا مسکرا دیا تھا۔

''تمہیں ہر بار لگتا ہے میں تمہارا پرنس نہیں ہوں اور میں ہر بار تمہیں موقع دیتا ہوں کہ تم از سر نو اس تجربے سے گزرو اور جانو کہ تم

کہاں غلط ہو۔مگر تمہیں اپنی غلطی کا اندازہ نہیں ہوتا۔تم ہر بار مجھے غلط ثابت کر دیتی ہو شیرنی......تم با کمال ہو......ان سب تیوروں کے باوجود کوئی بات ہے جو مجھے تم تک کھینچ لاتی ہے اور دور جانے نہیں دیتی۔وہ کہانی دلچسپ تھی۔ایک بار پھر دہرا دو اسے......ان زمانوں کے رنگ بہت خوشنما تھے،ان خوش نما رنگوں میں کھو جانا چاہتا ہوں میں۔تمہاری وہ ہنسی......تمہارا وہ غصہ......تمہارے وہ تمام رنگ،وہ تمام زاویے۔وہ دن بہت دلربا تھے۔تمہاری تمام تر دلربائی کی طرح۔تم نے ان رنگوں کو کیوں کھونے دیا؟ مجھے ان دلوں اور زمانوں میں قید کیوں نہیں کر دیا؟ اگر تم نے مجھے قید کر لیا ہوتا تو میں آج تم سے کھوتا نہیں شیرنی......!" ابان شگری مدھم لہجے میں کہتا ہوا مسکرایا تھا اور اس کے گرد سے اپنی گرفت ڈھیلی کرتے ہوئے اسے آزاد کر دیا تھا۔

شام کے گہرے ہوتے سایوں میں اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا۔وہ اس کے ان رویوں کی عادی ہو رہی تھی مگر ہر بار جانے کیوں وہ ان رویوں پر حیران رہ جاتی تھی۔شاید کہیں وہ وہی کیئر،وہی محبت ابان شگری سے دوبارہ چاہتی تھی۔ابان شگری کے دوست آ گئے تھے۔وہ ان کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا اور اتباع منصور ان لمحوں میں بالکل تنہا کھڑی رہ گئی تھی۔

ابان شگری زمانوں کے پیچھے دوڑتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور اتباع منصور کو وہ خود سے بہت دور جاتا لگا تھا۔مکمل چاند آسمان پر واضح دکھائی دے رہا تھا۔ہوا میں شور تھا اور وہ تنہا کھڑی پر شور سمندر کو دیکھ رہی تھی۔

"ابان شگری تم اس سمندر جیسے ہو،پر شور،طغیانی لئے ہوئے اور میں تمہارے بہاؤ میں پہلے سے زیادہ بہتی چلی جا رہی ہوں۔ میں اس بہاؤ سے کوشش کرنے کے باوجود بھی نکل نہیں پا رہی......اور شاید میں خود بھی اس طغیانی سے ابھرنا نہیں چاہتی۔میں چاہتی ہوں تم مجھے سمیٹ لو مگر تم مجھے بکھرے دیکھ رہے ہو اور سمیٹنا نہیں چاہتے!یہ کیسی محبت ہے؟ یا پھر تمہیں کبھی محبت ہوئی ہی نہیں؟ پھر مجھے کیوں لگتا تھا کہ تم مجھ سے بے حد،بے پناہ محبت کرتے ہو؟ اگر وہ محبت تھی تو پھر کیا ہوئی؟" وہ اپنی سوچوں سے الجھتی چلی جا رہی تھی۔

When you left
You left behind a field
of silent flowers
under sky
full of unstirred clouds...
you left
a million butterflies
mid-silky flutters
you left like midnight rain
against my dreaming ears

اتباع منصور چاند کا عکس سمندر کے پانی میں اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے سمندر سے خوف محسوس نہیں ہوا تھا۔ سمندر اس لمحے بہت سر پر سکون لگ رہا تھا۔ رات کی تاریکی میں ''ڈانس آن دا ڈیک'' Dance on the Deck کی تقسیم کے لئے سب موجود تھے اور پارٹی عروج پر تھی۔ میوزک کے تیز شور پر کپلز جھوم رہے تھے۔ یہ پارٹی اس جوڑے کے اعزاز میں تھی۔ ان کے لئے تھی۔ مگر وہ ایک دوسرے سے انجان کھڑے تھے۔ بہت فاصلوں پر تھے۔ اتباع منصور نے پلٹ کر پارٹی پر نگاہ کی تھی جہاں ابان شگری میرال حسن کے ساتھ تھا۔ اتباع اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی اور ابان شگری اس کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ دور کھڑے اشعر ملک نے ان دونوں کو دیکھا تھا پھر چلتا ہوا اتباع منصور کی طرف آیا تھا۔

''مسز شگری، آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں؟ کیا ماجرہ ہے؟'' اشعر ملک نے پوچھا تھا۔ مگر اتباع کچھ نہیں بولی تھی۔ اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''یار ادو انسانوں میں مخالفت اور دشمنی کے علاوہ ایک رشتہ اور بھی ہو سکتا ہے اور وہ رشتہ دوستی کا ہو سکتا ہے نا؟'' وہ دوستانہ انداز میں بولا تھا۔

''اچھا ایک بات بتایئے آپ کو اس شوریدہ سمندر سے ڈر لگتا ہے؟ اس سمندر میں موجود شارکس سے ڈر لگتا ہے یا ابان شگری سے؟'' اشعر ملک دوستانہ انداز میں مسکرایا تھا۔ اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

''ویسے آپ نہ بھی جواب دیں تو مجھے معلوم ہے کہ ابان شگری ان شارکس سے زیادہ خوفناک ہے۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے انکار میں سر ہلایا تھا۔

''ایسا نہیں ہے اور......'' تمام دکھ کے باوجود وہ اس کی حمایت میں کچھ کہنے جا رہی تھی جب اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

''اف یہ محبت! ہزار شکوے اور مخالفتیں ہونے کے باوجود بھی دل اس ایک فرد کی طرف کیوں کھنچتا ہے؟ یہ راز کبھی کھل نہیں پایا ویسے!'' اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور اشعر ملک سے دھیان ہٹا کر دوسری سمت دیکھنے لگی تھی۔ وہ ابان شگری کی طرف دیکھنا نہیں چاہتی تھی مگر نگاہ اس جانب جانے سے باز نہیں آ رہی تھی۔ اشعر ملک نے ابان شگری کو دیکھا تھا پھر مسکراتے ہوئے نگاہ اتباع منصور پر ڈالتے ہوئے بولا تھا۔

''محبت ایسی کیوں ہوتی ہے مسز شگری؟''

''کیسی؟'' اتباع نے ابان شگری کو دیکھتے ہوئے بے دھیانی سے کہا تھا۔

''جلتی بجھتی؟ جلاتی؟ الاؤ سا دہکاتی؟ محبت اتنی بدتمیز ہی کیوں ہوتی ہے؟'' اشعر ملک اپنے فطری لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا تھا اور اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ اتباع منصور کو یہ بات زیادہ بے چین کر رہی تھی۔ اشعر ملک اسے دیکھتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"جو جلائے وہ ہی محبت ہوتی ہے۔ محبت کی نشانی یہی ہے مسز شگری۔ میں۔ آپ کی بے چینی سمجھ سکتا ہوں۔ ابان شگری آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔ جایئے آگے بڑھئے۔ اس کا ہاتھ تھامئے اور اسے میرال حسن سے دور لے جایئے۔" اشعر ملک نے مشورہ دیا تھا۔ اتباع نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

"نہیں کر سکتیں آپ ایسا؟" اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی اور تبھی اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"مسز شگری Nichole Nordeman نے بہت خوبصورت بات کہی ہے۔ وہ کہتی ہیں۔

But if you are wrong

What if there's more"

What if there's hoping for?

What if you jump?

And close your eyes?

What if the arms that catch you?

Catch you by surprise?

What if he's more than enough?

What if it's love?

محبت کو محبت پر یقین رکھنا ضروری ہوتا ہے مسز شگری۔ آپ کو محبت ہے تو آپ کو محبت پر مکمل یقین تو رکھنا ہی ہوگا۔ اگر یہ یقین دل میں نہیں ہے تو پھر آپ محبت کا دعویٰ نہیں کر سکتیں!" اشعر ملک نے اسے جیسے کسی قیمتی مشورے سے نوازا تھا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں!" اتباع منصور نے کہا تھا۔ نگاہیں اس منظر سے الجھ رہی تھیں جہاں ابان شگری میرال حسن کے ساتھ موجود تھا۔ اشعر ملک اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"محبت آنکھیں بند کر چھلانگ لگا دینے کا نام ہے اور اس میں مکمل یقین ہوتا ہے کہ جس سطح سے آپ چھلانگ لگا رہے ہیں وہاں سے گر کر کوئی آپ کو زک پہنچے بنا تھام لے گا۔ یہ کسی زک پہنچنے سے پہلے تھام لینے کا یقین محبت ہے مسز شگری۔" اشعر ملک دوستانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی جانب لحہ بھر کو نگاہ کی تھی۔

"میرال حسن ابان شگری کی دوست ہے اور کچھ نہیں!" اتباع منصور جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔ اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یہ آپ کسے بتا رہی ہیں مسز شگری؟ خود کو یقین دلا رہی ہیں یا مجھے؟ اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اتباع منصور کو ماننا پڑا تھا کہ وہ ایک بودی قسم کا جھوٹ خود سے بھی بول رہی ہے اور شاید دوسروں سے بھی۔

''میرال حسن ابان شگری سے محبت کرتی ہے اور یہ بات تمام لوگ جانتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ابان شگری نے اسے کبھی کوئی لفٹ نہیں کروائی مگر اب لگتا ہے مسٹر شگری اپنا موڈ تبدیل کر رہے ہیں۔ امریکن کہاوت ہے۔

"When you have cake, you want cherries too."

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''ابان شگری ایسے نہیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں!'' اتباع نے اسے جتایا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

عشق ہے سو ہے

حسن ہے سو ہے

وہ جز میرا، وہ کل میرا

میرا ربط وہ، ہر شرط وہ

وہی رہبر، وہ رابطہ

وہی راستہ، وہی راہنما......

وہی ہمسفر، وہی آسمان

اسے ڈھونڈوں ہر سو مضطرب

اسے پاؤں ہر سو جا بجا

بنا دے یا کر دے فنا

سر اس کے آگے ہے سرنگوں

وہی بے چینی ہے، وہی سکوں

ہر ربط ہے سو ہے

ہر شرط وہ ہے سو ہے

ہر راستہ وہ ہے سو ہے

میرا جز وکل ہے سو ہے

وہ میرا جنوں

ہے سو ہے......!

عشق ہے سو ہے

حسن ہے سو ہے

پرفسوں ہے سو ہے

جنوں ہے سو ہے

ایک شجرِ ممنوع ہے سو ہے

وہ میرے اندر باہر

ہے سو ہے

جب جو ہے تو اس کا کیا کروں؟

جو نہیں ہے تو اس کا کیا کروں؟

عشق کے معنی ہیں لا بیاں

عشق ہے ایک بحرِ بیکراں

جنوں ہے سو ہے

پرفسوں ہے سو ہے

اب جو ہے تو اس کا کیا کروں؟

جو نہیں ہے تو اس کا کیا کروں؟

اشعر ملک مسکرایا تھا اور اتباع منصور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''محبت نہ سمجھ میں آنے والی شے ہے مسز شگری۔ عشق کے معنی لا بیاں ہیں اور ہر صفت لا یعنی! محبت کو سمجھنا ہو تو محبت کو محبت سے تقسیم کرنا پڑتا ہے اور محبت سے ہی ضرب......! آزما لیں۔ محبت کے گر سمجھ میں آ جائیں تو آسانیاں ہو جاتی ہیں۔'' اشعر ملک جانے کیا جتا رہا تھا۔

وہ سمجھ نہیں پائی تھی مگر اشعر ملک اسے دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

''محبت میں تفریق کا ل عمل نہیں ہوتا مسز شگری۔ اس کے باوجود محبت بہت کچھ دینا جانتی ہے!'' اشعر ملک نے کہا تھا اور ابان شگری کی سمت دیکھا تھا۔ وہ میرال حسن کے ساتھ بے خبر سا جھوم رہا تھا۔ پارٹی اپنے عروج پر تھی۔

''آپ کو میرال حسن سے کوئی لگاؤ نہیں؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

"آپ چاہتی ہیں میں میرال حسن سے کوئی لگاؤ رکھوں؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ اتباع نے شانے اچکا دیے تھے۔

"آپ کا رشتہ اس سے طے ہو رہا ہے!" اتباع نے احساس دلایا تھا۔

"رشتے ایسے طے نہیں ہوتے مسز شگری۔ میں ایسی غلطی کر کے دیکھ چکا ہوں۔ محبت کے بنا کوئی رشتہ نہیں بنتا۔ محبت کی equation کو Balance کرنا ہو تو بہت سوچ بچار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ محبت کو سمجھ لینا ہی محبت کی equation کو balance کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ یقین نہ آئے تو آزمالیں۔" اشعر ملک پر یقین لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"آپ کو میرال حسن سے کوئی لگاؤ نہیں؟ تو رشتے کیسے جڑے گا؟" وہ حیران ہوئی تھی۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے شانے بے فکری سے اچکا دیے تھے۔

"محبت کا ہر بار ہونا ضروری نہیں ہے۔ محبت ایک بار واقع ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ ایک بار ہی کافی ہے!" اشعر ملک نے سچے کی بات بتائی تھی۔ اتباع منصور نے اسے کچھ نا سمجھتے ہوئے اسے کسی قدر حیرت سے دیکھا تھا۔ اپنی باتوں سے اور انداز سے وہ بہت بدلا ہوا لگا تھا۔ یہ اس اشعر ملک سے بہت مختلف تھا جس سے وہ ملی تھی اور جس نے اسے قید میں رکھا تھا اور زبردستی شادی کرنا چاہی تھی۔ کیا وہ واقعی بدل گیا تھا؟

اس کی آنکھوں سے وہ خوف نہیں پھوٹ رہا تھا۔ حتیٰ کہ اتباع منصور اس کے قریب کھڑی تھی اور اسے اس سے وہ خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا جو خوف وہ محسوس کرتی آئی تھی۔ کیا وہ واقعی بدل گیا تھا؟ یا صرف پری ٹینڈ کر رہا تھا؟

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں مسز شگری؟ ان حیرتوں کو سنبھال کر رکھیں آگے زیادہ ضرورت پڑے گی۔ آپ کو دوست کہہ دیا ہے۔ دوست سے مخلصی دکھانا دوستی کی شرط ہوتی ہے۔ کبھی کوئی مدد چاہیے ہو تو بتا دیجئے گا۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا تھا۔ پھر رکا تھا اور پلٹ کر اتباع منصور کو دیکھا تھا۔

"آپ کو بتانا بھول گیا مسز شگری۔ میں یونہی نہیں کہتا آئی ایم دا بیسٹ..... تو بس جیلس ہو!" اپنے فطری انداز میں مسکراتا ہوا وہ آگے بڑھا تھا اور میرال حسن کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ ابان شگری کے ساتھ جب اشعر ملک نے اسے کلائی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ میرال حسن نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ ایک آنکھ شرارت سے دباتا ہوا مسکرایا تھا۔ اور پھر میرال حسن کو ہاتھ سے تھام کر بہت مہارت سے مسکراتے ہوئے جھومنے لگا تھا۔ ابان شگری نے اسے دیکھا تھا مگر اشعر ملک بنا کسی کی پرواہ کیے میرال حسن کے ساتھ ناچ رہا تھا۔ اتباع منصور نے دور کھڑے یہ منظر بے یقینی سے دیکھا تھا۔ اشعر ملک نے اسے مدد دی تھی یا کیا؟ اس کی نظروں کو دھوکا ہوا تھا؟ یا واقعی اشعر ملک نے میرال حسن کو اپنی طرف کھینچ کر اتباع منصور کو ہر طرح کی فکروں سے آزاد کرنا چاہا تھا؟ یا اشعر ملک کا کوئی اور مقصد نکلا تھا؟ اتباع منصور جان نہیں پائی تھی مگر اسے یہ غنیمت لگا تھا۔ وہ اشعر ملک کی طرف حیرت سے دیکھ رہی تھی جب وہ اس کی طرف دیکھ کر بہت نرمی

سے مسکرایا تھا۔انداز دوستانہ تھا۔میرال حسن اس کے ساتھ تھی اور اتباع منصور کو یہ لمحہ بہت پر سکون لگا تھا۔

اشعر ملک نے اس کے اندر کے شور کو اچانک بہت پر سکون ماحول سے بھر دیا تھا۔اشعر ملک نے وانستہ ایسا کیا تھا۔صرف اتباع کے خیال سے یا پھر جو بھی تھا۔اتباع منصور اب مطمئن کھڑی تھی۔ابان شگری نے دوست کے ساتھ کھڑے ہوئے اسے دیکھا تھا وہ بہت پر سکون دکھائی دے رہی تھی۔ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

اتباع چلتی ہوئی پر سکون انداز میں جہاز کی اندرونی طرف آ گئی تھی۔فورڈ اسٹیشن پر آ کر بیٹھی تھی اور اپنی پسند کا فورڈ آرڈر کر کے اس نے ڈرنک کا سپ لگایا تھا۔جب میرال حسن کی آواز سنائی دی تھی۔

"I do hate her exceedingly - he left me because he wants to be with her! Is he happier with someone? Does she treat him better than me? He left me for her? He was seeing her, he ws with her while I was with him. I loved him truly. I'm devastated Asher Malik! Now everything is ruined."

میرال حسن قدرے فاصلے پر بہت بجھے بجھے سے لہجے میں اشعر ملک سے کہہ رہی تھی۔وہ غصہ دکھا رہی تھی۔اس کی محبت کو رد کیا گیا تھا۔شاید وہ ڈانس فلور اس غصہ کے باعث چھوڑ کر آئی تھی۔اور اشعر ملک اس کے پیچھے آیا تھا۔میرال حسن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اسے حیرت ہوئی تھی جب اشعر ملک نے ہاتھ بڑھا کر میرال حسن کے ان آنسوؤں کو اپنی پوروں سے صاف کیا تھا۔

"میرال حسن محبت کو زبردستی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔محبت کو جیتنا پڑتا ہے اور تم ہار گئی ہو...... جب ہار جاؤ تو اس ہار کو فراخ دلی سے قبول کر لینا چاہئے۔اس سے بہت سکون ملتا ہے۔جب یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ ہار گئے ہیں تو وہ بات تکلیف دیتی ہے مگر جب وہی بات آپ خود جان لیتے ہیں تو وہی بات اندر کی بے چینی کو کسی قدر ختم کرنے لگتی ہے۔اس ہار کو قبول کرنا آسان نہیں میں جانتا ہوں میرال حسن۔یہ باہر اندر بہت تکلیف دیتی ہے مگر اس ہار سے بہت ہمت ملتی ہے۔اسی ہار میں سکون بھی پوشیدہ ہے۔میں چاہوں گا تم وہ سکون اپنے اندر ڈھونڈو میرال حسن!" اشعر ملک اس سے قطع نظر کہ اتباع قریب ہی کہیں بیٹھی ان کی باتوں کو سن رہی تھی بہت رسانیت سے بولا تھا۔اور اتباع کو اشعر ملک کے اس انداز پر حیرت ہوئی تھی۔اس نے ذرا گردن موڑ کر دیکھا تھا۔اشعر ملک میرال حسن کو بھرپور تسلی دیتے ہوئے اس کے آنسو پونچھ رہا تھا۔یہ اس اشعر ملک سے یقیناً بہت مختلف تھا۔میرال حسن نے حیرت سے اسے دیکھا تھا اور پھر اشعر ملک کے شانے پر سر رکھ کر رونے لگی تھی۔اشعر ملک بہت پر سکون انداز میں اسے تسلی دینے لگا تھا۔اس کا سر ہولے ہولے تھپتھپانے لگا تھا۔

اتباع منصور کو اچھا نہیں لگا تھا۔میرال کا اس طرح رونا اس کے لئے تکلیف دہ تھا۔اسے پچھتاوا ہوا تھا شاید وہ ابان شگری اور اس کے درمیان کہیں آئی تھی مگر یہ سب نادانستہ طور پر ہوا تھا۔اسے علم نہیں تھا اگر ابان شگری کسی کے ساتھ ہے یا محبت میں مبتلا ہے۔میرال حسن اگر ان کی زندگی میں پہلے آئی ہوتی تو شاید وہ ابان شگری کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی مگر ان کا نکاح ہو چکا تھا اور شاید وہ محبت میں مبتلا بھی ہو

چکی تھی۔ میرال کے آنے سے اسے ابان شگری کے لئے اپنی محبت کا اندازہ ہوا تھا۔ میرال حسن کی آمد نے اسے ایک احساس سے دوچار کیا تھا۔ مگر میرال حسن کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے۔ اشعر ملک اسے تسلی دے رہا تھا مگر اسے بہت احساسِ جرم فیل ہوا تھا۔

"میرال حسن، محبت یک طرفہ نہیں ہوتی۔ یک طرفہ جو ہوتی ہے یہ بس حماقت ہوتی ہے۔ میں نہیں چاہوں گا تم اس حماقت کو جاری رکھو۔" اشعر ملک نے میرال حسن کا دکھ محسوس کر کے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

"میں چاہوں گا تم ان راستوں سے پلٹ کر واپس آؤ اور اپنے لئے نئی راہ تلاش کرو۔" اشعر ملک نے سمجھایا تھا۔

"ایسا ممکن نہیں ہو سکے گا اشعر ملک...... میں ایسا نہیں کر پائی۔" میرال حسن بے بس دکھائی دی تھی۔

"تم ایسا کر سکتی ہو یار بھولی بھالی بچی...... یہ ناممکن نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں تم ایک نارمل لائف جیو۔ ابان شگری تمہارا نہیں ہے نہ وہ کبھی تمہارا ہو سکے گا۔ ابان شگری اپنی راہ چن چکا ہے۔ لٹ ہم گو......!" اشعر ملک نے پرسکون لہجے میں کہا تھا اور میرال حسن نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اتباع منصور کی بھوک مٹ گئی تھی مگر وہ فوری طور پر یہاں سے اٹھ کر نہیں جا سکی تھی۔ اشعر ملک اور میرال حسن اس کی یہاں موجودگی سے ناواقف تھے اور وہ پشت کیے وہاں بیٹھی رہی تھی جب تک وہ چلتے ہوئے آگے نہیں بڑھ گئے تھے۔

یہ سب کچھ عجیب ہو رہا تھا مگر شاید یہی صحیح قدم تھا جو اشعر ملک کو اٹھانا چاہئے تھا۔ اتباع منصور فوڈ اسٹیشن سے اٹھی تھی اور چلتے ہوئے باہر نکلنے لگی تھی۔

"بھابی آپ کہاں تھیں؟ شاید ابان شگری آپ کو وہاں پارٹی میں ڈھونڈ رہے تھے۔" یحییٰ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں وہاں فوڈ اسٹیشن میں تھی۔" اتباع نے بتایا تھا۔ "کوئی کام تھا؟" اتباع منصور نے بے تاثر لہجے میں پوچھا تھا۔ یحییٰ مسکرا دیا تھا۔

"ابان شگری آپ سے بہت محبت کرتا ہے بھابی شاید وہ آپ کو نظروں سے اوجھل ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔" یحییٰ نے دیور ہونے کا حق استعمال کرتے ہوئے ایک لطیف سا مذاق کیا تھا۔ اتباع مسکرا نہیں سکی تھی۔

"کیا ہوا بھابی؟ سب ٹھیک ہے؟ آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں؟" یحییٰ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ وہاں بہت شور تھا سو میں یہاں آ گئی۔" اتباع بولی تھی۔

"اوہ! مجھے لگا شاید کچھ ہوا ہے۔ میں نے اشعر ملک اور میرال حسن کو اس طرف آتے دیکھا تھا تبھی مجھے فکر ہوئی تھی۔" یحییٰ نے اس کا خیال کرتے ہوئے کہا تھا۔

یحییٰ ابان شگری کا وفادار تھا۔ وہ یحییٰ پر حمزہ کی طرح ہی اعتبار کرتا تھا۔

"نہیں یحییٰ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے نوٹس نہیں کیا اگر اشعر ملک اور میرال حسن بھی اس طرف آئے تھے۔" اتباع نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ واپس پارٹی میں جایئے۔ وہاں ابان شگری آپ کو نا پا کر کچھ بے چین ہو رہے ہیں۔" یحییٰ مسکرایا تھا۔ اتباع کو مروتاً مسکرانا پڑا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں۔" اتباع کہہ کر آگے بڑھی تھی۔ یحییٰ چلتا ہوا فورڈ اسٹیشن کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اتباع کروز کے ڈیک پر واپس آئی تھی۔ پارٹی اپنے عروج پر تھی۔

"ہیلو مسز شگری کہاں بزی ہیں آپ؟ آپ کے ہزبینڈ نے آپ کے اعزاز میں اتنی بڑی پارٹی تھرو کی اور آپ دکھائی بھی نہیں دے رہیں!" ایک دوست کی وائف اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔ اتباع کو مجبوراً مسکرانا پڑا تھا۔ رسمِ دنیا نبھانا مشکل ہے مگر اس سے گزرنا پڑتا ہے۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔ میں نیچے یونہی فورڈ اسٹیشن کی طرف گئی تھی۔ آپ سب پارٹی انجوائے کر رہے ہیں؟" اتباع منصور کو رسمِ میزبانی نبھانی پڑی تھی۔ وہ بہت ملائمت سے مسکرائی تھی۔ ابان شگری کے دوست کی وائف اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی تھیں پھر اس کے بیش قیمتی نیکلس کی طرف ہاتھ بڑھا کر یونہی دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا تھا۔

"بہت بیش قیمتی نیکلس ہے۔ یہ ابان شگری نے منہ دکھائی میں دیا تھا؟" ابان کے دوست کی وائف مسکرائی تھیں۔ اتباع مسکرا دی تھی۔

"نہیں منہ دکھائی میں ایک اور گفٹ تھا۔ وہ یہ نہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے بات بتائی تھی۔ خاتون مسکرا دی تھیں۔

"ابان شگری کی وائف ہو اور بیش بہا قیمتی گفٹس وصول نہ کرے ایسا ہو نہیں سکتا۔ اینی وے یہ نیکلس بہت خوبصورت لگ رہا ہے آپ پر۔ شاید ابان شگری کو معلوم تھا کہ اس کی خوبصورت وائف اسے پہن لے گی تو اس کی وقعت اور بڑھ جائے گی اس لئے اس نے یہ تمہارے لئے منتخب کر لیا۔" خاتون مسکرائی تھیں۔ اتباع کو اخلاقاً مسکرانا پڑا تھا۔ وہ آگے بڑھ جانا چاہتی تھی جب ایک اور خاتون نے روک لیا تھا۔

"ہائے مسز شگری، کتنی لکی ہیں آپ۔ آپ کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ ماشاءاللہ آپ دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت ہے۔ ویسے آپس کی بات ہے تھوڑا حسد بھی ہوتا ہے۔" خاتون مسکرائی تھیں اور اتباع کو مسکرانا پڑا تھا۔

"ابان شگری کا انتخاب لاجواب ہے لیکن آپ ان سے اتنی دور کیوں دکھائی دے رہی ہیں؟ کیا کوئی ناراضگی چل رہی ہے؟" خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور اتباع مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں یوں نیچے فورڈ اسٹیشن کی طرف نکل گئی تھی۔ آپ لوگ پارٹی انجوائے کریں۔ ہیو فن...... میں ذرا مسٹر شگری کو دیکھ لوں۔" وہ اخلاق سے مسکراتے ہوئے آگے بڑھی تھی جب ابان شگری اس کے سامنے آیا تھا۔ اتباع اسے سر اٹھا کر دیکھنے لگی تھی۔

''کہاں تھیں آپ؟'' ابان شگری نے اس سے دریافت کیا تھا۔

''میں نیچے گئی تھی۔ اتنی فکر کس بات کی ہورہی ہے آپ کو؟ میں اس کروز سے تو کہیں جا نہیں سکتی۔'' وہ ابان شگری سے نگاہ ہٹاتے ہوئے مدھم اور لاتعلق لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے دیکھا تھا۔ پھر بہت آہستگی سے تھام کر قریب کرلیا تھا۔ آسمان پر مکمل چاند بہت آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ کروز کے اس حصے میں روشنی ان دونوں کو اپنے حصار میں لے رہی تھی۔ اتباع منصور کے بالوں نے اڑ کر ابان شگری کے چہرے کو چھوا تھا۔ ابان شگری اسے بغور دیکھنے پر مجبور ہوگیا تھا۔

''اچھی لگ رہی ہیں آپ۔ شاید یہ چاند کا عکس آپ پر ہے یا آپ کا عکس اس چاند پر۔ مگر ایک نور سا اتر آیا ہے آپ کے چہرے پر۔ کسی نے آپ سے کہا نہیں کہ آپ تو اس دنیا کی نہیں لگ رہیں؟'' ابان شگری نے اس کے چہرے سے بالوں کی لٹوں کو ہٹاتے ہوئے اسے مکمل توجہ سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

''نہیں۔ میرے پرنس کو کہنا تھا مگر وہ میرے ساتھ نہیں ہے۔ جب وہ میرے ساتھ ہوگا وہ مجھے خود آپ کہہ دے گا۔'' اتباع منصور نے لاتعلقی سے کہا تھا۔

ابان شگری اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے صبیح چہرے کو ملائمت سے چھوا تھا۔

''اپنے پرنس سے کہیں کہہ دے!'' مدھم لہجے میں سرگوشی تھی۔

''وہ یہاں نہیں!'' اتباع منصور لاتعلق لہجے میں بنا اس کی طرف دیکھے بولی تھی۔

''اسے آواز دیں...... پاس بلالیں!''

''وہ خود آجائے گا!''

''اتنا یقین ہے آپ کو؟''

''شاید......!''

''یقین کے ساتھ شاید جڑا نہیں ہوتا!''

''میرے ساتھ ایسا ہے!''

''کیوں ہے؟''

''میرے پرنس کو خبر ہے!''

''اگر اسے خبر نہ ہوئی؟''

''میرا پرنس اتنا Dumbo نہیں ہوسکتا!''

''مان لیں وہ ہے تو!''

''پھر کچھ نہیں ہو سکتا!''

''اگر وہ ایسا ہے تو؟''

''اسے ایسا ہی رہنا چاہئے!''

''آپ کو اس سے اتنی محبت ہے؟''

''شاید......!''

''اور اسے؟''

''شاید اسے بھی......!''

''آپ کو یقین نہیں؟''

''وہ پل میں بدلتا ہے۔ یقین کے باوجود دھڑکا سا رہتا ہے!''

''اوہ...... یہ تو ٹھیک نہیں! آپ سکھا دیں اسے!''

''نہیں میں اسے اپنا معمول بنانا نہیں چاہتی۔''

''اور اگر وہ چاہتا ہو کہ آپ اسے اپنا معمول بنالیں؟''

''پھر سوچا جا سکتا ہے!''

''محبت میں سوچنے کی ضرورت باقی ہوتی ہے؟''

''شاید نہیں مگر اگر وہ سوچنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے!''

''آپ اسے اتنی لبرٹی دینے کی قائل ہیں؟''

''اسے اس کے فریڈم کے ساتھ جینے کا حق ہے!''

''اور اگر اس نے اس فریڈم کو استعمال کرتے ہوئے آپ سے دور جانا چاہا تو؟''

''اسے اجازت ہے!''

''ایسی اجازت کا مطلب سمجھتی ہیں آپ؟''

''ہاں!'' اتباع کا انداز تھکا ہوا تھا اور وہ ابان شگری کی سمت دیکھنے سے مکمل گریز کر رہی تھی۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ تھام کر اپنی طرف متوجہ کیا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''محبت کو اس طرح آزاد چھوڑ دینا کوئی اچھی بات نہیں۔ محبت شتر بے مہار ہو جاتی ہے!'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی سمت خاموشی سے لمحہ بھر کو دیکھا تھا پھر دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

''محبت کو شتر بے مہاری نہیں آتی۔ محبت کی طبیعت میں وفاداری ہوتی ہے۔ جو شتر بے مہار ہو جائے وہ محبت نہیں!'' وہ یقین سے بولی تھی۔ ابان شگری اس کا چہرہ بغور دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

''اور یہ بات آپ کے پرنس کو معلوم ہے؟''

''پتہ نہیں!''

''اور اگر معلوم نہیں ہوئی تو؟''

''پتہ نہیں......!''

''آپ اسے بتا دیں!''

''میں اسا کوئی influence اسے دینا نہیں چاہتی۔''

''یہ ان فلیونس کی بات نہیں۔ اسے خبر ہونا ضروری ہے!''

''وہ سیکھ لے گا!''

''اور نہ سیکھ پایا تو؟''

''ایسا نہیں ہو سکتا!''

''فرض کریں۔''

''محبت میں فرض نہیں کرتے!''

''اور محبت خود فرض کرنے لگے تو؟''

''محبت کو یہ عادت نہیں۔''

''پھر بھی اگر یونہی؟''

''ممکن نہیں......!''

''پھر کیا ممکن ہے؟''

''اسے خبر ہے!''

''اور اسے خبر نہ ہوئی تو؟''

''اسے خبر ہو جائے گی......!''

''اگر وہ عقل سے پیدل ہوا تو؟''

''وہ عقل رکھتا ہے!''

''آپ اتنا جانتی ہیں اسے؟''

''شاید اس سے بھی زیادہ......!''

''اور آپ کو یہ خبر نہیں کہ اسے آپ سے محبت ہے؟''

''اسے محبت مجھ سے ہی کرنا ہے چاہے اقرار کرنے نہ کرے!''

''کیوں؟ ایسی کوئی پابندی کیوں؟ آپ تو محبت کو شرطوں سے پاک رکھ رہی ہیں؟''

''یہ شرط نہیں ہے۔''

''پھر کیا ہے؟''

''یقین ہے!''

''یہ کیسا یقین ہے جس میں وہ آپ کے ساتھ نہیں؟''

''اگر نہیں تو آجائے گا۔ زیادہ دیر دور رہنا ممکن نہیں!''

''اور وہ آپ سے ہی محبت کرنے اور آپ کی طرف لوٹ کر آنے کا پابند کیوں ہے؟'' ابان نے اسے کریدا تھا۔

''یہ محبت ہے۔ پابندی نہیں۔ کوئی شرط نہیں!''

''پھر بھی جو بھی ہے آپ کو کیوں لگتا ہے وہ آپ کی طرف لوٹ کر آئے گا؟''

''کیونکہ میں اس کے لئے بنی ہوں!''

''اسے یہ خبر کیسے ہوگی کہ آپ اس کے لئے بنی ہو؟''

''وہ جان لے گا۔''

''آپ بہت زیادہ یقین کرنے کی قائل ہیں۔ یہ بے وقوفی ہے۔''

''میں ایسی بے وقوفی کرنے کی قائل ہوں!''

''اور وہ قائل نہ ہوا تو؟''

''میں اسے قائل کرنے کی کوشش بھی نہیں کروں گی!''

''کیسی محبت ہے یہ آپ اسے قائل کرنا نہیں چاہتیں؟''

''محبت قائل نہیں کرتی۔ کسی طرح کا کوئی دباؤ نہیں ڈالتی۔''

''بے وقوفوں کی دنیا میں رہتی ہیں آپ!''

''محبت حماقت ہی ہے!''

''شاید حماقت آپ کی کہہ رہی ہیں۔ایسی حماقت آپ کا پرنس نہیں کرنا چاہے گا۔''

''وہ پابند نہیں۔وہ جو چاہے کرسکتا ہے!''

''تم سے دور بھی نکل سکتا ہے؟''

''ہاں......!''

''اور تم اسے جانے دوں گی؟''

''ہاں......!''

''اور وہ لوٹ کر نہ آیا تو؟''

''کوئی شرط نہیں۔'' اتباع منصور کا لہجہ پرسکون تھا اور ابان شگری مسکرا دیا تھا پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''آپ حماقتوں پر یقین رکھتی ہیں اور محبت حماقت سے زیادہ کچھ نہیں۔''

''اگر ایسا ہے تو ایسا ہوا کرے۔میں نتائج کی پرواہ کرنے کی قائل نہیں ہوں!''

''محبت الف لیلوی قصہ ہے شیرنی۔اس سے زیادہ کچھ نہیں!''

''محبت قصوں کہانیوں کی بات نہیں!''

''ایسا ہی ہے۔اس دور میں اایسی محبت نہیں ہوتی۔وہ کہانیوں کا حصہ تھی۔''

ابان شگری نے اس کی عقل پر جیسے افسوس کیا تھا۔

''وہ میرے لئے سب کہانیوں کو سچ کرسکتا ہے۔''

''کچھ نہیں کرسکتا وہ...... مان لیں اسے محبت پر یقین ہی نہیں تو؟''

''ایسا ہو نہیں سکتا! جو میرے لئے تمام رات جاگ سکتا ہے، مجھے اتنا تحفظ فراہم کرسکتا ہے۔میں اس پر یقین کرنا بند نہیں کر سکتی!'' اتباع منصور مضبوط لہجے میں بولی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔چاند کی روشنی سے وہ چہرہ کہیں زیادہ پرنور ہو رہا تھا۔ابان شگری نے اپنے مضبوط بازو کا حصار اس کے گرد تنگ کرتے ہوئے اسے قریب کیا تھا اور بغور اس چہرے کو دیکھا تھا۔اتباع منصور اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ابان شگری کی نظروں کی تپش اس چہرے کو دہکانے لگی تھی۔

''مان لو شیرنی محبت قصوں کہانیوں کی بات ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔پرستان اس دنیا میں آباد نہیں ہوتے۔کوئی پریاں زمین پر نہیں اترتیں نہ کوئی پرنس کی نازنین کے لئے دنیا بھلاتا ہے۔وہ قصے خواب ہو گئے ہیں۔بچپن کی کہانیاں باتوں میں کھو جاتی ہیں شیرنی۔محبت کہانی بن جاتی ہے۔'' ابان شگری یقین سے خالص لہجے میں بولا تھا اور اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"محبت خواب ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ محبت کو قصہ رہنے دو شیرنی...... کہانی کو کہانی سے باہر لانے کی کوشش مت کرو۔ کہانی کہانیوں سے باہر آ بھی جائے تو حقیقت نہیں بن سکتی۔" وہ اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوتا ہوا مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے بغور دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میراں حسن سے محبت ہے آپ کو؟"

اس کا سوال کوئی مذاق نہیں تھا ابان شگری بہت محظوظ ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔

"محبت کے لئے وقت نہیں ہے شیرنی...... محبت کے علاوہ بھی کئی قصے ہیں۔"

"مگر وہ آپ سے محبت کرتی ہے!"

"یہ بات میرے علاوہ بھی کوئی لوگ جانتے ہیں۔" ابان شگری بے فکر لہجے میں بولا تھا۔

"وہ آپ کے لئے بہت سیریس ہے۔ آپ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" اتباع نے پوچھا تھا۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔

"میں نے کیا کیا؟"

"اس کا دل توڑا ہے۔ وہ بہت افسردہ ہے!"

"اف یہ محبت...... ہمیشہ میری راہ میں ہی کیوں آجاتی ہے؟" ابان شگری مسکرایا تھا۔

"وہ افسردہ ہے۔ اسے اس طرح امید مت دلائیں۔ یا اسے اس طرح خواب مت دکھائیں۔ آپ کا اسے باور کرانا ضروری ہے کہ آپ اس کے ساتھ نہیں چل سکتے۔" اتباع منصور نے میراں حسن کا خیال کر کے کہا تھا۔ ابن شگری نے اسے مسکراتے ہوئے بغور دیکھا تھا۔ پھر شہادت کی انگلی کو اٹھا کر اس کے دل پر رکھ دیا تھا اور مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"اس دل میں سب کے لئے اتنا خیال ہے، اتنی گنجائش ہے تو میرے لئے کیوں نہیں؟" اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اس کی زلفیں اڑ کر ابان شگری کے چہرے سے ٹکرانے لگی تھیں۔ پر شور ہوا کوئی مدھم سرگوشیاں کرنے لگی تھی۔ چاند کی روشنی میں کوئی سحر تھا کہ ابان شگری اس چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر جھک آیا تھا۔ اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے ایک مہر خاص اسے سونپی تھی اور مسکرا دیا تھا۔

"محبت کچھ نہیں ہے شیرنی۔ محبت کا ذکر بھی حماقت ہے۔ تم سمجھدار ہو۔ اسے سمجھا دو!" ابان شگری نے میراں حسن کا تذکرہ کیا تھا۔

"وہ آپ کی دوست ہے۔ آپ اس کو بہتر انداز میں سمجھا سکتے ہیں۔ اب جب آپ کسی اور رشتے میں ہیں تو اسے اس طرح بہلانا ٹھیک نہیں جبکہ وہ آپ کی دوست ہے۔ اسے ایک نئی راہ کی طرف بڑھ جانے دیں۔" اتباع منصور نے خیر خواہی میں کہا تھا۔ اسے میراں حسن کا خیال تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے بغور دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"تم کیوں چاہتی ہو کہ میں اسے جانے دوں؟"

"کیوں کہ یہی مناسب ہے! اچھا ہے یہ رشتہ وقتی ہے مگر آپ میریڈ ہیں اور ایسا مناسب نہیں کہ ایک شادی شدہ مرد کسی اور کی طرف دیکھے!" اتباع نے سہولت سے سمجھایا تھا۔ ابان شکری مسکرا دیا تھا۔

"اپنی راہ خوبصورت سے صاف کر رہی ہیں آپ۔ بہت چالاک ہیں آپ۔ حسن ذہانت سے لیس ہو تو کئی قیامتیں اٹھا لاتا ہے۔" ابان شکری قائل ہوا تھا۔ اتباع منصور کو یہ طرز نا گوار نہیں گزرا تھا۔ وہ چیزوں کو اپنی پسند سے نہیں موڑ رہی تھی۔ اسے واقعی میرال حسن کا خیال تھا۔ اور وہ اسے قائل کرنا چاہتی تھی مگر ابان شکری اپنی پسند کے معنی چن رہا تھا اور ایسا دیکھ کر اتباع منصور کو کوئی حیرت نہیں تھی۔

"یہ رشتہ کل وقتی ہے یا نہیں اس کے بارے میں ڈیسائیڈ کروں گا شیرنی۔ اسے طویل المعیاد بنانا ہے یا نہیں اس کے بارے میں آپ کا سوچنا اتنا اہم نہیں ہے۔" وہ انہی سزاؤں کی بات کر رہا تھا۔ اتباع منصور نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"آپ کو محبت ہو گئی ہے؟"

"کس سے؟" ابان شکری دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ ابان شکری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے شہادت کی انگلی کو اس کی پیشانی پر رکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں تک ایک صراط بنائی تھی اور مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

"تمہاری اک نگاہ سے منظر بدلتے ہیں شیرنی۔ یقین نہیں ہوتا۔ محبت خاص لہجے میں بات کرتی سنائی دیتی ہے ان آنکھوں میں۔ معنی سمجھ نہیں آتے مگر دل اکساتا ہے کوئی پیش رفت ہو۔ عجیب دلربائی ہے اس چہرے میں کھونے لگتا ہوں۔ کوئی خاص بات ہے شیرنی...... میں سمجھ نہیں پاتا...... تم سمجھا دو!" مدھم سرگوشی میں کوئی خاص بات تھی۔ اتباع منصور ان نگاہوں میں دیکھ نہیں سکی تھی اور نگاہ پھیر گئی تھی۔

"ان آنکھوں کو کوئی بات کہنے دو شیرنی۔ مجھے خاموشی سے وحشت ہوتی ہے۔ مجھے شور بھی پسند نہیں مگر تمہاری آنکھیں جب مدھم سرگوشیاں کرتی ہیں تو میں بہت کچھ بھولنے لگتا ہوں۔ مجھے نہیں خبر اگر شور میں بہت سی آوازیں سنی جا سکتی ہیں مگر میرے گرد کتنا بھی شور کیوں نہ ہو مجھے ان بولتی آنکھوں کی سرگوشیاں صاف سنائی دیتی ہیں۔ اگرچہ معنی واضح سمجھ نہیں آتے یا کھو جاتے ہیں مگر سنائی سب دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا ایسا کیوں ہوتا ہے یا اس کا کیا مطلب ہے۔ شاید تم جانتی ہو...... اگر شور میں بھی کوئی آواز واضح سنائی دے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟" ابان شکری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے شیرنی؟ مجھے اس درجہ وحشت کیوں ہوتی ہے؟ میں اتنے شور میں بھی تمہاری ان کہی سرگوشیوں کو کیسے سن پاتا ہوں؟ میری شور میں سننے کی حس متاثر کیوں نہیں ہوئی؟ تمہیں لگتا ہے ایسا ہونے کی وجہ کوئی خاص ربط باہم ہے؟ اگر کوئی ربط ہے تو مجھے دکھائی کیوں نہیں دیتا؟" ابان شکری نے اس کی پیشانی سے بے بسی سے اپنی پیشانی ٹکاتے ہوئے آنکھیں میچ لی تھیں اور اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ وہ تھکا ہوا لگا تھا۔ یہ کیا احساس تھا؟ وہ کن احساسات سے گزر رہا تھا؟ اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی۔

"شور میں بھی کئی آوازیں سنی جا سکتی ہیں اگر سمجھ بوجھ اور اولیت ہو تو۔" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔ "میرا نہیں خیال شور میں

سننے کی اہمیت متاثر ہوتی ہے اگر ربط دو دلوں میں ہوتو؟" اتباع مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اسے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا تھا۔

"اور اگر دو دلوں میں ربط نہ ہوتو؟" ابان شگری آنکھیں کھولے بنا مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"ایسا ہو نہیں سکتا!"

"کیوں......؟" وہ جاننے پر بضد ہوا تھا۔

"کیوں کہ محبت ربط ہے۔ بے ربط تو محبت ہو نہیں سکتی۔ فاصلوں میں، شور سے یا کسی کے دور جانے سے یا پاس آنے سے محبت متاثر نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ محبت کہیں موجود ہو......!" اتباع منصور نے مدھم لہجے میں وضاحت دی تھی۔

"اور محبت نہ ہوتو؟" وہ رابطہ بھی کہیں مسنگ ہوتو؟" ابان شگری نے بند آنکھوں سے پوچھا تھا۔ اس مدھم سرگوشی میں بہت اصرار تھا۔ اتباع منصور نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ پھر دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"پتہ نہیں لیکن محبت مسنگ نہیں ہوتی۔ محبت ایک بار آ جائے تو واپس نہیں جاتی۔ کھو جانے کا سوال ہی نہیں ہوتا! محبت دور بھی رہے تو ایک ربط خاص بنائے رکھتی ہے۔ محبت کو عادت ہے فاصلوں کے باوجود رابطے بنائے رکھنے کی۔" اتباع نے اسے قائل کرنا چاہا تھا۔

"میں نہیں جانتا اگر محبت رابطے بناتی ہے۔ یہ سچ ہے شاید۔ مگر میں اس سچ پر یقین نہیں کرتا۔ محبت سب ممکن نہیں کر سکتی۔ ہمیشہ ربط بنائے نہیں رہ سکتی۔" ابان شگری نے اسے جتلایا تھا۔

"محبت کچھ نہیں ہے۔ محبت کہیں نہیں ہے!" تمہاری آنکھوں نے بتا دیا تھا۔ ایک غیر واضح سچ تھا۔ دل رہا تھا مگر عقل مسلسل اس سچ کو قبول کرنے سے کتراتی رہی اور بالآخر رد کر دیا۔ محبت ہوتی تو رد نہیں ہوتی۔" ابان شگری نے جتلایا تھا۔

"اندازہ کریں اگر محبت ہو جائے تو؟" اتباع منصور نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔ ابان آنکھیں بنا کھولے مسکرا دیا تھا۔

"میں خوابوں میں نہیں رہتا...... آپ سے مختلف ہوں اور اس دنیا کا ہوں۔ آپ اس دنیا کی نہیں ہیں۔ الگ ہیں۔ آپ کی باتیں بھی اس دنیا کی نہیں ہیں۔ ایک خاص دلربائی ہے آپ میں۔ آپ کی باتوں میں ایک خاص ذائقہ ہے۔ اعتبار کرنے کو دل کرتا ہے۔ محبت کچھ ہے جو اس خواب سے جگا دیتا ہے!" ابان شگری نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"فرض کریں آپ کو محبت ہو جائے!" اتباع منصور بضد ہوئی تھی۔

"میں بزنس ٹائیکون ہوں شیرنی۔ مجھے بچوں والے کھیل مت سکھاؤ۔ یہ دلربائی دلفریب ہے مگر عقل اسے رد کرتی ہے!" وہ مسکرایا تھا۔ ایک ضد تھی اس لہجے میں اور اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

ابان شگری نے اس چہرے کو ملائمت سے چھوا تھا۔

"کہیں تمہیں ضد تو نہیں ہو رہی ہے مجھے ہرانے کی؟" وہ مسکرا دیا تھا۔

''نہیں میں آپ کو ہرانا نہیں چاہوں گی!'' اتباع منصور حتمی لہجے میں بولی تھی۔

''کیوں نہیں؟'' وہ مسکرا دیا تھا۔

''بس نہیں!'' اتباع منصور جیسے ایسا کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

''ایسا کیوں ہے؟''

''بس ایسا ہے!''

''کس لیے؟''

''نہیں جانتی!''

''کوئی خاص رعایت ہے؟'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''معلوم نہیں!''

''محبت کتنی رعایتیں دے سکتی ہے؟''

''بے شمار شاید......!''

''شاید......؟''

''یقینا......!'' اتباع منصور نے یقین دلایا تھا۔

''اور محبت اگر رعایتیں دیتے دیتے تھک جائے تو؟''

''محبت کو تھکن نہیں ہوتی!''

''ایسا ناممکن ہے!'' ابان شگری اسے یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔

''ایسا ممکن ہے ابان شگری محبت یقین پر یقین کرتی ہے۔''

''میں ایسا نہیں سمجھتا!'' ابان شگری ماننے کو تیار نہیں ہوا تھا۔

''آپ کے رد کر دینے سے سچائی رد نہیں ہوگی!'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

ابان شگری نے اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

''لفظوں کو شور میں سنا نہیں جا سکتا شیرنی...... یہی سچ ہے!''

''لفظوں کو سنا جا سکتا ہے اور ان کے معنی بھی سمجھ آ سکتے ہیں۔''

''تمہاری خیالی دنیا میں ایسا ہوتا ہوگا شیرنی؟'' وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا تھا۔

''آپ کی دنیا میں بھی ضرور ہوتا ہوگا! یہ الگ بات ہے آپ اپنی دنیا میں جو سنتے ہیں اس کا تذکرہ برملا نہیں کرتے!'' اتباع

منصور اسے جتاتے ہوئے بولی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"اردگرد شور ہو تو لفظ سنائی نہیں دیتے، معنی سمجھ آنا تو دور کی بات ہے شیرنی!"

"آپ کو لفظ سنائی دے رہے ہیں نا؟" اتباع نے اسے احساس دلایا تھا۔

پارٹی کا شور بھرپور تھا۔ اس کے باوجود اس کونے میں وہ کھڑا اس کی باتیں بغور سن رہا تھا اور اسے حوالے بھی دے رہا تھا۔ اس کے جتانے پر ابان شگری نے اسے خاموش ہو کر دیکھا تھا پھر مسکرا دیا تھا۔

"حسن میں صلاحیت ہے قائل کر لینے کی مگر یہ ترکیب ہر بار آزمائی نہیں جا سکتی۔ کوئی اور بات کرو شیرنی..... تمہیں باتوں کو پھیلانے میں، بڑھانے میں مہارت ہے۔ بولتی ہو تو سب بہت دلچسپ لگتا ہے۔ کوئی اور بے معنی بات بھی کرو گی تو مجھے یقین ہے وہ اسی قدر دلچسپ ہو گی!" ابان شگری بولا تھا۔ اتباع اس کی طرف سے نگاہ چرا گئی تھی۔ ابان شگری ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن میں موجود نیکلس کو دیکھنے لگا تھا۔ اس گردن میں اس کی آب و تاب اور بڑھ رہی تھی۔

"تمہیں دینے کے لئے لیا تھا یہ۔ پہلی رات منہ دکھائی کا تحفہ تھا مگر وہ وقت نہیں آیا۔ یہ نیکلس اہم تھا شیرنی مگر وقت نے اس کی اہمیت صفر کر دی۔ باتیں ایسے ہی معنی بدل دیتی ہیں۔" ابان شگری نے احساس دلایا تھا۔

"میرے لئے تھا میں نے پہن لیا۔ وقت بڑھ جانا چاہئے۔" اتباع منصور مکمل یقین سے بولی تھی۔

"تم نے پہن لیا مگر وقت بدل گیا۔"

"محبت وقت کو باندھ سکتی ہے!"

"شاید..... اگر محبت واقعی ہو تو!" ابان شگری مسکرایا تھا۔

"یہ زہر ختم کیسے ہوگا؟" اتباع منصور نے اس کے لہجے کی تلخی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"یہ لہجے کی تلخی تمہاری دی ہوئی ہے شیرنی۔ تم نے سب مسمار کر دیا۔ تمہارا پرنس تمہیں تا عمران خوابوں کے جہاں میں اس دنیا سے بہت دور رکھ سکتا تھا مگر تم نے اپنی اس دنیا کا گلا خود گھونٹ دیا۔ اب مجھ سے شکوہ کرنا عبث ہوگا۔ تم نے اس الف لیلوی داستان کو خود اپنے ہاتھوں خواب کیا ہے۔ یہ سب تمہارے ہاتھ میں تھا۔ شہزادہ اور شہزادی ہمیشہ ساتھ رہ سکتے تھے۔ خوشی خوشی ساتھ زندگی جی سکتے تھے مگر تم نے اس کہانی کا انجام اپنی مرضی سے کیا تھا۔" وہ اسے الزام دے رہا تھا۔

"میں نے کیا کیا؟" اتباع منصور نے اسے حیران ہو کر دیکھا تھا۔

"سب مسمار کر دیا!" ابان شگری نے جتایا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔" اتباع منصور نے انکار کیا تھا۔

"بحث آغاز مت کرو شیرنی۔ وضاحتوں سے ہر بار قائل نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں تمہیں قائل کرنا نہیں چاہتی ابان شگری۔"

"پھر کیا چاہتی ہو؟"

"کچھ نہیں۔" اتباع منصور نے تھک کر چہرہ پھیرا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا پھر اس کے چہرے پر جھک گیا تھا۔ وہ انداز بے خود تھا۔ جیسے ابان شگری تھک گیا ہو اور خود پر اختیار کھو رہا ہو۔ کھلے آسمان کے تلے۔ ستاروں اور چاند کے نیچے۔ سمندر کی سطح سے اوپر وہ لمحے خاموشی میں بکھر رہے تھے۔ کوئی اقرار نہیں تھا نہ کوئی انکار تھا۔ کوئی شکوہ نہیں تھا۔ نہ شکایت تھی۔ بس خاموشی تھی اور اس خاموشی میں عجیب بے چینی تھی۔ وہ ابان شگری کی گرم سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"سب بدل دو......! اگر تمہیں اختیار ہو تو اس کہانی کو ایک بھر پھر دہراؤ......ایک نیا انجام دو......مگر مجھے ڈر ہے تم ایسا کچھ نہیں کر پاؤ گی......تم کہانی کو پھر اسی موڑ پر لے جاؤ گی شیرنی......!"

وہ خدشوں کے درمیان بولا تھا۔

اتباع منصور نے اسے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ وہ بے یقین دکھائی دے رہا تھا۔

"اور اگر میں کہانی کا انجام بدل دوں تو؟"

"کیسے؟ کیا کرو گی تم؟"

"محبت جانتی ہے محبت کو کیا کرنا ہے!"

"فضول باتوں کے علاوہ کیا کر سکتی ہو شیرنی؟"

"محبت فضول تذکرہ نہیں ہے!"

"پھر کیا ہے؟"

"حقیقت ہے!"

"حقیقت وہ ہے جو ہم جی رہے شیرنی۔"

"نہیں حقیقت وہ ہے جو ہم نہیں جی رہے!"

"اور حقیقت کیا ہے؟"

"حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں!"

"تمہیں یہ وہم بھی ہے؟" ابان شگری مسکرایا تھا۔

"یہ وہم نہیں ہے!"

"یہ حقیقت بھی نہیں ہے!"

''تمہیں مجھ سے محبت ہے؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''تم جانتے ہو!'' اتباع نے مکمل یقین سے کہا تھا۔

''نہیں جانتا۔ پھر......؟''

''جاننے کی کوشش کرو......!''

''کوشش کرنا ایک فضول کام ہے۔ جو شے واقع نہیں ہوسکتی اس کے لئے کوشش بھی بیکار جاتی ہے۔'' ابان شگری ماننے کو تیار نہیں ہوا تھا۔

''تم نے کہا تھا میں بھول جاؤں گی تو کہانی بدل جائے گی۔ سب ختم ہو جائے گا۔''

''یہی ہوا ہے شیرنی!'' ابان شگری نے یقین دلایا تھا۔

''مگر ایسا نہیں ہوا...... میں نہیں بھولی۔'' اتباع منصور نے یقین سے کہا تھا۔

''تم بھولے ہو ابان شگری......! میری یادداشت میں وہ سب محفوظ رہا جو لمحے میں نے اپنے ہوش میں بھی نہیں جئے وہ بھی ازبر ہیں مجھے۔ پھر بھولا کون؟'' اتباع منصور نے اسے جیسے چاروں شانے چت کر دیا تھا۔

''ان لمحوں میں کوئی خاص بات ضروری ہے شیرنی۔ تمہاری باتیں بہت دلربا لگ رہی ہیں۔ سمندر کی ہوا کا جادو ہے یا سمندر کو تم نے کوئی اپنی صفت سونپ دی ہے۔ یہ فضائیں، ان سے جڑی ہر بات کسی خاص سحر سے جڑ رہی ہے۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔ تبھی وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''ان سمندروں پر تیرتے لمحوں میں کوئی بات ہو نا ہو مگر ہمارے مابین کچھ خاص ہے ابان شگری......!'' اتباع منصور نے کہا تھا اور ابان شگری محظوظ ہو کر مسکرایا تھا جیسے وہ اس کی باتوں پر کوئی یقین نہ رکھتا ہو۔

''کہانی کو دوبارہ دہرایا نہیں جاسکتا شیرنی...... ایسا ممکن نہیں۔ ایسا نہیں ہونا۔ جو لمحے گزر جاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے۔ میں بھولا نہیں مگر وہ ایک خواب کا سا دور تھا اور اب میں خوابوں میں واپس نہیں جاسکتا۔ مجھے یقین ہے تم بھی ان خوابوں میں واپس نہیں جاسکتی ہو۔'' ابان شگری مکمل یقین سے کہہ رہا تھا۔

''تمہیں محبت نہیں ہے، نہ مجھے محبت ہے۔ محبت ہو بھی نہیں سکتی۔ محبت ہونے کے لئے فضا بھی سازگار نہیں ہے۔ جو جیسا چل رہا ہے اسے ویسا چلنے دو۔'' ابان شگری نے بہت خاص نصیحت کی تھی۔

''اگر تمہیں محبت ہو جائے تو؟'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''کیسے ہوگی؟'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''اگر ہو جائے تو؟''

''ہر بار نہیں ہوتی!''

''کب ہوئی تھی؟''

کبھی نہیں......!''

''آخر بار......کبھی تو ہوئی ہوگی؟''

''کبھی نہیں ہوئی......!''

''اور جو تم نے کہا تھا تم سیاروں ستاروں کو ان کی جگہ سے سرکا کر ان کی سمت بدل سکتے ہو؟'' اتباع منصور نے اسے یاد دلایا تھا۔

''تم اتنی محبت کرتے تھے نا؟''

''مجھے یاد نہیں شیرنی......!''

''محبت کو یاد ہے وہ آخری بار جب واقع ہوئی تھی!'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

''محبت کو ذرا کہنا

کسی دستک سے ذرا پہلے

لمحوں کی گنتی کو کہیں موقوف کر دینا

کیونکہ کہیں دل کو دھڑکنا ہے

اسباب ڈھونڈنا ہے

نئے معنی تلاش کرنا ہے

محبت کو عادت نہیں ہے

پرانے رنگ پہننے کی

محبت اپنے موسم ساتھ لائے گی''

اتباع منصور اس کے لفظ دہرائے تھے۔

"You forgot, you said once that you love me to the end of the universe and beyond. You said that I'm your shining light brighter than the sun and moon, shining more brilliantly than all the stars in the night sky. You said that you always think about me and wondering how I'm doing. You said that you want to move the planets and the stars to be with me every moment of the rest of your life?"

اتباع منصور نے اسے یاد دلانا چاہا تھا اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''مجھے یاد نہیں یہ کب ہوا ہوگا؟ کس لمحے میں اگر کچھ کہہ دیا ہو تو ضروری نہیں ان لفظوں کی وقعت وہی رہ جائے۔ تمہارا حسن دلربا ہے شیرنی...... کسی لمحے ہوش کھو جائیں اور میں وہ کہہ دوں جو کہنا نہیں چاہتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم ان لفظوں کو گواہی کے طور پر بار بار دہراتی رہو......!'' ابان شگری اقرار کرنے کو تیار نہیں تھا۔

''تمہیں مجھ سے کبھی محبت نہیں ہوئی؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

''یہ تذکرہ فضول ہے شیرنی!'' وہ مسکرایا تھا۔

''اگر محبت ہو جائے تو کسی کو بنا لفظوں کے سننا ممکن ہے اور شور میں اس کے ان کہے اور کہے لفظوں کو سننا بھی۔'' اتباع منصور نے زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

''محبت کی موجودگی میں میرے اور تمہارے درمیان کہیں نہیں ہے شیرنی۔ اس لمحے کا سب یہی ہے بس......! بنا لفظوں کے کسی کو سنا نہیں جا سکتا۔ یہ تمہاری الف لیلوی دنیا میں ہوتا ہوگا۔ اس دنیا میں نہیں۔'' ابان شگری نے کھردرے لہجے میں کہا تھا۔

''اپنی آنکھیں بند کرو۔'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''تم اتنی دلکش ہو کہ میں تمہیں بند آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں شیرنی!'' وہ مسکرایا تھا۔

''آنکھیں بند کرو......!''

''کسی جادوئی دیس میں لے جانا ہے۔''

''ہاں......!''

''مگر مجھے کسی جادوئی دیس نہیں جانا! تمہارے ساتھ تو کبھی نہیں!''

''میرال حسن کے ساتھ؟''

''شاید......!'' وہ مسکرایا تھا۔

''اگر تم اپنی آنکھیں بند کرتے تو دیکھ پاتے......!'' اتباع منصور پر افسوس لہجے میں بولی تھی۔

''میں کھلی آنکھوں سے جو دیکھتا ہوں صرف اس پر یقین کرتا ہوں شیرنی!'' ابان شگری نے جتایا تھا۔ ''تم سچائی نہیں بدل سکتیں......!''

''کیا پتہ میں سب بدل سکتی ہوں؟''

''کیا بدل سکتی ہوں؟''

''سب کچھ......!''

''اور اس سب کچھ میں کہا کچھ ممکنات میں سے ہے؟''

''سب کچھ......سبھی کچھ ممکنات میں سے ہے!''

''ایسا ناممکن ہے شیرنی......سب......سبھی کچھ ممکنا میں سے نہیں ہوسکتا!''

''تمہیں مجھ پر یقین نہیں؟''

''شاید خود پر نہیں!''

''مجھ پر یقین ہے تو یہ بے یقینی کیوں ہے؟''

''بے یقینی بھی تو تمہاری ہی سونپی ہوئی ہے شیرنی!''

''بھول جاؤ تمہاری باتیں!''

''تم تمام اثرات زائل کردو۔ میری یاداشت میں سے تم لمحے مٹا دو۔''

''تم مجھے ایسا کرنے نہیں دو گے!''

''کرنے دیا بھی تو تم ایسا نہیں کر پاؤ گی۔''

''تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟''

''ایسا ہی ہے شیرنی......یہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ مان لو!''

اتباع منصور بہت تھک کر پارٹی میں موجود ہلچل دیکھنے لگی تھی۔ یحیٰی نے اسے ہاتھ کا اشارہ کر کے بلایا تھا۔ اتباع اس کی گرفت اپنے گرد سے ہٹاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی......

''لیومی......آئی ہیو ٹو گو......!'' مدھم لہجے میں بنا اس کی طرف دیکھے کہا تھا۔

ابان اس کے گرد سے اپنی گرفت ہٹانے کو مائل نہیں ہوا تھا۔ اتباع منصور نے زبردستی اس کی گرفت سے خود کو چھڑایا تھا۔

''مجھے اپنی مٹھی میں بندمت کرو ابان شگری۔ تم ہمیشہ میری مخالف سمت چلتے رہو گے اور ہمارا ایک سمت میں چلنا ممکن نہیں ہوگا۔'' اتباع منصور نے تھکن آلود لہجے میں کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

اتباع منصور اس سے دور جانے لگی تھی جب ابان شگری نے اسے کلائی سے تھام کر واپس کھینچ لیا تھا۔ وہ اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔ اس نے اس کے اس اقدام پر حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ مگر ابان شگری نے کچھ کہے بنا اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں بند کر دیا تھا۔ سر اس کے شانے پر جھکایا تھا اور مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

"You are the light in my life, I'm with you in spirit always. I love you to infinity and beyond!"

اتباع منصور نے اس کے لب اپنے بالوں پر ہلتے ہوئے محسوس کیے تھے۔ اس نے آنکھیں کھول کر اسے حیرت سے دیکھنا چاہا تھا۔ مگر تبھی وہ بولا تھا۔

"تم ایسے لفظ سننا چاہتی ہو شاید...... مگر میرے پاس تمہارے لئے ایسے لفظ نہیں ہیں۔ تم نے یہ دوریاں خود بنائی ہیں۔ یہ موسم تم نے خود ہمارے درمیان لا رکھے ہیں۔ اور اب ان موسموں کو تم خود بھی ہم دونوں کے درمیان سے نہیں ہٹا سکتیں!" ابان شگری سرد لہجے میں کہہ رہا تھا اور اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"میں آنکھیں بند کرتا ہوں شیرنی...... تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ خاموشی میں یا شور میں...... تم سے ربط جوڑنے کی کوشش کرتا ہوں مگر اس سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میرا تمہارا ربط مجھ سے ممکن نہیں ہو پاتا۔ میں اس لمحے میں آنکھیں بند کر کے بھی اپنا دل تم سے نہیں جوڑ پاتا۔ کسی کو آنکھیں بند کر کے صرف سوچنے سے ہی ربط نہیں جڑتے۔ صرف کسی کو سوچنا آپ کو اس کے دل سے نہیں جوڑ سکتا شیرنی...... جب میں تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو صرف خاموشی سنائی دیتی ہے۔ کوئی شور نہیں اور اس خاموشی میں ہر بار سے زیادہ سکوت ہوتا ہے۔ تم کہتی ہو اور گرد کتنا بھی شور ہو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ آنکھیں بند کرو تو دل سے دل کا ربط بن جاتا ہے مگر یہ کلیہ یہاں کام نہیں کرتا۔ جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ یہاں محبت ہے ہی نہیں!" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"ایسا ممکن ہے...... !" اتباع منصور بہت بے یقین لہجے میں بولی تھی۔

"ایسا ہوا ہے اتباع منصور...... ! تم نے یہ تو بتا دیا کہ شور میں بھی ربط بنتے ہیں مگر تم نے یہ نہیں بتایا کہ اگر دوسرا فریق اس ربط کو باندھنے میں یا ربط جوڑنے میں بے بس ہو تو؟ تمہارے بارے میں بے بس پاتا ہوں خود کو۔ میں کسی ربط کو جوڑنے میں Reluctant ہوں کیوں؟ نہیں جانتا۔ میں اس ربط کے معنی سمجھ نہیں پا رہا!" ابان شگری بولا تھا اور وہ اسے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی سر انکار میں ہلانے لگی تھی۔

وہ دونوں خاموش کھڑے تھے اور ہوا کا تیز شور تھا۔ شوریدہ لہروں میں اچانک طغیانی آ گئی تھی۔ چاند آسمان پر خاموش تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا...... !" اتباع منصور کی بے یقین سی آواز گونجی تھی۔

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو!" اتباع منصور نے اسے جھٹلایا تھا۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

راز اس کی چپ کے کمال تھے مگر

وہ جو ایک بولتی سرگوشی اس کی آنکھوں میں تھی

ہزار سوالوں کے حاشیے

چاروں اطراف بناتی

ہزار جوابوں کے جواز ڈھونڈتی تھی۔

اتباع منصور بہت بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں کیا تھا جو وہ پڑھ نہیں پا رہی تھی؟

''یہ سچ نہیں ہے ابان شگری......!'' اتباع بہت شاکڈ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

تمام سنی، ان سنی

کہی، ان کہی

معنی، لایعنی

باتوں کے جواز ڈھونڈنے کے علاوہ

تمہیں یہ بھی بتانا تھا کہ

جب تم بات بے بات یوں ہی

تم خاموش ہو جاتے ہو تو

اچھا نہیں لگتا......!

''تم جھوٹ بولتے ہو نا؟ سچ نہیں کہتے......! تم سوچ نہ بھی کہو تو میں ان آنکھوں کو پڑھ سکتی ہوں!'' اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''بادل اڑاتی ہوئی اس تیز ہوا کے شور میں جو بات ہے وہ آسمان کے کناروں کو چھو کر آئی ہے۔ مجھے کوئی گمان نہیں ہے یقین ہے۔ یہ سمندر کی طغیانی بے معنی نہیں۔ آسمان پر مکمل چاند نے چپ چاپ کوئی پیغام ہوا کے پلوں سے باندھ دیئے ہیں۔ ہوا کے شور میں وہ ان کہی ہے کہیں۔ ان ہواؤں میں تمہاری بازگشت صاف سنائی دیتی ہے!'' اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''محبت اگر ہے تو یہ صرف تم سے آغاز ہوتی ہے۔ اختتام بھی تم طے کر سکتی ہو۔ لگن کے راستوں سے، طلب کی حدود تک۔ جنوں کی آخری حد تک!''

ابان شگری اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوتا ہوا مسکرایا تھا۔

''میں نے کہا تھا کہ آسمان کے لئے زمین ضروری ہے!'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''میں نے بتا دیا تھا آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے!''

''تم نے کہا تھا میں بھی یہی کہوں گی اور میں نے ایسا نہیں کہا!''

''میں کہہ رہا ہوں!''

''کیوں کہہ رہے ہو؟''

''کیونکہ ایسا ہی ہے۔''

''ایسا نہیں ہے!''

''یہ حقیقت ہے۔''

''اگر یہ حقیقت ہے تو رد کئے جانے کے قابل ہے!''

''تم بدل نہیں پاؤ گی شیرنی۔ دلیلیں کام نہیں آئیں گی! تم مان لیتا پڑے گا کہ آسمان کے لئے زمین ضروری نہیں ہے!''

''اور میں ایسا نہیں سوچتی!''

''دیکھو آسمان ہے اوپر۔ نیچے زمین نہیں ہے۔ پانی ہے!''

''اس پانی کی آخری سطح پر کہیں زمین موجود ہے۔''

''دکھائی نہیں دے رہی؟''

''دکھائی نہ دے تو حقیقت چھپ نہیں جاتی۔''

''پانی کی سطح نے اس زمین کی حقیقت کو بدل دیا ہے شیرنی!''

اس سمندر نے زمین کو ڈھانپ دیا ہے بس۔ مگر سمندر اس زمین کی سطح کے بنا کچھ نہیں ہے!'' اتباع منصور اپنے دلائل سے اسے ہرا دینا چاہتی ہے جیسے۔

''وہ دن گزر گئے ہیں شیرنی......! وہ باتیں وہیں ختم ہوئیں!''

''یہ دن بھی ختم ہو جائیں گے۔ یہ باتیں بھی کل یادگار بن جائیں گی۔ مگر معنی باقی رہیں گے!'' اتباع منصور اپنی ذہانت سے اسے مسلسل حیران کر رہی تھی۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

''وہ دن ختم ہو گئے ابان شگری مگر ان دنوں کی حقیقت نہیں بدلی۔ مجھے وہ لمحے زبانی یاد ہیں اور تم نے کہا تھا میں بھول جاؤں گی!'' وہ اسے رد کر رہی تھی۔

''لمحوں کی گنتی شمار کرنا حماقت ہے شیرنی......!''

''میں یہ حماقت کرتی آئی ہوں ابان شگری!''

''یہ لاحاصل بحث ہے!''

''مجھے کسی اور لمحے کی ضرورت نہیں ہے ابان شگری۔ یہ لمحہ میرا جزو وکل ہے۔ تم میری جزئیات اور کلیات ہو اور اس کے آگے کسی شے کی حقیقت نہیں ہے!'' اتباع منصور اسے تمام باتیں نئے سرے سے دہراتے ہوئے یاددہانی کروا رہی تھی۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

ان لمحوں میں بہت کچھ سرک رہا تھا۔ وقت اور شاید ان دونوں کے دل بھی۔ دوریاں کم نہیں ہوئی تھیں۔ اتباع منصور جھٹک گئی تھی۔ اپنا آپ اس کی گرفت سے آزاد کیا تھا اور پارٹی میں آ گئی تھی۔ بیٹی نے اسے ڈرنک لا کر دی تھی۔ اس نے ایک ہی سانس میں سارا مشروب پی لیا تھا۔ بہت پیاس تھی جیسے اندر۔ ابان شگری اسے اس طرح رد کرے گا وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ اس کی کسی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔

اس سے صرف ایک غلطی ہوئی تھی۔ اس نے اشعر ملک کی مدد مانگی تھی اور اس ایک غلطی کو وہ فراموش نہیں کر پا رہا تھا۔

اشعر ملک نے قدرے فاصلے پر کھڑے اسے دیکھا تھا۔ دوسری طرف ابان شگری سے میرال حسن کے ساتھ کھڑا دکھائی دیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان فاصلے بڑھتے دکھائی دیے تھے۔ اشعر ملک نے بغور اتباع منصور کو دیکھتے ہوئے میرال حسن کی طرف پیش قدمی کی تھی اور مسکراتا ہوا ابان شگری اس کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا اور میرال کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ میرال نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"یار اتمہاری پارٹی بہت جادوئی ہے۔ میں جو پارٹی پرسن نہیں ہوں مجھے بھی اس پارٹی کا رنگ چڑھنے لگا ہے۔ دیکھ میری فیانسی یہاں تمہارے ساتھ ہے اور میں اسے وہاں تمام پارٹی میں ڈھونڈ رہا تھا۔ اب ماحول میں جادو ہے تو اپنی فیانسی کے ساتھ کچھ لمحے ہم بھی سیر کر لیں؟" اس نے جیسے ابان شگری کو جتایا تھا کہ میرال حسن سے اس کا کیا رشتہ ہے۔ اور میرال حیران سی میرال کا ہاتھ تھام کر اسے پارٹی میں واپس لے آیا تھا۔

"میں تمہاری فیانسی نہیں ہوں!" میرال حسن نے اسے ڈپٹا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی عجیب ہو تم۔ اتنی جادو بھری پارٹی میں اتنی ان رومانٹک باتیں ہو سکتی ہیں اور تم وہاں ابان شگری جیسے بدتمیز دوست کے ساتھ کھڑی تھیں؟" دیکھو کتنا خوبصورت منظر ہے کھلا آسمان...... یہ شوریدہ سر سمندر۔ یہ پورے چاند کا عکس پانی میں۔ کتنی اچھی باتیں ہو سکتی ہیں نا؟" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا اشعر ملک؟ رومانٹک باتیں؟ تم پاگل ہوئے ہو؟" وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"مانو نہ مانو مگر ہمارا رشتہ تو ہو ہی چکا ہے۔ اب مجھے تم جیسی لڑکی کو عمر بھر جھیلنا ہے تو تھوڑی سی پریکٹس ابھی سے کر لینا چاہیے نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کے درمیان ڈانس فلور پر آن کھڑا ہوا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے ڈی جے کو میوزک بجانے سے روکا تھا۔ ڈانس فلور پر موجود لوگ انہیں حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"یہ پارٹی ایک خوبصورت کپل کے اعزاز میں ہے اور دوسرا یہاں کھڑا ہے۔ محبت خوبصورت احساس ہے۔ جب دو دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں تو جو آہنگ بجتا ہے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور سر نہیں، کوئی احساس نہیں۔ یہ محبت ہے یارا......"

"اشعر ملک کیا بکواس ہے یہ؟" میرال حسن نے اسے گھورا تھا۔ سب ان کی طرف متوجہ تھے۔ اور وہ کھل کر اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ سختی بھی نہیں کر سکتی تھی۔

اشعر ملک اس کی سنے بنا اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''سمندر کے شور میں ایک بہت خوبصورت احساس ہر سو پھیل رہا ہے۔'' دل کچھ مائل ہو رہا ہے تو دل کو رد کرنا جائز نہیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے میرال حسن کا ہاتھ تھاما تھا۔ گھٹنوں کے بل جھک کر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ میرال حسن کے ساتھ اتباع، ابان شکری اور باقی سب نے بھی اشعر ملک کو حیران نظروں سے دیکھا تھا۔ مگر اشعر ملک شاید دوسروں کی پرواہ کرنا نہیں جانتا تھا۔ اس نے اسی طرح بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ کی پہلی انگلی سے رنگ نکالی تھی اور میرال حسن کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ میرال حسن نے اسے ٹھٹھک کر دیکھا تھا۔ وہ ساکت سی رہ گئی تھی۔ مگر اشعر ملک اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

''میرال حسن، میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں ہمیشہ بہت خوش رکھوں گا اور کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ ہر سکھ دکھ میں، دھوپ چھاؤں میں تمہیں تحفظ دوں گا۔ تمہارے لبوں پر ہمیشہ ہنسی لانے کی کوشش کروں گا۔ میں جانتا ہوں یہ ان لمحوں میں تھوڑا اوڈ سا ہے مگر فی الحال جب ہم سمندر کی سطح پر تیرتے لمحوں میں گم ہیں تو کسی دوسری قیمتی انگوٹھی کا بندوبست نہیں ہو سکتا۔ سو فی الحال تمہاری انگلی میں اپنی تھوڑی بڑی رنگ پہنا دی ہے۔ رسم پوری کرنے کے لیے مگر وعدہ کرتا ہوں جیسے ہی ہم خشک زمین پر قدم واپس رکھیں گے میں تمہاری اس انگلی میں بہت قیمتی انگوٹھی پہنا دوں گا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور میرال ساکت سی اسے دیکھنے لگی تھی۔

اتباع منصور نے ابان شکری کی طرف دیکھا تھا جو اس لمحے اس تقریب کو بے تاثر سا دیکھ رہا تھا۔ اتباع سمجھ نہیں پائی تھی اشعر ملک نے یہ قدم کیوں اٹھایا تھا۔ کیا اس نے ایسا اتباع منصور کے لیے کیا تھا؟ اس کے لیے؟

کیا وہ اتباع منصور کو فکروں سے آزاد کر رہا تھا؟

اس کی لائف کو سیکیور کر رہا تھا؟ ان کی زندگی سے میرال حسن کو کھینچ کر اپنی لائف میں اچانک لے لینے کا کیا مطلب تھا؟ وہ بھی اس طرح اچانک منگنی کی انگوٹھی میرال حسن کی انگلی میں پہنا دینا کیا ظاہر کرتا تھا؟

وہ میرال حسن سے مخلص تھا؟

یا اتباع منصور سے زیادہ مخلص تھا؟

یہ ابان شکری اور اتباع کو پاس لانے کی کوئی کوشش تھی؟

یا وہ کوئی سازش میں انہیں دور لے جانے کو کر رہا تھا؟

''اشعر ملک تم......!'' میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے ڈپٹا تھا مگر اشعر ملک مسکرا رہا تھا۔

''اس سمندر کو گواہ بنا کر اور ان تمام لوگوں کی موجودگی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں میرال حسن۔ تمہاری آنکھوں میں کبھی کوئی آنسو نہیں آنے دوں گا۔ اشعر ملک یقین دلاتا ہے تمام موسموں کو تم سے ہو کر گزرنے سے پہلے مجھ سے گزرنا پڑے گا۔ میں تمام سکھ دینے والے

لمحے اور موسموں کو تمہاری طرف بھیجنا چاہوں گا اور باقی کے لمحوں کے تاثر کو روک کر راہ میں ہی زائل کر دوں گا۔" اشعر ملک دل سے کہہ رہا تھا یا یہ صرف لفاظی تھی!

میرال حسن اس جیسے بندے سے ایسی امید نہیں رکھتی تھی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی مگر اشعر ملک اس کی طرف دیکھ کر مکمل یقین سے مسکرا رہا تھا۔

"I will always take care of you! Trust me! You would always be the one for me!"

اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ایک آنکھ شرارت سے دبائی تھی اور اپنے مخصوص انداز میں بولا تھا۔

"میں ایسے ہی تو نہیں کہتا آئی ایم دا بیسٹ...... تو بس جیلس ہوا" وہ مسکرایا تھا۔ پارٹی میں موجود تمام لوگوں نے تالیاں بجائیں تھیں۔ میرال حسن اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی جس وہ کھڑا ہوا تھا اور ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

"سوری یار...... تمہاری تقریب میں تمہارے خرچے پر اپنی انگیجمنٹ کر ڈالی، وہ بھی تمہاری دوست کے ساتھ مگر یار تم نے ماحول ہی ایسا بنا دیا تھا۔ اتنا جادو آس پاس پھیلا ہو تو پھر جادو کا اثر ہو ہی جاتا ہے!" اشعر ملک مسکرایا تھا اور ڈی جے کی طرف دیکھا تھا۔

"مسٹر ڈی جے کوئی سونگ دل سے بجا دو آج۔ میرے چھوٹے بھائی ابان شگری اور اس کی مسز شگری کے لئے۔ اس کے بعد ہمارے لیے بھی کوئی میٹھی سی دھن بجا دینا۔ ہم بھی اب محبت کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو گئے ہیں۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

ڈی جے نے میوزک بجایا تھا۔

"مسٹر اینڈ مسز شگری، محبت کی یہ دھن آپ دونوں کے لئے ہے میری طرف سے......!" وہ ایک آنکھ دبا کر اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

"یار ایسے کیوں کھڑے ہو اپنی مسز کا ہاتھ تھامو......!" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ ابان شگری اتنے لوگوں کے سامنے کچھ واضح کرنا نہیں چاہتا تھا جو بھی اس کے اور اشعر ملک کے درمیان تھا۔ سو وہ چلتا ہوا اتباع منصور کی طرف آ گیا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر ڈانس فلور پر آ گیا تھا۔ بہت مدھم سی دھن بج رہی تھی۔ Kenny G کی کوئی دھن تھی۔ ابان شگری اس دھن پر اتباع منصور کے ساتھ جھومنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"تم نے یہ کیسے کیا؟" دوسری طرف میرال حسن اشعر ملک کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"بس یار! کر دیا۔ تم تو جانتی ہو نا اشعر ملک جو بھی کرتا ہے بنا سوچے سمجھے کرتا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ ڈانس فلور پر وہ میرال حسن کے گرد اپنی باز وحمائل کئے مسرور دکھائی دیا تھا۔

"یہ کیا ڈرامہ ہے اشعر ملک؟ تمہیں معلوم ہے میں تم سے شادی کرنا نہیں چاہتی اور تم......!" میرال حسن نے کہنا چاہا تھا جب

اشعر ملک نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی تھی۔

''ہش...... یار محبت کا موسم ہے۔ اتنا جادوئی ماحول ہے۔ اوپر آسمان ہے۔ آسمان پر چاند ہے۔ چاند کے ساتھ ستارے ہیں۔ چاند کا عکس پانی میں ہے۔ سمندر میں طغیانی ہے۔ کوئی محبت کی بات کرو۔ یہ شکوے گلے جانے دو۔ یہ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں نا؟'' وہ مسکرایا تھا۔ اور میرال حسن قدرے فاصلے پر مدھم دھن پر جھومتے اس خوبصورت کپل کو دیکھا تھا۔

اتباع منصور نے اشعر ملک کو دیکھا تھا۔ اشعر ملک اس کی سمت دوستانہ انداز میں دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔ لمحہ بھر کو اسے دیکھتے ہوئے تھمز اپ کا نشان بنایا تھا۔ اتباع منصور سمجھ نہیں پائی تھی اگر وہ واقعی بدل گیا تھا۔ ان آنکھوں میں پہلے والی کوئی کیفیت نہیں تھی۔ وہ میرال حسن کو بانہوں میں بھرے بہت مدھم انداز میں اس کی سماعتوں میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔ وہ بدگمان تھی شاید۔ وہ اسے شاید سمجھا رہا تھا۔

اتباع منصور نے ابان شگری کی طرف دیکھا تھا۔

وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ اس کے ساتھ تھا۔

''میرال حسن کی انگیجمنٹ ہوگئی آپ کو اچھا نہیں لگا؟'' وہ پوچھے بنا نہیں رہی تھی۔ اگرچہ وہ جانتی تھی وہ اس لمحے اس سوال کو سننا نہیں چاہتا ہوگا مگر وہ بولے بنا نہیں رہی تھی۔ ابان شگری کا چہرہ بے تاثر تھا۔ اتباع اس کے چہرے سے کچھ اخذ نہیں کر پائی تھی۔

وہ کیا سوچ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ کچھ تو تھا اس کے دماغ میں۔ ان نظروں میں کچھ تو تھا۔

کیا وہ میرال حسن کو کھونے پر افسردہ تھا؟

اتباع منصور اس کی کیفیت سمجھ نہیں پائی تھی اور وہ بولا تھا۔

''میرال حسن میری دوست ہے اور مجھے اس کے لیے افسوس ہے۔ اشعر ملک اس کے لئے بہتر انتخاب نہیں ہے۔ وہ اچھا ہمسفر ثابت نہیں ہو سکتا!'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''میرال حسن سمجھدار ہے ابان شگری اور ان کی فیملیز آل ریڈی اس رشتے کو پکا کر چکی ہیں۔ اس نے جتایا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''کہیں اشعر ملک تمہاری مدد تو نہیں کر رہا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔ وہ چونکی تھی۔

''میں نے اشعر ملک سے ایک بار مدد مانگی تھی۔ اس کے لئے مجھے پچھتاوا ہے۔'' اس نے اس واقعے کی طرف اشارہ کر دیا تھا جس کو لے کر ابان شگری اتنا برہم تھا۔

''اشعر ملک اس رشتے کے لئے تیار نہیں تھا تو اب اچانک کیسے؟ اس کا کوئی سبب تو ہے۔ اشعر ملک نے تمہاری مدد کرنا چاہی ہے تاکہ تمہاری فکروں کو کم کیا جا سکے!'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے شانے اچکا دیے تھے۔

''میں نہیں جانتی اگر ایسا کسی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ ان دونوں کی زندگی ہے۔ وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں ان کے لئے کیا ضروری ہے

اور کیا نہیں؟'' اتباع منصور خود کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے بولی تھی۔

''آپ کو افسوس ہے کہ ایسا ہوا؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

''تمہیں خوشی ہے؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''میرال سے ایسا میرا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ اس کی خوشی میں مجھے خوشی ہوگی۔'' اتباع نے واضح کیا تھا۔

''وہ راہ سے ہٹ گئی اس کی خوشی تو یقیناً ہوگی۔'' ابان شگری برملا کہا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

''مجھے کوئی افسوس ہے نا خوشی۔ میں اسے اپنی راہ کا کانٹا کبھی نہیں سمجھتی تھی اور اگر وہ میری راہ کا کانٹا ہوتی تو میں اپنے لئے اسٹینڈ لینا جانتی ہوں۔ آپ کو خبر ہے۔ میں اس کی ڈیٹ ruined کر کے کس طرح آپ کو لے کر فارم ہاؤس چلی گئی تھی آپ کے ساتھ؟'' اس نے اپنی دلیری یاد دلائی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''مگر تم نے ویسی دلیری کا مظاہرہ اس بار نہیں کیا تھا۔'' ابان شگری نے اسے احساس دلایا تھا۔ اتباع منصور نے شانے اچکا دیئے تھے اور پر سکون لہجے میں بولی تھی۔

''شاید میں ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔''

''کیوں؟''

''مجھے نہیں کرنا تھا۔''

''کیوں نہیں کرنا تھا؟''

''میرا دل نہیں تھا۔''

''کیوں......؟ آزمانا چاہتی تھیں؟''

''نہیں میں آزمانے پر یقین نہیں رکھتی۔ بس میں ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی!'' اتباع منصور نے مطمئن انداز میں کہا تھا۔

سمندر پر سکون ہو گیا تھا۔ چاند کی روشنی سے سمندر دہکتا ہوا سنہرا مخملی کوئی فیبرک لگ رہا تھا۔ پارٹی کی تھیم بہت رومانٹک رنگ میں رنگ گئی تھی۔ ابان شگری کے تمام دوست ان کی وائیوز اس پارٹی میں اس مدھم میوزک میں انجوائے کر رہے تھے۔ جو کنوارے تھے وہ قدرے فاصلے پر کھڑے انہیں دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

یحییٰ ابان شگری کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔ پھر اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔

''چلیں آپ کو سکون کی سانس آئی۔ کوئی ٹھکانے لگا۔''

''آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟ میں نے اشعر ملک سے ایسا کچھ نہیں کہا۔''

''آپ اشعر ملک کے ساتھ تھیں۔ شاید کوئی ایسا معاملہ زیر بحث آیا ہو؟ اشعر ملک ہمدرد دوست ثابت ہونے کی کوشش کر رہا

ہے۔اس میں کوئی بھید تو ہے نا؟" ابان شگری شاطر تھا۔اتباع منصور کو اشعر ملک کی بات یاد آئی تھی کہ ابان شگری دوسروں سے زیادہ دماغ رکھتا تھا۔زیادہ شاطر تھا تو وہ کیسے اس پر شک کر سکتا تھا؟

اور اگر مان لیا جاتا یہ شک نہیں تھا۔ابان شگری ایسا مرد نہیں تھا۔وہ اتباع پر یقین رکھتا تھا تو پھر وہ Spy کی کہانی کیا تھی؟

اگر وہ اتنا شاطر دماغ تھا تو یقیناً یہ بات اس پر بہت پہلے سے منکشف تھی کہ وہ Spy نہیں ہے پھر وہ ہمیشہ اس سے چڑ تا کیوں رہا تھا؟

یہ اتنا غصہ کس بات پر تھا؟

شاید اسے صرف اس بات کا غصہ تھا کہ اس نے اشعر ملک سے مدد مانگی تھی۔شاید یہ بات اس کی انا کو مزید ہرٹ کر گئی تھی جب اس نے اس کی ریکارڈنگز سن لی تھی مگر وہ ریکارڈنگز اسے پرووائیڈ کس نے کی تھیں؟ کیا ابان شگری نے خود ان ریکارڈنگز کو سننے کی ضرورت محسوس کی تھی یا پھر اشعر ملک نے ایسا کیا ہوگا؟

اگر یہ اشعر ملک نے کیا تھا تو کیا اب جو وہ کر رہا تھا وہ ازالہ تھا؟ وہ جانتا تھا کہ اس نے ان دونوں کے درمیان بہت دوریاں آ گئی تھیں اور ان دوریوں کو سمیٹنے کا سدِ باب اب اس نے کر دیا تھا۔

"تمہیں اتنا غصہ کس بات پر آتا ہے اور تم ہمیشہ اپنی طرف سے کہانیاں فرض کیوں کر لیتے ہو؟" اتباع منصور نے غیر رسمی باتوں کا آغاز کیا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے!" ابان شگری نے بنا بات بڑھائے اس کی تردید کی تھی۔

"ایسا کچھ ہے۔اینی وے تم نے ایک بار کہا تھا ہم دوست ہیں۔میں پوچھنا چاہتی تھی کیا ہمارے درمیان وہ رشتہ اب تک ہے یا اگر نہیں ہے تو دوبارہ استوار ہو سکتا ہے؟" اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہم میں جو رشتہ موجود ہے وہ ہمیشہ موجود رہے گا!" ابان شگری نے یقین دلایا تھا۔

"میں اس رشتے کی بات نہیں کر رہی۔اس رشتے میں کچھ پرکشش نہیں ہے۔جو رشتہ وقتی ہو اس کے بارے میں بات کرنا حماقت ہو سکتی ہے!" اتباع منصور یکدم بہت پراعتماد دکھائی دی تھی۔ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"قلیل المعیاد......یا کثیر المعیاد کی فی الحال کوئی بات نہیں ہوگی!" ابان شگری تمام پتے شاید اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا۔

"تم سب کچھ اپنے ہاتھ کیوں رکھنا چاہتے ہو؟ جیت بھی اور مات بھی؟"

"کیونکہ میں ایسا کرنا مناسب سمجھتا ہوں!" ابان شگری نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تھا۔

"ایسا کیوں؟ اگر میں تمہاری زندگی کے کسی ایک لمحے کو بھی اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی؟" اتباع منصور نے ٹھان لی تھی اسے کرید کر رہے گی۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"جب میں تم سے ملی تھی وہ سچویشن بہت عجیب تھی۔ تم نے میری مدد کرنے کی کیوں ٹھان لی تھی؟ تمہیں مجھ پر یقین تھا؟ میں کون ہوں، کہاں سے ہوں تم نے پھر بھی مجھے مدد کیوں دی تھی؟" اتباع منصور گزرے دنوں کو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"اس بارے میں بات کرنے کا کیا مقصد ہے؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔

"کل اگر بچھڑنا ہے تو کل کی یادوں کو ایک بار دہرا لینے میں کیا حرج ہے؟" اتباع مسکرائی تھی۔ بہت پھیکی مسکراہٹ تھی۔

"فی الحال ایسا کچھ نہیں ہو رہا سو اس سب کی ضرورت نہیں!" ابان شگری اس کی یادوں کو دہرانے کے آئیڈیے کو رد کر دیا تھا۔

"مجھ پر اعتبار تھا نا؟"

"نہیں تھا......!"

"پھر کیا تھا؟"

"کچھ نہیں تھا!"

"کچھ تو تھا؟"

"کچھ نہیں تھا۔"

"پھر مجھے گھر میں کیوں رکھا تھا؟ مدد کیوں کی تھی؟ ہمیشہ پروٹیکٹ کیوں کیا تھا؟ اور نکاح؟" اتباع منصور نے اسے یکدم گھیر لیا تھا۔

ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"ہم ان دنوں کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتے!"

"کیوں نہیں؟"

"مجھے کیوں بچایا تھا؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا اور ابان شگری نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ کیا وہ جانتی تھی کہ اسے ابان شگری نے بچایا تھا؟ یہ راز تو کسی کو معلوم نہیں تھا۔ کیا اشعر ملک نے اسے بتایا تھا؟

"میں نے تمہیں نہیں بچایا۔ مجھے خبر نہیں تھی وہ گولی کس کے لئے، کس سمت سے آئی تھی۔ میں نے بس ایک لمحے میں سوچا تھا تم کمزور ہو اور اس گولی کو برداشت نہیں کر سکو گی اور......!"

"اور تم نے اس گولی کو خود اپنے پر جھیل لیا تھا؟" اتباع نے اس کے سامنے سچائی رکھی تھی اور ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

اشعر ملک نے شاید بطور خاص کہہ کر اپنے لئے کوئی دھن بجوائی تھی۔ بہت دھیما ساز تھا۔ اتباع منصور جو ابان شگری کی جانب متواتر کھوجتی نظروں سے دیکھ رہی تھی وہ اس سے اکتا کر بولا تھا۔

''تم آج انوسٹی گیشن پر کیوں اتر آئی ہو؟ ایک ساتھ اتنے سوال کیوں؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''بس دل چاہ رہا تھا!'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''دل کی ہر بات ماننا ضروری نہیں ہے!'' ابان شگری نے کہا تھا۔

''پھر کس کی مانوں؟'' اتباع منصور نے بغور اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ ان کے درمیان سب بہت عجیب سا تھا اور حیران کن بھی۔

''ہاں تم ہی بن گئے

ہاں تم ہی بن گئے

تم میرے آسماں

میری زمین بن گئے......!

ہاں ہم بدلنے لگے......!

کچھ سنبھلنے لگے

جب سے ہے جانا تمہیں

تیری اور چلنے لگے......!

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''میرال حسن، میں جانتا ہوں تم مجھ سے خفا ہو مگر میں تمہیں دکھی نہیں دیکھ پایا۔''

''لیکن تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس طرح میری انگلی میں رنگ پہنانے کی کیا ضرورت تھی؟'' میرال حسن نے پوچھا تھا۔ وہ بہت برہم دکھائی دے رہی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''یار پھوپھو کی بیٹی، میں نہیں جانتا میں نے ایسا کیوں کیا مگر میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ پایا۔ دل چاہا تمہیں ان آنسوؤں سے دور لے جا کر ہر خوشی سونپ دوں!''

''تم پاگل ہو اشعر ملک...... آئی ڈونٹ لو یو۔ یو نو میں یہ شادی کرنا نہیں چاہتی تھی......

''میں یہ بھی یہ شادی کرنا نہیں چاہتا تھا میرال حسن...... مگر......!'' اشعر ملے نے کوئی ناپا کرشانے اچکا دیئے تھے۔

پہچانتے ہی نہیں

اب لوگ تنہا مجھے

میری نگاہ میں بھی

ہیں ڈھونڈتے وہ تجھے

ہم تھے ڈھونڈتے جسے

وہ کمی بن گئے

تم میرے عشق کی

سرزمین بن گئے......!

"ایسے مت دیکھو یارا۔ پھوپھو کی بیٹی۔ ایسے الزام دیتی رہو گی تو مجھے بہت گلٹی فیل ہوگا۔" اشعر ملک نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اشعر ملک نے مطمئن ہو کر ابان شگری اور اتباع منصور کو دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اشعر ملک کی طرف دیکھا تھا۔ وہ دوستانہ انداز میں مسکرایا تھا۔ جسے اس نے جو کیا تھا وہ Purposely کیا تھا۔ اگر وہ واقعی اتباع منصور کے لئے کیا تھا تو ابان شگری درست تھا۔

اتباع نے ابان شگری کا چہرہ دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"آپ کی آنکھیں!"

"آنکھوں میں کیا؟"

"پتہ نہیں لیکن سنا ہے آنکھوں میں بہت کچھ ہوتا ہے!"

"اور تمہارا مقصد کیا ڈھونڈنے کا ہے؟"

"شاید بہت کچھ!"

"اور اگر نہ ملا تو؟"

"مجھے نہیں لگتا ایسا ہے!"

"قیاس آرائیاں ہمیشہ ٹھیک ہوں ایسا ممکن نہیں ہوتا!"

کوئی قیاس آرائی کرنے کی کوشش نہیں کر رہی!"

"پھر کیا کر رہی ہیں؟"

"کوشش نہیں ہے!"

"پھر کیا ہے؟"

"معلوم نہیں مگر کچھ ڈھونڈنے کی ضرورت محسوس ہوئی!"

''کچھ کھو گیا ہے کیا؟''

''ضروری نہیں اگر کچھ کھو جائے تو تبھی تلاشا جائے!''

''بنا کچھ کھوئے کچھ ڈھونڈنے کا کیا جواز ہوتا ہے شیرنی؟''

''ہر بات جواز کے لئے نہیں کی جاتی!''

''پھر......؟''

''میں آپ کی ہر بات کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں!''

''لیکن میں ہر بات جاننے کا خواہاں ہوں!''

''کیوں ہیں خواہاں؟ میں بتانا نہیں چاہتی!''

''تم بتانا چاہو یا نہ چاہو...... مجھے خبر ہونا ضروری ہے!''

''کیوں......؟'' اتباع منصور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''کیونکہ میں ایسا چاہتا ہوں!'' ابان شگری کے لئے شاید اتنا کافی تھا کہ وہ چاہتا ہے۔ اگر یہ خود پرستی یا خود پسندی تھی تو بلا کی تھی...... اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری خود پسند واقع ہوا تھا...... یا یہ کوئی ضد تھی؟ محبت ضد نہیں ہوتی نہ متضاد کیفیت مگر اتباع جیسے اسے سمجھ نہیں پا رہی تھی......

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو شیرنی؟ اتنی حیران کیوں ہو؟"

"کیونکہ میں تمہیں سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی اور وہ مسکرا دیا تھا۔

"Tell me what you know sweet woman, and I will listen attentively to all you have to say, be it short, or long, be it right or wrong, that is what I have to say so be cheerful not ful, of dismay."

وہ مدھم لہجے میں بولا تھا...... اتباع منصور نے اسے الجھے ہوئے انداز میں دیکھا تھا......

"محبت کو کبھی الجھے ہوئے انداز میں نہیں دیکھا۔" وہ اسے الجھے ہوئے انداز میں دیکھ رہی تھی اور ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"ضروری نہیں سبھی باتیں تمہاری سمجھ میں آ جائیں۔"

"میں سب باتوں کے معنی ڈھونڈنے میں اپنی انرجی ویسٹ نہیں کرنا چاہتی مگر وہ سب جو مجھے جاننا چاہیے، ایٹ لیسٹ وہ تو میری سمجھ آنا چاہیے۔" وہ مدھم لہجے میں جتاتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری بنا متاثر ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا پھر مدھم لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا تھا۔

"It's not a fantasy world, it is the real world. It is only a fantasy world if you choose to believe that it is, on the other hand if you choose to believe that it's completley real it immediately becomes so just becasue you believe it."

اتباع اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

"مسلسل انکار ایک تکرار ہے جو پلٹ کر اسی سمت لوٹ جاتی ہے جس سمت سے آتی ہے!" اتباع منصور جیسے اسے جتا رہی تھی۔

"وہ تکرار تم سن رہی ہو وہ محض بے فائدہ بحث ہے اور کچھ نہیں۔" ابان شگری نے یاد دلایا تھا۔ اتباع منصور نے پر اعتمادی سے اسے دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"اگر یہ محض لاحاصل بحث ہوتی تو ہمارے درمیان نہیں ہوتی! جو ہمارے درمیان ہے بس لاحاصل ہے۔ سفر کے اختتام کے رک کر دیکھنا یہاں بگولوں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دے گا۔" ابان شگری نے اپنا نقطۂ نظر واضح کر دیا تھا۔ اتباع منصور ٹھٹھک کر رہ گئی تھی۔

"سفر کا اختتام کہاں ہوتا ہے، یہ آپ اکیلے ڈی سائیڈ نہیں کر سکتے۔"

ابان شگری نے ان آنکھوں میں تیرتے خوف کو دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں آنکھوں میں یہ خوف کیسا ہے شیرنی؟ دل کو ان فضول کی فکروں سے آزاد کر دو۔ کبھی کبھی دل کو اکیلے چھوڑ دینا بہت سے

مسائل کا حل دے سکتا ہے۔" وہ بہت قیمتی مشوروں سے نواز رہا تھا۔

"میں عقل کو دل سے الگ نہیں کر سکتی!"

"کیوں نہیں؟ اس میں ڈرنے کی بات کیا ہے؟"

"ڈر نہیں ہے!"

"تو پھر کیا ہے؟"

"حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کرنا ضروری ہے۔"

"بند باندھنے سے خطرات رخ نہیں پھیرتے!" ابان شگری نے جتایا تھا۔

اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر بہت آہستگی سے اس کی گرفت سے خود کو رہا کرایا تھا اور پلٹ کر کروز کے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔

☆......☆......☆

"مجھے لگتا ہے مجھے ابان بھائی کی کروز پارٹی میں ضرور جانا چاہئے تھا۔ وہ فیصلہ بہت غلط تھا۔" عالیہ نے برا سا منہ بنا کر کہا تھا۔

"وہ Love Boat Themed Bon Voyage Party ہے مس عالیہ شگری، آپ کا اس پارٹی میں کیا کام؟" عالیان نے اسے گھورا تھا۔

"ہاں اگر تم نے مجھ سے منگنی کروالی ہوتی تو تب چانس بنتا تھا۔" وہ چھیڑنے لگا تھا۔

"منہ دھو رکھو عالیان۔ فی الحال ایسا کچھ ممکن نہیں۔ میں تو یونہی سوچ رہی تھی کہ اس پارٹی میں آخر کیا چل رہا ہوگا۔ یہ پارٹی کتنا Happening ساؤنڈ کرتی ہے نا؟ سمندر کے بیچ، تاروں کے ساتھ...... کھلے آسمان تلے، چاند کے ساتھ ساتھ......" عالیہ نے افسوس سے نقشہ کھینچا تھا اور برا سا منہ بنایا تھا۔

"اور بڑی بڑی شارکس؟" عالیان نے ڈرایا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ اتنا بڑا کروز ہے کوئی چھوٹی سی Boat نہیں کہ شارک اچھل کر اندر آجائے۔" عالیہ نے آئس کریم کھاتے ہوئے کہا تھا۔

"اینی فی الحال یہ چانس مسڈ ہو چکا ہے اور اس پر بات کرنا فضول ہے۔" عالیان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عالیہ برا سا منہ بنا کر آئس کریم کھانے لگی تھی۔

☆......☆......☆

دادا ابا نے پرسوچ نظروں سے ذوالفقار شگری کو دیکھا تھا۔

"دیکھو برخوردار، تمہارا یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ بات جب ایک طرف سے سلجھ رہی ہوتی ہے تو اسے مزید الجھاتے نہیں۔ بڑوں کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں اور وہ سمجھداری میں بہت چھوٹوں سے کہیں زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔" دادا ابا بہت سہولت کے ساتھ مدعے پر آ رہے تھے۔ ذوالفقار اس تمہید کا سبب جانتا تھا سو خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔

"ہم بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ جب کوتاہیاں یا غلطیاں ہم سے ہوتی ہیں تو ہم ان کو قبول کرتے ہوئے بہت Hesitant ہوتے ہیں حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم ان غلطیوں کو قبول کریں اور ان کا سدِ باب کرتے ہوئے ان درمیان میں آ جانے والے مسائل کا تدارک کریں مگر ہم ان کرائسس کو بڑھتے ہوئے دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم ہچکچاتے ہیں ان مسائل کی بات کرتے ہوئے یا ان پر نگاہ کرتے ہوئے۔ یہ غلط ہے۔" دادا ابا بہت نرمی سے اس مسئلے کا ذکر کر رہے تھے۔ ذوالفقار شگری بہت خاموشی سے سن رہا تھا۔

"میں نے یہ تمام صورتحال بہت عرصے سے خاموشی سے دیکھی ہے۔ مجھے لگتا تھا ذوالفقار بیٹا تم کوئی پیش قدمی کرو گے۔ تم نے غلط اقدام کئے اور ان کی نشاندہی پر کوئی سدِ باب نہیں کیا۔ یہ غلط تھا۔ میں نے کوئی مداخلت کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ مجھے لگتا تھا تم سمجھدار ہو اور تم کوئی کوشش ضرور کرو گے۔ اگر میں مداخلت کرتا تو صورتحال سدھر سکتی تھی مگر میں تمہیں اپنی غلطی کا اندازہ کرتے دیکھنا چاہتا تھا۔ جب غلطی کا اندازہ خود سے ہو تو پھر مسائل زیادہ جلدی حل ہو سکتے ہیں۔ ابان جو تمہارا بہت قریبی رشتہ ہے، تمہارا خون ہے، تم سے کتنی کوتاہیاں ہوئیں۔ میں نے کبھی کسی کوتاہی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ تم کہاں غلط ہو۔ مگر اگر کوئی اور نہ جتائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ خود سے آپ کو اس کا ادراک نہیں ہوگا۔" دادا ابا بہت آرام اور سکون کے ساتھ ذوالفقار کو ان کی غلطیوں کی طرف نشاندہی کر رہے تھے۔

ذوالفقار سر جھکائے بیٹھے سن رہے تھے۔

"ابان اگر نہ جھکتا تو میں سمجھتا تم اپنی جگہ کسی قدر ٹھیک ہو اور ابان اپنی کسی غلطی پر تنا کھڑا ہے مگر اس صورتحال میں جو پیش رفت ہوئی ہے وہ بذات خود ان مسائل کا حل پیش کرنے کے لئے کافی ہے۔ ابان نے جس طرح جھکاؤ اور لچک کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس کا تمہاری مدد کرنا تمہیں نیچا دکھانا نہیں تھا۔ ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ تم صرف ایک پہلو پر نگاہ رکھ کر اس بات کے تناظر پر غور مت کرو۔ اس کے دوسرے پہلو کو دیکھو۔ ابان شگری نے یہ مدد کیوں کی؟ کیونکہ اسے تمہارا خیال ہے۔ وہ تمہیں گرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سوچو تمہاری کتنی سبکی ہوتی اگر تم زمین پر آ جاتے۔ تمہارا بزنس، گھر سبھی کچھ داؤ پر لگا تھا اور ابان شگری نے ان مسائل کو اپنے طور پر حل کر دیا، کوئی احسان کرنے کے لئے نہیں نا تمہیں نیچا دکھانے کے لئے بلکہ اس لئے کہ تم اس کے باپ ہو۔ رشتوں کو کسی کسوٹی پر پرکھنا درست نہیں۔ رشتے پرکھنے سے باقی نہیں رہتے اور اپنا حسن کھو دیتے ہیں۔ اگر رشتوں کو پرکھنا ہو تو محبت کی کسوٹی پر پرکھو۔ محبت کی آنکھ جو دیکھتی ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔" دادا ابا بہت سمجھداری اور بردباری سے سمجھا رہے تھے۔ اور ذوالفقار شگری خاموشی سے بیٹھا سن رہا تھا۔

"رشتوں کو سزائیں نہیں دیتے بیٹا...... رشتوں کو سزا دینا کوئی جائز عمل نہیں۔ رشتوں کو کسی عمر بھر کی جمع پونجی کی طرح سنبھال کر رکھنا چاہئے کیونکہ اگر ان رشتوں کی جمع پونجی بکھرتی ہے تو کھو جاتی ہے اور دوبارہ ملنے کے مواقع باقی نہیں رہتے۔ ابان شگری نے جو پیش رفت کی ہے اس پر تمہیں اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ یہ مت سوچو کہ تم چھوٹے ہو جاؤ گے یا تم جھک جاؤ گے تو کتنے بے وقعت ہو جاؤ گے۔ ذوالفقار بڑے ہمیشہ بڑے ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔" دادا ابا نے سمجھایا تھا۔ ذوالفقار سر جھکائے بیٹھے تھے۔ انداز پر سوچ تھا۔

☆......☆......☆

اجباع "ڈانس آف ڈیک" پر واپس آئی تھی۔ پارٹی عروج پر تھی۔ بہت پر جوش تھے سبھی۔ تیز میوزک سمندر کے سناٹے کو چیر رہا تھا۔ تیز ہوا کا شور اس آواز سے کسی قدر دب رہا تھا۔ ابان شگری دکھائی نہیں دیا تھا۔ اجباع کی نظروں نے اسے یہاں وہاں ڈھونڈا تھا۔ میرال حسن اور اشعر ملک ابھی بھی ساتھ دکھائی دے رہے تھے۔ اجباع کو میرال کو اشعر ملک کے ساتھ دیکھ کر کسی قدر اطمینان ہوا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتی ہوئی ڈیک کی ریلنگ کی طرف آئی تھی۔ چاندنی کی روشنی میں سمندر بہت پرفسوں لگ رہا تھا۔ شوریدہ سر لہروں کا شور بہت پراسرار تھا اگر چہ مگر اب اسے اتنا خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا جتنا وہ ڈر رہی تھی۔ اب سمندر کی لہروں کو اطمینان سے کافی کے سپ لیتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اجباع نے ایک بار پھر پلٹ کر نگاہ کی تھی۔ ابان شگری کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ اشعر ملک کی نگاہ اس پر پڑی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ انداز دوستانہ تھا اور اجباع نے اگر ایسا دوستانہ انداز دکھانے سے ہچکچانے سے گریز کیا تھا مگر اس نے ایک نگاہ ڈال کر چہرے کا رخ پھیر لیا تھا۔

اشعر ملک اس کے لئے دیئے انداز پر حیران نہیں ہوا تھا مگر وہ اگلے ہی لمحے میرال حسن کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"محبت ہو رہی ہے؟" میرال حسن بہت چونکی تھی جب اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

"محبت؟ آر یو کریزی؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

"ناممکن تو کچھ بھی نہیں!" وہ کیا سوچ رہا تھا میرال حسن کو اس کا اندازہ نہیں ہوا تھا اور اشعر ملک کہہ رہا تھا۔

"محبت اجازت لے کر نہیں آتی!"

"جیسے بھی آتی مجھے اس کا اندازہ نہیں۔ ایٹ لیسٹ تمہارے معاملے میں تو نہیں۔ میں نے کچھ نہیں سنا!" میرال حسن نے نگاہ پھیرتے ہوئے صاف جھٹلا دیا تھا۔

"کوئی آواز تعاقب میں آئی ہوگی؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

میرال حسن گرنے کو تھی جب اچانک سے زور سے اس کے شانے کو تھام لیا تھا اور آنکھیں میچ لی تھیں۔ اشعر ملک نے اس کی گہری گہری سانسوں کو بغور سنا تھا۔ جانے کیوں وہ اسے بغور دیکھے گیا تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے اشعر ملک! ایسا کچھ نہیں ہے۔" میرال حسن نے بند آنکھوں سے اس کی نفی کی تھی۔ اشعر ملک نے اس کے چہرے کو بغور دلچسپی سے دیکھا تھا۔

"جو بات آنکھیں بند کر کے کہہ رہی ہو وہی بات آنکھیں کھول کر بھی کہہ سکتی ہو نا؟ جو باتیں بند آنکھیں نہیں کہہ رہیں وہ یہ چہرہ بھی تو کہہ سکتا ہے نا؟ چھپنا ہے تو چہرہ چھپاؤ، صرف آنکھوں کو چھپا کر شاید ممکن نتائج نہ نکل سکیں۔" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ میرال حسن نے اسے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔

"تم کتنے فضول انسان ہو اشعر ملک۔ تمہیں اس کا کوئی اندازہ ہے؟" اس نے اپنی دانست میں ڈپٹا تھا مگر اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تم آنکھیں مسلسل بند کیے ہوئے تھیں، کوئی تو وجہ تھی جس کو آنکھوں کے پیچھے چھپا رہی تھیں۔ تمہارا چہرہ کچھ عجیب سا لگ رہا تھا آج۔ شاید میں نے آج سے پہلے ایسی کیفیت تمہارے چہرے پر نہیں دیکھی تبھی گماں گزرا شاید یہ کچھ اور ہو۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

"مجھے لگا کوئی ہے تمہاری آنکھوں میں۔ شاید میں ہوں کہ نہیں اس کا اندازہ نہیں ہو پایا۔ تم نے غور کرنے نہیں دیا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ میرال حسن اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ پھر چہرہ پھیر گئی تھی۔

"تم جب بے پر کی ایسی فضول باتیں نہیں کرتے تو کیا کرتے ہو اشعر ملک؟" وہ جیسے اسے تاڑنے لگی تھی۔ اشعر ملک اطمینان سے اسے دیکھتا ہوا مسکرا دیا تھا۔

"ابھی تو فی الحال حیرت کر رہا ہوں، تم حیرتوں سے نکلنے دو تو کچھ اور بھی سوچوں!" اشعر ملک غیر سنجیدگی سے مسکرایا تھا۔

"تمہیں کوئی شدید غلط فہمی ہو رہی ہے اشعر ملک!" میرال نے ڈانٹا تھا۔

"خوش فہمی سے آج کل پرہیز کر رہا ہوں یار پھوپھو کی بیٹی۔ اب غلط فہمی کا پتہ نہیں۔ تم ان فہمیوں سے اچھال کر باہر نکال دو تو میں سکون سے سوچ کر کوئی اندازہ لگا سکوں کہ گویا یہ فہمیوں کا کوئی جال ہے یا محبت کہیں سے آوازیں دے رہی ہے؟" اشعر ملک اپنے مخصوص انداز سے کہتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ میرال حسن نے اسے ایک لمحے کو بغور دیکھا تھا۔

"اس ڈانس آن دی ڈیک" پر ایسی کوئی شے دستیاب نہیں ہو گی اشعر ملک کہ تمہارا سر پھوڑنے کے کام آ سکے!" وہ بولی تھی اور اشعر ملک کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

"یار مجھے لگا کوئی ہے تمہاری آنکھوں میں۔ اب وہ کیا ہے اس کی خبر مجھے نہیں ہے۔ تم نے آنکھیں بھینچ لی تھیں۔ اگر ویسا نہ کرتیں تو میں شاید نتائج تک پہنچ جاتا!" اشعر ملک پر یقین تھا۔ میرال نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"یہ سب مت کرو اشعر ملک۔ مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔ تم نے میری انگلی میں رنگ پہنا دی اور اب یہ سب...... یہ کیا ڈرامہ ہے اشعر ملک؟ اتباع منصور کو امپریس کرنا چاہ رہے ہو؟ کیا نیا کھیل ہے تمہارا؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

حال تو حال ہے
میرے آنے والے بھی دن بھی

اک حق سے چرا لیتا ہے وہ

اور پھر بے خبری سے کہہ دیتا ہے

کوئی غرض ہی نہیں......

اس کے خاموش لفظوں کو

شمار کرتے میں سوچتا رہتا ہوں

مگر اس کی آنکھیں شماریات کا کوئی

الجھا ہوا جال بن جاتی ہیں

''یہ کیا فضول بات ہے؟'' میرال حسن کو الجھن ہوئی تھی۔

''تمہارے پاس جتنے دن تھے وہ تم نے اتباع منصور کو سونپ دیئے ہیں اشعر ملک تو پھر میرے لئے کیا ہے؟ تم نے اس کو متاثر کرنے کے لئے میرے ہاتھ میں رنگ کیوں پہنائی؟'' میرال حسن نے اشعر ملک کو گھورا تھا۔ اشعر ملک اطمینان سے مسکرا دیا تھا۔

''یار! بہت دنوں سے فیض چاچا کا کوئی شعر یاد نہیں کیا۔ ذہن میں گونجا بھی نہیں۔ مجھے حیرت ہے۔ یہ ماجرہ کیا ہے؟'' اشعر ملک جانے کس دانست میں بولا تھا۔

''تم ایسی ہی اسٹوپڈ باتیں کرتے رہو گے اشعر ملک۔ اتباع منصور کی شادی ہو گئی ہے۔'' وہ جیسے باور کرا رہی تھی اور وہ اطمینان سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''میں یہ حقیقت تمہیں سمجھا رہا تھا میرال حسن اور تم الٹا مجھے ناصح بن کر سمجھانے بیٹھ گئیں؟'' اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا پھر بولا تھا۔

''میں تمہیں اس Phase سے نکالنا چاہتا تھا میرال حسن۔ ان دونوں کے درمیان تمہاری جگہ نہیں تھی۔ تم کوشش کر رہی تھیں مگر وہ ایک سر پھری کوشش تھی اس سے تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آنا تھا۔ میں جانے کیوں تمہیں دکھی نہیں دیکھ پایا۔ میں نے اتباع منصور کے لئے یہ نہیں کیا۔ اسے متاثر کرنا یا اس کے دل میں گھر کرنا میرا مقصد نہیں تھا۔ میں اس لمحے تمہارے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تم ایسی راہ پر چل رہی تھیں جس کا کوئی سرا کسی منزل سے نہیں ملتا تھا میرال حسن اور چاہے تم کتنی بھی ففا کٹنی ہو تو میری پھوپھو کی بیٹی۔'' اشعر ملک بولا تھا تو وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

''ففا کٹنی؟'' اشعر ملک اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

؎ میں وہ راز ڈھونڈتا ہوں ابھی

جو تمہاری بند آنکھوں کے پیچھے

تیرتے ہوئے کہیں کھو گئے تھے

''تمہاری آنکھیں تمہارا تعاقب کرنے سے روکتی ہیں میرال حسن اور مجھے یہ اسباب فی الحال سمجھ نہیں آتی مگر تمہارا یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔ اپنے طور پر سوچ کر اور اخذ کر کے نتائج مت نکالو۔ کچھ سوچو سمجھو بھی۔'' اشعر ملک آج پہلی بار ایسی سمجھداری کی باتیں کرتا سنائی دیا تھا۔ میرال حسن اسے بغور دیکھنے لگی تھی۔ تبھی اشعر ملک اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''محبت زبردستی اپنے نام نہیں لکھوائی جا سکتی میرال حسن۔ اسے حاصل کرنا ہو تو آزاد چھوڑ دو۔ لوٹ آئے تو تمہاری ہے ورنہ بھول جاؤ۔ محبت بند مٹھیوں سے قید کرنے والی شے نہیں ہے۔ اسے بند مٹھیوں سے آزاد کر کے دیکھنا کہ یہ کیا وصف اختیار کرتی ہے۔ یہی دانش مندی ہو سکتی ہے۔'' اشعر ملک نا سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں کر رہا تھا۔ مگر وہ اتنی حیران اس لئے تھی کہ وہ پہلی بار اشعر ملک سے ایسی باتیں سن رہی تھی۔ اشعر ملک کی نگاہ ابان شگری پر پڑی تھی جو ڈیک پر ابھی ابھی آیا تھا اور اس کی نظریں کسی کو متواتر ڈھونڈ رہی تھیں۔ اشعر ملک جانتا تھا اس کی نظریں اتباع منصور کو متلاشی ہیں۔ تبھی مسکرایا تھا۔

''وہ دیکھو...... یہ مجنوں ہوں جو خود اقرار کرنے سے گریز کر رہا ہے مگر اس کے اندر باہر محبت جڑیں پکڑ چکی ہے اور یہ خود جانتا ہے یہ اس محبت کا انکار نہیں کر سکتا۔'' اشعر ملک کے کہنے پر میرال حسن نے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ ابان شگری نے اس پر ایک نگاہ سرسری انداز میں ڈالی تھی اور اتباع کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اتباع جو خاموشی سے کافی کے سپ لے رہی تھی اس کی موجودگی سے انجان تھی۔ ابان شگری اس کی پشت پر رک گیا تھا۔ اتباع نے اس کی موجوگی محسوس کر لی تھی مگر مڑ کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ چپ چاپ کھڑی کافی کے سپ لیتی رہی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا تھا اور اس کے برابر رک کر اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگا تھا۔

''سمندر سے اتنے انہماک سے باتیں کرنا کیا ظاہر کرتا ہے شیرنی؟ تمہیں دل کے راز کہنے نہیں آتے اور تم اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کی دانستہ کوشش کر رہی ہو؟'' وہ جان کس ضمن میں بولا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''مجھے سمندر سے گفتگو کرنے کا کوئی تجربہ نہیں!'' کہہ کر نگاہ پھیر گئی تھی۔

''کیوں؟ سمندر سے خفا ہو؟'' ابان شگری نے پوچھ لیا تھا اور اتباع منصور خاموشی سے سمندر کو دیکھنے لگی تھی۔

''سمندر سے اب بھی اتنی خوفزدہ ہو؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں اسے بغور دیکھتے ہوئے دریافت کیا تھا۔ اتباع منصور اسے چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ وہ باتوں کو توڑنے موڑنے کا عادی رہا تھا۔ اتباع منصور کے لئے اب یہ انداز یہ طور طریقے اس کے یہ سبھی وصف نئے نہیں تھے تبھی وہ پر اعتماد انداز سے بولی تھی۔

''شاید نہیں......! مگر مجھے سمندر بہت پر سکوت لگتا ہے۔ جیسے سمندر کو انجان سے گلے ہوں۔ بہت سی باتیں اس کے دل میں ہوں اور وہ باتیں کبھی کبھی اسے پر سکون رکھتی ہوں مگر اچانک ہی کچھ سوچ کر اسے بے تحاشا اشتعال آجاتا ہو۔ کن زمانوں کی کوئی باتوں پر

اسے غصہ آتا ہے اور کن زمانوں کی کون سی باتیں اسے پرسکون رکھتی اور سکون دیتی ہیں۔ اس کے بارے میں شاید خود سمندر بھی نہیں جانتا!" اتباع نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"تمہاری دلچسپی کی ایک وجہ یہ ہے شیرنی کہ تم باتیں بہت دلچسپ کرتی ہو۔ تمہاری دلکشی ان باتوں میں در آتی ہے!" وہ اسے بغور دیکھتا ہوا بولا تھا۔ اتباع اس سے دھیان پھیر گئی تھی۔

اتباع منصور اس کی طرف متوجہ دکھائی نہیں دی تھی اور ابان شگری اس چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

"ان آنکھوں میں کئی راز تیرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سمندر سے بھی گہری ہیں یہ آنکھیں۔ کئی باتوں کا پتہ ملتا ہے اس سے۔ کئی ادھوری باتیں ان آنکھوں میں خاموش پڑی ہیں اور کئی باتیں لا بیانی میں گم دکھائی دیتی ہیں۔ ان سب باتوں کا ان سمندروں سے باہر آنا ضروری ہے۔" ابان شگری نے ان رازوں کی کھوج لگانا جیسے ضروری نہیں سمجھا تھا اور نگاہ پھیر گیا تھا۔ اتباع منصور نے کافی کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری نے پارٹی سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تھا اور پھر اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ لے کر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اس کے اس اقدام پر اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر مڑی تھی ریلنگ سے ٹیک لگانے کے لئے تبھی لڑکھڑائی تھی اور ابان شگری نے اسے سرعت سے سنبھال لیا تھا۔ ابان شگری نے اس کو دیکھتے ہوئے کافی کا کپ ایک طرف رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر آئے بال ہٹاتے ہوئے اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اسے لحہ بھر کو دیکھا تھا پھر نگاہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری نے ان آنکھوں کو بغور دیکھا تھا اور اس کے کان کے قریب مدھم سرگوشی کی تھی۔

"ان آنکھوں کے راز اس سمندر سے کئی گہرے ہیں اتباع منصور...... میں حیران نہیں ہوں مگر ہر بار جب ان آنکھوں کو دیکھتا ہوں تو میری پھیلتی حیرتوں کے ساتھ جستجو کہیں بڑھتی جاتی ہے اور ان لامحدود حدود کے ساتھ تمہاری بے نیازی اور پھیلتی جاتی ہے۔ پر جنوں شوق تمنا کا تجسس ماند نہیں پڑتا۔ یہ سلسلہ پھیلتا جاتا ہے مگر تمہاری حیرتیں اور بڑھتی جاتی ہیں تمہاری بے نیازی کی طرح۔" ابان شگری کا لہجہ مدھم تھا اور اتباع منصور نے اسے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ بنا کچھ کہے نگاہ پھیر گئی تھی۔

ابان شگری اسے دیکھتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میں دیکھنا چاہتا ہوں سمندر کے رازوں کی حد کیا ہو گی؟ کوئی سمت ہو گی کہ نہیں؟ مگر تمہاری آنکھوں کے رنگ بہت گہرے ہیں اور ان سے بھی گہرے رنگ ان خاموشیوں کے ہیں۔ تمہاری خاموشیاں ان رنگوں کو اور گہرا کر دیتی ہیں۔ سوچتا ہوں اگر تمہیں سمتوں اور حدود پر کوئی اختیار ہوتا تو ان اختیارات کی حد کیا ہوتی؟ تم اس اقتدار کو کیسے استعمال کرنا چاہو گی میں اس سوچ کا کوئی جواب نہیں پاتا۔" ابان شگری کا مدھم لہجہ اس کی سماعتوں میں بکھرا تھا اور وہ اس کی جانب بنا دیکھے جانے کے لئے پلٹی تھی۔ ابان نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ رات گہری ہو رہی تھی۔ ہوا میں نمی بڑھ رہی تھی۔ اور اس خنک بستہ ہوا سے ٹھنڈ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اتباع منصور نے پلٹ کر ایک نگاہ اسے دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''مجھے تھکن ہو رہی ہے...... آئی وڈ لائک سم ریسٹ!'' کہہ کر وہ خاموشی سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھا تھا اور اسے اپنی طرف کھینچ کر درمیان کا فاصلہ گھٹا دیا تھا۔ اتباع منصور ٹھنڈ سے کانپنے لگی تھی۔ وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔ چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ ایک خاص کشش کا حامل تھا جیسے چاند کے اس چہرے پر بہت سا فسوں بکھیر دیا تھا۔ ابان شکری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اپنا کوٹ اتارا تھا اور اس کے کاندھوں پر ڈال دیا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

یہ کیئر کیا شو کرتی تھی؟ اس توجہ ظاہر کرنے کا کیا مقصد تھا؟

ابان شکری اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اس سکوت کو سمجھو اور بڑھنے دو شیرنی...... سکوت بہت سے معنی کھول رہا ہے۔ اس سکوت میں جو شور ہے اس شور کے معنی بہت دلچسپ ہیں۔ یہ سکوت وہ آلہ کار ہے جو خاموشیوں کو پر لطف بنا رہا ہے۔ کبھی کوئی ربط جڑتا دکھائی دیتا ہے اور کبھی ٹوٹ جاتا ہے۔ جنوں کچھ اور بڑھے تو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تسلسل کہاں تک جاتا ہے؟'' ابان شکری اس اوس پڑتی فضا میں کھڑی اتباع منصور کو بغور دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ اتباع منصور کی نگاہ چاند پر جا رکی تھی۔ ابان شکری نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا پھر نگاہ ہٹا کر اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

''اس چاند کو دیکھنے سے کہیں دلچسپ اس چاند کو دیکھنا ہے۔ اس چاند میں وہ اسرار نہیں جو اس چاند میں ہے جو چاند خاموش ہے اور یہ چاند خاموشی میں بھی ہزار باتیں کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ باتوں میں سوال ہیں۔ سوال دلچسپ ہیں اور دلچسپی میں ایک خاص فسوں ہے۔ اس فسوں کو بڑھتے دیکھنا ایک کمال عمل ہے۔ فسوں کو دیکھوں، جنوں کے ساتھ چلوں یا ان آنکھوں کو پڑھوں، فیصلہ نہیں ہوتا۔ میں ان کہی باتوں کے معنی ڈھونڈتا تھکنے لگا ہوں مگر شوق اور بڑھ جاتا ہے یہ عمل......'' ابان شکری مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر بہت سہولت سے اپنا وجود اس کی گرفت سے نکالا تھا اور پلٹ کر چلتی ہوئی ڈیک سے نکلنے لگی تھی۔ ابان شکری کی نظروں نے تاحدِ نگاہ اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆......☆......☆

ان کے درمیان جو تھی وہ بس خاموشی تھی اور اس خاموشی میں بہت سے بھید تھے۔ مگر اتباع منصور ان خاموشیوں کو توڑنے کی کوشش نہیں کر رہی تھی اور نہ ہی ابان شکری کی طرف سے کوئی پیش رفت تھی۔ کروز پر جو وقت گزرا تھا وہ کوئی خوشگوار یاد نہ تھا تو کسی تلخ یاد میں بھی شمار نہ ہو رہا تھا۔

''واؤ بھابھی۔ ابان بھائی ایک پرفیکٹ ہزبینڈ ہیں۔ پارٹی کے کلپس دیکھے ہیں میں نے ان میں وہ پارٹی سے کم آپ پر توجہ دیتے دکھائی دیتے ہیں۔''

''تم نے کہاں دیکھ لئے Video Clips؟'' اتباع چونکی تھی۔

عالیہ مسکرادی تھی۔

''یحییٰ بھائی کے پاس کئی کلپس تھے۔ میں نے ان سے خاص ہدایت کی تھی کہ مجھے recording کر کے دکھایئے گا پارٹی کی چیدہ چیدہ یادگاریں اور وہ انہوں نے کر دیا۔ اتنی کمال کی پارٹی تھی۔ اف......آئی فیل regret میں وہاں کیوں نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو کتنا مزہ آتا نا!'' عالیہ نے برا سا منہ بنا کر کہا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی پھر نرمی سے بولی تھی۔

''تم نے Clips دیکھ کرانجوائے کرلیا نا؟ مجھے خبر نہیں تھی یحییٰ اس کام پر مامور ہے ورنہ وہیں اس کی کلاس لیتی۔'' وہ مسکرائی تھی۔

عالیہ ہنس دی تھی۔

''بھابھی، آپ کو خبر کیسے ہوتی میں نے انہیں منع کیا تھا نا۔'' عالیہ مسکرائی تھی۔ یہ حوالے خوبصورت تھے۔ مگر اتباع اس فیملی فوٹو کے لئے پرفیکٹ نہیں تھی۔ ابان شگری اور اس کے درمیان جو تھا وہ کہیں بھی رک یا تھم جانے والا سفر تھا اور وہ اس سفر کے اختتام پر خالی ہاتھ رہ جانے والی تھی۔

ابان شگری چیزوں کو اپنے طور پر لے کر چلنا چاہتا تھا۔ اپنی مرضی کے نتائج چاہتا تھا اور اس کی مرضیات کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا تھا وہ کیا سوچتی تھی یا چاہتی تھی جیسے اس کے لئے اس کی سرے سے کوئی وقعت ہی نہیں تھی۔

''بھابھی......شاید محبت ایسی ہی ہے جس میں دوسرے کی اہمیت کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے نا؟'' عالیہ نے پوچھا تھا۔ اتباع نے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"I don't know if love is that condition in which the happiness of another person is essential to your own!"

وہ قصداً مسکرائی تھی۔ عالیہ نے اسے دیکھا تھا۔

''آپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں بھابھی؟ آپ دونوں تو ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں نا؟'' عالیہ نے اسے دیکھتے ہوئے جتایا تھا۔

اتباع مسکرادی تھی۔

''تمہیں کیسے خبر ہوئی؟''

''مجھے آپ دونوں کی آنکھوں میں دکھائی دیتا ہے بھابھی اور میں کیا، سبھی جانتے ہیں۔ ابان بھائی آپ کی کتنی فکر کرتے ہیں۔'' عالیہ نے اسے یقین دلانا چاہا تھا اور اتباع مسکرادی تھی۔ اس مسکراہٹ میں بہت پھیکا پن تھا اور عالیہ کے تجزیئے کی بھرپور نفی بھی تھی۔ عالیہ اپنی بھابھی کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

"اجاع منصور...... میں نے اسے بہت چاہا ہے۔ بے حد، بے حساب۔ میں یقین نہیں کر سکی کوئی ہمارے درمیان بھی کبھی آ سکتا ہے مگر تم نے درمیان میں آ کر کہانی بدل دی......" میرال حسن نے اسے کہا تھا اور وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"اس کہانی میں میں نہیں ہوں میرال حسن۔ شاید تم باقی ہو اور میں باقیات کا شمار کر کے الجھنا نہیں چاہتی۔ میں تمہارے کسی سوال کی وضاحت نہیں دے سکوں گی۔" اجاع منصور اس سے بات کرنے سے گریزاں ہوئی تھی۔ مگر میرال حسن اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم فاتح ہو اجاع منصور پھر اتنی الجھی ہوئی کیوں دکھائی دے رہی ہو؟ تمہارا لہجہ یقین سے اتنا خالی کیوں ہے؟" میرال کو حیرت ہوئی تھی۔

"مجھے اندازہ نہیں ہے میرال حسن تم کس بارے میں مجھے فاتح قرار دے رہی ہو۔ تم ابان شکری کو جانتی ہو۔" اجاع نے صاف گوئی اختیار کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ وہ کوئی جھوٹ کہنا نہیں چاہتی تھی کہ وہ مکمل اختیار رکھتی ہے۔ اگر ایسا وہ کرتی تو یقیناً غلط ہوتا کیونکہ ایسا کوئی اختیار اس کے پاس تھا ہی نہیں۔

"ابان شکری تمہارے ساتھ ہے۔ تم اس کی زندگی کا حصہ ہو!" میرال حسن نے جتایا تھا۔

"اتفاق سے......؟" اجاع منصور نے برملا کہہ دیا تھا۔ میرال مسکرائی تھی۔

"تمہیں ابان شکری سے محبت ہے؟"

"تم ایسا کیوں پوچھ رہی ہو؟" اجاع منصور نے دریافت کیا تھا۔

"کیونکہ جس طرح وہ تمہیں دیکھتا ہے اس نظروں سے اس نے کبھی مجھے نہیں دیکھا۔"

"اور اس میں میرا کوئی قصور نہیں اگر ابان شکری نے تمہیں ان نظروں سے کبھی نہیں دیکھا۔ تم اس کے ساتھ تھیں۔ اس کی زندگی میں تھیں۔ میں بہت بعد میں آئی ہوں اور وہ بھی اتفاقاً۔" اجاع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ میرال حسن اسے دیکھ کر مسکرائی تھی مگر وہ مسکراہٹ بہت پھیکی تھی۔

"ہاں شاید میں اس کے ساتھ تھی اور اس ساتھ کا کوئی مفہوم نہیں تھا۔ اس رشتے کے کوئی معنی نہیں تھے۔ اس محبت کی کوئی پذیرائی نہیں تھی اور اس کے لئے میں تمہیں الزام نہیں دے سکتی!" میرال حسن نے جیسے قبول کیا تھا۔ اس کے انداز میں ایک یاسیت تھی اور اجاع منصور کو اس کا افسوس ہوا تھا تبھی اجاع نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی اور وہ اس نمی کو اپنے اندر ضم کرنے کی کوششوں میں اجاع منصور کی طرف دیکھ نہیں پائی تھی۔ اجاع کو وہ اس لمحے بہت کمزور لگی تھی۔ وہ لڑ رہی تھی مگر کوئی جواز نہیں رکھتی تھی اور بالآخر جب اسے اس کا ادراک ہوا تھا تو وہ خود کو بکھرنے کے اس عمل سے روک نہیں پائی تھی۔

"تم پیاری لڑکی ہو میرال حسن...... اور تم غلط نہیں ہو۔ لیکن میں تمہارے مقابلے پر کبھی نہیں رہی...... میں نہیں جانتی تم ابان شکری کی زندگی میں کہیں Exist بھی کرتی ہو۔ اگر مجھے خبر ہوتی تم کہیں ہو تو میں اس رشتے کو جڑنے نہیں دیتی۔" اجاع منصور اس کے دکھ کا

احساس کرتی ہوئی بولی تھی۔ میرال حسن نے آنکھیں رگڑتے ہوئے اس کی طرف سے نگاہ پھیر لی تھی۔

"تم وجہ نہیں ہو اتباع منصور۔ مجھ میں اور ابان شگری میں جو بھی تھا وہ کچھ نہیں تھا اگر کچھ ہوتا تو باقیات رہتیں۔" میرال حسن مدھم لہجے میں بولی تھی اور اتباع منصور اسے چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

"ابان شگری میری محبت تھا مگر اتباع میں نے یہ بات کبھی ریلائز نہیں کی تھی کہ ابان شگری کی محبت میں نہیں تھی۔" میرال حسن نے حقیقت کو جیسے تسلیم کرتے ہوئے کہا تھا۔ اتباع اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

"میں منفی سوچ کی حامل کبھی نہیں رہی اتباع منصور مگر مجھے تم سے حسد ہونے لگا تھا۔ میں ابان شگری کے قریب ہونا چاہتی تھی مگر ایسا ممکن نہیں رہا تھا کیونکہ تم اس کی زندگی میں آ گئی تھیں۔ شاید میں اس اندھیرے رستہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور میں دیکھ نہیں پائی کہ میں اس اندھیرے میں تنہا تھی۔ اگر اشعر ملک میرا ہاتھ تھام کر مجھے اس اندھیرے راستے سے تھام روشنی میں نہ لاتا تو شاید میں اس رستے میں کہیں گم ہو جاتی۔ اشعر ملک میری توقع کے برعکس رہا۔ میں سمجھی تھی وہ صرف اپنے فائدے کے لیے سوچتا ہے، اپنے فائدے کی بات کرتا ہے مگر اس نے جب مجھے کروز میں جتایا کہ میں غلط ہوں تو میں اس کی بات ماننے پر تیار نہیں تھی اور جب اس نے میری مرضی کے خلاف میری انگلی میں اپنے نام کی رنگ پہنا دی تب بھی میں اس سے بہت خائف تھی۔ میں قبول نہ کر رہی تھی کہ اشعر ملک کوئی اچھا کام کر سکتا ہے۔ اور اشعر ملک کو ایک جیون ساتھی کے طور پر قبول کرنا جب کہ میں ابان شگری سے محبت کرتی تھی میرے لیے بہت مشکل تھا۔ مگر جب کروز سے واپس لوٹے تب میں نے خود کے ساتھ جو وقت گزارا ہے اس میں میں بہت سی باتوں کو از سر نو سوچ پائی ہوں۔ اور مجھے اشعر ملک غلط دکھائی نہیں دے رہا۔ اس کا مقصد میری مدد کرنا تھا۔ وہ مجھے سمجھ رہا تھا۔ میری سچویشن پر اس کی نگاہ تھی اور میری پرابلم کو مجھ سے کہیں زیادہ بہتر انداز میں سمجھ رہا تھا۔ سو وہ اندازہ کر پایا کہ میں کہاں غلط ہوں اور میں جان پائی کہ ایک دوست ہونے کے ناطے وہ کہاں صحیح اور درست ہے۔ کروز کی پارٹی نے بہت سی چیزوں کو صحیح سمت میں ڈالا اور اس میں میری سوچ ہے۔ میں اشعر ملک کو بطور جیون ساتھی قبول کروں گی یا نہیں یہ ایک الگ معاملہ ہے۔ فی الحال میں اس مسئلے پر نہیں سوچ رہی مگر اشعر ملک نے مجھے بہت بڑی حقیقت سمجھا دی ہے اور اب میں اس تاریک راستے کا حصہ نہیں ہوں۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے تم دونوں کا رشتہ مکمل ہے اور اس مکمل رشتے میں کسی تیسرے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" میرال حسن بولی تھی اور اتباع مسکرا دی تھی۔

"تم غلط لمحوں میں کیلکولیشن کر رہی ہو میرال حسن۔ تم دیکھ نہیں پائیں۔" اتباع منصور بولی تھی اور میرال حسن چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟"

اتباع نے اسے لمحہ بھر کو دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میرال اس رشتے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ابان شگری نے اس رشتے کو کیوں بنایا میں نہیں جانتی مگر یہ رشتہ ہمیشہ کے لیے نہیں

ہے اور جو ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتا اس کو کل وقتی نہیں کہا جا سکتا۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی اور میرال حسن اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"ایسا تم سے ابان شکری نے کہا ہے؟" میرال حسن نے پوچھا تھا۔

"ہاں......!" اتباع منصور نے اقرار کیا تھا۔

"نان سنس......! تم اتنی بے وقوف ہو کہ اس کی ان باتوں پر یقین کر سکتی ہو؟" میرال حسن نے کہا تھا۔ اور اتباع منصور نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا تھا۔ تبھی میرال حسن اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"محبت کہہ کر جتائی نہیں جاتی اتباع منصور...... اس کی آنکھوں میں کبھی غور سے دیکھو وہاں صرف تم ہو۔ مجھے اس بات کا قلق رہا کہ میں اس کی آنکھوں میں نہیں ہوں اور تمہیں یہ شکوہ ہے کہ تم خود کو اس کی آنکھوں میں نہیں ڈھونڈ سکیں؟ جو مجھے دکھائی دے رہا ہے اور جو دوسروں کو دکھائی دیتا ہے وہ تمہیں دکھائی کیوں نہیں دے رہا اتباع؟ اگر وہ تمہیں فضول کی داستانیں گھڑ کر سناتا ہے تو تم ان کی نفی نہیں کر سکتیں؟ کیا تم اتنی بے وقوف ہو؟" میرال حسن نے اس کی عقل پر افسوس کیا تھا اور اتباع منصور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

وہ ڈائننگ ٹیبل پر تھے جب دادا ابا نے اس کے سامنے ٹکٹس رکھے تھے۔ ابان شکری نے چونک کر دیکھا تھا۔

"وہاٹس دیٹ دادا ابا؟" ابان شکری نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"بیٹا یہ تم دونوں کے ہنی مون ٹکٹس ہیں۔ تم دونوں کل صبح کی فلائٹ سے یورو ٹور کے لئے فلائی کر رہے ہو۔" دادا ابا مسکراتے ہوئے بولے تھے۔

ابان شکری حیرت سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور بھی حیران تھی۔

"دادا ابا اس کی کیا ضرورت تھی؟" ابان شکری نے کہا تھا اور اتباع منصور جو اس کی طرف دیکھ رہی تھی اس کی طرف سے نگاہ چرا گئی تھی۔ ابان شکری نے ایک نظر سرسری اس پر ڈالی تھی۔

"بیٹا یہ تو روایت ہے۔ تمہاری دادی اماں کی اور میری شادی ہوئی تھی تو ہم یورپ گئے تھے۔ ہمارے ابا مرحوم نے ہمیں زبردستی بھیجا تھا۔" دادا ابا مسکرائے تھے۔ ابان شکری دیکھ کر رہ گیا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"دادا ابا بزنس بھی ضروری ہے۔ میں کام پہ فوکس نہیں کروں گا تو سب کیسے چلے گا؟" ابان شکری نے تعرض برتا تھا۔ دادا ابا نے اسے دیکھا تھا پھر نرم لہجے میں بولے تھے۔

"بیٹا کام ہوتے رہتے ہیں۔ کاموں کی فکر مت کرو۔ یحییٰ ہے یہاں اور حمزہ وہاں انگلینڈ میں تمام چیزوں کو سنبھال رہا ہے۔"

"پھر بھی دادا ابا کل اہم میٹنگ ہے۔ اچھا آپ ایسا کریں اس کو ایک ویک کے لئے Extend کریں۔ ایک ہفتے بعد کی ٹکٹس کنفرمڈ کروا دیں۔ میں کچھ چیزیں یہاں مینیج کرلوں؟" ابان شکری نے کہا تھا تو دادا ابا نے سر ہلا دیا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے کھانا

کھاتی رہی تھی۔ ابان شکری نے ایک نگاہ بھرپور اس پر ڈالی تھی مگر وہ متوجہ دکھائی نہیں دی تھی۔

☆......☆......☆

اشعر ملک نے والدہ کی طرف دیکھا تھا پھر سر جھکا گیا تھا۔

"والدہ...... ہو سکے تو اس انگیج منٹ کو کسی اور موقع پر اٹھا رکھیں۔ میں فی الحال اس کے لئے ریڈی نہیں ہوں۔ ابھی تو کم پر بہت سا دھیان دینا ہے۔ آپ جانتی ہیں نا میری کمپنیز میرے ہاتھ سے نکل جانے سے مجھے کتنا نقصان ہوا ہے۔ ایک بار اس نقصان کو تو کور کر لینے دیں!" اشعر ملک نے منمناتے ہوئے کہا تھا۔ والدہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تمہیں میرال حسن سے کوئی خاص لگاؤ تھا تو تم نے کروز پارٹی کے درمیان میرال کے ہاتھ میں اپنے کی نام رنگ پہنائی نا؟"

والدہ کے پوچھنے پر وہ خاموشی سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں سر جھکا کر بولا تھا۔

"میں نہیں جانتا والدہ۔ وہ بہت افسردہ تھی۔ رو رہی تھی۔ میں اسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکا اور جانے کیوں اس وقت وہ اقدام سرزد ہو گیا۔" اشعر ملک نے کہا تھا۔ والدہ اسے دیکھ کر مسکرا دی تھیں۔

"تم میرال حسن کو دکھ میں کیوں نہیں دیکھ پائے اشعر ملک؟ کیونکہ کوئی خاص تعلق اللہ کی طرف سے جڑا تھا۔ جو رشتہ آسمان پر جڑتا ہے اس کے زمین پر جڑنے کے اسباب بھی نکل ہی آتے ہیں۔" والدہ نے جتایا تھا۔ اشعر ملک انہیں دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلانے لگا تھا۔

"مگر والدہ مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔ آپ سمجھ نہیں رہیں!"

"تم سے وہ اقدام کیوں سرزد ہوا اگر تمہیں میرال حسن سے محبت نہیں ہے تو؟ بیٹا کسی کا خیال کرنا...... اس کی فکر کرنا کیا ظاہر کرتا ہے؟ کہ وہ کسی نہ کسی طور تمہارے لئے خاص ہے؟ محبت بعض اوقات کھل کر سامنے نہیں آتی مگر اس کے کئی زاویے ہوتے ہیں۔ تمہارا میرال حسن کا خیال کرنا۔ اس کے آنسوؤں کی پرواہ کرنا بھی تو اس کی فکر ظاہر کرتا ہے نا؟ اور کیا پتہ یہ فکر کرنا درحقیقت محبت ہو؟" والدہ نے سمجھایا تھا۔ اشعر ملک انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"محبت کتنی بار ہوتی ہے والدہ؟" وہ مسکرایا تھا۔ وہ اپنی دانست میں محبت کر چکا تھا۔ والدہ اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے مسکرائی تھیں۔

"محبت بار بار نہیں ہوتی مگر محبت کے رنگ عجیب طور پر بدلتے ہیں۔ اگر محبت کا کوئی احساس آپ کے اندر ہے تو آپ کسی سے نفرت نہیں کر سکتے!" والدہ نے بتایا تھا۔

"کسی اور سے محبت کرتے ہیں تو کسی اور سے محبت کر سکتے ہیں؟" اشعر ملک نے کریدا تھا۔

"تمہیں کس سے محبت ہے اشعر ملک؟" والدہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

اشعر ملک خاموش ہو کر نگاہ پھیر گیا تھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جس نے تمہیں محبت کرنا سکھائی ہے اس نے تمہیں اسلوب بھی تو سکھائے ہوں گے نا؟" والدہ نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک چونک

کردیکھنے لگا تھا۔

''محبت کے اسلوب؟'' وہ زیر لب بولا تھا اور مسکرایا تھا۔

''والدہ عجیب دقیق باتیں کرنے لگی ہیں آپ۔اب محبت کے اسلوب کیا ہوتے ہیں؟'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''تمہیں محبت کے اسلوب آتے ہیں اشعر ملک۔تم نے میراں کو ایک انجانی کیفیت میں سہارا دیا اور اپنے نام کی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا کر ایک رشتہ بنایا کیوں؟ یہ اسلوب محبت ہی ہے۔محبت کا کوئی ایک نام نہیں ہوتا۔کوئی ایک چہرہ یا روپ نہیں ہوتا۔محبت ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں ڈھلتی ہے۔محبت ایک زاویہ سے دوسرے زاویہ میں بدلتی ہے۔سمجھ پاؤ تو محبت کو جان پاؤ گے!'' والدہ بولی تھیں اور اشعر ملک انہیں خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری انہماک سے ایک فائل دیکھ رہا تھا جب یحییٰ نے آکر بتایا تھا۔

''مرتضیٰ ملنے آیا ہے تم سے!'' ابان شگری سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

''ٹھیک ہے اسے بھیجو!'' یحییٰ نے سر ہلایا تھا اور باہر نکل گیا تھا۔ابان شگری فائل کو بغور جانچ رہا تھا جب مرتضیٰ اندر داخل ہوا تھا۔ابان شگری اٹھ کر پرتپاک انداز میں اسے گلے ملا تھا۔

''کیسے آنا ہوا آج؟'' ابان نے مرتضیٰ کو دیکھا تھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

''قاسم مرتضیٰ نے مسکراتے ہوئے ابان کو دیکھا تھا۔

''میں اشعر ملک کی جاب ری زائن کرنا چاہتا تھا۔تم سے پوچھنا چاہتا تھا کیا کروں؟''

ابان شگری نے پرخیال انداز میں اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

''تم آزاد ہو قاسم۔تم نے دوست ہونے کے ناطے میرا بہت ساتھ دیا ہے ہمیشہ۔مگر میں کبھی تمہیں اپنا پابند کر کے نہیں رکھنا چاہوں گا۔تم جو کرنا چاہو کر سکتے ہو۔'' ابان شگری نے کہا تھا اور قاسم مرتضیٰ مسکرا دیا تھا۔

''ابان شگری ایسی باتیں مت کرو۔دوستی میں یہ جمع تفریق نہیں ہوتی۔میں پابند نہیں تھا۔میں اپنی خوشی سے تمہارے لئے کام کر رہا تھا اور آگے بھی کرتا رہوں گا۔تم اگر کہتے ہو تمہارے تین ٹائیگرز ہیں تو میں ہوں۔'' قاسم مسکرایا تھا۔ابان شگری نے سر ہلایا تھا۔

''یس یو آر قاسم مرتضیٰ۔تم نے اشعر ملک کے ساتھ جس طرح جڑنے کا فیصلہ کیا تھا وہ بہت کارآمد رہا۔اگر تم اشعر ملک کے ساتھ نہیں ہوتے تو شاید ہم کبھی اشعر ملک کے ارادوں کو جان نہیں پاتے۔تم نے بہت زیادہ مدد کی۔'' ابان شگری اس کی مدد کے لئے مشکور دکھائی دیا تھا۔قاسم مسکرایا تھا۔

''ابان شگری ہم میں یہ رسمیں باتیں اچھی نہیں لگتیں۔تم یہ انداز ایک طرف رکھو اور مجھے اچھی سی کافی پلواؤ!'' قاسم مرتضیٰ نے کہا

تھا۔ ابان شگری نے مسکراتے ہوئے فون اٹھایا تھا اور کافی کا آرڈر دیا تھا۔

قاسم مسکرایا تھا۔

"اشعر ملک تمہارے لئے اب خطرہ نہیں ہے۔ وہ اس اقدام کے بعد تمہارا احسان مند ہے۔ اگرچہ مجھے لگا تھا وہ کوئی ڈرامہ کر رہا ہے جیسا کہ اکثر وہ کرتا ہے مگر وہ کچھ بدل گیا ہے۔ اس میں ایک مثبت تبدیلی واضح دکھائی دے رہی ہے۔

"I thought that he can't be changed but he proved me wrong. I'm seeing positive change nowadays that I never noitce before."

قاسم مرتضیٰ بولا تھا۔ ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ تبھی قاسم بولا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ابان شگری؟ اگر نہیں لگتا ہے مجھے اس کے ساتھ مزید رہنا چاہئے تو میں کرنے کو تیار ہوں۔ تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" قاسم مسکرایا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

"دوست ہو اور دوستوں کو پابند کرنا ٹھیک نہیں ہے قاسم۔ مجھے بھی یہی لگتا ہے اشعر ملک کی وہ **negativity** کچھ کم ہوئی ہے۔ میں نے اسے کروز پارٹی کے دوران **Observed** کیا تھا۔ کچھ بدلا بدلا لگ رہا تھا۔" ابان شگری نے کہا تھا۔ قاسم نے سر ہلایا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"بہر حال وہ ایک ٹیڑھی کھیر بندہ ہے۔ اسے خود خبر نہیں وہ کب کیا کر دے۔ مگر موجودہ تیور بتاتے ہیں وہ اتنا نقصان دہ نہیں رہا۔ بہت دنوں سے اس نے کوئی منفی بات نہیں سوچی۔ کوئی منصوبہ نہیں بنایا۔ کوئی منفی بزنس پلان نہیں بنایا۔ شاید یہ اس کے والد و والدہ کی آمد کا اثر ہے۔ شاید وہ ان کے سامنے پری ٹینڈ کر رہا ہو۔ مگر تم جانتے ہو میں کافی ڈیپ مشاہدہ کرتا ہوں۔ مجھے وہ بے ضرر لگا۔" قاسم نے کہا تھا۔ ابان شگری سر ہلایا تھا۔

"مجھے اشعر ملک سے خطرہ نہیں ہے۔ وہ زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔"

"مجھے معلوم ہے ابان شگری تم اکیلے بھی چلو تو قافلہ ہو۔ اکیلے بھی بڑھو تو لشکر سے کم نہیں ہو۔ اشعر ملک جیسے بندے سے تمہیں کبھی کوئی خطرہ نہ کبھی تھا نہ ہو گا۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"میں اپنی مرضی سے اشعر ملک پر نظر رکھنا چاہتا تھا اور میں نے ایسا کیا۔"

"تم نے بہت ساتھ دیا ہے قاسم مرتضیٰ۔ حق دوستی ادا کر دیا۔ چھا اس جاب کو چھوڑنے کے بعد کیا پلان ہے اب؟" میری کمپنی کے لئے کام کرو گے؟ انگلینڈ جانا ہے تو میں ارینج کر دیتا ہوں۔" ابان شگری نے آفر کی تھی۔ قاسم مسکرایا تھا۔

"فی الحال ممی ڈیڈی کے پاس ڈنمارک جاؤں گا۔ ان کے ساتھ کچھ وقت گزاروں گا۔ ان کے گلے شکوے ختم کروں گا اور پھر......!"

"شادی کروگے......؟" ابان شکری مسکرایا تھا۔ قاسم ہنس دیا تھا۔

"نہیں فی الحال شادی نہیں کرنا۔ کچھ کام کروں گا پھر شادی کے بارے میں سوچوں گا۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"فی الحال تم سے سبق سیکھ رہا ہوں۔ تمہاری حالت دیکھ کر لگتا ہے شادی کافی مشکل جاب ہے۔" قاسم نے قصداً شرارت سے چھیڑا تھا۔ ابان شکری مسکرا دیا تھا۔

"چلو اچھا ہے کچھ کام آرہا ہے تمہارے بھی۔ کب چھوڑ رہے ہو اشعر ملک کی جاب؟ میں تمہاری ٹکٹ کنفرم کروا دیتا ہوں۔" ابان شکری نے آفر دی تھی۔

"اشعر ملک سے بات کرنا ہے ابھی۔ آئی ہوپ وہ کوئی پرابلم نہیں کرے گا۔" قاسم مسکرایا تھا۔

"کہیں ایسا نہ ہو اسے خبر ہو جائے کہ تم میرے لئے کام کرتے رہے ہو اور وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے؟" ابان شکری کو اس کی فکر ہوئی تھی۔ قاسم مسکرا دیا تھا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے ابان شکری۔ تم بے فکر رہو۔ میں ایک خونخوار جانور کے ساتھ ایک عرصے سے رہا ہوں۔ آئی نو ہاؤ ٹو ڈیل ود ہم......!" قاسم شرارت سے مسکرا دیا تھا۔

ابان شکری نے اسے فکرمندی سے دیکھا تھا۔

"اینی وے اگر ایسا کچھ ہو تو مجھے کال کرنا مت بھولنا۔" ابان شکری نے کہا تھا اور سر ہلا دیا تھا۔

☆......☆......☆

ثمرہ نے اس کی پیکنگ کرتے ہوئے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تم میرے بیٹے کی زندگی میں بہت پوزیٹو چینج لے کر آئی ہو اتباع۔ مجھے اچھا لگتا ہے جس طرح وہ تمہارے لئے فکرمند ہوتا ہے۔ تم نے اسے ایک ذمے دار انسان بنا دیا ہے۔"

"ممی آپ رہنے دیں میں خود یہ پیکنگ کرلوں گی!" اتباع نے سہولت سے کہا تھا۔ ثمرہ مسکرا دی تھی۔

"ماں ہوں تو اس طرح منع مت کرو۔ مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اپنے بچوں کے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں۔ تم نے فیملی کو جوڑ دیا ہے اتباع۔ مجھے خوشی ہے ہماری بے ترتیب فیملی کو ایک نئی راہ دی ہے تم نے...... رشتوں کو باندھ کر رکھنا ایک کمال ہوتا ہے۔ تم نے میرے گھر کے سبھی رشتوں کو باندھ کر ایک نئی سوچ دے دی ہے۔ سب سے بڑھ کر تم نے اپنے سسر کے دماغ کو بدلا ہے۔ ذوالفقار کبھی سننے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ میں کبھی بھی رہتی تھی تو وہ باتوں کو اگنور کر دیتے تھے اور ابان کے گھر چھوڑنے کے بعد تو گویا ایک سرد جنگ والا ماحول بن گیا تھا۔ میں ابان کا ذکر بھی کرتی تو گھر کی فضا میں ایک تناؤ پھیل جاتا تھا۔ جو کام میں نہیں کر سکی تھی اسے تم نے پورا کیا ہے۔" ثمرہ فراخدلی سے بولی تھی اور اتباع ان کو خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ ثمرہ نے پاس آکر اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔

''تم میری بیٹی ہو اتباع۔ اور اس گھر کے لئے ہمیشہ بیٹی رہو گی۔'' ثمرہ نے جتایا تھا۔

''ممی میں نے کچھ زیادہ نہیں کیا۔ میں نے خود وہ فیملی والا ماحول گھر میں نہیں دیکھا تھا۔ ممی کے جانے کے بعد ڈیڈ بزنس میں بزی ہو گئے تھے۔ میں نے وہ فیملی لائف ہمیشہ مس کی ہے۔ میں نہیں جانتی رشتے کس طرح چلتے ہیں یا نبھائے جاتے ہیں۔ کوئی فارمولا یا Calculation نہیں تھی میرے پاس مگر ابان کی فیملی کو میں جانے کب اپنی فیملی سمجھنے لگی۔ شاید یہ میرے اندر کی کوئی کمی تھی جو ایسا ہوا۔ اگر آپ سے اور ڈیڈ سے مل کر سب بہت اپنا لگا۔ مجھے نہیں معلوم یہ کل وقتی ہے یا کہاں اس کا سلسلہ تھمتا ہے مگر......!'' اتباع بولتے رکی تھی۔ ثمرہ نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

''کیا مطلب؟ کیوں یہ رشتہ کل وقتی نہیں؟ تمہیں ایسا کیوں لگا؟ اور تم نے ایسا کیوں کہا؟'' ثمرہ نے چونکتے ہوئے پوچھا تھا۔

اتباع کچھ کہے بنا چہرے پھیر کر سرنفی میں ہلانے لگی تھی۔ ابان جو وہاں آیا تھا دروازے کے باہر رک کر ہی ان کی گفتگو سننے لگا تھا۔

''اتباع بیٹا، کوئی بات ہے؟ تم دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہے نا؟'' ثمرہ نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

''جی ممی......سب ٹھیک ہے!'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

''اور پھر تم نے ایسا کیوں کہا کہ رشتہ کل وقتی نہیں؟'' ثمرہ نے کریدا تھا۔

''نہیں ممی، یونہی کہہ دیا۔ اینی وے اس کا کوئی مطلب نہیں نکلتا تھا۔'' اتباع نے ان کو مطمئن کرنے کی غرض سے کہا تھا۔ تبھی ثمرہ نے اس کا چہرہ ہاتھ میں تھاما تھا۔

''اتباع بیٹا......ناؤ ایوری تھنگ از Seem سرپرفیکٹ ان مائے فیملی۔ میں بہت مطمئن ہوں۔ میرے اندر ایک سکون دائمی کیفیت ہے۔ تم نے سب مکمل کر دیا ہے تو اب اسے قائم رکھنا۔ تم نے فیملی کو ایک Concept دیا ہے، اسے اسی طور بنائے رکھنا۔'' ثمرہ کے لہجے میں درخواست تھی اور اتباع خاموش رہی تھی۔

ابان شکری نے قدم واپسی کے لئے موڑ دیئے تھے۔ خاموشی سے چلتا ہوا باہر لاؤنج کی طرف آیا تھا اور فرید سے کہہ کر کافی آرڈر کی تھی اور ٹی وی سوئچ آن کر کے کوئی بزنس چینل دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ابان بیٹا میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔'' وہ لیپ ٹاپ پر ایک ضروری لیٹر ٹائپ کر رہا تھا۔ اس نے احتراماً ہاتھ روک کر دادا ابا کی طرف دیکھا تھا اور سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

''آئی ایم فری دادا ابا۔ آپ کہیے۔''

دادا ابا نے اس کی سمت لمحہ بھر کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر نرم لہجے میں بولے تھے۔

''تمہیں اپنے ڈیڈ سے بات کرنا چاہیے۔ بیٹا یہ دوریاں رشتوں کو کسی قدر کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ رشتوں کی چاشنی، ان رشتوں کی نمی

ہوتی ہے اور رشتوں میں اس نمی اور چاشنی کا باقی رہنا ضروری ہے۔" دادا ابا نے سمجھایا تھا۔ ابان شگری نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

"دادا ابا مجھے ڈیڈ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ میں ان سے خائف نہیں ہوں۔ مجھے کوئی ایشو نہیں۔ میں ان کے پاس گیا تھا۔ اس گھر میں ان کی اجازت کے بنا قدم رکھ دیا تھا۔ کیونکہ میں ان پر اور اس گھر پر اپنا حق سمجھتا ہوں۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ دادا ابا نے سر ہلایا تھا۔

"تم نے جو اقدام کیا کہ وہ قابل ستائش ہے۔"

"نہیں دادا ابا۔ میں نے ایسا کوئی قابل ستائش کام نہیں کیا۔ نہ میرا مقصد کوئی داد و تحسین سمیٹنا تھا۔ میں نے وہی کیا جو مجھے مناسب لگا۔ ایک بیٹا ہونے کا جو فرض تھا شاید وہ بھی احسن طریقے سے نہیں کر پایا مگر ایٹ لیسٹ آئی ڈونٹ تھنک کہ اپنی نظروں میں شرمندہ نہیں ہوں!" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ دادا ابا نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"تم نے جو بھی کیا ہے بیٹا وہ ایک بیٹے کا فرض تھا اور تم نے بیٹے ہونے کا فرض پورا کر دیا ہے۔ میں چاہتا تھا تم اس ضمن میں ایک پیش رفت اور کرتے۔ ایک قدم اور لیتے۔ دلوں میں جو کدورتیں کہیں رہ گئی ہیں اور جو شکوے ہیں ان کو بھی جا کر دور کر دو۔" دادا ابا نے سمجھایا تھا۔

"دادا ابا مجھے یقین ہے رشتوں میں جمی کائی صرف محبت ہی صاف کر رہی ہے۔ مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ میں ڈیڈ سے جا کر ان سے مل سکتا ہوں مگر ان کا رویہ کچھ کھنچاؤ کا باعث بنتا ہے۔" وہ خدشے بیان کرتا ہوا بولا تھا۔

"میں جانتا ہوں بیٹا۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں تم پہل کرلو۔" دادا ابا نے سمجھایا تھا۔ ابان شگری مسکرایا تھا۔

"دادا ابا میں پہل کر چکا ہوں۔ مجھے پہل کرنے میں کسی قسم کی کوئی جھجک یا ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ میں نے ڈیڈی کی مرضی کے خلاف ان کے گھر میں قدم رکھ دیا تھا تو سوچیں میں اس گھر میں دوبارہ جا کر ان سے مل بھی سکتا ہوں لیکن وہ مجھ سے کوئی برا رویہ رکھیں گے یا ان کو میرے وہاں آنے کی سزا دیں گے تو میں تحمل نہیں پاؤں گا۔" ابان شگری نے فکرمندی سے کہا تھا۔ دادا ابا نے اس کی فکرمندی پر خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

"وہ موم ہو رہا ہے ابان شگری۔ میں نے ذوالفقار کو بہت کمزور پایا ہے۔ اس میں وہ تناؤ باقی نہیں رہا۔ شاید وہ ماضی کی غلطیوں سے بہت کچھ سیکھ رہا ہے۔ جو کہ ایک مثبت سائن ہے۔" دادا ابا نے سمجھایا تھا۔ ابان شگری نے ان کی طرف خاموشی سے دیکھا تھا پھر آہستگی سے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"اگر آپ بھی چاہتے ہیں دادا ابا تو میں ایک بار پھر جا کر ڈیڈ سے مل لوں گا مگر مجھے ڈر ہے وہ میرے اس گھر میں جانے کی کوئی سزا مام کو نہ دیں۔" ابان شگری نے خدشہ بیان کیا تھا۔ دادا نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

"ممی یہ کیا سوچ رہے ہیں آپ سب؟ آپ کو لگتا ہے اشعر ملک میرے لئے اچھا جیون ساتھی بن جائے گا؟" میرال حسن نے بہت فکر مندی سے فون پر ماں سے پوچھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ مناسب ہے!" ممی کی آواز آئی تھی اور میرال حسن نے گہری سانس لی تھی۔

"ممی وہ کتنا اسٹوپڈ ہے آپ کو اندازہ بھی نہیں۔" اس نے کہا تھا تو ممی دوسری طرف مسکرا دی تھیں۔

"بیٹا کوئی خاص نہیں ہوتا۔ ہماری نظر کسی کو بھی خاص بناتی ہے جو قریب ہو، جو ہر طرح سے فکر کرے۔ خیال رکھے۔ اہم وہ ہوتا ہے جو آپ کو اہمیت دیتا ہے۔ اہم کے سر پر کوئی دو سینگ نہیں ہوتے۔ ہماری توجہ کسی کو اہم بناتی ہے اور کسی کی توجہ ہمیں خاص کر دیتی ہے۔ یہ نگاہ جس پر پڑتی ہے وہ شے اہم ہو جاتی ہے۔ تم اپنے سوچنے کے طریقے کو بدلو۔ اشعر ملک کو اتنا غیر اہم جاننا مناسب نہیں۔ شاید وہ اتنا غیر اہم نہ ہو جتنا تم اسے سمجھ رہی ہو۔" ممی نے سمجھایا تھا اور میرال حسن کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوما تھا جب وہ اس کی فکر کر رہا تھا۔ اسے سمجھا رہا تھا اور جب وہ اس کی انگلی میں اچانک رنگ پہناتے ہوئے مسکرایا تھا۔

وہ بے فکر دکھائی دیا تھا مگر اس کے انداز میں، اس کی نظروں میں اور اس کے عمل میں میرال حسن کے لئے کیئر تھی۔ اس نے ذہن کو جھٹکا دیا۔

"ممی محبت کیسے ہوگی اس بندے سے؟ وہ بہت فضول ہے۔ میں ایک دن اس کے ساتھ گزارنے کا فی الحال تصور نہیں کر سکتی اور کہاں پوری لائف؟" وہ ابھی دکھائی دی تھی۔ دوسری طرف ممی مسکرا دی تھیں۔

"بیٹا کسی کو سمجھنے سے، جاننے سے محبت ہوتی ہے اور جو رشتہ شادی کے بعد جڑتا ہے وہ بہت فطری محبت کے در آنے کے دروازے کھول دیتا ہے۔"

"ممی ایسی اچانک محبت شادی سے کیسے ممکن ہے؟" میرال حسن حیران ہوئی تھی۔ ممی مسکرا دی تھیں۔

"شادی سے اس ایسی محبت ممکن نہیں۔ بہت سے لوگ ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں ہیں مگر شادی کا رشتہ ان دو اجنبیوں کو بھی پاس لے آتا ہے۔ یہ رشتہ فطری محبت کو جنم دیتا ہے۔"

"سننے میں یہ بہت عجیب لگتا ہے ممی۔ ایسا ممکن کیسے ہوتا ہوگا؟"

"ایسا ممکن ہو جاتا ہے بیٹا۔ جب تمہاری شادی ہوگی تو تمہیں خبر ہو جائے گی۔"

"نہیں میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی ممی۔ فی الحال تو بالکل نہیں۔" میرال نے صاف کہہ دیا تھا۔ ممی مسکرا دی تھیں۔

"تم اشعر ملک کو سمجھنے کی کوشش کر سکتی ہو۔ یہ اچھا وقت ہے۔ تم اس کے قریب ہو۔ اسے موقع دو تمہیں جاننے کا اور تم بھی اس عرصے میں اسے جان لو۔ ہم نیکسٹ ویک آ جاتے ہیں تو منگنی کی ایک رسم کو بھی پورا کر لیتے ہیں!" ممی نے کہہ کر فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا اور میرال ہاتھ میں فون لئے کھڑی دیکھتی رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

ابان شگری چلتا ہوا "ذوالفقار شگری ہاؤس" میں داخل ہوا تھا۔

"میرا بچہ......!" ثمرہ اسے دیکھ کر پرتپاک انداز میں گلے ملی تھیں۔

"اتباع کو نہیں لائے؟" ثمرہ نے اس کی پشت میں نگاہ ڈالی تھی جہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ ابان مسکرایا تھا۔

"اپنی بہو سے مل کر تھکتی نہیں آپ؟ آپ کو اس سے کوئی ساس بہو والی فطری فیلنگ نہیں آتی؟" ابان شگری نے چھیڑا تھا تو ثمرہ اسے ہاتھ کی چپت لگاتی ہوئی مسکرا دی تھیں۔

"میں اس سے ایسی کوئی فیلنگز کیوں رکھنے لگی؟ میرے لئے عالیہ جیسی ہے وہ۔ اور کتنی تو پیاری ہے وہ۔ تمہیں کیوں لگتا ہے ہم میں ایسی کوئی Feelings آنا چاہئیں؟" ثمرہ مسکرائی تھیں۔ ابان مسکرا دیا تھا۔

"دیٹس نیچرل سم۔"

"کوئی نیچرل نہیں۔ آئی ڈونٹ فیل اینی تھنگ لائیک دس۔ ہم ایسی باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتے۔ میری بہو بہت سمجھدار ہے۔ اور اس کی ساس بھی اتنی ہی Sensible ہے۔" ثمرہ مسکرائی تھیں۔ ابان نے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تم بیٹھو میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔ آفس سے سیدھا آ گئے ہو گے ناں تم؟" ثمرہ نے قیاس کیا تھا۔

"نہیں ممی۔ فی الحال کچھ نہیں کھاؤں گا۔ آپ کی بہو انتظار کرے گی ڈنر پر۔ سو ڈنر اس کے ساتھ کروں گا۔" ابان مسکرایا تھا۔

"ڈیڈ کہاں ہیں؟ میں ان سے مل لیتا ہوں!" ابان شگری نے مدعا بیان کیا تھا۔ ثمرہ نے سر ہلایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں چائے کے ساتھ کچھ بنا دیتی ہوں۔"

"نہیں ممی فی الحال کچھ نہیں ورنہ آپ ساس بہو کے فطری جھگڑے اسٹارٹ ہو جائیں گے۔ وہ جھگڑے گی کہ میں آپ کے ہاتھ کا بنا کھا کر آ گیا اب اس کے ہاتھ کا بنا کون کھائے گا؟" ابان نے چھیڑا تھا۔ ثمرہ مسکرا دی تھیں۔

"ایک تو تم ان ساس بہو کو روایتی خانوں میں لا کر رکھنے سے باز نہیں آتے۔ اچھا جاؤ اسٹڈی میں موجود ہیں تمہارے ڈیڈ۔ جا کر مل لو۔ میں تمہارے لئے کافی بنا کر بھجوا دیتی ہوں۔" ثمرہ نے کہا تھا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

☆......☆......☆

"یار! یہ کیا اچانک یہاں سے جانے کی ٹھان لی؟ خیریت تو ہے؟ کہیں محبت وغیرہ کا تو کوئی چکر نہیں؟" اشعر ملک نے کہا تھا۔ اور قاسم مسکرا دیا تھا۔

"اشعر ملک مجھے محبت وغیرہ سے فی الحال دور رکھو۔ میں ان معاملات میں پڑ کر اپنا وقت گنوانا نہیں چاہتا۔ ابھی میرے پاس آنے کو بہت کچھ ہے اور میں بہت کچھ، بہت بے فکر ہو کر کرنا چاہتا ہوں۔ جنوں سر میں سما گیا تو اشعر ملک بن جاؤں گا۔" قاسم مسکرایا تھا اور اشعر ملک ہنس دیا تھا۔

"جنوں نہ ہو...... سر میں سودا نہ ہو تو جینے کا مزہ کیا ہے یار؟ محبت فنا نہیں کرتی۔ راہ پر لگا دیتی ہے۔ محبت کر کے دیکھو یہ راہ راہ بھٹکنا موقوف کر دو گے۔" اشعر ملک نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر عجیب پریقین لہجے میں کہا تھا اور قاسم مسکرا دیا تھا۔

"مجھے یقین ہے تم مکمل یقین سے کہہ رہے ہو لیکن فی الحال میں محبت سے پرہیز کرنا چاہوں گا۔" قاسم نے جتایا تھا اور اشعر ملک اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرایا تھا۔

"جیسی تمہاری مرضی قاسم مرتضیٰ۔ جو کرو پوری عقل اور پورے دماغ سے کرو۔ فی الحال دل کو ایک طرف رکھ دو۔ محبت آگئی تو کسی اور طرف دیکھنے نہیں دے گی۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"کسی شے کی ضرورت ہو تو بتا دو۔"

"نہیں اشعر ملک، تھینکس۔"

"تم واپس لوٹو گے تو دوبارہ جوائن کرنا چاہو گے؟" اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

"شاید نہیں اشعر ملک۔ کچھ وقت پیرنٹس کے ساتھ گزارنا چاہوں گا۔ ان کو بہت گلے شکوے ہو رہے ہیں۔" قاسم مسکرایا تھا اور اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں یار...... والدین کے ساتھ گھر میں بہت رونق سی ہو جاتی ہے۔ اچھا لگتا ہے ان کی ڈانٹ سننا، ان کا پیار محسوس کرنا۔ آئی وش یو گڈ لک فور یور فیوچر۔ رابطے میں رہنا۔ میں ہاشم سے کہہ کر تمہارا حساب کلیئر کروا دیتا ہوں۔" اشعر ملک نے کہا تھا تو قاسم نے سر ہلا دیا تھا۔

"تھینکس اشعر ملک۔ بہت اچھا وقت گزرا تمہارے ساتھ۔" قاسم نے کہا تھا تو اشعر مسکرا دیا تھا۔

"میرا بھی۔ تمہاری عادت ہو گئی تھی۔ تم سے باتیں کرنے کا عجیب ایک لطف تھا۔ رابطے میں رہنا یار......!" اشعر ملک نے پرجوش انداز میں اسے گلے ملتے ہوئے کہا تھا تو قاسم سر ہلاتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

☆......☆......☆

ابان شگری نے اسٹڈی روم کے اندر قدم رکھا تھا۔ ذوالفقار شگری کتاب پڑھنے میں مصروف دکھائی دیے تھے۔ ابان دانستہ وہیں رک گیا تھا۔ ذوالفقار شگری کی مکمل توجہ کتاب پر تھی مگر شاید وہ اس کی آہٹ پہچان گئے تھے تبھی مدھم آواز میں بولے تھے۔

"آ گئے ہو تو آگے بڑھ آؤ۔ وہاں کیوں رکے کھڑے ہو؟"

ابان شگری نے خاموشی سے ان کی طرف دیکھا تھا۔ پھر آگے بڑھ آیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس کے آنے کا نوٹس اس طرح لیں گے۔ وہ چلتا ہوا قریب گیا تھا۔ تبھی ذوالفقار شگری نے کتاب بند کی تھی اور اٹھ کر اس کی لمحہ بھر کو خاموشی سے دیکھا تھا پھر اسے تھام کر گلے لگایا تھا۔

ابان شکری کو اس اقدام کی امید نہیں تھی مگر وہ حیران نہیں ہوا تھا۔

اس عمل میں ایک باپ کی گرمجوشی تھی اور محبت تھی۔ ابان شکری نے یہ اس گرم جوشی کو بھرپور محسوس کیا تھا۔ کتنے عرصے کی دوری تھی۔ فاصلے تھے کہ بڑھتے گئے تھے۔ کئی سالوں تک درمیان رکے رہے تھے۔ پھیلتے رہے تھے اور اب اچانک ذوالفقار شکری نے ان فاصلوں کو سمیٹ دیا تھا۔

ابان شکری ان کے گلے لگا کھڑا تھا۔

''آپ ٹھیک ہیں؟'' ابان شکری نے پوچھا تھا۔

''آئی ایم سوری بیٹا!'' وہ مدھم لہجے میں بولے تھے۔

''نہیں ایسا مت کہیں......!'' ابان شکری نے ان کی سمت دیکھتے ہوئے ان کو معذرت کرنے سے روکا تھا۔

''یہ معذرت مجھے تم سے تب کرنا چاہئی تھی جب میں نے تمہیں اس گھر سے بے دخل کیا تھا۔ میں ایسا نہیں چاہتا تھا بیٹا۔ تم میرے جگر کا ٹکڑا تھے۔ میں تمہیں خود سے الگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ انا بہت کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اس انا نے بہت عرصے تک مجھے میرے بیٹے سے دور رکھا ہے۔ کئی بار دل چاہا تھا تم سے بات کروں۔ تمہارا ذکر کروں۔ تمہیں فون کروں اور تمہاری آواز سنوں۔ یا جب تم کسی سیمینار یا کانفرنس میں دکھائی دیتے تھے تو دل پر بہت جبر کر کے رک جاتا تھا۔ دل چاہتا تھا تمہارے پاس آؤں تمہیں گلے لگا لوں۔ پوچھوں تم کیسے ہو۔ میں ان سالوں میں کبھی ایسا نہیں کر پایا مگر تمہیں ان سیمینارز میں اور کانفرنسوں میں دیکھ کر ایک اطمینان ضرور ہوتا تھا۔ دل کو ایک سکون ملتا تھا اور بہت اچھا سا لگتا تھا۔ میں تم سے مل نہیں پاتا تھا مگر ایک تسلی ہو جاتی تھی کہ تم خیریت سے ہو۔ ابان بیٹا میں نے یہ طویل لمبا عرصہ بہت کٹھنائیوں میں گزارہ ہے۔ میں پچھتاووں میں جی رہا تھا۔ مجھے قلق تھا۔ اپنے کیے کی بہت شرمندگی تھی۔ میں نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھوں سے دور کر دیا تھا۔'' وہ ایک پچھتاوے کے ساتھ بولے تھے۔ ابان شکری نے ان کی آنکھوں میں نمی دیکھی تھی۔

''آئی ایم سوری ڈیڈ...... میں بھی ضد میں اڑ گیا تھا۔ مجھے گھر چھوڑ کر نہیں جانا چاہئے تھا۔ میں غلط تھا!'' اس نے اپنے ڈیڈ کو شرمندگی سے نکالنا چاہتا تھا۔ وہ اس پچھتاوے کے احساس کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا۔

ذوالفقار نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''نہیں تمہاری غلطی نہیں تھی۔ وہ غلطی میری تھی۔ میں نے جو کیا غلط کیا۔ تمہیں خود سے دور کیا۔ بے جا سختی کی۔ والدین کو یہ سوچ لینا چاہئے کہ وہ اپنے اقدامات میں کہاں درست ہیں اور کہاں غلط۔ میں نے بے جا سختی کی۔ تم ٹھیک راہ پر جا رہے تھے۔ اگر تم کوئی سرگرمی تعلیم سے ہٹ کر کر لیتے تھے تو مجھے اسے ایک Healthy activity سمجھنا چاہئے تھا۔ تم تعلیم کے میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہے تھے تو میرا تم پر سختی کرنا نہیں بنتا تھا۔ بچوں کے لئے تعلیم کے ساتھ ایسی ہیلتھی ایکٹیوٹیز کا ہونا ضروری ہے۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ میں نے تمہارے بچپن اور لڑکپن کو اپنی فضول ضد میں اس قدر اسٹریس سے بھر دیا۔ میں اس وقت اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ تمہارے چھوٹے

سے ذہن پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ہم والدین ایک جگہ غلط ہوتے ہیں۔ ہم اپنی اولاد کو جب کوئی بات کہتے ہیں تو اپنی عمر اور تجربے کے مطابق کہتے ہیں۔ مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے بچوں کے ذہن اتنے تجربہ کار نہیں ہوتے جو وہ ہماری باتوں کو اس طور ہینڈل کر سکیں۔ میں نادانستہ تمہارے ذہن پر ایک بردن ڈال رہا تھا۔ تمہیں Stress میں مبتلا کر دیا تھا اور مجھے اس کا اندازہ بھی نہیں تھا۔"

ذوالفقار شرمندہ دکھائی دیے تھے۔ ابان شگری نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں ڈیڈ یو ور ناٹ رونگ۔" آپ نے جو کیا وہ میری بھلائی کے لئے کیا۔ آپ مجھے غلط روش پر چلتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اس ایج میں موسٹلی بچے بگڑ جاتے ہیں۔ آپ کا اقدام اتنا غلط نہیں تھا۔ آپ مجھے کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔ دیکھئے میں آج آپ کی اس سختی کی وجہ سے کامیاب ہوں۔ میں نے گھر چھوڑا تھا۔ آپ کی نصیحتیں اور خیالات میرے ساتھ رہے تھے اور وہی سوچ مجھے آگے بڑھنے میں مدد دیتی رہی تھی۔ میں اتنا کامیاب ہو پایا کیونکہ آپ کی سوچ میری سوچ بن گئی تھی۔ میں نے محنت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ سب حیران تھے میری اتنی بڑی کامیابی پر ہر کوئی حیران تھا مگر میں نہیں کہہ پایا کہ یہ کامیابی آپ کی اس سوچ کے باعث تھی۔ آپ نے مجھے سمت دکھا دی تھی۔ میں آپ سے الگ ہو کر بھی اس سمت سے الگ نہیں ہو پایا تھا۔" ابان شگری نے فراخدلی سے کہا تھا اور ذوالفقار نے اس کی پیٹھ کو تھتھپایا تھا۔

"مجھے تم پر فخر ہے! تم نے میرے نام کو اتنا روشن کر دیا۔ اتنی چھوٹی سی بات کو قبول کرنے میں مجھے اتنے برس لگے ہیں۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ میرے بیٹے نے اپنے بیٹے ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔" وہ مسکرائے تھے اور ابان شگری نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا تھا۔

☆......☆......☆

میرال حسن بے دھیانی سے چلتی ہوئی اشعر ملک سے ٹکرائی تھی۔ اشعر ملک نے اسے سنبھال کر فوراً گرنے سے بچا لیا تھا۔

"کیا کر رہی ہو یار پھوپھو کی بیٹی؟ کیا دماغ ہے تمہارا؟ ابھی میں نہیں ہوتا تو گر کر تمہیں چوٹ لگ جاتی نا؟" اشعر ملک نے جتایا تھا۔ میرال حسن نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟" اشعر ملک نے اسے بغور دیکھا تھا۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اشعر ملک نے اسے جانچتے ہوئے پوچھا تھا۔

میرال نے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟" میرال حسن نے پوچھا تھا۔

"کیا مطلب؟ کیا کر رہا ہوں؟" اشعر ملک نے چونکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہی...... مجھے سنبھالنا...... ہر تکلیف سے بچانا؟ میرا اتنا خیال رکھنا۔ تم مجھے متاثر کرنا چاہتے ہو؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی تھی۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"یار میرال حسن تمہیں متاثر کرنے کی کوشش کروں فی الحال اشعر ملک کے اتنے برے دن نہیں آئے۔ تمہارا کزن ہوں۔ تھوڑا

بہت فیانسی بھی ہوں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم مجھے اس طرح انڈر اسٹیمیٹ کرتی رہو!" اشعر ملک مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"تھوڑا بہت فیانسی؟" میرال حسن نے اسے گھورا تھا۔

"ہاں۔ مطلب میں نے تو کروز میں تمہاری انگلی میں اپنے نام کی رنگ پہنا دی تھی نا؟ میری طرف سے تو منگنی ہو گئی تھی۔ اب تمہاری طرف کا پتہ نہیں۔" وہ اپنے مخصوص بے فکرے انداز میں مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو اشعر ملک؟" وہ حیران ہو کر بولی تھی۔

اشعر ملک نے اسے دیکھا تھا اور مسکرا دیا تھا۔

"میں جانتا ہوں میرال حسن۔ میں زیادہ تر جو کرتا ہوں بنا سوچے سمجھے کرتا ہوں۔ شروع میں تمہاری مدد بھی بنا سوچے سمجھے کی تھی۔ تمہاری انگلی میں رنگ بھی بنا سوچے سمجھے ہی پہنائی تھی۔ مگر اب میں اپنے اور تمہارے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں!" اشعر ملک نے کہا تھا اور وہ اسے ناگواری سے دیکھنے لگی تھی۔

"وہاٹ؟ اشعر ملک یہ کیا ہے؟ تم جانتے ہو یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں لگتا ہے تم اچھے ہزبینڈ بن پاؤ گے؟ جبکہ تم خود ابھی تک ابتہاج منصور سے محبت کرتے ہو نا؟" میرال حسن نے کہا تھا۔ اشعر ملک سکون سے مسکرا دیا تھا۔

"یار! مجھے اندازہ ہے۔ اگر ابتہاج منصور سے محبت ہے تو تم سے جو ہو رہا ہے وہ کیا ہے؟ میں خود حیران ہوں مگر مجھے اداسی اچھی نہیں لگتی۔ دل چاہتا ہے ہر طرف بہت ساری ہنسی جمع کروں اور اسے تمہارے چہرے پر سجا دوں۔ مجھے نہیں پتا ایسا کیوں دل چاہتا ہے مگر چاہتا ضرور ہے۔" اشعر ملک اپنے بے فکرے پن میں بولا تھا اور میرال اسے گھورنے لگی تھی۔

"تم اتنے عجیب کیوں ہو رہے ہو؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے نگاہ چرا گئی تھی۔

"اور تم مجھے دیکھ کر یہ نگاہ کیوں بدل رہی ہو آج؟" وہ مسکرایا تھا۔

"میں کیوں نگاہ بدلنے لگی؟ ایسے ہی فضول میں کچھ بھی بولتے رہتے ہو تم!" وہ اس کی طرف سے چہرہ پھیرتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر ملک اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

"میں نہیں جانتا یار! کیا ہے مگر بہت حیران کن ہے جو بھی ہے۔ میں تمہارا خیال کیوں کر رہا ہوں مجھے سمجھ نہیں آ رہا اور تم میری طرف سے نگاہ کیوں چرا رہی ہو یہ تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

میرال حسن وہاں سے جانے لگی تھی جب اشعر ملک نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا اور میرال حسن بہت چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اشعر ملک مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے چہرے اور آنکھوں کو پڑھ نہیں پائی تھی تبھی الجھن میں گھر کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"یہ کیا ہے اشعر ملک؟" اس نے دریافت کیا تھا۔ اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اپنے شانے اچکا دیئے تھے اور مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"کچھ عجیب سا ہے۔ سمجھ میں نہ آنے والا۔ کہیں یہ محبت تو نہیں؟"

"شٹ اپ اشعر ملک۔ کچھ بھی بولتے ہو۔ تمہیں مجھ سے محبت کیسے ہو سکتی ہے؟" میرال حسن نے ڈپٹا تھا۔

"اور میں حیران ہوں کہ تمہیں مجھ سے محبت کیسے ہو گئی؟" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے میرال حسن کو دیکھا تھا۔ میرال حسن نے چہرہ پھیرتے ہوئے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی!" اس نے واضح انکار کیا تھا۔

"اگر نہیں ہوئی تو تم اتنی الجھن میں کیوں دکھائی دے رہی ہو اور اس طرح مجھ سے چہرہ کیوں پھیر رہی ہو؟ تم تو مجھ سے ہمیشہ پر اعتماد انداز میں بنا ہچکچائے بات کرنے کی عادی رہی ہو نا؟" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"اور یہ اس انگیج منٹ کا اثر تو نہیں؟" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔ مجھ سے فضول باتیں مت کرو!" میرال حسن نے ہاتھ چھڑایا تھا اور چلتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ اشعر ملک اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

"یہ تو عجیب یار!..... مگر ہو کیوں رہا ہے یہ سب؟ یہ پھوپھو کی بیٹی آج پہلی بار اور لومڑی کے منہ والی کیوں نہیں لگی تھی؟ آج اس کا چہرہ اتنا دلکش کیوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے چاند اتار کر لا کر زمین پر رکھ دیا ہو؟ آج کسی اینگل سے وہ برساتی مینڈک کیوں نہیں لگی؟" اشعر ملک نے الجھتے ہوئے سوچا تھا۔

☆......☆......☆

اتباع نے تیار ہوتے ہوئے اسے آئینے میں دیکھا تھا۔ ذوالفقار شگری ہاؤس میں ان کا ڈنر تھا۔ ابان شگری تیار ہوا کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا جب اس کی کوئی ضروری کال آ گئی تھی اور وہ فون پر بات کرنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے بالوں میں برش کرتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ بے خبر تھا...... انجان تھا۔ وہ بھی خائف تھی اس سے۔ اگر اس کو اتباع سے گلے تھے تو اتباع منصور بھی اس سے بہت خائف رہی تھی مگر یہ رشتہ کیا احساس رکھتا تھا کہ باوجود ان احساسات کے یہ رشتہ انہیں مضبوطی سے باندھتا رہا تھا؟ وہ اس سے اتنی بدگمان رہی تھی مگر چاہتے ہوئے بھی دور نہیں جا پائی تھی اور وہ......!

ابان پلٹا تھا۔ اتباع منصور جو اسے آئینے میں دیکھ رہی تھی نگاہ پھیر گئی تھی۔ یونہی دھیان پھیر کر گلے میں نیکلس پہننے لگی تھی۔ مگر عجلت میں اور بوکھلاہٹ میں وہ ایسا کرنے میں ناکامیاب رہی تھی۔

ابان شگری چلتا ہوا قریب آیا تھا۔ اس اتباع منصور کے قریب آن رکا تھا۔ اتباع منصور نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔ ابان شگری ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے نیکلس لیا تھا اور پھر آئینے میں اس کے عکس کو بغور دیکھا تھا۔ اتباع اس کی طرف سے آئینے میں نگاہ پھیر گئی تھی۔ ابان شگری اس کی لمبی گردن میں بیش قیمت نیکلس پہنانے لگا تھا۔ اتباع اس کے اقدام پر خاموشی سے آئینے میں دیکھنے لگی

تھی۔ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔وہ بیش قیمت نیکلس پہنا کر اس کو آئینے میں بغور دیکھا تھا۔

اتباع نے خالی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔اس کے انداز میں تھکن تھی۔ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

۔ اس کی آنکھوں میں

کچھ سوتے جاگتے خواب حیرت سے تکتے ہیں

میں رنگوں کو سمیٹنے کی کوشش میں

حیرتوں میں ڈوبتا جاتا ہوں

کتنے رنگ ہیں اس کے......؟

کتنے خواب ہیں میرے؟

اس کے رنگ سمیٹتا ہوں

میرے خواب بکھرنے لگتے ہیں

سوچتا ہوں میں اس سفر کو

ادھورا رہنے دوں......!

اس ادھورے خواب کو تکمیل رہنے دوں

مگر اس کی آنکھوں کے خواب مجھے سونے نہیں دیتا

اسے بس ایک ہی ضد ہے......

مکمل کر دو......

اور میں اس ادھورے سفر کو سوچ کر ہر بار رک جاتا ہوں......

ابان شگری ان آنکھوں کو آئینے میں دیکھ کر اس کا ہاتھ تھامتا ہوا مدھم آواز میں بولا تھا۔اتباع منصور یکدم اٹھ کھڑی ہوئی تھی مگر اس کوشش میں اس کا سر اس کی پیشانی سے ٹکرایا تھا۔ابان شگری کی گرم سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرائی تھیں۔اتباع منصور نے آنکھیں میچ لی تھیں۔

''ایسی ضد کیوں ہے؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا تھا۔

''مجھے کوئی ضد نہیں ہے!'' اتباع منصور نے واضح کیا تھا۔

''پھر کیا ہے؟''

''کچھ نہیں!''

’’کچھ نہیں تو اتنے شکوے بند آنکھوں سے کیوں کرتی ہو؟‘‘

’’میں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔‘‘

’’مجھے سنائی کیوں دیتا ہے پھر؟‘‘

’’آپ کی سماعتوں پر میں کوئی اختیار نہیں رکھتی!‘‘

’’پھر اسباب کیا ہیں؟‘‘

’’میں نہیں جانتی......!‘‘

’’تمہیں سفر کو مکمل کرنے کی ضد کیوں ہے؟‘‘

’’میں نے ایسا کوئی اظہار نہیں کیا!‘‘

’’مگر تمہاری آنکھیں پھر کیوں کہتی ہیں؟‘‘

’’آپ کو وہم ہے!‘‘

’’مجھے وہم ہر بار کیوں ہوتا ہے؟‘‘

’’کیونکہ آپ ہر بار اپنے بارے میں سوچتے ہیں!‘‘

’’اور کس کے بارے میں سوچوں؟‘‘

’’مجھے نہیں پتہ۔ یہ سب مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟‘‘

’’اور کس سے پوچھوں؟‘‘

’’مجھے نہیں پتہ......!‘‘

’’ہر بار تم ہی ہو جو اتنے سوال اٹھالاتی ہو!‘‘

’’میں نے کوئی سوال نہیں کیا۔‘‘

’’کرتی ہو......!‘‘

’’نہیں کرتی......!‘‘

’’پھر ان آنکھوں کو اس طرح بند کر لینے کی کیا تک ہے؟‘‘

اتباع منصور آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ مگر انداز میں ایک جھجک تھی۔ انداز میں ایک تھکن تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

’’کیا ہوا؟‘‘ ابان شگری نے پوچھا تھا۔ مگر اس نے سر انکار میں ہلا دیا تھا اور ہاتھ اس کی گرفت سے نکال کر تیزی سے آگے بڑھنا

چاہا تھا۔ پاؤں اس کی خود کی ڈریس میں الجھا تھا اور وہ گرنے کو تھی جب ابان شگری نے فوراً اسے سنبھال لیا تھا۔ اتباع منصور ان بازوؤں میں آن سمائی تھی۔

''کیا گلہ ہے؟'' ابان شگری نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا تھا۔

اس نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

''پھر......؟'' ابان شگری نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''تمہیں کیوں فکر ہو رہی ہے؟'' اتباع اسے بداعتمادی سے دیکھا تھا۔

''جب تک یہ رشتہ رہے گا فکر رہے گی۔''

''اور جب یہ رشتہ نہیں رہے گا تو؟''

''تب کی تب دیکھی جائے گی۔''

''اتنی پرواہ کس بات کی ہے دین؟''

''نہیں ہے پرواہ......!''

''ابان شگری اپنے خود کے رویوں سے الجھنا بند کرو!'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

وہ مسکرا دیا تھا۔ تبھی اتباع منصور نے کہا تھا۔

''ہمیں دیر ہو رہی ہے۔'' مگر ابان شگری نے سنی ان سنی کر دی تھی۔ تبھی اس کا فون بجا تھا۔ دوسری طرف ذوالفقار شگری تھے۔

''جی ڈیڈ...... جی ہم بس نکل رہے ہیں!'' اس نے مؤدب انداز میں کہا تھا۔ اتباع نے اس کی گرفت سے خود کو نکالا تھا اور چلتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ ابان شگری نے اس کی تقلید کی تھی اور قدم آگے بڑھانے لگا تھا۔

☆......☆......☆

''یار ہاشم زندگی بدل جائے گی کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ کیا تھی اور کیا ہو گئی۔ قاسم چلا گیا۔ میرال حسن نے اچانک مینڈکی سے حور پری لگنے لگی۔ ابان شگری نے کمپنیز واپس کر دیں۔ دشمنی کا دی اینڈ...... تو باقی بچا کیا؟'' وہ مسکرایا تھا۔

''آپ کو یہ سب عجیب لگ رہا ہے؟'' ہاشم مسکرایا تھا۔

''ہاں یار! عجیب تو لگ رہا ہے۔ میری عادت تھی دماغ کو سب بزی رکھنے کی۔ اب کچھ سوچنے لگتا ہوں تو اس پھوپھو کی بیٹی کا چہرہ یکدم سے آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہونے لگا ہے؟ اور میں حیران ہوں ایسا کثرت سے ہونے لگا ہے۔'' اشعر ملک حیرت سے بولا تھا۔ ہاشم مسکرا دیا تھا۔

''ملک صاحب ہم تو شہنائیوں کی آوازیں ابھی سے سن رہے ہیں۔''

اشعر ملک کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

''ابھی فی الحال اس کا وقت نہیں آیا۔اشعر ملک اتنی آسانی سے ہار نہیں مان سکتا۔اس پھوپھو کی بیٹی کے لئے تو بالکل نہیں۔'' اس نے مونچھوں کو بل دیئے تھے۔

''والدہ والد کے قدم میرے لئے اس بار بہت کچھ لے کر آئے۔لگتا ہے احمق تھا جب والدہ والد کی نہیں سنتا تھا۔ان کی باتوں کو ماننے کی ضرورت تھی۔اگر ان کی باتوں کو پہلے مان لیا ہوتا تو آج زندگی کے معنی اور ہوتے......!'' اشعر ملک پھیکے سے انداز میں مسکرایا تھا۔

''میں غلط تھا۔کئی جگہوں پر بہت زیادہ غلط تھا۔محبت دلکش ترین ہے۔لوگ کہتے ہیں اندھی ہوتی ہے؟ پتہ نہیں یار الوگ بے وقوف ہیں۔محبت تو بند آنکھوں سے رستہ بھول کر، بے خبری میں بھی آئے تو راہ دکھا جاتی ہے۔لمحہ دو لمحہ ٹھہر جائے تو زندگی بنا دیتی ہے۔'' اشعر ملک بولا تھا۔

ہاشم مسکرا دیا تھا۔

''چلئے ملک صاحب کچھ سنور تو گیا۔محبت آپ کو راہ دکھا کر کمال کر گئی اس سے زیادہ اور کیا بھلی بات ہو سکتی ہے؟'' ہاشم مسکرایا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''اچھا ایک بات بتاؤ۔'' اشعر ملک نے کچھ سوچ کر کہا تھا۔

''جی ملک صاحب کہئے!'' ہاشم مؤدب ہو کر بولا تھا۔

''تمہیں وہ میرال بی بی میرے ساتھ کھڑی کیسی لگتی ہیں؟ ہم مس میچ تو نہیں لگتے؟'' اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہاشم نے مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''نہیں ملک صاحب۔کافی اچھی جوڑی بنتی ہے!'' ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔اشعر ملک چونکا تھا۔حیران ہوا تھا پھر کھل کر مسکرایا تھا۔

''کمال ہے وہ چھوٹی سی لومڑی کے منہ والی ٹھگنی سی لڑکی میرے ساتھ کیسے پرفیکٹ لگ سکتی ہے؟'' وہ بڑبڑایا تھا۔ہاشم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''دیکھنا یہ ہے کہ یہ اثر کتنے دن تک رہتا ہے۔فی الحال تو حیران ہو رہا ہوں اس حیرت سے نکلوں تو کچھ سوچوں گا۔'' وہ مسکرایا تھا۔

☆......☆......☆

''آج کتنا اچھا لگ رہا ہے اس طرح فیملی ڈنر کرتے ہوئے۔بس اماں جان اور حمزہ کی کمی ہے۔وہ ہوتے تو یہ ہمارا پرفیکٹ فیملی ڈنر ہوتا۔'' نمرہ مسکرائی تھی۔

''آپ کہو تو ان کو Skype پر کال کروں؟ کانفرس سے دونوں سے بات ہو جائے گی۔They both can see

us......" عالیہ مسکرائی تھی۔

"نہیں عالیہ۔ وہاں ٹائم ڈیفرنٹ ہے بیٹا۔ حمزہ ابھی آفس میں ہوگا۔ وہ یو کے ٹائم کے مطابق آٹھ بجے گھر سے نکلتا ہے۔ اور تمہاری دادی اماں اس وقت شاید ریسٹ کر رہی ہوں گی۔ انہیں بریک فاسٹ کے بعد ذرا ریسٹ کرنے کی عادت ہے۔ یو کے اور یو ایس اے دونوں کی ٹائم زون ڈیفرنٹ ہے پاکستان سے۔" نمرہ نے سمجھایا تھا تو عالیہ منہ بگاڑ کر دوبارہ سے کھانے لگی تھی۔ ذوالفقار مسکرائے تھے اور ابان شکری کی طرف دیکھا تھا۔

"یو کے میں تمہارا بزنس کیسا چل رہا ہے؟ تمہارا ایک انٹرویو دیکھا تھا تم شاید یورپ میں بزنس شروع کرنے کی بات کر رہے تھے؟" ذوالفقار بولے تھے۔

ابان مسکرایا تھا۔

"جی ڈیڈ۔ یورپین مارکیٹ بڑی ہے۔ خصوصاً جرمنی کا GDP ریٹ خاصا اوپر جا رہا ہے۔ ایسے میں وہاں کاروبار شروع کرنے خاصا سازگار ہو سکتا ہے۔"

ذوالفقار نے سر ہلایا تھا۔

"جرمنی حیران کن رہا ہے۔ وہاں بزنس کے لئے فضا بہت سازگار ہے۔ یو کے یوں بھی جون میں خود کو یورپین یونین سے الگ کر رہا ہے سو یو کے کا رابطہ یورپین یونین سے کٹ جائے گا۔ اس طرح یورپین یونین ایک مضبوط individual مارکیٹ بن جائے گی اور یو کے کی مارکیٹ پہلے سے کہیں زیادہ خود کو مضبوط کر لے گی۔ تمہارا سارا بزنس اور کمپنیز یو کے میں ہیں۔ ایسے میں ایک نئی مارکیٹ ہائر کرنا مفید ہوگا۔" ذوالفقار شکری نے مشورہ دیا تھا۔ ابان شکری نے سر ہلایا تھا۔

"ٹھیک کہا آپ نے ڈیڈ۔ میں یورپ میں جو بزنس شروع کر رہا ہوں وہ ذوالفقار شکری گروپ آف کمپنیز کے نام سے ہوگا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟" ابان شکری نے کہا تھا۔ ذوالفقار مسکرا دیئے تھے۔

"تم نے طے کر لیا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جو میرا ہے وہ بھی تو تمہی بچوں کا ہے۔ لیکن بہتر ہوگا تم شکری گروپ آف کمپنیز کے نام سے ہی کام کرو۔ تمہارا نام بن چکا ہے۔" ذوالفقار مسکرائے تھے۔

"میں نیم اینڈ برانڈز پر یقین نہیں رکھتا ڈیڈ...... محنت کسی بھی برانڈ اور نام کو اوپر لے آسکتی ہے۔" ابان شکری ایک عزم سے بولا تھا تو ڈیڈ مسکرا دیئے تھے۔ دادا ابا نے دونوں کو دیکھا تھا۔

"ارے بھئی تم باپ بیٹا بزنس کی ساری باتیں آج ہی اس ڈائننگ ٹیبل پر ڈسکس کر لو گے؟" دادا ابا مسکرائے تھے۔ نمرہ نے دادا ابا کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ابا، آپ اور ذوالفقار بھی ایسے ہی کھانے کے دوران بزنس سے متعلق باتیں کرتے رہتے تھے نا؟ آپ کی آئندہ نسل بھی یہی

کر رہی ہے۔ فیملی کی روایت ہے۔ خواتین بیچاری چپ چاپ بیٹھی منہ دیکھتی رہتی ہیں اور شگری فیملی کے مرد حضرات کھانے کے دوران بزنس کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔" نمرہ نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔ دادا ابا مسکرا دیے تھے۔

"بیٹا تب مجھے اندازہ نہیں تھا جیسے ابھی ابان اور ذوالفقار کو اندازہ نہیں۔ مگر اب چونکہ میں اس بزنس میٹنگ کا حصہ نہیں ہوں تو مجھے یہ چیز کھل رہی ہے۔" دادا ابا مسکرائے تھے تو ذوالفقار اور ابان شگری مسکرا دیے تھے۔

"بھابھی، آپ یہ چکن کباب لیں نا۔ دیکھئے اپنی بزنس ٹاک میں بھی ہم لڑکیوں کو مکمل نظر انداز کر رہے ہیں۔ دیٹس ناٹ فیئر۔ آیئے ہم اپنا فوڈ اٹھا کر لے کر لاؤنج میں کھاتے ہیں۔" عالیہ نے مسکراتے ہوئے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ تو اتباع مسکرا دی تھی۔ اس مسکراہٹ میں ایک مروّت تھی اور کچھ پھیکا پن۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"اوہ ہو...... میری بیٹیوں کو کوئی نظر انداز کر سکتا ہے؟ کس کی ہمت ہے اتنی؟" دادا ابا مسکرائے تھے۔

"ویسے میں بھی اس گفتگو میں خود کو اتنا ہی مس فٹ محسوس کر رہا ہوں۔ اگر تم لوگ لاؤنج میں جاؤ گے تو میں بھی وہیں آجاؤں گا۔" دادا ابا مسکرائے تھے اور ذوالفقار بھی مسکرا دیے تھے۔

"ابا ہماری ایسی مجال کہ اب ہم ایسی گفتگو دوبارہ کریں!"

نمرہ مسکرائی تھی۔

"شکر ہے ابا آپ نے ان دونوں کے کان کھینچے۔ اب یہ بزنس کی گفتگو سے تو پرہیز کریں گے نا۔" ذوالفقار اور ابان شگری مسکرائے تھے۔ ابان شگری نے بہت خاموشی سے کھاتی اتباع منصور کو دیکھا تھا۔ اس کی خاموشی کا نوٹس لیا تھا۔

"ڈیڈ میں سوچ رہا تھا کیوں نہ آپ سب آکر میرے ساتھ شگری پیلس میں رہیں۔ میں آپ سب کے ساتھ ایک فیملی لائف گزارنا چاہتا ہوں۔ بہت دیر بنجارا بن کر گزاری ہے۔ اب دل چاہتا ہے ایک گھر والی بات ہو۔" ابان شگری بولا تھا اور ذوالفقار شگری مسکرا دیے تھے۔

"بیٹا۔ ہم ساتھ ہی تو ہیں اب۔ رہی شگری محل میں آکر رہنے کی بات تو یہ گھر یا وہ گھر کوئی دو باتیں نہیں ہیں۔" ذوالفقار شگری مسکرائے تھے۔ ــــ نمرہ بولی تھیں۔

"تمہارے ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں ابان...... ابھی فی الحال کچھ ذمے داریوں سے نبرد آزما ہو لینے دو۔ پھر ہم ساتھ ہی رہیں گے۔ میں تو تمہارے اور اتباع کے ساتھ ہی رہنا چاہوں گی۔ تمہارے ڈیڈ چاہیں تو حمزہ کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔" نمرہ مسکرائی تھی۔

"یوں بھی تمہاری اتنی پیاری سی وائف ہے نا اب گھر میں رونق کرنے کے لئے۔ آج دو ہو اور ماشاءاللہ اور کچھ دنوں میں تین ہو جاؤ گے۔ پھر گھر میں اتنی رونق ہو جائے گی تو تمہیں کسی اور کی ضرورت نہیں رہے گی۔" نمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

ابتہاج جھینپ گئی تھی۔ سر اٹھا کر نہیں دیکھ سکی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ ثمرہ نے مسکراتے ہوئے بیٹے کو دیکھا تھا۔

"میرا دادی بننے کا شوق جلدی پورا کر دینا۔ مجھے اتنی ینگ ایج میں دادی بننا بہت اچھا تجربہ لگے گا۔" ثمرہ مسکرائی تھیں تو سب ہنس دیئے تھے۔

ابتہاج بہت Uncomfrotable ہو رہی تھی سو سر نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ ابان شگری نے اس کے چہرے کے رنگ بغور دیکھے تھے۔

"یہ تم ابتہاج کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ میں تم سے بات کر رہی ہوں!" ممی نے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ ابان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا تھا۔ نگاہ بھٹک کر اس چہرے پر جا رہی تھی۔ وہ خود کو اس چہرے پر پھیلے رنگوں کو دیکھنے سے باز نہیں رکھ پا رہا تھا۔

☆......☆......☆

"اشعر بیٹا کچھ دنوں میں تمہاری پھوپھو اور پھوپھا آ رہے ہیں۔ تم ایسے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہو۔" والدہ نے کہا تھا اور وہ حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"والدہ یار مجھے اس سارے قصے میں کیا کرنا ہے؟" پھوپھو آ رہی ہیں تو بہت خوشی کی بات ہے۔ مگر میں کیا کروں گا؟" اشعر ملک مخصوص انداز سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ والدہ نے اس کے شانے پر ایک چپت لگائی تھی۔

"وہ صرف تمہاری پھوپھو نہیں ہیں اب۔ اب وہ تمہاری ساس بھی ہیں۔ وہ آئیں گے تو فوراً انگیج منٹ سرمنی کرنا چاہیں گے۔ تم میرال حسن کو ساتھ لے کر انگیج منٹ رنگ لے لو۔" والدہ نے کہا تھا تو اشعر ملک کچھ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" والدہ نے اسے دیکھا تھا۔

"والدہ، کیا میں واقعی یہ منگنی کر رہا ہوں؟" وہ حیران تھا۔

"کیا مطلب؟ کیا تم یہ انگیج منٹ نہیں کرنا چاہتے؟ تم نے تو خود میرال حسن کے ہاتھ میں اپنے نام کی رنگ پہنا دی تھی نا؟ تم جب کروز پر تھے؟" والدہ نے یاد دلایا تھا۔ اشعر ملک انہیں خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ دیکھو اب فیملیز کے درمیان بات ہو رہی ہے سو اب کوئی حماقت مت کرنا۔ تمہاری پھوپھو اور پھوپھا یہاں اس انگیج منٹ سرمنی کی غرض سے آ رہے ہیں۔ یہ زندگی کے رشتے کوئی مذاق نہیں ہیں۔" والدہ نے سمجھایا تھا۔ اشعر ملک نے انہیں خاموشی سے دیکھا تھا۔

"یار والدہ میری عقل کو کچھ سمجھ نہیں ہو رہا۔ میرال حسن!" اشعر ملک کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔ والدہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"بیٹا تم نے بذات خود ایک فیصلہ کر لیا ہے تو پھر اس طرح کنفیوزڈ کیوں ہو؟ تم نے جب میرال حسن کے ہاتھ میں رنگ پہنائی تھی تو تمہارے دل میں یا دماغ میں کچھ تو رہا ہوگا نا؟" والدہ نے کہا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تب کچھ نہیں تھا دماغ میں اور دل میں میں نے سوچا نہیں والدہ...... مگر کچھ عجیب لگ رہا ہے۔

''کیا ہوا؟ تم پریشان ہو کچھ؟'' والدہ نے اسے دیکھا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''نہیں پریشان نہیں ہوں والدہ......! مگر میں خود کو مینٹلی اس کے لئے پری پیئرڈ نہیں کر پا رہا۔'' اشعر ملک نے کہا تھا۔ اور مسکرایا تھا۔

''آپ کو لگتا ہے میرال حسن اچھی جیون ساتھی ثابت ہو سکے گی؟'' اس نے والدہ سے پوچھا تھا۔ والدہ نے اسے دیکھا تھا۔

''یہ سوال تمہیں خود سے پوچھنے کی ضرورت ہے بیٹا!'' والدہ نے نرم لہجے میں کہا تھا۔

''میں خود سے جواب نہیں پا رہا والدہ...... میں نے یہ منگنی کیوں کی۔ کروز میں بنا سوچے سمجھے اس کے ہاتھ میں رنگ کیسے اور کیوں کر پہنائی۔ میں نہیں جانتا۔'' اس نے بے خبری سے کہا تھا۔ والدہ نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''تمہیں جتنا وقت لینا ہے لو اور کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ۔ یہی بہتر ہوگا۔ تمہارا میرال سے اس بارے میں بات کرنا بہت ضروری ہے۔'' والدہ نے سمجھایا تھا۔

اشعر ملک نے سر ہلایا تھا اور بولا تھا۔

''میں نے میرال حسن سے بات کی تھی۔ وہ جیسے مجھے اس طور پر پسند نہیں کرتی۔ ہم نے ایسے کبھی ایک دوسرے کے لئے سوچا ہی نہیں تھا۔ وہ ابان شگری کو پسند کرتی تھی۔ میں یہ بات جانتا تھا اور میں اتباع منصور سے شادی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ہم دو مختلف سمتوں کے لوگ تھے اور ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا ہم ایک سمت میں آ کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر چلنا پڑے گا۔ شاید تبھی یہ صورتحال ہم دونوں کے لئے اتنی حیران کن بن گئی ہے۔ میں نے اس کی افسردہ کیفیت دیکھ کر اس کے ہاتھ میں رنگ پہنا دی تھی مگر کوئی رشتہ دل سے جڑ پایا تھا کہ نہیں یہ ہم نہیں جانتے۔'' اشعر ملک بولا تھا۔ اور والدہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆......☆......☆

دھڑکنوں کو سنتا ہوں

بے سبب خواب بنتا ہوں

کیا چھپا ہے دل میں

سوالوں اور جوابوں میں

ان کہے حوالوں میں

مثالوں اور اعمالوں سے

کوئی سی بات کھوئی ہے کب سے

اور کونسی بات ہے جو ان کہی سی ہے

کونسی بات ہے یا باقی ہے
کونسی بات ہے گمشدہ
کونسا ربط ہے جو کھویا ہے
کون سا ربط ہے جو جڑتا نہیں
کون سا سرا ہے جو ملتا نہیں؟
کون سا سرا ہے جو الجھا
ریشم ہے جیسے رشتوں میں
کوئی گرہ لگتی نہیں
کوئی ڈور کھلتی نہیں
کوئی سرا ملتا نہیں

ابان شگری نے اسے پیکنگ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ دادا ابا نے فون کر کے یاددہانی کروی تھی کہ صبح کی فلائٹ تھی۔ اتباع نے پیکنگ شروع کردی تھی۔ ابان نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ پر کوئی ضروری کام کر رہا تھا۔ مگر نگاہ بھٹک کر اس کی طرف جا رہی تھی۔

اتباع نے اسے دیکھا تھا اور نگاہ پھیر گئی تھی۔

ان کے درمیان کچھ عجیب سا تھا۔ اس میں کتنی بہتری ہو سکتی تھی۔ تعلق کیسے مضبوط ہو سکتا تھا یا فاصلے کم ہو سکتے تھے۔ دونوں اس بارے میں نہیں سوچ رہے تھے۔

دونوں فیملی کے لئے ہنی مون پر جا رہے تھے۔ مگر اس ٹرپ نے ان کو قریب لانا تھا یا فاصلے بڑھا دینے تھے وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ اتنا جانتی تھی ابان اپنی فیملی کے لئے سب کر رہا تھا۔ اور وہ بھی فیملی کے لئے ہی یہ کوشش کر رہی تھی۔

فاصلوں میں جو بات چھپی تھی وہ دونوں سمجھنے کے تیار نہیں تھے۔ اتباع منصور نے کروز پارٹی کے دوران اپنے طور پر تعلق کو بچانے کی کوشش کی تھی مگر ابان شگری نے کوئی پیش رفت نہیں کی تھی تو اتباع کے قدم بھی وہیں جم گئے تھے۔ وہ جیسے کوششیں کر کے اپنے طور پر تھک گئی تھی۔ وہ ہر بار ایک نئی جہت کرتی تھی۔ ایک نئی ہمت سے اس کی طرف قدم بڑھاتی تھی۔ وہ نہیں سوچتا تھا۔ اس کی انا تھی۔ اس کی خودداری تھی۔

اس کی نسوانیت بھی۔ اسے ہرٹ ہوتا تھا۔ اس کا نسوانی وقار اور انا کسی طور تار تار ہوتا تھا۔ وہ شاید سمجھ نہیں رہا تھا۔ سمجھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ ایسی صورت میں اتباع کو اپنا آپ غلط لگتا تھا اور وہ یہی سوچتی تھی کہ بہتر عمل ہوتا اگر وہ شادی کئے بنا یہاں سے چلی جاتی مگر ابان شگری اسے شادی کئے بنا جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اپنی منوانے کا قائل تھا۔ اس کی رو سے اس کی مرضی اہم تھی اور اس کی فیملی کی عزت بھی اہم تھی۔

اپنی فیملی ریسپیکٹ کے لئے اس نے اسے زبردستی یہاں روکا تھا۔ اس سے شادی کی رسومات کی تھیں۔ دنیادکھاوے کو یہ رشتہ بنا دیا تھا کیونکہ اس کی ممی کی خواہش تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اتباع اس صورتحال سے گزرتے ہوئے کتنی اورکس طور نڈھال تھی؟

اتباع نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

ابان شگری نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا تھا۔ اورکوئی بزنس رپورٹ دیکھنے کے ساتھ لیپ ٹاپ پرکام کرنے لگا تھا۔ اتباع اس کی طرف سے نگاہ ہٹا کر آرام سے پیکنگ کا کام کرنے لگی تھی۔ ابان شگری کو اس کی مدد کا دھیان نہیں آیا تھا۔ وہ بہت اطمینان سے نیوز دیکھتے ہوئے چینل بدلنے لگا تھا۔ تبھی ایک چینل پر اس نے ٹیون کر کے ریموٹ رکھ دیا تھا۔ **Danie Bedingfield** کی آواز کمرے کے پرسکوت ماحول میں پھیلنے لگی تھی۔

If you're not the one then why does my soul feel glad today?

If you're not the one then why does my hand fit your this way?

If you're not mine then why does you heart return my call?

If you're not mine would I have the strength to stand at all?

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی نظروں کی تپش محسوس کر کے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی اور چہرہ پھیر لیا تھا۔ ابان شگری ایک ٹک اسے دیکھے گیا تھا۔

I'll never know what the future brings

But I know you're here with me now

We'll make it through

And I hope you are the one I share my life with

اتباع منصور اس کی ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر حیران تھی۔ اس کی نظروں کی تپش اسے مسلسل ڈسٹرب کرتی ہوئی اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا رہی تھی۔ اس نے ابان شگری کی سمت دیکھا تھا اور نگاہ چرا گئی تھی۔

I don't want to run away but I can't take it

I don't understand

If I'm not made for you then

why does my heart tell me that I am?

Is there any way that I can stay in your arms?

ابان شگری نے اس کی سمت دیکھا تھا اور پھر لیپ ٹاپ اٹھا کر ایک طرف رکھا تھا۔ اتباع منصور چونکی تھی۔ وہ اٹھا تھا۔ اس کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ اتباع منصور اس کی اپنی طرف پیش قدمی سے چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ مگر دوسرے ہی لمحے نگاہ پھیر کر خود کو اس کی طرف سے بے خبر ظاہر کرنا چاہا تھا۔

If I don't need you then why

ai I crying on my bed?

If I don't need you then why does

your name reasound in my head?

If you're not for me then why

does this distance maim my life?

If you're not for me then why

do I dream of you as my wife?

ابان شگری اس کے لئے مدد کو آیا تھا۔ اس کے ساتھ پیکنگ کروانے لگا تھا۔ یہ عمل حیران کن تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

ابان شگری پوری طرح اس کی مدد کرنے میں مصروف عمل تھا۔ اتباع نے اس کی طرف سے نگاہ ہٹا دی تھی۔

I don't know why you're so far away

But I know that this much is true

We'lll make it through

And I hope you are the one I share my life with

And I wish that you would be the one I die with

And I pray in you're the one I built my home with

I hope I love you all my life

دونوں ایک ہی وقت میں الماری کی طرف مڑے تھے۔ الماری سے ضروری سامان لینے کے لئے۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے اور ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔ ابان شگری کی آنکھیں خاموش تھیں اور اتباع منصور کی آنکھوں بھی پر سکوت تھیں۔ وہ نگاہ پھیر گئی تھی۔

I don't want to run away but I can't take it

I don't understand

If I'm not made for you then why

does my heart tell me that I am

Is there any way that I can stay in your arms?

اتباع منصور مڑی تھی تبھی ابان شگری نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ اتباع منصور نے پلٹ کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ اس گرفت میں کوئی خاص بات تھی کہ نہیں، وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو اپنی طرف موڑا تھا اور بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی ان آنکھوں میں کیا تھا۔ وہ آنکھیں کیا کہہ رہی تھیں۔ اس نے جاننے کی کوئی تگ ودو نہیں کی تھی۔

Cause I miss you, body and soul so

strong that it takes my breath away

And I breath you into my heart

and pray for hte strenth to stand today

Cause I love you, whether it's wrong or right

And through I can't be with you tonight

You know my heart is by your side

اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے بہت نرمی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا تھا اور مڑ کر دوبارہ پیکنگ کرنے لگی تھی جب ابان شگری نے اسے کلائی سے تھام کر یکدم اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع منصور اسے اس اقدام پر حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اسی طور بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا۔ اتباع اس کی سمت سے نگاہ ہٹا گئی تھی۔ ابان شگری اسی طور بغور تکتا رہا تھا۔

I don't want to run away but

I can't take it

I don't understand

If don't made fro you then why

does my heart tell me that I am

Is there any way that I could stay in your arms?

ابان شگری کیا کہنا چاہتا تھا وہ نہیں جان پائی تھی۔ ان آنکھوں میں جو بھی تھا بہت الجھا ہوا تھا۔ اتباع منصور نے سمجھنے یا جاننے کی قصد نہیں کیا تھا۔ ابان شگری نے اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کیا تھا جب اتباع نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ ابان شگری نے بنا اس کی

حیرت کے پرواہ کئے اس کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔ ان آنکھوں میں گرمیٔ شوق تھی۔ ایک خاص دلچسپی تھی اور اتباع منصور کو یکدم اپنا چہرہ ان نظروں کی تپش سے جلتا محسوس کیا تھا۔ ابان شگری نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے چہرہ اس کی سمت جھکایا تھا جب آہٹ ہوئی تھی۔ دروازے پر کسی نے دستک دی تھی اور ساتھ ہی کسی نے سر اندر ڈال کر جھانکا تھا۔ ابان چونک کر دیکھنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔ وہاں میرال حسن کھڑی تھی۔

''ابان شگری مجھے تم سے بات کرنا ہے!'' اس نے بنا ادھر ادھر کی بات کئے مدعا بیان کیا تھا۔ ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور وہ چلتی ہوئی اندر بڑھ آئی تھی۔ ابان شگری نے اتباع منصور کی کلائی پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی تھی۔ اتباع منصور نے اس کی گرفت کو اپنی کلائی پر ڈھیلا ہوتا محسوس کر کے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

میرال حسن ان کے قریب آن رکی تھی۔ اتباع کی طرف دیکھا تھا۔

''ایکسکیوز می...... بٹ آئی ہیو ٹو ٹاک ٹو ہم!'' اس نے معذرت خواہ لہجے میں کہا تھا اور ابان شگری کا ہاتھ تھام کر یکدم سرعت سے مڑی تھی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔

اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اور ابان شگری کو اس کے ساتھ جاتے ہوئے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا ہوا تھا؟

اچانک آناً فاناً کیا ہوا تھا؟ اتباع منصور حیران رہ گئی تھی۔ وہ کچھ کہہ نہیں پائی تھی۔ کوئی ری ایکشن نہیں دے سکی تھی۔ کوئی حق بھی نہیں جتا سکی تھی۔ اس رشتے کا کوئی حق اس کے پاس تھا بھی تو وہ اس لمحے بے وقعت ہو کر رہ گیا تھا۔ جو تھا باعثِ حیرت تھا۔

میرال حسن اتنا استحقاق رکھتی تھی؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ جس رشتے میں تھی اس کا کوئی حق استعمال کرنے سے قاصر رہی تھی اور میرال حسن اسے حیران کر گئی تھی اور ابان شگری؟ وہ اور اس کا اقدام تو اور بھی باعثِ حیرت تھا جس طرح وہ میرال حسن کے ساتھ چپ چاپ چلا گیا تھا وہ سب اسے بہت شاکڈ کر گیا تھا۔

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری ایسا کیوں کر رہا تھا۔ وہ اتنا تو جان گئی تھی کہ وہ ایسا سب جان بوجھ کر رہا تھا۔ اسے دکھانے کو یا جتانے کو؟
اگر یہ صرف اسے دکھانے کو تھا تو پھر اس کے دل میں کیا تھا؟ اور کیا ہوتا۔ اگر یہ سب صرف قیاس آرائیاں ہوتیں اور اس کا وہم ہوتا اور در حقیقت اس کے دل میں کچھ ہوتا ہی نہیں؟ اتباع منصور کو چونکنا پڑا تھا۔ اس کیلئے اپنی سوچوں کو رد کرنا ممکن نہیں تھا۔ وہ خوش فہمیوں میں سانس لینا چاہتی تھی۔ کوئی خوش گمان پال کر مطمئن ہو جانا نہیں چاہتی تھی۔ کیا ہوتا اگر اس کے دل میں وہ نہ ہوتی اور میرال حسن ہوتی، میرال حسن جس طرح دھڑلے سے آ کر اس کا ہاتھ تھام کر لے گئی تھی اس سے کیا ظاہر ہوتا تھا' ابان شگری کیلئے وہ کتنی اہم تھی یا اس کی کیا اہمیت تھی؟

یا اتباع منصور کی کیا وقعت تھی۔

جب اس نے اتباع کے لئے اتنا کچھ کیا تھا تب اس کے دل میں کیا تھا۔

جب وہ بیمار تھی تو وہ سب چھوڑ چھاڑ کر اس کے ساتھ کیونکر تھا؟ اسے اتنی اہمیت دے رہا تھا اس کا کیا مطلب تھا؟ اگر اسے وہ سب وقت، واقعے یاد نہ آتے تو............ تھی مگر جب اسے وہ واقعے یاد آ گئے تھے تب ابان شگری کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اسے اتنا کچھ یاد آ چکا۔ یہ کیسا رابطہ تھا اس کا اس سے؟

اگر اتنا رابطہ تھا تو پھر فاصلہ کیوں تھا؟

اگر وہ اس کو اتنا جانتا تھا تو پھر کیا باقی تھا جو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا؟

وہ کس بات کے لئے انتظار کر رہا تھا؟

وہ قربت جو تب میسر تھی اب کیوں نہیں تھی؟ وہ تب جس طرح اس کا بے پناہ خیال کرتا رہا تھا، اب کیوں کر سکا تھا۔

وہ خیال کرنا، دبے دبے انداز میں اسے جتانا کہ وہ اہم ہے مگر اس طرح کہ اسے خود بھی اس بات کا اندازہ ہو؟ محبت ایسی ہوتی ہے؟

یہ محبت تھی کہ کچھ اور......؟

اس کے لئے رات بھر جاگنا؟ اسے بازوؤں میں لے کر رات بھر کھڑے رہنا کہ اس کی نیند ڈسٹرب نہ ہو جائے؟ یا پھر یہ کہ ایسا وہ ضد کے باعث چاہتی تھی؟

وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی مگر ابان شگری تو تھا۔

وہ اسے بے جا تنگ کر رہی تھی۔ اسے ستا رہی تھی یا فضول کی ضدیں منوا رہی تھی تو وہ حواسوں میں ہوتے ہوئے بھی اس کی ان ضدوں کو کیوں پورا کر رہا تھا؟ کیوں ایسا کرتا رہا تھا؟ ایسا سب کرنے میں کیا بات کارفرما تھی؟

محبت؟

اس نے جتایا نہیں تھا
کچھ کہا نہیں تھا
انداز میں جو تھا اس کے ساتھ تو لفظ نہیں تھا۔ جب لفظ نہیں ہوتے تو خاموشی میں سمجھنا دقیق ہوتا اور وہ کوئی قیاس آرائی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے مزید نہیں الجھنا تھا۔ اور......!

وہ سوچوں میں غلطاں بے طرح چونکی تھی جب اس کا فون بجا تھا۔ اس نے پلپ کر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا تھا۔ دوسری طرف اشعر ملک تھا۔ اتباع منصور نے کال پک کر لی تھی۔

''ہیلو۔'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ دوسری طرف اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''جی مسز شگری۔ کیسی ہیں آپ؟''

''میں ٹھیک ہوں کیسے فون کیا آپ نے؟'' اتباع نے اسٹریٹ فارڈ ہو کر پوچھا تھا۔

اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''میں نے سوچا آپ کی خیریت معلوم کر لوں۔'' اشعر ملک نے کہا تھا اور وہ چونکی تھی۔

کہیں یہ اشعر ملک کی کوئی سازش تو نہیں تھی؟ وہ پھر کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا تھا اور میرال حسن اس کا کوئی مہرہ تھی؟

''میرال کو آپ نے بھیجا تھا؟'' اتباع نے صاف گوئی سے پوچھا تھا۔ وہ چونکا تھا۔

''میرال؟'' وہ چونکا تھا۔

''میرال کہاں ہے وہاں؟'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''آپ نے بھیجا اسے؟'' اتباع منصور نے پوچھا۔ وہ چونکا تھا۔

''میرال حسن کو میں نے کہاں بھیجا؟ مسز شگری آپ کیا پوچھ رہی ہیں۔ کھل کر کہیے۔ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔'' اشعر ملک نے کہا اور اتباع نے گہری سانس خارج کی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''کیا آپ کو واقعی پتہ نہیں کہ میرال حسن یہاں آئی ہوئی ہے؟''

''اوہ۔ میرال حسن وہاں ہے؟'' اشعر ملک کو حیرت ہوئی تھی مگر بھی وہ فوراً بولا تھا۔

''مسز شگری، میں ایسی بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں میرال حسن کے اس قدم سے یکسر بے خبر ہوں۔ کیا ہوا؟ کوئی پریشانی کی بات ہے؟'' اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

''نہیں۔ مگر میرال حسن یہاں آئی تھی اور ابان کا ہاتھ تھام کر باہر لے گئی ہے۔'' اتباع منصور نے آگاہ کیا تھا۔

''اچھا'' اشعر ملک کو جیسے حیرت ہوئی تھی تبھی وہ اسے مطمئن کرنے کو بولا تھا۔

"مجھے اس بارے میں کوئی خبر نہیں ہے مسز شگری۔ مجھے پتہ ہے آپ اس اقدام پر مجھ پر شک کر رہی ہیں۔ مگر میں آپ کو اس کے لئے الزام نہیں دے سکتا۔ میں آپ کو سکون برباد کرنے والوں کی فہرست میں شمار نہیں ہو رہا۔ مجھے آپ سے اب کوئی پرخاش نہیں ہے۔ میں آپ کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔" اشعر ملک نے کہا تھا تو بھی وہ پرسکون لہجے میں بولی تھی۔

"اشعر ملک۔ مجھے آپ پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اگر آپ میرال حسن کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کرنے جا رہے ہیں تو میرال حسن کو میری نجی زندگی میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ فی الحال یہ بات آپ سے کہہ رہی ہوں اگر میرال حسن نے ایسا جاری رکھا تو اسے براہ راست بھی کہہ سکتی ہوں۔" اتباع منصور نے مضبوط لہجے میں جتایا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"آپ کو حق ہے کہنے کا مسز شگری۔ اگر میرال حسن کچھ غلط کر رہی ہے تو اسے درست کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ ابان شگری سے کوئی ضروری بات کرنے گئی ہو؟" اشعر ملک نے اسے مطمئن کرنا چاہتا تھا تبھی اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

"اشعر ملک کال کی ریکارڈنگز آپ نے فراہم کی تھیں ابان شگری کو؟" اتباع نے کہا تھا تو وہ چونکا تھا۔

"کون سی ریکارڈنگز؟" اشعر ملک کا انداز حیرت سے بھرپور تھا۔

"اشعر ملک۔ جو تمہارے اور میرے درمیان بات ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں کوئی تیسرا نہیں جانتا۔ وہ کالز میں نے تمہیں کیں تھیں، جو بھی ڈیل ہوئی تھی وہ تمہارے اور میرے درمیان تھیں پھر اس کی ریکارڈنگز ابان شگری کو کس نے مہیا کیں؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"مسز شگری۔ ایک بات پر یقین کر لیں۔ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے یہ اقدام نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے میرال حسن نے ایسا کیا ہو۔ وہ بھی تب جب میں اس کے قریب نہیں آیا تھا اور ہم میں وہ رشتہ نہیں بنا تھا۔ وہ اپ سیٹ تھی۔ وہ ابان شگری کو ہر طریقے سے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہو سکتا ہے اس نے وہ ریکارڈنگز اسے پرووائیڈ کر دیں ہوں تا کہ وہ آپ سے بدظن ہو کر اس کی طرف واپس لوٹ جائے۔" اشعر ملک نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

اتباع جیسے اس کی بات سے مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

"اشعر ملک۔ میرال حسن کو اس بات کی خبر کیسے ہوئی؟"

"میں جب ڈرنک کرتا تھا تو کچھ بھی بولتا جاتا تھا۔ شاید اس کیفیت میں کوئی بات میرے منہ سے نکل گیا ہو اور میرال حسن نے اسے اپنے فائدے کے لئے استعمال کر لیا ہو۔" اشعر ملک نے بتایا تھا پھر دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"مسز شگری، آپ میرال حسن کو غلط مت سمجھئے، شی واز ان لو۔ مجھے خبر نہیں اگر اس کے دل میں اب بھی ابان شگری ہے مگر وہ دل کی صاف ہے۔ اس نے جو بھی کیا وہ محبت کی تکمیل کے لئے کیا۔ اگرچہ یہ غلط ہے مگر محبت تو اندھی ہوتی ہے نا۔ ایسے صحیح غلط نہیں دیکھتی۔ محبت جو راہ دکھاتی ہے عقل وہ راہ نہیں دیکھتی۔ آپ میرال حسن کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں۔ مجھے امید ہے اسے اپنے غلط کئے کی پشیمانی ضرور

ہو گی اور جب اسے اس بات کا بھی احساس ہو گا کہ جو راہ اس نے چنی تھی وہ ٹھیک نہیں تھی۔'' اشعر ملک نے اپنے تجربے کی رو میں سمجھایا تھا اور اتباع منصور نے مزید کوئی بات نہیں کی تھی۔

پتہ نہیں اشعر ملک صحیح کہہ رہا تھا یا غلط۔ وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے خبر تھی جو اس کی زندگی میں ہو رہا تھا وہ اسے الجھا رہا تھا۔

میرال حسن نے جو کیا تھا وہ محبت کے لئے کیا تھا۔ اور وہ کیا کر پائی تھی؟

مجھے کے لئے اس کا اقدام کیا تھا؟ کیا اشعر ملک صحیح تھا کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور صحیح اور غلط کی پہچان نہیں کرتی؟

محبت ایسے چھینی نہیں جا سکتی اور جو چھین لینا چاہتے ہیں انہیں اس سے کیا حاصل ہوتا ہو گا؟

محبت چرائی نہیں جا سکتی۔ چھینی نہیں جا سکتی اور کیا یہ بات میرال حسن کو اس سمجھ میں آ گئی تھی؟

اگر میرال حسن اب اشعر ملک کے ساتھ تھی تو اس اقدام کی کیا وجہ تھی؟

کوئی اس طرح کر کے کیسے مطمئن رہ سکتا ہے؟

محبت ہے کوئی شے نہیں جسے زبردستی ہتھیانے کی کوشش کی جائے اور سکون کی سانس لی جائے۔ اتباع منصور کو یہ لاجک سامنے نہیں آئی تھی۔ اس کے اور ابان شگری کے درمیان جو بھی تھا وہ نا سمجھ میں آنے والا تھا۔

کچھ گومگو کی کیفیت تھی اور کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

اگر وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے فارم ہاؤس لے گئی، کوئی حق جتایا تھا تو صاف اس لئے کہ وہ رشتہ رکھتی تھی۔ اگر وہ رشتہ نہ ہوتا تو کیا وہ یہ حق جتا پاتی؟

شاید نہیں!

اگر ابان شگری اس سے محبت نہیں کرتا تھا تو وہ زبردستی اس پر وہ حق نہیں جتا سکتی تھی۔ حق جتانے کیلئے جواز ہونے ضروری ہیں اور جواب تبھی نکلتے ہیں جب محبت کہیں ساتھ کھڑی ہو اور اپنے اطراف سے گھیر کر گھیرے تنگ کر رہی ہو۔ اتباع منصور نے سوچا تھا اور چلتی ہوئی باہر آ گئی تھی۔ اس نے ہر اینگل سے سوچا تھا اور بھرپور جائزہ لیا تھا اور اسے نہیں لگا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اتباع منصور کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ کھلی ہوا کے باوجود بھی فضا میں ایک واضح گھٹن لگی تھی۔ اسے سوچنا پڑا تھا وہ جو کر رہی تھی وہ ٹھیک تھا بھی کہ نہیں۔

اس سب کے کرنے کا کوئی جواز بھی نکلتا تھا یا پھر وہ فضول میں رعایتیں دے رہی تھی؟ وہ تادیر سوچتی رہی تھی اور اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

☆......☆......☆

اشعر ملک بہت حد تک افسردہ دکھائی دیا تھا۔ ٹیرس پر چلتے ہوئے رک کر اس نے آسمان پر چاند کو بغور دیکھا تھا۔

''یار انور محبت کے مزاج میں اتنے شکوے کیوں ہوتے ہیں؟ پذیرائیاں کیوں نہیں؟ محبت کو جتاتے رہو مگر پھر بھی وہ بات حق

میں کیوں نہیں آتی کہ لفظ خاموشی سے زیادہ معتبر نہیں؟ کوئی یقین کیوں نہیں کرتا؟

جانے وہ کس دانست میں کہہ رہا تھا۔ انور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور شانے اچکا دیے تھے۔

"ملک صاحب، یہ مشکل باتیں ہیں۔ میری عقل میں تو نہیں آتیں۔ آپ تو پڑھے لکھے ہو کسی پڑھے لکھے سے ہی ایسا مشورہ مانگا جاسکتا ہے۔" انور مسکرایا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔ پھر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بہت دھیمے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"محبت کتنی عقلمند اور کتنی سمجھ بوجھ رکھتی ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے اسکول کالج کی ڈگریوں کی ضرورت نہیں پڑتی انور۔ محبت کی سمجھ یہاں سے لگتی ہے۔"

اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے انور کے دل پر ہاتھ رکھا تھا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"محبت اتنی سنجیدہ کب ہوتی ہے معلوم ہے؟ جب محبت کو دل کی بجائے دماغ سے سمجھانے کی کوشش کی جائے، محبت دماغ والی چیز نہیں ہے۔ دماغ اور الجھا دیتا ہے۔ محبت کے مسائل بڑھنے لگتے ہیں اور ہم سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں کہ دراصل مسئلہ ہے کہاں اور اس کی نوعیت کیا ہے۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔ انور نے لامحالہ مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"محبت کی سمجھ بوجھ تو نہیں ملک صاحب مگر ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ بہت بدل گئے ہو، وہ پہلے والی اکھڑفوں نہیں رہی، ایسا لگتا ہے کسی نے آپ کو ایک دم بدل کر نئے جیسا کر دیا ہے۔" انور بولا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آئے گی انور۔ محبت بس کی بات نہیں ہے اور سمجھنا تو اور بھی بس سے باہر لگتا ہے۔ جب محبت سمجھ سے باہر ہونے لگے اور اختیار سے باہر ہونے لگے تو بہتر یہ ہوتا ہے کہ خاموشی سے معنی ڈھونڈے جائیں۔ میں کوشش کر کے دیکھتا رہا ہوں اگر محبت میری سمجھ میں نہیں آئی تو تمہاری سمجھ میں کیسے آئے گی۔" اشعر ملک مسکرایا تھا اور انور اشعر ملک کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

ابتہاج منصور نے ابان شگری کو دیکھا تھا۔ گھر سے نکلنے سے پلین کے Business studio میں آ کر بیٹھنے تک اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ ابتہاج منصور کو اس سے بات کرنے کا قلق نہیں تھا مگر وہ حیران تھی ایسی کون سی بات ہوئی ہوگی جس کے باعث وہ خاموش تھا۔ یہ تبدیلی کل رات کے بعد سے ہوئی تھی جب سے میرال حسن اس سے مل کر گئی تھی۔

آخر میرال حسن نے ایسا کیا کہا ہوگا؟

ابتہاج منصور متجسس نہیں تھی مگر اسے اس خاموشی میں کچھ اسرار سا لگ رہا تھا۔ وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی مگر ابان شگری کے چہرے پر کچھ درج نہیں تھا۔ ان آنکھوں میں ایک خاموشی تھی اور اس خاموشی پر کچھ درج نہیں تھا۔ ان آنکھوں میں ایک خاموشی تھی اور وہ اس خاموشی کو پڑھ نہیں پا رہی تھی۔

ابان شگری بہت کم اتنا خاموش ہوتا تھا یا اس سے بات نہیں کی تھی۔ ایسا شروع کے دنوں میں ہوتا تھا تب اسے اس کو ابتہاج منصور

سے جیسے کوئی غرض نہیں تھی۔ لمحہ بھر کو اتباع منصور کو لگا تھا میراں حسن ابان شکری کی یادداشت سے تمام دنوں کی میموری کھرچ کرلے گئی ہو اور اس کے پاس سوائے خاموشی کے اب کچھ اور نہ بچا ہو۔ وہ اس خاموشی میں معنی ڈھونڈتے ڈھونڈتے جب تھکنے لگی تھی تو بزنس سٹوڈیو کے پروائیڈ کردہ کنفرم مخمل بیڈ پر آ کر سو گئی تھی۔

اسے حیرت ہوئی تھی کہ ابان شکری کو اس کے اس اقدام سے فرق نہیں پڑا تھا۔ ساتھ آٹھ گھنٹے کی نیند لینے کے بعد جب وہ جاگی تھی تو ابان شکری نے ایک بزنس میگزین پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

"اگر اس فلائیٹ میں واپسی کے لئے اڑنے کا آپشن ہوتا تو میں ابھی واپس گھر جانا چاہتی۔" اتباع منصور نے اس چپ سے تنگ آ کر کہا تھا۔

ابان شکری نے بزنس میگزین سے دھیان ہٹا کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ تب وہ خاموشی سے ڈر کرنے لگی تھی۔ اسے اس سفر سے کوفت ہو رہی تھی مگر بہر حال اسے اس سفر کے ختم ہونے کا انتظار کرنا تھا۔ پیرس کی Journey اگر شریک حیات کے ساتھ ہوگی اور اتنی بورنگ ہوگی اتباع منصور نے اس کا تصور نہیں کیا تھا۔ ابان شکری نے جیسے قسم کھالی تھی کہ کوئی بات نہیں کرے گا اور اس چپ کو یونہی برقرار رکھے گا۔ کراچی سے پیرس تک کی تیرہ گھنٹوں سے بھی زیادہ کا سفر اس خاموشی کی نذر ہو گیا تھا۔ پیرس کے Charles de gaolie ائیر پورٹ پر جہاز کے لینڈ کرنے پر اس نے شکر کیا تھا۔ وہ سفر اتنا تھکا دینے والا ہوگا اس نے اندازہ نہیں کیا تھا۔ پیرس کا سفر اس نے زندگی میں پہلے بھی کیا تھا مگر اس سفر میں اور اس سفر میں ایک فرق تھا۔ اس سفر میں وہ کبھی بوائے فرینڈ کے ساتھ تھی تو کبھی ڈیڈ کے ساتھ۔ مگر اس سفر میں وہ اپنے شریک حیات کے ساتھ تھی اور ابان شکری اس سے قطعاً بے خبر تھا جیسے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔ ایک لڑکی کے اپنے شریک حیات کے ساتھ سفر کرنے کے کچھ خواب ہوتے ہیں۔ وہ بھی تب جب وہ ایک اہم سفر کر رہے ہوں کہ ان کے ہنی مون کا سفر تھا اور اس سفر میں وہ جیسے اس سے سروکار نہیں رکھتا تھا۔ اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی اس پورے سفر میں اسے اتباع منصور سے جیسے کوئی واسطہ نہیں رہا تھا۔ وہ کل رات سے ہی اس طرح خاموش تھا۔ اس سفر کے آغاز تک اور اب پیرس پہنچ جانے تک اس کے لبوں پر وہی خاموشی تھی۔

یہ کون سا طریقہ تھا ہنی مون پر لے جانے کا؟؟ اگر ابان شکری کو نہیں جانا تھا تو وہ دادا ابا کو منع کر سکتا تھا۔ کوئی بہانہ کر سکتا تھا۔ اپنے شہر سے اس شہر تک کی جرنی اتنی بھیانک لمبی ہوئی اور وہ حیران تھی۔ Meurice Hotel Le میں قدم رکھتے ہوئے اس کے ذہن میں کئی سوال تھے۔

کہیں ابان شکری کچھ ٹھان تو نہیں چکا تھا۔ اس نے کہیں کوئی مائینڈ بنا کر فیصلہ تو نہیں لے لیا تھا؟ تو پھر اس کے لئے اتباع منصور کو آگاہ کیوں نہیں کر رہا تھا؟ وہ رشتہ اگر اتنا غیر اہم بھی تھا تو اس میں اتباع منصور کی زندگی جڑی ہوئی تھی۔ وہ یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہا تھا کہ یہ زندگی اور اس سے سب فیصلے لینے میں اب وہ پہلے کی طرح خود مختار نہیں تھا۔ یا ابان شکری کو اس کے ساتھ ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا؟

وہ عجیب ایک الجھن میں روم کی کھڑکی سے اسٹریٹ ویو کو دیکھتے ہوئے پلٹی تھی۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔

"تم تھک گئی ہوگی۔ آرام کرلو۔ یہاں سے Bora Bora 15,7 11 k.m ہے۔ بہت طویل جرنی ہے۔ قریباً 22 آورز کی جرنی ہے اور ہمارا تازہ دم رہنا ضروری ہے۔" ابان شگری نے کافی کے سپ لیتے ہوئے کہا تھا تو اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ تبھی وہ شاید اس کا خیال کر کے بولا تھا۔

"صبح دس بجے کی فلائیٹ ہے ہمیں LAX پہنچنا ہے۔ قریباً 12 گھنٹے کی فلائیٹ ہے۔ تم تھک جاؤ گی۔" ابان شگری نے ایک بزنس میگزین کے صفحات الٹتے ہوئے کافی کے سپ لئے تھے۔ اتباع منصور نے اسے تھکے ہوئے انداز میں دیکھا تھا۔

"کیا بہتر ہوگا ہم یہ سفر صبح نہ کریں؟ اور ایک دو دن بعد کریں؟ میں بہت تھک گئی ہوں اور میں مزید بارہ گھنٹوں کی جرنی کے لئے فی الحال تیار نہیں ہوں۔" اتباع منصور نے صاف گوئی سے کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"Bora Bora پیرس سے بائیس گھنٹے کی دوری پر ہے۔ پیرس سے LAX گیارہ بارہ آورز کی جرنی ہے پھر اس سے آگے LAX سے PPT آٹھ گھنٹے کی جرنی ہے۔ پھر PPT سے BOB ایک گھنٹہ۔ پھر TAHITI فرنچ Papeete_Polynesia میں ہمیں ایک رات قیام کرنا ہے بورہ بورہ کے لئے فلائی کرنے کے لئے۔" ابان شگری نے پوری تفصیل بتائی تھی۔ اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"آل ایم ناٹ ریڈی فور دس لانگ جرنی۔ آئی ایم ٹائرڈ۔" وہ برملا بولی تھی اور بنا اس کی سنے بیڈ پر آ گئی تھی۔ تبھی وہ بغور تکتے ہوئے بولا تھا۔

"میں تو ہنی مون کا پلان بنانے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا نا۔" اس نے اتباع منصور کو اس طرح الزام دیا تھا جیسے بورہ بورہ کے لئے ہنی مون پلان اتباع نے بذات خود بنایا تھا۔ اتباع اس سے کروٹ موڑ کر لیٹ گئی تھی اور اسے دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

"Bora Bora ہنی مون کا پلان میرا نہیں تھا۔"

"کس کا تھا؟" وہ جیسے الزام دے رہا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے کس کا تھا۔" اتباع منصور نے اس کی طرف پلٹے بنا اور دیکھے بنا کہا تھا۔

"میں نہیں جانتا۔" ابان شگری بولتے ہوئے کچھ مدھم لگا تھا۔

"میں بھی نہیں جانتی۔" اتباع منصور نے اس کے انداز میں اس کی طرف دیکھے بنا جواب دیا تھا۔ ابان شگری اس کی پشت کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

"بورہ بورہ کا آئیڈیا کس کا تھا؟ کسی نے تو نام لیا ہوگا۔" وہ جیسے اتباع منصور کو الزام دے رہا تھا۔

"میں نے بورہ بورہ کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ مجھے بورہ بورہ دیکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ اتنے تھکا دینے والے لمبے سفر کے بعد

خاک مزہ آئے گا جبکہ یہاں تک کی جرنی ہے بہت طویل اور بورنگ لگی ہے۔ یہ تیرہ گھنٹے میں نے زندگی میں اتنی طویل خاموشی میں کبھی نہیں گزارے۔" اتباع منصور تپ کر بولی تھی۔

"خاموش کون تھا؟" وہ جیسے اسے جتا رہا تھا یا پوچھ رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ تبھی آنکھیں موند گئی تھی اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"مجھے خود سے باتیں کرنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ آپ کو ہے تو میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔" وہ جلے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اس کے تیور پر اس کی پشت کو بغور دیکھا تھا۔

"مجھے خود سے تنہا باتیں کرنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں جتایا تھا مگر اتباع منصور کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"مجھے کبھی خود سے تنہا باتیں کرنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں جتایا تھا مگر اتباع منصور کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"بہر حال ہم ایک دن یہاں اسٹے کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد آگے کا سفر ہوگا۔" ابان شگری نے اسے بولنے پر اکسایا تھا اور یہ ٹرک کامیاب رہا تھا۔ وہ دوسرے ہی پل آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"تب تم یہ جرنی اکیلے کرو گے۔ میں اس کا حصہ نہیں ہوں گی۔" اتباع منصور بہت تپے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔ ابان شگری نے اس کو خاموشی سے دیکھا تھا۔ پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"یہ ہنی مون جرنی ہے اور اکیلے نہیں ہوتی۔ اپنے شریک سفر کے ساتھ ہوتی ہے۔" ابان شگری کے مطمئن انداز میں کہتے ہوئے جلے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگی تھی۔

"شریک سفر؟" وہ طنزیہ انداز میں پوچھنے لگی تھی۔

"ہاں شریک سفر!" ابان شگری نے بہت مطمئن انداز میں جواب دیا تھا۔

"ہم شریک سفر ہیں؟" وہ حیرت سے پوچھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے سوچتے ہوئے بغور اس کی طرف دیکھا تھا پھر مکمل پر اعتماری سے شانے اچکا دیئے تھے۔ اس کا سکون اتباع منصور کا دل ہی نہیں خون بھی جلا گیا تھا۔ وہ بہت ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"شریک سفر ایسے ہوتے ہیں؟"

"تم شریک حیات اور شریک سفر کے درمیان کہیں الجھ رہی ہو؟" ابان شگری نے کہا تھا تو وہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"پھر کیا ہیں؟"

"تم جانتی ہو۔" وہ بے فکری سے شانے اچکا کر بولا تھا۔

''نہیں جانتی۔ بتادو۔'' اتباع منصور جیسے اس سے سننا چاہتی تھی۔

''میں فضول باتوں کی وضاحتیں نہیں دے سکتا۔'' ابان شگری جواب دے کر واضح کرنے کو تیار نہیں تھا اور اتباع منصور کو یہ صورتحال مزید الجھانے لگی تھی۔

''ہم شریک سفر ہیں اور ہم سفر نہیں۔'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔

''مجھے لفظوں کے معنوں میں مت الجھاؤ۔ بات ختم ہوگئی۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔

''لفظوں کے معنی تم بدل رہے ہو ابان شگری! اگر میں تمہاری شریک حیات نہیں تو کون ہوں؟'' اتباع منصور جاننے پر بضد ہوئی تھی۔ ابان شگری مطمئن انداز میں اسے دیکھنے لگا تھا۔

''تم جانتی ہو پھر ہر بار جاننا اور پوچھنا کیا معنی رکھتا ہے۔'' ابان شگری بے فکر لہجے میں بولا تھا اور اتباع منصور کو اس کے انداز پر چونکنا پڑا تھا۔ تبھی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

''اگر یہ رشتہ ختم ہونا ہے تو ایسا سب کیوں کر رہے ہو۔'' اتباع منصور نے جواز مانگا تھا۔ وہ مسکرا دیا تھا۔ جیسے اس سوال سے بھرپور محظوظ ہوا تھا۔

''تم یہ سوال ہر بار کرتی ہو شیرنی۔''

''ہاں کرتی ہوں کیونکہ مجھے تمہاری سازشیں سمجھ نہیں آتیں ابان شگری۔''

''اگر تم یہ سب نہیں سمجھ سکتیں تو مجھے جاننے کے دعوے کیوں کرتی ہو؟'' ابان شگری نے دلچسپی سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

''میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

''محبت کا دعویٰ کرتی ہو!''

''تو......؟''

''سارے سوال یہی سے شروع ہوتے ہیں شیرنی۔''

''کون سے سوال؟''

''جن کے جواب تم ڈھونڈنا چاہتی ہو۔''

''مجھے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں ڈھونڈنا، آئی تھنک مجھے پیرس سے لنڈن تک کا سفر کرنا چاہئے۔ جو سفر تمہارے ساتھ کیا ہے اور کر رہی ہوں اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ مجھے لگتا ہے یہ سفر ایک سوالیہ نشان پر ختم ہوگا اور اس کے آگے کے معنی الجھے ہوئے رہیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔'' وہ جیسے تھکے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ ابان شگری اسے دیکھتا ہوا مسکرا دیا تھا پھر اٹھ کر اس کے پاس آیا تھا۔ اتباع منصور اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ ان آنکھوں میں تپش تھی اور اتباع منصور کو اپنے دل کی دھڑکنوں میں واضح ارتعاش فیل ہوا

تھا اور تبھی وہ بولی تھی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ مجھے سونا چاہیے۔" اتباع نے کہا تھا مگر وہ فوراً لیٹ نہیں سکی تھی کیونکہ وہ اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور کھڑا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت لمحہ بھر کو دیکھا تھا۔ جس طرح بغور اس کی سمت دیکھ رہا تھا وہ اس کی آنکھوں میں مفہوم ڈھونڈنا چاہتی تھی مگر جان نہیں پائی تھی اور ابان شگری نے اس کی سمت ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"باہر واک کرنے چلو گی؟" ابان شگری نے کہا تھا اور وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"واک۔ اس وقت؟ اندازہ ہے آپ کو اس وقت کیا ہوا ہے؟ میں تیرہ گھنٹوں سے زیادہ کی جرنی طے کر کے آئی ہوں۔ آئی ایم ٹائرڈ۔ اس تعلق کے ساتھ واک؟ وہ بھی پیرس کی ان سڑکوں پر جہاں بارش ہو رہی ہے؟ اور وقت۔" وہ بول رہی تھی جب ابان شگری نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی لگا دی تھی اور وہ حیرت سے الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"سوال پوچھا ہے، سوال پوچھنے کے لیے نہیں کہا۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا اور اتباع منصور اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی شہادت کی انگلی لبوں سے ہٹا دی تھی۔

"میں جب چاہوں سوال پوچھ سکتی ہوں۔" اس نے دھونس جمائی تھی۔

"کیوں؟" ابان شگری نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"میری مرضی۔" اتباع منصور نے جتایا تھا۔

"بتا دیا تھا آپ کو کہ آپ کی مرضیات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

"پھر کس کی مرضیات کی اہمیت ہے؟" اتباع منصور کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی جہاں وہ اپنی مرضیات کا اسے پابند کر رہا تھا اور جہاں وہ اپنی ذات کا تسلط قائم کر رہا تھا۔

"مجھے اتنے سوال پسند نہیں ہیں۔" ابان شگری نے کہا تھا۔

"مجھے یہاں مناسب لگتا ہے میں سوال کر سکتی ہوں اور مجھ کو اس کے لیے منع نہیں کر سکتا۔" اتباع منصور نے اپنی آزادی کی بات برملا کی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی میں بغور دیکھنے لگا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ ملائمت سے چھوا تھا۔

اتباع منصور اس کی سمت دیکھنے سے جیسے گریز کرنے لگی تھی۔ نظروں کے زاویے پھیر گئی تھی اور ابان شگری سے اپنی نظروں سے بغور دیکھتا مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"سوچ لو۔ میں تمام سولوں کو اٹھا کر ایک طرف رکھ سکتا ہوں اور پھر کیا اہمیت رہ جائے گی تمہارے سوالوں کی؟" وہ جیسے اسے باور کرا رہا تھا اور اتباع منصور نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ تب ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کے

رخ کو اپنی طرف پھیرا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"باتیں جب وقوع پذیر ہورہی ہوتی ہیں تو ان کی ہیت کو بدلنے کی کوشش مت کیا کرو۔ باتوں کو الجھا دیتی ہو تو سوچیں اس سے زیادہ الجھ جاتی ہیں اور پھر تم مجھ سے شکایتیں کرتی ہو۔ پھر ان شکایتوں کا کیا مفہوم رہ جاتا ہے؟" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا اور اتباع منصور اس کی سمت خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ پھر یکدم اس کی نظروں سے نگاہ ہٹاتی ہوئی بولی تھی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔" اس نے گویا اعلان کر دیا تھا کہ اب مزید کوئی بات نہیں ہوگی مگر ابان شگری اسے اسی طور کھڑا دیکھتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے تکیے کو یونہی درست کرنا چاہتا تھا جب ابان شگری نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت نہیں دیکھا تھا مگر وہ اس کی نظروں کی تپش کو محسوس کر سکتی تھی۔

یہ پیرس کا موسم تھا یا شہر کا کوئی جادو؟ ابان شگری کی خاموشی کیدم کہیں اڑن چھو ہوگئی تھی۔

"آپ کی چپ اچانک کیسے ختم ہوگئی؟" اتباع منصور نے کہا تھا۔

"تم نے بولنا سکھا دیا۔" وہ بغور تکتا ہوا بولا تھا۔

"ہر بات میں میرا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے۔" اتباع منصور نے گویا اسے خبردار کر دیا تھا۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"فی الحال تم ہی دستیاب ہو۔ سو تمہارا ذکر عام سی بات ہے۔" ابان شگری نے اس کی اہمیت کو ثانوی کر دیا تھا۔

"میری جگہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟"

وہ ساکت ہو کر دیکھنے لگا تھا۔

"تم چاہتی ہو تمہاری جگہ کوئی اور ہو؟" وہ بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"ایسا میری خواہشوں کے ہونے یا نہ ہونے پر ڈیپنڈ نہیں کرتا۔"

"تو پھر کس کی خواہش کے ہونے یا ہونے پر منحصر ہے سب۔" ابان شگری نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور تبھی ابان شگری نے اسے جھک کر بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور چلتا ہوا ہوٹل سے باہر نکلنے لگا تھا۔ یہ اتنا آنا فانا ہوا تھا کہ وہ حیران رہ گئی تھی۔

ابان شگری ایسا کر کے کیا جتانا چاہتا تھا؟

کہ اسے حق ہے؟ اتباع منصور حیرت بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب وہ بولا تھا۔

"جو بات تمہاری آنکھوں کی حیرتیں کہتی ہیں وہ بات تم بھی کہہ سکتی ہو۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" اتباع منصور نے اس کی حرکت پر حیران ہو کر کہا تھا۔

"کیا ہوا" ابان شگری مکمل سکون سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ابان شگری اسے لے کر ہوٹل سے باہر آیا تھا اور اسٹریٹ میں آن رکا تھا۔بارش اتنی تیز تھی کہ دونوں بھیگنے لگے تھے۔

اتباع منصور بدستور اس کی بازوؤں میں تھی اور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا ہے ابان شگری؟" وہ اسی حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"بارش ہے۔" ابان شگری کی طرف سے مختصر جواب آیا تھا۔

"کیوں ہے؟" اتباع منصور اپنی دانست میں بولی تھی۔اس Situation کے بارے میں پوچھنے لگی تھی۔ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تب اس نے اس کی بازوؤں سے اترنا چاہا تھا۔تبھی ابان شگری نے اس کے وجود کو کسی نازک گڑیا کے وجود کے جیسے زمین پر رکھ دیا تھا۔تیز بارش میں دونوں تیزی سے بھیگ چکے تھے۔

"اور کچھ نہیں ہے آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ضد کرنے کی عادت پڑ گئی ہے آپ کو اور ضد بھی فضول کی۔ہر بات اپنی منوانا چاہتے ہیں۔میں نے کہا سونا ہے تو آپ کی ضد ہو گئی۔اٹھا کر لا کر بارش میں کھڑا کر دیا۔" اتباع منصور برہم ہوئی تھی۔ابان شگری نے اس کی ڈانٹ کو بہت سکون سے سنا تھا۔اتباع منصور اس کی سمت تکتی ہوئی پلٹی تھی۔تبھی ابان شگری نے اس کی کلائی تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔اتباع منصور اس انداز پر اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

رات کے اس پہر اسٹریٹ میں کھڑے بھیگ رہے تھے اور ابان شگری کو پرواہ تک نہیں تھی۔

"یہ صرف میرا پاگل پن ہے اور کچھ نہیں۔" اتباع منصور نے افسوس کیا تھا۔

"تو پھر؟" ابان شگری بے فکری سے بولا تھا۔

"یہ مناسب نہیں ہے۔"

"مناسب نامناسب عقل کو خود طے کر لینے دو۔"

"عقل انسانی حسیات سے چلتی ہے۔"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں۔میں اپنی عقل کو اور دوسروں کی عقل کو باندھ سکتا ہوں۔"

"یہ فضول باتیں ہیں۔ایسا ممکن ہی نہیں۔"

"میں ممکنات اور ناممکنات پر بات کرنا نہیں چاہتا۔"

"آپ کی صرف عقل ٹھکانے لگانے والی ہوئی ہے۔اور کچھ نہیں ہے۔"

"اور کچھ ہوتا بھی تو فرق نہیں پڑتا۔"

"آپ کو تو یوں بھی فرق نہیں پڑتا۔"

''ہاں نہیں پڑتا۔''

''کھیل کھیلنا جائز نہیں۔ وہ بھی ان بنیادوں پر جو آپ سب اپنے اختیار میں رکھنے کے خواہاں ہوں۔'' اتباع منصور نے اپنا نقطہ نظر واضح کیا تھا۔

''میں اپنے رولز اور ریگولیشن رکھتا ہوں۔''

''ایسا کر کے آپ نے کوئی تیر نہیں مارا ہے۔ یہ غلط ہے۔''

''فی الحال صحیح غلط کے بارے میں سوچنے کی فرصت نہیں۔''

''اپنے انٹرسٹ کے لئے ایسی باتیں ہو سکتی ہیں۔'' اتباع نے الزام دیا تھا۔

''جو بھی ہے، بس یہی ہے۔''

''اسے بدل دو۔''

''کیا کیا بدلوں؟''

''سب کچھ۔''

''سب کچھ بدل دوں گا تو کہو گی یہ بھی سب بدل دو۔''

''میں جانتی ہوں تم نہیں کر پاؤ گے۔''

''تمہیں ایسا لگتا ہے؟''

''ایسا ہے۔''

''تم اکسا رہی ہو۔''

''مجھے اکسانے یا مائل کرنے کی ضرورت نہیں۔''

''تم کر بھی سکتی ہو۔''

''نہیں کرنا چاہتی۔''

''تمہیں اجازت ہے۔''

''مجھے یہ Complimentary آپشنز نہیں چاہئیں۔''

''کیوں نہیں؟''

''بس نہیں۔''

''آخر محدود مدت کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔''

''مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ کسی اور کو آفر کردیں۔''

''کسی اور کون؟''

''کسی کو بھی۔''

''سوچ لو۔''

''مجھے نہیں سوچنا۔''

''پھر کون سوچے گا؟''

''یہ فضول بحث ہمارے درمیان اس وقت بارش میں کھڑے ہو کر کیوں ہو رہی ہے؟'' اتباع منظور نے گھورا تھا۔

''کیونکہ دن میں ہمارے پاس وقت نہیں تھا اور تب بارش بھی نہیں تھی اور پیرس کا یہ شہر بھی نہیں تھا۔'' وہ بے من باتیں کر کے جیسے اسے اپنے ساتھ انگیجڈ رکھنا چاہتا تھا۔ اتباع منصور نے اس کو دیکھتے ہوئے چہرے کا رخ پھیرا تھا۔ تبھی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف پھیر لیا تھا اور مکمل توجہ سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''تم جو پوچھنا چاہتی ہو، پوچھ سکتی ہو۔''

''مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔'' اتباع منصور نے فوراً انکار کر دیا تھا۔ ابان شگری نے اس کی سمت بغور تکتے گہری سانس خارج کی تھی اور سر اس کی پیشانی سے ٹکاتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

''پوچھ لو۔ یہ Complimentary لمے ہاتھ لگے ہیں تو ان کا فائدہ تو اٹھا لو۔ وقت پھر مہربان ہونا ہوا، تمہاری شکایتوں کو سننے کے لئے تیار ہوں۔''

سرد ہوا اور تیز بارش۔ رات کے وہ لمحے اور وہ دونوں اس لمحے اسٹریٹ میں کھڑے۔ اتباع منصور آنکھیں میچ گئی تھی۔ سرد ہوا سے جسم میں کپکپی دوڑنے لگی تھی۔ وہ کانپنے لگی تھی۔ ابان شگری نے احساس کر کے اپنا کوٹ اتار کر اس کے شانے پر ڈالا تھا اور اسے مکمل توجہ سے دیکھا تھا۔

''شکووں کے لئے یہ وقت مناسب ہے۔ دنیا سو رہی ہے۔ آسمان اور زمین بھی سو رہے ہیں۔ صرف بارش جاگ رہی ہے اور یہ ہوا۔ تمہاری باتیں کوئی اور نہیں سنے گا۔ اور کسی کو خبر نہیں ہوگی۔'' وہ اپنی رو میں مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ تبھی وہ بولا تھا۔

''شکووں کو تنہائی میں کرنا چاہیئے تاکہ ان کی آوازیں پھیلنے سے قبل ان سورٹ آف کر لیا جائے ورنہ خبر عام ہو جاتی ہے اور چائنیز Whisper کی طرح کیا سے کیا بنا کر بات پھیلتی جاتی ہے۔'' ابان شگری نے عجیب جواز پیش کیا تھا مگر اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ بارش میں کوئی سرگوشی نہیں تھی۔ شور تھا اور یہ شور کس بات کو ظاہر کر رہا تھا۔ وہ اتباع منصور سمجھنا نہیں چاہتی

تھی۔ابان شگری اپنی طرز کا واحد بندہ تھا جسے اپنی بات منوانے کے لئے اپنے تمام طریقے جائز لگتے تھے۔وہ اس کی سمت سے نگاہ پھیر گئی تھی۔نگاہ میں غصہ تھا۔غصہ اجنبیت بڑھا رہا تھا اور یہ اجنبیت فاصلے۔اور ابان شگری اگر ان فاصلوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا تو یہ بہت عجیب تھا کیونکہ ابان شگری ہی تھا جس کی وجہ سے یہ فاصلے بڑھے تھے اور پھیلتے چلے گئے تھے۔

اتباع منصور اس سے خفا تھی یا بدگمان اور ابان کو اس کی کوئی فکر تھی کہ نہیں۔اتباع منصور جیسے اس سے اب لاپرواہ ہو گئی تھی۔برستی بارش میں اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔اسٹریٹ لیمپ کی روشنی اس ماحول کو بہت خوابناک بنا رہی تھی۔لیمپ کی کرنیں جیسے اتباع منصور کے چہرے کو دمکنے پر اکسا رہی تھیں اور بارش اس کے چہرے کو ایک خاص کشش دے رہی تھی۔ابان شگری نے اس کے چہرے کو ہاتھ بڑھا کر ملائمت سے چھوا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''میں ماننا نہ بھی چاہوں تو ماننا پڑتا ہے کہ چہرے جادو کرتا ہے!''

''فضول باتیں کرنے کی عادت ہے آپ کو۔''اتباع منصور بھرپور غصے میں دکھائی دی تھی۔

''تم عادتیں بدلنا چاہتی ہو؟''

''میں ایسا کچھ نہیں چاہتی!''

''پھر کیا؟''

''پھر یہ کہ ان باتوں کی کوئی جگہ نہیں ہے ہمارے درمیان!''

''پھر کس چیز کی گنجائش ہے؟''

''میں یہ طے کر سکتی تو اس وقت یہاں نہیں ہوتی!''

''تمہیں سب اختیار میں لینے کی چاہ کیوں ہے؟''

''جو میرا ہے اس پر میرا اختیار ہونا ہی چاہئے!''

''یہ سوچ خاصی غاصبانہ ہے۔''

''رشتے ایسی غاصبانہ سوچ رکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔''

''رشتوں کو یہ ہنر کس نے سکھائے؟''

''میں اس کی چھان بیان نہیں کر سکتی!''

''کسی بات کی تہہ تک تو پہنچ سکتی ہو نا؟''

''میں ایسی باتوں کو کوئی اہمیت دینا نہیں چاہتی!''

''اتنی خفا ہو گئیں اچانک سے آپ؟''ابان شگری نے اس کے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا تھا۔وہ حیران نہیں تھا۔اتباع منصور کا

طرز عمل جس بات کا غماز تھا وہ بات ابان شگری کو معلوم تھی۔

''اس بات کو لے کر اتنی پریشان کیوں ہو؟'' ابان شگری نے اس کے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا تھا۔

''کس بات کو؟'' اتباع منصور چونکی تھی۔

''میرال حسن کی بات؟'' اتباع منصور کو چونکانے کی جیسے ایک کوشش ہوئی تھی۔ اس کی سمت سے مگر اتباع منصور نے سرسری انداز میں اسے دیکھا تھا۔

''مجھے میرال حسن یا آپ سے کوئی سروکار نہیں!''

''اوہ...... آپ تو قدم واپسی کے لئے موڑ رہی ہیں۔ تھکن اچانک اتنی کیوں بڑھنے لگی کہ آپ نے آگے بڑھنے کا ارادہ ہی بدل دیا؟'' ابان شگری اس کے انداز پر جیسے محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت سے دھیان پھیرا تھا۔

''آپ Trick کرنے کے عادی ہیں اور اس ضمن میں آپ خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ آپ کو لگتا ہے جو آپ کر رہے ہیں بس وہی مناسب ہے۔'' اتباع منصور نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ وہ بجائے اس پر ری ایکٹ کرنے کے اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

''کچھ محبت کی بات کی تھی آپ نے؟'' اس نے یاد دلایا تھا۔

''ہمارے درمیان کسی محبت کی کوئی بات نہیں ہو سکتی!''

''اوہ یہ بات اتنی حتمی کیوں ہے؟ آئی مین گنجائش تو نکل سکتی ہے نا؟ اتنی رعایت تو محبت دے سکتی ہے نا؟'' ابان شگری اس کے چہرے سے بالوں کی بھیگی ہوئی لٹ ہٹاتے ہوئے اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

''محبت کی بات کرتے آپ اچھے نہیں لگتے!''

''پھر کیا کروں؟''

''میں کیوں بتاؤں؟''

''تمہیں عادت ہے رعایتیں دینے کی۔ دے دو ایک اور رعایت!''

''میں رعایتیں دینے پر مائل نہیں۔''

''یہ کافی نامناسب ہوگا اگر آپ نے رعایتیں دینے سے ہاتھ کھینچ لیا۔''

''جو ہوتا ہے سو ہو......!''

''یہ لاپرواہی محبت کو کس سمت موڑ رہی ہے؟''

''محبت ہے ہی نہیں!''

"پھر کیا ہے؟"

"جو بھی ہے محبت نہیں ہے!"

"تمہیں جھوٹ بولنے کب سے آگئے شیرنی؟"

"جب سے آپ کو ایسے وصف آئے!"

"مجھے میری غلطیوں کی نشاندہی کروانا چاہتی ہو تم؟"

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتی! مجھے لندن جانا ہے واپس!" اتباع منصور نے تھکے لہجے میں کہا تھا۔ چہرے کا رخ پھیر لیا تھا اور نمکین پانی اس کی آنکھوں کے کناروں کو توڑ کر بہنے لگا تھا۔ بارش میں آنسو مدغم ہونے لگے تھے۔ ابان شکری اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔ پھر آہستگی سے اس کی سمت ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ غالباً اس کے آنسوؤں کو صاف کرنے کا خواہاں تھا مگر اتباع منصور نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"محبت ایسے خفا بھی ہوتی ہے؟" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"محبت باقی نہیں رہی...... کبھی تھی ہی نہیں! اتباع منصور نے کہہ کر اپنا وجود اس کی گرفت سے نکالنا چاہا تھا۔ سرسراتی ہوئی تیز ہوا ان کا احاطہ کر رہی تھی۔ تیز بارش کا شور اس خاموشی میں کچھ کہہ رہا تھا۔ پیرس شہر دیوانگی سے بھر گیا تھا۔ مگر وہ اس سے لاپرواہ کھڑی تھی اور وہ اس سے بدگمان دکھائی دیا تھا۔ وضاحتیں نہیں تھیں۔ ایک لاحاصل بحث تھی۔ ابان شکری وضاحتیں دینے پر مائل دکھائی نہیں دیا تھا اور اتباع منصور کوئی وضاحت مانگنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اس بے معنی گفتگو میں کسی بات کا کوئی حل موجود نہیں تھا۔ ابان شکری کسی مدعے پر نہیں آ رہا تھا اور تبھی وہ اس خاموشی کو توڑتی ہوئی بولی تھی۔

"یہ رشتہ بہت بے معنی ہے ابان شکری! توڑ دو اسے!" ابان شکری نے اس کی سمت خاموشی سے دیکھا تھا اور وہ کہہ رہی تھی۔

"میں فضول کی کوئی effort نہیں کرنا چاہتی۔ کوئی بے معنی بات کر کے لمحوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتی۔ اس رشتے میں کچھ نہیں ہے۔ اس رشتے کو کل بھی ختم ہونا ہے سو آج کیوں نہیں؟ اسے ختم کر دو۔ میں سزائیں سہنے کا یہ عمل اب اور نہیں برداشت کر سکتی۔ تم نے کل کسی لمحے میں اس رشتے کو ختم کرنے کی منصوبہ سازی کی ہوگی۔ اس منصوبے پر آج عمل کر لو! " ہم دونوں اس رشتے کے لئے غیر مناسب ہیں۔" اتباع منصور نے بنا اس کی سمت دیکھے کہا تھا۔

ابان شکری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اس کے گرد اپنا حصار تنگ کیا تھا اور اس کی آنکھوں کی نمی کو بہت نرمی سے چنا تھا پھر مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"وقت کو کرامات پر مائل کر لو ابھی وقت ہے شیرنی...... اس سے آگے جو لمحے آئیں گے اس بات کی مہلت نہیں دیں گے پھر شکوہ کرنا بجا نہیں ہوگا!" وہ جانے کیا جتانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت نہیں دیکھا تھا۔ وہ لاتعلق دکھائی دے رہی تھی۔ شاید وہ واقعی تھک گئی تھی اور ابان شکری اس کے ری ایکشن پر حیران نہیں تھا۔

اتباع منصور کی آنکھوں سے کھولتے ہوئے گرم گرم آنسو بہہ رہے تھے اور ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی گرفت اس کے اطراف سے ذرا ڈھیلی کی تھی۔ اتباع منصور نے اسے مناسب جتا تھا اور پلٹ کر فوراً چلتی ہوئی ہوٹل کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

''تم ابان شگری سے ملنے گئی تھیں؟'' اشعر ملک نے کافی کا کپ اس کی سمت بڑھاتے ہوئے اسے بغور جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔ میرال حسن نے اس کی جانب بنا دیکھے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

''کیوں؟'' اشعر ملک نے پوچھا تھا۔

''چند ضروری باتیں کرنا تھیں!'' میرال حسن نے دھیمے لہجے میں کہہ کر کافی کا سپ لیا تھا۔ اشعر ملک نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''میرال حسن جو تمہیں مناسب لگتا ہے وہ کرو۔ مگر کوئی مزید بے وقوفی مت کرنا۔ یہ بے وقوفی تمہاری زندگی کو اگر مشکل کر دے گی تو یہ دانش مندی نہیں ہوگی!'' اشعر ملک نے سمجھایا تھا۔ میرال حسن نے فوری طور پر اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ نہ اس کی سمت دیکھا تھا۔ وہ بہت پراسراری لگی تھی اور اشعر ملک اسے اس لمحے جیسے وقت دینا چاہتا تھا تبھی بات بدلتے ہوئے بولا تھا۔

''پھوپھو کیسی ہیں؟ کل آ رہے ہیں نا وہ؟'' اشعر ملک کے پوچھنے پر اس نے سر ہلا دیا تھا۔

''سب بہت عجیب لگ رہا ہے اشعر ملک! زندگی اس ڈھب سے کیوں بدل رہی ہے؟ اس طرح سے کیوں نہیں جس طرح ہم چاہتے ہیں؟'' میرال حسن نے کہا تھا اور اشعر ملک نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے شانے اچکا دیے تھے۔

''اگر اس کی خبر ہو جاتی تو بہت سی باتوں کا تدارک ہو سکتا تھا میرال حسن لیکن اگر ایسا ممکن دکھائی نہیں دے رہا تو اس کا بھی کوئی سبب ہے۔ شاید ہمارے لیے سب باتوں کا جاننا ضروری نہیں ہے، کچھ راز وقت کے ساتھ دبے پاؤں گزر جائیں تو اس میں ہماری بہتری ہوتی ہے!'' اشعر ملک نے بردباری سے کہا تھا اور میرال حسن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''میرال حسن جب چیزیں ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہوتیں ان پر زبردستی جائز نہیں رہتی۔ تم اپنی مرضی کا اختتام کہانی کو نہیں دے سکتیں۔ کبھی کبھی جو ہو رہا ہو وہی مناسب اختتام ہوتا ہے۔'' اشعر ملک دوستانہ انداز میں اسے جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اور وہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تم اتنے سنس ایبل کب سے ہو گئے اشعر ملک؟ مجھے لگتا تھا تم بہت بونگے سے، فضول بندے ہو۔ تم ایسی باتیں کب اور کیسے کرنے لگے؟'' میرال حسن اس کے تیوروں پر حیران تھی اور وہ نرمی سے مسکرا دیا تھا۔

''کبھی کبھی ہم کسی کو جانے بنا پوری اور بھرپور رائے دے دیتے ہیں۔ کہیں بہتر ہو کہ ہم پوری رائے دینے سے پہلے کسی کو پورا جاننا مناسب خیال کر لیں؟'' اشعر ملک بے فکر لہجے میں کہتا ہوا مسکرایا تھا اور میرال حسن نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر کافی کا کپ ایک

طرف رکھا تھا اور کچھ دیر تک خاموشی سے بیٹھی رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اداس تھیں اور پانیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اشعر ملک نے مزید کوئی بات نہیں کی تھی اور تب میرال حسن نے اس کے شانے پر اپنا سر رکھ دیا تھا اور خاموشی سے آنسو بہانے لگی تھی۔

اشعر ملک کچھ نہیں بولا تھا۔ اسے چپ چاپ آنسو بہانے دیئے تھے۔ اس خاموشی میں جو بھی تھا اشعر ملک اس کو سمجھ رہا تھا۔ میرال حسن کئی لمحوں تک اس کے شانے پر سر رکھے آنسو بہاتی رہی تھی۔ پھر جب اندر کا غبار دھل گیا تھا تو اس نے سر اٹھاتے ہوئے آنکھوں کو رگڑا تھا۔ وہ اپنی اس کیفیت پر شرمندہ دکھائی دی تھی مگر اشعر ملک کچھ بول کر اسے مزید خجلت میں دھکیلنا نہیں چاہتا تھا تب ہی دوستانہ انداز میں نرمی سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ میں تمہارے لئے کچھ بنا دیتی ہوں۔ والدہ تو سو رہی ہیں ان کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں۔ سبھی ملازم بھی اس وقت سو رہے ہیں۔ میں نے نوٹ کیا تھا تم نے ڈنر بھی نہیں کیا تھا۔" اشعر ملک نے کہا تھا اور وہ پلٹنے لگا تھا جب میرال حسن نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اشعر ملک نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا تھا اور تبھی وہ خجل سی ہو کر اسے دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنی گرفت ہٹا گئی تھی اور نرمی سے بولی تھی۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اشعر ملک۔"

"ہر انسان کو بھوک لگتی ہے میرال حسن، یہ کافی نارمل سی بات ہے!" اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔ اس کا انداز ویسا ہی بے فکر تھا اور میرال حسن اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم انتاج منصور سے محبت کرتے تھے نا؟" اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"یہ کیسا بے وقت سوال تمہارے ذہن میں آیا یار پھوپھو کی بیٹی؟ پوچھنا ہے تو کوئی اچھی بات پوچھو۔" اشعر ملک نے اسے ٹالنا چاہا تھا۔ مگر وہ بغور دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"تم اب بھی اس سے محبت کرتے ہو نا؟"

"یہ سوال فضول ہے میرال حسن۔ تمہارے پاس کوئی اور سوال ہے تو وہ پوچھ لو۔" اشعر ملک نرمی سے مسکرایا تھا۔

"محبت ایسی کیوں ہوتی ہے اشعر ملک؟" میرال حسن نے تھکے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔ اشعر ملک نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ مگر نرمی سے مسکرا دیا تھا اور میرال حسن اسے کسی قدر حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"تم ایسے کیسے ہو سکتے ہو اشعر ملک؟" میرال حسن کے چہرے پر حیرت تھی اور اس کا لہجہ الجھا ہوا تھا اور اشعر ملک پرسکون انداز میں مسکرا دیا تھا۔

"کیسا ہوں میں؟ مجھے کیا ہونا چاہیے تھا پھوپھو کی بیٹی؟ یا تم مجھے اپنی سوچ کے کسی سپرمین یا اسپائیڈر مین کی طرح کیوں دیکھنا چاہتی ہو؟" وہ مسکرایا تھا۔

"ویسے تم لڑکیاں بھی بہت بونگی ہوتی ہو، کسی قدر بے وقوف اپنی ایک الگ سے دنیا بنانا چاہتی ہو اور اس دنیا میں اپنی پسند کی تیار

کی گئی شخصیت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہو۔لیکن یار! میں کوشش کروں بھی تو میں اسپائیڈر مین نہیں بن سکتا۔مجھ سے وہ آؤٹ فٹ ہی سنبھالی نہیں جائے گی۔'' وہ غالباً میرال حسن کا موڈ بدلنے کو بولا تھا اور وہ کامیاب بھی رہا تھا۔میرال حسن کا چہرہ اس لمحے ایک مسکان سے بھر گیا تھا اور میرال حسن بولی تھی۔

''تم ویسے نہیں ہو اشعر ملک جیسا میں تمہیں سمجھتی تھی۔'' اس نے جیسے تسلیم کیا تھا۔

''غلطی تمہاری ہے میرال حسن تم نے اپنی پسند کا خاکہ بنا لیا تھا۔تم نے مجھے جاننے کی کوشش نہیں کی تھی......!'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔مگر میرال حسن نے اسے کچھ سوچتے ہوئے دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''تم ابتاج منصور سے محبت کرتے ہو تو پھر کسی اور سے محبت کیسے کر سکتے ہو؟ تمہارے پاس کسی اور کے لئے باقی کیا بچا ہوگا؟'' وہ جیسے ایک خدشہ بیان کرتی ہوئی بولی تھی اور اشعر ملک اسے پرسکون انداز میں دیکھنے لگا تھا۔پھر نرمی سے بولا تھا۔

''ہمارا انسانی دل ایک خصوصیت سے مالا مال ہے میرال حسن۔بہت کشادہ ہوتا ہے۔ہر ایک کی محبت اپنی گنجائش کے ساتھ اس دل میں اپنا حصہ مختص کر لیتی ہے۔کسی اور کا حصہ کسی دوسرے کے حصے پر اثر انداز نہیں ہوتا۔تم نہ مانو مگر محبت کو یہ وصف بھی آتا ہے۔'' وہ ایک گہری بات کہتے ہوئے اپنے بے فکر انداز میں مسکرایا تھا اور میرال حسن اسے حیرت سے چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

''محبت ایسے کیسے کر سکتی ہے؟'' اور اشعر ملک نے اس کی سمت تکتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے اور مسکراتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

''یہ تو معلوم نہیں کہ کیسے کر لیتی ہے مگر سنا ہے محبت کے لئے بہت کچھ ممکن ہے جو ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے وہ بھی۔ہم کسی کی محبت کا وہ حصہ مختص نہیں کرتے، ایسا محبت خود کرتی ہے۔محبت جب اپنی مرضی سے حصے بانٹ دیتی ہے تو پھر اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں بچتی کہ کسی کا حصہ کسی سے کہیں زیادہ ہے اور کسی کا حصہ کہاں کس سے کم ہے۔'' اشعر ملک نے نرمی سے کہا تھا اور میرال حسن اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔اشعر ملک اپنی سوچ میں اسے حیران کرنے کے درپے تھے۔وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

☆......☆......☆

ابتاج منصور سو کر اٹھی تھی تو وہ روم میں نہیں تھا۔ابان شکری نے شاید خاص ہدایت کی تھی سو جیسے ہی وہ فریش ہو کر باہر نکلا تھا سروس بوائے آ کر اس کے لئے بریک فاسٹ لگا گیا تھا۔اس نے بنا کوئی بات سوچے خاموشی سے ناشتہ کیا تھا۔کل بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔اسے لگا تھا وہ خود سے غافل ہو رہی تھی اور خود سے کہیں بچھڑ رہی تھی۔جب سے ابان شکری سے ملی تھی اس کی خود کی ذات کہیں فراموش ہو گئی تھی۔

''محبت ایسی ہوتی ہے؟'' اس نے خود سے پوچھا تھا اور اندر سے کوئی واضح جواب نہیں آیا تھا۔جو بھی اس نے محبت کو حیران کن پایا تھا۔وہ اندازہ نہیں کر پا رہی تھی اگر یہ محبت تھی تو اس کا اندر اتنا ویران اور خالی کیوں تھا اور اگر یہی محبت تھی تو ابان شکری اتنے سکون میں دکھائی کیسے دیتا تھا؟

صرف اس لئے کہ اسے محبت نہیں تھی؟ سو محبت صرف بے وجہ کی فکریں لے کر آتی ہے؟" اس نے خود اپنا تجزیہ کیا تھا۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں اس سفر میں تنہا اتنی آگے نہیں نکل سکتی۔ مجھے یہ سفر موقوف کرنا ہوگا۔ اتباع منصور نے سوچا تھا اور چلتی ہوئی باہر آئی تھی جب وہ اچانک کسی سے ٹکرائی تھی۔ اس نے سنبھل کر دیکھا تھا تو اپنے سامنے ابان شگری کو کھڑے پایا تھا۔

"کیا ہوا؟ اتنی ہونق سی، حیران سی کیوں دیکھ رہی ہو شیرنی؟ کیا تم نے اکیلے لندن بھاگ جانے کا پلان بنا لیا تھا؟" وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا اور اتباع اس کی سمت سے نگاہ پھیر کر جیسے اس سوال کو نظرانداز کرنے لگی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔

"میں نے سوچا تھا تمہارے لئے کچھ شاپنگ کرلوں۔ تم سو رہی تھیں تو تبھی میں اٹھ کر چلا گیا تھا۔ یوں بھی تمہارا خیال تھا کہ ایک دو دن پیرس میں رک کر کچھ سستا لینا چاہئے تو مجھے لگا یہ بہتر ہوگا۔ آگے کے ایک طویل سفر کے لئے کچھ انرجی جمع کرلینا مناسب ہوگا۔" ابان شگری خلافِ معمول اس کا ہم خیال دکھائی دیا تھا۔ وہ اسے بغور تکتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ تھام کر قریب کیا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھ نہیں سکتیں شیرنی! تمہاری آنکھوں میں یہ الجھنیں کیوں دکھائی دے رہی ہیں؟" اس کی سماعتوں کے قریب ابان شگری نے ایک مدھم سرگوشی کی تھی مگر اس اہم چونکتے لمحے کا اتباع منصور پر جیسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"جاؤ اور تیار ہو کر آؤ۔ میں تمہیں پیرس گھما دوں!" ابان شگری نے کہا تھا۔

"میں پیرس کئی بار پہلے بھی دیکھ چکی ہوں اس میں ایسا کچھ نیا نہیں ہے!" اتباع منصور نے لاتعلق اور کھردرے لہجے میں کہا تھا اور ابان شگری خلافِ معمول مسکرا دیا تھا۔

"پیرس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تجربہ رہا ہوگا شیرنی۔ اس لمحے تم اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ہو اور میری نظروں سے پیرس دیکھنے کا تجربہ ضرور نیا ہوگا نا؟" ابان شگری مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور بولی تھی۔

"مرد ہمیشہ کیوں چاہتا ہے کہ ایک لڑکی اس کے زاویہ نظر سے دیکھے؟" اتباع منصور کو شکوہ ہوا تھا۔

"کیونکہ مرد عورت سے اپنے نظریئے سے محبت کرتا ہے۔"

"یہ کیسی محبت ہے؟"

"محبت ایسی ہی ہوتی ہے!"

"محبت ایسی نہیں ہوتی!"

"جیسی بھی ہے بس اب یہی محبت ہے!"

"محبت اپنی شرائط نہیں رکھتی!"

"محبت اپنی سوچ اور نظریات رکھتی ہے!"

"میں نہیں مانتی!"

''تمہارے ماننے سے کچھ نہیں ہوتا شیرنی!''

''فضول کے نظریئے ہیں یہ!''

''محبت ایسا ہی فضول مشغلہ ہے!'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''محبت کو مشغلہ بنا کر رکھنے والے محبت نہیں کر سکتے!'' وہ خفگی سے بولی تھی۔

ابان شگری نے شانے اچکا دیئے تھے۔

''محبت کی اپنی راہ ہے اب کیا کریں؟ تم محبت کو اپنے اشاروں پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہو؟'' ابان شگری نے اسے دلچسپی سے دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اسے دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلا دیا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''محبت اپنے فائدے کی شے نہیں ہے۔ جب دل چاہا تب نظریہ بدل لیا۔ یہ محبت نہیں ہے۔'' اتباع منصور نے اس کی رائے کو رد کیا تھا۔ وہ مسکرایا تھا۔

''چلو بدل دو......!''

''نہیں بدلنا چاہتی!''

''آزما لو......!''

''ضرورت نہیں سمجھتی!''

''کچھ پچھتاوہ باقی نہ رہے اس کے لئے آزما لینا مناسب ہوتا ہے!''

''میں جب کوئی فیصلہ لیتی ہوں تو اس کے بعد پچھتاتی نہیں!''

''جھوٹ بولتی ہو شیرنی......تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کئی باتوں کا قلق ہے!''

''آپ کو آنکھیں پڑھنا نہیں آتیں!''

''مجھے کیا آتا ہے اور کیا نہیں، تمہیں اس بات کا ادراک کب ہوا؟'' ابان شگری نے محظوظ ہو کر پوچھا تھا۔ مگر وہ بولے بنا پلٹی تھی جب ابان شگری نے کلائی تھام لی تھی۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

''اتنی خفگی کس بات پر ہے شیرنی؟ مزاج اتنے برہم کیوں ہیں؟ جتنے لمحے ساتھ ہیں ان کو تو یادگار کر لو۔ اس کے بعد کی بعد میں دیکھیں گے!'' ابان شگری نے مشورے سے نوازا تھا۔

''آپ جو کھیل کھیل رہے ہیں وہ میں کھیلنا نہیں چاہتی!'' وہ منکر ہوئی تھی۔

''کیوں نہیں؟ دلچسپ کھیل کھیل لینے میں کوئی حرج نہیں ہے!''

''میں محبت کو کھیل کھیلنے سے نہیں ہوتی!''

''محبت کا ذکر کیونکر؟ کھیل کی بات ہو رہی تھی۔''

''آپ کے لیے محبت بھی کھیل ہی ہے۔''

''اتنے شکوے؟ اتنے الزام؟ اس دل میں کیا کچھ ہے؟''

''دل میں جو بھی ہے میں نہیں چاہوں گا اس کی خبر کسی اور کو ہو!''

''میں تمام معاملات کی خبر رکھنے پر فی الحال اختیارات رکھتا ہوں۔''

''میرے دل پر نہیں!'' وہ بے فکری سے چلنے لگی تھی۔

''تمہارے دل پر بھی!'' ابان شگری نے اسے کے ساتھ چلتے ہوئے جتایا تھا۔

''میرے دل تک رسائی آپ کے بس کی بات نہیں!''

''کیا یہ چیلنج ہے؟''

''جو بھی سمجھ لیں......!'' اتباع منصور نے معاملات اس پر چھوڑ دیئے تھے۔

ابان شگری نے یکدم رک کر اسے کلائی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

''محبت کو چیلنج کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سمندر کی طغیانی کو خود آپ بڑھانے کی سازش کر دو!'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ان آنکھوں میں ایک خاص تپش تھی۔ اتباع منصور اس کی سمت نہیں دیکھ پائی تھی۔

''کس بات کا قلق ہے؟''

''کوئی بات نہیں!''

''جاننا چاہتی ہو؟''

''کیا......؟''

''میرال حسن سے کیا بات ہوئی؟''

''میں جاننے میں دلچسپی نہیں رکھتی!''

''دل میں کچھ کھد بد تو ہے۔''

''نہیں ہے!''

''پھر اتنا شور کیوں ہے؟''

''آپ کو گمان ہو رہا ہے!'' وہ اردگرد کے لوگوں کو دیکھتے ہوئے اسے مکمل نظرانداز کرتی ہوئی بولی تھی۔ وہ پیرس کی رونقوں کو نظر

انداز کرتا ہوا اس کے چہرے پر جھکا تھا۔اور بغور توجہ سے اس کے چہرے کو تکتا ہوا بولا تھا۔

''شیرنی یہ انداز ٹھیک نہیں ہے۔یہ تیور اکسانے لگیں تو کئی سمتوں سے طوفان اٹھنے لگیں گے اور پھر تمہیں شکوہ ہوگا کہ یہ طغیانیاں حد سے سوا ہیں!'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر ہاتھ سے اسے پرے دھکیلا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''سفر اختتام پر ہو تو نئے راستے تلاش کرنا حماقت ہو سکتی ہے!''

''تم سے حماقتوں کے رستے بدلے جاتے ہیں تو کوئی وصف اختیار کرلو۔''

''میں کوئی وصف آزمانا نہیں چاہتی!''

''آزمالو یہ تجربہ بہت دلچسپ ہوگا!''

''میں ایسے تجربات کرنے پر یقین نہیں رکھتی!''

''محبت کرتی ہو تو پھر کیوں نہیں؟''

''میں محبت نہیں کرتی!''

''پھر کیا؟''

''کچھ بھی نہیں!''

''محبت سمت کیوں بدلنے لگی؟''

''محبت تھی ہی نہیں!''

''تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا شیرنی!''

''میں سچ میں محبت نہیں کرتی۔میرا تعلق اشعر ملک سے ہے۔میں ایک Spy ہوں اور تم سے اس لئے ٹکرائی تا کہ تمہارے راز اشعر ملک کو سونپ سکوں!'' اتباع منصور نے پرسکون انداز میں کہا تھا۔ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔وہ دن کئی دنوں سے مختلف تھا۔اس دن میں ابان شگری اس کے ساتھ تھا۔اس کا ہمسفر تھا۔چاہے دلوں میں فاصلے تھے مگر کوئی بے نام سی ان کہی درمیان تھی۔فی الحال ابان شگری کچھ کہنے کی جسارت نہیں کر رہا تھا اور نہ اتباع منصور اس ان کہی کو سمجھنے کو تیار تھی۔

''رات جب وہ ڈنر کے بعد گھر لوٹ رہے تھے تو دونوں خاموش تھے اور تب جانے ابان شگری کیا سوچ کر بولا تھا۔

''شیرنی میں کوئی قیاس آرائی نہیں کرسکتا مگر مجھے اندازہ نہیں ہو رہا محبت اگر تھک کر اپنے پر سمیٹ سکتی ہے۔'' وہ بولا تھا اور اس نے اس کی سمت نہیں دیکھا تھا۔مگر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''محبت تھک کر سفر موقوف کر سکتی ہے؟ ایسا ہوتا ہے! مگر ہمارے درمیان کوئی محبت نہیں ہے۔'' اس نے اس کی سمت دیکھے بنا کہا

تھا۔ وہ ہوٹل کی سمت بڑھ رہے تھے۔ ابان شگری کی ہمراہی سے اس کے دل میں جو خوشی ہونا چاہیے تھی وہ ناپید تھی۔ کیا وہ واقعی تھک رہی تھی؟ ابان شگری نے حیرت سے اسے دیکھا تھا تبھی رک کر ہاتھ تھامتا ہوا بولا تھا۔

"میرال حسن سے اتنی جلن کا کیا مطلب نکلتا ہے اتباع منصور؟"

"مجھے میرال حسن سے جلن کیوں ہونے لگی؟" وہ سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"پھر مجھے یہ کیوں لگ رہا ہے کہ تم اس سے حسد کرنے لگی ہو؟ محبت میں حسد لازم وملزوم ہوجاتا ہے نا؟" وہ کسی نتیجے پر پہنچتا ہوا بولا تھا۔ تبھی اتباع منصور نے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"ہم محبت کا کوئی ذکر نہ کریں تو مناسب ہوگا ابان شگری۔ لیٹ ای گو...... یہاں اس سفر کو موقوف کردینا مناسب ہوگا۔ اس سے آگے کوئی راستہ نہیں جاتا۔ یہاں ایک راستہ اور ایک سفر ختم ہوتا ہے اور اس سے آگے دو سمتیں نکلتی ہیں جو ہم دونوں کو دو سمتوں میں بانٹتی نظر آتی ہیں۔ وہاں سے تم اپنی راہ چن سکتی ہو اور میں اپنی۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"تم کیا کروگی شیرنی؟" اس سے آگے کی راہ کیا ہے؟ تم نظر انداز کررہی ہو کہ ہم اپنے ہنی مون پر ہیں؟ ایسے لمحوں میں ایسی باتوں کا وجود نہیں ہوتا۔" وہ مسکرایا تھا۔ جیسے وہ اسے سنجیدہ لینے کو تیار نہیں تھا۔

اتباع منصور نے لمحہ بھر کو خاموشی سے اسے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں سیریس ہوں۔ تم بار بار کہہ چکے ہو یہ سفر کبھی نہ کبھی ختم ہونا ہے اور پھر یہ اب ختم ہو یا کل اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ تمہیں کس بات کی ضد ہے؟ تمہیں ضد پوری کرنی ہے تو کرلو۔ بٹ آفٹر دیٹ لیٹ می گو!" وہ سرد لہجے میں بولی تھی اور ابان شگری اسے حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"تم ایک عرصے سے میرے ساتھ ہو اتباع منصور۔ میں نے کبھی کسی لمحے کا فائدہ اٹھانا نہیں چاہا۔ پھر اب تم اس طرح بات کیسے کر سکتی ہو؟ جب تمہارے ساتھ ایک رشتے میں ہوں؟ کیا کبھی میں نے تمہاری رضا کے بنا تم پر کوئی حق جتایا؟ یا تمہارے قریب آکر کسی رشتے کا حوالہ دے کر تم سے کوئی رعایت چاہی؟ یا کچھ مانگا؟ یا زبردستی کوئی رشتہ جتایا؟ یا حق جتایا؟ وہ اس کے رویے پر دل برداشتہ ہوکر بولا تھا۔

اتباع منصور نے اسے ایک نگاہ دیکھا تھا اور چہرہ پھیر لیا تھا۔

"میں جس پوزیشن اور اسٹیٹس رکھتا ہوں وہاں کچھ ناممکن نہیں ہے اتباع منصور۔ مجھے جو درکار ہو وہ لمحوں میں دستیاب ہوسکتا ہے۔ تمہارا حصول بھی ناممکن نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ ایک جائز رشتے میں ہو۔ میں چاہوں تو یہ حصول ناممکن نہیں ہے۔ مگر میں نے اب تک ان فاصلوں کو بنائے رکھا ہے۔ یہ فاصلے میرے پابند ہیں اتباع منصور۔ ان کی حدود میں طے کروں گا اور ان کی نوعیت بھی۔" اس نے واضح لفظوں میں جتایا تھا۔ وہ لمحہ بھر کو اس کی بات سے برہم دکھائی دیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ شب تمام ہوئی تھی۔ خاموشیوں کے ساتھ ایک نیا دن طلوع ہوا تھا اور ابان شگری نے آگے کے سفر کی نوید دی تھی۔

"We are going to start the journey for Lax. after that we would have a short layover then 8.5 hours from Lax to PPT in TaHiti, we have to stay little and wait for the next international arrives. Perhaps we have to spend an overnight in Papeete before flying for Bora Bora. It won't be that long though 1.50 minutes flight but it woudl be little tiring. But you have to bear with if if you chosen that destiny called Bora Bora!"

ابان شکری اسے اس طرح الزام دے رہا تھا جیسے یہ ہنی مون destination اس نے چنی تھی۔ اتباع منصور نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور انہوں نے Lax کے لئے سفر کا آغاز کر دیا تھا۔ یہ مسلسل 22 گھنٹوں کا سفر بہت تھکا دینے والا ہوتا تھا شاید تبھی ابان شکری اس کے لئے خاص کیئر شو کر رہا تھا۔ سفر کی کوفت کے باعث جب اس نے تھکے ہوئے انداز میں کھانے سے انکار کر دیا تھا تو تب ابان شکری نے زبردستی اسے کھلایا تھا۔ بارہ گھنٹے کی فلائیٹ کے بعد جب جہاز نے Loss Angeles کے سب سے بڑے اور مصروف ترین انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر لینڈنگ کی تھی تو اتباع منصور کا سر یکدم ہی چکرانے لگا تھا۔ تب ابان شکری نے اسے مکمل کیئر شو کرتے ہوئے سنبھالا تھا۔

"آر یو او کے؟" اس نے جھک کر پوچھا تھا اتباع منصور نے سر ہلا دیا تھا۔ تب وہ اسے ساتھ لگا کر اس کے شانے کو تھپکنے لگا تھا۔

ایک خاتون پاس سے گزرتے ہوئے رک گئی تھی اور انہیں دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"سوری مگر مجھے آپ دونوں بہت دلکش لگے ہیں۔ بلاشبہ آپ دونوں ایک ساتھ بہت کمال کے لگتے ہیں۔ جیسے ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہوں۔ مجھے لگتا ہے آپ نیا نویلا شادی شدہ جوڑی ہیں جو اپنی destination کی طرف گامزن ہے اور میں آپ کو تا عمر ساتھ رہنے کی دعا دینا چاہوں گی۔ آپ دونوں ایک بہت خوبصورت جوڑا بنا رہے ہیں۔ آپ کا یہ جوڑا ہمیشہ خوش رہے۔" وہ ادھیڑ عمر خاتون ان کے پاس رک کر مسکراتی ہوئی بولی تھی اور پھر چلتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھیں۔ ابان شکری نے اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا۔

اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ تبھی ابان شکری نے نرمی سے پوچھا تھا۔

"تم ٹھیک ہو نا؟" اور اتباع منصور نے سر ہلا دیا تھا۔

"اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم یہاں کچھ دیر قیام کر سکتے ہیں۔"

"نہیں میں ٹھیک ہوں اب!" اتباع منصور نے کہا تھا۔

"شیور؟" ابان شکری نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"لوس اینجلس شہر میں ہنی مون منانا چاہو گی؟" ابان شکری غالباً اس کی طبیعت سے اس کا دھیان ہٹانے کے لئے اور اس کا موڈ بدلنے کے لئے پوچھا تھا اور اتباع منصور اس کی سمت دیکھے بنا سرنفی میں ہلا دیا تھا۔ یقیناً اس بات کا کوئی اثر اس کے چہرے پر دکھائی دیا تھا۔ ابان شکری کو جیسے اس کا موڈ بحال کرنا، اس کا دھیان بٹانا اور اسے اچھا محسوس کرانا آتا تھا۔

"کچھ شاپنگ کرنا چاہو گی Lax سے؟" ابان شکری نے اسک اور آفر دی تھی مگر اس بار بھی ابان شکری کی اس آفر پر اتباع

منصور کی طرف سے ناں موصول ہوئی تھی۔ کچھ گھنٹوں میں انہوں نے PPT کے لئے فلائیٹ لی تھی Tahiti جانے کے لئے۔ ابان شگری کو اس کی فکر ہو رہی تھی سو اسے متواتر بہت خیال رکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ ''تم ٹھیک ہو نا؟''

اور اس نے سر ہلا دیا تھا۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسکا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ نو گھنٹوں کا سفر جب F'a'a International Airport (PPT) پر مکمل ہوا تھا تو ابان شگری نے ایک گہری سانس لی تھی اور اسے اس سفر کے ختم ہونے پر حیرت ہوئی تھی۔ PPT پر امیگریشن اور کسٹم کلیئر کرتے ہوئے وہ مکمل توجہ اسے دے رہا تھا۔ اتباع کو حیرت ہوئی تھی وہ ادھر ادھر کی بے معنی باتیں کرتے ہوئے اس کا دھیان مسلسل بٹا رہا تھا۔ Baggage کلیم سے فارغ ہو کر جب وہ Domestic چیک ان کاؤنٹر پر آئے تھے تبھی ایک خاتون اپنی پانچ سال کی بیٹی کو لے کر ان کی طرف آئی تھی۔

''ایکسکیوزمی۔ میری بیٹی کو آپ دونوں کا کپل بہت اٹریکٹو لگا ہے۔ اس کی خواہش ہے یہ آپ کے ساتھ ایک سیلفی لے۔ کیا آپ ایسا کرنا چاہیں گے؟''

Air Tahiti میں ابھی کچھ دیر تھی تبھی ابان شگری نے ان خاتون کی خواہش پر اتباع منصور کی طرف دیکھا تھا اور وہ جھک کر اس چھوٹی بچی کے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کرنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اسے بچی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بغور دیکھا تھا۔ اتباع منصور نے اس بچی کے ساتھ ایک اسپیشل سمائل کے ساتھ سیلفی بنایا تھا اور اس بچی کی ماں کے فون میں بھی وہ سیلفی کلک کیا تھا۔ پھر ابان شگری بھی اس سیلفی میں نمودار رہا تھا۔ خاتون نے مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا تھا۔

''آپ دونوں بلاشبہ ایک بہت اٹریکٹو اور خوبصورت کپل ہیں۔ آپ کی جوڑی سلامت رہے۔ آپ کا آگے کا سفر اچھا اور سیف گزرے۔'' ایک دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ خاتون بچی کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گئی تھی۔ ابان شگری اتباع منصور کو دیکھنے لگا تھا۔ اتباع نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''کیا......؟''

''یونہی دیکھ رہا تھا!''

''کیا......؟''

''کچھ نہیں!''

''پھر بھی......؟''

''یہی کہ تمہارے گال اس چھوٹی بچے سے کس قدر مشابہ ہیں۔'' ابان شگری نے پہلی بار اسے کوئی تعریفی کلمات کہے تھے۔ وہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

''اور تمہاری آنکھیں بھی......!''

''میری آنکھیں کیا؟''

''اب بچی جیسی خوبصورت ہیں۔'' ابان شگری نے کہا تھا، وہ چونکی تھی تبھی ابان شگری نے یکدم کنفیوز ہو کر خجل ہو کر شانے اچکا دیئے تھے۔

''شاید اس بچی کی آنکھیں زیادہ خوبصورت ہیں!'' وہ پہلی بار ایسے کوئی کلمات کہتے ہوئے کچھ hesitant دکھائی دیا تھا۔

اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

PPT سے BOB کے لئے انٹرنیشنل فلائٹ کے لئے انتظار کرتے ہوئے ایک نوجوان گٹار بجانے لگا تھا۔ اور تب ابان شگری اسے مسکراتے ہوئے دیکھتے ہوئی، اپنی میوزک سے جڑی باتیں بتانے لگا تھا۔ جب وہ میوزک کے لئے کریزی تھا اور اسٹوڈیو میں کام کر رہا تھا۔ کس طرح اس نے اپنی پاکٹ منی سے اس اسٹوڈیوز کو بنانے کے لئے پیسے اکٹھا کئے تھے۔

''آپ میوزک سے اتنا لگاؤ رکھتے تھے تو پھر میوزک کا یہ سفر ختم کیوں کر دیا؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا۔

''وہ لڑکپن تھا۔ بے وقوفی کا دور تھا۔ ڈیڈ نے ٹھیک کیا اس پاگل پن کو۔ روک دیا ورنہ میں میوزک میں ہی کہیں کھو جاتا اور یہ کامیابیوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا!'' اس نے اس نوجوان سے گٹار لی تھی اور بجانے لگا تھا۔ نوجوان نے بھرپور داد دی تھی۔ وہ اس عمر میں تھا جس میں کبھی ابان شگری تھا۔ جب اس نے میوزک موقوف کیا تھا۔

''تمہیں اپنے خواب اپنے ہاتھوں سے ختم نہیں کرنے چاہئے تھے!'' اتباع منصور نے اسکی آنکھوں کے بجتے رنگ دیکھ کر کہا تھا۔ مگر ابان شگری گٹار بجاتے ہوئے جیسے بظاہر اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کان بند کر گیا تھا۔ اتباع کو اندازہ ہوا تھا اس نے اس سفر پر گامزن ہونے کے لئے کیا کچھ کھویا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وہ صاف دیکھ رہی تھی مگر وہ اس کی سمت دیکھے بنا گٹار رنگ کرنے لگا تھا۔ اور تبھی اس نے سروں کے ساتھ آواز کو بھی شامل کیا تھا اور گانے لگا تھا۔

''تیری آنکھیں، تیرے دل کی ساری باتیں کریں
آج مہکیں سارے پل ہی کئی سپنے بنیں
راستے کٹھن یہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں یہاں
چن لیں آج جو بھی ملیں

ابان شگری کی آواز بہت پر تاثیر تھی۔ اتباع منصور نے اسے مگن سا گاتے دیکھا تھا۔ وہ مکمل کھویا ہوا گا رہا تھا جب اس کے دیکھنے پر مسکرایا تھا۔

''اس زمین کی یہی داستان ہے

جسم اور جاں ایک دان تو ہوتا ہے

نہ رہے......!

کتنی صدیاں نہ جانے

خاموشی سے یونہی گزرتی گئیں

وقت کے بہتے دریا میں

جب تک سانسیں رہیں

تو ہے میری......!''

اس کے مگن انداز میں کیا خاص بات تھی۔ اس کی بند آنکھوں میں کیا بھید تھے؟ وہ کس کی آنکھوں کا ذکر کر رہا تھا؟ کن لمحوں کی بات کر رہا تھا؟ کس چہرے کی بات تھی؟ کس خاموشی کا ذکر تھا؟

''میرال حسن......؟'' اس کا ذہن ایک ہی نقطے پر اٹک گیا تھا۔ اور ابان شگری مسکرایا تھا۔ اس کی نظریں اتباع منصور پر تھیں۔ اسے خبر نہیں تھی اتباع منصور کے ذہن میں اس وقت کیا چل رہا تھا۔ وہ کیا سوچ رہی تھی۔ وہ عرصہ بعد شاید گٹار بجا رہا تھا اور مگن سا گا رہا تھا۔

''کتنی صدیاں نہ جانے

خاموشی سے یونہی گزرتی گئیں

وقت کے بہتے دریا میں

جب تک سانسیں رہیں

تو ہے میری!

جو یہ سنسار سارا روشن کرے

کوئی ہو سنگ

کوئی ہو پیار، پیارا جیون لگے

راستے کٹھن......

چھوٹی چھوٹی خوشیاں یہاں

چن لیں آج جو بھی ہیں!

ابان شگری نے مسکراتے ہوئے اس کی سمت تکتے ہوئے گانا موقوف کیا تھا اور گٹار اس نوجوان کی سمت بڑھائی تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے اس گانے پر بھرپور داد دی تھی۔ ابان مسکرایا تھا۔

"اس لڑکے نے آج مجھے میری پاگل پن کی عمر یاد دلا دی۔ وہ بھی عجیب دور ہوتا ہے نا؟ جب ایک جنوں ساتھ چلتا ہے اور ہر ناممکن کو ممکن کرنے کو دل کرتا ہے۔" ابان شگری بولا تھا۔ تبھی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"کچھ چیزوں کے لیے جنوں کبھی ختم نہیں ہوتا! عشق بھی ایک جنوں ہے جو دیوانگی کی حدوں کو پار کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور ختم نہیں ہوتا!" وہ اپنی دانست میں کچھ جتا رہی تھی۔ اس کا انداز کچھ عجیب تھا۔ تبھی ابان شگری اسے بغور دیکھنے لگا تھا۔

"کونسے عشق کی بات کر رہی ہیں آپ؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔ اور وہ بنا کچھ کہے چہرہ پھیر گئی تھی اور ابان شگری اس کے چہرے سے جانے کیا اخذ کرتا ہوا بولا تھا۔

"مجھے محبت کی کچھ خبر نہیں اور آپ عشق کی بات کرتی ہیں شیرنی؟ محبت میرا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔ محبت کی باتیں آپ پر زیادہ سوٹ کرتی ہیں۔ وہ شاید مذاق کر رہا تھا مگر اتباع منصور جس سمت سوچ رہی تھی اس سمت پر سوچ ایک ہی بہاؤ کے ساتھ ایک سمت بہہ رہی تھی۔ ابان شگری یہ بات نہیں جانتا تھا کہ وہ کس سمت سوچ رہی ہے اور کیا سوچ رہی ہے مگر وہ اس کے چہرے کا تاثر دیکھ رہا تھا اور تبھی وہ اس کے چہرے کو پڑھتے ہوئے بولا تھا۔

"تم میرال حسن کے بارے میں سوچ رہی ہو نا؟" اور تب وہ حیرت سے چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری جب اس کی سوچوں کو پڑھ لینے تک کا اختیار رکھتا تھا تو پھر ان کے درمیان یہ فاصلے کیسے تھے؟

ابان شگری محبت سے انکاری کیوں تھا؟

کیا وہ واقعی میرال حسن سے محبت کرتا تھا؟ اتباع منصور کے ذہن میں ایک ہی سوال ابھر رہا ہے اور ابان شگری اس کی سمت جھک کر نرم لہجے میں بولا تھا۔

"تم اتنا زیادہ ایک ہی وقت میں کیسے سوچ سکتی ہو شیرنی؟ تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں میرال حسن کی محبت میں پاگل ہوں؟ محبت مفروضوں کی بات نہیں کرتی۔ یقین کی بات کرتی ہے تو پھر تمہارا لہجہ...... یہ آنکھیں، یہ خاموشی یقین سے اس قدر خالی کیوں ہے؟" ابان شگری نے پوچھا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

یہ کیسے عجیب سے لمحے تھے۔ وہ اس کے ساتھ تھی۔ وہ ایک خوبصورت منزل کی طرف گامزن تھے۔ اس کے لہجے میں رنگ ہونے چاہئیں تھے۔ باتوں میں خوشبو ہونا چاہیے تھی اور آنکھوں میں خواب ہونا چاہیے تھے مگر اس کا دماغ صرف سوچوں سے بھرا تھا۔ وہ ایک خوبصورت سفر میں ایک دوسرے کے ہمسفر تھے۔ ایک خوبصورت سفر ان کی زندگی کی ایک اہم منزل کی طرف پیش رفت کر رہا تھا تو پھر یہ وسوسے کس لئے تھے؟"

وہ ابان شگری سے کوئی احساس جڑا ہوا محسوس کیوں نہیں کر رہی تھی؟ وہ یقین جو پہلے اس کے لہجے میں بولتا تھا وہ اب ناپید کیوں تھا؟ ابان شگری بہت سی باتیں کر رہا تھا تاکہ اس کا دھیان بٹا رہے۔ اسے اپنے ہائی سکول کی باتیں بتا کر ہنسانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔

Papeete سے Bora Bora کا سفر وہ اس کا حیرت سے اسے تکتی رہی تھی۔ وہ اس کے ساتھ اس قدر توجہ سے باتیں کیوں کر رہا تھا؟ کیا وہ منافق تھا؟ اس کے دل میں اور دماغ میں کچھ اور تھا؟

PPT to BOB وہ زیادہ نہیں بولی تھی۔ Air Tahiti جب لینڈ ہوئی تھی اس نے سفر کے اختتام پر شکر کیا تھا۔ اگرچہ صرف ایک گھنٹہ اور پچاس منٹ کی جرنی تھی اور باقی کی فلائیٹس سے زیادہ چھوٹی فلائٹ تھی مگر وہ سفر سے اکتا گئی تھی۔

Bora Bora ایئرپورٹ جو Moto Mute ایئرپورٹ کہلاتا تھا، اپنی طرز کا ایک خوبصورت ایئرپورٹ تھا۔ فائنلی وہ اپنی منزل پہنچ گئے تھے۔ French Polynesia، Leeward Island کا سفر کامیابی سے طے ہوا تھا۔ مگر ایک تھکن اتباع منصور کے چہرے پر دکھائی دے رہی تھی۔

"فائنلی آپ اپنی فیورٹ Destination بورہ بورہ پہنچ چکی ہیں سو اب یہ چہرے پر اتنی اداسی کیوں؟ اب تو آپ کو خوش ہونا چاہیے نا بالآخر آپ کی ہنی مون Destination پر پہنچ گئے ہم۔" ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ لینڈنگ کے بعد Lagoon کا قریب کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ بلاشبہ وہ ایک خوبصورت جگہ تھی۔ ان کے لئے بک کئے resort سے Boat آ گئی تھی جو ان کو ان کی Intercontinental Le Moana Bora Bora، Resort لے جانے کے لئے تیار تھی۔

"ہم کار نہیں لے جا سکتے؟ یہ بوٹ کا سفر اتنا ضروری کیوں تھا؟" اس نے تھکن سے پر لہجے میں کہا تھا۔ ابان شگری نے شانے اچکا دیئے تھے۔

"شاید دادا ابا کو یہ ہمارے لئے زیادہ Exciting لگا ہو۔ بہرحال یہ ہنی مون Trip دادا ابا نے بک کروایا ہے۔ ان کو جو مناسب لگا انہوں نے کیا یا پھر انہوں نے تم سے پوچھا تھا اس کے لئے؟" وہ جانتا تھا وہ سمندر کے سفر سے خوفزدہ ہے تبھی وہ مسلسل باتیں کرتے ہوئے اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں نے ایسا کوئی مشورہ نہیں دیا تھا۔" اتباع منصور نے اکتائے ہوئے کہا تھا۔

تمام راستے وہ اسی طور بولتا رہا تھا۔ اتباع سمجھ رہی تھی وہ اسی طرح کی لایعنی باتوں کیوں کر رہا تھا۔ صرف اس لئے کہ اس کا دھیان بٹا رہے؟ InterContinental Le Moana بورہ بورہ اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لے گیا تھا۔ اپنے بے پناہ دلکش بیچ فرنٹ کے ساتھ پانی کے اوپر بنا ٹروپیکل resort جیسے ایک خوابناک جگہ تھی۔ ابان شگری اس کی سمت دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"دادا ابا اپنی عمر میں بہت رومانٹک رہے ہوں گے تبھی انہوں نے ایسی جگہ ہمارے لئے منتخب کی۔ ابان شگری کے کہنے پر وہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ تبھی وہ بولا تھا۔

"A posh beach front and over water bungalows at a high-end, that tropical resrt is truy a romantic place. By the way it has open air dining and a spa. If you are interested, you can go to that spa."

ابان شگری نے کہا تھا اور اس نے نظریں پانی پر مرکوز کردی تھیں۔ وہ جیسے کوئی جنت تھا زمین پر جیسے کوئی خوابناک ٹکڑا تھا جہاں بہت زیادہ جادو بکھرا ہوا تھا۔ ابان شگری اس resort کے بارے میں جیسے بہت سی انفارمیشن رکھتا تھا اور تبھی وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

''آپ کو یہاں کے بارے میں بہت نالج ہے؟ آپ یہاں پہلے آچکے ہیں؟''

اس کا سوال جیسے بہت کچھ کریدتا ہوا تھا اور ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ پھر بولا تھا۔

''اتفاق سے پہلی بار شادی شدہ ہوا ہوں۔ پہلا ہنی مون ہے۔ یہ resort ہنی مون کے لئے ہے۔ مجھے اس سے قبل یہاں آنے کا موقع نہیں ملا۔ یا شاید میں آنا نہیں چاہتا تھا۔ لائف واز بزی اینڈ آئی کڈ ناٹ گیٹ ٹائم۔ بہت سی جگہوں پر گھوما پھرا مگر جو جگہیں کسی کے ساتھ دیکھنا چاہئیں، ان کو اکیلا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جو نالج میں شیئر کررہا ہوں وہ resort کے بارے میں سن رکھا تھا۔ میرا ایک دوست اپنی وائف کے ساتھ یہاں آیا تھا۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔

اتباع منصور یکدم مڑی تھی جب اس کا پاؤں پھسلا تھا اور وہ ریلنگ سے نیچے گرنے کو تھی جب ابان شگری نے اسے سنبھال لیا تھا۔ وہ ابان شگری کے مضبوط بازوؤں میں آنکھیں بند کئے گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

''اتنا شک کیوں کرتی ہو شیرنی؟ محبت کرتی ہو تو صاف اقرار کرلو۔ یہ حیلے بہانوں سے محبت کو گھما پھرا کر درمیان میں لے آنا کچھ غیر ضروری سا لگتا ہے!'' ابان شگری اس کے کان کے قریب مدھم سرگوشی کرتا ہوا بولا تھا۔ اتباع منصور آنکھیں نہیں کھول پائی تھی۔

''یہ محبت نہیں ہے!''

''پھر کیا ہے شیرنی؟ تم اس قدر انکاری کیوں ہو؟ میں تمہاری دھڑکنوں کو سن سکتا ہوں۔''

''تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے!''

''غلط فہمی محبت کے ساتھ منسوب نہیں۔ یہ اور قصے ہیں!''

''ہوتے ہونگے مگر یہ محبت نہیں ہے!'' اتباع منصور نے آنکھیں کھولے بنا کہا تھا۔ ابان شگری نے سر جھکا کر اس کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔

''ان آنکھوں میں کیا راز ہیں؟ انہیں کھلنے دو شیرنی!''

''کوئی راز نہیں ہے۔ کوئی چھپی بات نہیں!''

''محبت کی پردہ داری ایسی نہیں ہوتی!''

''محبت ہو تو کوئی پردہ داری بھی ہو!''

''محبت سے پوچھ لو!''

''بہت فضول بات ہوگی!''

''دھڑکنوں کو گواہ بنالو!''

''میں ان چکروں میں پڑنا نہیں چاہتی!''

''یہ جھوٹ ہر بار بولوگی؟''

''یہ جھوٹ نہیں ہے!''

''میں دھڑکنوں کو سن رہا ہوں شیرنی ان میں کچھ تو ہے!''

''اگر تم سن سکتے ہو تو تمہیں ویرانی سنائی نہیں دیتی؟''

''نہیں۔ یہ بس وسوسے ہیں مگر محبت موجود ہے!''

''جہاں وسوسے ہوں وہاں محبت نہیں ہوتی!''

''جہاں محبت ہوتی ہے وہیں وسوسے بھی آن دھمکتے ہیں شیرنی!''

''تمہیں کیا خبر؟''

''تمہاری دھڑکنیں سارا پتہ دیتی ہیں!''

''خود محبت نہ ہو تو محبت کی بات کرنا عبث ہوتا ہے!''

''محبت کا ذکر ہونا ضروری ہے شیرنی..... محبت کو اچھا لگتا ہے جب اس کا ذکر خاموشی میں کیا جائے!''

''محبت ہو تو اسے اچھا لگے گا نا۔ جب محبت غیر موجود ہو تو کچھ اچھا نہیں لگتا۔'' اتباع منصور باور کرایا تھا۔ ان بند آنکھوں میں کیا چھپا تھا کہ وہ آنکھیں کھولنا نہیں چاہتی تھی۔ ابان شگری نے ڈوبتے سورج کی کرنوں کے رنگ اس کے چہرے پر دیکھے تھے۔ عجب جادو سا تھا فضا میں جیسے کسی نے سحر پھونک دیا ہو اور سارے منظر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔ ابان شگری اس چہرے کی دلکشی کو تا دیر دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس چہرے پر جھک گیا تھا اور ان بند آنکھوں کو چھوا تھا۔

''کوئی رنگ ہے جو بات کرنا چاہتا ہے۔ پلکیں دستکوں کی منتظر تھیں۔ اب دستکوں نے قدم دھرے ہیں تو یہ آنکھیں اجنبی کیوں بنا رہی ہیں جیسے آہٹوں سے واقف ہی نہیں؟'' ابان شگری نے مدھم سرگوشی کی تھی۔

''کوئی رنگ نہیں ہے یہاں۔ کسی دستک کا انتظار نہیں تھا ابان شگری۔ تمہاری غلط فہمی ہے۔ مجھے اور خود کو مت الجھاؤ۔'' اس نے بند آنکھوں سے جیسے درخواست کی تھی۔

''اپنی آنکھیں کھولو اور خاموشیوں کو بات کرنے دو۔ دیکھنے دو ان آنکھوں میں کیا چھپا ہے۔ دیکھو یہ غروب ہوتا آفتاب بھی تمہارے چہرے کو حیرت سے تکتا ہے۔ اسے قلق ہے جیسے کہ ان آنکھوں میں جواز ہیں تو انہیں پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہیں؟'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

ان آنکھوں میں جانے کیوں نمی آن ٹھہری تھی اور آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔ ابان شگری نے سر جھکا کر ان آنکھوں کی نمی کو چن لیا تھا۔

''دھڑکنوں میں جو شور ہے اس کی بات کرو شیرنی...... تمہیں جنوں تھا کہانی مکمل نہیں ہوتی۔ تمہیں ایک ضد تھی اور اب جب یہ ڈوبتے آفتاب کے رنگ تمہاری آنکھوں سے راز چرانے کے منتظر ہیں تم ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتیں؟ کہانی کو مکمل ہونے دو شیرنی......!'' ابان شگری نے مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں کو پاس کی تھی۔

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ پانی پر آفتاب کے گرد گہرے ہوتے رنگوں کا عکس گہرا ہو رہا تھا اور اس عکس میں ان کا عکس بھی نمایاں تھا۔ ابان شگری اس کے چہرے پر شفق کے گہرے ہوتے رنگوں کو چننے لگا تھا۔

''تمہارے بھی اسرار بہت پر فسوں ہیں، ان لمحوں میں جیسے تمہارا یہ فسوں اور زیادہ گہرا ہو رہا ہے...... میں ان رنگوں میں ڈوب ابھر رہا ہوں۔ تم ایسے تمام منظر جادو سے کیسے بھر سکتی ہو؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ ان آنکھوں سے نمکین پانی کے قطرے ٹوٹ کر بہت خاموشی سے گرے تھے۔

ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''یہ کیا ہے شیرنی؟ تم اتنی اداس کیوں ہو؟ تم چاہو تو تمام رنگوں کو مٹھی میں لے کر ایک اسم پھونک سکتی ہو۔ سب اختیار تمہارے ہو گئے۔ پھر اتنی بے بسی ان آنکھوں میں کیوں؟''

''تمہیں کس بات کی فکر ستا رہی ہے؟ یہ قلق کس بات کا ہے؟ پذیرائی نہیں ہوئی؟ مکمل کرنا تھا تمہیں کہانی کو پھر اتنی تھکن کیوں؟'' ابان شگری اس چہرے پر جھک گیا تھا۔ اور تب اس نے یکدم ہی اسے پرے دھکیل دیا تھا۔

''کہانی کہیں آغاز ہوتی تو مکمل کرنے کی بات بھی ہوتی ابان شگری۔ کہانی شروع ہی نہیں ہوئی تھی!'' اتباع منصور نے اس کی سمت سے آنکھیں پھیر لی تھیں۔

''کہانی تم نے آغاز کی تھی شیرنی۔ فراموش مت کرو!''

''میں نے کوئی کہانی شروع نہیں کی!''

''ابتدا کی تھی تم نے......!''

''ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تھا!''

''تم میری دیوانی بن گئی تھیں۔ مجھے علم تھا وہ عشق تھا!''

''عشق نہیں تھا۔ کبھی وقوع پذیر ہوا ہی نہیں!''

''عشق تو تمہاری سانسوں میں سنائی دیتا ہے شیرنی!''

''یہ الجھی باتیں مت کرو......!''

''تم سلجھادو......!''

''مجھے فضول کے کاموں میں وقت صرف کرنے کا شوق نہیں ہے۔''

''یہی فضول کام تم کرتی آئی ہو!''

''میں نے ایسا کبھی نہیں کیا!''

''کہا نہیں مگر تمہاری دھڑکنوں سے سنائی دیا کرتا تھا!''

''بے وقوف ہیں آپ!''

''مان لیا!''

''چالاک بھی ہیں!''

''اچھا۔اس کا علم کب ہوا؟'' وہ محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

شام کے گہرے ہوتے سایوں میں وہ کھڑے تھے۔روشنیاں روشن کر دی گئی تھیں۔ پانی پر بنا وہ گھر روشنیوں سے بھر گیا تھا اور ان قمقموں کی روشنی Lagoon کی سطح پر تیرتی دکھائی دے رہی تھی۔ پانی پر بنے اس گھر کے اردگرد جیسے کوئی جادو پھیلا ہوا تھا۔

''مجھے گمان ہے یہ جادو تمہاری موجودگی کا ہے شیرنی۔ ورنہ یہ جگہ اتنی مقناطیسیت نہیں رکھ سکتی۔ یہ بے پناہ کشش کے دائرے تمہارے باعث ہیں۔ یہ ماحول یہ دلکشی تمہارے باعث ہے شیرنی، تم چاہو تو کچھ بھی بدل سکتی ہو۔سبھی منظر......سبھی موسم......تم اپنے اختیارات سے واقف نہیں ہو۔'' ابان شگری نے اس کے چہرے کو ملائمت سے چھوتے ہوئے کہا تھا۔'' تبھی وہ بولی تھی۔

''اور تمہیں اس سے محبت ہے؟''

''تم نے بارہا ذکر کیا تھا مجھے تم سے محبت ہے؟''

''مجھے محبت کی سمجھ بوجھ نہیں۔محبت سمتیں بدل سکتی ہے!''

''اگر محبت ہے تو یقین بھی ہونا چاہئے!''

''محبت نہیں ہے۔یقین کا موسم آتے دیر لگتی ہے!''

''تم چاہو تو سبھی موسم پلٹ سکتے ہیں۔''

''میں موسموں پر اختیار نہیں رکھتی۔زمانوں پر قادر نہیں!''

''محبت ہے......!''

''مجھے آزمانے کا شوق نہیں ہے!''

''ڈرتی ہو ہار جاؤ گی؟''

''یہ بات نہیں؟''

''یہی بات ہے!'' ''مگر میں تمہیں ہارنے نہیں دوں گا!''

''تمہیں خود ڈر تھا کہ تم ہار جاؤ گے!''

''اور تب تم نے یقین دلایا تھا کہ میں جیت سکتا ہوں!''

''وہ تب کی بات تھی!''

''لیکن تب مجھے مجھ پر یقین تھا شیرنی!''

''مجھے کچھ یاد نہیں!''

''تمہیں یاد ہے، تمہیں خوف ہے جو تمہیں روک رہا ہے۔''

''میں اس وقت حواس میں نہیں تھی۔ کہہ دیا ہو گا کچھ!''

''تم حواس میں نہیں تھیں مگر تمہارا دل میرے ساتھ اسی طور جڑا تھا!''

''آپ کو گمان تھا ایسا ہے۔ ویسا کچھ تھا ہی نہیں۔ آپ بھول رہے ہیں۔ آپ نے کہا تھا۔ میں نے فارم ہاؤس پر حملہ کروایا ہے۔ اور میں کسی کے ساتھ ملی ہوئی ہوں! تب بہت کچھ ہوا تھا!'' اتباع منصور نے کہا تھا۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

''اور تب تمہاری محبت نے قدم واپس موڑ لئے تھے؟''

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا!''

''کس چیز سے بھاگ رہی ہو شیرنی؟''

''میں کسی فرار پر مائل نہیں ہوں!''

''بتاؤ تدارک کے لئے کیا کروں؟'' وہ مہربان ہوا تھا۔

''آپ تدارک کرنا کیوں چاہیں گے؟''

''کیوں کہ سدِ باب کرنا ضروری ہے!''

''سدِ باب کس ہنگامی حالت میں ہوتا ہے اور یہاں ایسا کچھ نہیں!''

''ایسا کچھ نہیں تو دھڑکنوں میں یہ شور کیوں ہے؟''

''جو آوازیں مجھے سنائی نہیں دیتیں وہ آپ کو سنائی نہیں دے سکتیں!''

''تمہارے اندر سے آنے والی آوازوں کو سننے کی صلاحیت تم میں نہیں ہو سکتی!''

''کیوں......؟''

''کیونکہ اس کے لئے کوئی اور چنا گیا ہے!''

''کون ہے وہ؟''

''جس کے ساتھ تم اس لمحہ موجود ہو!''

''اور آپ کو کیا پتہ میرے دل میں کیا ہے؟''

''جھانکے بنا جان سکتا ہوں، چھان بین کی ضرورت نہیں ہے!''

''اوہ...... یہ اتنا یقین کب سے ہونے لگا؟ وہ ریکارڈنگز کیسے بھول گئے آپ؟'' ذاتباع منصور نے یاد دلایا تھا۔ وہ خاموش ہو گیا تھا۔

''مجھے یاد ہیں وہ ریکارڈنگز......!'' وہ قدرے توقف سے بولا تھا۔

''جانتی ہوں۔ آپ کو یاد ہیں۔ آپ کی نظر کا وہی ایک سچ تھا!''

''مجھے کسی سچائی تک نہیں پہنچنا تھا۔''

''تو پھر وہ ریکارڈنگز کیوں سنی تھیں؟''

''بس سن لی تھیں!''

''کس نے پروائیڈ کی تھیں آپ کو؟''

''کسی نے کر دی تھیں۔ وہ ایک بھیانک انکشاف تھا!''

''اور اس کی سزائیں اتنی جلدی ختم کیسے ہو گئیں؟''

''کوئی سزا ختم نہیں ہوئی!''

''پھر آج کہانی کو مکمل کرنے کی بات کیوں ہو رہی ہے؟''

''کیونکہ تم ایسا چاہتی ہو!''

''اور آپ؟''

''میرے لئے وہ ضروری ہے جو تم چاہتی ہو!''

''ایسا کیوں ہے؟ تمہارے لئے وہ ضروری کیوں ہے؟''

''کیونکہ ایسا تم چاہتی ہو!''

''جو میں چاہتی ہوں وہ سب سے اہم ہے؟''

''کسی قدر......!''

''کسی قدر؟'' اتباع منصور نے جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

''میں پیمائش کرنے کا عادی نہیں۔ جو ہے وہ جتنا بھی ہے **Exist** کرتا ہے۔''

''ایسا نہیں ہے۔ یہ جھوٹ پر مبنی ایک بات ہے۔ میں اہم نہیں ہوں۔ تمہیں میرال حسن سے محبت ہے وہ تمہارے لئے اہم تھی تو سزاؤں کے لئے مجھے کیوں چنا؟'' وہ پوچھنے لگی تھی۔ ابان شگری اسے چونکتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

''یہاں میرال حسن کا ذکر کیوں ہے؟''

''کیوں اس نے وہ کال ریکارڈنگز دی تھیں اور تمہیں اس کے سچ پر یقین آ گیا؟'' اتباع منصور نے کہا تھا۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا تبھی اتباع بولی تھی۔

''اس رات وہ تمہارا ہاتھ تھام کر لے گئی تھی اور تم نے یہ تک فراموش کر دیا تھا کہ تم کہاں تھے اور کس کے ساتھ تھے۔ اگرچہ ہم میں کوئی رشتہ نہیں مگر قانونی اور شرعی طور پر میں تمہاری وائف ہوں تو وہ ہمارے بیڈروم میں کیسے رک سکی؟ اسے یہ اختیار کس نے دیا؟'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

ابان شگری نے مکمل سکون سے اسے دیکھا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اسے یہ اختیار میں نے نہیں دیا!''

''پھر وہ کیسے کمرے میں آن دھمکی؟ اور تمہارا ہاتھ تھام کر ساتھ کیوں لے گئی؟''

''میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا!''

''جانتی ہوں کیونکہ آپ کے پاس ان باتوں کے جواب ہیں مگر آپ واضح طور پر کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اگر یہ رشتہ وقتی ہے تو پھر کس بات کا حق جتا رہے ہیں آپ؟ آپ کو مجھ سے محبت نہیں تو کیوں زبردستی نبھا رہے ہیں آپ؟ اور یہاں اس کے ہنی مون Destiny پر کیوں آئے ہیں؟''

''کیوں کہ دادا ابا ایسا چاہتے تھے!'' ابان شگری نے جواب دیا تھا۔

''جو آپ کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ میں ہمت نہیں ہے۔ اگر میرال آپ کے دل میں ہے تو آپ میں کہنے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔'' اتباع منصور بولی تھی۔

''کچھ باتوں کا ڈسکس نا ہونا ضروری ہے اتباع منصور!'' ابان شگری اسے پرسکون انداز میں دیکھتا ہوا گویا ہوا تھا اور پلٹنے لگا تھا جب وہ چیخ کر بولی تھی۔

''نہیں ہے مجھے آپ سے محبت۔ نہیں کرتی ایسی کوئی محبت! سنا آپ نے۔ بے وقوف نہیں ہوں۔ مت بنائیے مجھے بے وقوف!''

❁

(ناول **اعادہ جاں گزارشات** ابھی جاری ہے، بقیہ واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

ابان شگری اسے بہت پر سکون انداز میں اطمینان سے مسکرایا تھا۔ جیسے وہ اسے جھٹلا رہا تھا۔ اس کے کہے گئے الفاظوں کو رد کردیا تھا۔ اتباع منصور اسے دیکھتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی تھی جیسے وہ جتانا چاہتی ہو کہ وہ جو کہہ رہی ہے وہی سچ ہے۔ بس مگر اس کے اس انداز کا ابان شگری پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔ ابان شگری نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ وہ اس کے فراخ سینے سے جا ٹکرائی تھی۔ برقی قمقموں کی روشنی میں اتباع منصور کے چہرے پر ایک عجیب سی کشش تھی۔ دونوں کا عکس پانی کی سطح پر متواتر تیر رہا تھا۔ ابان شگری نے اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو ہٹایا تھا اور اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پر سکون انداز میں بولا تھا۔

"محبت کو ہرانا ممکن نہیں ہے شیرنی...... محبت اور بپھر جاتی ہے اور ایسے میں اور طوفان اٹھالاتی ہے۔ ان طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کی ہمت نہیں ہوگی تم میں۔ سو یہ غلطی دوبارہ مت کرنا۔" وہ پر سکون انداز میں کہہ رہا تھا اور اتباع منصور اسے ساکت سی دیکھ رہی تھی۔

"کہا تھا نا تم میری دیوانی ہو؟ یہ دیوانی پرانی ہے اور محبت جتنی پرانی ہوتی ہے رنگ اتنا گہرا چڑھتا ہے۔ تم ان رنگوں کو نظر انداز نہیں کر سکتیں شیرنی...... ابان شگری کے لہجے میں ایک یقین تھا اور اتباع منصور اس یقین کی نفی کرنے کو گردن موڑ کر بولی تھی۔

"تم اپنی طرف سے کچھ بھی **assum** کرو...... اٹس اپ ٹو یو!"

"میں تمہاری آنکھیں پڑھ رہا ہوں!"

"ان آنکھوں میں کچھ نہیں ہے۔ آپ کا وہم ہے!"

"وہم ہوتا تو اڑنچھو ہو گیا ہوتا! محبت ہے!"

"محبت نہیں ہے!"

"ہو نہیں سکتا! محبت گم نہیں ہوتی!"

"محبت ہو بھی جاتی ہے!"

"گم ہو گئی تو میں ڈھونڈ نکالوں گا!"

"ممکن نہیں ہو گا آپ کے لئے!"

"ہوا میں تحلیل بھی ہو گئی تب بھی میں ہاتھ بڑھا کر تھاموں گا اور مٹھی میں لے لوں گا!"

"محبت کو مٹھی میں قید نہیں کرتے!"

"ضرورت پڑے تو یہ بھی کارگر ہوتا ہے!"

"محبت پر یہ شرائط لاگو نہیں ہوتیں!"

''میری محبت کے لئے میں شرائط خود بنانا چاہوں گا!''

''اس سے کیا ہوگا؟''

''محبت کھوئے گی نہیں!''

''یہ سب ہونے کے باوجود بھی محبت کھو جاتی ہے!''

''میری دنیا میں ایسا نہیں ہوتا!''

''آپ دنیا میری دنیا سے الگ ہے۔''

''الگ ہوتی تو تم آج میرے ساتھ یہاں نہیں ہوتیں شیرنی!''

''تمہارے ساتھ ہونا مجبوری ہے!''

''کیسی مجبوری......؟''

''دادا ابا کا فیصلہ تھا۔ میں انکار نہیں کر سکی۔ ان کو تکلیف ہوتی!''

''یہ رواداریاں صرف محبت کو آتی ہیں!''

''رواداری کو محبت نہیں سمجھنا چاہئے! احماقت بھی ہو سکتی ہے!''

''محبت بھی تو حماقت ہی ہے نا؟''

''آپ محبت کی بات اتنے وثوق سے کیسے کر سکتے ہیں؟''

''تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر سارے بھید کھلنے لگتے ہیں!''

''کوئی بھید نہیں ان آنکھوں میں۔ ہوتا تو منکشف ہوتا!''

''ہے بھی تو تم گردن موڑے کھڑی ہو!''

''فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ مجھے آرام کرنا ہے!'' وہ جانے کو مڑی تھی۔ ابان شگری نے اسے کلائی سے تھاما تھا اور اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اتباع کی دھڑکنوں کا بہاؤ یکدم تبدیل ہوا تھا۔ اچانک ایک ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔ وہ اس کی سمت دیکھ نہیں پائی تھی۔ ابان شگری اس چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

''شیرنی تم پانی کا گلاس نہیں ہو کہ پانی میں ملا دیا اور تم تحلیل ہو کر پانی میں کھو گئیں۔ اگر تم پانی ہوتیں تب بھی میں تمہیں تحلیل شدہ پانی سے ڈھونڈ نکالتا۔ تمہارے خواص پانی میں تحلیل نہیں ہو سکتے۔ محبت پانی میں تحلیل ہو کر بھی اپنے خواص باقی رکھتی ہے۔ یہ بات تمہیں جان لینا چاہئے۔'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ اتباع منصور بہت تھکی ہاری سی لگی تھی۔ اس کی سمت سے چہرے پھیرے وہ اس لمحے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

''تمہارے خواص مجھے زبانی ازبر ہیں شیرنی! تم مجھ سے کھو نہیں سکتیں۔ کھو بھی جاؤ تو میں تمہیں پا لینے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ مجھے کھوئی ہوئی چیزیں ڈھونڈنا آتا ہے! یہ بات تو چیزوں کی تھی۔ تم تو پھر میری زندگی کا حصہ ہو...... سوچو تمہاری توجہ سمیت کر خود پر مرکوز کر سکتا ہوں۔ بکھر جاؤ تو تمہیں قطرہ قطرہ سمیٹ کر مجتمع کر سکتا ہوں۔ تمہارے جزئیات بکھر کر بھی مجھے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ محبت میں یہ طاقت بھی ہے پھر اپنی نادان کیسے ہو؟ محبت کرتی ہو اور اس پر یہ نادانی بھی کرتی ہو؟ یہ ٹھیک نہیں۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت نگاہ نہیں کی تھی۔ وہ نڈھال دکھائی دی تھی مگر وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ اس کی سمت دیکھے بنا۔ اس سے چہرے پھیر وہ خود کو اس سے الگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ابان شگری اس کو بغور دیکھنے لگا تھا۔ اس کی طرف سے گرفت ڈھیلی نہیں ہوئی تھی اور اتباع منصور اس کی گرفت سے نکلنے میں مکمل ناکام رہی تھی۔ تھک کر اس نے مزاحمت ترک کر دی تھی۔

''یہ جائز طریقہ نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ Expect نہیں کرتی۔''

''محبت اور جنگ میں سب جائز ہے!''

''آپ محبت نہیں کرتے!''

''تم تو کرتی ہو نا؟''

''میں بھی نہیں کرتی!''

''ایسے انکار ٹھیک نہیں شیرنی۔ تم چاہو تو سمتیں بدل سکتی ہو۔''

''مگر میں ایسا نہیں چاہتی!''

''ہار مان رہی ہو؟''

''جو کھیلا میرا تھا ہی نہیں اس میں ہمتیں گنوانا ٹھیک نہیں۔''

''یہ کھیل تو تم نے شروع کیا تھا نا شیرنی؟''

''میں نے کوئی کھیل شروع نہیں کیا!''

''محبت کی ابتدا تمہاری طرف سے ہوئی تھی۔''

''اگر تھی بھی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب نہیں ہے!''

''کچھ فنا بھی ہو جائے تو باقیات باقی رہ جاتی ہیں۔ ان باقیات میں میرا حصہ اب بھی کہیں موجود ہوگا۔ مجھے احتمال ہے تم اس حصے کو دانستہ نہ گنوا دو!'' ابان شگری نے خدشہ ظاہر کیا تھا اور اس کے چہرے کو تھامتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''یہ وقت شکووں کے لئے مناسب نہیں ہے شیرنی...... کوئی اچھی بات کرو! دیکھو وہ چاند تمہاری طرف تکتا ہے تو مجھے اس سے بھی

حسد ہوتا ہے۔ میں جب اس کا رخ پھیرنے کا سوچ سکتا ہوں تو تمہیں دور کیسے جانے دوں گا؟'' ابان شگری نے جتایا تھا۔

اتباع نڈھال سی اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

''یہ سب فضول ہے ابان شگری۔ تم خواب دکھا رہے ہو اور خواب دیکھ رہے ہو۔''

''تمہیں خواب دیکھنا اچھا نہیں لگتا ہے نا؟''

''میں خواب دیکھنے کی صلاحیتیں کھو چکی ہوں!''

''میں جانتا ہوں تم اب بھی خواب دیکھنے کی صلاحیتوں سے واقف ہو!''

''مجھے خواب نہیں دیکھنا ابان شگری۔''

''خواب دیکھنے پر اتنی پابندیاں کیوں؟'' کیا یہ وقتی ہیں یا کل وقتی؟'' وہ دلچسپی سے اسے دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔ وہ اسے گھورنے لگی تھی۔ نگاہوں میں غصہ تھا۔ الجھنیں تھیں۔ کتنی بدگمانیاں تھیں۔ ابان شگری نے سر جھکا کر پیشانی اس کی پیشانی کے ساتھ ٹکا دی تھی اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''تمہاری آنکھیں خواب دیکھتی اچھی لگتی ہیں شیرنی، ان پر پابندیاں نہ لگاؤ!'' ابان شگری کے مدھم لہجے میں کچھ تھا جو واضح نہیں تھا اور جسے اتباع منصور نہیں سمجھ پائی تھی۔ وہ آنکھیں میچ گئی تھی۔

''تم محبت اور خوابوں کی بات کرتے اچھے نہیں لگتے ابان شگری۔ یہ ذکر کسی اور کے لئے اور کسی اور موقع کے لئے اٹھا رکھو۔ کام آئے گا!'' وہ آنکھیں میچے مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''کس کے لئے؟'' ابان شگری نے مدھم آواز میں پوچھا تھا۔

''جس کے لئے رکھنا ہے!''

''کس کے لئے؟ کون ہے وہ؟'' وہ جاننے پر بضد ہوا تھا۔

''جو کوئی بھی ہو۔ مجھے کیا!''

''اگر تمہیں اس سے غرض نہیں ہوتی تو تم اس موضوع پر بات کرنا نہیں چاہتیں!''

''میں خود سے کوئی ذکر نہیں کر رہی ابان شگری۔ تم اکسا رہے ہو!''

''کیونکہ میں جانتا ہوں تم بہت کچھ بولنا چاہتی ہو!''

''میں کیا بولنا چاہتی ہوں کب بولنا چاہتی ہو اس کی فکر تمہیں کیوں ہے؟''

''کیونکہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو شیرنی۔ تمہارا خیال کرنا میری ذمہ داری بن جاتی ہے!''

''صرف اس لئے کہ میں محبت کرتی ہو؟''

''ہاں۔شاید اور بھی کوئی اسباب ہوں!''

''اور وہ اسباب تمہیں یاد نہیں؟''

''اسلوب یاد رکھتے ہوئے اسباب بھول جاتے ہیں شیرنی۔تم جانتی ہو محبت کے معاملے میں کتنا کوڑھ مغز ہوں۔میری عقل کام نہیں کرتی۔یہ مضمون میرے نصاب کا حصہ نہیں رہا۔'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کو کیا یاد رہتا ہے اور کیا بھول جاتا ہے۔آپ اپنے معاملات الگ رکھئے۔وہ آنکھیں میچے بولی تھی۔

''تم مجھ سے جڑی ہو پھر معاملات کیسے الگ رکھوں؟''

''بھول جایئے!'' فراموش کر دیجئے۔یہ تعلق خاص نہیں ہے جو فراموش نہ ہو۔''

''کچھ چیزیں عام ہو کر بھی ذہن میں رہتی ہیں۔توجہ کھینچ لیتی ہیں۔''

''میں کوئی چیز نہیں ہوں!''

''Exactly دیٹ وہاٹ آئی مین......!''

''ابان شگری تمہیں خود اپنے ساتھ اونسٹ ہونے کی ضرورت ہے!''

''تمہارے ساتھ یہاں ہوں۔اونسٹ ہی تو ہوں!''

''نہیں ہو اونسٹ......خود کے خلاف جا رہے ہو!''

''کیونکہ تمہارے خلاف نہیں جا سکتا!''

''خود کے خلاف اور میرے خلاف جا سکتے ہو۔آپشنز اوپن ہیں۔''

''میں اوپشنز کی طرف توجہ نہیں دیتا شیرنی۔مجھے ایک وقت میں ایک نقطے پر توجہ صرف کرنا پسند ہے۔بٹتی توجہ عقل کو مات کرنے لگتی ہے۔''

''اور تمہیں مات نہیں ہونا؟ صرف یہی نا؟''

''نہیں......ہارنا میری فطرت میں نہیں ہے!''

''تو یہ صرف ہار جیت کا کھیل ہے کہ تم یہاں میرے ساتھ ہو؟''

''کچھ بھی سمجھو مگر میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس وقت کا سچ یہی ہے!''

''اور اس سے اگلے لمحے کا سچ کیا ہوگا؟''

''اس کی بات فی الحال نہیں ہو سکتی۔اس موضوع کو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو شیرنی!'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں

درخواست کی تھی۔ اتباع منصور بے بس دکھائی دی تھی۔

"یہ جیتنے کا عمل تمہیں موقوف کر دینا ہو گیا ابان شگری۔ میں جانتی ہوں یہ تمہاری ضد ہے اور تم خود غرض ہو رہے ہو۔ صرف اپنی ضد کے لیے تم میری زندگی سے نہیں کھیل سکتے۔ اگر میں دھوکے باز ہوں تو تمہیں میری پروا نہیں ہونا چاہئے۔ تمہاری ضد ہوں کیونکہ تم سمجھتے رہے ہو کہ میں اشعر ملک کا آلۂ کار ہوں۔ مجھے حیرت ہے ابان شگری تمہاری عقل کہاں چلی جاتی ہے۔ جب تم ایسا سوچتے ہو یا بولتے ہو؟ کتنی عجیب بات ہے اتنا بڑا بزنس ٹائیکون، ایک جانا پہچانا Enterpreneur جو ہر لمحہ اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے وہ اتنی سی حقیقت کیوں نہیں جان سکتا؟ تم اپنے بے اختیار تو نہیں ہو ابان شگری کہ تمہاری sources فیل ہو جائیں؟" اتباع منصور آنکھیں کھول کر اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا اور اس کے چہرے کو ہولے سے چھوتے ہوئے بولا تھا۔

"تمہیں دیکھتا ہوں تو عقل کام نہیں کرتی شیرنی...... تمہاری آنکھوں میں اتنی محبت ہوتی ہے کہ میں بے سدھ سارا رستہ بھولنے لگتا ہوں۔ مجھے تم سے گلہ ہے۔ تم میری عقل کو میرے ساتھ کیوں نہیں رہنے دیتیں۔" ابان شگری نے مدھم لہجے میں سرگوشی کی تھی اور اتباع منصور اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"تم جھوٹ بولتے ہو ابان شگری!"

"تم سکھاتی ہو۔"

"مجھ پر الزام ہے یہ۔ اپنی عادتوں کو مجھ سے منسوب مت کرو!"

"تم میری عادتوں میں شامل ہو شیرنی۔ تم سے غفلت تمہیں خود فکر مند کر دے گی۔"

"مجھے تمہاری توجہ نہیں چاہئے!"

"دل کو بولنے دو شیرنی...... دل بھی کچھ کہنے کو مائل ہے۔ اس کی آوازوں کو دبانا ٹھیک نہیں۔"

"دل میں کچھ نہیں ہے ابان شگری۔ وہ خاموش ہے اور کچھ کہنا نہیں چاہتا!"

"اور تمہاری آنکھیں اتنے شکوے کیوں کر رہی ہیں پھر؟"

"میری آنکھوں میں کچھ نہیں ہے۔ تمہارا وہم ہے!"

"تمہارا وہم ہے جو آنکھوں میں تیر رہا ہے شیرنی۔ اتنی بدگمانی ٹھیک نہیں!"

"مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے نا میں بدگماں ہوں!"

"تو پھر کون ہے جو تمہاری دھڑکنوں میں بول رہا ہے؟"

"کیا......؟"

"کہ تم میری ہو اور میرے لئے بنی ہو؟ یہی کہا تھا نا تم نے؟"

''مجھے یاد نہیں۔''

''یاد کرلو۔تمہاری آنکھوں میں عبارت اب بھی درج ہے۔یہ آنکھوں کی چمک حیران کن ہے تو اس لئے کہ ان میں محبت ہے۔ محبت آنکھوں کو بجھنے نہیں دیتی۔'' ابان شگری نے یقین سے کہا تھا۔وہ تھک کر اس کے شانے پر سر رکھتے ہوئے بولی تھی۔

''مان لو۔محبت کہیں نہیں ہے!''

''مان بھی لوں تو محبت ہر طرف ہوگی شیرنی۔کیونکہ یہ محبت تمہارے اندر ہے۔کہیں باہر نہیں۔''

''نہیں ہے......!نہ اندر......نہ باہر......کہیں نہیں ہے!''

''میں دیکھ سکتا ہوں شیرنی......!''

''جو تم دیکھ رہے ہو وہ نگاہ کا دھوکا ہے اور کچھ نہیں!''

''تم کیوں باور کرانا چاہتی ہو کہ محبت کھو چکی ہے؟''

''میں ایسا نہیں کر رہی۔محبت واقعی کہیں نہیں ہے۔''

''ہمارے اطراف کیا ہے پھر؟''

''ہوا کا شور ہے بس......!وقت گزرے گا تو یہ شور بھی تھم جائے گا۔''

''ہوا کے شور میں لفظ بھی ہیں۔''

''میں وہ لفظ نہیں سن سکتی۔شور میں کچھ سنائی نہیں دیتا۔''

''میں سکتا ہوں۔ہوا کے شور میں کیا ہے۔مجھے آوازیں سنائی دیتی ہیں اور ان میں لفظ بھی ہیں۔'' ابان شگری نے سرگوشی میں جتایا تھا۔

''ہوا جو کہتی ہے اسے نظر انداز کرو۔اس کی باتوں پر دھیان رکھنا عبث ہوگا۔مجھے یقین ہے تم یہ حماقت نہیں کرنا چاہو گے۔'' اتباع منصور جتاتے ہوئے بولی تھی۔

''تمہارے محبت مجھے حماقتوں پر اکساتی ہے شیرنی۔ان آنکھوں میں پاگل کر دینے والی کشش ہے۔عقل کھونے لگتی ہے۔تم اتنی دیوانگی سے محبت کیوں کرتی ہو؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔اتباع منصور نے نگاہ پھیری تھی اور اسے رد کرتے ہوئے بولی تھی۔

''ابان شگری تم محبت کی بات کرتے اچھے نہیں لگتے جبکہ تم مجھے محبت نہیں کرتے۔اس پر محبت کا اتنی کثرت سے ذکر؟ اس کے کیا معنی نکلتے ہیں؟''

ابان شگری مسکرا دیا تھا۔

''محبت کی بات کرنے کے لئے کوئی لائسنس نہیں لینا پڑتا اور میرے پاس یہ حق ہے۔نکاح نامہ ساتھ نہیں لایا مگر اس ذکر کے

لئے ایک حوالہ یہ بھی ہے کہ تم میری بیوی ہو اور ہم اس وقت اپنے ہنی مون پر ہیں۔ محبت کا ذکر نہیں ہوگا تو گلہ تمہیں ہوگا شیرنی۔ محبت کے ذکر پر اتنی وحشت کیوں؟'' ابان شگری مسکرایا تھا۔ اتباع منصور خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔ اطراف میں خاموشی تھی اور خاموشی میں ہوا کا شور تھا۔ سمندر میں طغیانی کا شور بھی صاف سنائی دے رہا تھا۔ چاند انہیں خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ ہوا میں شاید سرگوشیاں بھی تھیں مگر وہ سرگوشیاں نہیں سن رہی تھی۔ اسے بس قلق تھا کہ وہ اس پر شک کرتا رہا تھا۔ شادی کو کھیل بنا رکھا تھا۔ اور اسے اشعر ملک کا ایک آلہ کار سمجھا تھا۔ اس پر میرال حسن...... جس طرح وہ کمرے میں آکر اس کا ہاتھ تھام کر لے گئی تھی اور ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اور محبت جانتی ہے اسے محبت کیوں کہا جاتا ہے۔ محبت میں عقل خاموش ہو جاتی ہے اور خاموشی میں چھپے معنی دل سنتا ہے۔ تمہیں اس کیلئے سماعتوں کی ضرورت نہیں شیرنی۔ تم محبت کا ہاتھ تھام کر چلتی رہی ہو یکدم راستہ کیسے بھٹک سکتی ہو؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

''محبت کی خبر نہیں تمہیں پھر یہ ذکر کیوں؟''

''تمہیں تو خبر ہے نا؟''

''نہیں ہے خبر......!''

''تمہیں خبر ہے زمین کے لئے آسمان کتنا ضروری ہے!''

''مجھے خبر نہیں ہے مگر مجھے اتنا یاد ہے کسی نے کہا تھا یہ ضروری نہیں!''

''کیا ضروری نہیں؟''

''کسی نے کہا تھا محبت ضروری نہیں!''

''اور......؟''

''کسی نے یہ بھی کہا تھا کہ زمین کے لئے آسمان بھی ضروری نہیں!''

''اور تم نے اسے بتایا نہیں؟''

''مجھے اسے کچھ نہیں بتانا تھا۔''

''تمہیں بتانا چاہئے تھا کہ آسمان کے لئے زمین ضروری ہے!''

''آسمان زمین سے بنا بھی مکمل ہے!''

''اگر مکمل ہوتا تو ہر بار زمین کی طرف نہیں جھکتا۔''

''وہ نظر کا دھوکا ہے یہاں آسمان زمین کی طرف جھکا دکھائی دیتا ہے۔''

''جو بھی ہے وہ منظر دلربا ہوتا ہے جب آسمان زمین کی طرف جھک آتا ہے۔ ہر طرف سے اپنے کان بند کر کے اور آنکھیں میچ

کر۔تب زمین آسمان کی طرف اس قدر حیرت سے کیوں تکتی ہے؟'' ابان شگری کی مدھم سرگوشی اس کی سماعتوں میں ابھری تھی۔ اتباع منصور ساکت سی اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔ پھر سر انکار میں ہلاتے ہوئے پر اعتمادی سے بولی تھی۔

''زمین حیران نہیں ہوتی...... کسی حیرت سے آسمان کی طرف نہیں دیکھتی بلکہ اسے جتانا چاہتی ہے کہ تم غلطی پر ہو۔'' اتباع منصور نے اسے جتاتے ہوئے کہا تھا مگر وہ مسکرا دیا تھا اور تب اتباع منصور بولی تھی۔

''جو لوجیکلی Correct نہیں اسے تم Correct نہیں کر سکتے ابان شگری۔'' وہ اسے باور کرواتے ہوئے بولی تھی اور تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

''تم آسمان سے کیا امید رکھتی ہو شیرنی؟ کیا کہنا چاہتی ہو؟ کوئی مدھم سرگوشی ہوا کے ہاتھ باندھ کر آسمان کو بھیج دو وہ سمجھ جائے گا کہ زمین اس سے کیا کہنا چاہتی ہے۔'' ابان شگری اسے قائل کر رہا تھا مگر وہ اس کی طرف سے دھیان پھیر گئی تھی۔ ہوا سرسراتی ہوئی انہیں چھو رہی تھی۔ خوابناک ماحول میں ہوا کی مدھم سرگوشیاں تھیں۔ لمحوں کا شور تھا اور آسمان زمین پر جھک گیا تھا۔ آسمان کا عکس زمین کی آنکھوں میں تھا اور زمین حیرت سے آسمان کو دیکھ رہی تھی اور ابان شگری اس کی سماعتوں کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے بولا تھا۔

''آسمان کے لئے کچھ ناممکن نہیں ہے شیرنی...... آسمان کا زمین کی طرف جھکاؤ فطری ہے۔ آسمان زمین کی طرف ایک خاص کشش سے جھکتا ہے۔ تم اس کو نظر کا دھوکا کہو یا کچھ اور مگر آسمان بے خودی سے جھک کر زمین کی سماعتوں میں سرگوشیاں کر کے لمحوں کو باندھ سکتا ہے کیونکہ آسمان کو یہ حق ہے۔'' اس کی آواز خاموشی میں ابھری تھی۔ اتباع منصور اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔

''آسمان ادھورا رہتا ہے اس کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک وہ جھک کر زمین سے نہیں ملتا۔ آسمان مکمل تب ہوتا ہے جب یہ درمیانی فاصلہ گھٹتا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں آسمان مکمل ہو کر کیسا دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تکمیل کا سفر زمین کے تعاون کے بنا مکمل نہیں۔'' اتباع منصور اس کی سرگوشی کو سنتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

''تم کہانی کو مکمل کرنے کی بات کر رہے ہو ابان شگری؟''

''تم جو بھی سمجھ لو......!''

''یہ ضروری نہیں!''

''ضروری اور غیر ضروری کے بارے میں میں نہیں جانتا!''

''پھر کیا کیا جانتے ہو تم......؟''

''وہی جو تم نہیں جانتیں......!''

''میں کیا نہیں جانتی؟''

''جو تم جاننا نہیں چاہتیں...... مفروضوں کی باتیں!''

''محبت مفروضہ نہیں۔''

''محبت کلیہ بھی نہیں!''

''محبت کلیہ ہے......!''

''تم کلیات کی باتیں کرتے اچھے نہیں لگتے ابان شگری!''

''پھر کس کی بات کروں؟''

''کوئی بات مت کرو......!''

''تم چاہتی ہو میں خاموش ہو جاؤں؟''

''مجھے نہیں پتہ......مگر میں ان باتوں کو نہیں سمجھ پا رہی......!''

''تم کیا نہیں سمجھ پا رہیں؟''

''پتہ نہیں......مگر سب بہت دقیق ہے!''

''آسان کرلو......!''

''میں اتنا وقت ناممکنات پر صرف کرنا نہیں چاہتی!''

''محبت میں ناممکنات کی بات کرنا ضروری ہوتا ہے!''

''میں ایسا ضروری نہیں سمجھتی!''

''محبت ناممکنات کو ممکنات میں بدل سکتی ہے شیرنی!''

''میں نہیں جانتی......!''

''تم جاننا نہیں چاہتیں!''

''شاید......!''

''کل تک تم رہی تھیں پھر آج کیا ہوا؟''

''مجھے یاد نہیں......کل گزرتے ہوئے بہت کچھ اپنے ساتھ لے گیا!''

''اور تمہیں اس بات کا قلق ہے کہ سب گزر گیا؟''

''میں ایسی کوئی بات نہیں سوچ رہی......!''

''تم کیا سوچ رہی ہو پھر؟''

''ابان شگری، ہم فضول کی باتوں میں وقت صرف کیوں کر رہے ہیں؟''

"کیوں کہ ہم 35 ہاورز کا سفر کر کے یہاں یہی فضول باتیں کرنے آئے ہیں۔"

ابان شگری نے مسکراتے ہوئے یاددلایا تھااور اتب اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"ابان شگری نے مسکراتے ہوئے یاددلایا تھااور تب اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"ابان شگری میں نے بہت ٹرائی کیا مگر جہاں کچھ تعمیر نہیں ہوسکتا بس نہیں ہوسکتا......!"

"تم ٹرائی کر کے تھک گئیں؟"

"نہیں بات تھکن کی نہیں۔ میں نے realised کیا کہ میں فضول میں اپنی انرجی ویسٹ کر رہی ہوں۔ وہاں کچھ Buil کرنے کی ضرورت تھی ہی نہیں۔" اتباع منصور نے الجھے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔ابان شگری اسے بغور دیکھتا ہوا نرم لہجے میں بولا تھا۔

"تم گنجائش بنالیتیں!"

"جہاں کچھ نہیں وہاں تعمیر نہیں کرسکتی!"

"اوراصل ضرورت وہیں تعمیر کرنے کی ہوتی ہے جہاں کچھ نہ ہو!"

"مجھے نہیں پتہ مگر وہاں کوئی گنجائش نہیں تھی۔"

"تم گنجائش بنانا نہیں چاہوگی؟"

"ہاں نہیں چاہی تھی۔ پھر......؟"

"پھر جب کہ تمہیں try again کرنا چاہئے!"

"میں کیوں کروں؟ تم کیوں سمجھتے ہو ابان شگری میں اپنی انرجی تمہارے پیچھے ویسٹ کرتی رہوں اور تم ایک لمحے میں مجھے سنادو کہ یہ شادی، یہ رشتہ کل وقتی نہیں، دو چار لمحوں کا ہے۔ میں دو چار لمحوں کا یہ رشتہ نہیں چاہتی۔تم اپنا یہ قلیل المعیاد رشتے خوشی سے اپنے پاس رکھ سکتے ہو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں تم enough انٹیلی جنٹ ہو باتوں کو understand کرنے اور سمجھنے کے لئے۔تم ہر بات سمجھتے ہو۔ smart ہو اور چالاک بھی مگر تم شاید اپنے فائدے کی بات کرنا چاہتے ہو۔تمہیں اچھا لگتا ہے میں تمہارے پیچھے آؤں، تمہیں جتاؤں...... تمہیں باندھ کر رکھوں۔شاید تم محبت میں زیادہ اس احساس کو جاری رہنے دینا چاہتے ہو جو تمہیں دیتی ہوں یا تمہارے لئے فیل کرتی ہوں۔تمہیں وہ محبت صرف تب تسکین دیتی ہے اور کچھ نہیں!" اتباع منصور نے تمام حساب بے باک کردیئے تھے آج۔ جواب تک وہ محسوس کرتی آئی تھی اسے صاف صاف کہہ دیا تھا مگر ابان شگری نے اس پر کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا تھا۔وہ خاموشی سے پرسکون انداز میں اسے دیکھتا رہا تھا پھر اس کے گرد اپنے بازو کا حصار باندھتے ہوئے اسے قریب کرتے ہوئے، اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور تھک کر گردن موڑ کر لاگون کے پانی کی سطح پر تیرتے چاند کے عکس کو دیکھنے لگی تھی۔

''اس چاند کے عکس کو دیکھ رہے ہو ابان شگری؟ یہ عکس تب تک ہے جب تک پانی کی سطح میں ہلچل نہیں ہوتی۔ جیسے ہی ہلچل ہوگی، یہ عکس معدوم ہو جائے گا۔ اس عکس کی حقیقت بس اتنی سی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں!'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ ابان شگری اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

''اور......؟ اس کے علاوہ بھی کوئی مثالیں ہونگیں؟''

''ہاں ہونگیں اور کئی ہیں مگر مثالوں سے یا مثالوں کے حوالے سے کوئی فرق نہیں پڑتا!''

''جب فرق نہیں پڑتا تو ان مثالوں اور حوالوں کا ذکر کیوں کر رہی ہو؟''

''سمجھانے کے لئے......!''

''کیا سمجھانا چاہتی ہو مجھے؟''

''کہ ہمارے درمیان کچھ نہیں!''

''ٹھیک...... ہمارے درمیان کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ کوئی ہوا تو تمہیں ہی اعتراض ہوگا نا؟''

''باتوں کے معنی مت بدلو ابان شگری۔ میں بے معنی باتوں میں وقت صرف کرنا حماقت سمجھتی ہوں۔ ان باتوں کے کرنے سے وقت ضائع ہوگا اور کچھ نہیں!'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''تو پھر کیا کریں کہ وقت ضائع نہ ہو؟'' ابان شگری نے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔ ان آنکھوں میں تپش تھی اور اتباع منصور جو اس کی سمت دیکھ رہی تھی یکدم گردن موڑ کر دوسری سمت دیکھنے لگی تھی۔

''ابان شگری تم ہوا میں محل کھڑے کرنے کی تگ و دو میں ہو اور ایسا ممکن نہیں۔''

''کیا کروں میرا جنوں تھمتا ہی نہیں!''

''جنوں......؟''

''میرا پاگل پن......!''

''حیرت ہے آپ جنوں کی بات کر رہے ہیں؟''

''جنوں سے باہر نکلو تو کوئی بات کروں، حیرت ہی حیرت ہے اور جو ہے وہ بھی حیرت سے سوا ہے!'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور لمحہ بھر کو چپ ہوئی تھی۔

''تاروں بھرا آسمان جیسے ان پر جھک آیا تھا۔ چاند اتنا قریب محسوس ہوا تھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھو سکتا تھا۔

''تم نے کہا تھا آسمان زمین کی سمت نہیں جھکتا دیکھو...... آسمان کے کتنے پاس ہے۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ بدگمان دکھائی دے رہی تھی۔

ابان شگری بہت پرسکون انداز میں دیکھتا ہے پھر مدھم لہجے میں کہا تھا۔

''محبت ہوا میں محل کھڑے نہیں کرتی، ناممکنات کی کوئی بات نہیں کرتی شیرنی۔ بدگمانی کو دل میں جگہ مت دو۔ بدگمانی محبت کو پھلنے پھولنے نہیں دیتی۔'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔

''آپ کس بدگمانی کو دور کرنا چاہتے ہیں جب رشتہ ہی قلیل المعیاد ہے؟''

''تم اس رشتے کی معیاد کو بڑھانا چاہتی ہو؟'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔

اتباع منصور نہیں بولی تھی اور تبھی وہ بولا تھا۔

''محبت لچک پذیر ہے اور رشتے اس لچک پذیری کے تابع ہوتے ہیں۔ محبت کو معلوم ہے کہاں کس تعلق کو کتنا کھینچنا ہے اور کہاں ڈور ڈھیلی چھوڑ دینا ہے۔ کہاں قریب لانا ہے اور کہاں دوری بڑھا دینا ہے۔ محبت منطقی طور پر ان باتوں کو سمجھتی ہے اور مانتی ہے۔'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ وہ خاموش ہوا تھا تو ہوا کی سرسراہٹ صاف سنائی دی تھی۔

''ہوا میں شور ہے۔ ہوا کو بات کرنی ہے۔ پھر خاموشی کیوں ہے؟'' ابان شگری نے کہا تھا۔

''ہوا کو کوئی بات نہیں کہنا۔ تمہارا وہم ہے۔'' وہ گردن پھیر کر Magestic Blue تاروں سے بھرے آسمان کو دیکھنے لگا تھا۔ تاروں کی آب و تاب کمال کی تھی اور آسمان جیسے اس ٹیرس پر جھک آنے کو تھا۔ ہوا کا تیز شور ماحول کو ایک عجیب فسوں میں لپیٹ رہا تھا۔ ٹیرس کی Lagoon میں جاتی سیڑھیوں پر ہوا سرسرا رہی تھی۔ Lagoon پرسکون دکھائی دے رہا تھا۔ رات کی خاموشی میں Turquoise Lagoon خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ابان شگری ہوا کے رخ پر اڑتے اس کے بالوں کی لٹوں کو سمیٹتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

''شیرنی بدگمانیوں میں گھری رہو گی تو یہ سارے لمحے چپ چاپ سرک جائیں گے۔'' وہ جیسے اسے جتا رہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی نظروں میں ہزار ہا درخواستیں دیتے دیتے گردن موڑ لی تھی۔ دل میں دھڑکنوں کا شور کچھ حد سے سوا ہوا تھا اور وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''مجھے آرام کرنا ہے!'' ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ مگر وہ خاموشی سے بغور اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔ اس کے اطراف سے اس نے اپنی گرفت نہیں ہٹائی تھی۔ وہ بدستور اس کی بازوؤں کے حصار میں مقید کھڑی تھی۔ اس مضبوط گرفت میں ایک عجیب سی طمانیت تھی۔ وہ تحفظ محسوس کرتی رہی تھی اور اب جب وہ اس سے بدگمان تھی تب بھی اسے ابان شگری کا اس طرح روک کے کھڑا رکھنا عجیب نہیں لگا تھا۔

''مگر وہ دانستہ اس کی سمت سے نگاہ ہٹا گئی تھی۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے بہت آہستگی سے اس کے دل پر شہادت کی انگلی رکھی تھی اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اس دل میں دھڑکنوں کے تیز شور کے ساتھ کچھ اور بھی سنائی دے رہا ہے۔ اگرچہ تم ان آوازوں کو دبانا چاہتی ہو شیرنی مگر تم

جانتی ہو تمہارا دل مجھ سے بھید چھپانے کا قائل نہیں ہے۔ جو بات تم نہیں بتاتیں وہ تمہارا دل بتا دیتا ہے۔ تمام آوازیں بدستور پہنچ رہی ہیں شیرنی...... متواتر...... مسلسل۔ دل کو اپنا پابند کرنا چاہتی ہو تو روک لو......!'' مدھم سرگوشی میں ایک خاص آہنگ تھا اور اتباع منصور اس کی سمت دیکھ نہیں پائی تھی۔ اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔ پلکوں پر کئی تارے تیرتے دکھائی دیئے تھے۔ جیسے وہ Lagoon کے پانی میں ستاروں کا عکس تھا۔ ابان شگری نے اس منظر کو بغور دیکھا تھا۔

''ادھوری لکیروں سے کوئی سلسلے نہیں جڑتے ابان شگری، یہ حماقت میں شمار ہوتا ہے۔ میں ایسی حماقتیں تمہاری طرف سے اخذ نہیں کرتی۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''اتباع منصور ان سب باتوں کی نفی یہ دل کیوں کر رہا ہے؟'' ابان شگری اس کی دھڑکنوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھے بنا سر نفی میں ہلا دیا تھا اور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''مجھے نہیں معلوم......!'' وہ یکسر بے خبر دکھائی دی تھی۔

''جنوں میں یہ بے خبری اضافی ہے شیرنی!''

''یہاں بہت کچھ اضافی ہے ابان شگری۔ اس کا سدِ باب کون کرے گا؟''

''جہاں جہاں جو جو اضافی ہے اس کی خبر مجھے ہونے دو اور جہاں جس بات کی کمی ہے اس کا اندازہ میں خود لوں گا۔ اگر تم اجازت دو گی تو میں سدِ باب کرنے کو تیار ہوں۔ مگر ایسا کچھ تمہاری مرضی کے بنا نہیں ہوگا۔'' ابان شگری نے یقین دلایا تھا۔ وہ اسے صلح کی پیش کش کر رہا تھا یا کوئی درمیان کی راہ نکال رہا تھا؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی تبھی وہ اس کی سمت دیکھے بنا بولی تھی۔

''درمیان کی راہ ڈھونڈنا مصلحت پسندی ہے۔''

''پھر کیا کروں؟''

''کچھ مت کرو......!''

''راستہ تو ڈھونڈنا ہے شیرنی......!''

''جہاں ہم کھڑے ہیں وہاں سے کوئی راستہ نہیں نکلتا!''

''راستے ڈھونڈے جا سکتے ہیں شیرنی۔ یہ وصف بھی آزمایا جا سکتا ہے!''

''راستے ڈھونڈنے سے کچھ نہیں ہوگا ابان شگری۔ راستوں کے اختتام پر جا کر یہی کھلے گا کہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ غیر ضروری فعل ہوگا۔'' وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔

''میں نہیں جانتا شیرنی، ضروری اور غیر ضروری کیا ہے۔ جہاں سے میں کھڑا دیکھ رہا ہوں وہاں سے محبت الجھی دکھائی نہیں دیتی۔'' ابان شگری نے اس کی پیشانی سے سرکاتے ہوئے مدھم لہجے میں ہاتھا۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش اتباع منصور کے چہرے سے

ٹکرانے لگی تھی۔ وہ اس کیفیت سے نبرد آزما ہونے کے لئے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"بند آنکھوں سے دیکھو بہت سے الجھے ہوئے منظر سلجھے دکھائی دیں گے۔ وہ بھی جو بہت الجھے ہیں اور وہ بھی جو بہت دقیق دکھائی دیتے ہیں!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ اتباع منصور کو اس کی سانسوں کی تپش سے اپنا چہرہ سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ جیسے بے خود دکھائی دیا تھا۔ موسم کا اثر تھا، رات کے ان لمحوں کا یا پھر اس جگہ کے جادو نے اسے اپنے ساتھ باندھ لیا تھا۔

"بھول جاؤ سب کیا کرنا ہے اور کہاں جانا ہے۔ کہاں کونسا راستہ رکنا ہے یا ختم ہو جانا ہے۔ یہ بھی بھول جاؤ کہ کہاں کونسا سفر ختم ہونا ہے یا کونسا آغاز کرنا ہے۔ ان لمحوں کی باتوں میں یہ ذکر اضافی لگتا ہے شیرنی۔ تمہاری دھڑکنوں میں جو شور سنائی دیتا ہے وہ اس کی نفی کرتا ہے۔ تمہاری دھڑکنوں میں ان باتوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے جو تم نہیں کہتیں۔ شیرنی ان لمحوں میں کوئی بھید ہے جو لمحوں کے ساتھ سرکتا جا رہا ہے۔ اس سے قبل کہ لمحے سفر کرتے ہوئے آگے نکل جائیں اپنا ہاتھ کھولو اور وقت کی نبضوں کو تھام لو۔ شکووں کو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ بدگمانیوں کی جگہ نہیں ہے۔" ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اس لہجے میں تپش تھی۔ اتباع منصور کی جان جیسے سلگنے لگی تھی۔

"اس خاموشی میں محبت بولتی ہے شیرنی......!"

"یہ وہم ہے بس......!"

"وہم ہوتا تو دھواں ہو جاتا!"

"کچھ دھواں نہیں ہوا۔ یہی ان لمحوں کا سچ ہے!"

"تمہارے لہجے میں چھپی محبت ہوا میں تحلیل ہو رہی ہے شیرنی!"

"محبت ہوتی تو ٹھہر جاتی۔ جو تحلیل ہو گئی وہ محبت نہیں۔" اتباع منصور نے نفی کی تھی۔

"اگر محبت نہیں تو تمہارے لہجے میں یہ بھید کیسے ہیں؟"

"نہیں جانتی......!"

"جو تم نہیں جانتیں ان باتوں کو مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمام لمحوں کو مٹھی میں سمیٹ کر تمام بھید جان لینے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ اس دل کو کہنے دو جو کہنا ہے شیرنی۔ اگر کہیں ربط ٹوٹ رہا ہے تو میں بحال کر لوں گا۔" وہ جیسے تمام تدارک کرنے کی ٹھان چکا تھا۔ مگر اتباع منصور خاموش کھڑی دیکھ رہی تھی۔

☆......☆......☆

میرال حسن ٹیرس پر کھڑی تھی جب اشعر ملک چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا۔ اسے بغور دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ میرال حسن اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔

"سب توقعات سے الگ کیوں ہوتا ہے اشعر ملک؟ توقعات کے برعکس کیوں؟" میرال حسن بولی تھی اور وہ مسکرا دیا تھا اور پھر

اس کی سمت تکتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے۔

"یار پھوپھو کی بیٹی اتنا کچھ تو نہیں جانتا مگر راستے جس سمت مڑ رہے ہوں ان کو اسی سمت مڑنے دینا چاہئے۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ کی Disappointment نہیں ہوتی۔ بندہ جو فضول میں گلٹی فیل کرتا ہے وہ نہیں کرتا۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

میرال حسن نے اسے بغور دیکھا تھا۔ اور دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی تھی۔

"تم خوش ہو اشعر ملک؟" میرال حسن کے پوچھنے پر اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"خوشی کیا ہوتی ہے میرال حسن؟ یہ دوسروں سے نہیں خود سے پوچھنا چاہئے۔" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح بے فکر دکھائی دیا تھا۔ میرال حسن اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"اشعر ملک تم چیزوں کو اتنا لائیٹ کیسے لے سکتے ہو؟ تمہاری نظر میں جیسے کوئی مسائل معنی ہی نہیں رکھتے؟"

"مسائل کو جتنا پھیلا جائے وہ پھیلتے چلے جاتے ہیں میرال حسن۔ مسائل ختم کرنا ہو تو ان کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دینا مناسب ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی گنتی کر کے ایک ایک مسئلے کو سلجھاتے جاؤ تو کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔" اشعر ملک اپنی دانست میں آسان ترین حل دے رہا تھا۔ میرال حسن مسکرائی تھی۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا تم اتنی پوزیٹو تھنکنگ رکھتے ہو اشعر ملک!" میرال حسن بولی تھی۔

"تم مجھے کتنا جانتی ہو میرال حسن؟" اشعر ملک نے پوچھا تھا اور میرال نے سر انکار میں ہلا دیا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں ہے۔" وہ نگاہ پھیرتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

"تمہیں اندازہ کر لینا چاہئے میرال حسن!" اشعر ملک مسکرایا تھا اور وہ چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

"اس لئے کہ ہمارا رشتہ باقاعدہ جڑنے جا رہا ہے؟ یہ کیا ہو رہا ہے اشعر ملک؟ تمہیں لگتا ہے ایسا ہی ہونا چاہئے تھا؟" میرال حسن الجھ کر بولی تھی۔ اشعر ملک نے گردن موڑ کر میرال حسن کے پیرنٹس اور اپنے والدہ اور والد کو ساتھ بیٹھے دیکھا تھا اور مسکرایا تھا پھر میرال حسن کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"میں کچھ زیادہ نہیں جانتا میرال حسن۔ مجھے ان دونوں والدین کے چہرے پر اطمینان اور خوشی دکھائی دے رہی ہے۔ وہ ہماری آنے والی زندگیوں کو ڈسکس کرتے ہوئے بہت خوشی کا اور اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب یہ ان کی سوچ میں ایک پرفیکٹ رشتہ ہے تو میں کچھ اور سوچنا نہیں چاہوں گا۔" اشعر ملک نے کہا تھا اور میرال حسن اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی پھر اسی حیرت سے پوچھا تھا۔

"صرف ان کی خوشی کے لئے؟ اور ہماری خوشی؟"

"تمہاری خوشی کی خبر نہیں میرال حسن...... مگر مجھے ان کی خوشی میں ہماری خوشی دکھائی دے رہی ہے۔ ان کے چہروں کو دیکھو۔ تمہیں صاف دکھائی دے گا کہ خوشی کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ میرال حسن، میں جنگل جنگل نہیں بھٹک سکتا۔ نہ صحراؤں کی خاک چھان سکتا

ہوں۔ مجھے زندگی سہل انداز میں جینی ہے اور یہ فیصلہ بہت مناسب ترین دکھائی دیتا ہے۔ میں خود کو تمہارے ساتھ انگیج منٹ کے لئے تیار پاتا ہوں!'' اشعر ملک بولا تھا اور اتباع منصور نے اسے چونکتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔

''تم نے کروز میں وہ رشتہ اچانک کیوں بنا تھا اشعر ملک؟ تمہارے دل میں کیا تھا؟'' میرال حسن نے پوچھا تھا اور اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

''جو دل میں تھا وہی کر دکھایا تھا میرال حسن۔ میں لگی لپٹی رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔ تمہاری بھیگتی آنکھوں میں کچھ تھا۔ وہ نمی دیکھی نہیں گئی تھی مجھ سے۔ کوئی بات بھی ان بھیگتی آنکھوں میں اور میں رہ نہیں پایا تھا۔ میں نے وہ رنگ تمہاری انگلی میں پہنا دی تھی اور ایسا کسی کے باعث یا کسی کی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔ تمہاری وجہ سے ہوا تھا۔ تمہارے لئے کیا تھا جو بھی کیا تھا۔ اس لمحے کا سچ وہی تھا'' اشعر ملک نے کہا تھا اور میرال حسن اسے دیکھنے لگی تھی۔

''میری وجہ سے؟ تمہیں میری آنکھوں میں کیا دکھائی دیا تھا؟'' میرال حسن نے پوچھا تھا۔

''کچھ خاص۔ اینی وے۔ یہ ذکر کرنا زیادہ ضروری نہیں۔ بات یہ ضروری ہے کہ تم کیا چاہتی ہو میرال حسن۔ اگر تم اس رشتے پر آمادہ نہیں ہو تو یہ باقی نہیں جڑے گا۔'' اشعر ملک نے کہا تھا اور میرال چونکی تھی۔

''نہیں جڑے گا؟''

''جڑنے کا کوئی جواز نہیں ہے پھوپھو کی بیٹی۔'' اشعر ملک مسکرایا تھا اور میرال حسن خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ان آنکھوں میں اتنے سوال کیوں ہیں میرال حسن؟'' اشعر ملک مسکرایا تھا۔ میرال حسن نے تھک کر گہری سانس خارج کی تھی۔

''کبھی کبھی جو عقل مان رہی ہوتی ہے اسے دل رد کر رہا ہوتا ہے!'' میرال حسن کی دھیمی آواز ابھری تھی اور اشعر ملک اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

''یو شڈ لسن ٹو یور ہارٹ! دل کہتا ہے اسے مان لینا مناسب ہے!'' اشعر ملک نے اسے مشورے سے نوازا تھا اور وہ خاموشی سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''اور تم نے اپنے دل کی سنی ہے؟''

''میں آل ریڈی بتا چکا ہوں میرال حسن۔ میں دل کی سننے والا بندہ ہوں!'' اشعر ملک نے بے فکر لہجے میں کہا تھا۔ اور میرال حسن اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

☆......☆......☆
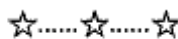
وہ دونوں اسی طور خاموش کھڑے تھے۔ ہوا میں نمی بڑھنے لگی تھی۔ فضا میں ٹھنڈک تھی۔ اتباع منصور نے اگرچہ Cardigan پہنا ہوا تھا اس کے باوجود وہ کانپنے لگی تھی۔ ابان شگری نے اپنا جیکٹ اتار کر اس کے کاندھے پر ڈال دیا تھا۔ اتباع منصور

اس عمل پر حیران نہیں ہوئی تھی۔ خاموشی سے اس کی سمت سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

''چلو اندر چلتے ہیں۔ ہوا تیز ہے اور جس طرح بادل گرگرا رہے ہیں لگتا ہے کچھ ہی لمحوں میں بارش ہونے لگے گی۔ تم یوں بھی تھک گئی ہوگی۔'' ابان شگری نے کہا تھا اور اتباع منصور نے سر ہلا دیا تھا۔ ابن شگری اس کا ہاتھ تھام کر بیڈروم کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور نے بہت بوکھلائی دی تھی۔ تبھی رک کر بولی تھی۔

''ہمیں Deck پر واک کرنا چاہئے۔ ان فیکٹ موسم اچھا ہو رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوا مزے کی لگ رہی ہے اور نظارہ بھی دلفریب ہے!'' وہ بات بنائی ہوئی بولی تھی۔

ابان شگری نے اسے تعرض برتتے دیکھ کر خاموشی سے دیکھا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں اور چہرے کو پڑھتے ہوئے مسکرایا تھا اور پھر سر ہلا دیا تھا۔ تب وہ ڈیک کی طرف بڑھنے لگی تھے۔ ابان شگری جان سکتا تھا کہ وہ روم میں جانے سے کیوں کنی کترا رہی تھی۔ وہ ابان شگری کے ساتھ روم میں جانے سے خوفزدہ دکھائی دی تھی۔ ابان شگری نے اس کی طرف خاموشی سے دیکھا تھا۔ ہوا تیز تھی اور ماحول میں ایک فسوں تھا۔ ابان شگری اور وہ...... کئی لمحوں تک خاموشی سے ڈیک پر واک کرتے رہے تھے۔

''کیا ہم ساری رات اس ڈیک پر گزار دیں گے؟'' ابان شگری نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی طرف دیکھا تھا اور پھر چہرہ پھیر گئی تھی۔ اسے علم ہو گیا تھا کہ ابان شگری کو خبر ہو گئی ہے کہ وہ دانستہ کمرے میں جانے سے گریز کیوں کر رہی تھی۔

''مجھے واک کرنا اچھا لگ رہا ہے۔'' اتباع منصور نے جواز دیا تھا۔ ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا اور چلتے ہوئے رک گیا تھا۔ پھر پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

''مجھے لگتا ہے جو خدشے تمہارے دل میں ہیں ان پر بات کرنا ضروری ہے۔'' ابان شگری نے مدعے پر بات کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ اتباع منصور خاموش نظر آئی تھی۔ پھر لہجے میں بولی تھی۔

''ہمارے ان ایشوز کو ڈسکس کرنے کا کیا جواز ہے ابان شگری؟'' اتباع منصور نے لاتعلق لہجے میں کہا تھا تبھی ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''تم میرے ساتھ کیوں ہو اتباع منصور؟''

''میرے تمہارے ساتھ ہونے کا جواز تم جانتے ہو ابان شگری! میں ازسرنو اس پر بات کرنا نہیں چاہتی......!'' وہ اس ایشو پر بات کرنے پر مائل دکھائی نہیں دی تھی تبھی وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''ہمارا اس ایشو پر بات کرنا ضروری ہے اتباع منصور۔ یہ چوہے بلی کا کھیل مزید نہیں کھیلا جا سکتا۔'' ابان شگری سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ اتباع منصور اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میں کوئی کھیل نہیں کھیل رہی ابان شگری۔ یہ تمہاری طرف سے آغاز ہوا تھا اور تم ہی یہ کھیل کھیل رہے ہو۔ اس نکاح کو کرنے کا

کیا جواز تھا؟'' اس نے الٹا پوچھا تھا۔ تبھی وہ بولا تھا۔

''میرے پاس اس نکاح کو کرنے کا جواز تھا اور جواز تمہیں تبھی بتا دیا تھا'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''وہ جواز عقل تسلیم نہیں کرتی میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی!'' اتباع منصور نے صاف گوئی سے کہا تھا۔

''پھر تمہارے خیال میں کیا جواز تھا؟''

''میں نہیں جانتی۔'' اتباع منصور نے کوئی جواز بتانے سے گریز کیا تھا۔

''اور تم میرے ساتھ کیوں ہو؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''تم جانتے ہو......!''

''صرف اس لئے کہ میں نے نکاح کیا؟ یا صرف اس لئے کہ ہم نے تم سے درخواست؟'' ابان شگری نے کہا تھا اور اتباع منصور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''میں نہیں جانتی یہ رشتہ کیسے بنا ابان شگری لیکن میرے لئے یہ رشتے حیران کن تھا۔ کیسے جڑا...... کیونکر جڑا، میں نہیں جانتی...... مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں تم سے اتفاق سے ملی تھی۔ اس کے بعد اتنا کچھ ہوا، کیونکر ہوا، میں کچھ سمجھ نہیں پائی۔'' اتباع منصور نے کہا تھا۔ ابان شگری نے اسے بغور دیکھا تھا۔

''تمہیں لگتا ہے کہ میں نے زبردستی کوئی رشتہ تم پر مسلط کیا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا اور فوری طور پر اتباع منصور کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ خاموش تھی۔

''تمہیں یہی لگتا ہے کہ میں نے تم پر یہ رشتہ مسلط کیا؟'' ابان شگری نے حتمی انداز میں کہا تھا۔ تبھی وہ بولی تھی۔

''مجھے لگتا تھا تم مجھے Protect کرنا چاہتے تھے!'' اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''قیاس آرائی ہے یہ؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''تمہیں کیا لگتا ہے؟ یہ قیاس آرائی ہے؟ سننا کیا چاہتے ہو تم؟ مجھے جو محسوس ہوا میں نے وہ بتایا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کوئی قیاس آرائی کی ہے۔'' اتباع منصور نے کہا تھا۔ ابان شگری خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ پھر بولا تھا۔

''رشتے کس بنا پر جڑتے ہیں اتباع منصور...... بنا جواز کے نہیں۔'' اس کا انداز جتانے والا تھا۔

''وہی جواز میں جاننا چاہتی تھی!''

''اور تم نے خود کہہ دیا......!'' ابان شگری بولا تھا۔

''یہ حقیقت ہے کہ مجھے تم پر یقین نہیں تھا مگر میں کچھ گھنٹوں میں تمام انفارمیشن اکٹھا کر چکا تھا اور مجھے خبر ہو چکی تھی کہ تم کس مشکل سے گزر کر آئی ہو۔'' وہ بولا تھا اور اتباع منصور حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تمہیں خبر تھی اور تم اتنے دنوں تک مجھے جتاتے رہے کہ میں اشعر ملک کی Spy ہوں؟ اور......!'' اتباع منصور نے کچھ کہنا چاہا تھا تبھی ابان شگری نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور خاموشی سے اس کی حیرت سے پھیلتی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

''مجھے خبر تھی۔ تبھی تمہیں اپنے گھر میں رکھنے اور تحفظ دینے پر تیار ہوا تھا۔ ابان شگری پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

''میں تمہیں اشعر ملک اور اس کے ارادوں سے بچانا چاہتا تھا۔ اشعر ملک کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ اگر تم کسی اور سے ٹکراتیں تو شاید وہ تمہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتا۔ مگر وہاں اس کے مقابل میں تھا اور وہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ میں تمہاری ڈھال بنا کھڑا تھا اور پھر اشعر ملک کو محتاط ہونا پڑا۔'' ابان شگری نے جواز دیا تھا۔

''اور پھر تم میری محبت میں گرفتار ہو گئے؟'' اتباع منصور نے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے اسے بغور دیکھا تھا۔ ابان شگری فوری طور پر کچھ نہیں بولا تھا۔ پھر نرمی سے بولا تھا۔

''محبت نہیں ہوئی تھی اتباع منصور......!'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

''اور محبت نہیں ہوئی تھی تو پھر کیوں اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا؟ کیوں میرے لئے چلائی جانے والی گولی کے سامنے تم آ گئے؟ تم کیوں اقرار کرنا نہیں چاہتے ابان شگری؟ کیوں سب کچھ دل میں چھپا کر اور دبا کر رکھنا چاہتے ہو؟'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''اور تمہیں جاننے کی ضد کیوں ہو رہی ہے؟'' ابان شگری بولا تھا۔

''کیونکہ میرا جاننا ضروری ہے ابان شگری!'' اتباع منصور بولی تھی تبھی وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا پھر کچھ کہے بنا شانے اچکا دیئے تھے۔

''تم کہنا نہیں چاہتے ابان شگری......!''

''اگر کہوں گا تو تمہیں یقین نہیں آئے گا؟'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''کہنے سے چیزیں بے وقعت نہیں ہوتیں ابان شگری۔''

''اگر چیزوں کی اتنی وقعت ہے تو پھر کہنا اتنا ضروری بھی نہیں۔'' ابان شگری نے جتایا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر تھک کر اسے دیکھا تھا۔

''تم میرال حسن سے محبت کرتے ہونا؟''

''تمہیں ایسا لگتا ہے؟''

''ایسا ہے کیا؟''

''تم خود اخذ کر سکتی ہو تو کر لو۔''

''میں کیوں اخذ کروں؟''

''کیونکہ تمہیں جاننے کی خود ہے۔''

''کیا میرا جاننا ضروری نہیں؟''

''اگر تمہارا جاننا ضروری ہے تو پھر کسی تیسرے کے ذکر کے بنا بات کرو!''

''کسی تیسرے کا ذکر میں نہیں لاتی ابان شگری۔ کسی تیسرے کا ذکر تم نے عام کیا ہے!''

''میں نے تم سے کہا تھا کہ میں میرال حسن سے محبت کرتا ہوں؟''

''نہیں کہا مگر تم اس کی فیور کرتے رہے۔ تم نے شادی کی تقریبات کے دوران کیوں کہا کہ یہ شادی ہوگی اور ایک رشتہ اور جڑے گا، تمہارا اور میرال حسن کا ہوگا۔'' اتباع منصور نے کہا تھا۔

''اور تمہیں اس بات کا یقین آ گیا تھا؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا۔

''میں نے یقین نہیں کیا تھا۔ میں جانتی تھی یہ کائنڈ آف ری ایکشن تھا مگر تمہارا رویہ بہت جارحانہ تھا۔ تم خود کو شدت پسند ظاہر کر رہے تھے۔'' اتباع منصور نے کا تھا تبھی وہ بولا تھا۔

''محبت میں شدت پسندی ضروری ہوتی ہے اتباع منصور..... شدت پسندی کے بنا محبت کا وجود باقی نہیں رہتا۔'' وہ جتانے لگا تھا۔

''پھر تم نے اس سے وہ رشتہ کیوں نہیں بنایا؟''

''کیونکہ مجھے اس سے وہ رشتہ نہیں بنانا تھا۔''

''کیونکر نہیں؟ پھر مجھے کیوں کہا تھا؟ صرف ڈرانے کے لئے؟''

''نہیں میرا ارادہ تمہیں ڈرانا نہیں تھا۔ مجھے غصہ تھا۔ تم نے اشعر ملک سے جو ڈیل کی تھی میں نے اس کی ریکارڈنگز سن لی تھیں۔'' ابان شگری نے کہا تھا۔

''اور تمہیں وہ ریکارڈنگز کس نے Provide کی تھیں؟''

ابان شگری خاموش ہوا تھا تبھی وہ بولی تھی۔

''میں جانتی تھی وہ میرال حسن ہے جس نے تمہیں وہ ریکارڈنگز دیں اور تمہیں اس پر یقین تھا اور مجھ پر نہیں؟'' اتباع منصور پر افسوس انداز میں بولی تھی۔ ابان کو احساس ہوا تھا تبھی اسے تھام کر قریب کیا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''نہیں ایسی بات نہیں تھی۔ مجھے تم پر یقین تھا مگر جو تمہارے الفاظ تھے وہ مجھے Ofeend کرتا رہا۔ تم نے مجھ پر ٹرسٹ نہیں کیا اور کسی اور پر کیا۔ میرے لئے وہ شاکنگ تھا۔ تم بے وقوفی میں اتنی آگے جا سکتی ہو مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔ تم نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا تھا اور مجھ پر کسی اور کو فوقیت دی تھی۔ یہ بات مجھے بھلائے نہیں بھول رہی تھی۔ اس پر جس میں نے وہ ریکارڈنگز سنیں تو اور بھی غصہ آیا۔'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور نے نظروں کا زاویہ بدلا تھا اور بولی تھی۔

''تم نے حد کردی تھی۔ یہ کوئی طریقہ نہیں تھا اگر میری مدد کر رہے تھے تو مجھے اعتماد میں لے سکتے تھے۔ مجھے بتا سکتے تھے کہ تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ مجھے اس طرح ہراساں کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مجھے لگا تھا تم مجھ پر وہ رشتہ امپوز کر رہے تھے اور میں ایسا کوئی رشتہ بنانا نہیں چاہتی تھی۔ زندگی میں سمجھوتے بہت تکلیف دیتے ہیں اور میں کوئی اہم رشتہ سمجھوتے کے طور پر نہیں بنانا چاہتی تھی اور پھر تم نے جتا دیا تھا کہ یہ رشتہ وقتی ہے۔ میں بوکھلائی ہوئی تھی۔ مجھے لگا تھا میں آسمان سے گری اور کھجور میں اٹک گئی ہوں۔ اس وقت اگر تم واضح کر دیتے تو میں اشعر ملک سے بات نہیں کرتی۔ وہ ڈیل یہاں سے نکلنے کی راہ تھی۔ میں راستہ بنانا چاہتی تھی۔'' اتباع منصور نے وضاحت دی تھی۔ ابان شگری اسے خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔ پھر نرمی سے بولا تھا۔

''بہرحال جو بھی تھا۔ وقت گزر گیا!''

''اور میرال حسن......؟'' اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ ابان شگری چند ثانیوں تک خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھتا رہا تھا پھر نرم لہجے میں بولا تھا۔

''میرال کی داستان بنا کر تمہیں کوئی تسکین ملتی ہے؟'' یا اس کا ذکر کر کے تمہیں کوئی تسلی ہوتی ہے؟ تم اس کے ذکر سے کیا جتانا چاہتی ہو؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا اور اتباع منصور نے ایک گہری سانس لی تھی پھر تسلی بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''مجھے میرال حسن سے کوئی واسطہ نہیں نہ آپ سے۔ وہ آپ کے ساتھ منسلک ہو یا آپ اس کے ساتھ۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمارا رشتہ قلیل المعیاد ہے، وقتی ہے، اسے بہرحال کل ختم ہو جانا ہے۔ سو میں اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی۔'' اتباع منصور کا لہجہ تلخ تھا اور ابان شگری اس کی سمت خاموشی سے دیکھنے لگا تھا۔

''تم چاہتی ہو یہ رشتہ ختم ہو؟''

''میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا!'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

''ہاں مگر تم نے کہا تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا!''

''تم باتوں کو الجھا رہے ہو ابان شگری!''

"I'm asking!"

''وہی۔ تم باتوں کو توڑ موڑ کر نئے معنی بنا رہے ہو!''

''میں فی الحال نئے معنی نہیں بنا رہا۔''

''پھر کیا؟''

''اگر میں نئے معنی ڈھونڈنے لگوں تو تم کیا کرو گی؟''

''مجھے کیا کرنا چاہیے؟''

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں اتباع منصور......!''

''میں نہیں جانتی!''

''تم جانتی ہو اتباع منصور......!''

''تم جو سوچ رہے ہو اس سب کے معنی میں نہیں جانتی!''

''جب میں تمہیں پڑھ سکتا ہوں تو کیوں نہیں؟''

''میں نہیں جانتی......!''

''تم کہانی کو کس سمت موڑ رہی ہو اتباع منصور؟''

''میں کوئی سمت فی الحال نہیں مانتی!''

''ارادہ کیا ہے؟''

''ارادہ وہاں بتاتے ہیں جہاں چیزیں کنفرمڈ ہوں!''

''تمہیں کس چیز کا یقین نہیں؟''

''وقت کا......! کل یہ نہیں ہوگا تو ہر شے بکھر جائے گی!''

''اور تم چاہتی ہو میں سب سمیٹوں؟''

''کیا تم سمیٹ پاؤ گے؟''

''تم کہو گی تو......!''

''میں تم پر اپنے فیصلے مسلط کرنا نہیں چاہتی ابان شگری!''

''پھر کیا چاہتی ہو......!''

''اس کا ذکر یہاں ضروری نہیں؟''

''کیوں نہیں؟ ہم اتنی دوری پر آئے ہیں تو اس کا کوئی تو فائدہ ہو! ایٹ لیسٹ یہ تو کھلے کہ اتباع منصور کے دل میں کیا ہے!''
ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

''یہاں ہم میرے دل کی باتیں ڈسکس کرنے آئے ہیں؟''

''یہی سمجھ لو......!''

''میں مفروضوں پر یقین نہیں رکھتی......!''

''تو پھر یقین کرلو......!''

''کس بات کا یقین؟''

''اس بات کا کہ تمہارے دل میں کیا ہے!''

''میرے دل میں جو ہے اس کے معنی نہیں!''

''معنی تو خیر ہیں۔''

''وقعت نہیں......!''

''یہ قیاس آرائیاں ہو سکتی ہیں!''

''میں کوئی قیاس آرائی نہیں کر رہی ابان شگری جہاں کچھ واضح نہ ہو وہاں یقین سے حتمی طور پر کوئی بات نہیں کی جا سکتی!''

''جب میں حتمی طور پر کہتا ہوں تو یقین کیوں نہیں کرتیں؟''

''کیا؟ کیا مطلب؟ آپ حتمی انداز میں کیا کہتے ہیں؟''

''بہت کچھ کہتا ہوں! کچھ تو تم سنتی بھی نہیں ہو!''

''وہ بنا آواز کے ہوتا ہے جو میں سن نہیں سکتی!''

''بھول مت شیرنی......تم نے محبت کا دعویٰ کیا تھا۔ جو محبت کرتے ہیں ان کو آوازوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' ابان شگری نے جتایا تھا۔

''میں نے محبت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا!''

''اچھا سو تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں؟''

''یہ ذکر اضافی ہے ابان شگری!''

''جو اضافی ہے وہ بہت ضروری ہے اتباع منصور......!''

''میں ایسی باتوں کو ڈسکس کرنا نہیں چاہتی......!''

''کیوں نہیں؟ ان باتوں کو ڈسکس کرنے میں کیا برائی ہے؟''

''برائی نہیں ہے مگر وقت کا زیاں ہے!''

''ہم یہاں وقت کا اعداد و شمار کرنے نہیں آئے شیرنی......!''

''لیکن آنے والے دنوں کا تخمینہ لگانا ضروری ہے!''

''آنے والے دن اپنی فکر اپنے ساتھ لائیں گے۔ فی الحال آنے والے وقت کو بھول جاؤ!'' ابان شگری نے مدھم لہجے میں جتایا تھا۔

''یہ کیا ہے ابان شگری؟''

''کیا......؟''

''یہ سب؟ بلاوجہ کے تذکرے، ڈسکشن؟''

''تمہاری نظر میں اس کی وقعت نہیں؟''

''مجھے اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو رہا ابان شگری کہ یہ باتیں کس لئے ہیں؟''

''یہ باتیں اس لئے ہیں کہ ہم یہاں تاروں بھرے اس آسمان کے نیچے اس وقت کھڑے ہیں اور یہ فضا بھیگتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ تمہارا ان کہا لہجہ اوس کے قطروں سے بھاری ہے اور جو باتیں تم نہیں کہہ رہی ہو وہ فضا کو بہت بوجھل کر رہی ہیں۔'' ابان شگری نے کہا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے قریب کیا تھا۔

''تم اگر بیڈ روم میں جانے دیتیں تو تذکرے مختلف ہوتے!'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

اتباع منصور اس کی سمت نہیں دیکھ سکی تھی۔ دھڑکنوں میں یکدم ایک شور نمودار ہوا تھا اور آواز اتنی تیز تھی کہ اتباع منصور کو لگا تھا دل اس کے کانوں میں آن بیٹھا ہو...... وہ اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی اور تبھی ابان شگری بولا تھا۔

''دیکھو اب یہ دھڑکنوں کا جو شور ہے تم اسے بھی چھپا نہیں پا رہی ہو اور کہتی ہو محبت نہیں؟ محبت کی نفی کرنے سے محبت بدگمان ہو جاتی ہے۔ چیزیں سلجھنے کی بجائے مزید الجھنے لگتی ہیں۔'' ابان شگری نے سمجھایا تھا۔

اتباع منصور کو حیرت ہوئی تھی کہ وہ اس کی دھڑکنوں کی آواز تک سن رہا تھا؟ وہ اس کی ان کہی باتوں کو جان رہا تھا اور پھر اس کی کہی گئی باتوں کے معنی کیوں رد کرتا آیا تھا؟ وہ سوچتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''کیا سوچ رہی ہو شیرنی؟ یہی کہ میں تمہاری ان کہی باتیں کیوں نہیں سن سکتا؟'' یا اگر سنتا ہوں تو رد کیوں کرتا ہوں؟'' ابان شگری نے کہا تھا تو وہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ابان شگری مت جتاؤ کہ تعلق اس طرح جڑے ہیں کہ درمیان کچھ نہیں ہے!''

''درمیان کیا ہے شیرنی؟''

''دائرے...... حاشیے...... بدگمانیاں...... شکایتیں...... شکوے!''

''مٹا دو!''

''ان فاصلوں کو اسی طور برقرار رہنا ہے ابان شگری!''

''کیوں......؟ تمہارے کم کرنے سے فاصلے کم ہو سکتے ہیں!''

''نہیں کم ہونگے۔ یہ مت بھولو کہ یہ رفت وقتی ہے!''

''کل کی اتنی فکر کیوں؟''

''آج سے الگ نہیں ہے!''

''مجھے سونپ دو...... میں دن کو رات سے تقسیم کردوں گا اور تمہارے لمحوں کے رنگ تمہیں لوٹا دوں گا!'' ابان شگری ممکنات ڈھونڈنے پر مائل تھا۔

''رنگ کھو چکے ہیں اور جو کھو جائیں وہ واپس نہیں آتے!''

''میں نئے رنگ ڈھونڈ دوں گا!''

''نئے رنگ ان رنگوں کا Substitute نہیں ہو سکتے......!''

''نئے موسم پرانے رنگوں کے لباس نہیں پہنتے اتباع منصور...... جو رنگ گزرے کل میں کھوئے ہیں ان کا ذکر یہاں عبث ہے۔ میں نئے موسموں کے رنگ تمہیں دے سکتا ہوں اور یہ رنگ ان رنگوں سے زیادہ خوشنما ہوں گے۔'' ابان شگری یقین دلا رہا تھا۔ اتباع منصور نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''وقتی مراسم میں آنے والے خوشنما رنگوں کی بات جائز نہیں۔''

''تم اس قلیل المعیاد رشتے کو ہمیشہ کے لئے چاہتی ہو؟'' ابان شگری نے پوچھا تھا اور اس نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''میں نہیں جانتی ابان شگری۔ تمہاری باتیں عجیب ہیں!''

''تم بھی تو عجیب ہو شیرنی۔ محبت کرتی ہو اور جتانا نہیں چاہتیں!''

''میری محبت ہم دونوں کے لئے کافی نہیں ہے!''

''بہت زیادہ ہے۔ کافی ہے!''

''اور تمہاری محبت......؟''

''میری محبت کی بات فی الحال نہیں ہو رہی......!''

''کیوں نہیں؟''

''بس نہیں۔ اس لمحے میں تمہارا ذکر ہے بس......!''

''تمہارا ذکر بھی ہونا چاہئے!''

''میرا ذکر اہم نہیں شیرنی......!''

''پھر میرا ذکر کیوں اہم ہے؟''

''کیونکہ تم خاص ہو......!''

''کیا شے خاص بناتی ہے مجھے؟''

"تمہاری محبت......!"

"اور تمہاری محبت......؟"

"اوں ہوں......اس کا ذکر فی الحال نہیں!"

"تم کمال سے کھیلتے ہو ابان شگری......اپنے رولز بناتے ہو!"

"اسی بات نے محبت کرنے پر مائل کیا نا تمہیں؟"

"نہیں......!"

"پھر کیا......؟"

"کچھ نہیں......!"

"کوئی بات تو ہو گی نا شیرنی......جس نے تمہیں محبت پر اکسایا؟"

"میں ایسی کوئی تحریک اپنے اندر نہیں دیکھتی!"

"ایسی تحریک تمہارے اندر رونما ہوئی تھی شیرنی......!"

"مجھے یاد نہیں......!"

"مجھے یاد ہے......!"

"کیا یاد ہے تمہیں؟"

"سب......!"

"کیا سب؟"

"وہ بھی جو تم نے کہا اور وہ بھی جو تم نے نہیں کہا!"

"لفظوں سے مت کھیلو ابان شگری!"

"تمہیں یہ سب کھیل لگتا ہے شیرنی؟"

"یہ سب کھیل ہی ہے۔ اول دن سے اور کھیل بھی یکطرفہ......!"

"That what you think!"

"ابان شگری ایسا ہے۔ تمہارے کھیل سمجھ نہیں آتے......اور......!" وہ کچھ بولنے جا رہی تھی جب ابان شگری نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"شش......! ان لمحوں یہ باتیں حماقت لگتی ہیں شیرنی......وہ کیا ذکر کرتی تھیں تم کہ تم میرے لئے بنی ہو؟ وہ ذکر کرو۔ کوئی انوکھی

بات کرو اور میرا دل جیت لو۔ دیکھو اس ماحول میں کتنا جادو بھرا ہے۔ یہ جادو تمہاری بدولت ہے شیرنی...... تم نے سارے ماحول کو اپنے ساتھ باندھ کر فسوں ساز بنا دیا ہے۔ تمہیں عادت ہے نا ماحول کو گرفت میں لینے کی؟ میں سننا چاہتی ہوں شیرنی...... چلو آج ان باتوں کا ذکر کرو جو ہمارے بیچ آج تک ڈسکس نہیں ہوئیں۔ بھول جاؤ ان باتوں کو جو ڈسکس ہوتی رہی ہیں۔ ان کا کوئی حوالہ مت دو...... میں نئی یادداشت بنانا چاہتا ہوں۔ تم بھی پرانی باتوں سے دل کو خالی کرو......!'' ابان شگری نے مدھم سرگوشی میں کہا تھا۔

''پرانی یادداشت ختم کرنے سے کیا ہوگا ابان شگری؟ نئی یادیں اور باتیں کتنے دن کے لئے نئی ہونگیں؟ بالآخر یہ بھی پرانی ہو جائیں گی اور پھر ان کی بھی کوئی وقعت نہیں رہے گی۔'' اتباع منصور نے افسردگی سے کہا تھا۔ ان آنکھوں میں نمی رکنے لگی تھی اور ابان شگری اسکے گرد حصار باندھ کر خود سے قریب کرلیا تھا۔

اتباع منصور نگاہیں پھیر گئی تھی۔

''ابان شگری تمہاری باتوں کے رنگ کچے ہیں۔ اتر جاتے ہیں!'' لہجے میں شکوہ تھا۔

''مگر تم اس لہجے میں کتنے رنگ ڈھونڈتی ہو؟''

''یاد نہیں......!''

''تمہیں اس لہجے کی عادت ہے نا؟''

''اس سے فرق نہیں پڑتا ابان شگری تم باتوں کو بدل دیتے ہو میں کچھ کہوں گی بھی تو وہ بے وقعت ہو جائے گا۔'' ان آنکھوں میں نمی صاف دیکھی جا رہی تھی۔

ابان شگری نے اس کا چہرہ اپنی طرف پھیرا تھا۔ اور بغور دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''تمہاری باتیں خوشنما رنگ لئے ہر سمت پھیلتی ہیں شیرنی...... سارے گزشتہ رنگ اپنے رنگوں سے لپیٹ میں لیتے ہوئے پرانے اثرات کو زائل کر دیتی ہیں۔ تم جب بولتی ہو جتاتی ہو تو اچھا لگتا ہے۔ تم پرانے موسموں کو نئی معنی دے سکتی ہو پھر پچھتاوا کس بات پر ہے؟ پچھتاتے تب ہیں جب موسم کے ساتھ آنے والے رنگ اور وقت بھی کھو جائے اور میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم یہاں ہو سو کل کو بھول کر کوئی نیا تذکرہ کرو گی تو مجھے اچھا لگے گا!'' ابان شگری نے کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کے شانے پر سر رکھ دیا تھا اور بنا کچھ کہے خاموشی سے اس طرح کھڑی رہی تھی۔ اس کے آنسو ابان شگری کے شانے میں خاموشی سے جذب ہو رہے تھے۔ ابان شگری نے اس کو اندر کا غبار نکالنے دیا تھا۔ خاموش کھڑا رہا تھا۔ اس کی خاموشی میں بہت سے شکوے تھے۔ ان شکووں میں محبت صاف بول رہی تھی۔ اتباع منصور اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اس کی خاموشیوں کو سن رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی۔

''تم خاموشی سنتے ہو ابان شگری لفظ نہیں!''

''اور لفظوں میں خاصیت ہے کہ وہ بیان کر دیتے ہیں شیرنی۔ خاموشی سننا زیادہ اہم ہے۔ اگر میں تمہاری خاموشی نہ سنوں تو

تمہیں یہ شکوے تب کرنا چاہئیں!'' ابان شگری نے کہا تھا اور وہ اسی طرح کھڑی رہی تھی۔

ہوا کا تیز شور تھا۔ Lagoon اپنی موجوں کے ساتھ فسوں سازی پر مائل تھا۔ ہوا میں شامل اوس کے قطروں سے فضائیں جیسے بات کررہی تھیں۔

''اتباع منصور تم ان ہواؤں کی سرگوشیاں نہیں سن رہیں جو تاروں سے بھرے آسمان کو چھو کر آتی ہیں۔ ان فضاؤں کا لہجہ بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ تمہارے دل میں جو راز ہیں یہ ہوائیں بھی ساتھ چرالے جاتی ہیں اور تمہیں اس کی خبر نہیں ہوتی۔ تم مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتی ہو شیرنی؟'' ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اتباع منصور کچھ نہیں بولی تھی۔ ابان شگری جیسے اسے بولنے پر اکسا رہا تھا۔

''تمہیں خبر تھی کہ تم میرے لئے بنی ہو تو پھر اتنے شکوے کیوں؟ خاموشی میں شکوے سنائی نہیں دیتے۔ تم لفظوں کا سہارا لے سکتی ہو!'' وہ بولا تھا اور اتباع منصور اس کے کاندھے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ ان بھیگی آنکھوں میں ایک خاص سحر تھا۔ ابان شگری نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں کی نمی کو اپنی پوروں پر لیا تھا۔

''شیرنی، یہ بدگمانی ٹھیک نہیں۔ میں میرال حسن سے وابستہ نہیں ہوں!'' ابان شگری نے جتایا تھا مگر اتباع نے سنی ان سنی کردی تھی اور اس کی سمت سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

''تمہیں اس سے فرق نہیں پڑتا؟''

''اگر تم اس سے وابستہ نہ ہوتے تو وہ اس طرح بیڈروم میں داخل ہوتی اور پورے استحقاق سے تمہارا تھام کر روم سے باہر نہ لے جاتی!'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

''ایسا اس لئے ہوا کہ وہ میری دوست ہے!''

''دوست......؟'' اتباع منصور نے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

''ہاں دوست!''

''دوست ایسے کسی کے بھی بیڈروم میں منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں؟''

''اس نے اجازت مانگی تھی۔''

''ہاں تم تو اس کی حمایت کروگے!''

''اس کی حمایت اس لئے کررہا ہوں کہ وہ دوست ہے شیرنی!''

''آئی ڈونٹ نو whether شی از فرینڈ اور ناٹ!''

''یو ڈونٹ ٹرسٹ می؟''

''شڈ آئی ٹرسٹ یو؟''

''وہاٹ یور ہارٹ سیز؟''

''میں دل کی سننا حماقت سمجھتی ہوں۔''

''تو تمہیں لگتا ہے کہ میں میرال حسن سے محبت کرتا ہوں؟''

"I don't care whether you do!"

''تمہیں فرق نہیں پڑتا کہ میں میرال حسن سے محبت کرتا ہوں؟''

''تمہاری مرضی ہے!''

''اور تمہاری مرضی کیا ہے؟'' ہماری زندگی میں تم میرال حسن کو کہاں فٹ کرو گی؟''

''میں کیوں میرال حسن کو تمہاری زندگی میں فٹ کرنا چاہوں گی؟''

''تم کر رہی ہو اتباع منصور!''

''میں میرال حسن کے بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتی!''

''میں بھی چاہتا ہوں کہ تم میرال حسن کا ذکر نہ کرو!'' ابان شگری نیا اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی لگا دی تھی اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا تھا۔

''میں میرال حسن کے ساتھ نہیں ہوں شیرنی۔ میں میرال حسن کے ساتھ کبھی نہیں تھا۔ وہ میری ایک اچھی دوست ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ میں میرال حسن کے ساتھ کبھی نہیں رہا۔ میں نے کبھی کسی معاملے میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ وہ محبت کرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ مگر میں نے کبھی میرال حسن سے محبت نہیں کی۔ میں نے اس کے ساتھ جینے یا اس کا ہاتھ تھام کر چلنے کا خواب نہیں دیکھا۔ اگر میں ایسا چاہتا تو وہ میرے ساتھ ہوتی۔ مجھے لگتا تھا تم سوچنے سمجھنے کی سوجھ بوجھ رکھتی ہو۔ تم مجھ سے سوال کرتی ہو۔ مگر مجھے وضاحتیں دینا اچھا نہیں لگتا۔'' ابان شگری تھک کر چپ ہوا تھا پھر بولا تھا۔

''لیکن اس طرح غلط فہمیاں بڑھتی ہیں۔ میں جانتا ہوں مگر میں وضاحتیں دینے کا قائل نہیں ہوں! میرال حسن دوست ہے۔ وہ میرے روم میں آئی اور مجھے وہاں سے لے کر گئی کیونکہ اسے مجھ سے بات کرنی تھی۔ اسے زندگی میں آگے بڑھنا تھا اور آگے بڑھنے کے لئے اسے مجھ سے بات کرنا ضروری لگا تھا۔ جیسا وہ اپنا دل ہلکا کرنا چاہتی تھی۔ ایک دوست مشورہ چاہتی تھی۔ اسے کسی نتیجے پر پہنچنا تھا اور مجھے اس سے ملنے میں کوئی قباحت نہیں لگی! کسی دوست کو مدد دینا...... یا آگے میں بڑھنے میں مدد دینا میرے نزدیک کوئی بری بات نہیں۔ اگر میری مدد اسے آگے بڑھنے میں کوئی راہ دکھا سکتی ہے تو اس سے بہتر کوئی اقدام نہیں ہو سکتا۔ اس شام ہم نے میرال حسن کی زندگی کو ڈسکس کیا تھا۔ میرال حسن اور اشعر ملک کی زندگی کو اور ان کی آنے والی زندگی کو۔ اور میرال حسن کے خدشات کو لے کر ہم تادیر باتیں کرتے رہے۔ میرال جانتی ہے میری زندگی میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ جانتی ہے میں آگے بڑھ چکا ہوں اور اب اس کی طرف

واپس نہیں لوٹ سکتا۔ اسے اس بات کا علم ہے۔ وہ ایک دوست ہونے کے ناطے مجھ سے بات کر کے دل ہلکا کرنا چاہتی تھی اور کسی دوست کی دل جوئی کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اتباع منصور خاموش رہی تھی تبھی وہ بولا تھا۔

"تمہیں جو سننا ہے وہ خاص لمحوں کی بات ہے اتباع منصور۔ مجھے اظہار کے طریقے نہیں آتے......مگر میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میں کسی کی طرف اس طرح مائل ہوں گا۔ میں ایک مشینی زندگی گزار رہا تھا۔ ایک صحرا میں سفر کر رہا تھا۔ اس سفر میں کوئی راحت نہیں تھی۔ بہت سی کامیابیاں تھیں مگر دل کا سکون کہیں نہیں تھا۔ میں کتنی بلندی پر کھڑا تھا...... یہ سب جانتے تھے۔ لوگ مجھے بلندی پر دیکھ کر خوش قسمت سمجھتے تھے۔ میں انہیں بلندی پر کھڑا بہت کشش کا باعث لگتا تھا مگر اس بلندی پر میں کتنا اکیلا تھا یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ مشینی زندگی تھی بس۔ میں احساسات اور جذبات تیاگ چکا تھا۔ جو زندگی میں جی رہا تھا اس میں کسی محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ مجھ سے وابستہ خون کے رشتے مجھ سے منہ موڑ چکے تھے۔ ایسے میں میں کسی بھی طرح محبت پر اپنا یقین کھو چکا تھا۔ اتباع منصور تمہاری آمد سے ایک بات ہوئی تھی محبت تو تب اضافی بات لگتی تھی مگر مجھے اپنے زندہ ہونے کا احساس ہوا تھا۔ تم نے میری زندگی میں قدم رکھ کر مجھے جتا دیا تھا کہ میں اس مشینی زندگی سے ہٹ کر کوئی زندگی جی سکتا ہوں۔ مجھے اپنے زندہ ہونے......سانس لینے کا احساس ہوا تھا۔ میں خود کو ایک مشین سے بڑھ کر کچھ لگا تھا۔ اس احساس کی موجد تم تھیں اتباع منصور......تم نے مجھے ذمہ دار انسان بنایا۔ مجھے نا چاہتے ہوئے بھی تمہاری ذمہ داریاں سونپ دیں۔ میں جانے انجانے میں تمہیں وہ تحفظ فراہم کرنے لگا۔ تمہارے لئے لڑنے لگا اور مجھے ایسا کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ یہ ایک نیا احساس تھا۔ زندگی کی ایک نئی رمق میرے اندر دوڑ رہی تھی اور مجھے اس احساس کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں ایک حیرت میں تھا۔ اور اس حیرت میں بس تمہارے لئے کئے جا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے تم میرے زمانوں پر اختیار پانے لگی تھیں اور مجھے ان اختیارات کو سونپنے میں جیسے کوئی دقت نہیں تھی مگر میں حیران تھا بہت، یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ ایسا کیسے ہوا تھا۔" وہ تھک کر چپ ہوا تھا جب اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ چہرے کوئی پرایا نہیں تھا۔

بہت اپنا تھا۔

اس سے وابستہ تھا۔

اس کے ساتھ تھا۔

اس کے قریب تھا۔

وہ ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرے چھو کر جیسے یقین کرنے لگی تھی کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور اس کا حصہ تھا۔ ابان شگری نے اس کے ہاتھ تھامے تھے اور دھیمے لہجے بولا تھا۔

''مجھے محبت کی کچھ سمجھ نہیں تھی اتباع منصور...... مجھے محبت کرنا یاد نہیں رہا تھا۔ اسلوب یاد نہیں رہے...... میں تمام روایتیں بھول چکا تھا۔ میں بھول چکا تھا محبت کیسی ہوتی ہے اس کی ہیئت اور خواص بھول چکا تھا۔ مجھے یقین نہیں تھا محبت پر۔ مگر تمہارا خیال کرنا مجھے اچھا لگنے لگا تھا۔ تمہارے لئے چھوٹی چھوٹی کر باتیں کرنا...... چیزیں ترتیب دینا مجھے سکون دینے لگا تھا...... اتباع منصور میں نہیں جانتا تھا کہ تم آؤ گی تو محبت اپنے ساتھ لاؤ گی مگر یہ سچ تھا کہ تم آئیں تھیں اور محبت اپنے ساتھ لائیں تھیں۔ تمہیں وجود سے ایک روشنی پھوٹتی تھی جیسے اور اس روشنی نے میرے گرد اپنا ہالہ بنا دیا تھا۔ میں ان تجربات سے نہیں گزرا تھا۔ سمجھنے میں دقت ہوئی۔ حیرت بھی ہوئی۔ مگر تمہارا دل جیسے مجھ سے خاموشی میں ساری باتیں کرتا تھا۔ وہ باتیں جو تم نہیں کرتی تھیں۔ میں سب سنتا تھا۔ صحرا کے مسافر کو احساس نہیں ہوتا کہ چھاؤں میں کتنی راحت ہے۔ میں اس راحت کو محسوس کرنے کے اسلوب بھول چکا تھا۔ سو میں نے کئی بار تمہارے وجود کی نفی کی تھی مگر مجھ سے ایسا ممکن نہیں ہو سکا تھا۔ تمہارے قریب آتا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا...... شاید کچھ سننا بھی چاہتا تھا۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔ اتباع منصور میں تمہارے آنے سے الجھنوں میں گھر گیا تھا۔'' وہ رک کر اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''میرال حسن اشعر ملک سے شادی کے لئے تیار ہے؟''

''اس کی شادی ہمارا مسئلہ نہیں ہے شیرنی......!''

''پھر بھی......!''

''تمہیں یہ بات سکون دے گی؟''

''ایسی بات نہیں!''

''مجھ پر یقین نہیں؟''

''نہیں ایسا نہیں......!''

''پھر تم میرال حسن کی بات کیوں کر رہی ہو؟''

''میں میرال حسن کی بات اس لئے کر رہی ہوں کہ وہ تمہاری دوست ہے!''

''میری دوست اتنی اہم ہے کہ ہمارے درمیان ہر ذکر میں موجود رہے؟''

''نہیں مگر......!''

''مگر کیا؟''

''اتباع منصور تمہیں کسی پر یقین کرنے سے پہلے خود پر یقین کرنا چاہئے۔ تمہارے اندر کا یقین تمہارے باہر کے یقین کو بحال کرے گا۔ یقین کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر تم یقین سے خالی ہو گی تو محبت زیادہ دیر تک قیام نہیں کرے گی۔'' ابان شگری نے جتایا تھا۔

اتباع اس خاموشی سے دیکھنے لگی تھی پھر مدھم لہجے میں بولی تھی۔

''ایسی بات نہیں ہے ابان شگری۔ میں یوں ہی پوچھ رہی تھی کہ اس کی زندگی کہیں میری وجہ سے افیکٹ تو نہیں ہو رہی؟'' اتباع منصور نے اپنا خدشہ بیان کیا تھا...... ابان شگری نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا پھر نرمی سے بولا تھا۔

''اشعر ملک میں ایک حیران کن تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ جس طرح اس نے اس کا خیال کرتے ہوئے اس کے ہاتھ میں اپنے نام کی انگوٹھی پہنائی تھی وہ بات صاف ظاہر کرتی تھی کہ اسے ذمہ داریاں لینا آ گئی ہیں اور وہ زندگی سے بہت کچھ سیکھ چکا ہے۔ شاید اشعر ملک بہت غلط تھا۔ مجھے نہیں لگتا تھا کہ وہ کبھی کسی مثبت اثرات کے زیر اثر آئے گا۔ مگر شاید محبت ایسی ہی کوئی انقلابی سوچ ہے جو دماغ اور دل کو یکسر بدل دیتی ہے سو اس کا اثر اشعر ملک جیسے ایڈیٹ پر بھی صاف ہوتا دکھائی دیا ہے۔ محبت نے اسے ایک اچھا انسان بنا دیا۔ تم جانتی ہو کس سے محبت کرتا تھا؟'' ابان شگری نے رک کر پوچھا تھا۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''کیا میرا یہ جاننا ضروری ہے کہ اشعر ملک کس سے محبت کرتا تھا؟ کیا وہ میرال حسن تھی؟'' وہ حیرت سے چونکی تھی۔ ابان شگری نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا پھر اسی نرمی سے بولا تھا۔

''وہ تم تھیں اتباع منصور......!''

''میں......؟'' وہ حیرت سے بولی تھی۔ ابان شگری نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

''میں اس ایڈیٹ سے محبت نہیں کرتی!'' اتباع منصور شاکڈ سی بولی تھی۔

''میں جانتا ہوں تم نہیں کرتیں مگر وہ تم سے محبت کرتا رہا ہے۔'' ابان شگری نے بتایا تھا۔

''وہ ایڈیٹ...... لیکن اس میں ایک پوزیٹو چینج تو مجھے بھی دکھائی دیا تھا جب وہ کروز میں ہمارے ساتھ تھا۔ جس طرح اس نے میرال حسن کے آنسو پونچھے، اسے سنبھالا اور اس کی مدد کی۔ اس سے اس کا جھکاؤ اس کی طرف صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جس طرح دوستانہ رویے کا مظاہرہ وہ کر رہا تھا مجھے ماننا پڑا تھا کہ وہ بدل چکا ہے لیکن میں......!'' وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ ابان شگری نے سر ہلایا تھا۔

''محبت کسی کی میراث نہیں ہے اتباع منصور اور ہم کسی کو خود سے محبت کرنے سے نہیں روک سکتے جیسے میں میرال حسن کو روک نہیں پا رہا تھا۔ میں جانتا تھا وہ مجھ سے محبت کرتی تھی مگر میں اس کا دل دکھانا نہیں چاہتا تھا۔''

ابان شگری کے بولنے پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''ہاں مگر تم جانتے تھے وہ تم سے محبت کرتی ہے اور اشعر ملک؟ اس نے میرے ڈیڈ کو نقصان پہنچایا۔ ان کے بزنس کو اور پھر مجھے......!''

''وہ حماقتیں کرنے میں شروع سے بہت نرالا ہے۔ میں اسے اسکول کے ٹائم سے جانتا ہوں۔ وہ بہت بڑا ڈرامہ شخص ہے۔ مگر بہر حال محبت اسے محبت بہت کچھ سکھا گئی۔ میرال حسن نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا اشعر ملک میرے لئے مناسب ہے؟ وہ بہت کنفیوژڈ

دکھائی دی تھی اور میں نے کہا تھا کہ مجھے اس میں ایک مثبت دکھائی دے رہی ہے۔ وہ تمہارا خیال کرتا دکھائی دے رہا ہے تو تم اس پر اعتبار کر سکتی ہو۔ وہ فیصلہ لے پائی یا نہیں، میں نہیں جانتا مگر مجھے امید ہے وہ زندگی میں آگے بڑھنے والی راہوں پر قدم ضرور رکھے گی۔ ایسا میں اس کے لیے سوچتا ہوں۔ تم بہت سی زندگیوں کے لئے خوشیاں اور تبدیلیاں لے کر آئیں۔ تم نے اشعر ملک کی زندگی کو بدل ڈالا...... تم نے میرے ٹوٹے بکھرے رشتوں کو سمیٹا اور تم نے مجھے بھی سمیٹ کر اکٹھا کیا۔ میں جو ٹکڑوں میں بکھرا ہوا تھا میں اپنا پتہ خود آپ بھول چکا تھا۔"
ابان شگری مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اور تمہیں کوئی حسد نہیں اگر اشعر ملک مجھ سے محبت کرتا تھا؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ اور اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"نہیں زیادہ نہیں مگر بس تھوڑا سا چہرہ بگاڑ دیا تھا اس کا جب اس نے تمہارا ذکر کیا تھا!" وہ مسکرایا تھا۔

"اف...... یہ کب ہوا تھا؟"

"جب تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور ہم فارم ہاؤس پر تھے!"

"اوہ اور تم نے اس کی حالت بگاڑ دی تھی؟ بہت غصہ تھا تمہیں اس پر؟"

"ہاں تھا تو......!"

"اور تم نے تبھی کہا تھا کہ میں اس کی Spy ہوں اور میں نے اسے فارم ہاؤس پر اٹیک کرنے کی سازش میں مدد کی ہوگی؟ مگر تمہیں تو یقین تھا نا کہ میں نے ہی اسے مدد دی ہے؟" اتباع منصور نے پوچھا تھا۔ ابان شگری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ بغور اس کے چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔ اور اتباع منصور اسے دیکھتے ہوئے نگاہ پھیر گئی تھی۔ ان بہت سی باتوں سے یہ ہوا تھا کہ ایک بوجھل سی فضا میں ایک ہلکا پن محسوس ہونے لگا تھا۔ بہت سی غلط فہمیوں کا ختم ہو جانا جیسے ماحول کی ان کثافتوں کو دھو گیا تھا۔ اتباع اس کی نظروں کی تپش کو چہرے پر محسوس کرتے چہرے پھیر گئی تھی۔ دونوں خاموش کھڑے تھے۔ ہوا کا تیز شور صاف سنائی دے رہا تھا۔

Lagoon کے سبز پانی میں ایک ہلچل دکھائی دی تھی۔ لہریں شوریدہ ہوتی دکھائی دی تھیں۔ گہرے نیل آسمان کے چمکتے تاروں پر دبیز بادلوں نے جیسے کوئی مخملی پردہ ڈال دیا تھا۔ ایک مخمل کی تہہ بچھی دکھائی دی تھی۔ چاند بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ ہوا کا سرسرانا بتا رہا تھا کہ بارش کسی بھی لمحے ہو سکتی ہے۔

اتباع منصور موسم کی تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے بولی تھی۔

"وہ چاند کہاں کھو گیا؟ مخملی بادلوں نے اسے چھپا لیا ہے۔ مجھے لگتا ہے شاید بارش ہونے والی ہے اور......!" وہ بولنے لگی تھی جب ابان شگری نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ دی تھی اور بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"کوئی فضول کا ذکر اب نہیں ہوگا!" وہ جیسے اسے خبردار کر رہا تھا۔

اتباع منصور حیرت سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب بارش کی بوندوں نے انہیں چھوا تھا۔ ابان شگری اس

چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"بارش شروع ہوگئی ہے۔ ہمیں اندر چلنا چاہئے!" اتباع منصور نے ٹھنڈ اور بھیگنے کے خیال سے کہا تھا۔ مگر ابان شگری نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر اسے خاموش کر دیا تھا۔ اتباع منصور اس کا انہماک دیکھ کر اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔

"بارش نے جو کہنا ہے اسے خاموشی سے سنو شیرنی۔ بارش تمہیں یقین دلانے آئی ہے!" ابان شگری نے اس کی سماعتوں میں مدھم لہجے میں سرگوشی کی تھی۔ اتباع منصور کو اس کے لب اپنے بالوں پر ملتے محسوس ہوئے تھے۔ اس حصار میں ایک خاص بات تھی۔ وہ اس کے بہت قریب تھا۔ دونوں بارش میں بھیگنے لگے تھے۔

"اسی لہجے میں وہ بات کہو شیرنی......"

"کیا بات......؟" وہ بمشکل حلق سے آواز برآمد کر پائی تھی۔

"وہی بات جو تم ہمیشہ کہتی آئی ہو!"

"میں نے بہت سی باتیں کہی تھیں......!" وہ بہت کنفیوژڈ اور قدرے **Hesitant** دکھائی دی تھی۔ اس کی قربت اس کی جان سلگانے لگی تھی۔

"تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" وہ پوچھنے لگا تھا۔

"یہ کیسا سوال ہے؟" وہ فوری طور پر کوئی جواب نہیں دے پائی تھی۔

"اس کا جواب کیا ہے؟"

"بارش ہو رہی ہے ابان شگری!"

"مجھے معلوم ہے بارش ہو رہی ہے!"

"ہم بھیگ رہے ہیں۔ ٹھنڈ لگ جائے گی!"

"تمہیں محبت نہیں ہے؟"

"تم مجھے پڑھنے کا دعویٰ کرتے رہے ہو!"

"تو پھر......؟ ابھی پڑھنے کے موڈ میں نہیں ہوں!"

"اور بارش......!"

"بارش سے وہ سب نہیں سننا جو تم سے سننا ہے شیرنی!"

"یہ کیا بچپنا ہے ابان شگری؟"

"تم کہہ رہی ہو؟ یا تم چاہتی ہو ہم یہیں کھڑے بھیگتے رہیں؟"

''تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو ابان شگری مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے!'' وہ ڈپٹنے لگی تھی۔

ابان شگری دھیمے لہجے میں مسکرایا تھا پھر اسے بازوؤں پر اٹھایا تھا اور اسے لے کر کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اتباع منصور اسے خاموشی سے دیکھنے لگی تھی۔

اتنا کچھ کلیئر ہو جانے پر یہ کھل گیا تھا کہ وہ اس کے لئے کیا احساسات رکھتا تھا۔ اس نے کھل کر محبت کا اعتراف نہیں کیا تھا۔ مگر اس کا لہجہ اور انداز بتا رہے تھے کہ اسے محبت تھی۔ ان آنکھوں کی تپش صاف بتا رہی تھی۔ ابان شگری اس کا چہرہ خاموشی سے دیکھ رہا تھا اور وہ اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

☆......☆......☆

میرال حسن سے اس کے پیرنٹس نے جانے کیا پوچھا تھا اور اس نے کس طرح انہیں اطمینان دلایا تھا۔ اشعر ملک بہت پرسکون دکھائی دیا تھا۔ وہ چلتا ہوا میرال حسن کی طرف آیا تھا۔

''تم خوش دکھائی دے رہے ہو کیا بات ہوئی اندر؟ میرال نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

''یار! پھوپھو کی بیٹی تمہاری باتوں میں اتنی مٹھاس پہلے کیوں نہیں محسوس ہوئی؟ تم نے اتنا شیریں لہجہ کہاں سے چرایا؟ آج بہت دنوں بعد فیض کی مٹھاس بھرے لفظ یاد آ گئے۔ سنو فیض چاچا کیا کہتا ہے

شام کے پیچ و خم ستاروں سے

زینہ زینہ اتر رہی ہے رات......!

یوں صبا پاس سے گزرتی ہے......!

جیسے کہہ دی کسی نے پیار کی بات

میرال حسن نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

''وہاٹ؟ تم کیا کہہ رہے ہو اشعر ملک؟'' اشعر ملک سکون سے مسکرایا تھا۔

''فیض چاچا کی بڑی یاد آ رہی ہے آج تمہارا چہرہ باتیں کرتا لگ رہا ہے۔ میرال حسن...... سننا چاہو گی فیض چاچا کیا کہتا ہے؟''

اشعر ملک نے کہا تھا اور اس کا انتظار کئے بنا کہ وہ سننا چاہتی ہے کہ نہیں اشعر ملک بولا تھا

تمہارے حسن سے رہتی ہے ہمکنار نظر

تمہاری یاد سے دل ہم کلام رہتا ہے

اپنی فراغتِ ہجراں تو ہو رہے گا طے

تمہاری چاہ کا جو جو مقام رہتا ہے

اشعر ملک کے مسکرانے پر میرال حسن نے اسے گھورا تھا۔

"یہ کیا ہے اشعر ملک؟ تم کیا جتانا چاہ رہے ہو؟" اس نے تنقیدی نظروں سے سے دیکھا تھا اور وہ مسکرایا تھا ۔

دلبری ٹھہرا زبانِ خلق کھلوانے کا نام

اب نہیں لیتے پری رو زلف بکھرانے کا نام

اب کسی لیلیٰ کو بھی اقرار محبوبی نہیں

ان دنوں بدنام ہے ہر ایک دیوانے کا نام

فیض ان کو ہے تقاضائے وفا ہم سے جنہیں

آشنا کے نام سے پیارا ہے بیگانے کا نام

"تم انگیج منٹ کے لیے تیار ہو؟" میرال نے پوچھا تھا۔ اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"میں تو اسی دن سے تیار ہوں جب میں نے تمہاری انگلی میں اپنی رنگ پہنا دی تھی۔ میں نے اسی دن اپنے دل کی سن لی تھی! میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ میں کروز سے واپس آ کر تمہاری انگلی میں اپنے نام کی رنگ ضرور پہناؤں گا۔ آئی ایم آل ریڈی انگیجڈ ود یو!" اشعر ملک ایک یقین سے بولا تھا۔ میرال حسن اس کی طرف سے نگاہ پھیر گئی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔

"یار اپھوپھو کی بیٹی۔ یقین کر لینے دو کہ تم شرما رہی ہو؟" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف بے یقینی سے دیکھا تھا۔ وہ جھینپ گئی تھی۔

"میں کیوں مسکرانے لگی۔ ایسا کچھ نہیں ہے!" وہ چہرہ پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"محبت کی مہک فضاؤں میں ہے یارا۔ کہیں پھوپھو کی بیٹی کو اشعر ملک سے محبت تو نہیں ہونے لگی؟" اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے چھیڑا تھا اور اس نے پلٹ کر ہاتھ کا ایک مکا بنا کر اس کی بازو پر جڑ دیا تھا۔ اشعر ملک ہنسنے لگا تھا۔

"محبت ہونا اتنا عجیب نہیں ہے پھوپھو کی بیٹی۔ میں یونہی تو نہیں کہتا کہ آئی ایم دا بیسٹ تو بس جیلس ہو۔" اشعر ملک مسکرایا تھا۔

"ویسے تمہیں بھی محبت ہونے لگی ہے نا؟"

"یہ کیا Stupidity ہے اشعر ملک؟"

"لیکن تم engagement کرنے پر رضامند ہو نا؟" اشعر ملک نے پوچھا تھا اور میرال حسن نے سر ہلا دیا تھا۔ اشعر ملک اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا تبھی وہ بولی تھی۔

"ویسے اتنے برے نہیں ہو تم...... آئی مین میرے نظریات کچھ دنوں میں تبدیل ہوئے ہیں۔ میں تمہیں اس زاویے سے نہیں

دیکھتی تھی۔" میرال حسن نے اعتراف کیا تھا۔

"جانتا ہوں!" اشعر ملک نے اقرار کیا تھا۔

"میں خود بھی اپنے بارے میں حیران ہوں اور مجھے خود کو اس زاویئے سے دیکھنے اور سمجھنے میں وقت لگا۔ لیکن جو بھی ہے میں کسی موضوع پر ابھی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں بتا چکا ہوں کہ والدہ اور والد کے آنے سے میری زندگی میں ایک مثبت تبدیلی آئی ہے۔ اگر تم میرا ہاتھ تھامنا چاہتی ہو تو میں زندگی بھر تمہارا خیال رکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔" وہ ایمانداری سے بولا تھا۔

"میرال حسن نے سر ہلایا تھا۔

"میں اس رفاقت کو قبول کرنا چاہوں گی اشعر ملک اس لئے نہیں کہ میرے پیرنٹس اس بارے میں فیصلہ لے چکے ہیں۔ اس لئے بھی کہ مجھے تم اس قابل دکھائی دے رہے ہو۔ تم میری ذمے داری لے سکتے ہو اور مجھے لگتا ہے زندگی کے اس سفر میں تم ایک اچھے ہزبینڈ بننے کی صلاحیت رکھتے ہو۔" میرال حسن نے کہا تھا اور اشعر ملک مسکرایا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"میں کوشش کروں گا میرال حسن!"

اشعر ملک کے لہجے میں یقین تھا۔

"تم اچھی ہو میرال حسن۔ تمہارے لئے میرے دل میں ایک گوشہ بن رہا تھا۔ جب ہم کروز پر تھے۔ میں تمہاری طرف ایک خاص کشش تھی جو کھینچ رہی تھی اور تبھی میں نے ٹھان لی تھی کہ میں تمہاری آنکھوں میں یہ نمی کبھی نہیں آنے دوں گا اور میرا تم سے وعدہ ہے کہ میں ان آنکھوں کو دوبارہ کبھی اداس نہیں ہونے دوں گا!" اشعر ملک ایک یقین سے بولا تھا۔ میرال حسن اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی تبھی وہ بولا تھا۔

"تمہارا دل مطمئن ہے نا؟ ابھی کوئی سوچ ایسی تو نہیں جو پریشان کر رہی ہو؟ اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتا دو ہم اس رشتے کو جڑنے سے اب بھی روک سکتے ہیں۔" اشعر ملک نے خدشے کے پیش نظر کہا تھا اور تبھی میرال حسن نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں اشعر ملک میں یہ انگیج منٹ ہونے دینا چاہوں گی۔ میرے دل میں جتنے بھی شکوک و شبہات تھے وہ دور ہو چکے ہیں۔ میرے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

اشعر ملک نے اس کو بغور دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر سکون دکھائی دے رہا تھا۔ اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے کوئی غلط فیصلہ نہیں لیا۔ کیونکہ ایک ایسا ہی اطمینان اسے اپنے اندر اترتا محسوس ہوا تھا۔ تبھی وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"یار پھوپھو کی بیٹی ایک درخواست ہے۔ دراصل تمہارے غصے سے واقف ہوں۔ سو جب جھگڑا کرنا ہو تو بتا دیا کرنا میں اپنی حفاظت کے لئے ضروری ساز و سامان اپنے ساتھ رکھا کروں گا۔" وہ مسکرایا تھا اور میرال حسن نے اسے گھورا تھا۔ اشعر ملک مسکرا دیا تھا۔

"تمہاری مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں پھوپھو کی بیٹی۔ ایک بے فکری مسکراہٹ۔ مجھے خوشی ہو گی اگر میں اس مسکراہٹ کو تا عمر اس چہرے پر کھلتا ہوا دیکھوں!"

میرال حسن مسکرا دی تھی۔

''تم دیکھو گے ہمیشہ اشعر ملک۔ میں خوش ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ خوشی اور سکون میرے اندر ہمیشہ آباد رہے گا۔'' وہ یقین سے بولی تھی اور اشعر ملک نے مسکراتے ہوئے یقین سے سر ہلایا تھا۔

☆......☆......☆

وہ چینج کر کے آئی تھی جب ابان شگری اس کے لئے کافی لے آیا تھا۔ اسکی سمت ایک کپ بڑھایا تھا اور مسکرایا تھا۔ اتباع منصور نے کپ تھام لیا تھا۔ اور کاؤچ پر بیٹھ گئی تھی اور کافی کے سپ لینے لگی تھی۔ ابان شگری اس کی سمت تکتا ہوا کافی کے سپ لے رہا تھا۔ کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ باہر بارش متواتر ہو رہی تھی۔

''مجھے لگتا ہے یہ بارش رات بھر ہوگی!'' وہ اس کی محویت توڑتے ہوئے بولی تھی۔ ابان شگری جو اس کی سمت متواتر دیکھ رہا تھا بے فکری سے شانے اچکا دیئے تھے۔

''میں نہیں جانتا۔ میں یہاں اتنی دور Weather Forecast Experience کرنے نہیں آیا۔ موسموں پر میری نظر نہیں ہے۔'' وہ واضح انداز میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔ اتباع منصور کو اس کے اس انداز سے بوکھلاہٹ سی محسوس ہوئی تھی تبھی اس کی سمت سے نگاہ پھیرتے ہوئے کافی کا سپ لیتی ہوئی بولی تھی۔

''لنڈن میں ایک کہاوت ہے کہ تین ڈبلیوز (W) پر کبھی یقین نہیں کرنا چاہئے!'' وہ بات کر کے اس اثر کو متواتر زائل کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔ تبھی ابان شگری نے اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

''جانتا ہوں Weather، Weath اینڈ Woman۔''

''تمہیں کتابیں پڑھنے میں کوئی انٹرسٹ ہے؟'' وہ جان چکا تھا کہ وہ کنفیوژڈ ہو رہی ہے۔ تبھی اس کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اتباع منصور کو اندازہ تھا وہ جان چکا ہے۔ وہ اسے بولتے ہوئے سن رہی تھی۔

''جب میں لندن میں تھا تو مجھے Weather پسند نہیں تھا۔ کبھی بھی بادل گر آتے ہیں اور کبھی کبھی بارش شروع ہو جاتی تھی لیکن ایک بزنس پرسن ہونے کے ناطے مجھے وہ Weather جھیلنا تھا۔ Wealth کے لئے کیا کیا برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اتباع منصور نے کافی کا سپ لیا تھا اور اپنا ہاتھ واضح انداز میں کانپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ کافی کا کپ چھلکا اور اس سے قبل کہ کافی چھلک کر گرتی ابان شگری اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور کافی کا کپ اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ اتباع منصور نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ اس کے معاملے میں اتنا چوکنا تھا؟ وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔

''تم ٹھیک ہو؟ یو اوکے؟ کہیں کافی گری تو نہیں؟'' ابان شگری نے پریشان سے کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے تھاما تھا۔ اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''آئی ایم او کے۔تم میرے معاملے میں ہزار آنکھیں رکھتے ہو ابان شگری۔تمہارا ہر عضو جیسے آنکھ ہے۔تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہوسکتا۔یو آر دا بیسٹ ہزبینڈ......!'' اتباع منصور نے صاف گوئی سے کہا تھا۔ابان شگری نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔

''اتباع منصور تم میری ذمہ داری ہو۔تمہیں ہمیشہ محفوظ دیکھنا چاہتا ہوں!'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔اتباع منصور نے اسے دیکھا تھا۔

''صرف اس لئے کہ میں تمہاری ذمے داری ہوں؟''

''ہاں......!'' وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔اتباع منصور کی آنکھوں کی روشنی ایک پل میں مدھم ہوئی تھی۔

''کیا ہوا؟'' ابان شگری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''اوں ہوں! کچھ نہیں!''

''پھر یہ چہرہ اتنا بجھ کیوں گیا ہے؟''

''نہیں......ایسا نہیں!'' اتباع منصور نے مدھم لہجے میں اس کی سمت دیکھے بنا کہا تھا۔

ابان شگری نے اسے تھام کر قریب کیا تھا اور اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

''اتباع منصور میں اس چہرے کو مکمل پڑھنے کا قائل ہوں۔اس چہرے پر جب کوئی سیاہ بادل آ کر رکتا ہے تو مجھے خبر ہو جاتی ہے۔میں کسی سیاہ بادل کا سایا اس چہرے پر دیکھنا نہیں چاہتا۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا تبھی وہ پوچھنے لگی تھی۔

''میرا اتنا خیال کیوں کرتے ہو؟''

''تم جانتی ہو کیوں؟''

''نہیں جانتی!'' وہ اس کی سمت دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

''اپنے دل سے پوچھو......!''

''دل مائل نہیں ابھی......!''

''دل کو مائل کرو......!'' وہ گہری نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

''مجھے طریقے از بر نہیں......!!'' وہ نگاہ چرانے لگی تھی۔

''سیکھ لو۔'' ابان شگری نیا اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کیا تھا۔

''مجھے اندر معلوم نہیں!'' اتباع منصور نے نگاہ پھیر لی تھی۔اس کی قربت سے ایک خاص احساس اسے اپنے اندر جاگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔اس کی پلکیں اسے بوجھل ہوتی محسوس ہوئی تھیں اور دھڑکنوں میں ایک خاص ارتعاش تھا۔

ابان شگری نے اس چہرے کو بغور دیکھا تھا پھر اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی کو ٹکا دیا تھا اور آنکھیں میچ کر مدھم لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا تھا۔

"If you say that you will hold me and care for me in such special way you bring me joy in everything I do. We'll be together forever, I know you wanted to listen a lot.

تمہاری آنکھیں، تمہارا چہرہ......تمہاری مسکراہٹ!

میں چاہتا ہوں سب میرے ساتھ ہمیشہ رہے...... میں تمہاری آنکھوں میں دیکھتے رہنا چاہتا ہوں۔ تمہاری خوشبو کو ہر لمحے اپنے ساتھ......اپنے اردگرد محسوس کرتے رہنا چاہتا ہوں۔ تمہارا احساس میری زندگی ہے۔ میں تمہاری آنکھوں سے ہمیشہ یہ رنگ چنتے رہنا چاہتا ہوں۔ ان آنکھوں سے پھوٹتی روشنی میری ہر سمت کا تعین کرتی ہے اور میری ہر راہ تمہاری طرف آٹھہرتی ہے۔ تم میرے احساسات کو اپنے خیالوں سے باندھتی رہتی ہو۔ چپکے چپکے خاموشی میں۔ تب بھی جب تم بدگمان ہوتی ہو اور تب بھی جب تم بے خبر ہوتی ہے۔ تم میرے ہر زمانے میں ہو، میرے ہونے کا احساس۔ تمہارا مرہون منت ہے شیرنی......!" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔ اس کی سانسوں کی تپش سے اس کا چہرہ جھلسنے لگا تھا...... دھڑکنوں میں ارتعاش بڑھنے لگا تھا۔

اور وہ مدھم سرگوشی میں پوچھ رہا تھا۔

"اور کیا سننا ہے تمہیں شیرنی؟"

"مجھے نہیں پتہ!" وہ اس کے بازوؤں میں پگھل رہی تھی جیسے۔

"تم جانتی ہو! تمہاری دھڑکنوں میں بارہا سوال ہیں۔"

"اور وہ سوال کیا کہتے ہیں؟" وہ بند آنکھوں سے مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"میں جانتا ہوں سوال کیا ہے۔ میں جوابات بھی دے سکتا ہوں شیرنی۔ مگر مجھے تمہاری زبان سے سن کر اچھا لگتا ہے۔ تم کہتی ہو تو لفظ جیسے جادو کرنے لگتے ہیں۔ ایک کن من سی بارش ہوتی ہے اور میرا وجود اس برستی پھوار میں بھیگنے لگتا ہے۔ نہیں جانتا کیونکہ...... کب سے مگر تم ہمیشہ سے جیسے میرے اندر ہو...... جب میں تم سے نہیں ملا تھا تب میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔ وہ تم ہی تھیں جس کا ہاتھ تھام کر میں ہمیشہ چلنا چاہتا تھا۔ میں تمہارا عادی تب بھی تھا جب تم میرے پاس نہیں تھیں۔ میں تب بھی تمہاری ان دھڑکنوں کو سنتا تھا جب تم میرے قریب نہیں تھیں۔ تم ان لمحوں میں بھی میرے اتنے ہی قریب تھیں۔ میری رگِ جان سے زیادہ قریب۔ تم سے اس لئے نہیں کہا کہ تم ہمیشہ سے جانتی تھیں۔ تمہاری آنکھیں مجھے دیکھتی تھیں تو مجھے لگتا تھا کہ تم ہر بات پڑھ لیتی ہو۔

Baby, I ove you to the end of the universe and beyond. You are my shining light brither than the sun and the moon! Shining more brilliantly than all the stars in the night sky. I always think about you and wondering how you are doing. I want to move the planets and the stars to be with you every moment of the rest of my life."

وہ مدھم سرگوشیاں اتباع منصور کو اپنی سماعتوں کے بہت قریب محسوس ہو رہی تھیں۔ابان شگری کا جنوں اس کے لہجے میں بول رہا تھا۔

"You are the light in my life. I'm with you in spirit always I love you to infinity and beyond."

ان سرگوشیوں میں ابان شگری کا جیسے دل بول رہا تھا۔وہ اس کی دھڑکنوں کو ان کے لفظ لفظ میں دھڑکتا محسوس کر رہی تھی۔

"I have been thinking about you night and day. I always defeated darkness so I could meet you and see your bright eyes. In my dreams I always see you stood blinking in the bright sunlight. And I have been observing your every blink. You kept a firm hold on my hand and stared at me in amazement, I always turned follwoing her gaze."

وہ مدھم لہجے میں اس کی سماعتوں کے قریب بولا تھا۔

''تم میرے خوابوں میں میرے ساتھ تھیں۔ ہر لمحہ......اور میں تمہیں اپنے اندر باہر ڈھونڈ رہا تھا جب تم مجھے پہلی بار ملی تھیں۔ میں حیران نہیں ہوا تھا۔تم خوابوں سے چل کر حقیقت میں آئی تھیں۔میرے پاس جینے کے لئے اور تب مجھے یقین ہوا تھا کہ تم میرے لئے بنی ہو۔ میرے خوابوں میں تمہارے الفاظ وہی تھے۔تم ہر بار کہتی تھیں کہ تم میرے لئے بنی ہو اور جب تم میرے ساتھ تھیں تب بھی تم نے یہی کہا۔ تمہارے الفاظ مجھے حیرت میں مبتلا نہیں کر رہے تھے۔تم میری جزئیات اور کلیات میں شمار ہو چکی تھیں اور اب بھی میری زندگی،میری ذات کا حصہ ہو۔تم میری جزئیات،میری کلیات ہو اتباع منصور شگری......تم میری زندگی ہو......اور میں تمہیں محبت کرنے کے لئے بنا ہوں۔

My soul loves you! I will always be there for you!"

وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اور کیا سننا ہے تمہیں؟ لفظ تھک ہار جائیں گے شیرنی......معنی مدارجوں میں بکھرنے لگیں گے مگر میری محبتوں کے دائرے محدود نہیں ہونگے۔یہ محبت ہمیشہ تک ہے۔راستے کے آغاز سے......اختتام تک......تاروں کی ضیاع سے سوا......شمس کی حدتوں سے کئی گنا زیادہ......میری محبت کا سلسلہ نا تھمنے والا اور نا ختم ہونے والا ہے۔

لامتناہی!

حدود کو توڑتا ہوا......اپنے راستے بناتا ہوا جنوں!

جنوں کی آخری حد تک......!

تم نے کہا تھا جنوں کی حد کیا ہے؟ جنوں کی حد یہ ہے شیرنی......میں محبتوں کو اس راہ پر ڈال کر ان راستوں پر چلتے دیکھنا چاہتا تھا اور دیکھو محبت نے تمہارے دل کا پتہ ڈھونڈ لیا......تم نے کہا تھا آسمان مکمل نہیں ہوتا......میں نے ثابت کر دیا ہے کہ آسمان زمین کے اور

زمین آسمان کے لئے ضروری ہے۔

بے حد ضرری......

آسمان سانس نہیں لے سکتا......!

زمین قریب نہ ہوتو اس کی نبضیں تھمنے لگتی ہیں......

بے چین سا آسمان زمین کی طرف جھک آتا ہے۔ زمین حیرت سے آسمان کو تکتی ہے اور تب آسمان کہتا ہے۔ یہ دوری ہمارے لئے نہیں ہے۔ میں ہر لحہ تمہاری سمت تکتا ہوں۔ تم مجھے مکمل کرتی ہو۔ تم میری تکمیل کا باعث ہو۔ تم میرے ہونے کا ہر جواز ہو اور تم میری کہانی کو مکمل کرتی ہو۔ تمہاری ضد تھی کہ کہانی کو مکمل کرو...... اور کہانی تو تبھی مکمل ہو گئی تھی جب تم مجھ سے پہلی بار ملی تھیں۔ تمہاری مرضی کے خلاف...... میں نے زبردستی تمہیں اپنی زندگی میں لیا کیونکہ تم میرے لئے بنی تھیں۔ تم کہتی تھیں مگر وسوسے تمہیں ستانے آجاتے تھے اور میں خاموش تھا۔ مگر اعتداد میں تھا۔ پرسکون تھا۔ تم میرا یقین تھیں اور میں اس یقین کے ساتھ تمہارے ساتھ کھڑا تھا۔'' وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

''اتباع منصور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ اس نے جو سنا تھا وہ بھرپور احساس تھا۔ وہ اس سے بے تحاشا محبت کرتا تھا اور وہ کتنی بدگمان رہی تھی۔

''اتنا کیوں ستایا؟''

''بس یونہی!''

''کیوں......؟ میں اتنی پریشان رہی اور تم......!''

''تمہیں ایک خاص احساس کرانا چاہتا تھا۔ ایک خاص موقعے کے انتظار میں تھا۔ تم سے دور نہیں تھا۔ نہ تم سے بدگمان تھا!'' وہ یقین دلاتے ہوئے بولا تھا۔

''ہاں مگر مجھے پریشان تو کرتے رہنا!''

''میں جیسا ہوں اس کی عادت ہے تمہیں۔ اگر میں صاف کہہ دیتا تو تم اس لمحے بھی حیرت سے مجھے تکتیں...... تمہیں عادت ہے بے خبر رہنے کی!'' ابان شگری بولا تھا۔ اتباع منصور نے سرنفی میں ہلایا تھا۔

''ایسا نہیں ہے۔ لیکن مجھے تب بھی الجھن ہوتی ہے۔ خون جمتا تھا۔ جب تم مجھے اشعر ملک کی Spy کہتے تھے اور میں نے اشعر ملک سے مدد کیوں مانگی؟ صرف تمہاری وجہ سے کیونکہ......!'' وہ روانی سے بولی تھی۔ اور ابان شگری نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اتباع منصور نے خاموشی سے دیکھا تھا۔

''اوں ہوں......!'' ابان شگری نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

''ان لمحوں میں کوئی بحث نہیں ہوگی ابان شگری......! میں چاہتا ہوں ان لمحوں میں ہم اپنی بات کریں۔ جو ہوا...... اسے ختم کرو۔

جو ہو رہا ہے ان لمحوں کو جیو...... ان لمحوں کے ذائقہ ان گزرنے والے لمحوں سے کہیں زیادہ ہے۔ تم ہر موسم کا رنگ الگ محسوس کرو گی۔

I want to make you feel special becauase you are my everything.

تمہارا لہجہ...... تمہاری باتیں......

تمہاری آنکھیں......

''تمہاری دلکشی...... تمہاری رعنائی......

مجھے سب زبانی یاد ہے۔ تم لفظ لفظ ازبر ہو مجھے شیرنی......!''

ابان شگری نے اسے کے کان کے قریب کہا تھا۔ مدھم سرگوشی کی تھی۔

"I love you baby! I will always be there for you.

میرے لئے تم سے نگاہ چرا لینا ممکن نہیں ہے۔ تم میری روح میں ہو اور میرے دل میں دھڑکتی ہو۔ مجھے تم سے اتنی محبت ہے میں اس کا شمار کیوں نہیں کر پایا۔ شاید مجھے جتانا نہیں آتا مگر میں تم سے غافل نہیں رہ سکتا...... تمہارے تمام تر تغافل کے باوجود میں تمہاری طرف ہر پل متوجہ رہا...... تمہارے ساتھ جڑا رہا...... تمہارے ساتھ بندھا رہا...... یہ میری محبت ہے اتباع شگری...... میں تمہارے لئے ہر ناممکنات کو ممکن کر سکتا ہوں۔ تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے کچھ ناممکن نہیں لگتا۔

I can't take my eyes off you! You are so special to me and I can't even explain why - because there is not only one rason!"

ابان شگری اسے اپنا اقرار سونپ رہا تھا۔ اتباع منصور خود کو بہت سے خاص لمحوں میں گھرا محسوس کر رہی تھی۔ وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ کتنی اہم ہے اور اس کے لئے کتنی ضروری ہے۔

And like flowers in the fields, that make wonderful views, when we stand side-by-side in our wonderful dues.

ہم ساتھ کھڑے ایک دوسرے کو تکتے، ایک دوسرے کے سفر کو مکمل کرتے ہیں۔ یہ سفر یہاں سے آغاز ہوتا ہے شیرنی...... اور یہ سلسلہ ہمیشہ اسی طور آگے بڑھتا رہا اور بڑھتا رہے گا۔

I can't express the depth of my feelings for you. I hope you know everything in my heart because loving you mean more to me than anything in this word. You're the only one who I wouldn't mind losing sleep for, the only one who I can never be tired of talking to and the only one who crosses my mind constantly

throughout the day. You're are the only one who can make me smile. When the eyes meet and hold strongly they are bound to meet again. You're special to me!"

اس کی سرگوشیاں وہ بغور سن رہی تھی۔ تبھی وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔

"تم میرے لئے اہم ہو ابان شگری...... تمہارے علاوہ زندگی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ میں ہر لمحے تمہارے بارے میں سوچتی ہوں۔ تم میرا جزوکل ہو۔ میں ہر لحہ تم سے جڑی رہی ہوں کیونکہ میں تمہارے لئے بنی ہوں۔ تم پر غصہ آتا تھا...... الجھتی تھی خود سے...... مگر تم سے محبت کرنا ترک نہیں کرسکی تھی......!" اتباع منصور مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"جانتا ہوں...... تم مجھ سے محبت کرنا کبھی ترک نہیں کرسکتی تھیں۔ اگر تم چاہتیں تب بھی نہیں!" وہ اس کی چھوٹی سی ناک کو دباتے ہوئے مسکرایا تھا۔

اتباع منصور نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"نہیں...... میں ایسا کبھی نہیں چاہتی۔ میں تم سے محبت کرنا ترک نہیں کر پائی۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ میں ایسا نہیں کرسکتی۔ چاہے تم مجھ سے کتنے بھی بدگمان ہو جاتے۔ دور چلے جاتے۔ میں تب بھی تمہیں ایسی ہی محبت کرتی۔ اسی شدت سے!" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے علم ہے تم مجھے محبت کرنے کے لئے بنی ہو اتباع شگری! تم میرا لمحۂ موجود اور ہر آنے والا کل بھی...... میں اپنی زندگی کے تمام لمحے تمہیں سونپتا ہوں۔ آج سے...... ابھی سے...... ہمیشہ تک......!"

ابان شگری نے اس کے چہرے پر سر جھکا کر مدھم لہجے میں کہا تھا۔ اتباع منصور نے اس کی سمت دیکھا تھا اور نرم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

When I first met you

I felt like I had known you forever

telling you my secrets

and what I didn't want ever

You listened to me

I bet you thought I'd never end

I love the way we are together

ابان شگری اس کی پیشانی پر اپنے پیار کی مہر ثابت کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"اگر محبت تھی تو شک کیوں کیا؟"

''شک نہیں کیا تھا......!'' وہ مسکرائی تھی۔

''پھر وہ کیا تھا؟'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''گہری محبت!'' وہ مسکرائی تھی۔

''آہ......سمندر سے بھی زیادہ گہری؟'' وہ مسکرایا تھا۔

''ہاں سبز سمندر سے بھی زیادہ گہری......!''

''تبھی میرال حسن کا ذکر تمہارا خون جلاتا رہا؟'' ابان شگری نے چھیڑا تھا۔

''تم جان بوجھ کر اس کا ذکر کرتے تھے!''

''میں یا تم......؟'' ابان شگری نے اس کی چھوٹی سی ناک کو دبایا تھا۔

''تم......!تم نے سب مخفی رکھا تاکہ میں میرال حسن کو اپنا حریف سمجھتی رہوں!'' اتباع منصور نے جتایا تھا۔

''میں اسے تمہارا حریف نہیں بنا رہا تھا......!''

''مگر سب کچھ مخفی رکھ کر یہ ثابت کر رہے تھے کہ وہ کہیں اہم ہے!''

''ایسا تم سمجھ رہی تھیں!''

''ایسا تم باور کرا رہے تھے......!''

''تم مجھے حاسد بنا رہے تھے؟''

''تم میرال حسن سے حسد محسوس کر رہی تھیں؟'' وہ مسکرایا تھا۔

''میں حسد محسوس نہیں کر رہی تھی مگر مجھے الجھن ہوتی تھی!''

''محبت یقین ہے تو پھر ایسی الجھن کیوں؟''

''محبت یقین ہے مگر محبت میں زندگی کے ساتھ بدگمانی بھی آجاتی ہے۔ میں تمہارے لفظ سن رہی تھی جہاں تم ایک نیا رشتہ بنانے کی بات کر رہے تھے وہ بھی ہماری شادی کی تقریبات کے دوران......!'' اتباع منصور نے شکوہ کیا تھا۔ ابان شگری مسکرا دیا تھا۔ تبھی وہ گھورتے ہوئے بولی تھی۔

''بہت لطف آتا تھا نا آپ کو......؟''

''ہاں بہت......!''

''دیٹس ناٹ فیئر......!''

''محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ تمہاری آنکھوں کی بدگمانی بتاتی تھی کہ تم میرے کتنے قریب ہو!'' وہ مسکرایا تھا۔

''صرف یہ محبت دیکھنے کے لئے؟''

''نہیں اور بھی بہت کچھ......!''

''میرا خون جلانے سے کوئی تسکین ملتی تھی؟''

''نہیں تسکین محبت کو تمہاری آنکھوں میں دیکھ کر ملتی تھی!''

''یہ کوئی طریقہ نہیں!'' وہ خفا ہوئی تھی۔

''میں چاہتا تھا تم جانو......!''

''میں سطر سطر پڑھنے کی کوشش کرتی تھی......!''

''اور پھر......؟''

''پتہ نہیں......میں تھکنے لگتی تھی......!''

''میں تمہیں پڑھ سکتا تھا...... ہر بات بنا کہے جا سکتا تھا تو تم کیوں نہیں؟''

''میں بھی جان جاتی تھی......تبھی تو ہر بار تمہیں معاف کر دیتی تھی!''

''محبت مہربانیاں کر سکتی ہے!'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''تبھی تمہیں رعایتیں دیتی رہی تھی......!''

''تمہاری رعایتوں سے تمہارے دل کا راستہ ملتا تھا!''

''اور اگر میں زیادہ بدگمان ہو کر واپس لوٹ جاتی تو؟''

''تم نہیں جا سکتیں تھیں!''

''کیوں نہیں؟''

''کیونکہ میں تمہیں کبھی جانے نہیں دیتا!''

''اور اگر تمہیں بتائے بنا چلی جاتی تو؟''

''میں تمہیں ڈھونڈ لیتا!''

''ایسا اگر نہیں ہو پاتا تو؟''

''میں تمہارے بارے میں ناممکنات کو ممکنات میں تبدیل کر سکتا ہوں!''

''جانتی ہوں......!'' وہ خاموش ہو کر چہرے کا رخ پھیر گئی تھی......تبھی ابان شگری نے اس کا چہرہ تھام کر رخ اپنی طرف پھیرا تھا

اور مدھم لہجے میں

ابان شگری نے اسے تھام کر خود سے قریب کیا تھا۔اسے بغور دیکھا تھا۔مسکرایا تھا اور پھر گنگنانے لگا تھا۔

When somebody loves you

It's no good unless he loves you all the way...!

Happy to be near you

When you need someone to cheer you all the way

وہ اتباع منصور کا موڈ کرنے کو گنگنایا تھا۔اور وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

Taller than the tallest tree is taht's how it's got to feel

Deeper than the deep blue sky is that how deep it goes if it's real

Frank Sinatra کا سونگ گنگناتے ہوئے وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔اتباع منصور نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

''مجھے لگا تھا تم نے ائیر پورٹ پر وہ سونگ میرال حسن کے لئے گنگنایا تھا!'' وہ اپنی حماقت پر مسکرائی تھی۔

''اور تمہیں لگا تھا میں تمہارے علاوہ کسی کو اتنی اہمیت دے سکتا ہوں؟'' ابان شگری مسکرایا تھا۔

''نہیں......مگر......اس لمحے میں بدگمان تھی تو لگا کہ تم نے وہ لفظ اس کے لئے اسے مس کرتے ہوئے بے خود میں گنگنائے ہیں!'' اتباع اپنی حماقت پر کھل کر مسکرائی تھی۔ابان شگری مسکرایا تھا۔

''اور اگر میں واقعی اسے مس کرنا شروع کر دوں تو؟ نظروں میں شرارت تھی۔

''تم چاہتے ہو میں تمہیں اس کمرے سے باہر نکال دوں؟'' اس نے گھورا تھا۔

ابان شگری ہنس دیا تھا۔

''تم اتنا سم کر سکتی ہو؟''

''اس سے بھی زیادہ......!''

''اوہ......ظالم وائف......!''

''ہاں ہوں......!''

''مجھے ساری رات بارش میں کھڑا رکھ کر تمہیں تسکین ملے گی؟'' ابان شگری اس ک چہرے کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

وہ ہنس دی تھی۔

''ہاں بہت تسکین ملتی!''

''ڈیٹس ناٹ فیئر......!'' ابان شگری نے دہائی دی تھی۔

''محبت اور جنگ میں سب جائز ہے!'' وہ مسکرائی تھی۔ ابان شگری نے اس کا دمکتا چہرہ دیکھا تھا اور اطمینان سے مسکرایا تھا۔

''تمہیں حق ہے......! میک می Correct ویئر آئی ایم رونگ!'' اس نے تمام اختیارات جیسے اسے سونپ دیئے تھے۔

''جانتی ہوں مگر مجھے یقین ہے تم کہیں غلط نہیں ہوگے! تم مجھ سے محبت کرتے ہو ابان شگری سو تم کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتے!'' وہ پر یقین لہجے میں بولی تھی۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا مسکرایا تھا۔

''ہاں میں تمہارے خلاف نہیں جا سکتا چاہ کر بھی نہیں۔ میں صرف ایک سمت چل سکتا ہوں اور وہ سمت ہر طرح سے...... ہر طرف سے بس تمہاری سمت جاتی ہے۔ تم میری ہر سمت ہو...... میرا ہر سفر ہو اور منزل بھی......'' ابان شگری مدھم لہجے میں کہتا ہوا مسکرایا تھا۔

''اتباع سرشاری مسکرائی تھی۔

''ابان میں اس یقین کے ساتھ ہمیشہ تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں!''

''تم میرے ساتھ ہو......!''

''ہاں...... ہمیشہ کے لئے......!''

"Indeed"...... ابان شگری مسکرایا تھا۔

''اس Destination کا آئیڈیا تمہارا تھا؟''

''شاید نہیں!'' وہ مسکرایا تھا۔

''میں جانتی تھی تم نے دادا ابا کا سہارا لیا!'' وہ مسکرائی تھی۔

''اوہ مسز شگری کا دماغ اتنا چلتا ہے؟'' وہ متاثر ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔

''تمہیں لگا میں اتنی Dumb ہوں؟''

''نہیں مجھے معلوم ہے You're beauty with brain......!'' ابان شگری اس کی چھوٹی سی ناک کو دباتے ہوئے مسکرایا تھا۔

''اگر تم جانتی تھیں تو اتنی irritated کیوں تھیں؟''

''تمہاری باتوں پر غصہ تھا!''

''اتنا غصہ؟ وہ بھی اتنی رومانٹک جرنی کے دوران؟''

''تم نے آتے ہوئے خاموشی کیوں سادھ لی تھی؟''

''میں انرجی جمع کر رہا تھا......!''

"جھگڑا کرنے کے لئے؟"

"تمہارے جھگڑے کو برداشت کرنے کے لئے!" وہ مسکرایا تھا۔

"میں جھگڑالو ہوں؟"

"تھوڑی بہت!" وہ مسکرایا تھا۔

"اوہ......!" اتباع منصور نے منہ بسورا تھا۔

ابان شگری نے اس کو بغور دیکھا تھا اور اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی تھی۔

"ہنی......کبھی بدگماں مت ہونا...... میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں!" ابان شگری نے مدھم لہجے میں درخواست کی تھی۔ اتباع منصور نے مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"کبھی نہیں......!"

"ہمیشہ ساتھ رہو گی؟" ابان شگری پوچھنے لگا تھا۔

"ہمیشہ......!" وہ اس کی سمت تکتی ہوئی مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

"ساتھ دو گی؟"

"ہمیشہ......!"

"دیٹ مین جھگڑا نہیں کرو گی؟" وہ مسکرایا تھا۔

"اچھا جھگڑا کب کرو گی؟" وہ ہنسا تھا۔

"جب تم کچھ غلط کرو گے!"

"اور پھر تو میں چاہوں گا ہمیشہ تمہاری مخالفت کروں۔"

"ایسا کیوں؟" وہ چونکی تھی۔

"کیونکہ جب تم جھگڑا کرتی ہو تو بہت اچھی لگتی ہو!" وہ مسکرا رہا تھا۔

"اور میں اس طرح سمائل کرتے اچھی نہیں لگتی؟ اتباع منصور نے گھورا تھا۔

ابان شگری نے اسے بغور ہر زاویئے سے جیسے جانچا تھا اور پھر سر انکار میں ہلا دیا تھا۔ وہ گھورنے لگی تھی۔ پھر ہاتھ کا مکا بنا کر اس کے سینے پر مارا تھا۔ وہ ہنسنے لگا تھا۔ پھر فرینک سناٹرا کو دوبارہ گنگنانے لگا تھا۔

وہ مسرور دکھائی دے رہا تھا اور اتباع منصور مسکرا رہی تھی۔

When somebody needs you

It's no good unless he needs you all the way

through the good or lean year

And for all the in-between years come what may

Who knows where the road wil lead us

only a foold would say

But if you will let me love you

It's for sure I'm gonna love you all the way

All the way....!

وہ اسے ہنسانے کو بھاری بھدی آواز میں گنگنانے لگا تھا اور وہ ہنستی چلی گئی تھی۔

اس کی ہنسی کے جلترنگ روم میں ابھر رہے تھے اور ابان شگری بھرپور اطمینان سے اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ اسے مسرور سا دیکھ کر مسکرائی تھی۔

''بہت محبت کرتے ہو نا؟''

''بہت......!''

''نئے موسموں کے ساتھ ہر لمحہ نئے رنگ لانے والی محبت؟'' اتباع مسکرائی تھی۔

''محبت نئی یا پرانی نہیں ہوتی......!''

''پھر......؟''

''محبت محبت ہے بس!''

''اور......؟''

''اور یہ کہ تمہارے لئے یہ محبت کم نہیں ہوگی!''

''مجھے یقین ہے......!'' اتباع منصور مسکراتے ہوئے مکمل یقین سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر اس کے شانے پر پرسکون انداز میں سر رکھ دیا تھا۔

''جانتی ہوں اور تمہاری دھڑکنوں میں بھی سن رہی ہوں!''

''کیا سن رہی ہو؟''

''تمہاری محبت بول رہی ہے!''

''تمہیں محبت ہمیشہ سنائی دے گی اتباع شگری!''

''جانتی ہوں کیونکہ یہ محبت میرے لئے ہے اور ہمیشہ رہے گی!''

''ہاں...... ایسا ہمیشہ ہوگا!'' ابان شگری نے پرسکون لہجے میں کہا تھا۔

''مجھے ہر منظر اچھا لگ رہا ہے ابان...... کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں!''

''محبت منظروں میں اتنے رنگ بھر دیتی ہے کہ ہر منظر دلکش لگتا ہے!''

''یہ درست ہے یہ رنگ...... یہ دلکشی...... یہ خوشنمائی محبت کی ہے...... شاید مجھے کچھ لمحوں پہلے تک ان منظروں میں کوئی دلکشی باقی نہیں لگ رہی تھی مگر تم نے اتنا کچھ کہہ کر منظروں میں عجیب رنگ بھر دیئے ہیں!''

یہ رنگ کے لہجے رنگ ہیں!''

''جانتی ہوں......!''

''محبت اپنے رنگ مدھم نہیں پڑنے دیتی!'' ابان شگری نے سر جھکا کر اس کے سر پر لب رکھے تھے۔ وہ مسکرائی تھی۔

''آئی لو یو ہنی......!'' وہ مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

''آئی ایم ہنی!'' اتباع منصور مسرور سی مسکرائی تھی اور آنکھیں موند لی تھیں۔ ابان شگری بہت سی باتیں کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ محبت سے گندھا تھا اور اتباع منصور جانتی تھی یہ دلکشی ہمیشہ باقی رہنے والی تھی۔

ہمیشہ سے...... ہمیشہ تک......

(ختم شد)